...مناع مکین و مکان فضل و خلاق زمین و زمان

...سیدہ گلزار سخندانی ثمر نو رسیدہ شاخسار سحر بیانی نشتر رگ دل نمونہ سحر بابل فلک خوبی کا اختر

موسوم بہ

طلسم ہفت پیکر

جلد دوم

مصنفہ شاعر نازک خیال شیرین مقال مداح رسول الثقلین منشی احمد حسین مخزن علم و ہنر متخلص بہ قمر

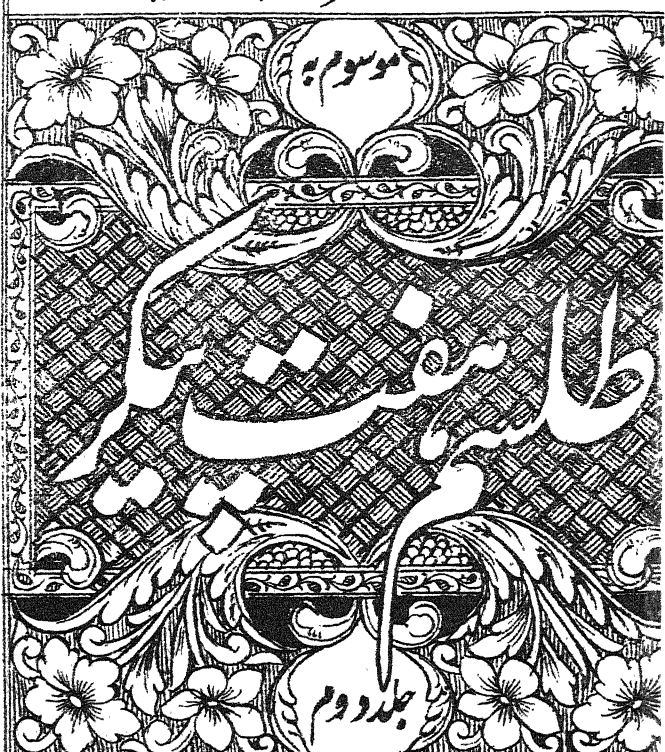
مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں حسن و خوبی چھپا

اطلاع - الحمدللہ کہ اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخ
جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے ملاحظہ و معائنہ
حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے
ہین انمین قصہ جات نظم و نثر اردو درج کیے جاتے ہین تاکہ جس درجہ کی یہ کتاب ہے اس
کی دیگر کتب موجودہ کارخانہ سے صاحبان شوق و قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل

نام کتاب	قیمت	نام کتاب
قصہ جات نظم		بالا باختر
الف لیلہ منظوم - کی متفرق جلدین حسب ذیل فروخت		ایرج نامہ جلد اول
مین ہین - ازمنشی طوطارام شایان - کامل	۶عہ	" جلد دوم
ایضاً جلد اول - ازمنشی طوطارام شایان	۱۲	طلسم ہوش ربا جلد اول
ایضاً - جلد دوم " "	۱۰	" جلد دوم
ایضاً - جلد سوم " "	۶	" جلد سوم
ایضاً - جلد چہارم - ازمنشی شادی لال	۱۳ ار	" جلد چہارم
قصہ جات نثر		" جلد پنجم کا حصہ اول
داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکو ابوالفضل		" " حصہ دوم
فیضی نے شہنشاہ اکبر کے وقت مین تصنیف کی		" جلد ششم
اور آٹھ دفترون مین ہے اور اسکے نامون کی		" جلد ہفتم
تفریح حسب مندرجہ ذیل ہے		بقیہ طلسم ہوش ربا حصہ اول
نوشیروان نامہ جلد اول	۶عہ ب	" حصہ دوم
" جلد دوم	۶عہ	صندلی نامہ دفتر ششم
ہرمز نامہ متعلق نوشیروان نامہ جلد دوم	للعہ ب	تورج نامہ جلد اول - دفتر ہفتم -
ہنومان نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم	۶عہ	" جلد دوم
کوچک باختر	۶عہ	طلسم فتنہ نور افشان جلد اول و دوم و سوم کامل

...ع صناع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

...دمیدۂ گلزار سخندانی ثمر نورسیدۂ شاخسار سحربیانی نشتر رگ دل نمونۂ سحر بابل فلک خوبی کا اختر...



...شاعر نازک خیال نثار شیریں مقال مداح رسول الثقلین منشی احمد حسین مخزن علم و ہنر متخلص بہ قمر

...نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں حسب...



حمد خالق یکتا بانی بناے دنیا کیا رحیم وکریم ہی حقیقت مین وہ سمیع وعلیم ہی کیا ک
وبے نیاز ہی ہر طرح کے طریقے مین راز دنیاز ہی کس لطف سے شکم انسان مین قد
نطفہ قائم ہوتا ہی اول مضغہ بنایا پھر ترکیب سے اعضا قرار دیے نو مہینے شکم ما
بعد نو مہینے کے حکم حاکم حقیقی صادر ہوا کہ اب قید تاریکی سے باہر آ اور ساکنان
دکھا فوراً لڑکا زمین پر پیدا ہوا جدائی ندیمان عالم ازل سے پیدا ہوتے ہی رو
آنے کے پروردگار نے عہد لے لیا کہ دنیا مین جا کر ہماری عبادت کرنا دام مکر ابلیس
نہ پھنسنا یہان آغوش مادر مین شیر پی کر پرورش پاتے ہین آخر جب ہوشیار ہوے
دیکھا اپنے بیگانے کو پہچانا اور حیرت بڑھی اب یہ فکر پڑی فرد- تہمت چند اپنے ذ
کسلیے آئے تھے اور کیا کر چلے + دنیا کے جھگڑون مین پھنسے انجام و آرام عدم کے کچھ
ہر وقت یہی فکر ہی ہر گھڑی یہی ذکر ہی کہ کسی طور سے چار پیسے پیدا کیجیے طریقۂ نیک
سمجھا انکو دیکھکر پھولے اب نازنینان مہ جبین سے ہم بستری سامان عیش
ہے کریمی وخے رحیمی ہر شخص اپنے اپنے طور پر اپنی ہی فکر مین
کے کام کرتا ہے تمام کو اُسکے پروردگار دیکھتا ہی جن و انس
ن صحرا ام پر مامور ہین ہر ایک کا کام یہ

ساتھ نیکی ماں باپ سے زیادہ فرماتا ہی سب پر پروردگار مہربان ہی جس کام کو جو کوئی کرتا ہی بہتری کا انجام پروردگار تسلیم کرتا ہی اگر وہ رحیم ایک چشم زدن اپنی بندے کی طرف سے نگاہ پھیر لے تو انسان گھٹ گھٹ کر مرے کوئی کام انسان سے نہ ہو سکے ہر کس و ناکس کا وہ نگہبان ہی اپنے بندون پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہی صفت رب اکبر لکھنا نہایت دشوار ہی وہ ہمارا پروردگار ہی۔

نعت جناب اشرف انبیا حبیب خدا

اوصاف با انصاف جناب اشرف انبیا مثل حمد خدا مشکل ہی وہ پیغمبر کامل کہ جسنے ضلالت کو کفر و شرک کی نور اسلام سے منجلی کیا لیکن ابو جہل کہ جہل مرکب تھا حسب قدر حضرت نے اسکو سمجھایا اُسی قدر کفر اسکا بڑھا حضرت کے ساتھ وہ دشمنی کرتا تھا ستانے پر ختم رسل کے مرتا تھا ایک روز حضرت زیر کوہ حرا تشریف رکھتے تھے یہ بیحیا حضرت کی نگاہ بچا کر پہاڑ پر آیا کئی من کا پتھر پہاڑ سے اُس سنگدل نے لیا اور تاک کر حضرت کے سر انور پر پھینکا جب دیکھا کہ پتھر قریب سر انور پہونچ چکا تب اس مردود ازلی نے آواز دی کہ اے محمدؐ اب تو بچو اسی پتھر کے نیچے دب جاؤ گے حضرت نے جو پتھر کو آتے ہوے دیکھا بہ نرم زبانی آواز دی کہ اے پتھر تجکو اس خدا نے بنایا کہ جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی مجکو محفوظ رکھ وہ پتھر ٹھہر گیا پلٹ کر سر پر ابو جہل کے آیا آواز دی او جہل مرکب مین تیرے اوپر گرون تیرے استخوان توڑدون ابو جہل فریاد کرنے لگا کہ یا محمدؐ مجھے بچاؤ حضرت نے اشارہ کیا وہ پتھر ابو جہل سے الگ گرا وہ خانۂ کعبہ مین آکر کہنے لگا یارو محمدؐ سحر مین کامل و اکمل ایسا ساحر ہی کہ مین نے پتھر اُسپر پھینکا وہ پتھر اُلٹا مجپر آیا معجزات حضرت گنتی سے باہر ہین پروردگار نے اُنکے اوصاف حمیدہ سے ماہر ہی ہم کیا اور ہماری زبان کیا ہماری تحریر و تقریر اس لائق نہین ہی کہ اُنکے اوصاف بیان کرین درود نامحدود اُنکی ذات پر پروردگار عالم نے بھیجا یہی کافی ہی کہ فیض و سخا مین یکتا و کامل ہین حبیب خدا سے عادل ہین

منقبت جناب حیدر صفدر قاتل عمرو و عنتر شیر بیشۂ داور کنندۂ در خیبر زوج زہرا اطہر

سبحان اللہ جیسا نبی برحق ویسا ہی وصی مطلق اگر ذات جناب علی مرتضے پردۂ دنیا مین نہوتی

جناب سیدہؑ کی شادی کس سے قرار پاتی جب جاہلون نے حضرت کو پیغام دیا حضرتؐ نے
بکراہت منھ پھیر لیا اور ارشاد فرمایا کہ یارو وہ دختر پیغمبرؐ ہی ہر امر اُسکا موقوف بحکم رب داور
ہی ایک دن امین وحی سبحان الذی اسریٰ و مرحلہ پیماے منہاج قاب قوسین او ادنیٰ
حبیب رب العزت اعنی جناب ختمی مرتبت گوشۂ خلوت مین جلوہ فرما تھے کہ ناگاہ ایک ملک
بصورت عجیب و غریب سامنے آیا درود و سلام نبی برحق پر بجالایا دست بستہ عرض کی کہ
نور کو ساتھ نور کے تزویج فرمائیے حضرت نے فرمایا کسکو عرض کی کہ جناب فاطمہ زہرا کو ساتھ
علیؑ مرتضےٰ کے حضرت نے جو بغور دیکھا درمیان دونون شانون کے اُس ملک کے ایک
نوشتہ پایا اُسکو پڑھا لکھا تھا لا الٰہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ علیؑ ولی اللہ وصی رسول اللہ
حضرت نے فرمایا کہ ای ملک یہ نوشتہ کب سے تیرے دونون شانون پر ثبت ہی ملک نے
عرض کی کہ چوبیس ہزار سال قبل خلقت دنیا خدا نے مجکو مع اس کتبہ کے پیدا فرمایا ہی اب اس
حقیر مصنف نے اس مقام پر ایک قطعہ تصنیف کیا ہی کہ ملک نے حضرت رسول خدا کے
سامنے بزبان حال کہا قطعہ

زہرہ در خانۂ ہر کس کند از چرخ نزول
سر عقد پسر عم تو با خیر النسا
در شب جمعہ باصحاب ہمہ عید اگر
صاحبش مشتری زہرۂ زہرا گردد

مراد یہ ہی کہ شب جمعہ کو ستارہ زہرہ آسمان سے اُتریگا جسکے کوٹھے پر آکے چمکے اُسکے ساتھ شادی جناب سیدۃ النساء فاطمہ زہرا علیہا السلام کی ہوگی۔ رباعی

اوصاف علی بگفتگو ممکن نیست
گنجایش بحر در سبو ممکن نیست
من ذات علیؑ بو العجبی کی دائم
الا دائم کہ مثل او ممکن نیست

یہ چند اشعار ذات بابرکات پر مناسب و انسب ہین۔ قصیدہ

قبل خلقت ہی بناے قصر شان بوترابؑ — خاک آدم ہی غبار آستان بوترابؑ
لامکان سے کیون نہ برتر ہو مکان بوترابؑ — دوش ختم المرسلین ہی نردبان بوترابؑ
کان رکھکر خانۂ حق مین اگر کوئی سُنے — اب تلک آتی ہی آواز اذان بوترابؑ
لب تلک جو بات آئی دفعتہ وہ ہوگئی — ہی زبان خامۂ قدرت زبان بوترابؑ
بسکہ لاغر جسم کو مشق ریاضت سے کیا — پوست باقی رہگیا یا استخوان بوترابؑ
دو جہان کا کر دیا مختار خالق نے انھین — کر لیا سو طرح جب امتحان بوترابؑ

سال بھر مین تیس دن ہو خلق مہمان خدا
کوئی شی گھر مین نہین ہو دز دلیجائیگا کیا
کیون نہو ہر ضرب بہتر طاعت کونین سے
پوست کندہ عظمت عظمی سے یہ ظاہر ہوا
کوئی نعمت تھی سوا ے جو نہ مولا کی غذا
فرش پر ہر چند ہو وہ صاحب سیف و قلم
واقف سر سلونی واقف امر خفی
ایک ہین باقی فقط ہو پردہ پیغمبری
دیکھکر سبطین کو طفلی مین کہتے تھے ملک
مرتبہ کیا کوئی جانے شبر و شبیر کا
یہ غزل مٹی سے لکھدیتا کفن پر بعد مرگ
لوح کی کشتی ہو یا تخت سلیمان ہوا اسیر

بعد ازین گیارہ مہینے میہمان بو تراب
پانون کو پھیلا کے سوئے پاسبان بو تراب
مح خوان احمد خدا ہو قدردان بو تراب
استخوان مصطفے ہین استخوان بو تراب
سنگ سوزان پر ہوا سہل امتحان بو تراب
عرش اعلیٰ ہو سریر عز و شان بو تراب
ہین پیمبر واقف راز نہان بو تراب
درمیان مصطفے و درمیان بو تراب
ہین یہ دو نون طفل فخر خاندان بو تراب
ایک جان فاطمہ ہو ایک جان بو تراب
پاس کچھ تو ہو قیامت مین نشان بو تراب
ہین یہ دونون زینہاے نردبان بو تراب

اور ایک شرف جناب امیر علیہ السلام کو حاصل ہو کہ انکی اولاد اولاد رسول مختار کہلائی جتنے فاطمی ہین سادات بزرگ کہلاتے ہین ایک بیٹی سے پروردگار نے یہ ترقی اولاد کی عطا کی کہ تمام عالم مین سادات موجود ہین یہ شرف کسی وصی کو حاصل نہین ہوا

دو کلمہ داستان جلالت عنوان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر عالیشان جانا نورالدہر وایرج کا طرف صحراے گرداب نشان سے اور گرفتار ہونا اور جانا سامنے ہفت پیکر کے اور پہونچنا امیر کا عین جشن مین ہفت پیکر کے اور باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر نشہ خیز
کہ ہو آج بزم مسرت فزا

کہ پیر مغان کا ہو عزم گریز
اُبلتی ہو شیشے کی صورت صدا

مرے ساقی خوش ادا مہ لقا
کہ ہو مجمع ساقی پارسا

ہراک جام ہے جام جمشید کا
کہ تجھپر غرور آکے غالب ہوا
قدا و نہال گلستان حسن
ہراک رند میکش کو پھر کد ہوئی
قمر وصف عارض نے حیران کیا
بڑھاتے ہین اب جنگ پر پھر قدم

ملے رند میکش کو اسکا مزا
رخش ماہ اوج جلالت نشان
زہے شوکت سرو بستان حسن
جو دیکھا جلال اُس مہ نور کا
زہے حسن ساقی مہ نوش کا

یہین اک جام کا تجھسے طالب ہوا
لبش عیسی درد بیچارگان
ادا سے جو ساقی کی آمد ہوئی
سمان پھر گیا آنکھ مین طور کا
امیر جہانگیر والا حشم

چہرہ غازیان غزوات جلالت نشان و مجاہدان جہاد شوکت و جلالت نشان اس داستان شوکت بیان کو اس طرح تحریر کرتے ہین۔ شعر۔ مرصع خیال سخن آفرین + سخن را بکرسی نشاندا این چنین + صاحبقران زمان مع فرزندان نامور و سرداران خوش سیر دربار مین رونق افروز ہین ذکر ہو رہے ہین امیر فرماتے ہین کہ اگر ہفت پیکر کا پتہ پاؤن تو ہین جلکے اُسے قتل کرون غرضکہ ایک تاجر حاضر ہے کچھ زر ہین خود لایا ہے سامنے امیر کے وہ اشیا پیش کیے امیر نے وہ اشیا دیکھکر کئی لاکھ روپیے کے خریدے شاہ سلیمان فارسی سے حکم دیا کہ اس تاجر کا روپیہ ابھی دیدو شاہ سلیمان فارسی اُسی وقت تاجر کو ساتھ لیکر در خزانے پر آئے توڑے گنوا کر روپیہ اُسی وقت دیدیا تاجر یہ فیض و سخا دیکھکر مبہوت ہو گیا اپنے دل مین سمجھا تھا کہ کئی لاکھ روپیہ کا اسباب صاحبقران نے خریدا ہے مہینون مین یہ روپیہ ملیگا لیکن سبحان اللہ کیا رئیس جلیل ہین کہ زبان سے نکلتے ہی کئی لاکھ روپیہ یون فوراً مل گیا بیحد و بیپایان صاحبقران کی تعریفین کرنے لگا شاہ سلیمان سے کہا کہ مجھکو ایک مرتبہ پھر سامنے صاحبقران کے لے چلو کہ ایسے بزرگون کی زیارت سے ثواب عظیم حاصل ہوتا ہے شاہ سلیمان تاجر کو لیکر سامنے صاحبقران کے آئے تاجر نے دوڑکر قدمون کو بوسہ دیا خوشی مین گرد پھرنے لگا امیر نے فرمایا کہ کیون اے تاجر کیا کچھ اور مال باقی رہگیا ہے عرض کی کہ حضور بڑے بڑے شاہون کے دربار مین گیا اگر دس بیس ہزار کا خریدتے ہین صرف خزانہ وغیرہ لیا جاتا ہے مہینون مین روپیہ دیا جاتا ہے حضور کے یہان نہ صرف خزانہ مجرے لیا گیا اور فوراً روپیہ مل گیا ایک اور سردار کے دربار مین گیا تھا یا وہان یہ قاعدہ دیکھا یا حضور کے یہان اُنسے زیادہ طریقہ پایا صاحبقران نے فرمایا کہ دوسرے کون صاحب دیکھے

عرض کی یہاں سے چالیس منزل پر صحرائے کیمیا ہے بارہ تیرہ لاکھ فوج گویا دریا کی موج ساحر بھی ہزاروں ساتھ ہیں ایک ایک انصاف پسند سنتے تھے کہ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں اُس لشکر میں دیکھ لیا کہ معشوق عاشق پر ستم نہیں کرتے آنکھ نہیں چراتے دزد حنا کے سر دست ہاتھ باندھے جاتے ہیں افسر کا لقب رستم پیلتن ہے حضور کی صورت سے بہت ملتے ہیں چھ مہینے کا زمانہ گذرا کہ غلام اُنکے لشکر میں کئی مہینے رہا کئی لاکھ روپے کا مال بیچا اسیطرح روپیہ اُنھوں نے بھی دیا جب تلک اُنکے لشکر میں رہا دونوں وقت خوان کھانے کے آتے تھے جب رخصت ہوا فرمایا کہ پھر کبھی ہمارے لشکر میں آنا امیر نے فرمایا کہ وہ ہمارے فرزند دلبند ہیں اب کس حال میں ہیں تاجر نے بیان کیا کہ فتاحی طلسم ہفت پیکر کا ارادہ کیا ہے کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغۂ ہفت جوہر حاصل کیا اب صحرائے باد انگیز کا قصد ہے وہاں سے لوح طلسمی کا پتہ ملیگا صاحبقران یہ حال سُنکر خوش ہو گئے فرمایا کہ حقیقت میں وہ بہادر طلسم ہفت پیکر فتح کریگا کچھ خواجہ کا بھی حال سُنا تاجر نے عرض کی خواجہ عمرو و برق ہمراہ لشکر ہیں دو صحرا عیاری کرکے فتح کیے کہ جادوگرنیوں کا مقام تھا عجائب و غرائب سے وہ صحرا معمور تھے غیر ساحر کی کیا مجال کہ اُن جنگلوں میں قدم رکھتا اُن دونوں جنگلوں کو اُستاد و شاگرد نے مل کر فتح کیا مگر قید ہو گئے تھے ایک ساحرہ اُستاد و شاگرد کو دار پر کھینچتی تھی وقت پر جاکے رستم پہنچے اُنکے ساتھ کے ساحروں نے خون کے دریا بہا دیے اب صحرائے باد انگیز کا قصد ہے امیر نے لاکھ روپے کا موتیوں کا مالا گلے سے اُتار کر تاجر کو عنایت کیا فرمایا کہ اے تاجر تو نے وہ خوش خبری سُنائی کہ روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی یہ تحفہ یادگار تجھے دیتے ہیں ہم بھی بر سر راہ ہیں ورنہ تیری اور خدمت کرتے دست چپی جھومنے لگے قاسم نے سیارہ سے اشارہ کیا سیارہ نے دس توڑے لاکر تاجر کو دیے ایرج نے شاپور کو اشارہ کیا اُسنے پندرہ ہزار روپئے لاکر تاجر کو دیے تمام دست چپیوں نے تاجر کو دیا کوئی گلے سے لگاتا ہے کوئی ضرورت پوچھتا ہے جمہور کہ اُٹھا کہ دست چپیوں کی تیغ میں یہ قوت ہے کہ جہاں جاتے ہیں خون کے دریا بہاتے ہیں اُس وقت خواجہ زادے بھی دربار میں حاضر تھے مالک نے کہا کہ آپ اسوقت ملاحظہ کریں

کہ رستم سے ہم لوگ کب ملین گے کب غنچہ آرزو کھلین گے خواجہ زادون نے قرعہ پھینک کر
کہا کہ اب جو صاحبقران طرف صحرائے گرداب نشان کے جائینگے صحرائے گرداب نشان
فتح کریگا اُسنے گویا عجائب و غرائب ہفت پیکر بٹائے صحرائے گرداب نشان مین خزانہ
ہفت پیکر رہتا ہو اُس خزانے مین بڑے بڑے تحفہ جات ہین ایرج نے خلعت بھاری
منگوا کر خواجہ زادون کو دیا اور کہا کہ یہ تو ارشاد فرمائیے کہ صحرائے گرداب نشان کس مقام پر
ہو خواجہ زادون نے کہا کہ یہان سے چالیس روز کا رستہ ہو سمت مشرق ایرج یہ سُنکر
چپ ہو رہے تاجر کو امیر باتوقیر نے بہت کچھ دیکر رخصت کیا فرمایا اسی ہفتے مین طرف صحرائے
گرداب نشان کوچ کرینگے جب تاجر جا چکا اور دربار برخاست ہوا ایرج اپنی بارگاہ مین
آئے کہا کہ ای شاپور دادا جان نے اُس طلسم کی فتاحی پر ہاتھ ڈالا ہو کہ انسان کی مجال
نہین کہ ایسے راستون مین قدم رکھے دست چپیون کا یہی طریقہ ہو کہ جس ویرانے مین جائین
وہ ویرانہ آباد ہو رعایا وہان کی دلشاد ہو دادا جان کے ساتھ ساحر بھی بے شمار ہین اور
غیر ساحر بھی بیحد ہین مین جا کر صحرائے گرداب نشان کو فتح کرون مرکب ہمارا تیار کرو
شاپور نے اُسی وقت کرہ بن اشقر تیار کیا سرداران کو بھی خبر نہ کی شاپور البتہ ساتھ
ہو لیا اُسی شب تیرہ و تار مین طرف مشرق کے چلے قضائے کار شبرنگ بن عمرو عیار
عیار نور الدہر طلایہ پھرتا ہوا آتا تھا شاپور اور ایرج کو جاتے ہوے دیکھا اُسی وقت
بھاگا ہوا خدمت نور الدہر مین آیا آکے سب کیفیت بیان کی عرض کی حضور تاجرزادہ طرف
صحرائے گرداب نشان کے گیا نور الدہر نے کہا کہ ای شبرنگ اسپ بیہوش
تیار کرو مگر ہمارے کسی سردار کو خبر نہ ہونے پائے جسطرح ایرج گئے ہین اُسی طرح ہم بھی
چلین ورنہ یہ تاجرزادہ ایسا بلبلائیگا کہ بارگاہ مین بیٹھنا مشکل پڑیگا اُسی وقت شبرنگ
نے اسپ بیہوش تیار کیا نور الدہر سوار ہوے طہماس پڑا ہوا سو رہا تھا کہ یہ دل وجان
سے شاہزادے پر عاشق ہو عالم خواب مین دیکھا کہ شاہزادہ کہین جاتا ہو گھبرا کے اُٹھا
آنکھین ملتا ہوا ننگے سر باہر نکل آیا پکار کر آواز دی کہ ای آقائے نامدار غلام قدیم کو ساتھ
نہ لیجیے گا نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ طہماس ننگے سر ننگے پاؤن دوڑا ہوا آتا ہو شاہزادہ

ٹھہر گیا طہماس نے آکر رکاب پر ہاتھ رکھ دیا عرض کی کہ آقا یہ غلام کیونکر زندہ رہیگا غلام کو
ساتھ لیجیے نورالدہر ٹھہر گئے طہماس نے اسی وقت گینڈا تیار کیا نورالدہر کے ساتھ ہوئے
اول حال ایرج تحریر کرتا ہون کہ ایرج گھوڑے کو ڈالے ہوئے جاتے ہین اگر کوئی مقام
معقول پایا تھوڑی دیر ٹھہر گئے دوسرے دن ایک پہاڑ کے قریب پہونچے دو دن دو راتین
گذرین کہ پشت مرکب سے زمین پر نہین آئے پہاڑ کو جو دیکھا کہ چشمہ ہائے آب بھی جوش
مار رہے ہین درختون پر طائر زمزمہ سرائی مین مصروف ہین ایرج گھوڑے سے اتر پڑے
صحرا مین ٹہلنے لگے شاپور سے فرمایا تھوڑا پانی پینے کا لاؤ تو بڑے سے شاپور نے چھاگل
نکالی چشمے کی جانب چلا سامنے درۂ کوہ تھا اُسمین سے ایک آہو جست کرتا ہوا نکلا ایرج نے
کمان کیانی دوش سے اُتاری ترکش سے تیر لیا تاک کے مارا کہ آہو کے اِس پٹھے کو توڑ کر اُس
پٹھے سے پار گذرا ایرج نے قرولی کمر سے نکالی کہ جھپٹ کر اُسکو بہ قربانی پہونچاؤن دور سے
شاپور نے دیکھا ایرج نے گھٹنہ سینے پر رکھا آہو کی آنکھین بحسرت گردش کرتی ہین کہ اُسنے منھ
کھول کر ایک چیخ ماری شاپور نے دیکھا یہ شیر دل گر کر بیہوش ہوا پاؤن زمین پر رگڑنے لگا
شاپور ہائے آقا کہکر دوڑا آہو پاؤن زمین پر رگڑنے لگا پاؤن سے اسکے غبار بلند ہوا غبار مین
شاہزادہ پوشیدہ ہوگیا جب شاپور قریب آیا دیکھا کہ نہ آہو ہے نہ وہان پر ایرج نوجوان ہین
شاپور بے اختیار رونے لگا ایک صدائے ہیبتناک کان مین آئی کہ او عیار مکار اپنی جان کو
غنیمت جان بھاگ یہان سے ورنہ تیرا بھی یہی حال ہوگا شاپور یہ صدا سُنکر کانپ گیا
ایک جانب بھاگا ایک غار مین جا کر چھپا شام کو کانپتا ہوا غار سے نکلا نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ
پہاڑ پر روشنی معلوم ہوتی ہے اور آواز گانے کی آتی ہے شاپور کوہ کی جانب چلا دور سے دیکھا
کہ گھاٹی پر پہاڑ کی ایک بڑھیا بیٹھی سر ہل رہا ہے مگر لٹھیا ہاتھ مین لیے بیٹھی ہے شاپور گھاٹیون
کو طے کرکے جب قریب بڑھیا کے پہونچا بڑھیا نے پکار کر آواز دی کہ ارے آنے والے ادھر نہ آ
ورنہ بلا مین مبتلا ہوگا شاپور نے قریب آ کے سلام کیا ایک پتھر پر بیٹھ گیا کہا نانی امان آپنے
غلام کو نہین پہچانا بڑھیا نے کہا کہ ارے نگوڑے مین کیا جانون کہ تو کون ہے مُفت مین رشتہ
لگاتا ہے کوئی مکار معلوم ہوتا ہے شاپور نے کہا کہ نانی امان آپ بھول گئین جب مان

میری مرگئی مین روتا تھا آپ نے مجکو مارا مین نکل گیا ایک تاجر کی نوکری کی اُنھون نے اپنے گھر کا مالک کر دیا بہت کچھ مال لیکر آیا ہون مال تو لیکر رکھو میری شادی کرو گھر کی آبادی ہو مال کا نام سُنکر بڑھیا بلائین لینے لگی کہا بیٹا مین نے نہین پہچانا تھا تیرے جدا ہونے سے اسقدر روئی کہ بصارت مین فرق آگیا شاپور نے کہا کہ جب شادی ہوگی تو لڑکے بھی ہونگے اُن لڑکون کو کھلاؤگی تو روشنی آنکھون کی بڑھ جائیگی شاپور نے کمر مین ہاتھ ڈالا روپئے نکالکر سامنے بڑھیا کے رکھے بڑھیا خوش ہوگئی کہا کہ ای فرزند اس دھوم سے تیری شادی کرون کہ سب عزیز و اقارب جمع ہون چاندسی دلھن بیاہ کے لاؤن روح کو راحت دل کو قوت ہوگی یہ کہ کے شاپور نے ابکی جو کمر مین ہاتھ ڈالا ایک ڈبیا عقیق سرخ کی نکالی ہشت پہل۔ کہا نانی امان اسکو نہ کھولنا اسمین کنکر پتھر ہین بڑھیا نے کہا کہ بیٹا مین دیکھکر رہنے دونگی شاپور نے جو کئی مرتبہ کہا اور منع کیا بڑھیا کو زیادہ ہوس ہوئی سمجھی کہ اسمین جواہر ہے کہا بیٹا بیٹھ مین دیکھ کے اسکو بند کردونگی یہ کہ کے ڈبیا کھولنے لگی مضبوطی سے ڈبیا بند تھی بڑھیا نے جو زور کیا ڈبیا کھلی بیہوشی اُڑی بڑھیا چھینک مارکر بیہوش ہوئی شاپور نے بڑھیا کے کپڑے اُتارے اُسکو پیچھے پہاڑ کے پھینک دیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے اُسی بڑھیا کی شکل بنا لٹھیا ٹیکتا ہوا چلا بالاے کوہ آیا دیکھا کہ ایک ساحرہ بنی ٹھنی مسند پر بیٹھی ہے گرد کنیزین مصاحبین پوچھ رہی ہین کہ واری مزاج کیسا ہے آپ کو مکدر پاتے ہین ہم سب بہت گھبراتے ہین ٹھنڈی سانس کھینچ کر اُس ساحرہ نے آواز دی کہ صاحبو کیا پوچھتی ہو کیا حال دل سے آگاہ کرون کیا کیفیت بیان ہو اگر ہر موے جسم زبان ہو تو بھی نہ بیان کرسکون اصل مین یہ کیفیت ہے۔ **نظم**

خانۂ دل مین ہر اک جانب اُسی کا نور ہے	میرے گھر مین جلوہ گر تیرا چراغ ای طور ہے
دل دُکھانے پر کسی کے خلق کیون مغرور ہے	نالۂ مور ضعیف اسکو صداے صور ہے
بعد مردن بھی گناہون کے سبب پہونچا نہ مین	کوے جانان جنت الماوی ہے جانان حور ہے
شوق میخواری نے بھٹی مین گرایا ہے مجھے	جو پھپھولا ہے بدن پر دانۂ انگور ہے
رات فرقت کی کٹی ظاہر ہوئی صبح وصال	یہ سپیدہ زخم دل کو مرہم کافور ہے

عارضِ جانان پہ تل ہی یا کلف ہو ماہ مین
ہو شفق مین زہرہ یا ماتھے پہ یہ سیندور ہی

بھیک بھی مانگی تو بہر عبرتِ اہلِ دول
مجھ گدا کے ہاتھ مین جام سرِ مغفور ہی

تیری زلفون کی سیاہی کا تصور بندھ گیا
عیاں کا دن بھی تکا ہون مین شبِ دیجور ہی

ہر وہ نزدیک اور نہین عارض پر اُسکے دسترس
مہر تابان پاس ہو ماہِ درخشان دور ہی

دستِ موسیٰ ہو بغل مین شرم دستِ یار سے
نور پاسے سنگ رہ جو ہو وہ سنگِ طور ہی

خط کے آتے ہی ملا ہمکو نہ زلفون کا پتا
سچ تو ہو مار سیہ اکثر غذائے مور ہی

کوچہ گردی مہوشون کے عشق مین چھوڑا قبول
غیرتِ عشق حقیقی سے نہایت دور ہی

خواصین ان شعرون کو سُنکر رونے لگین ایک نے کہا کہ واری آپ کے طرز کلام سے عشق ٹپکتا ہو وہ کون ظالم ہو کہا کہ صاحبو کیا کہون فرتوت جادو آتی ہو اُس سے حال پوچھو کہ وہ ظالم کیسے کلام کرتا ہو اتنا ہو شاپور پر اشارہ کیا شاپور جھپٹ کر صحبت مین آیا سب کے سامنے تھر کنے لگا کہا ہوا ایسا مردوا میری نگاہ سے نہین گذرا اقرار ہی نہین کرتا ذرا والدی اُسے صحبت مین بلائیے یہ سُنکر اُس جادوگرنی نے کہا کہ صاحبو اول مضمون کتاب دیکھ لیجیے کتاب نکالی پڑھنے لگی اُسمین یہ لکھا تھا کہ اے ساکنان طلسم ہفت پیکر آگاہ ہو فلان سال مین طلسم کشا اس طلسم پر آئیگا جو اُسکا ساتھ دیگا آبرو پائیگا اور جو دشمنی کریگا ہر تدبیر سے مارا جائیگا اور عزیز طلسم کشا ہر طرف سے بلوہ کرینگے جو جس مقام پر جائیگا اُسکو فتح کریگا بڑے بڑے جھگڑے ساحرون مین پڑینگے ایک کا ایک دشمن ہوگا اور عزیزان طلسم کشا کی شرکت کرینگے بادشاہ کوہ نزاب ایرج نوجوان پر عاشق ہوا اور عاشق ہو کر اُس جوان کا ساتھ دے اگر ساتھ دیگی بڑی ذلت اُٹھائیگی یہ مضمون پڑھ کے کہا کہ صاحبو دیکھو یہ کتاب قدرت کی تصنیف کردہ ہو کسکی مجال ہو کہ اس کتاب مین دخل دے حقیقت مین ایسا ہی ہوا۔ ایرج نوجوان پوتا طلسم کشا کا میری حوالی مین آیا مجھ کمبخت نے جو اُسکو دیکھا اُسکے جمال بیمثال پر عاشق ہوئی وہ وصل سے انکار کرتا ہو شاپور جو بڑھیا کی صورت پر بیٹھا تھا بول اُٹھا کہ اے ملکۂ عالم ذرا اُس جوان کو مجھے دکھائیے کون ایسا کو رظاہر و باطن ہوگا کہ جو آپ کو نہ پسند کریگا ذرا بلوا کر مجھے دکھائیے مین دو باتین اُس سے کرون دیکھون کیونکر نہین مانتا صاحب خانہ نے

کہا کہ ای فرتوت دن بھر تو نے بھی سمجھایا مین نے بھی کس کس قدر ڈرایا مگر وہ جان کو نہین ڈرتا
ہر مرتبہ یہی کہتا ہی مجھے قتل کر ڈال مین مجبور ہو گئی اب مین نے اس سختی سے قید کیا ہی کہ مثل
ماہی بے آب تڑپ رہا ہی اب تم کیا سمجھاؤ گی شاپور نے کہا کہ ای ملکۂ عالم دن کو آپ نے
کپڑے نہ بدلے تھے اسوقت آپ بناؤ کر کے بیٹھی ہین اسوقت بلوائیے کہ کنیز اُس سے باتین کرے
یہ باتین تھین کہ آسمان پر لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا صاحب صحبت اُٹھ کھڑی ہوئی کہا ٹری ہمشیرہ
آئی ہین کمیت شعلہ خیز کا ابر چھٹا دیکھا ایک جادوگرنی کمال چمک دمک سے تخت پر سوار پہلو مین
ایک جوان حسین مسلسل تخت پر پڑا ہی مگر زنجیر ہلا رہا ہی چاہتا ہی کہ قید توڑ ڈالون زنجیر نہین
ٹوٹتی کمیت آکر اُتری کہا بوا توسن تمھاری حوالی مین بھی کوئی نبیرۂ حمزہ آیا میری سرحد
مین یہ جوان آکر پہونچا مین کمبخت دیکھ رہی تھی اس آن بان سے یہ نخلستان سے نکلا کہ مین
دیکھکر عاشق ہوئی اسکو اُٹھا لائی دن بھر سمجھایا مگر یہ جاہل نہین مانتا آخر مین نے قید کیا ہو
توسن تمھاری حوالی مین بھی کوئی آیا کسی پر عاشق ہوئین توسن رونے لگی کہا بوا آج دن بھر
جلتے ہوے گذرا مین نے بھی اُسکو قید کیا ہی اب آتا ہی تم دیکھنا اسی کی صورت سے وہ بھی ملتا ہی
بالکل یہی باتین ہین غصہ انتہا کا ہی شاپور نے نورالدہر کو پہچانا اشارون سے باتین کرنے لگا
کہتا ہی کہ ای شہریار قبلہ و کعبہ لے اکثر آپ لوگون کو سمجھایا کہ ساحرہ سے جرأت کو نہ ظاہر کیا کیجیے
جسطرح بنے مطلب کو نکالیے مگر آپ لوگ نہین مانتے نورالدہر نے شاپور کو پہچان کر منھ پھیر لیا
کو جھنانے کی زنجیر کے آواز آئی خانۂ زنجیر مین غل ہوا دیکھا کہ ایرج نوجوان اکڑتے ہوے
چلے آتے ہین نورالدہر کو دیکھکر اور زیادہ اکڑنے لگے توسن نے کہا کہ بوا کمیت دیکھتی ہو
کسقدر جرأت کا ناز ہی یہ نہین جانتے کہ سحر کے آگے زور نہین چلتا ای فرتوت اس جوان کو
سمجھا شاپور نے کہا کہ بیٹھنے دیجیے انکے سامنے ناچ گانا ہو دونون بہنین مل کر بیٹھیے پھر چرچۂ
شراب و کباب کا ہو آپ ہی توجہ کرینگے ایرج کو کنیزون نے بٹھایا ایرج نورالدہر کو گھور
رہے ہین نورالدہر بھی تنے ہوے بیٹھے ہین اور فرماتے ہین کہ ای کمیت شعلہ خیز تو مجھکو
قتل کیون نہین کرتی ایرج نے بھی یہی کہا فرتوت جست کر کے بیچ مین آئی گھنگھرو کمر سے
لگی بایان کھینچا اور سیارہا سیارہا ٹھیکہ بجایا یہ غزل عاشقانہ گانے لگی۔ نظم

روا ہی کسکے دین مین ہی طریقہ کس مسلمان کا
پری زادون کا کوچہ ہو تعجب کچھ نہین اسمین
جوانی مین اُسے ہم دیکھتے ہین اپنی آنکھون سے
مری ہر سقف دل پر ہی لکھا مضمون بتابی
وہ خنجرون سے گلے ملتا ہو کیا حق نے بنایا کر
بوقت بیخودی مجھسے جو اسکا چھٹ گیا دامن
عدم کی سیر کو فرہاد و مجنون ہو گئے راہی

اکیلے چھوڑ نا پون خاک و خون مین قید بیجان کا
سلے کشکول یان گر افسر شاہِ سلیمان کا
لڑکپن مین فسانہ جو سنا کرتے تھے طوفان کا
طناب آہ رشتہ ہو ان اوراقِ پریشان کا
ہمارے ذبح کرنے کے لیے دن عید قربان کا
وہین دستِ جنون دشمن ہو لیرے گریبان کا
قمر مالک ہی تو ہی اندلون کوہ و بیابان کا

اس طور سے یہ غزل گائی توسن نے کہاکہ ای فرتوت آج تو تونے جوانون کے دانت کھٹے کر دیے شاپور نے عرض کی مین چاہتی ہون ان نو جوانون کو راضی کرون توسن نے کہا ای کمیت کتاب قدرت مین قدرت کیا تحریر فرماتے ہین ہمین تمھاین لکھا ہو کہ عزیز داران طلسم کشا کی مددگار ہونگی یہ کہکے توسن سامنے ایرج کے آئی کہاکہ ای نبیرۂ طلسم کشا مین تمھارے ساتھ ہون راستہ گرداب نشان کا بتاؤنگی کمیت نے اُٹھ کر بھی نورالدہر سے کہا دونون نے اطاعت کی دونون قید سے رہا ہوے مسند پر لاکے ایرج و نورالدہر کو بٹھایا ایرج نوجوان نے شاپور سے کہاکہ نورالدہر کے ساتھ لنب قد اکھی ہوگا وہ آج کہان ہو نورالدہر نے کہا کہ وہ شیر بیشۂ جرأت کبھی آتا ہوگا شمشیر زنی کر رہا ہوگا یہ ذکر تھاکہ آسمان پر پھر سناٹا ہوا ایک جادوگرنی طہماس کی کمر مین پنجہ دیے ہوے آکر پہونچی طہماس کو ڈالدیا اور کہا صاحبو تم سب خوش بیٹھے ہو مجھے دن بھر گذرا اس ظالم کو سمجھاتے ہوے یہ جاہل مزاج نہین مانتا کمیت نے کہاکہ ای شمشیر جوہر بار تو نے اس جوان کو کہان پایا کہاکہ صحرا لے گل اندام مین یہ بیتاب ہو کر روتا پھرتا تھا مین نے جو اسکو دیکھا اپنے باغ مین لیگئی بہت سمجھایا یہ نہین مانتا آخر میرے خیال مین آیا کہ کوہ غرائب پر چلون شاپور نے کہاکہ ای شمشیر جوہر بار ان دونون صاحبون نے ان دونون شیرون کی اطاعت کی تم بھی مطیع اسلام ہو طہماس تمکو ضرور قبول کرینگے شمشیر جوہر بار نے آواز دی کہ ای فرتوت جادو یہ شخص اپنی زبان سے اقرار کرے یہ سُنکر طہماس نے کہاکہ ای شمشیر جوہر بار مین جان و دل سے تیری خدمتگذاری کو حاضر ہون

لیکن اطاعت دین اسلام قبول کر شمشیر جوہر بار نے بصدق اطاعت قبول کی توسن کے پہلو مین ایرج کمیت کے پہلو مین نور الدہر طہماس پاس شمشیر جوہر بار کے بیٹھے ناچ گانا ہونے لگا دور شراب بے اندیشۂ انجام شروع ہوا ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو یکا یک ایک آندھی سیاہ اٹھی سب جادوگریان کانپنے لگین کمیت و توسن و شمشیر یہ تینون اپنے مقام سے اٹھین دستگین دیتی ہین چاہتی ہین کہ آندھی موقوف ہو آندھی موقوف نہین ہوئی آندھی نے اسقدر زور پکڑا کہ کنیزین مثل پر کاہ اڑی جاتی ہین آندھی مین سے تین پنجے پیدا ہوئے ایک پنجہ کمر مین توسن کی اور ایک کمر مین کمیت کی اور ایک کمر مین شمشیر کی پڑا اور ایک صدائے ہیبتناک آئی کہ او نالائقو تمنے اطاعت مسلمانان کی تکلو قدرت جہنم مین پھینکین گے نور الدہر و ایرج چاہتے تھے کہ اپنے مقام سے اٹھین مگر اٹھ نہ سکے شاپور نے بھی چاہا کہ کوہ سے کود کر بھاگ جاوے مگر زمین نے اسکے بھی پانون تھام لیے تھوڑے عرصے مین آندھی دفع ہوئی تینون جادوگریان غائب ہوئین آخر مین دیکھا کہ تینون کے گلے مین زنجیر بندھی ہوئی ہو لٹکتی ہوئی جاتی ہین اور کنیزین اڑکر زیر کوہ گرین پڑی ہوئی تڑپ رہی ہین ایرج و نور الدہر و طہماس و شاپور پہاڑ سے اترے آگے نور الدہر و طہماس چلے ایرج نے گھوڑا دوسری طرف ڈالدیا مگر نور الدہر و طہماس کوئی دس کوس نکلے کہ دیکھا ایک مقام پر ایک بڑی بارگاہ استادہ ہو کہ قبہ بارگاہ کا قبہ فلک سے ہمسری کر رہا ہو گرد خیمے کے ہزارون جادوگر اترے ہوئے ہین جادوگرون نے جو نور الدہر کو آتے دیکھا قریب بارگاہ کے آکر پکارے کہ ای خورشید جادو عزیزدار طلسم کشا آتا ہو اندر سے خیمے کے آواز آئی کہ گرفتار کرو سب جادوگر لینا لینا کہکے طرف نور الدہر کے چلے نور الدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغۂ خارا شگاف سلیمانی کو کھینچا فوج پر جا پڑے شبرنگ بھی اپنے آقا کی تلاش مین اسی صحرا مین سرگردان پھر رہا تھا اپنے آقا کے نعرے کی صدا سنکر آپڑا حقۂ آتشبازی مار کئی سو جادوگرون کے منھ جلے طہماس نے ساطور جو ہلایا کئی سو کے سر اڑ گئے نور الدہر نے کئی سو جادوگرون کو تیغۂ خارا شگاف سے مارا کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا ایک ساحر سیہ فام گولہ ہاتھ مین فولادی لیے ہوے نکلا پکار کر آواز دی

کہ او نبیرۂ حمزہ کیوں قضا کا طالب ہی اگر گولہ ماروںگا مع گھوڑے اُڑ جاؤ گے یہ کب جواب دیتے ہین اُسی طرح گرم جنگ رہے طہماس ساطور ہلا رہے ہین بیچ مین فوج ساحران کے جا پڑے وہ ساحر جو خیمے سے نکلا اُسنے آواز دی تلوار پھینک دو گھوڑے سے اُترو ساتھ کے رفیق کو بھی منع کرو اسی مین خیر ہی ورنہ سحر کرونگا کہ زمین ہل جائیگی اگر اشارہ کرون اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹو منم خورشید بلا خیز ایسا نہو کہ مجھے تکلیف کرنا پڑے ہر چند کہ یہ چیخا لیکن یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی کب سنتے ہین ایک طور پر مصروف جنگ رہے کئی مرتبہ اسنے اسی طرح پکارا یہ لوگ لڑتے رہے بس آگے بڑھا گولہ فولادی ہاتھ مین تھا وہ پھینک مارا گولہ آکر بیٹھا نور الدہر کا مرکب بدلگامی کرنے لگا طہماس کو گینڈا لیے ہوے دوڑا دوڑا پھرتا ہی چاہتا ہی کہ گرا دون طہماس جب بیڑی جماتا ہی گینڈے کی پسلیان کڑکتی ہین مگر رکتا نہین کہ سامنے سے گرد اُڑی ایرج بھی آکر پہونچے دیکھا کہ نور الدہر حیران و پریشان مصروف جنگ ہین طہماس گردن سے گینڈے کی لپٹے ہین ہر طرف سے نیزے اور تیر پڑ رہے ہین خون بدن سے جاری ایرج بھی آپڑے اُس ساحر نے آواز دی کہ یہ دام ہی بے دام کا جو آئیگا وہ پھنسے گا اے فولاد شیر سوار اس جوان کو لینا صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا کہ ایک زنگی کرگدن سوار آکے ایرج کے سامنے مقابل ہوا اور نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا شاپور نے دیکھا کہ ایرج ایسا ضعف شکن اُلجھ اُلجھ کے نیزہ بازی کر رہا ہی خیال ہی کہ ایسا نہو نیزہ ہاتھ سے نکل جائے شاپور ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑا ہوا سامنے اُس ساحر کے آیا کہا کہ اے شہریار دیکھیے جانب صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی شاید صاحبقران آتے ہین اگر وہ آگئے تو تھوڑے ہی عرصے مین کل فوج کو تہ و بالا کر دینگے خورشید بلا خیز نے منھ پھیرا شاپور نے جلدی مین خنجر مارا ساحر کے شکم پر پڑا لڑکھڑا کے گرا ساحر کے گرتے ہی اندھیرا ہو گیا ایرج نے دیکھا کہ وہ زنگی مع گینڈے غرق زمین ہوا نور الدہر کا گھوڑا اُڑ کا طہماس کا گینڈا اصلاح پر آیا طہماس و نور الدہر تو مصروف جنگ ہوے شاپور دوڑا ہوا قریب ایرج کے آیا کہا کہ اے شہریار اب نکل چلیے آپ سے جو زنگی لڑ رہا تھا وہ بھی دیکھیے نابود ہوا اُسی کے سحر کا باعث تھا یہ سنکر ایرج نے گھوڑا نکالا پکار کر آواز دی کہ اے کشتی گیر زادے دست جیبی ایسے وقت پر مدد کرتے ہین یہ کہکے گھوڑا بڑھایا طرف صحرا کے نکل گئے نور الدہر و طہماس نے تھوڑے ہی

عرصے مین اس لڑائی کو فتح کیا کچھ لوگ مارے گئے کچھ طرف صحرا کے بھاگے دامن صحرا سے منھ کو چھپایا
مگر نور الدہر و طہماس و شبرنگ پھر طرف صحرا کے چلے فرماتے ہوے کہ اس وقت ایرج کا آنا اور
شاپور کا تیزی کر کے ساحر کو مارنا مجکو بہت ناگوار ہوا دیکھا تمنے کیا کہتا ہوا نکل گیا طہماس نے کہا
کہ حضور جو آپ کی شوکت و شان ہو سب پر ظاہر ہی اُس تاجر زادے کے کہنے سے کیا ہوتا ہی یہ
کہتے ہوے جاتے ہین مگر ایرج نوجوان فرزند قاسم عالیشان کوئی دس کوس رستہ طی کر کے
ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرے شاپور سے فرماتے ہین ادھر ویرانہ زیادہ ہی آبادی کا نام
نہین اب تک کوئی ملک نہین ملا صحراے گرداب نشان کا کیونکر پتہ ملیگا کہ کان مین توپ کی
آواز آئی ایرج نے توپ کی آواز سنکر کہا کہ ای شاپور کوئی قلعہ لڑ رہا ہی یہ کہکے اُسی طرف گھوڑا
پھیرا شاپور رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ساتھ ہی تھوڑی دور گھوڑا بڑھایا تھا کہ دیکھا ایک قلعہ
سر بہ فلک کشیدہ عاجز و درماندہ اہالی قلعہ ایک دیو خصال گینڈے پر سوار یلغر کیے ہوے قریب
خندق کے پہونچا ہی اہالی قلعہ فریاد کر رہے ہین ایرج نے وہین سے للکارا کہ او نامرد انکی فریاد
کو نہین سنتا خبردار اب آگے نہ بڑھنا منم ملک ایرج نوجوان ایرج نے جو للکارا وہ پہلوان
یا تو خندق فرانے کو تھا پلٹ کے اُسنے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال مرکب سبز چشمی زیر ران
اڑائے ہوے گھوڑے کو آتا ہی شعشعۂ نور جمال سے میدان نورانی و منور ہو گیا ہی پلٹ پڑا وہ
بادشاہ پیر قلعے کا حاکم اُسنے کہا کہ یارو مین نے اس وقت بصدق اعتقاد خداے نادیدہ کو
یاد کیا تھا اُسی خداے حقیقی کی مدد ہی اب پھاٹک قلعے کا کھولدو اس جوان کے پیچھے صف آرا ہو
قلعے کا پھاٹک کھل گیا وہ بادشاہ تخت پر سوار ہو کے نکلا پشت پر بارہ ہزار جوان یہان دیو خصال
آکر نگا ورزن ہوا دیو خصال کا گینڈا اچھ سات قدم ہٹا ایرج کا مرکب تین قدم پیچھے ہٹا اُس
جوان نے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم میثاق کوہ تن ای جوان تیرا نام نامی کیا ہی مدد کو آنے کا کیا باعث
ایرج نے کہا کہ منم ملک ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران مردان عالم ہمیشہ مصروف جہاد
رہتے ہین اگر کوئی ظالم کسی مظلوم پر ظلم کرتا ہی ہم نہین دیکھ سکتے حتی کہ اسوقت تیرا یلغر اُنکی عاجزی
بہت ناگوار گذری کہ اُنکی فریاد اور تیری بیداد اب حربہ کر اُسنے دیکھکر آواز دی کہ ای جوان تو تو
معشوق خوشخو ہی صحبت مین تیرے بیٹھنے سے رونق ہوگی اپنے لشکر کا تجکو بادشاہ کرون میرا حربہ

چاہتا ہی میرا حربہ غضب لات و منات ہی ایرج نے کہا کہ لات و منات کون گدھے تھے
یہ سنکر پہلوان نے جھلا کر نیزہ مارا چاہا نوک نیزے پر اٹھا لون ایرج نے سنان نیزے کو
بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈال کر نیزہ توڑ ڈالا میثاق نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا
ایرج نے وار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا کہ تلوار چھین لون اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا
جھٹکا مارا کہ گھوڑے نے ایرج کے گھٹنے ٹیک دیے دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے دونون
جوانون سے کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ ایرج نوجوان نے اترتے ہی زور
صاحبقرانی کو صرف کیا جب پکڑ لائے ایسے دو چار گھسے مارے کہ زرہ اُسکی پارہ پارہ پیشانی سے
خون بہہ رہا ہی الجھ الجھ کے لڑ رہا ہی دوپہر الجھ الجھ کے لڑا پہر دن رہے ایرج نوجوان نے دونون
مونڈھے اُسکے تھامے سینے مین سر اڑا کر لے دوڑے پندرھوین قدم پر لا کے ایک بیکبار دونون
گھٹنے آشنا بزمین ہوے ایرج نوجوان نے کمر مین ہاتھ ڈال کے زور کیا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے
زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے اُس خود سر کو بلند کیا گرد سر کے چرخ دیا زمین پر مارا چھاتی
پر سوار ہوے فرمایا شناخت پروردگار مین کیا کہتا ہی اسکے ساتھ والے ستر ہزار جوان دیکھ رہے تھے
کہ ہمارا افسر زیر ہوا لینا لینا کہہ کے دوڑ پڑے وہ بادشاہ بیر جو تخت پر سوار ہوکے نکلا تھا اُس نے
بارہ ہزار جوانون کو حکم دیا ان بیچاؤن کو رد کو بارہ ہزار جوان ستر ہزار پر جا پڑے دونون لشکر
مل گئے تلوار چلنے لگی ایرج نوجوان پر نیزے اور تیر جو پھینکے ایرج نوجوان اُنکے بچانے مین مشغول
ہوے میثاق کو وہ تن نکل کر بھاگا اپنی فوج مین پہونچ گیا ایرج چاہتے ہین کہ جاکر اسکو ماردن
اُسکے ساتھ والے جان دیکر بچاتے ہین شاپور شیر دل مصروف تیغ بازی ہی کہ جو پشت سے آیا
اُسے خنجر مار کے گرا دیا ایک بیچیا نے شاپور کو نیزہ مارا کہ شانہ شاپور کا نشانہ ہوا شاپور شیر دل
ہٹا ایک بیچیا نے آکے ایرج کو ٹوکا ایرج نے اُسکو جواب دیا دوسرے نے پشت پر سے تلوار
لگائی کہ سر ایرج کا زخمی ہوا دوسرے پہلو پر میثاق آگیا اُسنے بھی ہاتھ تلوار کا مارا ایرج کا زخم سر
پچ پارہ ہوا اب رات ہوگئی ایرج کو یقین ہوا کہ ایسا نہ ہو گھوڑے سے گر پڑون تلوار نیام
مین کی ہاتھ گھوڑے کی گردن مین ڈالے گھوڑا ایرج کو لے نکلا جو سامنے آگیا کسی کا منھ سے
سر چبا ڈالا کسی کو پشتک ماردی کسی کو دولتی لگائی اس طرح ایرج کو لیکر نکلا وہ بادشاہ بیر

بارہ ہزار جوانون سے اس گمان پر رات بھر لڑا کہ وہ مددگار ہمارا لڑ رہا ہوگا صبح خبر مشہور ہوئی کہ
ایرج کو گھوڑا نکال لے گیا میثاق کوہ تن اسی طرح لڑ رہا ہی آخر بادشاہ پیر نے شکست کھائی
بھاگ کر قلعے مین چھپا توپین مارین تب میثاق کوہ تن رکا کہا کہ قلعے کو گھیر لو قلعہ گھیر کے میثاق
نے آب ودانہ اہالی قلعہ پر بند کیا بادشاہ پیر زخم خوردہ قلعے مین آیا محلات مین تہلکہ پڑا ہوا ہے کہ
خواجہ سرا نے آکر عرض کی حضور کو محل مین یاد کیا ہی بادشاہ زخم باندھ کر اندر آیا زوجہ دروازے پر
آکے ٹھہری بیٹی گل اندام سرو قد کھڑی رو رہی ہی باپ کو جو دیکھا گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ابا جان
فتح کے بعد شکست کا کیا باعث ہوا بادشاہ نے کہا کہ ای نور نظر میثاق کوہ تن تو دیو ہی اسنے
بلغر کر کے قلعے کو لے لیا تھا عین وقت پر ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران عالیشان خداوند لقا کا
نواسہ آکے پہونچا اس شیر کو ہمارے حال پر رحم آیا اس دیو سے لڑا چھوٹا قد حسین وجمیل تین پہر مین
اسکو زیر کیا ستر ہزار فوج میثاق کے ساتھ تھی سب بلوہ کر کے آپڑی مین بارہ ہزار جوانون سے
برائے مدد پہونچا مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ اس شیر صولت نے کتنی سپر افسر تاک تاک کر مار
عیار بھی اسکا بلاے روزگار تھا چٹکی بالی کرتا تھا ایک بیچیانے نیزہ مار کر اسے زخمی کیا اسکے زخمی ہونے
کے بعد اس شیر کو بھی مکر سے زخمی کیا نہین معلوم شب کو بسر کیا گذری ہمنے شکست کھائی نہین معلوم
اس شیر کو گھوڑا نکال لے گیا یا گرفتار ہوا میثاق بگڑا ہوا ہی قلعے کو گھیرے ہوے پڑا ہی آب و آزوقہ
ہمپر بند ہوا دس پانچ دن تک خیر و عافیت ہی آخر بھوکے پیاسے قلعے سے نکلین گے لڑ بھڑ کر اپنی
جان دینگے گل اندام نے جو حال ایرج نوجوان سنا ایک عشق پیدا ہوا کہ اس شیر کو کیونکر دیکھون
دن کو تامل کیا رات کو آخر اسقدر بیتاب ہوئی کہ لباس شب روی جسم پر آراستہ کیا ایک مادیان
چپکے سے کھول لی اسپر سوار ہو کے نکلی جب قریب در قلعہ پہونچی فولاد نامے نگہبان دروازے پر
تھا اس سے گل اندام نے پکار کر کہا کہ کھڑکی قلعے کی کھولدو تلاش مین اس جوان کی جائین گے
بادشاہ نے حکم دیا ہی فولاد آنکھین ملتا ہوا اٹھا کھڑکی کھولدی گل اندام جو جھپٹ کر نکلی جب باہر
قلعہ کے آئی نقاب چہرے سے اٹھ گئی معلوم ہوا کہ برق چمک گئی اب تو فولاد بدحواس ہو گیا کہا
یارو یہ کون قتال عالم جاتا ہی ارے اسے گھیر لو ملکہ نے گھوڑی کو بھگایا کوڑا جو مارا طرارہ بھر کے چلی
سوار دوڑے ہلڑ جو ہوا بادشاہ محل مین جاگ پڑا گھبرا کے پوچھا کہ یارو یہ کیا معرکہ ہی کنیزون نے عرض کی

نہین معلوم کیا باعث ہو کہ صاحبزادی نکل گئین مادیان عربی پر سوار ہو کے گئین وہ مادیان جو اسی
سال حضور نے خریدی ہو بادشاہ نے کہا کہ اوس کمبخت کی خبر لو کس وجہ مین نکل گئی چند خادم پلٹ کر
آئے اونھون نے کہا کہ حضور ملکہ نکل گئین بادشاہ چیخ بیٹھ کر خاموش ہوا مگر دروازے پر ملازم ہو لوگ
بادشاہ کی بیٹی نکل گئی یہ خبر میثاق نے سنی رسالہ دار اپنے خرس پیل کن کو حکم دیا کہ اپنا رسالہ لیکر
تلاش مین ملکہ کی جاؤ خرس پیل کن ہزار جوان لیکر تلاش ملکہ مین چلا ملکہ جو چلی صحرا کا سناٹا اور
جانوران درندگی آوازین یہ پروردہ مہد ناز و نعم اوسپر یہ رنج و غم کہ جانورون کی آوازین کان مین
آتی ہین کبھی گھبرا کے داہنی طرف گھوڑی کو ڈالدیا کبھی بائین جانب بڑھایا دیکھا کہ ایک مرکب
کوہ سرین کوہ کفل گلے مین سونے کی ہیکل بیچ مین دس بیس جوانون کے گھرا ہوا وہ لوگ رسیان اور
زنجیرین مارتے ہین گھوڑا طرارہ بھر کے نکلتا ہو کسی کا سر پھٹتا ہو کسی کا ہاتھ ٹوٹتا ہو اور دو چار آگے
شریک ہو جاتے ہین معرکہ یہ گذرا کہ ایرج زخمی جنگل مین پڑا تھا اوس حوالی مین قزاق رہتا ہے کہ
سفاک قزاق اوسکا نام ہو برائے سیر جو نکلا ایرج کو زخمی دیکھا صورت دیکھکر عاشق ہو گیا کرہ
بن اشقر ٹہلتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا جب ایرج کو قلعے مین لایا علاج کیا شام کو ایرج نے آنکھ
کھولی آنکھ کو کھولتے ہی اپنے مرکب کو پوچھا سفاک نے کہا گھوڑا وہان نہین تھا ایرج نے کہا
کہ میرا گھوڑا وحید ہو کرہ کہکر پکارنا جہان ہوگا وہ آجائیگا دس بیس قزاق آئے کرہ صحرا مین مارا مارا
پھرتا تھا کرہ جو کہکر پکارا گھوڑا دوڑا ہوا آیا قزاقون نے گھیرا ہو مگر وہ گرفتار نہین ہوتا ملکہ نے
چاندنی مین گھوڑے کو پہچانا کہ باپ نے یہ بھی ذکر کیا تھا کہ اوس نوجوان کا گھوڑا اسپ چشمی تھا اسپ چشمی
دیکھکر سمجھی کہ اوسی شہریار کا گھوڑا ہو مادیان کو بڑھایا ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ صاحبو تم ہٹ جاؤ ہم
گھوڑے کو رام کیے دیتے ہین قزاق عاجز ہو رہے تھے ملکہ نے قریب آ کے کہا کہ اے مرکب اصیل
اپنے آقا کے پاس چل یہ مرکب مثل انسان کے باتین سمجھتا ہو ملکہ نے جو یہ کہا کرہ ساتھ ہو لیا ملکہ نے
قزاقون سے پوچھا کہ وہ شہریار کہان ہو قزاقون نے بیان کیا کہ ہمارے افسر نے علاج کیا ہو
ملکہ اشتیاق مین ایرج نوجوان کے دیکھنے کے گھوڑے سے مکرر یہی کہتی ہو کہ اپنے آقا کے پاس
چل گھوڑا چلا آتا ہو ملکہ گھوڑے کو لیکر قلعے مین آئین قزاقون نے جا کر سفاک سے کہا کہ ایک سوار
آیا اوسنے نہین معلوم مرکب سے کیا کہا گھوڑا آسانی سے چلا آیا تھان پر پہونچ گیا اب وہ سوار

مشتاق دیکھنے ایرج نوجوان کا ہی سفاک نے کہا کہ بُلا لو قزاقون نے آکر بلا لیا ملکہ اُس بارہ دری مین آئین کہ جسمین ایرج نوجوان پلنگ پر بیٹھے ہین سر پر پٹی مرہم کی چڑھی ہی کُرتا شفتجوبی کا پہنے ہوے تلوار قبضے مین بیٹھے ہین ملکہ نے جو اس شان سے ایرج کو دیکھا جھپٹ کے چلین کہ قریب جاوین نقاب چہرے سے ہٹ گئی ایرج نے دیکھا کہ ایک نازنین وبجو خوشنجو آنکھین مثل چشم آہو خنجر ابرو حرام بلاگیسو قریب تھا کہ ایرج کو غش آجائے بمشکل اپنے کو سنبھالا ملکہ قریب آئین ایرج نے ہاتھ تھام لیا ملکہ پاس بیٹھ گئین پوچھا کہ ای ملکہ عالم تم گل کس گلستان کی ہو اور ماہ کس آسمان کی ہو ملکہ نے پتہ بتایا جس قلعے پر آپ لڑے تھے وہان کا بادشاہ میرا باپ ہی مین نے جو آپکا ذکر سُنا دیکھنے کا اشتیاق ہوا شکر ہی کہ آپ تک پہونچی میثاق نے قلعے کو گھیرا ہی نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا باپ میرے لرزان و ترسان قلعے مین ہین ایرج نے کہا کہ مین ابھی چلتا ہون سفاک نے کنیزون سے سُنا کہ ایرج نوجوان کے پاس ایک نازنین آئی ہی ایرج کی مشتاق ہو کر سفاک نے کہا کہ مین تو جاکر دیکھون کہ وہ نازنین کون ہی سفاک نے کہلا بھیجا کہ ای شہریار مین حاضر ہون ایرج نے کہا کہ آؤ ملکہ کو ہٹا دیا سفاک آیا سفاک نے پوچھا ایرج نے جو حال سُنا تھا وہ مفصل بیان کر دیا یہ تو سفاک پر بخوبی ظاہر ہو گیا کہ یہ نبیرۂ صاحبقران پوتے رستم کے فکر صحرای گرداب نشان مین نکلے ہین جب اسنے حال نازنین کا سُنا کہا کہ ای شہریار غلام سے کیا پردہ سُنکر ایرج نے نازنین کو آواز دی ملکہ گل اندام سرو قد بلا تکلف چلی آئین سفاک کی نگاہ جو پڑی دل دادہ اور مائل و شیدا ہوا سوچا کہ ایرج کو زہر دیکر ماروں اور اس نازنین پر قبضہ کرون یہ سوچ کر کہا کہ حضور کا کیا ارادہ ہی ایرج نے کہا کہ میرا ارادہ ہی مین جاکر میثاق کو مارون سفاک نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو غلام جائے اہل قلعہ کو اُس ظالم کے ہاتھ سے بچائے ایرج نے کہا کہ بے میرے جائے نہ بنے گا اور صبح کو ہم جائین گے سفاک نے کہا کہ غلام ساتھ چلیگا ایرج نے حکم دیا کہ تیاری کرو سفاک نے بارہ ہزار قزاق تیار کیے پہر رات رہے ایرج سوار ہوے ملکہ مادیان پر سوار ہوئین چار گھڑی رات رہے سے ایرج طرف قلعے کے چلے میثاق نے جو دختر شاہ کا حال سُنا تھا رات ہی کو اسنے طبل یلغر بجوا دیا صبح کو سامنے قلعے کے آکر ٹھہرا قلعے پر یلغر کیا قلعہ سے توپ پڑنے لگی جب دو تین ہزار آدمی اسکے مارے گئے تب میثاق نے سب کو روکا آپ گینڈا بڑھا کر چلا کا وے پر

ایرن پر گینڈے کو ڈالے ہوے قریب خندق کے پہونچا اہل قلعہ نے فریاد کی میثاق نہین سنتا
چاہتا ہی خندق فرا کے جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایرج نوجوان مع سفاک قزاق آکر پہونچے
ایک مادیان پر سب نے دیکھا کہ ایک نقابدار بادل پوش نیزہ ہلاتا ہوا ساتھ ہی ایرج نوجوان نے
وہین سے للکارا کہ او میثاق کہان جاتا ہی ایرج کو دیکھکر جل گیا گینڈے کو پھیرا ایرج بھی برابر
پہونچے اُسنے گرز اُٹھا کے یہ کہہ کے مارا کہ اسی سے در قلعہ توڑنے چلا تھا اب تیرے فرق کو برباد
کرونگا ایرج نے تلوار کا ہاتھ مارا گرز کے دو ٹکڑے ہوے اُسنے ڈنڈ کھینچ مارا ایرج نے خالی
دیکر خبردار خبردار کہکر وار تیغہ برقتاب کا کیا تیغہ تڑپ کر گرا سپر کو کاٹ کر مع گینڈے میثاق
کے چار ٹکڑے کیے میثاق کو مارکر فوج پر اُسکی جا پڑے فوج نے جو یہ رنگ دیکھا کہ بادشاہ بھی
قلعے سے نکل آیا بارہ ہزار فوج سے لڑنے لگا اور سفاک بھی بارہ ہزار سوار سے گرا آخرکار فوج
میثاق کی شکست کھا کر بھاگی لاشہ مالک کا مشکل لیا طرف صحرا کے بھاگی ایرج نوجوان لڑائی
کو فتح کر کے پلٹے کاؤس تاجدار اس بادشاہ کا نام ہی ایرج نے اس سے سوال اسلام کیا
یہ بھی بصدق مسلمان ہوا سفاک قزاق کو بہت ناگوار ہی یہ سمجھا تھا کہ میثاق کے ہاتھ سے
ایرج کو آزار پہونچیگا مین بادشاہ قلعہ پر دباؤ ڈالونگا اسکی دختر پر قبضہ کرلونگا اب میثاق
مارا گیا یہ نوجوان اُس معشوقہ پر قبضہ کریگا دست بستہ عرض کی کہ آج غلام کے یہان حضور کی
دعوت ہی اس فتح کی غلام کو بڑی خوشی ہوئی ایرج سمجھے کہ ہمارا رفیق ہی اس فتح کی اسکو
بہت خوشی ہوئی دعوت قبول کی سفاک مکار اپنی بارگاہ مین ایرج کو اور کاؤس کو لے کر
بڑے اعزاز و اکرام سے آیا قزاقون سے کہدیا کہ مین آج اس جوان کو پکڑ لونگا دختر کاؤس پر
میری جان جاتی ہی بارگاہ مین لایا ایرج کو مقام صدر پر بٹھایا جام ارغوانی بھر کر سامنے لایا عرض کی کہ
حضور نوش کرین ایرج بے اندیشۂ انجام پی گئے دوسرا جام بادشاہ کو دیا یہ بھی پی گیا
تھوڑے عرصے مین ایرج کا سر پھرنے لگا فرمایا کہ کیون اے سفاک کیا تو نے ہمکو بیہوشی دی
یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھے بیہوشی کام کر چکی تھی یہ اور کاؤس تاجدار دونون اپنے مقام سے
اُٹھتے آخر لڑکھڑا کے گرے اور بیہوش ہوے شاپور نے چاہا کہ اُٹھ کر بھاگے دس بیس قزاقون نے
اسے مل کر گرفتار کرلیا چند لوگ یہان سے بھاگ کر قلعے مین پہونچے ملکہ نے قلعہ بند کرلیا گولا اندازون کو

حکم دیا کہ بالاے قلعہ قائم رہو صبح کو سفاک باہر آیا اسنے قلعہ بند پایا توپین لگی ہوئی ہین پکارکر
آواز دی کہ ای اہالی قلعہ پھاٹک کھولدو ملکہ سے کہو کہ میرے پاس چلی آؤ ورنہ ایرج اور کاؤس
کو قتل کرونگا ملکہ نے کہا کہ اختیار ہی قلعے کا پھاٹک نہ کھولو سفاک نے میدان فونی کی تیاری
کی تین دارین استادہ ہوئین آپ بارہ ہزار قزاقون کو لیکر کھڑا ہوا ایرج و کاؤس و شاپور
کو دار پر کھینچ دیا تیر و کمان لیکر کھڑا ہوا اہالی قلعہ کو آواز دی کہ دیکھو مین تمھارے مالک کو قتل
کرتا ہون ملکہ نے آواز دی کہ او ملعون تجکو اختیار ہی چاہتا ہی قزاق کہ تیر رہا کرے کہ صحرا سے
گرد اڑی ایک جوان مثل آفتاب اور ایک دیوخصال گینڈے پر سوار وہین سے نعرہ کرتا ہوا
آتا ہی۔ نعرۂ نورالدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مروی پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش		کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خوانده
ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم ظفر بر یلان عرب یافتم	دیگر	لقارا بہ یک دست بر داشتم شہ نوجوانان لقب یافتم

وہ جوان گینڈے پر سوار تھا اسنے آواز دی کہ منم ہژبر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و
صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور یہ کہکے آگے ایرج نوجوان نے جو نورالدہر کو دیکھا تڑپکے
زنجیر پکڑی جھٹکا مارا کہ زنجیر ٹوٹی گرتے گرتے قید کو توڑا نعرہ کیا۔ نعرۂ شاہزادہ ایرج نوجوان

ملک ایرج آن آفتاب منیر تزلزل فتد در میان مصاف	کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر اگر تیغ بر سنگ خارا زنم	چو تیغ یلی بر کشم از غلاف زگاؤ زمین بیخ و بن بر کنم

ملکہ نے جو بالاے قلعہ کے دیکھا کہ ایرج نے قید کو توڑ ڈالا اور شاپور کو بھی رہا کیا شاپور نے
جھپٹ کر تیچہ مارا کاؤس تاجدار بھی قید سے چھوٹا ایرج لڑتے بھڑتے برابر سفاک قزاق کے پہونچے
للکارا کہ او نامرد ازلی یہ تو نے کیا حرکت کی اب اپنے کو بچا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے غصے مین
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کلائی اسکی پکڑکے ایک طمانچہ ماردیا کہ سر سفاک کا جز گردن سے اڑ گیا سفاک
کو مار کر قزاقون کو قتل کرنا شروع کیا قزاقون مین صداے فریاد بلند ہوئی آخر قزاق شکست کھاکر
بھاگے نورالدہر طہماس کو لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوے اور پکار کر آواز دی کہ او تاجزادے

کر پاس فروش بازاری دیکھا پروردگار نے کیا بدلہ لیا اب بیٹھ کر اس قلعے میں سر ٹکرا او ہم طرف صحرائے گرداب نشان کے جاتے ہیں ایرج نے للکارا کہ او کشتی گیر زادے ٹھہر جا میں آکر تیری گوشمالی کرتا ہوں نور الدہر نے چاہا کہ پلٹ پڑیں طہماس نے منع کیا کہ کیا ضرور ہی ناحق کو تکرار ہوگی آپ اپنے کار ضروری کو چلیے نور الدہر و طہماس نکل گئے ایرج نوجوان لڑائی فتح کر کے قلعے میں آئے کاؤس تاجدار کو جو معلوم ہوا کہ میری بیٹی ایرج کو جا کر لائی اسنے ترنج خوشبوئی سینے پر مارا وزیرون نے نذر دی اور عرض کیا کہ ای شہریار مبارک ہو کہ ایسا شیر صاحب حسب و نسب آپ کا داماد قرار پایا ایرج نے ملکہ سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ پلٹ کر صحرائے گرداب نشان سے عقد کرینگے دوسرے دن ملکہ کو بجائے کاؤس تاجدار قلعے مین تخت پر بٹھایا اور آپ بارہ ہزار جوان مع کاؤس تاجدار ساتھ لیکر تلاش صحرائے گرداب نشان مین چلے شاپور اکثر آگے بڑھ جاتا ہی قریات مین جا کر پتے لگاتا ہی شام کو آکر شاہزادے کو منزلون کا نشان دیتا ہی ایک منزل پر جو ایرج اُترے صحرا تمام سبزہ زار درخت سر سبز و شاداب چشمے لاجواب جون جون شام ہونے لگی لشکر تو اُتر پڑا مگر شاپور دیکھ رہا ہی کہ صحرا کی رعنائی مین فرق آیا درختون مین پتے خشک ہونے لگے چشمون کا موج مارنا موقوف ہوا شاپور چھپ کر ایک گوشے مین بیٹھا جون جون رات بڑھی جنگل مین روشنی ہونے لگی شاپور نے دیکھا کہ آسمان پر ایک شعلہ چمکا پلک شاپور کی جھپک گئی پھر جو آنکھین کھولین دیکھا کہ وسط صحرا مین ایک چبوترہ ہی اُسپر فرش ہو گیا پھر شعلہ چمکا ایکی مرتبہ شاپور نے دیکھا کہ ایک مسند شاہانہ بچھی ہے اسباب عیش و نشاط آراستہ گلابیان رکھی ہین جام اُسپر اوندھے ہوئے ہین اور ایک نازنین نہایت حسین درہا مین پھولون کے غوطہ زن بکبر و نخوت مسند پر بیٹھی ہی چند ستارے آسمان سے لڑتے ہوئے زمین پر گرے شاپور نے دیکھا کہ چند کنیزین زرین پوش گرد آکے بیٹھین باتین ہونے لگین ایک کنیز پیشاب کے واسطے جنگل مین جو آئی شاپور نے کمند مار کر اُسکو بیہوش کیا اسی کنیز کی شکل بنکے محفل مین آیا بیٹھکر سامنے اُس نازنین گلپوش کے یہ غزل گائی

نظم

ہردم کا خیالِ رخ زیبا نہین جاتا	کیون رند ترے سر سے یہ سودا نہین جاتا
افسوس ہی تو رشک مسیحا نہین جاتا	حال اب ترے بیمار کا دیکھا نہین جاتا

باقی ہو پس از مرگ بھی عشق خط و گیسو
ویران ہو بیابان جنون جب سے گیا قیس
اُس زلف کی تسخیر میں عاجز ہیں سپیرے
جس بات کی چاہو قسم اک مرتبہ لیلو
کیا پہونچے خبر حال پریشان کی ہمارے
ہی تازکرہ اب تک مری شوریدہ سری کا
ہی رنگ نہ وہ روپ مگر باقی ہی اغماض
چل پھر کی جو طاقت تھی رہی تاب و توان تک
احباب کو کیا کام یہ کیون پوچھتے ہین رند

سر کٹ گیا پر سر سے یہ سودا نہین جاتا
مجنون کوئی اب جانب صحرا نہین جاتا
کالا کسی منتر سے یہ کیلا نہین جاتا
ہر بار تو قرآن اُٹھایا نہین جاتا
اُس تک کوئی اخبار کا پرچا نہین جاتا
یہ ذکر یہ مذکور یہ چرچا نہین جاتا
سب اُڑ گیا پر غمزۂ بیجا نہین جاتا
اب تھک کے جہان بیٹھے پھر اُٹھا نہین جاتا
جاتا ہون مین اُس کوچے مین اب یا نہین جاتا

اس طور سے شاپور نے یہ غزل گائی نازنین گلپوش نے کہا کہ ای نرگس آج تو تو نے رنگ باندھ دیا آج لشکر عزیز دار طلسم کشا اس صحرا مین آکر اُترا ہی عیار اُسکا بڑا تیز و طرار ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی عیاری کرے کہ وہ غرائب پر مین بحکم خداوند گئی بیچ بنکے کمیت و توسن و شمشیر کو اُٹھا کر لے آئی تینون میرے پاس قید ہین اطاعت خداوند کا اقرار نہین کرتین جبکا لشکر یہان اُترا ہی وہ کمیت عاشق توسن ہی وہ بہت بیقرار ہی آٹھ پہر روتی ہی ایسا نہو کہ عیار طلسم کشا کے عزیز کا یہان آجائے تو باعث خرابی ہو قرزندان عمرو مین شاپور بلا ے روزگار ہو ایسا نہ ہو کہ کہین پھرتا پھرتا اس جا نکل آئے شاپور کے یہ حال سُنکر ہوش اُڑ گئے خیال مین آیا کہ ایسا نہ ہو یہ ملعونہ پہچان لے ہاتھ باندھ کر قدمون پر گرا کہا کہ ای ملکہ عالم عیار کی کیا مجال ہی آپ کا وہ انتظام ہی کہ کوئی اس صحرا مین قدم نہین رکھ سکتا لشکر مسلمانان فروکش ہو دن کو ان سب نے صحرا ے سبزہ زار دیکھا شام کو اسی صحرا مین خزان تھی جہان خزان و بہار کا یہ انتظام ہو وہان عیار کی کیا مجال ہے مین جنگل مین پھرتی ہوئی گئی تھی مین نے سب طرف سے دیکھا کسی کو نہین پایا اگر حکم دیجیے شاپور کو پکڑ لاؤن نازنین گلپوش نے کہا کہ ارے تم لوگون نے ایسا ہی انتظام کیا ہی جبکو نام سے ان عیارون کے خوف آتا ہی ان عیارون نے ملک کے ملک ویران کر دیے شاپور نے اور چند شعر گائے باتون مین لگا کر پوچھا کہ صحرا ے گرداب نشان کا کیا نشان ہی گلپوش نے کہا ہزار طرح

مسلمان کدو کوشش کرینگے صحرائے گرداب نشان تک نہ پہنچ سکین گے ایک صحرائے لق و دق وادی بے کنار ہی وہان جاکر دھوپ سے ہلاک ہو جائینگے وہ دھوپ پڑتی ہی کہ ہم لوگون نے جاکر اکثر برف برسائی وہان تاثیر نہین کرتی وہ جھونکے ہوائے گرم کے چلتے ہین کہ نخل سر سبز جلتے ہین اُس گرمی کی کیا برداشت کر سکین گے ایک جھونکے مین ہوا کے پامال ہو جائینگے شاپور نے پھر دل پہ پتھر رکھا گستاخ ہو کے پوچھا راستہ کس طرف سے ہی گلپوش نے کہا کہ ای نرگس تو تو آج اس طرح پوچھتی ہی گویا تجکو جانا منظور ہی مین قیدیون کو بلواؤن دیکھون اب راہ پر آئے یا اُس قید شاہانہ مین بھی وہی سرکشی ہی کنیزون سے اشارہ کیا توسن و کمیت و شمشیر کو لاؤ کنیزین چار پانچ اُٹھین ستارے بنگے آسمان مین ڈوبین تھوڑے ہی عرصے مین غائب زنجیر مین غل ہوا دیکھا کہ چار پانچ کنیزین کمیت و توسن و شمشیر کو لیکر آئین مگر اُن سب مین توسن زیادہ بیقرار و مضطر تھی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے گلپوش نے پکار کر آواز دی کہ کیون بی توسن اب بیدلگامی مٹی یا نہین کیا منظور ہی قدرت نے تمکو یاد فرمایا ہی توسن نے دیکھکر آواز دی کہ ہم اُسی مصیبت مین ہین قتل اور بخشنے کا تجھے اختیار ہی قیدی سب طرح مجبور و ناچار ہی شاپور نے دست بستہ عرض کی کہ ملکۂ عالم انکا تو حال معلوم ہوا کہ اُسی حال مین ہین دھگڑون کی جو یا انکو قتل کیجیے گلپوش نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ حکم قطعی سر کاٹنے کا قدرت سے نہین ہوا ہی حکم ہی کہ ہمارے بندون کو سمجھاؤ راہ پر لاؤ ان بندون نے پشت ہا پشت سجدہ کیا ہی ذراسی خطا پر کیونکر قتل کیے جائین شاپور کہتا ہی کہ ملکۂ عالم سامان عیش و نشاط مہیا کیجیے دورۂ جام چلین اس طور سے شراب پلاؤن کہ آپ خوش ہو جائین پاؤن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن سر سے شراب پلاؤن نیا رنگ محفل مین دکھاؤن کبھی ایسی ساقی گری نگاہ سے نہ گذری ہوگی یہ سُنکر گلپوش نے کہا کہ ای نرگس تیری خوشی واجب و لازم ہی تجکو خبر ہی کہ مین کس فکر مین ہون آج اس صحرائے پر ہول مین لشکر ظفر اثر نبیرۂ طلسم کشا آکر اُترا ہی ایک قلعہ اُسنے فتح کیا بارہ ہزار جوان اُسکے ساتھ ہین لیکن تیری خوشی کرنا ضرور ہی یہ کہ کے کنجی میخانے کی ازاربند سے کھول کر سامنے نرگس نقلی کے پھینکی کہا لو نرگس آج تمھاری ساقی گری دیکھین شاپور میخانے مین آیا اپنے بزرگون کے طریقے ایجاد کیے پکار کر آواز دی کہ صاحبو ہم آج ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے

سب کنیزین شراب لینے کو آئین اور لے گئین شاپور نے چند گلابیان مئے ارغوانی سے بھرین محفل
مین لیکر آیا گھنگرو پاؤن مین باندھے پہلے گت ناچا پھر جھک کر جام لبریز کیا سامنے گلپوش کے
آیا سر جھکا کر کہا کہ ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے جیسے ہی گلپوش نے جام ہاتھ
مین لیا ایک نخل سامنے تھا پتے اُسکے گرنے لگے گلپوش نے ہاتھ روکا اشارہ کیا کہ نرگس ایک پتہ
تو اُٹھا لے شاپور لرزان و ترسان قریب نخل کے آیا پتہ جو اُٹھایا ایک شعلہ چمکا کہ رنگ و روغن عیاری
کا جل گیا پاؤن زمین نے تھام لیے گلپوش نے پکار کر کہا ارے یہ تو عیار ہی نرگس کہان گئی کنیزون
نے عرض کی کہ زیر نخل وہ پڑی ہی کنیزین اُسکو اُٹھا لائین شاپور کو گلپوش نے گرفتار کیا اور اُن
تینون جادوگرنیون کے ساتھ کنیزون سے کہا کہ اسکو بھی لیجا کر قید کرو کنیزون نے شاپور کو لیا اور اُن
تینون جادوگرنیون کو مسلسل و مطوق کیا تخت پر ڈال کے لے گئین گلپوش جلسے کو برخاست
کر کے خدمت خداوند مین چلی صبح کا وقت ہی ہوا ٹھنڈھی چلی پھول برستے ہوئے گجرے ہاتھون
سے کھول کھول کے پھینکتی جاتی ہی کوہ زبرجدی پر آئی دیکھا کہ میلہ جمع ہی مرادمند زیر کوہ فریاد
و بکا کر رہے ہین کوئی کہتا ہی کہ یا خداوندا ہم بیمار ہین صحت عطا کیجیے کوئی پکارتا ہی کہ اولاد نہین ہوتی
تصویر سنگی سے آواز آتی ہی کہ جا تیرے یہان اولاد ہوگی زوجہ تیری حاملہ ہی فرزند پیدا ہوگا گلپوش
آگے اُتری زبرجد جادو تاج سر پر رکھے در دیر پر کھڑا ہی گلپوش نے کہا کہ اے زبرجد عرض کرو
قدرت سے کہ مین نیا معاملہ عرض کرنے آئی ہون زبرجد شاہ نے عرض کی کہ گلپوش کچھ عرض
کیا چاہتی ہی تصویر نے آواز دی کہ اے بندی خاص الخاص بیان کر دیا قدرت کہدین کہ جو تیر
معرکہ گذرا وہ ہمپر روشن ہی گلپوش نے عرض کی کہ میرے یہان شاپور عیاری کرنے آیا کنیزون نے
گرفتار کیا لشکر اُسکے آقا کا میرے جنگل مین اُترا ہی جو حکم ہو بجا لاؤن اور تینون جادوگرنیان
اطاعت قدرت نہین قبول کرتین وہ عشق مین نور الدہر و ایرج و طہماس کے گرفتار ہین جب
اُنکو سمجھایا جاتا ہی تو وہ بلکتی ہین تڑپتی ہین نہین مانتی ہین اُنکے بارے مین کیا حکم ہوتا ہی تصویر
نے آواز دی کہ تینون کے سر کاٹ کے روانہ کرو اور شاپور کو دار پر کھینچ دو لشکر ایرج نوجوان
تباہ کر کے آؤ تو تمکو خلعت وزارت ملے یہ سنکر گلپوش خوش ہو گئی خوب سا بناؤ سنگار کر کے
چلی پہاڑ پر آئی بیٹھ کر سحر تیار کرنے لگی دو دن سے شاپور غائب ہی ایرج نوجوان کنارے پر

لشکر کے کھڑے انتظار کر رہے ہین کہ گلپوش پہاڑ سے دیکھنے لگی نگاہ آیرج نوجوان پر پڑی کہ عاشق ہوئی جمال ہمشیاں دیکھکر بیتاب ہوگئی خود سر پرپیچ زلفین خلیلی تابدوش معلوم ہوتا ہی کہ مار سیاہ لہرا رہے ہین خال سبز رنگ ہاشمی چہرے پر ہویدا و ظاہر عارض انور ماہ کامل ہو نکھنوزلن سے مسیحائی سپہ گری چہرے سے برس رہی ہی تیغہ دودم سکندری حمائل سپر پشت پر ہلال و بدر کا ساتھ ہی کمان کیانی کا خم بازوے تہمتن پر اپنے کو قربان کر رہی ہی ترکشون سے تیر دلدوز منھ نکالے ہوے صاف ثابت ہوتا ہی کہ ماران سیاہ بانبی سے منھ نکالے ہین یا طائر تیر پر بند ہین یا محبوب لو دپسند ہین کہ منھ کو پردۂ ترکش مین چھپایا ہی خنجر آبدار جوہردار زیب کمر جس سے روح رستم و اسفندیار کو خطر کمر مضبوط باندھے ہین لڑنے پر چست ارادہ درست قد سرو بلند خوبی یا کلک نقشی خانہ محبوبی کھڑے ٹہل رہے ہین اس جمال ہمشیاں کو دیکھکر بیتاب ہوگئی بے اختیار منھ سے یہ اشعار نکل گئے

نظم

لالہ رویون پہ دل جلاتے ہین
اپنا رنگ اسطرح جماتے ہین
آمد آمد ہی کسکی محفل مین
آزمالے جو آزماتے ہین
گرے شیشہ نہ دست ساقی سے
جب طواف حرم کو جاتے ہین
غل ہی زنجیر کا کہین شاید
کوبکو دربدر پھراتے ہین
کرتے ہین زلف یار مین شانہ
آستین وہ عبث چڑھاتے ہین
شمع تربت مری بجھاتے ہین
داغ بالاے داغ کھاتے ہین
نہین ہوتا وہ ہم بغل جس رات
گل جو بچھوے نہین سماتے ہین
خشک کیونکر ہون کہوں کسطرح
مست ہی یا نوق لڑکھڑاتے ہین
کھبتی ہین یہ آنکھین جمن ہو یہ دل
لڑکے دیوانون کو ستاتے ہین
حال دیوانگان عشق نہ پوچھ
سانپ کو ہاتھ پر کھلاتے ہین
درد دل جب بیان کرتا ہون
روح کو بھی غرض جلاتے ہین
پان اس شوخ کو کھلاتے ہین
تکیے پہلو کے کاٹے کھاتے ہین
نہ رہے حوصلہ رقیبون کو
درد و غم مجکو کھائے جاتے ہین
یاد آتا ہی گشت کوچۂ یار
مجھپہ آفت ہمیشہ لاتے ہین
شوق دیدار و حسرت گفتار
تنکے چلتے ہین خاک اڑاتے ہین
دھو چکا ہون مین اپنی جان سے ہاتھ
دانت میری زبان دباتے ہین

جادۂ صحرائے عشق کے ای رند | سانپ بنکر مجھے ڈراتے ہین

چلا کے جو گلپوش نے یہ اشعار پڑھے آیرج نے سر اٹھا کے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین دریا مین چھپ ہونٹ کے غوطہ زن معشوقہ پرفن کھڑی گلچینی گلشن جمال کی بہارے کر رہی ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی

ایرج نے مسکرا کر کہا کہ ای محبوب گلپوش اگر ہمارے دیکھنے کی مشتاق ہو تو ہماری بارگاہ مین آؤ
ہم بھی تمھارے مشتاق ہین گلپوش پہاڑ سے اُتری ایرج نے ہاتھ تھام لیا بارگاہ مین لائے
مقام صدر پر جگہ دی جب وہ بیٹھ چکی تو ایرج نے پوچھا کہ کیون صاحب تمھارا نام نامی و اسم
گرامی کیا ہی گلپوش نے ہنس کر جواب دیا کہ صاحب بڑے صاحب اقبال ہو قدرت نے حکم دیا
تھا کہ جا کر لشکر ایرج کو پامال کرو خود پامال ہوئی جس ارادے پر آئی تھی اُسکے سراسر خلاف ہوا
گرفتار کمند گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہوئی اب جو حکم دو وہ بجا لائین تمھارا عیار مہتر شاپور شیر دل
ہمارے پاس قید ہی اور کمیت و توسن و شمشیر کو مین ہی گرفتار کر کے لے گئی تھی ایک ہفتہ گذرا
سمجھاتے ہوے وہ نہین مانتین ہی اُنکا قول ہی کہ ہمکو قتل کرو کہ اس کشاکش سے نجات پائین
ایرج نے کہا کہ ہماری خوشی یہ ہی کہ اُنکو بلواؤ گلپوش نے کہا کہ مین اُنکو ابھی بلواتی ہون اب
بہتر یہ ہی کہ آپ یہان سے نکل جائیے آپ کی خبر ہفت پیکر کو پہونچ گئی مین نے جا کر سب حال
کہا وہان سے حکم ہوا تھا کہ ان چارون کو قتل کرو اور لشکر ایرج پر جا کر وہ سحر کرو کہ اس صحرا سے
گھبرا کر نکل جائین اسی ارادے پر آئی تھی کہ صحرا کو سخت کرون مگر آپ کے اقبال نے زور مارا
میری بدعت سے بچایا قصد کیا تھا کہ سحر کرون آپ کے سحر حسن مین پھنسی اب جو فرمائیے بجا لاؤن
ایرج نے کہا کہ پہلے ہمارے عیار کو لائیے آج تین دن سے وہ غائب ہی ہمین زندگی دشوار ہی
وہ ہمارا دوست صادق و محب واثق ہی ہر وقت اسی فکر مین رہتا ہی کہ ساحرہ کو مارون اپنے آقا کا
مرتبہ بڑھاؤن اُسی کے نہ ہونے سے ہمنے کوچ نہین کیا ورنہ ہم بر سر راہ ہین صحرائے گرداب نشان
کا قصد ہی آیندہ پروردگار کو اختیار ہی منظور ہی کہ اپنے کو صحرائے گرداب نشان مین پہونچائین
کہ دادا جان کو مشقت کم پڑے گلپوش نے جواب دیا کہ وہ مقام نہایت پر آشوب ہی وہانکی گرمی
آپ کے لشکر سے نہ اُٹھیگی ایک ایک جھونکا ہوا کا کرۂ نار ہی ایرج نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اگر موت
ہمکو لیے جاتی ہی تو ہم مجبور و ناچار ہین یہ غیر ممکن ہی کہ ارادہ کرین اور رہجائین ہمارا ہمچشم آگے
بڑھ گیا نہایت جوان صف شکن ہی سپہ گری مین برفن ہی ابھی سامنا ہوا تھا مگر وہ بھاگ گیا ورنہ
میرے ہاتھ سے مارا جاتا پھر گلپوش نے آنکھون مین آنسو بھر کر عرصۂ دراز تک ایرج کو سمجھایا
ایرج نے نہ مانا آخر گلپوش نے باہر بارگاہ کے نکل کر طرف آسمان کے دیکھا آواز دی کہ ای

ہفت سیارہ جلد حاضر ہو دیکھا تو سات ستارے آسمان پر چمکے آپس مین لڑتے ہوے زمین پر آئے دیکھا سات کنیزین زرین پوش سامنے آئین گلپوش سے کہا کہ کنیزون کو کیون یاد کیا گلپوش نے کہا کہ اے ہفت سیارہ ایرج نوجوان صاحب اقبال ہین ہم انکے مطیع ہوے اب جو انکی خوشی ہوگی وہ کرینگے اورانکو تا بہ صحراے گرداب نشان پہونچا ئینگے وہ جادوگرنیان جو قید ہین اُنکو لاؤ اور شاپور کو بھی جلد لاؤ ایسا نہ ہو کہ اُسکو کوئی صدمہ پہونچے تو باعث خرابی ہو وہ ساتون کنیزین پہلوے نخل مین آکے غائب ہوئین بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ وہی ساتون کنیزین ایک تخت پر سوار تینون جادوگرنیان کمیت و توسن و شمشیر زبانون مین انکی سوزن سر جھکائے ہوے اور عیار قید سے رہا وہ بھی تخت پر بیٹھا ہے تخت زمین پر آیا کہا حضور یہ حاضر ہین ایرج نے تینون کی زبان سے سوزن نکالی شاپور کو گلے سے لگایا گلپوش نے عرض کی کہ آج کنیز چاہتی ہے آپ کے ملازمون کی دعوت کرے کل پھر کوچ کیجیے ایرج نے کہا کہ جو خوشی تمھاری گلپوش نے ساتون کنیزون کو اشارہ کیا ساتون کنیزین پھرنے لگین تھوڑے ہی عرصے مین ایرج نے دیکھا کہ ساتون کنیزین پھر کر آئین کنارے چشمون کے فرش بچھا ہے مسندین قاعدے سے لگی ہین نخل سارے مثل جھاڑ کے روشن ہر سر گلشن سے ظاہر تھا کہ شمع روشن ہے قمریون نے اپنے اپنے آشیانے ہٹائے ایک مقام پر کہ گوشۂ نہر کلان تھا وہان بارگاہ ایرج استادہ ہوئی ملازم جابجا اُترے سردار صحرا مین ٹہلنے لگے ایرج بارگاہ مین آکر بیٹھے پردے بارگاہ کے اُٹھوا دیے توسن و کمیت و شمشیر بھی بارگاہ مین حاضر ہین کہتی ہین کہ ہم رفاقت مین رہین گے جو مناسب ہو ہمارے حق مین تجویز کیجیے ایرج فرماتے ہین ملکہ گلپوش کو تمھارے مقدمے مین اختیار ہے گلپوش نے کہا کہ اے کمیت و توسن شاہزادے کے ساتھ جان جانے کا خوف ہے آج یہ سامان جمایا ہے جشن قرار دیا ہے اگر ہفت پیکر کو خبر پہونچی تو ضرور فساد برپا کریگا یقین ہے کہ خبر پہونچے اس وقت تمام صحرا مین روشنی ہے دن سے بہتر معلوم ہوتا ہے ایرج مقام صدر پر ایک طرف کمیت اور ایک جانب توسن اور شمشیر پشت پر کمیت کے سردار جمع ہین بادشاہ تخت پر جیدہ صحبت سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین ایرج نے شاپور کو اشارہ کیا شاپور چنگ مرصعی لیکر بیچ صحبت مین آیا چنگ مرصعی بجا کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

گرمی سے اُسکے رخ کی یہ گلشن دہک گیا
گل پر پڑا جو دانۂ شبنم چٹک گیا

کاکل میں تیری مرغ دل اب ہو چکا اسیر
پھنستا نہیں جو دام سے طائر پھڑک گیا

دل چاہتا ہے آپ گلا رگڑوں باڑھ سے
قاتل کو دیکھ تیغ بکف دم پھڑک گیا

آباد رکھے حق ترا میخانہ ساقیا
ہشیار کون کون سا آکر بہک گیا

اللہ ری وحشتیں مرے آہو خصال کی
کوسوں ہی رم گیا ہے جو پتّا کھڑک گیا

مطبوع طبع یار نہ ہوگی شبیہ بھی
رنگ قبول چہرے سے میرے ٹپک گیا

دی جان اُسنے آتش گل سے کباب ہو
شاید کہ آشیانۂ بلبل بھڑک گیا

نکلا وہ سیر کو جو کبھی مل کے عطر گل
ہر کوچہ مثل صحن گلستان مہک گیا

شاعر نہیں ہوں رند ہوں مجنون عشق ہوں
جو منھ میں آیا عالم وحشت میں بک گیا

شاپور نے جو یہ غزل گائی تمام سردار اپنے اپنے مقام سے اُٹھ کر گرد بارگاہ ایرج آ گئے تعریفیں شاپور کی کر رہے ہیں گلپوش بھی نہایت بحال چہرہ خوشی سے لال پہلوے ایرج میں بیٹھی کہتی ہے کہ پروردگار اس جشن کا انجام بخیر کرے ایک ہفتے سے ہفت پیکر کوہ زبرجد پر ہی ہفت کوہ کے لوگ آکر جمع ہوتے ہیں اور جشن ہوتا ہے میں پلٹ کر نہیں گئی اب اُسکو کھٹکا ہوگا نہیں معلوم کون اُسکے کان میں کہدیتا ہے کہ فلان ساحرہ نے یہ کیا جو یہان ہو رہا ہے اگر وہ خیال کریگا صورت بارگاہ دیکھ لیگا یہ ذکر تھا کہ پہلوے کوہ سے ایک ابر سیاہ اُٹھا گلپوش یہ کہکر اُٹھی کہ کوئی آتا ہے ہفت پیکر کو خبر ہو گئی شمشیر جوہر بار بلند ہوئی ابر کے قریب پہونچکر تلواریں برسانے لگی جو تلوار قریب ابر کے پہونچی شہرہ پنجہ پیدا ہوا تلوار کو تھام لیا جب کئی سی تلواریں اسی طرح غائب ہوئیں تو شمشیر تیغ کھینچ کر ابر پر جا پڑی یہ سب نے دیکھا کہ جیسے ہی شمشیر نے تیغ ابر پر ماری کئی پنجے کٹ کر گرے ایک پنجے نے آکر ہاتھ پر تھپکی ماری تیغ ہاتھ سے شمشیر جوہر بار کے نکلا یقین تھا کہ تلوار زمین پر گرے دوسرا پنجہ ابر سیاہ سے پیدا ہوا اُسنے وہ تیغ پکڑ لیا شمشیر کے سر پر تیغ مارا کہ شمشیر جوہر بار کا سر کٹ کر زمین پر گرا مرنا شمشیر کا کمیت پر بہت شاق ہوا کمیت بلند ہوکر برابر ابر کے پہونچی مرکب مشکین بنکر چاہتی ہے کہ سبزۂ ابر کو پامال کرون کہ ایک جوان ابر سے نکلا پانؤں پکڑ کر ایک گھونسہ منھ پر مارا کہ مرکب بیقرار ہو گیا گھونسہ مار کر پشت مرکب پر سوار ہوا

اسطرح مرکب کو دوڑایا کہ ابر میں جاکر غائب ہوا اور آواز آئی کہ ای گلپوش رومال سے ہاتھ باندھ کر حاضر ہو قدرت نے طلب فرمایا ہی اب گلپوش دامن جھاڑ کر اٹھی اور ایرج نوجوان سے عرض کی کہ بڑی زبردست ساحرہ آئی ہی شعلۂ ابربار اسکا نام ہی آپ ہوشیار رہیں اگر میرا سحر چلا تو اسکو جاکر مارتی ہوں ورنہ قدموں پر نثار ہونے جاتی ہوں یہ کہکے گجرے پھولوں کے اپنے ہاتھوں سے کھولے گلے سے طوق اتارا وہ گجرے طرف ابر کے پھینک مارے طوق کو بھی توڑا پھول اچھالے دیکھا سب نے کہ یاتو ابر کارنگ سیاہ تھا یا سرخ ہو گیا نخل صحرا کے سرسبز ہونے لگے پتے مثل برق کے چمکے شاخیں خمیدہ خنجر بنگئیں ہزارہا طائر آشیانوں سے نکلے زمزمہ سرائی کرنے لگے گلپوش یہ حال دیکھکر اُڑی ابر میں جاکر غائب ہوئی بعد تھوڑے عرصے کے سب نے دیکھا کہ طائروں کی زمزمہ سرائی تو بڑھ گئی مگر درخت خشک ہورہے ہیں پتے مثل رنگ مار قوق زرد ہوکر درختوں سے گراچاہتے ہیں ہر نخل کے سائے میں پتوں کا انبار جب جھونکا ہوا کا چلاتے درختوں سے گرتے ہیں زیر نخل انبار ہوتے جاتے ہیں یکایک ابر سے گلپوش نے سر نکالا آواز دی کہ ہفت سیارہ کہاں ہیں آکے اپنے کام میں مصروف ہوں دیکھا سب نے کہ سات ستارے آسمان سے لرزتے ہوے پیدا ہوے درختوں پر گرے ہوا گرم چل رہی تھی وہ موقوف ہوئی پتوں کا گرنا رکا طائروں نے دھوم مچائی ایک عندلیب فرحت قریب پتوں سے نکلی پکار کر آواز دی کہ ای ساکنان صحرا آگاہ ہو نظم

میں تو ہوں زندان میں اور دھوم مچاتی ہی بہار	رنج دیتی ہو مرے دل کو دکھاتی ہے بہار
کھل رہے ہیں غنچہ و گل ہر طرح کے ہر طرف	گلشن فردوس کا عالم دکھاتی ہی بہار
رفتہ رفتہ غنچہ و گل پر تصرف کرتی ہے	رنگ اپنا پہلے گلشن میں جماتی ہے بہار
دفن ہو یاں کونسا دیوانۂ ہر دل عزیز	باغ میں ہر سال آکر خاک اڑاتی ہی بہار
میں تو مجنون ازل ہوں میرا کیا مذکور ہی	ہوشیاروں کو بھی دیوانہ بناتی ہی بہار
یا بزنجیر ایک دیوانہ نظر آتا نہیں	حیف ہی ایکی برس کیا مفت جاتی ہی بہار
آمد آمد اُس گل رعنا کی ہے گلزار میں	صورت گل پیرہن میں کب سماتی ہی بہار
اک نہ اک دیوانہ ہو جاتا ہی سر کو پھوڑ کر	ہر برس آکر نیا اک رنگ لاتی ہے بہار

دیکھ لینگے سال آئندہ اگر جیتے رہے		گل روانہ ہوگئے ای رشک جالی ہو بہار

اسطرح کے اشعار جو طائر نے گائے سارے صحرا مین اُس طائر کی آواز گونجی تمام صحرا پُر بہار ہوگیا
وہ ساتون ستارے عکس اپنا درختون پر ڈال کر بلند ہوے ابر مین ڈوبے اب جو دیکھا تو ابر ٹکڑے
ٹکڑے ہونے لگا ابر کے اندر سے ایک ساحرہ ظاہر ہوئی کہ تخت پر سوار ایک خنجر کھنچا ہوا آگے
رکھا ہی خنجر کو ہر مرتبہ جنبش دیتی ہی برقین چمکتی ہین اُن برقون اور ابر کو وہ ستارے توڑ کر اُس ساحرہ
سے لپٹ گئے ایک سر پر ایک پشت پر ایک سینہ پر وہ دونون بازون مین لپٹ گئے اور تخت سے
اُس ساحرہ کو اُٹھایا خنجر کو ملکہ گلپوش نے توڑا اُس ساحرہ کی کلائی پر ہاتھ ڈالا اب وہ ساحرہ خاموش
ہو گلپوش نے بڑھ کر جھولی اُسکی اُتاری اپنے قبضے مین کی جھولی کو جو اُسکی کھولا ایک چھوٹا سا خنجر
نکلا اُس خنجر کو طرف زمین کے پھینکا لشکر ایرج پر خنجر برسنے لگے کئی سو جوانون کے سر اُڑ گئے ایرج
نے پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ گلپوش لشکر تباہ ہوتا ہی کئی سو جوان مر چلے گلپوش تڑپ کر گری یا وہ
خنجر طرف زمین کے آتا تھا یا اُس خنجر کو روک کا روک کر طرف اُس ساحرہ کے پھینکا ساتون ستارون نے
اُس خنجر کو پکڑ کر گلے پر اُس ساحرہ کے رکھا کئی پنجے سُنہری ظاہر ہوے اُس خنجر سے لپٹتے تھے مگر وہ
ستارے اُن پنجون کو ہٹاتے ہین مگر پنجے لپٹے جاتے ہین ایک آواز آتی ہی کہ ای گلپوش کیا غضب
کرتی ہی شعلۂ ابر بار کو مٹاتی ہی یہ فرستادہ خداوند ہفت پیکر ہی مگر اُن ستارون نے کچھ نہ سُنا خنجر گلے
پر اُسکے پھیر دیا سر کٹ کر زمین پر گرا مرتا اُس ساحرہ کا تھا کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا ایک آندھی
سیاہ اُٹھی مرنے سے اُس ساحرہ کے دیر تک آگ برسی کئی سو جوان لشکر ایرج کے جل گئے گلپوش
نے اُنگلیان اپنی کاٹ کر خون آسمان پر پھینکا جب خون بلند ہوا تب آگ برسنا موقوف ہوئی اور
آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شعلۂ ابر بار جادو بود گلپوش ہنستی ہوئی سامنے ایرج نوجوان کے
آئی اُنھین سات ستارون پر اشارہ کیا کہ ای ہفت سیارہ بڑے وقت پر آئین خوب آکر گھیرا
کمیت گوشۂ کوہ پر بیہوش پڑی ہی انتہا کی زخمدار ہی اگر مین گھڑی بھر اور نہ پہونچتی تو کمیت کا خاتمہ
ہوتا ہمارا نام لیکر کہو کہ ملکہ گلپوش تمکو بلاتی ہین ساتون ستارے جا کر بالاے کوہ پہونچے دیکھا
کمیت جادو سر زخمی شانہ زخمی پشت و پہلو زخمدار ایک گوشے مین بیہوش پڑی ہی ساتون
ستارون نے کمیت کو اُٹھایا لیکر سامنے گلپوش کے آئے گلپوش نے اپنے ہاتھ سے ٹانکے دیے

پکار کر آواز دی کہ بہن اُٹھو زخم تمھارے اچھے ہوے کمیت اُٹھ بیٹھی پانون کو گلپوش کے بوسہ
دیا کہا کہ اے گلپوش کیا کہنا آج تمنے کارنامہ سحر کا دکھایا اتنی بڑی جادوگرنی کو مارا کہ ہفت پیکر کو بڑا
قلق ہوگا اپنے مقام پر کہیگا کہ رازدار قتل ہوئی یہ ہم سکو خبر دیتی تھی اب خبر رسدہ ہوگی ملکہ گلپوش
ایرج کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئین حکم ہوا کہ جو لوگ قتل ہوے ہین اُنکے لاشے اُٹھوا ڈالے سب کے
اُٹھوائے گئے اُس وقت دربار مین سب گلپوش کی تعریفین کر رہے ہین کہ اے گلپوش آج تمنے
کمال کیا ایسی ساحرہ کو مارا کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا اگر تھوڑی دیر تامل ہو جاتا تو لشکر تباہ و برباد
کر دیتی یہ باتین ہو رہی تھین کہ خواجہ و برق آئے کہا کہ اے نور نظر تمھارے دادا جان تمھارے
واسطے نہایت پریشان ہین اگر مناسب ہو چند منزلین پیچھے ہٹو تو رستم کے لشکر سے مل جاؤ
ایرج نے دست بستہ عرض کی کہ قبلہ و کعبہ میرے حال سے خوب آگاہ ہین کہ میرا ہمچشم نور الدہر
آگے بڑھ گیا ہے وہ خالی نہ رہیگا ضرور کوئی کام کریگا اب یہی بہتر و انسب ہے کہ مین اپنے کو تا بہ
صحرائے گرداب نشان پہونچاؤن خواجہ نے کہا کہ اے نور نظر برق میرے ساتھ ہے مین آگے
بڑھون صحرائے گرداب نشان کا پتہ لگاؤن ایرج نے کہا کہ آپ مالک ہین دادا جان کے
ساتھ ہمیشہ رہے اُنکو ابھی تک صحرائے بادانگیز کا پتہ نہین لگا وہ صحرائے بادانگیز مین
پہونچین اور ہم صحرائے گرداب نشان مین پہونچ جائین دادا جان کو فتح طلسم مین آسانی ہو
آج تک کتنی سال کا زمانہ گذرا کہ لوح کا پتہ نہین ملا ایسا نہ ہو کہ نور الدہر آگے گیا ہے وہ کشتی گیر زادہ
نشان لگالے تو مجھے شرمندگی ہو خواجہ و برق یہ کہکر چلے کہ ہم جاکر صحرائے گرداب نشان کا
پتہ لگاتے ہین یہ کہکے دونون عیار چست و چالاک ہو کر تلاش صحرائے گرداب نشان مین چلے
عمرو نے راہ مین کہا کہ اے برق ادھر کے صحرا نہایت خراب ہین آپس مین ساتھ نہ چھوٹنے پائے برق
نے کہا کہ اُستاد میری جان تک آپکے ساتھ ہے یہ ذکر تھا کہ برق نے کہا مین آگے بڑھتا ہون خواجہ
نے کہا کہ اے فرزند بڑھو برق ایک جادوگر کی شکل بنکر چند قدم بڑھا تھا کہ عمرو نے دیکھا آسمان
پر سناٹا ہوا دیکھا خواجہ نے کہ آسمان سے ایک طائر پیدا ہوا آواز دیتا ہوا کہ میان برق آگے
نہ بڑھنا دیکھو کیا رنگ ہے برق نے نگاہ اُٹھائی تھی کہ طائر بعد جوش و خروش یہ اشعار
عاشقانہ پڑھنے لگا۔ نظم

خلفِ وعدہ سے ترے دشوار جینا ہوگیا ایک دن کو کہہ گیا تھا اک مہینا ہو گیا
خوار کرتا ہے جو امردون کو سفلون کو عزیز سُن تو چرخ پیر کیا تو بھی کمینا ہو گیا
وقت فکر شعر اگر آیا بناوٹ کا خیال گل رخ رنگین ہوا شبنم پسینا ہو گیا
کب محیطِ غم مین ڈوبا جسکا تو حامی ہوا ہر حباب اُسکے لیے گویا سفینا ہو گیا
اس مہینے مین بھی مہرو سے رہا ہینو تہی عید کا بھی چاند خالی کا مہینا ہوگیا
گھر ہوا ہے عشق کا اُس عرش مسند کے دل آسمان کو تھنے کا جسکے ایک زینا ہوگیا
دوسرا جھسانہ ہوگا کوئی برگشتہ نصیب کی محبت مین نے جس سے اُسکو کینا ہوگیا
اب کہان وہ اینڈ نا مستون کا وہ ہو حق کہان ساقیا موقوف جب سے مے کا پینا ہوگیا
اب نہین دل مین کدورت آئنہ حاصل ہے صفا جیسے اشراقی کا سینا میرا سینا ہوگیا

جیسے ہی طائر نے یہ اشعار پڑھے برق کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا عمرو نے دیکھا کہ وہ طائر تڑپ کر گرا برق کو اُٹھا لے گیا عمرو نہایت پریشان ہوا کہ لو برق کو یہ طائر اُٹھا لے گیا حیران و پریشان اُسکی جستجو مین چلے مگر برق متوج ہوا سے بیہوش ہوگیا نہین معلوم کتنے عرصے کے بعد آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک قصر نہایت معقول وبلند ہے اُسمین جلسہ آراستہ ہے ایک نازنین جادوگرنی مسند پر بیٹھی ہے گرد اُسکے جلیسین جمع ہین برق نے اپنے کو سامنے اُس جادوگرنی کے پایا اُس ساحرہ نے برق کو دیکھکر آواز دی کہ او نگوڑے تو کہان چلا تھا یہ نہ جانتا تھا کہ یہ صحراے پُرآشوب ہے آشوب آدمخوار مین یہانکی حاکم ہون برق نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اے ملکۂ عالم مین نہ جانتا تھا کہ ملکہ آشوب کا یہان دخل ہے اگر مین یہ جانتا کبھی اس راستے سے نہ آتا اب مین نے اطاعت کی اپنے خدمتگارون مین مجکو رکھیے آپ کے ساتھ رہونگا بڑے بڑے کام کرونگا شمع ایسی ڈھالتا ہون کہ جب وہ روشن کیجائے یہ آپ کو معلوم ہو کہ سر پر شمع کے پری ناچ رہی ہے کھانا خوب پکاتا ہون لشکر صاحبقران مین عمرو کی قدر ہے اور کوئی کسی کو نہین پوچھتا لاکھ بڑھ بڑھ کے عیاری کرو تین سے سوا تین نہین دیتے جب کوئی عیاری کی کسی جادوگر کو مارا تو صاحبقران فرماتے ہین کیا مال پایا جب رئیس کی یہ نیت ہو تو غریبون کا کیونکر گذر ہو آشوب نے کہا کہ اے برق یہ بھی خوب سمجھ لو کئی سال گذرے کہ دو کا دشمن

کر رہے ہین کُل سرداران صاحبقران اسی فکر مین ہین کہ لوح کا پتہ لگائین آج تک لوح کا پتہ نہین لگا یون ہی عمر گذر جائیگی اگر تم جا کے یہ پیغام پہونچاؤ تو صاحبقران پلٹ جائین ورنہ طلسم مین پھرتے پھرتے عمر تمام ہوگی برق نے کہا کہ مین جا کر رستم کو پلٹا دونگا رستم طلسم کشاے اصلی کہلاتے ہین ہم اُنھین سے وعدہ کر کے چلے تھے کہ صحراے باد انگیز کا پتہ لگا دینگے ہم آپکے یہان گرفتار ہوے لیکن امیدوار ہون کہ میری بسر اوقات کی صورت نکالیے آشوب نے کہا کہ اے برق مین تمکو نوکر رکھ لونگی اور قدرت سے وعدہ کرا دونگی اگر رستم پلٹ گئے تو قدرت وعدہ کرتے ہین کہ ہم اُنکا پیچھا نہ کرینگے برق نے کہا کہ اب میرے آپکے بچتہ وعدہ ہوا ہی مین جا کر رستم کو پلٹا دونگا اور یہ خبر سناؤنگا کہ صحراے باد انگیز کا نشان نہین ملتا بڑے بڑے ساحر اس راہ مین مقرر ہین آپکے پہونچتے ہی وہ سحر کرینگے کہ تحفے آپکے پاس سے نکل جائین کے سحر اُنکے مہلت نہ پائین گے بڑے بڑے ساحر جو اُنکے ساتھ ہین وہ جیسے یہان کے ساحرون کی لونڈیان اور غلام ہین ادنے سحر مین دیوانے ہو جائین گے ایک کمال تو میرا سُنیے کہ آپ کو حال معلوم ہو وہ ساقی گری کرون کہ سب ساحر دیکھکر خوش ہون یہ کہکر برق نے کہا کہ بہلے گا نا تو میرا سُنیے بایان کھینچا اور گنگنا کر یہ غزل شروع کی

نظم

محتسب دل کو نہ رندون کے بہلتے دیکھا
دور ساغر نہ ترے دور مین چلتے دیکھا

حق بجانب ہی جو غش آگیا قائل کو مرے
دم کسی کا کبھی کاہے کو نکلتے دیکھا

ہوگئی ملیش صنم قفل دہن خاموشی
حرف مطلب نہ کبھی منھ سے نکلتے دیکھا

ٹھوکرین کھانے لگے بھول گئے اپنی چال
کبک وطاؤس نے شاید تمھین چلتے دیکھا

کشت انجم کو نہ سرسبز کرے ابر بہار
کام اسفل سے نہ اعلیٰ کا نکلتے دیکھا

آسمان کو نہین منظور ہے مردون کا فروغ
شمع کو شیر کی چربی سے نہ ڈھلتے دیکھا

دھجیان آیا نہ کبھی یار کا آرایش پر
مہندی اک دن اُسے ہاتھون مین ملتے دیکھا

دور سے اُس شوخ کے کیا دیتے ہین تشبیہ اے برنا
دو قدم سرو کو اک روز نہ چلتے دیکھا

اس طور سے برق نے یہ غزل گائی کہ آشوب جادو بیتاب ہو گئی کہا غلام اب رخصت ہوتا ہی آشوب نے کہا کہ اے برق فرنگی وہ ساقی گری کا کمال نہ دکھایا برق نے کہا آرزو یہ تھی

کہ پہلے ستم کو بلا دون جب انکو بلا آؤن تب ساقی گری کا تماشا دکھاؤن مگر آپ کی خوشی یہی ہو
تو ابھی دیکھیے یہ کہہ کے کنجی میخانے کی طلب کی کنجی لیکر میخانے مین آیا بلرہ ڈالدیا کہ ہم ساقی ہوتے
ہین کوئی باقی نہ رہیگا کنیزین اور ملازم گلابیان اٹھا کے لیجانے لگے برق نے قید لگادی کہ ایک
تلہ بیس آدمی لکر بیٹھین اس طرح تقسیم کرو تھوڑے ہی عرصے مین شراب بانٹ کے چالیس گلابیان
کنیز الماس نگار مہ جبین گلرخ ارغوانی بھری سلیقے سے شراب لیکر آیا سب نے کہا کہ حضور دیکھیے کس
سلیقے سے شراب لایا ہے کہ پینے والے کا بھی دل للچائے برق نے لاکر شراب کو رکھا پہلے چوری
گھنگرو پاؤن مین باندھے سامنے کھڑے ہوکر اس طور سے گت ناچا کہ اہل محفل کی چوری گت
ہوگئی سب تعریفین کرنے لگے ایک کنیز شیرین گفتار موسوم بہ لالہ رخسار بول اٹھی حضور یہ ٹھاکر صاحب
ہیں کو سر پہ جام رکھے تھرکتے رہے ہیں اور قطرہ نہیں گرتا ایسے کمال کہاں دیکھے خدا وند نعمت
خبر کرین برق نے اسکی جانب بہ نگاہ محبت دیکھا اس نگاہ سے دیکھا کہ لالہ رخسار خاموش ہوگئی
اب برق جام سر پر رکھے ہوے ٹھوکرین لگاتا ہوا توڑے لیتا ہوا بقول منشی قمر صاحب۔ فرد
ناچنے مین جو لیا یار نے ہنس کر توڑا + اہل محفل نے کیا اس پہ نچھاور توڑا + آکے سامنے
آشوب کے جھکا ایسی مہ جبین کی شکل برق فرنگی بنا ہے کہ نگاہ جو آشوب پر ڈالی آشوب ہنس پڑی
ہنسنا اسکا برق کے لیے رونا ہوا دندان گوہر نشاں سے برق چمکی اور وہ برق جام شراب پر گری شراب
جل گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا آواز آئی کہ ای ملکہ عالم تمسے بڑا تعجب ہے کہ دام مکر مین
عیار کے پھنسو برق دوڑ کر قدمون پہ آشوب کے گرا کہا کہ ای ملکہ عالم یہ شراب کو کیا ہوا جام
کیون ٹوٹا آشوب نے کہا کہ ای برق تو نے شراب مین کوئی ایسی شے ملائی کہ باعث میری خرابی
کا ہو تیری آنکھون کے گردش کرنے پر مین ہنسی میرے ہنسنے نے مجھکو آگاہ کیا اب مین تیرے ہاتھ کی
شراب پیونگی اور جو شراب اٹھا کر لے گئے تھے انھون نے جو پی اوک رہے ہین ڈاک رہے ہین جو اٹھا
وہ لڑکھڑا کر گرا کئی ہزار جادوگر بیہوش ہوے کوئی گھبرا کے دوڑا قریب نہر کے پہونچا نہر مین جو اپنا
عکس دیکھا ہاے بھائی کہہ کے کود پڑا کوئی کنوئین مین گرا ہر چند کہ باتین بنا کے برق نے پھر ایسا
رنگ جمایا کہ آشوب محو ہوگئی مگر اپنے ملازمون کو بیہوش دیکھکر بہت بگڑی کہا کہ مین تجھکو ابھی قتل
کرونگی قدرت نے یہی حکم بھیجا تھا کہ فلان جنگل مین برق پھر رہا ہے ای آشوب آدمخوار اسکو

گرفتار کرکے سر اُسکا کوہ زبرجدی پر روانہ کرو تو نے وہ باتین کین کہ
کوہ قتل کرون برق نے کہا کہ حضور یہ حرکت کسی دشمن نے کی ہے
خدمت کرنے والون کو ناگوار ہوا اُنھون نے بیہوشی ملائی ہے
برق نے باتین بنائین مگر آشوب نے نہ مانا کہا تو مکار ہر
لالہ رخسار جو برق پر مائل ہوئی ہی قید کو اُسکے سپرد کیا اُسنے لانے برق ہر
تلاش برق مین چلے تھے برق کے واسطے نہایت بیقرار تھے کہ ایسا نہو برق کو کوئی قتل کرے
وہان لالہ رخسار نے کئی مرتبہ برق سے کہا کہ مین تجھے رہا کرکے نکال دون برق نے کہا کہ ابھی تامل
کرو مین آشوب کو مار کر جاؤنگا ابھی مجھے رہا نکرو یہان خواجہ بھٹکتے پھراتے ایک صحرا مین پہونچے
گانے کی آواز کان مین آئی خواجہ اُس آواز کی طرف متوجہ ہوے دیکھا کہ ایک قصر کے دروازے
پر دس پانچ کنیزین کھڑی ہین خواجہ نے ایک ساحر کی شکل بنکر اُن کنیزون سے پوچھا کہ اس
قصر مین کون صاحب تشریف رکھتے ہین ایک کنیز نے کہا کہ میان ساحر تم کون ہو خواجہ نے کہا
کہ مین ساحر خود سر بندۂ ہفت پیکر کئی دن سے اس جنگل مین مارا مارا پھرتا ہون منزل مقصد
تک نہین پہونچتا نہین معلوم قدرت کو کیا منظور ہی صرف تم اس قصر کے مالک کا نام بتادو مین نے
آج ایک نیا کارخانہ دیکھا یہان جنگل مین نیولہ اور سانپ لڑ رہا ہی جب سانپ منھ مارتا ہی نیولہ
لڑکھڑاتا ہوا ایک چھوٹا سا نخل ہی اُسکی پتیان جاکر کھالیتا ہی پھر جوشان وخروشان آکر لڑتا ہی
دونون بڑی دیر سے لڑ رہے ہین ایک کنیز جیت وچالاک اُسنے بڑھکر کہا کہ ہم تو دیکھین کس مقام پر ہی
خواجہ اُس کو لگا کر لائے اُسکو بیہوش کیا کنارے ڈال دیا اُسی کی شکل بنکر چلے ایک کنیز نے آکر
کہا کہ اری خیلہ گل اندام تو یہان ماری ماری پھرتی ہی ملکہ اور تنگ تجھکو پکار رہی ہین خواجہ اندر گئے
دیکھا کہ مکان نہایت لطف سے آراستہ ہی ایک ساحرہ نہایت کم سن مسند پر بیٹھی کچھ اُنگلیون پر
شمار کرکے ہنسی کہا کہ ہماری خالہ امان نے برق عیار کو پکڑ لیا اب سر کاٹکر اُسکا روانہ کرینگی
طریقے سے ستارہ شناسی کے معلوم ہوتا ہی کہ برق کی اُس پہاڑ پر قضا نہین ہے مین جاکر
آگاہ کرون کہ ایک کنیز کو حکم دیجیے کہ کسی جنگل مین لیجا کر اُسکا سر کاٹے قدرت قدیر کر دیتے
ہین مگر اُسکا انجام نہین بتاتے یہ کہکے تخت پر سوار ہوئی گل اندام نقلی نے عرض کی

قریب کو وہ دخان اسی ظالم کے ہاتھ سے قتل ہوئی مین اب چالکر بدلہ لون
کر تخت پر سوار ہوے اورنگ کے ساتھ چلے یہان آشوب
ارے سحر کا رنگ دیکھا مین اور بات پر ہنسی تھی دانتون سے
دم بھر مین خاتمہ کرتا جوان سب کا حال ہوا تھا وہ میرا
ن سب دیوانہ وار وحشی مثال چیختی پھرتی ہین اور لڑ کھڑا کر بھرون
سا ہی لیا غضب کی بیہوشی ملائی تھی کہ اب تک نشہ نہین اُترا وہی دمبدم خمار بڑھتا
جاتا ہو کنیزین عرض کرتی ہین کہ حضور آپ کے تصدق سے ہم سب بچے ورنہ وہ سب کو قتل
کرکے نکل جاتا کون اُسکو پاتا یہ عیار چھلاوہ ہین یہ باتین تھلین کہ آسمان پر تخت نمایان ہوا دیکھا
اورنگ تاجدار تخت پر سوار پہلو مین گل اندام کنیز میٹھی میٹھی باتین ملکہ اورنگ سے کرتی ہوئی
تخت آکر پہونچا آشوب نے کہا کہ بیٹا آج خلاف وقت کہان آئین اورنگ نے عرض کی کہ
ای مادر مہربان میرے سحر نے مجکو خبر دی کہ برق آپ کے یہان پکڑ لیا گیا گل اندام نے
کہا کہ میری بہن کو اُسنے قتل کیا ہو اور مین نے جو از روے ستارہ شناسی کے دریافت کیا
تو معلوم ہوا کہ اس پہاڑ پر اُسکی قضا نہین لہذا گل اندام کو دیجیے کہ یہ صحرا مین جاکر اُسکو
قتل کرے آشوب نے حکم دیا کہ ای لالہ رخسار برق کو لاؤ لالہ رخسار نے عرض کی کہ بی گل اندام
ملکہ اورنگ کی مصاحب ہین مین ایک دن آپ کے حکم سے براے ملاقات ملکہ اورنگ گئی
تھی تو بی گل اندام کو دیکھا کہ طنبورا ہاتھ مین لیے گوشے مین بیٹھی تانین مار رہی ہین آج تو
انکا گانا سنیے لالہ رخسار کو یہ افسوس ہو کہ ایسا نہ ہو کہ برق قتل ہو جائے ایسے عیار کا
قتل ہونا مناسب نہین لہذا گل اندام کا گانا ہو اسی مین عرصہ لگے لالہ رخسار نے جب بہت
منتین کین تو خواجہ نے طرف اورنگ کے دیکھا اورنگ نے کہا کہ بی گل اندام ذرا گانا
سناؤ خواجہ نے بمشکل قبول کیا طنبورا لیکر بیچ محفل مین بیٹھے ساز کو ملایا سازندے بھی
ساز کرنے لگے جب ساز و آواز سے ساز ہوا تب خواجہ عمرو نے بالحان داؤدی غزل
عاشقانہ شروع کی۔ نظم

شکر کرین کھاتا ہو یان سم قیصر و فغفور کا	سغرہ مست جاتا ہو راہ عشق مین مغرور کا

گر مرے بخت سیہ کا سامنا ہو جائیگا — رنگ اڑ جائیگا چہرے سے شب دیجور کا
جب سے وہ آرام جان آغوش خالی کر گیا — ای اجل مشتاق ہون تب سے کنار گور کا
جائے خون زخم جگر سے شعلے اٹھتے ہین مدام — آگ لگ اٹھے اگر چھپا ہو عطردان کافور کا
دیکھنے والا ہون اس رشک پری کا ای کلیم — پرتو وہ تھا حسن کا جسکے تجلے طور کا
دیکھکر صورت تری یہ بان کہین پڑھکر درود — واہ انسان کو دیا خالق نے چہرہ نور کا
دے چکا مجھ زار کو وہ عیسی دوران جواب — ای اجل تو ہی مداوا کر اب اس رنجور کا
ساعد سیمین سے زیب اس دست رنگین کی ہوئی — پنجہ مرجان مین دستہ جڑ دیا بلور کا
خاک کر ڈالا جلا کر شمع رو نے رندؔ کو — بعد مردن خاک سے اٹھیگا بھبکا نور کا

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ اور رنگ نے کہا ای گل اندام آج تو تو نے عجب کمال دکھایا کہا کہ حضور کنارے چلین تو مین قتل برق کی نہ بیر بتاؤن اسکے قتل ہونے سے عمرو کا بازو کم زور ہو جائیگا یہ تڑپ تڑپ کر عیاریان کرتا ہی کیسا ہی مقام پر آشوب ہو وہان گھس پڑتا ہی اور عیاری کرتا ہی اور رنگ ساتھ گل اندام کے ایک کمرے مین آئین خواجہ نے اور رنگ سے باتین کرتے کرتے جاب مار کر بیہوش کیا اسکو اٹھا کر زنبیل مین رکھا اور رنگ کی شکل بنکر پکار کر آواز دی کہ خالہ امان ذرا یہان آؤ دیکھو گل اندام کیا کہتی ہی آشوب اعظم کمرے مین آئی گھبرا کے پوچھا کہ گل اندام کہان گئی اور رنگ نقلی نے کہا کہ مین نے اسکو اپنے مکان پر بھیجا ہی کتاب ساحری منگائی ہی دیکھون خداوند قدیم مقدمۂ قتل برق فرنگی کیا فرماتے ہین اس حال کو سب نے لکھا ہی یہ کہکے باتین کرنا شروع کین کہا خالہ امان گلوری تو کھاؤ تمھارا منھ خشک ہو رہا ہی یہ کہکے اپنے خاصدان سے گلوری نکالی آشوب کو گلوری کھلائی پیک جو حلق سے آشوب کے اتری کلیجے مین آگ جلنے لگی گھبرا کر پوچھا کہ بیٹا اس گلوری مین کیا تھا عمرو نے کہا کہ آپ نے مجھے نہین پہچانا نعرہ عمرو

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم
رنگ از رخ مہتاب بداختر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

یہ سنتے ہی آشوب دوڑی کہ عمرو کو پکڑلون لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی عمرو نے اسکو بھی اٹھا کر زنبیل مین رکھا آشوب کی شکل بنکر باہر آئے مسند پر بیٹھ کر کہا کہ مین نے لڑکی کو قصر جمشید ہی مین

بھیجا ہی کتاب سامری منگائی ہی کہ اُسمین حال دیکھون جب تک شراب کا جرعہ چاہو لالہ رخسار
کو جو برق پر مہربان پایا خواجہ نے اشارہ کیا کہ ای لالہ رخسار برق کو باہر لاؤ اُس سے
کہا جائے کہ سب کو شراب پلائے لالہ رخسار نے کہا کہ ای ملکہ عالم وہ دشمن آپکے خاندان کا
ہی عمرو نے کہا کہ کیا مجال ہی جو عیاری کرسکے مین نے سحر کردیا ہی جب بیہوشی ملائیگا میرا سحر مجکو
خبر پہونچا دیگا میرے ہنسنے پر تو حال کھل گیا تھا اور نہ کہ جب قصد کرون تو حال مخفی رہسکتا ہی یہ
سنکر لالہ رخسار نے برق کو قید سے رہا کیا اور یہ بھی کہدیا کہ ملکہ آشوب تیرے قتل کی درپی ہین
برق نے کہا کہ اب وہ آشوب نہین اب آشوب کا دوسرا طریقہ ہی برق تڑپتا ہوا باہر آیا گلابیان
اُلٹنا پلٹنا شروع کین کُل شراب مین بیہوشی ملا کے برق نے پہلا جام خواجہ کو دیا خواجہ نے
اس خوبصورتی سے اُس جام کو گریبان مین گرایا سب نے جانا کہ ملکہ پی گئین اب برق نے
کنیزون کا دورہ باندھا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلائی آپس مین سب دست درازیان
کرنے لگین کوئی کسی کا دوپٹہ نوچتی ہی کوئی گھبرا کے اُٹھی اور کہا سامری و جمشید آتے
ہین دو قدم چلی اور گری کوئی یہ کہکر اُٹھی کہ خداوند ہفت پیکر آتے ہین مین اُنکی ٹانگ لون
وہ بھی اس محفل مین آئین یہ کہکر دوڑی دس قدم پر جاکے گری کوئی دوڑکر درخت سے لپٹی
پکار رہی ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان کہان تھے مین کئی دن سے تلاش مین تھی
یہ کہکے بیہوش ہوئی اس طرح پہ طرز نو سب کنیزین گرین اور گرکر بیہوش ہوئین خواجہ و برق
خنجر کھینچ کر کنیزون کو قتل کرنے لگے خواجہ کپڑے اُتار لیتے ہین مہتر برق کی زیور پر نگاہ ہی کسی کی
انگوٹھیان اُتارین کسی کے چھلے اُتارے کسی کا کڑے کے واسطے ہاتھ کاٹا قضاے کار گلنار
سرو قدان آشوب کی اپنے باغ مین بیٹھی ہی سامنے نخل سرو پر قمریان کوکو کر رہی ہین دم
محبت کا قد محبوب کے بھر رہی ہین کہ ایک قمری نے آہ کی اور آواز دی کہ ای گلنار سرو قد
ہوشیار ہو جاؤ جلد جاکر مدد کرو کہ عمرو تمھاری بیٹی کو قتل کیا چاہتا ہی عمرو نے صدہا جادوگر قتل
کیے گلنار گھبرا کر اُٹھی اوراق سامری جھولی سے نکالے اُنکو جو دیکھا یہ لکھا ہوا کہ عمرو باغ مین
قتل کر رہا ہی مگر بیٹی کا کچھ حال نہ معلوم ہوا پر پرواز پیدا کرکے بلند ہوئی یہان آفت برپا ہو رہی ہی
ایک گوشے مین ایک کنیز اُٹھکر بھاگی تھی اُسکے پیچھے دوڑا جاکر اُسکا پانون کاٹ لیا اُس وقت

گلنار آکر پہونچی کہ خواجہ نے ایک کنیز پر خنجر مارا سر اُسکا کاٹا ہو کپڑے اُتار رہے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا او ساربان زادے تمامیری بیٹی کو کیا کیا یہ کہکے زمین پر آئی زمین پر وہ خنجر مارا عمرو کے پاؤن زمین نے تھام لیے گلنار کنیزون کو جگانے لگی جو اُٹھی کوئی بہن کا نام لیکر روتی ہو کوئی مان کو پکارتی ہو جو اُٹھی وہ روتی ہوئی اُٹھی گلنار کہتی ہو کہ ارے آشوب کہان ہو خواجہ کہتے ہین کہ مین بھوکا تھا کھا گیا گلنار ہر مرتبہ چھاتی پر چڑھ بیٹھتی ہو کہتی ہو کہ او ظالم تجھے قتل کرون خواجہ کہتے ہین کہ خنجر مار لے اُسی کے سر پر پڑیگا مین بچ جاؤنگا وہ میرے جسم مین پیوست ہو آپکا حربہ زبردست ہو ضرب لگائیے کہ میرا خاتمہ ہو گلنار رک جاتی ہو خواجہ پریشان ہین کہ کیا کرون کیونکر جان بچے یقین کامل ہوا کہ یہ ضرور قتل کریگی بیقرار ہو کر اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کی پکار اٹھے کہ ای کارساز و ای بندہ نواز رحم اپنا شریک کر اس ظالم سے جان بچا لے — نظم

از حجاب جان چو روے روشن آن جانان نمود	شد فدا خورشید و جان قربان مہتابان نمود
گاہ شکل گل بگلزار جہان شد آشکار	قد موزون گاہ مثل سرو در بستان نمود
از ہدایت کرد اندر دار دل روشن چراغ	گمرہ راہ طریقت را رہ عرفان نمود
صنعت حق آب و آتش را بیک جا جلوہ داد	ابر را گریان نمود و برق را خندان نمود
داد مفلس را حسد اگنجینۂ لعل و گہر	حق مہیا جملہ سامان بہر بے سامان نمود

بیقرار ہو کر جو خواجہ نے دعا کی ایک کنیز سامنے سے دوڑی ہوئی پکارتی ہوئی کہ ای ملکہ ذرا ادہر متوجہ ہو جیسے گلنار جو پلٹی دیکھا کہ ایک نازنین سبزہ رنگ گال کالے کالے دونون گالون مین گلوریان ٹھنسی ہوئین پلیچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے ایک جوتا کہین رہگیا ایک پاؤن برہنہ اور ایک مین جوتا پہنتی ہوئی دوڑی ہوئی آتی ہو پکارتی ہوئی کہ بی بی ادہر آئیے آپکی صاحبزادی ایک کونے مین کھڑی ہین کہتی ہین کہ اماں جان کو کیا ہوا میری بات کا جواب نہین دیتین ایک دن وہ تھا کہ جنبو جنبو کہکر لپٹتی تھین آج بات کا جواب نہین دیتین میرے ساتھ کیا غرور اس نگوڑے کو چھوڑ دیجیے اسکے گرفتار کرنے سے کیا فائدہ اسکے پاس بی بی نہین ہین یہان بیٹھی ہین آپ آئیے بلا لے جائیے گلنار نے جو یہ باتین سنین سینے سے عمرو کے اُٹھی ساتھ اُس کنیز کے بغل مین نیزہ لگا کر لے چلی ایک مکان کے قریب آکر کہا کہ وہ دیکھیے سامنے بی بی بیٹھی ہین منہ سے نہین بولتین

گلنار ارے بچی کہکر بلٹی تھی کہ کنیز نے خنجر مارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق

نقب ہی مرا برق خنجر گذار	کہ اُستاد ہین خواجہ نامدار
کہے کون مکار و غدار ہون	تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
کروں سیکڑون کوس کی راہ طے	ارسطوے ذی علم شاگرد ہے
در مکر پر سیدا پھر ا رہا	تڑپ سے مری چرخ پھر ا رہا
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی	زبر یرقدم غرب ہی شرق ہی

گلنار جو مری کنیزین بھاگ گئین باغ سارا جل گیا عمرو نے ایک گوشے مین آکر اورنگ اور آشوب کو زنبیل سے نکالا ایک ستون سے باندھا فتیلہ رفع بیہوشی دیکر آواز دی کہ اے آشوب واورنگ دیکھو وہ لاشہ گلنار پڑا ہی اسکو قتل کیا یا تو اطاعت اسلام کرو یا قتل اپنا منظور کرو اس طرح پر جو عمرو نے سمجھایا آشوب نے عمرو سے اشارہ کیا کہ مین اطاعت اسلام قبول کرتی ہون اورنگ نے بھی اطاعت کی یہ دونون مطیع اسلام ہوئین دونون نے بصدق جواب دیا خواجہ ہمنے اطاعت اسلام بجان ودل قبول کی ہم کتاب سامری کے مطلب سے بخوبی آگاہ ہین اب ضرور طلسم ہفت پیکر فتح ہوگا ہر چند کہ طلسم کشا کو بڑی سختیان ہین اہل طلسم کی کمبختیان ہین خواجہ نے دونون کو رہا کیا دونون کو ساتھ لیکے لشکر ایرج مین آئے ایرج نے جو خواجہ کو دیکھا بڑے تکلف سے تعظیم کی کہا کہ کہیے قبلہ وکعبہ کیا کیا عمرو نے دونون جادوگرنیون کو پیش کیا کہا کہ وہ صحرا صاف ہوے اب آپ کوچ کیجیے آشوب نے کہا کہ جہان تک کنیز جانتی ہی وہان تک رہبری کریگی اُن مقامون پر کوئی آپ سے تعرض نہ کریگا حضور کوچ کرین ایرج نوجوان نے اُس صحرا سے کوچ کیا چار منزلین بخیر وعافیت طے کین پانچوین منزل مین آکر اُترے بارگاہ استاد کرائی ایک بارگاہ مین ملکہ آشوب واورنگ اُترین گرد لشکر جادوگرنیون کا پھرا شام کو ایرج نوجوان بارگاہ مین بیٹھے خواجہ ابھی تک رخصت نہین ہوے سب سردارون نے ایرج نوجوان سے عرض کی کہ آج تو خواجہ کو گوائیے ایرج نے کہا کہ خواجہ کو طمع ہی کچھ طلب کرینگے سب صاحب کچھ کچھ دین تو خواجہ گائین برق نے خواجہ سے بیان کیا کہ آج آپ سے گانے کی فرمائش ہوگی عمرو نے کہا کہ میرے ہوش درست نہین قرضدارون نے اسقدر پریشان کیا ہے کہ ابکی مرتبہ سود بھی نہین پہونچا اُن لوگون نے خط لکھے ہین اُسکا جواب کیا لکھون اسکا کوئی جواب دینے والا نہین اگر کچھ دلوائین تو کیا عجب ہی

کہ دو چار شعر گا دون وہان دربار ایرج نوجوان نے آراستہ کیا شاپور سے کہا کہ خواجہ کو بلا لائیے شاپور نے آکر عرض کی خواجہ نے جھڑک دیا اور کہا کہ کیا مین ایرج کا نوکر ہون مجھے فرصت نہین شاپور نے جاکر ایرج سے کہا کہ حضور وہ تو غصے مین بیٹھے ہین سیکڑون باتین آپکو سناتے ہین ایرج خود اُٹھے در دولت خواجہ پر آئے پکار کر آواز دی کہ قبلہ و کعبہ ذرا باہر تشریف لائیے خواجہ منھ پھلائے ہوے نکلے فرمایا بھئی کیا ہی ہمارے سونے کا وقت ہی ایرج نے کہا کہ ذرا تھوڑی دیر کے لیے بارگاہ مین چلیے صلاح و مشورہ آگے چلنے کا کر لیجیے عمرو نے کہا کہ مین اب لشکر مین آقا کے جاؤنگا مین یہان نہ رہونگا مجھے آپ حکومت کرتے ہین مین صرف اپنے آقا کی حکومت اُٹھاتا ہون ایرج نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اس وقت دربار مین آپ کی ضرورت ہی بمشکل خواجہ بارگاہ مین آئے سب سردار منتین کرنے لگے کہ خواجہ کچھ گائیے جب سب نے انتہا کی منت کی خواجہ نے کہا کچھ نقدی رکھیے ان منتون سے مطلب نہین نکلتا سبھون نے اپنے اپنے موافق منگوایا سامنے خواجہ کے رکھا تب خواجہ نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔

نظم

عارض اُس رشک چمن کا گل رعنا سمجھا　　سرگین چشم کو مین نرگس شہلا سمجھا

کثرت خلق کو اس دہر کے میلا سمجھا　　گردش ہفت فلک کو مین ہنڈولا سمجھا

لکنت اُس طفل کی مین لکنت موسیٰ سمجھا　　چور مصحف کا مین آسکے ید بیضا سمجھا

سب درختون سے چمن کے جو وہ موزون دیکھا　　سرو گلشن کو قد یار کا سایا سمجھا

گل سوسن یہ ہوا دیدۂ آہو کا گمان　　تجھ بن ای شوخ مین گلزار کو صحرا سمجھا

بھاگ کر مردم دنیا سے چھپا یان آکر　　اُس کی جا مرے ویرانے کو عنقا سمجھا

لالہ و گل یہ گمان اُس رخ رنگین کا ہوا　　سنبل باغ کو مین زلف چلیپا سمجھا

اُس مسیحا پہ تصدق جو کیا بڑ گئی جان　　لاش کے پتلے کو مین خاک کا پتلا سمجھا

شیفتہ جب ترا پریون کو بھی دیکھا مین نے　　خاتم دست سلیمانؑ ترا چھلا سمجھا

بنگئی ڈھول کی آواز انا الحق کی صدا　　دار منصور کو مین نٹ کا تماشا سمجھا

گلشن دہر مین شبنم کی طرح فارغ ہون　　قطرۂ آب ملا تو اُسے دریا سمجھا

خانۂ دوست سمجھ کر کیے کعبے کے طواف قیس آہوے حرم کو سگ لیلا سمجھا
وہ غنی ہون کہ زر و سنگ برابر ہین مجھے خاک و اکسیر کا مین ایک ہی رتبا سمجھا
چشم وحدت سے جو کی سیر جہان کی اکرؔ زاغ ابھی آیا نظر تو اسے عنقا سمجھا

خواجہ گگار ہے ہین اَیرج نے منگاکر دس توڑے پیش کیے خواجہ دل توڑ کر گا رہے ہین اور نئے نئے طور سے بجا رہے ہین سامعین محو ہو رہے ہین کہ لشکر مین آشوب کے ہنگامہ ہوا گرد بارگاہ کے اندھیرا فوج غم و الم نے گھیرا کنیزین جو نکل کر بھاگتی ہین جسنے قدم خیمے سے نکالا منھ کے بھل گری آسمان سے برق گری دو ٹکڑے ہوے کئی ہزار کنیزون کے سر کٹ کر گرے فریاد فریاد کی صدئین بلند ہوئین یہ ہنگامہ جو آشوب نے سُنا اُٹھکر دوڑی آکے یہ رنگ دیکھا کہ گرد بارگاہ کے اندھیرا چھایا ہے برقین کڑک کڑک کر گر رہی ہین کنیزون کے لاشے لوٹ رہے ہین بعض گھبرا کے بھاگین درختون کی آڑ مین چھپی ہین بعض غارون مین گر ین ایک عجب ہنگامہ ہو یہ ہنگامہ دیکھکر ملکہ آشوب نے طرف آسمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او مکار مین نے پہچانا لے اب بچ یہ کہ کے جھولی مین ہاتھ ڈالا ایک گولہ فولادی نکالا طرف آسمان کے پھینک مارا وہ گولہ جا کر پھٹا پھٹتے ہی اُسکے ایک فوج طائران ظاہر ہوئی آگے آگے اُسکے ایک طائر کلان نسبت بہ ہزار ہا طائر بارگاہ مین منقارون مین دبائے ہوے صحرا مین آکر اول وہ طائر کلان اُترا اُسکے بعد وہ سب چھوٹے طائر پرون سے جاروب کشی کرنے لگے خس و خاشاک صحرا کا پاک کیا وہ طائر کلان جب منقار اُٹھا کے کچھ کہتا ہے وہ طائر منقارون سے صحرا کو پاک کرتے ہین کہ پھر وہ طائر کلان اپنے پرون کو ہلانے لگا منقار سے کچھ آواز دیتا تھا تھوڑے ہی عرصے کے بعد صحرا سے نوبت و نقارے کی آواز آئی دیکھا سب نے کہ ایک ساحر زبردست تاج سر پہ رکھے ہوے صحرا سے نمایان ہوا پشت پر ڈھڑہ لگائے ساحر اہتمام سواری کرتے ہوے نوبت و نقارے بجتے ہوے علم ہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہو قریب بارگاہ آکر وہ ساحر تخت سے اُترا آشوب نے پکار کر آواز دی کہ او مکار اس ہنگامہ ڈالنے سے کیا نفع ہوا یہ جانتا تھا کہ کنیزان شاہی موجود ہین وہ ضرور سحر کرینگی ہمنے آخر کس واسطے اور کس دن کے لیے اطاعت کی جانتے تھے کہ بڑے بڑے مکارون سے مقابلہ پڑیگا جو آئیگا وہ اپنا اپنا نمود دکھائیگا شاہیار طائر در نے آواز دی کہ اے آشوب تمنے بڑا غضب کیا شریک سلطانان ہوئین

تمہارے بارے مین قدرت حکم قطعی دیچکے ہین کہ سر کاٹ کر لنکے بالاے کوہ زبرجدی الاؤ مین قدرت
سے وعدہ کرکے آیا ہون کہ سر دونون کے لاتا ہون یہ کہکے داخل بارگاہ ہوا آشوب نے کنیزون
کو اُنکے مقام پر اُتارا اپنی بارگاہ مین روشنی کرائی خدمت ایرج نوجوان مین حاضر ہوئین تمام
کیفیت بیان کی کہا کہ شاہباز طاہر دربراے مقابلہ سرکار آیا ہی کنیز اُس سے لڑ گئی مگر شے
آشوب کو الگ بلایا کہا کہ اگر آشوب ابھی ظاہر نہ ہونا آپ کو مخفی کرو آشوب نے کہا کہ بہت خوب
یہ کہکے ایک دستک دی جھونکا ہوا کا چلا آشوب و اورنگ غائب ہوئین خواجہ برق کو
ساتھ لیکر کنارے آئے رنگ و روغن عیاری کا نکالا خود بصورت آشوب اور برق کو بصورت
اورنگ بنایا طرف لشکر شاہباز کے روانہ ہوے لشکر مین آکر داخل ہوے ہرکارون نے
آکر شاہباز کو خبر دی کہ حضور آشوب و اورنگ آتی ہین شاہباز نے چند وزیرون اور
امیرون کو حکم دیا کہ استقبال کرکے دونون کو لاؤ سامنے بارگاہ کے خواجہ عمرو پہونچے تھے
کہ دیکھا وزرا امرا آکر پہونچے بہ اعزاز ساتھ لیا کہا کہ چلیے آپ کو شہنشاہ بلاتے ہین عقاب
کج باز کہ شاہباز کا وزیر ہی اُسنے راہ مین پوچھا کہ کیون ملکۂ عالم کیونکر آنے کا اتفاق ہوا خواجہ
نے جواب دیا کہ اپنے ہم صحبت کی ملاقات کو آئے ہین ایک دن وہ تھا کہ ہم اور یہ سب ساتھ رہتے
تھے عمرو نے جاکہ ہمارے ملک مین ایسی قیامت برپا کی کہ سواے ساتھ آنے کے کچھ نہ بن پڑا
شاہباز نے سحر کیا مین اُنکی خدمت مین حاضر تھی کیونکر دفع ملا کرتی آخر ہم دونون نے آپس مین
صلاح کی کہ چل کر شاہباز سے ملین اب ساحر زبردست آیا ہی اُس سے مل کر لشکر نبیرۂ رستم کو
تباہ و برباد کرین صحراے گرداب نشان تک نہ جانے دین اگر یہ لوگ صحراے گرداب نشان
مین پہونچے ہرچند کہ گرداب جادو وہ بلاے روزگار ہی کہ ان لوگون کو جینے نہ دیگی عقاب
ملکہ آشوب سے باتین کرتا ہوا صحرا کو دیکھ کر کھٹکا ہی یہی سوچتا ہی کہ یہ دونون شریک
نبیرۂ طلسم کشا ہوئین پھر کیا سمجھ کے آئین پہلے نہ سوچین کہ ہفت پیکر سے دشمنی کرکے کہان
رہین گے جسکے ساتھ فوج دریا موج ہی پانچ پہاڑ فوجون سے بھرے ہین جب دن اپنے مقام سے
نکل پڑیگا اگر کروڑون مسلمان ہونگے تو ملوہ کرکے مٹا دیگا اب انکا آنا خالی از خدشہ نہین ہی یہ تو
نہین سمجھا کہ یہ آشوب و اورنگ نہین ہی مگر یہ دل سے باتین کرتا ہوا کہ یہ ضرور کوئی نہ کوئی

فساد برپا کرینگی انکا ساتھ رہنا بہتر نہین ہو انکو گرفتار کرین یہ سوچ کر آگے بڑھ گیا آ کر شاہباز سے سب دلیلین بیان کین کہ ای شہنشاہ مناسب یہ ہو کہ آتے ہی ان دونون کو گرفتار کیجیے ایسا نہو کہ سرکار کے ساتھ بغاوت کرین شاہباز بھی ہوشیار ہو کے بیٹھا کہ آشوب و اورنگ نقلی آ کر پہونچین شاہبازہ کو آ کر سلام کیا شاہباز براے تعظیم اُٹھا کہا کہ ای ملکہ اگر تم دو روز کتین تو ایک سحر مین لشکر ہیرۂ طلسم کشا کا خاتمہ تھا مین نے خداوند سے وعدہ کیا ہو کہ تا بہ طلسم کشا جاؤنگا سب کو گرفتار کر لاؤنگا تمھاری کیا صلاح ہو آشوب نے کہا کہ میرے نزدیک تو اسمین صلاح ہو کہ ہم تم سب مل کر لشکر پہ سحر کرین ہیرۂ طلسم کشا کو گرفتار کرین بی گلپوش کا گرفتار کرنا واجب و لازم ہو شاہباز نے اشارہ کیا کہ صحبت عیش و نشاط آراستہ کرو ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہوے ناچ ہونے لگا سب تعریفین کر رہے ہین مگر آشوب خاموش بیٹھی ہین کہ شاہباز نے کہا کہ کیون ملکہ عالم کیا ناچ گانا تمھارے ناپسند ہو آشوب نے منھ بنا کے کہا یہ گانا بے تال ہو اُسنے جھلا کر جواب دیا کہ بی بی جو چاہا کہدیا زبان سے کہو تو معلوم ہو یہ سنکر ملکہ آشوب سازندون کے سامنے آ بیٹھین کہا کہ بی گانا سنو یہ کہکے یہ غزل شروع کی نظم

حقیقت مین اُسے منظور خاطریان نہ آتا تھا | فقط حیلہ تھا درد سر کا صندل کا بہانا تھا
شب فرقت مین یہ حالت رہی بیتابی دل سے | سرہانا پائینتی تھا پائینتی میرا سرہانا تھا
نہ دی آرائش گیسو نے فرصت بات کرنے کی | مقابل آئنہ تھا ہاتھ مین کافر کے شانا تھا
جو مر جاؤن تو لوح قبر پہ میری یہ لکھ رونا | موا یہ درد فرقت سے قضا کا اک بہانا تھا
ہمیشہ سے ہدف ہون ناوک مژگان خوبان کا | ہوا تیر افگنی کا شوق جسکو مین نشانا تھا
یہ حسن و عشق سے منظور تھا صناع عالم کو | مجھے دیوانہ کرنا تھا پری تجھکو بنانا تھا
بھری رہتی تھین اسمین صورتین آئینہ رویونکی | یہ اپنا خانۂ دل بھی کبھی آئینہ خانا تھا
کسی دل کو محبت سے تری خالی نہین پایا | ترا چرچا تھا ہر محفل مین تیرا ہی فسانا تھا
بڑھایا کیون مرض اپنا کیا تو نے او نرگس | اُن آنکھون سے تجھے بیمار آنکھین کیا لڑانا تھا
ازل سے الفت روے حسینان آب و گل مین ہے | مزاج اپنا لڑکپن مین بھی اوب عاشقانا تھا
چھڑایا زندہ ہمسے آسمان نے اُسکا در ورنہ | یہی سر تھا ہمارا اور اُسکا آستانا تھا

اس طور سے یہ غزل آشوب نقلی نے گائی کہ گائن ہاتھ چومنے لگی کہا کہ حضور کیا کہتا ہم تو نقل بھی
آپ کی نہیں کر سکتے مگر عقاب کج باز اور زیادہ کھٹکا اُسنے کان مین شاہباز کے کہا کہ حضور یہ
آشوب مین یہ کمال کہان شراب مین بیہوشی دیجیے شاہباز نے کہا کہ جو تیری خوشی عقاب نے
فوراً گلابی مین بیہوشی ملائی جام لبریز کرکے سامنے آشوب کے آیا کہا لو ملکہ ہمارے شہنشاہ کی
عنایت ہے آشوب نقلی نے جام لیا ہونٹھون سے جو لگایا بو بیہوشی کی آئی برق کو اشارہ کرکے کہا
کہ بیٹا ہوشیار رہنا ہم تم دونون بلا مین پھنسے دیکھیے کیونکر بچین برق بھی ہوشیار ہوکے بیٹھا
خواجہ اُس جام کو بے اندیشہ انجام پی گئے جیب مین ہاتھ ڈال کر ایک سوکھا کباب نکال کے
کھایا وہ دافع داروے بیہوشی تھا پایا تو آنکھون مین سُرخی آنے لگی تھی یا چہرہ صاف و شفاف
تھا کئی جام عمرو نے یون ہی پیے شاہباز نے اشارہ کیا کہ کیا سبب ہے کہ بیہوشی تاثیر نہیں کرتی
عقاب نے اشارے سے کہا کہ ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساحرہ زبردست ہے اسکے پیرون نے
اسکو بچایا اب ظاہر مین سحر کیجیے شاہباز سنبھل کر بیٹھا آشوب نقلی یہ کہکر اُٹھی کہ اے شاہباز
تم شب کو سحر کرنا ہم اُسکو پورا کر دینگے اور نہیں تو اگر مناسب ہو سب کے سامنے کہنے کی بات
نہیں کنارے تمکو آگاہ کر دین اس طور سے تدبیر کروگے تو تا بہ لشکر طلسم کشا پہونچنا کچھ بات نہیں
ہے شاہباز اُٹھ کھڑا ہوا ہرچند کہ عقاب اشارے کرتا ہے مگر شاہباز ساتھ آشوب کے چلا
آشوب نقلی شاہباز کو گوشے مین لائی کہا کہ اے شاہباز رات کو جادوگرنیاں طلایہ پھرتی ہین
جو سحر کرو گے جادوگرنیاں کامل و اکمل ہین گلیوش بلاے روزگار ہے ضرور دفع سحر کرینگی دن کو
سحر کرو یہ باتین کرتے کرتے کہا کہ دیکھو کون آتا ہے اسکو منع کرو کہ ہم تخلیے مین باتین کر رہے ہین یہان
نہ آئے شاہباز پلٹا خواجہ نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مار کر بیہوش کیا اور شاہباز
کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا منھ پر ہاتھ پھیرا شاہباز کی شکل بنکر عقاب کو پکارا کہ اے وزیر اعظم یہان
آؤ کچھ کہنا ہے عقاب اندر آیا پوچھا کہ حضور آشوب کو کیا کیا شاہباز نقلی نے کہا کہ مین نے
اُسے غرق زمین کر دیا عقاب نے کہا کہ حضور نے بڑا کمال کیا ساحرہ زبردست ہے ایسا نہو کہ نکل آئے
شاہباز نے کہا کہ سچ کہتے ہو وہ دیکھو اُسنے سر نکالا عقاب اُس طرف پلٹا خواجہ نے اسکو
بھی حلقے کمند کے مارے حباب مار کے بیہوش کیا اسکو بھی نذر زنبیل کیا اب باہر نکلے کیونکہ

بڑا خیال عقاب کا تھا جانتے تھے کہ اسکے دل مین شک آگیا ہی اتنے عرصے مین برق نے اور
سب پر رنگ جمایا شراب کا چرچہ کیا دو چار شعر گا کر جام لبریز کر کے کہا کہ او صاحبو ہم بھی پین گے
پہلے جام سادہ آپ پیا پھر آغشتہ بدارو بیہوشی ایک ایک جام سب کو پلایا خواجہ جو اندر سے
نکلے دیکھا کہ رنگ محفل دگرگون ہی سمجھے کہ برق نے رنگ جمالیا دست در ازیان آپس مین
ہو رہی ہین عمرو نے آتے ہی سبکو للکارا وہ اپنے اپنے مقام سے اُٹھے اُٹھ اُٹھ کر گرے بیہوش ہوے
خواجہ نے آتے ہی سب کی زبان مین سوزن دی سب کو ستونون سے باندھا شاہباز و عقاب
کو بھی نکالا ستون سے باندھا ہوشیار کیا پکار کر آواز دی کہ ای شاہباز دیکھا تو نے قدرت کو
پروردگار عالم کی کہ مین نے تجھکو گرفتار کر لیا اب بہتر یہ ہے کہ ہفت پیکر پر لعنت کرو اُس
پروردگار کو سجدہ کرو کہ جسنے ایک کاف کن سے شجر و حجر پیدا کیا کس تکلف سے دنیا کو آراستہ کر دیا اُس
معبود کو سجدہ کرو کہ جسنے تمکو قطرہ نجس سے پیدا کیا یہ غرور دماغ مین بھرا تمھارا ارادہ تھا کہ ہمکو گرفتار کرو
ہمنے تمکو گرفتار کر لیا اب بہتر یہ ہی کہ ایرج نوجوان کا ساتھ دو ورنہ ابھی سب کو قتل کر ڈالونگا تمھاری
فوج کو لیجا کر ہاتھ سے ایرج نوجوان کے قتل کراؤنگا بارگاہین لوٹ لونگا شاہباز دیکھتا ہی کہ سب
سردار میرے گرفتار ہوے اب مین کیا تدبیر کرون یہ سوچ کر اشارے سے کہا کہ مین صدق دل سے
تمھاری اطاعت کرتا ہون عمرو نے ایک کوڑا مارا تازیانہ حضرت اسحق کا استخوان پر در آیا
شاہباز بلک گیا عقاب کو تو عمرو نے خنجر مار کہا کہ او مکار تو نے قدرت خدا کو دیکھا عقاب کا سر
کٹ کر گرا شاہباز گھبرا گیا کہ ایسا نہو مجھے بھی قتل کر ڈالے دل سے زنگ کفر دور ہوا خوف جان سے
قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ خواجہ مین بصدق مطیع اسلام ہوتا ہون شیر بیشۂ صاحبقرانی کو
تا بہ صحرا سے گرداب نشان ہیوسچا ؤنگا عمرو نے دیکھا کہ پیشانی اسکی روشن ہوئی فوراً زبان سے
سوزن نکالی شاہباز قدمون پر گرا خواجہ نے سر سینے سے لگا لیا کہا کہ میری گستاخی کو معاف کیجیے گا
شاہباز نے بہت سا جواہرات منگا کر دیا خواجہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ ای شاہباز مین بہت
قرضدار ہون ادائی سود مین مجبور و ناچار ہون شاہباز نے کئی صندوقچے جواہرات کے حاضر
خدمت کیے خواجہ نے کہا کہ اب چلو خدمت مین ایرج نوجوان کی برق سے کہا کہ جا کر
ایرج کو خبر کرو کہ شاہباز طائر در مطیع اسلام ہوا خدمت مین آتا ہی اسکے استقبال کو آ شوب

واورنگ و توسن وکمیت کو روانہ کرو برق نے جاکر ایرج کو خبر دی ایرج نوجوان کا خوشی سے
چہرہ سرخ ہوگیا آشوب و اورنگ وگلپوش و توسن وکمیت کو اشارہ کیا کہ برائے استقبال
شاہباز طائر درجاؤ کہ خواجہ نے جاتے ہی تمھاری شکل پر شاہباز کو مطیع کیا شاہو رکھی کہ
رہا ہی کہ یہ باتیں قبلہ وکعبہ پر موقوف ہیں کیا عیاری ہی بڑی جاتے ہی شاہباز کو مطیع کرلیا
آشوب اورنگ وگلپوش وغیرہ سب ساحروں کو ساتھ لیکر کنارے پر لشکر کے آٹھہرین دیکھا
گرد اڑی شاہباز تخت پر سوار چالیس پچاس مصاحب تخت کو گھیرے ہوے پشت پر ڈیڑھ
لاکھ ساحروں کا لشکر آشوب کو جو برائے استقبال دیکھا شاہباز بھی تخت سے کود پڑا اور آشوب
سے بغلگیر ہوا خواجہ ساتھ ہیں سب سرداروں سے آشوب نے شاہباز کو ملوایا بہ عزاز و اکرام
تمام لاکر بارگاہ ایرج میں پہونچایا ایرج نے تعظیم کی شاہباز کے واسطے تخت بچھوایا شاہباز
تخت پر بیٹھا تھا آشوب نے شاہباز کو تخت پر بٹھایا شاہباز نے کہا کہ اب حضور یہاں سے
کوچ کریں یہ وادی ریگستان مشہور ہی یہاں حوالی میں ایک پہلوان رہتا ہی مشہور صحرانشین اسکا
نام ہی اگر اسکو خبر پہونچی تو فوراً برائے مقابلہ سرکار آئیگا ایرج نے کہا کہ ہم اسے خود پیغام
بھیجین گے شاہباز نے کہا کہ سرکار کو اختیار ہی مگر وہ نہایت زبردست ہی غلام کو خوف یہ معلوم
ہوتا ہی کہ ایسا نہ ہو سرکار کو تکلیف پہونچے ایرج نے کہا کہ پروردگار کو اختیار ہی تم خود جاکر
اسکو اطلاع کرو شاہباز نے کہا کہ جس لفظ سے سرکار کی دشمنی ظاہر ہو وہ لفظ غلام کے منھ سے
نہ نکلے گا ایرج نے کہا کہ ہم حکم دیتے ہیں شاہباز اسی وقت پر پرواز پیدا کرکے چلا مشہور
صحرانشین اپنے بیٹھے میں بیٹھا ہی چار سو پہلوان حاضر ہیں کہ ہرکاروں نے اسکو خبر پہونچائی
عرض کی کہ ای پہلوان دوران و ای رستم زمان آپ کی حوالی میں آکر نبیرہ صاحبقران فروکش ہوا
قدرت نے شاہباز کو یہ حکم دیکر روانہ کیا کہ جاکر نبیرہ حمزہ کو گرفتار کرو وہ آکر اترا تھا عمرو نے
اسکو عیاری کرکے ایسا تسخیر کیا کہ وہ لشکر ایرج میں پہونچ گیا اب ایرج یہاں سے کوچ کرینگے
حضور کے حال سے آگاہ نہ ہوے یہ سنکر مشہور صحرانشین نے ایک چیخ ماری ڈیڑھ لاکھ جوان
کشتی گیر لنگوٹ باندھے ہوے آواز اپنے مالک کی سنکر سب حاضر ہوے عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہی
کہا جلد تیار ہو اور گینڈا ہمارا درست کرو ہم مقابلے میں نبیرہ طلسم کشا کے جائینگے یہ ذکر تھا

کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ شاہباز طائر ور آکر پہونچا اُس سے مشہور نے پوچھا کہ اے صاحب
خداوند کیونکر آپکا اتفاق ہوا شاہباز نے کہا کہ حضور سے خبر کرنے آیا ہون کہ نبیرۂ رستم بصد
شوکت وحشم آپ کے بیشے سے گذرا چاہتا ہے مین نے تو ہفت پیکر پر لعنت کی اطاعت اسلام
قبول کرلی اب آپ کو اختیار ہے ایرج آپ کے مقابلے کا مشتاق ہے اُسکو بھی پہلوانی کا دعویٰ
ہے لقا کا نواسا ہے مگر قدرت کے خون کا پیاسا ہے کئی مرتبہ لقا کو شکست دیچکا جہان پایا اُسپر
جا پڑا لقا اس جوان سے جان بچاتے ہین طرماسب ایسا جوان بیٹا طہماس کا کہ اپنے زمانے کا
دیو تھا اُسکو زیر کیا اپنا سردار بنایا مشہور نے دیکھکر آواز دی کہ طرماسب وطہماس ایسے میرے
چیلے ہین چالیس کوس کے گرد مین کسی کی مجال نہین کہ آج تک اکھاڑا کھودتا یا پہلوانی کو جاری
کرتا چالیس جوان بیٹھے ہین ان لوگون نے دس دس برس مشقت کی اُسکے بعد اکھاڑا کھودا
اُستاد بنکے بیٹھے مین نے جاکر کسی کو دو پہر مین زیر کیا کوئی بہت لڑا تو دن بھر اُلجھا شام
ہوتے ہوتے زیر کر لیا کیا نبیرۂ رستم ان سب سے زیادہ ہے شاہباز نے کہا اس گفتگو سے
کوئی مراد نہین حاصل ہوتی اب آپ مقابلے مین آئینگے تو اُس شہریار کا جاہ وجلال دیکھینگے
مین تو اُس شہریار کا غلام ہون دل وجان سے مین نے اطاعت کی تمھین خبر کرنے آیا ہون
مین نے تو تابعداری اختیار کی مین حیران ہون کہ یہ طلسم کشا نہین ہین انکا یہ جاہ وجلال یہ فوج
یہ لشکر کہ مجھ ایسا ساحر دو دن مقابلے مین نہ ٹھہر سکا رات کو آیا دن کو خدمت مین پہونچا۔ مشہور
نے کہا کہ مین فوراً آتا ہون آکے اُس جوان کا زور دیکھتا ہون کہ کس رنگ پر ہے کیا خیال ہے
کیسا جاہ وجلال ہے شاہباز تو رخصت ہوا مشہور صحرا نشین اُسی وقت گینڈے پر
سوار ہوا چالیس پہلوانان زبردست بارہ چودہ ہزار اُنکے شاگرد ڈیڑھ لاکھ لشکر اس گرد فر
سے روانہ ہوا منزل در منزل چلا جس قریے کے قریب اُترتا ہے زمیندار سے وہان کے
کہلا بھیجتا ہے کہ آج مابدولت کو فرو کش ہونے مین دیر ہوئی سامان دعوت لشکر روانہ کرو اُسی وقت
زمیندار نے سامان دعوت تیار کیا لاکر حاضر کر دیا اگر دیر ہوئی تو حکم ہوا کہ اسکا تمام گانون
لوٹ لو اور اگر وقت پر لایا تو قبول کیا اس طرح لوٹتا مارتا جاتا ہے یہان شاہباز نے آکر
ایرج نوجوان سے اُسکا تکبر وغرور بیان کیا کہ حضور اُسکو اسقدر اپنے زور کا خیال ہے

کہ کسی کو اپنے سامنے موجود نہیں جانتا اب وہ آتا ہی غلام کو بھی بڑا خیال ہی مدت سے وہ یہاں رہتا ہی سیکڑون قریے اُسنے قبضے مین کر لیے کوئی کچھ نہین کر سکتا اگر یہان کے بادشاہون سے فریاد کی تو اُن لوگون نے کانون پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ اُس جنگلی سے کون مقابلہ کرے گا ٹون لے لیا تو لے لینے دو ایرج نے کہا کہ انشاء اللہ وقت پر سمجھا جائیگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا کہ مشہور صحرا نشین مست گینڈے پر سوار پہلوان چہار طرف سے گھیرے ہوئے پشت پر فوج دریا موج ہنگامہ کرتی ہوئی آکر پہونچی بارگاہین چھکڑون پر لدی ہوئین اس کروفر سے آکر پہونچا بارگاہ استادہ ہوئی پہلوان جابجا اُترے ایرج نے حکم قطعی دیا کہ غیر ساحر ہمارے لشکر کے چھانٹے جائین اور وہی سب ساتھ جائین گے شام ہوئی مشہور نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگی بجے شاپور نے آکر ایرج کو خبر دی ایرج نے بھی کہا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے مگر ایرج نے شاپور کو بلا کر حکم دیا کہ غیر ساحرون کا لشکر ہمارے ساتھ میدان کارزار مین جائیگا غیر ساحرون سے کہدو کہ تیار رہین اور ساحر لوگ علیحدہ رہین کوئی صاحب ساتھ نہ جائین شاپور نے لشکر مین حکم پہونچایا ایرج نوجوان نے یہ بھی دریافت فرمایا کہ لشکر غیر ساحران کسقدر ہی وقائع نگارون نے عرض کی کہ ساٹھ ہزار غیر ساحر ہین شاپور نے عرض کی کہ لشکر دشمن زیادہ ہی ایرج نے کہا کہ مقابلہ تو میرے اُسکے پڑیگا شاہباز نے عرض کی کہ غلام کو حضور نے بادشاہ لشکر قرار دیا پس غلام کا میدان کارزار مین ہونا ضرور ہی تنہا غلام کافی ہی ایرج نے حکم دیا کہ کیا مضائقہ ہی مگر خبردار کسی بات مین دخل نہ دینا شاہباز طائر ڈر نے عرض کی کہ کیا مجال جو زبان ہلاؤن شاہباز نے اُسی وقت سے تیاری کرنا شروع کی سب مین مشہور ہی کہ مشہور صحرا نشین و ایرج نوجوان سے سویرے مقابلہ ہی پہلوان ہلہ کر رہے ہین ملازمان ایرج کو انتشار کہ مشہور کی جرائت اور زور اس اکناف مین مشہور ہی چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی کہ پہلوان زرین پوش اکھاڑہ مشرق سے برآمد ہوا شاگردان ضیا شعاع ہمراہ میدان چرخ زبرجدی مین آکر خم مارا ادھر سے یہ دونون لشکر میدان کارزار مین آکر پہونچے صفوف جدال و قتال آراستہ ہو کر نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے کہ مشہور صحرا نشین نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آیا گینڈا دوڑانے لگا نیزہ ہلانے لگا

اسپ تازی چوگان بازی دکھلاکر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان وای زبردستان جسکو تمنا
مرگ کی ہو وہ نکلے مگر مین سواے ایرج کے اور کسی کو نہین چاہتا ایرج نے کرہ بن اشقر کو
صفت سے بڑھایا گھوڑا طرارہ بھر کے آگے بڑھا اسپ اطرب اصیل کوہ سرین وکوہ کفل گلے
مین سونے کی ہیکل تھوتھنی مثل غنچۂ گل طرارہ بھر کے چلا کلائیان مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا

بقول مصنف صفت اسپ تصنیف مصنف کتاب ہذا

قمر وصف توسن رقم کیا کرون
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
ہر اک نعل ہی نیمچہ بے مثال
وہ کوہ گران ہی پیا سنگ ہی

کہ شبدیز خامے کا پا لنگ ہی
تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار
قدم با قدم مائل جنگ ہی
نہ کاوے کا محتاج ہو کسطرح

ملا ہی عجب رنگ مشکین اسے
صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

تین ٹھیکون مین گھوڑا سامنے مشہور کے آکر پہونچا آپس مین تگا ورزل ہوے تین قدم کرہ بن
اشقر اور پانچ قدم گینڈا مشہور کا پیچھے ہٹا اب جو گھوڑا طرارہ بھر کے سامنے آیا مشہور کی نگاہ
آئینہ رخسار پر پڑی آئینہ دار حیران مثل زلف خوبان پریشان بے اختیار پکار اٹھا کہ ای جوان میری تلوار
کا بار تجھ سے نہ اٹھیگا یہ مجکو ثابت ہوا کہ تو مین چلا ہی سر کو ہتھیلی پر رکھا موت کا مزا چکھا تب مایدوت
کے مقابلے مین آیا بس پلٹ جا مین نے تجھے معاف کیا ایرج نے جواب مین فرمایا کیون اسقدر
غرور کرتا ہی شیر کے بچے فیل مست کو مار لیتے ہین دار کر یالات ومنات پر لعنت کر اور ہفت پیکر
سے بیزار ہو مطیع دین پروردگار ہو ایرج نے جو ہفت پیکر کو برا کہا مشہور بہت بگڑا گینڈا ہٹا کر
نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی ساٹھ ستر طعن
چلی تھی کہ ایرج نے ایک مقام پر گانٹھ کر تقبیر مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مشہور کے نکل گیا مشہور
مثل ابر کے گرجا گرجا آواز دی کہ ای جوان تو نے غضب کیا دو دریاے لشکر دیکھ رہے ہین تو نے
میرا نیزہ ہوائی کیا مگر یہ تیغ بے دریغ ہی حلال مہمات مردان عالم اسکا نام ہی یہ مشہور خاص و عام
ہی اگر پہاڑ پر ہاتھ مارون تا بہ بیخ کاٹون صدہا پہلوان مار ڈالے دل مین درد کا نام نہین
اب اپنے کو بچا سامنے سے چلا جا یہ کہ کے تیغہ نیام انتقام سے کھینچا معلوم ہوتا تھا کہ اژدہا
غار سے بل کرتا ہوا نکلا کیا مثال دون آہ دل مظلومان کہون یا ابر پھٹا برق جہندہ نکلی

خبردار خبردار کہکے مشہور نے ہاتھ مارا ایرج نے تیغۂ دو دمۂ سکندری کو نیام سے کھینچا
تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا ایرج نے بھی بہ قوت صاحبقرانی ہاتھ مارا
مشہور نے کلائی پر ایرج کی ہاتھ ڈالدیا ایرج نے اسکا گریبان پکڑا دونوں لپٹے ہوے
زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی دو شیر سر ٹکرا رہے تھے جہان مشہور پکڑ لیجاتا ہو ایرج
تڑپ کر نکلتے ہین اور جس مقام پر ایرج پکڑ لاتے ہین دو چار جھٹکے ایسے دیتے ہین کہ زرہ پارہ
پارہ ہو جاتی ہے پیشانی سے قطرات خون ٹپکتے ہین الجھ الجھ کے مشہور اور ایرج نوجوان سے شام
تک لڑا مگر اپنی زندگی سے بیزار ہوگیا جبکہ شہنشاہ زرین کمش نے فوج دہ تا بان سے شکست
کھائی قلعہ مغرب مین جا کر روپوش ہو مشہور نے فوراً ایرج نوجوان کو چھوڑ دیا ایرج نے بڑھکر
ہاتھ بڑھانا فرمایا کہ کیا ارادہ ہے مشہور نے کہا کہ اب کل مقابلہ ہوگا دن ختم ہوا لڑائی کے رات واسطے
عیش و آرام کے ہے ایرج نے کہا کہ ہمارا یہ دستور نہیں ہے حریف سے فیصلہ کیے نہیں پلٹتے یا تو تجھے
زیر کریگا یا ہم تجھپر غالب آئین گے تب میدان سے پلٹین گے مشہور نے کہا کہ مین ہرگز رات کو
مقابلہ نہ کرونگا ایرج سے ہاتھ چھڑا کر سپر و شمشیر اٹھائی ایرج نے بھی قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کہ
آؤ تلوار چلے جھٹ پٹ فیصلہ ہو جائے کشتی مین عرصہ ہوگا مشہور نے جواب دیا مین کسی طرح
مقابلہ نہ کرونگا اب پلٹ ہی جانا بہتر ہے کل صبح کو میدان مین آنا تیغ و شمشیر آپس مین چلیگی ہر چند
ایرج نے کہا مشہور نے نہ مانا آخر گینڈے پر سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے گیا لشکر مین جا کر اکیلا
بارگاہ مین آیا جو ساتھ چلے منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ آئے بارگاہ مین تنہا بیٹھا بیٹھکر رونے لگا
آنکھین روتے روتے سرخ ہوگئین عیار اسکا یمان شاگرد جو پھرتا ہوا آیا دیکھا کہ سب رفیق
باہر ہین آقا اکیلے اندر ہین پہرے والے سے کہا کہ جا کر عرض کرو عیار آپ کا حاضر ہے امیدوار ہے کہ
باریاب ہو مشہور نے حکم دیا کہ جلد اسکو بھیجو یمان شاگرد اندر آیا اتنے بڑے پہلوان کو اس
حال مین دیکھا کہ آنکھین سرخ سر جھکائے بیٹھا ہے یمان شاگرد نے قدموں کو بوسہ دیا عرض کی
کہ مین حضور کو نہایت متردد پاتا ہوں ہرچند کہ انتشار کے سبب سے بخوبی آگاہ ہوں مگر بخوف
کہہ نہین سکتا مشہور نے کہا کہ اے یار وفادار مین برائے مقابلہ نبیرۂ رستم میدان مین گیا
وہ کل فنون سپاہ گری مین مجھپر غالب ہے شام کے ہوتے ہی مین پلٹ کر آیا مگر وہ نہ مانتا تھا مین جو چلا

کہ عیار میرا پیمان شاگرد موجود ہی کچھ فکر کریگا اگر تجھ سے ہوسکے تو ایرج کو پکڑ لا مین اُسکو قتل
کرون اُسکے خون سے ہاتھ بھرون ای پیمان ہوسکتا ہی کہ تو ایرج کو گرفتار کرلائے پیمان نے کہا
کہ غلام بیشک گرفتار کرلائیگا اور کیا مجال کسی کی کہ مجکو روک سکے مین دیکھ رہا تھا کہ حضور نے عجب طور
سے مقابلہ کیا دن بھر اُلجھ اُلجھ کے لڑے وہ پیچ آپ کے جو پہلوانون پر بندھے ایرج کے
سامنے وہ پیچ بھی آپ نے نہین کیے اسکا کیا باعث ہوا مشہور نے کہا ای عیار طرار دیکھنے
مین وہ جوان ہاتھ پاؤن چھوٹے چھوٹے رکھتا ہی معشوق وضع ہی مگر زور اُسمین کوٹ کوٹ کر
بھرا ہی اس وجہ سے وہ پیچ اُسپر نہ بندھ سکے یہی مجکو خوف ہی کہ کل کا اُسنے وعدہ لیا ہی اب
اگر مقابلہ پڑیگا تو ابکی وہ مجکو مار ڈالیگا مین اُس ظالم کے ہاتھ سے زندہ نہ بچونگا ایسے سخت
پیچ باندھتا ہی کہ جسکا توڑ غیر ممکن ہوتا ہی عیار اُٹھا بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر ایک ضعیفہ
کی شکل بنا لشکر ایرج مین آیا پھرنے لگا مہتر برق فرنگی ایک دوکان پر کھڑے تھے اُنھون نے
جو بڑھیا کو آتے دیکھا کہ کمر مین خم جھُریان پڑی ہوئین مگر جلدی چلی آتی ہی برق سمجھا کہ یہ کوئی عیار
مکار ہی جھپٹ کر قریب آیا کہا کہ بڑی بی صاحب کسکی فکر مین پھرتی ہو برق کو دیکھکر پیمان گھبرا گیا
نام تو سنتا تھا کہ برق بلاے روزگار ہی برق نے جو پوچھا کہ بڑی بی کس فکر مین پھر رہی ہو پیمان
نے گھبرا کر جواب دیا کہ میرا بیٹا سوارون مین نوکر ہی کئی دن سے گھر نہین گیا مین اُسے دیکھنے آئی ہون
برق نے کہا کہ کس رسالے مین ہی پیمان گھبرایا کہ کیا رسالے کا نام بتاؤن کہا بیٹا مین نہین جانتی
برق نے کہا کہ چلو مین تلاش کردون بڑھیا برق کے ساتھ چلی ایک مقام پر برق نے کہا کہ
بڑی بی دیکھو وہ پانچ چار سوار آتے ہین جیسے ہی بڑھیا اُدھر پلٹی برق نے حلقے کمند کے
ارے پیمان نے سبک ہوکر جست کی حلقہ ہاے کمند سے دور جاکر گرا برق نے آواز دی کہ او مکار کہان
جاتا ہی پیمان بھاگا برق نے پیچھا نہ کیا پیمان جنگل مین پہونچا صورت تبدیل کی عطر فروش بنکر
طرف لشکر کے چلا پیمان برق اسکو بھگا کر پلٹا تھا کہ راہ مین شاپور سے ملاقات ہوئی شاپور نے
پوچھا کہ مہتر صاحب کس تلاش مین گئے تھے برق نے کہا کہ ایک عیار تمھارے آقا کی تلاش مین
آیا تھا مین نے اُسے ٹوک کر بھگا دیا مگر خیال رکھنا رات کو پھر حملہ کریگا مجکو یقین کامل ہے کہ یہ
مشہور کا عیار ہی وہ عاجز ہوکر گیا تھا اُسی نے عیار کو بھیجا ہی شاپور نے کہا کہ کیا مجال کہ جو وہ

ملعون آسکے بیجان پھر لشکر مین داخل ہوا چابجا دوکانون پر ٹھہرتا ہوا آتا ہو پتہ لوگون سے
پوچھتا ہوا پشت بارگاہ ایرج پر آیا خدمتگار ایک مقام پر کھڑے تھے ایک ایک کو روئی عطر کی
دی پوچھا کہ آقا سے نامدار تمھارے کیا کرتے ہین ہمارا مال وہان بکوا دیجئے تو آپ لوگون کی بھی
خدمتگذاری کرین ایک خدمتگار نے کہا کہ مین کمیدان کے پاس تمھین لے چلونگا دس پانچ تولے
بک جائیگا اُس خدمتگار کے ساتھ بیجان چلا دوکانون کے پیچھے سے راستہ تھا ایک مقام پر
بیجان نے حلقے کمند کے خدمتگار کو مارے حباب مار کر بیہوش کیا خدمتگار کی شکل بنکر قریب بارگاہ
ایرج آیا خدمتگارون مین ملکر اندر پہونچا دن بھر بیٹھ اُٹھ کے اسنے کاٹا شام کو جب چپی پہ تقسیم
ہونے لگے تو اسنے جمعدار سے کہا کہ آج چپی پر میرا پہرا ہی تین خدمتگار اور جو تھا یہ قرار پایا چپی پہ
ایرج کی آیا جب دیکھا رات زیادہ آئی تو اسنے گلوریان کھلا کر تینون خدمتگارون کو بیہوش
کیا اپنے مقام سے اُٹھا کنچھ نکالا داروے بیہوشی رکھ کے برابر دماغ کے لگادیا ایرج نے جب
سانس لی بیہوشی دماغ کو چڑھی چھینک مارکر بیہوش ہوے اسنے دو حلقون سے دونون
ہاتھ دو حلقون سے دونون پانون اور دو حلقون سے گردن و کمر باندھکر پشتارہ باندھا چادر
عیاری مین باندھکر اب حیران ہی کہ کس طرف سے نکلون طلایے کی آواز کان مین آتی ہو دروازے
پہ نگہبان بیٹھے ہین باتین کرنے کی آواز آتی ہو آخر پہلوے بارگاہ پر آکے سراچہ چاک کیا نکلا
پایے شاطری مارتا ہوا چلا اگر کہین طلایہ آتے دیکھا خیمے کی آڑ پکڑی کہین بیٹھ گیا کہین لیٹ گیا
کہین دوڑ کے چلا کہین ٹھہر گیا اس طرح بیٹھتا اُٹھتا جاتا ہو شاپور اپنے خیمے مین پڑا سورہا
تھا آنکھ جو کھلی سوچا کہ برق نے تمکو آگاہ کیا تھا تمنے کچھ انتظام نہ کیا ایسا نہ ہو کہ آقا کو کوئی
لیجائے برق کہین گے کہ ای شاپور بڑا افسوس ہی ہمنے تمسے کہدیا تھا تمنے انتظام نہ کیا
یہ سوچکر اُٹھا قریب بارگاہ ایرج آیا دیکھا کہ طلایہ پھر رہا ہی دروازے پر نگہبان بیٹھے ہین
شاپور نے پکار کر پوچھا کہ خیر و عافیت ہی نگہبانون نے جواب دیا کہ سب بخیر و عافیت ہیں
جی مین کہتا ہی کہ ای شاپور نگہبان ہوشیار بیٹھے ہین پھر باعث تردد کیا ہی پھر خیال مین
آیا کہ چلکر دیکھ تو لین آخر بارگاہ مین آیا دیکھا کہ اندھیرا پڑا ہی پلنگ پر جو ہاتھ ڈالا ایرج
کو نہ پایا گھبرا گیا پکار کر آواز دی کہ ارے نگہبانو تم نے کیا خاک نگہبانی کی آقا بستر پر نہین ہین

چند شاگرد شاپور کے تھے وہ چہار جانب دوڑے شاپور جو گرد بارگاہ کے پھرا ایک مقام پر سر اونچا کیا پایا نقش قدم دیکھتا ہوا چلا ہیمان لشکر سے نکل چکا تھا شاپور نے دور سے دیکھا کہ ایک سیاہ پوش پشتارہ بدوش جاتا ہے خیال میں آیا کہ للکاروں پھر سوچا کہ اسکے پیچھے چلو آگے آگے ہیمان جاتا ہے پچیس قدم پیچھے ترکیب سے شاپور چلا آتا ہے یہاں مشہور رات بھر انتظار میں عیار کے جاگا بارگاہ میں بیٹھا ہے کہ زنگ کی آواز کان میں آئی تو کھڑا ہو گیا دروازے پر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ ہیمان پشتارہ بدوش آتا ہے پکار کر پوچھا کہ ای ہیمان شہریار روباہ عرض کی حضور ایرج کو لایا مشہور نے ہیمان کو ساتھ لیا بارگاہ میں آیا شاپور بشکل جلاد پہونچا اور خادم و خدمتگار یہ خبر سنکر دوڑے چند افسر آئے لشکر میں ہلڑ ہو گیا کہ عیار ہمارے افسر کا ایرج کو پکڑ لایا چند افسران فوج بارگاہ میں حاضر ہوئے مشہور نے کہا کہ اسکو ہوشیار کرو عیار نے عرض کی کہ اس شیر کو دام مکر میں گرفتار کرکے لایا ہوں یہ ہوشیار ہوتے ہی آفت برپا کریگا آہنگروں کو بلائیے اسی وقت آہنگر آئے ایرج کو بسلسل مطوق کیا اب ایرج کو ہوشیار کیا ایرج کی جو آنکھ کھلی خانۂ زنجیر میں غل ہوا ایرج بل کے اٹھے سامنے مشہور کو جو بیٹھے دیکھا بطریق اہل اسلام سلام کیا اور پکار کر آواز دی کہ او نامرد مردان عالم کو معرفت عیار کے گرفتار کرایا ہے جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر مشہور نے پکار کر آواز دی کہ ارے جلاد حاضر ہو شاپور مجمع سے نکلا خنجر برہنہ ہلاتا ہوا چلا پکار کر آواز دی کہ ارشاد ہو تو اسے ابھی قتل کروں ایرج نے کلمات سخت و سست کہنا شروع کیے مشہور نے اشارہ کیا کہ ارے اسکا سر کاٹ لے یہ خاموش نہیں ہوتا برابر سے گفتگو کرتا ہے کچھ اسکو خوف جان نہیں ایرج نے کہا کہ مردان عالم مرنے سے کب ڈرتے ہیں شاپور نے للکار کر آواز دی کہ ذرا او جوان ادھر تو دیکھ ایرج نے جلاد سے آنکھ ملائی پہچان گئے کہ میرا عیار آگیا شاپور نے جھپٹ کر گردن پر کوئلے کا خط دیا شادیانے لگانے لگا آواز دیتا ہے کہ ای افسر سمجھ کر حکم دیجیے آپ کا جو حکم ملے ہاتھ ماروں کہ سر اسکا اڑ جائے مشہور نے کہا کہ سر کاٹ لے شاپور نے بڑھ کر خنجر مارا ایرج نے دونوں ہاتھ اٹھا دیے ہتھکڑی کٹی ایرج نوجوان نے نعرہ کیا۔ نظم۔

گرمی بازار عشق از لعل تو ہون مست	بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من
شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من	باک ندارم ز دار چوب ستون مست

قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت کے	بشکنم این بند را وقت جنون مست	خانۂ تاریک و تنگ لبستہ بہ زنجیر عشق

پھینک دیا شاپور نے نیچہ ہاتھ مین دیا ایرج نوجوان مصروف جنگ ہوے مشہور بھی اپنے مقام
سے اُٹھا للکارتا ہوا کہ اے جوان کیا غضب کیا قید مردان عالم کو دور کر دیا یہ بڑی خطا کی اب زندہ
نہ چھوڑونگا اپنے ملازمون کو ہٹاتا ہوا قریب ایرج کے آیا ایرج نے کہا کہ او نامرد مکر سے قید کرایا
اُسیر یہ غرور مشہور نے طرف ہیمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ارے اپنے شاگردون کو
بلا کمندون مین اسکو گرفتار کرین ہیمان جست کر کے چلا تھا کہ شاپور سد راہ ہوا شاپور اور ہیمان
سے نیچہ چلنے لگا کئی حلقے کمند کے ہیمان نے شاپور پر مارے شاپور نے حلقے خنجر سے کاٹے
آخر اُسنے یہ فقرہ کیا کہ دیکھ تیرے پیچھے کون ہے شاپور نے کہا کہ ارے دیوانہ ہے یہ فقرے ہمارے
گھر سے نکلے ہین دیکھ تیرا سر کٹا چاہتا ہے پشت پر حریف آگیا ہیمان پلٹا شاپور شیر دل نے نیچہ
مارا کہ سر ہیمان کا زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی ہیمان بھاگا شاپور نے جو اتنی مہلت پائی فوراً جست
کر کے باہر نکلا لشکر تمام ایرج کا مشتاق کھڑا تھا وہی سات ہزار سوار و پیدل شاپور نے
آواز دی کہ یارو خبر لو آقا کیلیے گھرے ہین سات ہزار سوار لیکر شاہباز طائر ورد [illegible]
نے بارگاہ سے باہر نکل کر ایک سوار کو مارا گھوڑا اُسکا لیا مصروف جنگ ہوے شاہباز جیسے
سات ہزار جوان لیکر آیا آتے کے ساتھ ہی گرا مصروف جنگ ہوا اب سات ہزار جو ڈیڑھ لاکھ
پر آکر گرے تمام پہلوان بھاگنے لگے شاہباز نے دو تین گولے بھی مارے اندھیرا ہوگیا کافر گھبرائے
پھرتے ہین مشہور دیوانہ وار تلوار ہاتھ مین سامنے ایرج کے پہونچا ایرج نے للکارا اُسنے بڑھ کر
ہاتھ مارا ایرج نے تلوار کہ تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مار دیا سپر کو کاٹ کر تلوار
گری سر مشہور کا زخمی ہوا گینڈے کو پھیر کر بھاگا پکارتا ہوا کہ یارو نکل چلو یہ جوان زور مین بھی
بے نظیر ہے فنون سپہ گری کو بھی خوب جانتا ہے بھاگ کر مشہور نکل گیا ایرج نے پیچھا نہ کیا
بارگاہون اور خیمہ پر قبضہ کیا مال و اسباب لوٹ کے بفتح و فیروزی پلٹے داخل لشکر ہوے
مشہور جو بھاگا اپنے مقام پر آیا فوج والون سے کہا کہ تم لوگ یہان ٹھہرو مین پالاے کوہ
زبرجدی جاتا ہون خداوند سے جاکر فریاد کرونگا کہ ایسے ساحر کو روانہ کرین کہ جو ایک سحر مین
ان سب کا خاتمہ کردے اُسی طرح گینڈے پر سوار زخمی دار سر سے خون بہتا ہوا کپڑے تمام

خون آلود صحراؤن کو طے کر کے زیر کوہ زبرجدی پہونچا تمام میلہ جمع ہی جو مشہور کو اس حال سے دیکھتا ہی پوچھتا ہی کہ ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان تمکو کسنے زخمی کیا ہی کہتا ہو کہ یارو کیا کہون عجب آفت مین ہون قدرت کو کچھ فکر نہین اہل طلسم کے بچنے کا ذکر نہین طلسم کشا کا دن بدن زور بڑھتا جاتا ہی یہ پوتا طلسم کشا کا کہ جسکے ساتھ تین چار لاکھ فوج ہی ساحر زیادہ غیر ساحر کم خود بہادر جیسے دیو سے مقابلہ کیا مین اپنی جان بچا کے پلٹ آیا عیار سے گرفتار کرایا اُسکے عیار نے اُسی وقت اُسکو رہا کیا جنگ مین زخمی ہو گیا قدرت سے فریاد کرنے آیا ہون سب سے کہتا سُنتا بمشکل بالاے کوہ زبرجدی آیا تصویر سنگی باتین کر رہی ہی پکار کر آواز دی کہ یا خداوند سواے اس میلہ دیکھنے کے اور بھی آپ کو فکر ہی پوتا طلسم کشا کا اس حوالی صحراے عشرت خیز تک آ گیا غلام زخمی ہوا اب وہ میرے مقام تک آئیگا تصویر نے آواز دی اپنے ملک مین جاؤ مددگار پہونچیگا نبیرۂ طلسم کشا آگے نہ بڑھنے پائیگا ایسی شکست فاش کھائیگا کہ اس حوالی مین قدم نہ رکھیگا چند ساحر اُسکے ساتھ شریک ہو گئے اُنھون نے یہ زور اُسکے تئین دیا ہی اُسپر نبیرۂ طلسم کشا اپنے عظم وشان پر ناز کرتا ہی ایسا ساحر بھیجون کہ جو جا کر زمین ہلادے مگر تو اپنے مقام پر جا مشہور کوہ سے اُترا جہان ٹھہرتا ہو وہان لوگ گھیر لیتے ہین آخر جان بچا کے بھاگا ایک لفظ مین سب کو آگاہ کرتا ہی کہ یارو مین زخمی ہوا مین نے شکست فاش کھائی قدرت سے فریاد کرنے آیا تھا قدرت نے ارشاد فرمایا ہی کہ مدد روانہ کرونگا آئندہ قدرت کو اختیار ہی یہ کہتا ہوا مجمع عام سے نکلا طرف اپنے ملک کے چلا پلٹ کر اپنے مقام پر آیا دیکھا بیشے کے باہر نشان آمد لشکر ایرج نوجوان معلوم ہوتا ہی اول آ کر پری گلپوش اُترین تھوڑی دیر کے بعد توسن دلمیت بھی آئین شاہباز بڑے دھوم سے آیا ایرج نوجوان کا داخلہ ہوا مشہور دیکھکر گھبرا گیا اپنے مقام پر آیا اہل فوج کو دیکھا کہ یہ بھی پریشان ہو رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ ای شہریار لشکر نبیرۂ طلسم کشا آ گیا تمام جنگل فوج سے معمور ہی ایسا نہ ہو نبیرۂ طلسم کشا آجے تو کون روکیگا مشہور نے کہا کہ مین قدرت سے کہہ آیا قدرت نے مضبوط وعدہ کیا ہی مین اُسی کا انتظار کر رہا ہون یہ کہکر اپنے مقام پر بیٹھا کہ آسمان پر برق چمکی ابر سیاہ پیدا ہوا ابر سے چشمک زنی برق کی رعد کی گرج برق کی چمک ابر پھٹا مشہور نے دیکھا کہ تخت پر ایک نازنین

نہایت حسین دریاے جواہر مین غوطہ زن دونون ہونٹھ رشک نسرین و نسترن پشت پر دولاکھ جادوگرنیان طاؤس زرین بال پر سوار باز و لطہ و قرقرے زیر ران ہزبر آتشین پر ساحران غدار وہ ساحرہ آکر اُسی صحرا مین اُتری مشہور سے ملاقات کی مشہور نے جو سراپا اُس محبوب مطلوب کا دیکھا بیتاب ہوگیا اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ آئیے تشریف رکھیے جی چاہتا ہو آنکھین فرش کرون خاک پا لیکر آنکھون سے لگاؤن توتیاے چشم بناؤن میری تو عجب کیفیت ہو قلب کی یہ صورت ہو کیونکر ضبط کرون ضبط نہین ہوسکتا کلیجہ دھڑک رہا ہو قلب پھڑک رہا ہو۔ نظم

طور اغماض کا انداز ادا کا دیکھا
کیا کہون تمسے کہ ان آنکھون سے کیا کیا دیکھا

یون تو جایا کیے ہر سال مہینون لیکن
ابکی تو چندی مین اک چاند سا مکھڑا دیکھا

عمر بھر کی جو تمنا تھی سو وہ بر آئی +
مرتے دم شکر ہے دیدار تمھارا دیکھا

کبھی بالون کو سنوارا کبھی سرمہ پونچھا
آئینہ لے کے سحر اُسنے جو چہرا دیکھا

ہون وہ کافر کہ مسلمانون نے اکثر مجکو
پھونکتے کعبے مین ناقوس کلیسا دیکھا

جان بلب ہوگیا دو روز کی غفلت مین تری
اپنے بیمار کا احوال مسیحا دیکھا

کل تو سب کر چکے تھے گور و کفن کی تدبیر
جان جان آج تو تو نے اُسے اچھا دیکھا

بدگمانی سے خفا ہوتے ہو مجھ سے ہر بار
کچھ عجب طرح کا انداز تمھارا دیکھا

آپ کے گھر کے سوا یہ تو بتاؤ مشفق
کونسے کوچے مین کسنے مجھے کس جا دیکھا

افترا مجھپہ کیا ہو یہ در اندازون نے
بخدا مین نے کسی کو نہین اصلا دیکھا

آپ کیون کرتے ہین ہر روز نظارہ بازی
مین نے بھی گر کسی محبوب کو دیکھا دیکھا

اُٹھ گیا اُسکا دوپٹہ جو ہوا سے ای رشک
صاف آئینے سے وہ پیٹ مصفا دیکھا

مشہور نے جو یہ اشعار سامنے ملکہ کے پڑھے ملکہ نے تیور پر بل ڈال کر جواب دیا کہ ای مشہور مین تمھاری مدد کو آئی ہون تم ایسی باتین کرتے ہو جان دینے پر مرتے ہو خبردار یہ خیال دل سے نکال ڈالو مین ابھی جا کر نبیرۂ طلسم کشا کو پکڑ لاؤن دیکھون کون کون جادوگرنیان جمع ہین کہ اسقدر اُنھون نے ہنگامے ڈالدیے سب ساحر شکایت کرتے ہین کہ لی گلپوش بہت تیز ہین ایک آنکھ کا اشارہ اُسپر کافی ہو دیکھون تو کیسا باغ لگاتی ہین اور اگر ایسی باتین منظور رہین تو رخصت ہوتی ہون

کل صبح کو طلسم کشا تمہیں جلوہ کریگا ایک ساحرہ کو حکم دیگا وہ تمام تمہارے بیٹھنے مین آگ لگا دیگی بھاگنے کا راستہ بھی نہ ملیگا جل بھن کے رہجاؤ گے مستہور کھڑا ہوگیا ہاتھ باندھ کے کہا کہ اے ملکہ عالم فقط نگاہ لطف کا امید وار ہون آپ میرے حال سے بھی آگاہ ہین کہ اس حوالی مین کوئی ہمسر میرا نہین ہو فقط مین نے نبیرۂ طلسم کشا کے ہاتھ سے شکست کھائی اگر بحضور شاہ قدرت سے عرض کرون تو میرے تمہارے نسبت پختہ کرادین خود قدرت تمکو سمجھادین تین سو قصبے میرے قبضے مین ہین اُن سبکو آپ پر نثار کرون ایک ایک کنیز کو مرتبۂ افسری دونگا وہ خدمتگزاری کرون کہ آپ کو رضامند کردون کسی خدمتگزاری سے منھ نہ پھیرون ملکہ نے منھ پھیر لیا کہا کہ جاہل کی بات کا کیا جواب دون خیر سمجھا جائیگا خبردار میری بارگاہ مین نہ آنا ورنہ مین بہت بیزار ہونگی یہ کہکر بارگاہ استادکرائی لشکر اپنا اُتارا ملکہ داخل بارگاہ ہوئین اپنی بارگاہ مین بیٹھ کر کنیزون کو حکم دیا کہ ہو محانہ آراستہ کرو کنیزون نے اُسی وقت تخت بچھائے اُسپر پھول رکھدیے پیالون مین پانی بھر کر رکھا کہا کہ اے ملکہ توسن چابک خرام آئیے ہومحانہ تیار ہو توسن چابک خرام اپنے مقام سے اُٹھی تخت پر آکے بیٹھی سحر تیار کرنے لگی پھول اُچھالتی ہو کبھی پکارتی ہو کہ اے ہوائے تیز اپنا رنگ جما اپنی کیفیت دکھا کیون دیر کی ایک ہوائے سرد چلی ابر ج اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین دور دور سردارون کا بندھا ہوا ہو یہی ذکر ہورہے ہین کہ ملکہ گلپوش اپنے مقام سے اُٹھین توسن و حکمت نے پوچھا کہ کیون حضور کہان چلین گلپوش نے کچھ جواب نہ دیا بیرون بارگاہ آئین دیکھا صحرا سے گرد اُڑی ایک مادیان مشکین زین و لجام سے آراستہ کلائیان مارتی ہوئی اسی طرف آتی ہو ملکہ گلپوش نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ اس مادیان کو گرفتار کرلاؤ کنیزین اُس طرف چلین دیکھا کہ وہ ایک مادیان خود اسی طرف آتی ہو کنیزون کے سر فرا کر سامنے گلپوش کے آئی سر جھکا کر کھڑی ہوئی اشارون سے معلوم ہوتا ہو کہ گویا کہ رہی ہو کہ مجھپر سوار ہو جیسے ملکہ اُچک کر پشت مادیان پر آئین باگ پر ہاتھ ڈالا مادیان اُلٹی پلٹی طرف لشکر توسن لے چلی قضاے کار شاہباز طائر در سویرے سے اُٹھ کر برائے شکار گیا تھا اُدھر سے پلٹا ہوا آتا ہو دیکھا کہ ملکہ گلپوش کو ایک مادیان لیے جاتی ہو اور گلپوش کا چہرہ سرخ آنکھون مین آنسو بھرے ہوے باگ پر پنجہ نگارین گھوڑی بھاگی ہوئی جاتی ہو شاہباز نے پکارا کہ ملکہ گلپوش ٹھہر جاؤ اب

مادیان کو آگے نہ بڑھاؤ گلپوش نے جواب نہ دیا بلکہ مادیان پر کوڑا مارا گھوڑی طرارہ بھر کے چلی جب شاہباز پکارتا ہی ملکہ اور زیادہ گھوڑی کو بڑھاتی ہین جب شاہباز نے دیکھا کہ گلپوش نہین رکتی شاہباز نے ایک گولہ جھولی سے نکال کر مارا ایک دیوار آہن سامنے معلوم ہوئی گلپوش نے پکار کر آواز دی کہ اے شاہباز مجھے کیون روکا مین نہ رکون گی مجکو توسن جادو باک خرام نے بلایا ہے مجھے وہان جانا ضرور ہے اُسنے مجکو بلایا ہی یہ کہ کے گھوڑی کو اُڑایا دیوار آہن پر گولہ مارا دیوار آہن گری گلپوش نکل گئی شاہباز عرصے تک کھڑا رہا جب دیکھا کہ توسن جادو باک خرام کی بارگاہ مین گئی تب شاہباز پلٹا گلپوش سامنے توسن کے پہونچی توسن کو سلام کیا توسن نے کہا کہ بی گلپوش آئیے ہاتھون سے گجرے کھول کر دیے کہا کہ یہ ہاتھون مین پہنو گلپوش نے ہاتھون مین لپیٹے توسن نے ایک طوق بھی گلے سے اُتار کے دیا وہ بھی گلپوش نے پہن لیا اب سب نے دیکھا کہ گلے مین گلپوش کے طوق آہنی پڑا ہی ہاتھ مین ہتھکڑیان زبان باقی رہی توسن نے ایک غنچہ ہار سے توڑا کہا کہ لو بی بی گلپوش نے اُس غنچے کو زبان پر رکھا آراستہ کیا زبان مین سوزن پڑ گئی توسن نے گلپوش کے منھ پر ہاتھ پھیرا اب گلپوش کو ہوش آیا گھبرانے لگی ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ اسکو قید خانے لیجاؤ اُس کنیز نے ہاتھ پکڑ لیا باہر لے گئی باہر جا کے کہا کہ منم شاپور شیر دل زبان سے سوزن نکالون اپنے ہوش مین ہو گلپوش نے اشارہ کیا فوراً شاپور نے زبان سے سوزن نکالی گلپوش بلند ہوئی آسمان پر جا کر وہی گجرے کہ جو توسن نے دیے تھے وہ نوچ کر لشکر پر توسن کے پھینکے پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا وہ جل کر رہگیا لشکر مین بلوہ ہوا توسن نے باہر آ کے دیکھا کہ آسمان سے پھول برس رہے ہین جسپر پھول گرا وہ جلا کنیزین بھاگ رہی ہین لشکر مین تلاطم ہی توسن نے کہا کہ ارے یہ کیا ہوا یہ کہکے جھولی پر ہاتھ ڈالا ورق سامری نکال کر دیکھا اُسمین نوشتہ پایا کہ وہ کنیز نہین تھی شاپور شیر دل تھا گلپوش کو رہا کر کے لے گیا توسن نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دانے نکالے طرف آسمان کے پھینکے شعلہ ہاے آتش پیدا ہوے پھول جلنے لگے سب پھول اُسنے جلا لئے غصّے مین چہرہ سرخ کرتی ہوئی کہ یہ مکار بڑی عیاری کر گیا مجکو دھوکا دیا گلپوش کو بڑے فقرے سے آکر لے گیا حیلے سے میری کنیزون مین کیونکر ملا اب مین انتظام کرونگی اس غصّے مین طرف بارگاہ کے

جاتی ہی کہ اُدھر سے مشہور آتا تھا پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم غلام نوبت بجان دکار دباستخوان ہی ایک نگاہ محبت اس طرف اُٹھائیے غلام کو شاد فرمائیے اب زندگی دشوار ہی آپکا چاہنے والا بہت بیتاب و بیقرار ہی

نظم

آج پھر اُس شوخ نے فقرا کیا
کیا غضب او شوخ بے پروا کیا
کان کی بجلی جو یاد آئی تری
ہجر کی شب ایڑیان رگڑا کیا
مین بھلا کیونکر کہون تمکو برا
کیا کہون اس عشق مین کیا کیا کیا
تب اُٹھے ہین ان بتون کے ہمنشین
فکر نے اپنی یہ عقدہ وا کیا
مجکو مجنون کر دیا مانند قیس
آبرو پر جان کو صدقا کیا
ای شب فرقت نہ کر مجپر عذاب
دل سے اپنے عمر بھر اُلجھا کیا
عشق افشان جبین یار مین
آپ نے الشب کیا اولا کیا
اک پری کا پھر مجھے شیدا کیا
وعدۂ امروز بھی فردا کیا
کیون اجل کیا تجکو بھی موت آگئی
برق کے مانند مین تڑپا کیا
اُسکو بھی سکتا ہوا دیکھ آئینہ
آپ نے جو کچھ کیا اچھا کیا
وان ہوے مستی سے لب اُنکے کبود
جب کلیجا اپنا تھرّا کیا
لاگ پیدا کر کے اب جلاد سے
سحر کچھ او غیرت لیلا کیا
سوز فرقت نے شرارت مجھسے کی
مین نے منھ تیرا نہین کالا کیا
اس مصیبت سے شب فرقت کٹی
خاک چھلنی کی طرح چھانا کیا
عشق نے پھر مفسدہ برپا کیا
خون ناحق اک مسلمان کا کیا
اسقدر آئے مین کیون عرصا کیا
وہ کف پائے حنائی کر کے یاد
دیر تک حیرت سے منھ دیکھا کیا
خاک چھانی مدتون تنکے چنے
بیٹھ کر منھ ہمنے یان نیلا کیا
ہی گرہ موے کمر کی ناف پر
جان کھوئی ہائے دل نے کیا کیا
معرکے مین عشق کے سرکا نہ پانو
ہیزم تر کی طرح سلگا کیا
زلف جانان جسنے دیکھی ایکبار
دانت پیسے آہ کی نالا کیا
تھا مناسب ترک عشق بادرند

ملکہ تو غصے مین بھری ہوئی تھی مشہور نے جو یہ اشعار پڑھے بگڑ کر جواب دیا کہ کیون ای دیوانے ہمنے تجکو ہر چند منع کیا مگر تیرے ذہن مین نہین آتا بیہودہ بکے جاتا ہی ہم ابھی جا کے شاپور کو لاتے ہین یہ کہکر بلند ہوئی لشکر ایرج کا کوسون مین اُترا ہی تو سن آگ برساتی ہوئی چلی خیمے جلنے لگے بازارون مین ہنگامہ پڑ گیا دوکانین چھوڑ چھوڑ کر دوکاندار بھاگنے لگے جو خیمے سے گھبرا کر نکلا اُسنے آسمان پر دیکھا کہ ایک نازنین شعلۂ جوالہ منھ سے آگ گراتی ہوئی جاتی ہی جہان آگ کا انگارہ گرا آگ لگ گئی فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی ہزارہا بندگان خدا جان سے ارا گیا بھاگ کر طرف بارگاہ ایرج کے چلے یہان ایرج نوجوان بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ اول

شاپور آکر پہونچا سحر مین مبہوت ہوکے گلپوش کا جانا بارگاہ توسن مین اور توسن کا مسلسل و
مطوق کرنا پھر ہوشیار کرنا اور اپنی عیاری سامنے ایرج کے بیان کر رہا ہی برق و خواجہ عمرو
بھی بارگاہ مین تھے تعریفین کر رہے ہین فرماتے ہین کہ ای شاپور کیا کہنا خوب عیاری کی کہ
تھوڑے عرصے مین ملکہ گلپوش آکر پہونچین ایرج کو سلام کیا گلپوش نے شاپور کے ہاتھ
آنکھون سے لگائے کہا کہ ای شاپور ماشاء اللہ خوب اپنے کو پہونچایا شاہباز بھی تعریفین کر رہا ہی
ایرج نے بہت بھاری خلعت منگواکر شاپور کو دیا شاپور نے برق سے آنکھ ملائی کہا مہتر جناب
اس عیاری کو دیکھا برق بھی تعریفین کر رہے ہین کہ ای شاپور کیا کہنا فرزندان عمرو مین تمھارا
مثل نہین کیا مزے سے عیاری کی ہی کس لطف سے گلپوش کو رہا کیا یہ ذکر تھا کہ فریاد والامان
کی آواز آئی ہزارہا جادوگر دو کا غدار غل مچاتے ہوے قریب بارگاہ ایرج نوجوان آگئے
پکارتے ہین کہ ای آقائے نامدار اس آگ سے غلامون کو بچائیے گلپوش نے کہا کہ ای شہریار
معلوم ہوتا ہی کہ وہ خود آگئی شرمندہ جو ہوئی ہی اسوجہ سے بہت غصہ ہو شاہبیار نے کہا کہ حضور
باہر چلین حال کھل جائیگا اہل لشکر کی آواز سنکر ایرج نوجوان بیرون بارگاہ چلے ایک طرف
گلپوش ادر پشت پر کمیت شاہباز پہلوان شاپور نہی پشت پر عمرو و برق کہتے ہوے
کہ ای فرزند تمھارے پاس کوئی تحفہ ہی اپنے کو ان ساحرون سے بچاؤ ایرج فرماتے ہین
کہ میرا تکیہ پروردگار پر ہی جو معبود چاہیگا وہ ہوگا یہ باتین کرتے ہوے ایرج بیرون بارگاہ
آئے دیکھا کہ سامنے سے ایک نازنین دریا مین پھولون کے غوطہ مارے ہوے آتی ہی گاتی بندھی
ہوئی سینے پر ابھار نارپستان یا سنان نیزہ دل ستان جہان پانون رکھتی ہی نقش قدم کو فخر ہی کہ
مین تاج سر شاہان عالم ہون محترم و محتشم ہون زلفین عارض پر بل کر رہی ہین معلوم ہوتا ہی کہ
چشمہ خورشید مین مار سیاہ لہرا رہے ہین ایرج نوجوان پر نگاہ پڑی ملکہ توسن حجاب خرام نے
دیکھا کہ خود زرین بر سر اور سپر پشت پر اس سج دھج سے ایرج نوجوان چلے آتے ہین نگاہ جو توسن
کی پڑی تیر مژگان جو کمانخانہ ابروے خمدار مین برائے تفتیش زنی جمع تھے تودۂ دل پر لب معشوق
ہوے بے اختیار منھ سے آہ نکل گئی ایرج نے ہاتھ بڑھا دیا ہاتھ مین ہاتھ ڈالا ہاتھ جو ہاتھ مین
توسن کے آیا دولت دنیا ہاتھ آگئی جواب دیا کہ آپ کی زیارت کی مشتاق تھی شکر ہی کہ مشرف ہوئی

یہ سُنکر ایرج نے کہا کہ چلیے بارگاہ مین تشریف لے چلیے ملکہ نے سر جُھکا لیا کچھ جواب نہ دے سکی سر جُھکا کر ساتھ ہوئی ایرج بارگاہ مین آئے مقام صدر پر توسن کو جگہ دی آپ کرسی پر بیٹھے سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے شاپور کو اشارہ کیا شاپور چنگ مرصعی لیکر سامنے بیٹھا رنگ روسے سب نے پہچانا کہ یہ ایرج پر عاشق ہوئی گلپوش کو بہت ناگوار ہی مگر خاموش ہی جانتی ہی کہ یہ نبیرۂ صاحبقران ہین ایسا نہ ہو کہ کوئی کلمہ مُنھ سے نکلے خلاف مزاج اقدس ہو شاپور نے سازندون کو بھی اشارہ کیا ساز ملا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ **نظم**

دیکھ کر دامن صحرا کو چمن یاد آیا — سیر غربت مین جو کی ہمنے وطن یاد آیا
ہمنے شادی مین بھی ماتم نہ فراموش کیا — پہنی پوشاک مکلف تو کفن یاد آیا
جانے والون پہ عدم کے نہ مین رؤن کیونکر — ہون مین غربت زدہ مجکو بھی وطن یاد آیا
گل کو دیکھا تو بندھا عارض رنگین کا خیال — غنچہ گر باغ مین دیکھا تو دہن یاد آیا
لحد تیرہ کی ایذا مجھے راحت ہوگی — شب ہجران کا اگر رنج و محن یاد آیا
یوسف وچاہ کا احوال جو قرآن مین پڑھا — اپنے یوسف کا مجھے خال ذقن یاد آیا
تیرے کوچے کا تصور مجھے فرقت مین بندھا — قید مین بلبل شیدا کو چمن یاد آیا
خال عارض پہ گمان عنبر اشہب کا ہوا — سونگھ کر زلف کی بو مشک ختن یاد آیا
باغ مین بھی نہ مین اُس رشک چمن کو بھولا — زر گل دیکھ کے وہ سیم بدن یاد آیا
بولتے بولتے کیون ہوگئے خاموش اے رند — کس پری کا تمھین انداز سخن یاد آیا

ملکہ توسن نے بیقرار ہو کر پوچھا کہ یہ گانے والے کون صاحب ہین ایرج نے کہا کہ یہ وہی نرگس کنیز ہی ملکہ نے کہا کہ میان شاپور صاحب ساعت بہت نیک تھی ورنہ مین تمھاری گرفتاری کو آئی تھی اکو شہریار مشہور نے بہت پریشان کیا ہی آپ یہان سے کوچ کیجے چلیے طرف صحرائے گرداب نشان کے تشریف لے جایئے اگر صحرائے گرداب نشان و صحرا باد انگیز فتح ہوئے تو طلسم کشا کو بڑا نفع پہونچیگا آپ جلدی کرین کنیز آپ کے ساتھ ہو یقین ہی کہ رہبری مین میری ذات سے نفع پہونچے خاص صحرائے گرداب نشان مین پہونچا دون اور گرداب جادو بہ دل آپ کی اطاعت کرے بڑا نفع سرکار کو پہونچے لیکن ہرکارون نے یہ خبر مفصل مشہور کو

پہونچائی کہ ملکہ توسن پرا سے گرفتاری عیار گئی تھین جاکر ایرج پہ عاشق ہوئین اب دربار مین خوش
بیٹھی ہین یہ سنکر مشہور آگ ہو گیا کہا کہ ابھی جاکر سر اُس گیسو بریدہ کا لاتا ہون مین جم کر ایرج
سے نہین لڑا غرور ایرج کا بڑھ گیا گردن کھینچ لونگا چیر پھاڑ کر پھینک دونگا کیا اب مجھسے بچ
سکتے ہین یہ کہکے حکم دیا کہ گینڈا تیار کرو گینڈے پر سوار ہوا یکہ و تنہا طرف لشکر ایرج کے چلا-
فوج والون نے جو دیکھا کہ آقا ہمارا یکہ و تنہا جاتا ہے سب پہلوان گینڈون پر سوار ہوے بارادۂ
رزم و پیکار چلے لشکر ایرج اترا ہوا ہے کہ سب نے دیکھا گرد اُڑی مشہور صحرا نشین تیغ برہنہ ہاتھ
مین گینڈے پر قبضے مارتا ہوا نمایان ہوا آتے ہی قتل کرنے لگا تھوڑے ہی عرصے مین گرد بلند ہوئی
تین لاکھ اسکے ساتھ والے بھی آکے گرے جسکو جہان پایا قتل کیا دس بارہ ہزار آدمی سیار
گلشن جہان ہوے لشکر مین غریو بلند ہوا ایرج نے شاپور سے کہا کہ دیکھو یہ کیسا ہنگامہ ہے
کر شاگرد ان شاپور دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار مشہور صحرا نشین مع لشکر
آپ کی فوج پر آگرا ہزارہا بندگان خدا مارے گئے چاہتا ہے کہ بارگاہ مین آئے حال توسن
سنکر بہت غصہ آیا جھلا کے اُٹھ کھڑا ہوا کہا کہ توسن و ایرج کا سر لاؤنگا مراد اُسکی یہ ہے کہ اپنے
کو بارگاہ مین پہونچائے توسن نے عرض کی کہ حضور تشریف رکھین مین ابھی جاکے اُسے پلٹائے
دیتی ہون کیسے وہ اپنی فوج کے دو سر لائے جس طرح کیسے اُسکو پلٹا دون یہ کہکے چاہا کہ اپنے مقام
سے اُٹھے ایرج نے ہاتھ تھام لیا کہا کہ ملکہ تم بیٹھو مین جاکے اُس خر دماغ کو سمجھائے دیتا ہون
یہ کہکر حکم دیا کہ ای شاپور گھوڑا تیار کرو سب ساحرون نے چاہا کہ ساتھ چلین ایرج نے منع کیا
کہا کہ صاحبو تم لوگ تکلیف نہ کرو بارگاہ مین بیٹھو مین بہت جلد آؤنگا یہ کہکے کرہ بن اشقر پر سوار
ہوکر بارگاہ سے نکلے اور پکار کر کہا کہ ہان یارو کیون بھاگتے ہو جو تمھین مارے تم بھی اُسکو مارو
یہ کہکے اپنے نام کا نعرہ کیا- نعرۂ ایرج بن قاسم عالیشان

که صاحبقرانیم و آفاق گیر
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم
نہال گلستان صاحبقران

چو تیغ یلی برکشم از غلاف
زگاو زمین بیخ و بن برکنم

ملک ایرج آن آفتاب منیر
تزلزل فتد در میان مصاف
منم صفدر و صف شکن پہلوان

ایرج نے جو اپنے نام کا نعرہ کیا فوج کے دل بڑھ گئے جم کر
لڑنے لگے ہر مقام پہ تلوار چل رہی ہے کمیدان و رسالدار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے یا تو پلٹن

بھاگی جاتی تھی یا افسر نے جو قدم جمایا پھر ہرے علم کے کھول دیے جنگ مین مصروف ہوے تھوڑے
عرصے مین مشہور کی نگاہ پڑی کہ پہلوانون کے لاشے جابجا خاک مین پڑے ہین ریت جو زخمون مین
لگی ہی چھڑک رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ افسوس کچھ حوصلہ نہ نکلا جو چاہا تھا وہ نہ ہوا
لاشے پہلوانون کے دیکھکر مشہور حسرت خیز باتین کر رہا ہی کہ سامنے سے دیکھا شیر بیشۂ صاحبقرانی
شمشیر برہنہ ہاتھ مین پہلوانون کو قتل کرتا ہوا آتا ہی لیکن جدھر جا پڑے کافر بھاگتے نظر آتے ہین
مشہور نے جو ایرج کو دیکھا گھبرا گیا چاہا کہ گینڈے کو ہٹاؤن کسی طرف نکل جاؤن مگر ایرج سے
مقابلہ نہ کرون ایرج نے دور ہی سے للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہی بڑا تجکو ملکہ کے آنے کا رشک
ہوا او بیحیا حلوا خوردن را روئے باید شو کتے شاید یہ کہکے قریب پہونچے تھے کہ مشہور برس پڑا
ایرج نے وار اسکے خالی دیے سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے اب فوج
مشہور بے حال ہوئی ایرج مشہور کو مار کر جسکے مقابلے مین پہونچے وہ ہاتھ باندھنے لگا کہ اے
شہریار مین آپکی اطاعت کرتا ہون دیجور خارہ شکن مشہور کا بھائی بھائی کے مارے جانے پر بہت
جھلایا گینڈا آگے بڑھا کر مقابلہ ایرج مین آیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے ہاتھ بچا کے کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا تلوار چھین کر دیجور کی پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا چاہا کہ چرخ دیکر زمین پر مارون
دیجور نے آواز دی الامان ایرج نے کہا امان بشرط ایمان دیجور کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا
فوج کو پکار کر آواز دی کہ یارو کیون لڑتے ہو مین نے غلامی اختیار کی اور ہفت پیکر پر لعنت کی
اب لشکر والے دیجور کی پشت پر ہوگئے ایرج دیجور کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے سب سردارون
سے ملوایا دیجور بھی آکر دنگل پر بیٹھا دربار سردارون سے معمور ہی ملکہ توسن چابک خرام پہلو کے
تخت شاہباز مین کرسی جواہر نگار پر بیٹھی ہین سب سردار اپنے اپنے مقام پر ایرج نے ملکہ توسن
سے سوال اسلام کیا توسن نے جواب دیا کہ کنیز عرصے سے مطیع دین اسلام ہوئی انشاء اللہ اب
کوچ کیجیے طرف صحرائے گرداب نشان کے چلیے معرکہ عظیم پڑیگے گرداب جادو بڑی ساحرہ
مکارہ ہی اگر خدا اُس سے جان بچائے تو بڑی بات ہی اُسکا سحر نہین کرامات ہی ہفت پیکر کو
اُسکی رفاقت پر انتہا کا ناز ہی اپنے مقام پر کہتا ہی کہ بدولت کی خدائی گرداب جادو کی وجہ سے ہی
وہ بلائے روزگار ہی کالۂ آفت ہی ہزار طرح کے سحر کریگی مگر کنیزان شاہی جان لگا دینگی ایرج نے

دبجور کو کل غیر ساحر دن کا افسر کیا اور لشکر ساحران کا افسر ملکہ توسن چابک خرام وگلپوش کو
کیا اس کروفر سے لشکر ساحران وغیر ساحران آراستہ کر کے ایرج طرف صحرائے گرداب فشان کے
چلے اب حال خیریت مآل شاہزادۂ نور الدہر تحریر کرتا ہوں کہ یہ جو آوارۂ دشت ادبار ہوکر چلے
ایک صحرائے خارستان مین گذر ہوا شبرنگ سے فرمایا ہم اس درخت کے سائے مین ٹھہرتے
ہین تھوڑا پانی ہمارے واسطے لاؤ شبرنگ پانی لینے چلا نور الدہر دیکھ رہے ہین کہ جنگل سے ایک
شیر پیدا ہوا دھاڑ کا مارکر شبرنگ پر جا پڑا اُسنے چاہا کہ بھاگون شیر نے آکر گردن لی چھاگل
ہاتھ سے شبرنگ کے چھوٹی شیر شبرنگ کو لے گیا نور الدہر نے طہماس کو اشارہ کیا طہماس نے
بڑھ کر چھاگل اُٹھائی چاہا کہ چشمے سے پانی بھرون نہین معلوم کیا شے دیکھی سبحان اللہ کہکے
چشمے مین پھاند پڑا نور الدہر حیران ہوئے کہ طہماس کیون چشمے مین پھاند پڑا نور الدہر اسپ
پریوش کو بڑھاکر قریب چشمے کے آئے دیکھا کہ چشمہ مثل آئینے کے معلوم ہوتا ہے ایک قصر
عالی آراستہ ہے طہماس ایک نازنین کے پہلو مین بیٹھے ہین شبرنگ ساز ہاتھ مین بجا رہا ہے نور الدہر
حیران ہوگئے طہماس کو پکار کر آواز دی ای ہزبر بیشۂ کلنگان کیا کر رہے ہو ہماری رفاقت سے
منھ موڑا نازنین کے پہلو مین جا بیٹھے طہماس بوس وکنار کر رہا تھا آقا کی آواز سنکر جواب دیا
کہ ای شہریار آپ بھی تشریف لائیے ملکہ نسترن باغ پیرا آپکی بہت مشتاق ہین نور الدہر نے
گھوڑے کو کوڑا مارا گھوڑا چارون تیلیان چھوڑکر نور الدہر کو لیے ہوے چشمے مین جا پڑا نور الدہر
بیہوش ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے آنکھ کھلی اپنے کو ایک مجمع عالی مین پایا ایک نازنین نہایت حسین و
مہ جبین دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن حسن وجمال مین یکتا نسترن باغ پیرا نام مقبول طبائع
عاشقان خاص وعام مقام صدر پر گرد کنیزین ایک معشوق سبزہ رنگ پہلو مین طہماس کے
ایک پہلو مین شبرنگ کے غیر رنگ بخواہش تمام بہ شوق مالا کلام یہ غزل میٹھا گا رہا ہے نظم

ہنگامہ گرم آہِ شرر بار نے کیا — رسوائے خاص وعام دلِ زار نے کیا
سوداگران ہجوم خریدار نے کیا — دل سرد میرا گرمیِ بازار نے کیا
ستھراؤ تیغ ابروِ خمدار نے کیا — میدان صاف یار کی تلوار نے کیا
جن بنکے لپٹا سر سے نہ اترا کسی طرح — دیوانہ تیرے سایۂ دیوار نے کیا

وہ جنس ناقبول ہون بازار دہر مین رخ اس طرف کبھی نہ خریدار نے کیا

بدنام اُسکو کرتا مین رسوا نہ آپ کو سارا فساد یار کی تکرار نے کیا

سیدھا کرونگا گیسوے خمدار کی قسم جس روز مجھ سے بل کبھی اغیار نے کیا

اے بادشاہِ حسن ہوا تجھپہ وہ فقیر ترک لباس تیرے طلبگار نے کیا

جھگڑا کیے مجھے نہ جلایا گیا نہ دفن مردہ خراب کافر و دیندار نے کیا

گلہاے زخم تازہ سراپا شگفتہ ہین باغ و بہار یار کی تلوار نے کیا

قاصر تھی رعب حسن سے ہر مرتبہ زبان کچھ عرض حال جب لب اظہار نے کیا

دکھلا دیا جمال تصور نے یار کا جب اضطراب طالب دیدار نے کیا

یان ہونٹھ نیلے کر دیے دانتون سے کاٹ کر وان زیر لب کسی کو اگر یار نے کیا

بے یار سیر باغ جو کی مین نے جا کے رند دل داغ داغ لالۂ گلزار نے کیا

شیرنگ کس لطف سے یہ غزل گا رہی ہے کنیزین ہزارون اُس مکان مین بھری ہین کچھ سامنے ہین کچھ دروازے پر ہین کچھ سامنے دالان مین یکایک دروازے پر ہلڑ ہوا ایک کنیز دوڑی اُسنے آکر عرض کی دروازے پر مہتاب گرگدن سوار خبر سنکے آیا ہے کہ ملکہ نے نبیرۂ صاحبقران کو بلا کر پہلو مین بٹھایا غصے مین آیا ہے دروازے پر کنیزون کو قتل کر رہا ہے یہ ذکر تھا کہ پہلوان گینڈے پر سوار اندر مکان کے گھس آیا کنیزون کے روکے سے نہین رکتا سامنے جو پہونچا پکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان نبیرۂ حمزہ کو پہلو مین لیکر بیٹھی ہے دیکھ تیرے سامنے اسکا سر کھینچے لیتا ہون اور تجکو بھی سزا دیتا ہون آج یہ جلسہ مٹا دونگا تجکو خاک مین ملا دونگا یہ کہہ کے گینڈے سے کود ا تلوار چمکاتا ہوا چلا نور الدہر اپنے مقام سے اُٹھے مقابلے مین مہتاب کے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا اگرچہ شانے پر زخم آیا مگر نور الدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ لپٹ پڑا صحن مین اُس مکان کے کشتی ہونے لگی نور الدہر نے تیسرے پیچ پر اُسکو اُٹھا کے دے مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہے اُسنے جواب سخت دیا نور الدہر نے ایک ہاتھ سر کے نیچے ایک ٹھوڑی پر رکھ چرخ دیکر گردن اُسکی کھینچ لی مار کر اُسکو نور الدہر اُٹھے تھے کہ وہ نازنین اپنے مقام سے اٹھی کہا کہ اے شہریار پہلے

بڑے ظالم کی بدعت سے مجھے بچایا ہر روز آتا تھا بدعت کرتا تھا آج آپ نے اسکو مارا آپ ہی کا
نام سنکر آیا تھا آپ کے ہاتھ سے مارا گیا، اصل جہنم ہوا اب کا انتشار کم ہوا میں نے اپنے باغ
مین جانا موقوف کر دیا تھا اب باغ مین چلیے یہ سنکر نور الدہر نے طہماس و شبرنگ کو ساتھ
لیا چار سے کنیزین ہمراہ اُس مکان سے نکلین نور الدہر نے دیکھا کہ پہلو سے قصر مین ایک چشمہ
ہے اُسی کے سامنے سے راستہ تھا چند نخلستان طے کرکے دیکھا کہ دروازے پر ایک باغ
کے کئی ہزار ساحر کمر باندھے کھڑے ہین ملکہ کو جو آتے دیکھا برائے تسلیم خم ہوے ملکہ سے پوچھا
کہ یہ جوان کون ہین ملکہ نے کہا کہ ہمارے مہمان ہین یہ کہکر اندر باغ کے داخل ہوئین یہ سب ساحر
بخدمت شاہنشاہ خار صحرا کہ باپ ہر ملکہ کا روانہ ہوے جاکر شاہنشاہ سے اطلاع کی کہ ملکہ نئے
مردون کو لیکر باغ مین آئی ہین یہ سنکر شاہنشاہ غصے سے کانپنے لگا ایک چیخ ماری کہ قصر ہل گیا
غصے مین اُٹھا اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ کیا پر پرواز پیدا کرکے چلا اُسوقت سر باغ پر پہونچا
کہ ملکہ نور الدہر کو لیکر مسند پر بیٹھی ہین اختلاط ظاہری ہو رہا ہے کہ آسمان سے آواز آئی کہ منہ
شاہنشاہ خار صحرا او گیسو بریدہ نبیرہ حمزہ طلسم کشا کے بھتیجے کو لیکر پہلو مین بیٹھی ہے دیکھ تو
تیرا کیا حال کرتا ہون ملکہ نے چاہا کہ اپنے مقام سے اُٹھے فوراً آہستے گولہ مارا وہ گولہ قریب ملکہ
کے آکر پھٹا اُسمین سے دھوان نکلا جس کنیز کی آنکھ مین دھوان لگا وہ منھ کے بھل گری کسی کا
سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا جب دس پانچ کے ہاتھ منھ ٹوٹے وہ نازنین جو پہلوے طہماس مین بیٹھی تھی
اُسنے ارادہ کیا کہ اُٹھون شاہنشاہ خار صحرا نے ایک شیشہ پانی کا پھینکا وہ جو پھٹا وہ نازنین
گری جو پہلوے نور الدہر مین تھی اُسنے اُٹھتے اُٹھتے سحر کیا کہ پانی برسنے لگا اُسکے قطرے جو شیشہ پر
گرے وہ شیشہ ٹوٹا دوسرا شیشہ شاہنشاہ خار صحرا نے پھینکا اُس شیشے سے جو پانی گرا اُس
نازنین نے جو سحر کیا تھا اُسکے سحر کو دفع کر دیا چند قطرے پانی کے اُس نازنین کے سر پر پڑے
وہ بھی لہرا کر گری آنکھین کھلی ہوئین دیکھ رہی ہے کہ شاہنشاہ خار صحرا زمین پر آیا نور الدہر و
طہماس کو بھی سحر کرکے گرایا یہ دونون جوان بھی زمین پر پڑے تڑپ رہے ہین اُٹھ نہین سکتے
چاہتے ہین کہ اپنے مقام سے اُٹھین تلوار کو ٹیکا اُٹھے اور پھر گرے کہنیون سے خون ٹپک کے
ہر بیکار ہو رہے ہین شاہنشاہ خار صحرا تلوار کھینچ کر چلا جو کنیز راہ مین ملی ہاتھ تلوار کا مار دیا

اُسکے دو ٹکڑے ہوے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ای شاہنشاہ خار صحرا ادھر آیئے
ساربان زادے کے بیٹے کو گرفتار کیجیے ساربان زادے کا فرزند یہان آکر چھپا ہی دیکھیے وہ ظالم
مجھے نیچے دکھاتا ہی چاہتا ہی کہ مجھے قتل کرے مین نے اپنے کو بچایا شاہنشاہ خار صحرا نے پلٹ کر
دیکھا کہ ایک کنیز سبزہ رنگ سینے پر اُبھار ایک پائچہ گھٹا ہوا اور ایک چھوٹا ہوا سٹر پٹر کرتی ہوئی
آئی ہی مُنھ سے گلوری گر گئی خالی مُنھ ہلاتی ہوئی بال سر کے کھلے ہوے شانے سے خون ٹپکتا ہوا
شاہنشاہ اس کنیز کو دیکھتے ہی بیقرار ہو گیا آواز دی کہ اری وہ عیار مکار ہی اُسی کی مکاری کا سارا
فتور ہی فرزندان عمرو نے جنگل کے جنگل ویران کر دیے بتا کہ وہ عیار مکار کہان ہی کنیز بتاتی ہوئی چلی
کہ حضور جلد آیئے کبھی ہاتھ باندھ کر اشارہ کرتی ہی کہ ایسا نہو بھاگ جائے دوڑ کر شاہنشاہ قریب
پہونچا کنیز نے ہاتھ پکڑ لیا چٹکی لیکر کہا کہ تو تو مجکو نگاہون مین کھائے جاتا ہی دیکھ مجکو گھور گھور کے
نہ دیکھ میرا خون ہلکا ہی گھٹا جاتا ہی ابھی کل بخار اُترا ہی آج پھر یہ کیفیت ہی کہ تو گھور گھور کے دیکھتا ہی
آنکھین جھُکا کر دیکھ وہ سامنے فرزند عمرو بیٹھا ہوا ہی اسی جانب گھور رہا ہی لہنگا پہنا چاہتا ہی
گنواری بنکر نکلیگا تو کیونکر اُسے روکیگا یہین سے سحر کر کہ زمین اُسکے پاؤن تھام لے ارے کمبخت مین
ڈرتی ہون کہ تجھپر کوئی زوال نہ آجائے تو مین تجھ ایسا چاہنے والا کہان پاؤنگی یہ عیار جلاد حسب اُلد
ہوتے ہین اگر اُسکے قبضے مین تو آگیا اسطرح قتل کریگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا گریہ و زاری کرینگے
اور اُسکو ترس نہ آئے ہزارہا جادوگر عیارون نے مار ڈالے اُنکو کسکا خوف ہی ایسا بے درد کوئی
فرقہ نہ ہوگا جیسے یہ عیار ہین گھبرا کر شاہنشاہ کہتا ہی اگر دس ہزار عیار ہون تو ایک سحر مین
بیکار کرون کنیز کھِل کھِل ہنس رہی ہی ہاتھ سے بتاتی ہی کہتی ہی کہ گولہ پھینکو زمین پاؤن اُسکے
تھام لے ہم چل کر مار ڈالین سحر کوئی یاد ہی کہ نہین شاہنشاہ نے کہا کہ مجھے سب کچھ یاد ہی یہ کہکر
گولہ جھولی سے نکالا کہ مجھے نہین معلوم ہوتا کہ عیار کہان ہی مگر مین تیرے کہنے پر گولہ پھینکتا ہون
کنیز نے کہا کہ آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک ناک اپنی کٹوا ڈالو کہ سوجھنے لگے ورنہ نہ سوجھیگا
آنکھون کے آگے پردہ رہیگا شاہنشاہ دل مین بہت خوش ہوتا ہی کہ یہ بڑی چست و چالاک کنیز
ہی آخر اسم سحر پڑھتا ہوا شاہنشاہ آگے بڑھا بڑھ کر اُسنے گولہ پھینکا اُس نازنین نے کلیجہ ٹھوکا
کر کے حلقے کمند کے گلے مین شاہنشاہ کے ڈالدیے اور نعرہ کیا کہ منم شیر نگ بن عمرو یہ کہکر

خنجر مار دیا شاہنشاہ کا شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی اُسکے سیکڑون کنیزین جل گئین جو باقی رہین
ملکہ نے دوڑ کر شبرنگ کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ ای شبرنگ بڑا کام کیا اگر اس وقت تم یہ تیزی
نہ کرتے یہ ظالم کسی کو زندہ نہ چھوڑتا نورالدہر سے دیکھکر کہا کہ ای شہریار آپ بڑے صاحب
اقبال ہین کہ آپ نے اس کنیز کو اپنے قبضے مین کیا مین اس صحرا کی حاکم ہون یہ چشمہ خاص آپکے
واسطے بنایا تھا پہلے شبرنگ کو گرفتار کیا اور طہماس کو میری وزیرزادی نے لیا مین اب
آپکو لائی تھی کہ اب آپ کو گرفتار کرکے روانہ کرونگی پاس ہفت پیکر کے اول مارنا عتاب کا
پہلا احسان ہو کہ یہ بیحیا مدت سے میری صحبت مین آتا تھا نہایت ستاتا تھا آپ نے اُسکو مارا گویا
جھگڑا پاک ہوا اور اب تو آپ کی وجہ سے جان بخشی ہوئی اب مجھے اطاعت مین کیا عذر ہو مین
آپ کے ساتھ چلونگی صحراے گرداب نشان تک پہونچا دونگی یہ کہکے نورالدہر کو لائی تھا
صدر پر جگہ دی گلشن طہماس کو لیکر بیٹھی شبرنگ آکر صحبت مین بیٹھا کوکا اسکی سرسبز جادو
شبرنگ کے گانے پر مائل ہو اب تو جلسہ جما سب مطیع اسلام ہوئین کہا کہ ای شہریار اب جلد
کوچ کیجیے اپنے کو صحراے گرداب نشان مین پہونچائیے آپ کا کوئی ہمچشم ہو نورالدہر نے
پوچھا کہ ملکہ تمھین کیونکر حال معلوم ہوا کنیزین بیان کرنے لگین کہ ایرج نوجوان نبیرہ رستم
عالیشان بڑے زور و شور سے آتا ہو چار لاکھ ساحر جمع ہین اب اُنکو صحراے گرداب نشان کا
پتہ بھی ملیگا بڑے بڑے ساحر ساتھ ہین فی الحال توسن چابک خرام اتنی بڑی ساحرہ شریک
ہوئی ہو کہ اُس سے بڑے بڑے مطلب نکلین گے وہ وہانکی واقف کار ہو اور گرداب جادو
سے رسم بھی رکھتی ہو نورالدہر نے یہ سُنکر دوسرے ہی دن کوچ کیا نسترن باغ پیرا و سرسبز و
گلشن افسر کلان نے ابر تار بھی تیار کیا ابر بالاے سر آراستہ کیا زیر ابر نورالدہر و طہماس
و شبرنگ عیار جاتے ہین ابر کڑکتا ہوا سر پر جس صحرا مین جاکر اُترے نسترن نے اُسی وقت
اُس صحرا کو چمن بہار کر دیا گلہاے سرسبز سے تمام صحرا کو بھر دیا اس زور و شور سے نورالدہر راہ
رہ روی کرتے جاتے ہین کہ چوتھی منزل تھی پہر دن پچھلا باقی ہو ملکہ نسترن نے بارگاہ زربفتی
استادہ کرائی نورالدہر کرسی پر بیٹھے ہین طہماس ساطور مقصد منی کاندھے پر رکھے ہوے
پہلو مین بیٹھا ہو شبرنگ سر پر رومال ہلا رہا ہو ملکہ نسترن سامنے کھڑی ہوئی سرسبز پہلو مین

صحرا پر نگاہ ڈال رہی ہین نخل خشک تر ہو رہے ہین خس و خاشاک کو ہوا اُڑا رہی ہی ایک ابر آسمان
پر آیا ہی بوندیان پڑ رہی ہین چھڑکاؤ ہو رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک جوان کوہی پیکر
دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار کوہی بڑے بڑے نیزے
ہاتھون مین دور کابے گھوڑون پر سوار اُسکی نگاہ جو اس لشکر پر پڑی کہ بارہ ہزار جادوگر ٹہل
رہے ہین کئی سو کنیزین زرین پوش اس جنگل مین پھر رہی ہین معلوم ہوتا ہی پریزادون کا جھاؤ ہی
نورالدہر مثل سلیمان وقت کرسی پر بیٹھے ہین طہماس ایسا رفیق پہلو مین اُسنے عیار سے اشارہ
کیا کہ دریافت تو کرو یہ کون لوگ ہین بلا تکلف ہماری عملداری مین اُترے ہین صحرا کیسا سرسبز و
شاداب ہی ہر حقیقت کا جواب ہو دریافت کرکے جلد آ عیار اسکا نہنگ کوہی اُسکا نام اشقاق
کوہی یہان سے قریب قلعہ ہی قلعہ جہرانیہ اُسکا نام ہی وہانکا حاکم ہی اسوقت برائے سیر کلاہ
اِسی طرف بھی آگیا نہنگ کوہی عیار اسکا چلا سامنے نورالدہر کے آیا رعب و دبدبہ دیکھکر برائے
تسلیم خم ہوا دست بستہ عرض کی کہ ہمارا سردار یہان کا تاجدار آپسے دریافت کرتا ہی کہ آپ
کون ہین بلا تکلف ہمارے صحرا مین اُتر پڑے صحرا کو پر بہار بھی کرلیا یہ جنگل تو بہت ویران تھا
شیر ناگ نے کہا کہ جا کر کہدو کہ نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان برائے
سیر صحراے گرداب نشان جاتے ہین عیار نے آکر اشقاق کو خبر دی اُسنے کہا انھین لوگون
کے مقدمے مین فرمان خداوندی آیا ہی کل انکو قتل کرکے سر انکے خدمت خداوندی مین روانہ کرونگا
لاشے اسی صحرا مین چھوڑ دونگا اگر اسکو گھمنڈ ہی کہ نسترن باغ میرا ساتھ ہی میرے قلعے کے
قریب ملکہ سوسن زبان دراز رہتی ہین اُنکو بلواتا ہون یہ کہکر حکم دیا کہ لشکر اسی مقام پر اُترے
اور اسی نہنگ تو جا کر ملکہ سوسن کو خبر کر کہ عین وقت پر آپ بھی آجائین شاید نسترن سحر
کرے تو وہ سحر آپ آکر روکینگی آپ آکر نسترن کو گرفتار کرین مین نبیرۂ حمزہ کی گردن لونگا نہنگ
اُدھر چلا لشکر اسنے مقابلے مین نورالدہر کے اُتارا بارگاہ استادہ ہوئی شام کو اسنے طبل جنگی
بجوایا ہرکارون نے یہ خبر نورالدہر کو پہونچائی نورالدہر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر
مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان
ہونے لگین عیار پہر رات گذرے جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بقول شاعر شیرین کلام اشعار

علم آفتاب نکلا جب	فوج انجم ہوئی گریزاں سب	شہ خاور سپہر گرد ہوا
رونق تخت لاجورد ہوا	ہوا میدان چرخ سے اکبار	مہ انجم سیاہ رو بہ فرار

لشکر ضیا و شعاع نے تمام عالم کو منور و روشن کیا نور الدہر سوار ہوئے ملکہ نسترن طاؤس زرین بال پر بارہ ہزار ساحر و کنیزان ملکہ لپشت پر میدان مین آکر پہونچے لشکر کوہیان فرداً فرداً میدان مین آرہا ہی دھوپ نکل چکی ہی کہ اشفاق کوہی گینڈے پر سوار سپر پشت پر چھپر کا چھپر دوش پر یار لادے ہوے دو تلوارین کمر مین حمائل خنجر کمر مین نیزہ ہاتھ مین ترکش پشت پر سب گزنی جمے ہوے اسکی جو دور سے نگاہ پڑی ملکہ نسترن کو طاؤس زرین بال پر پایا پشت پر کئی سو کنیزین گلشن و سر سبز پیادہ ہمراہ رکاب ہین نور الدہر گھوڑا بڑھاتے ہوے سب کے آگے اشفاق کوہی حیران حیران آمد لشکر نور الدہر دیکھ رہا ہی کہ طرف سے اسکے قلعے کے ابر گاہنا کڑکتا ہوا پیدا ہوا زیر ابر نہنگ عیار اسکا شلنگین لگاتا ہوا آتا ہی اسکے لشکر پر آکر ابر کھلا دیکھا اسنے کہ ملکہ سوسن زبان دراز تاج سر پر تمام اسباب جواہر جسم پر آراستہ جوڑا بھاری زیب جسم اشفاق نے سلام کیا کہا کہ ملکہ عالم آئیے مین آپ ہی کا انتظار کر رہا تھا دیکھیے نبیرۂ حمزہ دو میدان مین کھڑا ہی لی نسترن ساتھ آئی ہین مین نے اس واسطے آپ کو بلایا ہی اور تکلیف دی ہی کہ اگر لی نسترن سحر کرین تو آپ روکیے گا اور مین نبیرۂ حمزہ کی ابھی گردن پکڑ کے لاتا ہون آپ قید کو نبیرۂ حمزہ کی تا بہ کوہ زبرجدی پہونچا دیجیے گا سوسن نے کہا کہ اے اشفاق جاؤ اگر لی نسترن سحر کرینگی تو بہت بچتا ئینگی یہ سُنکر اشفاق نے گینڈا بڑھایا میدان مین آکے سلحشوری دکھائی آواز دی کہ نبیرۂ حمزہ میرے مقابلے مین آئے تو حال معلوم ہو طہماس نے گینڈا بڑھایا نور الدہر نے کہا کہ اے پہلوان دوران تم ہمارے خاندان کے قاعدے کے خلاف کرتے ہو وہ تو میرا نام لیکر پکارتا ہی پھر تم گینڈا کیون بڑھاتے ہو اگر مجھسے کچھ نہ ہو سکیگا تو تمھین اختیار ہی طہماس رُک کے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے اسپ پریوش بڑھایا مرکب طرارہ بھر کر چلا اپنے تئین بناتا ہوا آتا ہی بقول شاعر نظم

وہ چہ مرکب چو برق یا بادے	طرفہ دیوانۂ پریزادے	خوشخرامے ز آب نازک تر
تیزگامے ز برق چابک تر	نرمی گوش و نرمی کاکل	دستۂ بید و دستۂ سنبل

تین ٹھیکون مین مرکب مقابلے مین اشفاق کے پہونچا اشفاق نے جو قد و قامت اور صورت زیبا کو دیکھا خیال مین آیا کہ کان پکڑ کے اس جوان کو لیجاؤنگا کہا کہ ای جوان وہ جو بڑے قد و قامت کا جوان تیرے ساتھ ہی اُسکو کیون نہ میرے مقابلے مین بھیجا اب تو نیزہ و تلوار و گرز لگا لے ورنہ حربہ کرنے کی ہوس رہجائیگی نورالدہر نے کہا کہ پیش دستی ہمارا دستور نہین جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے یہ سُنکر اشفاق بہت حیران ہوا کہا کہ ای جوان یہ تو مین سمجھا کہ یہ جو بڑا جوان تیرے ساتھ ہی یہی تجکو ہر مقام پر بچاتا ہوگا نہین معلوم کیا سمجھا کہ جو تو میرے مقابلے مین آیا نورالدہر نے کہا کہ اب آپ حربہ کیجیے میرے حال پر افسوس نہ فرمائیے اشفاق نے پیچھے ہٹ کر نیزہ مارا نورالدہر نے نیزے کو نیزے پر روکا نیزہ بازی آپس مین ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین نسترن کو خیال سوسن کا اور سوسن نسترن کو دیکھ رہی ہی یہی خیال ہی کہ سحر نہ کرین نورالدہر نیزہ بازی کر رہے ہین مگر اشفاق تنگ ہی بمشکل مصروف جنگ ہی چار گھڑی گذری تین سو ساٹھ طعن نیزہ بازی کی رد و بدل ہوئی آپس مین چوریان اور گھاتین ہو رہی ہین نورالدہر نے ایک مقام پر نیزہ کا ٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اشفاق کے نکل گیا کوہیون مین غریو بلند ہوا کہ ہمارے افسر کے ہاتھ سے نیزہ اس جوان نے نکال دیا اب تو اشفاق کو غصہ آیا قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کرتا دوابرو تیغہ اشفاق کے پہونچا اُسنے دستانہ مارا تیغہ جو کٹکر گرا گینڈے کی گردن قلم ہوئی کوہیون نے جانا کہ افسر ہمارا مارا گیا لینا لینا کہکر دوڑ پڑے نورالدہر نعرہ کرکے جا پڑے۔ نعرہ شاہزادہ نورالدہر

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی پناہ لشکر اسلام نورالدہر گُرز ہمیش		کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانند

بطفلی زجرأت ہنر داشتم ظفر بر یلان عرب یافتم	دیگر	لقا را بیک دست بر داشتم شہ نوجوانان لقب یافتم	

لشکر کوہیون پر جا پڑے طہماس نے دیکھا کہ آقا اکیلے ساٹھ ہزار پر جا پڑے ساطور کھینچ کر

یہ بھی پہونچا جسکے ساطور مارا مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے ملکہ سوسن زبان دراز جرأت
شاہزادے کی دیکھ رہی ہین کہ ہزار ہا کو ہیون کا بلوہ ہی مگر شاہزادہ طریقے سے لڑ رہا ہی جسپر
جا پڑے اُسے ٹوک کر مارا ہزار ہا کو ہی ہاتھ سے شاہزادے کے مارے گئے کنیزین جو پاس
کھڑی ہین اُنکو دیکھکر آواز دی کہ صاحبو تم دیکھتی ہو اتنی بڑی جنگ کہ ساٹھ ہزار کو ہی دشمن
جان اور تشنۂ خون ہو رہے ہین مگر کس ہوا اس سے مصروف جنگ ہین سب لڑنیوالے اپنی جان
سے تنگ ہین دیکھو علمداروں نے علم ہاتھ سے پھینک دیے سپاہیون سوار نیزے ہاتھ سے پھینک کر
بھاگ رہے ہین کوئی منھ پر نہین جاتا ہر پلٹن اور ہر رسالے کو شکست دی ہی شمشیر کیش برق
سے چل رہی ہی گھوڑے کو دیکھو کہ کیسا اپنے راکب کو بچاتا ہی مجھے ہر مرتبہ خوف آتا ہی کہ ایسا نہ ہو
اس جوان پر دس پانچ نیزے پڑ جائین تیرون کے زخم تو پڑ چلے دیکھو جسم فوارہ بنا ہی تمام جسم
تیرون کی بوچھار سے چھنا ہی لیکن واہ ری جرأت کہ شوکت و لیاقت شل چاکران کمترین ہمراہ
رکاب جرأت مین لاجواب حقیقت یہ ہی کہ ایسے شیر دلیر نگاہ سے نہین گذرے مجکو لشکر غم و الم نے
گھیرا ہی دل مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہی یہ بڑے قد کا جوان کون ہی جس مجمع مین پہونچا مجمع
متفرق کر دیا میدان کارزار لاشون سے بھر دیا اب مین سحر کرتی ہون کہ کو ہی بھاگ جائین افسر
تو انکا موجود ہی بھاگ کر نکل جائین ہاتھ سے اس شہریار کے اپنی جان بچائین کنیزون نے
کہا کہ واری آپ ایسا سحر کیجیے کہ یہ جوان لڑنے سے رکے کو ہی گرفتار کرلین کہا کہ مین بھی چاہتی
تھی مگر دل نہین مانتا دل کی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

بے ملاقات نہ بنارے کا عدم جاتا ہو
قید ہستی سے رہا جلد یہ دیوانہ ہو
ہوشیارون مین گنے مجکو وہ دیوانہ ہو
کعبۃ اللہ کے حاجی کرین جا جا کے طواف
حسن اگر مصر کے بازار مین لیجائے تجھے
دل سودا زدہ ہر بار یہی کہتا ہے
نقل کو اصل کا سامان نہین ہوتا ممکن

آ چلین آ چکین صاحب کا اگر آنا ہو
آج ہی آئے اگر موت کو کل آنا ہو
رفتگی دیکھیے اب آپ مین کب آنا ہو
ہم ہون اور ساقی مہوش ترا میخانہ ہو
جو کہ تھی قیمت یوسف ترا بیعانہ ہو
سیر کر عالم وحشت کی جو دیوانہ ہو
دخل کیا گیسوئے سنبل مین کبھی شانہ ہو

رونق افزا ہو کسی روز جو وہ غیرت حور
قصر جنت سے منور مرا کاشانہ ہو

جام کوثر لیے موجود ہو ساقی میرا
زندگی کا مری لبریز جو پیمانہ ہو

دشت غربت کی فلک ٹھوکریں کھلواتا ہے
بیکسی دیکھیے کب سوے وطن جانا ہو

تلخ و شیریں جہاں دونوں گوارا ہیں مجھے
کھاؤں میٹھے کی طرح زہر اگر کھانا ہو

صحبت بادہ کشاں میں جو تو جائے واعظ
نقل محفل تری تسبیح کا ہر دانا ہو

پھر گئی آگے جدا ای زند مرے بالیں سے
ہے یقیں موت نے بھی مجکو نہ پہچانا ہو

یہ اشعار پڑھ کر آنکھوں میں آنسو بھر آئے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک گولہ نکالا کنیزیں ہاں ہاں کرتی رہیں مگر ملکہ نے نہ مانا وہ گولہ کو ہیون پر مار دیا لشکر کو ہیان بھاگنے لگا نور الدہر نے تعاقب کیا ملکہ نسترن باغ پیرا نے جو یہ معرکہ دیکھا دل بیقرار ہو گیا سمجھیں کہ یہ نور الدہر یہ سحر کرتی ہے طاؤس اُڑا کر قریب پہنچیں آواز دی کہ خبردار اب سحر نہ کرنا پلٹ کر سوسن نے جواب دیا کہ بوا دیکھتی ہو میں کیا کر رہی ہوں لشکر کو ہیان کو بھگاتی ہوں تم کیوں گھبرائیں نسترن نے کہا کہ اے ملکہ کتاب تصنیف کردۂ قدرت میں نہیں ملاحظہ کیا کہ قدرت صاف صاف تحریر فرما چکے ہیں کہ عمر طلسم کی تمام ہوئی اب کوئی اہل طلسم نہ بچیگا قدرت پر زوال آچکا اب اپنی جان بچانے کی فکر کرو یہ باتیں آپس میں ہو رہی ہیں کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی کہ او گیسو بریدہ مسلمانوں سے میل کرتی ہے دیکھ تجھ پر آفت آتی ہے ایک پنجہ آسمان سے گرا اُسنے سوسن زبان دراز کو اُٹھا لیا پنجہ لیکر چلا نسترن نے کہا کہ غضب ہوا کوئی سوسن کو لیگیا نسترن نے پر پرواز پیدا کیے پیچھے اُس پنجے کے چلی پنجہ لیے ہوئے سوسن کو جاتا تھا تھوڑی دیر کے بعد ایک باغ معلوم ہوا اُسمیں پنجہ اُترا نسترن آسمان پر ٹھہری دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام بد انجام سوسن کو لیکر باغ میں اُتری سوسن کو ایک نخل سے باندھدیا کوڑا اُٹھایا کہا حکم قدرت کا ہے کہ دو سو کوڑے لگاؤ سوسن بیہوش ہے مگر اُس ساحرہ نے درخت سے باندھا کوڑا اُٹھایا چاہا کہ مارے آسمان سے نسترن نے کارد سحر پھینکی کہ اُس ساحرہ کا ہاتھ کٹ کر گرا اُسنے دوسرے ہاتھ میں کوڑا لیا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند آپ کا حکم بجا لاتی تھی میرا ہاتھ کٹا دستگیری کیجیے یہ کہکر دوسرا ہاتھ اُٹھایا نسترن نے دوسری کارد ماری کہ دوسرا بھی اُسکا

ہاتھ کٹ کے گرا پھر ہاتھ چمکا یا پنجہ پھندکا کڑک کر اُسکے سر پر گرا دو ٹکڑے ہوئے سوسن کو
ہوش آیا دیکھا کہ ایک جادوگرنی کے ہاتھ کٹے پڑے ہین اور ساحرہ بھی مری پڑی ہے اپنے کو نخل سے
بندھا پایا زور کرکے کمندون کو توڑا تو تڑ کر بلند ہوئی لسترن سے کہا کہ بوا بڑا احسان کیا اس ظالمہ
کے ہاتھ سے بچایا اب نکل چلو دونون نے شانے سے شانہ ملایا چاہا کہ طرف لشکر پو الہ پھرے
چلین کہ آسمان سے آواز آئی او نالائقو نمکحرامی پر کمر باندھی ہے اب کہان جاؤگی ایک زنجیر
آسمان سے گری دونون کی گردنین بندھ گئین کہ وہ زبرجدی پر زبرجد شاہ سامنے تصویر
سنگی کے دست بستہ کھڑا ہے یکایک تصویر سے آواز آنا موقوف ہوئی حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہے
قدرت مُنہ سے کیون نہین بولتے تھوڑے ہی عرصے مین ایک آواز آئی کہ منم خداوند ہفت پیکر
زبرجد شاہ نے دیکھا کہ دو جادوگرنیان گلے اُنکے بندھے ہوئے دیر مین پڑی ہین منھ
سے نہین بول سکتین آواز آئی کہ اے زبرجد شاہ یہ دونون باغی ہوئین غیرۂ حمزہ کی شرکت
کی زبرجد شاہ نے آواز دی کہ ارے نگہبان جادو کو لا ڈال دونون کو لیجا کر قید کرے تصویر
نے آواز دی کہ ایک ہفتہ انکو قید رکھو بعد ہفتے کے قتل کا حکم ہوگا اسی میلے مین بروز منگل
انکو قتل کا حکم دیا جائیگا کہ کل میلہ دیکھے کہ جو قدرت کے ساتھ بغاوت کریگا اُسکا یہ حال ہوگا
تھوڑے دیر سے ایک ساحر کریہ منظر پیدا ہوا دونون کو کشان کشان لیچلا ایک مکان مین لا کے
قید کیا زبانون مین سوزن دی دن کو آب و دانہ دیا رہا شام کو نگہبان اندر آیا دیکھا کہ
لسترن کی زبان مین سوزن سرنگون آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے بیٹھی ہے نگہبان اس
ادا کو دیکھکر مرگیا ہاتھ باندھ کر قدمون پر گرا کہا کہ مین غلام ہون مجھکو یہ غلامی قبول فرمایئے
دن بھر آج تڑپا ہون کئی مرتبہ قدرت سے سفارش کی اُس ظالم نے یہی جواب دیا کہ قدرت
بالا علان کہہ چکے ہین اب یہ منگل کو قتل ہونگی انکی کوئی سفارش نہ کرے لہذا مین آپ کو قید
سے رہا کردونگا میرا کہنا مانیے لسترن نے کہا کہ تو کیا چاہنے والا ہے کہ ہمکو اس مصیبت مین
دیکھتا ہے اگر اس امر کا خواہان ہے زبان سے ہماری سوزن نکال ہم تیرا کہنا مانینگے یہ
سنتے ہی نگہبان جادو نے کہ شہوت تھا حیران جمال اور محو دیدار تھا فوراً زبان سے لسترن
کے سوزن نکالی لسترن نے ہاتھ بڑھایا کہ سوسن کی زبان سے سوزن نکالون نگہبان

منع کرنے لگا لنسترن نے کہا کہ کچھ دیوانہ ہوا ہے اب ہم تیرا کہنا کب مانتے ہین تجکو ذلیل وحقیر جانتے ہین خبردار کچھ اور گمان نہ کرنا ہم عاشق جمال نبیرۂ صاحبقران ہین انھین کا ساتھ دینگے ہفت پیکر کو قتل کرائینگے زمانہ اختتام عمر طلسم آگیا اب طلسم ٹوٹ جائیگا جو ہمراہ ان شیرون کے ہوگا وہ آرام پائیگا طلسم کشا کی تیغ بید ریغ سے بچ جائیگا یہ کہکر زبان سے ملکہ سوسن کی سوزن نکالی اور کہا کہ چل تجکو خدمت شاہزادہ والا قدر مین لے چلین دیکھ تو کیسے کیسے شیر وہان جمع ہین دیکھکر خوش ہو جائیگا بڑی آبرو پائیگا ہرچند کہ ملکہ لنسترن نے سمجھایا مگر نگھبان نے نہ مانا تلوار لیکر دوڑا چاہا کہ لنسترن پر ہاتھ مارون سوسن تو رہا ہو ہی چکی ہے اسنے نگھبان کی پشت پر کارد سحر ماری کہ سینے کو توڑ کر پار گذری نگھبان گرا دونون شاہزادیان مکان سے نکلین پر پرواز پیدا کر کے چلین ملازمان نگھبان نے جو افسر کے مرنے کی آواز سنی اپنے اپنے مکانون سے نکلے دونون کا پیچھا کیا پکارتے ہوے چلے کہ ارے ان نازنینان مہ جبین نے ہمارے افسر کو مارا مردہ پڑا تڑپ رہا ہے جب دو کوس نکل آئین اور دونون نے دیکھا کہ ساحر ہمارا پیچھا نہین چھوڑتے دونون پلٹ پڑین جھولی سے پھول نکالے ان دونون نے پھینک مارے ان سب پر پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا حیران جمال و محو دیدار رہا صورت زیبا کو دیکھ رہے ہین بیتاب و بیقرار ہو کر پکارتے ہین کہ اے جان جہان وائے آرام دل مشتاقان اپنی یہ کیفیت ہے کہ لائق بیان کرنے کے نہین کیا بیان کرین نظم

	نظم	
گلا مت توڑ اپنا اے جرس بس		نہین اس راہ مین فریادرس بس
کبھو دل کی نہ کہنے پائے اس سے		جہان بولے لگا کہنے کہ بس بس
نہ ترساؤ یکایک مار ڈالو		کروگے کب تلک ہم پر ترس بس
کسو محبوب کی ہو گور پر گل		ہماری خاک کو ہے خار و خس بس
چمن کے غم مین سینہ داغ ہے میر		بہت نکلی ہماری بس ہوس بس

یہ اشعار پڑھکر سامنے کھڑے ہوے پوچھا کہ ملکہ عالم کیا حکم ہوتا ہے دونون نے کہا کہ جا کر تصویر ہفت پیکر توڑ ڈالو سب نے کہا کہ حضور یہ کتنی بڑی بات ہے ابھی جا کر تصویر کو توڑتے ہین تیر کو وہ پھینک دینگے یہ کہکر سب چلے یہ دونون شاہزادیان طرف لشکر نور الدہر کے ملین

نور الدہر بہ فتح و فیروزی پلٹے تھے ان دونون شاہزادیون کے واسطے پریشان ہو رہے ہین
کہ کنیزون نے خبر دی حضور بیبیان آئی ہین نور الدہر باہر نکل آئے دونون شاہزادیون
نے آکر سلام کیا سب حال بیان کر دیا کہا اب ملازمان نگہبان جادو بر سر کوہ جا کر آفت برپا کرینگے
تصویر توڑینگے دیکھیے اسیر وہ سمجھا کیا کرے کوہ زبرجدی پر میلہ ہو رہا ہی کہ یہ لوگ پہونچے اور
دوکانین لوٹنے لگے اہل میلہ کو قتل کرنے لگے صرافون کی دوکانین لوٹ لین بزازون کے
تھان اُٹھا لئے کھانے کی چیزین اُٹھانے لگے ہلڑ جو ہوا تصویر نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہی زبرجد شاہ
نے کہا کہ پانچ سو ملازمان نگہبان دیوانہ وار جنتی مثال میلے کو لوٹ رہے ہین اور قتل بھی کرتے ہین
نسترن و سوسن کا نام زبان پر ہی یہ ذکر تھا کہ دیکھا پانچ سو جوان با تیغ برہنہ سامنے پہاڑ کے
پہونچے پہاڑ پر چڑھنے لگے تصویر نے آواز دی کہ ای کوہ قدرت یہ لوگ نہ آنے پائین جس پتھر پر
جتنے قدم رکھا مثل برگ بید کانپا اور گرا پتھر پر سر پڑا کہ سر پھٹ گیا چند نے گھاٹیان طی کین تیسری
گھاٹی پر آکر پامال ہوے بعض پہلے ہی گھاٹی پر مارے گئے سب پانچ سو تیسری گھاٹی تک
آتے آتے تمام ہوے تصویر سے آواز آئی کہ ای زبرجد شاہ بندون کو ہمارے آگاہ کرو کہ جو خلاف
مرضی قدرت کام کریگا پہاڑ اُسکا دشمن ہو جائیگا کوہان بن کو ہین سنگ انداز جادو سے
حکم دو کہ پسر بدیع الزمان پر لشکر کشی کر کے جائے اور اُنھین گرفتار کر کے لائے اس صحرا سے
آگے نہ بڑھنے پائین ان نازنینان مہ جبین نے بڑے فتور کیے زبرجد شاہ نے یہی نام لیکر آواز دی
پہلی گھاٹی شق ہوئی اُس سے ایک ساحر نکلا تاج سر پر رکھے ہوے دو گھاٹیون سے اہل فوج
نکلے تھوڑے ہی عرصے مین ڈیڑھ لاکھ جادوگر زیر کوہ جمع ہو گئے افسر کے لیے ایک اژدر برائے
سواری نکلا چند اژدہون پر اثاثہ بارگاہ کا لدا ہوا اس کرو فر سے کوہان برائے مقابلۂ شاہزادۂ
نور الدہر چلا یہان نور الدہر شب کو اُسی صحرا مین اُترے دونون شاہزادیون کی رہائی کی
سب کو بڑی خوشی ہوئی شب کو صحبت جشن مرتب ہوئی بوقت سحر تیاری چلنے کی کر رہے تھے
کہ صحرا سے گرد اُڑی کچھ شعلہ ہاے آتش نمایان ہوے دیکھا کہ کوہان اژدر پر سوار ڈیڑھ لاکھ
ساحران غدار پشت پر آکر مقابلے مین اُترا دن بھر سامان جنگ مین مصروف رہا شام کو حکم دیا
کہ طبل جنگی بجے نور الدہر کو شاگردان شبرنگ نے خبر دی شاہزادے نے بھی حکم دیا

کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین ملکہ نسترن نے
عرض کی کہ آج کنیز شب کو طلائے پر رہے نور الدہر نہین قبول کرتے تھے نسترن نے زبردستی چند
کنیزون کو ساتھ لیا اُن کنیزون کو گرد بارگاہ نور الدہر مقرر کیا آپ کنارے پر آکر ٹھہری دو پہر
رات گذر چلی تھی کہ پہلوے بارگاہ کو ہان سے ایک ٹکڑا ابر کا اُٹھا چوڑا ہونے لگا ملکہ
نسترن دیکھ رہی ہین اسقدر چوڑا ہوا کہ لشکر پر محیط ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے ابر سے پتھر
برسنے لگے ملکہ نے جھولی سے ایک کاغذ سیاہ نکالا اُسے مدور کاٹ کر بشکل سپر بنایا اور ہاتھ
سے کاغذ کو چھوڑ دیا لشکر نور الدہر پر جو پتھر برستے تھے وہ اُس سپر پر رکنے لگے بعد تھوڑی دیر
کے دیکھا کہ لشکر کو ہان سے ایک اژدہا نکلا قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا پیدا ہوا چاہا اُسنے
کہ لشکر نور الدہر مین گھس آوے نسترن نے بڑھکر ایک گولہ پھینکا کہ طرف سے صحرا
کے دوسرا اژدہا پیدا ہوا وہ اژدہا آکر آپس مین مصروف جنگ ہوا کبھی منھ سے قلابۂ آتشین
چھوڑے کبھی آپس مین دُم چلی کوڑے تڑاق پڑاق چل رہے ہین دونون اژدرون کے
جسم پریشان بنتے جاتے ہین تھوڑی دیر بعد جو اژدہا طرف سے لشکر کو ہان کے آیا تھا اُسپر
اژدر سوار ظاہر ہوا اُسنے پشت سے کودکر اس اژدہے کے کلون مین ہاتھ ڈالا اور چیر کر
پھینک دیا اب اژدر سوار بر پشت اژدر پہ سوار ہوا ملکہ نسترن نے اُسپر آگ برسائی تلوارین
گرائین بڑی خرابی یہ ہوئی کہ لشکر نور الدہر گم ہونے لگا جو خیمے سے گھبرایا ہوا نکلا جست
کی اور دہن اژدر مین پہنچا بڑا کئی سو جادوگر اسی طرح جب غائب ہو چکے تب وہ اژدہا
منھ اُٹھا کر طرف نسترن کے متوجہ ہوا منھ سے شعلے چھوڑے اور دم کھینچا نسترن گرین
اژدر نے انکو بھی منھ مین لیا اب طرف لشکر کے چلا جس خیمے کے قریب آکر اُسنے دم کھینچا
خیمے سمیت نکل گیا ہنگامہ جو ہوا کنیزین دوڑ کر دربارگاہ **سوسن زبان** در از پر آئین
پکارنے لگین کہ ای ملکۂ عالم اُٹھیے ورنہ لشکر کا خاتمہ ہوتا ہی ایک اژدہا آیا ہی کہ اُسنے ملکہ
نسترن کو دہن مین لے لیا اب لشکر مین گھس آیا ہی ملکہ سوسن اُٹھین راہ مین کنیزون نے
سب حال بیان کیا لشکر مین آکر دیکھا بیچ لشکر مین اژدر آڑا ہوا کھڑا ہی خیمے اور دوکانین
پامال کر رہا ہی سیکڑون خیمے گرا دیے رہنے والے خیمون کے دہن اژدر مین گئے اور خیمے

خالی پڑے ہین زمین پر لوٹتے ہین اژدر سوار ایک بارگاہ کو ویران کر کے دوسری بارگاہ کیطرف
رُخ کرتا ہی سوسن نے للکارا کہ او خانہ خراب کیون اسقدر بدعت کرتا ہی خوف خدا سے نہین
ڈرتا ہی یہ بندگان خدا بے گناہ ہین جنکو تو نے اس طرح پامال کیا لا نسترن کہان ہی اژدر سوار
نے جواب دیا کہ اری سوسن تیرا بھی یہی حال کرونگا یہ کہکے اژدر سے کودا تلوار کھینچ کر للکا سوسن
پر چلا سامنے آکر تلوار کو جنبش دی تلوار سے اسکے کئی بچے پیدا ہوے وہ بچے آکر کمر مین
لپٹ گئے اُٹھا کر لے چلے جب بلند ہو چلے لوگون نے دیکھا کہ کوہان کمر مین سوسن کی
پنجہ دیے ہوے لیکر بلند ہوا سوسن بلندی پر جاکر مثل بجلی کے تڑپین پنجے سے اُسکے چھٹ مین
دونون سے آپس مین سحر ہونے لگا اُسنے کارد سحر پھینکی ملکہ نے اُسے توڑا اُسنے گولہ مارا ملکہ
نے فقط ابرو کا اشارہ کیا کہ ایک خنجر چمکا چماک کر اُسنے گولے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے کئی گولے
اژدر سوار نے مارے ملکہ نے ابرو کا اشارہ کیا خنجر چمکا اُسنے گولون کو کاٹا کوہان سوسن پہ
جا پڑا چاہا کہ گردن پکڑلون ملکہ نے سحر کیا کہ کوہان کے ہاتھ مین ایک مار سیاہ آگیا کوہان
نے اُسکو جھٹ ڈالا طرف زمین کے پھینکا وہ دونون ٹکڑے اژدر پہ گرے اژدر کے دو ٹکڑے ہو
شکم سے اُسکے کئی سحر جادوگر نکلے جون جون ہوا لگی قوت جسم مین آئی نسترن بھی دریاے
خون مین غوطہ مارے ہوے شکم اژدر سے ظاہر ہوئی اژدر کے مرتے ہی کوہان کے ہاتھ پاؤن
مین رعشہ آگیا طرف زمین کے چلا زمین سے نسترن نے سحر کیا وسط ہوا پر یہ رُک گیا سوسن
برق کے مانند کڑک کر آئی نسترن نے پکار کر کہا کہ بوا جلدی نہ کرو اب اسکا زور کم ہوا اژدہا
مارا گیا وہ بلا کا سحر تھا اب اسکو دونا کے مارلینگے اگر تم تھک گئی ہو تو سامنے سے ہٹجاؤ
مین سمجھ لونگی سوسن نے جواب دیا کہ مین سمجھ لونگی اور ایک شاخ نخل پر ہاتھ رکھا اُس شاخ سے
کچھ غنچے اور کچھ پتے لیے اسم سحر پڑھ کر طرف کوہان کے یہ کہکر پھینکے کہ او مبہوت لے مثل غنچہ
کے دل تنگ رہ اور مثل پتون کے ہاتھ ملا کر یہ کہکر دونون چیزین پھینکین سب نے دیکھا
ہر درخت پر ہزار ہا طائر مصروف زمزمہ سرائی ہوا ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلی شاخون کو
جنبش ہوئی صحرا مین بہار آنے کی کوشش ہوئی ادھر کوہان اُسی طرح کھڑا سحر کر رہا ہی کہ
ایک نخل کلان پر ایک طائر ہفت رنگ بیٹھا تھا اُسنے پکار کر کہا کہ ای کوہان ذرا اس طرف

متوجہ ہو یہ سنتے ہی کوہان نے دیکھا طائر یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگا آواز مین عجب درد تھا نظم

عاقلو باغ یہ نہین دلکش
آتشین زن چراغ عقل یہ ہے
لالہ رو دل پہ لیکے جب داغ
جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
مر گئے جب ہزار غنچہ دہن
تب گلستان مین گل ہوا پیدا
شاخ پر ہی جو سیب سیب چمن
عاقلو کل من علیہا فان
دیکھکر بے ثباتی عالم
خاک اڑانے لگی نسیم سحر

جسکو دیکھو وہ ہی پریشان ہوش
خاک جب ہوگئے قد رعنا
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب ہوئے خاک صاحب کاکل
ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
نرگسی چشم مین جو دفن ہین
کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین
ہمہ تن اشک ہوگئی شبنم
اسی اندوہ مین کرو جو قبا

اس چمن کی ہو لے بہمن دی
تب ہوا سرو خوشنما پیدا
جب مٹے بیکسان محفل درد
تب نظر آئے گیسوی سنبل
گل ہوا جب چراغ عارض یار
چشم نرگس جھکی ہے سوئے زمین
عندلیبون کے ہین یہی الحان
باغ مین آبشار روتے ہین
جب ہوا صرصر خزان کا ڈر
گل سوسن کا ہی کبود لباس

یہ گلستان نہین ہی قابل سیر
کرے اللہ خاتمہ بالخیر

اُس طائر نے اسطرح کے اشعار پڑھے کہ کوہان دل لگاکے سننے لگا آنکھون سے آنسو بہنے لگے جیسے بلبل گل کے اُداس عالم یاس ایک چیخ ماری پکار اٹھا کہ ای ملکہ عالم کیا اشعار سُنے مین دل پر تاثیر ہوئی جان دینے کی تدبیر ہوئی جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن مین آپ کا تابعدار ہون خدمتگزار ہون ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ ای کوہان تو منتظم کوہ زبرجدی ہی بس اب یہان سے سدھارو طرف کوہ زبرجدی کے جاؤ اور جنکو خداوند ہفت پیکر جانتے ہو اُس تصویر کو توڑ ڈالو اُس سے قدرت پیدا ہونگے تمھارے ساتھ رحم اور عنایت فرمائین گے کیا عجب ہی کہ تمھارا رتبہ بلند کرین یہ سُنکر کوہان جھوما آنکھین سُرخ ہوئین آسمان سے اُترا لشکر والون کو آواز دی کہ آؤ میرے ساتھ چلو قدرت نے سب کو یاد فرمایا ہی اُسی وقت سب لشکر تیار ہوا کوہان اژدہے پر سوار ہوا جھوم کر طرف کوہ زبرجدی کے چلا سب ساحر پشت پر آگے آگے افسر پشت پر سارا لشکر جھومتا ہوا طرف کوہ زبرجدی کے جاتا ہی ہر منزل پر شب کو اُتر پڑتا ہی صبح کو جو اُٹھتا ہی اور ہی رنگ مزاج کا ہوتا ہی لشکر والون پر تاکید کرتا ہی کہ یارو اب چلو قدرت نے یاد فرمایا ہے سبھون کو بلایا ہی

اُسی وقت لشکر تیار ہوتا ہے سب صفیں باندھ کر ساتھ ہوتے ہیں اُسی جوش و خروش میں
دن بھر رہروی کرتا ہے ہر جنگل میں ٹھہر جاتا ہے ملکہ سوسن کو یاد کرتا ہے جہاں گل و غنچے پر نظر پڑی
وہیں عارض یاد آتے ہیں یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگتا ہے **نظم**

دام لے لے کے ہیں صیاد ستمگر چھوٹے
دخل کیا باغ میں بلبل کا جو اک پر چھوٹے

یون لگا لاتی ہے وہ آنکھ دل عاشق کو
جس طرح سے کوئی تیر نکلے کبوتر چھوٹے

ہے وہی جوش جنون گو کہ گئی فصل بہار
دست اطفال سے اب تک نہیں پتھر چھوٹے

طوق و زنجیر کا غل اب نہیں زندانون میں
قیدی خیرات میں امسال مقرر چھوٹے

دام الفت سے رہائی کا کہیں کیا احوال
کسطرح نکلے ہم اس قید سے کیونکر چھوٹے

تیری الفت میں ہوئیں سب سے ملاقاتیں ترک
اقربا چھوٹے مری جان برادر چھوٹے

بندہ خانہ ہے قریب اتنا قدم رنجہ کرو
پاؤن کی مہندی تمھارے جو نہ دلبر چھوٹے

ظلم سے ظلم کیے قاصدون پر ظالم نے
نامہ بر ہاتھیون کے پاؤن میں بندھکر چھوٹے

صبر دل کو تو کیا میں نے غنیمت جانون
جان ہی تجھسے اگر ترک ستمگر چھوٹے

تیری صورت کو ترستے رہے ہم وصل میں بھی
پردے آنکھون پہ ترے آتے ہی دلبر چھوٹے

خوبرویون کی محبت کا برا ہے انجام
تجھسے لیکا یہ کہیں او دل مضطر چھوٹے

پستی فکر نے اونچا نہ طبیعت کو کیا
جو تعلی کے تھے مضمون وہ یکسر چھوٹے

ایسی افتاد کئی بار پڑی ہے اے رند
بیشتر اس سے ملے رند ٹھکرا کر چھوٹے

اسی جوش و خروش میں چوتھے دن قریب کدہ زبرجدی پہونچا یہاں وہی میلا جما ہوا ہے مراد مند
حاضر ہیں سب طرف سے آوازیں آ رہی ہیں کہ یا خداوند ہفت پیکر تیری قدرت کے نثار کیا
جلد مراد مندون کی مراد دیتا ہے صاحب اعجاز و کرامت آپ ہو تو پوسنے دو سو خداوندون کا
باپ ہے ایسا خداوند تھا جب تو ایسی اولاد پیدا ممکن ہوئیں سامری و جمشید کیسی
خدائی کر گئے آخر ناچار ہوے مر گئے اب آپ خداوند ہیں ہم سب دردمند ہیں کیا مرادیں پوری
کرتے ہو دامن مدعا گل آرزو سے بھرتے ہو یکایک میلے میں ہلڑ ہوا فریاد فریاد الغیاث کی
صدائیں آنے لگیں ہر طرف سے یہی صدا آتی تھی کہ یا خداوند ہفت پیکر ان ظالمون کے

ہاتھ سے بجائیے ایک ایک نمین دیو خصال فیل مثال ہو تصویر سے آواز آئی کہ ای زبرجد ذرا دیکھو تو
کہ یہ کیا معرکہ ہو کیون میلے والے فریاد کر رہے ہین زندہ ہین لیکن مرنے پر مر رہے ہین زبرجد شاہ
سامنے سے تصویر کے ہٹا تو ولتصویر نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ کوہان بن کوہین تیغہ برہنہ
ہاتھ مین ڈیڑھ لاکھ سوار و پیادل پشت پر بڑے بڑے قد کے جوان دور کالے گھوڑون پر
سوار پامال کرتے ہوے آتے ہین جس خیمے کے قریب پہونچے طناب پکڑ لی اور کھینچ لیا استون
گرا دیا جو خیمے مین تھے وہ دب کر مرے جو زندہ بچے گھوڑے دوڑا دیے یون پامال کیا اہل میلہ کا
عجب حال کیا قتل بھی کرتے ہین لوٹ بھی لیتے ہین ہر طرح ذلیل کرتے ہین زبرجد کو کوہان پکارتا
ہو کہ او بحیا تو تاجدار بنکر بیٹھا ہو زیر کوہ آ تو تیرا تاج اُتارون تجکو رسوا کرکے مارون زبرجد نے
جو یہ حال مصیبت مآل دیکھا پلٹ کر سامنے تصویر کے آیا اور دست بستہ عرض کی کہ یا خداوند
کوہان اپنے ہوش مین نہین ہو ڈیڑھ لاکھ فوج اُسکے ساتھ ہو سارے میلے کو ویران
کر دیا ہزارہا آدمی مارا گیا دبکے لاشے پھڑک رہے ہین جو زندہ ہین وہ بھاگے جاتے
ہین مجکو کلمات سخت کہ رہا ہے زیر کوہ بلاتا ہو نہایت ملبلاتا ہو حکم ہوا کہ اے زبرجد
زیر کوہ جاؤ دیکھو تمھارا کیا کرتا ہو فوراً پریشان ہوگا تم راہ راست پر ہو تمھارا وہ کیا
کر سکتا ہو تم تا بہ دولت کو بجا لائے مانتے ہو اور وہ باغی ہوکر آیا ہو اُسپر بلا آسمان سے نازل
ہوگی ڈیڑھ لاکھ کی کیا حقیقت ہو تو جاکر سامنے کوہان کے یہ کہو کہ ہفت پیکر فرماتے ہین
کہ اگر لڑائی کی ہوس ہو تو آپس مین لڑو ایک ایک کو دیکھ لے میلے کو کیون برباد کرتے ہو
خبردار اب آگے نہ بڑھو یہ سُنکر زبرجد شاہ نے تاج کو سر پر کج کیا ہنستا ہوا چلا
راہ مین جو اسکے ساتھ کے لوگ ملے وزیرون نے منع کیا کہ اس وقت کوہان ہوش مین نہین
ہو زیر کوہ نہ جائیے ایسا نہ ہو کہ آپ کو قتل کر ڈالے یہ ایک ایک سے کہ رہا ہو کہ یارو مجکو
خداوند نے بھیجا ہو آسمان سے ان سب پر بلا نازل ہوگی یہ میرا کیا کر سکتے ہین وزیرون
امیرون کو ساتھ لیتا ہوا زبرجد پہاڑ سے بہ سختی اُترا جیسے ہی سامنے کوہان کے پہونچا
کوہان نے للکارا کہ او زبرجد کھڑا رہ مین آتا ہون زبرجد نے جواب دیا کہ اے کوہان خداوند
ہفت پیکر نے فرمایا ہو کہ اگر لڑنے کا شوق ہے تو آپس مین لڑو قدرت بھی تماشا

دیکھ رہے ہین یہ سُنکر کوہان بقر تھر کا نیا اپنی فوج کی جانب پلٹا کہا یارو سُنتے ہو قدرت لے
کیا ارشاد فرمایا سب نے کہا کہ ہم سب راضی ہین جو ارشاد فرمائیے وہ بجالائین ہم جنگ کو حاضر
ہین کہیے آپس مین لڑین بھائی کو بھائی سے شوق جنگ ہی عرصہ زندگی کا بہت تنگ ہو قریب
تھا کہ آپس مین لڑین کہ آسمان سے پھول برسنے لگے جسپر پھول گرا وہ بھول گیا جوش جرأت
سے جھومنے لگا بھائی نے بھائی کو آواز دی کہ بھاڑ پر چڑھ چلو زبرجد کی طرف کوہان نے
گینڈا بڑھایا کہ اسپر کئی پھول برسے تھے زبرجد شاہ تو بھاگا ساتھ کے اسکے وزیرو امیر دنگ
ہوکر کھڑے رہ گئے کوہان آکر وزیرون پر یہ کہکر گرا کہ اس ملعون کو کیون جانے دیا زبرجد کو
پکڑ نہ لیا وہ سب کہتے ہی رہے کہ ای شہریار ہم بے خطا ہین وہ بھاگ کر نکل گیا زبرجد بھاگ کر
سامنے تصویر کے پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہ یا خداوند مین نے جو آپ کا حکم پہونچا یا وہ سب
آپس کی جنگ پر آمادہ ہوے تھے قدرت نے ملاحظہ نہین فرمایا کہ آسمان سے پھول جو برسے
رنگ روانکا متغیر ہوا پھر اسی طرف پلٹے میرے سب وزیر مارے گئے عین پہاڑ کے نیچے کوہان
مصروف جنگ ہی ایسا نہ ہو کہ بالاے کوہ چڑھ آئے تصویر سے آواز آئی کہ تو اپنی جان بچاو
جہان جی چاہے وہان بھاگ جا قدرت کے سامنے جب وہ آئیگا تو بہت پچتائیگا زبرجد شاہ
تو پشت دیر پر ہوکے بھاگا اپنے ملک مین پہونچا دارالامارۂ شاہی مین جاکر تخت پر بیٹھا اور باتین
بنانے لگا حاضرین وقت کو خبر سُنانے لگا کہتا ہو کہ یہ ہفت پیکر جو چاہتا ہو کہدیتا ہو کیسا
خداوند ہو مگر اب وقت زوال آگیا یہ باتین کر رہا تھا کہ چھت سے قصر کے آواز آئی کہ او یاوہ گو کیا
بیہودہ بکتا ہو عذاب خداوندی مین مبتلا ہوگا ایک برق گری کہ زبرجد کے دو ٹکڑے ہوے اور
پھر آواز آئی کہ ای بندگان من قدرت مُردے کو زندہ کرتے ہین پھر برق چمک کر گری دیکھا کہ وہی
زبرجد تخت پر بیٹھا تعریفین ہفت پیکر کی کر رہا ہی یہان تو یہ کیفیت ہوئی وہان کوہان پہاڑ سے
آکر لپٹ گیا گھاٹیان پکڑ کر بالاے کوہ چڑھنے لگا گھاٹیون کو طی کر کے بالاے کوہ پہونچا دیڑھ لاکھ
جوان ساتھ ہین پہاڑ پر بھی بارعت کرتے ہوے تصویر ہاے سنگی کہ اُنھی ایک تصویر کی نقل
جا بجا کھڑی ہین انکو گراتا ہوا سامنے دیر کے پہونچا چاہا کہ دیر مین گھس جائے دیر سے آواز آئی کہ او
بے ادب ادب سے رہ اندر آنے کا ارادہ نہ کرنا باہر رہ کوہان چھپٹا ساتھ والون نے بھی بلوہ کیا

اب تو لقوسیر نے ایک چیخ ماری کہ دیر میں اندھیرا ہوا دھوئیں نے سارے پہاڑ کو گھیر لیا
دھوئیں کا ابر بنکر تیار ہوا جسکی آنکھ میں دھواں لگا وہ جم کر کھڑا ہوا کہ آسمان سے جھونکا ہوا
سرد کا چلا پھر پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا اسنے اپنے مقام سے جنبش کی دیر میں گھس جانے کی
کوشش کی کہ جھونکا ہوا گرم کا چلا سب پھول جل گئے آواز آئی کہ او گیسو بریدہ سحر ساتھ کر دیا تھا
قدرت نے اُس سحر کو مٹایا خود اس مقام پر آ تو دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہوں تجھکو جہنم میں پھینکوا
دونگا تجھکو بیوجہ کیوں غم والم ہی تیرا مقام خاص جہنم ہی دیر تک لقوسیر نے چلا چلا کے باتیں
کیں وقت وہ ہی کہ نورالدہر اپنی بارگاہ میں بیٹھے ہیں نسترن وسوسن دست راست
اور دست چپ کو بیٹھی ہیں کہ سوسن نے دیکھکر آواز دی کہ نسترن تمنے سنا ہفت پیکر چلا رہا ہے
میرے سحر کو مٹا رہا ہی میں نے پھولوں کا سحر ساتھ کر دیا تھا اور بیرون کو یہ حکم دیا تھا کہ جہاں یہ
شکست ہو وہاں پھول برسانا ایک مرتبہ پھول برسے وہ لوگ پھر اُسی بات پر آمادہ ہوے
اب بالاے کوہ پہونچ گئے خاص ہفت پیکر نے سحر کیا پھولوں کو جلا دیا اب کوہاں مٹا اب
کوہاں کا بچنا دشوار ہی اسنے خود سحر کیا اُسکے سحر سے بچنا مشکل ہی ارادہ ہی کہ جا پڑوں میں
آواز اُسکی سُن رہی ہوں کلمات سخت وسست کہ رہا ہی کوہاں کو دروازے پر پیر کے روکا ہی
وہ ٹہل رہا ہی یہاں تو یہ باتیں ہو رہی ہیں کئی مرتبہ سوسن نے قصد کیا کہ جاؤں نسترن نے
ہاتھ پکڑ لیا کہا بوا وہ ہفت پیکر بلاے روزگار ہی نہیں معلوم کیا آفت برپا کریگا کسی بلا میں
پھنس جاؤگی کہ وہاں سے رہائی نا ممکن ہوگی غرضکہ سوسن کو نہ جانے دیا وہاں پر یہ آوازیں لقوسیر
نے پھر دین کہ اے کوہ زبرجدی اس گنہگار کو لینا اسکا تیرے شکم میں مقام ہی کوہاں اسکا نام
ہی یکایک پہاڑ شق ہوا ہر ایک کے پاؤں کے برابر گڑھے پیدا ہوے اُن گڑھوں میں سب
پھاند پڑے گڑھے برابر ہو گئے کوہاں بھی ایک غار کلاں میں گرا دہن غار کا بند ہوا آواز آئی
زبرجد کو یہاں بلاؤ زبرجد مردہ ہو کر زندہ ہوا ہی تخت پر بیٹھا ہی کہ چوبدار نے آکر حکم پہونچایا
قدرت آپکو بلاتے ہیں زبرجد تعریفیں کرتا ہوا چلا بالاے کوہ پہونچا سامنے لقوسیر کے آیا
عرض کی کہ یا خداوند یہ بندہ حاضر ہی خطا میری معاف ہوئی اب کبھی ایسا کلمہ نہ کہونگا بہشت
و دوزخ دیکھ آیا جہنم کو دیکھا کہ آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے مسلمانوں کو عجیب حال زار میں دیکھا

آپ کے پرستار جو خاص تھے انکو باغ رنگا رنگ مین ایک طائر زمرد مسرائی کرہے تھے آپ کا
نام لیتے تھے ہر شجر اور ہر برگ سے آواز آتی تھی کہ خدائی عمدا و نور ہفت پیکر کی صحیح و درست ہے
تصویر نے بہ غصہ آواز دی کہ او بے ادب خاموش رہ قدرت کے عجائب و غرائب نہ بیان کر
بندے ہمارے سنتے ہین حال بہشت و دوزخ سے آگاہ ہوتے ہین بہشت واسطے نیک بندون
کے ہی اور جہنم واسطے گنہگارون کے مجھکو کارخانۂ قدرت دکھا دیے تو نے جو قدرت کو برا کہا
ملک الموت کو ناگوار ہوا اُسنے تمھاری روح قبض کی روح کو زیر عرش خالی پھرایا اور عجائب
و غرائب دکھایا تجھسے نہین ہو سکتا کہ کسی ایسے ساحر کو بھیج کہ جاکر نور الدہر کو روکے یہ دونون
جوان طرف صحراے گرداب نشان کے چلے ہین گرداب جادو وہ ساحرہ ہی کہ ان دونون کو
ہلاک کریگی مگر کیا ضرور ہی یہ یہین رک جائین وہان تک نہ جانے پائین کیا عجب ہو نور الدہر
سوسن لیجائے اور ایرج کو توسن پہونچائے یہ دونون دربار گرداب مین پہونچین سے
کوئی ساحر جائے راہ مین انکو روکے یہ آگے بڑھ آئے ہین انکو ہٹا دے دونون کو آگے
نہ بڑھنے دے زیر جد نے کہا کہ مین جاکے تدبیر کرتا ہون یہ کہکے اپنے دربار مین آیا آکر اسنے ذکر کیا
کہ قدرت یہ فرماتے ہین کوئی ساحر یا جادوگرنی ایسی ہی کہ جاکر نور الدہر و ایرج کو روکے جس
صحرا مین ایرج اترا ہی اُس جنگل کا صحراے کشت و خون نام ہی وہان سے ہٹا دے اور ایرج
کو وہ نہ آنے دے قدرت خود فرما چکے ہین کہ یہ لوگ دربار گرداب جادو مین جائینگے لیکن
قبل سے اگر روکنے والا روکے تو بہت مناسب ہی خلخال جادو مشاعیون مین سے زیر جد کے
ہی وہ اپنے مقام سے اٹھی یہ کہکر کہ ای شہنشاہ وہ آفت برپا کرون کہ صحرا سے وہ خود بھاگین
بھونچال جادو بہن خلخال کی یہ کہکر اٹھی کہ بہن تم چلو مین سحر تیار کرکے آتی ہون خلخال اُسی وقت
ساٹھ ہزار جادوگر ساتھ لیکر براے مقابلۂ نور الدہر چلی میان نور الدہر اُترے ہین صحرا پر بہار
چشمے چقمر بھرے ہوے صبح کو یکایک خبر رنگ دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ اے شہریار عجب سحر کہ گذرا
رات کو ایسی ہوا گرم چلی کہ سب چشمے خشک ہوگئے درخت یا تو سبز و شاداب تھے یا پتے زرد
مثل مدقوق درختون سے گر رہے ہین جنگل مین اڑتے پھرتے ہین جنگل مین خاک اڑ رہی ہی
صحرا ویران کفِ دست میدان نسترن نے دیکھکر عرض کی کہ کنیز جاتی ہی ابھی دریافت کرکے

آتی ہی یہ باعث کسی ساحرہ کے سحر کا ہی ای شبرنگ بونڈلے گرد کے اُٹھتے ہونگے صحرا تپ رہا ہوگا
شبرنگ نے کہا کہ یہی کیفیت ہی جو آپ فرماتی ہین اس سے زیادہ ویرانے کی صورت ہی یہ سُنکر
نسترن اُٹھی سوسن نے کہا کہ بوا مین بھی چلون کہا حضور آپ تکلیف نہ فرمائیے مین جاکے دریافت
کیے لیتی ہون یہ کہکے نسترن باہر نکلین صورت صحرا کو دیکھکر بہت ہنسین کہا حضور مین پہچان گئی
یہ کہکے دستک دی صحرا سے بونڈلہ گرد کا اُٹھا دیکھا کہ ایک جوان سیہ رو سامنے نسترن کے
آکے کھڑا ہوا ملکہ نسترن نے کہا کہ ارے جاکے دیکھ تو کہ یہ کسکا سحر ہی صحرا کیون ویران ہوگیا
چشمے کیون خشک ہوے درخت کیون خشک پڑے ہین وہ جوان ایک جانب بھاگا غائب
ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے دوڑا ہوا آیا پسینے پسینے ہو رہا ہی سامنے ملکہ نسترن کے آکر دست بستہ
عرض کی کہ اس صحرا کے گوشے مین بی خلخال آکر اُتری ہین سحر کر رہی ہین راستے سے اُنھون
نے سحر شروع کیا ہی ابھی ختم نہین ہوا کہ یہ صحرا ویران ہوگیا اور ابھی زیادہ ویران ہوگا
آب و دانہ اس جنگل مین طائرون کو نہ ملیگا غلام آپ کا جاکر سب سامان دیکھ آیا ہو خیمے
مین بیٹھی ہین سحر کر رہی ہین نسترن نے اُسی وقت گالے روئی کے جھولی سے نکالے کنارے
لشکر کے کھڑے ہوکر سحر کیا کہ وہ روئی کے گالے بلند ہوے ایک ٹکڑا ابر کا آسمان پر ظاہر ہوا وہ
بڑھنے لگا اسقدر بڑھا کہ تمام جنگل کو گھیر لیا ملکہ نے دوسرا سحر کیا کہ رعد کی گرج برق کی تڑپ
پیدا ہوئی آہستہ آہستہ ابر برسنے لگا پہلے بوندیان پڑین تھوڑے ہی عرصے مین ابر برسنے لگا
چشمے چقر پانی سے مملو ہو رہے تھے کہ ابر پر ایک دناٹا ہوا اس زور سے برق ابر پر گری کہ ابر
ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا مینھ کا برسنا موقوف ہوا چشمے چقر یا تو مملو بہ آب تھے یا خشک ہوگئے پھر خاک
اُسیطرح اُڑنے لگی بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے ہین دھوپ چمکی اب حرارت نیر اعظم کی بڑھنے لگی تھوڑے ہی
عرصے مین اسقدر زیادہ ہوا کہ ہوا تند چلنے لگی نخل لہرا لہرا کر گرنے لگے شاخین پیچ و تاب کھاکر
گرین گل بوٹے مرجھائے غنچون نے دہن اپنے بند کر لیے رنگ پھولون کے اُڑے درختون سے
مرجھا کر زمین پر گرے اگر کوئی جانور بھٹک کر آگیا منھ کھول کر زمین پر گرا ملکہ نسترن بھی پسینے پسینے
ہرچند کہ دستکین دیتی ہین چاہتی ہین ابر قائم کردن پانی برسے چشمے و چقر مملو ہو جائین مگر
ابر نہین آتا جب گھر کے آتا ہی تمازت آفتاب اسقدر ہولی ہی اور ایک بجلی کڑک کر گرتی ہی کہ

ابر لخت لخت ہوا جاتا ہی ٹکڑے ابر کے ہر طرف منتشر معلوم ہوتے ہین ایک مقام پر جمع نہین ہوتے
دستکین دیتے دیتے ہاتھ سرخ ہوگئے انگلیون سے قطرات خون ٹپکنے لگے آخر ملکہ لنسترن مجبور
وناچار ہوئین ملکہ سوسن یہ کہکر اُٹھین کہ کیون یو ابر نہین آتا منتشر ہوا جاتا ہی یقین ہی کہ یہ سحر
خلخال جادو کا ہو اُسی کے سحر مین یہ تاثیر ہی کہ دوسرے کے سحر کا رنگ نہین جمتا مگر اب مین
سحر کرتی ہون تم ہٹ جاؤ یہ کہکر لنسترن کو ہٹایا اور آپ آگے بڑھین جھولی مین ہاتھ ڈالا
کاغذ سیاہ نکالا اور زبان کو کاٹ کر خون نکالا اُس کاغذ پر ڈالا اور اُس کاغذ کو اُڑایا آواز
دی کہ ای ابر بارسیہ رو جاکر لشکر خلخال پر برس مگر قطرات گرم ہون اور وہ بدحواس
ہو جائین وہ سیاہ کاغذ بلند ہوا خلخال بیٹھی سحر کر رہی ہی کہ لشکر والون نے اسکے دیکھا کہ ابر
سیاہ آسمان پر آیا رعد کی گرج برق کی چمک پیدا ہوئی کا یک پانی برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا اُسکو
معلوم ہوا کہ چنگاری آگ کی کسی نے ڈالدی وہ جلنے لگا صدہا ساحر جل کر خاک ہوے لشکر مین
فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی خلخال باہر نکل آئی دیکھا اسنے کہ اہل لشکر جل رہے ہین آسمان سے
آگ گر رہی ہی اسنے بڑے بڑے زور مارے کہ ابر کو پلٹاؤن ابر نہ پلٹا جما ہوا برس رہا ہی
عرصہ جو ہوا ابر سے برف بھی گرنے لگی سیکڑون برف مین دبے سیکڑون آگ سے جلے تھوڑے
عرصے مین ہزارون کا خاتمہ ہوا کچھ برف سے ٹھنڈے ہوے کچھ آگ مین جلے گھبراکر خلخال نے
حکم دیا کہ لشکر تیار کرو بہت جھٹ پٹ تیار ہو لشکر آراستہ ہوا جدھر ارادہ جانے کا کیا دیکھا کہ
آگ کی دیوار کھچی ہی جدھر جانے کا ارادہ کرتے ہین آگ ہی کی دیوار معلوم ہوتی ہی جسطرف لشکر
نور الدہر کا تھا اُدھر راستہ ملا سب کے آگے خلخال لشکر کو لیے ہوے آتی ہی اور ابر برستا ہوا
بھاگا ہوا لشکر آتا ہی مقابلے مین نور الدہر کے پہونچا سوسن نے کہا کہ وہ لشکر حریف کا آگیا
جب لشکر خلخال کا مقابلہ نور الدہر مین پہونچ گیا ابر کا برسنا موقوف ہوا سوسن پلٹ آئین
خلخال مقابلے مین اُتری اُترتے اُترتے پکار کر آواز دی کہ بی سوسن دلنسترن ایک کو زندہ
نہ چھوڑونگی مین نے سحر بھیجا تھا تمنے اُسکو کوشش کرکے پلٹایا اور کئی ہزار آدمی میرے
لشکر کے مرے ایک ایک کے بدلے ایک ایک ہزار کو قتل کرونگی میرے ہاتھ سے کیونکر بچوگی
یہ کہکے داخل بارگاہ ہوئی دن کو تامل کیا شام کو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے لشکر خلخال مین

صدائے نقارۂ رزمی بلند ہوئی ہرکاروں نے یہ خبر نورالدہر کو پہونچائی نورالدہر نے بھی حکم دیا یہاں بھی نقارۂ رزمی بجا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات تیاری ہوئی جبکہ ساحر ماہ تابان سحر سے ساحران ضیا و شعاع کے عاجز آیا فوج ثوابت و سیارگان کو لیکر قلعۂ مغرب میں چھپا شاہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش مع لشکر ضیا و شعاع میدان چرخ زبرجدی میں آیا میدان تمام منور و روشن ہوا دونوں لشکر میدان میں آئے اُدھر سے خلخال بڑے زور و شور سے میدان کارزار میں آئی اژدر پر سوار منھ سے آگ نکلتی ہوئی بال کھلے ہوئے میدان میں آکر پہونچی پشت پر فوج ساحران کمر لرزان و ترسان ادھر سے لشکر نورالدہر بصد کر و فر میدان کارزار میں آکر پہونچا یاکہ نسترن و سوسن جادو ساحرہ ہیں ہاں پر سوار آمد خلخال دیکھ رہی ہیں کہ لشکر جمنے لگے صفیں آراستہ ہوئیں اور جمیں نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے خلخال جادو نے ارادہ کیا کہ میدان کارزار میں جاؤں کہ یکایک زمین کو زلزلہ ہوا ملکہ نسترن طاؤس سے گریں سنبھل کر اُٹھیں اور ہزار ہا کنیزیں زمین پر گریں پڑی تڑپ رہی ہیں اُٹھ نہیں سکتیں نورالدہر کا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا چاہتا ہے کہ لیکر بھاگوں نورالدہر ہر چند روکتے ہیں مرکب نہیں رکتا راتوں میں بیچیں ہو چاہتا ہے کہ طرارہ بھروں یا الف ہو جاؤں نورالدہر نے کئی کوڑے مارے نسترن نے دیکھا کہ زمین کی جنبش بڑھتی جاتی ہے نسترن نے بڑھ کر سحر کیا گھوڑا اپنے مقام پر جما کنیزیں جو گری تھیں پڑی ہوئی زمین پر تڑپ رہی تھیں وہ اپنے اپنے مقام سے اُٹھیں اور سنبھلیں سامنے نسترن کے حاضر ہوئیں کہا واری آپ کے سحر کرنے سے ہم بچے ورنہ زمین پر تڑپ رہے تھے بمشکل بچے سوسن نے کہا کہ ہم سمجھ گئے آمد اسکی بہن کی ہے جسکا بھونچال نام ہے یہ کہکے سوسن نے ایک گولہ پھینکا وہ گولہ آسمان پہ جاکے پھٹا ابر بنکر لشکر بھونچال جادو پر جاکر برسا لشکر میں بھونچال کے صدائے فریاد بلند ہوئی بھونچال نے بھی لشکر بڑھایا عین وقت پر آکر پہونچی بہن کو دیکھا کہ حیران کھڑی ہے سحر نہیں کرتی آکر کہا کہ بہن لشکر جمے ہوئے ہیں میدان میں جاؤ میں لشکر حریف کو تہ و بالا کر دونگی میں یہاں سے پانچ کوس پر بھی وہاں جاکے ایک ابر سیاہ برسا کئی ہزار آدمی مرے

لشکر کے چلے جب مین نے اس طرف کا رُخ کیا تب ابر مٹا اور آگ برسنا موقوف ہوئی آپ
تم میدان مین جاکر سحر کرو لیکن سحر وہ کرو کہ لشکر نور الدہر اس صحرا سے بھاگے اور جگہ جا کر
ٹھہرے تب جاکر لطف حاصل ہو حکم خداوند بجالاؤ قدرت نے فرمایا ہے کہ لشکر نور الدہر اس صحرا
سے ہٹا دو یہان نہ اُترنے پائین لشکر طلسم کشا پر جانا منظور ہے وہان بڑی بڑی جادوگریان
جمع ہین اگر انکے مقابلے مین تم گئے سیماب وغیرہ سے کون مقابلہ کریگا یہ کہکر خلنخال کو ایما
کرمایا کہ خلنخال میدان مین آئی پکار کر آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو
وہ نکلے ملکہ نسترن فوراً طاؤس اپنا بڑھا کر مقابلے مین خلنخال کے آئین خلنخال نے اپنے
گیسو پشت اژدر سے گرا دیا بال سر کے کھول دیے منھ سے شعلے چھوٹنے لگی وہ شعلے آتش کے
قریب نسترن آئے نسترن نے دستک دی کہ وہ شعلے اُلٹے پلٹ کر خلنخال پر گرے
نسترن نے اور سحر کیا شعلے بھڑک کر سامنے بھونچال کے پہونچے بھونچال کے سامنے وہ
شعلے لوٹنے لگے لوٹتے لوٹتے اُسکے ملازمون پر جاکر گرے کئی ہزار ملازم خلنخال و بھونچال کے
جلے جب تو خلنخال نے ایک مار سیاہ منھ سے نکالا اُس مار سیاہ کو پھینک مارا لگے اس مار سیاہ
پر اشارہ کیا مار سیاہ کٹکر دو ہوا زمین پر گرکر غرق زمین ہوگیا غرق زمین ہوتے ہی خلنخال دوڑی
آگے خلنخال چلی بلاتی جاتی ہے نسترن بھی اُسکے پیچھے چلین یہان تک کہ نظرون سے سب کے
غائب ہوئین نور الدہر نے گھبرا کر شبرنگ سے کہا کہ دیکھو تو یہ کہان لگا کر لیگئی شبرنگ بشکل
ساحر چھپٹا جب جنگل مین پہونچا تو دیکھا خلنخال نے ظاہر ہوکر اپنے کو پاس نسترن کے
پہونچایا کہا ہوا زبان مین سوزن دے لو ایسا نہ ہو کہ تمکو تکلیف ہو نسترن نے سوزن
اپنی جھولی سے نکالی نکالتے ہی زبان مین دی گجرے پھولون کے ہاتھ سے خلنخال نے
توڑے ہاتھ مین نسترن کے باندھے وہ ہتھکڑیان ہوگئے پاؤن مین بیڑیان پہنائین چاہا کہ
سر زنجیر تھام کر لیجاؤن سامنے بھونچال کے پہونچاؤن کہ شبرنگ بھونچال کی صورت بنکر
تیار ہوا آواز دی کہ ہین کیا کہتا کیا خوب سحر کیا خلنخال نے کہا کہ ہوا ایسے سیکڑون شعبدے
یاد ہین اب چلیے بی سوسن زبان دراز کو بھی لیتی ہون وہ میرے ہاتھ سے بچ کر کہان
جائین گی شبرنگ قریب پہونچا کہا ہوا دیکھی بی سوسن آتی ہین خلنخال پلٹی جیسے ہی پلٹی

شبرنگ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک خلخال کے مرتے ہی نشترن کے جسم سے وہ قید دور ہوئی
نشترن نے کہا کہ ای شبرنگ یہ بڑا کار نمایان کیا اسنے ایسا سحر کیا تھا کہ مین اپنے ہوش مین
نہ تھی اپنے ہاتھ سے اپنی زبان مین سوزن دے لی ہتھکڑیان بیڑیان خود پہنین اگر اپنے ہوش مین
ہوتی تو یہ حرکات کاہے کو کرتی شبرنگ نے نشترن کو رہا کرکے ساتھ لیا پاؤن مین خلخال کے
ایک رسن باندھ لی لاشہ کھینچتا ہوا لے چلا میدان کارزار مین آکر پہونچا بھونچال نے مرنے
کی آواز خلخال کے سنتی تھی سمجھی تھی کہ شاید ہن نے کوئی شعبدہ کیا اب جو اسنے دیکھا
کہ آگے آگے نشترن اور پیچھے شبرنگ پاے خلخال مین رسی باندھے ہوے دیکھکر
بھونچال نے ساحرون کو اشارہ کیا اور آواز دی کہ انکو مار لو دو لاکھ ساحران کفار شبرنگ
و نشترن پر آپڑے نشترن نے شبرنگ کو تو ہٹا دیا آپ مصروف جنگ ہوئی سوسن بھی
جا پڑی نور الدہر تلوار کھینچ کر کفار پر جا پڑے سوسن قریب نور الدہر آئی ہو جسنے سحر
نور الدہر پر کیا اسنے اس ساحر کو مارا اس طرح صدہا جادوگر مارے کنیزان ہر دو شاہزادیان
اسباب سحر ہاتھ مین لیکر آکر مل گئین لشکر بھونچال مین زلزلہ پڑ گیا بھونچال بھاگتی پھرتی
ہی چاہتی ہے کہ نکل جاؤن کسی طرح جان بچاؤن وہان کوہ زبرجدی پر تصویر سنگی مین سے
ہفت پیکر آواز دے رہا ہی کہ اب ایک ایک پہاڑ پر آٹھ آٹھ دن رہتا ہون یکایک
زبرجد سے کہا کہ لو غضب ہوا خلخال قتل ہو گئی بھونچال بھاگی بھاگی پھر رہی ہو کسی
پہلوان کو جلد روانہ کرو زبرجد نے پکار کر آواز دی کہ کوئی پہلوان ایسا ہو کہ جا کر سر
نور الدہر کا لائے زیر کوہ سکان فیل در کھڑا ہوا جھوم رہا ہے اسنے پلٹ کر آواز دی کہ اکہ
بادشاہ مین جاؤنگا زبرجد نے صدا دی کہ جسکو حکم قدرت کا پورا کرنا ہو ساتھ سکان
کے جائے چار لاکھ سپاہی سوار و پیدل گھوڑے اڑا کر قریب سکان فیل در آئے
عرض کی کہ ہم آپ کے ساتھ ہین سکان گینڈے پر سوار ہو کے چلا اسوقت پہونچا کہ
بھونچال عاجز ہو رہی تھی چاہتی تھی کہ مین نکل جاؤن کسی طرح جان بچاؤن یہ قول
رہی تھی کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا کہ سکان فیل در چار لاکھ فوج سے آکر پہونچا
بھونچال پر نعرہ کیا کہ ارے کیون گھبراتی ہے قدرت تیری جنگ دیکھ رہی ہین

ہمکو تیری مدد کو بھیجا ہی کیون گھبراتی ہو مین تیری مدد کو آیا ہون یہ کہکر شریک جنگ ہوا یہان کنارے
پر لشکر کے طہماس لڑرہا تھا سکان قیل ورسے مقابلہ پڑا سکان نے ہاتھ تلوار کا مارا طہماس
نے ساطور آگے کردیا ساطور پر تلوار پڑی تلوار کے دو ٹکڑے ہوئے صرف قبضہ ہاتھ مین
رہگیا وہ قبضہ طہماس پر کھینچ مارا طہماس نے اک دائی ہوکر خالی دیا خالی دے کر خنجر دار خنجر
کو کے ہاتھ ساطور کا مارا سکان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا ساطور جو تڑپ کر گرا سپر کے
دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر ساطور جو گرا مع گیندے سکان کے چار ٹکڑے ہوئے چار لاکھ
فوج جو اسکے ساتھ آئی ہی وہ سب لڑائی مین مصروف ہوگئی طہماس نعرہ کر کے جا پڑا ساطور کو
گردش دی صدہا سر کٹ کر گرنے لگے فوج سیاہ متفرق ہونے لگا چاہتے ہین کہ بھاگ کر
نکل جائین اب بھوبچال اور زیادہ بدحواس ہوئی ساتھ والون سے کہ رہی ہی کہ صاحبو بڑے
غضب کی بات ہی کہ قدرت نے مدد کیسے وقت پر بھیجی طہماس نے یون مار لیا کہ جیسے باز کے
نیچے سے عصفور بیٹھین بچتی یہ ایک ضرب ساطور رد پر کیا لے ہوئے فوج بہت ہی لیکن بیدل
ہو رہی ہی سب چاہتے ہین کہ بھاگ جائین سب نے کہا کہ آپ نعرہ کر کے آگے بڑھین تو
البل فوج جم کر لڑین یہ سنتے ہی بھوبچال نے مع علمدار لشکر کو ساتھ لیا پکار کر آواز دی کہ اے
بندگان ہفت پیکر جم کر لڑو حریف کے لشکر سے تم زیادہ ہو جرأت اپنی ظاہر کرو اور مسلمانون
کو قدرت کے حالات سے آگاہ کرو ایک ایک کو پکار رہی ہی کہ یارو نہ گھبرانا جہار جانب سے
لشکر مسلمانان کو گھیر لو بھوبچال نے یہ آواز دے کر لشکر کو بڑھایا اب جم کر تلوار چلنے لگی لشکر
نورالدہر بہت کم ہی دونون جادوگرنیان ایک جانب جانبازی کر رہی ہین جم جم کے سحر چیکے
ہزارون کو مارا صحرا مین خون کے دریا بہ رہے ہین نورالدہر و طہماس بھی جم جم کر لڑ رہے ہین
سوسن نے پڑھ کر جب گولہ پھینکا آسمان سے آگ برسی تلوارین گرین نیزے برسے خون کے دریا
بہے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایرج نوجوان آتے ہین سب جادوگرنیان ساتھ پہلوان گھیرے ہوئے
نورالدہر کو جو لڑتے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای برادر نہ گھبرانا مین آپہونچا یہ کہکے نعرہ کیا۔ نعرہ ایرج

ملک ایرج آن آفتاب منیر	کہ صاحبقران عجم و آفاق گیر	چو تیغ علی برکشم از غلاف
نمودار شد در میان صفات	اگر تیغ بر سنگ خارا زنم	زگاو زمین تیغ دین برکنم

منعم شیردل صف شکن نوجوان	منعم نخل بستان صاحبقران

ایرج نوجوان مع لشکر آ کر گرے توسن نے بڑھکر بھونچال پر سحر کیا پھول برسے پھول جو شعلہ گرے بھونچال کا چہرہ سرخ ہوا اسباب سحر ہاتھ سے پھینکا بیقرار ہوکر پکار اٹھی کہ ای ملکہ عالم مین کنیز ہون میری تو یہ کیفیت ہی عجیب صورت ہی نظم

متاع وصال کی لذت اُٹھائیگا پھر کیا — گدا کو دیگا نہ منعم تو پائیگا پھر کیا
شب فراق صنم سر پہ لائیگا پھر کیا — یہ روز بد مجھے گردون دکھائیگا پھر کیا
ہزار بار کیا میرا امتحان اُسنے — بس آزما چکا اب آزمائیگا پھر کیا
جفا و جور نہ کر اُسکے بندون پر او بت — خدا کو حشر کے دن منھ دکھائیگا پھر کیا
وہ گھورے لیے ہین بری آنکھ سے پھر اب برآ — مین دیکھتا ہون مقدر دکھائیگا پھر کیا
رہے جو جنبش نظر ہر گھڑی تصور یار — یہ آنکھین کور ہون انھین سمائیگا پھر کیا
کرے نہ دیر کو مسمار جو کہ بت کے لیے — وہ اینٹ کے لیے مسجد کو ڈھائیگا پھر کیا
وہ بے وفا ہی نہ چھوڑیگا غیر سے ملنا — جو رنج کوفت مین تو مر بھی جائیگا پھر کیا

یہ اشعار پڑھکر گریبان چاک کیا اپنے ساتھ والون کو آواز دی کہ جاؤ خدمت مین اس ملعون و بدکردار ہفت پیکر کی یہان کیون جمے ہو لڑائی پر ایسے شیرون کی تھمے ہو کچھ غیرت نہین دیکھو مین تمھین سمجھائے دیتی ہون یہ کہکر گولہ جھولی سے نکالا اپنے ساتھ والون پر کھینچ مارا گولہ پھٹا اور تلوارین برسنے لگین کئی سو جوان مر کر گرے ایرج و نور الدہر نے اور زیادہ دباؤ ڈالا ایک مقام پر بڑھ کر نور الدہر نے ایک بکیدران کو مارا جوش جرأت مین منھ سے نکل گیا کہ بڑے تن و توش کا جوان تھا دوسرے کو بڑھکر ایرج نے مارا پکار کر آواز دی وہ جوان بیچارہ تھا یہ صاحب تن و توش تھا نشۂ جرأت سے بیہوش تھا نور الدہر نے کہا کہ بس کنارے جاؤ بہت بانکپن کی نہ لو ایرج نے جھپٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو سپر پر کانٹھ کر ہاتھ مارا ایرج بھی تلوار کو تلوار پر روکا پکار کر آواز دی کہ مردان عالم گھونگھٹ منھ پر نہین لیتے نور الدہر نے سپر کو پھینک دیا ایرج نے بھی سپر کو پھینکا اب جو تلوار چلی دونون شیرون کے سر زخمی ہوئے طہماس لڑتا ہوا قریب آیا کہا کہ ای نبیرۂ صاحبقران وای فرزند دلبند قاسم نوجوان

آپس مین لڑائی کیا ضرور دشمن کو قتل کرو ایرج نے پلٹ کر آواز دی کہ او ظلم قد سے تیری شامت
آئی ہی یہ کہکر کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا کہ طہماس کا بھی سر زخمی ہوا نور الدہر نے کہا کہ اے
ایرج طہماس سے پاس کیا ورنہ ساطور مار دیتا جگرگاہ تک پہونچتا اب بھی اُسکو پاس ہی ورنہ
اُسکا قتل نہیں ہی ایرج نے چاہا کہ نور الدہر پر جا پڑے یہی کہتے چلے کہ او کشتی گیر زادے
آج تیری میرے ہاتھ سے قضا ہی بڑے قبلہ و کعبہ سے عرض کرونگا کہ غلام سے خطا ہوئی سر حاضر ہے
کاٹ لیجیے جو مناسب ہو وہ سزا دیجیے یقین تو ہی کہ تمھاری نالائقی ظاہر ہو نور الدہر نے
چاہا کہ جواب دون بھونچال نے اتنے عرصے مین ہزارہا اپنے ملازم قتل کیے قلب فوج مین
جا پڑی چہار جانب گرنے مارنے لگی قریب ہی کہ سب بھاگین کہ یکایک آسمان پر نعرہ ہوا کہ
او بھونچال کیون تیری شامت آئی ہی یہ آواز سنکر بھونچال طرف آسمان کے دیکھنے لگی ایک پنجہ
گرا بھونچال کو اُٹھا لے گیا دوسرا پنجہ گرا افسرعلی کو اُٹھا لے گیا ایرج و نور الدہر تلوارین کھینچ کر
چلے تھے کہ آپس مین لڑین کہ صحرا سے ایک آواز دلفریب آئی دیکھا کہ ایک نازنین سیمبر پری پیکر غنچہ دہن
رشک قمر زیور و لباس سے آراستہ یہ اشعار گاتی ہوئی آتی ہی

نظم

جز مسیحا نہ کسی سے مرا مردا اُٹھا
آپکے کاندھا دیا آکر تو جنازا اُٹھا

زہد و تقوی سے بھرا ای رند مین گھبرا اُٹھا
پھر چلا دیر کو مسجد سے مصلا اُٹھا

شاکر قید سے صیاد کی ہولی ہے رہا
آب و دانہ ترا او بلبل شیدا اُٹھا

قیس سمجھا مری لیلی کی سواری آئی
دور سے جب کوئی صحرا مین بگولا اُٹھا

جوش وحشت مین جو دریا کی طرف جا نکلا
قد آدم مری تعظیم کو سینڈھا اُٹھا

نہ گیا وادی ایمن کو کوئی بعد کلیم
آتش طور نہ بھڑکی نہ وہ شعلا اُٹھا

کوچۂ یار سے جب گھر کو چلا مین اپنے
دل پکڑ بیٹھ گیا درد اک ایسا اُٹھا

اول شب سے موذن نے اذان دی شب وصل
لو سر شام ہی سے آج یہ مرغا اُٹھا

حشر کو ہونی ہی اک تازہ قیامت برپا
گور سے سر مین اگر لے کے یہ سودا اُٹھا

جسکو تیرے لب جان بخش نے مارا قاتل
حشر تک پھر نہ مسیحا سے وہ مردا اُٹھا

اُسکے مرنے کی خبر رند سے بولا رو کر
آج دنیا سے مرا چاہنے والا اُٹھا

اس شور سے اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ ایرج و نور الدہر نے کان لگا کر سُنا مگر برق وعمرو جو لشکر ایرج مین تھے جب وقت بھونچال کو بنجہ اُٹھالے گیا اُسی وقت لشکر سے نکل کر بھاگے ایک گوشے مین کھڑے ہو کر دیکھنے لگے دیکھا کہ وہ نازنین جب یہ غزل گا چکی دونون جوان گھوڑون سے اُترے ایرج اپنی جانب سے اُسے بلاتے ہین اور نور الدہر اپنی جانب اُس نازنین نے کہا کہ مین نور الدہر کے واسطے ہون ایرج کے واسطے میری بہن ہی مجھ سے زیادہ خوبصورت ہی اور کم سن مین اُسے بلوا دون اُسکو اپنے ساتھ لیجیے یہ کہکر اُس نازنین نے آواز دی کہ ای گل پیکر جلد آ ایک نازنین اُس سے بہتر در ملے جو اہر مین غوطہ زن اُسنے آکر ایرج کا ہاتھ پکڑ لیا ایک نازنین نے آکر سامنے طلماس کے چند اشعار گائے طلماس بھی گینڈے سے اُترے اُس نازنین کے ساتھ ہوے شبرنگ نے جو یہ معرکہ دیکھا تڑپ کر سامنے نور الدہر کے آیا اشارہ کر کے عرض کی کہ ای شہریار مزاج کی کیا کیفیت ہی جس نازنین کا نور الدہر ہاتھ پکڑے تھے اُسنے آواز دی کہ ای طرارحمین میرا عیار تیرا خواہان ہی کہ پہلوے نخل سے ایک نازنین سبزہ رنگ شوخ و شنگ نے آکر ہاتھ شبرنگ کا تھام لیا اور آنکھ ملا کر شبرنگ سے یہ اشعار گائے

نظم

ظالم کہین تو مل کبھو دار و پیے ہوے — پھرتے ہین ہم بھی ہاتھ مین سر کو لیے ہوے

آوگے ہوش مین تو تم اک ساغر بھی پیو — اب تو نشے مین جلتے ہو زخمی کیے ہوے

جی ڈوبتا ہی اُس کمر تر کی یاد مین — یا اِن کارِ عشق مین ہم مر جیے ہوے

اس چاک دل کی حشم سے ناصح لہو تھمے — ہوتا ہی کیا ہمارے گریبان سیے ہوے

کافر ہوے بتون کی محبت مین میر جی — مسجد مین آج آئے تھے قشقہ دیے ہوے

شبرنگ سے آنکھ ملا کر جو یہ اشعار گائے شبرنگ کا بھی چہرہ سرخ ہوا ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا ان چارون کو لیکر چارون نازنینین چلین چند قدم طے کیے تھے کہ ایک صداے مہیب آئی خواجہ عمرو نے دیکھا کہ اُس جنگل مین دھوان چھا گیا تھوڑے ہی عرصے کے بعد اُس دھوئین سے صدائین مہیب آئین بعد تھوڑی دیر کے دھوان برطرف ہوا خواجہ نے دیکھا تمام لشکر گم ہو گیا نہ دوست کا لشکر ہی نہ دشمن کا سناٹا پڑا ہوا ہی عمرو و برق جنگل مین دوڑے کسی شخص کو نہ پایا

عمرو نے کہا کہ ای برق معلوم ہوتا ہے کہ خود ہفت پیکر آکے سب کو لے گیا اب اُن سب کا پتہ ملنا دشوار ہے چل کے صاحبقران سے اطلاع کریں خواجہ و برق تلاش میں صاحبقران کے لشکر کی چلے انکا پہونچنا گذارش کیا جائیگا لیکن ایرج و نور الدہر و طہماس و شبرنگ نازنینان مہ جبین کا ہاتھ تھامے ہوے بیہوش ہوگئے نہیں معلوم کتنے عرصے کے بعد ہوش آیا اپنے کو بالاے کوہ زبرجدی پایا دیکھا کہ زبرجد شاہ دست بستہ کھڑا ہے تصویر سنگی باتین کر رہی ہے نور الدہر و ایرج و طہماس و شبرنگ نے اپنے کو سامنے تصویر کے پایا تصویر نے آواز دی کہ ای بندگان من کیونکر حاضر ہوے یہ نازنینان مہ جبین تمکو واسطے خدمت کے دی گئی ہین اگر زبرجد شاہ انکو قصر عشرت مین لیجاؤ چندے چین کرین اُسکے بعد سزا تجویز ہوگی بھونچال کو لاؤ اُس حرامزادی نے بڑی بے ادبی کی ہے اُسپر سزا واجب و لازم ہے دیکھا کہ ایک زنگن بھونچال کو لیے ہوے آئی کہا کہ یا خداوند یہ نہ آتی تھی مین اسکو بڑے جبر سے لائی ہون راہ مین اسنے بڑے بڑے زور کیے جب مین قدرت کا نام لیتی تھی زور اسکا کم ہوتا تھا بمشکل بالاے کوہ زبرجدی پہونچایا تصویر نے آواز دی کہ یہ جاروب کش قصر عشرت کی رہے آئندہ دیکھا جائیگا یہ کہکے تصویر خاموش ہوئی نور الدہر نے دیکھا کہ کوہ زبرجدی پر دھوان چھایا ایک آواز دمامے کی آئی صاف اُس دمامے سے آواز آتی تھی کہ ای بندگان خاص آگاہ رہو قدرت نے تمکو قصر عشرت رہنے کو دیا بیٹھکر آرام کرو نازنینان مہ جبین براے خدمتگزاری موجود ہین دھوان جو ہٹا نور الدہر وغیرہ نے دیکھا کہ وہ نازنینان مہ جبین نہین ہین چارون آدمی بیقرار ہوے پریشان ہوکر پکارنے لگے نظم

وہ لطف و مہر کی جبپر نگاہ کرتے ہین	جو ذرہ ہو تو اُسے رشک ماہ کرتے ہین
تمھارے واسطے کرتے ہین خانہ ویرانی	تمھاری راہ مین گھر کو تباہ کرتے ہین
چھری سے کم نہین ترچھی نظر حسینون کی	حلال کرتے ہین یہ یا نگاہ کرتے ہین
ہزار شکر رسائی ہوئی بر ہمن تک	خدا نے چاہا تو اب بت سے راہ کرتے ہین
کہان کا عشق محبت کسے ہے کیسا پیار	جو قول ہارے ہین اُسکا نباہ کرتے ہین
مزا اُٹھائین گے عاشق کے خون ناحق کا	عبث وہ قتل مجھے بے گناہ کرتے ہین

مری طرف سے ابھی دل مین راہ ہی کچھ ہے — ادھر سے بھی وہ گذرگاہ گاہ کرتے ہین
غفور اسکو سمجھتے ہین جسکو کیا واعظ — ثواب کرتے ہین ہم کیا گناہ کرتے ہین
فراق یار نے ہشیار کر دیا ہمکو — وہ بیخبر ہین جو الفت کی چاہ کرتے ہین
غرور حسن سے اسلا خدا کا خوف نہین — جدھر بھی جاؤن تو وہ کب نگاہ کرتے ہین
شب فراق مین ہنسے تو نالہ رک سکا — وہ کون لوگ ہین جو ضبط آہ کرتے ہین
خضر بھی وادی الفت مین تھک کے بیٹھ رہا — وہ بامرد ہین جو طے یہ راہ کرتے ہین
کسی کو کیا جو سیہ کار ہین ہم ای زاہد — ہم اپنا نامۂ عصیان سیاہ کرتے ہین
کوئی یہ رند سے پوچھے تو دل مین درد ہی کیا — پڑے کراہتے ہین آہ آہ کرتے ہین

کہ اندر سے قصر کے چارون نازنین شکلین نشست پر انکے دو دو سی کنیزین آکے ان لوگون کا استقبال کیا مکان مین لائین مقام صدر پر چارون کو بٹھایا خاطر مدارات شروع کر دی دن بھر تو یون گذرتا ہی شام کو بھوپال آکے اس مکان مین جاروب کشی کرتی ہی جاروب کشی کر کے سامنے نورالدہر وایرج کے آتی ہی کہتی ہی کہ ای شہریار آپ پر عنایت قدرت ہی ہماری بھی خطا معاف کرا لیجیے نورالدہر وایرج جواب دیتے ہین کہ قدرت کو سب طرح کا اختیار ہے

دونون جادوگرنیان نورالدہر کے ساتھ کی نسترن وسوسن اور ساتھ والیان ایرج کی گلپوش وتوسن وشاہباز وغیرہ بھی صحرا مین بیہوش ہو گئے تھے اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان مین پایا شاہ پور انکے ساتھ ہی لیکن اپنے ہوش مین ہی ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے اپنے کو ان سب کے ساتھ پایا اور وہ بھی مثل قیدیون کے ہین ایک نگہبان سیاہ رو تبر در دست دروازے پر اس مکان کے بیٹھا ہی بعد دن بھر کے شام کو ان سب کو کھانا پہونچاتا ہی شاہباز پر تاکید ہی کہ پھر اسی مین ہی کہ قدرت کو سجدہ کر یہ ثابت قدم کو سے دینداری جواب دیتا ہی کہ جسپر لعنت کی اسکو کیا سجدہ کرین اب اسکے اختیار مین ہین جس طرح جی چاہے پیش آئے مگر خواجہ دبرق جو لشکر سے نکل کر بھاگے تھے صاحبقران ایک صحرای سبزہ زار مین اترے ہوے ہین رفقا ساتھ ہین یہ فرماتے ہین کہ خواجہ عمرو دبرق نہ پلٹے کہ کچھ حال رستم کا معلوم ہوتا یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ خواجہ دبرق آتے ہین امیر نے فرمایا جلد بلاؤ

خواجہ عمرو سب سے ملاقات کرتے ہوئے ایک ایک سے پوچھتے ہوئے کہ ہمارے بعد تو کسی سے
مقابلہ نہین پڑا گلباد وغیرہ نے عرض کی کہ جب سے آپ گئے کوئی مقابلے مین صاحبقران کے
نہین آیا اسی وجہ سے لشکر اسی طرح فروکش ہے صاحبقران آپ کے واسطے متردد تھے خواجہ عمرو
سب باتین دریافت کرتے ہوئے خدمت صاحبقران مین آئے امیر نے کہا کہ خواجہ کہو رستم پر
کیا گذری عمرو نے کہا کہ ماشاءاللہ بڑے لطف سے لشکر رستم فروکش ہے تحفہ جات پا چلے آپ
فکر لوح مین مصروف ہین امیر نے فرمایا کہ خواجہ تمہارا نور نظر پارۂ جگر یعنے ایرج نوجوان و
نورالدہر بن بدیع الزمان آپس مین کچھ تکرار کر کے ہمارے لشکر سے نکل گئے خواجہ عمرو نام
ایرج سنکر بے اختیار رونے لگے کہا کہ اُن دونون کے مزاج سے جہالت نہین جاتی لیکن
ایرج نوجوان نے جا کے کئی مقام فتح کیے خوب لشکر جمع ہوا تھا جادوگریان عمدہ عمدہ ملکن ہو گئین
صحرائے گرداب نشان کا قصد تھا ایک مقابلہ پڑا خود ہفت پیکر اُن شیرون کو گرفتار کر کے
لے گیا قاسم و بدیع بیٹھے ہین ایرج کی شوکت کا جو ذکر ہوا قاسم نے کہا کہ وہ شیر دلیر
شیرون کا شیر کب رکتا ہے انشاءاللہ وہ صاحب اقبال ہے ضرور رہائی پائیگا ورنہ قبلہ و کعبہ
اُسکو جا کر رہا کرینگے بدیع الزمان نے فرمایا کہ کیا نورالدہر کسی مقام پر رہجائین گے
آپس مین آنکھین ملنے لگین جمہور نے فرامرز پر نگاہ ڈالی فرامرز نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھا
مالک کو لندھور نے بہ نگاہ قہر دیکھا امیر نے خیال کر کے دیکھا کہ صرف ذکر ہونے سے آپس مین
دست رہستی و دوست چپی بگڑا چاہتے ہین فرمایا اے قاسم خبردار دنگل رستم کا ذکر آج کل
نہ آوے یہ کہکر بدیع الزمان سے بھی فرمایا کہ بھئی ایرج بھی بے مثل ہین اور نورالدہر بھی
بے نظیر ہین سب کے حال معلوم ہونگے عادی کو بلا دین صحرائے گرداب نشان مین جا کر
کیا کرونگا طلسم کشا کو خدا وہان پہونچائیگا تو حال لوح آپ پر کھلیگا مین جا کر رہائی ایرج و
نورالدہر کی تدبیر کرونگا ایسا نہو کہ ان شیرون پر کچھ افتاد پڑ جائے مجھے اُنکا قید ہونا
بہت شاق ہے انشاءاللہ حل کر رہا کرونگا طرف کوہ زبرجدی کے اٹالہ بارگاہ کا چلے
عادی نے اُسی وقت اٹالہ بارگاہ کا لدوایا صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوئے امیر
جب سوار ہو چلے سب سردار اپنے گھوڑون پر سوار ہوئے لندھور شبرنگ تازی پر

مالک ماریان شنگین پر تھوڑے عرصے مین لشکر تیار ہوا صاحبقران نے ارادہ کیا کہ لشکر
بڑھائین تخت شاہی جو خالی دیکھا فرمایا کہ خواجہ کچھ بادشاہ کا بھی حال معلوم ہوا عمرو نے کہا
کہ بخیر و عافیت ہین لشکر لیے ہوے ایک صحرا مین فروکش ہین مین نے خبر مفصل پائی ہو کہ انکا
بھی طرف صحراے گرداب نشان کے جلنے کا قصد ہی امیر نے فرمایا کہ مین نے صحراے
گرداب نشان کو ترک کیا کوہ زبرجدی پر چل کر تلوار چلے یہ فرماکر چاہتے ہین کہ گھوڑے کو
بڑھاوین کہ پہلوے دشت سے گرد اڑتی دیکھا کہ ایک پہلوان مثل دیو کے جھومتا ہوا پشت پر
ساٹھ ستر ہزار پہلوان بڑے بڑے نیزے ہاتھون مین گھوڑون کو بڑھائے ہوے آتے ہین وہ
پہلوان سامنے صاحبقران کے آکر صف آرا ہوا پکار کر آواز دی کہ منم سالوس فیل پیکر یا
صاحبقران حکم خداوندی ہو کہ ان صحراؤن سے نکل جایئے آپ کی بدعت تا بہ قدرت پہونچ چکی
اب آج آپ کو ہٹا دونگا صاحبقران نے فرمایا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی ہم فتح طلسم کی فکر مین ہین
انشاء اللہ کوہ زبرجدی پر جاتے ہین اس مقام سے بھی اسکو بھگا دینگے ہفت پیکر
اپنی فکر کرے یہ سنکر سالوس نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان مین آکر سلحشوری کرنے لگا کہ صحرا
سے دوسری گرد اڑی دیکھا کہ ایک نقابدار مرصع پوش مع ساٹھ ہزار جوانون کے رواروی
کرتا ہوا آتا ہی ایک عیار طرارہ مکار و غدار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے مثل گلدستے کے آراستہ
نقابدار آکر ٹھہرا عیار سے کہا کہ دریافت تو کر یہ پہلوان کون ہی اور کسکے مقابلے کا خواہان ہی
عیار مثل عقاب کے گیا اور مثل پلک نظر واپس آیا عرض کی کہ یہ پہلوان صاحبقران کو
روکنے آیا ہی اور اسیر یا تو قیر طرف کوہ زبرجدی کے جاتے ہین نقابدار مرصع پوش نے
فرمایا کہ یہ ہمارا شکار رہی ہر چند کہ پہلو مین ایک پہلوان مثل فیل مست جھوم رہا تھا اسنے
کہا بھی کہ سرکار تکلیف نہ فرمائین مین جاتا ہون یا اسکو باندھ کر لاتا ہون یا سر کو قدم اقدس
پر نثار کرتا ہون لیکن مرصع پوش نے نہ مانا کوڑا اٹھایا مرکب بادرفتار طرارہ بھر کے چلا
تین ٹھیکون مین آیا آکر مقابلہ سالوس مین پہونچا عیار بھی جست و خیز کرتا ہوا ایک طرف
آکر ٹھہرا عیار کو جو جست و خیز کرتے مہتر برق نے دیکھا خواجہ عمرو سے عرض کی کہ استاد
آپنے تیزی اس عیار کی دیکھی کس لطف سے آیا پہلو پر آکر ٹھہرا خواجہ نے کہا نہین معلوم

کس خاندان سے ہی خواجہ و برق تو یہ باتین کر رہے ہین صاحبقران نے لندھور سے فرمایا
کہ نقابدار مرصع پوش کس شوکت و شان سے آیا ہی یہ ارابلے زر سرخ و سفید کے جو ساتھ
ہین کوئی طلسم فتح کیا یہ اُسکا مال ہی نہایت صاحب جاہ و جلال ہی اور بہت جوان کم سن
معلوم ہوتا ہی سالوس دیو ہی خدا اُسکے شر سے اسکو محفوظ رکھے کوئی چشم زخم نہ پہونچے دل
یہ چاہتا ہی کہ جا کر نقابدار کے بدلے سالوس سے مقابلہ کرون لندھور عرض کرتے ہین کہ ای
آقاے نامدار بہت بجا ارشاد ہوا ایسے تحقیق صف شکن نگاہ سے نہین گذرے یہان نقابدار
سالوس سے نبرد آزما ہوا صاحبقران بہ غور دیکھ رہے ہین کہ تین قدم مرکب نقابدار
اور چھ قدم سالوس کا گینڈا پیچھے ہٹا پھر کر گینڈے کو مقابلے مین نقابدار کے کھڑا ہوا کہا
کہ او طفل بے ادب حربے کرلے کہ تجکو حوصلہ نہ باقی رہے نقابدار نے کہا کہ ہمارا دستور نہین
آخر سالوس نے نیزہ مارا صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ نقابدار بہادر کس بل سے نیزہ بازی
کر رہا ہی آخر بعد تھوڑی دیر کے ایک مقام پر گانٹھ کر جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سالوس کے
نکل گیا سالوس نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغہ نیام انتقام سے کھینچا خبردار خبردار کہکے نقابدار
پر ہاتھ مارا عیار پکارے جاتا ہی کہ آقا ہوشیار رہیے حریف زبردست ہی نقابدار نے بلا تکلف
تلوار کو اُسکی تلوار پر روکا روک کر سپر کو تباکیمر پر ہاتھ مار دیا شب سے تلوار گذر گئی مثل خیار تر
کے دو ٹکڑے ہوے فوج والون نے جو افسر کو کشتہ دیکھا اسی ہزار جوان تلوارین کھینچ کر نقابدار
پر چلے دیکھنے والے نقابدار کے کہتے ہین کہ فوج نقابدار کی کم ہی دشمن زیادہ ہر چند کو افسر
کو مار چلے مگر فوج والے لڑ رہے ہین مگر نقابدار نے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے تا کلہ کر
کمیدانون اور رسالہ دارون کو مارا علمدار لشکر کی جانب رخ کیا علمدار بھی اس طرف بڑھا فوج
کے بلوے ہین چاہتے ہین کہ نقابدار کو پکڑ لین مگر نقابدار شیرانہ جنگ کر رہا ہی پشت و پہلو
سے خبردار عیار پشت بر پشتی بانی کر رہا ہی جو پیچھے نقابدار کے آیا خنجر مار کے اُسکو گرا دیا کبھی
حقہ آتشبازی مارا دس بیس کو پامال کر ڈالا گھوڑے آپس مین لڑنے لگے ایک گھوڑے
نے دولتی ماری ایک نے ایک کو کاٹ کھایا اس طرح دس بیس سوار پامال ہوے جب عیار
حقہ آتشبازی مارتا ہی برق فرنگی بہ نگاہ غور دیکھتا ہی کہتا ہی کہ اُستاد آپ نے دیکھا کس

موقع پر عیار نے حقہ مارا چند کس چاہتے تھے کہ نقابدار کو غافل کر کے زخمی کرین اُسنے حقہ
مار کر مجمع منتشر کیا آقا کے ساتھ جانبازی کر رہا ہی جیسا سردار ویسا عیار وہ صف شکن و
تیغزن ہی یہ عیار پر فن ہی نقابدار بہادر لڑتا بھڑتا سامنے علمدار کے پہونچا علمدار نے
ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے صاف یہ آسیب سپر تلوار کو اُسکی رد کر کے ہاتھ تلوار کا مارا مع
علم علمدار کو قلم کیا علم کا گرنا تھا کہ فوج دشمن پر کوہ غم والم گرا آخر بیرا اُٹھے پڑاو پر آئے نقابدار
پڑاو پر بھی جا پڑا خیمون مین آگ لگادی خیمے جلنے لگے پڑا لوٹ لیا آخر اُن سب نے بمشکل تمام
اپنے افسر کی اُٹھائی طرف صحرا کے بھاگے صاحبقران دیکھا کیے لوٹ مار کر نقابدار پلٹا
سامنے صاحبقران کے گھوڑا اُڑاتا ہوا آیا صاحبقران نے بڑھ کر آواز دی کہ ای بہادر کیا کہنا
کس لطف سے لڑے کس زور و شور سے ساوس کو مارا علی میدان مین آکر اُسکو للکارا ہم
چاہتے ہین کہ تمھارے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہون گل کس گلستان کے ہو ماہ کس
آسمان کے ہو نقابدار نے کہا کہ ای شہریار اگر نام ظاہر کرنا ہوتا تو نقاب چہرے پر کیون ڈالتا
غلام یہ چاہتا ہی کہ آپ سے امتحان کرے پاؤ ہاتھ صاحبقرانی غلام کو ملین یا مین بھی
بعہدۂ رفاقت حاضر خدمت رہون صاحبقران نے فرمایا کہ ای نقابدار بہادر جب مزاج
مین آئے مین ابھی موجود ہون نقابدار نے کہا وقت پر موقوف ہی ابھی تو غلام ایک مرتبہ
حاضر ہوا ہی صرف اس پہلوان کو مارا اور کچھ کارنمایان ہاتھ سے نیازمند کے ہون تو البتہ
دل کو تسکین ہو کسی وقت پر آپ سے بھی امتحان کرونگا صاحبقران نے فرمایا جب مزاج
مین آئے جو اشیا کہ باعث صاحبقرانی قرار پائے ہین مثل اشقر دیوزاد و تیغۂ صمصام و قمقام
و نیمچۂ سہراب یل و سپر گرشاسب نوجوان و گرز سام بن نریمان جب مین نے پردۂ
قاف کا سفر کیا مصائب بہی اُٹھائے تب یہ تحفہ جات پائے ان اشیا کا دینا بہت
طبیعت پر ناگوار ہی فرزندان دلبند بڑے بڑے زور و شور سے آئے اور یہی دعوی کیا مگر
عنایت پروردگار سے اُنکو زیر کیا اور بلانے بچالے ایک نقابدار زرین پوش اُنھین اشیا کا
خواہان آتا ہی اُسکو البتہ مثل اپنا پایا ہی جس دن اُس سے مقابلہ کیا وہ دن دیکھنے کا ہوگا
اُسکا البتہ خیال ہی اور آپ کے جب مزاج مین آئے تب امتحان کیجیے نقابدار نے عرض کی کہ

شہریار آپ صاحبقران اعظم ہین سب فخر آپ کو زیبا ہے مین بھی خوشہ چین خرمن حضور
ہون مگر ابھی ظاہر کرنا منظور نہین جب حال کھلیگا تب حضور پر واضح ہوگا صاحبقران نے
چاہا کہ سوال اس سے کرون کہ آج تمھاری دعوت ہے کہ عیار نے عرض کی کہ اے شہریار بس
اب چلیے زیادہ باتین کرنا مناسب نہین صاحبقران نہ کہہ سکے کہ آج تمھاری دعوت ہے
نقابدار نے گھوڑا پھیرا ساتھ والون کو اشارہ کیا گھوڑا اڑاتا ہوا لشکر کو ساتھ لیکر طرف صحرا
کے نکل گیا صاحبقران اُسی مقام پر اُتر پڑے فرمایا کہ اے عادی کل چار گھڑی رات
رہے سے اثالہ بارگاہ کا لیکر روانہ ہونا آج تو اس وجہ سے سفر معطل رہا ہمارے دونون
فرزند قہد خانے مین کیسے گھبراتے ہونگے یقین ہے کہ اُنکو جلکر رہا کرین زیر کوہ زبرجدی
تلوار چلے لشکر اُسی مقام پر صاحبقران کا اُتر پڑا پہلوان عادی اثالہ بارگاہ کا لیکر تین
کوس آگے بڑھ گیا خواجہ برق سے ارشاد ہوا کہ اگر مناسب ہو تو تم جاکر عادی کی حفاظت
کرو ایسا نہ ہو کہ کوئی ساحر آکر اُسکو گھیرے ساحر اور پہلوانون کی آمد کے تار بندھے ہوئے ہین
اگر بارگاہ پر کوئی اُفتاد پڑی تو باعث خرابی کا ہوگا خواجہ نے کہا کہ اے شہریار آپ بخوبی
آگاہ ہین کہ قرضدار مجکو گھیرے ہوے ہین اگر مین رات کو جاؤن تو وہ جانین گے کہ بھاگا جاتا
ہے لہذا اُنکو کچھ سود وغیرہ دیا جائے صاحبقران نے پانچ توڑے منگوا کر خواجہ عمرو کو دیے
خواجہ عمرو نے جو پانچ توڑے پائے خوش ہوگئے اُسی وقت برق کو ساتھ لیکر تلاش مین
عادی کی چلے صحرا مین آکر دیکھا کہ عادی جنگل مین اُترا ہوا ہے بارہ ہزار قزاق بیچ مین اثالہ
بارگاہ سلیمانی کا قزاقون کے گھوڑے جنگل مین چھوٹے ہوے چر رہے ہین قزاق درختون
کے نیچے پڑے سو رہے ہین سامنے درۂ کوہ تھا خواجہ و برق ایک درۂ کوہ مین آکر ٹھہرے
زلف لیلاے شب کمر سے گذری تھی کہ صحرا سے گرد اُٹھی ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت
پر ڈیڑھ لاکھ جوان نیزے ہاتھون مین پہلوان نے جو لشکر عادی کو دیکھا وہین سے نعرہ کیا
کہ با شیدا اے مسلمانان حکم قدرت کا ہے کہ اثالہ بارگاہ کا چھین لاؤ منم قرطوس فیل در یہ کہکے
عادی پر آپڑا شراب پی پی کے قزاق لیٹے تھے جب تک اُٹھین قرطوس آگرا ہزارہا قزاق
مارے گئے عادی نے بڑھ کر قرطوس کا سامنا کیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر عادی کا

زخمی ہوا چالیسوین بھائی عادی کے ارجد عادی دوریا بار عادی وغیرہ چار بڑے بھائی کو
بچایا خود بڑھ بڑھ کر مقابلہ کیا قاسم تنگ رو احلی عیار نے جو عادی کو انتہا کا زخمی دیکھا
عیارون سے اشارہ کیا عیارون نے حقہ ہاے آتشبازی مارے فوج والے ہٹے عادی کو
گھوڑے سے اُتارا ہوا اور سوار کر لیا لڑتے بھڑتے قراق پہلوان عادی کو لے نکلے اٹالہ بارگاہ
کا قرطوس فیل در نے اپنے قبضے مین کیا اور ایک طرف صحرا کے چلا عمرو نے برق سے کہا کہ جا کر لشکر
مین کرب سے خبر کرو کہ قرطوس فیل در نے بارگاہ چھین لی لیے ہوے جاتا ہے برق فرنگی نے
قصد کیا کہ مین طرف لشکر کے جاؤن کہ دوسری طرف سے صحرا کے گرد اُڑی دیکھا کہ نقابدار
مرصع پوش آکر پہونچا بڑھ کر قرطوس کو روکا آواز دی کہ او نامرد شب تیرہ و تار مین عادی کو
گھیر کر بارگاہ پر قبضہ کیا اُسپر اسقدر مغرور ہے قرطوس نقابدار پہ جا پڑا نیزہ مارا نقابدار نے
سنان نیزے کو بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈالا نیزہ قرطوس کا توڑ کر پھینک دیا قرطوس نے تلوار
کھینچی نقابدار پر ہاتھ مارا نقابدار نے ہاتھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین لی اور چھین کر
پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر قرطوس کو اُٹھا لیا طرف آسمان کے پھینکا اُترتے وقت
چورنگ ہوائی قلم کیا لشکرون مین غریو ہوا تلوار کھینچے ہوے نقابدار لشکر قرطوس پہ جا پڑا
افسرون کو چن چن کے مارا تھوڑے عرصے مین لشکر قرطوس کو شکست دی آخر وہ سب بھاگے
اٹالہ بارگاہ کا نقابدار نے اپنے قبضے مین کیا خواجہ کو جو سامنے دیکھا عیار نے پکار کر کہا کہ
اُستاد والا نژاد ذرا یہان تشریف لائیے نقابدار بہادر آپ کو بلاتے ہین جب خواجہ عمرو قریب
آئے تو نقابدار نے کہا کہ تحفہ جات صاحبقران سے یہ بارگاہ مجھکو ملی اب اسکو لیجاؤن عمرو
نے کہا کہ تمنے مدد کی اگر بارگاہ لیجاؤ گے تو صاحبقران فرمائینگے کہ بارگاہ مجھسے نہین پائی
ایک کافر لیے جاتا تھا اُس سے چھینی ہو مجھسے آکر بارگاہ لین تو معلوم ہو آئندہ تمھین اختیار
نقابدار نے عیار سے کہا کہ عادی کو بلالے عیار جست و خیز کرتا ہوا گیا عادی سے خبر دی کہ
نقابدار مرصع پوش نے قرطوس کو مارا بارگاہ چھین لی اب تم چل کر بارگاہ پر قبضہ کرو سحر
قریب تھی عادی نے آگے بارگاہ پر قبضہ کیا نقابدار لشکر کو لیکر چلا گیا عادی نے جو
بارگاہ پائی اُسی مقام پر اُترا ٹانکے سر مین دلوائے زخمون کا علاج کیا بوقت سحر اٹالہ

بارگاہ کا پیکر چلے خواجہ عمرو الگ آئے نے ہین عیاروں سے کہدیا کہ ہوشیار رہنا دشمن تاک مین
ہین طرف کوہ زبرجدی کے جاتے ہو ہفت پیکر برابر فوجین روانہ کریگا پہلوان بھیج چکا ہے
ساحر روانہ کریگا اسکو سب خبرین معلوم ہوتی ہین عیار اٹالیکر تین کوس آگے بڑھکر اترا
دن بھر خیر و عافیت سے گذرا شام کو ایک ابر سیاہ آسمان پر آیا پانی برسنے لگا جسپر بوند پڑی
وہ جل گیا کئی سر قزاق جلے لشکر مین صدا سے فریاد بلند ہوئی عمرو نے جو غل سنا برق فرنگی
سے کہا کہ دریافت تو کرو یہ لشکر مین کیسا غل ہو رہا ہے برق نے جاکے دریافت کیا معلوم ہوا کہ قطرات
آب چنگاریان بنکر لشکر پر گر رہے ہین جسپر قطرہ پڑا وہ جل گیا برق سمجھا کہ کسی ساحرہ کا کام ہے
اسی نے یہ حملہ ڈالا ہے جاکر اسے مار دون یہ سوچکر بھاگا قریب ایک کوہ کے آیا دیکھا کہ پہاڑ سے
نکلے ہوئے ابر اٹھ رہے ہین برق نے جھانک کر دیکھا کہ درہ کوہ مین ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی
سحر کر رہی ہے کبھی پانی چلو مین لیکر طرف آسمان کے پھینکتی ہے کبھی پکارتی ہے کہ منم قطرہ زن
جادو ای ابر آتش فشان ہو کر برس برق نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک
ساحر کی صورت بنکر تیار ہوا ایک کاغذ ہاتھ مین لیا پکارتا ہوا دوڑا کہ او قطرہ زن تو نے اسقدر
دیر کی قدرت نے یہ فرمان بھیجا ہے اسکو پڑھ لے جو حکم ہو وہ جلد بجا لا ساحرہ نے سر اٹھایا
اشارہ کیا کہ کاغذ میرے پاس لا برق نے جو تیور دیکھے تیور ساحرہ کے بد معلوم ہوتے ہین پلٹ
جھپٹ کر سامنے آیا جیسے ہی قریب پہونچا ساحرہ نے ایک انگوٹھی اتار کر سامنے برق کے
پھینکی اور آواز دی کہ اسے اٹھا لا برق ڈرا اور سمجھ گیا کہ اسنے مجھکو پہچانا مگر ناچار جھکا
انگوٹھی اٹھانے لگا انگوٹھی سے ایک شعلہ بھڑکا وہ ہاتھ پر برق کے پڑا کہ ہاتھ برق کا
جل گیا برق نے کہا کہ او ملکہ عالم مین نے کیا خطا کی جو یہ سزا آپ نے دی مجھکو قدرت کا حکم
نہین ورنہ سحر کرتا کہ آپ کا منھ جلتا دیکھیے ہاتھ مین آبلہ پڑ گیا سامنے قدرت کے جاکر فریاد
کرونگا ساحرہ نے اٹھ کر برق کے منھ پر ہاتھ پھیرا کہ رنگ و روغن عیاری اڑ گیا صورت
اصلی نکل آئی قطرہ زن نے کہا کہ او گھوڑے بھوڑے تو نے میری کیونکر خبر پائی تجھکو
قدرت کے سامنے لیچلون وہان جاکر تجھکو سزا ملیگی حکم عام تو یہ ہے کہ جہان عیارون کو پاؤ قتل
کرو لمحہ بھر دیر نہ ہو لیکن تیرا قدرت کے سامنے جانا ضرور ہے یہ کہکر کمر مین تجبہ دیا

برق کو لے اُڑی برق راہ میں ہر چند فقرے دیتا ہے لیکن قطرہ زن نہیں سنتی خواجہ عمرو انتظار میں کھڑے تھے کہ برق خبر لیکر آتا ہوگا کہ برق کے بولنے کی آواز کان میں آئی دیکھا کہ ایک ساحرہ برق کی کمر میں پنجہ دیے ہوئے لیکر چلی ہے خواجہ نے فوراً منہ پر ہاتھ پھیرا پکار کر آواز دی کہ دادا آدم درویش از کل عالم بیش میری شکل ایک ساحر سیہ فام کی ہو جائے ایک ساحر کی شکل بنکر آواز دی کہ اے ساحرہ ذرا یہاں تک آ مجھے تجھسے کچھ پوچھنا ہے قطرہ زن اُتر آئی مگر دل دھڑکتا ہوا کہ یہ بھی کوئی عیار نہ ہو کہا کہ کیوں ساحر کیا کہتا ہے عمرو نے کہا کہ اے ملکۂ عالم کہاں سے آتی ہو کہا میں بارگاہ لینے آئی تھی درۂ کوہ میں بیٹھ کر سحر کیا یہ بھور یا پہونچا اُسنے چاہا تھا کہ مجھے مارے مگر میں نے پہچان لیا تو کون ہے کہ جو پوچھتا ہے خواجہ عمرو نے کہا کہ میں طرف سے خداوند ہفت پیکر کے اس جنگل کا نگہبان ہوں ابھی درۂ کوہ میں بیٹھا تھا کہ آواز آئی کہ اے نگہبان صحرا ہماری بندی خاص برق فرنگی عیار کو گرفتار کر کے اس طرف لاتی ہے اُسکا استقبال کر تیرا مرتبہ زیادہ ہوگا میں بموجب حکم خداوند آیا ہوں اگر کسی شے کی ضرورت ہو تو غریب خانے پر چلیے میں خدمتگزاری کروں قطرہ زن نے کہا کہ اے نگہبان صحرا مجھے کسی شے کی ضرورت نہیں میں اس وقت بہت خوش ہوں کہ برق فرنگی ایسے عیار کو گرفتار کیا خواجہ باتیں کرتے ہوئے قریب پہونچے کہا کہ دیکھو وہ قدرت خود آتے ہیں زبان سے کیا فرماتے ہیں قطرہ زن پلٹی خواجہ عمرو نے خنجر مارا قطرہ زن کا شکم چاک قصہ پاک کپڑے اُس ساحرہ کے اُتار لیے یہاں عادی بدحواس ہو رہا تھا ادھر یہ ساحرہ مری اُدھر ابر آسمان سے گرا دیکھا کہ روئی کے گالے جابجا اُڑتے پھرتے ہیں جو قزاق جل گئے تھے وہ کلمہ پڑھ کر اُٹھ بیٹھے عادی کو بڑی خوشی حاصل ہوئی اُسی وقت اللہ بارگاہ کا لدوایا طرف صحرا کے چل نکلا صاحبقران زمان مع سرداروں کے کوچ کیے ہوئے آتے ہیں ان مقاموں پر جو آکے پہونچے حال نقارہ دار سُنا کہ قرطوس کو بڑے زور و شور سے مارا بارگاہ دلوائی پھر حال قطرہ زن جادو عمرو نے آکر بیان کیا صاحبقران نے فرمایا کہ دمبدم کی خبر ہفت پیکر کو پہونچتی ہے اب میں اپنے کو جلد پہونچاؤں عمرو نے کہا کہ میں آگے بڑھوں صاحبقران نے جواب دیا تمھیں اختیار ہے

مین اپنے کو بعد دو دن کے عین میلے کے وقت پر زیر کوہ زبرجدی پہونچاؤنگا اس ملعون کی
تصویر کو مٹاؤنگا تو دل کو آرام ہوگا تصویر مین وہ خود رہتا ہی خواجہ عمرو ذو برق باندھا ہے
عیاری سے آراستہ ہوکر پاے شاطری مارتے ہوے طرف کوہ زبرجدی کے چلے صاحبقران کو
بعد دو دن کے ایک صحراے پر فضا ملا تالاب جابجا آب صاف و شفاف سے بھرے ہوے طائر
درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین صاحبقران مع لشکر اس صحراے پر فضا مین اُترے صبح کو کوچ
کیا دن بھر راستہ چلے شام کو ویسا ہی صحرا پھر ملا امیر نے فرمایا ادھر کے صحرا بہت آباد ہین کسی
ساحر نامی کا مقام ہی نہین معلوم اسکا کیا نام ہی تین دن برابر دن بھر راستہ چلتے ہین شام کو
پھر اُسی مقام پر پہونچتے ہین سردارون نے عرض کی کہ غلامون کو ثابت ہوتا ہی کہ اسی صحرا مین
دن بھر پھرتے ہین شام کو پھر آکر اُسی مقام پر اُترتے ہین کسی نخل پر کچھ نشان کر دیجیے چند
تیر ترکش سے نکال کر بیخ نخل پر رکھے اور کوچ کیا شام کو وہی مقام پایا تیر درختون پر رکھے
دیکھے فرمایا کہ آج تین دن گذرے اسی صحرا مین دن بھر پھرتے ہین شام کو اُسی مقام پر آکے
اُترتے ہین یہ کہکے صاحبقران نے ایک شیشے مین پانی منگوایا اُسپر اسم اعظم پڑھا کہا کہ
اس پانی کو لیکر آگے بڑھو پانی زمین پر چھڑکتے جاؤ ملازم شیشہ لیکر آگے بڑھے پانی اُس
زمین پر ڈالا زمین سے دھوان نکلنے لگا تالاب جو پانی سے بھرے ہوے تھے وہ گھول کر خشک
ہونے لگے درختون سے پتے زرد ہوکر گرنے لگے طائر یا تو زمزمہ سرائی کر رہے تھے یا غول باندھکر
اُڑے ایک طرف روانہ ہوے تھوڑے ہی عرصے کے بعد جس طرف طائر گئے تھے اُس طرف سے
گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام تخت پر سوار اُسپر اسباب سحر رکھا ہوا سب طرح
کے سحر موجود ہین کچھ پتلے ماش کے آٹے کے رکھے ہین وہ آپس مین لڑ رہے ہین پشت پر چار لاکھ
ساحر اسباب سحر ہاتھ مین مقابلۂ صاحبقران مین آکر پہونچا پکار کر آواز دی اور نعرہ کیا کہ منم
بوزینۂ منزل دراز یا صاحبقران آپ آگاہ ہوگئے آپ کو کسنے آگاہ کیا تین دن صرف
اسی صحراے نوخیز مین ویران رہے گردش کرتے رہے دو چار سال مین یون ہی بھٹکاتا اب سر
میدان سمجھ لونگا یہ کہکے مقابلے مین اُترا ساتھ والے تمام صحرا مین اُتر پڑے جنگل فوجون سے
بھر گیا وہ خود تخت سے اُترا اکڑتا ہوا بارگاہ مین آیا ساحرون سے کہا کہ سحر تیار رکھو کل امیر سے

مقابلہ ہو آمادۂ حرب وپیکار رہو شام کو اسنے طبل جنگی بجوایا ہرکاروں نے یہ خبر صاحبقران کو
پہونچائی صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی
بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین جب چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پہ
چمکا بقول شاعر

نظم

شہ خاور سپہر گرد ہوا | علم آفتاب نکلا جب | فوج انجم ہوئی گریزان سب
سپہ انجم سیاہ رو بہ فرار | رونق تخت لاجورد ہوا | ہوا میدان چرخ سے ایکبار

شہنشاہ خاور بفتح و فیروزی فوج ثوابت و سیارگان کو
شکست دیکر تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا دونون لشکر بعد گرد فرمیان کارزار مین آئے
صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کہٹے بوزینہ نے طرف دست چپ کے دیکھا
سہمان کرگدن سوار ایک ساحر کھڑا ہوا ہے اُسکے گینڈے کو بڑھایا سامنے بوزینہ کے آیا
اجازت لی کہا کہ حضور مین صاحبقران کو للکارتا ہون بوزینہ نے کہا کہ حمزہ مالک اسم
باطل السحر ہے سہمان نے کہا کہ مین سمجھ لونگا یہ کہکر میدان مین آیا چار گولے چار طرف پھینکے اور
پکار کر آواز دی کہ یا صاحبقران میرے مقابلے مین آیئے صاحبقران نے اشقر نکالا اور
مقابلے مین سہمان کے آئے سہمان نے دیکھتے ہی گولہ پھینکا صاحبقران پر شعلہ آتش
گرنے لگے امیر نے اسم اعظم پڑھا شعلے الگ گرے سہمان تیغہ کھینچ کر صاحبقران پر جا پڑا
ہاتھ تلوار کا مارا اسم سحر بھی پڑھتا جاتا ہے امیر یا تو تیر جس طرف دیکھتے ہین شیران صحرا حملہ آور
ہین صاحبقران نے جس پر رُخ کیا وہ شیر پانی ہو کر بہ گیا چند کو تلوار سے مارا چند پر اسم اعظم پڑھا
شیر غائب ہوے سہمان نے پھر سحر کیا صحرا سے گرد اُڑی ہزارہا بندر پیدا ہوے قریب
صاحبقران کے آکر غل مچانے لگے امیر یا تو تیر اشقر سے کودے ہاتھ تلوار کا جمکایا بندر کود
کود کے درختون پر چڑھ گئے صاحبقران اشقر پر سوار ہوے جسپر تلوار چمکائی اور اسم اعظم
پڑھا وہ بندر مردہ ہو کر زمین پر گرا بوزینہ نے جو یہ معرکہ دیکھا کل فوج کو اشارہ کیا کہا گھیر کر
صاحبقران کو مار لو چار لاکھ ساحر امیر پر آپڑے امیر تلوار چمکا کر ساحرون پر پہونچے اسم اعظم
پڑھتے جاتے ہین ادھر سے لندھور و مالک و بہرام تلوارین کھینچ کر امیر کے شریک ہوے
صاحبقران نے بوزینہ و سہمان کو زخمی کیا فوج بھاگی امیر تعاقب مین چلے اب خواجہ کا

حال سنیئے کہ خواجہ عمر و برق دربار مین زبرجد کے پہونچے خواجہ ایک عرب کی صورت بنے
برق کو ایک نازنین کی صورت بنایا زبرجد شاہ سے کہا کہ مین اپنی بیٹی کو بھیجتا ہون
زبرجد سے معاملہ طی ہو رہا ہی کہ زبرجد کی گود مین ایک پرچہ کاغذ کا گرا زبرجد شاہ نے
اوٹھا کر پڑھا اُسمین مرقوم تھا کہ ای بندۂ خاص الخاص بوزینہ جو حمزہ کہ رو کنے گیا تھا اُن
اُسنے اپنے سحر سے آوارہ کیا حمزہ صاحب اسم اعظم ہی آخر آگاہ ہوا بوزینہ کو مقابلے مین
جانا پڑا جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی مگر وہ شکست کھایا چاہتا ہی حمزہ قریب کوہ زبرجدی آیا چاہتا
تجکو مناسب ہی کہ فوج اپنی لیکر کوہ زبرجدی سے دو کوس آگے بڑھ جا جب حمزہ آکر پہونچے تو
اُسکو وہین روکنا زبرجد یہ مضمون پرچہ پڑھ کر یہ کہکر اُٹھا کہ آغا صاحب آپ سرا ے شہر مین اُتریئے
مین آپکو بلوا بھیجونگا اور ایک توڑا واسطے خرچ کے دیا زبرجد تخت پر سوار ہوا قرنا کرائی
چار پانچ لاکھ ساحر وغیر ساحر جمع ہو کر آئے سب کو ساتھ لیکر زبرجد اول زیر کوہ آیا آپ بالائے
کوہ پہونچا فوج زیر کوہ ٹھہری اُسنے تصویر کے سامنے جاکر دُہائی دی اور عرض کی کہ یا خداوند
یہ حقیر بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ حکم قدرت پہونچا میلہ جمع ہی فوج کو ساتھ لیکر آیا ہون جو حکم ہو
بجالاؤن فوج حمزہ کو بڑھ کر روکون تصویر نے آواز دی حمزہ صاحب اسم اعظم ہی وہ تیرے
روکے سے نہ رکیگا میلے مین آکر تہلکہ ڈال دیگا لیکن جاکر میلے سے باہر صفین باندھ کہ حمزہ کا
یہان تک آنا مشکل ہو زبرجد شاہ فوج لیکر چلا میلے والے سب پوچھتے ہین کہ ای شہنشاہ
یہ کل فوج لیکر آپ کہان چلے یہ جواب دیتا ہی کہ جو حکم خداوند ہی وہ پورا کرنے جاتا ہون جب
بیچ میلے مین پہونچا سب دوکاندار اپنی دوکانون پر کھڑے ہو گئے کہا کہ ای شہنشاہ آج
آپ پر تکلیف پڑی ہم بھی آپکے ساتھ چلین زبرجد نے منع کیا کہ تم لوگون کا کام نہین اپنے
اپنے مقام پر ہوشیار بیٹھے رہو جب کچھ ہنگامہ معلوم ہو تو دوکانون سے اُتر کر مقابلہ کرو حریف
کو جسطرح بنے روکو صاحبقران قریب کوہ زبرجدی نہ آنے پائین سب نے کہا کہ لاکھون آدمی
یہان دوکانون پر ہین ان رستون سے کیا مسلمان گذر سکین گے جس طرف سے نکلین گے
ہم لوگ مار لین گے آگے نہ بڑھنے دینگے زبرجد یہ کہتا ہوا سب کو سمجھاتا ہوا آگے بڑھا سب دوکاندار
آمادۂ حرب و پیکار بیٹھے ہین زبرجد گوشۂ صحرا پر پہونچا صفین جمائین کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی

بوزینہ منزل دراز کے سر سے خون بہتا ہوا زخم کے باندھنے کی مہلت نہیں فوج والے لرزاں
و ترساں حیران و پریشان بھاگے ہوے آتے ہیں نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی کہ زمین
تھرائی بارہ کوس تک نعرۂ صاحبقران کی صدا جاتی ہے بالاے کوہ تصویر سے جو آوازیں
آرہی ہیں نعرۂ صاحبقران کی جو صدا پہونچی تصویر خاموش ہوگئی ہرچند کہ مرادمند
چیختے ہیں تصویر بالکل جواب نہیں دیتی جب بہت لوگ چیخے تو آواز آئی کہ قدرت جاتے ہیں
جنگ اپنے سپہ سالار کی دیکھنے دیکھیں سپہ سالار غصے میں کیونکر لڑ رہا ہے سب نے دیکھا کہ
تصویر کے سر سے دھواں نکل کر بلند ہوا دیکھا کہ ایک ساحر تاج یاقوتی سر پر رکھے ہوے اور
لباس معقول پہنے ہوے قباے زر بفتی زیب جسم موتیوں کے مالے گنٹھے یاقوت احمر کے گلے
میں اڑتا ہوا جاتا ہے کل میلے والوں نے دیکھا کہ پتھر کی تصویر خاموش ہوگئی ہرچند کہ مرادمند
چیختے ہیں تصویر سے آواز نہیں آتی آخر گھنٹہ نواز و ناقوس نواز جو گرد تھے انھوں نے
جواب دیا کہ یارو کسے پکارتے ہو قدرت تو نکل گئے تماشاے جنگ دیکھنے گئے ہیں یہاں جم
زبرجد شاہ نے بوزینہ کو اس پریشانی میں دیکھا پکار کر پوچھا کہ ای بوزینہ تجھ ایسا شعبدہ باز
ایسی فاش شکست کھائے کہ ہوش درست نہیں بوزینہ نے پکار کر آواز دی کہ ای زبرجد جام
حال کھلیگا حمزہ ہمہ دان و ہمہ گیر صاحب جاہ و توقیر ہی اسم اعظم پڑھ کر سب شعبدے
میرے بیکار کیے آخر جیداری کر کے میں مقابلے میں پہونچا ایسے ایسے سحر کیے کہ زمین ہلا دی
سب کو بیکار کیا تھا سب سردار لڑتے لڑتے تھے لیکن میں اسی زور و شور سے لڑے گیا ان جوانوں
کو بیکار کیا تھا حمزہ نے بڑھ کر اسم اعظم پڑھا لندھور پھر لڑنے لگا میں نے مالک کو بیکار کیا
کہ ہاتھ پاؤں میں اسکے رعشہ تھا اسی ہزار نیزہ داران عرب کانپ رہے تھے کسی کے ہوش
درست نہ تھے میں طرف بہرام کے پلٹا بہرام کے لوگ آمادۂ حرب و پیکار ہوے مگر میرے
سحر سے بالکل بیکار ہوے لیکن حمزہ نے جب جا کر اسم اعظم پڑھا سحر دفع ہوگیا الغرض جنگ
کے ہوے اسی زور و شور سے لڑنے لگے مجکو تاب نہ رہی حمزہ سے جا کر مقابلہ کیا کئی ہاتھ تلوار
کے مارے آخر میں یہ ہوا کہ زخمی ہوگیا اور بھاگا تم کس امید پر آئے ہو زبرجد شاہ نے کہا کہ
حکم خداوند ہی صفیں جما کر روکو بوزینہ نے کہا کہ ای زبرجد حمزہ مالک اسم باطل السحر ہی

اسیر سحر نہ چلیگا اگر فوج تمھاری جیداری کرکے گرفتار کرلے تو شاید لڑائی فتح ہو زبرجد نے کہا کہ تم ہمارے پاس آؤ ہم تمھیں بچائیں گے بوزینہ قریب زبرجد کے آیا پائے تخت کے ہاتھ ڈال دیا جھولی سے اسباب سحر نکال رہا ہو کہ سب نے دیکھا صاحبقران سب کے آگے پانچ ہزار پانچ سو پچیس سردار بشت پر شمشیر زنی کرتے ہوئے ظاہر ہوئے نعرہ کرکے فوج زبرجد شاہ پر گرے۔ نعرۂ صاحبقران عالیشان

منم اختر برج عز و جلال زمن دیو عفریت عاری شدہ	منم ماہتاب سپہر کمال ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف	ہمہ بندوق زہشتم فراری شدہ سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہرہا دار اسلام شد	کہ صاحبقران در جہان نام شد	

پہلو سے لندھور نے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ لندھور۔ جزیرہ ہائے دریا اگر قسم تا بہ ہندستان اگر نام نہ میدانی منم لندھور بن سعدان + دوسرے پہلو سے مالک نے نعرہ کیا۔ نعرۂ مالک منم مالکِ اژدر خشمگین + سپہ دار در لشکرِ اہل دین + منم شیر دل صاحب تخت و تاج + ز ترک فلک می ستانم خراج + ایک طرف سے نعرہ بہرام کا بھی ہوا۔ نعرۂ بہرام۔ منم گرد بہرام خاقان چین + کہ از ہیبت من بلرزد زمین + پانچ ہزار سردار بشت پر فوجیں بیشمار فوج زبرجد پہ جو گرے تو لشکر زبرجد کو تہ و بالا کردیا لاشوں سے میدان بھر دیا بوزینہ پایہ تخت چھوڑ کے آگ برساتا ہوا چلا اُدھر سے لڑتے ہوئے شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی آتے تھے انکے ساتھ والوں پہ جو آگ برسی کئی سو جوان جل کر گرے گھوڑے بدلگامیاں کرنے لگے اسد نے اپنے کو ہٹایا ایک نخل کی آڑ پکڑی بوزینہ کو تاکا کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر سحر کمان میں پیوست کیا بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہیں کہ انکے سردار کیسے کیسے صف شکن کیسے کیسے تیغزن جنگ رستمانہ کرتے ہوئے آتے تھے یکایک بوزینہ نے جو سحر کیا تلوارین رُک لیں حیران حیران چہار جانب دیکھتے ہیں عیاران اسلام کہ حقۂ آتشبازی مارتے ہوئے آتے تھے کسی کو کمند مار کر گرایا کسی پہ حباب مار دیا کسی کے خنجر مارا کسی ساحر کو بڑھ کر للکارا عیارونکی بھی کمندیں جلیں خنجروں کا کاٹ کم ہوا مزاج عیاروں کا برہم ہوا چاہتے ہیں کہ جان بچاکر بھاگ جائیں فرامرز عاد مغربی بہادر یکتا جوانان صف شکن ہمراہ لیے لڑتا ہوا

آتا تھا عیاروں کو پراگندہ دیکھا کہ خنجر پھینک پھینک کر بھاگنے پر آمادہ ہین یا تو گھس گھس کے لڑ رہے تھے یا مزاج درہم و برہم خوف زیادہ جرأت کم کیسے کیسے عیاران طرار خنجر گزار مصروف جنگ تھے کہ لڑنے والے جان سے اپنی تنگ تھے ہزار ہا ساحر بار گرا رہے یا چاچکے کچھ کھڑے ہین کچھ بھاگے جاتے ہین فرامرز جو اس مجمع مین آیا وہ زمین سحر بند ہی گھوڑا فرامرز کا بدلگامی کرنے لگا اسکے ساتھ کے جوان داہنے بائین منھ پھیرنے لگے چاہتے ہین کہ کہین نکل جائین گھوڑے اپنے قابو مین نہین رہ رہ کے جست کرتے ہین چاہتے ہین کہ سوار کو گرا دین جمہور جانسوز فرامرز کا یہ حال دیکھکر تبرزین کھینچے ہوئے اس مقام پر آیا پکار کر آواز دی کہ او مغرب بچے جنگ مین کیسی پریشانی شکل آئینے کے حیرانی یہ کہکے جا پڑا دس بیس جادوگر مارے مگر بوزینہ نے بڑھکر کچھ ماش کے دانے پھینکے جسم سے اہل اسلام کے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے بے آگ جلنے لگے ہزار طرح گھوڑون کو سنبھالتے ہین گھوڑے نہین سنبھلتے کئی سو سردار اس مقام پر آکے پھنسے جو اس مقام پر آیا اپنی جان سے بیزار ہوا لڑائی سے بیکار ہوا بعض پریشان ہوکر پشت مرکب سے کود پڑے صحرا کی طرف بھاگے بوزینہ نے دو کوس کی زمین سحر بند کی ہو اپنے پیرون کے نام لے لے کر پکار رہا ہو کہتا ہو کہ یارو مین نے عمر بھر تمکو خوراک کھلائی جو تمنے مانگا وہ ہی دیا شراب کی بوتلین صدہا تمھارے نام پر بہائین اس وقت میری مدد کرو جب بہت چیخا چلایا کسی طرف سے کچھ شیر پیدا ہوئے میدان مین جنگ کرنے لگے بوزینہ نے بڑھکر جھولی پر ہاتھ ڈالا مٹھی بھر کے ماش کے دانے نکالے اور پکار کر آواز دی اے شعبدہ باز و تم جلد آکر حاضر ہو تم سب میری جان کے محافظ و نگہبان ہو آج تو وہ سامان کرو کہ ملازمان حمزہ کو گرفتار کرین سامنے ایک نخل تھا اُسپر ایک طائر بیٹھا ہوا تھا اُسنے پکار کر آواز دی شکل انسان کے گویا ہوا کہ اے بوزینہ منزل دراز اس وقت سب تیرے پیر موجود ہین اور تدبیر کر رہے ہین چاہتے ہین کہ سرداران حمزہ کے ایسے دل مطلین کہ یہی سب مل کر صاحب قران کو گرفتار کرلین بوزینہ قہقہہ مار کر ہنسا کہا کہ یارو تم سب سے یہی امید ہے میری شعبدہ بازی مین بھلا ہی کبھی کسی مقام پر کمی نہین کی جہان تم گئے فتح کر کے آئے کیا کیا ہمارے مرتبے بڑھائے اب آج کیا کروگے اگر حمزہ کو گرفتار کیا تو تمام دنیا مین نام رہیگا طلسم ہفت پیکر

برباد ہونے سے بچیگا زیرجد نے دیکھا کہ لوزینہ بڑھا ہوا کچھ نام لے لے کر پکارتا ہی اسباب
سحر پھینک رہا ہی ماش کے دانے رائی کے دانے سرسون کے دانے جب ان چیزون کو لوزینہ
پھینکتا ہی تو گھوڑے طرارے بھرتے ہین گرانے پر سوار کے آمادہ ہوتے ہین وہ شہسوار کہ
جنکے مرکب ہوا سے بھی آگے چلتے تھے دریا کی روانی بھُو تھنی غنچۂ گل تیز و طرار اپنے راکب کے
خیرخواہ یا یہ وقت ہی کہ کوڑے کھاتے ہین اپنے مقام سے قدم نہین اُٹھاتے یا طرارے
بھرتے ہین کہ سوار کو گرا دین دہانا چبا رہے ہین کف مُنہ سے جاری چہرون پر اُداسی و پریشانی
یا سبزۂ فلک کو تکتے تھے یا اپنے مقام سے ہل نہین سکتے یہی معلوم ہوتا ہی ان سبکے پاؤن مین
زنجیرین پڑی ہین لوزینہ بڑھا کہ ان سب پر ایسا سحر کرون کہ یہ سب ہل کر حمزہ پر جا پڑین مُٹھی بھر
ماش کے دانے اور جھولی سے نکالے پکار کر آواز دی کہ ای خونخوار صید گیران سب کے
دلون پر قبضہ کر کہ حمزہ کو یہ سب گرفتار کرلین تجکو شراب پلاؤنگا روز تیرا پوجا کرتا ہون پہلو
سے آواز آئی کہ ای افسر کیون گھبراتا ہی ہم اسی میدان مین موجود ہین دلون پر سرداران اسلام
کے رنگ جما رہے ہین تھوڑے ہی عرصے مین رنگ جما چاہتا ہی مگر خون اپنا نکال کر پھینکو
خونخوار بے خون کے پیے آمادہ نہ ہوگا ہم سب اسکو سمجھا رہے ہین وہ نہین مانتا ہمارے
کہنے کو خلاف جانتا ہی لوزینہ نے جواب دیا کہ اب منت و خوشامد نہ کرو مین خون بھی دیتا ہون
کیا کسی بات مین عاجز ہون اُن چیزون کو قبضے مین کیا کہ اگر دوسرا قصد کرتا تو دیوانہ ہو جاتا
مین نے تم ایسون کو پوجا پاٹ کر کے قبضے مین کیا یہ کہہ کے جھولی سے کارد نکالی ران پر
اپنی چھُری مار لی خون چلو مین لیکر آواز دی کہ ای خونخوار پیٹ بھرلے جسقدر جی چاہے
غلام جسم کا بدولت کے بنے یہ کہکر خوب قہقہہ مار کے ہنسا پکار کر کہا کہ مین سمجھ گیا اب حمزہ
کہان جائیگا مُنہ کھول کر جو ہنسنے لگا اسد غازی تاکے ہوئے کھڑے تھے دہن لوزینہ کا
تاک کر تیر مارا حلق پر پڑا گُدّی کو توڑ کر پار گندا مرنا لوزینہ کا تھا کہ آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری
و برفباری ہونے لگی عرصے تک ہوا تند چلی اسکے پیرون نے آواز دی کہ کشتی مرا نام من
لوزینہ منزل ہدرار بود زیرجد شاہ نے جو لاشہ لوزینہ کا دیکھا ساتھ والون سے کہا کہ یہ
آسمانی تیر کہان سے آیا کسنے ایسے ساحر ہوشیار کو مارا آج قدرت کو بڑا غم ہوگا یہ ساحر شیر

قدرت تھا ایسے چند ساحر ہین کہ عجائب وغرائب قدرت کو سنبھالے ہوے ہین سب طرح کی
خبر پہونچاتے ہین آٹھ پہر نیک و بد بتاتے ہین اب سنبھل کر لڑو حمزہ کو گرفتار کرنے کی تدبیر
کرو ساتھ والے زبرجد کے آمادہ ہوے تین لاکھ جادوگر ساتھ لیکر آیا ہی سب کو بڑھایا افسون
نے اسباب سحر ہاتھ مین لیا سب بلوہ کر کے چلے صاحبقران نے بڑھ کر شمشیر زنی کی مجمع ساحران
غلہ ہٹایا سردار صاحبقران کے دست راست پر لندھور بائین پر مالک جم جم کر سب سرداران
لڑنے لگے زبرجد غل مچاتا ہی کہ یارو مین سحر کرتا ہون تم صاحبقران کو گھیر لو اب آگے نہ
بڑھنے دو کئی ہزار ساحر مجمع کر کے سحر کرتے ہوے بڑھے کوئی آگ برساتا ہی کسی نے آبرو
اپنی بڑھائی ابر بنا کسی نے جل کر گولہ زمین پر مارا دریاے آتش پیدا ہوا سب طرف سے
دریاے آب و آتش جوش زن ہوے سرداران صاحبقران گھوڑون سے گرنے لگے بعض
کے مرکب اپنے راکب کو چاہتے ہین کہ پشت سے اپنی گرا دین سردار کیسے کیسے کوڑے
گھوڑون پر مار رہے ہین پشتین گھوڑون کی زخمی ہوئین مگر مرکبون کا وہی حال ہی سوارون
کو لیے ہوے دوڑے پھر رہے ہین کم سوار پشت ہاے مرکب سے گر رہے ہین
زبرجد نے بڑھ کر سحر کیا کہ صاحبقران کو ہزارہا شعلۂ آتش نے گھیرا ہو صاحبقران نے
بڑھ کر اسم اعظم پڑھا شعلہ ہاے آتش ہٹے زبرجد نے زانو کو پیٹ لیا ساتھ والون سے
کہتا ہی کہ یہ وہ سحر مین نے کیا تھا قدرت کا تعلیم کردہ مگر حمزہ نے جب اس سحر کو مٹایا
تو اب مین کیا کرون رفقا نے عرض کی کہ ہم لوگ ہر چند چاہتے ہین کہ بلوہ کر کے قریب پہونچین
اور صاحبقران کو پشت مرکب سے اُتار لین مگر حمزہ اس زور مین شمشیر زنی کر رہا ہے کہ
اُسکے قریب کوئی ٹھہر نہین سکتا جہان جم گئے گرد مرکب کے لاشے ہی لاشے پڑے معلوم
ہوتے ہین ساحر اپنی مجبوری پر روتے ہین یہ لوگ سواے سحر کے نیزہ و شمشیر کو کیا جانین
عاجز ہو کر بھاگتے ہین کچھ ساحرون کو بن نہین پڑتا زبرجد نے آواز دی یا خداوند ہفت پیکر
لو زینہ مارا گیا حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا کچھ آواز نہ آئی صاحبقران لڑتے بھڑتے جنگ
رستمانہ کرتے ہوے قریب تخت زبرجد پہونچے سرداران زبرجد رونے لگے اسد غازی نے
جو دیکھا کہ صاحبقران بیچ مین ساحرون کے گھرے ہین اپنے سردارون کو لیکر گوشۂ

میدان

نخلستان مین آئے وہان سے کھڑے ہو کر درختون کی آڑ پکڑی تیرون کی بوچھار کرنا شروع کی
سات سو ساحر تیرون سے مارے صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا کہ مقبل تو ایک جانب زخمی
کھڑا جھوم رہا ہے تیراندازون نے کمانین ہاتھ سے پھینک دین سہمے ہوے ایک گوشے مین
کھڑے ہین جرأت صاحبقران پر قربان ہو رہے ہین صاحبقران حیران ہوے کہ یہ تیر
کہان سے آتے ہین تیرانداز تو اس حال مین ہین یہ تیر کسنے برسائے دیکھا کہ اسد غازی
دامن گردانے ہوے گھوڑے سے اپنے اُتر پڑے ہین بیخ نخل پر گھٹنے ٹیکے ہوے تیراندازی
کر رہے ہین ہزارہا ساحر مارے صاحبقران نے جو اتنی مہلت پائی جنگ مرستمانہ کرتے ہوے
قریب تخت زبرجد پہونچے سرداران زبرجد روکنے لگے صدہا پہلوان اس مقام پر ہاتھ
سے صاحبقران کے مارے گئے بعض زخمی ہو کر بھاگے زبرجد نے بڑے بڑے سحر کیے جب
سحر کرتا ہے اشقر رُک جاتا ہے جب امیر اسم اعظم پڑھتے ہین تب اشقر قدم بڑھاتا ہے ایک مقام
پر امیر نے فرمایا کہ کیون اے اشقر تو بڑی بڑی لڑائیون مین ساتھ رہا آج کیا ہے کہ جو تو رک جاتا ہے
اشقر نے زبان جنی مین جواب دیا کہ اے آقا زمین پاؤن تھام لیتی ہے اس وجہ سے مجبور
ہو جاتا ہون امیر نے غصے مین کوڑا اُٹھایا اشقر بلبلا کر طرارے بھر کر برابر تخت زبرجد کے
پہونچا زبرجد نے اُس وقت بڑے بڑے سحر کیے مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی آخر امیر پر ہاتھ تلوار کا
مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کے اسم اعظم پڑھا ہاتھ تلوار کا
مارا زبرجد نے زور مین اپنے سحر کے سپر سحر کو اٹھا دیا امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہین تڑپ کر
تلوار گری سپر کے دو ٹکڑے ہوے تاج کو کاٹ کر تلوار جو گری سر پر زخم آیا قریب تھا کہ دو
ٹکڑے ہون لیکن زبرجد نے اپنے کو تخت سے گرا دیا امیر کی تلوار جو گری تخت کو کاٹ کر
زمین کو بوسہ دیا زبرجد بھاگا صاحبقران نے اشقر دوڑایا چاہتے تھے کہ زبرجد کو
پکڑ لون چند قدم بڑھا کر ایک پنجہ آسمان سے گرا زبرجد کو اُٹھائے گیا جیسے ہی زبرجد
غائب ہوا صاحبقران لڑ رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی او سیہ سالار
قدرت قدرت نے تجکو بڑا مرتبہ دیا اب تو قدرت سے سرکشی کرتا ہے جسکو تو اسم اعظم سمجھا ہے
یہ قدرت کے نام ہین اب اُنکی تاثیر تجھ سے لیے لیتے ہین جسوقت امیر نے زبرجد کو بھگایا ہے

اُس وقت تک خواجہ عمرو گلیم اوڑھے ہوے زیر نخل اشقر صاحبقران موجود تھے جب صاحبقران نے زبرجد کو بھگایا خواجہ ایک نخل کے سائے مین ٹھہر گئے اُس آواز کو سُنکر صاحبقران نے فرمایا کہ او بیحیا کیون دیوانہ ہوا ہو ساری خدائی کرنا بھولجائیگا اُس پروردگار سے دعوی ہمسری جسنے ایک کلمہ کن مین تمام عالم کو پیدا کیا اور تجکو ایک قطرہ نجس سے قرار دیا اسپر یہ غرور سامنے آ تو حال معلوم ہو آواز آئی کہ او حمزہ ہوشیار ہو جا ایک طائر آسمان سے اُڑتا ہوا آیا نخل پر بیٹھا پہلے زمزمہ سرائی کی اور مثل انسان کے پکارا کہ یا صاحبقران ہوشیار ہو جیے ان اشعار کو سُن لیجیے یہ اشعار لائق سننے کے ہین یہ کہکر اشعار پڑھنے لگا۔

نظم

ہی مصر مین شہرہ تری شیرین دہنی کا
تو قصد کریگا نہ مری دل شکنی کا

ہون دولت وحشت سے غنی روز ازل سے
دم بند لبون سے ہی عقیق یمنی کا

تاراج کیا کشور دل ترک نگہ نے
ہی پاس برابر تجھے محتاج و غنی کا

جو پاس ہو وے ڈالیو تو راہ چند امین
محتاج نہ تھا روز تولد کفنی کا

منصف ہوا گر دیدۂ انصاف سے دیکھے
لپکا نہ سپاہی کو پڑے راہ زنی کا

تیار نہین ساعد و بازو ترے قاتل
محتاج بھی ہو جائے تو دل رکھیو غنی کا

اللہ کو کر یاد نہ کر شکوۂ گردون
گل نام نہ لے آگے ترے گلبدنی کا

یاد آئے جو تجکو تب ہجران کے حرارے
بیڑا نہ اُٹھا تو ابھی شمشیر زنی کا

قارون کے خزانے کا طلبگار نہین مین
ہی وقت سحر نام نہ لے ایسے دنی کا

سمجھا ہون جو اس منزل ہستی کو سرا میں
صدمہ نہ ہوا تزنع کی اعضا شکنی کا

بو مشک کی آتی ہی کھلے ہین ترے جب بال
ہوگا نہ سزاوار مجھے مال دلی کا

کھُل جائیگا زاہد یہ رندون کا تقدس
دھوکا ہی وطن مین بھی غریب الوطنی کا

سر پھوڑتا تھا تیشے سے شیرین ہی کے آگے
جوڑا نہین نافہ ہے غزال ختنی کا

مژگان تری پھر کرنے لگین خون دلون کا
موسم تو قریب آنے دو توبہ شکنی کا

فرہاد نے کیون قصد کیا کوہ کنی کا
ان ترکون کو پھر شوق ہوا راہ زنی کا

یادِ دُر دندان مین گئی جان مری تو نا	نقد برائے کشتہ کیا ہیرے کی کنی کا

اُس طائر نے یہ اشعار سامنے صاحبقران کے پڑھے صاحبقران حیران حیران اُس طائر کو دیکھ رہے ہین صاف ثابت ہوتا ہی کہ مبہوت ہو رہے ہین رنگ چہرے کا متغیر ہوتا جاتا ہی طائر دمبدم اشعار پڑھتا ہی اُس طائر سے آنکھ ملائے ہوے کچھ فرماتے ہین عمرو دیکھ رہا ہی کہ صاحبقران کی آنکھون مین حلقے پڑے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا خاموش ہوے آسمان سے آواز آئی کہ کیون اے سپہ سالار قدرت کیون خاموش ہو منم خداوند ہفت پیکر خود قدرت کو تکلیف کرنا پڑی کہ اپنے نامون کی تاثیر تیرے لیے صاحبقران کے پہلو مین مقبل کھڑا ہوا جنگ کر رہا تھا مقبل نے بڑھ کر پوچھا کہ کیون شہریار مزاج کیسا ہی مین آپ کو نہایت خاموش پاتا ہون صاحبقران نے فرمایا دریائے حیرت کا جوش ہوا اسم اعظم فراموش ہوا اس سے خاموش ہون مقبل یہ کہکر پیچھے ہٹا کہتا ہوا کہ اے شہریار غضب ہوا کہ آپ کا اسم اعظم بند ہوا مقبل یہ باتین کر ہی رہا تھا کہ اسکا بھی گھوڑا بد لگامی کرنے لگا بد لگامی کرنے مین غبار اٹھا اُس غبار مین مقبل چھپا تھوڑے ہی عرصے مین غبار سے ظاہر ہوا پکار کر آواز دی کہ اے شہریار غلام کی خبر لیجیے غلام کے قلب مین درد ہی رنگت بھی زرد ہی یقین ہی کہ روح نکل جائے ہر اعضا مثل ہیزم خشک جل جائے جلد مجکو حرز ہیکل دیجیے کہ مین کلیجے سے مس کرون کہ جان ٹھہرے مقبل نے جو امیر سے یہ کہا امیر حرز ہیکل اُتارنے لگے عمرو نے جو دور سے یہ دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے شہریار اسم اعظم تو آپ کو فراموش ہوا حرز ہیکل نہ دیجیے یہ مقبل وفادار نہین ہی امیر نے کچھ جواب نہ دیا اور حرز ہیکل کو گلے سے اُتارا بلا تکلف مقبل کے حوالے کی مقبل نے تڑپ کر آواز دی کہ منم کیہان عجائب نگار حرز ہیکل یون لیتے ہین عمرو نے جو یہ حال دیکھا کہ اسم اعظم صاحبقران کا بند ہوا چہرہ اُداس عالم یاس وہ جو بشکل مقبل تھا سامنے سے غائب ہوا امیر خاموش ہو کر کھڑے ہوے جنگ سے عاجز و ناچار و پریشان کہ آسمان سے آواز آئی کہ اے زر برجاد اب سحر کر اب تیرا سحر تاثیر کریگا اسم اعظم حمزہ کو فراموش ہوا زر برجاد یا تو زیر کوہ جا کر زخمدار کھڑا رو رہا تھا یا یہ آواز جو کان مین آئی سردار بھی دوڑے ہوے آئے وزیرون نے ہاتھ تھام کر تخت پہ سوار کیا زر برجاد سحر کرتا ہوا پہلے سامنے لشکر لندھور کے آیا

پکار کر آواز دی کہ ای دارا ے ہند تمکو حکم ہی کہ قصر نیلگون مین داخل ہو اپنے ہمچشم مالک کو
اپنے ساتھ لیجاؤ لندھور نے پلٹ کر آواز دی کہ ای مالک جاو قصر نیلگون مین رہنے کا حکم ہی
مالک مادیان دوڑا کر آئے لندھور ہاتھی سے کودے مالک مادیان سے اُترے نولاکھ ہندی
لندھور کے اسی ہزار نیزہ داران عرب مالک کے ساتھ والے سامنے دیکھا کہ ایک قصر ہی جسکا
پھاٹک کھلا ہوا ہی نگہبان ساحر دروازے پر کھڑے پکار رہے ہین کہ ای دارا ے ہند و ای
مالک آئیے قصر آپ کا مشتاق ہی مالک ولندھور مع کل فوج اُس مکان مین داخل ہوے
فرامرز عاد مغربی و جمہور آپس مین اشارے کرنے لگے کہ دیکھو مالک ولندھور مین کیا
میل ہی دونون جوان ایک ہی قصر مین گئے جمہور نے کہا کہ بھائی اس مقدمے مین ہمکو تمسے کیا
کہ ہی چلو ہم تم بھی چلین فرامرز نے کہا کہ چلو عذر کیا ہی دونون جوان اسی طرح پر مثل لندھور
و مالک باتین کرتے ہوے اُسی قصر مین داخل ہوے اسی طرح ایک دست راستی اور ایک
دست چپی آپس مین کلام محبت کیے اور گھوڑون سے کودے اور اُسی مکان مین چلے گئے
عمرو دور جا کر کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی کہ کل سردار چلے جاتے ہین کوئی کسی کے روکے نہین رکتا
تھوڑے عرصے مین سب دست راستی و دست چپی اُسی مکان مین داخل ہوے صاحبقران اکیلے
حیران حیران دیکھ رہے ہین کچھ زبان سے نہین فرماتے جب سب سردار مکان مین داخل ہو چکے
تو صاحبقران نے دیکھا کہ اندر سے مکان کے چند تاجدار امیر کو پکارتے ہوے حاضر ہوے
قریب آکر عرض کی کہ ای شہریار سب آپ کے سردار داخل قصر نیلگون ہین ایسے قصر بے نظیر
نگاہ سے نہین گذرے فقط حضور کے تشریف لے چلنے کی دیر ہی سب سردار آپکا انتظار کر رہے ہین
صاحبقران اُن تاجدارون کے ساتھ چلے عمرو ہر چند سفید مُہرہ مین آواز دیتا ہی کہ ای آقاے
نامدار آپ کہان جاتے ہین امیر نے کچھ جواب نہ دیا اور ساتھ تاجدارون کے چلے گئے جب قریب
پھاٹک کے پہونچے ایک آندھی چلی صاحبقران نے آنکھین بند کر لین بعد تھوڑے عرصے
کے جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان تنگ و تاریک مین پایا ہاتھ مین ہتھکڑیان پانون مین
بیڑیان مسلسل و مطوق دوسرے قصر سے کراہنے کی آواز آئی صاحبقران بیڑیون کو سنبھال کر
بمشکل اُٹھے اُس آواز پر متوجہ ہوے دروازہ کھولا دیکھا کہ سب سردار ہمارے مسلسل و مطوق

زنجیرین ہلا رہے ہین غل مچا رہے ہین ہر سردار یہی آواز دیتا ہو کہ ای آقاے نامدار بڑی خطا کی کہ اس مکان مین بے سمجھے چلے آئے یہان آکر گرفتار ہوے اور ایسے مجبور و ناچار ہوے کہ اپنے مقام سے ہل نہین سکتے دیکھیے کیونکر رہائی ہو صاحبقران اپنے سردارون کا حال دیکھکر بہت بیقرار ہوے مگر اسم اعظم بند دل درد مند ہاتھ مین ہتھکڑیان پانؤن مین بیڑیان سب کو مسلسل و مطوق پایا امیر حیران و پریشان اب صاحبقران کو ہوش آیا اسم اعظم فراموش ہو سب ساتھ کے سردار قید ہین صاحبقران نے کہا کہ ای دارلے ہنا یہ کچھ خواجہ عمر و کا بھی حال معلوم ہو کہ اُنپر کیا گذری لندھور نے عرض کی کہ غلام بخوبی آگاہ ہو کہ خواجہ عمرو اس مجمع سے نکل گئے تھے یقین ہو کہ قید نہین ہوے غرض کہ صاحبقران عالیشان مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی قید خانے مین ہین خواجہ عمرو اس معرکے سے نکل کر طرف رستم کے جاتے ہین کہ ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا۔

دو کلمۂ داستان شوکت بیان رستم پیلتن بیان ہوتے ہین تدبیر رہائی امیر و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامۂ مصنف

کدھر ہو تو ای ساقی گلعذار
جو سوچو تو اک بات ہو بات کی
مرے دل مین ہر دم یہ ہو جستجو
کہ سیکش کی ہنجانے مین دھوم ہو
یہ وصلت قمر کو ہوئی جو نصیب
تو سب دور رنج و الم ہو گئے
نہال تمنا ہوا بار ور
کہ ہو گل کو بلبل سے ملنے کا جوش
لکھون داستان امیر جلیل
کرین جا کے صاحبقران کی مدد

دکھا مجکو باغ سخن کی بہار
بس اب آگے وعدہ وفائی کرو
یہ ہو مجکو حسرت یہی آرزو
یہ مجمع غنیمت ہو ای یار سن
ملے آکے پھر مجھسے میرا حبیب
غم فرقت یار دل سے گیا
کہ یہ نخل بے برگ لایا ثمر
ہر اک نخل سرسبز و شاداب ہو
کہ فرزند انکا ہو جا کر کفیل
کہ ہو قید خانے مین ایسا جلیل

یہ ابر سیہ شکل برسات کی
یہ مشکل ہو مشکلکشائی کرو
کہ اس فصل مین رند محروم ہو
بٹھائے جو پہلو مین دلدار سن
جو سامان وصلت بہم ہو گئے
تر دد مرے آب و گل سے گیا
چمن مین ہوا بلبلون کا خروش
یہ سبزہ چمن مین کمخاب کا
لکھون حال خواجہ کا با شدو مد
بجاتے ہین کفار طبل رحیل

چہرہ کشایان طلسم عجائب سحر سامری طے کنندگان منازل افسون گری اس داستان
شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین۔ شعر۔ مرصع خیالان فرخندہ پے ٭ رہ داستان یون وہ کرتے
ہین طے ٭ خواجہ عمرو و مہتر برق فرنگی نے جب یہ ہنگامہ دیکھا اس ہنگامے سے نکلے آخر ایک مقام
پر آکر خواجہ نے برق سے صلاح کی فرمایا کہ اے برق دیکھا آج ہفت پیکر نے خود آکے سحر کیا
سب کو دیوانہ کر دیا اسم اعظم بیدار کر کے لے گیا حرز ہیکل بھی لے لی اب اسکی قید سے رہائی
بہت دشوار ہے جب تک طلسم کشا پیروی نہ کرینگے تب تک رہائی غیر ممکن ہے برق بھی اس بات پر
رضامند ہوا کہ چل کر رستم کو اطلاع کرو وہ آکر رہا کر لین گے انکے پاس تحفہ جات موجود ہین وہ
تحفہ جات بچا لے گئے ہین کہ ان پر سحر تاثیر نہین کرتا آپس مین یہ صلاح کر کے طرف رستم
کے چلے منزلون کو طے کر کے راہ مین صحرائے ویران ملے کوئی جنگل آباد نہ ملا برق پتے
دیتا ہوا آیا کہ اس صحرا مین فلان ساحر تھے اس جنگل مین فلان جادوگر تھا انکو مارا تب یہ
جنگل ویران ہوئے یہ سب دیکھتے بھالتے چلے بمشکل منزلون کو طے کیا سامنے لشکر رستم کے
پہونچے زمانہ وہ ہے کہ رستم کے ساتھ بڑے بڑے جادوگر اور بڑی بڑی جادوگرنیان ہمراہ ہین
جہلال سرکش مقابلہ رستم مین آیا ہوا ہے کئی مرتبہ پیغام بھیج چکا کہ آپ یہان سے پلٹ جائیے
رستم نے جواب دیا کہ بدون قتل ہفت پیکر ایک قدم پیچھے نہ ہٹائین گے جہلال سرکش نے
طبل جنگی بجوایا ہے ہر مہاسے مین داخل ہو سحر تیار کر رہا ہے کہ صبح کو لشکر رستم کو مٹا دونگا یہان
ہمراہیان رستم نے عرض کی ہے کہ اے شہریار یہ جادوگر بڑا زبردست ہے صبح کو جب سحر کریگا ہم مین
سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو اسکے سحر سے عاجز نہ ہو کوئی اسکے سحر کو نہ روک سکیگا رستم متردد ہین
آفتاب فلک سپہر کاہن نے عرض کی کہ غلام کو یہ خوف ہے کہ ایسا نہ ہو تحفہ جات حضور کے قبضے
سے نکل جائین پس رستم کو جہلال کے سحر سے نہایت خوف ہے ہرچند کہ لشکر گران ساتھ ہے مگر
سب گھبرا رہے ہین لیکن خواجہ و برق جو سامنے لشکر رستم کے پہونچے اور یہ خبر معلوم ہوئی
کہ جہلال سرکش سحر تیار کر رہا ہے لشکر رستم انتشار مین ہے یہ دریافت کر کے لشکر رستم سے
خواجہ نکلے فرمایا کہ اے برق آج شب کو تم لشکر رستم مین مقام کرو شب کو رستم سے ملاقات
نہ کرنا مین جہلال کی فکر مین جاتا ہون یہ کہکے خواجہ لشکر رستم سے نکلے سمک ملیدا فی نے

جو ساحرون کی یہ باتین سنین کہ سب ساحر ڈر رہے ہین رستم سے یہ کہکر نکلا کہ غلام فکر جہلال
مین جاتا ہی خواجہ عمرو کنارۂ لشکر جہلال پر پہونچے تھے کہ دیکھا سمک ایک ساحر کی شکل بنا ہوا
آتا ہی خواجہ نے آواز دی کہ ای سمک کہان سے آتے ہو سمک نے جو اپنے قبلہ وکعبہ کو دیکھا
دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ قبلہ وکعبہ آج لشکر مین رستم کے سحر جہلال کا بڑا ہنگامہ ہے
ہر ایک کا یہی قول ہی کہ صبح کو جہلال قیامتین برپا کریگا لہذا مین کچھ خرچ کو بھی آپ کو دلوا دونگا
آپ جاکر اگر بن پڑے جہلال کو گرفتار کرکے لائیے یا سر اُسکا خدمت غلمشاہ مین پہونچایئے
خواجہ نے کہا کہ تم کنارۂ لشکر پر ٹھہرو مین جاتا ہون سمک کو منتظر کرکے خواجہ لشکر جہلال مین
آئے دیکھا کہ چار لاکھ ساحر سائے مین ہر نخل کے بیٹھے سحر تیار کر رہے ہین ہر ایک کا یہی
قول ہی کہ صبح کو لشکر طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا مناسب یہ ہی کہ سب اس صحرا سے نکل جائین
ایسا سحر ہو کہ سب کو تکلیف پہونچے کوئی اپنے مقام پر باقی نہ رہے سب اُٹھکر بھاگین خواجہ
یہ دریافت کرکے اول لشکل ساحر دربارگاہ جہلال پر آئے پوچھا جہلال کس کام مین مصروف
ہی زبانی خدمتگارون کے معلوم ہوا کہ ہو سخانے مین ہین یہ دریافت کرکے خواجہ وہان سے
ہٹے کنارے آکر تخت زبرجدی نکالا اُسپر سوار ہوے ایک ساحر جلیل کی شکل بنکر ایک
نامہ طرف سے ہفت پیکر کے ہاتھ مین لیا تخت اُڑاتے ہوے چلے یہان جہلال بیٹھا ہی
سب اسباب سحر منگوا کر سامنے رکھا ہی کہ آسمان سے آواز آئی کہ ای رازدار خداوند منعم
اسرار بلند پرواز یہ سُنکے جہلال نے سر اُٹھایا دیکھا کہ تخت پر ایک ساحر سوار تخت
اُترتا ہوا زمین پر آتا ہی ایک کاغذ ہاتھ مین لیے ہے جہلال اُٹھ کھڑا ہوا سرنامے پر کاغذ کے
مُہر ہفت پیکر دیکھی پکار کر آواز دی کہ ای اسرار بلند پرواز آیئے مین مشتاق تھا
خواجہ نے تیور دیکھے کہ تیور سے تو اطمینان ظاہر ہے تخت کو اُتار لائے جہلال جس چوکی
پر بیٹھا تھا اُٹھ کھڑا ہوا کہا کہ آیئے خواجہ اُچک کر تخت سے اُس چوکی پر آلئے کاغذ
ہاتھ مین جہلال کے دیا جہلال نے اُسے پڑھا مرقوم تھا کہ ای بندۂ خاص الخاص قدرت
کو معلوم ہوا کہ تم سحر تیار کر رہے ہو لہذا اپنے نائب کو روانہ کیا ہی یہ تمکو سحر بتائیگا اس سحر کو
صرف کرو جہلال نے عرض کی کہ مین نے وہ سحر تیار کیا ہی کہ کوئی فرد بشر لشکر طلسم کشا کا باقی

رہے کہ جسکو تکلیف نہ پہونچے عمرو نے کہا کہ ایک سحر دیا ہوا خداوند کا ملتا ہی اسکو بھی لے لو
مہلال نے کہا کیا تدبیر کرون عمرو نے کہا کہ ایک انگیٹھی مین آگ روشن کیجیے تو مین لوبان
دیا ہوا قدرت کا حاضر کرون اسمین سے ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ کل کیفیت بیان کریگی مہلال
نے فوراً آگ روشن کی عمرو نے تھوڑا لوبان اپنے پاس سے نکال کر مہلال کے ہاتھ مین
دیا کہا کہ یہ لوبان آگ مین ڈالیے ایک پریزاد پیدا ہوگی مہلال نے وہ لوبان آگ مین ڈالا
دھوان نکلا دماغ مین مہلال کے پہونچا مہلال بیہوش ہوکے گرا عمرو نے فوراً زبان مین سوزن
دی پشتارہ اٹھا کر تخت پر رکھا اور تخت اڑاتے ہوے چلے جب سر لشکر پر پہونچے نعرہ کیا

نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے نام سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

تراشندہ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہان گرد و طرار ہون

لشکر والون نے دیکھا کہ ایک عیار نعرے کرتا ہوا ہمارے
افسر کو لیے جاتا ہی سبھون نے آواز دی کہ یارو اس عیار مکار کو روکو کہ ہمارے افسر کو لیے جاتا ہی
عمرو نے فوراً شیشہ حضرت دانیال کی تخت پر آزمایا جو ساحر چھٹا جسنے طناب پر ہاتھ رکھا
نیچے پانون اوپر طناب مین لٹک گیا کئی ہزار جادوگر طناب مین لٹکے عمرو نے کئی گز کے زنبیل سے نکالے
اشارہ کیا ساحرون کو مار لو گرگون کے سونٹے چلنے لگے ہزارہا جادوگر کا لاشہ زمین پر گرا رستم مقام
پر بیٹھے ہین کہ سمک نے بڑھ کر خبر دی کہ قبلہ و کعبہ مہلال کو لیے ہوے آتے ہین اُسکے ملازم روک
رہے ہین خواجہ لڑتے بھڑتے آتے ہین رستم بارگاہ سے یہ سنکر نکل آئے آفتاب فلک سیر نے عرض کی
کہ غلام جاکر ان ساحرون کو دفع کرے سمک نے کہا کہ اُنکے پاس تک کوئی نہ جا سکیگا جو جائیگا
فوراً گرفتار ہوگا کاہن نے نہ مانا تڑپ کر بلند ہوا قریب تخت کے پہونچا دیکھکر آواز دی کہ
کیون خواجہ یہ جو سب ساحر بلوہ کیے آتے ہین کہیے تو انکو ہٹا دون یا قتل کرون جو ارشاد ہو
وہ بجا لاؤن خواجہ نے ہر چند کہا کہ تم الگ رہو دخل نہ دو آفتاب نے نہ مانا ایک گولا طرف
ساحرون کے مارا سب ساحر جلنے لگے ہر ایک کے جسم سے شعلہ آتش نکلنے لگے ساحر بھاگے آفتاب نے

طناب پر پاؤں رکھ دیا آفتاب بھی لٹک گیا کہ پاؤں طناب میں بندھے سر نیچے اور پاؤں اوپر فریاد کرنے لگا کہ خواجہ مجھپر رحم کرو میرا کام تمام ہوتا ہے خواجہ نے تخت قریب رستم کے اُتارا جو ساحر اسمیں لٹکے ہوئے تھے اُنکے سر کاٹ لیے جو آئے تھے وہ پلٹ گئے رستم نے ہاتھ خواجہ عمرو کا تھام لیا جہلال کو لیکر بارگاہ میں آئے رستم نے حکم دیا کہ اسکو ستون سے باندھو خواجہ نے ہوشیار کیا کہا کیوں اے جہلال دیکھا پروردگار نے کیا سامان کیا جہلال نے دیکھا کہ دربار دُربار طلسم کشا آراستہ ہے طلسم کشا مقام صدر پر بیٹھے ہیں کہ اے جہلال تم حافظ کلام ہفت پیکر مشہور ہو خود ہفت پیکر نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے کہ یہ سال اختتام طلسم ہفت پیکر ہے پس مناسب ہے کہ اپنی جان بچاؤ ہمارے ساتھ طرف صحراے گرداب نشان کے چلو اُس صحرا کی بڑی تعریفیں سُنی ہیں کہ گرداب جادو بڑا ساحر زبردست ہے اُسکو ہمارے ہاتھ سے قتل کراؤ لوح کا پتہ لگے لوح حاصل کریں اور طلسم ہفت پیکر میں داخل ہو اس فصاحت و بلاغت سے جہلال کو سمجھایا کہ جہلال باتیں فرزند صاحبقران کی سُنکر بے اختیار رونے لگا اور عرض کی کہ اے شہریار آپ نے وہ کلمات ارشاد فرمائے کہ قلب پر تاثیر ہوئی غلام آپ کا ہفت پیکر کو خوب پہچانتا ہے قلب پر تاثیر ہوئی دیدۂ دل روشن ہو گئے اور میں ہفت پیکر کے حال سے بخوبی ماہر ہوں کہ ایک شخص شعبدہ بازی میں کامل و اکمل سحر سازی میں طاق شہرۂ آفاق ہے جسوقت سحر کرے زمین کو آسمان پر پہونچا دے ہفت طبقات زمین کو ہلا دے ایسی مشکل پڑے کہ سب اہل شہر پریشان ہو جائیں اے شہریار ہفت غار افراسیاب میں کہ کل ملکوں کے ساحر براے امتحان آتے ہیں وہاں سے سند پاتے ہیں میں بھی براے امتحان گیا تھا کل فنون میں میں نے بھی سند پائی اسنے جو مجکو کامل و اکمل دیکھا باہر نکل کر مجھسے کہا کہا اے جہلال میرے ساتھ چل تیرا وہ مرتبہ کروں کہ عالم عالم رشک کرے مقام پر اُس ہفت پیکر کے آیا مجکو اپنا نائب بنایا میں کل مقدمات کی اسکو خبر دیتا تھا اب جو خدمت حضور میں رہوں آپکو تا طلسم ہفت پیکر پہونچا دوں میں نے اب تک بے اعتبار کام کیا اسوقت میں بخوشی صدق دل سے مطیع اسلام ہوا اب حیران ہوں کہ کون خبر دیگا میں اُسکو سیکڑوں کوس کی خبر دیتا تھا تب وہ کاربند ہوتا تھا اب خبر نہ ملیگی یہ کہکر اشارہ کیا خواجہ نے

زبان سے سوزن نکالی جہلال نے اپنے کو رہا کیا دوڑ کر قدموں سے خواجہ کے لپٹ گیا کہا کہ
ای شہنشاہ اوج عیاری آپ کی وجہ سے نعمت مذہب مین نے پائی دولت کونین ہاتھ آئی طلسم کشا
سے متوجہ ہو کے کہا کہ ای طلسم کشا آپ نہایت صاحب اقبال ہین اگر خواجہ نہ آتے تو صبح کو
تحفہ جات جسم اطہر سے نکل جاتے اور یہ تین چیزین تین جگہ منتشر ہو جاتین اپنا اپنا رنگ
دکھاتین سالہا سال انکا ملنا آپ کو دشوار ہوتا مگر خواجہ عمرو ایسے وقت پر پہونچے اور مین
ان کرشمون سے آگاہ نہ تھا ذرا بھی اگر مجکو خبر ہو جاتی کہ وقت پر آکے عیار ساحر کو گرفتار
کر لیتے ہین تو مین ایسی تدبیر کرتا کہ جس مقام سے قصد کرتے وہین گرفتار ہوتے مگر اس امر کو
بالکل نہ جانتا تھا جسوقت خواجہ آسمان سے پیدا ہوے اور نام ہفت پیکر کا لیکر آواز دی
مین گھبرا گیا دل دھڑکا تھا مگر اس امر کو بالکل نہ جانتا تھا یہ حماقت و بیوقوفی ہفت پیکر کی تھی
کہ اُسنے مجکو نہ آگاہ کیا ورنہ اُسی وقت گرفتار کر لیتا مگر آپ صاحب اقبال ہین اگر ایسے دھوکے
نہ پڑین گے تو طلسم کیونکر فتح ہوگا آپ کی اقبال مندی اور ہفت پیکر کی بد اقبالی ظاہر ہے
اس راز سے کون ماہر ہے جہلال عرصۂ دراز تک رستم کو سمجھایا کیا اور مطیع ہوا رستم نے
خواجہ سے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری آپ نے بڑی مشکل آسان کی اگر آپ نہ آتے تو جہلال
کا سحر کون روکتا بتائیے قبلہ و کعبہ کہاں ہین عمرو بہت رویا اور کہا کہ ای نور نظر صاحبقران
نے وہ وہ مقام فتح کیے کہ جن مقامون پر غیر ساحر کا گذر نہین ہو سکتا لیکن فلک نے انقلاب
دکھایا کہ صاحبقران مع سردارون کے کوہ زبرجدی پر قید ہو گئے مین یہ حال دیکھکر وہان سے
اس خیال مین تمھارے پاس آیا کہ چل کر صاحبقران کی رہائی کی تدبیر کرو بڑی مصیبت مین
صاحبقران ہین جہلال نے جو یہ سارا حال سُنا اور سب کیفیت دریافت کی کہا کہ ای
شہنشاہ اوج عیاری یہ سحر جو آپ نے بیان کیا خاص ہفت پیکر کا تھا کہ اُسنے خود تصویر
سے نکل کر سحر کیا مگر یقین ہے کہ قیام و مقیم دو جادوگر خاص مصاحب ہفت پیکر ہین اُنکے سپرد
کیا ہو تو عجب نہیں اگر وہ دونون قتل ہون تو صاحبقران مع جملہ سردارون کے رہائی
پائین اب مین طلسم کشا کو تا بہ صحرائے گرداب لشان بہو نچاؤنگا گرداب سے مقابلے
پڑین گے بڑے بڑے سحر ہونگے علاوہ اسکے بڑے بڑے ساحر اُسکے ساتھ ہین اُس

مقام کو ہفت پیکر نے نہایت سخت کیا ہی کوئی اُدھر سے گذر نہیں سکتا کیا مجال ہر وقت گرداب جادو اور دختر اُسکی گشت مین رہتی ہی ملکہ ہمائے اور رنگ نشین اُسکی دختر نہایت حسین و جمیل گرفتار کرکے لیجاتی ہی پاس گرداب کے کوئی پہونچا اور اُسنے قتل کیا کیا ممکن کہ ایک شب قید کرے اُسی وقت قتل کا حکم دیتی ہی اور شوہر اُسکا مواج سمندر تشنیز بلائے روزگار ہی ان سب سے مقابلے پڑینگے اپنے اپنے زور دکھائینگے غلام آپ کا سب کچھ کریگا اب حضور کوچ کرین جہلال سرکش کو رستم نے کل فوج ساحران کا افسر کیا سمک سے کہا کہ لشکر مین پکار دو کل سویرے کوچ ہوگا بعد نماز صبح ہم سوار ہو جائینگے غرض کہ شب بھر جلسہ رہا جہلال سب کیفیتین بیان کیا کیا صحرائے گرداب کے حالات بہت بیان کیے کہا کہ اب تو حضور کوہ زبرجدی پر چلین رستم بعد نماز صبح بارگاہ سے برآمد ہوئے مرکب باد رفتار پر سوار ہوئے جہلال کل فوج ساحران کو لیکر ایک طرف چلا ایک طرف رستم غیر ساحرون کو پشت پر لیکر بصد شوکت چل نکلے یہی خیال ہی کہ اپنے کو بہ تعجیل تمام برابر کوہ زبرجدی پہونچائین قبلہ وکعبہ کو چھڑائین لیکن خواجہ عمرو نے جو جہلال سے یہ سُن لیا کہ قیام و مقیم زن و شوہر اُنکی قید مین صاحبقران ہین اگر وہ دونون قتل ہون یا مطیع ہون تو صاحبقران رہائی پائین جب لشکر رستم روانہ ہو چکا تو خواجہ نے برق سے کہا کہ میان برق صاحب اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ اب میرا ساتھ چھوڑیے مین بہ فکر رہائی صاحبقران جاتا ہون یہ کہکر برق کو الگ کیا خواجہ ایک جانب چلے چار پہر خواجہ نے رہروی کی سامنے کوہ زبرجدی کے پہونچے دیکھا دن بھر زیر کوہ مجمع رہتا ہی مرادمند حاضر رہتے ہین کسی کی مراد ملی کسی کو حکم ہوا کہ ماہ آئندہ مین حاضر ہونا اکثر زبرجد نے گستاخ ہوکر سامنے تصویر کے عرض کی کہ یا خداوند یہ کیا باعث کہ بعض مرادمند محروم پلٹتے ہین ورنہ قاعدہ قدرت کا یہ تھا کہ جو مرادمند آتا تھا محروم نہ جاتا تھا اب جو لوگ محروم پلٹتے ہین یقین ہی کہ اپنے مقام پر جاکر طعن و تشنیع کرین کہ کیا قدرت عاجز ہین ہماری مراد نہ دی تصویر نے آواز دی کہ ای زبرجد شاہ ہرچند تیرے ہاتھ سے سب کو گرفتار کرالیا لیکن قدرت کو چین نہین ہی جس وقت سے طلسم کشائے

تینون تحفے پائے اس روز سے قدرت کو انتشار رہتا ہی ہر چند کہ طلسم ہفت پیکر ایسا مقام
نہین ہی کہ لوح پر قبضہ کرلے مگر قدرت کو بڑا تردد ہی کہ ایسا نہ ہو جس طرح اشیائے تحفہ جات
ملے اسی طرح دشمن شریک ہوکر لوح کا پتہ پائین بیٹھکر بہ حیرت خاموش ہورہا خواجہ کلیم
اوڑھے پہلوے کوہ مین کھڑے تھے یہ سب باتین سنکر خیال مین گذرا دن کا تو حال معلوم
ہوا کہ یہ تصویر مین موجود رہتا ہی لیکن شب کا بھی حال سمجھون پہلوے کوہ مین ایک گل سرسبز
و شاداب تھا خواجہ اسپر چڑھ کر گلیم اوڑھے ہوے بیٹھے جب دوپہر رات گذری آسمان پہ
برق چمکی خواجہ نے دیکھا کہ ایک جادوگر اور ایک جادوگرنی تخت پر سوار آکر پہونچی قریب
تصویر کے آکر عرض کی کہ یا خداوند حمزہ صاحبقران مع طلسم کشا مع سردارون کے میرے پاس
قید ہین کیا حکم ہوتا ہی دیر تک پکارا کیا بعد عرصہ دراز ایک عقاب بلند پرواز اڑتا ہوا آیا
اندر دیر کے گھس گیا زن و شوہر اس حال کو دیکھ دیکھ کر رو رہے ہین کہ وہ عقاب سر تصویر
سنگی پہ بیٹھا غائب ہوگیا اب تصویر نے آواز دی کہ اے قیام و مقیم کیون گھبراتے ہو اب قدرت
نے تقدیر مضبوط کی طلسم کشائی بھی فکر ہوئی جاتی ہی تو جاکر انکو تکلیف پہونچا کہ تڑپ تڑپ کے
اپنی جان دین چند کنیزین ان دونون کے ساتھ تھین وہ پہاڑ پر ٹہلنے لگین ایک کنیز کو عمرو
نے بیہوش کیا اسکی شکل بنکر ٹہلنے لگے کہ قیام و مقیم تصویر سے باتین کرکے تخت پر سوار
ہوے پہلے عمرو ہی کو پکارا کہ اری گل بہار چلو آ خواجہ نے جواب دیا ایک کنیز نے ہاتھ
تھام کر کہا کہ اری گل بہار تجھکو شہنشاہ پکارتے ہین تو جواب نہین دیتی عمرو سمجھا کہ گل بہار
میرا نام ہے جھپٹ کے آیا تخت پر سوار ہوا سب کنیزین سمٹ کر آئین اور تخت پر سوار ہوئین
تخت اڑا یا راہ مین زن و شوہر کا آپس مین کلام ہی کہ ہم جانتے تھے قدرت قید صاحبقران
اور کے سپرد کرین گے مگر یہین سے ارشاد ہوا کہ انکو قید مین رکھو ہر چند کہ ہمارا باغ ایسے
مقام پر نہین ہے کہ طلسم کشا کا گذر ہو لیکن جلال سرکش انکا شریک ہوگیا اور ہمزاد
ہی اگر وہ نشان بتادے تو ہو سکتا ہی یہ کہتے ہوے جاتے ہین کہ خواجہ نے دور سے دیکھا
ویرانے مین ایک باغ نہایت عمدہ تعمیر ہے قیام و مقیم اس باغ مین اترے کنیزین
چبوترے پہ باغ کے فرش کرنے لگین تھوڑے ہی عرصے مین فرش وغیرہ تیار ہوا زن و شوہر

آ کے مسند پر بیٹھے پکار کر کہا کہ گل بہار کچھ گائیگی نہین خواجہ عمرو آگے بڑھ کر بیٹھے اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔

نظم

مقابل آرسی مین عکس جو اسکا نمایان تھا / مثال آئنہ وہ آئنہ رو خود بھی حیران تھا
صبا کی طرح دیر و کعبہ مین جسکا مین جویا تھا / بہ رنگ بوے گل دیکھا تو وہ مجھ مین ہی پنہان تھا
تعلق جیب سے دامن کا تھا منظور چھٹوانا / فقط سودا ہے مجھسے جنون دست و گریبان تھا
نہ پایا صبح ہوتے راکھ کا ڈھیر آہ سوزان نے / مثال شمع شب کی شب مین اس محفل مین مہمان تھا
اڑایا دھجیان کرکے لگا جو ہاتھ وحشت مین / کبھی پرزے تھے دامن کے کبھی ٹکڑے گریبان تھا
نہ ٹوٹون کسطرح کانٹون پہ دوری مین گلستان کی / وہ بلبل ہون کہ فرش خواب جسکا گل کا دامان تھا
مرے باعث سے ہی عالم مین شہرا تیری صورت کا / وگرنہ مصحف روے ترا کس کافر کا ایمان تھا
دبستان محبت مین مری تحصیل افزون ہی / اگر مجنون تھا ابجد خوان تو مجکو حفظ قرآن تھا
جو دیوانہ جس وادی مین تھا ہی غیرت لیلی / پرے مجنون کے جنگل سے بھی کوسون بیابان تھا
جلایا تھا مجھے کس مہروش کے سوز فرقت نے / ہر اک ذرہ جو میری خاک کا خورشید تابان تھا
نشان تک بھی نہ رکھا میرا ہوکر صبح پیری نے / مثال شبنم اس گلشن مین شب کی شب کا مہمان تھا
نہ چھوٹا قفس مین بھی پیشہ مردانگی ای رند / نیستان بوریا تھا میرا مین شیر نیستان تھا

خواجہ نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ قیام نے کہا ای گل بہار آج تو تونے وہ کمال کھایا کہ دل بیقرار کر دیا مقیم نے کہا کہ صاحب یہ روز تعلیم لیتی ہی بڑے بڑے کامل جمع رہتے ہین اور یہ انسے سیکھتی ہی قیام نے کہا کہ صاحب حمزہ تمھارے پاس قید ہی خوف ہی کہ عمرو نہ آجاے مقیم نے کہا کہ بھلا صاحب یہ ایسا مقام ہی کہ کوئی غیر آسکے قیام نے کہا کہ آج شراب موقوف رہے میرا دل دھڑکتا ہی ہر چند کہ مین ایسے وقت پر برابر ملاقات قدرت گیا اور وہان زیادہ نہین ٹھہرا مگر گل بہار پر مجکو شک ہوتا ہی عمرو کے تو ہوش اڑگئے کہ اسنے شراب موقوف کی اب مین کیا کرون کیونکر مطلب نکلیگا لیکن اب حال برق کا تحریر کیا جاتا ہی کہ برق فرنگی عقب مین خواجہ کے چلا تھا ایک مقام پر قریب ایک قصر کے آیا دیکھا کہ ایک جوان تاجدار لباس فاخرہ پہنے ہوے بیٹھا ہی ملازمون کو پکار رہا ہی کہ یارو جلد آؤ مین قیام و مقیم کی ملاقات کو جاؤنگا

ملازم جو آنے لگے ایک خدمتگار طرف سے نخلستان کے چلا برق نے بڑھکر ایک حباب مارا خادم بیہوش ہوا اُسکی شکل بنکر حاضر حاضر کرتا ہوا سامنے اُس تاجدار کے آیا اُسنے کہا تخت لاؤ ملازم ایک تخت اُٹھا کر لائے وہ جادوگر اُس تخت پر سوار ہوا برق اُسکے ساتھ تخت پر بیٹھا میٹھی میٹھی باتین کرتا ہوا ساتھ اسکے چلا آتا ہی یہان قیام و مقیم جلسے مین بیٹھے ہین زوجہ ہرچند کہتی ہی کہ شراب کا جرچا کرو قیام کہتا ہی کہ صاحب آج شراب پینا بہتر نہیں رہ رہ کے دل دھڑکتا ہی نہیں معلوم خداوند ہفت پیکر کو کیا منظور ہی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی مقیم نے کہا کہ لو صاحب سالار کوہ کن آتے ہین تمھارے بھائی ہین اکثر تنہائی مین مجھسے کلام عشق و محبت کے کیے مین نے جواب دیا کہ تم میرے دیور ہو بلکہ قیام سے بڑے ہو بجاے باپ کے ہو یہ کیسی باتین کر رہے ہو قیام نے کہا کہ اُنکے مزاج مین مضحکہ ہی تیر کیا نگاہ ڈالین گے مین شکایت کرونگا کہ پھر کبھی تمسے ایسی باتین نہ کرین ورنہ بہت رنج اُٹھائینگے مقیم نے کہا کہ صاحب سہولیت مین کلام کرنا فساد کرنے سے کیا فائدہ یہ زمانہ وہ ہی کہ کل اہل طلسم اپنی اپنی جان کا خیال رکھتے ہین آج کل کسی سے فساد ہونا بہتر نہیں اور نہ کہ اپنے بھائی کو دشمن کرنا کیا ضرور ہی یہ ذکر تھا کہ سالار کوہ کن کا تخت آکر زمین پر اُترا قیام براے استقبال اُٹھا مقیم نے بھی جھک کے سلام کیا سالار نے بہ نگاہ غور دیکھا کہ دریاے جواہر مین غوطہ زن نازنین پرفن غنچہ دہن ہنس کر جو سلام کیا سالار لیس گیا ٹھنڈھی سانسین کھینچنے لگا ہاتھ تھام لیا مقیم نے آنکھ سے اشارہ کیا شوہر سامنے دیکھ رہا ہی ہاتھ چھوڑ دو سالار بیہوت ہو رہا ہی اشارون کو کب مانتا ہی لپٹا جاتا ہی کبھی کہتا ہی کہ اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان تمھارے ہی واسطے تو مین اس وقت آیا ورنہ شب کو ہزار طرح کا انتظام کرنا ہوتا ہی کل قدرت نے خبر دی تھی کہ برق فرنگی طرف تمھارے قصر کے آتا ہی اے سالار ہوشیار رہنا حصار بھی مین نے نہیں کیا ہی تمھارے اشتیاق مین چلا آیا ایسا نہ ہو کہ قریب میرے قصر کے آجائے تو آفت برپا کرے مقیم نے کہا کہ تم جانتے تھے یہ وقت جلسے کا ہی اسوقت بھائی صاحب آپ کے ضرور موجود ہونگے سالار نے کہا کہ کیا مین بھائی صاحب سے ڈرتا ہون بھائی صاحب اگر دخل دینگے تو بہت پچتائین گے رنج و ملال اُٹھائین گے دونون نے اشارہ کیا انھین

جو باتین کین قیام نے زوجہ کو آواز دی کہ صاحب ادھر آؤ تم تو بھائیصاحب سے باتین کرنے لگین مجھے بہت ناگوار ہوتا ہو ایسا نہ ہو کہ ایک گولہ ماروں کہ سر تمھارا اور اُنکا اُڑجائے اب تو کیون اسکی صورت ظاہری پر خیال کرتی ہو کیا اپنے بزرگون کا نام بدنام کریگی اور کیون بھائی صاحب آپ ہماری زوجہ پر نگاہ بد ڈالتے ہین ابھی یہ آپ کی شکایت کر رہی تھی مین نے جواب دیا تھا کہ بھائیصاحب سے شکایت کرونگا سالار نے کہا کہ بھائی صاحب مین نے بہت بڑا ضبط کیا دل نہین مانتا اب آپ میرے حال پر رحم کرین دل کانپ رہا ہو آنکھون مین آنسو بھر بھر آتے ہین راتین تڑپ تڑپ کے کٹتین لاکھ ضبط کرتا ہون دل نہین مانتا اب تو میری یہ کیفیت ہی نظم

پھر لہو سرخ ہوا جسم مین کالا ہو کر
رہگیا ایکے برس بھی مجھے سودا ہو کر

مرتبہ پست ہوا اشک کا اعلا ہو کر
پھر وہی قطرے کا قطرا رہا دریا ہو کر

آہ نکلی جو سوعرش معلا ہو کر
رہ گیا عالم بالا نہ و بالا ہو کر

مرد میدان وفا ہو تو نہ چاہو امداد
سر کرو معرکہ عشق کو تنہا ہو کر

خاکساری نے یہ ترکیب سجھائی ہو مجھے
چوم لے اُسکے قدم نقش کف پا ہو کر

جلوہ فرما سر محفل ہو تکلف نہ کرو
منھ چھپاتے ہو عبث انجمن آرا ہو کر

چشم بہنے لگی جب داغ جگر بھر آیا
چور پیدا کیا ناسور نے اچھا ہو کر

منھ بنا لیتے ہو جب سنتے ہو ذکر عاشق
نام بیمار سے چڑھتے ہو مسیحا ہو کر

ناز معشوق کا عاشق کو دیا ہے دھوکا
تار موے کمر یار نے حلقا ہو کر

پاس ناموس محبت کا رہیگا ملحوظ
اُسکو بدنام نہین کرنے کا رسوا ہو کر

اپنے ہی ہاتھ سے سر کاٹونگا اپنا اک دن
کون بیٹھا رہے پابند قضا کا ہو کر

ملک الموت کو تکلیف نہین دینے کا
پیشتر مرگ سے رہجاؤنگا مردہ ہو کر

ٹھوکرین کھاتے ہو کیون کعبہ مین جا جا کر زند
بیٹھ رہیے کہین رہبان کلیسا ہو کر

یہ اشعار جو سالار نے پڑھے قیام نے کہا کہ بھائی صاحب ذرا ہوش مین آئیے اب تو آپ کھلی کھلی باتین کہنے لگے بس اب جائیے ایسا نہ ہو کہ کچھ آپ کے خلاف ہو سالار نے کہا آج مین مقیم کو لیکر جاؤنگا جب تک یہ میرے پہلو مین نہ ہوگی مجھے آرام نہ آئیگا رہ رہ کے میرا

دل گھبرائیگا قیام نے کہا کہ بھائی صاحب عورت کے واسطے آپ اتنا بگڑتے ہین بڑا افسوس
یہ ہی کہ مجھسے لڑتے ہین ایسا نہ ہو کہ آپ کے خلاف گذرے میری زوجہ کو آپ لیجانے کو کہتے ہین
نازنین نے جواب دیا کہ صاحب کیون بگڑتے ہو مین انکے ساتھ نہ جاؤنگی برق نے سالار سے
کہا کہ آپ کے چھوٹے بھائی ہو کر آپ سے برابر کلام کرتے ہین آپ بھی جواب سخت دیجیے عورت
پر قبضہ کیجیے برق نے یوبہکایا سالار نے فوراً بھاوج کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ کیون او ظالم
پیچ وخم نے تیری زلفون کے مجکو پریشان کیا آئینۂ رخسار نے حیران کیا مین لاکھ چاہتا ہون
کہ صبر کرون دل پر جبر کرون نہین ہوسکتا لہذا اب مین تجکو لیجاؤنگا اب تامل نہ کرو نگا دیکھون
تو بھائی صاحب کیا کرتے ہین اگر بولین گے تو پریشان ہونگے یہ کہ کے ملازمون سے کہا کہ ارے
تخت لاؤ اسکو سوار کرو ہمارے باغ مین لیجاؤ وہان جلسہ آراستہ ہو دیکھون بھائی صاحب
کیا کرتے ہین ایسا نہ ہو کہ مزاج مین اختلاف ہو مقدمۂ اصلی نہ صاف ہو یہ کہ کے طرف تخت
کے چلا مقیم کا ہاتھ تھام لیا چاہا کہ تخت پر بیٹھ جاؤن قیام نے بڑھ کر گولہ مارا سالار نے
گولہ کاٹا آپس مین سحر چلنے لگا کنیزین ہان ہان کرکے الگ ہوگئین کہ دونون ساحر زبردست
ہین ایسا نہ ہو کہ ہمارا سر اُڑ جائے دور سے سمجھا رہی ہین ای سالار چھوٹے بھائی پر یہ بدعت
کرتے ہو کبھی قیام سے کہتی ہین کہ بڑے بھائی سے نہ بگاڑو ایک عورت کے لیے یہ جانبازی
اور عورت سالار سے راضی معلوم ہوتی ہی چاہتی ہی کہ اسکے ساتھ تخت پر بیٹھ کر نکلجاؤن شوہر
کے سحر روکتی ہو کئی مرتبہ تیر مارے ایک مرتبہ تیر شانے پر شوہر کے پڑا شوہر نے للکارا کہ او
گیسو بریدہ کیون تیری شامت آئی ہی تجکو کیا زندہ جانے دونگا مین تیری باتین سمجھتا ہون میرے
بھائی کو تو نے میرا دشمن بنایا تیرا سر کاٹ لونگا زندہ نہین جانے دونگا سالار جھومتا چلا آگے
بڑھا آواز دی کہ او بیحیا کیون اسقدر عورت کو ڈراتا ہی اُسکے سر کے ساتھ میرا سر ہی جو اسکا جی
چاہے اُسنے کیا خبردار اسکو ڈرانا نہین یہ کہتا ہوا تلوار کھینچ کر قیام پر جا پڑا قیام اور سالار مین
چلنے لگی دونون اپنا رنگ اور ڈھنگ سحر کا دکھارہے ہین مہتر برق فرنگی دمبدم سالار کو
اُبھارتا ہی اور خواجہ لشکل گل بہار قیام سے فرمارہے ہین سالار کا سر کاٹ لیجیے آپ کے
لیے بڑی بدنامی ہوگی ایک مقام پر مقیم نے گولہ مارا قیام نے اُسے کاٹا جھولی سے گولہ نکالنے لگا۔

مقیم نے کمان سینگ کی جھولی سے نکالی سینگ کا تیر مجرکمان مین پیوست کیا کہا کہ ارے دیکھ
آسمان سے آگ برسا چاہتی ہے قیام نے طرف آسمان کے دیکھا مقیم نے سینہ تاک کر تیر ارا کہ
سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا قیام کا لاشہ ہو گرا گل بہار دوڑ کر لاش سے لپٹ گئی اور
پکارنے لگی کہ ای شہنشاہ آپ اتنی ہی زندگی لیکر آئے تھے ہفت پیکر نے آپ کو بہشت مین
بلا لیا مہلت نہ دی یہ نگوڑے احمق نے کیا تقدیر کی کہ زوجہ بھی غیر کے قبضے مین گئی اب اسکے
بدلے تمھین وہان حورین ملینگی ہم کہان جائین اپنی مصیبت کس سے سنائین سالار نے کہا
کہ ای گل بہار تم اسقدر کیون بیقرار ہوتی ہو جہان جی چاہے نوکری کر لینا گل بہار نے جواب دیا
کہ ای سالار مین انکے گھر کی مالک تھی زوجہ کو وہ اختیار نہ تھا جو مجھے اختیار تھا ایسی کون
قدر و منزلت کریگا سالار نے کہا کہ تو میرے ساتھ چل اپنی بی بی کے پاس رہنا سارا جواہر خانہ
تیرے سپرد کر دونگا تجھے اختیار ہے برق نے وہ آواز پہچانی اسنے بھی قریب آکر کہا کہ بی گل بہار
اپنا حال ابتر نکرو انکے ساتھ چلو یہ بڑی قدر کرینگے ہم لوگ چار چار روپیہ کے نوکر دس دس روپیہ
اوپر سے پاتے ہین مزے اڑاتے ہین اور تم عورت ہو ایک دن مین سارے گھر پر اختیار ہوگا
نشے باز جوان جسوقت شراب پی جو شخص سامنے آیا اس سے نشے کی باتین کر کے سارا گھر اسکے
سپرد کر دیتے ہین تم تو نوجوان وضعدار ہو دو دن مین اپنا رنگ جما لینا گل بہار نے کہا او
بھیا ایسی باتین نہ کرو مین کیا اپنی بی بی پر سوتا یاد ونگی یہ مرنے والے اکثر راتون کو اٹھ کر
میری پائینتی آ بیٹھتے تھے ہزار طرح کی منتین و خوشامدین کرتے تھے مین نے کہدیا کہ صاحب یہ
بات اپنے دل سے دور رکھو اسی طرح میان سالار سے بھی اپنا طریقہ مین رکھونگی آئندہ انھین
اختیار ہے اگر اپنے مال کو عزیز جانین گے تو میرے سپرد کرینگے ورنہ اختیار ہے سالار نے آکر ہاتھ
تھام لیا کہا بی گل بہار چلو مجھے خود اسکے مرنے کا افسوس ہے اسنے عورت کے لیے جان دی مین نے
ہر چند سمجھایا مگر اسنے میرا کہنا نہ مانا جب یہ بیاہ کے آئی تھی اور گونگھٹ مین تھی جب سے میرے اسکے
آنکھ لڑتی تھی اور اب اسکو اپنے گھر کا مالک کرونگا یہ کہکر تخت آراستہ کیا پہلے مقیم کو سوار کیا
اچک کے برق بھی برابر آ بیٹھا ہوا کہ ہمارے مالک کا گھر آباد ہوا اور پکار کر کہا کہ بی گل بہار آؤ
گل بہار نقلی نے جواب دیا کہ ارے صاحب ٹھہرو مین اپنی گٹھری بقچی تو لے لون یہ کہکر کوٹھری مین

خواجہ گھسنے لگے جہان جو مال دیکھا اُٹھا کر نذر زنبیل کیا برق نے جو دیکھا کہ اُستاد مکان کو لوٹ
رہے ہین یہ بھی تخت سے کود کر پہونچا خواجہ نے پکار کر کہا کہ میان خدمتگار صاحب باہر ٹھہرو مجھ غریب
کی گٹھریان بقچیان جابجا رکھی ہین مین سمجھ کر اُٹھا لون برق نے کہا کہ اُستاد دیکھیے کیسے وقت غلام
پہونچا فرمایا بس چپ رہو کسی بات مین دخل نہ دو ورنہ ابھی کہدونگا برق نے کہا کہ اُستاد آپ نے
حکم دیا تھا کہ میرے پیچھے نہ آؤ الگ الگ کام کرو غلام نے کیا کارنمایان کیا خواجہ نے کہا بس
چپ رہو ورنہ مین سالار سے کہدونگا برق کنارے ہوا ڈرا کہ یہ اُستاد والا نژاد ہین ایسا نہو
کہ کہدین تو خرابی ہو خواجہ نے جھٹ پٹ مال قبضے مین کیا نکل کر باہر آئے تخت پر سوار ہوے
برق سے کہا کہ بیٹا کچھ مال نقد و جنس نہ تھا کچھ چیتھڑے گدڑے تھے مین نے زنبیل مین ڈال لیے
بچون کے نہالچے وغیرہ بن جائینگے برق خاموش ہو رہا اب سالار نے تخت اُڑایا راہ مین
برق رنگ جماتا ہوا کہتا ہوا کہ حضور چل کر باغ مین جلسہ جمائین خوب ہم بھی گائینگے دور جام
چلے آپ دونون کو خوب راضی کرینگے خواجہ مقیم سے باتین کر رہے ہین باتین کرتے کرتے راہ مین
پوچھا کہ صاحبقران کی قید پر تم میان بی بی حاکم تھے اسم اعظم حمزہ کا اور حرز ہیکل کہان
رکھی ہی مقیم نے کہا کہ شیشہ اسم اعظم کا تو میرے پاس ہی ہر وقت جھولی مین رکھتی ہون رات
کو بھی لیکر اپنے پاس سوتی ہون راہ مین باغ ہی کہ اُسمین کبقال زنگی رہتا ہی وہی مقبل کی
شکل بنکر گیا تھا خواجہ نے برق سے اشارہ کیا کہ اسم اعظم حمزہ تو موجود ہی کبقال زنگی کو
بلواؤ برق نے اشارہ کیا کہ اُسکے بلانے کی کوئی وجہ نہین اور بن پڑیگا تو بلواؤنگا کبقال
اپنے باغ مین معشوقہ کو لیے بیٹھا ہو شراب پی رہا ہو سر اُٹھا کے جو دیکھا دیکھا تخت پر سالار جاتا ہی
اُٹھ کھڑا ہوا پکار کر آواز دی کہ ای افسر کہان جاتے ہو چند ساعت یہان ٹھہرو ایک جام شراب
پی لو برق نے کہا کہ حضور باغ بھی معقول ہو جلسہ بھی عمدہ ہی آج اسی مقام پر ٹھہر لیے
کبقال نے آکر پایہ تخت پر ہاتھ ڈالا زبردستی اپنی محفل مین لایا سالار کو مقام صدر پر
بٹھایا زوجۂ مقیم کو دیکھکر پوچھا کہ حضور یہ آپکے ساتھ کیونکر آئین سالار نے کہا کہ مین مدت
سے اسپر عاشق تھا آج مجھسے صبر نہ ہو سکا مین نے اُس سے سوال کیا وہ بگڑا آخر میرے ہاتھ
سے مارا گیا شوہر کو مار کر زوجہ کو لایا ہون اگر اُسکو اپنی جان کی خیر و عافیت مطلوب ہوتی تو

بسہولت زوجہ کو حوالے کرنا بگڑا آخر کو دیا گیا کبقال نے کہا کہ اے افسر ہم تو آٹھ پہر حفاظت میں حرز ہیکل کی مصروف رہتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی فتور پڑے جس وقت قدرت نے آواز دی بشکل مقبل پہونچے جاکر حرز ہیکل مانگ لی باغ سے نکلنا موقوف کیا باغ ہی میں اٹھ پہر رہتا ہوں کہ باغ سے باہر نکلوں عیار کسی مقام پر گھیر لیں مقیم نے کہا کہ اے کبقال اس مرنیوالے نے شیشۂ اسم اعظم میرے پاس اسواسطے رکھا کہ وہ تو مر دو تھے جا بجا جایا جا ہیں میں باغ سے کہیں نکلتی نہیں رات کو بھی اپنے پہلو میں لیکر سوتی ہوں کبقال نے کہا کہ اب تم ہمارے افسر کے پاس آئیں اب تم تک عیار نہیں آسکتے انکے برابر اس حوالی میں کون جادوگر ہے سب نے انکو بہ افسری قبول کیا ہے انکی سب حفاظت کرتے ہیں تمنے خوب کیا کہ انکے ساتھ چلی آئیں سالار نے کہا کہ اے کبقال جس عورت پر ہم نگاہ ڈالیں مجال ہے کہ وہ ہم تک نہ پہونچے ہر چند کہ زوجہ نے شوہر کو مارا مگر میں انکی مدد کو موجود تھا کبقال نے کنیزوں کو آواز دی کہ ارے شراب لاؤ برق اُٹھ کر دوڑا میخانے میں گھس گیا شراب کو الٹ پلٹ کر کے لانے لگا کہتا جاتا ہے کہ اپنے افسر کے لیے ہم خود انتظام کرینگے شراب لا کے رکھی گل بہار بیچ میں آکر بیٹھی عرض کی کہ کنیز ایک غزل گائے کبقال نے کہا کہ بی گل بہار تمھیں گانے میں بھی دخل ہے کہا حضور گانا تو بڑی چیز ہے دل بہلا دونگی سازندوں نے ساز درست کیے خواجہ نے سالار سے آنکھ ملا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔

نظم

ہر گل کو اپنے حسن کا جلوہ دکھا چلے — لو آئے تھے چمن میں یہ فتنہ اٹھا چلے

طوفان آئیں یا کہ مخالف ہوا چلے — کشتی خدا جو چاہے تو بے ناخدا چلے

سیر چمن کو آئے تھے گلگشت کر چلے — اب باغ سے کدھر یہ گلگوں قبا چلے

وحشت میں بیٹھے بیٹھے اگر کھینچوں آہ سرد — بجھ جائے شمع طور بھی ایسی ہوا چلے

واقف ہوئے نہ اہل جہاں کے طریق سے — بیگانہ وار آئے تھے ناآشنا چلے

جاتے ہیں اب وہاں کہ جہاں سے نہ آئینگے — چلنا ہو جسکو ساتھ ہمارے چلا چلے

تڑپونگا خون میں کاٹونگا اپنے گلے کو یار — دکھلاؤنگا تماشہ اگر دست و پا چلے

ان ٹھنڈی گرمیوں سے میں جلتا ہوں کیا — تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے

آباد رکھے حق تجھے ای بادشاہ حسن	ق	عاشق ترے فقیر ترے بینوا چلے
ہر وقت جاؤ جاؤ کہانتک سنے کوئی		در سے ترے چلے چلے او بیوفا چلے
مو ہو گئے سفید سیہ کاریون مین رند		کس کام کو تم آئے تھے اور کرکے کیا چلے

یہ غزل گا کے خواجہ نے کہا کہ مین ہی ساقی گری بھی کرون برق نے کہا کہ یہ کام مین خوب کرتا ہون دونون مین آپس مین تکرار جو ہوئی سالار کو شک پیدا ہوا دو انگوٹھیان ہاتھ سے اُتارین ایک سامنے گل بہار کے پھینکی اور ایک سامنے خدمتگار کے کہا کہ یہ اُٹھا لاؤ تاجا دونون جھکے جیسے ہی انگوٹھی پر ہاتھ پڑا ایک شعلہ بھڑکا کہ ہاتھ مین آبلہ پڑ گیا گرمی جو پہونچی رنگ دروغن دونون کے چہرے سے اُڑ گیا خواجہ نے جو اپنا یہ حال دیکھا فوراً ترپ کر چاہا کہ سالار پر جا پڑون سالار نے ایک دوہتھڑ مارا خواجہ و برق منھ کے بھل زمین پر گرے سالار نے کہا کہ ای کبقال جب راہ مین عمرو نے حال اسم اعظم پوچھا عورت ناقص العقل اُسنے سب حال کہدیا مجھے اُسی وقت سے تردد ہوا تھا کبقال نے جو شراب مانگی اور یہ برق تڑپ کر میخانے مین پہونچا شراب لا کر آراستہ کرنے لگا مجھکو اسپر بھی اُسی وقت شک پیدا ہوا مگر گل بہار پر گمان بھی نہ تھا یہ ظالم بڑی تدبیر سے پہونچا قدرت نے انکی قضا میرے ہاتھ سے مقرر کی ہو ای کبقال میدان خونی کی تیاری کرو کبقال نے کہا کہ مین خود جلاد صاحب بید ہون اگر قدرت حکم دین تو اپنے بھائی کو قتل کرون ذرا مجکو ترس نہ آئے قدرت نے رحم میرے لیئن خلق نہین کیا مقیم نے کہا کہ کیون صاحب یہ دونون کیونکر ہم تک پہونچے مین ساتھ اپنے شوہر کے کوہ زبرجدی پر گئی تھی وہین کچھ فتور ہوا سالار نے کہا کہ برق کیونکر خدمتگار بنکر ہم تک پہونچا یہ عیاران لشکر اسلام ہین ذرا بھی جگہ پائی اور یہ پہونچ جاتے ہین مگر آج انکی قضا دامنگیر ہی کس طرح آکر دونون پھنسے بڑے بڑے ساحرون کو ان دونون نے مارا آج سب کے خون کا بدلہ ہوگا قدرت فرماتے تھے کہ اگر عمرو مار ڈالا جائے تو طلسم کشا کبھی طلسم ہفت پیکر پر نہ پہونچے راستے ہی صاف کرتے ہین لشکر طلسم کشا یہان سے دو منزل پر ہی اور یہ عیار پہلے سے آگے بڑھ آئے یہ سارے فساد ان ہی کے قدم سے ہوے کہ بھائی میرا میری آنکھون کے سامنے مارا گیا دیدۂ دل سے اشک خون ٹپک رہے ہین کہ مین نے بھائی کو مارا انھین ظالمون کے آنے سے

یہ سارے فتور ہوے ای کبقال جلد میدان خونی کی تیاری کرو کبقال نے آواز دی گوشہ باغ سے چند زنگی سیاہ رو تیرہ درون ابرون پر بل پڑے ہوے خنجرہاے برہنہ ہاتھ مین آکر پکارے کہ ای افسر کیا حکم دیتا ہی کبقال نے کہا کہ ان دونون عیارون کو قتل کرو گوشت بھی انکا تمھین کھاؤ وہ زنگی اُچھلنے لگے پکارتے تھے کہ یا خداوند ہفت پیکر تو نے آج کیا نعمت ہمارے واسطے بھیجی ہی مسلمانون کا گوشت اور مسلمان وہ کہ جنھون نے ہزارون جادوگرون کو مارا انکا گوشت ہمکو ملے یہ تیری رحمت و قدرت ہی اُن زنگیون نے عمرو و برق کو کھینچا خنجر لیے ہوے آپس مین لڑتے ہین ہر ایک یہی چاہتا ہی کہ مین قتل کردن دوسرا کہتا ہی کہ سینے کا گوشت مین لونگا ایک کا قول ہی کہ کلے پائے مین لونگا حصے تقسیم کر رہے ہین خواجہ و برق انکی آمادگی دیکھ کر نہایت بیقرار ہین کہ ان ظالمون کے ہاتھ سے خدا بچائے کہ جو قتل پر ایسے آمادہ ہین گوشت کھانے پر کیسے مستعد ہین بیقرار ہوکر خواجہ رونے لگے پروردگار کی درگاہ مین دعا کرتے تھے کہ ای خالق لیل و نہار و ای پروردگار ان دشمنون کے ہاتھ سے بچا لے

نظم

بپیچ کشا لیش باب امید نا امید	بدست فاتح الابواب زن ہست کلید
بہ تیغ تیز محبت ہر آنکہ گشت شہید	چو خضر گشت درین دہر زندہ جاوید
گداے درگہ پاکش فقیر و دولتمند	امیدوار عنایتہ ہمہ شقی و سعید
خداست مالک و حاکم بہ آسمان و زمین	خداست حاضر و ناظر بہر قریب و بعید
خداست کار برار مراد اہل مراد	خداست حاصل امید صاحب امید
خداست کاتب قدرت بوقت ہر تحریر	خداست موجد ایجاد وقت ہر تجدید
زکینہ آئینہ سینہ چون مصفا شد	عیان ز مطلع دل نور کبریا گردید
بشاہراہ طریقت نہاد پا سالک	برہنمائی باطن چو راہ راست بدید
بحمد خالق اکبر عجیب تر دیوان	نوشت ہندی اہل سخن بطرز جدید

خواجہ و برق تڑپ تڑپ کر دعائین مانگ رہے ہین سات آٹھ زنگیان آدمخوار خنجرہاے برہنہ ہاتھ مین اشارے کے امیدوار ہین کہ کبقال حکم دے تو انکے ٹکڑے ٹکڑے اُڑائین مگر لشکر رستم منزلون کو طی کرتا ہوا ایک بیشہ سبز و خرم مین آکر اترا بارگاہ مین جملہ سردار آئے ذکر خواجہ و

برق ہونے لگا جہلال سرکش نے رستم سے کہا کہ اے شہریار خواجہ دمبدم مجھسے قیام و مقیم کا
حال پوچھتے تھے وہ اُن ہی کی فکر میں گئے ہیں ایک نکتہ خواجہ سے مین کہنا بھول گیا کہ کیقال
زنگی جو زہیکل لے گیا خالی قیام و مقیم کے قتل کرنے سے مطلب نہ نکلیگا ایسا نہو کہ دشمن اُنکے
گرفتار ہوگئے ہون سماک اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ مین اپنے قبلہ و کعبہ کی تلاش مین
جاتا ہون پروردگار نے چاہا تو ڈھونڈھ کر لاتا ہون میرا دل مجکو خبر دیتا ہو کہ عیاری اُنھون نے
کی مگر کسی بلا مین پھنس گئے کئی ساحران زبردست ہین وہ دھوکا نہ کھائینگے کوئی بات بھی
عیاری کی کی اور اُنھون نے پہچانا لہذا غلام جاکر تلاش کریگا یہ کہکر خاموش ہورہا لیکن جہلال
ایک عقاب پر سوار ہوا تلاش مین خواجہ کی چلا یہان وہ وقت ہو کہ پانچ سات جلاد آدمخوار
خنجر کھینچے ہوے سر پر کھڑے ہین خواجہ و برق سرنگون حیران حیران طرف کیقال زنگی کے
دیکھ رہے ہین کہ اسنے اشارہ کیا اور غضب ہوا جلاد چاہتے ہین کہ سر کاٹین اور گوشت انکا
کھائین کہ جہلال نے آسمان سے دیکھا کہ خواجہ و برق قتل ہوا چاہتے ہین جھولی سے چکر
نکالا جلادون پر مارا کہ ساتون کے سر اُڑ گئے جہلال زمین پر آیا کیقال کو للکارا کہ او بیحیا
تو اس لائق ہوا کہ چاہتا ہو خواجہ کو قتل کرے یہ کہکر جھولی سے گولہ نکالا کیقال نے پہلے ہی
چھولی پر ہاتھ ڈالا تھا گولہ نکال کر جہلال پر مارا جہلال نے گولہ کیقال کا روک لیا وہ ہی گولہ
لیکر کیقال پر کھینچ مارا کیقال کے سر پر پڑا کیقال کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے کیقال کے
مرتے ہی سالار اپنے مقام سے اُٹھا للکار کر آواز دی کہ او جہلال تو نے غضب کیا کہ کیقال
کو مارا اب کہان جائیگا یہ کہکے ایک طرف سے یہ اُٹھا اور ایک طرف سے مقیم اُٹھی دونون نے
جہلال پر سحر کی بوچھار کردی جہلال دفع کرتے کرتے اول عورت پر جا پڑا کلائی پر ہاتھ ڈالکر
ایک طمانچہ مارا کہ مقیم کا سر اُڑ گیا سالار نے ایک چیخ ماری کہ او جہلال غضب کیا اُس معشوقہ
کو مارا کہ جسکے واسطے مین نے اپنے بھائی کا لاشہ دیکھا یہ کہکر تلوار کھینچی جھومتا ہوا جہلال
پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے جہلال نے خالی دیے سالار جب ہاتھ مارتا ہو کئی تلوارین
اور خنجر جہلال پر گرتے ہین جہلال اُن تلوارون اور خنجرون کو توڑ رہا ہو جب خنجر توڑے تلوارون
کے پھل شکست کیے غصے مین آکر ایک تلوار روک لی کہا او سالار اسی سے تیری قضا ہو

خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا سالار پر مارا سالار نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن برق شمشیر
جو گری سپر کو کاٹا سر پر آئی تاج کو کاٹا تاج کو کاٹ کر سر پہ تلوار گری سراسر سر کو کاٹتا بہ
جگرگاہ پہونچی سالار کے دو ٹکڑے ہوئے خواجہ نے اتنے عرصے مین تمام باغ لوٹ لیا اور
کوٹھریون مین گھس گئے جال نکال کر سارا مال غنیمت اور نذر زنبیل کیا چھت پردے تک
کاٹ لیے جہلال نے جب ان سب کے قتل سے مہلت پائی پلٹ کر دیکھا خواجہ و برق لوٹتے
پھرتے ہین پکار کر آواز دی کہ خواجہ اب چلیے آپکے لیے رستم بیقرار ہین یہانتک کہ غلام کو بھیجا
لیکن شکر ہی کہ وقت پر پہونچا اگر چند ساعت اور نہ آتا تو دشمنان حضور کا خاتمہ تھا عمرو نے
کہا کہ اے جہلال مجھے مرنے کی عادت نہین مین جانتا تھا کہ کوئی بچانیوالا آتا ہوگا مقیم کی جھولی
سے شیشہ اسم اعظم کا نکالا شیشے کو توڑ ڈالا حرز ہیکل پاس سے کیقال کے لی یہان تو شیشہ
ٹوٹا وہان امیر اس قیدخانے مین بیٹھے ہین سردار بھی سامنے بیٹھے ہوئے زنجیرین ہلا رہے
ہین یکایک سردارون نے دیکھا کہ صاحبقران بیہوش ہوئے بعد تھوڑے عرصے کے صاحبقران
ہوشیار ہوئے ہوشیار ہوتے ہی صاحبقران جو خیال کرتے ہین اسم اعظم یاد آیا غصے مین آکر
امیر نے قید کو توڑا سردارون نے بھی قید توڑی اندر سے قیدخانے کے نکلے دروازے پر
صلصال جادو نگہبان تھا اُسنے صاحبقران کو للکارا ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار
چھین لی اُسی تلوار سے اُس سیاہ رو کو مارا مار کر آگے بڑھے تھے کہ غلغلہ ہوا بارہ ہزار اُسکے نوکر
مالک کے مرنے کی آواز سنکر دوڑے آکر گھیر لیا صاحبقران لڑنے لگے سردار بھی آپڑے وہ
شیران دشت نبرد جو آکر گرے ساحر بھاگے یہان عمرو نے جہلال سے کہا کہ یقین ہی مین نے
شیشہ اسم اعظم کا توڑا وہان صاحبقران کو اسم اعظم یاد آیا ہوگا مین یہ حرز ہیکل صاحبقران
کو پہونچا دون ایسا نہو کہ کوئی ساحر زبردست آکر اسم اعظم بند کرلے تو امیر پریشان ہونگے حرز ہیکل
پر سحر تاثیر نہین کرتا جہلال نے کہا کہ مین پہونچا دونگا حرز ہیکل مجھے دیجیے یقین ہی کہ لڑائی
پڑی ہوتا بہ کوہ زبرجدی خبر پہونچیگی یہ کہکر حرز ہیکل خواجہ سے لی پرواز پیدا کر کے چلا اُسوقت
پر پہونچا کہ زبرجد کو خبر پہونچی کہ صاحبقران قیدخانے سے نکل آئے در زندانخانہ پر لڑ
رہے ہین زبرجد طرف کوہ کے چلا بالاے کوہ آیا تصویر سنگی کے سامنے غل مچانے لگا کہ یا خداوند

نہین معلوم کیا باعث ہوا حمزہ مین یہ طاقت کہان سے آئی مین نے زور حمزہ روک دیا تھا آواز آئی کہ اے بندۂ خاص اسم اعظم حمزہ کا چھوٹا اکبقال وسالار وغیرہ سب مارے گئے قیام وقیم سے فساد پڑا قیام ہاتھ سے مقیم کے مارا گیا مقیم سالار کے قبضے مین آئی سالار کی ذات سے سارے فساد برپا ہوے جہلال وقت پر پہونچا اُسنے سالار ومقیم کو قتل کیا تجھے آگاہ کرتا ہون کہ جہلال سرکش حرز ہیکل لیکر آتا ہے اگر ہو سکے تو بڑھ کر اُسکو روکو حمزہ کا روکنا دشوار ہے جہلال سرکش ساحر زبردست بادۂ کبر ونخوت سے مست رفیق طلسم کشا قرار پایا اب وہ آمادۂ حرب وپیکار ہے یقین ہے کہ ساتھ طلسم کشا کے تا بہ صحرائے گرداب نشان جائے بدون اطاعت گرداب ذریاے طلسم تک رسائی دشوار ہے یہ سُنکر زبرجد آکر سوار ہوا تین لاکھ فوج ساتھ لی چند قدم آگے بڑھکر انتظار جہلال مین ٹھہرا دیکھا کہ جہلال ایک عقاب پر سوار ظاہر ہوا زبرجد نے آواز دی کہ او جہلال کہان جاتا ہے قدرت تجکو طلب کرتے ہین جہلال نے جواب دیا کہ مین تو اُس جھوٹے پر لعنت کرتا ہون مکاری کر کے خداوند بن بیٹھا مین اب اُسکے پاس نہ جاؤنگا زبرجد نے آواز دی کہ ہان یارو اسے گھیر لو یہ جانے نہ پائے تین لاکھ جادوگرون نے سحر کیا جہلال زمین پر آیا عقاب رانون کے نیچے سے نکل گیا جہلال نے زمین پر آتے آتے ایک گولہ مارا کہ تیس ہزار جادوگر برابا ندھے سامنے کھڑے تھے ہر کس کو یہ ثابت ہوا کہ ایک معشوق پریچہرہ میرے پہلو مین کھڑی ہے معشوقہ کے جمال بیمثال کو دیکھکر بلبلائے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

جو جسکے حق مین سمجھا وہ بہتر بنا دیا
غافل نے ایک ایک سے بہتر کیا ہے خلق
غافل مقام رشک نہین جاے شکر ہے
صاحب کمال رکھتے ہین اکسیر کا خواص
اُجرت پہ استخوان کی گیا لیکے خط شوق
ساری رگین ہوئی ہین تن زار پر نمود
گردن مین طوق پاؤن مین زنجیر ڈالی زند

مجکو فقیر تجکو تونگر بنا دیا
دارا کوئی کسی کو سکندر بنا دیا
سو سے بُرا تو ایک سے بہتر بنا دیا
چٹکی اُٹھائی خاک کی اور زر بنا دیا
مجھ زار نے ہما کو کبوتر بنا دیا
نا طاقتی نے جسم کو مسطر بنا دیا
سودائیون کو اپنے یہ زیور بنا دیا

تیس ہزار جوان دیوانہ دار وحشی مثال سامنے جہلال کے آئے دست بستہ عرض کی کہ ای جہلال سرکش ہم تابعدار ہین جو حکم ہو بجا لائین جہلال نے کہا کہ یہ جو سامنے فوج صف باندھے کھڑی ہی ان سب کو مار لو جلد قتل کرو زبرجد کو بھگا دو یہ سُنکر وہ تیس ہزار جوان اسباب سحر ہاتھ مین لیکر فوج زبرجد پر جا پڑے تیس ہزار سحر جو ایک مرتبہ ہوا اسی قدر جوان مرکر گرے دو تین حملے جو کیے فوج زبرجد مین تہلکہ پڑا سب بھاگنے لگے جہلال نے پھر ایک گولہ مارا دس ہزار جوان اور مطیع ہوے اُن تیس ہزار کے ساتھ یہ دس ہزار بھی شریک ہو گئے لڑائی مین مصروف ہوے جہلال جب گولہ مارتا ہی ہزار دو ہزار کے قلب اُلٹتے ہین انکے ساتھ شریک ہوتے ہین جہلال لڑتا بھڑتا طرف زبرجد کے جاتا ہو کہ یکایک زمین تھرائی نعرہ امیر کی آواز آئی۔ نعرۂ صاحبقران

منم صاحب چتر و تیغ و علم	امیر عرب حمزۂ ذیحشم	منم قاتل کافران جہان
ز تیغم گریزندہ نوشیروان	جو رستم لسنجان پئے گیر و دار	یذیرفت گنجاب ملعون فرار
چو در باختر جنگ شد آشکار	شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار	گذرہ چون بجولان گہ قاف شد
جزائر پر از عدل و انصاف شد	زدم دیو عفریت را در مصاف	بلیرزہ فتادند دیوان قاف
سمندون بدبخت گشتہ شکار	شد از جنگ بیدین ذلیل و خوار	در انجا چو جاہ و ادب یافتم
سلیمان ثانی لقب یافتم		

ایک طرف سے سرداران نامی و پہلوانان گرامی نعرے کرکے گرے لڑنے لگے اب جو جہلال نے صاحبقران کو دیکھا جھومتا ہوا قریب آیا براے سلام استقدر جھکا کہ سر زمین سے مل گیا صاحبقران نے فرمایا کہ ای شخص تو کون ہی عرض کی کہ آپکے فرزند کا غلام اور حرز ہیکل نکالکر صاحبقران کو پہنائی امیر کا مرکب اُسی قصر مین سر ٹکرا رہا تھا نعرہ امیر کی آواز جو کان مین پہونچی ہنہنانے بھرتا ہوا قریب آیا امیر پشت اشقر پر سوار ہوے طرف زبرجد کے چلے زبرجد نے فوج کو اشارہ کیا جہلال رکاب تھامے ہوے ساتھ ہی جب گولہ مارتا ہی ہزار دو ہزار کے قلب اُلٹے اور فوج زبرجد کو پامال کرنے لگے امیر لڑتے ہوے قریب زبرجد کے پہونچے جہلال نے نوبت آگ برسائی زمین ہلائی زبرجد کا اور امیر کا سامنا ہوا زبرجد برس پڑا تلوارین برسائین شعلہاے آتش گرائے مگر امیر پر تاثیر نہ ہوئی اسم اعظم ورد زبان حرز ہیکل گلے مین جو سحر

قریب آیا باطل ہوا آخر کو صاحبقران نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر تیغہ عقرب کا ہاتھ مارا زبرجد نے سپر سحر اُٹھادی تلوار جو تڑپ کر گری سپر کٹی تاج کو کاٹ کر سراسر کو کاٹا زمین کو آکر تلوار نے بوسہ دیا زبرجد کے مرتے ہی ایک غبار سیاہ بلند ہوا کہ تمام لشکر امیر مین وزیر کوہ و بالاے کوہ اندھیرا ہوگیا لکہ ہاے ابر تڑپ تڑپ کے آسمان سے گرتے تھے آوازین پہنچنا ک آنے لگین تھوڑے عرصے کے بعد روشنی ہوئی مہلال نے اپنے کو دیکھا کہ ایک صحراے بونخز مین کھڑا ہوں سمجھا کہ یہ شعبدہ ہفت پیکر نے کیا ایک صحراے سبزہ زار مین امیر نے اپنے کو پایا اپنے سب سردار وکل فوج بخیر وعافیت موجود تھی بارگاہ سلیمانی استادہ ہی ایک سمت بارگاہ ہشامی خیمے بارگاہین استادہین لشکر آراستہ و پیراستہ امیر نے سجدۂ شکریہ پروردگار کیا اور فرمایا کہ اب انشاء اللہ یہان سے طرف صحراے گرداب نشان کے کوچ کرینگے صاحبقران تو اس مقام پر اُترے مگر مہلال سرکش نے جو اپنے کو صحرا مین پایا سمجھ گیا کہ یہ سحر خاص ہفت پیکر کا تھا کہ اُسنے مجکو صاحبقران سے الگ کردیا یقین ہی کہ صاحبقران بہ آرام ہونگے یہ سوچکر طرف لشکر رستم کے چلا یہان رستم انتظار مہلال مین تھے مہلال جو ایک صحرا مین پہونچا دیکھا کہ خواجہ و برق ایک مسافر کو لوٹ رہے ہین مہلال دیکھا کیا جب خواجہ نے اُس مسافر کو لوٹ کر مہلت پائی تب مہلال آکر ملا کہا کہ خواجہ امیر تو مقام معقول پر پہونچ گئے آپ نے دو چار پیسے کا روزگار بھی کیا اب رستم کے پاس چلیے خواجہ و مہلال و برق پاس رستم کے جاتے ہین راہ مین ایک چشمے پر آکے ٹھہرے تھے کہ برق نے کہا ای مہلال پانی پی لین تو آگے بڑھین جب برق قریب چشمے کے آیا چھاگل سے پانی بھرا ایک نہنگ نے چشمے سے سر نکالا وہ نہنگ برق پر حملہ کرنے لگا برق نے چھاگل پھینک ماری نہنگ نے جھپٹ کے برق کی گردن لی پھر چشمے مین پھاند پڑا برق نے چلا کر آواز دی کہ اُستاد میری خبر لو خواجہ عمرو و مہلال جب تک دوڑین نہنگ غوطہ مار کر غائب ہوا خواجہ نے کہا کہ ای مہلال برق کو کوئی لے گیا معلوم ہوتا ہی چشمے مین بیٹھا تھا مہلال نے چہار جانب دیکھا چشمے پر آیا چشمے کو دیکھ ہنسا پکار کر آواز دی کہ ای نہنگ غوطہ زن یہ بیٹھے بیٹھے تمکو کیا سوجھی یہ نہ جانتے تھے کہ مہلال سرکش ساتھ ہی کوئی آواز نہ دین کچھ صدا نہ آئی آخر مہلال نے جھولی سے ایک

گولہ نکالا کچھ اسم سحر کا پڑھ کر چشمے پر مارا دنانا ہوا مگر کچھ ثابت نہ ہوا گولہ بھی پانی مین غرق
ہوا جب تو مہلال نے جھلا کر کمر سے خنجر نکالا آواز دی کہ تیری قضا ہی آئی ہی خنجر پر اسم سحر پڑھ کر
چشمے پر کھینچ مارا خنجر جا کر پانی مین چمکا ایک آندھی سیاہ اٹھی چشمے کا پانی کھول کر خشک ہوا
دیکھا کہ برق فرنگی بیہوش پڑا ہی اور ایک ساحر کا سر کٹا ہوا لاشہ تڑپ رہا ہی برق کو ہوشیار
کیا اور حال پوچھا برق نے کہا کہ جب مین پانی پینے لگا مین نے ایک ساحر کو دیکھا اسنے میری
گردن پکڑ لی اور اب قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ آسمان سے برق چمکی اور یہ خنجر اسکے سر پہ پڑا
سر کٹ کر گرا مین بیہوش ہو گیا عمرو نے مہلال کی بڑی تعریفین کین جب نہنگ غوطہ زن
مارا گیا تھوڑی دیر آندھی سیاہ چلی آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین نہنگ غوطہ زن بود اب
مہلال و خواجہ نے دیکھا کہ دریا سے لشکر رستم موج مار رہا ہی رستم کسی وجہ مین بیرون بارگاہ
کھڑے تھے دیکھا کہ خواجہ و مہلال و برق آتے ہین مگر مہلال دریاے خون مین نہایا ہوا خواجہ
بہت خوش خوش رستم نے بڑھ کر مہلال کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا حال پوچھا مہلال نے کہا
کہ ای شہریار اگر مین تھوڑی دیر اور رہ جاتا تو خواجہ و برق کا خاتمہ تھا غلام جو پہونچا ان ساحرو
کو مارا جنکے پاس اسم اعظم موجود تھا اور حرز ہیکل بھی تھی انکو مارا شیشہ اسم اعظم توڑا اب معلوم
ہوا کہ حرز ہیکل پاس صاحبقران کے پہونچا ہین جب یہان شیشہ اسم اعظم کا ٹوٹا صاحبقران نے
قید توڑی زیر کوہ زبرجدی جنگ عظیم واقع ہوئی زبرجد آج مارا گیا کوہ زبرجد مٹا اب
وہ اور پہاڑ پر پہونچیگا اور تو کچھ مسخرے سے نہ ہو سکا مجکو الگ کر دیا جس صحرا کا نہنگ
غوطہ زن مالک تھا اس صحرا مین پہونچا یا نہنگ مجھپر تو دست انداز نہو سکا برق کو لے گیا آپکے
اقبال سے اسکو بھی مارا بخیر و عافیت آپ کی خدمت مین پہونچے اب حضور کوچ کرین اپنے کو
صحراے گرداب نشان مین پہونچا ئین اب بیچ کے جھگڑے سب مٹے وہان چلکر پروردگار
کوئی ایسا سامان پیدا کرے کہ حضور تا بہ گرداب پہونچین اور وہان سے حال لوح کا معلوم ہو
یقین ہی صاحبقران کا گذر طرف صحراے باد انگیز کے ہو جب یہ دونون مقام فتح ہونگے
تب لوح کا پتہ معلوم ہوگا رستم نے کہا کہ ای مہلال تمنے بڑا کام کیا مہلال نے دست بستہ
عرض کی کہ حضور کے اقبال کی خوبی ہی حضور فتاح طلسم ہفت پیکر ہین کیا کسی مقام پر غلام

کمی کریگا مجکو ہفت پیکر غار افراسیاب سے لایا مین کیا جانتا تھا کہ ایک دن یہ معرکہ ہوگا
ورنہ لوح کا حال مفصل معلوم ہوتا کئی برس سے مین اُسکے ساتھ ہون آواز دینا دشمنون کو
گرفتار کرنا مرادمندون کی مراد کا پورا کرنا سب میری ذات پر موقوف تھا اب اُسنے اپنی ذات
پر موقوف رکھا ہو سب کام خود کرتا ہو جب تک حضور کو لوح نہ ملیگی تب تک جو سحر کریگا غلام
کو ڈر ہو کہ اُسکے شعبدے مین حضور نہ پھنس جائین مین سحر مین اُس سے کم ہون وہ بلاے
روزگار ہو غار افراسیاب والون نے مان لیا کہ بنگالے کے بھی ساحر آئے کسی نے ایسا
امتحان نہین دیا کل علوم سحر مین طاق ہو غلام کو بڑا خوف ہو جب حضور صحراے گرداب نشان
مین پہونچین اور وہان سے مدد ہو اور لوح کا پتہ ملے تب غلام کو تسکین ہو رستم نے شب کو
جلسہ آراستہ کیا جہلال سے یہی باتین رہین سماک نے لشکر مین حکم پکار دیا کہ کل طلسم کشا
کا کوچ ہو چار گھڑی رات رہے سے لشکر تیار ہوا جہلال نے ساحرون کے پرے جمالئے
رستم نکل کر سوار ہوے طرف صحراے گرداب نشان کے چلے دن بھر رہروی کی شام کو
ایک صحرا مین پہونچے کہ ہوا بالکل بند کوئی پتہ کسی نخل کا نہین ہلتا معلوم ہوتا ہو کہ نخل بندھے
ہوے کھڑے ہین جہلال نے رستم سے عرض کی کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ اس صحرا مین
کسی ساحر زبردست کا گذر ہو اُسی کے سحر کا باعث ہو کہ ہوا کا نام نہین خدا انجام بخیر کرے
رستم نے بارگاہ استاد کرائی فرمایا کہ اے خیرخواہ جو پروردگار بہتر جانیگا وہی کریگا یہان تک کسنے
پہونچایا ہزارہا جادوگر آئے اپنے اپنے رنگ سب لے جمائے پروردگار نے اُن ظالمون کے ہاتھ
سے بچایا امیر کو رہا کرایا تمنے امیر سے ملاقات کی تھی جہلال نے کہا کہ مین نے اپنے ہاتھ سے
حرز ہیکل پہونچائی یہ بھی عرض کر دیا کہ مین آپ کے فرزند کا غلام ہون جسکے پاس حرز ہیکل تھی اسکو
مار اخدمت مین یہ تحفہ لیکر حاضر ہوا اُسی صحرا مین لشکر رستم کا اُترا بارگاہ آراستہ ہوئی قضا کا
گرداب شعلہ زن اپنے مقام پر بیٹھی ہوئی ہو شوہر اسکا گشت کرکے آیا ہو باتین کر رہا ہو
کہ سامنے سے ابر سنہرہ کڑکتا ہوا پیدا ہوا گرداب نے شوہر سے کہا کہ صاحبزادی آتی ہین
مین نے بہت چاہا تھا کہ اس سال یہ اپنے شوہر کے گھر رخصت ہو تو بہت مناسب ہو اب مجکو
لڑکی کے تیور سے خوف آتا ہو ایسا نہو کہ یا نون کہین اونچ نیچ پڑ جائے تو خرابی ہو مواج نے کہا کہ میری

بیٹی ایسی نہین ہی اُسکو مرد کے نام سے نفرت ہی مین اُسکے باغ مین خود جا کے دیکھ آیا مردانے
نام کا کوئی پھول بھی نہین ہی مزاج مین کھیل کود زیادہ ہی یہ ذکر تھا کہ ابر شق ہوا دیکھا کہ ملکہ ہماے
اورنگ نشین صرف وزیرزادی ساتھ ہی تخت آکے اُترا باپ کو سلام کیا ماں سے کہا کہ آپکو
خبر بھی ہی لشکر طلسم کشا صرف ایک منزل رہگیا اب جو وہ کوچ کرینگے تو آپ کی سرحد مین آجائینگے
فکر ضرور ہی گرداب نے جواب دیا کہ ای نور نظر ایسے ایسے طلسم کشا بہت آئے اور سر ٹکرا کے
چلے گئے یہ صحراے گرداب نشان ہی یہان کوئی نہین آسکتا اس طرح کی باتین عرصے تک رہین
گرداب نے دیکھکر آواز دی کہ ای نور نظر کل میرے پاس ملک صحراے باد انگیز یعنی باد انگیز
جادو آئی تھی اُسنے بھی مجھکو خبر دی تھی کیا عجب ہی کہ راہ مین وہ روکے ہما یہ کہکے اُٹھی کہ اب
مین براے گشت جاتی ہون سب حال مفصل عرض کرونگی یہ کہکے ہماے اورنگ نشین
تخت پر سوار ہوئی صرف اپنی وزیرزادی کو ساتھ لیا تخت اُڑا کر چلی یہان رستم جب صحرا مین
اُتر چکے تو سماک سے فرمایا کہ مہینون اسی گشت مین گذرے آرام و چین کے نام کو بھول گئے
جسدن سے اس طلسم مین آئے آرام نہ پایا کن کن مقامات پر پہونچے آج یہ صحرا معقول ملا ہے
شب ماہ بھی ہی کنارے پر لشکر کے ایک خیمہ استادہ کرو ہم تم چل کے وہان بیٹھین دیکھین کیا کیفیت
ہوتی ہی یہ سنکر سماک نے کنارے پر لشکر کے بارگاہ استادہ کی چند خدمتگار براے خدمت مقرر
کیے آپ بھی ساتھ ہوا خواجہ سے تو پردہ کیا جلال سے ذکر بھی نہین کیا اُس بارگاہ مین آکر مسند
پر بیٹھے ایک دو جام پیے سماک سے فرمایا کہ اگر تمھاری خوشی ہو تو چند شعر گاؤ سماک نے فورا
اپنے پاس سے نَے نکالی سامنے رستم کے بجانے لگا نئے طور سے یہ اشعار گانے لگا۔ نظم

عشق مین حال جہان نوع دگر ہونے لگا / ای پری دیوانہ تجھپر ہر بشر ہونے لگا
حسن سے آگاہ اب وہ سیمبر ہونے لگا / آئنہ جو اُسکو منظور نظر ہونے لگا
گوش زد جسکے ہوا سرگشتگی کا میری حال / انگلیان کانون مین دیکے ویران سر ہونے لگا
اک نہ اک ایذا رہی ہر دم بدولت عشق کے / درد دل اچھا ہوا درد جگر ہونے لگا
وصل کی شب ہو چکی پیدا ہوے آثار صبح / یار دل کے نالۂ مرغ سحر ہونے لگا
جسنے موتی گوش مین دیکھا ترے کہنے لگا / ہی تماشا کان سے پیدا گہر ہونے لگا

[illegible]

میکشی موقوف جام و شیشہ کہہ بالائے طاق / رنگ محفل ساقیا نوع دگر ہونے لگا
روئے انور پہ ہوا آغاز خط رو سیاہ / یہ بڑا اندھیر ہے رشک قمر ہونے لگا
آہ عاشق کان میں اُسکے نہیں کرتی اثر / گوش گل فریاد سے بلبل کے کر ہونے لگا
میرے مرنے کی جو دی اُس حور کو جاکر خبر / سنتے ہی ارشاد فی النار سقر ہونے لگا
شعر سنکر مدعی مرنے لگے کٹنے لگے / اب سخن میں میرے سیفی کا اثر ہونے لگا
لیکے دل صورت چھپالی سے بھلا کیا فائدہ / بیمروت ابتو جانون کا ضرر ہونے لگا
عرش تک جسدن گئی آہِ رسا سن لیجیو رند / عالم بالا میں شور الحذر ہونے لگا

سماں عجب لطف سے اس غزل کو گا رہا ہے شب ماہ سماں سحر کا جانور آشیانوں میں یا تو باطمینان بیٹھے تھے یا آشیانوں سے سر نکالے صدائے زنگ جھوم رہے ہیں بعض آشیانوں سے نکل آئے گرد سماں کے چرخ مار رہے ہیں فضائے کار ملکہ ہمائے اور رنگ نشین تخت اُڑائے ہوئے آتی تھیں قریب کوہ جو پہونچیں کان میں آواز کی آئی وزیرزادی جو پہلو میں بیٹھی تھی کہا ارے کمبخت سنتی ہے کوئی شخص کامل و اکمل کس لطف سے گا رہا ہے دل لبھا رہا ہے کلیجے کے ٹکڑے ہوتے ہیں آواز میں کیا سوز و گداز ہے وزیرزادی نے کان لگا کے سنا کہا واری بیشک کوئی کامل و اکمل ہے کیا خوب گاتا ہے اس پہاڑ پر تخت ٹھہرائیے یہ جو خیمہ سامنے استادہ ہے اسی میں کوئی گا رہا ہے بلندی سے اتر کے دیکھیے تخت کو پہاڑ پر لائیں اور اُتریں پہاڑ پر اس محبوب پریچہرہ کا آنا کہ پہاڑ بھی بالیدہ ہوا دماغ نے اُسکا عرش اعلیٰ پر پہونچایا ملک ٹہلنے لگیں اب جو نگاہ اُٹھا کے دیکھا ایک جوان تہمتن وصف شکن صفِ زمانے کا رستم صاحب شوکت و حشم سر برہنہ خود مسند پہ رکھا ہوا جام سکوس معلوم ہوتا ہے زلفیں عنبریں ہوا سے اُڑ رہی ہیں صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ناگنیاں قریب چشمہ خورشید لہرا رہی ہیں عارض کی روشنی ماہ تابان پہ طعنہ زن غنچہ باغ خوبی دہن گلو صراحی سے محبت سینہ چوڑا دونوں شانے نشان جرأت ہاتھوں سے سخاوت آشکار ہے چہرہ گلزار ہے سپر شمشیر آگے رکھی ہوئی ایک شخص دُبلا پتلا کہ نگاہ میں نہیں سماتا ایک نئے طور سے بجا رہا ہے اور بتاتا بھی جاتا ہے جوان مسند نشین جھوم رہا ہے دیکھتے ہی ہمائے اور رنگ نشین کا یہ حال ہوا کہ ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ پیشانی پر آیا قلب تھرایا کاہ و کہربا کا عالم ہوا دل کو کوئی کھینچتا ہے کہ جس طرح بنے اپنے کو اس جلسے میں پہونچاؤں

وزیرزادی سے کہا تو دیکھ لے یہ جلسہ خالی از غیر ہی فقط ایک شخص صاحب شوکت ولیاقت بیٹھا سُن رہا ہی چل کے قریب سے سنیں کیا عجب ہی کہ یہی طلسم کشا ہو وزیرزادی نے کہا کہ یا پری عملداری ہی آپ کے صحرا مین اُترے ہین ذرا چل کے ڈرائیے ملکہ نے کہا کہ بہتر ہی دونون کوہ سے اُترین قریب پردے کے آکے دیکھا چند خدمتگار پڑے سو رہے ہین پردہ پڑا ہی ملکہ نے پردہ اٹھایا رستم نے دیکھا کہ ایک بجلی چمک گئی دیکھا کہ ایک نازنین نے پردہ اُٹھایا چہرہ آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب بحسرت ادھر دیکھ رہی ہی بے اختیار پکار اُٹھے کہ آئیے فرد - رواق منظر چشم من آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست + سمک نے بھی پلٹ کے دیکھا وزیرزادی سے نگاہ ملی پکار اُٹھا کہ اے صاحب تشریف لائیے ملکہ نے جو دیکھا کہ بجانے والا خاموش ہو گیا تو اب کر وزیرزادی آگے بڑھی پیچھے پیچھے ملکہ وزیرزادی نے رستم سے آنکھ ملا کر کہا کہ ہماری ملکۂ عالم ارشاد فرماتی ہین کہ پرائی عملداری مین آپ یون بیخوف اترے ہو ابھی بارگاہ اُٹھائیے رستم نے غصے سے جواب دیا کہ ہم فتاح طلسم ہفت پیکر ہین تا بہ صحرائے گرداب نشان جائین گے یہ کہکے جو قبضے پر ہاتھ رکھا ملکہ کانپنے لگین سمک نے وزیرزادی کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ اے صاحب بیٹھیے ہم مسافرانہ آپ کی سرحد مین بیٹھے ہین جب آپ حکم دین خیمہ اُٹھا لیجائین ملکہ کو رستم نے بٹھایا فرمایا کہ اے ملکۂ عالم نام نامی و اسم گرامی آپکا کیا ہی ہم ایسے غریب الوطن کو سرفراز فرمایا اسوقت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ملکہ نے سر جھکا کے جواب دیا کہ ہم تو اپنا نام بتائین گے آپ اپنے نام نامی سے آگاہ فرمائیے یہ سب لشکر آپ ہی کے ساتھ ہی آخر آپ کا کیا قصد ہی رستم نے کہا کہ ذکر سُنا ہو گا رستم پیلتن علمشاہ نوجوان فرزند رشید صاحبقران صحرائے گرداب نشان کی فکر مین نکلے ہین منظور ہی گرداب شعلہ زن کو قتل کرین یا اپنے ساتھ لین ملکہ یہ سُنکر ہنسین کہا صاحب یہ خیال خام و تصور ناتمام دل سے نکال ڈالیے صحرائے گرداب نشان ایسا مقام نہین ہی کہ جہان یون بیخوف جائیے رستم نے کہا کہ اب تو قصد کامل ہی وزیرزادی نے کہا کہ حقیقت مین آپ صاحب اقبال ہین کیا عجب ہی کہ آپ کا گذر وہان تک ہو ہماری ملکۂ عالم جو بیٹھی ہین خدمت گشت ان ہی کے متعلق ہے یہ آپکے آنے کی اطلاع نہ کرینگی لیکن جسدن صحرائے گرداب نشان مین پہونچیے گا باد انگیز جادو

آپ کی فکر مین نکلی ہو وہ آفت برپا کریگی کہ زمین ہلا دیگی سارا لشکر آپ کا بیقرار ہوگا کدھر بھاگ کر جاییے گا جدھر جاییے گا دریاے قہار ملیگا جسمین نہ ناؤ اور نہ بیڑا گذر نا دشوار ہوگا نہایت حیران ہوجیے گا رستم نے کہا کہ انشاء اللہ مالک بحر و بر ہماری رہبری کریگا یا گرداب جادو کی قضا آئی ہو یا انشاء اللہ راہ راست پر آئیگی مگر کیون ملکہ عالم لوح طلسم مشہور ہے کہ گرداب جادو کے قبضہ مین ہو آخر لوح کا کیا نشان ہو گرداب جادو کے پاس ہو یا لوح کا حال گرداب کو معلوم ہو ملکہ نے سر جھکا کر کہا گرداب دیا لوح کا حال مجکو تو نہین معلوم ہو لیکن مادر مہربان سے دریافت کرونگی یقین ہو کہ والدہ کو اسکا حال بخوبی معلوم ہو مگر جو بتائین انھین باتون مین رات گذری یکایک صداے مرغ سحر آئی ملکہ نے گھبرا کر کہا کہ لو صاحب غضب ہوا صداے مرغ سحر آرہی ہو دیکھو کیا جلد صبح ہوئی کسکو دل کا حال سنائین نظم

صحت ہو موت عشق کے آزار کے لیے
بد تر ہو زیست مرگ سے بیمار کے لیے

گل شکل گوش ہو تری گفتار کے لیے
نرگس کو آنکھ دی ترے دیدار کے لیے

بند آنکھ تھی تصور دلدار کے لیے
جاگا کیا مین دولت بیدار کے لیے

جھپکے پلک پلک سے نہ ای دل تمام رات
رتبہ بڑا ہو مردم بیدار کے لیے

ہو جان کسل تصور رخ سے بھی یاد زلف
بھاری ہو رات دن سے بھی بیمار کے لیے

سیخ کباب پر لبط ہو کو جرعہ شراب
ساقی گزک ضرور ہو میخوار کے لیے

مجنون عشق کو ہو عبث پند و اعظو
ہو حکم شرع مردم ہشیار کے لیے

دوزخ مین بھیجدے مجھے چاہے بہشت مین
یہ اختیار ہے مرے مختار کے لیے

اک ماہ پارہ کے تصور مین صبح ہو
کیا خوب مشغلہ ہو شب تار کے لیے

کرتے ہین پانچ وقت ملک آکے وان سجود
کیا مرتبہ ہو سنگ در یار کے لیے

عاشق ہون نزد یار کا تقصیر دار ہون
جو چاہے حکم دے وہ گنہگار کے لیے

ملکہ نے اس حسرت سے یہ اشعار پڑھے کہ رستم کا دل بیقرار ہوگیا ہاتھ تھام کر فرمایا کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی تمھارے رخصت کرنے کو دل نہین چاہتا کیونکر زبان سے کہین کہ جاؤ دل تمھارے ساتھ ہو حلقہ ہاے گیسوے عنبرین مین جاکر پھنسا کشاکش مین ہے

اب اسکا چھوٹنا دشوار ہی وعدہ کرکے جاؤ کل پھر اسی مقام پر آؤگی ملکہ نے کہا کہ صاحب
مجکو سب طرح مشکل ہی اگر تمہارے لشکر کا حال ماں سے یا باپ سے بیان کرون ابھی آفت
برپا ہو اگر نہ کہون تو انکو ضرور خبر پہونچیگی فرمائینگے تمنے حال آمد لشکر طلسم کشا کیون چھپایا
تو انکو کیا جواب دون بڑے انتشار مین ہون رستم ملکہ کا ہاتھ تھامے ہوے باتین عاشق معشوق
مین محبت کی ہو رہی ہین ملکہ فرماتی ہین کہ اے شہریار میرا اب ٹھہرنا بہتر نہین یہ ذکر تھا کہ لشکر
مین ہنگامہ ہوا اس زور سے ہوا چلی کہ نخل پھٹ پھٹ کے گرنے لگے خیمے تنکے کی طرح اڑتے
پھرتے ہین گھوڑے تھان سے چھوٹ گئے پامال کرتے پھرتے ہین جس بارگاہ مین رستم تھے
یکایک اسکی طنابین ٹوٹین خیمہ لہرایا کہ گرے رستم نے ستون تھام کر خیمے کو روکا ملکہ کانپنے لگین
کہا یہ سحر باد انگیز کا معلوم ہوتا ہی آج دوسرا دن ہی وہ ہمارے ماں باپ کے پاس آئی اور کہا
کہ طلسم کشا تمہارے صحرا مین آتا ہی مین جا کے راہ مین روکون معلوم ہوتا ہی اسنے آپکا لشکر
دیکھ لیا ملکہ نے چند دانے ماش کے جھولی سے نکالے طرف لشکر کے پھینکے تیزی ہوا کی کم ہوئی
ہاتھ رستم سے چھڑا کر کہا کہ یہ کنیز جاتی ہی اب نہین رک سکتی ایسا نہ ہو کہ در انداز آجائے تو بڑی
مشکل ہو اے شہریار ایسے زمانے مین صاحبان فراست کوچ نہین کرتے آپ نے خلاف فعل
مین کوچ کیا ایسا نہ ہو کہ آپ کو کوئی صدمہ پہونچے کہ پھر جھونکا ہوا ے تند کا چلا یہ خیمہ بھی
گرا لشکر مین صدا فریاد کی بلند ہوئی رستم ہاتھ ہما کا نہین چھوڑتے ملکہ فرماتی ہین کہ اے شہریار
مجکو نکل جانے دیجیے رستم نے ہاتھ چھوڑا کہا کہ اب کل شب کو تمہارے منتظر رہینگے آیندہ
جیسا تمہارے مزاج مین آئے اگر نہ آؤگی ہمکو زندہ نہ پاؤگی کہ ایک نخل سے آواز ہیبتناک
آئی کہ او گیسو بریدہ او ننگ خاندان تو طلسم کشا کو بچا رہی ہی ابھی جا کر تیرے ماں باپ سے
اطلاع کرتی ہون مین کیا تیرے لیجانے کو کم ہون دو گھڑی سے بڑے بڑے راز و نیاز ہو رہے
ہین دیکھا شاخ نخل پر باد انگیز جادو یون بیٹھی ہی کہ جیسے کوئی گھوڑے پر سوار ہوتا ہی
کلمات مذکور کہہ رہی ہی ملکہ نے رستم سے کہا کہ لو صاحب راز ہمارا کھلا چاہتا ہی اگر یہ بچ کر
گئی تو ماں باپ سے ضرور حال بیان کریگی وہ آفتین برپا کرینگے باد انگیز نے پھر ایک
دستک دی جھونکا ہوا ے تند کا چلا غبار بلند ہوا معلوم ہوتا ہی زمین چھوڑ کر غبار

آسمان تک جائیگا ملازمان رستم کے سر کٹ کٹ کر گرنے لگے ملکہ ہما نے اور رنگ نشین آگے بڑھین
آواز دی کہ او باد انگیز جو تو سمجھی ہی اس بات کا یہان ٹھکانا نہین مطلب تو اس سے ہی کہ طلسم کشا
گرفتار ہوکر پاس مادر مہربان کے پہونچے یہ شیر دلیر ایسے نہین ہین کہ کسی سے دبین مین نے
اپنی جان بچائی ہی امروز فردا مین طلسم کشا کو گرفتار کرونگی باد انگیز نے جواب دیا کہ مین نے
سب تیری باتین سنین عرصہ دراز سے یہی تماشا دیکھ رہی تھی کیا کیا ناز و کرشمے کیے بی
وزیر زادی صاحب تجکو گھیر کر لائین وہ بھی الجھی ہی عیار طلسم کشا پر مائل ہی اب کوئی عیار طرار
ایسا نہین کہ تیری جان میرے ہاتھ سے بچائے مشکین باندھ کر تیری اور وزیر زادی کی سامنے
گرداب شعلہ زن کے لیجاؤنگی یہ کہکر پھر دستک دی جب باد انگیز دستک دیتی ہی اس زور سے
جھونکا ہوا کا چلتا ہی کہ خیمے اڑتے پھرتے ہین ہزارہا بندگان خدا کے سر کٹ کر گرے ملکہ نے پکار کر
آواز دی کہ او باد انگیز اسقدر بدعت پر کمر نہ باندھ ملکہ جب دستک دیتی ہین ہوا کم ہو جاتی ہی
جب باد انگیز دستک دیتی ہی تو اس زور سے جھونکا ہوا کا چلتا ہی کہ زمین تھرا جاتی ہی کئی مرتبہ
ملکہ نے سحر باد انگیز کا رد کیا ہلڑ جو زیادہ ہوا جہلال سرکش اپنے خیمے سے گھبرا کر نکلا دیکھا
صدہا سر کٹے پڑے ہین آندھی زور سے چل رہی ہی ایک طرف شعلے آتش کے اٹھ رہے ہین
جہلال نے پوچھا کہ اس طرف کیا ہی جس طرف شعلہ آتش اٹھ رہے ہین کسی ساحر نے بڑھ کر عرض
کی کہ ایک نازنین بصورت زیبا و بطلعت جہان آرا پاس آقا کے آئی تھی باد انگیز سے اس سے
رد و قدح ہو رہی ہی وہ نازنین بھی کمی نہین کرتی یہ سنکر جہلال سرکش دوڑا اس وقت پہونچا
کہ ملکہ ہما و باد انگیز سے خاتمے کے سحر ہو رہے ہین باد انگیز نے دوپٹہ اپنا پھاڑ کے طرف
آسمان کے پھینکا ایک لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا پکار کر آواز دی کہ ای ابر پردہ پوش تو آکر اس
گیسو بریدہ کو چھپا لے وہ ابر گرا ملکہ کو چھپا لیا اس ماہ تابان پر سرپوش ہوا اسکے اندر سے
ملکہ تڑپ کر نکلین ابر سیاہ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر غائب ہوا باد انگیز نے پھر للکارا کان سے بجلی
نکال کر پھینکی برقین گرنے لگین ملکہ برقون کو کاٹ رہی ہین ہر مرتبہ اپنے کو بچاتی ہین جہلال نے
جو دور سے یہ معرکہ دیکھا پہچانا کہ گرداب کی بیٹی باد انگیز سے لڑ رہی ہی مگر باد انگیز دم نہین
لینے دیتی دمبدم خاتمے کے سحر کرتی ہی ملکہ اپنے کو بمشکل بچاتی ہین جہلال نے دیکھا کہ ملکہ

ہمامے اور رنگ نشین عاجز ہو رہی ہین دل مین خیال کیا کہ ایسا نہ ہو اسکا کوئی سحر اس نازنین
پر پڑ جائے تو غضب ہو یہ سوچ کر جھولی سے کارد سحر نکالی خون اپنا کاٹ کر اُنگلی سے اُسپر ملا ملکہ
پھینک ماری پشت پر باد انگیز کے آ کے پڑی کہ توڑ کر سینے کو پار گذری مُنھ کے بھل باد انگیز
گری لاشہ اُسکا جلنے لگا ملکہ ہمامے اور رنگ نشین نے پکار کر آواز دی کہ ای جہلال کیا
کار نمایان کیا جہلال نے آکر ملکہ سے ملاقات کی ایک بونڈلہ گرد کا قریب لاش باد انگیز اُٹھا
لاشے کو اُٹھا کر لے گیا ہمامے اور رنگ نشین نے دستکین دیکر چاہا اُس گرد کو روکین مگر وہ بونڈلہ
نہ رکا جہلال کے بھی چہرے پر ہوائیان اُڑنے لگین کہا کہ ای ملکۂ عالم لاش اسکی تمھاری
مان کے پاس جائیگی آپ اپنے کو قبل ہو بچائیے اور مواج سمندر نشین اپنے باپ سے حال
لوح پوچھیے اگر معلوم ہو کہ لوح کہان ہی تو اُسکی جستجو مین مصروف ہون بڑا خدا نے فضل کیا
کہ طلسم کشا کو یہ تحفے ملے کہ سحر انپر تاثیر نہین کرتا ورنہ یہ جادوگرنیان جو قتل ہوئین آفتین برپا کرتین
باد انگیز بلاے روزگار تھی آپ سے سحر مین مصروف تھی مین نے غفلت مین کارد ماردی
اُسکا خاتمہ ہوا ورنہ یہ پہر دو پہر مجھ سے لڑتی شاید مین غالب آتا یا وہ غالب آتی خدا نے
اپنا فضل شریک کیا اب صحراے باد انگیز کی کوئی ضرورت نہین ملکہ کے چہرے پر بھی ہوائیان
اُڑنے لگین کہا کہ ای جہلال اب مین جاتی ہون جا کر حال لوح دریافت کرون اس فکر مین
آئی تھی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرون خود گرفتار کمند گیسو ہوئی اب یہی فکر ہی کہ جسطرح بنے
حال لوح دریافت کرون کہ طلسم کشا کو لوح ملے طلسم کشائی پر کمر باندھین اس طلسم مین بڑے
بڑے عجائب و غرائب ہین دربندون سے گذرنا دشوار ہوگا ایک ایک ساحر ارسطو فطرت و
لقمان حکمت ہی بر وقت فتاحی طلسم وہ وہ مکر کرینگے کہ لوح اُسکا جواب دیگی ورنہ اُن مکرون
سے بچنا نہایت دشوار ہی ایک ایک ساحر مکار و غدار ہی ملکہ ہمامے اور رنگ نشین باتین
کر کے جب رستم سے رخصت ہونے لگین تو آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا کہ ای شہریار آپ کی
جدائی کمال شاق ہے دل صحبت کا مشتاق ہی۔

نظم

اک جہان دیوانہ اُس زلفِ دوتا کا ہوگیا	ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہوگیا
آپ کو کھویا مگر جویا خدا کا ہوگیا	راز جسپر منکشف فقر و فنا کا ہوگیا

خال رخ کے عشق مین مرتے ہین عاشق سیکڑون
ہمکو بھی آخر حضور قلب ہوویگا کبھی
مرتے ہین بیمار الفت متصل اب یا مسیح
اُس نگاہِ تیز سے دل ہوگیا جسم دو چار
حور کے غمزے اُسے جنت مین خوش آتے نہین
یاد مین اُس راست قامت کی جو کی فریاد نے

سکھیا کا عالم اس حب شفا کا ہوگیا
عرض کرلین گے جو موقع التجا کا ہوگیا
بند دروازہ مگر دار الشفا کا ہوگیا
مین نے جانا سامنا تیر قضا کا ہوگیا
ای پری روکشتہ جو تیری ادا کا ہوگیا
وہ قد بالا الف آخر ندا کا ہوگیا

یہ اشعار سنکر رستم کی آنکھون مین آنسو بھر آئے لیکن ملکہ یہ باتین کر کے تخت پر سوار ہوئین طرف بارگاہ اپنے باپ کے چلین یہان گرداب جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہی کہ آسمان پر دریا ظاہر ہوا سامنے آکر شق ہوا امواج سمندر نشین شوہر گرداب آکر پہونچا گرداب نے پوچھا کہ صاحب مین تمھین کل سے بہت بیتاب و بیقرار پاتی ہون اس وقت آنے کا کیا سبب کیون تکلیف کی ‑ مواج نے جواب دیا کہ صاحب کیا کہون طلسم کشا قریب ہماری سرحد کے آکر اُترا ہی مجکو خوف ہو لیسران حمزہ آنکھ مین موہنی رکھتے ہین جسکی نگاہ انپر پڑی وہ آپ سے باہر ہوا اور صاحزادی برائے گشت جاتی ہین ایسا نہو کہ کسی دن سامنا ہو جائے تو باعث خرابی ہو اسی وجہ سے دل کو بیتابی ہو آج کل بیخبر ہونا نہ چاہیے ہر وقت اسی خیالات مین مصروف رہو مین اپنے باغ مین بیٹھا تھا ایسا گھبرایا آخر دل کو تاب نہ آئی تمھاری ملاقات کو چلا آیا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ لاشۂ باد انگیز ایک غبار مین لپٹا ہوا بیرون نے لاکے پہونچایا اور فریاد کر کے دست بستہ عرض کی دشمنون نے اسکو مارا ہم اسکی لاش اُٹھا لائے اب آپ کو اختیار ہو گرداب نے کہا کہ لو صاحب دیکھو یہ پہلا جملہ خرابی کا ہو اب خرابیان شروع ہوئین طلسم کشا کا اس سرحد مین آنا خالی از علت نہین ہو یہ کہکے ملازمون کو حکم دیا کہ لاش کو باد انگیز کی اُٹھا لیجاؤ لاش کو جلا دو جہان تک ہو سکے اس راز کو مخفی کرو اس بات کا ظاہر ہونا بہتر نہین ایسا نہو کہ سب کو خبر پہونچے تو جا کر شریک طلسم کشا ہون کہ باعث خرابی ہو ملازم لاشہ اُٹھا کر لے گئے کہ آسمان پر ابر نقرئی پیدا ہوا مواج نے کہا کہ صاحبزادی آتی ہین شب سے گئی تھین اب آتی ہین ابر پھٹا ملکہ ہماے اور نگ نشین کا تخت ظاہر ہوا تخت زمین پر آیا ہمانے

مان باپ کو سلام کیا مگر گرداب نے دیکھا کہ رنگ روے ہما اُڑا ہوا ہی ہونٹھون پر خشکی آنکھون
مین تری حواس مین ابتری گرداب نے پوچھا کہ کیون نور نظر لشکر طلسم کشا کہانتک پہونچا ہماری
سرحد مین آ گئے یا سرحد سے باہر ہین ہما نے کہا کہ ای مادر مہربان مین اُس طرف نہین گئی مجھے
نہین معلوم نہ طلسم کشا کو دیکھا نہ لشکر طلسم کشا نگاہ کے نیچے آیا مگر ای باپ مین آپکے مکان
آنے کو تھی لیکن آپ یہین ملگئے مین کل سے بہت بیقرار ہون صحرا سے گرداب نشان کا تیغ
طلسم کشا کو ملا ہی اور ساحران واقف کار اُنکو اس طرف لائے حتی کہ جہلال سرکش ساتھ ہی
کیسا رازدار طلسم ہی کہ قدرت کے ساتھ رہا گرداب نے کہا کہ ای نور نظر ہمسے کیا تم حال لوح
دریافت کرنے آئی ہو ہمنے آج تک زبان سے نہین نکالا کہ لوح کس مقام پر ہی بانیان طلسم
نے ہماری کتاب پر لوح کا حال لکھا ہی اگر وہ کتاب طلسم کشا نے دیکھی اور اُدھر کا قصد کیا تو
ہمسے اصلاح کا طالب ہوگا ملکہ نے کہا کہ ای باپ آخر فرمایئے تو کہ لوح طلسمی کہان ہے مواج
نے کہا کہ مین لوح کا حال کیونکر کہون آج تک مین نے زبان سے نہین نکالا کہ لوح کہان ہی
ایسے مقام پر ہی کہ ہونا نہ ہونا دونون برابر ہی اگر طلسم کشا کے ساتھ خود قدرت پیروی کرین تو
بھی لوح نہ ملے اُس ساحرہ کے قبضے مین لوح ہی کہ وہان تک جانا دشوار ہی وہ ساحرہ دیوانہ
کردیگی کیا طلسم کشا اپنے ہوش مین رہیگا اسی جنگل مین سر ٹکرائیگا جب ہماری طرف سے مدد
پہونچیگی تب طلسم کشا کے ہوش و حواس درست ہونگے اس بات کو مین زبان سے نہین کہہ سکتا
مگر کیون بیٹیا تمنے حال لوح کا کیون پوچھا اسکا باعث مفصل بتاؤ ورنہ ہم تمسے بہت بری طرح
پیش آئین گے ہما نے کہا کہ بابا جان مین آپ کی خیر و عافیت کے لیے یہ حال پوچھتی ہون اتنا
ثابت ہو کہ لوح مقام محفوظ پر ہی کوئی وہان جا تو نہین سکتا مواج نے کہا کہ ای نور نظر خاموش
رہو دیوار و در ہم گوش دارد طلسم کشا قریب موجود ہی ملکہ رونے لگین جوش فراق مین رنج و ستم
کے بیقرار ہین خیال مین آیا کہ اگر بدون دریافت حال لوح پاس طلسم کشا کے جاؤنگی تو کیسے رنجیدہ
ہونگے فرمائین گے ملکہ تمنے تسکین دی تھی کچھ حال لوح نہ دریافت کیا مقام افسوس ہی کہ باپ
کچھ نہین بتاتے گلے مین باپ کے ہاتھ ڈال دیے کہا ہی باپ ضرور فرمایئے کہ لوح کسکے پاس ہی
مواج نے کہا کہ ای نور نظر مین مقدمۂ لوح مین کچھ نہ کہونگا مجبور حکم ہفت پیکر ہی کہ کبھی تم

زبان سے نہ کہنا کہ لوح کہان ہی اگر یہین کہون اور قدرت کو خبر ہو تو فرمائین کہ تمنے فتح طلسم کی
صورت بتائی ساکنان طلسم کے دشمن ہوے راہبر ہو کر راہزن ہوے مین تمھاری صورت
دیکھکر نہایت پریشان ہوتا ہون کیون ای نور نظر تمنے طلسم کشا کو تو نہین دیکھا ملکہ ہما یہ سنکر
تھرا گئین کہا ای باپ مین طلسم کشا کے نام سے بھی آگاہ نہین آپکو خیال محال ہی مجھے طلسم کشا سے
کیا مطلب گرداب نے کہا کہ صاحب یہ کیا باتین بناتے ہو شہلا سے اسراردان کو بلاؤ
ابھی سب حال کھلجائیگا مواج نے آواز دی ای شہلا جلد آکر حاضر ہو ایک پتلی سنہری
اڑتی ہوئی آسمان سے آئی مواج کو سلام کیا مواج نے اشارہ کیا اس پتلی نے منھ پر ہما کے
ہاتھ پھیرا اور غرق زمین ہوگئی ہما کا چہرہ تمتما گیا تھر تھر کانپین اور ہاتھ باندھکر کہا کہ ای باپ
شب کو جو مین برائے سیر صحرا گئی طلسم کشا کو دیکھا عیار اُنکا گرفتار ہتھا وہ گانا مجکو ایسا پسند آیا
کہ مین پاس طلسم کشا کے گئی صبح کو پلٹکر طلسم کشا مین آفت برپا ہوئی مین نے نکل کر دیکھا کہ
باد انگیز سحر کر رہی ہی مین نے اسکو للکارا وہ لڑنے لگی آخر جہلال نے پشت سے آکر کارد سحر
ماردی کہ باد انگیز کا کام تمام ہوا مین طلسم کشا سے وعدہ کر آئی ہون کہ حال لوح طلسم
دریافت کر دونگی اسی وجہ سے حال لوح پوچھتی ہون مواج نے کہا کہ ای نور نظر زبان منھ
سے نکالو سوزن زبان مین دو ہمارا یہی حکم ہی ملکہ نے اپنی زبان مین آپ سوزن دی گرداب
و مواج نے اژدہان سیاہ جسم مین لپٹائے کہا لیجا کر قید کرو سر ہنگ جادو دایۂ ملکہ ہما ہی
اس سے کہا کہ اسکو لیجا کر برج قلعہ پر قید کرو کہ وہ ہی پتلی پھر زمین سے نکلی نکلتے ہی پھر منھ
پر ہما کے ہاتھ پھیرا ملکہ کو ہوش آیا تڑپنے لگی کہتی تھی کہ ای باپ مجھے کیون قید کیا مواج نے
کہا کہ تو نے غضب کیا کہ طلسم کشا سے رسم پیدا کیا یہ کہکے سر ہنگ جادو کو حکم دیا اسکو لیجا کر
برج قلعہ مین قید کرو خداوند سے اطلاع دیجائیگی اسی طرح ہر شی کا پتہ ملجاتا ہی طلسم کشا نے
کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر ان ہی نازنینان مہ جبین کی
تلاش سے پایا مگر یہ صحرائے گرداب نشان ہی یہان کی اشیا کا پتہ نہ ملیگا یہ ہفت پیکر کی
عنایت ہی لاشۂ باد انگیز آنے سے میرے دل کو کھٹکا ہوا تھا گرداب نے خوب آگاہ کیا پتلی جو
روح سامری ہی اُسنے آکر حال ظاہر کرایا خود قبول دیا گیسو بریدہ حال لوح پوچھنے آئی تھی

سرہنگ جادو نے لیجا کر برج قلعہ مین قید کیا ملکہ دیوانہ وار و وحشی مثال بیٹھی رویا کرتی ہین آٹھ پہر نام رستم زبان پر بیقرار و مضطر رہتی ہین یہان رستم نے دو دن انتظار کیا تیسرے دن گھبرا کر سمک سے فرمایا کہ ای یار وفادار کئی دن ہوے ملکہ ہمارے اور نگ نشین نہین آئین ذرا خبر تو لاؤ اگر وہان تک پہونچنا تو کہنا کہ ای یار وفادار و ای مونس غمگسار تمھاری یاد مین دل بیقرار ہی اور عجب کیفیت ہی۔ نظم

سدرہ موسم گل مین جو نہ زندان ہوتا
خوب تھا وصف رخ و گیسو جانان ہوتا
نسبت اُس زلف سے ہوتی جو پریشان ہوتا
چھینٹے موسم گل مین جو نہ پوشاک مری
پھر تو مین اور کف دست بیابان ہوتا
یان سے ہوتی نہ زیادہ جو عدم مین راحت
ذکر صبح وطن و شام غریبان ہوتا
قد کشی کرتا نہ اُس غیرت شمشاد سے یون
رتبہ آئینہ کا پاتا جو مین حیران ہوتا
آپ اگر اپنا گلا کاٹ کے مرجاتے رند
چیتھڑے ہوتے نہ دامن نہ گریبان ہوتا
آکے ہستی مین کوئی طفل نہ گریان ہوتا
آدمی تو اگر ای سرو گلستان ہوتا
سر پہ کیون خنجر جلّاد کا احسان ہوتا

سمک نے جو رستم کو بہت بیقرار پایا کہا حضور نہ گھبرائین غلام جاکر خبر لاتا ہی اگر آپکا اقبال یاوری کرے تو خاص ملکہ سے ملاقات کرکے آؤن اور کیا عجب ہی کہ غلام ملکہ کو لیکر آئے رستم نے کہا کہ ہان برادر دسکی فکر واجب و لازم ہی معلوم ہوتا ہی کہ کچھ افتاد ہوئی ملکہ بہت بیتاب و بیقرار گئی تھین رنگ رو سے اُنکے ظاہر ہوتا تھا کہ کہین دل اُلجھا ہی شاید مان باپ پر حال اُنکا کھل گیا مین بھی یہان سے پہونچون وا منۂ قلعہ گرداب مین تلوار چلے سمک اُسی وقت طرف قلعے کے روانہ ہوا ارادہ کو ٹھی کرکے ایک ساحر کی شکل بنا ہوا در قلعہ پر پہونچا ساحرون نے پوچھا بھائی کہان گئے تھے سمک نے کہا بھائی بڑے تردد کا مقام ہی کہ لشکر طلسم کشا ہماری سرحد مین آگیا اور مالک کچھ فکر نہین کرتے طلسم کشا کا ارادہ ہی کہ قریب قلعہ آوے آج لشکر طلسم کشا مین گیا تھا یہی ذکر ہو رہا تھا جھلال سرکش ایسا ساحر ساتھ ہی وہ دمبدم یہی کہتا ہی کہ گرداب سنے کوئی انتظام نہین کیا چڑھ چلیے ایک نے اُنمین سے کہا کہ گرداب کیا فکر کرین بیٹی کو قید کیا سرہنگ جادو نگہبان ہی فتور تو پڑ چکا اب دیکھیے کیا ہو سمک یہ سُنکر دروازے پر جو مونڈھا

بچھا تھا بطور پہرہ آ بیٹھا ایک کنیز آکر چراغ جلا گئی مگر نوجوان ہی ہنسے دیتی ہو سوسی کا پائجامہ گاڑھے
کی چدر یا میلی اوڑھے ہوے کرتی پھنسی ہوئی تھوڑی دیر مین پھر پلٹ کے آئی بتی کو انگلی سے
اُکسایا اور انگلی کو پائجامے مین پونچھ لیا تیسری مرتبہ جو آئی کرتی مین روٹی لیے ہوے اُسپر قورمے
کی بوٹی رکھی ہوئی سماک کو اشارہ کیا کہ لے یہ کھالے سماک سمجھا کہ جسکی صورت مین بنا ہون
یہ اُسکی آشنا ہو جھپٹ کے قریب آیا روٹی لی لپٹنے لگا کنیز ہنسے دیتی ہو اپنے کو چھڑاتی ہے کبھی
کہتی ہو چھوڑ دے ورنہ غل مچاؤنگی سماک نے حباب مار کر اُسے بیہوش کیا اُسی کنیز کی شکل بنکر
اندر آیا دیکھا کہ سیکڑون کنیزین پھر رہی ہین ایک طرف ایک محلدار کو دیکھا کہ پلنگ پر بیٹھی گلوریان
بنا رہی ہو کنیز نے آکر کہا کہ کیون بی محلدار صاحب ملکہ کی رہائی کی اب کوئی صورت نہین محلدار
نے کہا کہ ہم اس مقدمے مین دخل نہین دے سکتے چھوکری کی دیدہ دلیری تو دیکھو کہ ہمین مٹاکر
کے آئین لوح کا حال باپ سے پوچھنے لگین چاہتی تھین کہ لوح کا حال دریافت کرکے جاکر
طلسم کشا سے کہدین اگر طلسم کشا کو لوح ملجاتی تو کوئی ساکن طلسم ہفت پیکر نہ بچے نہین
معلوم سامری و جمشید کو کیا منظور ہو کنیز یہ باتین کرتے کرتے پاس محلدار کے بیٹھ گئی ایک
گلوری اپنے ہاتھ سے لگائی محلدار کے منھ مین دی محلدار گلوری کھاتے ہی بیہوش ہوئی سماک
نے محلدار کے کپڑے اُتارے وہی لباس پہن کر اُسی کی شکل بنکر تیار ہوا خاصدان رومال
مین لپیٹے ہوے چلا راہ مین جسنے دیکھا اُسنے پکارا کہ بی محلدار صاحب کہان جاتی ہو سماک
نے خاصدان دکھا دیا آگے بڑھا پھرتا ہوا برج قلعہ مین آیا سرہنگ جادو مع چالیس کنیزون
کے بیٹھی ہی سرہنگ نے پکارا کہ بی محلدار صاحب کیا لائین ملکہ کے مقدمے مین کچھ اُنکی زبان
سے نہین کہا محلدار نے قریب سرہنگ کے آکر خاصدان تو رکھدیا منھ پیٹنے لگی کہا بی سرہنگ
رونے کی جگہہ ہو کہ بی بی نے اپنے کو یون بدنام کیا باپ نے کہ بلا سے روزگار ہی اُسنے دریافت
کرلیا دیکھیے ملکہ کے قتل کا کہین حکم نہو ہر شخص کا یہی قول ہو کہ ملکہ نے غضب کیا لوح ملنے کی
طلسم کشا کے لیے فکر کی سنا ہو کہ قدرت کو نامہ لکھا ہو دیکھیے وہان سے کیا جواب آئے نہین معلوم
وہ کیا جواب لکھین سرہنگ نے خاصدان اُٹھا لیا گلوری کھائی کہا بی محلدار مین شام سے واسطے
تمباکو کے بیقرار تھی تمنے اسوقت زندہ کرلیا سب کنیزین مانگنے لگین کہ بی محلدار صاحب ایک

گلوری ہمکو دو یہاں سے بدلی ہو تو اپنی صحبتی مین جائین تب یان تغییب ہوا ایک گلوری سماک نے سب کو دی ملکہ دیکھ رہی ہین کہ سب کے پہلے سر ہنگ اپنے مقام سے اُٹھی گرکے بیہوش ہوئی کنیزین لیبا لیبا کہکر اُٹھین سب گر کر بیہوش ہوئین سماک قریب ملکہ کے آیا کہا غلام کو آپ نے بھیجا تا مین ہون سماک بن عمرو ملکہ نے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکالو تو مین بات کرون سماک نے زبان سے سوزن نکالی ملکہ نے سحر کرکے ماران سیاہ کو مارا سماک نے چاہا کہ سر ہنگ کا سر کاٹون ملکہ نے ہاتھ تھام لیا کہا کیا ضرر راہ مین نکل جاؤن انکو پڑا رہنے دے یہ کہکے ملکہ نے سماک کی کمر مین پنجہ دیا لے اُڑین رستم اسی خیمے مین بیٹھے ہین یاد مین ملکہ کی رو رہے ہین خادم جو سمجھاتے ہین کہ حضور سماک گیا ہی ملکہ کو لیکر آتا ہوگا رستم فرماتے ہین کہ یارو نہین معلوم اسیر کیا گذری عرصہ دراز سے گیا ہوا ہی یہان دل کی یہ کیفیت ہی عجب صورت ہی

نظم

مشغلہ تھا یہ شب ہجر مین جھروا اپنا	سینہ و سر کبھی پیٹا کبھی زانو اپنا
پھینک دو نگا مین اسے چیر کے پہلو اپنا	تجھپہ قابو نہین دل پہ تو ہی قابو اپنا
نہین معلوم تجھے کس سے خصوصیت ہی	اہل ایمان تجھے اپنا کہین ہندو اپنا
بوے گل سے تجھے دھوکا نہ دے اُسکی تو کا	جو چلا رہنے دے باد سحری تو اپنا
کیا ہوا اے بت کافر وہ تری چشم کا سحر	کیا فسون بھول گئی نرگس جادو اپنا
جان جان جب سے ہی تجھسے مرا خالی آغوش	گو رہی تجھسے تہی کرتی ہے پہلو اپنا
یاد کر کے لب بانخوردہ کی تیرے سُرخی	خون دل آج پیا ہے کئی چلّو اپنا
ہاتھ سے اپنے ابھی آپ ہی کوچے کاٹین	پاؤن میدان سے سر کے جو سر ہو اپنا
مشترک شب سے ہوا خون جگر اشکون مین	رات سے رنگ بدلنے لگے آنسو اپنا
لوٹا کرتا ہون شب ہجر مین انگارون پہ	جلنے لگتا ہی جدھر رکھتا ہون پہلو اپنا
پاک دامانی کا دعوی نکرے اس رو سے	منھ گریبان مین اگر ڈالے کبھی تو اپنا
داغ کھا کھا کے مرے عشق مین گلرویون کے	حشر کے روز کفن ہوئیگا خوشبو اپنا
پیچ و خم دیکھ کے دم بند ہوا سنبل کا	باغ مین اُسنے جو کھولا کبھی گیسو اپنا

بہشت یا یارین نہ کیون ہمت گردون پر نکلہ		شل نہین فضل خدا سے ابھی بازو اپنا

رستم بیقرار ہورہے ہین خادم سمجھاتے ہین کہ ای شہریار سماک وہ عیار ہو کہ ملکہ کو لیکر آئیگا وہ رکنے والا نہین رستم فرماتے ہین کہ کچھ تو دھڑکن قلب کی کم ہوتی جاتی ہو کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی ملکہ ہما ہے اور زمانہ نشین سماک کے نیچے ہین دبلے ہوے بعد تعجیل آتی ہین رستم بے اختیار پکار اٹھے فرد - ای آمدنت باعث آبادی ما + ذکر تو بود زمزمہ شادی ما ملکہ ہما زمین پر آئین سماک کو نیچے سے چھوڑا رستم نے بغور دیکھا کہ ملکہ کا چہرہ اداس منھ پر ہوائیان اڑ رہی ہین رنگ رو متغیر متردد و متحیر حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی ہین رستم نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا کہا کہ ای ملکہ عالم آیئے کیا سانحہ گذرا ملکہ نے رو رو کر سب حال اپنے قید ہونے کا بیان کیا اور باپ کا نام لیکر کہا کہ وہ ظالم کسی طرح حال نوح نہین بتاتا سماک بڑی تدبیر سے پہونچا رستم تو یہان ملکہ کو لیکر صحبت مین بیٹھے سماک بیٹھکر گانے لگا یہان گرداب جادو سوکر اٹھی سرہنگ دایہ کو آواز دی جب کچھ آواز نہ آئی گھبرا کے اٹھی لڑکھڑاتی ہوئی نشے سے برج مین آئی آکر دیکھا کہ سرہنگ اوندھی پڑی ہو کف منھ سے جاری اور سب کنیزین بھی بیہوش پڑی ہین گرداب نے ایک دو ہتڑ سرہنگ کو مارا اور کہا کہ ای سرہنگ اٹھو تو دیکھو تو اس فتنہ انگیز پر کیا گذری کون اسے لے گیا سرہنگ نے کہا کہ یہان فقط بی محلدار آئی تھین انھون نے گلوری کھلائی جب ہی مین بیہوش ہوئی کہا محلدار کو ڈھونڈھو کنیزون نے کہا کہ بی محلدار بیہوش پڑی ہین محلدار کو اٹھایا محلدار نے سب ماجرا بیان کر کے کہا کہ مجکو ایک کنیز نے آکر گلوری کھلائی اس کنیز کو جو ڈھونڈھا دیکھا ڈیوڑھی مین بیہوش پڑی ہی اتنو گرداب بہت جھلائی کہا یہ تو کسی عیار کا کام ہی مگر وہ عیار بھی کامل و اکمل تھا اپنا کام کر گیا مگر آج آگ لگا دونگی عاشق و معشوق کو مٹا دونگی یہ کہکر گرداب خود چلی اس زور سے آندھی چلی کہ صد ہا نخل اکھڑ کر گرے بونڈلے گرد کے اٹھ رہے ہین جدھر سے نکلی وہان خاک برسی اس زور و شور سے آتے آتے اس کوہ پر پہونچی زیر کوہ دیکھا کہ رستم و ملکہ سو رہے ہین سماک قنات کی آڑ پکڑے ہوے دیکھ رہا ہو کہ گرداب آکر گری ملکہ کا تو ہاتھ پکڑ کر لٹکایا ملکہ نے آنکھین کھول کر اس بلائے ناگہانی کو دیکھا کہ ہاتھ پکڑے کھینچ رہی ہو رستم کو آواز دی

کہ ای شہریار اُٹھیے رستم تیغہ ہفت جوہر کھینچ کر اُٹھے تیغہ ہفت جوہر جو گرداب نے دیکھا پکار کر
آواز دی کہ او طلسم کشا اس بحیرہ سے بر آیا ہی یہ کہکر ملکہ کی کمر مین پنجہ دیا ملکہ تڑپ کر پکاری کہ
ای شہریار کنیز رخصت ہوتی ہی یہ ظالم مجکو قتل کر ڈالیگی اگر ہو سکے تو گاہے گاہے مزار غریبان
پر آئیے گا جب آپ قبر پر دست حسرت رکھکر فاتحہ خیر پڑھینگے یقین ہی کہ روح کو رحمت ہو
پروانہ بنکر روح نکلے گرد شمع جمال نثار ہو لیکن افسوس ہی بقول شاعر حسرت لیکر پردۂ دنیا
سے چلے فرد۔ ہو جنازہ اسلیے بھاری مرا + حسرتین دل مین لیے جاتے ہین ہم + رستم نے
دیکھا چند ساعت مین گرداب ملکہ کو لیے ہوے نظرون سے غائب ہوئی رستم بیقرار ہوے
کہا کہ ای جہتر سماک اب کیا تدبیر ہی ملکہ کو وہ لے گئی نہین معلوم قتل کرے یا بخشے قلب اُلٹ گیا
ملکہ کے کلمات حسرت پر کلیجہ پھٹ گیا۔ نظم

ہی ہجوم درد و غم تشویش پر دل مین نہین
منتشر میرے حواس خمسہ مشکل مین نہین

آتش افروزی کی او گردون ہوا دل مین نہین
کچھ سوائے خاکساری آب اور گل مین نہین

مین بیان کرتا رہونگا تیرے اوصاف جمال
جب تلک قاصر زبان شرح فضائل مین نہین

مارتا ہی جسکو کر دیتا ہی کام اُسکا تمام
نیمجان رکھنے کی عادت میرے قاتل مین نہین

اُسکو گردن مین پہنکر کب گلے میرے ملا
سورۂ اخلاص قاتل کی حمائل مین نہین

مرد مومن ہون مرا ظاہر سے باطن صاف ہی
کینہ او بت تیرے دلمین ہی مرے دل مین نہین

طی نہین ہوتی کسی سے گفتگوے حسن و عشق
ایک لاحل مسئلہ ایسا مسائل مین نہین

کسکے آگے رند تنہا نغمہ پیرائی کرون
ایک بلبل ہمنوا میرا عنادل مین نہین

رستم نے بیقرار ہو کر فرمایا مرکب تیار کرو جہلال سرکش کو خبر ہوئی کہ رستم سوار ہوتے ہین
اُسوقت آکر پہونچا کہ رستم سوار ہو چلے ہین جہلال نے آکر رکاب تھام لی کہا کہ ای شہریار تامل فرمایئے
مین وعدہ کرتا ہون کہ ملکہ کو لے آؤنگا اس وقت حضور نہ جائین رستم نے کہا کہ ای جہلال
بالکل ناممکن ہی بڑے زور و شور مین وہ آئی گرفتار کرکے لے گئی ملکہ کے کلمات حسرت سے دل پر
چھُریان چل گئین مین اپنے کو پہونچاؤنگا قلعہ گرداب پر جاکر تیغۂ ہفت جوہر چلے گرداب نے
جو تیغۂ ہفت جوہر کو دیکھا تھرا گئی اس طرح ملکہ کو لے اُڑی کہ جس طرح عقاب کنجشک کو

لیجاتا ہی ملکہ کا تڑپنا پھڑکنا یہ کہکے رستم نے گھوڑا اٹھایا مرکب بادرفتار طرارے بھرتا ہوا چلا اہل لشکر نے جو سنا بارہ ہزار جوان ساحر وغیر ساحر فوراً تیار ہوکر عقب مین رستم کے چلے یہان گرداب ملکہ کو لیکر آئی برج قلعہ پر ٹھہرایا ہو زیر قلعہ ہزارہا ساحر غلغلہ کررہے ہین ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ گرداب ملکہ کو صحبت طلسم کشا سے لے آئی یقین ہو کہ طلسم کشا آتا ہو یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا رستم آگے آگے پشت پر بارہ ہزار جوان سمک بھی رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے رستم نے سامنے آکر نعرہ کیا۔ نعرۂ رستم پیلتن

ارشد اولاد امیر عرب
کمر بتخت مرزوق افگندہ شور

گیست علمشاہ چو رستم لقب
یل نامور رستم ذی ہنر

دیگر

علمشاہ رومی شہ فیل زور
صنم نور عین شہ بحر و بر

بارہ ہزار جوان نیزے اٹھا اٹھا کر آپڑے رستم چاہتے ہین مین لڑبھڑ کر قلعے مین گھس جاؤن گرداب نے جو اشارہ کیا ہزارہا ساحران زبردست گوٹے ترنج و نارنج نارستم ہوے قلعے سے باہر نکلے اسطرح سحر کررہے ہین کہ جنگل مین آگ برس رہی ہو ایک طرف دریا جوش مار رہا ہی تلوارین گر رہی ہین درختون سے پتے جو گرتے ہین تاثیر خنجر کی پیدا کرتے ہین جسپر پتہ گرا سر اسکا اڑگیا رستم نے بھی تیغ ہفت جوہر سے ہزارون کو قتل کیا لاشے پڑے ہوے زمین پر پھڑک رہے ہین دریاے خون جاری کہ صحرا سے گرد اڑی منقار آتش ریز اس قلعے سے بارہ کوس پہ رہتا ہی ملکہ ہماے اورنگ نشین کا منگیتر یہ خبر پاکر سات ہزار ساحرون سے چڑھ آیا اسکو خبر پہونچی کہ رستم نے میری منسوبہ پر قبضہ کیا اب یہان رستم کو لڑتے ہوے جو دیکھا آپ بھی لڑائی مین مصروف ہوا اب رستم پر بلوہ ہی گرداب نے بھی فوج بھیجی وہ فوج بھی جاکر مصروف جنگ ہوئی سرہنگ جادو بھی جھلا کر برج سے کودی گرداب سے یہ کہکر کہ مین جاکر رستم کو پکڑے لیتی ہون ملکہ نے جو دیکھا کہ رستم پر فوجون کا بلوہ ہی اور مین بے سوزن بیٹھی ہون گرداب تو اس انتظام مین ہی کہ فوجین برابر بھیج رہی ہی دس ہزار جوان بھیجے اور پانچ ہزار بھیجے ملکہ تڑپ کر برج سے نکلین اور لشکر پر سحر کرنا شروع کیا جب سحر کیا دو دو ہزار کے سینون کو توڑ کر گولہ نکل گیا تین چار حملون مین فوج کو ملکہ نے متفرق کیا اور منقار بھی لڑ رہا ہی رستم پر آگ برسا دی تلوارین برساتا ہے مگر رستم پر کوئی سحر تاثیر نہین کرتا رستم شیرانہ لڑ رہے ہین ملکہ ہماے اورنگ نشین گالی

باندھے ہوئے ایک نخل کے سائے مین کھڑی ہین سحر کر رہی ہین جسکو دیکھا کہ رستم پر بلوہ کرکے جاتا ہی اُسپر سحر کرتی ہین کسی کا سر کاٹ دیا اگر سوار ہو تو برق چمکائی دو دو سوار کٹ کٹ کر گر رہے ہین رستم دور سے دیکھ رہے ہین کہ ہمارے اورنگ نشین نے فوج کو پراگندہ کیا ہی سرہنگ دایہ اسنے جو دور سے دیکھا کہ ملکہ نے سحر کرکے لشکر کو تباہ کردیا یہ کڑک کے گری اور پنجہ کمر مین دیکر ملکہ کو لے اُڑی سمابہ نے جو دور سے دیکھا کہ طرف پہاڑ کے لیے جاتی ہی دوڑا کہ جاکے ملکہ کو بچاؤن یہان سرہنگ جو ملکہ کو لیکر آئی پہلوے کوہ مین اُتری ایک تختۂ سنگ پر زبان مین سوزن دیکر بٹھایا اب ملکہ کو ہوشیار کیا یہ عتاب کررہی ہی کہ او گیسو بریدہ تونے مان باپ کی بربادی کرائی جاکر طلسم کشا سے ملی تجکو کچھ خوف نہ آیا اب مین تجکو قتل کرونگی ملکہ بحسرت ویاس چہرے کو سرہنگ کے دیکھ رہی ہین دل کو طرف پروردگار کے متوجہ کیا ہی پکار رہی ہین کہ اے خالق لیل ونہار دای پروردگار مجکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے

نظم

ز کار بستہ کشاید خدا ز ہر سو باب	کہ ہست خالق اکبر مسبب الاسباب
خداست مالک املاک و واقف اسرار	خداست کاشف استار و فاتح الابواب
کنند پیش خدا سجدہ بندگان خدا	میان بتکدہ و دیر و مسجد و محراب
خدا ز خاک برآورد جوہر انسان	خدا ز آب برون کرد گوہر نایاب
کسیکہ سائل درگاہ ایزدی باشد	بباب حضرت حق آورد رخ از ہر باب
چرا بنقش و نگار جہان شود مغرور	کہ ہست ہستی انسان چو نقش بر رخ آب
برفت آنکہ بدنیا گذاشت نام نکو	بمرد آنکہ ازو باقی است نیک خطاب
ز جسم نازک انسان برندجان حزین	کشند زین گل رعنا دم اخیر گلاب
رود بخاک ز آلایش زمانہ پاک	بشست ہر کہ نجاست ز دل بچشم پر آب
رود بساحل امید مشکل است آخر	فتد چو کشتی عمر عزیز در گرداب
برفت عمر جوانی ز دست ناہندی	ستادہ ایم برائے دو روز پا برکاب

بلک بلک کر دعائین مانگ رہی ہی جی سے کہتی ہی کہ کیون معبود ایسا بھی وقت ہوگا کہ پھر

رستم کے جمال کی زیارت کرون نہین معلوم ساحران مکار و غدار اُنکے ساتھ کیونکر پیش آئین
نہین معلوم کیا کیا مکر پیش کرینگے خدا اُنکو ان مکارون سے بچائے اور یہ روز سیہ اُنکو نہ دکھائے
سرہنگ چاہتی ہو کہ ملکہ کو قتل کرون کہ سامنے سے سرہنگ نے دیکھا کہ گرداب جادو آتی
ہو پکارتی ہوئی کہ ای سرہنگ قتل نہ کرنا اسکا سنگیتر آیا ہوا ہی مین اُسی کے حوالے کردون
سرہنگ نے جو مالک کو آتے ہوے دیکھا ٹھہر گئی یا تو تیغہ مارا چاہتی تھی یا ہاتھ روک کر
کہا کہ ای ملکۂ عالم اس ظالم نے آپ کے ساتھ ایسی دشمنی کی کہ ہزارہا ساحر مرا سامنے قلعۂ
گرداب کے لالہ زار کھلا ہی ملاحظہ تو فرمایئے کون کون ساحر کیسے کیسے افسر اس ظالم کے
ہاتھ سے مارے گئے ایسی خبر مشہور ہوئی کہ داماد نے بھی آپ کے سنی اور سات ہزار
فوج لیکر آگیا اُسکے بھی لوگ مارے گئے گرداب نے کہا کہ ای سرہنگ یہ سب سچ ہی
مگر ہمارا دل نہین مانتا شوہر کے گھر جائیگی رستم کو فراموش کریگی وہ بڑا ساحر ہی راضی
کریگا اس کمبخت کے سر پہ جو نشہ چڑھا ہی وہ سب نشہ اسکا اُتار دیگا ملکہ نے جوان کو آتے
ہوے دیکھا شرما کے سر جھکا لیا گرداب قریب سرہنگ کے آئی ہاتھ تھام کر کہا کہ ای
دایہ مجکو دونون طرح مشکل ہی اگر یہ زندہ رہے تو برا قتل یہ ہاتھ نہین اُٹھتا ہر چند
چاہتی ہون کہ قتل کرون دل کانپ رہا ہی کمبخت کو نو مہینے پیٹ مین رکھا درد اُٹھائے
اس مصیبت سے اُسکو پرورش کیا لیکن یہ دن نہ یاد تھا کہ کمبخت ہمارے قتل پر کمر باندھیگی
لو سرہنگ دیکھو ابر سیاہ اُٹھا شاید اسکا باپ بھی آتا ہی وہ صاحب غیرت کیسا پریشان ہوگا
جان دینے کا ارادہ کریگا سرہنگ جادو ابرو کھینچے کو ملیچی گرداب نقلی نے حلقے کمند کے
گلے مین سرہنگ کے ڈالدیے اور نعرہ کیا کہ منم سمک بن عمرو یہ کہکے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک ہوا
ملکہ کی زبان سے سوزن نکالی اور کہا کہ حضور رستم بہت گھبرا رہے ہونگے اب اپنے کو جلد
پہونچایئے ملکہ نے سمک کی بلائین لین اور کہا کہ ای مہتر والا گہر کیا بات ہی عیاری ہے کہ
کرامات ہی کیا وقت پر پہونچے ملکہ تڑپ کر بلند ہوئین سمک ایک جانب چلا یہان رستم
لڑائی مین مصروف ہین دمبدم بلوہ فوج کا ہوتا ہی اُس بلوے مین شیرانہ و نہنگانہ رستم
مصروف جنگ ہین کافر یہی چاہتے ہین کہ اگر تیغۂ ہفت جوہر اس جوان کے ہاتھ سے نکلے

اور کلاہ ہفت گوشہ سر پر نہ ہوا اور زرہ ہفت جوش جسم سے اُتر جائے تو ایک حقیر ساحر
گرفتار کرلے ان تحفہ جات کی وجہ سے سحر تاثیر نہین کرتا منقار جادو سحر کرتے کرتے عاجز ہوگیا
مگر رستم پر تاثیر نہوئی بس اسنے زبان اپنی کاٹ کر خون ایک گولے پر ملا وہ گولہ طرف صحرا کے
پھینکا دیکھا کہ ایک زنگی صرف تلوار ہاتھ مین گھوڑے کو ڈالے ہوے آتا ہی قریب رستم کے
پہونچا منقار سحر کر رہا ہی وہ زنگی لڑتا بھڑتا تلوار چمکاتا ہوا قریب رستم کے پہونچا کہا کہ کیون رستم
ان تحفہ جات پر تمکو بڑا ناز ہی اگر آپ کو جرأت کا دعویٰ ہی تو ان چیزون کو جسم سے الگ کرکے
مجھسے مقابلہ کیجیے تب مین جانون کہ آپ رستم ہین یہ سنکر رستم کو غصہ آیا گھوڑے سے کود پڑے
سپر پر تلوار کو رکھا کلاہ ہفت گوشہ سر سے اُتاری زرہ اُتار کر سپر پر رکھی فرمایا کہ آہم فرزند
صاحبقران مین ہر شرط پر موجود ہین زنگی نے تلوار پھینک دی دوڑ کے رستم سے لپٹ پڑا
سمک یلدائی جھپٹا کہ بڑا غضب ہوا کہ رستم نے زرہ اُتار ڈالی کلاہ ہفت گوشہ سر سے
جدا کی تیغ ہفت جوہر کو سپر پر رکھدیا اور زنگی سے لڑنے لگے لیکن اسقدر ریلہ ہی کہ سمک
کو جانا مشکل پڑا رستم تو جنگ مین مصروف ہین کس زور و شور سے زنگی سے لڑ رہے ہین
منقار نے یہ سحر کیا تھا جب اسنے دیکھا کہ علمشاہ زنگی کو ریل کرلے دوڑے زنگی ہر چند
چاہتا ہی کہ رُکون رُک نہین سکتا اب وہ وقت ہی کہ زمین پیر کے نیچے سے نکلی جاتی ہے
منقار سحر کرتا ہوا پہونچا ہٹو ہٹو کرتا ہوا قریب زرہ آیا زرہ و تلوار و کلاہ اُٹھالی رستم نے
پندرہ قدم زنگی کو ریل کر یکہ مارا کہ دونون گھٹنے زنگی کے آشنا بہ زمین ہوے رستم نے
کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھالیا چرخ دیکر زمین پر مارا کہ استخوان زنگی کے چور چور ہوگئے پلٹ کے
دیکھا کہ کلاہ و زرہ و تیغ منقار نے اُٹھالیا رستم نعرہ کرکے جھپٹے کہ او حیا یہ تو نے کیا کیا خبردار
ان چیزون کو نہ لیجانا جب قریب منقار کے پہونچے منقار نے کمر مین ہاتھ دے کر
رستم کو اُٹھالیا ایک گولہ فوج پر مارا ملازمان رستم سب زمین پر گرے ملکہ ہما نے جو دور
سے یہ معرکہ دیکھا پر پرواز پیدا کرکے چلین کہ منقار کو مارون جب قریب پہونچین منقار نے
ایک دستک دی کہ ایک زاغ پیدا ہوا کاؤن کاؤن کرتا ہوا قریب ملکہ کے پہونچا
عکس اپنا ملکہ ہما سے اور رنگ نشین پر ڈالا ملکہ چرخ کھاکر گرین منقار نے چاہا کہ ملکہ پر قبضہ کرے

گرداب جادو دوڑ پڑی پکارتی ہوئی کہ ای فرزند تم ہاتھ نہ لگانا کنیزون سے کہکر ملکہ ہماے
اورنگ نشین کو اٹھوالیا زبان مین سوزن دی منقار سے کہا کہ ای نور نظر سامنے باغ ہی
آج کی شب اسمین اترو کل بیٹون کو جمع کر کے ساعت نیک و بد دیکھکر بھونڈی تمھاری
بھر جائیگی منقار بہت خوب کہ کے رستم کو لیے ہوے چلا مگر گرداب جادو نے کہدیا کہ ای
فرزند ہوشیار رہنا عیار اس جوان کا بلاے روزگار ہی ایسا نہ ہو کہ باغ مین گھس پڑے
تحفہ جات کو احتیاط سے رکھنا منقار نے کہا کہ ای مادر مہربان مین نے اپنی زبان کاٹ کر یہ
شعبدہ کیا تھا مین ضرور ہوشیار رہونگا کیا کسی کی مجال ہی کہ رستم تک آئے اب تو شام
ہو چکی کل صبح ہوتے ہی پہلے انکو قتل کرونگا تب شادی کا سامان ہو یہ کہکے فوج کو ساتھ
لیے پلٹا بیرون باغ فوج کو اتارا آپ اندر باغ کے گیا رستم کو ایک مکان مین قید کیا تحفہ جات
لیے ہوے بارہ دری مین آیا حکم دیا دروازہ باغ کا بند کرو کوئی باہر سے اندر نہ آنے پائے
اور نہ کوئی اندر سے باہر جائے منقار دو آ کے بارہ دری مین بیٹھا سماک بن عمرو نے
جو یہ معرکہ دیکھا قلب الٹ گیا بیقرار ہو کے طرف باغ کے چلا صورت بدل کر ایک مالن کی
شکل بنا بمشکل قریب در باغ آیا دیکھا اندر باغ کے باغبان وغیرہ پھر رہے ہین مگر کوئی
قریب دروازہ کے نہین آتا جو ادھر سے نکلتا ہی اسے پکارتا ہی کہ بھیا مین کار ضروری کو
گئی تھی ذرا دروازہ کھول دو کوئی دروازہ نہین کھولتا جواب بھی نہین دیتا ایک عرصے
تک سماک پکارا کیا ایک باغبان بچے کو دیکھا کہ نوجوان کمسن رومال ہاتھ مین دھوتی باندھے
ہوے چاندی کے کڑے پہنے ہوے درختون کو دیکھتا ہوا آتا ہی سماک نے پکارکر آواز
دی کہ بھیا باغبان ذرا دروازے کے قریب آؤ باغبان بچے نے دیکھا کہ ایک نازنین
کمسن ساری باندھے ہوے پھولون کا زیور پہنے ہوے ہنس ہنس کے پکار رہی ہی
کہ بھیا ذرا ادھر آؤ باغبان بچہ صورت زیبا دیکھکر بیقرار ہو گیا قریب دروازے کے
آیا پکار کے آواز دی کہ ارے صاحب تم باہر کہان گئی تھین کہا ارے مین ایک گاہک
کے یہان گئی تھی مین نہ جانتی تھی کہ یہان بندوبست ہوگا نہ آتے پاؤنگی جب باہر گئی
شوالے مین پوجا کرنے لگی اسی وجہ سے دیر ہوئی اب دروازہ کھول دو اینٹھ جاؤنگی

باغبان بچے نے کہا کہ فرو شاہ نے منع کیا ہی کہ جو باہر ہو وہ باہر رہے مگر دروازہ شب کو نہ کھلے مین کنجی جا کر لاؤن تو قفل کھولون تمکو بلا لون یہ کہکے باغبان بچہ بھاگا کنجی قفل کی لایا دروازہ کھولا یہ نازنین اندر آئی صورت پر تو باغبان بچہ مائل ہو چکا تھا ہاتھ تھام لیا کہا پہلے میرے مکان مین چلو دم بھر بیٹھ کے چلی جانا سمک یلدا قی نہین نہین کہتا ہوا چلا باغبان بچہ سمک کو ساتھ لیکر قریب اپنی چھپر یلکے آیا آپ چھپریا مین گھس گیا منت کرکے بلانے لگا سمک یہ کہتا ہوا اندر آیا مین وہان آؤنگی تو تو میرا کیا کریگا سمک یلدا قی نے چھپریا مین آتے ہی چراغ گل کیا باغبان بچے سے کہا کہ لے اب تو کیا چاہتا ہے جو مطلب ہو وہ حاصل کر باغبان بچہ اندھیرے مین لپٹنے لگا سمک یلدا قی نے حباب مار کے اُسے بیہوش کیا باغبان بچے کی شکل بنکر چھپریا سے نکلا پوچھتا ہوا کہ شہنشاہ کہان تشریف رکھتے ہین خادمون نے کہا کہ بارہ دری مین بیٹھے ہین پوچھا کہ قیدی کہان ہے خادمون نے کہا کہ پہلوے بارہ دری مین جو چھوٹا مکان ہو اُسمین قید کیا ہو سمک سب پتے نشان پوچھتا ہوا سامنے منقار کے آیا دیکھا کہ منقار بارہ دری مین بیٹھا ہوا صفت گل و بلبل کررہا ہی منقل آتش روشن سحر شمار کررہا ہی باغ کی جانب دیکھ رہا ہو باغبان بچے کو جو آتے ہوسے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ارے کس تردد مین ہو کیون اس طرف آیا سمک نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہنشاہ ساحران غلام ابھی دروازے پر گیا تھا ایک عورت بہت حسین بمنت پکار رہی تھی کہ مجھے باغ مین آنے دو مین اُس حسین پری پیکر کو دیکھکر ایسا گھبرایا کہ طائر ہوش اُڑ گئے اُس وقت سے گھبرایا گھبرایا پھرتا ہون آخر کو دل مین خیال آیا کہ چل کر افسر سے بیان کیجیے جیسا ارشاد ہو بجا لاؤن دروازہ کھول دون اُسکو آنے دون یا باہر ہی رہے منقار نے کہا کہ وہ کوئی عیار ہو گا خبردار کوئی آئے تو اندر نہ آنے دینا ان باتون مین لگا کر بارہ دری پر چڑھ آیا زرہ و کلاہ و تیغہ پہلو مین اُسکے رکھا ہو سمک نے کہا کہ کیون حضور یہ ٹوپی کیسی رکھی ہو اور دو دو تلوارین آپ کیون لگائے ہین اور یہ تیسری تلوار کیون قریب رکھی ہو زرہ کو پہن لیجیے منقار نے کہا کہ ارے یہ وہ تحفہ جات ہین کہ جسکے گھمنڈ پر رستم سامنے قلعۂ گرداب کے آئے اور ہزار ہا ساحر قتل کیے

اب دیکھیے خداوندا ہفت پیکر کیا دکھائیں خداوندا ہفت پیکر کوہ زبرجدی کو چھوڑ کر کوہ الماس
پر اب رہتے ہین الماس جگر خوار جادو منتظم امورات خدائی ہو اب سحر تیار کر رہا ہون کہ صبح
کو آگ برساؤنگا قتل طلسم کشا کے وقت سیکڑون ساحر آ دینگے اپنا اپنا نیرنگ دکھائینگے
مین پہلے ہی تدبیر کر رکھون کہ نقطہ اشارے کی دیر ہو سمک نے باتون مین لگایا باتون مین لگا کر
کہا کہ دیکھیے پھر آواز آتی ہو دروازے پر کوئی پکار رہا ہو منقار نے کہا کہ مین تیرے ساتھ
چل کر اُسے گرفتار کر لون یہ کہکر منقار اپنی جگہ سے اُٹھا طرف دروازے کے دوڑا یہان
سمک نے تینون چیزین سے لین کلاہ کو لیکر طرف رستم کے بھاگا زرہ و تیغہ اُٹھانے سے
سمک کے نہ اُٹھا صرف کلاہ لیکر سامنے رستم کے آیا کہا کہ ای شہریار یہ کلاہ تو غلام لایا مگر
زرہ و تیغہ مجھسے نہین اُٹھتا رستم نے کہا کہ اسے سر پر رکھ دو سمک نے جھپٹ کر کلاہ سر پر
رستم کے رکھی ماران سیاہ جو دہن کھولے ہوے زبانین منہ سے نکال رہے تھے اُن سب نے
کپھنے اپنے جھکا لیے رستم نے ہکہ مار کر ہتھکڑی توڑی ہتھکڑی کے ٹوٹتے ہی ماران سیاہ زمین پر
گرے رستم کلاہ پہنے ہوے طرف بارہ دری کے چلے آکر تلوار پر قبضہ کیا زرہ پہن لی بارہ دری سے
باہر نکلے منقار اُدھر دروازے پر جا کر پہونچا کسی کو پکارتے نہ پایا وہان سے پلٹا تھا دیکھا کہ
تیغ بکف علمشاہ بارہ دری سے آتے ہین منقار نے ایک چیخ ماری کہ یا خداوند ہفت پیکر
اس وقت مدد کیجیے طلسم کشا رہا ہوا دروازہ باغ کا کھول دیا فوج والے سب دوڑ پڑے
منقار نے آواز دی کہ طلسم کشا نے رہائی پائی گھیر کر مار لو مین پھر وہ ہی سحر کرتا ہون کہ زنگی آئے
اور تحفہ جات اُترواے مین گرفتار کر لونگا دس ہزار ساحر اندر باغ کے گھس آئے رستم
تیغہ ہفت جوہر کھینچکر نعرہ کرکے ساحرون پر جا پڑے سمک نے ایک نخل کی آڑ پکڑ کے حقہ ہاے
آتشبازی مارے کئی سو ساحر جل کر گرے منقار نے پھر زبان کو کاٹا خون گولے پر ڈال کر
طرف صحرا کے پھینک مارا جنگل سے آواز آئی کہ غلام حاضر ہوتا ہے دیکھا کہ ایک زنگی
سیاہ فام بد انجام مثل توے کے چہرہ سیاہ موٹے موٹے ہونٹھ تلوار چمکاتا ہوا قریب رستم کے آیا
پکار کر کہا کہ ای رستم تم رستم ہو فرزند محترم و محتشم امیر ہو زرہ آتار کے مجھسے مقابلہ کرو سمک نے
پہلو سے آواز دی کہ ای شہریار برائے خدا اسکے مکر مین نہ آئیے گا رستم نے کہنے سے سمک کے

جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی تلوار تیرے ہاتھ مین ہی کیون نہین وار کرتا زنگی نے پیترہ بدل کے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر پر تلوار کو گا نٹھا جیسے ہی تلوار اُسکی تیغہ ہفت جوہر پر پڑی تلوار ٹوٹ گئی قبضہ صرف ہاتھ مین رہا قبضہ کھینچ مارا رستم نے خالی دیا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تیغۂ ہفت جوہر کا مارا زنگی نے سر آگے کر دیا زنگی کے دو ٹکڑے ہوے زنگی کے مرتے ہی منقار کے منھ سے خون جاری ہوا بات نہین کرسکتا زبان کٹ کے گر پڑی زانو بیٹھا آکر مین نے یہ سحر کیون کیا یہ سوچ کر چاہتا ہی کہ منھ بند کرون بند نہین ہوتا منھ کھولے کھڑا ہی خون کے قطرے گر رہے ہین کہ رستم نعرہ کر کے طرف منقار کے چلے سردار اسکے علمشاہ کو روکنے لگے جو سامنے رستم کے آیا مارا گیا کئی سردار ہاتھ سے رستم کے قتل ہوے رستم جو قریب منقار کے پہونچے منقار بھاگا باہر فوج مین آیا افسرون سے اشارے کر رہا ہی کہ طلسم کشا کو گھیر لو بڑے بڑے سردار میرے اس ظالم کے ہاتھ سے مارے گئے افسر حیران ہین کہ ہمارے مالک کو کیا ہو گیا کہ کچھ زبان سے نہین فرماتے اشارون مین لفظ ادا کرتے ہین پکار پکار کے سردارون نے جو یہ اعتراض کیا منقار نے منھ کھول کر زبان دکھائی سردارون نے دیکھا کہ منقار کی زبان بالکل گر گئی یہی کمال ہی زبان تو گر گئی اور پھیر سحر کر رہا ہی مگر سحر منقار کا زور نہین پکڑتا دور جا کر کام نہین کرتا وہان ملازمان رستم دامنۂ قلعۂ گرداب مین بیہوش پڑے ہین جب زبان منقار کی گر گئی ان سب کو ہوش آیا اپنے آقا کے نعرے کی آواز سنی سب تلوارین کھینچ کر اُٹھے اُس وقت آکر پہونچے کہ رستم جنگ مین مصروف ہین یہ بھی سب آکے شریک جنگ ہوے گرداب جادو نے فوج کو حکم دیا کہ ارے دریافت کرو رستم نے کیونکر رہائی پائی جا کر میرے داماد کے شریک ہو فوجین اندر سے قلعے کے چلین سماک نے جب دیکھا کہ علمشاہ جنگ مین مصروف ہین تو یہ تدبیر رہائی ملکہ ہماے اور نگ نشین ہین چلا اندر قلعے کے آیا پھرتا پھرتا برج قلعہ مین پہونچا دیکھا کہ ملکہ کی زبان مین سوزن سرنگون کلیجہ خون گرم کنیزین نگہبان بیٹھی ہین سماک اُن سب مین مل کر بیٹھا سب نے پوچھا کہ بوا سوسن رستم نے کیونکر رہائی پائی سماک نے بیان کرنا شروع کیا باتین کرتے کرتے اپنے پاس سے گلوریان نکالین ایک ایک سب کو دی کنیزین کھاتے ہی بیہوش ہوئین چاہا کہ ملکہ کی زبان سے

سوزن نکالو ن قضاے کار گرداب جادو اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے گھبرائی ٹہلتی ہوئی اندرون برج آئی دور سے دیکھا کہ کنیزین بیہوش پڑی ہین اور ایک کنیز زبان سے ملکہ کی سوزن نکالا چاہتی ہی ملکاری کہ اوگیسو بریدہ خبردار کیا کرتی ہو زبان سے اس گنہگار کی سوزن نہ نکالنا سمک نے جو گرداب کو آتے دیکھا بھاگا اُس مکان مین بہت سی کوٹھریان بنی ہوئی تھین ایک کوٹھری مین گھس گیا اندر سے کنڈی بند کرلی مگر دور سے گرداب نے دیکھ لیا قریب دروازے کے آکر آواز دی کہ ارے مین نے دیکھ لیا دروازہ کھول کے نکل آ ورنہ دروازہ توڑ ڈالونگی مین سمجھ گئی کہ تو وہی عیار ہی ملکہ کو رہا کرنے آیا تھا سمک نے دروازہ نہ کھولا گرداب نے ہاتھ رکھ کے ہکہ مارا کہ دروازہ کھل گیا سمک گوشے مین چھپا گرداب جادو ڈھونڈھنے لگی گرداب جو سامنے پہونچی قریب تھا کہ سمک کو پکڑے سمک نے حباب مارا کہ گرداب چرخ کھا کر گری سمک نے چاہا کہ گرداب کا سر کاٹ لون دیکھا کہ اور کنیزین بھی بلوہ کیے ہوے آتی ہین دور سے کنیزون نے دیکھا کہ گرداب بیہوش پڑی ہی اور ایک عورت قتل کیا چاہتی ہی وہین سے آواز دی کہ او ظالم خبردار ملکہ گرداب کو قتل نہ کرنا ورنہ تجھے پھونک دینگے جلا دینگے سمک نے ایک حقہ آتشبازی طرف کنیزون کے مارا شعلے گرے اب زمین شق ہوئی گرداب اُسمین سما گئی سمک جست کرکے نکلا نکل کر ایک جانب بھاگا بعد تھوڑی دیر کے گرداب زمین سے نکلی کہتی ہوئی کہ ارے عیار کہان گیا آکے ملکہ پر پھر کنیزون کو مقرر کیا سمک ایک گوشے مین چھپا تھا وہان سے نکلا نکل کر پھر طرف برج کے چلا دیکھا کنیزین بیٹھی ہین جو آتا ہی اُسکو منع کرتی ہین سمک گرداب کی شکل بنکر پکارتا ہوا دوڑا کہ ارے کمبختو زیر قلعہ جاؤ ایسا نہ ہو میرے داماد کو طلسم کشا قتل کر ڈالے کنیزین بلوہ کرکے چلین سمک بشکل گرداب قریب ملکہ ہما کے آیا کہا یہ غلام آپ کا آپہونچا اب اُٹھیے ملکہ نے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکالو سمک نے زبان سے ملکہ کی سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی ملکہ تڑپ کر زیر قلعہ پہونچیں رستم لڑ رہے ہین کہ ملکہ نعرہ کرکے لشکر گرداب پر گرین زیور اُتار اُتار کے مارنے لگین کبھی بجلی کھینچ ماری کہ برق گری دو چار سو کے سر اڑ گئے رستم بھی شیرانہ جنگ کررہے ہین جھلال کشن بارہ ہزار جادوگرون سے وقت پر آکے پہونچا شریک جنگ رستم ہوا ایک جانب علمشاہ

مصروف جنگ ہین ایک جانب ملکہ ہماے اور رنگ نشین سحر کر رہی ہین جب سحر کیا زمین ہلا دی مہلال سرکش بارہ ہزار ساحرون سے آکے گرا افسون جادو سپہ سالار گرداب کا کل فوج کو ترغیب جنگ کر رہا ہی اور خود بھی ساحر زبردست ہی ملکہ کے سحر کا دفعیہ کرتا ہی مہلال کے بھی سحر کو روکنے لگا ملکہ نے نگاہ اُٹھائی رستم سے کہکر گئین کہ افسون جادو باواجان کا شاگرد رشید ہی نہایت سحر مین دخل رکھتا ہی مگر ملاحظہ کیجیے کہ مین اُسی کے مقابلے مین جاتی ہون آنکھ ملاکر نعرہ کیا کہ او افسون جادو یہ بے ادبی سحر کو روکا ذرا نگاہ تو ملا افسون جادو نے جو نگاہ ملائی نگاہ سحر آگین تا زمین مہر تمکین پلکین جو ہلین معلوم ہوا افسون کو کہ کلیجے پر تیر پڑے تھرا گیا پیشانی پر پسینہ آگیا بیقرار ہو کر پکار اُٹھا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان ای سرتاج حسینان وای ماہ پیکر ایک نگاہ پھر اسی طرح دیکھ لو عاشقون کے سامنے سے نہ ہٹو ایک نگاہ بھر کے تو دیکھ لین جوش رقت ہی اب تو قلب کی عجب کیفیت ہی۔ نظم

صدمے گذرے ایذا گذری	ہجر مین تیرے کیا کیا گذری	ہجر مین جان رہی یا گذری
رنڈ کہو تب کیا گذری	کیا کہون تجھسے حال فرقت	گذری جو کچھ جانا گذری
گذرے جب دم ہم دنیا سے	ہمنے جانا دنیا گذری	کس سے کہیے کون سُنے گا
کیا کیا گذرا کیا کیا گذری	مر بھی گئے واہ ری غفلت	اُنکو خبر بھی نہ اصلا گذری
کافر پر بھی گذرے نہ ایسی	ہمپر جو بیت ترسا گذری	وقت مرگ یہ جی مین گذرا
زندگی دینی بیجا گذری	دوسرا سمجھا کوئی نہ دیکھا	پیش نظر اک دنیا گذری

کیونکر جھیلی آفت فرقت | رنڈ کہو دل پہ کیا گذری

یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے آیا کہا کہ ای ملکہ عالم مین تابعدار ہون جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن ملکہ نے اشارہ کیا کہ گرداب کا سر لاؤ بہت خوب کہکے افسون بڑھا گولے مارتا ہوا فوج کو پامال کرتا ہوا طرف گرداب کے جاتا ہی راہ مین جس اہل فوج نے روکا اُسکو مارا اور کہا کہ خبردار سامنے سے ہٹ جا مین گرداب کے لیے جاتا ہون کئی افسرون کو قتل کر کے سامنے گرداب کے پہونچا للکارا کہ او گرداب اسی مین خیر ہی کہ میرے سامنے چلی آمین سرکاٹ کے تیرا سامنے محبوب جانی دیار جادودانی کے لیجاؤن گرداب نے منھ پیٹ لیا ساتھ والیون سے کہا کہ دیکھو صاحبو لڑکی نے

کیا خوب سحر کیا ہی کہ افسون جادو ایسا افسر پنے ہوش مین نہین ہی ہمارے قتل کو آیا ہی اس
نگوڑے کو اس طرح قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال پر روئین اور مجکو ترس
نہ آئے یہ کہکے افسون کو للکارا کہ او افسون جادو زیادہ نہ بیتاب ہو کیون تیری قضا آئی ہی
میرے شوہر نے تجکو سحر سکھایا اس مرتبہ اعلے پر پہونچایا اور اُسکا بدلہ تونے یہ کیا کہ اُس
نگوڑی کے عشق مین تو نے لشکر کو پامال کیا کئی سو افسر کرسی نشین تیرے ہاتھ سے مارے گئے
ولولہ بڑھتا ہی جاتا ہی افسون نے گولہ مارا گرداب نے سحر کرکے چاہا گولے کو پلٹاؤن کہ
اسکا کام تمام کرے گولہ پلٹا جب قریب افسون کے آیا تو افسون نے گولہ ہاتھ مین روک لیا
اور اسم سحر پڑھ کے پھر وہی گولہ گرداب پر پھینک مارا ابکی مرتبہ گرداب نے ران اپنی تراش
کے خون چلو مین لیا گولہ آکے ہاتھ پر گرا وہ خون سب اُسی گولے مین جذب ہوا گرداب
نے وہ گولہ ہاتھ مین لیا چرخ دینے لگی اور پکار کر آواز دی کہ اب اس گولے کا روکنا سامری
وجمشید کا کام ہی یہ کہ کے پھینک مارا افسون نے پیشانی پر اپنی نشتر مارا وہ خون چلو مین لیکہ
گولے پر پھینک مارا گولہ طرف گرداب کے چلا اس ہیر پھیر مین کئی ہزار ساحر گرداب کا مرکہ
گرا جب گولہ پلٹا جو راہ مین پڑگیا کسی کا سر توڑا کسی کا سینہ توڑ کر نکل گیا آخر گرداب نے
کارد سحر جھولی سے نکال کر گولے پر پھینک ماری گولہ کٹا ایک پتلہ فولادی اُسمین سے پیدا ہوا
گرداب کو للکارتا ہوا چلا یہ معلوم ہوتا ہی کہ فولادی پتلہ ہی یا کسی زنگی سیاہ رو کا نیچہ ہاتھ مین لیے
للکارتا ہوا گرداب کی طرف چلا گرداب آخر کو بھاگی رستم نے نشان ہاے فوج گرائے علمدار و نکو
قتل کیا جھلال سرکش ایک طرف لڑتا ہوا پہونچا فوج گرداب پر شکست پڑی وہ منہ قلعہ مین
بارہ چودہ ہزار ساحر کا لاشہ پڑا پھڑک رہا ہی علمہاے فوج سرنگون کلیجے دشمنون کے خون
گرداب طرف قلعے کے بھاگی ہوئی جاتی ہی پیچھے اسکے فوج کا بلوہ رستم سب کے آگے آگے ایک
طرف سے مالکہ ہمارے اورنگ نشین نے سحر کیا ایک طرف سے جھلال سرکش لڑتا ہوا آتا ہی
گرداب حیران کہ اگر بھاگ کر قلعے مین جاؤنگی یہ پتلہ پیچھا نہ چھوڑیگا اُس بھاگنے مین پکار کر آواز دی
کہ ای مواج سمندر نشین فوج کو شکست ہوئی اپنے مقام پر بیٹھا رہیگا یہ کمال کس دن کام
آئیگا یہ جو پکار کر گرداب نے کہا قریب خندق پہونچ چکی ہی پتلہ بھی قریب پہونچا ہی چاہتا ہی

کہ بڑھ کر گرد اس کو یہ تہ مار دوں کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی زمین تھرانے لگی ہوا اس تندی سے
چلی کہ چلنے پیچھے ہٹا جاتا ہے جب چاہتا ہے کہ آگے بڑھوں ہوا کا جھونکا پڑتا ہے کہ پیچھے قدم
اُسکے اُٹھ جاتے ہیں دیکھا سب نے اسقدر غبار اُڑا کہ اہل فوج نابینا ہونے لگے پہلوے
کوہ سے ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے پیدا ہوئے درختوں پر آکے بیٹھے
منقارین کھول کے پکارتے تھے کہ اے اہل فوج رستم آگاہ ہو کہ وقت زوال تمہارا آگیا
امواج سمندر نشین آتے ہیں ایک عندلیب خوشنوا یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

غزل

تم تو چھڑا کے ہاتھ سے داماں نکل گئے ۔ ہم چاک کرکے اپنا گریباں نکل گئے
تم آئے رنج دل سے مری جان نکل گئے ۔ اندوہ و یاس و حسرت و حرماں نکل گئے
سیلاب اشک کوسوں تلک موج زن رہا ۔ روتے ہوئے جدھر ترے گریاں نکل گئے
ثابت رہا میں آج تلک اپنے قول پر ۔ اقرار کرکے آپ مری جان نکل گئے
دست جنوں نے حد سے جو بڑھ کر قدم رکھا ۔ دامن سے بڑھ کے چاک گریباں نکل گئے
کتنا تمہارا کافر و دیندار لے گیا ۔ ہندو نکل گئے نہ مسلماں نکل گئے
دو لب جو یاد آئے تصور میں زلف کے ۔ ہم چیں ہو کے سوے پرستاں نکل گئے
اُس غیرت پری کا تصور جو بندھ گیا ۔ دیوانے ہو کے سوے پرستاں نکل گئے
صیاد تا کجا یہ تغافل شعاریاں ۔ تیرے قفس سے مرغ خوش الحان نکل گئے
تحریک عشق زلف جو کرتے تھے آن کر ۔ یارب کدھر وہ سلسلہ جنباں نکل گئے
دیوانے ایک غیرت لیلی کے ہو کے ہم ۔ مجنوں سے بھی پرے کئی میدان نکل گئے

اس طرح طائروں نے یہ اشعار پڑھے کہ سب گوش برآواز ہوئے اور اُسی جانب سے دیکھ
رہے ہیں کہ یکایک پہاڑ شق ہوا ایک دریاے قہار و زخار لطمہ سنج آفت زا غرّاتا مارتے
پہاڑ سے نکلا تمام صحرا میں پھیلنے لگا ملازمان رستم ڈوبنے لگے کئی ہزار آدمی ڈوبے وہ ٹیلہ کہ جو
زنگی کا لڑکا معلوم ہوتا ہے ایک نہنگ دریا سے نکلا طرف اُس ٹیلے کے چلا ٹیلے نے چاہا کہ
بھاگوں لیکن نہنگ نے جھپٹ کر اُس ٹیلے کو دہن میں لیا دریا میں غوطہ مار کے غائب ہوا جوش و
خروش دریا کا دمبدم بڑھتا جاتا ہے جس طرف دریا نے جوش مارا ہزاروں کو ڈبو دیا کشتی

حباب کی طوفانی سامان جھلال کو بتا دیا اُس دشوار ہو دل پانی پانی ہوئے جاتے ہین حباب
لب دریا چشم حیرت سے ہمراہیان جھلال کو دیکھ رہے ہین جسکی نگاہ حباب پر پڑی وہ اندھا
ہو جسکی تمثال دریا مین جھانکا پڑا اور غرق ہوا ہزارہا ہمراہیان جھلال غرق دریاے حیرت
ہوے رستم جس مقام پر کھڑے جنگ کر رہے ہین دریا اُنکے قریب نہین آتا بلکہ اکثر مچھلیان
کہ جنکی ماہیت سے کوئی آگاہ نہین تڑپ تڑپ کر قریب رستم کے آتی ہین رستم جب تیغ ہفت جوہر
کو چمکاتے ہین مچھلیان ہٹ جاتی ہین پاس رستم کے نہین آتین جھلال نے جو یہ ہنگامہ دیکھا
کئی گولے دریا پہ مارے لیکن کچھ تاثیر نہ ہوئی دریا کا وہی جوش و خروش ہے مچھلیان نکل کر
اہل لشکر کو تباہ کر رہی ہین مچھلی کمر مین لپیٹ کر ساحر وغیر ساحر کو دریا مین کھینچ کے لیجاتی ہے
جو گرا وہ غرق ہوا ملکہ بہار اور رنگ نقشین نے پکار کے آواز دی کہ اے جھلال یہ سحر بڑے
ظالم کا ہے اس سے بچنا نہایت دشوار ہے کہ وکاوش بالکل بیکار ہے وہ بڑا ساحر نامی و نامور ہے
ہفت پیکر نے اپنا قوت بازو قرار دیا برسون اُسکے ساتھ انتظام مین رہا خدائی کو اُسکی
رونق دیتا تھا عجائب وغرائب بیان کیا کرتا تھا اب سواے جان دینے کے اور کوئی چارہ
نہین ہے اب جان دینگے رستم کو چھوڑ کے کہان جائینگے لیکن جب سے اُس پتلے کو نہنگ نگل گیا
اُس وقت سے افسون ہوش مین ہے گرداب کے آگے عذر کر رہا ہے کہ خطا میری معاف کیجیے
مین نے جو کلمات سخت آپ کو کہے مین اپنے ہوش مین نہ تھا خطاوار ہون آپ کا گنہگار ہون
گرداب نے کہا کہ اے افسون تم سے یہ امید نہ تھی اُس چھوکری نے جو نگاہ سحر آگین ڈالی
اُسکی یہ تاثیر ہوئی کہ اپنے آپ سے باہر ہو گئے جھلال و بہار اور رنگ نقشین قریب رستم
کے آ گئے ایک تماشہ مین تینون کھڑے ہین رستم چاہتے ہین کہ گھوڑے سے اُترون اُتر نہین سکتے
گھوڑا بدلگامی کرنے لگا ایک مقام پر جو گھوڑے نے طرارہ بھرا رستم کو لیکر بھاگا دریا کو طے کرتا ہوا
طرف صحرا کے نکل گیا ایک زمرد نخلستان مین جا کر سب نے دیکھا کہ ایک غبار اٹھا رستم مع مرکب
غائب ہوے ملکہ بہار اور رنگ نقشین نے جو رستم کو غائب ہوتا دیکھا بیقرار ہو کے چاہا کہ
عقب مین رستم کے جاؤن شاہزادے کو اس بلاے ناگہانی سے بچاؤن کہ دریا سے ایک
نہنگ کلان نکلا ملکہ بہار اور رنگ نقشین نے بہت سحر اُس نہنگ پر کیے وہ پورا مار کے پھینکا

بجلیان اور بالیان کان سے اُتار کر پھینک مارین مگر نہنگ شور کنان بڑھتا ہی چلا آتا ہی ناچار
ہوگئے دو چار شل دام کے پھینکے سارا نہنگ اُس دام مین پھنس گیا دام کو ٹکڑے ٹکڑے
کر ڈالا ملکہ ہما سے اور رنگ نشین پر جا پڑا دم بھر مین لیکر دریا مین سما گیا جہلال سرکش
نے کئی تلوارین پھینکین کئی خنجر سحر کے پھینکے نہنگ پر نا اثر ہوئی ملکہ کو لیکر غرق ہو گیا
دوسرا نہنگ دہن کو شل قعر بلا کھولے ہوئے جہلال پر جا پڑا جہلال نے قصد کیا کہ
بھاگ جاؤن لیکن نہنگ نے اس طرح گھیرا کہ قدم زمین سے نہ اُٹھ سکا معلوم ہوتا تھا
کہ زمین نے پاؤن تھام لیے انتہا کی بات کیا تھی آخر نہنگ جہلال سرکش کو بھی نگل گیا
اور دریا مین سما گیا جہلال بھی غائب ہوا نہنگ نے دور سے غائب ہونا رستم و ہما
و جہلال کا دیکھا تھوڑے ہی عرصے مین سارا لشکر غرق دریائے نیست ہوا کسی کو نہ معلوم
ہوا کہ سب کیا ہوئے مشفار ایک گوشے مین کھڑا ہوا مواج کے سحر دیکھ رہا ہی حیران ہی کہ یہ
کیسا سحر ہی خداوند ہفت پیکر نے اپنی قدرت سے یہ کمال لا زوال دیے ہین انکا کون سامنا
کر سکتا ہی گرداب جادو بھی یہ سب معرکے دیکھ رہی ہی کنیزون سے کہتی ہی کہ میرا شوہر آگیا
مواج سمندر نشین انکا نام ہی اُسی نے سحر مین سب کو غرق کیا میان جہلال پر کیا گذری
مگر چھوکری کو جو نہنگ نے کیا وہ خاص مواج سمندر نشین تھے تھوڑے ہی عرصے مین
دریا پلٹ کر درۂ کوہ مین غائب ہوا زمین ساری خشک پڑی ہوئی تھی بعد تھوڑے عرصے
کے دیکھا کہ اندر سے درۂ کوہ کے مواج سمندر نشین اس طور سے نکلا کہ بالون سے قطرے
پانی کے ٹپکتے ہوے جوش و خروشان نعرہ کرتا ہوا اور پشت پر ہزارہا ساحر افسون جادو نے
بڑھکر استقبال کیا مواج نے پوچھا کہ ای افسون تمھارا ہما سے اور رنگ نشین نے
کیا حال کیا تھا مجھے کہو وہ بیٹا کیا ہوا اُسکو مین نے کوٹھری مین بند کر دیا مشفار کا آکے ہاتھ
تھام لیا کہا کہ ای فرزند تمنے بڑی سختی اُٹھائی ہزارہا افسر تمھارے مارے گئے اب اسی حیلے
مین طلسم کشا کو قتل کر کے ہما سے اور رنگ نشین کو تمھارے ساتھ کر دونگا فقط تھوڑی
پھیرنا باقی ہی مین ذرا مطمئن ہو لون تو اُسکا سامان کرون اب تم اپنے ملک کو جاؤ یہان
ٹھہرنا بہتر نہین طلسم کشا میری سرحد مین آگیا مین نے گرفتار کر لیا ہر چند کو میرے قبضے مین

نہیں ہو مگر ہوت بجان وکار دم استخوان ہو اب زندہ نہ بچیگا سمک یہ سب مطلب دریافت
کرکے ایک جانب بھاگا اور سوچا کہ آقا قید ہو گئے مگر تحفہ جات پاس موجود ہیں شاید اُن سے
کچھ مطلب نکلے ایک جانب تلاش کرتا ہوا چلا رستم پر یہ گذری کہ گھوڑا جو انکو لیکر بھاگا
قریب زرعہ نخلستان کے پہونچا بد لگامی کرنے لگا رستم عاجز ہوکے اُسکی پشت سے اُترے
ایک طرف سے آواز آئی کہ ای طلسم کشا اس طرف آؤ دیکھا چند کنیزیں بلا رہی ہیں رستم جو کنیزوں
کے پاس گئے کنیزوں نے کہا کہ چلیے آپ کو ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے بلایا ہو رستم نام
معشوق سنکر کنیزوں کے ساتھ ہوے ایک باغ میں جاکے پہونچے دیکھا کہ باغ نہایت
آراستہ گلہاے رنگا رنگ و شگوفہاے بوقلمون خندہ لبیان خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی
نخل سرسبز و شاداب گل و غنچے درختوں پر مصروف شگفتگی ایک جانب نہریں لعبد جوش و خروش
ہر موجے سے ظہور تیغہ آبدار حباب چشم مشتاق لاجواب ہزارہا طائر سرچشمے پر جمع ہیں عالم
سحر بر کو بکار رہے ہیں رستم بہار باغ دیکھتے ہوے کنیزیں ساتھ ساتھ ناز و کرشمے جتلاتی ہوئیں
قریب بارہ دری کے پہونچے رستم نے دیکھا کہ بارہ دری میں ملکہ ہماے اور رنگ نشین مسند
پر بیٹھی ہیں گرد کنیزیں رستم کو دیکھکر اپنے مقام سے اٹھیں پکار کر کہا کہ ای شہریار آئیے کنیز
جو جنگ سے بھاگی تھی اس مقام پر آئی جانتی تھی کہ آپ اسی صحرا میں آئیں گے میں
ملوانگی شکر ہو کہ آپ مل گئے رستم نے تیغہ هفت جوہر ہاتھ سے رکھا ملکہ نے کہا کہ کلاہ
بھی اُتار رکھیے رستم نے کلاہ بھی رکھی تب تو ملکہ نے کہا کہ ای شہریار ایک کسر باقی ہو زرہ
بھی اُتار دیے بہ اطمینان بیٹھیے رستم نے جو تیغہ و کلاہ ہاتھ سے رکھا ملکہ نے اُٹھا لیا اپنے
پہلو میں رکھ لیا کہا کہ ای شہریار جب ضرورت ہوگی تو آپ کو دیا جائیگا میں نے بہت پریشانی
اُٹھائی بڑی جنگ پڑی مواج سمندر نشین سے آکے آفت برپا کی سامنے جو نازنین بیٹھی تھی
اُسکو اشارہ کرکے کہا کہ ہوا کچھ گاؤ ہم مصیبت اُٹھاکر آئے ہیں اُس کنیز نے سازندوں کو اشارہ
کیا سازندوں نے ساز درست کیے ساقی نے آکر جام شراب بھی دیا علمشاہ بے اندیشہ جام
پی گئے جب جام پی چکے ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے کہا کہ ای شہریار زرہ بھی
اُتار ڈالیے رستم نے قصد کیا کہ زرہ اُتاریں کہ اُس نازنین نے یہ غزل شروع کی نظم

کمر یہ جب سے تری کاکلِ رسا آئی — وہاں جان ہوئی عاشق کے سر بلا آئی

نہ آیا لب پہ مرے ایک حرف مطلب کا — زبان نہ کام دم عرض مدعا آئی

گئے جو عالم وحشت میں سوئے صحرا ہم — تو روح قیس کی لینے کو پیشوا آئی

یہ بیحجاب ہوئے بزم غیر میں صاحب — تمھیں تو شرم نہ آئی مجھے حیا آئی

کریگا عشق تصرف تو دیکھنا وہ پری — پیا وہ گھر سے کھلے سر برہنہ پا آئی

خیال زلف میں دم گھٹ گیا تو صدق ہوا — ہمارا وقت برابر ہوا قضا آئی

شبِ فراق کی کالک سے دم نکلتا ہے — الٰہی رات ہوئی یا کوئی بلا آئی

ہزاروں مرگئے اسیر سسکتے ہیں لاکھوں — عجیب روگ ہے یارب یہ کیا وبا آئی

مثال حرف غلط یوں مٹا دیا دل سے — مری وفا بھی نہ کچھ یاد بیوفا آئی

پہونچ رہی ہے تو اترے مجھے خبر گل کی — ابھی نسیم گئی تھی کہ پھر صبا آئی

شگاف کر دیا سینے کو نوک خنجر سے — کواڑ چھاتی کے کھولے ذرا ہوا آئی

کہا تھا کسنے تجھے شغل عشق بازی کر — بتا تو اے دل ناداں یہ جی میں کیا آئی

غضب میں ڈالدیا اپنے ساتھ جان کو بھی — خدا کا قہر پڑا تجھپہ کیا بلا آئی

سنا ہے رند نے دی جان جسکی فرقت میں — مزار پہ وہ پری شمع وگل چڑھا آئی

اُس نازنین نے یہ اشعار اس لطف سے گائے کہ رستم جھومنے لگے ہر مرتبہ زدہ اتا دینے پہ ہاتھ ڈالتے ہیں بعد تھوڑی دیر کے ساقی بچے حاضر ہوئے دورہ جام چلنے لگا رستم بھی برابر پی رہے ہیں اُس نازنین سے بوس وکنار میں مصروف ہیں سامان محفل عیش ونشاط یہ موقوف ہیں اُس نازنین نے بہت بڑی خاطر رستم کی کی دمبدم عرض کرتی ہے کہ اے شہریار کنیز نے بڑی بڑی کدوکاوش کی بڑے بڑے سحر کیے مواج سمندرنشین کے سحر پر غالب آنا دشوار ہوا آپ خیر وعافیت سے نکل آئے یہ بڑی بات ہوئی کہ سب آپ کے ساتھ والے میدان میں بیہوش پڑے ہیں اُنکی تدبیر واجب ولازم ہے اگر کنیز خیر وعافیت سے رہی تو صبح کو آپکے ساتھ چل کر اُن سب کو رہا کردونگی شب بھر حضور تامل کریں سمک پھرتا پھراتا اُسی باغ میں پہونچا گانے کی آواز سنکر دیوار پھاندکے آیا رستم کو جو بیٹھے دیکھا ایک کنیز کو

بیہوش کرکے صحبت میں آبیٹھا رستم سے اشارہ کررہا ہے کہ زرہ نہ اُتار لیجے گا تیغہ و کلاہ کیا کیا
رستم حیران ہیں کہ یہ کنیز کون ہے کہ جو تیغہ و کلاہ کو پوچھتی ہے اور زرہ کو منع کرتی ہے نہ اُتارئیے
ہر مرتبہ رستم قصد کرتے ہیں اور ٹھہر جاتے ہیں شب بھر اسی ہنگامے میں گذری سماک اپنے
دل میں سوچتا ہے کہ صبح کو شاہزادے کو اس صحبت سے لے نکلونگا یہ نازنین مکر کی باتیں
کررہی ہے یہ بھی سمجھ گیا کہ یہ ہماے اورنگ نشین نہیں ہے دم دے رہی ہے اور فقرے
کررہی ہے یہی چاہتی ہے کہ زرہ اُتروا لیں سماک نے رات بھر اشارے کرکے منع کیا اور زرہ
نہ اُتارنے دی شب گذر چکی رستم سفید پوش اُدھر تابان مع فوج ثوابت و سیارگان
قصر مغرب میں جاکر چھپا اور شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش مع فوج ضیا و
شعاع غالب آکر سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا رستم صحبت سے اُٹھے سماک چاہتا ہے
کہ اشارے سے الگ بلاؤں رستم کو سمجھاؤں باغ سے نکال لیجاؤں رستم صحبت سے اُٹھے
ٹہل رہے ہیں کہ پہلو سے آواز آئی اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان کہو اپنا کام کیا
تحفے حاصل ہوے سماک نے دیکھا کہ ایک تاجدار گوشہ باغ سے یہ کلمات کہتا ہوا آتا ہے
اس نازنین نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ تیغہ و کلاہ تو پایا ایک کنیز ہے کہ وہ اشاروں سے بار بار
منع کررہی ہے کہ خبردار زرہ نہ اُتارو اسی وجہ سے زرہ حاصل نہیں ہوئی وہ تاجدار غصے
میں یہ کہتا ہوا دوڑا کہ او نالائق تجکو اسی واسطے بھیجا تھا شب بھر صحبت میں رہی ناز و غمزہ
کیا کی اب ہم سمجھ لیں گے معلوم ہوا کہ تیرے کیے سے کچھ نہ ہوا یہ کہکے جھپٹا ملکہ کی کمر میں
پنجہ دیا ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ اے شہریار بچائیے یہ عاشق فاسق مجکو لیے جاتا ہے خدا
اسکے ہاتھ سے بچائیے اب آپ سے کیونکر ملاقات ہوگی رستم پیدا اسکے پکڑے جاتے ہیں تا
کہ ملکہ کو رہا کریں مگر وہ تاجدار ملکہ کو لیکر اُڑ گیا سب کنیزیں دوڑیں کہ ہے ہے اے شہریار آپنے
ملکہ کو نہ بچایا وہ اٹھا لے گیا ہم بھی اُنھیں کے پاس جاتے ہیں گوشہ باغ میں جاکر کنیزیں
بھی غائب ہوئیں رستم صرف اکیلے کھڑے ہیں اسماک حاضر ہے عرض کررہا ہے کہ اے شہریار
یہ ہماے اورنگ نشین نہ تھی یہ کوئی مکارہ عورت تھی رستم نے آنکھوں میں آنسو
بھرکے کہا کہ اے حضرت والا گر ایسی معشوقہ پریچہرہ اُسکو یوں دشمن لیجائے اور ہمسے کچھ

نہ ہوسکے نہین معلوم کہان لے گیا افسوس ہو کہ ہم روک نہ سکے مین دشت نوردی بادیہ پیمائی
کرونگا جان دونگا خیال مین اس مہ جبین کے یہ کیفیت ہو نظم

معشوق اور دوسرا تمسا حسین نہین — زیبندہ اس جمال پہ چین جبین نہین
وہ کونسا مکان ہو تو جسمین مکین نہین — ناحق کا یہ گمان ہو کہین ہو کہین نہین
مردود بارگاہ نہ ہو کوئی یار کا + — دونون جہان مین اسکا ٹھکانا کہین نہین
مشہور اک جہان مین ہین عشق باز جہان — جانا نہ ہو جسے کوئی ایسا حسین نہین
بعد از کلیم بھڑکی نہ پھر آگ طور کی — کیا کیا ہوا تھین ورنہ جہان مین طلین نہین
ہوگی قیامت اس قدو قامت سے ایکدن — کافر ہین روز حشر کا جنکو یقین نہین
دیر و حرم مین شیخ و برہمن تباہ ہین — خانہ خراب تیرا ٹھکانا کہین نہین
لازم پڑا ہو حسن کی خاطر غرور بھی — وہ کونسا حسین ہو کہ چین جبین نہین
کسدن کٹے نہ قدمون پہ دو چار کے گلے — تلوارین تیری چال پہ کسدن چلین نہین
خدمت مین جسکی ہووے نہ شاہ سے کوئی گدا — اس شہر مین تو ایسا کوئی نازنین نہین
وصلت شتاب سیم بدن سے نصیب ہو — دنیا تو ہاتھ آئے بلا سے جو دین نہین
کیا سنگ آستان صنم سنگ لوح ہو — کس کس نے میری قبر سے آنکھین ملین نہین
انکار کیا کریگا تو عصیان کا اپنے رند — موجود دو گواہ یسار و یمین نہین

یہ اشعار علمشاہ نے پڑھے اور سماک سے کہا کہ ہمارے پاس سے جاؤ اب یہ صحرا ہی اور
ہم ہین اسی صحرا مین تڑپ تڑپ کے جان دینگے قتل مجنون تلاش مین اس لیلی محمل نشین کے
اسی صحرا مین پھرینگے آخر کہین تو پتہ ملیگا ہرچند سماک نے سمجھایا مگر رستم نے نہ مانا گریبان چاک
کیا کلاہ سر پہ ندارد ہرچند اپنے کو سنبھالتے ہین نہین سنبھل سکتے پریشان پریشان باغ سے
نکلے نام معشوق زبان پر بیقرار و مضطر کانٹون کے جنگل مین دوڑتے پھرتے ہین اگر پاؤن
مین آبلے پڑے اور اسمین کانٹے گڑے تو کسی نخل کے سایے مین بیٹھ گئے بیقرار ہوکر فرمانے
لگے۔ فرد ہم کانٹے تلوون سے نکالینگے ہمین ہوش آیا + مرد اے وحشت دل یار
چھٹے جاتے ہین + دیگر صبر و طاقت بھی نہین دشت مین اب دیتے ساتھ + کم ہوا کی

وحشت دل یار چھٹے جاتے ہین + سماک ہر چند سمجھاتا ہو کہ ای شہریار تیغہ وکلاہ تو آپ سے
ہاتھ سے کھویا اب ذرہ باقی ہو ایسا نہ ہو کہ اسکو بھی ساحر مکر سے لے لین اپنے کو ہوش مین
رکھیے رستم اسکے سمجھانے پر فرماتے ہین کہ ای سماک صبر و طاقت نے ساتھ چھوڑا معشوق
پریچہرہ نے منھ موڑا اب دیکھیے معشوق پریچہرہ کیونکر ملے سماک نے عرض کی کہ ایسے صحرا
مین حضور آپڑے ہین کہ یہان سے نکاسی دشوار ہو غلام تلاش مین اُن مفسدون کی جاتا ہو
اگر بنتا ہو تو اُنکو تلاش کرتا ہون جب تک مواج نہ قتل ہوگا یہ لوگ آپکا پیچھا نہ چھوڑینگے
یا مواج کو قتل کرون یا اپنی جان دون دیکھون انجام کار کیا ہو یہ کہکے سماک نے رستم
کو دیر تک سمجھایا اور خدمت سے رخصت ہوا تلاش مین اس عجائب و غرائب کی چلا اب
حال ملکہ ہماے اور رنگ نشین تحریر کرتا ہون کہ یہ بیہوش ہوگئی تھین نہین معلوم کتنے
عرصے تک بیہوش رہین بعد عرصۂ دراز ملکہ کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان تنگ و تاریک مین
پایا ہاتھ مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان ایک زنگن سیاہ رو بیٹھی ہو کہہ رہی ہو کہ کیون
ای ہماے اور رنگ نشین تمنے باپ کے قتل پر کمر باندھی چاہا کہ صحراے گرداب لشان
کو فتح کرا دون یہ صحراے گرداب لشان ہو تمھارے باپ کو خداوند ہفت پیکر نے حاکم
کیا ہو موزون نام تھا کہ گرداب لشان کا حاکم مواج سمندر نشین کو کیا ای ہماے
اور رنگ نشین تمھارے باپ کا ارادہ ہو کہ تمکو سامنے خداوند ہفت پیکر کے لیجامین
قدرت تمپر نگاہ ڈالین گے کہ یہ جوش و خروش جو تمپر واقع ہو کہ نام پر طلسم کشا کے جان
دیتی ہو یہ جوش دل سے نکل جائیگا ملکہ حیران و پریشان ہین بات کا اُس زنگن کی جواب
نہین دیتین وہ زنگن کبھی منتین کرتی ہو کبھی خوشامد کرتی ہو ملکہ کچھ جواب نہین دیتین
سرنگون بیٹھی ہین ملکہ تو اس حال پر ملال مین ہین مگر جہلال سرکش جو بیہوش ہوا بعد
عرصۂ دراز جب ہوشیار ہوا تو اپنے کو زبان مین سوزن ہاتھ پانون مین ہتھکڑیان بیڑیان
پہنے ہوے ایک قفس مین پایا چار زنگی قوی تن قوی من دمبدم ڈراتے ہین دھمکاتے
ہین کہ کیون ای جہلال تمنے کیا قیامت کی کہ قدرت سے برگشتہ ہوے طلسم کشا کا
ساتھ دیا اب عمر بھر قید سے رہائی نہ پاؤگے قدرت کی خدمت مین بھیجے جاؤگے

قدرت تجھ دل سے تمھارے محبت طلسم کشا کی نکال دینگے قدرت کے دوست ہو جاؤ گے تب
قید سے رہائی پاؤ گے آٹھ پہر وہ زنگی جھلال کو ڈالتے ہیں بعد آٹھ پہر کے آب و دانہ لاتے ہیں
دو روٹیاں خشک اور ایک آبخورہ پانی کا بمشکل جھلال وہ کھا کر بسر اوقات کرتا ہے جھلال
تو اس حال میں ہے بیان سماک پھرتے پھرتے قریب ایک قصر کے پہونچا دیکھا کہ ایک
نازنین گلگون پوش قصر کے دروازے پر بیٹھی ہے چند کنیزیں گرد جمع خدمتگزاری کر رہی ہیں
سماک نے ایک کنیز کو بیہوش کیا سامنے اُس گلگون پوش کے پہونچا کنیزوں نے جو نام لیا
تو معلوم ہوا کہ نسیم گلگون پوش اُس نازنین کا نام ہے بیٹھے بیٹھے کنیزوں سے کہا کہ ارے
تخت لاؤ میں اُنکے پاس جاؤں دیکھوں کیا کر رہے ہیں کئی دن سے میں نہیں گئی یقین ہے
کہ انتظار میں ہوں کنیزیں تخت لائیں نسیم تخت پر سوار ہوئی سماک بھی ایک کنیز کی شکل
بنا ہوا ساتھ ہے تخت اُڑتا ہوا چلا بعد تھوڑی دیر کے طرف پستی کے تخت کو رجوع کیا ایک باغ
تھا اُسمیں تخت کو اُتارا دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ ہے وسط میں باغ کے ایک چبوترہ
بلور کا ہے اُسپر مسند شاہانہ بچھی ہے اُسپر ایک جوان نامدار بعہدۂ افسری بیٹھا ہے گرد خادم
کہ تخت ملکہ نسیم کا پہونچا اُس جوان نے پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ نسیم کئی دن سے کیوں
نہیں آئیں مزاج کیسا تھا تیغہ و کلاہ کہاں رکھا ہے نسیم نے کہا کہ صاحب تمھیں وہ تو میرے
سپرد کی ہے کہ آٹھ پہر اُسی کی حفاظت میں رہتی ہوں ایک لمحہ آنکھوں سے جدا نہیں کرتی
ہر وقت یہی خوف رہتا ہے کہ ایسا نہ ہو عیار میرے پاس آ جائے اور آکر عیاری کرے میں
ساتھ لیتی آئی ہوں یہ کہکر تیغہ و کلاہ سامنے رکھا اُس جوان نے دیکھکر آواز دی کہ
قنطور ہر دم در اسکا نام ہے کہا کہ اے ملکۂ عالم ایک دن تکلیف کرو اس صحرا میں جاؤ
کہ جہاں طلسم کشا دیوانہ وار وحشی مثال پھر رہا ہے کسی طرح سے ذرہ بھی اُتروا لاؤ تو میرا سحر
بخوبی تاثیر کرے طلسم کشا پیار سے سر ٹپکا کر جان دے نسیم نے کہا کہ صاحب میں نے کئی مرتبہ
ارادہ کیا کہ جاؤں اور ذرہ اُتروا لاؤں لیکن کل شب کو قدرت عالم خواب میں آئے فرمایا کہ
اے نسیم خبردار سامنے طلسم کشا کے نہ جانا طلسم کشا کی صورت سحر ہے دیکھکر ایسی بیقرار ہوگی
کہ ذرہ لینا کیسا تیغہ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ بھی دے آؤ گی اگر ذرہ کی خواہش ہے

تو قنطور کو بھیجو کہ وہ زرہ لے لے قنطور نے کہا کہ ای ملکہ مین ابھی طلسم کشا کو بلاتا ہون یہ کہکے
کچھ سحر کیا ایک کنیز کو روانہ کر دیا کہ تو اپنے کو صحراے بحزان مین پہونچا اور شکل ہما سے
اورنگ نشین طلسم کشا سے ملاقات کرنا لگا کر یہان لانا کہ مین کسی تدبیر سے زرہ بھی لے لون
اور مہلت پاؤن جلال کے قتل کا تو حکم آگیا اب اسکی خطا معاف ہو گی سماک نے دیکھا کہ وہ کنیز
روانہ ہوئی یہان رستم اسی جنگل مین دیوانہ وار دو وحشی مثال پھر رہے ہین رات کا وقت ہے
شب ماہ آہ آہ کر رہے ہین ایک نخل کے سایے مین ملکہ ہما کو پکار رہے ہین بیتابی جو زیادہ
زور کرتی ہے پکارتے ہین کہ ای ملکہ عالم اب صورت دکھا دو دل کی بیقراری بڑھتی جاتی ہے
ابتو ہماری یہ کیفیت ہے اصل مین یہ صورت ہے

نظم

مر گئے پر نہ اثر جب شفا کا دیکھا — درد مندون نے ترے منھ نہ دوا کا دیکھا
پھرتے پھرتے ہی اداسی سی چمن مین چھائی — رنگ بے رنگ گلستان کی ہوا کا دیکھا
سامنے آنکھ رکھتے تو غش آ جاتا تھا — تمنے انداز نہین اپنی ادا کا دیکھا
ناز معشوق کے غمزہ سے زیادہ دیکھا — آئی جب راستہ پر سون ہی قضا کا دیکھا
ای شہ حسن کبھی دھوپ مین نکلا ہے جو تو — سر کے اوپر ترے سایہ کبھی ہما کا دیکھا
سیر تنہا نہ کی جب تک کہ شکی تھی بے سنے — کارخانہ ہی نہ تھا شان خدا کا دیکھا
سرو و شمشاد و صنوبر کو نہین کچھ نسبت — قد بالا کو ترے ہمنے بلا کا دیکھا
کوے قاتل کا تماشا آئے دکھلا عشق — گرم جسنے نہ ہو بازار فنا کا دیکھا

رستم یہ اشعار پڑھ رہے ہین بیقراریان کر رہے ہین کہ ایک پہلو سے آواز آئی کہ ای عاشق
صادق و ای یار موافق مین قید طلسم سے نکل آئی تمھاری یاد نے اسقدر بیقرار کیا کہ آخر
صبر نہ ہو سکا شکر ہے کہ تمکو بخیر و عافیت دیکھا رستم نے جو پلٹ کر ملکہ ہما کو دیکھا مثل
گل شگفتہ ہو گئے یہ کہتے ہوے دوڑے فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست + کرم نما
و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست + ای لیلاے عصر و ای سلماے دہر تمھارے فراق نے دیوانہ
بنایا اس حال کو پہونچے کہ اس صحرا مین مارے مارے پھرتے ہین آرام نہین ملکہ نے ہاتھ مین ہاتھ
ڈال دیا کہا کہ قریب ایک باغ ہے وہان تشریف لے چلیے آرام سے بیٹھیے وہ نازنین بصورت

ہمارے اورنگ نشین رستم کو ساتھ لیکے چلی کہا صاحب اب رہائی کی صورت نکلنے کی تحفہ جات بھی مل جائینگے آپ نے تیغہ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ کو کیا کیا۔ رستم نے کہا کہ ای ملکہ عالم مجھے یاد نہین کہ وہ چیزین کیا ہوئین اُنکا حال نہین معلوم کہ مین نے کیا کیا مین خود متعجب ہون کہ تیغہ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ کو مین نے کیا کیا۔ اُس نازنین نے کہا کہ ای شہریار باغ مین چل کر زرہ اُتار لے اور کنیزان اُن چیزون کو تلاش کرے شاید دستیاب ہون راہ مین باتین کرتی ہوئی رستم سے نازو کرشمے کرتی ہوئی لیکر قریب باغ کے پہونچی یہان سمک نے باتون مین رنگ جمایا ہو نسیم و قنطور کے سامنے غزلین گا ئین احوال ہجر و وصل ایسے طور سے ظاہر کیا کہ قنطور انتہا کا مبہوت ہو رہا ہے مگر جب نازنین قریب باغ پہونچی کہا کہ اندر چلیے رستم رشتۂ خام مین بندھے ہوے ساتھ اُس نازنین کے چلے آتے ہین خوجس مقام پر کہا سواے بہت خوب کے اور کچھ نہین فرماتے آخر کو باغ مین وہ نازنین رستم کو لائی روش پڑی ٹھوکر کے سامنے قنطور کے پہونچی قنطور اُٹھ کھڑا ہوا نسیم سے اشارہ کیا کہ شاہزادے کو مسند پر بٹھاؤ نسیم نے دوسری مسند بچھائی رستم کو بٹھایا رستم آکے اُس مسند پر بیٹھے ہمارے اورنگ نشین نقلی پہلو مین آکر بیٹھین قنطور نے کہا کہ طلسم کشا معشوقہ کو لیے بیٹھے ہین اری گا ئو سامنے طلسم کشا کے گاؤ۔ سمک اُٹھ کر قریب آیا آنکھ ملاکر یہ غزل شروع کی

نظم

خوبرو ہوتے ہین سُنکر تری تقریر سفید	اور خاموشی سے ہین عاشق دلگیر سفید
وہ سیہ کار ہون ظلمت کدۂ دنیا مین	چاہیے دے نہ کفن بھی مجھے تقدیر سفید
لب جانان کی کبودی جو آنکھین دکھلاتین	زرد ہوکر گل سوسن تو طلبا شیر سفید
خاکساری سے ہوا آئینۂ دل روشن	کیامس قلب کو کرتی ہی یہ اکسیر سفید
سرد مہری بتان کی جو حکایت لکھون	شمع کافوری سے ہو خامۂ تحریر سفید
عید کا دن ہی بغلگیر وہ دلبر ہوگا	پہنے پوشاک ہر اک عاشق دلگیر سفید
دل منور ہی خیال رخ نورانی سے	پر تو ماہ سے رہتی ہی یہ تعمیر سفید
سخت جانی مجھے قاتل سے نہ شرمندہ کرے	نہ جھڑکی اور نہ منھ پر سے ہو شمشیر سفید

ہر زمین پر ہے نئی اب و ہوا کی تاثیر	مردم رنگ سیہ مردم کشمیر سفید
غم ہجران پیے لیتا ہے لہو رنگ کی طرح	کیون نہ ہو رنگ رخ آتش دلگیر سفید

اس لحن سے یہ اشعار سامنے رستم کے گائے کہ آگاہ بھی کرتا جاتا ہے کہ غلام آپ کا حاضر ہے اور سب پر رنگ جما چکا ہون نسیم و قنطورہ یہان کے حاکم ہین آپکے اقبال سے انکو مارا چاہتا ہون کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت پیکر بھی یہان موجود ہے اگر آپ کا اقبال یاور ہے اور طالع مددگار ہین تو ان سب کو مار کے تیغہ ہفت پیکر و کلاہ ہفت گوشہ لیتا ہون رستم خاموش بیٹھے ہین رستم کے دل مین بھی سمائی ہے کہ معشوقہ اصلی پہلو مین بیٹھی ہے جو یہ کہے وہ کرو اور وہ کہ رہی ہے کہ ای شوہر یار مین آپ کے فراق مین اسقدر بیقرار تھی کہ قید خانے مین تڑپ تڑپ کر بسر کرتی تھی زنگی سیاہ رو بجہہ حاکم تھی اسکو دم دیکر یہ فقرہ دیا کہ ذرا سوزن زنبلی سے نکال لے بمشکل اسنے سوزن نکالی نکلتے ہی اسکو مارا آپ کی تلاش مین مصروف ہوئی اب یہ باغ ہمارے بزرگون کا ہے ہما آباد اسکا نام ہے بہت آباد ہے یہ دونون جو حاکم بیٹھے ہین یہ ہمارے گھر کے ملازم ہین ہمکو مہمان بلایا ہے یہی خوشی تھی کہ رستم بھی ہون شکر ہے کہ آپ بھی موجود ہین اب جو کہیے گا وہ ہی ہوگا رستم باتون پر ملکہ ہماے اور رنگ نشین کی نہایت بیقرار ہین کبھی ہاتھ بڑھاتے ہین کبھی منھ بڑھاتے ہین کہ بوسہ لون کبھی چاہتے ہین کہ گلے لگاون ملکہ طرف کنیزون کے اشارہ کرتی ہین کہ صاحب دیکھتے ہو یہ حرامزادیان اسی جانب دیکھ رہی ہین انکی اسی طرف نگاہ ہے جب یہ ہٹ جائین تو آپ کو اختیار ہے رستم اشارہ کرتے ہین کہ صاحب کیا کرین دل بیقرار ہے دل یہی چاہتا ہے کہ اختلاط ظاہری ہو نسیم و قنطورہ دور سے یہ معاملہ دیکھ رہے ہین نسیم یہ کہکر اٹھی کہ مین جاکر صباے دلگیر کو آراستہ کرون کہیں ایسا بھی ہو کہ کیا وجہ جو ذرہ نہین اتروائی کیا جمال طلسم کشا دیکھ کے مائل ہوئی جسکی صورت بنکر بیٹھی ہے وہ ہی حرکتین کرنے لگی یہ مناسب نہین یہ کہتی ہوئی نسیم اپنے مقام سے اٹھی اس محفل مین آئی کہ جہان رستم پاس معشوق کے بیٹھے ہین آکر رستم کو سلام کیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ہم ملکہ کے ملازم ہین آپ کی راحت چاہتے ہین یہی ہر وقت خیال ہے کہ آپ شگفتہ ہو کر بیٹھین زرہ اتار ڈالیے کہ جسم کو ہوا لگے

بار کیوں اُٹھائیے ہلکے ہو جائیے رستم نے کچھ جواب نہ دیا سمک اشارے کر رہا ہو کہ اے شہریار برائے خدا زرہ جسم سے نہ اُتاریے گا ورنہ نہیں معلوم یہ لوگ کس طرح پیش آئینگے دیکھیے سب اسی پر آمادہ ہیں کہ آپ سے زرہ لے لیں پھر قتل کا سامان کریں رستم نے کہا کہ ای نسیم ہمیں زرہ بار نہیں ہی ہم لوگ آٹھ پہر جنگ میں مصروف رہتے زرہ و خود ہر وقت جسم پر آراستہ رہتا ہو قنطور اپنے مقام سے اُٹھا اسی محفل میں آیا رستم کو سلام کیا اور آگے بیٹھا کہا ای ملکہ ہمائے اور رنگ نشین تیغ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ تو میرے پاس موجود ہی زرہ بھی اگر اُتار لیجیے تو تینوں چیزیں ایک مقام پر ہو جائیں ہم لوگ مہلت پائیں ملکہ ہمائے اور رنگ نشین کی صورت پر جو بیٹھی ہی اُسنے رستم کے گلے میں ہاتھ ڈال کے کہا کہ ای شہریار زرہ اُتار ڈالیے مخلّی بالطبع ہو کے بیٹھیے زرہ پہننے سے آپکے سب ملکہ رنجیدہ ہیں اگر آپ زرہ اُتار کر بیٹھیں تو سب کو تسکین ہو رستم نے فوراً بند زرہ کے کھول لیے ہر چند سمک اشارے کیا کیا ہر گز زرہ نہ اُتاریے گا رستم نے نہ خیال کیا زرہ اُتار کے کہا کہ لو ملکہ یہ زرہ حاضر ہی ملکہ نے زرہ لی اور قنطور کو دی قنطور نے جس مقام پر تیغ و کلاہ رکھا ہو وہیں پر زرہ بھی رکھی ہی تینوں چیزیں جب ایک مقام پر ہو چکیں تو قنطور نے آواز دی کہ ای دلگیر ہٹ جاؤ ملکہ ہمائے اور رنگ نشین پہلو سے رستم کے اُٹھنے لگیں رستم نے ہاتھ تھاما کہ فوراً نسیم نے ایک چیخ ماری ایک برق چمکی چہرے پر اُس عورت کے پڑی اب جو رستم نے دیکھا ایک کالی عورت گال پھولے پھولے پائجامہ بھاری پہنے ہوئے کھڑی رو رہی ہی رستم نے جو یہ صورت عورت کی دیکھی گھبرا گئے فرمانے لگے کہ تو کون ہی اُسنے ہاتھ باندھ کر کہا کہ آپ بیٹھیے اب کہاں جائیے گا اب یہاں سے جانا دشوار ہی رستم نے جھلا کر اُسے ڈھکیل دیا وہ گری ایک دھماکا ہوا غبار اُڑا تھوڑی دیر کے بعد رستم نے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں اور گلے میں طوق لغلوں میں خاردار لٹو باہوں پر جوڑے فولاد کے اپنے کو سلاسل و مطوق پایا قنطور نے اُٹھ کر آواز دی کہ لو طلسم کشا کو پکڑ لیا ای رستم اب آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہو اتنی رات بیچ میں ہی صبح ہوئی اور تمھارے قتل کا سامان ہوا دیکھا مثے کہ معشوقہ نے

کیا ہرزہ دکھایا فوج بے ننگ کی گرانی زرہ کی وجہ سے تمھاری جرأت تھی ہم لوگ خائف و
ترسان تھے یہی خیال تھا کہ طلسم کشا ہوشیار نہ ہو جائے اور تمھارے مقدمے میں
خداوند ہفت پیکر کو دربار فرمان لکھ رہے ہیں کہ جو طلسم کشا کو قتل کریگا اُسنے اہل طلسم
ہفت پیکر کی جان بچالی ای طلسم کشا یہ طلسم ہفت پیکر ہے ہزار طرح کی بلائیں آتی ہیں
رازداران طلسم تمھارے شریک ہوے انھوں نے تحفہ جات کے نشان دیے تحفہ جات
تم پا گئے کہ تا یہ صحرائے گرداب نشان پہونچے سر حد صحرائے گرداب نشان میں یہ خرابی
ہوئی کہ دو مشہ قلعہ میں تلوار علی اور لی ہمارے اورنگ نشین سے نے وہ سحر کیا کہ افسون جادو
دیوانہ وار دو حبشی شمال قتل گرداب پر آمادہ ہوا یہ سب ان تحفیات کا باعث تھا سماک
نے جو یہ باتیں قطور سے سنیں بےچین ہو گیا جی میں کہتا ہے کہ ای سماک ہمیں تقدیر نے
اسواسطے پہونچایا تھا کہ آقا کا قتل اپنی آنکھوں سے دیکھیں کاشکے نابینا پیدا ہوے
ہوتے اب دیکھیے آقاے نامدار کے لیے کیا سامان ہوتا ہے اگر قید کرتا ایک دن دو دن کی
مہلت پاتے تو تاب کو تسکین ہوتی اور رہائی کی تدبیر نکلتی فقط پہر بھر کا معاملہ درمیان میں
ہے ای معبود میرے تو رحم اپنا شریک کر کیونکہ میں اپنے آقاے نامدار کو خاک و خون میں
غلطان نہ دیکھوں صاحبقران کو کیا جواب دونگا فرمائیں گے کہ ای سماک تم موجود تھے اور
آقا قتل ہو گئے سوائے تیرے کس سے کہوں نظم

طالب مطلب بود ہر دم طلبگار غرض — با غرض دارد غرض ہر بندۂ زار غرض
دوست کی گردد بباطن بندۂ اہل نفاق — کی بہ بندد دوستی با شد گرفتار غرض
دوست خود مطلب اگر باشد مدارش دوستدار — یار بشمارش ہر آن شخصیکہ شد یار غرض
غنچۂ باغ مرادش نشگفد اندر جہان — ہر منافق راکہ باشد در جگر خار غرض
عاقلان برگفتۂ اہل غرض کی دل دہند — گرچہ چرب و نرم و شیرین است گفتار غرض
دور بگریزد ازو ہر صاحب صدق و صفا — بر رخ اہل غرض بیند چو آثار غرض
اہل مطلب را بود ہر دم بمطلب اشتغال — ہست ہر اہل غرض مشغول در کار غرض
نیست یا ہرگز مکن بر اہل مطلب اعتبار — چون غرض حاصل شود گردد عدو یار غرض

دل سے دعائیں کیں سب طرح کی تدبیریں سوچ کر خوب قہقہہ مار کر ہنسا اور پکار کر آواز دی کہ اے
شہنشاہ قنطور آج کا دن روز سعید ہے ہمارے واسطے روز عید ہے انکی وجہ سے جان کا خوف
تھا اب خوف جان مٹا کنیز چاہتی ہے کہ میں ساقی گری کروں سب شراب پئیں صبح ہوتے ہی
نشے کے جوش میں ایک ایک وار ہم سب طلسم کشا پر کریں کیسے ہم پر خوف غالب تھے راتوں
کی نیند اڑ گئی تھی کھانا پانی چھوٹ گیا تھا جب خبر آئی تھی کہ طلسم کشا یہ چھلاوے گرداب نیسان
آ پہونچا ہم لوگ خواب پریشان دیکھتے تھے اب آج سے بآرام سوئینگے یہ سنتے ہی قنطور
نے دیکھ کر آواز دی کہ کیوں اے نسیم یہ کنیز تمہاری بہت گستاخ ہے معلوم ہوتا ہے یہ بھی
طلسم کشا پر مائل ہوئی ایسا نہ ہو کہ اسی پردے میں عیاری ہو اسنے ایسا فقرہ کہا کہ
ہمارا دل کھٹک گیا اس سے کہو کہ باہر جاکے بیٹھے صحبت میں ہماری نہ رہے ہمیں خوف
پیدا ہوا نسیم نے پکار کے کہا کہ کیوں شگوفہ یہ فقرہ تمہیں کسنے سکھایا تمنے کیوں ساقی گری
کا نام لیا ہمارے صاحب کو اس سے شک ہوتا ہے اسی ساقی گری میں صدہا جادوگر مارے گئے
اسی عیاری پر عمرو نے قیامتیں برپا کیں جاؤ اب باہر جاکے ٹھہرو سماک کے ہوش اڑ گئے
کہا کہ سماک باہر سے میں کیا عیاری کرونگا قضا قریب آگئی جہاں یہ شکوک ہیں ایک لفظ
کہتے ہی کھٹک گئے ہیں کیا اگر خواجہ عمرو ہوتے تو ایسے مقام پر کیا کرتے دل سے یہ باتیں
کر کے نسیم کے قدموں سے لپٹ گیا اور چیخیں مار کر رونے لگا کہتا تھا واری اگر مجھپر عیاری کا
شک ہو تو مجھکو قتل کیجیے آپ آباد رہیں سب ساحر دلشاد رہیں سب کے ساتھ ہماری بھی
زندگی ہے میں نے برائے خیر خواہی عرض کیا یہاں شک گذرا تو مجھے قتل کر ڈالیں سب عوض
تو بچ جائینگے بلا سے جان جائے مگر ساحر آباد رہیں خداوند ہفت پیکر کی جان بچے
کتاب میں صاف صاف لکھ چکے ہیں کہ اس طلسم کشا کے ہاتھ سے میری قضا ہے اسکے قتل کی
ہمکو خوشی نہ ہو جب قدرت مارے گئے تو بندے کس تباہی میں پڑینگے ایسے قدرت مہربان
اسکے قتل کا سامان ہم کیوں کر خوشی نہ کریں آپ کو شک پیدا ہوا یہ کہکر اسقدر روئی کہ نسیم
نے گلے سے لگایا کہا کہ اے شگوفہ صاحب کو شک ہے میں تو مجھکو اپنا جان و ایمان جانتی ہوں
تو کیوں اسقدر روتی ہے سماک نے کہا کہ حضور کنیز کو کہتے ہیں باہر ٹھہرو میں باہر رہکر آپکے

جلسے سے الگ ہون ابھی سر ٹکرا کے اپنی جان دیدونگی مین جلسے سے باہر جاؤن جو مین نے
کہا ہو میرا بھی کہنا ہو نشے مین ایسے طلسم کشا پر دار کرین کہ ہزار ٹکڑے ہون معلوم ہو کہ طلسم کشا
کا قیمہ کیا نسیم نے کہا کہ اے قنطور شگوفہ پر شک نہ کرو ابھی وہ میخانے جاوے شراب بھگانے
لاوے سب ایک ایک جام پیو دیکھو تو وہ اسقدر روتی ہو ڈر ہو کہ نگوڑی کا دم نہ نکل جائے
سانس اسکے پیٹ مین نہین سماتی بچپن سے مین نے اسکو پالا ہو آج تک کبھی اس سے کوئی
امر خلاف نہین ہوا مین کیونکر کہون کہ طلسم کشا کی صورت ظاہری پر یہ عاشق ہوگی قنطور
نے کہا کہ بی شگوفہ جان نہ دو میخانے مین جاؤ آج تمھین ساقی گری کرو سماک دوڑا میخانے
مین آتے ہی ہاتھ ڈالدیا کہ لو صاحبو آج جسکا جی چاہے شراب لیجائے مین ساقی ہون
کوئی باقی نہ رہجائے کنیزین شراب لیجانے لگین کوئی بتیا لیے جاتی ہو کسی نے گلابی لی
کسی نے قرابہ اٹھا لیا درختون کے نیچے بیٹھکر پینے لگین سماک نے وہ بیہوشی ملائی ہو کہ اگر
رتی بھر دریا مین ڈالدو تو مچھلیان بلبلا کے نکل آئین سماک گھبرایا ہوا ہو کنیزون مین جسنے
جام پیا ایک کنیز پر دوسری کنیز دست درازی کرنے لگی کوئی کسیکا دوپٹہ نوچتی ہو کوئی کسی
کی چوٹی پکڑتی ہے کوئی کسی کے لپٹی جاتی ہو قنطور نے نسیم کو اشارہ کیا کہ لو صاحب کنیزون
کا کیا حال ہو نسیم بھی حیران ہو کہ بیشک کنیزین خلاف حرکت کر رہی ہین جو اٹھی لڑکھڑا کے
گری بیہوش ہوئی دس پانچ گر کے بیہوش بھی ہو گئین سماک بھی جلدی مین چالیس گلابیان
کہ انمین بیہوشی ملا کر گھڑے اونکے تمامی سے باندھے تھے سلیقے سے لیکر محفل مین آیا نسیم
نے کہا کہ دیکھو صاحب کس سلیقہ سے شگوفہ شراب لائی ہو خواہ مخواہ دل چاہتا ہو کہ
شراب پیجیے قنطور نے کہا کہ دیکھو صاحب مفصل حال کھلا جاتا ہو سماک نے آتے ہی
شراب تو محفل مین رکھی اور یہ غزل گائی - نظم

ساقیا پلوا تنک ظرفون کو چلو بھر شراب ۔۔۔ مین ہون دریا نوش کیا دیتا ہو اک ساغر شراب
فصل گل ہو کھنچ رہی ہو آجکل گھر گھر شراب ۔۔۔ بادہ کش بدمستیان کرتے ہین پی پی کر شراب
ہو دعا مستون کی یارب مثل ماہ و آفتاب ۔۔۔ جام گردش مین رہے کھایا کرے چکر شراب
بزم مین وہ ترک آیا میکشی کو ساقیا ۔۔۔ خوبتر سے خوبتر بہتر سے ہو بہتر شراب

ہوں وہ میکش محتسب میں ہوں تو پہلے حکم دوں ۔ دودھ کے بدلے پلا دے طفل کو مادر شراب
پھر بہار آئے الٰہی پھر شگفتہ ہوویں گل ۔ تاک کے سائے میں اینڈیں مست پھر پی کر شراب
گر صفائے قلب چاہے میکشی کر اختیار ۔ واسطے آئینۂ دل کے ہی روشن گر شراب
شوق سے دامادی پیر مغان کرتے قبول ۔ خوبصورت سی اگر ہوتی کوئی دختر شراب
بوسۂ لبہائے میگون ہو اگر مجکو نصیب ۔ گور پر ساقی کے بھجوا دوں گھڑے بھر بھر شراب
میکشی سے گرچہ زاہد کو بھی انکار ہی ۔ دیکھتا ہی سیر پرندون کو پلا کر شراب
غم غلط ہوتا ہی غمگین کا سرور بادہ سے ۔ خون دل پینا پڑے مجکو نہ ہووے گر شراب
بیچتا ہی تول کر پیر مغان سونے کی تول ۔ ہوگئی ہی دور تن اپنے تو آب زر شراب
مغتنم ہی وقت فرصت ایک دورہ اور ہو ۔ ہی ابھی شیشے میں ای ساقی کئی ساغر شراب
حشر کے دن دیکھنا بدمستیاں مجھ رند کی ۔ گور سے کہتا اٹھوں یا ساقی کوثر شراب

جون جون سمک بنا بنا کے یہ اشعار گا رہا ہی اور ہاتھ اٹھا اٹھا کے بتا رہا ہی قنطور جادو بہ نگاہ غور سمک بیداقی کو دیکھ رہا ہی نسیم کا ہاتھ دبا دیتا ہی اشارہ ہی کہ صاحب دیکھو اس ظالم کی مکاری کہ تمھارے ساتھ آیا اپنے نزدیک اُسنے رنگ جمایا میرا قنطور جادو نام ہی جیسے ہی اُسنے ساقی گرمی کا نام لیا مین اُسی وقت سمجھ گیا یہ کہکے پکار کر آواز دی کہ شگوفہ پہلے جام مجکو دے مین بہت مشتاق ہوں تیرے گانے نے دل بیقرار کر دیا سمک سوچا کہ اب رنگ جم چکا ایک جام دیتے ہی خنجر مار دوں اسکا یون خاتمہ کرون بتعجیل تمام جام لبریز کیا پڑیا بیہوشی کی کلائی سے ڈالی قنطور نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا جام ہاتھ مین لیکر کچھ ہونٹھ ہلائے شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہوے قنطور نے پکار کر کہا کہ او مکار تو نے ہمارا کمال دیکھا شراب اُڑ گئی یہ کہکے ایک اشارہ کیا کہ برق کڑک کر گری رنگ و روغن عیاری کا سمک کے چہرے سے اُڑ گیا اور پاؤن زمین نے تھام لیے اب تو محفل مین ہلڑ ہوا کنیزین چیخین مار مار کے بھاگنے لگین کوئی کہتی ہی کہ بن مانس ہی کوئی کہتی ہی کہ جلمانس ہی کوئی کہتی ہی مرچیا جن ہی کوئی کہتی ہی سٹھیا دیو ہی عجب طرح کے حرکات کرنے لگین سمک زمین پر پڑا ہوا ہی قنطور نے کہا کہ کیوں نسیم دیکھا تمنے میرا شک سچا تو نہ تھا میرے

پہلے ہی ساقی گری کا نام سُنکر ہوش اُڑے تھے برابر اخباروں میں لکھا دیکھا کہ عمرو و برق نے اسی عیاری پر سیکڑوں کو مارا طلسم کشا قید ہوا ہو ہزاروں بلائیں نازل ہونگی دوست دشمن ہوتے ہین قید ہونا طلسم کشا کا بڑی آفت ہو جا بجا یہی رنگ ہو ہر مقام پر یہی مرقوم ہو کہ طلسم کشا کی کسی ساحر کے ہاتھ سے قضا نہین ہو لیکن آج یہ سعادت مجکو حاصل ہوئی قدرت نہایت خوش ہونگے فرمائین گے تو نے ہمارے بندون کو بچالیا اہل طلسم پر بڑا احسان کیا کنیزون نے میدان خونی کی تیاری کی کنیزین خنجر ہاے برہنہ ہاتھ مین لیے ٹھہر رہی ہین بعض خنجر ہاتھ مین لیے کہ رہی ہین کہ اسی خنجر سے طلسم کشا کو قتل کرینگے یہان باغ مین تو یہ کیفیت ہو طلسم کشا اور سمک کی یہ صورت ہو کہ نوبت بجان و کارد باستخوان سرنگون بیٹھے اپنے مالک سے دعائین مانگ رہے ہین کہ اے بے نیاز ان ظالمون کے ہاتھ سے جان بچالے اور ان دشمنون سے نجات دے اُدھر مواج سمندر نشین پہلو مین گرداب کے تھا ہم جس دن سے یہ سحر اسنے کیا ہو اُس دن سے قلعہ گرداب پر رہتا ہو گرداب نے باغ آراستہ کیا ہو مسندین درست کنیزین چالاک و چست مصاحبین حسین و مہ جبین گرد بیٹھی ہین صحبت عیش و جلسہ آراستہ مواج خوش بیٹھا ہو ملکہ ہما کی دایہ کی بیٹی ملکہ تصویر دلکش سامنے بیٹھی ہو مگر ملکہ ہماے اورنگ نشین کے واسطے ملول و حزین ہے کانٹین جو گا رہی ہین جب ہنگامۂ عیش و نشاط کو ترقی ہوتی ہو تصویر دلکش کا عجب نقشہ ہوتا ہو سناٹے مین آجاتی ہو یاد کرتی ہو کہ کیونکر اے تصویر ملکہ پر قید خانے مین کیا گذرتی ہوگی وہ پروردۂ مہر ناز و نعم اسیر رنج و غم مگر اسنے بھی غضب کیا کہ باپ کے سامنے بھی جنگ مین مصروف رہی افسون جادو پر وہ سحر کیا کہ گرداب کو قتل کرنے چلا تھا مگر مواج نہ آجاتے تو یہ تیلہ زندہ نہ چھوڑتا گرداب بھاگی ہوئی قلعہ مین جاتی تھین مواج نے آکر تیلے کو گرفتار کیا یہ باتین دل سے کر رہی تھی کہ مواج بیٹھے بیٹھے ہنسا اور پکار کر کہا کہ وہ ملکہ تصویر تو سوچ مین بیٹھی تھی بول اُٹھی کہ اے شہنشاہ کسے مارا آپ کو بہت خوش پاتی ہون مواج نے کہا کہ اس وقت وہ خوشی حاصل ہوئی کہ دل باغ باغ ہو غم سے فراغ ہے طلسم کشا کو مین نے قریب صحراے حسرت انگیز مبتلا کیا تھا آج قنطور نے بڑا کام کیا

وہ مالک صحرائے حسرت انگیز ہی طلسم کشا کو بلا کر ایک کنیز کو اپنی بصورت ملکہ ہما بنایا زرہ
جبین لی تمھین پیغام لیکر جاؤ قنطور کو ہمارا فرمان پہونچاؤ کہ فوراً طلسم کشا کو قتل کرے
دیر نہو ایسا نہ ہو کہ کوئی معین و مددگار طلسم کشا کا آجائے اور قید سے رہا کرے تحفہ جات
میں موجود ہین اگر تحفہ جات طلسم کشا کو مل گئے تو مشکل ہی مگر اب تحفے اُسکے قبضے سے نکلنا
دشوار ہین اور زبانی بھی یہ کہنا کہ طلسم کشا کو اور ہمارے اورنگ نشین اور جلال کو قتل
کرکے سران سب کے ہمارے پاس روانہ کرے کہ ہم ان سرون کو خدمت خداوند مین بھیجین
کہ کارخانہ خدائی سست پڑا ہی رونق کارخانۂ خدائی ہو انتظام ہو جائے جو ملک ویران ہوے
اُنپر نامے بھیجے جاوین کہ وہ ملک آباد ہون کل رعایا دل شاد ہو اپنا اپنا انتظام کرین جلد
اپنے تئین پہونچاؤ راہ مین کہین ٹھہرنا نہین یہ سُنکر تصویر دلکش اُٹھی یہان قنطور و نسیم
نے انتظام کیا ہی کہ کنیزین آمادہ قتل ہین ایک کنیز سر پر سہاک کے خنجر بکف کھڑی ہی اور دو
کنیزین سر پر طلسم کشا کے خنجر برہنہ لیے ٹہل رہی ہین نسیم نے اشارہ کیا اُن کنیزون نے
رستم کو دار پر کھینچا چاہتی ہین کہ حکم ملے تو قتل کرین تصویر دلکش اُڑتی ہوئی آسمان پر
آئی اُسنے صورت زیبا رستم کی دیکھی جی مین کہتی ہو کہ ہی ہو کیا غضب ہی معشوق میری بی بی کا
قتل ہوتا ہی جس وقت وہ کشتۂ حسرت و یاس سنیگی تڑپ تڑپ کے اپنی جان دیگی جسنے یہ
بے غیرتی اختیار کی کہ باپ کے سامنے سے نہ ہٹی جانتی تھی کہ یہ سحر مین مجھسے زیادہ ہین جب
ارادہ کرینگے پکڑ لین گے اُسنے جان کا جانا گوارا کیا اور لڑائی سے ہاتھ نہ اُٹھایا وہ جو خبر مرگ
اس جوان کی سنیگی فوراً اپنی جان دیگی اُسکے بعد ہماری کون قدر کریگا وہ بے قتل کیے
جان دیگی ہماری آبرو نہ رہیگی جیسی بی بی کی کہ اب خاطر کرتی ہین ویسے ہی ہمارے نام سے
نفرت کرینگی ساحری نامے مین بھی یہی مرقوم ہی کہ یہ سال اختتام طلسم ہی کوئی نہ کوئی اور
صورت پیدا ہوگی جس طرح بنے طلسم کشا کو بچاؤ ایسا حسین و جمیل جری بہادر یون قتل ہوتا ہی
یہ سوچ کر ہاتھ ہلایا اور عرصے تک روئی برق کڑک کر گری کہ جو دونون کنیزین قریب رستم کے
کھڑی تھین اُنکے سر اُڑ گئے دوسرا ہاتھ ہلایا برق کڑک کر گری زنجیر کٹی رستم دار سے گرے تیسرا ہاتھ
ہلایا برق چمکی جو کنیز قریب سہاک تھی اُسکا بھی سر اُڑ گیا ابکی خود چمک کر گری جس مقام پر

زرہ و تیغ و کلاہ رکھا تھا ان تینوں چیزوں کو اٹھا یا رستم فیدا اپنے جسم سے دور کر چکے تھے
تصویر و دلکش نے تینوں چیزیں اُٹھا کر اس جلدی میں رستم کو دیں کہ رستم نے کلاہ سر پر رکھی
تیغ ہفت جوہر پر قبضہ کیا زرہ ہفت جوش زیب جسم کرکے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ رستم

علمشاہ رومی شہ فیلزور	الیست علمشاہ چو رستم لقب دیگر	ارشد اولاد امیر عرب
نعرہ کرکے لڑنے لگے سماک نے جو رستم کو جنگ میں	کہ بر بخت هرزوق افگند شور	

مصروف دیکھا حقۂ آتشبازی نکال کر مارا ساحر سمجھے کہ رستم کا عیار جادوگر ہی اسم سحر
پڑھ کر آگ بجھانے لگے مگر جلے جاتے ہیں قنطور نے جو یہ معاملہ دیکھا للکارا کہ او تصویر
و دلکش یہ تو نے کیا حرکت کی اسے میں جانتا تھا کہ وقت قتل طلسم کشا ہی کوئی افتاد
ضرور پڑیگی نسیم کو اشارہ کیا کہ صاحب تم تو بھاگ جاؤ جان بچاؤ ورنہ طلسم کشا کے
ہاتھ سے جان نہ بچیگی دیکھو کنیزیں کیسے کیسے سحر کر رہی ہیں صرف زرہ پاس تھی اُسی پر تو
ہمکو خوف تھا اب تو تینوں چیزیں اُسکے پاس پہونچ گئیں اب اسپر سحر تاثیر نکریگا مواج
ایسا ہی ساحر تھا کہ جسنے اس زور و شور سے کلاہ و تیغ لیا اور طلسم کشا کو صحرائے حسرت انگیز
میں بھیجا نسیم تڑپ کر گری اور طائر کی شکل بنکر تیار ہوئی پر پرواز پیدا کرکے اُڑی چاہا کہ
نکل جاؤں کہ رستم نے نسیم کو تاک کر تیر مارا سینے پر نسیم کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گیا نسیم
کا لاشہ جو گرا کنیزیں بھی جلنے لگیں باغ ویران ہونے لگا نخل تھرا کر گرے اور جلنے لگے جیسے
مثل رنگ چہرۂ مدقوق زرد ہو کر زمین پر گرے اور جل گئے چمن پھولوں کے پامال ہوئے
زمزمہ سرا کا عجیب حال یا تو عندلیبان خوشنوا قتل طلسم کشا کا مژدہ پا کر زمزمہ سرائی میں
مصروف تھیں یا منقاریں بند دل دردمند دیواریں گر رہی ہیں قنطور نے جو لاشہ نسیم کا دیکھا
اور وہ باغ سرسبز و شاداب مرتے ہی نسیم کے خزاں نصیب ہوا گھبرایا ہوا لڑ رہا ہے طلسم کشا
پر کبھی آگ برساتا ہے کبھی تلواریں گراتا ہے کوئی سحر تاثیر نہیں کرتی کئی مرتبہ تصویر و دلکش پر
سحر کیا تصویر گری بدن میں آگ لگ گئی مثل سرو چراغاں جلنے لگی پکار کر آواز دی کہ اے
شہریار کنیز کا خاتمہ ہوتا ہے رستم نے بڑھ کر تیغ ہفت جوہر کا ساتھ ڈالا جلنا موقوف ہوا
چمک چمک کر تصویر سحر کرنے لگی قنطور چاہتا ہے کہ تصویر کو قتل کروں اس تصویر کو صفحۂ ہستی

عطا دون لیکن بسبب طلسم کشا کے زور نہین چلتا آخر تلوار کھینچ کر لڑتا ہوا چلا پہلے تصویر نے یہ سحر کیا کہ زمین نے پاؤن تصویر کے تھام لیے جھولی سحر کی بائین ہاتھ سے گری قنطور تیغ کھینچ کر چلا تصویر دعائین مانگ رہی ہے کہ اے خدا یے نا دیدہ مین نے تیرا ذہب اختیار کیا ہاتھ سے اس ظالم کے بچانے اس حسرت مین طرف طلسم کشا کے جو دیکھا رستم کی نگاہ پڑی کہ رنگ و روے تصویر ولگشا اڑا ہوا آنکھین ڈگ مگا رہی ہین ہاتھ پاؤن مین رعشہ عالم یاس بد حواس طرف آسمان کے دیکھ رہی ہے تصویر کا یہ حال دیکھ کر رستم کا دل ٹکڑے ہوگیا جی مین کہتے ہین کہ اے رستم یہ تمھاری جان بخش ہے تیغ ہفت جوہر چمکاتے ہوے ساحران ناری کو راہ مین مار کر قریب تصویر کے پہونچے عکس وہ تیغ ہفت جوہر کا پڑا تصویر کہیں چکاچک کر سحر کرنے لگی قنطور کا بھائی جیپور جادو بڑے زور و شور سے لڑ رہا تھا جمال بے مثال تصویر دیکھ کر بیقرار ہوگیا تڑپ کر بڑھا کہ تصویر کا ہاتھ تھام لون اسکو بچاؤن اگر بن پڑے تو اس ہنگامے سے لے نکلون جیسے ہی تصویر پر چاہا کہ ہاتھ ڈالون تصویر نے پیچھے ہٹ کر گلے مین ایک ہار پہنے تھی سحر پڑھ کر پھینک ارادہ ہار جو گرا پھول اسکے جیپور پہ گرے پھولون کا گرنا تھا کہ آنکھین جیپور کی شنج ہوئین ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا قلب تھرایا بیتاب ہوکر پکار اٹھا

نظم

حسن پر آپ ہین عبث مغرور
کمر یار دیکھ بھال نہین
زخم کے منھ سے بات کیا نکلے
آرزوے شب وصال نہین
ہجر مین ہوگیا وصال تمام

غم سوا عشق کا مآل نہین
کون شی ہے جسے زوال نہین
خواب مین بھی نظر نہین آتے
لال ہے طاقت مقال نہین
رشک سے غیر کو جلاتا ہے
پھر کیونکر کہون وصال نہین

کون دل ہے جو پائمال نہین
حسن مین بال کا نہین ہے فرق
انکو مطلق مرا خیال نہین
غم سے افسردہ ہوگیا یا تنگ
وصل کا آپ سے سوال نہین
اے جان جہان وائے آرام دل

مشتاقان میری تجھپر جان جاتی ہے ایک نگاہ پھر اُدھر دے آہوان چشم نے مجکو شکار کیا دل کو بہت بیقرار کیا تصویر نے پکار کر آواز دی کہ قنطور کا سر لاؤ تو مین تیرے ساتھ شادی کرون جیپور یہ سنکر جھپٹتا ہوا سامنے بڑے بھائی کے آیا پکار کر آواز دی کہا و قنطور بے ادب تو نے کیا بے ادبی ساتھ ملکہ کے کی ملکہ تیرا سر مانگتی ہین سر جھکا کر بیٹھ مین تیرا سر کاٹ لون

یہ کہتا ہوا قریب قنطور کے آیا تلوار چلانے لگا قنطور نے ہر چند ٹالا کہتا جاتا ہے کہ اے
بیحیا کیا تیری شامت ہی آئی ہی دیکھ الگ رہ میرے پاس نہ آنا ورنہ مارا جائیگا سزا پائیگا
جلیپور اپنے ہوش میں نہیں ہے ہاتھ تلوار کا مارا قنطور نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاؤ
سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ جلیپور کے دو ٹکڑے ہوئے غصے
میں تو ہاتھ مار دیا لاشہ جو بھائی کا دیکھا چیخیں مار کر رونے لگا پکار کر آواز دی کہ اے
تصویر اب تجکو ضرور مار ڈالونگا تو نے میرے بھائی کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا اب
تجکو زندہ نہ چھوڑونگا تصویر تڑپ تڑپ کے کنیزوں پر گر رہی ہے کئی افسر بارے
کنیزیں جن جن کے قتل کیں یہ غصے میں طرف تصویر کے جاتا ہے ادھر سے رستم لڑتے
ہوئے آتے ہیں کہ قنطور کا سامنا ہو گیا قنطور نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر
پر روکا عکس جو تیغہ ہفت جوہر کا پڑا قنطور اندھا ہو گیا اوپر سے رستم نے ہاتھ مارا
کہ قنطور کے دو ٹکڑے ہوئے قنطور کے مرتے ہی آندھی سیاہ چلی باغ سارا جل گیا کنیزیں
تمام جلیں اب رستم قریب تصویر کے آئے فرمایا کہ ای نازنین تجکو میری مدد کا کیا سبب ہوا
ترا احسان عظیم ہوا تو تو جان بخش ہے تصویر نے شرم کے سر جھکا لیا کہا کہ حضور میں ملکہ
ہماے اورنگ نشین کی دایہ کی دختر ہوں اسوقت جو آپ کو اس حسرت دریا میں دیکھا
دل بیقرار ہو گیا اب میں پاس مواج کے جانے کے لائق نہ رہی نہیں معلوم کس طور سے
پیش آوے سب آپ کی جان کے خواہاں ہیں اب آپ کو مناسب ہے کہ تیمور جادو قنطور کا
بڑا بھائی ہے جسکی قید میں جہلال سرکش ہے اسکو جل کر دیجیے دوسرا جادوگر اسکا بھائی
اسی کے پہلو میں رہتا ہے جسکی قید میں ملکہ ہماے اورنگ نشین ہیں جل کر اسکو مار لیجے
اگر حکم ہو تو کنیز جائے رستم نے کہا کہ ہم خود چلتے ہیں یہ کہکر رستم تصویر کو ساتھ لیکر مع
سمک برائے رہائی جہلال چلے سمک نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو غلام پہلے جائے ای
ملکہ تصویر دلکش مجکو پتہ بتا دو تو میں جاکر جہلال سرکش ایسے رفیق کو رہا کر دوں
تصویر نے کہا کہ تھوڑی دور جاکر ایک صحرا ملیگا کہ اسمیں گرد اڑتی ہوگی گرداب کا
عزیز دار سراب جادو کہ نہایت ساحر زبردست ہے جب اسکو مارو گے تب نگہبان کا

مقام ملیگا سماک یہ سُنکر چلا کئی کوس راستہ طی کیا تھا کہ صحراے سراب مین پہونچا
دیکھا کہ گرد انتہا کی اُڑ رہی ہو سماک گھبرا گیا دیکھا کہ ایک جادوگر دوڑا ہوا جاتا ہے
سماک نے اُس ساحر کو پکارا وہ ساحر ٹھہر گیا سماک قریب پہونچا پوچھا کہ اے برادر تمھارا
کیا نام ہو کہان سے آتے ہو کہان جاتے ہو اُسنے کہا کہ قاصد خوشخرام میرا نام ہو
مواج سمندر نشین نے خبر پائی ہو کہ طلسم کشا نے رہائی پائی طرف صحراے سراب کے
جاتے ہین تو مین نامہ لیکر پاس سراب جادو کے جاتا ہون کہ اُسکو آگاہ کرون طلسم کشا
آتے ہین ہوشیار رہنا سماک نے یہ دریافت کر کے قاصد کو باتون مین لگایا باتون مین
لگا کے بیہوش کیا اُسکو درۂ کوہ مین ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر تیار ہوا نامہ اُسکی
جھولی سے نکال لیا مقام سراب جادو کا پوچھتا ہوا چلا تھوڑی دور جا کر دیکھا بیچ
جنگل مین ایک مکان بنا ہو ایک جادوگر تاج سر پر رکھے ہوے بالاے قصر بیٹھا ہے
خادم دوڑے دوڑے پھر رہے ہین سماک نے پکار کر آواز دی کہ اے شہنشاہ سراب
مین آپ کی خدمت مین آنا چاہتا ہون اُس ساحر نے ایک خادم سے کہا کہ قاصد خوشخرام
آیا ہو یہان بلا لو خادم آیا سماک کو بالاے قصر لے گیا سماک نے آکر سلام کیا نامہ نکال کر
بلا تکلف دیا سراب جادو نے فرمان پڑھا پڑھ کر کہا کہ اے قاصد یہ صحراے سراب آ
ہو اگر یہان بڑا ساحر آئے تو دیوانہ ہو جائے اور خاک اُڑاتا پھرے میرے صحرا مین کوئی
نہین آسکتا مجھے کچھ خوف نہین سماک نے عرض کی کہ اب دن کم باقی ہو غلام کو راہ دور و
دراز طی کرنا ہوگی اگر حکم ہو شب کو حاضر خدمت رہون صبح کو چلا جاؤنگا سراب نے
کہا کہ مین خود چاہتا ہون کہ آج رہجاؤ سراب یہ کہکر قاصد نقلی کو ساتھ لیے ہوے
پہلو مین باغ تھا نہایت سرسبز و شاداب وسط باغ مین ایک چبوترہ نہایت آراستہ
تھا آکر مسند پر سراب بیٹھا سماک نے دست بستہ عرض کی کہ اگر حکم ہو تو حضور کے سامنے
کچھ گاؤن اگرچہ آپ کی خدمت مین عمدہ عمدہ گانیوالے موجود ہین شاید وہ بھی پسند کرین
سراب نے اشارہ کیا کہ کیا مضائقہ ہو سماک بایان کھینچکر سیدھا سیدھا ٹھیکا بجانے
لگا نہایت لطف سے یہ غزل شروع کی — نظم

رُکا ہو خنجرِ قاتل مجھے خیال یہ ہے — تڑپ گیا ہون دمِ ذبح انفعال یہ ہے

لبون پہ جان ہے اک دم کا اور مہمان ہے — مریضِ عشقِ محبت کا تیرے حال یہ ہے

اُڑا ہے طائرِ رنگ رخ پہ یہ ویان — حضور صل علےٰ آپ کا جمال یہ ہے

عیان ہے سینۂ محبوب سے عروجِ شباب — پھل آیا نخل مین بس حسن کا کمال یہ ہے

رہا نہ نام کو اغیار کا نشان باقی — دلا بس آہ رسا کا مری وبال یہ ہے

نہ آیا رات مجھے اسکا غم نہین رعنا — گیا وہ غیر کے گھر یہ فقط ملال یہ ہے

اس لطف سے سماک نے یہ غزل گائی کہ سراب بہت خوش ہوا کہا کہ اے قاصد خوشخرام تم تو لائق اسکے ہو کہ تمکو تعویذ بازو بناکر رکھے سماک نے کہا کہ حضور اصل یہ ہے کہ مواج نے مجکو خزانے کا داروغہ کیا ہے ہزارہا روپیہ مین نے پایا استادون کو دیکر یہ کمال پیدا کیا اور یہ کمال حضور نے کیا دیکھا مین ساقی گری خوب کرتا ہون سب کو حضور جیت مین بیٹھائیے محفل جمائیے مین ساقی گری کرون سر سے شراب پلاؤن منہ سے گاؤن ہاتھ سے بتاؤن پاؤن سے ناچون تب میرا کمال حضور پر ظاہر ہو سراب نے کہا کہ اے قاصد خوشخرام یہ کمال تو بہت دشوار ہے یہ کہکے کنیز سے اشارہ کیا کہ کنجی میخانے کی قاصد خوشخرام کو دو سماک نے کنجی لی چاہتا ہے میخانے مین جاؤن کہ آسمان پر بجلی چمکی ایک ابر نقرئی پیدا ہوا اور آکر پھٹا دیکھا کہ ایک ساحرہ نہایت نحیف و ضعیف جھریان چہرے پہ پڑی ہوئین لباس بھاری پہنے ہوے ایک کتاب آگے رکھی ہوئی تخت آکے زمین پر اُترا چند کنیزین بھی بیٹھی ہین وہ تخت زمین پر آیا جس وقت وہ عورت اُتری سراب کھڑا ہو گیا کہا کہ اے مادر مہربان اسوقت تشریف لانے کا کیا باعث ہوا سفاکہ آدمخوار نے کہا کہ اے فرزند اس وقت مین جہلال سرکش کو کھانا کھلانے گئی تھی اسکو مین نے خوش پایا اگرچہ حال ابتر ہے بیقرار و مضطر ہے مگر شاید اُسنے اپنے بزرگان دین کو عالم خواب مین دیکھا خوش بیٹھا تھا مین نے نادان بنکے پوچھا کہ اے جہلال سرکش قیدخانے مین اسقدر خوش بیٹھے ہو یہان سے تمھاری رہائی نہ ہوگی تمھارے قتل کا حکم آگیا اُسنے جواب دیا کہ خدا میرے مالک طلسم کشا کو سلامت رکھے مجھے کوئی نہین قتل کرسکتا مین گھبرائی ہوئی مکان پر آئی کتاب پارینہ کو دیکھا صاف صاف

مضمون بابا بزرگان دین لکھ گئے ہین کہ وقت قتل سراب آگیا ای نور نظر مین گھبرائی ہوئی
تیرے پاس آئی کوئی غیر تو تیرے پاس نہین آیا سراب نے طرف سماک کے اشارہ کیا کہ
یہ قاصد آیا ہی حاکم گرداب لایا ہی کہ جھلال سرکش کو قتل کرو مگر کیا کامل و اکمل ہی چند شعر
جو اسنے گائے عجب لطف حاصل ہوا آپ بھی شریک ہوجیے گانا اسکا سُنیے گانا کیا ہی
سحر ہی دل پر تاثیر کرتا ہی اب ساقی گری کریگا اور ای مادر مہربان یہ بزرگان دین کی یادہ گوئی
ہے قلم ہاتھ مین اُٹھا لیا اور جو چاہا وہ تحریر کیا میرے جنگل مین کون آسکتا ہی کسکی مجال
ہی کہ مجھ تک آئے طلسم کشا اگر آئے تو دیوانہ ہو جائے سفاکہ نے کہا کہ ای فرزند یہ غرور دل
سے نکال ڈالو مجھے کتاب نے خبر دی ہی اتنا کہے دیتی ہون کہ بعد تباہی صحراے گرداب نشان
طلسم کشا تلاش لوح مین جائیگا اور لوح کا ملنا ذات پر لوحداران کی موقوف ہی اگر طلسم کشا
قلعۂ گرداب نشان کو فتح کرے اور صحراے محیط مین پہونچے لوحداران جادو خود
خواہشمند ہی کہ طلسم کشا سے ملون اور لوح سامنے طلسم کشا کے پیش کرین اُس وقت
طلسم کشا کو مناسب ہی کہ لوح لینے سے انکار کرین کہ کسی اور باعث سے لوح ملیگی طلسم
صحراے محیط سے خالی نہ پلٹے گا لوح پائی اور فتاحی طلسم مین مصروف ہوا ہرچند کہ
مرحلہ جات طلسم ہفت پیکر نہایت مضبوط ہین لیکن جب لوح ملی سب مشکلین طلسم کشا
کی آسان ہین سب ترکیبین لوح بتائیگی مرحلہ جات بھی فتح ہو جائینگے سماک نے یہ باتین
سنین آج کان مین نام صحراے محیط پڑا جی مین کہتا ہی کہ ای سماک اب خدمت آقا مین
یہ ذکر کرونگا سفاکہ آدمخوار سامنے سراب کے ذکر کر رہی ہی اور کہتی ہی کہ ای فرزند غفلت کا
وقت نہین ہی ہر وقت ہوشیار رہو تم مجکو صحبت مین شریک کرتے ہو اور ساقی گری قاصد
خونخوار کے سپرد ہی مجھے اسیر دھوکا ہوتا ہی یہ کہکے سفاکہ نے انگوٹھی ہاتھ سے اُتار کے
پھینکی پکار کر آواز دی کہ ای قاصد تم دن رات کے طلسم مین رہنے والے ہو یہ سمجھ لو کہ اگر
طلسم ٹوٹیگا تو تمھارے بھی عزیز مارے جائین گے یہ انگوٹھی اُٹھا لو پھر ساقی گری کرو
سماک کانپ گیا مگر بمجبوری اُٹھا انگوٹھی پر جیسے ہی ہاتھ ڈالا ایک زنجیر طلائی ہاتھ مین
سماک کے لپٹ گئی اور ایک شعلہ چمک کر منھ پر گرا کہ رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا

صورت اصلی نکل آئی صفاک نے آواز دی کہ کیون سراب تو نے دیکھا تحریر کتاب کا مطلب
نکلا ابھی مین نے کتاب مین دیکھا کہ تیری اجل قریب ہے اگر مین نہ آتی یہ ساقی گری کرتا تم
سب کو مار لیتا دیکھا یہ ظالم کیونکر آیا تجھ تک کیونکر پہونچا فوراً اسکو قتل کرو طلسم کشا کا یہ
معین و مددگار ہے اسنے ہر مقام پر طلسم کشا کی مدد کی بڑے بڑے ساحرون کو مارا یہ سنکر زند
خواجہ عمرو ہے عیارون مین بہتر سے بہتر ہے اگر اسکو قتل کیا طلسم کشا کا زور کم ہو جائے گا
سراب جادو کے ہوش اڑ گئے کہتا تھا کہ اے مادر مہربان آپ نے بڑا احسان عظیم کیا
عین وقت پر تشریف لائین آپ نے خوب آگاہ کیا اس مکار نے اپنا رنگ جما لیا تھا اب
ساقی گری پر آمادہ تھا کنجی تک میخانے کی مین دے چکا تھا اگر آپ تھوڑی دیر اور نہ آتین
تو یہ ساقی گری شروع کر دیتا صفاک نے کہا کہ جلد دار استادہ کرو دارین استادہ ہونے لگین
جلاد موجود ہوے سمک بیقرار ہے جب جلاد سر پہ آیا اور چاہا کہ سمک کو دار پر کھینچون اسوقت
سمک نے بیقرار ہوکر پروردگار سے اپنے دعا کی اور پکارا کہ اے رب بے نیاز دانا و بینا تو
تیری صفت کون بیان کر سکتا ہے تو کریم و رحیم ہے۔ نظم

ز نور حق منور گشت ہر شمع　　شد اندر خانۂ دل جلوہ گر شمع
گہ اندر راست و چپ جلوہ نمودہ　　گہے شد جلوہ گر زیر و زبر شمع
رخ اندر مطلع ایجاد بنمود　　گہ از شمس و گہ از روے قمر شمع
بچشم اہل بینش داد جلوہ　　گہ از شام و گہ از نور سحر شمع
گہ از پروانۂ ذات حق عیان گشت　　گہے پرتو فگن گردید در شمع
بہر دل پرتو انوار بخشد　　بہر دیدہ کند روشن نظر شمع

بیقرار ہوکر سمک دعا کر رہا ہے صفاک کہتی جاتی ہے کہ ارے کیا دیر کر رہے ہو جلد ہاتھ تلوار
کا مارو یہ مکار مارا جائے کہ میرا فرزند مہلت پائے اور مہلال کو بھی لاؤ جب تک
وہ ظالم یہان قید رہیگا خیر خواہان طلسم کشا برائے رہائی مہلال آمینگے تدبیر رہائی کرینگے
وہ بھی قتل ہو جائے چند شخص تیغ و قفس مہلال لیکر آئین قفس سے مہلال سرکش کو
نکالا زیر تیغ بٹھایا جلاد اسکے بھی سر پر آیا جلاد صاحب جلاد و بیداد کی کرنے ہی کو تھا کہ قہر

سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ✦ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ✦ جلاد کھڑا کہہ رہا ہی کہ ای ملکۂ عالم تیغہ بازہ دار رکھتا ہون بازو بہ قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرونگا قتل کرنا میرا کام ہی چلانا خداوند ہفت پیکر کا کام ہی جہلال نے سر جھکایا اور دزدیدہ نگاہ سے طرف سمک کے دیکھا کہ سمک رو رو کر کہتا ہی افسوس دیدار سے مین اپنے آقا کے محروم رہا ان ساحرون کے ہاتھ سے قتل ہوا سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ ارے ان دونون کا سر کاٹ تو جلاد دونون کی طرف چلے اس وقت دونون مدہوش بعالم یاس قضاے کار تصویر دلکش جو رستم کو ساتھ لیکے چلی تھی تخت اڑاتی ہوئی جب اس صحرا مین پہونچی کہ جس جنگل مین خاک اڑ رہی تھی رستم کو وہان اتار اکہا کہ حضور یہان ٹھہرینا مین جاکر خبر تو لون دیکھون سراب کیا کر رہا ہی رستم صحرا مین ٹہلنے لگے تصویر دلکش نے آسمان سے دیکھا کہ سراب جادو مبادم کہتا ہی اب آپ کے جانے مین کیا دیر ہی سفاکہ جواب دیتی ہی کہ ای نور نظر مین خاتمہ کرکے جاؤنگی عیار اور سردار قتل ہولین جب عورتین بیکارہ و حیلہ ساز و شعبدہ باز جاتی مین اور طلسم کشا کو لگکے لائین تب مین جانون کہ مین نے کام کیا تصویر دلکش نے جو آسمان سے یہ معرکہ دیکھا ہاتھ چمکائے دونون جلادون کے سر اڑ گئے کڑک کر تصویر گری سفاکہ نے للکارا کہ او چھوکری تو کیون جان دینے پر آمادہ ہی تجکو کیا ہوا اپنے شباب پر رحم کر ورنہ مٹا دونگی یہ کہکے گولہ مارا تصویر کم سن یہ ملعونہ و بے حیا جہان دیدہ کار آزمودہ اسکا گولہ جو پڑا شعلے بھڑکے تصویر کی رنگت متغیر ہوئی حیران ہو کر کھڑی ہوگئی اشیاے سحر ہاتھ سے پھینک دیتے خاموش ہو کر کھڑی ہوگئی تھرا رہی ہی ہونٹھ کو جنبش نہین جان بچانے کی کوشش نہین سفاکہ نے آواز دی کہ ای سراب جادو اسکا سر کاٹ لے سراب تلوار کھینچ کر چلا کہ دروازے سے باغ کے شیر کے نعرے کی آواز آئی دیکھا کہ تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوئے رستم آتے ہین اور آواز دی ۔ نعرۂ رستم پیلتن

علمشاہ رومی شہ فیل زور | کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور | منم فارس عرصۂ کارزار
منم شیر دل رستم نامدار | منم قاتل کافران جہان | منم نور عینین صاحبقران

سمک و جہلال و تصویر کو زیر تیغ دیکھا تصویر کے آگے رستم نے سینہ سپر کر دیا آخر

تیغۂ ہفت جوہر کا عکس جو تصویر پر ڈالا تصویر نے سحر سفاکہ سے رہائی پائی تڑپ تڑپ کر
لوٹنے لگی جبین پر گری اسکے دو ٹکڑے کیے رستم نے بڑھ کر سماک و جھلال کو رہا کیا سماک نے
اٹھتے ہی حقہ آتشبازی کا مارا شعلہ ہاے آتش بھڑکے کئی سو جادوگر مرکر گرے لگے سب
کنیزون نے مل کر رستم پر بلوہ کیا رستم نے کسی پر قبضہ مارا کسی پر عکس تیغہ ڈالدیا جسپر عکس
پڑا وہ جلا جسکو قبضہ مارا اسکا سر پھٹا سراب جادو نعرہ کرکے رستم پر جاپڑا سفاکہ نے
آواز دی کہ او سراب یہ کیا کرتا ہے ارے یہ جوان یکتا طلسم کشا ہے اسپر سحر تاثیر نہ کریگا زندہ نہ
پرستم ہو صاحب شوکت رستم ہے کون ایسا ہے کہ جو اسکا مقابلہ کرے یہ وہ جوان ہے کہ
فرنگستان مین جو بیٹھے لاکھ فرنگیون مین گھسکر مرزوق کو مع تخت خندق مین پھینکا کہ
آج تک قارون وار قعر ضلالت مین غرق ہے اسکی جرأت مین کیا فرق ہے خبردار سامنے
نہ جانا سراب غصے مین جا پڑا رستم پر برس پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے شعلہ ہاے آتش
کرے خنجر برسے لیکن رستم پر تاثیر نہ ہوئی ایک طرف تصویر مثل برق جہندہ تڑپ ہی کر
کسی پر گولہ پھینک مارا کسی پر آتش کے دانے پھینک مارے صدہا کنیزون کو جلا دیا یہان
جب سراب نے رستم پر کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے للکار کر آواز دی کہ او بے حیا
مردان عالم کا تو ایک وار قبول کر یہ کہکے تیغۂ ہفت جوہر کو چمکایا پیترہ بدل کے ہاتھ
مارا سراب نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا تیغۂ ہفت جوہر چمک کر گرا سپر سحر کے دو
ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری سراب جادو کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی
سراب کے اندھیرا ہوگیا بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سراب جادو تھا
یہ آواز جو کان مین سفاکہ کے آئی سفاکہ نے سر پیٹ لیا کہتی تھی کہ ارے غضب ہوا
طلسم کشا نے سراب کو مارا ارے یارو غضب ہوا وہ ساحر مارا گیا کہ جسکا دنیا مین مثل نہ تھا
اس صحرا کو اسنے ایسا آباد کیا تھا کہ صحراے حسرت انگیز لقب ہوا جو کچھ کیا اسی
فتنہ انگیز تصویر دلکش نے کیا طلسم کشا کو یہانتک پہونچایا اور مین نے غضب کیا کہ صحراے
محیط کا نام لیا عیار بیٹھا سنا کیا اب اسکے بعد بھی وہان پہنچا یگی ہرچند کہ تو صدا ران بڑا ساحر
زبردست ہے مگر مین سحر مین بے نظیر تھی تو کیا بنالیا سراب ایسا ساحر یون مارا گیا

یہ کہتی ہوئی طرف تصویر کے چلی للکارتی ہوئی کہ او تصویر دلکش تو نے طلسم کشا کو بھی اپنا جمال دکھا کے مائل کر لیا یہ کہہ کے سحر کیا مگر حال سفاکہ کا ابتر ہو بیقرار و مضطر ہو اُس زور سے تصویر پر جا پڑی کہ تصویر حیران ہوکر مثل تصویر تصویر ایک مقام پر کھڑی ہوگئی سفاکہ نے قریب آکر بال پکڑے کہا تجکو اس بدعت سے قتل کرونگی کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر روئین اور مجکو ذرا ترس آئے بال پکڑ کے چاہا کہ لے اُڑ دن اور لیکر بلند ہوں طلسم کشا نعرہ کرکے پہونچے سفاکہ نے خوف طلسم کشا سے تصویر کے بال چھوڑے طلسم کشانے لپک کر ہاتھ تیغہ ہفت جوہر کا مارا بایان ہاتھ کٹ کر سفاکہ کا گرا اُسنے ایک چیخ ماری کو زمین بھر اگئی وہ ہی ہاتھ کٹا ہوا تصویر پر پھینک مارا تصویر پر چہرہ ہاتھ گرا قطرے خون کے گرے خون کے قطرے پڑتے ہی بدن مین آبلے پڑ گئے یقین تھا اعضائے جسمی سے شعلہ آتش نکلین رستم نے بڑھ کر تیغہ ہفت جوہر کا عکس ڈالا کلاہ ہفت گوشہ جسم سے تصویر کے مس کی تب تصویر کی جان ٹھہری تصویر نے قدمون کو طلسم کشا کے بوسہ دیا کہا کہ اے شہریار خدا آپ کو سلامت رکھے کہ کلاہ ہفت گوشہ کے مس ہونے سے خنکی حاصل ہوئی شکر ہو کہ تسکین دل ہوئی اتنی دیر جو طلسم کشا رُکے سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ اے صاحبو میرا عجب حال ہو دم بھر مین ابکی جو سامنا پڑیگا طلسم کشا مجھے مار یگا پناہ نہ دیگا مین جاتی ہون اُس متفنی کو قتل کرون کہ جسکی ذات سے یہ سارے فساد اُٹھے لیعنے ملکہ ہمارے اور نگ نشین کو میرے ہاتھ کٹنے سے کچھ اُسے بھی تو ہاتھ آئے جا کر اُسکو اسی کٹے ہوے ہاتھ سے قتل کرون یہ کہہ کے زمین پر دونون پاؤن مارے غرق زمین ہوئی ایک گڑھا پڑ گیا سب کنیزین بھی اُس غار مین بھاند پڑین طلسم کشا نے ارادہ کیا کہ مین بھی عقب مین سفاکہ کے اُسی غار مین جاؤن ایسا نہ ہو کہ وہ ملعونہ غصّے مین گئی ہو جا کر ملکہ کو مار ڈالے جہلال سرکش نے پکار کر کہا کہ اے شہریار غار مین نہ جایئے گا وہ حرامزادی کیا قتل کر سکتی ہو غلام فوراً جاتا ہو یہ کہکے جہلال سرکش اُڑا پر پرواز پیدا کرکے چلا بعد نکل جانے کنیزون کے رستم نے دیکھا کہ اُس مقام پر سناٹا ہو سناٹا دیکھکر پریشان ہوکر سماک سے فرمایا دیکھا تمنے بڑھ کر خبر لاؤ سماک بھاگا برائے خبر چلا بعد سماک کے رستم اکیلے

اس صحراے ویران میں کھڑے ہیں کہ پہلو سے صحرا کے گرد اڑی دیکھا کہ ایک ساحر نہایت
قوی تن وقوی مشن سیہ رو بد انجام اصحاب سحر ذات جو درست نہایت چالاک وچست تیغہ
برہنہ ہاتھ میں پشت پر ساٹھ ہزار ساحر نیزے وتلواریں ہاتھ میں لیے ہوے وہیں سے ساحر
نے آواز دی کہ سنو تیمور چرخ پرواز ارے طلسم کشا کو مار لوارے غضب کیا جھلال کو قید خانے
سے کیون بلا یا رہائی کی تدبیر آلیس والون نے کی اس مقام پر آتا تو رہائی کیونکر پاتا اس
اکناف کا وہ واقف کار ہو سب پتے نشان بتائیگا طلسم کشا کو تا بہ صحراے محیط لیجائیگا اورج
کا پتہ لگا لیگا یہاں طلسم کشا تنہا ہو گھیر کر مار لو ساٹھ ہزار ساحر لینا لینا کہکے طلسم کشا پر آپڑے
چہار جانب سے حربے چلنے لگے طلسم کشا نے تیغۂ ہفت جوہر کھینچا ساحرون سے لڑنے لگے
جیسے ہی ساحرون نے حربے کیے رستم نے تیغۂ ہفت جوہر کو جنبش دی حربے اُن سبکے پلٹ کر
اُنہی کے سینوں پر پڑے جسنے نیزہ مارا تھا پلٹ کر نیزہ اُسی کے سینے پر پڑا جسنے تلوار لگائی
پلٹ کر تلوار اُسی کے گلے پر پڑی سر کٹ کر گرا کئی سو ساحر جو مر کر گرے تیمور چرخ پرواز گھبرا گیا
پکار کر آواز دی کہ یارو سمجھ کر حملے کرو تحفہ جات اُسکے پاس ہیں مثل لوح کے کام دیتے ہیں طلسم کشا
کو بچا لیتے ہیں تیغۂ ہفت جوہر چمک رہا ہو کلاہ کا عکس پڑتا ہو واضح رہے کہ جب تیمور روانہ ہوا
تھا تو ہماے اورنگ نشین کو قفس میں بند کر کے مکان تنگ وتاریک میں لٹکا کے باہر
نکلا تھا کہ ایک ابر آسمان سے اُٹھا دیکھا تیمور نے فغفور گوشہ نشین تخت پر سوار
بارہ ہزار جادوگرنیاں ہمراہ آکر پہونچیں فغفور گوشہ نشین نے پوچھا کہ اے باب
کہاں جاتے ہو کہا بیٹیا دروازے پر اس مکان کے بیٹھو کسی کو آنے نہ دینا سراب جادو مارا
گیا میں اسوقت وہان گیا تھا جہاں جھلال قید تھا اُسکو میں نے وہاں نہ پایا اب میں فکر
میں طلسم کشا کی جاتا ہوں بیٹی کو در قید خانے پر بیٹھا کر آپ روانہ ہوا آکے طلسم کشا کو گھیرا
فغفور دررزندانخانے پر بیٹھی ہو کہ اندر سے قید خانے کے کراہنے کی آواز آئی کہ صداے
دردناک سے کوئی دردرسیدہ یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہا ہو **نظم**

ہوس مرگ وصل کی خواہش	مبتلاے فراق دکاہش	ہمدم وہم مزاج لیل ونہار
حسرت فتنہ دولت بیدار	آخر آرام آگیا جی کو	چھوڑکر غم چلا گیا جی کو

روز گلہاے انبساط کا تھا
کیا نگہ ہاے آرزو باہم
کسقدر تشنہ کام آب وصال
مستی اشتیاق بوس و کنار
پھر وہی شوق دشت و جوش جنون
ظلم دوران کا ماجرا یہ ہوا
بد زبانون کے منھ پڑی یہ بات
بڑھتے بڑھتے سخن فسانہ ہوا

ہر شجر خندۂ نشاط کا جوش
دمبدم تازہ محفل آرائی
کاسۂ چرخ جام آب وصال
راہ پر اپنے آسمان نہ رہا
اپنے وعدے پر آگیا گردون
دونون کو حسب مدعا دیکھا
غرض بیانون کے ہاتھ آئی بات
دیکھنا عشق کی فسون سازی

چشم الطاف چارہ جو باہم
دل دہی دلبری دل آرائی
دائما ساغر و سبو چھلکا
زہرہ بہ جبین کا نشان شرر
اس مصیبت کی ابتدا یہ ہے
چشم بد دور اسنے کیا دیکھا
بد اسیجون کو اک بہانہ ہوا
کھیل بچون کا ہو گیا جانباز تھا

اشرار کی نگاہ قہر آلود | دست دشمن مین تیغ زہر آلود

یہ آواز سنکر فغفور گوشہ نشین گھبرا گئی جی مین کہتی ہے کہ ارے یہ کس دردمند کی آواز ہے کہ کلیجے کو برماتی ہے ایک ایک بات ایک ایک تقریر تیر دل دوز و پرسوز ہے کہ دل آگین ہوتا ہے کنیزون سے کہا کہ دروازہ کھولو مین دیکھون تو کون دردرسیدہ قیدی ہے کہ جسکی باتین سُنی نہین جاتین دیکھا قفس مین ایک نازنین مہ جبین کمسن گرفتار دام رنج و محن آنکھون سے آنسو گر رہے ہین کچھ اشک مژگان پر اٹک گئے ہین کچھ مژگان سے ٹپک رہے ہین جب آہ کرتی ہے تو زمین تھراتی ہے فغفور نے قریب آکے پوچھا کہ بی بی کس مصیبت مین ہو کس سے جدائی ہوئی ملکہ نے آہ کرکے کہا کہ اے ہمسان حال غریبان و اے مہربان حال بیکسان کیا حال اپنا کہون گرفتار دام مصیبت کشتۂ تیغ حسرت ہون معشوق کی ایک جان لاکھون دشمن جو راہبر تھے وہ راہزن ہمارے ہین حال اسکی کہنے کے نہین ہے خوف آتا ہے کہ ایسا نہ ہو زبان سے آگ نکلے کہ اس جسم کو جلا دے ہر چند کہ بربادی اپنی منظور ہے مگر فہم کا سراسر قصور ہے تیمور جادو ساٹھ ہزار ساحرون کو لیکر براے گرفتاری طلسم کشا گیا ہے خدا انکی جان ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے یہان تک پہونچا لے ہم نوبت بجان و کارد باستخوان ہین اسوقت مین اگر جمال دیکھ لیتے تو روح کو کشاکش نہ ہوتی ہم جانتے ہین کہ وقت اپنا قریب ہے ہیہات بخت کشیدہ نصیب ہے کہ شاید جمال بیمثال دیکھ لون

کہ روح کو راحت قلب کو قوت ہو یہ آسانی دم نکل جائے کہ دل تردد منزل تسکین پائے
فلک کجرفتار و گردون غدار سے یہ امید نہین کہ اب ہمکو راحت ملے کوئی ایسی صورت ہو کہ
ہم اُنکے سامنے قتل ہوجائین روح مثل پروانہ گرد شمع جمال پھرے ظاہرا کوئی ایسی صورت
معلوم نہین دیتی یہی باعث بیقراری ہے اب دیکھین تقدیر کیا دکھائے فغفور یہ باتین سُنکر
بیقرار ہوگئی کہا بی بی تمھارا ایک ایک کلمہ برائے تودۂ دل تیر دل دوز ہے باتون مین
کسقدر سوز ہے کچھ خدمت مجھسے ارشاد ہو مین بجالاؤن ملکہ نے کہا کہ ای شاہزادی تمکو
ہمارے حال پر رحم تو آیا اگر ہوسکے قفس سے نکال دو زبان سے بھی سوزن نکالو کہ مین
جاکر اپنے معشوق صف شکن کی مدد کرون آفت سے اُس شہریار کو بچاؤن نہین معلوم
ساٹھ ہزار ساحرون سے کیا گذری ہو فغفور نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین قید سے رہا نہین کرسکتی
مگر جاکے خبر لیتی ہون دیکھون جاکے کہ میرے باپ نے کیا کیا نہایت ساحر زبردست
ہے مگر یہ سُن چکی ہون کہ طلسم کشا صف شکن و تیغزن یکہ تاز میدان جلالت شہسوار
عرصۂ جرأت لاکھ دو لاکھ سے جنگ مین بند نہین مگر پھر بھی مقام مشکل ہے کہ ساٹھ ہزار جب
چہار طرف سے سحر کرینگے کیسا گھبرائین گے لیکن مین جاکر جہانتک ہوسکیگا بچاؤن گی یہ
کہکے فغفور باہر نکلی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کنیزون سے کہتی ہوئی کہ دیکھو
محبت نے اس مہ جبین کا کیا حال کیا یہ کہکے تخت پر سوار ہوئی بارہ ہزار کنیزون سے
چلی کنیزین بازو لٹ و قرقرے پر سوار ساتھ اپنے مالک کے چلی آتی ہین یہان رستم نے
کئی سو افسر قتل کیے ساٹھ ہزار مین گھرے ہوے لڑ رہے ہین تیمور آواز دے رہا ہے کہ
ارے یارو طلسم کشا کے سامنے سے کیون بھاگتے ہو ایک مرتبہ بلوہ کرکے ٹوٹ پڑو کلاہ
سر سے اُتار لو اگر ان تحفہ جات کو لیا تو تمام طلسم مین تم سب کا نام ہوگا ہر کس و ناکس
یہی ذکر کریگا کہ فوج تیمور نے سب کی جان بچائی ورنہ طلسم کشا سب کا خاتمہ کرتا تحفہ جات
پاچکا اب لوح کا ملنا باقی ہے تیمور نے جو اس طرح کہا سب نے بلوہ کرکے رستم کو گھیرا نیزے تیر
تفنگ مار رہے ہین یہی قول ہے کہ اسکو گرفتار کرلو مگر رستم بیچ مین شیرانہ جنگ کر رہے ہین
جو سردار قریب آیا ہاتھ سے رستم کے واصل جہنم ہوا اگر دلاشے ساحرون کے بیچ مین رستم

نخچے خون کے جسم پر جمے ہوے کہنی سے خون ٹپکتا رہا ہر قبضۂ تیغ ہفت جوہر پر قبضہ جمیت
جمیت کر ساحرون پر حملہ کر رہے ہین تیمور اپنے والون کو ترغیب دے رہا ہی کہ یارو تم سب ٹوٹ پڑو
طلسم کشا زخمی بھی ہی تیغہ چھین لو ایک ہاتھ مین دو دو ہزار لپٹ جاؤ کلاہ سر سے اتار لو بھی
خوف ہر کہ کلاہ ہفت گوشہ کے عکس سے جل جاؤگے فردا فردا کے قتل ہونے سے تو
نجات پاؤگے کہ ابر نقرئی آسمان پر چمکا ابر کو دیکھکر تیمور نے کہا کہ میری بیٹی بھی آگئی اب وہ
بھی سحر کریگی اب طلسم کشا کا گرفتار ہونا کچھ مشکل نہین اگر ہزار دو ہزار قتل ہوے بارہ ہزار اور
آگئے فغفور نے جو آسمان سے یہ ہنگامہ دیکھا اور جمال بیمثال طلسم کشا پر نگاہ پڑی کہ ایک
جوان رعنا فانے زرہ کے خوف سے سمور ساحر چاہتے ہین کہ لپٹ جائین مگر وہ اس جرأت
سے شمشیر زنی کر رہا ہی کہ کسی ساحر کا حوصلہ نہین پڑتا فغفور بیقرار ہو گئی کچھ تو خیال عصمت
ملکہ ہمائے اور نگ نشین کچھ صورت طلسم کشا پر رحم آیا فغفور نے کنیزون کو اشارہ
کیا بارہ ہزار کنیزون نے حربے سحر کے ہاتھون مین لیے ملک نے اشارہ کیا تیمور تو سمجھا
کہ طلسم کشا پر سحر کریگی ملکہ نے فوج تیمور پر حملہ کیا بارہ ہزار جادوگر مرگئے اور پکار کر
آواز دی کہ اے شیر بیشۂ جرأت دلاور یکہ تاز میدان جلالت خوف نکرنا تیمور کو گھیر کر مار لو
مجکو ملکہ ہمائے اور نگ نشین نے بھیجا ہی مین کنیزی مین حاضر ہون یہ کہکے دوسرا
حملہ پھر کیا بارہ ہزار جادوگر اور مارے تیمور نے آواز دی کہ یارو اس شوخ دیدہ نے
بڑا غضب کیا بیس پچیس ہزار جادوگر مارے گئے اسے گھیر کر مار لو اب اسکو مہلت نہ دو
یہ تو کھلی ہوئی طلسم کشا کی طرفدار ہی اسکے زخمی ہونے پر کس قدر بیقرار ہو کر بیتحاشا
لڑ رہی ہی کئی افسر نامی مارے اب اہل فوج تیمور فغفور کی جانب بڑھے تیمور نے بڑھکر
فغفور پر سحر کیا فغفور پشت پر رستم کی آگئی رستم نے تیغہ چمکایا سحر تیمور کا باطل ہوا
جب تیمور سحر کرتا ہی فغفور پشت پر طلسم کشا کی آجاتی ہی علمشاہ تیغہ چمکاتے ہوئے یہ ہم
فغفور کو بچاتے ہین یہان تو اس طور سے جنگ ہو رہی ہی جن کنیزون کو فغفور دل
زندہ نکالنے پر چھوڑ آئی تھی ان کنیزون نے دیکھا کہ یکایک زمین پھٹی اور سفاک
مردار خوار ہاتھ کٹا ہوا ہاتھ سے خون بہتا ہوا زمین سے نکلی اور کنیزون سے کہا کہ تم سب

سامنے سے ہٹو تمکو کسنے مقرر کیا کنیزون نے کہا کہ ہمکو ملکہ فغفور مقرر کر گئی ہین ہم قید خانے مین تمکو نہ جانے دینگے سفاکہ مردار خوار نے کہا کہ مین طلسم کشا سے لڑ کر آئی ہون ایک سحر مین سب کو مٹا دونگی مین ملکہ ہما اور رنگ نشین کے قتل کو آئی ہون سامنے سے ہٹجاؤ مین اسکا قفس نکالون اس ظالم کو قتل کرون اسی ظالم کی ذات سے متعلقین سحر طلسم کے گرداب نشان مارے گئے یہ کہکے چاہا کہ قید خانے مین گھس جائے کنیزون نے تیغین کھینچ سفاکہ سے لڑنے لگین لیکن سفاکہ ساحرۂ زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست انکے سحر کو کب مانتی ہو کٹے ہوئے ہاتھ کا خون لیکر چھینٹا مارا کنیزین جلنے لگین کئی کنیزین جل کر گرین انکے بیچ مین سفاکہ کھڑی ہو کر سحر کرنے لگی تھوڑے ہی عرصے مین کنیزون کو قتل کیا سب کو مار کر دروازہ کھولا اب وہ وقت ہو کہ ملکہ ہما اور رنگ نشین قفس سے سر ٹکرا رہی ہین یہ اشعار حسب حال زبان پر جاری ہین۔ نظم

دیکھنا شعلے ہمارے نالۂ شبگیر کے — پر بنے ہین صورت تیر شہاب اس تیر کے
چشم کم سے خاکساری کے نہ مضمون دیکھیے — یہ نہین اشعار سرمے نسخے ہین اکسیر کے
کرتے ہو اہل زمین پر ظلم مثل آسمان — نوجوانو ہو گئے کیا تم مرید اس پیر کے
سر بسجدہ کیون نہ ہون انسان صورت دیکھکر — ہین ملائک پوجنے والے تری تصویر کے
دیکھنا قاتل نہ چھوٹیگا کبھی میرا لہو — حلقۂ زنجیر ہین جوہر مری شمشیر کے
رٹ لگی رہتی ہو تیرے نام کی وحشت مین بھی — دانۂ تسبیح ہین دانے نہین زنجیر کے
اسقدر روئے ہین معشوق آسی کے عشق مین — حلقۂ گیسو ہین حلقے دام ماہی گیر کے
کہیو ناسخ کی طرف سے اس پری کو قاصدا — کیا کرین تحریر ہم مشتاق ہین تقریر کے

سفاکہ نے جو یہ اشعار سنے اور دیکھا کہ ملکہ قفس مین سر ٹکرا رہی ہین نام رستم زبان پر بیقرار و مضطر سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ عشق سر پر چڑھا ہی دیکھ مین عشق تیرا اتارے دیتی ہون میرا ہاتھ جنگ مین کٹا عوض مین ہاتھ کے تیرا سر بدن سے جدا کرونگی ملکہ نے بنگاہ حسرت طرف سفاکہ کے دیکھا سفاکہ نے قفس اُتارا باہر لیکر آئی قفس کو زمین پر رکھدیا تیغ کمر سے کھینچنے لگی ملکہ ہما اور رنگ نشین نے اپنے کو

مجبور و معذور پاکر طرف آسمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے معبود حقیقی اس ظالم کے
ہاتھ سے بچا لے پھر طلسم کشا کو زندہ پاؤن جمال جہان آرا کو دیکھون — نظم

تا بود دور زمان آباد باشد دار عشق — محکم از سد سکندر کرد حق دیوار عشق
صورت مطلوب از خود می‌نماید چار سو — صاف چون آئینہ دل گردد از انوار عشق
پیش جانان کی کند از دادن جان ہم دریغ — از زبان و تیغ او عاشق میکند اقرار عشق
واقف حق گشت از فیض حقیقت مستفیض — محرم راز خدا شد محرم اسرار عشق
درد مند درد دل را کی شود صحت نصیب — کی رود از جسم و جان عاشقان آزار عشق
ہر کسے گردن بہ شمشیر محبت خم کند — سر نہد ہر کس بہ شمشیر جوہر دار عشق
میکند سر رشتۂ الفت ز ہر رشتہ جدا — ہر کہ بر گردن بہ بندد ہشیار زنار عشق

ملکہ دعائیں مانگ رہی ہین سفاک نے نیمچہ کمر سے نکالا کھڑکی قفس کی کھول رہی ہے چاہتی ہے کہ
ملکہ کو نکال کر زیر تیغ بٹھاؤن اپنے ہاتھ سے قتل کرون کہ ایک ساحر دوڑا ہوا آیا پکار کے
آواز دی کہ اے ملکۂ عالم مبارک ہو کہ تیمور نے جا کر طلسم کشا کو گرفتار کیا ہے تیمور نے آپکو
آداب و تسلیمات عرض کیا ہے مراد آپکی یہ ہے کہ آپ نے بڑا رنج ہاتھ سے طلسم کشا کے اٹھایا
یہان تک کہ ہاتھ کٹوایا ہے لیکر ملکہ بہار کے اور تاک نشین کو بھی آپکے عاشق و معشوق
ایک ہی مقام پر قتل ہون وہان تیاری میدان خونی کی ہو گئی ہے فقط آپ کے چلنے کی دیر ہے
حقیقت مین تیمور نے بڑا کام کیا چلتے تلوار قبضے سے طلسم کشا کے لی پھر کلاہ چھینی زرہ
ہفت جوش کس تکلف سے اتروائی آخر کار گرفتار کر لیا سفاک نے یہ سنتے ہی کہا کہ ارے
کچھ نامہ و پیام بھی لایا ساحر نے کہا کہ زبانی پیغام دیا ہے مجکو حکم ہوا کہ جا کر ملکہ سفاک کو لا کہ
انکے سامنے یہ دشمن طلسم قتل ہو جسکے خوف سے خداوند پریشان رہتے ہین آج کل کوہ
عجائب پر ہین روز میلہ رہتا ہے تیمور کے پاس فرمان بھی بھیجا تھا جسکا یہ مضمون تھا کہ
طلسم کشا کو جلدی گرفتار کرو خواہ کوئی مکر کرو خواہ بجرأت پکڑ لو تیمور نے آج بڑی جرأت کا کام
کیا اس طریقے سے گرفتار کیا کہ دیکھنے والے آفرین آفرین کر رہے تھے ہر ایک کا قول تھا
کہ آج تیمور نے وہ کام کیا کہ اگر خداوند ہفت پیکر اپنے مقام سے قصد کرتے تو شاید

ایسا سحر ہوتا سفاک نے دیکھ کر آواز دی کہ او ساحر میرا دل تجکو دیکھ کر دھڑکتا ہے عیار ون کی ایسی باتیں کرتا ہے میں کتاب دیکھ لون تو تیرے ساتھ چلون یہ کہکے کتاب کو کھولا سماک ہان ہان کرتا ہے کہ ملکہ عالم کتاب کے دیکھنے کی کیا ضرورت ہے جی چاہے چلیے نہ جی چاہتا ہو نہ جائیے سفاک نے کتاب کو کھولا سماک اٹھ کر بھاگا سفاک نے کتاب کو دیکھکر آواز دی کہ او نا عیار کہان جاتا ہے سماک نے پلٹ کر جواب دیا کہ میں جا کر اطلاع کرتا ہون کہ ملکہ نہیں آتی ہین قریب پچاس قدم کے سماک گیا تھا کہ سفاک نے داہنا ہاتھ پا خداوند ہفت پیکر کہکر زمین پہ مارا سماک لڑکھڑا کے گرا سفاک نے اشارہ کیا کہ سماک کے چہرے کا رنگ اوغن اوڑگیا سماک نے اپنے کو دیکھا کہ مین بصورت اصلی ہوگیا سفاک نے سحر کشش کیا کہ سماک دوڑا ہوا قریب سفاک کے آیا سفاک نے داہنے ہاتھ سے ایک طمانچہ سماک کو مارا سماک کا عارض نیلا ہوگیا سماک رونے لگا کہا کہ او حرامزادی طمانچے کے عوض اگر تجھے خنجر نہ مارا تو اپنا نام سماک نہ پایا تو نے غضب کیا کہ طمانچہ مارا سفاک نے قفس توڑ ڈالا ملکہ سحاب اور رنگ لشین کو قفس سے نکالا پکار کر آواز دی کہ ارے جلاد سرکوب کہان ہے جنگل سے آواز آئی کہ حاضر ہون دیکھا دو زنگی خنجر برہنہ کھینچے ہوے سامنے سفاک کے آئے کہا کہ اے ملکہ سفاک کیا حکم ہوتا ہے سفاک نے کہا کہ دونون کے سر کاٹ لے سماک بیدرقی نے پاک پروردگار سے رجوع کی کہ او معبود حقیقی وا ی رب تحقیقی اس آفت آسمانی سے بچالے نظم

رنگ تو کردی عطا اندر چمن گلزار را		سبزہ را تو سبز کردی تیز نوک خار را
ساختی بیمار الفت نرگس بیمار را		نالہ و فریاد کردی نطق موسیقار را
	جلوہ گر در گلشن عالم گل تر ساختی	
	زد دماغ بلبل نالان معطر ساختی	
انقلاب دور دوران است در دستت تمام		ہیچکس را نیست در فرمان تو جائے کلام
شام را کردی تو صبح و صبح را کردی تو شام		آب و آتش را نمودی قائم اندر یک مقام
	برق را آتش فشان در ابر را ساختی	

دو مخالف را بیک موقع برابر ساختی

ہست اندر اختیارت ہر درون ہر برون — صانع عالم توئی ای خالق چون و چگون
روز و شب گردد بفرمان تو این گردون دون — بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون

صورت این خانہ بے دیوار و بے در ساختی
بام این کاشانہ از ہر بام برتر ساختی

وہ چہ خوش نسخہ رقم در حمد یزدان کردہ — تحفہ مرقوم بہر حمد خوانان کردہ
پیش کش پیش جناب اہل عرفان کردہ — در زبان پارسی تحریر دیوان کردہ

منسلک حیدری بنظم این سلک گوہر ساختی
شمع نام خود بہر مجلس منور ساختی

ملکہ کی بھی آنکھوں سے آنسو جاری عالم بیقراری کلیجہ دھڑک رہا ہے قلب پھڑک رہا ہے اپنے جی مین کہتی ہو کہ ای ہیہات اور رنگ فتنین سپہر فلک نے کیا سامان دکھایا افسوس ہم مرتے دم جمال جہان آرائے طلسم کشا نہ دیکھا بالیقین ہو کہ طلسم کشا کو بھی ہمارا ملال ہو فرمائین کہ ہماری خبر خواہ یون قتل ہوگئی فلک دیکھیے کیا سامان دکھائے آنکھون سے آنسو جاری ہین کبھی فرماتی ہین کہ ای مالک ملک الموت کو حکم دے کہ میری قبض روح کرے مجھے کشاکش نہین اٹھتی سفاکہ چاہتی ہو کہ جلادون کو حکم دون وہ دونون جلاد ہاتھ مارین کہ سر دونون کے اڑ جائین کہ زمین شق ہوئی جہلال سرکش ہانپتا ہوا کانپتا ہوا زمین سے نکلا نکلتے ہی آواز دی کہ او ملعونہ خبردار جلادون کو حکم نہ دینا نکلتے ہی جہلال نے ہاتھ جھکائے کہ دونون جلادون کے سر اڑ گئے جلادون کا مرگرنا تھا کہ جہلال سرکش نے سفاکہ پر گولہ مارا سفاکہ نے ہاتھ ہلائے برق چمکی اس گولے کو الٹا پلٹا یاد وہ چار سحر آپس مین چلے تھے کہ زمین شق ہوئی اور تصویر دلکش گھبرائی ہوئی زمین سے نکلی نکلتے ہی سفاکہ مردار خوار پر برس پڑی دو طرف سے دونون کے سحر چلے دونون نے ایسے سحر کیے کہ سفاکہ رکتی ہو مگر کچھ زور نہین چلتا تصویر دلکش نے جو ہاتھ ہلائے برق گری سر سفاکہ کا زخمی ہوا بس زخمی ہوتے ہی سفاکہ نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کہ دست سحر نکالی چاہا کہ کارد مارون جہلال نے فوراً تصویر کو

آواز دی کہ ملکہ سامنے سے ہٹ جاؤ بلا کی کارد اس حرامزادی نے نکالی ہے یہ کارد جسکے
سینے میں پڑیگی توڑ کر پشت کو پار گذر جائیگی یہ سحر رکنے والا نہیں ہے بس یہ کہکے ایک پتلی چرمی
جھولی سے نکالی سامنے کردی کارد ہاتھ سے سفاکہ کے چل چکی تھی سینے پر اس پتلی کے
پڑی جہلال نے ہاتھ سے اس پتلی کو چھوڑ دیا پتلی کو توڑ کر کارد پار گذری پتلی تڑپ کر اٹھی
پکارتی تھی کہ او سفاکہ کیوں تیری قضا دامنگیر ہے میں کنیز سامری کہلاتی ہوں دیکھ
عجائب وغرائب قدرت ہفت پیکر دکھاتی ہوں یہ کہکر وہ پتلی اپنے مقام سے تڑپتی ہوئی
چلی جہلال کے سامنے آئی آواز دی کہ اے جہلال کیا حکم ہوتا ہے جہلال نے ہاتھ کاٹ کر
خون اپنا پتلی پر پھینکا خون جو پتلی پر پڑا مثل برق کے تڑپنے لگی جہلال نے نیچہ ہاتھ میں دیا
وہ نیچہ لیکر طرف سفاکہ کے چلی سفاکہ ہرچند چاہتی ہے کہ دو گولے پھینکتی ہے ماش کے
دانے جھولی سے نکالے اور بسم سحر پڑھ کر پتلی پر پھینکے مگر پتلی پر جوں جوں سحر ہوتا ہے
اور زیادہ جوش اسکا بڑھتا جاتا ہے تڑپ کر سفاکہ پر جا پڑی نیچہ مارا سفاکہ نے سپر سحر کو
آگے کیا نیچہ پتلی کا سپر سحر پر پڑا سپر نے نیچے کو تھام لیا لاکھ پتلی زور کرتی ہے نیچہ سپر سے
نہیں چھوٹتا سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ او جہلال سرکش ہرچند کہ تو برسوں خداوند ہفت پیکر
کی خدمت میں رہا لیکن سلیقہ سحر کا نہ آیا دیکھ پتلی کو میں نے گرفتار کیا جہلال نے پھر
اپنا ہاتھ کاٹ کر خون چلو میں لیکر پھینکا آواز دی کہ اے کنیز سامری اپنے کو سپر سے چھڑا
پتلی نے پیچھے ہٹ کر اپنے کو چھڑایا نیچہ الگ کیا سفاکہ پر برس پڑی ہرچند کہ سفاکہ روکتی
ہے مگر پتلی بجلی بنگئی ایسے نیچے مارے کہ سفاکہ بھاگی پتلی پیچھے دوڑی ایک سحر اسنے کیا
کیا کہ کئی پتلیاں فولادی پتلی کے روکنے کو آئیں پتلی نے ان پتلیوں کو بھی مارا لاشے انکے
زمین پر گرے پتلی پیچھے سفاکہ کے دوڑی سفاکہ بھاگی جاتی ہے کٹے ہوئے ہاتھ کا خون ٹپکتا
ہے جو قطرہ پتلی پر پڑا چنگاری آگ کی بنگیا پتلی اس چنگاری کو منہ میں رکھ لیتی ہے کہتی ہے
کہ او ملعونہ اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگی میں اب کیا تجھے زندہ چھوڑونگی میرے آقا نے
نامدار مولائے قدرشناس نے حکم دیا ہے کہ سفاکہ کا سر لاؤ میں تیرا سر لینے آئی ہوں
تیرے مددگار بھی تجھکو بچانے آئے وہ بھی مارے گئے دیکھ وہ لاشے پڑے ہیں

(بھی)

تڑپ رہے ہیں اور جو تیر زمین و مددگار ہوئے سے تھا سفاک کو یاد آگیا اور پکار کر آواز دی
کہ ای فولاد مردار خوار اس تیلی کو آگے روک یہ سنکر پیچھا انہیں چھوڑ کر صحرا سے ایک فیل
فولادی غل مچاتا ہوا سامنے آیا پکار کر آواز دی کہ او کنیز سامری کہاں جاتی ہے آگے نہ بڑھ
یہ کہکے سامنے آیا تیشہ مارا تیلی نے سر آگے کر دیا سر پہ تیشہ پڑا شرارہ خون کا نکلا وہ خون تیلے
پر گرا تیلہ مثل ہیزم خشک جلنے لگا تیلی نے ججوم کر آواز دی کہ او سفاک دیکھا تو نے جو تیرا
بڑا مددگار تھا اسکا آخر یہ حال ہوا تجکو بڑا ملال ہوا یہ کہکے قریب پہونچی سفاک نے چاہا کہ
اپنے کو بھاگ کر بچاؤں لیکن اس تیلی نے اسطرح گھیرا کہ سفاک کسی طرف بھاگ نہ سکی
تیلی نے جھپٹ کر اس طرح تیشہ مارا کہ سفاک کو کچھ نہ بن پڑا تیشہ سر پہ لیا تیشہ جو سر پہ پڑا
سفاک کے دو ٹکڑے ہوئے مرنے سے سفاک کے بڑی آفت برپا ہوئی آندھی سیاہ
چلی پتھر بھی برسے بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام حسن سفاک مردار خوار
بود جھلال فوراً جھپٹا تیلی کو اٹھا کر گلے سے لگا لیا کہا کہ ای کنیز سامری کیا کہنا ہے
لطف سے سفاک کو مار ڈالا بھاگنے نہ دیا تیلی ہنسی کہا کہ ای افسر یہ ملعون کیا ہے جس روز سفاک
پر ہفت پیکر کے چلو گے اور ساتھ طلسم کشا کے ہو گے اور طلسم کشا کے پاس
فتح ہوگی اس روز میری چستی و چالاکی دیکھنا کس طور سے ہفت پیکر کو ویران
کرتی ہوں مجھے سامری و جمشید نے بنایا ہے تمہاری خدمت میں حاضر رہتی ہوں
جس وقت جو کام تو سر سے کروں جو حکم دو بجا لاؤں جھلال سرکش نے تیلی کو جھولی میں
ڈال لیا پلٹ کے آیا آ کے ملکہ کو قید سے رہا کیا ملکہ نے بیقرار ہو کر کہا کہ کچھ حال طلسم کشا
کا بھی معلوم ہے جھلال نے کہا کہ یہ خبر میں نے پائی ہے کہ تیمور نے رستم کو گھیرا ہے مگر خدا
نے مدد انکے واسطے بھیجی کہ دختر تیمور یعنی ملکہ فغفور بارہ ہزار جادوگرنیوں سے
مدد طلسم کشا پہونچی وہ شریک جنگ ہے اب ہم لوگ چلتے ہیں فوراً جھلال سرکش نے
تخت سحر تیار کیا جھلال وہاں سے اور رنگ نشین و ملکہ تصویرہ دلکش و سکان یہ ہمہ
تخت پہ جھلال سرکش کے سوار ہوئے جھلال تخت اڑاتا ہوا چلا یہاں تیمور کی مدد کو
بلور چہار چشم ڈیڑھ لاکھ جادوگروں سے آیا ہے اُسنے آکر آواز دی کہ ارے گھیر کے

طلسم کشا کو مار لو تیمور نے پکار کے آواز دی کہ اے بلور فغفور کو گرفتار کر لو اس گیسو بریدہ نے
ایسے وقت پر طلسم کشا کی شرکت کی ورنہ اب تک مین نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہوتا جب یہ
آئی تو مین سمجھا میری مدد کو آئی ہی اسنے آتے ہی حربے سحر کے کرنا شروع کیے چالیس ہزار
فوج کو اسنے قتل کیا اب بھی جھک جھک کر لڑ رہی ہی یہ سنتے ہی بلور چہار چشم طرف فغفور کے
چلا سامنے آکے للکارا کہ او شوخ دیدہ طلسم کشا کے حسن ظاہری پر مائل ہوئی باپ کی تباہی
کا کچھ خیال نہ کیا کھڑی رہ فغفور نے ایک گولہ بلور کو مارا بلور نے گولہ کاٹا کئی سحر فغفور نے
کیے بلور دفع کرتا رہا آخر مین بلور نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا اور کہا کہ او شوخ دیدہ
اب اس لائق ہوئی کہ ہمپر سحر کرتی ہی زمین پر نہین گرتی فغفور چیخ کھا کر زمین پر گری اور
ایڑیان رگڑنے لگی معلوم ہوتا تھا کہ دم نکلتا ہی آنکھین حسرت آلود کھلی ہوئی ہین طلسم کشا
سے جو نگاہ ملگئی اشارون مین کہہ رہی ہی کہ اے شہریار کنیز اب رخصت ہوتی ہی سحر نے
بلور چہار چشم کے یہ تاثیر کی کہ مین زمین پر گری اٹھ نہین سکتی کنیز تک تشریف لایئے
طلسم کشا چاہتے ہین کہ لڑتا ہوا بڑھون پاس فغفور کے پہونچون فغفور کو اٹھا لون
لیکن اہل فوج بلور پرے باندھے ہوئے کھڑے ہین جہان ایک کو قتل کیا دس وہان
آکے کھڑے ہوگئے طلسم کشا کو قدم نہین بڑھانے دیتے چاہتے ہین کہ طلسم کشا کو
گھیر کر پکڑ لین مگر یہ اپنے زمانے کے رستم صاحب شوکت و حشم شیرانہ لڑ رہے ہین
جو قریب آیا اسکو ہاتھ تلوار کا مار دیا تیغہ ہفت جوہر دست زبردست رستم کا تیغہ خالی
نہین جاتا جب چمکا دس بیس نابینا ہوے سحر بھول جاتے ہین آخر گھبراتے ہین بلور
قریب فغفور کے تلوار کھینچے ہوے پہونچا چاہتا ہی کہ سر کاٹ لون فغفور نے اس وقت
بہ نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھا اور کہا کہ اے پیدا کرنے والے اس ظالم کے ہاتھ سے
بچا لے افسوس ہی کہ صحبت طلسم کشا نصیب نہ ہوئی فغفور چاہتا ہی کہ ہاتھ مارے آسمان
سے آواز آئی کہ او ملعون خبردار زیادہ گستاخی نہ کرنا اگر فغفور قتل ہوئی تو تیری قوم مین
سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا منم جلال سرکش ایک طرف نعرہ ہوا کہ منم ملکہ ہاسے
اور رنگ نشین ایک طرف سے آواز آئی کہ منم تصویر دلکش تینون نے مل کر سحر کیا

جہلال سرکش کا گولہ بیچ میں آکر پھٹا کہ جس سے یہ تاثیر ہوئی کہ بلور الگ ہوا تیغہ ہاتھ سے چھوٹا ملکہ ہما سے اور رنگ نشین کے سحر نے یہ تاثیر کی کہ پھول برسنے لگے ملکہ ہما نے تصویر کو اشارہ کیا کہ وہ سحر کرو کہ بلور دیوانہ ہو جائے دونوں نے مل کر جو سحر کیا پھول برسنے لگے بلور کے چار جانب پھولوں کا انبار تھا پھول جو اٹھا کے سونگھے آنکھیں سرخ ہوئیں رنگ رو متغیر متردد متحیر یکایک بیقرار ہو کر پکار اٹھا۔ نظم

ہے ہجوم درد و غم تشویش پر دل میں نہیں
آتش افروزی کی او گردوں ہوا دل میں نہیں
چشم و ابرو گوش و بینی ہیں نہ غنچہ ساں دہن
میں بیاں کرتا رہونگا تیرے اوصاف جمال
کیوں نہ بھٹکیں وادی الفت میں ہم غربت زدے
مارتا ہے جسکو کر دیتا ہے کام اسکا تمام
سیجاب آتی ہے مجنوں لیلی ناقہ نشین
موج سے دست و گریباں ہے تہ دریا میں کوئی ڈھونڈھ
بعد مردن لاش اس کوچے میں گر جائے کہیں
اسکو گردن میں پہن کر کب گلے میرے ملا
شکوہ بعد مسافت اتنا سالک کیا ضرور
ساربان ملتا نہیں دے کون مجنوں کو جواب
شکر اللہ جذب الفت نے کیا انکو مسقر
کیسے آگے رختار تنہا نغمہ پیرائی کریں

منتشر میرے حواس خمسہ مشکل میں نہیں
کچھ سوائے خاکساری آب اور گل میں نہیں
مطلقاً تیری شباہت ماہ کامل میں نہیں
جب تلک قاصر زبان شرح فضائل میں نہیں
میل اور سنگ نشاں کا نام منزل میں نہیں
نیمجاں رکھنے کی عادت میرے قاتل میں نہیں
دیکھ لے جی بھر کے پردہ آج محمل میں نہیں
گوہر مقصود تو دامان ساحل میں نہیں
آسماں اتنی زمیں کیا کوئے قاتل میں نہیں
سورۂ اخلاص قاتل کی حمائل میں نہیں
نابلد ہے راہ سے تو پھیر منزل میں نہیں
لیلی گونگی ہو گئی یا کوئی محمل میں نہیں
وہ جو کہتے تھے اثر اب عشق کامل میں نہیں
ایک بلبل ہمنوا میرا عنادل میں نہیں

یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف تصویر کے چلا اب تصویر و ہما و جہلال زمین پر اتر آئے ملکہ ہما نے بڑھ کر فغفور کو اٹھایا فغفور اٹھی چہرہ سرخ ہو رہا ہے ہاتھ پاؤں میں رعشہ پسینے پسینے مگر ہما سے اور رنگ نشین نے ہاتھ پیٹھ پر پھیرا جھولی سے ایک آبخورہ پانی کا نکالا اس سے فغفور کا منھ دھلایا فغفور چالاک و چست ہوئی کہا کہ اے ملکہ عالم آپ نے

عین وقت پر مدد کی کنیز کو ہاتھ سے اس ظالم کے بچا یا جائے اور اورنگ نشین نے کہا
کہ دیکھو اس بیچارہ کا کیا حال ہے دیوانہ وار اشعار پڑھ رہا ہے اب مین اسکو حکم دیتی ہون
غرضکہ بلور گریبان پھاڑے ہوے سامنے تصویر دلکش کے پہونچا اور پکار کر آواز
دی کہ اے شہنشاہ خوبی و اے سرو خرامان باغ محبوبی ذرا عاشق صادق سے نگاہ چار
کرو میرا عجب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے نگاہ ملجائے تو قلب تسکین پائے تصویر
نے سر اٹھا کے کہا کہ اے بلور زیادہ نہ گھبراؤ ذرا اپنے ہوش مین آؤ ملکہ بہار نے حکم دیا ہے
کہ تیمور کا سر لاؤ بلور نے کہا کہ مین ابھی سر لاتا ہون دیکھو تلوار کھینچ کر جاتا ہون کیا
مجال کہ جو وہ مجھسے سرکشی کرے یقین ہے کہ سر جھکا کے بیٹھے سر اسکا لا کر سامنے ملکہ کے
پیش کش کرون میرے دل کو آرام نہین سوائے تیمور کے سر کاٹنے کے اور کوئی کام
نہین آخر کہان جائیگا شمشیر برہنہ ہوکر زور سے کہتا تھا اگر سرکشی کریگا بہت پچھتائیگا یہ
کہتا ہوا تیمور کو للکارتا ہوا چلا کہ او تیمور ملکہ عالم کا حکم ہے سر جھکا کر بیٹھ مین تیرا سر
قلم کرون تیمور نے جو بلور کو اس حال مین دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے افسران فوج
اپنے افسر کو روکو یہ اپنے ہوش مین نہین ہے مجھسے زبان لڑاتا ہے دیکھو کس آزادی سے آتا ہے
افسران فوج بڑھ کر بلور کو روکنے لگے جسنے روکا بلور نے اسکے ہاتھ تلوار کا مارا پکارتا ہے
کہ یارو مجھکو نہ روکو معشوق کا حکم بجا لاؤن لیکن اس صحرا کے قریب ایک جنگل ہے اسکو
صحرائے زور آوران کہتے ہین شہ زور کرگدن سوار اس صحرا کا حاکم ہے
بیس ہزار پہلوان زبردست خدمت مین حاضر رہتے ہین یکایک اسکو ہرکارون نے خبر
دی کہ اے شہ زور کرگدن سوار صحرائے حسرت انگیز مین طلسم کشا آیا ہے تیمور اور
بلور نے گھیرا ہے مگر طلسم کشا ایسا جری و بہادر ہے کہ ساحرون کو قتل کر رہا ہے کسی کے
روکے نہین رکتا خداوند ہفت پیکر کا حکم سب کے نام پہونچ چکا کہ جو طلسم کشا کو قتل
کریگا اسکو طرۂ پیغمبری ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا یہ سنکر شہ زور نے حکم دیا کہ کرگدن ہمارا
تیار کرو سلاح جنگی جسم پر لگا کے کرگدن پر سوار ہوا بیس ہزار جوانون کو ساتھ لیکر چلا
ایک ایک انمین قوی تن و قوی من ہر ایک کو یہ خیال ہے کہ مین جاکر طلسم کشا سے لڑون

نگاہ شہ زور کو سب کا اُستاد ہی جھومتا ہوا کرگدن پر سوار ساتھ والوں سے کہتا ہوا آتا ہی
جلد چلو کہ طلسم کشا کو مشکیں باندھ کر لاؤں اپنا زور دکھاؤں پسران حمزہ کو اپنے زور کا
بڑا دعوی ہی یہ شخص جو لڑ رہا ہی یہ سر فتنۂ ملک فرنگستان مشہور ہی بڑے بڑے کار نمایاں
کیے پہلوانان ملک فرنگستان زیر ہوئے کوئی اس سے مقابلہ میں سر بر نہیں ہوا لیکن
کوئی پہلوان صاحب شوکت ولیاقت نہیں پہونچا ورنہ رستمی نکال دیتا اسطرح رستم نہ مشہور ہوتے
میں جا کے آج سمجھا دونگا یہ کہہ کے بکبر و نخوت کرگدن پر سوار ہوا اکیس ہزار پہلوان پشت پر
نیزہ ہلاتا ہوا چلا غرور میں تیور پر بل پڑے ہوئے یہاں اب وہ وقت ہی کہ تیمور بڑے
زور و شور سے مصروف جنگ ہی لیکن نہایت تنگ ہی کہ رستم پر سحر تاثیر نہیں کرتا رستم
شیرانہ لڑ رہے ہیں فغفور و جلال دلقصو پر جھک جھک کر سحر کر رہے ہیں بڑے بڑے
ساحروں کو مار لیا کئی بھائی تیمور کے مارے گئے افسران فوج کو چن چن کے رستم قتل کر رہے ہیں یکا
یک صحرا سے گرد اُڑی اور آواز آئی کہ باش ای فرزند صاحبقران تمھاری رستمی کا میں بہت
مشتاق ہوں ساکنان طلسم ہفت پیکر میں سے ہوں شہ زور نام آور میرا نام ہے یہ
جو بیس ہزار پہلوان میرے ساتھ ہیں یہ سب صاحبان اکھاڑہ ہیں ہر ایک کے سو سو
پچاس پچاس شاگرد تھے انکے اکھاڑوں پر پہونچا اوران سب کو ٹوکا زیر کرکے اپنا شاگرد
کیا آج تمنے بڑی گستاخی کی کہ اس صحرا میں آکے تلوار رسائی پر ساحروں میں جنگ شمشیرزنی
سے نہیں ماہر ہیں ای تیمور صف باندھکر ٹھہر جاؤ میں ابھی زیر کیے تمھارے ساتھ
کیے دیتا ہوں قدرت سے عرض کرنا کہ آپ کا پہلوان قدرت شہ زور نام آور اُسنے رستم کو
زیر کرکے بھیجا ہی آواز شہ زور کی سنکر رستم تلوار پکڑ کے کھڑے ہوئے تیمور اپنی فوج کو ساتھ لیکر
الگ صف باندھ کر کھڑا ہوا شہ زور نے کرگدن اپنا بڑے ناز سے بڑھایا کھڑا ہو کر نیزہ
ہلانے لگا پکار کے آواز دی کہ ای رستم زمان والی فرزند صاحبقران اب میرے مقابلے
میں آیئے تیغۂ ہفت جوہر کی چمک ہم بھی دیکھیں رستم نے مرکب چمکایا باگ پھیر کر
سامنے شہ زور کے آئے تگاور رزن ہوے پانچ قدم کرگدن شہ زور کا پیچھے ہٹا تین
قدم مرکب رستم کا پسپا ہوا شہ زور بہت جھلایا کہا ای رستم اس تگاور پر ناز نہ کرنا

کر گدن پیچھے ہٹا مین قدم بڑھائے کھڑا ہون رستم نے ہنس کر جواب دیا کہ ای پہلوان ذرا
تنکو اسکا خیال ہو مجکو تو خیال بھی نہین اب نیزہ اُٹھائیے دار کیجیے بہت غرور زیبندہ
نہین غرور ذات پروردگار کو لائق و سزاوار ہی انسان ضعیف البنیان کس بھروسے پر
گھمنڈ کرے ایک قطرۂ نجس سے خلقتِ انسان ظاہر ہی بروقت مقابلہ حال معلوم ہوگا
شہ زور نے کہا کہ ای رستم ہم تمھارے خاندان کے حال سے بخوبی ماہر ہین بڑے بڑے
ملکون پر آپ نے لشکرکشی کی مگر یہ سرحد طلسم ہفت پیکر ہی بڑے بڑے پہلوان آئے
اور سر ٹکرا کے چلے گئے یہ نہ سمجھنا کہ مین فنون سپہ گری مین کم ہون تم حملہ کرو بعد اُسکے
مین حربہ لگاؤنگا کہ تمھارا حوصلہ باقی رہے رستم نے کہا کہ ای پہلوان ہمارا یہ دستور نہین
اگر تمھارے وار سے ہمکو پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے یہ سنکر شہ زور نے سنا
خبردار خبردار کہ کے نیزہ مارا اس مغرور کو خیال یہ تھا کہ سنان نیزہ پر علمشاہ کو اُٹھا لونگا
علمشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی آپس مین ہونے لگی اسکا لشکر
و لشکر تیموریہ نگران ہی پشت رستم پر جلال سرکش و ملکہ فغفور و تصویر دلکش وہمائے
اورنگ نشین و سماک بن عمرو عیار ریجبار کس آمادۂ حرب و پیکار کھڑے ہین جنگ
رستم و شہ زور دیکھ رہے ہین کہ دونون جوانون مین نیزہ چل رہا ہی پہر بھر کامل نیزہ چلا
تین سو ساٹھ طعنین رد و بدل ہوئین اب آپس مین چوریان اور گھاتین ہورہی ہین رستم
نے مرکب چمکا کر آواز دی کہ ای شہ زور ہوشیار رہو مشت تمھاری سُست ہو مرکب
ہمارا چست و چالاک ہی دیکھو نیزہ نکلا چاہتا ہی یہ کہ کے نیزہ شہ زور کا کانٹھا اور مرکب
کو اُڑا کے چھیڑہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے شہ زور کے نکل گیا مثل تیر شہاب آسمان پر چمکا
اور مثل خط شعاع زمین پر گرا دونون لشکرون مین غریو ہوا شہ زور بہت جھلایا قبضۂ
شمشیر پر ہاتھ ڈالا تیغ لنگر دار جوہر دار نیام انتقام سے کھینچا صاف ثابت ہوتا
تھا کہ اژدہا غار سے نکلا خبردار خبردار کہ کے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے سپر کو چہرے کی
پناہ کیا جب تلوار قریب سپر پہونچی رستم نے سپر کو گردش دی باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
شہ زور نے رستم کا گریبان پکڑا آخر دونون جوان لپٹے ہوئے مرکب و کرگدن سے

کو دے شہ زور بہت قہقہہ مار کر ہنسا کہا کہ ای رستم تلوار کی لڑائی میں تم غالب آئے مگر اب زور میں میرے آپ کے مقابلہ ہو قدرت نے مجکو شہ زور لقب دیا سرحد طلسم ہفت پیکر میں کوئی زور میں میرا نظیر نہیں اب کیونکر بچو گے تلوار کہیں قبضے سے مردون کے نکلتی ہو یہ کہکے رستم سے لپٹ پڑا اسامنے کے داؤن پیچ ہونے لگے دستیان ساعد زبردستی کے چلنے لگین جہان رستم پکڑ لاتے ہین شہ زور تڑپ کر نکل جاتا ہے اور جہان شہ زور رستم کو پکڑ لاتا ہو رستم تڑپ کے اسقدر جلد نکلتے ہین کہ گھٹنے زمین سے آشنا نہین ہوتے شہ زور عاجز ہو رہا ہو چاہتا ہو پکڑ کے زمین پر لاؤن اور چت کرون مگر رستم پر پنجہ نہین قابض ہوتا دنگ ہو رہا ہو اپنی زندگی سے تنگ ہو رہا ہو جی مین کہتا ہو کہ فرزند حمزہ بلاے روزگار ہو کسی فن مین کمی نہین کرتا رستم بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین سارا دن اسی جنگ مین تمام ہوا دیکھا سب نے کہ آفتاب تابان بارو رز دلرزان و ترسان طرف قلعۂ مغرب کے گیا شہ زور روک کر رستم کو کھڑا ہوا کہا کہ ای رستم شاباش ہو خوب مجھسے لڑے اس دوپہر مین کسی مقام پر کمی نہین کی مگر خداوند ہفت پیکر نے دن واسطے لڑائی کے اور رات واسطے عیش و آرام کے مقرر کی ہو کل میرے تمہارے اب پھر مقابلہ ہوگا رستم نے کہا کہ ای شہ زور ہمارا یہ دستور نہین کہ جنگ سے بدون زیر و زبر کیے پلٹین یا تمکو زیر کرینگے یا زیر ہو جائینگے پلٹنا کیسا شہ زور نے کہا کہ مین بھی بدون اختتام جنگ واپس ہونا نہین چاہتا لیکن آج معاف فرمایے کل سویرے ہی آکر آپ سے مقابل ہونگا برابر سے لڑونگا کمی نہ کرونگا رات کو جو ہم اور آپ لڑینگے تو کون دیکھیگا بیس ہزار پہلوان دیکھنے والے کھڑے ہین رستم نے کہا کہ روشنی کو حکم دو بادشاہو کو رات کا دن کرنے کیا دیر لگتی ہو یہ سنکر شہ زور نے پلٹ کر آواز دی کہ ہان یار و روشنی کرو لڑائی الجھ گئی جھلال سرکش نے پڑھ کر سحر کیا کہ پتلے فولادی مشعلین لیکر موجود ہوے ایک طرف سے ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے سحر کیا کہ سنہری پتلیان قندیلین لیکر موجود ہوئین اور جنگل مین پھرنے لگین تصویر و فغفور نے بھی ایسا ہی سحر کیا ملازمان شہ زور نے پنج شاخے گڑوا دیے درختون مین فتیلے باندھ کر روشن کیے تمام نخلہا سے صحرا

جھاڑ معلوم ہوتے تھے تیغے مثل برق کے چمک رہے ہین شاخون مین فتیلے بندھے از بیخ
تا سر نخل اسی طور کا انتظام تھا جب روشنی ہوچکی تو رستم نے کہا کہ اے شہ زور اب وقت
جنگ ہو اب کیا دیر نگ ہے شہ زور بھی بہ مجبوری آمادہ جنگ ہوا اور دل مین کہ رہا ہے کہ
بڑے ظالم سے مقابلہ پڑا ہے دیکھون اس سے کیونکر جان بچے کل فنون سپہ گری مین طاق
شہرۂ آفاق کسی مقام پر کمی نہین کرتا کل فنون مین بے مثل و بے نظیر ہے حسن مین [illegible]
اگر قدرت مدد کرین تو البتہ غالب آؤن آخر کار شب کو معروف کار زار ہوا ایک طور پر کشتی
ہونے لگی چار پہر رات ایک طور پر کشتی رہی بوقت سحر رستم زیادتی کرنے لگے جب پکڑ لاتے
ہین دو دو گھڑی رگڑتے ہین بمشکل شہ زور نکلتا ہے پہرون ہانپتا ہے چہرے کی کیفیت ہے
کہ ماتھاؤن سے رنگین زرہ پارہ پارہ نہایت مجبور ہو ناچار لڑ رہا ہے دو پہر ڈھلتے ڈھلتے رستم
شہ زور کو ریل کرلے دوڑے پندرہ قدم ریل کر لائے وہان پیر لا کے کہ دونون گھٹنے
شہ زور کے آشنا بہ زمین ہوئے چاہا کہ تڑپ کر لنگر قائم کرون رستم نے دونون ہاتھ ستون
کیے کمر مین ہاتھ ڈال کے نعرہ شیرانہ کیا لنگر شہ زور کا اکھڑا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسر
زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا پہلوانون نے جو دیکھا کہ ہمارے افسر کو
اٹھا لیا لینا کہ کر دوڑ پڑے رستم نے شہ زور کو چرخ دے کر زمین پر مارا اسکے
دوڑ کر حساب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھا چاہا کہ لے بھاگون لیکن ملازمان شہ زور
نے آ کے گھیر لیا سگ کو یقین ہوا کہ اب مین قتل ہو جاؤنگا آخر پشتارہ چھوڑ کے بھاگا
پہلوان چاہتے ہین کہ رستم سے لپٹ جائین مگر جو قریب رستم کے آیا رستم نے ہاتھ تلوار کا
مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے صدہا پہلوانان افسر ہاتھ سے رستم کے مارے گئے گرد رستم کے
لاشے پڑے ہین تلوار چل رہی ہے آخر جلال سرکش گولہ پاٹ کے جا پڑا جھپٹ کر گولہ آگ کی
جوانون کے سر پھٹے بلکہ بہائے اور رنگ ثمین ایک طرف سے سحر کرتی ہوئی جا پڑین ایک
طرف سے ملکہ تصویر دلکش اس طرح کے ان نازنینان مہ جبین نے سحر کیے کہ زمین کانپ گئی
آخر شہ زور نے پکار کر آواز دی کہ ای رستم الامان رستم نے قریب پہنچ کر شہ زور سے کہا
کہ کیون ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان اگر کچھ اور زمین اور حوصلہ باقی ہو وہ بھی

نکال لو مین پھر تم سے بڑے زور آزمائی موجود ہون خواہ نیزہ خواہ تلوار خواہ کشتی انمین سے
جو ہوس ہو مین پھر موجود ہون شہ زور نے کہا کہ اے شہریار مین خوب امتحان کر چکا سب
فنون مین آپ سے کم ہون آپکی اطاعت کرتا ہون چاہتا ہون کہ مثل غلامان حلقہ بگوش
حاضر خدمت رہون رستم نے ہاتھ شہ زور کا تھام لیا شہ زور نے پکار کر آواز دی کہ یارو
خنجر دار تلوار نیام سے کھینچ کر جو مین نے بدل رستم کی اطاعت کی رستم نے شہ زور کو گلے سے
لگا لیا سب نے تلوار روکی پانچ ہزار جوان قتل ہوے بقیہ ہزار نے بدل و جان اطاعت
کی تیمور نے جو دیکھا کہ شہ زور اس زور و شور سے آیا اور زیر ہو کر اطاعت کی تیمور نے
اسی وقت فوج کو اشارہ کیا کہ شہ زور و رستم کو گرفتار کر لو فوج والے ترنج و نارنج لیکر
جا پڑے جلال سرکش نے بڑھ کر تیمور کو روکا تیمور بھاگا چاہتا ہے کہ بھاگ کر نکل جاؤن رستم
لڑتے ہوے سامنے تیمور کے پہونچے للکارا کہ او ساحر یا مین تیرے سحر کا مشتاق ہون
تیمور نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغ ہفت جوہر پر تلوار کو روکا الجھاوے
سے ہاتھ نکال کر اول کلاہ ہفت گوشہ کا عکس ڈالا کہ تیمور نے سحر کرنا موقوف کیا رستم نے
ہاتھ مارا تیغ ہفت جوہر چمک کر گرا تیمور کے دو ٹکڑے ہوے تیمور کے مرتے ہی آندھی سیاہ
چلی پتھر برسنے لگے تھوڑے ہی دیر بعد آواز آئی کشتی مرا نام مین تیمور جادو بود رستم نے
فوج کو ساتھ لیا بارگاہ استادہ ہوئی جلال سرکش و تصویر دلکش و ہماے اورنگ نشین
و سماک جن عمرو بارگاہ مین آکر داخل ہوے شہ زور بعہدہ رفاقت ساتھ ہو مقام صدر
پر رستم آکے بیٹھے فرمایا کہ کیون اے ہماے اورنگ نشین اب جو یہ خبرین سب تمہارے
مان باپ کو پہونچینگی یقین ہے کہ سلطان سے لشکر کشی کرینگے یا ہم خود قلعہ گرداب نشان پر جائین
ہما نے کہا کہ آپ خود لشکر کشی کیجیے وہان آپ کا لشکر بھی جوش مین آگیا ہوگا کہ یہ خبرین بھی
اسکو معلوم ہوئی ہونگی دیکھیے وہ کیا کرے جلال نے کہا کہ غلام اٹھائے بارگاہ کا ایک
بڑھتا ہو آپ وقت پیرا ہے گا شب بھر یہی صلاحین رہین بوقت سحر جلال سرکش اٹھا اور
بارگاہ کا ایک طرف صحراے گرداب نشان کے چلا بعد تھوڑے عرصے کے رستم نے بھی کوچ
کیا عقب مین جلال کے رستم چلے سماک جن عمرو ساتھ ہو کر حال نکبت آل گرداب جادو

و مواج سمندر نشین لکھتا ہون کہ مواج سمندر نشین قلعہ گرداب نشان مین بیٹھا ہی
زوجہ سے کہہ رہا ہو کہ صاحب مین نے کتابون مین دیکھا ہو کہ یہ نوجوان جو آیا ہی یہ اصل مین
طلسم کشا ہی ہر چند کہ مین نے ایسے صحراے ہولخیز مین پھنسایا ہو کہ جہان سے نکلنا دشوار
ہو لیکن یہ جوان صاحب شوکت و اقبال ہو غیب سے اُسکی مدد پہونچیگی ہر مقام پر اسکے
مددگار پیدا ہو جاتے ہین رہائی کی صورت نکل آتی ہو ہر مقام پر اہل طلسم نے طلسم کشا کے
ساتھ فتور کیے لیکن یہ طلسم کشا بچا اسی وجہ سے مجکو خوف ہو کہ ایسا نہ ہو کہ ملکہ ہما سے
اور تنگ نشین رہائی پائے اگر جہلال سرکش رہا ہوا تو دم بھر مین رستم کو چھڑا لیگا گرداب
جواب دیتی ہو کہ صاحب قدرت نے پودری فرمان لکھے ہین کہ جسطرح بن پڑے طلسم کشا
کو گرفتار کرو تم ایسی باتین کہتے ہو جس سے کہ ساحرون کا حوصلہ شکست ہو کر ہمت مضبوط
باندھو آئندہ جو منظور خداوند یہ ذکر تھا کہ چند طائران زرد آسمان سے آئے اور غلطک
مار کر انسان بنے ہاتھ اُٹھا کر دعائین دینے لگے بعد اُسکے عرض کی کہ اے مواج سمندر نشین
رستم نے صحراے حسرت انگیز سے رہائی پائی اور اُنکے ساتھ والے بھی رہا ہوے
اب جہلال سرکش اتالہ بارگاہ رستم کا لیے ہوے آپ کے قلعے پر آتا ہے
یہ سنتے ہی مواج گھبرا گیا مگر منقار آتش ریز منگیتر ملکہ ہما کا جو پلٹ کے آیا نہایت
بیقرار ہو رفیقون سے کہتا ہو کہ یارو کیا کہون مین چاہتا ہون دل کو پھیرون دل نہین پھرتا

اب تو یہ کیفیت ہو نظم

تحمل مجکو یاد آتا ہی اُس گل کی سواری کا | چمن مین آج چلتا دیکھ کر باد بہاری کا
ترے نقش کف پا کے لیا کرتا ہون مین بوسے | ہوا ہو عشق مین یہ حال میری خاکساری کا
تعجب کیا جو نامہ ہاتھ سے قاصد کے گر جائے | لکھا ہو مین نے کچھ کچھ حال دل کی بیقراری کا
ارادہ ہی فلک سے لیجیے مہر و ماہ کے ساغر | نہایت اوج پر ہی شوق اُنکی بادہ خواری کا
جہان مین ہی ترا حسن خدا داد اے صنم ایسا | کہ پریان فخر کرتی ہین تری خدمتگزاری کا
حسینان جہان کے غول میخانے مین آئے ہین | بڑا احسان ہی مجھپر ہوا ابر بہاری کا
تری تیغ نگہ کے وار کی کیا قدر غیرون کو | مرے دل سے مزا پوچھے کوئی اس زخم کاری کا

کوئی کہدے یہ اُس سے طالب دیدار ہے تیرا
ذرا صورت دکھا جا وقت ہی اب دم شماری کا

برہنہ دخت رز کو حضرت زاہد اگر دیکھیں
اُتاریں جامہ اپنے ہاتھ سے پرہیزگاری کا

زمیں بولی جو لعبہ دفن میں تربت میں گھبرایا
کہاں ہیں وہ جو دم بھرتے تھے تیری غمگساری کا

کرینگے ترک آخر سنگی پیری جھکائی سطوت
جوانی میں بہت مشکل ہو چھٹنا بادہ خواری کا

مصاحبوں نے کہا کہ آپ نہ گھبرائیں ہم سواح کو پیغام دینگے وہ جبراً ابھی کو ابھی آپکے حوالے کر دینگے منقار کہتا ہو کہ وہ کون سا دن ہو گا کہ ملکہ ہماے اور رنگ نشین کو اپنے پہلو میں دیکھوں میں نہایت پریشان ہوں یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے بعد دعا و ثنا عرض کی کہ جہلال سرکش اُتارا بارگاہ رستم کا لیے ہوئے آتا ہو عقب میں رستم مع ملکہ ہماے اور رنگ نشین کے آتے ہیں نام معشوقہ کا سُنکر منقار اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ ہمارا لشکر تیار ہو جہلال کو قتل کرونگا ہماے اور رنگ نشین پر قبضہ کرونگا یہ کہکے ساٹھ ہزار کا لشکر لیکر چلا یہاں جہلال ایک مقام پر آکے اُترا ہو کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا کہ منقار ساٹھ ہزار ساحروں کی جمعیت سے آکر پہونچا جہلال سمجھا کہ مجھسے مقابلے کو آیا ہو ہرکارے مقرر کیے کہ خبر لاؤ منقار کیا کر رہا ہو پہر رات گئے ہرکارے پلٹ کر آئے عرض کی کہ آج اُسنے طبل جنگی نہیں بجوایا جہلال جا کر سو رہا یقین ہوا کہ آج تھکا ماندہ آیا ہو کل طبل جنگ بجوائیگا جہلال تو یہ سوچ کر سو رہا دو پہر رات گئے منقار نے لشکر تیار کیا بہ ارادہ شبخون چلا آکے لشکر پر جہلال کے گرا ساٹھ ہزار ساحر ساتھ ہیں طنابیں خیموں کی کاٹ دیتا بازار میں پامال کرتا ہوا قریب خیمہ جہلال پہونچا جہلال کو ہرکاروں نے خبر دی کہ منقار برائے شبخون آیا ہو جہلال جھلا کر اُٹھا نکل کر بارگاہ سے دیکھا کہ آگ جل رہی ہو کہ خیمے گر رہے ہیں منقار لڑتا ہوا آتا ہو جہلال نے للکارا جھولی سے گولہ نکال کے مارا منقار نے گولہ کاٹا گولا جو پھٹ کر گرا کئی سو ساحر منقار کے مرے الامان الامان کی صدا بلند ہونے لگی جہلال نے دو تین گولے ایسے مارے کہ لشکر منقار میں تہلکہ پڑ گیا ہر طرف جہلال دوڑتا پھرتا ہو لشکر پر منقار کے گھیرا ڈال دیا جب گولا مارا دو چار سو کے سر اُڑ گئے منقار چاہتا ہو کہ میں لڑ بھڑ کر نکل جاؤں جہلال نے گھیر لیا ہو رات بھر یونہی تلوار چلی

منقار ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ نکل جاؤن جہلال نے نہ نکلنے دیا گھیرے ہوے جنگ کر رہا ہی یہی قصد ہی کہ منقار کو مار ہون جب گریبان سحر چاک ہوا صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ رستم پیلتن مع ملکہ ہماے اور رنگ نشین کے نمودار ہوے ایک جانب تصویر دلکش اور ایک جانب غضنفور جادو نہایت زور و شور سے رستم آکر پہونچے جہلال کو لڑتے دیکھا نعرہ کیا۔ نعرہ علمشاہ

علمشاہ رومی شہ فیل زور	کہ بر تخت هر زرق افگندہ شور
منم صف شکن تیغزن پہلوان	منم نور علیشین صاحبقران	ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے

جو منقار کو دیکھا بڑھ کے رستم کو روکا کہا کہ آپ تکلیف نہ فرمائیں کنیز اسکو سمجھائے دیتی ہی ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے بڑھ کر جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ پھول سوکھے ہوے جھولی سے نکالے اسیر اسم سحر پڑھا کہ پھول شگفتہ ہوے وہ پھول منقار پر پھینک مارے منہ پھولون کا برسنے لگا منقار نے اٹھا کر پھول سونگھے پھول سونگھتے ہی جھومنے لگا پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ عالم مین تابعدار ہون نہایت مجبور و ناچار ہون اصل کیفیت کا کیا بیان کرون نظم

نہ کسی مین جو رہی مہر و وفا میرے بعد
سلسلہ قطع محبت کا ہوا میرے بعد

شہرۂ حسن زمانہ مین مرے دم سے تھا
پھر ترا نام کسی نے نہ لیا میرے بعد

سورۂ حمد پڑھا آکے مری تربت پر
شرط کی اُسنے محبت کی ادا میرے بعد

کف افسوس ملا کرتے ہین اس ننگ سے وہ
اپنے ہاتھون مین لگاتے ہین حنا میرے بعد

ظالم اس درجہ زمانے مین ہوے وہ مشہور
پھر کوئی پھول کے عاشق نہ ہوا میرے بعد

سختیان ہجر مین تیرے جو اٹھائین مین نے
دے سزا اسکی صنم تجکو خدا میرے بعد

دل سے اپنے مجھے افسوس بھلایا ایسا
نام میرا نہ کبھی اُسنے لیا میرے بعد

ساتھ اغیار کے بیخوف پھرا کرتے ہین
نہ رہی انکو ذرا شرم و حیا میرے بعد

نہ ملی مجکو جو معشوق سے اک دن راحت
کی کسی سے نہ کسی نے بھی دغا میرے بعد

مجھسا صابر جو نہ دنیا مین ملا ظالم کو
ظلم کا نام پھر اُسنے نہ لیا میرے بعد

مین وہ بلبل ہون کہ گل چاک گریبان رہے
خاک اڑاتی پھری گلشن مین صبا میرے بعد

نہ رہا عاشق و معشوق مین الفت کا مزا
اور ہی ہوگئی دنیا کی ہوا میرے بعد

اُس ستمگر سے کوئی دل نہ لگائے اپنا	میری تربت سے یہ آئیگی صدا میرے بعد
نہ وہ عاشق نہ وہ معشوق رہے ای سطوت	نام کو بھی نہ رہی مہر و وفا میرے بعد

آنکھیں سُرخ گریبان پھاڑ کر ہاتھ باندھے ہوے سامنے آیا کہا کہ ای ملکہ جو حکم ہو وہ بجالاؤن ملکہ ہماے اور نگ نشین نے کہا کہ ای منقار تیرا مدعا کیا ہو کیا چاہتا ہو منقار نے کہا کہ تمھارے گل رخسار کا عندلیب ہون افسوس ہو کہ وصل سے تمھارے محروم ہون ایسا نہ ہو کہ زمانۂ فراق مین ہلاک ہوجاؤن دل کا عجب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو میرے حق مین جو مناسب ہو وہ فرمائیے ای مسیحاے زمان میرے علاج سے ہاتھ نہ اُٹھائیے ملکہ نے کہا کہ ای منقار تم آگاہ ہو کہ ہمین کسنے تمسے ملنے نہ دیا مواج سمندر نشین کہ ہمپر حاکم ہو اُسنے قصد نہ کیا اُسکی زندگی مین کبھی یہ سامان نہ ہوگا اگر تم وصل ہمارا چاہتے ہو تو اپنے کو قلعہ گرداب نشان پر پہونچاؤ اور جس طرح ہوسکے سر مواج کا لاؤ مین دل و جان سے تمسے راضی ہون وہان سے سر لے کے بجھر و تولی بلٹو بھونری بجر جاے لیس پھر تمسے مجھے کسی بات مین انکار نہین یہ مضمون دلچسپ سنکر منقار چیکارے بھرنے لگا کہتا تھا کہ کیا ساعت سعید ہو بلکہ یہ دن بہتر از عید ہو مین ابھی جاتا ہون جاکر مواج گرداب کا سر لاتا ہون دیکھون تو کون روکتا ہو فوج والے اُسکے بگڑینگے تو مین اُنکو کب مانتا ہون اہل فوج کی اُسکے کیا حقیقت جانتا ہون مواج کو فوراً شکست دونگا دیکھون تو مجھسے کون مقابلہ کرتا ہو یہ کہکے رفیقون کی طرف پلٹا کہا کہ یارو میرا کون ساتھ دیگا دوسو رفیق عمدہ عمدہ سردار مثل کپتان و رسالدار فوج سے نکل آئے کہا کہ ای شہریار ہم آپ کے ساتھ ہین جو آپ پر گذرےگی سر سے جھیلین گے جان پر کھیلین گے مگر آپ کا حکم بجالائین گے سر اُس ناہنجار کا لائین گے دوسو افسرون کو ساتھ لیکر تلوار کھینچے ہوے طرف قلعہ گرداب نشان کے چلا تھوڑے ہی عرصے مین جب سامنے سے نکل گیا باقی فوج والے بھاگ کر عذر کرنے لگے دائرۂ اسلام مین آئے رستم تو اُسی مقام پر بہ فتح و فیروزی اُترے مگر مواج قلعے مین بیٹھا تھا کہ بیرون قلعہ ہنگامہ ہوا چند فوج والے بھاگے ہوے سامنے آئے کہا کہ حضور منقار آتش ریز مع دوسو سردارون کے سحر کا مل کرتا ہوا قلعہ مین گھس آیا ہو رعیت شاہی کو

قتل کر رہی ہو منہ سے نہیں بولتا آنکھیں سرخ چہرہ گلنار آپ کا نام لے لے کر گالیاں دیتا اور کہہ رہی ہو کہ مواج و گرداب کہاں ہیں یہ سنکر مواج سمندر نشین اپنے مقام سے نیچے میں اٹھا کہتا ہوا کہ منقار کو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ میرے قلعے میں گھس آیا دیکھو جا کے کیا حال کرتا ہوں نکلتا ہوا مواج سمندر نشین بیرون قصر آیا دیکھا کہ منقار مبہوت لب پر مہر سکوت تیغ کھینچے ہوے رعایا کو قتل کر رہا ہو اور دمبدم پکار کر کہہ رہا ہو کہ مواج کس مقام پر ہو سامنے نہیں آتا قصر میں گھس جاؤنگا اندر آ کے سرکاٹونگا زن و شوہر دونوں گنہگار ہیں مواج نے للکارا کہ او منقار کیوں دیوانہ ہوا ہو تو نے ہزار ہا بے گناہ قتل کیے زبان کو نہیں روکتا یہ کہہ کے مواج نے گولہ مارا گولہ گرداں دوسو کے پھر اسپر سایہ ڈالا دیکھا اسپ نے کہ منقار تلوار نیام میں کر کے ہاتھ باندھے ہوے سامنے مواج کے آیا کہا کہ ای مواج میں اپنے ہوش میں نہ تھا بڑا غضب یہ ہو کہ ہمارے اورنگ نشین طلسم کشا کے ساتھ ہو اسنے مجھپر سحر کیا میرا یہ حال کیا کہ میں آپ تک پہونچا جو کہیے وہ بجالاؤں جا کے ہمارے اورنگ نشین کو پکڑ لاؤں یا طلسم کشا کو سزا دوں مواج نے کہا کہ ای منقار تم نہ جاؤ نہیں معلوم تمھارا کیا حال کریگی ابکی مرتبہ زندہ نہ پلٹوگے یہ کہکے منقار کو اپنے ساتھ لیگیا گرداب سے کہا کہ انکو ٹھہراؤ میں جا کر طلسم کشا کو لاتا ہوں فوراً قتل کرونگا سر خدمت میں خداوند کی روانہ کرونگا یہ کہہ کے مکان سحر میں گیا اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا پر پرواز پیدا کر کے طرف لشکر طلسم کشا کے چلا رات کو لشکر طلسم کشا میں پہونچا دور سے بارگاہ دیکھی خدمتگار کی شکل بنا ہوا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ طلسم کشا مقام صدر پر بیٹھے ہیں جملہ سردار اپنے اپنے دنگلوں پر بیٹھے ہیں مواج کھڑا رہا جب دربار برخاست ہوا اور طلسم کشا خاصہ نوش کر کے براے آرام چلے مواج ایک گوشے میں آیا نقب سحر کھودنے میں مشغول ہوا جب نقب سحر تیار ہوئی تو نقب میں بجاندا چھرہ نقب کا بارگاہ طلسم کشا میں توڑا دیکھا کہ طلسم کشا آرام فرما رہے ہیں سرھانے کرسی پر تیغہ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ رکھی ہو زرہ زیب جسم ہو بڑھ کر اسنے اول تیغہ و کلاہ اٹھائی کھڑا ہو کر سحر کرنے لگا سوتے میں طلسم کشا بیہوش ہوے جلدی میں زرہ اتار نہ سکا بقچہ کمر میں دبا اٹھا کر کاندھے پر ڈالا

اُسی نقب میں چھپا نقب کو طے کرکے باہر نکلا طرفِ قلعۂ گرداب نشان کے چلا سمک اپنے
مقام پر پڑا ہوا سوتا تھا دیدۂ ظاہری بند دیدۂ باطنی کھلے تھے عالمِ خواب میں دیکھا کہ
ایک سگ سیاہ آقا پر حملہ کر رہا ہے گھبرا کر سمک اُٹھا دوڑا ہوا دربارگاہ پر آیا دیکھا
کہ نگہبان بیٹھے ہیں جھپٹ کر بارگاہ میں آیا پلنگ اپنے آقا کا خالی پایا چہرۂ نقب کا دیکھا بدحواس
ہوگیا اور نقب میں چھپا ندیرا نقب کو طے کرکے باہر نکلا دیکھا کہ شہ زور بر سرِ طلایہ ہے
سمک کو دیکھا پکارا کہ کون جاتا ہے سمک نے کہا کہ میں ہوں اے شہ زور بڑا غضب ہوا
کہ آقائے نامدار کو کوئی چرا کے لے گیا شہ زور گھبرایا کہا کہ ہو مقرر والا گہر یہ کام مواج
کا ہے بڑا ساحر زبردست ہے وہی آکر آقا کو لے گیا ہے سنکر سمک نے کہا کہ میں جاتا ہوں
اگر کچھ بن پڑا تو عیاری کی ورنہ تم سب صاحبوں کو اختیار ہے یہ کہہ کے سمک بھاگا تلاش
میں مواج کی چلا مواج بارہ کوس کا میدان طے کرتا ہوا جاتا تھا چونکہ شب ماہ ہے
جنگل کا تماشا دیکھ رہا ہے ایک مقام پر دیکھا کہ ایک جھیل کا پانی مثل برق چمک رہا ہے
موجہ بلند حباب کنارے جھیل کے مثل چشم معشوق کیفیت دکھا رہے ہیں پانی کو
دیکھ کر مواج کو جوش آیا کنارے پر جھیل کے اُترا پانی پیا ہاتھ منھ دھویا دیکھا کہ رات کا
وقت ہے طائرانِ آشیانوں سے گمان میں صبح کے چہکار اُٹھے ہیں تعریف اپنے معبودِ حقیقی کی
کر رہے ہیں مواج نے پشتارہ رستم پیلتن کا ایک تختۂ سنگ پر رکھ دیا طائروں کی
آوازیں سن رہا ہے وجد میں ہے جی میں کہتا ہے کہ صنعت باغبان قضا و قدر ہے مقام صحرا
باغ سے بہتر ہے اسی جنگل میں طلسم کشا کو قتل کرونگا کہ ایک طرف سے یہ آواز آئی کہ
صاحب کیا کمال کیا کہ طلسم کشا کو جا کر لائے لیکن اب یہاں کیوں کھڑے ہو کل لشکر
طلسم کشا میں غلغلہ ہو رہا ہے ہر ساحر و غیر ساحر کا یہی ارادہ ہے کہ تلاش میں اپنے آقا کی
جائیں اگر تمکو پا جائیں گے تو بوٹیاں کاٹ کے پھینک دینگے بس اب اپنے لشکر میں چلو
پلٹ کر مواج نے دیکھا کہ زوجہ میری گرداب جادو لہنگا پہنے ہوئے نتھ ناک میں گھبرائی ہوئی
آتی ہے پکارتی ہوئی کہ صاحب اب لشکر میں اپنے چلو سب سردار تمہارے مشتاق ہو رہے ہیں
سب کا یہی قول ہے کہ ہمارے افسر صاحب جو گئے ہیں خالی نہ پلٹیں گے طلسم کشا کو لیکر آئینگے

یہ کہتی ہوئی گرداب قریب ڈئی پشتارہ اُٹھالیا کہا کہ صاحب چلو ایسا نہو کہ ہمارا بیان طلسم کشا
آئین جھلال سرکش کہ ساحر زبردست ہی ایسا نہ ہو کہ وہ آجائے تم تو طلسم کشا کو لے کر ادھر
آئے مین لشکر طلسم کشا کی خبر لے رہی تھی ہائے اور رنگ نشین کو دیکھا کہ روتی ہوئی بارگاہ
سے نکلی تھی اور کہتی تھی کہ یارو لشکر تیار کرو مین لشکرکشی کر کے جاؤن وہ گیسو بریدہ سب سے
زیادہ بیقرار ہی یہ کہہ کے پشتارہ لیے ہوے چاہتی ہی کہ طرف لشکر طلسم کشا کے جاؤن مواج
نے کہا کہ صاحب یہ راستہ ہی اُدھر کہان جاتی ہو گرداب نے کہا کہ تم لشکر مین جلو مین دوسرے
جنگل کو طی کر کے آتی ہون مواج نے کہا کہ ایسا نہ ہو اُدھر سے لشکر طلسم کشا آجائے تو مشکل
ہو مواج نے ذرا منھ پھیرا تھا کہ گرداب نقلی پشتارہ لیکر بھاگی مواج نے اپنی ران پر ہاتھ
پھیرا ہاتھ کو دیکھکر آواز دی کہ او مکارہ مین نے پہچانا کہان جاتا ہی ارے میرے سامنے سے پشتارہ
لیے جاتا ہی سمک اور بھاگا مواج نے وہین سے سحر کیا سمک گرا رنگ و روغن عیاری کا
چہرے سے اُتر گیا جھپٹ کر مواج نے سمک کو بھی گرفتار کیا دونون کو گرفتار کر کے چلا
سمک کو پیدل لیچلا اور رستم کا پشتارہ دوش پر لگا سے یہی بیان گرداب جادو بعد جانے شوہر
کے بیتاب و بیقرار اپنے لشکر مین پھر رہی ہو کہتی ہو کہ صاحبو میرے دل کو کیونکر آرام آئے
صاحب اکیلے گئے ہین طلسم کشا صاحب تحفہ جات ہو سحر اُسپر تاثیر نہ کریگا یک و تنہا گئے ہین
خداوند ہفت پیکر اُنکو بچائین کہ یکایک سمک سے باتین کرنے کی آواز آئی گرداب نے پکار کر
آواز دی کہ ارے صاحب صاف صاف کہو کیسے ائے مواج نے پکار کر آواز دی کہ ارے صاحب
مبارک ہو کہ مین طلسم کشا کو لایا راہ مین اس مکار نے تمہاری صورت پہ عیاری کی مگر مین نے
پہچان لیا دونون گرفتار ہوے جلد میدان قتل کی تیاری کرو کہ ان دونون کو قتل کرون تو
دل ٹھنڈھا ہو گرداب نے فوراً آواز دی افسران فوج اپنے اپنے مقام سے اُٹھے
دارین استادہ ہونے لگین جلاد شلنگین لگانے لگے ہر طرف یہی غل ہی کہ لاؤ طلسم کشا کو قتل
کرین مواج نے اسی طرح طلسم کشا کو بیہوش رکھا ہی سمک ہوشیار ہی مگر رو رہا ہے
دیکھتا ہی کہ آقا کے جسم مین صرف زرہ ہفت جوش ہی کلاہ و تیغہ قبضے مین مواج کے ہی
مواج تیغہ ہاتھ مین لیے جلادون سے کہہ رہا ہو کہ پہلے طلسم کشا کو قتل کرو عیار کا قتل کرنا کیا

اگر یہ رہا بھی ہو جائے تو کیا کر سکتا ہے سماک دعائیں مانگ رہا ہے کہ اے کارساز دانائے بے نیاز تیری ذات پر کل سامان موقوف ہیں اگر تجھکو منظور ہے تو بچا لینا اپنے بندے کا کیا بات ہے بلک بلک کے دعائیں مانگ رہا ہے عرض کرتا ہے کہ اے خالق حقیقی و اے رب تحقیقی رحم کر دے نظم

در چمن ہر شاخ خاک و برگ خاک و بار خاک — خاک سنبل خاک ریحان خاک سبزہ خار خاک
ہمچو گل بنمود از کتم عدم رخسار خاک — شاہد از فیضان وحدت مطلع انوار خاک
گشت ہم صورت بشکل چہرۂ گلزار خاک

خاک مثل شمع در بزم جہان شد جلوہ گر — جلوہ اش در چشم خلق آمد نظر زیر و زبر
گاہ آمد رنجہ و برگہ درمیان خشک و تر — گاہ زرگشت و گہے سیم و گہے لعل و گہر
جا بجا بنمود با نوع دگر اظہار خاک

گاہ چشم و گاہ گوش و گاہ سر گاہے دماغ — گاہ مہر و گاہ ماہ و گاہ شمع و گہ چراغ
گاہ سرو و گاہ سنبل گاہ لالہ گاہ داغ — گاہ قصر و گاہ ایوان گاہ باغ و گاہ راغ
گاہ صحن و گوشہ و دار و در و دیوار خاک

ہر چہ رتبہ میکند این خاک عاجز افتخار — ہر کجا می پایہ دارد پائے نخوت استوار
از کہ شد حاصل غرورش با وجود انکسار — ہر چہ طاقت می پرد تا اوج گردون این غبار
ہر چہ حیثیت رود تا گنبد دوار خاک

سماک بلک بلک کر دعائیں کر رہا ہے رات کم باقی ہے سب نے دیکھا کہ جلاد مہر درخشاں خنجر شعاع و ضیا کھینچے ہوئے میدان چرخ نیلی میں آکر آمادۂ قتل ہوا یہاں میدان قتل تیار ہوا داریں استاد ہوئیں جلاد شلنگیں لگانے لگے چاہتے ہیں مواج حکم دے تو رستم کو قتل کریں مواج حکم دے رہا ہے کہ یارو طلسم کشا کو قتل کرو جلاد سر پر طلسم کشا کے آیا گردن پر کوئلے کا خط کھینچا خنجر کھینچ کر قریب سر کے آیا پکار کر آواز دی کہ اے مواج سمجھ کر حکم دینا حکم اول ہے قتل کرنا ہمارا کام ہے جلانا خداوند ہفت پیکر کا کام ہے مواج نے حکم دیا کہ میں نے ہزار حکموں کا ایک حکم دیا کہ سر کاٹ لو جلاد خنجر کھینچے ہوئے سر پر رستم کے آیا چاہتا ہے کہ خنجر ماروں سماک کلیجہ پکڑے رو رہا ہے جلاد خنجر کھینچے ہوئے جھپٹا چاہا کہ خنجر ماروں کہ ایک

پھول آسمان سے گرا جلاد نے وہ ہی خنجر اپنے گلے پر پھیر لیا اور پکار کر آواز دی کہ غلام
طلسم کشا پر نثار ہوا جب وہ جلاد مر کر گرا مولاج نے کہا کہ ارے یہ کیا ہوا جلاد نے کیون
اپنی جان دی خنجر اپنے ہاتھ سے اپنی گردن پر پھیر لیا یہ کسی کے سحر کی تاثیر تھی سر اُٹھا کے جو
آسمان کی طرف دیکھا چند طائر آسمان پر اُڑ رہے ہین اور کچھ علامت نہ معلوم ہوئی گردآب
نے کہا کہ صاحب یہان ساحر اس طرح نہین آئیگا آئیگا تو مارا جائیگا چند طائر آسمان پر اُڑ رہے
ہین ان طائرون پر سحر کرو اگر طائر اصلی ہین بھاگ جائینگے اگر کسی کے سحر کے ہین تو قائم
رہین گے مولاج نے ایک گولہ طرف آسمان کے پھینکا گولہ جا کر پھٹا ایک طائر الٹ گیا
دیکھا کہ ملکہ ہماے اور رنگ نشین بصورت طائر ٹھر رہی تھی منقار بپہلو مین مولاج کے
کھڑا تھا معشوقہ کے جمال جہان آرا کو دیکھ بیتاب و بیقرار ہو گیا پکار اُٹھا کہ اے جان جہان
وا ہو آرام دل مشتاقان میری یہ کیفیت ہو

نظم

کسطرح شکر کرون تن مین نہین جان قاتل ‏— میرے سر پہ ہو تری تیغ کا احسان قاتل
دل مین باقی نہ رہے ذبح کا ارمان قاتل ‏— میری گردن پہ پھرے خنجر بران قاتل
بلبل جان کا نکلنا ہے نہایت مشکل ‏— ہین گل زخم کہ پھولا ہے گلستان قاتل
وار ہنس ہنس کے لگائے ہین جو مجکو تو نے ‏— ہر گل زخم ہے مجھ پہ گل خندان قاتل
دیکھ لیگا جو دم ذبح پریشان مرا حال ‏— تو بھی ہوگا صفت زلف پریشان قاتل
نیمجان چھوڑ کے تو جائیگا تو غم ہوگا ‏— دیدۂ زخم رہین گے مرے گریان قاتل
مین وہ کشتہ ہون کہ ممنون ہون حشر تلک ‏— دے اگر پھر کفن تیغ کا دامان قاتل
بعد میرے جو سہے گا نہ جفائین قاتل ‏— قتل کر کے مجھے تو ہوگا پشیمان قاتل
اپنے کوچہ مین مری لاش کو کر دینا دفن ‏— آرزو بھی ہے یہی اور یہی ارمان قاتل
سر ابھی کاٹ کے مین نذر کرون حکم جو ہو ‏— دل کی کیا اصل ہے حاضر ہے مری جان قاتل
ہو اجازت تو گلے اسکو لگا دون مین ابھی ‏— ہے تری تیغ مرے سامنے عریان قاتل
بدگمانی جو ہوئی ذبح کے بجائے سطوت ‏— خوب دیکھا کیا پہرون تن بیجان قاتل

منقار بیقرار طرف ملکہ ہماے اور رنگ نشین کے دوڑا کہ جھلال سرکش نے نعرہ کیا اور

تڑپ کر گرا کلاہ و تیغہ جان دیگر اُٹھا لیا اور فوراً کلاہ سر رستم پر رکھی تیغہ ہاتھ مین دیا رستم کو ہوش آیا رستم نے بڑھ کر نعرہ کیا نعرہ رستم بن صاحبقران

علمشاہ رومی شہ فیل زور
منم نور عینین صاحبقران
کہ بر تخت در زدق فگن رہ شود
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم
پیل تا مور رستم پہلوان
زگاو زمین بیخ و بن بر کنم

ایک طرف سے ملکہ تصویر نعرہ کرکے گری ایک طرف سے فغفور نعرہ کرکے آپڑی ان چارون سردارون نے زمین ہلا دی لڑائی ہونے لگی تلوار چل رہی ہر رستم لڑائی مین مصروف ہین سماک نے اُٹھتے ہی حقہ ہائے آتشبازی مارے جب حقہ پھٹا شعلہ ہائے آتش کرے سو دو سو جادوگر جل کر گرے رستم برابر گرداب کے لڑتے ہوئے پہونچے گرداب نے تیغہ مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر پر روکا روک کر ہاتھ مارا گرداب کا سر زخمی ہوا اُسنے تڑپ کر اپنے کو زمین پر گرایا چاہا کہ لوٹ مارکے اُڑ جاؤن کہ جہلال سرکش برابر پہونچا گرداب پر اپنے کو گرا دیا گرداب نے سحر کیا کہ جسم پر جہلال کے آبلے پڑگئے اُچک کر کے گرداب کو چھوڑ دیا گرداب نے چاہا کہ اُڑ جاؤن پشت پر آکر ملکہ ہما نے گولہ مارا پشت پر گرداب کے پڑا منہہ کے بھل گرداب زمین پر گری گولے نے پشت کو نہ توڑا کہ رستم نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مار دیا گرداب کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی گرداب کے اندھیرا ہوگیا آواز مین گیر و دار کی آنے لگین بعد تھوڑی دیر کے صدا آئی کہ کشتی مرا نام من گرداب جادو بود یہ آواز مواج نے سنی منہہ اپنا پیٹ لیا مصاحبون سے دیکھ کر آواز دی سواے تیغہ ہفت جوہر کے اور کسی سے گرداب قتل نہ ہوتی وہ ہی خاص یہان کی مالک تھی اُسی کے نام سے یہ صحرا یہان کا آباد تھا آج صحراے گرداب نشان ویران ہوگیا اگر میرا جی چاہیگا لڑ بھڑ کے نکل جاؤنگا کہ ہرکارے نے خبر دی کہ جہلال گرداب سے لپٹ پڑا تھا آخر چھوڑ کر بھاگا ہما نے پشت پر آکر گولہ مارا طلسم کشا لڑتا ہوا پہونچ گیا تیغہ ہفت جوہر مار دیا تب گرداب قتل ہوئی مواج لڑتا ہوا چلا کہتا تھا کہ جہلال کو مار ڈالونگا نہ وجہ سے میری کیا سمجھ کے لپٹا آخر بدن پر آبلے پڑ گئے تب چھوڑ کے بھاگا اس طرح سے اُسکو قتل کرون کہ دیکھنے والے انگشت بدندان رہین یہ کہکے جہلال کو للکارا جہلال رکا مواج نے گولہ مارا جہلال سرکش نے

گولہ کاٹا گولے سے ایک پتلہ نکلا وہ پتلہ طرف جہلال کے پلٹا جہلال نے ہاتھ اپنا کاٹ کر
خون پتلے کے سامنے کیا خون پی کر طرف مواج کے پلٹا مواج نے پکار کر آواز دی کہ او
فولاد سینہ شکن ادھر کہاں آتا ہی جہلال کو پامال کر پتلہ پلٹا جہلال نے خون چلو مین
لیکر اُسپر پھینکا کئی مرتبہ جہلال نے پتلے کو پلٹایا مگر مواج اُسکو زور دیتا ہی پانچوین مرتبہ
پتلہ طرف جہلال کے چلا اب جہلال یہ معرکہ دیکھ کر کہتا گا رستم لڑتے ہوے آتے تھے
دیکھا کہ جہلال کا رنگ رو متغیر ہی اور ایک پتلہ فولادی تیغہ کھینچے ہوے عقب مین جہلال
کے آتا ہی رستم نے پکار کر پوچھا کہ کیون جہلال خیر تو ہی جہلال نے عرض کی کہ اے شہریار
مین نے پانچ مرتبہ اس پتلے کو پلٹایا اور مواج نے پھیر دیا اب کی مرتبہ یہ میرے قتل کا خواہان
ہی سوائے حضور کے روکے یہ کسی سے نہ رکیگا یا غلام کی قضا اسکے ہاتھ سے ہی رستم نے
بڑھ کر تیغہ ہفت جوہر چمکایا وہ پتلہ تیغہ ہفت جوہر کو دیکھ کر گھبرایا قصد ہوا کہ بھاگون
رستم قریب پتلے کے پہونچے پتلے نے تیغہ مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر پر روکا جہلال نے
پکار کر آواز دی کہ اے شہریار عکس کلاہ ہفت گوشہ ڈالیے رستم نے کلاہ ہفت گوشہ
کو گردش دی پتلے پر عکس جو پڑا ایک چیخ مار کر پکار اُٹھا کہ اے مواج مجکو ہاتھ سے طلسم کشا
کے بچالے مواج دوڑا چاہتا ہی پتلے کو گود مین اُٹھالون ہاتھ سے طلسم کشا کے بچالون کہ
رستم نے ہاتھ تلوار کا مارا پتلے کے دو ٹکڑے ہوے پتلے کے مرتے ہی رنگ روے
مواج متغیر ہوگیا للکار کے آواز دی کہ اے طلسم کشا تمنے بڑا ستم کیا وہ سحر مٹایا کہ میرے
قلب پر صدمہ ہونچا گرداب کا قتل ہونا باعث بربادی صحراے گرداب نشان ہوا
یہ سحر میرا وہ مٹا کہ قلب پر صدمہ ہی خداوند ہفت پیکر اپنے مقام سے تکلیف فرمائین تو
شاید غلام کو بچائین ورنہ زوجہ کا ایسا صدمہ ہوا ہی کہ سب سحر بھولا جاتا ہون کہ سامنے
سے [illegible] ہوئی ملکہ ہماے اور نگ نشین آتی تھی یہ اسکو دیکھ کر جل گیا سوچا کہ یہی
ظالم باعث بربادی صحراے گرداب نشان ہی [illegible] پکار کر آواز دی کہ او شوخ دیدہ و
[illegible] تو نے صحراے گرداب نشان تباہ و برباد کرایا ہمان کو قتل کرایا اب
حسرت یہی باقی ہی مین بھی جان دینے پر آمادہ ہون مین تجکو قتل کر کے مرونگا یہ کہکر

گولہ مارا ہماے اور نگ نشین سے ... گولے کو ہاتھ مین روک کر وہی گولہ مواج پر مارا مواج نے دستک دی کہ وہ گولہ پلٹ کر شانے پر ملکہ ہما کے پڑا کر شانہ نشانہ ہوا ملکہ ہما نے زخمی ہوکر اپنے کو سنبھالا نگاہ جو طلسم کشا سے مل گئی پکار کے آواز دی کہ کنیز رخصت ہوئی ہو اب کنیز کی یہ کیفیت ہو دراصل یہ صورت ہو

نظم

صدمہ یہ اُسکے عشق مین حاصل ہوا تو کیا
مین نے شب فراق مین جھیلی ہین سختیان
تیغ نگاہ ناز سے زخمی ہوا ہون مین
ہو اُسکی اک ادا پہ تصدق ہزار جان
باطن مین تو نہین کوئی صورت ملال کی
اُسنے تو میرے قلب و جگر دونون لیے
سودائی آپ کے تو بہت سے ہین شہر مین
سطوت تمھارے دل سے محبت نہ جائیگی

گر پائمال ناز مراد دل ہوا تو کیا
روز فراق آ کے مقابل ہوا تو کیا
تلوار سے رقیب جو بسمل ہوا تو کیا
کیا بات ہو نثار اگر دل ہوا تو کیا
گردن مین ہاتھ اُسکا حمائل ہوا تو کیا
اک بوسہ کا مین یار سے سائل ہوا تو کیا
اک مین اسیر طوق و سلاسل ہوا تو کیا
رنج اُنسے سو طرح کا جو حاصل ہوا تو کیا

طلسم کشا نے جو صدائے حسرت انگیز ملکہ ہما کی سُنی بیقرار ہو گئے لڑتے ہوے طرف فوج کے چلے آخر طلسم کشا نے تیغ ہفت جوہر جھکا کر سر مواج کا مٹایا مواج کو بڑا قلق ہوا تلوار کھینچکر طرف بیٹی کے چلا پکارتا ہوا کہ او گیسو بریدہ تجکو ابھی سزا دیتا ہون یہ کہکے آواز دی کہ ای جوان صحرائے گرداب نشان جلد آکر حاضر ہو یہ وقت دستگیری ہو آواز آئی کہ حاضر دیکھا کہ ایک زنگی تیغہ ہاتھ مین لیے سامنے مواج کے آیا کہا کہ اے افسر جو حکم ہو وہ بجالاؤن مواج نے طرف ہما کے اشارہ کر دیا کہا کہ تو جانتا ہو یہ میری بیٹی ہو لیکن اسنے مان کو قتل کرایا اس وجہ سے تو اس شوخ دیدہ کا سر لا تب جا کے میرے دل کو آرام آئے وہ زنگی بہت خوب کہکے جھومتا ہوا طرف ہما کے چلا ہما نے جو دیکھا کہ زنگی آتا ہو جہلال سے اشارہ کیا کہ اس ظالم کے ہاتھ سے مجھے بچاؤ جہلال جست کرکے سامنے زنگی کے آیا آواز دی کہ او قوم کے کالا کا مجھسے مقابلہ کر عورت پر کیا جاتا ہو وہ مواج کی بیٹی ہو یہ کہکے کئی گولے مارے جو گولہ زنگی پر پڑتا ہو زنگی سینہ سپر کر دیتا ہو گولہ پھٹ کر زمین پر گرتا ہو اسی طرح کئی گولے مٹے

زنگی جھومتا ہوا سامنے جہلال کے پہونچ گیا جہلال تلوار کھینچ کر جا پڑا آپس مین تلوار چلنے لگی
کہ ملکہ ہما نے پیچھے سے سحر کر کے نیمچے زنگی پر مارے لیکن تاثیر نہ ہوئی چوتھی ضرب مین نیمچہ
ٹوٹ گیا اور زنگی طرف ہما کے چلا تصویر دلکش نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ زنگی ہمائے
اورنگ نشین کو قتل کیا چاہتا ہے اور ہما بدحواس بھاگی ہوئی جاتی ہے زنگی مثل شعلۂ جوالہ
دوڑا ہوا جاتا ہے چاہتا ہے کہ ملکہ ہما کو پکڑ لون بہ تعجیل تمام جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک نشتر
نکالا نشتر زبان پر مارا زبان سے چند قطرے خون کے لیے وہ خون کے قطرے زنگی پہ پھینک
مارے زنگی جلنے لگا جل کر خاک سیاہ ہوا مواج نے جو دور سے زنگی کا جلنا دیکھا
ساتھ والون سے دیکھ کر آواز دی کہ یارو طلسم کشا کے ساتھ بڑے بڑے رازدان ہین
کس طرح اپنی جان بچاتے ہین تصویر دلکش نے معشوقۂ طلسم کشا یعنے ہمائے اورنگ نشین کو
بچا لیا اب کوئی صورت فتح جنگ کی نہین معلوم ہوتی طلسم کشا بھی شیرانہ لڑ رہا ہے یہ کہہ کر
طرف جہلال کے چلا ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ جہلال لڑکھڑا کر گرا گرتے گرتے آواز دی کہ
اے شہریار غلام کو بچائیے مین ایسا بیکار ہوا کہ سحر فراموش ہوا دریائے حیرت کا جوش ہوا
طلسم کشا نے جو جہلال کا یہ حال دیکھا تلوار کھینچے ہوئے بیچ مین آئے مواج کو للکارا کہ
او نامرد خبردار جہلال پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ تیری قوم کو قتل کرونگا جس قبیلے سے تو ہوگا اس
قبیلے کا کوئی زندہ نہ بچیگا ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کرونگا مواج نے دوسرا دو ہتھڑ زمین پر
مارا کہ ہمائے اورنگ نشین بھی زمین پر گری مواج نے بڑھ کر پھر ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا
کہ تصویر دلکش بھی زمین پر گری فغفور نے چاہا کہ پڑھ کر سحر کرون مواج نے پھر دو ہتھڑ مارا
کہ فغفور بھی گری اب ہما و جہلال و فغفور و تصویر یہ چارون سردار زمین پر گرے اور ایڑیان
رگڑنے لگے مواج چاہتا ہے کہ ان چارون کے سر کاٹ لون ادھر سے طلسم کشا لڑتے ہوئے
آتے تھے چاہا کہ جہلال کا ہاتھ تھامون ادھر کنیزون نے یہ آواز دی کہ اے شہریار چارون
ساحر آپ کے بیکار ہوئے اپنے کو جلد پہونچائیے اپنے ساتھ والون کو بچائیے انکو مواج
قتل کیا چاہتا ہے رستم نے جو کنیزون کی یہ آوازین سنین بیتاب ہو گئے ملکہ ہما کو زمین پر
ایڑیان رگڑتے دیکھا تیغۂ ہفت جوہر چمکاتے ہوئے بڑھے کلاہ ہفت گوشہ کا

عکس ساحرون پر ڈالا عکس کلاہ ہفت گوشہ سے کئی سو ساحر نابینا ہوے اُن ساحرون نے
مواج کو آواز دی کہ ای افسر ہم بالکل بیکار ہوے طلسم کشا نے کیا شعبدہ کیا کہ ہمکو نہین سوجھتا
بالکل نابینا ہوے اور تو مواج کو نہ کچھ بن پڑا جھپٹ کر شہ زور کی کمر مین پنجہ دیا جست
کر کے لے اُڑا رستم نے چاہا کہ کمان کیانی دوش سے اتارون جب تک کمان کاندھے سے
اُتارین وہ خطا کار قندیل فلک ہوا رستم نے جو دیکھا کہ مواج شہ زور کو لے گیا چار ون
سردارون کے قریب آکے عکس زرہ ہفت جوش کا ڈالا سردار اُٹھے باقی ماندہ ساحرون
پر سحر کرنے لگے ساحر ہاتھ باندھ کر سامنے رستم کے آئے مطیع اسلام ہوے علمشاہ داخل
بارگاہ ہوے اہل قلعۂ گرداب نشان آکر حاضر ہوے رستم نے پوچھا کہ یارو تمکو کچھ معلوم
ہی کہ شہ زور کو کہان لے گیا کہا کہ ای شہریار یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ اُسکو
قلعۂ نہنگ کہتے ہین نہنگ دریا نوش مواج کا بڑا بھائی اُس قلعے کا حاکم ہی کیا عجب ہی
کہ وہان گیا ہو اُس سے مدد کا خواہان ہوگا وہ بلاے روزگار ہی رستم فرماتے ہین کہ اگر
مجکو لیجاتا یا یہ تحفہ جات میرے قبضے سے نکل جاتے تو مجھے اسقدر صدمہ نہ ہوتا مجکو شہ زور
کے لیجانے کا اس درجہ قلق ہی کہ لائق بیان کے نہین اُسکے نہ ہونے سے صحبت ویران ہی
خاصہ بھی طلسم کشا نے کم کھایا پہر رات رہے دربار برخاست ہوا سب اپنے اپنے مقام پر گئے
تصویر دلکش طلائے پر آئی رستم نے آرام کیا سمک براے نگہبانی قریب پلنگ طلسم کشا کے
موجود ہی حفاظت اپنے آقا کی کر رہا ہی کبھی زیر پلنگ چھپتا ہی کبھی گوشے مین مخفی ہو گیا مگر اب
حال مواج کا تحریر کرتا ہون کہ مواج جو شہ زور کو لیکر چلا نہنگ دریا نوش بالاے قلعہ
ٹہل رہا تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا مواج کو دیکھا کہ ایک پہلوان کو پنجے مین دبائے
اسی طرف آتا ہی نہنگ نے پکار کر آواز دی کہ ای برادر اس پہلوان نے کیا خطا کی کہ جو اسکو
لیے آتے ہو ذرا میرے پاس آؤ مین نے ایک خبر وحشت اثر سُنی ہی مواج گھبرایا ہوا تھا
مگر نہنگ کے کہنے سے اُتر آیا نہنگ نے حال پوچھا مواج رونے لگا کہا کہ ای برادر کیا حال
بیان کرون صحراے گرداب نشان ویران ہوا رستم نے قلعہ پر قبضہ کر لیا تمام اہل قلعہ
شریک رستم ہوے ہین ناچار ہو کر یہ پہلوان کہ سارے طلسم مین مشہور تھا اور اپنے

زور پر مغرور تھا طلسم کشا نے آٹھ پہر لڑکر اسکو زیر کیا یہ رفیق طلسم کشا ہوا جنگ سے چوٹیا
عاجز ہوا تمھاری بھاوج قتل ہو چکی تھیں کچھ اور نہ بن پڑا اسی کو لے بھاگا چار ساحر کہ
طلسم کشا کے ساتھ ہین اُنکو بے کار کر آیا ہوں اب کہیں ٹھہر کر تدبیر کرونگا نہنگ نے یہ
حال سنکر مواج کو گلے سے لگایا کہا کہ بھائی گرداب نے اپنے سحر کے زور مین اپنی جان دی
تم قلعہ مین بیٹھو آرام کرو مین جا کر ایسا طلسم کشا کو تنگ کرونگا کہ اپنی جان سے بیزار ہو اگر ہم
پڑ گیا اور تحفہ جات لے لیے تو طلسم کشا کو سوا جان دینے کے کچھ نہ بن پڑیگا اپنے ہاتھ
سے گلا کاٹ لیگا یہ کہکے نہنگ دریا نوش بصد جوش و خروش اڑتا ہوا طرف لشکر
طلسم کشا کے چلا آگے ایک پہاڑ پر ٹھہرا فغفور کو طلاے پر دیکھا کہ ایک ماہ زمین پری پیکر
سیم بر رشک قمر ٹہل رہی ہے نہنگ عقاب بنکر گرا فغفور کو اٹھا لایا زبان مین سوزن
دی پھر جھپٹ کر گیا لشکر مین اُترا خیمۂ جھلال دریافت کیا نقب کھود کے خیمۂ جھلال مین
پہونچا جھلال کو بھی سحر کر کے لے بھاگا فغفور کے پاس اسکو بھی بٹھا دیا پھر لشکر مین
آیا ہماے اور رنگ نشین کی بارگاہ مین پہونچا ہما پر سحر کیا کھٹکا جو ہوا ملکہ ہما کی آنکھ
کھل گئی دیکھا کہ نہنگ دریا نوش کھڑا سحر کر رہا ہے تڑپ کر اُٹھی نہنگ نے منھ سے
حباب چھوڑا وہ حباب ہما پر پڑا حباب بیہوشی تھا منھ پر جو پڑا فوراً بیہوش ہوئی نہنگ
دریا نوش نے ملکہ ہما کو بھی لیا اسی طرح خیمۂ تصویر مین آیا تصویر کو بھی بیہوش کر کے
اُٹھا لایا جب ان چاروں ساحروں کو لا چکا تب ابر سحر بنایا اُسکو لشکر طلسم کشا پر برسانے لگا
جسپر قطرہ گرا وہ بیہوش ہوا یکایک ہلڑ جو ہوا سہاک قریب طلسم کشا تھا اسنے جو ہلڑ سنا
طلسم کشا کو جگایا عرض کی کہ حضور باہر نکلیں دیکھیے لشکر پر کیا آفت ہے پانی برس رہا ہے
جسپر قطرہ پڑا وہ بیہوش ہوا ہزاروں بیہوش پڑے تڑپ رہے ہین عالمشاہ باہر نکلے
دیکھا خیمے گر رہے ہین پانی بڑے زور سے برس رہا ہے یا تو پانی برس رہا تھا یا یکایک برف
گرنے لگی پہاڑ جا بجا سپید معلوم ہوتے ہین کچھ لوگ زیر برف دبے ہین پڑے تڑپ رہے ہین
رستم نے بڑھ کر تیغۂ ہفت جوہر کو چمکایا جس مقام تک چمک تیغے کی پہونچی برف موقوف ہوئی
نہنگ دریا نوش نے جب دیکھا کہ ابر جو لشکر طلسم کشا پر بھیجا تھا وہ ابر ٹھہر رہا ہے برف

نہیں برستی جی میں کہتا ہی کہ میں نے برف برسا کر چاہا تھا کہ مسلمانوں کو ٹھنڈھا کرون یہ کیا سبب ہی کہ ابر پھر رہا ہی کیا رنگ ہی کہ برف نہیں برستی آخر پہاڑ سے اُترا ایک مرد پیر کی شکل بنکے لشکر طلسم کشا میں آیا دیکھا کہ تمام لشکر بیہوش پڑا ہی چند کس ہوشیار ہین سمک سالئے ہین کلاہ ہفت گوشہ کے کھڑا ہوا ہی سمک نے دور سے دیکھا کہ ایک مرد پیر زمین گیر برف کو پامال کرتا ہوا آتا ہی سمک سوچا کہ شاید یہ سحر اسی کا ہی یہ برف کو پامال کرتا ہوا آتا ہی سمک قریب پہونچا کہا کہ ای مرد پیر کس فکر مین پھر رہا ہی کسکی تلاش ہی نہنگ نے فوراً جواب دیا کہ مین خبر گو اس لشکر کا ہون سمک نے رستم کو خبر دی کہ چارون ساحر لشکر سے غائب ہوے نہنگ دریا نوش نے دور سے دیکھا کہ عیار آتا تھا مجکو دیکھ گیا طلسم کشا سے کہنے گیا ہی یہ سوچ کر بھاگا آکر پہاڑ پر ٹھہرا اور دوسرا لکہ ابر تیار کیا طلسم نے دیکھا کہ چند کس ہوشیار ہوے تھے پھر برف برسنے لگی طلسم کشا تیغہ ہفت جوہر چمکاتے پھرتے ہین سمک نے دیکھا کہ اس پہاڑ کی طرف سے لکہ ہائے ابر آتے ہین رستم سے کہکر چلا کہ غلام واسطے خبر کے جاتا ہی ایک ساحر کی شکل بنکر چلا قریب کوہ کے پہونچا دیکھا کہ پہاڑ سے لکہ ابر نکل رہے ہین سمک گھاٹیون کو طی کرکے بالاے کوہ آیا دیکھا کہ چارون ساحر ہمارے لشکر کے بیہوش پڑے ہین اور ایک ساحر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی سمک نے آکر سلام کیا کہا کہ ای شہنشاہ ساحران آپ کسپر سحر کر رہے ہین نہنگ نے کہا کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے سمک نے کہا کہ مین اسی جنگل مین رہتا ہون ایک طائر نے مجکو آکر خبر دی کہ خداوند ہفت پیکر نے فرمایا ہی کہ بالاے کوہ ہمارا بندۂ خاص آیا ہی اور برائے بربادی لشکر اسلام سحر کر رہا ہی جاکر اُسکو خبر دو کہ تیرے ہاتھ سے طلسم کشا گرفتار ہوگا نہنگ نے کہا کہ مناسب یہ ہی کہ تم بھی بیٹھ کر سحر کرو کل لشکر بیہوش ہو جائے مین جاکر طلسم کشا کو پکڑ لون سمک نے کہا کہ آپ نے ان چارون نمکحرامون کو خوب گرفتار کیا ہی مددگار لشکر اسلام ہین انھون نے طلسم کشا کو رہبری کرکے تا بہ قلعہ گرداب پہونچایا گرداب جادو قتل ہوئی موج بھاگ کر نکل گیا یہ کہکے سمک نے بیٹھ کر کہا کہ ایک جام شراب پیجیے نشے کے جوش مین ہم آپ ملکر سحر کرین طلسم کشا کو گرفتار کر لین نام شراب کا سنکر نہنگ ہنسا کہا ای مہر سلالۂ

مین عیارون سے بہت ڈرتا ہون آخر تم میرے پاس آکر پہونچے عیارون کے حیلے نکالے اب مین تمھین کب جانے دیتا ہون مین نے کتاب مین لکھا دیکھا ہو کہ جس وقت تم بالاے کوہ جاؤ گے بعد تھوڑی دیر کے عیار طلسم کشا آئیگا اول شراب کا ذکر کریگا وہ عیار طلسم کشا ہی سماک نے چاہا کہ کود کر بھاگ جاؤن مگر نہنگ نے سحر کیا سماک اُٹھتے ہی گرا نہنگ نے سماک کو بھی گرفتار کیا کہا کہ او مکار مین تجکو قتل کرون تب طلسم کشا کو گرفتار کرون یہ کہکے چارون ساحرون کی زبان مین سوزن دی اُنکو ہوشیار کیا جھلال سرکش نے دیکھا کہ سماک گرفتار بیٹھا ہو نہنگ قصد کر رہا ہو کہ سماک و فغفور وغیرہ کو قتل کرون قضاے کار یہان سے قریب ایک قلعہ ہو وہان کا حاکم نیسان جادو سنگیتر فغفور کا کہ نسبت اُسکی قرار پا چکی ہو تھوڑی بھرنا باقی ہو اپنے قلعے مین بیٹھا ہو کہ ہرکارے نے آکر خبر دی کہ تیمور جادو مارا گیا طلسم کشا کے مقابلے مین گیا تھا وہان قتل ہوا نیسان نے ہرکارون سے پوچھا کہ یہ بھی تمکو کچھ خبر ہو کہ فغفور بیٹی تیمور کی کہان گئی اُسپر کیا معرکہ گذرا ہرکارون نے کہا کہ فغفور قبل قتل تیمور نکل گئی جمال طلسم کشا پر مائل ہوئی اب وہ ہمراہ طلسم کشا کے ہو نیسان جادو اپنے مقام سے جھلا کر اُٹھا فغفور کو تلاش کرتا ہوا چلا اول قلعہ تیمور پر آیا وہان فغفور کو نہ پایا وہان سے اُڑتا ہوا لشکر طلسم کشا پر آیا دیکھا کہ لشکر پر طلسم کشا کے برف برس رہی ہو کہین فغفور کا نشان نہین پایا لشکر طلسم کشا پر سے بھی اُڑتا ہوا بالاے کوہ آکر دیکھا کہ فغفور سرنگون بیٹھی ہو نیسان جادو نے آسمان سے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام تیغہ کھینچے سر پر کھڑا ہو چاہتا ہو فغفور کو قتل کرون نیسان جادو غصے سے کانپنے لگا جی مین کہتا ہو کہ شاید ساحر عاشق ہوکر میری معشوقہ کو لایا اب چاہتا ہو کہ قتل کرے جیسے ہی نہنگ نے ہاتھ اُٹھایا کہ فغفور پر خنجر مارون نیسان نے کارد سحر پھینکی کارد سحر آکے نہنگ کے ہاتھ پر گری ہاتھ کٹ کر گرا اپنے طرف آسمان کے دیکھا کہ نیسان سحر کر رہا ہے نہنگ اپنے مقام سے چلا ہاتھ سے پرنالہ خون کا بہتا ہوا طرف نیسان کے گولہ پھینکا نیسان زمین پر آیا دونون مین سحر چلنے لگے جب نیسان نے دیکھا کہ مین غالب نہین آتا جھپٹ کر فغفور کی زبان سے سوزن نکالی فغفور چونک کر اپنے مقام سے اُٹھی نہنگ پر سحر کرنا شروع کیا

لیکن نیسان عشق مین ملکہ فغفور کے ایسا بیتاب ہی نہ دمبدم پکارتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان لبون پر دم ہی لبنی یہ کیفیت ہی نظم

ایک ڈھب پر نہین رہتا ترا از بہار مزاج
ہر طبیعت متلون تو ہی عیار مزاج

رات دن دل سے ہین حضرت کو دعا کرتے ہم
گو نہین پوچھتے تم ای مرے دلدار مزاج

ای مرے رشک مسیحا تری فرقت کے سبب
جسم بیزار و ضعیف اور ہی بیمار مزاج

عرش پر پہونچے نہ کیون اپنا دل ای ہمدم
ایکباری جو وہ پوچھے مرا دلدار مزاج

سرو قد غنچہ دہن پھول سا منھ گل سا بدن
خوش ہو پھر دوسرے سے خاک مرا یار مزاج

سچ تو یہ ہی کہ مسیحا تری فرقت مین بیان
ایک دن پھر مرا بگڑا اپنا سو بار مزاج

فرقت یار سے ہون گور کنارے پہونچا
کیا بتاؤن کہ ہی کیسا مرے غمخوار مزاج

کس محبت سے مسیحا نے شفا سے پوچھا
کیسا رہتا ہی ترا ای مرے بیمار مزاج

فغفور جواب دیتی ہی کہ او نیسان کیون دیوانہ ہوا ہی کیا تیری قضا آئی ہی نیسان نہنگ پر سحر کر رہا ہی فغفور نے دیکھا کہ نہنگ بلا کا ساحر ہی اسپر سحر تاثیر نہین کرتا جھپٹ کر ہلال کی زبان سے سوزن نکالی ہلال نے اٹھتے اٹھتے ہما سے اور نگ نشین کی زبان سوزن نکالی ہما نے اٹھتے اٹھتے گجرا پھولون کا ہاتھ سے کھولا نہنگ پر کھینچ مارا نہنگ کی آنکھین سرخ ہوئین چہرہ گلنار ہوا جس نخل کے سائے مین کھڑا تھا ملکہ ہما نے آواز دی کہ ای طائر زمزمہ سنج نہنگ کو ایک غزل صاف صاف سنا دے بس یکایک نخل پر سے ایک طائر اڑتا ہوا آیا اسنے منقار کھولی مثل انسان کے یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

دکھلا رہا ہی جب کہ انور بہار صبح
کیونکر رہین نہ دل سے بھلا ہم نثار صبح

سر کی نہ زلف اس رخ انور سے زینہار
یاد آگیا جو یار کو اپنا قرار صبح

رخسارۂ حسین کے جو عاشق ہین آپ کے
کیونکر کرین وہ جان نہ دل سے نثار صبح

شب بھر یہی دعا ہی خدا سے ہمین شفا
دکھلائے جلد پھر ہمین خالق بہار صبح

یہ جو اشعار اس طائر نے پڑھے نہنگ جھومنے لگا بے اختیار پکار اٹھا کہ ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی مین مدت سے آپ پر جان دیتا ہون اگر حکم ہو تو دل و جان آپ پر

نثار کرون جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن ملکہ ہما نے پوچھا کہ مواج سمندر نشین جو شہ زور نامو
کو گرفتار کرکے لے گیا اُسکو کہان رکھا نہنگ نے دیکھ کر آواز دی کہ مین اپنے قلعے مین
بیٹھا تھا کہ مواج شہ زور کو لیکر آیا مین نے اُسکے قید کا حکم دیا یہان براے گرفتاری طلسم کشا
آیا تھا اب جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ملکہ نے قریب آکر نہنگ کا ہاتھ تھام لیا ہار گلے سے اُتارا
گلے مین نہنگ کے پہنا دیا نہنگ اور زیادہ مبہوت ہوا ملکہ ہما نے کہا کہ اپنے قلعے پر جاؤ
شہ زور کو رہا کرکے لاؤ یہ بھی خیال رہے کہ بعد رہائی شہ زور مواج کو اپنے قلعے سے
نکال دو اگر نہ نکلے گرفتار کرکے لاؤ ہم لوگ بھی وہین آتے ہین نہنگ مبہوت ہوکر تیغہ
کھینچ کر چلا عقب مین چارون ساحر چلے سب کے آگے بڑھا ہوا مہلال سرکش برابر ملکہ
ہما کے اور رنگ نشین آگے بڑھا ہوا نہنگ اپنے قلعے پر آکے پہونچا تلوار کھینچے ہو
قید خانے مین آیا شہ زور کو رہا کیا مواج نے کہا کہ اے نہنگ تجھے کیا ہوا ہے قیدی کو
رہا کرتا ہے دیکھ یہ برائی ہے نہنگ نے کہا کہ ملکۂ عالم نے کہا ہے تو ہمارے قلعے سے
نکل جا کیا قضا دامنگیر ہے تیرے قتل کی یہ تدبیر ہے مواج اور نہنگ سے تلوار چلنے لگی
اہل قلعہ قتل ہونے لگے مواج تو بلاے روزگار ہے عاجز کر دیا ہے کہ مہلال سرکش
آکر پہونچا مہلال نے بڑھکر نہنگ پر سینہ سپر کر دیا مواج پر گولے مارنے لگا ہمام
فغفور و تصویر نے مواج سمندر نشین پر آگ برسا دی ہما نے گجرا پھینکا فغفور نے
کارد کھینچ ماری تصویر برق بنکر گری مواج کس کس کے سحر کو روکے آخر اُسنے شانہ
آگے کر دیا شانہ مواج کا نشانہ ہوا تصویر اس زور و شور سے گری کہ پشت کو زخمی کرکے
چمکی ہما نے جو گجرا مارا مواج پر اسقدر پھول برسے کہ آنکھین سرخ ہو گئین مبہوت
ہوکر بیٹی کو پکار اُٹھا کہ اے دختر بلند اختر میرا تو یہ حال ہے کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہے
واسطہ خداوند ہفت پیکر کا ذرا زبان کھولو منھ سے تو کچھ بولو میری تو یہ کیفیت ہے

نظم

رشک آئینے کو آئے مری حیرانی پر	صدقے جمعیت خاطر ہو پریشانی پر
ہم تو گرداب حوادث مین ہین کیا دم مارین	لوگ ساحل کے ہنسین کشتی طوفانی پر

حال کھلتا ہی بد و نیک کا وقت بدن مین
جو ہر تیغ عیان ہوتا ہی عریانی پر

نہ مٹیگا وہ سمجھ لے اُسے پتھر کی لکیر
جو لکھا کاتب تقدیر نے پیشانی پر

سارے سامان مہیا ہون جو چاہے اللہ
دھیان کرنا نہ مری بے سر و سامانی پر

زیست کا خوف نہین جب سے یہ معلوم ہوا
موت مامور ہوئی میری نگہبانی پر

ورطۂ غم سے خدا ہی نے نکالا ای رند
ناخدائی کی مری کشتی طوفانی پر

اس طرح یہ اشعار پکار کر پڑھے کہ سب نے سنے جہلال نے پکار کر آواز دی کہ کیون ای مواج بڑے جوش مین ہو گیا دختر کو اپنے پہلو مین بٹھانا چاہتے ہو مواج نے جواب دیا کہ ای جہلال میرا حق ہی کیا مین نے غیرون کے لیے پرورش کیا تھا مذہب اسلمانان مین ان باتون کی ممانعت ہی ہمارے خداوند ہفت پیکر نے حکم دیا ہی کہ عورت راضی ہو تو تم بھی عار نہ کرو ادھر ہما نے اور رنگ نشین نے اور سحر کو زور دیا ہی ایک طرف سے تصویر نے سحر کو زور دیا ایک طرف سے فغفور نے بھی سحر کیا مواج اسقدر جوش مین آیا کہ ہزار ہا شعر پڑھے پکار پکار کر کہتا تھا کہ ای جان جہان میری جان اب تجھپر جاتی ہے روح کو راحت نہین قلب مین قوت نہین جہلال نے کہا کہ او بیحیا کیا بکتا ہی تجھکو غیرت نہین آتی اپنی زوجہ کے پاس جاتا کیون زیادہ گھبراتا ہی یہ کہکے گولہ مارا ملکہ ہما نے پکار کے آواز دی کہ ای گل اندام اسکو لیجا صحرا سے آواز آئی کہ کنیز حاضر ہوتی ہے سب نے دیکھا کہ سامنے سے ایک نازنین گل پیرہن غنچہ دہن رشک چمن قمر پیکر سیم کے پتلے پتلے ہونٹھ جن مین مسیحائی حسن شباب کی رعنائی جوڑا رنگین پہنے ہوے گوشہ صحرا سے پیدا ہوئی پکارتی ہوئی کہ ای مواج مین تجھپر عاشق ہون میرے ساتھ آ مین نے باغ بنوایا ہی نہایت سرسبز و شاداب گل و غنچے وہان کے نایاب عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین ہم تم وہان چل کر بیٹھین سیر باغ بفرحت دیکھین مواج اُس نازنین کو دیکھکر بے اختیار ہو کر دوڑا جا کر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا گستاخی کرنے لگا اُس نازنین نے ایک طمانچہ مارا کہا کہ او بیغیرت ہم تجھسے کہتے ہین کہ خلوت مین چل تو سب کے سامنے پاؤن پھیلاتا ہی دیکھتا ہی کہ جہلال کھڑا ہی تو لحاظ نہین کرتا مواج طمانچہ کھا کر چپ ہو رہا

اُس نازنین نے طرف صحرا کے اشارہ کیا مواج ساتھ اُس نازنین کے طرف صحرا کے چلا
تھوڑی دور جا کر اُس نازنین نے گلے سے موتیون کا مالہ اُتارا کہا کہ یہ بڑی آبرو ہی اسکو
پہن لو مواج نے سر جھکایا اُس مہ جبین نے موتیون کا مالہ گلے مین مواج کے پہنا دیا مالہ
پہنتے ہی غصے مین کانپنے لگا کہا کہ او شقی تو نے یہ کیا حرکت کی سر بازار مجکو موتیون کا
مالہ پہنایا میری آبرو مین فرق آیا نازنین نے کہا کہ بس بیہودہ نہ بکو میرے ساتھ باغ مین چلو
بڑی فرحت حاصل ہوگی باغ کو دیکھ کر تسکین دل ہوگی مواج نے تلوار کمر سے کھینچی
اُس نازنین نے سر جھکا دیا کہا کہ اے جلاد صاحب ظلم و بیداد سر کاٹ لے تو اس بہر سے
آگاہ نہین سراسر بدعت کرتا ہی کیونکر کہون کہ تو مجبور مرتا ہی مواج نے ہاتھ تلوار کا مارا
اُس نازنین کا سر کٹ کر گرا مواج جھک کر دیکھنے لگا گلوے بریدہ سے جو فوارہ خون کا
نکلا مواج دریاے خون مین نہا گیا بدن مین آبلے پڑ گئے سامنے ایک جھیل تھی آہ آہ کرتا ہوا
قریب اُس جھیل کے پہونچا جھک کر جو جھیل مین دیکھا اپنا عکس نظر آیا پکارتا ہی
کہ اے بھائی آؤ تمکو نے دریا مین قید کیا کئی مرتبہ یہی بات کہکے آخر جھم سے پھاند پڑا غرق
دریاے لعنت ہوا مچھلیان تڑپ تڑپ کر بلند ہوئین کئی نہنگ بھی نکلے پانی جوش مارنے لگا
بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا کہ نام من مواج سمندر نشین بود جب مواج مرا یہ سب
سردار خوشیان کرنے لگے جن قلعہ جات کے حقیر نے نام تحریر کیے اُن قلعون پر قبضہ
کرتے ہوے چلے آتے ہین اب یہ سب قلعے اسلام آباد ہوے یہ سب سردار رئیسان قلعہ جات
کو لیکر خدمت رستم مین آئے جہلال نے صلاح کی کہ اب طرف صحراے محیط کے چلیے سمک
نے بھی کہا کہ صحراے محیط مین پہونچکر لوح کا پتہ ملیگا بعد حصول لوح پھر فتاحی طلسم اصلی ہی
تین پہاڑ فتح ہوے ان پہاڑون کی بھی سیر ضرور ہی رستم نے فرمایا کہ کئی مہینے سے صحراے
گرداب نشان مین حیران و سرگردان رہے اب ایک ہفتہ قلعۂ گرداب نشان پر ٹھہر
بعد ہفتہ کوچ کرینگے اس خیال سے رستم قلعۂ گرداب نشان پر مقیم ہین کہ انکا حال
وقت پر لکھونگا ہمراہیان رستم جو ساتھ سے چھوٹ گئے تھے وہ قلعہ گرداب نشان
پہ آکر ملے اب لشکر کثیر رستم کا جمع ہی تمام صحرا لشکر ظفر اثر سے معمور ہے +

دو کلمہ داستان حیرت بیان بادشاہ لشکر اسلام شاہزادہ سعد بن قباد کا کوچ کرنا قلعۂ لالہ زار سے اور پہونچنا کوہ الماس پر و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام صہبائے عشق
کہ گیسو کی صورت پریشان ہین
کہ دیوانہ وار و پریشان رہا
کہ سامان درد و الم ہو گیا
ہوا کوہ کن نام مشہور ہے
اُٹھائے محبت مین کیا کیا ستم
یہ وہ باغ ہے رنگ جسکا ہے زرد
لکھون کیا کہ یہ حال بھی طول ہے
یہ گلچین کو دعوی ہے با صد خوشی
یہ کرتے ہین رو رو کے باہم سخن
نہال مضامین نہ پایا گیا
دکھائے فلک نے ہمین کیا ستم
بہار گلستان کی خواہش ہے
وہین بلبلین ہون کرین جبکہ غول
قصہ حال اُلفت بہت طول ہے
کہ مشتاق ہین ناظر و سامعان

کہ دل مین ہمارے جگہ پائے عشق
ہوا قیس محزون کا مجنون لقب
کہ وہ یاد مین رخ کی حیران رہا
ہوئی کوہ کن پر یہ سختی عیان
یہی عشق و اُلفت کا مذکور ہے
یہ سختی غرض جان شیرین گئی
گیا بلبل غم کو بھی گرد برد
چمن اسکے برباد ہین سر بسر
کہ یہ منزل غم نہ طے ہو سکی
کہ کس باغ مین ہے ہمارا گذر
کہ اس باغ کا آج سایا گیا
تڑپتے ہین اس باغ مین بار بار
یہی جان پر اپنی کاہش رہی
دکھایا فلک نے مصیبت کا باغ
کرو جلد اس راہ آفت کو طے

عجب عشق و اُلفت کے سامان ہین
دکھائے یہ اُلفت نے رنج و تعب
نہ لیلی کا ملنا ستم ہو گیا
کہ پہونچا سر کوہ وہ نیم جان
ہوے سختی عشق مین رنج و غم
محبت مین یہ بات حاصل ہوئی
غم و غصہ وان کا ہر اک پھول ہے
کہ صیاد ہین یان کے بیداد گر
ہر اک جا پہ بیٹھے ہین زاغ و زغن
عوض پھول کے خار ہین سر بسر
ہوے ہم گرفتار رنج و الم
خزان آگئی پھر نہ دیکھی بہار
کہ دیکھین بہار گلستان کا طور
پڑے دل مین لالے کی صورت سے داغ
لکھو داستان جلالت نشان

چہرہ راقمان مضامین خجستہ آئین داستان سرائی و کاتبان کتب رعنائی و زیبائی اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین ناظرین کو لطف بیان دکھاتے ہین۔ شعر۔ مرصع خیال و فصاحت ادا + چنین می نگارد بہ لطف و عطا + سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ شاہزادہ سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام دربندون کو فتح کرتے ہوے قلعۂ لالہ زار پر پہونچے چار پانچ لاکھ فوج شہریار کے ساتھ ہے ساحر و غیر ساحر بھی ہمراہ ہین سر پر جہانبانی پر

جلوہ فرما ہین گرد سرداران نامدار و ساحران غدار موجود ہین کہ ایک ساحر گھبرایا ہوا آیا عرض کی غلام نے
خبر پائی ہی کہ ایرج و نور الدہر آلیس مین ہمچشمی کر کے جاکر زیر کوہ مقناطیس کوئی مقام قصر عشرت
ہی اُسمین قید ہوے ہین یہ سُنکر بادشاہ نے بڑا تاسف کیا بیرون بارگاہ تشریف لائے کھڑے
ٹہل رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی بادشاہ نے دیکھا فیروزہ بن عمرو والا گہر پانچہزار فوج سے
آکر پہونچا سرداروں مین مقصود کوہ پیکر ولغمان مردم درو ہیکلان خود سر مع پانچہزار
فوج کے ساتھ ہین یہ لوگ ایک مقام پر لڑائی پڑی تھی سحر ساحران سے بیہوش ہوے جب
آنکھ کھلی تو اپنے کو ساتھ صاحبقران کے قید پایا جب صاحبقران رہا ہوے ان سب نے
کہا ہم خدمت مین بادشاہ کی جائینگے صاحبقران نے ساز و سامان دیکر فیروزہ کو روانہ کیا
تھا بہر نوع آکر خدمت مین شاہ کی پہونچے شاہ نے حال پوچھا فیروزہ نے تمام کیفیت صاحبقران
کی بیان کی بادشاہ نے فرمایا ای فیروزہ ایرج و نور الدہر قید ہو گئے اُنکی رہائی کی تدبیر
و فکر واجب و لازم ہی آج شب کو اس مقام پر رہو صبح کو کوچ ہو برابر کوہ مذکور کے ہمکو پہونچنا ہی
فیروزہ نے عرض کی ہفت پیکر کا طریقہ یہ ہی کہ ان دونون کو کسی جادوگرنی کے سپرد کیا ہوگا
غلام آگے بڑھ کے تدبیر کرتا ہی آپ کے اقبال سے دونون شیرون کو رہا کر کے لاتا ہی وہ بھی
دونون آفت برپا کرینگے بہت سے ملک ہفت پیکر کے قبضے مین ہین اب کئی سو ملک اہل اسلام
کے قبضے مین آچلے مگر وہ ملعون پہاڑون پر عیش کرتا ہی بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ آگے
بڑھو ہم بھی اپنے کو قریب کوہ مقناطیس کے پہونچاتے ہین فیروزہ اُسی وقت پانہاے
عیاری سے آراستہ ہو کر ایک طرف روانہ ہو گیا صبح کو بادشاہ نے کوچ کیا سرداران مذکور
آپ کے ساتھ ہین منزل در منزل جاتے ہین کوئی رہبر کامل ایسا ساتھ نہین ہی کہ لشکر کو طرف
کوہ مقناطیس کے لیجاے مشکبار جادو کہ عاشق جمال ہمشیال ہی رہبری کرتی ہوئی آتی ہی
لیکن فیروزہ بن عمرو تیسوین دن شام کو ایک صحرا مین پہونچا کہ نہایت سرسبز و شاداب ہی
چشمہ ہاے آب لاجواب فیروزہ ایک نخل کے سایے مین ٹھہرا شب ماہ تھی اسنے جو صحرا کو
دیکھا لاجواب پایا ایک فقیر کی شکل بنکر لباس شنجرفی زیب جسم گوری صورت چہرے پر ملاحت
مین نکال کے بیٹھا آسن مار کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگا۔ نظم

سرسبز ہین نسرین و گل و یاسمن ابتک — محفوظ خزان سے ہی بہار چمن ابتک
رکھا ہی امانت کی طرح مجکو زمین نے — میلا نہین ہونے دیا تار کفن ابتک
کی خاک بھی برباد مری کوے صنم سے — ہی دل مین کدورت ترے چرخ کہن ابتک
شاک دل سے نکلتا نہین ہستی و عدم کا — ثابت نہ کمر ہی نہ تمہارا دہن ابتک
سو قافلے اس دشت مین آئے بھی گئے بھی — ہم ڈھونڈھتے ہی رہگئے راہ وطن ابتک
موزون نہین کرتے ہین جو مضمون دہن کو — سمجھے نہین شاید وہ مذاق سخن ابتک
شمشاد بھی دیکھے ہین بہت کبک بھی لاکھون — قد دیکھا تمہارا سا نہ ایسا چلن ابتک
مرنے پہ بھی الفت نہ گئی شعلہ رخون کی — جلتا ہی تب غم سے ہمارا بدن ابتک
بوسے مین لیا کرتا ہون اس رخ کے شب و روز — خون روتا ہی جسکے لیے لعل یمن ابتک
ای رتنا محبت ہی خط و خال بتان سے — قبضے مین ہمارے ہی خطا و ختن ابتک

اس رنگ مین بیٹھا ہوا فیروزہ یہ غزل گا رہا ہی طائرون نے جو یہ آواز سنی آشیانون سے سر نکال دیلے گانا سن رہے ہین بعضے پھڑک پھڑک کے آشیانون سے گر رہے ہین چند آہوان صحرا دشت سے نکل کر سامنے آبیٹھے ہین آنکھین گردش کر رہی ہین بہ نگاہ حسرت دیکھ رہے ہین فیروزہ جان توڑ توڑ کے بین بجا رہا ہی کہ صحرا گونج رہا ہی قضاے کار اس صحرا کی حاکم ملکہ مقناطیس جادو باغ مین بیٹھے بیٹھے گھبرائی شب ماہ دیکھکر کیفیت جو معلوم ہوئی خیال مین گذرا چلکر صحرا کی سیر کرون فوراً تخت پر سوار ہوئی تخت اڑتا ہوا چلا کسی کنیز کو بھی ساتھ نہ لیا تھوڑی دور باغ سے چلی تھی کہ کان مین آواز بین کی آئی حیران تھی کہ کون گا رہا ہی کس لطف سے بین بجا رہا ہی ایسا جنگلہ گا رہا ہی کہ دل بیچین کر رہا ہی دل پر تاثیر ہوتی ہی تخت کو بلند کیا دیکھا ایک نخل کے نیچے ایک فقیر جہانگیر مگر نہایت حسین و جمیل بین کو گود مین لیے ہوے تانے مار رہا ہی آہوان صحرا و طائران ہوا بالطف سن رہے ہین مقناطیس نے تخت ٹھہرایا دیر تک گانا سنا آخر خیال مین گذرا کہ اس فقیر کو اٹھا کر لیچلو اپنے باغ مین اسکا گانا سنینگے تخت ہی پر بیٹھے بیٹھے سحر کیا فیروزہ کی آنکھین بند ہوگئین بیہوش ہوا مقناطیس نے ایک زنجیر سحر لٹکائی فیروزہ کو اٹھا کے تخت پر ڈالا اسی طرح لیکر طرف اپنے باغ کے چلی باغ مین لاکے ایک گوشے مین فیروزہ کو اتار کنیزون

سے کہدیا اس فقیر کی خبر رکھنا آب و دانہ اسکو پہونچانا کسی طرح کی اسکو تکلیف نہو ہمارا منظور نظر ہے کنیزین فیروزہ کی خدمت مین گئین فیروزہ کی آنکھ کھلی اپنے کو مجمع مہجبینان مین پایا ایک کنیز بہت شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ نام دم بدم فیروزہ کو چھیڑتی ہے کہتی ہے ای شاہ صاحب تم تو لنگوٹ بند ہو ملکۂ عالم کا عالم شباب تمکو اٹھا کر لائی ہین جب یاد فرمائینگی اس وقت کیا جواب دوگے فیروزہ نے کہا کہ بی گلرنگ ملکہ عالم میری مالک ہین جب مجھے یاد فرمائینگی میرا کام جو گانا بجانا ہے وہ انکو گانا سناؤنگا ملکہ عالم کا دل بہلاؤنگا اور باتون سے مجھے کیا کام ہے باتون ہی باتون مین کنیزون سے فیروزہ نے پوچھا بی گلرنگ کے کیا خدمت متعلق ہے کنیزون نے کہا یہ گائن ہے فیروزہ باتون مین لگا کر گلرنگ کو تخلیہ مین لیگیا اور اسکو بیہوش کیا اسکو تو کنارے ڈالدیا آپ اسکی شکل بنکر کنیزون مین آملا اب منتظر ہے کہ دیکھیے ملکہ عالم کب مجھکو طلب فرماتی ہے شب کو مقناطیس جادو جو صحبت مین بیٹھی کنیزون سے کہا شاہ صاحب کو لاؤ کنیزون نے عرض کی شاہ صاحب کا نشان نہین ملتا گلرنگ نے کہا واری اس فقیر کی کیا ضرورت ہے مین اس سے بہتر گانا سناؤن مقناطیس نے اشارہ کیا فیروزہ موسوم بہ گلرنگ نے سامنے مقناطیس جادو کے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی۔

نظم

الفت نہ کرونگا اب کسی کی
دل دے کے سنو جو لینے جی کی
معروف ہے سینہ کوبی مین دل
اب لے لے قسم تو عاشقی کی
روتے پہ میرے ہنستے ہین آپ
تن حور کا شکل ہے پری کی
دیوانہ ہوا ہون اک پری کا
تکلیف نہ کر تو سیکشی کی
کرنے دو بدی جو کرتے ہین غیر

دشمن ہوا جس سے دوستی کی
اوّل اوّل بھلائیان کین
آتی ہے صدا دھڑا دھڑی کی
کرتے رہے روز اضطرابی
ہنس لیجیے بات ہے ہنسی کی
شیرین دہنو نہین ہے زیبا
تقصیر یہی تو واقعی کی
آنکھین لڑین تجھسے مین ہوا قتل
سنتا نہین زنہار وہ کسی کی

حالت کہو اپنی بیخودی کی
آخر آخر بہت بری کی
الفت پر تیری خاتمہ ہے
تقاضہ نہ کی کبھی کسی کی
کیونکر نہ فریفتہ ہو انسان
تم باتین کرو نہ پھیکی پھیکی
لبے یار ہے دل کباب ساقی
ان ترکون نے جنگ زرگری کی
آس اس طرح اس غزل کو گایا

اور سامنے مقناطیس جادو کے ہاتھ اٹھا اٹھا کے اسطرح بتایا کہ مقناطیس جادو

بیقرار ہوگئی کہتی ہی کیون گلرنگ آج تو تمنے نیا رنگ دکھایا عرض کی حضور یہ تو ہمارا پیشہ ہی
ہر روز نیا رنگ دکھاتے ہین وہ فقیر بھاگ گیا اگر سامنے ہوتا تو معلوم ہوتا ملکہ نے ارشاد کیا
ای گلرنگ جنگل مین بیٹھا ہوا وہ بین بجارہا تھا اور جنگلہ گا رہا تھا تمام صحرا ویران معلوم ہوتا تھا
تم لوگون نے کمی کی وہ جان بچاکر بھاگ گیا اُسکا گانا اگر سنتین تو بیتاب ہوجاتین مین آج پھر
صحرا مین جاؤنگی شاید وہ ملجائے فیروزہ نے کہا لونڈی کو ساتھ لیجلیے مین اُسے تلاش کرونگی
اب دو گھڑی دن رہے ملکہ نے زعفرانی جوڑا پہنا دریاے جواہر مین غوطہ مارا اور تخت پر سوار ہوئین
فیروزہ کو ساتھ لے لیا تخت کو اُڑایا صحرا مین پہاڑ پر آکے ٹھہرین تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ
نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا تخت پر ایک تاجدار بہ فر فریدونی و حشمت جمشیدی
تاج شہریاری بر سر چار قب شہنشاہی در بر جوڑا زعفرانی زیب جسم سپر و شمشیر آگے رکھے ہوے
پشت پر دس ہزار سپاہ سردار گرد گھیرے ہوے نقارے پر چوب پڑتی ہوئی علمہاے زنگاری
کے پھریرے کھلے ہوے بہ حسن یوسفی مصاحبون سے باتین کرتے ہوے جب دہن کھولتے ہین
سامعین موتی رولتے ہین غنچہ دہن رشک چمن چہرہ آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب اب جو
مقناطیس نے اس جمال جہان آرا کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوگئی کہا کہ گلرنگ تو نے بھی
شہریار کو دیکھا نہین معلوم یہ شہریار پھول کس باغ کا ہی شوکت ولیاقت مثل چاکران کمترین ہمراہ
ہین دیکھنے سے صورت زیبا کے حال تباہ ہی کیا کہون کہ کیا کیفیت ہی جی چاہتا ہی گریبان چاک
کرون خاک اس صحرا کی اپنے منھ پر ملون ای گلرنگ اب تو میری یہ کیفیت ہی۔ نظم

گل کسی شمع رو پہ کھا بیٹھے
چاندنی مین اگر وہ آ بیٹھے
ہی وہ قسمت فقیر ہو جاؤن
مرتے مرتے بھی جی جلا بیٹھے
راہ الفت مین رکھا جب قدم
ٹیڑھی سیدھی جو وہ سنا بیٹھے
خاک ہو کر اگر اُٹھین تو اُٹھین

دل کو پروانہ سان جلا بیٹھے
تو لنا تیغ کا عبث ہر بار
میرے سر پر اگر ہما بیٹھے
جذبۂ دل نے کیا انھین کھینچا
سر سے ہم پہلے ہاتھ اُٹھا بیٹھے
کشتگان وفا شہید ہوے
اب تو در پر تمھارے آ بیٹھے

مہ کے منھ پر ہوائیان چھوٹین
جو لگانا ہوا لگا بیٹھے
رکھ دیا سر کو پاے قاتل پر
بے بلائے جو پاس آ بیٹھے
لگ چلا ہی تو پھر نہ رکھیو دلا
اب پڑھین آپ مرثیا بیٹھے
بوسۂ لب طلب جو مین نے کیا

خال رخ کو بھی وہ چھپا بیٹھے | جھُراب کو ٹلون یہ ہونے لگی | دولتِ حسن جب لُٹا بیٹھے
سبز رنگت یہ اُس پری کی زنا | کیا عجب ہی جو زہر کھا بیٹھے

فیروزہ نے عرض کی حضور مین اس تاجدار کو پہچانتی ہون یہ بادشاہ لشکر اسلام ہی یقین تو یہ ہی کہ ایرج نوجوان اور نورالدہر انکے لشکر کے سردار بلکہ عزیزدار کوہ مقناطیس پر قید ہوے ہین ام انھین کی فکر مین جاتے ہین اگر حضور حکم دین تو مین پاس اس شہریار کے جاؤن انکو حضور کے باغ مین لاؤن وہان اختیار ہی جو چاہیے کلام کیجیے ملکہ نے کہا اب تو اپنے باغ چلو جوان کی غرض ہی وہ ہمسے نکلیگی ملکہ نے یہ کہکر تخت اُڑایا طرف اپنے باغ کے چلین باغ مین آکر مسند پر بیٹھین مگر دل مین دھڑکن ہی قلب مین پھڑکن ہی گلرنگ جو پاس بیٹھی ہی اُسی سے چپکے چپکے باتین ہو رہی ہین دم بدم فیروزہ یہی کہتا ہی کہ حضور اگر حکم ہو تو اس شہریار کو جا کر لاؤن ملکہ کہتی ہین ای گلرنگ دل کو حجاب آتا ہی کہ اپنے دل مین کیا کہین گے کہ ہمکو بلا تکلف بلا لیا خدا ایسے نادیدہ مسلمان کوئی ایسا سبب نکالے کہ میرے باغ تک یہ شہریار آجائے بڑا احسان مجھپر ہو ملکہ تو اس خیال مین مین فیروزہ تسکین دیتا ہی کہ اگر آپکا عشق صادق ہی تو ایسا ہی ظہور مین آئیگا حضور کے قلب کو سرور ہوگا مگر بادشاہ اسلام جو آکر اُس صحرا مین اُترے پہلوے کوہ مین ایک پہلوان رہتا ہی اغلال شیر سوار نام ساٹھ ستر ہزار فوج کا مالک ہی اپنے مقام پر بیٹھا ہی کہ ایک طائر نے آکے اُسکی گود مین ایک کاغذ ڈالا طائر تو اُڑکر چلا گیا اغلال نے وہ نامہ پڑھا طرف سے ہفت پیکر کی مرقوم تھا ای بندہ خاص الخاص طاعت گزار با اخلاص تمھارے صحرا مین سعد بن قباد آکر اُترے ہین ایسا شبخون مارو کہ تباہ ہو جائین اس جنگل مین نہ رہنے پائین ام انکا ارادہ یہ ہی کہ وہ اپنے کو تا بہ کوہ مقناطیس پہونچائین اغلال نے یہ مضمون پڑھکر فوج کو حکم دیا یا دو حکم خدا آگیا خبر لاؤ اس صحرا مین سعد بن قباد کتنی فوج سے آکے اُترے ہین پہلوان کون کون ساتھ ہین ہرکارے روانہ ہوے بعد تھوڑی دیر کے ہرکارے واپس آئے عرض کی ای پہلوان دو رن صرف دس ہزار فوج سعد کے ہمراہ ہی کئی پہلوان قوی تن قوی من جری و بہادر صف شکن و تیغزن ہمراہ ہین اغلال نے کہا میرے ساتھ ساٹھ ہزار فوج ہی ایک حملہ مین دس ہزار کو پامال کردونگا سعد کو خود ٹوک کر مارونگا میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی دو پہر رات گئے اغلال گینڈے پر سوار ہوا

ساٹھ ہزار فوج کے جار غول کیے آپ آگے بڑھکے چلا یہان سعد آکر اُترے چونکہ براے ایرج اور نور الدہر بہت ملکدر ہین نعمان کو طلاے پر مقرر کیا ہزار جوان ساتھ لیکر نعمان طلاے پر آیا انتظام کرنے لگا دو پہر سے زائد شب گذری تھی کہ صحرا سے روشنی معلوم ہوئی نعمان نے گھوڑا بڑھایا دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار آگے بڑھا ہوا آتا ہے نعمان کو جو گھوڑے دیکھا نعرہ کر کے اغلال آپڑا نعمان کے ساتھ چند سوار تھے اغلال جو آگے گرا نعمان زخمی بلکہ چور چور ہوا سوار اسکو لے بھاگے جا کر بادشاہ اسلام کو خبر کی بادشاہ تلوار لیکر باہر نکلے مرکب خنگ سیاہ قیطاس تیار ہوا سوار ہو کر فوج کفار پر جا پڑے آکے نعرہ کیا باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا۔ نعرہ بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم	منم شیر میدان و با عدل و داد
منم نور عینین شاہ قباد	تلوار کھینچکر جا پڑے پہلوانون نے آواز جو شاہ کی سنی پہلوان	

بھی آکے لڑنے لگے بادشاہ لڑتے ہوے قریب اغلال کے پہونچے اغلال کا برادر اجلال سر کش آسنے پشت پر سے شاہ کو ہاتھ مارا تاج شاہی کٹا سر اطہر زخمی ہوا اوپر سے ہاتھ اغلال نے مارا زخم سر بادشاہ کا چو پارہ ہوگیا ایسا زخم کاری کھا کر ہاتھ تیغۂ نیمقام کا مارا کہ اغلال بھی زخمی ہوا پلٹ کے اجلال پر ہاتھ مارا کہ اُسکا شانہ نشانہ ہوا دونون پہلوان ہٹے بادشاہ کو غش آنے لگا تلوار کو نیام مین کیا ہاتھ گھوڑے کی گردن مین ڈالے فرمایا ای مرکب اصیل اب تیرا اُستت ہر اگر تو چالاک جیست ہی مجھکو لے نکل مرکب نے جو اپ کو سست پایا منھ مثل قعر بلا کے کھولا جو قریب آیا اُسکا شانہ چبالیا شتکین دولتیان مارتا ہوا شاہ کو میدان جنگ سے لے نکلا اور ملازم پہلوان گرفتار ہوے جب شکست فاش ہوئی اُسوقت مشکبار نے نکل کے دو چار ایسے سحر کیے جس سے اغلال کے دل مین خوف طاری ہوا لشکر کو لیکر پلٹا پہلوانون کو ارابے پر ڈال لیا نعمان اور مقصود اور سہیلان زخمی ہو کر گرفتار ہوے مشکبار جادو باقی لشکر کو ساتھ لیکر کوس بھر ہٹکر اُتری ہرکارے برلے تلاش سعد شہریار روانہ کیے خود بھی بیقرار ہوئی تلاش مین شہریار کی چلی لیکن گھوڑا بادشاہ اسلام کو لیے ہوے صحرا مین پہونچا صبح کو ایک جانب چلا یہان وہ وقت ہر کہ ملکہ طیسر بالاے قصر بیٹھی ہر فیروزہ بشکل گلرنگ اُسکے پہلو مین بیٹھا باتین بنا رہا ہر ملکہ نہایت عتاب مین

کہ قصر سے دیکھا صحرا سے گرد اڑی ایک مرکب باگین کٹی ہوئین زین ڈھلکا ہوا ایک شہسوار
گردن مین مرکب کی ہاتھ ڈالے ہوے گھوڑا بھاگا ہوا آتا ہے جب وہ مرکب قریب ایک جھیل کے
پہونچا جھیل سے پانی پیا بدن کو جنبش دی وہ شہسوار پشت مرکب سے زمین پر گرا گھوڑے نے
گھٹنون کو فوراً زمین پر ٹیک دیا زبان سے زخم چاٹتا ہے چاہتا ہے سوار اب اٹھے میری پشت
پر سوار ہو جب راکب نہ اٹھا آخر بے زبان تھا چرا مین معروف ہوا ملکہ نے بالاے قصر سے
یہ سب معاملہ دیکھا کہ جب پشت مرکب سے وہ شہسوار زمین پر گرے معلوم ہوا ستارۂ سحری زمین پر
چمک رہا ہے مقناطیس نے کہا ہے گلرنگ نہین معلوم یہ کون جوان ہے معلوم ہوتا ہے کسی مقام پر
قزاقون نے گھیرا ہے زخمی ہو کر گھوڑا اسطرف نکال لایا ہے چلو چلکر دیکھین فیروزہ نے کہا چھڑانے
آقا کو بچانا کہا ہے ملکہ عالم ضرور چلیے بڑی بدنامی کی بات ہے آپکے ملک مین قزاقون نے یہ حرکت کی لا
اس شخص کا علاج کیجیے اور قزاقون کا نشان دریافت کرایے انکو سزا دی جاے کہ پھر کبھی ایسی حرکت
نہ کیجائے کسی مسافر کو واسطے مال کے گھیرنا کونسی جوانمردی ہے ایسے ہی دلیر تھے بیشک جرأت کے شیر تھے
کہ مال اپنا بچایا ان سب ظالمون کے بیچ مین سے لڑ بھڑ کر جان بچا کر نکل آئے یہ سنکے ملکہ اٹھین
گلرنگ ساتھ ساتھ اور چند کنیزین بھی ہمراہ ہوئین باغ سے نکل کے جب قریب آئین اسی
شہریار کو دیکھا ملکہ بیقرار ہو کر زمین پر بیٹھ گئین سر زانو پر رکھ لیا کنیزون نے پانون تھامے بحفاظت
تمام بادشاہ لشکر اسلام کو لیکر ملکہ باغ مین آئین بارہ دری مین لاکے پلنگ پر لٹایا جراح بلا کر
زخم دوزی کرائی خود رومال لیکر بیٹھین گلرنگ نقلی سے کہتی ہین اے گلرنگ یہ خدا کی قدرت ہے
عشق حقیقی کی عجب صورت ہے کہ یہ شہریار زخمی ہو کر میرے باغ مین آیا مین علاج تو کرون آخر ہوش
آئیگا نفس کی آمد و شد جاری ہے میرے دل کی حالت سے پروردگار بخوبی ماہر ہے رومال ہلا رہی ہین
شہریار کے عارض انور پر ہاتھ رکھا کبھی تلوے سہلاے دم بدم فرماتی ہین کہ اے گلرنگ زخم کاری
کھایا ہے ابھی تک ہوش نہین آیا ہے دل کو اب بدگمانی ہوتی ہے سینہ پر تو ہاتھ رکھو گلرنگ نے
سینہ پر ہاتھ رکھا کہا اے ملکہ عالم آمد و شد نفس کی بخوبی معلوم ہوتی ہے پیشانی پر گرمی ہے اعضا میں
زخمی ہے تھوڑے عرصے مین ہوش آجائیگا طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ اب بہت جلدی ہوش آئیگا
آپس مین یہی باتین ہو رہی ہین ملکہ نے کہنے سے فیروزہ کے پیشانی پر ہاتھ رکھا اور سر بھی

جھکایا اشتیاق ہی کہ یہ جوان کلام کرے بوے زلف عنبرین جو دماغ مین بادشاہ اسلام کے
پہونچی اُسنے کام لخلخے کا کیا بادشاہ نے آنکھین کھولدین اپنے کو ایک قصر عالی مین پایا دیکھا
سامنے کرسی پر ایک معشوق پریچہرہ حسین جمیل قمر عذار گل رخسار غنچہ دہن سرو قد خورشید خد
جلوہ افروز ہی بادشاہ اسلام نے جو ایسے معشوق پریچہرہ کو دیکھا پیشانی پر پسینہ آگیا بے اختیار
پکار اُٹھے ای شہنشاہ حُسن و خوبی وای سرو باغ محبوبی تو گل کس گلستان بہجز ان کی ہی۔ نظم

چھری کس لطف سے پھیری گلے پر اپنے بسمل کے
جو بس ہوتا مرا تو چوم لیتا ہاتھ قاتل کے

دکھاؤنگا اگر مین زور اپنی وحشت دل کے
تو جوڑی کی طرح توڑونگا حلقون کو سلاسل کے

گریبان چاک کر ڈالا کیے ٹکڑے سلاسل کے
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

نہ رہجائیگا قیس زار لیلے تیرے نالے سے
مثال گرد لیتا جائیگا سائے سے محمل کے

جنون نے بعد مجنون مجکو بھجوایا بیابان کو
روانہ ہوتا ہی عاقل ہمیشہ بعد عاقل کے

کشش گرداب کی شاید نہ دریا دکھائیگی
مری کشتی بھی اُلٹیگی پہونچکر پاس ساحل کے

بادشاہ اُٹھ بیٹھے پوچھا ای ملکہ عالم تمھارا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی ملکہ نے سر جھکا کے جواب دیا
صاحب اس کنیز کو مقناطیس زعفرانی پوش کہتے ہین مین مصاحبان ہفت پیکر سے
ہون اُسکے امورات کا مجھکو اختیار ہی بلکہ خاص جو قصر عشرت ہی اُسکی مین منتظم ہون ملکہ فی الحال
دو فرزندان صاحبقران قصر عشرت مین مقیم کیے گئے ہین ظاہر مین نام قصر عشرت ہی لیکن
ہزار طرح کی وہان مصیبت ہی آٹھ پہر کے بعد دو روٹیان خشک ایک آبخورہ پانی کا انکو پہونچتا ہی
زنگنین شب کو جاکے ڈراتی ہین طالب وصل ہوتی ہین وہ جوان ایسے جلیل ایسے رئیس کے
فرزند ایسی زنگنون کو کیونکر قبول کرین بادشاہ اسلام نے کھود کھود کے حال ایرج نوجوان
اور نورالدہر کا دریافت کیا فیروزہ بہ شکل گلرنگ موجود ہی اُسنے جھک کے کان مین
بادشاہ اسلام کے کہا حضور زیادہ نہ دریافت فرمائین شاید کوئی باعث خرابی ہو غلام آپکا
کئی دن سے یہان حاضر ہی سب حال کھل جائیگا آپسے کلام کرنے کا ملکہ کو بڑا اشتیاق
تھا حضور کہان زخمی ہوے ملکہ نے خود دریافت کیا کہ ای شہریار یہ تو آپ ظاہر فرمائیے کہ آپکو
قزاقون نے کہان گھیرا تھا حضور نے بڑی جرائت کو کام فرمایا کہ مال اپنا قزاقون سے بچایا

سعد نے کہا اے ملکہ عالم قزاقون کی کیا مجال تھی کہ ہمپر دست انداز ہوتے اغلال شیر سوار
ساٹھ ہزار فوج لیکر دس ہزار پر شبخون آیا شب تاریک مین زخمی ہوا مرکب اسطرف نکال لایا
تمنے ہماری جان بخشی کی ورنہ یقین تھا کہ صحرا مین ایڑیان رگڑ کے مرتے مگر مرکب ہمارا انہین
معلوم کہان گیا ملکہ نے کہا صحرا مین چرا کر رہا تھا مین کنیزون کو بھیجتی ہون اور مرکب پر یہ معرکہ
گذرا کہ چرتا ہوا آگے بڑھگیا تھا وہان سے جو پلٹ کے آیا اپنے آقا کو نہ پایا بیقرار ہوکر ایک طرف
بھاگا ملازمان اغلال جو صحرا مین پھر رہے تھے اُنھون نے اغلال کو خبر دی کہ مرکب بادشاہ
کا دشت مین چرا کر رہا ہے اُسنے فوراً سوار ہوکر کئی ہزار آدمیون سے آکر مرکب کو گھیرا کئی سو
آدمی مرکب نے مارے آخر پھسیون اور زنجیرون سے مرکب کو گرفتار کرلیا اغلال نے مرکب کو
لا کے اپنے بیشہ مین باندھا لیکن ناظرین کو یاد ہوگا کہ یہ مرکب عہد طفلی مین حمزہ صاحبقران
کو باغ ابراہیم سے ملا تھا کسی کو اپنے پاس نہین آنے دیتا ہے مگر سُم بار بار کے زمین مین گڑھے
ڈالدیے ہین جو کوئی گھانس دانہ دینے آتا ہے کسی کا سر چبا لیا کسی کا شانہ منھ سے پکڑ کے نوچ لیا
کسی کو پشتاک ماردی کئی سو جوان مرکب نے مارے ہین بانسون سے کھسکا کے گھانس
دیتے ہین دانے کا توبڑہ بانس مین لٹکا کر مرکب کے منھ پر چڑھا دیتے ہین اسطرح سے دانہ
اور گھانس ملتی ہے مگر اغلال شیر سوار نے جبسے مرکب کو گرفتار کیا ہرکارون کو حکم دیا کہ
تلاش کرو اسی دو چار کوس کے گرد مین وہ جوان بھی ہوگا تلاش کرکے ہمکو خبر دو ہرکارے
اغلال کے روانہ ہوے جا بجا پوچھتے پھرتے ہین سعد شہریار باغ مین مقناطیس
زعفران پوش کے صحبت آرا ہین فیروزہ نے ابتک حال اپنا ملکہ پر ظاہر نہین کیا جب
ملکہ صحبت مین بیٹھتی ہین یہ بشکل گلنار سا گاتا ہے بجاتا ہے ملکہ کو بھی اس سے بڑی محبت ہے بادشاہ اسلام
بھی اپنے پاس تخلیہ مین اسکو بلا لیتے ہین ہر روز قصد کرتے ہین تا بہ اغلال جاؤن جا کر لشکر
وہین ماروں فیروزہ انکو منع کرتا ہے کہ آقا ابھی تامل فرمایئے زخم کو صحت ہولے تو حضور کو اختیار
ہے بادشاہ اسلام خاموش ہو جاتے ہین ایک ہفتہ اسی معرکہ مین گذرا ایک روز بادشاہ اسلام ملکہ
مقناطیس زعفران پوش کے ہاتھ مین ہاتھ دیے ہوے باغ مین ٹہلتے ہوے ایک چمن مین
آئے دیکھا ایک مادیان عربی کوہ سرین کوہ کفل لوہے کی میخون مین بندھی ہوئی زنجیرون سے

جکڑی ہی مگر فراٹے بھر رہی ہی اور سم مار مار کے زمین مین گڈھے ڈالدیے ہین ملکہ نے منع کیا
کہ صاحب اس گھوڑی کی جانب نہ جائیے یہ کمبخت خونی ہی ایک سوداگر لایا ہی کئی سال سے
اسکو خرید لیا ہی اسطرح کی خونی ہی کہ اسنے کئی سائیس مارے کئی جلشنین اسکے ہاتھ سے راہی
ملک عدم ہوئین گھانس پہ شکل دیجاتی ہی یہ کسکی مجال ہی کہ گھانس قریب سے دے سعد
نے ہاتھ ملکہ سے چھڑالیا آپ طرف مادیان کے روانہ ہوے ملکہ نے لاکھ منع کیا مگر یہ شیر بیشۂ جرأت
کب مانتے ہین ملکہ تو پیٹنے لگین کہتی ہین صاحب یہ کمبخت ایسا ہو کہ شانہ پاجاے تو چبا لیگی
لیکن بادشاہ اسلام چمکارتے ہوے گھوڑی کے قریب جو آئے وہ مادیان بہ نگاہ غور طرف
بادشاہ کے دیکھ رہی ہی جب قریب پہونچے آپ نے چمکارا اُس مادیان نے سر جھکا دیا زبان سے
سینہ چاٹنے لگی سعد نے پشت پر ہاتھ پھیرا کہا کیون صاحب اسکا زین و لجام بھی ہی ملکہ نے
کہا بس چلے آئیے اسکے قریب ٹھہرنا بہتر نہین زین و لجام تو موجود ہی نہین معلوم آپ سے کیا
خوف کیا کہ رہ رہ کے چہرۂ زیبا کو دیکھتی ہی سعد نے کہا زین و لجام ضرور منگاؤ کنیزین زین لجام
اُٹھا کے لائین سعد شہریار نے اپنے ہاتھ سے گھوڑی کو کسا دہانہ منھ پر چڑھایا جست کر کے
پشت پر سوار ہوے مادیان طرارے بھرنے لگی قریب دیوار باغ کے جو جست کی دیوار فرا گئی
بیرون باغ مادیان کو سعد پھیرنے لگے ملکہ نے دروازے پر آکے پکارا اے شہریار بس پلٹ آئیے
سعد نے گھوڑی کو پلٹایا باغ مین تشریف لائے اُسی طرح اُسکو باندھا فرمایا ملکہ ہم اسپر سوار ہوا کرینگے
ملکہ نے عرض کی اے شہریار اسوقت یہ مادیان نیکی کے دم مین تھی ورنہ ایسا نہ ہو حضور کو آزار
پہونچائے سعد نے کہا ملکہ ہمکو یہ آزار نہ پہونچائیگی ہمیشہ تسخیر رہیگی اب روز بادشاہ اسلام
اُس مادیان پر سوار ہو کے باہر باغ کے بھی آتے ہین ملکہ جب قسمین دلاتی ہین تب پھیر لاتے ہین
مگر ملکہ کو فیروزہ پر بڑی بدگمانی ہی یہی خیال ہر دم رہتا ہی کہ کیا باعث ہی جو شہریار اسکو تخلیے مین اپنے
پاس بلاتے ہین اور دیر تک باتین کیا کرتے ہین ایک دن بادشاہ اسلام نے ایک کنیز سے کہا
اے گلرنگ کو بلا لا وہ کنیز آکے گلرنگ کو بلا لے گئی ملکہ سقنا طلیس زعفران پوش بھی پیچھے پیچھے
چلین کہ دیکھون تنہائی مین کیا باتین کرتے ہین ملکہ آکے کمرے کے باہر کھڑی ہوئین فیروزہ اندر
آیا بادشاہ اسلام نے ارشاد فرمایا اے دوست صادق و اے محب واثق میرا ارادہ ہی کہ کل بارگاہ اجلال مین

جاؤن بعد زیر کرنے اغلال کے رہائی ایرج نوجوان اور نورالدہر کا سامان کرون فیروزہ نے عرض کی غلام کے نزدیک تو یہ بہتر ہو کہ دو چار روز اور توقف فرمائیے زخم بخوبی خشک ہو جائے دیر تک یہی صلاحین رہین ملکہ نے یہ سب باتین سنین با تو یہ بدگمانی تھی کہ گلرنگ کو تخلیہ مین کیون بلاتے ہین یا اب یہ ثابت ہوا کہ یہ تو عیار ہی شہریار کا ملکہ ہنستی ہوئین اندر کمرے کے آئین نام تو انکا سن ہی چکی تھین کہا کیون بھیا فیروزہ تمنے ہماری گلرنگ کو کیا کیا فیروزہ نے بتایا کہ فلان مکان مین ہی ملکہ نے اُسکو بلوایا اب فیروزہ ظاہر ہوا اور بادشاہ اسلام کے ہمراہ رہنے لگا دوسرے دن بادشاہ اسلام نے فیروزہ سے کہا کہ مادیان کو تیار کرو فیروزہ سمجھ گیا کہ آج شہریار ضرور اغلال کی بارگاہ مین جائینگے فیروزہ نے مادیان کو تیار کیا بادشاہ اسلام سوار ہوے پھرتے پھراتے جو آسن دبایا گھوڑی کو فرّا کے بیرون باغ آئے بادشاہ اسلام گھوڑی کو اُڑاتے ہوے چلے اب وہ وقت ہو کہ اغلال اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہو کئی سو پہلوان گرد ہین یہی فکر کر رہا ہو ہرکارون پر غصہ ہو کہ تمنے ابتک پتہ نہین لگایا وہ جوان گھوڑے سے کہان گرا لشکر اُسکا گرد اُترا ہوا ہو یہی کہہ رہا ہو کہ دیہات مین جا کر تلاش کرو کسی زمیندار نے اُسکو اپنے دامن مین پناہ دی ہوگی اگر مجھکو پتہ ملجائے تو گانون کو پھونکدون اُس جوان کا سر کاٹ کے لے آؤن میرے ہاتھ سے اُسنے زخم کاری کھایا ہو اگر کسی جنگل مین تڑپ کر مرگیا تو لاش تو ملتی ہرکارے یہ کہکر روانہ ہوے کہ اب ہم دیہات و قریات مین جاتے ہین اور مفصل خبر لاتے ہین اغلال اپنے پہلوانون کے سامنے اپنی جرأت بگھار رہا ہو کہ رہا ہو اس جوان کو قتل کر لون تو طلسم کشا کو تلاش کرون اُسکی مشکین باندھ کر بخدمت ہفت پیکر روانہ کرون لیکن ہرکارے جو لشکر سے اپنے نکلے صحرا سے گرد اُڑی دیکھا بادشاہ اسلام مادیان بحری کو چمکاتے ہوے آتے ہین ہرکارے پلٹے اغلال شیر سوار کے سامنے پہونچے عرض کی وہی جوان آتا ہو یا کسی جانب بھاگا جاتا ہو زخم کا سر پر کہین نام بھی نہین صرف ایک عیار ساتھ ہو اغلال شیر سوار نے یہ سنکر حکم دیا کہ گینڈا تیار کرو ملازم سلے گئے کہ گینڈا تیار کرکے لائین بادشاہ اسلام دربارگاہ اغلال پر پہونچے مع مرکب اندر چلے درگہ سالار نے روکا کہا او گستاخ یہ دربار پہلوان دوران کا ہو گھوڑے سے اُترو ہتھیار کھول کے یہان رکھدو تب اندر جانے کا ارادہ کرو سعد شہریار مرکب سے کود کے

فرمایا دیکھو ہم اندر جاتے ہیں درگہ سالار نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا سعد شہریار نے کلائی پہ ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا کہ سر درگہ سالار کا اڑگیا سر ڈھلکتا ہوا اندر دربار کے پہونچا اغلال نے پوچھا یہ کیا سر ہے ہرکاروں نے عرض کی صفائی دست زبردست سعد شہریار سے درگہ سالار مارا گیا کہ سعد شہریار نے اندر آکے نعرہ کیا او اغلال مغرور تو نے مجکو مار ڈالا تھا میرے خدا نے مجھے زندہ کیا اٹھ تو سہی اغلال نے کہا یارو دیکھتے ہو کہ یہ مسلمان کسقدر گستاخی کر رہا ہے اسکو گھیر کر مار لو تمام پہلوان اپنے اپنے مقام سے اٹھے تلواریں کھینچکر بادشاہ اسلام پر جا پڑے سعد نے جسکے ہاتھ تلوار کا مارا اسکے دو ٹکڑے کیے کئی پہلوان بڑے بڑے مارے آخر لڑتے بھڑتے ہوے تا بہ اغلال پہونچے اغلال نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہ نے روک کے الجھاوے سے ہاتھ نکالا تلوار کا ہاتھ مار دیا اغلال نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہتا ہی تلوار چھین لوں سعد نے گریبان میں ہاتھ ڈالکر ایک مارا کہ سر اغلال کا زمین سے مل گیا کشتی ہونے لگی سعد نے چوتھے پیچ پر اکھیڑ کر دے مارا کہ چاروں شانے چت زمین پر گرا شاہ کود کر چھاتی پر سوار ہوے ارشاد فرمایا شناخت میں پروردگار عالم کی کیا کہتا ہو اغلال نے کہا لاکھ جانیں میری خداوند ہفت پیکر پر نثار ہیں سعد نے ایک ہاتھ سر کے نیچے اور دوسرا ٹھوڑی پر رکھ کے ہلا ڈالا مع نرخرے گردن کھینچ لی بال تمام کے سر اسکے خود سرکار دمال میں باندھا لڑتے ہوے چلے جب باہر آئے کل فوج نے گھیرا سعد لڑ رہے ہیں اب زخمی ہونے لگے ہزار ہا حربہ پر طرح رہا ہی کس کس سے اپنے کو بچائیں اگر بیس تلواریں پڑیں تو ایک یا دو جسم پر پڑ گئیں پشت و پہلو سے خون جاری ہی سعد کو یقین ہوا کہ اس جنگ سے زندہ نہ نکلینگے بیتاب ہو کے پکار اٹھے ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز تو اس آفت سے مجھ گنہگار کو بچالے نظم

انقلاب دور دوران ہست در دست ملام	زہیچکس رانیست در فرمان تو جای کلام
شام راکردی تو صبح و صبح را کردی تو شام	آب و آتش را نمودی قائم اندر یک مقام

برق را آتش فشان و ابر را تر ساختی
دو مخالف را بیک موقع برابر ساختی

ہست اندر اختیارت ہر درون و ہر برون	صانع عالم توئی ای خالق چون و چگون

روز و شب گرد و بفرمان تو این گردون دون ۔۔ بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون

صورت این خانہ بے دیوار و بے در ساختی
بام این کاشانہ از ہر بام برتر ساختی

جلوۂ قدرت نمودی در گلستان بار بار ۔۔ گاہ از گل چہرہ بنمودی گہ از دامان خار
گاہ از روے خزان و گاہ از رنگ بہار ۔۔ گاہ کردی نور وحدت را ز کثرت آشکار

گاہ کثرت را بے توحید مظہر ساختی
جلوۂ ذات احد روشن ز اکثر ساختی

سوے خود اہل محبت را تو گشتی رہنمون ۔۔ بردی از عاشق قرار و طاقت و صبر و سکون
از جگرہا آتش پوشیدہ آوردی برون ۔۔ در دل ہر سوختہ دل سوز دل کردی فزون

گہ پریشان در غمت ہر دیدۂ تر ساختی
داغ دل از آتش این شعلہ اخگر ساختی

بیتاب ہوکر جو بادشاہ اسلام نے دعا کی فوج کفار گھیرا ڈالے ہوے ہو اب کمندین اور زنجیرین لیکر چلے ہین کہ مکر سے گرفتار کرلین ناگاہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا نقابدار مرصع پوش عیار مثل گلدستہ کے رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوے پشت پر ساٹھ ہزار سوار آکے مرصع پوش گرا فوجون کو درہم و برہم کر دیا لڑتا بھڑتا نقابدار شیرانہ دہشتگانہ قریب سعد شہریار کے پہونچا جھک کر سلام کیا کہا حضور آپ نکل جائین بادشاہ جلالت پر نقابدار کی بہت خوش ہوے فرمایا اے نقابدار بہادر تمنے بڑا احسان کیا اب نقاب چہرۂ بے نظیر سے اٹھاؤ صورت زیبا دکھاؤ نقابدار نے دست بستہ عرض کی میری کیا مجال ہے کہ بندگان عالی پر احسان کرون آپ بادشاہ لشکر اسلام ہین مقبول دلہاے خاص و عام ہین محل صورت دکھانیکا نہین ہے انشاء اللہ وہ زمانہ بھی قریب آتا ہے کہ پردۂ دوئی درمیان سے اٹھ جائیگا یہ نیاز مند مثل چاکران کمترین بندگان عالی کی خدمت مین حاضر رہیگا تب حضور کو نام بھی معلوم ہو جائیگا یہ کہکے نقابدار تلوار کھینچے ہوے آگے بڑھا کہا حضور نکل جائین غلام اس لشکر سے سمجھ لیگا سعد شہریار لڑتے بھڑتے ایک جانب سر اغلال کا شکار بند مین باندھے ہوے طرف باغ کے چلے نقابدار نے یہان تھوڑے عرصے مین فوج کو

درہم و برہم کیا خیمے و بارگاہیں لوٹ لیں خزانہ قبضے میں کیا پہلوانان بادشاہ اسلام جو قید تھے انکو قید سے چھڑایا کہا آپ لوگ لشکر میں رہیں بادشاہ اسلام اور ایک مقام پر گئے ہوے ہیں کار نمایان کرکے آئینگے سرداران نامی قید سے رہا ہوکر طرف لشکر کے روانہ ہوے یہان مقناطیس بعد جانے بادشاہ اسلام کے دماغ پر بیتاب کھڑی کنیزوں سے فرمارہی ہیں صاحبو بادشاہ اسلام نے غضب کیا کہ یکہ و تنہا لشکر پر اُس ظالم کے گئے ہیں خدا اُنکی جان بچائے تو

یہ نوبت ہو غم سے عجب حالت ہو نظم
ہوتا ہے آہ صبح سے داغ اور شعلہ لت
یہ جام جم ہوا قدح گل نہو سکا
نفرت تھی اسقدر کہ نہ ٹھہرے دم سحر
نظارہ مجھسے جانب سنبل نہو سکا
ہجر بتان میں تجھکو ہے مومن تلاش کیا

کیا رشک غیر تھا کہ تحمل نہو سکا
کیسا چراغ تھا جو کبھی گل نہو سکا
کہتے ہیں گلشن ہی گل آپ سے جو تھی
پاس درازی شب کا تحمل نہو سکا
تنگی وہی رہی دل صد چاک کی ہوا
غم پر حرام نوا تحمل نہو سکا

میں جانکر حریف تغافل نہو سکا
اسنے جو دل کو منھ نہ لگایا دو نیم ہی
دشمن جو ہم ترانۂ بلبل نہو سکا
جوں عکس زلف چشم عدو میں پڑا نہو
یہ غنچہ پاش پاش مگر گل نہو سکا

کنیزیں عرض کرتی ہیں حضور آپ نہ گھبرائیں بخیر و عافیت آئینگے اعلال کی کیا مجال ہے کہ اُنسے مقابلہ کرسکے وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی جرأت میں لاثانی وہ سمجھا کیا اُنکو جواب دیگا ملکہ کہتی ہیں صاحبو میں کیا کہوں جی چاہتا ہے کہ سر برہنہ نکلجاؤں اُنکے ساتھ جاکر مصروف جنگ ہوں افسوس ہے میری بیقراری کا خیال نہ کیا ایسے بدمرکب پر سوار ہوکے چلے گئے ایسا نہو بدلگامی کرے دشمنوں کو کچھ صدمہ پہونچے ایسا نہو وہ ملعون جلساز و دغاباز کل فوج کو حکم دیدے تیں سہی فقط افسران فوج اُسکے ساتھ ہیں اے کریم وہ یکہ و تنہا ہیں اُنکو ظالموں کے ہاتھ سے بچانا روز سیاہ مجکو نہ دکھانا کنیزیں سمجھا رہی ہیں بعض آگے بڑھ بڑھ کے طرف کوہ کے دیکھ رہی ہیں کہ چند کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں عرض کی واری لو مبارک ہو شہریار تشریف لاتے ہیں مگر دریائے خون میں نہائے ہوے ہیں فیروزہ بن عمرو ساتھ ہے ملکہ گھبراکر باہر نکل آئیں کنیزوں سے کہا میں اُنکو بخیریت دیکھوں تو میں تمہارا منھ موتیوں سے بھروں یہ کہہ رہی تھیں کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا سعد شہریار اُسی مادیان بحری پر سوار لختے خون کے سینے پر جمے ہوے گھتی سے خون ٹپکتا ہوا آتے ہیں ملکہ نے جو اسطرح شہریار کو آتے ہوے دیکھا دوڑکر رکاب سے لپٹ گئیں کہا اے شہریار گھوڑی سے اُتر لیے میں تو دیکھوں کہ حضور نے زخم کاری

تو نہین کھایا سعد نے ملکہ کی تسکین کے لیے فرمایا نہین ملکہ کوئی زخم نہین کھایا یہ کہکر سعد گھوڑی سے اُترے ملکہ دوپٹے سے خون جسم انور کا پوچھنے لگین سعد شہریار کا ہاتھ تھامے ہوے لیکر باغ مین آئین سعد نے سر اغلال کا سامنے ملکہ کے ڈالدیا کہا یہ اُسی غودسر کا سر ہی جسنے اپنے نزدیک ہمکو قتل کیا تھا ہمکو تو خدا نے تمھاری وجہ سے بچایا ملکہ بخدا ہم تمکو اپنا جان بخش جانتے ہین اگر تم ہمکو اُٹھا کر نہ لاتین تو کیونکر جان بچتی شیران صحرالاش کو کھاجاتے ملکہ نے کہا آپ جیاج اقبال ہین آپکی اقبال مندی کے سبب سے سب سامان غیب سے پیدا ہوے بادشاہ اسلام نے کہا ہم ملکہ اغلال کا فیصلہ ہوا اللہ نے فضل اپنا شریک کیا لیکن اب تمکو مناسب ہی کہ بقدر رہائی ایرج و نورالدہر کوشش کرو ملکہ نے کہا مین جان و دل سے برلے خدمتگزاری موجود ہون شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ عالم کسی طرح ایرج و نورالدہر کی رہائی ہو ملکہ نے کہا بڑی مشکل تو یہ درپیش ہی کہ آپکے پاس کوئی ایسی شی نہین کہ جسپر سحر تاثیر نہ کرے جب تک ایسا ہوگا قصر عشرت مین داخل ہونا غیر ممکن ہی بادشاہ نے فرمایا مین اسکی تدبیر کرونگا شب کو سعد پہلو مین ملکہ کے بیٹھے ہین فیروزہ گا رہا ہی کہ جنہ لاکہ ہاے ابر آسمان پر آئے بادشاہ اسلام نے فرمایا ای ملکہ کل ہم شکار کو جائینگے دل بہت گھبراتا ہی ملکہ نے حکم دیا کہ بیلیے اور قراول صبح کو در باغ پر حاضر رہین بوقت صبح نماز سے فراغت حاصل کرکے بادشاہ باہر نکلے پشت مرکب پر سوار ہوے فیروزہ بن عمرو ہمراہ ہی اسباب شکار موجود ہی بیلیے قراول میر شکار ہمراہ صحرا مین آکر پہونچے طبل بازگشت پر چوب پڑی جانوران ہوائی چھوٹنے لگے باز۔بحری۔چرّے۔چھوڑے گئے شکار ہونے لگا پہر دن چڑھے تک اسقدر شکار طائران ہوائی کا کیا کہ ارابے بھر گئے بادشاہ نے پہر دن چڑھے فرمایا ای فیروزہ اس صحرا مین آہو نہین فیروزہ نے عرض کی گنواروں کو بھیجا ہی وہ خبر لیکے آیا چاہتے ہین کہ دیکھا سامنے سے دو گنوار دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہریار یہان سے دو کوس پر ایک سبزہ زار ہی وہان کئی سو آہو چرتے ہین سعد نے فرمایا گھوڑے چڑھا کر لیچلو اسی وقت گھوڑون کو دوڑا کر آئے اُس مقام کو گھیرا فرمایا بیچ مین جو نر ہی اُسے ہم شکار کرینگے باقی آہو ونکا تماشا اختیار ہی یہ کہکے گھوڑے دوڑائے وہ نر ذی ہم سامنے سے سعد کے بھاگا سعد نے گھوڑا دوڑایا آہو آگے بھاگا ہوا جاتا ہی اکثر ایسا ہوا کہ تھوتھنی مرکب کی دُم آہو سے مل گئی بادشاہ نے چاہا نیزے سے شکار کرون آہو چوکڑی بھر کے

نکل گیا پھر پھر بادشاہ اُس آہو کے پیچھے سرگرم و سرگردان رہے ایک مقام پر جا کے آہو جو کھڑی
بھولا ذرا رکا تھا کہ بادشاہ نے تیر مارا آہو گرا بادشاہ نے کود کر آہو کو بہ قربانی پہونچایا پلٹ کے دیکھا
کسی کو اپنے قریب نہ پایا آہو کھینچکر قریب درۂ کوہ کے لائے اچھا اچھا گوشت نکال لیا باقی اُسی
مقام پر ڈالدیا قربوس سے سیخیں نکالیں کباب لگا کر رکھ لیے آگ نکالی جب لکڑیوں کا دھوان
سب نکل گیا سیخیں آہنی لگا دین جب کباب تیار ہوے پڑیا نمک مرچ کی قربوس سے نکالی کباب
نوش فرمائے زین پوش بچھایا ہاتھ سر کے نیچے رکھکر لیٹے ہوا جو چلی سو گئے جب آنکھ کھلی وقت شب تھا
بادشاہ تیر و کمان لیکر بیٹھے کہ شاید کوئی شیر صحرا سے نکل آئے جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری
کان میں آواز تسبیح خوانی کی آئی بادشاہ حیران رہے کہ کون صفت پروردگار کر رہا ہے بدل اُس آواز پہ
متوجہ ہوے معلوم ہوا کہ بالاے کوہ سے آواز آتی ہے سعد شہریار تلوار بیباک کر اُٹھے گھاٹیوں کو طے
کرتے ہوے جب بالاے کوہ پہونچے دیکھا بالاے کوہ ایک حجرہ ہے اُسمیں ایک عبادت گذار بیٹھا ہوا
تسبیح خوانی میں مصروف ہے بادشاہ ٹہلتے ہوے جب قریب حجرے کے آئے اُس مرد نے آواز دی اے
بادشاہ اسلام سلام تم پر ہو ہم تمھارے مشتاق تھے تشریف لائیے بادشاہ نے اپنے کو سامنے حجرے
کے پہونچایا وہ درویش کھڑا ہو گیا بادشاہ کو لیکر پہلو میں بٹھایا بادشاہ نے پوچھا اس مقام خوف میں
آپ کا کیونکر گذر رہتا ہے درویش نے کہا بابا وہ رزاق مطلق کارساز برحق اپنی قدرت کاملہ سے آب و دانے
پہونچاتا ہے دونوں وقت بہ لطف کھانا پہونچتا ہے بادشاہ نے کہا آپ عبادت گذار خاص ہیں آپ کو
پروردگار اپنے دست قدرت سے پہونچاتا ہے جب صبح ہوئی دیکھا ایک جوان زنگی ایک خوان سر پر لیے
آیا اور سامنے درویش کے رکھدیا زنگی تو چلا گیا درویش نے خوان کھولا دو طبق پلاؤ کے ایک صراحی
آب سرد کی درویش نے ایک طبق سامنے بادشاہ کے رکھا اور ایک آپ کھایا جب بادشاہ نوش کر چکے
وہ زنگی پھر آیا بادشاہ کے سامنے سے وہ طبق اُٹھا کے لیگیا درویش نے صندوق سے ایک کتاب
مجلد نکالی اُسمیں سے ایک نقش نکال کے نقل کیا بادشاہ کو دیکر کہا یہ نقش اپنے بازو پر باندھیے
آپ پر سحر تاثیر نہ کریگا جہانتک ہو سکے اسکو اپنے پاس سے جدا نہ کیجیے گا تا فتح طلسم ہفت پیکر
اسکو اپنے پاس رکھیے گا ہر چند کہ فتاح طلسم ہفت پیکر رستم پیلتن ہیں لیکن آپ او صاحبقران
معین و مددگار طلسم کشا ہیں بہت ملک ہفت پیکر سے متعلق ہیں انکا فتح ہونا واجب و لازم ہے آپ

اب اپنے کو کوہ مقناطیس پر پہونچایئے بادشاہ پھر دن چڑھے اُس درویش سے رخصت ہوئے اسنے
ہاتھ اُٹھا کے دعائیں دین بادشاہ پہاڑ سے اُترے تعویذ کو بازو پر باندھے ہوئے زیر کوہ آئے پُشت
مرکب پر سوار ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا فیروزہ بن عمرو آپہونچا
اور چند پیادے شاہ کی تلاش کرتے ہوے آئے کہ صحرا سے آواز آئی ای بادشاہ کہان جاتے ہو شاہ نے
مڑکے دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام گولہ ہاتھ مین قریب بادشاہ کے آیا اور گولہ مارا بادشاہ نے
ہاتھ اُٹھا دیا گولہ فوراً پھٹکر گرا کئی سحر اُس ساحر نے کیے جب سحر نے تاثیر نہ کی ساحر نے چاہا
چپک کر بادشاہ پر گرے ان بادشاہ نے قریب آکے نیزہ مارا کہ سینے کو توڑکر پار ہو گیا بادشاہ نے اُسکو
نیزے پر بلند کیا اُکھیڑ کر زمین پر مارا استخوان چور چور ہوئے مرتے ہی ساحر کے صدائیں ہیبتناک
آئیں بعد عرصے کے آواز آئی کشتی مرا نام من بیابان جادو بود مارا کہ اُسکو بادشاہ نے فیروزہ سے حال
تعویذ ملنے کا بیان کیا فیروزہ بہت خوش ہوا عرض کی اب باغ مین مقناطیس کے چلکر رہائی ایرج
اور نور الدہر کی تدبیر کیجیے یہ تحفہ خدا نے آپکو پہونچایا ہے بادشاہ شکار سے پلٹ کے باغ
مین ملکہ مقناطیس کے آئے مقناطیس شب بھر بیقرار سوئی نہین دروازے پر باغ کے کھڑی
ہین دم بدم فرماتی ہین کہ نہین معلوم شہریار پر کیا گذری شب بھر نہین معلوم کہان رہے کہ
صحرا سے گرد اُڑی دیکھا بادشاہ آتے ہین ملکہ گھبرا کر باہر نکل آئین رکاب پر ہاتھ رکھدیا کہا کہ
شہریار شب کو کہان رہے بادشاہ نے فرمایا ای ملکہ خدا نے فضل کیا ایک تعویذ ملا ایک درویش
جگر ریش عابد زاہد کامل و اکمل ملا اُسنے دیا کہ اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا ملکہ نے کہا بہت مناسب
ہوا ملکہ شاہ کو لیے ہوے باغ مین آئین جلسہ آراستہ ہوا اسعد نے فرمایا کہ ای ملکہ عالم ہم چاہتے
ہین کہ کوہ مقناطیس پر جائین مقناطیس نے عرض کی پہلے مین جا کے ہفت پیکر سے تدبیر
رہائی دریافت کرون تب آپ سے عرض کرون بادشاہ نے فرمایا ای ملکہ عالم اگر ٹالنا چاہتی ہو تو مین
قبول کرونگا جو لشکر ساتھ ہی اسکو لیکر کوہ مقناطیس پر پہونچونگا اگر خدا نے کرم کیا تو ایرج و
نور الدہر کو رہا کرونگا تب وہان سے پلٹونگا ملکہ نے کہا حضور تامل فرمائیں مین جا کر اُس سے
دریافت کرتی ہون اور دریافت کرکے آپ سے عرض کرتی ہون تب آپ اُس طرف چلیں مین تو
جانتی ہون کہ جبھی کو کوہ کا اختیار ہی آیندہ نہین معلوم کیا ہو یا اور پھر کسی کو اختیار ہو قصر عشرت کا یہ

رنگ ہے کہ کبھی کھلتا ہے جسکا جی چاہے چلا جائے کبھی اسطرح بند ہو جاتا ہے کہ [illegible] مشکل جاتی ہے
میں حیران ہوں وہ کون ذی اختیار ہے کہ [illegible]
ہوں آج جاکے دریافت کرونگی [illegible] طاؤس [illegible]
یہان ہفت پیکر دن بھر [illegible] مقناطیس [illegible]
کہ ملکہ طاؤس اڑاتی ہوئی قریب کوہ کے پہنچیں آواز آئی کون آتا ہے ملکہ نے پکار کر آواز دی
کنیز خداوند کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتی ہے ابر جھکا ملکہ کی آنکھیں بند ہوئیں وہ ابر اٹھا کر
ملکہ کو قریب تخت ہفت پیکر کے لایا ہفت پیکر نے آواز دی مقناطیس کیا کہنا چاہتی ہے
مقناطیس نے آنکھ کھولی اپنے کو قریب تخت ہفت پیکر کے پایا حیران تھی کہ مجکو یہان کون لایا
اٹھ کے سجدہ کیا کہا یا خداوند مجھے کچھ عرض کرنا ہے امیدوار ہوں صاف صاف مجکو حال معلوم ہو
ہفت پیکر نے کہا بیان کر کسی راز کا تم سے انکار نہیں ہے مقناطیس نے کہا کبھی تو کنیز قصر
عشرت میں بلا تکلف چلی جاتی ہے کبھی دو دو دن نہیں جا سکتی مجکو حال نہیں معلوم ہوتا قیدیوں
پر کیا گذری امیدوار ہوں کہ اسکا حال مفصل کنیز کو معلوم ہو کہ مجکو کون روکتا ہے کہ میں نہیں جا سکتی
ہوں ہفت پیکر نے کہا بیخوار جادو و سرشار جادو دونوں بہنیں ہیں کہ وہ بھی قصر عشرت کی
منتظم ہیں جب وہ قصد کرتی ہیں تمکو روکتی ہیں وہی دونوں معشوق بنکر سامنے اُن دونوں کے
حاضر ہوتی ہیں ایسی نگاہ ڈالتی ہیں کہ دونوں قیدی بیتاب ہو جاتے ہیں اسی کے مشتاق رہتے ہیں
کہ یہی دونوں معشوقین آئیں جب تک وہ دونوں قتل نہ ہونگی تمہارا اختیار کامل نہ ہوگا وہ
کوہ سمن آرا پر رہتی ہیں جب کوئی کوہ سمن آرا پر جائے اُنکی صحبت میں اُنکو قتل کرے تب تم
قصر عشرت میں بلا تکلف جا سکتی ہو کوہ سمن آرا پر کوئی جا نہیں سکتا یہ کہکر ہفت پیکر
خاموش ہو رہا مقناطیس نے عرض کی کیا سبب ہے کہ کوہ سمن آرا پر کوئی جا نہیں سکتا ہے
ہفت پیکر نے بغصہ جواب دیا اے مقناطیس تو اس طرح پوچھ رہی ہے کہ گویا بیخوار و سرشار
کے قتل کا ارادہ رکھتی ہے مقناطیس متفکر ہوئی سوچی کہ ایسا نہو میرا حال اسپر کھل جائے اور
ابھی قید کر لے مگر اسکا تردد رہا کہ کوہ سمن آرا تک نہ جانا کیا معنی راہ میں کوئی بڑا ساحر ہے کہ
اسنے راہ کو بند کر دیا ہے مقناطیس خاموش ہو رہی خوف سے کچھ اور نہ پوچھ سکی مجبور ہو کر

بلبلی دل مین کہتی ہی کہ اب مین شہریار سے جلکے کیا کہون یہ سختی کیونکر طی ہو میخوار و سرشار کیونکر قتل ہون کو وہ سمن آرا تک کیونکر رسائی ہوگی یہ سوچتی ہوئی باغ مین آئی بادشاہ مشتاق بیٹھے ہوے تھے مقناطیس کو دیکھتے ہی فرمایا کیون ای ملکہ عالم چلین مقناطیس نے عرض کی ای شہریار ابھی مفصل حال نہین دریافت ہوا اور ہفت پیکر مجھسے بدگمانی کرنے لگا مجکو خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو گرفتار کرلے فیروزہ بن عمرو تڑپ کر اُٹھا کہا ای شہریار حضور لشکر لیکر آئین مین آگے بڑھکر حال دریافت کرتا ہون صاف صاف یہ حال معلوم ہوتا ہی کہ کوئی اور بھی قید کا منتظر ہی اسوجہ سے مقناطیس کو تامل ہوا مین سب دریافت کرونگا رہائی اُن شیرون کی قبضے مین مقناطیس کے نہین ہی اور پھر قصر عشرت بڑا مقام ہی غلام سب دریافت کرلیگا بادشاہ نے فرمایا ای ملکہ ہم رخصت ہوتے ہین ہم لشکر کو لیکر کوچ کرتے ہین تم بھی جو وقت پر مناسب جاننا آنا جیسا کچھ ہوگا ظاہر ہو جائیگا ملکہ بے اختیار رونے لگین کہا ای شہریار کنیز کو کیونکر چین آئیگا اُب اس معرکۂ عظیم کا ارادہ رکھتے ہین جسکا راستہ بالکل بند ہی میرے دل کو کیونکر آرام آئے آپ کیونکر وہان پہونچینگے راستے مین ہزارہا صعوبتین ہین مین کیونکر آرام لون کیا خوب کہا ہی نظم

زندگی کردیگا ہجران سے دل ناکام تلخ — عشق کا آغاز شیرین ہی مگر انجام تلخ

میٹھی آنکھون سے نہ دیکھا ایک دن دلدار نے — کردیے شوریدہ بختی نے مری بادام تلخ

خار خار بیکشی نے کر رکھا ہی بیقرار — خواب و خور ہی تجھ بغیر ای ساقی گلفام تلخ

ذائقہ تبدیل ہو نعمت کا وہ بدبخت ہون — شہد ہو تو کردے منھ مین شامت ایام تلخ

منھ بنالے نامہ بر آیا ہی یارب خیر ہو — کچھ نہ کچھ بھیجا زبانی یار نے پیغام تلخ

نیت صحت سے پیوے گر مریض چشم یار — ہووے افیون سے زیادہ شیرۂ بادام تلخ

شب کو سوئین ان کو کھاوین کچھ جو ہو دل کو قرار — ہو گئے ہین ہجر مین خواب و خور و آرام تلخ

طاق مین رکھدے یہ شیشہ اور لا ساقی شراب — ایک تو شیرین پلا دے پی چکا ہون جام تلخ

مار ڈالا تو نے شیرین بے گنہ فرہاد کو — بھیجا کیون اُس عاشق جانباز کو پیغام تلخ

ای شہریار آپکے فراق مین کیونکر زندگی بسر کرونگی اور آپ اُس معرکۂ عظیم پہ جاتے ہین جسکو مین نے دریافت کیے سے معلوم کیا کہ میخوار و سرشار دو بہنین ہین وہ منتظم ہین کہ مجھپر بھی اُنکا

دھوکہ چل جاتا ہی جب قریب قید خانہ جاتی ہون مینخوار و سرشار اُنکا نام ہی مبہوت ہو جاتی ہون راستہ قید خانے کا نہین ملتا آخر ناچار ہوکر پلٹ آتی ہون اگر مین آپکو لیگئی اور راستہ نہ ملا تو مین ظاہر بھی ہو گئی اور مراد بھی حاصل نہوئی فوراً ہفت پیکر مجکو قید کرلیگا مین نے اسطرح سے ہفت پیکر سے پوچھا کہ اُسنے صاف صاف مجھ سے کہدیا کہ کیا مینخوار و سرشار کے قتل کا ارادہ ہو بس اتنا جملہ کافی ہو کہ دونون بہنین کوہ سمن آرا پر رہتی ہین مگر پہاڑ پر جانا بہت دشوار کوئی اور لیجانے والا ہو فیروزہ نے کہا ای ملکۂ عالم تم نہ گھبراؤ مین سب دریافت کرلونگا اور اپنے آقا کو بحفاظت کوہ سمن آرا پر لیجاؤنگا شہریار کو کوچ کرنے دیجیے مقنا طلیس نے کہا خواہ میرا حال ظاہر ہو خواہ ہفت پیکر مجکو قید کرے مین ضرور اپنے کو کوہ سمن آرا پر پہونچاؤنگی اُن دونون سے کسی طرح مین سحر مین یا یہ کمی کا نہین رکھتی ہون مگر قید خانے مین اُنکا انتظام سختی سے ہی وہان کچھ زور میرا نہین چلتا لیکن پہاڑ پر مین اُنسے مقابلہ کرونگی اگر کنیز کی قضا ہی تو انھین کے ہاتھ سے قتل ہو جاؤنگی یا اُنکو مٹاؤنگی سعد شہریار ملکۂ مقنا طلیس سے رخصت ہوے فیروزہ بن عمرو کو ساتھ لیکر طرف اپنے لشکر کے چلے یہان اہل لشکر جب سردار نقابدار سے رخصت ہوے تو نقابدار نے مرکب خنگ سیاہ قیطاس بھی سردارون کے ہمراہ کردیا سب سردارون نے آکے استقبال کیا اب خبر مشتہر ہوئی کہ کل شہریار کوچ کرینگے طرف کوہ سمن آرا کے قصہ ہو فیروزہ شب کو شہریار سے رخصت ہوا اور نہایت عیاری لگا کر رات ہی کو نکل گیا جست وخیز کرتا ہوا آتا ہو کہ ایک صحرا مین پہونچا دیکھا جنگل نہایت سرسبز و شاداب چشمہ ہاے آب لاجواب عندلیبان خوشنوا درختون پر مصروف زمزمہ سرائی جوانان چمن کی رعنائی و زیبائی ایک قمری بر سر نخل سرو طوق محبت بہ گلو کوکو کر رہی ہو گویا اپنے معشوق کو ڈھونڈھتی ہی منقار کھولکے یہ زمزمہ سرائی و بہ خوش گلوئی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہی۔

نظم

ہین اُسی بوٹے کو ہم ای گلشن آرا دیکھتے	مثل بلبل گل کو بھی ہین جسکے شیدا دیکھتے
پھر نہ جاتے طور کی جانب کو مشتاق جمال	اک نظر موسےٰ اگر اُس بت کا جلوا دیکھتے
ایک سے ہی ایک اعلیٰ پھول اس گلزار کا	مثل نرگس چشم نابینا سے پر کیا دیکھتے

فیروزہ نے جو یہ صحراے سبزہ زار دیکھا کمسنی کا عالم سبزہ بھی آغاز نہین ہوا ایک طفل حسین کی

شکل بنکر تیار ہوا ایک کان مین بندا ایک کان مین انگوٹھی آب روان کا کرتا مشروع کا پاجامہ
پہن کر اور زردوزی جوتا اس رنگ سے بیٹھ کر گانے لگا رات بھر اس صحرا مین گایا جنگل مین
سناٹا ہو گیا اس صحرا کا حاکم خونخوار ابلق سوار صبح کو تخت پر سوار ہوا سیر کرتا ہوا چلا باغ سے اپنے
نکلا تھا کہ کان مین گانے کی آواز آئی فیروزہ جان توڑ کوڑ کر بھیروین کے سرون مین گا رہا ہے
خونخوار صدا سنکر بیتاب ہو گیا اسی طرف تخت اڑا کر لایا آسمان سے دیکھا کہ زیر نخل ایک طفل حسین
ماہ طلعت خوبصورت بیٹھا ہوا گا رہا ہی طائران ہوا پرون کا سر پر سایہ کیے ہوے ہین وہ طفل
حسین سلیمان وقت بنا ہوا بیٹھا ہی خونخوار دیکھکر صورت اس طفل مہ پارہ کی بیتاب ہو گیا
دل سے کہتا ہی کہ خداوند ہفت پیکر نے اسکو اپنے ہاتھ سے بنایا ہی قلم قدرت ہاتھ مین تھا
جو صورت چاہی بنائی تصویر کھینچی حقیقت مین دل کی یہ کیفیت ہی نظم

زمانے مین وہ مہ لقا ایک ہی
بتون مین بھی غل ہی خدا ایک ہی
عدم ابتدا ہی عدم انتہا
یہ آئینۂ حق نما ایک ہی
تا آل سخن ذکر ہے یار کا
یہان مسند و بوریا ایک ہی
فضیلت علی ایک کو ایک پر
مین واقف ہون وہ بیوفا ایک ہی
نہ آنا تو اس زلف کے پیچ مین
گلی اسکی اور کربلا ایک ہی
کہو گے جو کچھ تو سنو گے کبھی رند

ہزارون مین وہ دلربا ایک ہی
برابر ہے اپنا وجود و عدم
مری ابتدا انتہا ایک ہی
جہان مین ہین غافل بہت سے طریق
کہون سو طرح مدعا ایک ہی
کہان اسکے آگے کسی کا فروغ
غرض ایک سے یان سوا ایک ہی
ہی انبوہ عشاق عیسلے کے گھر
ارے دل وہ کالی بلا ایک ہی
دوئی کو نہ دے دل مین غافل جگہ
ہنسی مین تو شاہ و گدا ایک ہی

خداوند ارض و سما ایک ہی
ہماری بقا اور فنا ایک ہی
ذرا غور سے مرآت دل کو دیکھ
مگر راہ صدق و صفا ایک ہی
محل فقر کا ہی عجائب مقام
وہ خورشید رو مہ لقا ایک ہی
جفاکار و دلساز و کاذب محیل
مریض اپنی دار الشفا ایک ہی
ہزارون شہید محبت ہین دفن
زبان ایک ہی اور خدا ایک ہی
اسطرح کے اشعار پڑھ کے اب

سوچنے لگا دل سے کہتا ہی یہ معشوق پریچہرہ اس لائق ہی کہ اسکو صحبت مین رکھیے معشوقون کا
جلسہ ہو یہ بیٹھکر گاے دل نشۂ عشق کے مزے اٹھائے یہ سوچکر وہین سے اسنے سحر کیا کہ
فیروزہ کی آنکھین بند ہونے لگین یہانتک کہ غش آگیا بیہوش ہوا خونخوار نے سحر کر کے

اُٹھا لیا تخت پر ڈال لیا اپنے باغ مین آیا ایک کمرہ کہ نہایت سجا ہوا تھا اُسمین لا کے فیروزہ کو
اُتارا کنیزین گرد بٹھائین آپ تو باہر چلا آیا کنیزون سے کہا اسکو ہوشیار کرو بہلاؤ پریشان
ہونے پائے اسکو کوہ سمن آرا پر لیچلین گے میخوار وسرشار معشوقان پر چہرہ اسکے گانے
سے بہت خوش ہونگی یہ کہکے کمرے سے باہر آیا کنیزون نے فیروزہ کو ہوشیار کیا فیروزہ
ہوشیار ہوتے ہی کنیزون سے ہنسی دل لگی کرنے لگا اور پوچھا مجکو یہان کون لایا کنیزون نے
کہا ہمارا افسر خونخوار ابلق سوار ساحر زبردست بادۂ کبر ونخوت سے مست وہ تمکو یہان جنگل
سے اُٹھا لایا اب نہ گھبراؤ بڑا مرتبہ ملیگا دو معشوقین ہمارے افسر اعلیٰ کی میخوار وسرشار کوہ
بالاے کوہ سمن آرا رہتی ہین وہان تمکو لیجائینگے جلسہ ہوگا تمکو وہان گانا ہوگا فیروزہ نام
کوہ سمن آرا سنکر بہت خوش ہوا جی مین کہتا ہے کہ فیروزہ اب کوہ سمن آرا پر ہم پہونچینگے
میخوار وسرشار کو قتل کرینگے خدا ایسا اپنا فضل شریک کرے کہ بادشاہ بھی اُس جلسے مین
شریک ہون اور ملکہ مقناطیس بھی موجود ہون اُسوقت لطف ہو فیروزہ پہلے تو رویا کنیزون
سے کہتا تھا مین اپنے مان باپ سے چھوٹا کنیزون نے کہا نہ گھبرا شہنشاہ تجکو جہان سے
لائے ہین وہین پہونچا دینگے فیروزہ ہنسنے لگا کنیزون سے چہل کر رہا ہے کبھی اُچک کے کسی کی
گود مین بیٹھ گیا خالہ امان کہکر کسی کے گلے مین ہاتھ ڈالا کسی سے کہتا ہے تم ہماری دُلھن ہو
ہمین دودھ پلایا کرو کہ ہم تیار ہون دن بدن دُبلے ہوتے جاتے ہین مان نے کہدیا تھا
کہ اے نور نظر جب تم دلھن کا دودھ پیو گے تب تیار ہو گے شکر کرتا ہون کہ مجھے دُلھن تو
دودھ والی ملی دودھ تو بڑے بڑے ہین لیکن جو انمین دودھ بھی ہو کہ میرا پیٹ بھرے
کنیزین ان باتون پر ہنستی ہین کہتی ہین ارے دُلھن کا دودھ پیئے گا فیروزہ ہنسی کی باتین
کرتا ہے کنیزین خوب ہنستی ہین بعض بعض آوازے کستی ہین خونخوار جو باہر آیا کنیزون کو بلا کر
پوچھا لڑکا رنجیدہ تو نہین ہوا کنیزون نے بیان کیا پہلے تو روتا تھا جب ہمنے آپکے اوصاف
بیان کیے کہ نہایت قدر دان ہین تب چپ ہوا اور اب سب سے ہنسی دل لگی کر رہا ہے
دن تو یون گذرا شب کو خونخوار ابلق سوار وسط باغ مین جلسہ جما کے بیٹھا کنیزون سے
کہا اُس لڑکے کو لاؤ کہو نہایت تکلف سے آئے ہمارے سامنے بیٹھ کر گائے کنیزون نے آکے

پوچھا میاں صاحبزادے تمھارا کیا نام ہے فیروزہ نے کہا مجھکو نیرنگ تان دراز کہتے ہیں اتنی اتنی بڑی تانیں لیتا ہوں کہ اگر ناپوں تو دس بارہ گز سے کم نہ ہوں کنیز نے کہا میاں نیرنگ چلو تمکو شہنشاہ بلاتے ہیں فیروزہ طنبورا ہاتھ میں لیے ہوے محفل میں آیا دیکھا خونخوار ابلق سوار مسند پر بیٹھا ہے تاج سر پر رکھے ہوے کہا میاں نیرنگ آؤ البیلا کچھ تمکو دینگے کہ تمھارے ماں باپ بہت خوش ہونگے پھر خونخوار نے پوچھا کیوں میاں نیرنگ ماں باپ تمھارے زندہ ہیں فیروزہ نے کہا حضور ماں نے انتقال کیا جب ماں بیمار ہوئیں باپ ہمارے گھبرائے ہوے باہر گئے وہاں سے ایک عورت لائے ماں کو ہماری مار ڈالا آخر کو ایک گڑھے میں جا کے ڈال دیا یقین ہے ماں ہماری گل گئی ہوگی گھر تو بڑا سا ہے ایک کوٹھری میں رکھ چھوڑتے کہ زمین تو نہ کھاتی ہم کبھی کبھی ماں کی قبر پر جاتے ہیں کچھ آواز نہیں آتی میں لاکھ روتا ہوں جواب نہیں دیتیں بڑے میاں روز نئی عورت لاتے ہیں رات کو اُسکے پاس سوتے ہیں صبح کو اُسے رخصت کر دیتے ہیں اُنھیں کو ہزار ہا روپے دیتا ہوں مگر بڑے میاں مجھسے جلتے ہیں میں الٹی بجاتے ہیں کہ طائر محو ہو جاتے ہیں اُنکو بھی آپکی صحبت میں لاؤنگا خونخوار ابلق سوار نے کہا اب گاؤ زیادہ باتیں نہ بناؤ تمھارے باپ کو بھی بلائینگے فیروزہ نے فوراً طنبورا اُٹھایا اسکو ملا کر یہ اشعار گانے لگا

نظم

دل لگی غیروں سے بیجا ہے مری جان چھوڑدے
ماں کہنا تیرے صدقے تیرے قربان چھوڑدے

عاشق جانباز کیونکر کوے جاناں چھوڑدے
اپنا گھر کس طرح سے شیر نیستاں چھوڑدے

یہ نہیں کہتا کہ صیاد اب مجھے آزاد کر
دو گھڑی کو بہر گلگشت بیاباں چھوڑدے

کون کافر پھر کرے سجدہ خدا کے سامنے
کہہ تو بیٹھے مجھسے وہ بت اپنا ایماں چھوڑدے

تنگ ہوں دق ہوں کوئی دم میں نکلجائیگا دم
چھوڑدے دست جنوں میرا گریباں چھوڑدے

غیر ممکن ہے جو بھولوں گھر ترا اے رشک حور
مجکو جنت میں اگر لیجاکے رضواں چھوڑدے

غمزہ بیجا نہیں اُٹھتے پھینکا جاتا ہے دل
گر میاں اپنی تو اے مہر درخشاں چھوڑدے

پھر پھنسوں میں دام گیسو میں تو کافر جا نیو
چھوڑدے ظالم اب او نامسلماں چھوڑدے

طوق پہنیں گے گلے میں مثل قمری سیکڑوں
نازکی رفتار او سرو خراماں چھوڑدے

حسن کا جو یا ہون مدت سے مین دیوانہ مزاج | مجکو پریون کے اکھاڑے مین سلیمان چھوڑدے
یون بھلائی دل سے یاد مصحف رخسار زند | حفظ کرکے جسطرح سے کوئی قرآن چھوڑدے

فیروزہ بڑے لطف سے میٹھا ہوا گا رہا ہی تمام اہل محفل بیٹھے ہوے سُن رہے ہین تعریفین اسکی کررہے ہین کنیزین کہتی ہین کہ کئی گائنین یہان آئین اور کیسا کیسا گائین لیکن یہ لڑکا کیا خوب گاتا بجاتا ہی بتاتا بھی قیامت کا ہی ایسے گانے کو بادشاہ ہمارے بہت پسند کرتے ہین حقیقت مین کھلوتہ ہی یہ باتین ہو رہی ہین کہ آسمان پر لکہ ابر نمودار ہوا خونخوار ابلق سوار نے کہا ملکہ عالم تشریف لاتی ہین ہر ایک نے دیکھا عجب تماشا ہی وہ ابر قریب آکے پھٹا دیکھا دو جادوگرنیان تخت پر سوار گرد چند کنیزین آکے تخت اُترا خونخوار کھڑا ہوگیا کہا ای شاہان اقلیم حسن وجمال اسوقت کیونکر آنا ہوا دونون نے جواب دیا اسوقت صحبت مین بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا خیال مین آیا کہ چلکر صحبت خونخوار کو دیکھین یہ آج صحبت مین کیسا جلسہ ہی خونخوار نے کہا ای ملکہ عالم یہ لڑکا گویّے کا جو آیا ہی خوب ہی گاتا ہی ایک ایک لفظ کو ہزار ہزار ترکیب سے بتاتا ہی تمھارے یہان صحبت مین لائینگے کوہ سمن آرا کے دیکھنے کا یہ بہت مشتاق ہی میخوار و سرشار دونون نے گانا لڑکے کا سُنا سُنکر کہا ای خونخوار کل ہم جلسہ قرار دینگے تم جو آنا اسکو ساتھ لیکر آنا خونخوار نے اقرار کیا تھوڑے عرصے تک میخوار و سرشار دونون ٹھہرین آخر خونخوار سے وعدہ کرکے اُسی وقت تخت پر سوار ہوئین ابر سُرخ مین چھپکر طرف کوہ سمن آرا کے روانہ ہوئین دوسرے دن خونخوار نے چلنے کی تیاری کی تخت تیار کیا ابر سیاہ بنایا آپ تخت پر سوار ہوا اُسی ابر سیاہ مین طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے طرف کوہ سمن آرا کے چلے یہان میخوار و سرشار جلسہ آراستہ پیراستہ کرکے انتظار خونخوار ابلق سوار کا کر رہی ہین آپس مین کہہ رہی ہین کہ خونخوار نے کیا عمدہ گویا مکمن کیا ہی آج اُسکو بھی لائینگے یہ ذکر تھا کہ ابر سیاہ سامنے سے پیدا ہوا میخوار و سرشار برای استقبال خونخوار اُٹھین میخوار و سرشار نے کہا کیوں میان نیرنگ تمھارا مزاج تو اچھا ہی فیروزہ نے کہا آپ لوگون کے حق مین دعا کیا کرتا ہون یہ کہکے فیروزہ بیچ صحبت مین بیٹھا طنبورا نکالا طنبورا ملایا اور یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

غزل

عنایت کی نظر ہمپر نہین ہے
وہ آنکھ اب تیری او دلبر نہین ہے

نہین بیوجہ اپنی آہ وزاری
محبت یار سے کیونکر نہین ہے

رگڑ تو شوق سے خنجر گلے پر
سرک جائے یہ ایسا سر نہین ہے

فریب یار ثابت ہے مجھے بھی
مگر قابو مرا دل پر نہین ہے

مین فرقت مین گلا کاٹونگا اپنا
چھری لاؤ اگر خنجر نہین ہے

اُٹھاؤن ناز کس کس بت کے یارب
کلیجہ ہے مرا پتھر نہین ہے

حسینون کی محبت چھوڑا ہے دل
ترا یہ شغل بھی بہتر نہین ہے

ہماری جانکنی پر قہقہے ہین +
تجھے خوف خدا کافر نہین ہے

نہ بھڑکا آتش شوق او محبت
مرا سینہ ہے کچھ مجمر نہین ہے

سمجھا یا ہے جو کچھ غیرون نے صاحب
تمھارے واسطے بہتر نہین ہے

نہ دے تکلیف مے فرقت مین ساقی
یہ جام زہر ہے ساغر نہین ہے

بحمد اللہ ہوئی فی الجملہ تخفیف
وہ زور عشق غارتگر نہین ہے

مین رویا دیکھ گور رند مغفور
لحد پہ گل کی بھی چادر نہین ہے

فیروزہ نے اس طور سے یہ غزل گائی کہ سیتوا اور سرشار تعریفین کرنے لگین کہتی ہین کہ اے نیرنگ کیا خوب گاتے ہو فیروزہ دست بستہ عرض کرتا ہے حضور یہ گانا آدھا ہے اگر بڑے میان ہوتے تب آپ لوگ میرا گانا سنتے اگر بڑے میان ستار بجائین اور مین گاؤن تو بڑے بڑے کمال ظاہر ہون وہ پُرانے گوئیے ہین بہت سی باتین ایسی ہین کہ اُنکے ہونے پر موقوف ہین وہ باتین غلام کی زبان سے نہین نکلتین سیتوا اور سرشار نے کہا کہ میان نیرنگ اپنے باپ کو لاؤ تمھارے گانے نے اُنکا بھی مشتاق کیا فیروزہ نے کہا اے ملکۂ عالم مین جاؤن تو اُنکو بلا کر لاؤن جس دن وہ آئینگے اُسدن محفل مین ایک ہنگامہ ہوگا سب کام مین ہی کرونگا وہ اب ضعیف ہوے اُنکے ہاتھ پانون سے نہین ہوسکتا مگر مین اُنکے اشارون پر کام کرونگا اُنکا صحبت مین ہونا کافی ہے تا نشین کے نواسے ہوتے ہین دروازے پر ہمارے املی کا پیڑ ہے جو نیا گویا ارادہ کرتا ہے ہمارے دروازے پر

اگر درخت سے پتیان توڑ توڑ کر کھالیتا ہی تب اُسے گانا آتا ہی ابتک ہمارے گھر بھر کا یہ فخر ہے اسقدر فیروزہ نے اپنے باپ کا مشتاق کیا کہ خونخوار نے کہا میاں نیرنگ حقیقت یہ ہی کہ تمھارے باپ بڑے کامل و اکمل ہین فیروزہ نے کہا میرے جانے کی تدبیر بتایئے کہ مین اپنے باپ تک پہونچون خونخوار نے کہا اس باغ سے نکل کر جب بائین پر جاوٴگے وہان پر ہی جنگل ملیگا جس جنگل مین بیٹھے تھے اپنے والد کو لیکر وہین آنا ہم بلوالینگے میخوار و سرشار نے کہا میاں نیرنگ دن کا وعدہ کر جاوٴ کہ کونسا دن ہوگا اور قدر شناسون کو ہم بلا لینگے سب جمع ہون اُن ساحرون کا جمع ہونا واجب و لازم ہی جب وہ قدر شناس جمع ہون تب تمھارے گانے کی قدر کرین اور بہت کچھ تمکو ملیگا فیروزہ نے قول دیا کہ کل کے دن مین جاکر والد کو ڈھونڈھونگا پرسون شام کو مین اُسی نخل کے سائے مین ٹھہرونگا فیروزہ یہ سب باتین کر کے ان سب سے رخصت ہوا تھوڑا راستہ طے کر کے اُسی صحرا مین پہونچا کچھ عرصہ گذرا تھا کہ لشکر بادشاہ اسلام بڑے کروفر سے آکے پہونچا فیروزہ جا کے بادشاہ سے ملا تمام کیفیت بیان کی کہا کہ مین کوہ سمن آرا پر ہو آیا میخوار و سرشار بہت مشتاق ہین مین وعدہ کر آیا ہون حضور کو میرے ہمراہ چلنا چاہیے سب باتین تو مین آپ کر لونگا حضور صرف بیٹھے رہین باقی سب کام مین کر لونگا اب فیروزہ نے رنگ روغن عیاری کا لگایا بادشاہ کو ایک مرد ضعیف کی صورت بنایا سر پر عمامہ باندھا کرتا جگن کا پہنایا پرانی چال کا شروع اُسکا پائجامہ بھاری جوتا زردوزی گھیتلا اتنا پرانا کہ مال تو اسکا اُڑگیا زردتا گا باقی ہے بادشاہ صورت مین آفتاب عالمتاب تھے فیروزہ نے جو یہ قطع بنائی بادشاہ بہت شرمندہ ہوے فرمایا مین اس قطع سے نہ جاوٴنگا عیاری کی باتین کیونکر کرسکونگا مین طنبورا کیونکر بجاوٴنگا فیروزہ نے کہا آپ زبان نہ ہلائیں مین سب کام کر لونگا سب کا خاتمہ کر دونگا ایسا نشان ملا اور ایسے شخص کا سامنا ہوا کہ ان سب کا افسر ہے بخوبی سمجھا کر بادشاہ کو اُسی نخل کے سایے مین فیروزہ لایا دن قلیل باقی ہی فیروزہ انتظار کر رہا ہی کہ آسمان پر لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا فیروزہ نے کہا سنبھل کر بیٹھیے خونخوار ابلق سوار آتا ہی نہایت سحر و ساحری مین مشاق شہرۂ آفاق ہی میخوار و سرشار دونون بہنین اسکی معشوقہ ہین بادشاہ کا رنگ رو متغیر

طنبور لیے بیٹھے ہین فرمارہے ہین کہ فیروزہ تمنے عجب آفت مین ہمکو پھنسایا ہی دیکھین انجام کیا ہو کہ ابر آنکر برسر شجر لہرایا ابرشق ہوا خونخوار ابلق سوار ابر سے ظاہر ہوا فیروزہ کو دیکھکر بہت خوش ہوا کہا ای نیرنگ دمارے کے تو بہت سچے ہو فیروزہ نے کہا یہ کمترین عرصہ سے انتظار کررہا ہو والد ماجدکو تلاش کرکے لایا یہ اس ضعیفی وقت مین ہر ایک مقام پر نہین جاتے ہین جنگلون مین جابجا جہان برت ہو وہان جاتے ہین اُنکو گانا سناتے ہین مین ڈھونڈھنے جو نکلا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے ایک جنگل مین پہونچا دیکھا ایک نخل کے سائے مین باواجان بیٹھے ہین اور جنگل مین ہزار ہا ماران سیاہ واژدہے جمع ہین بڑے میان صاحب بیٹھے ہوے گا رہے ہین ماران سیاہ کفچے کھولے ہوے لہرارہے ہین تھوڑے عرصے مین ماران سیاہ بھاگے اپنے بلون مین گئے ایک ایک روپیہ منھ مین دبا کے لائے بڑے میان کے آگے رکھ رکھ کے چلے گئے مین اسوقت انکو بہ خوشآمد لایا ہون ورنہ فرماتے تھے ایسے ایسے کئی جنگلون مین میری برت ہو سال بھر کے بعد آتا ہون سال بھر کا خرچ ان سب موذیون سے لیجاتا ہون مین کسی بادشاہ یا وزیر کے سامنے جاکے کیا کرون ایسا کون مجھے دینے والا ہوگا مین نے آپکا نام لیا کہ خونخوار ابلق سوار بادشاہ جلیل میخوار و سرشار دونون اُنکی معشوقین اسقدر دینگی کہ مال اُٹھ نہ سکیگا بڑے میان بمشکل آئے ہین مین سمجھا کے لایا ہون اس عمر مین بڑے لالچی ہین چاہتے ہین جس صحبت مین جاؤن موتیون کے مالے پاؤن خونخوار نے کہا ای نیرنگ نہ گھبراؤ ہم تم دونون باپ بیٹون کو راضی کرینگے میخوار و سرشار بھی فیاض و سخی ہین ای نیرنگ ایسا کچھ دینگی کہ بڑے میان سب کو بھول جائینگے نیرنگ نے کہا مین بھی ایسا راضی کردونگا کہ ساری محفل راضی ہو جاے خونخوار نے دونون کو تخت پر سوار کیا لیکر طرف کوہ سمن آرا کے چلا یہان میخوار و سرشار باغ مین اپنے روشنی کرا رہی ہین جلسہ آراستہ کیا انتظار کررہی ہین کہ دیکھا لگہ ابر اُٹھا میخوار و سرشار نے مصاحبون سے کہا خونخوار تو آتے ہین دیکھیے جو نیرنگ کو بھی لائے ہون کہ ابر آکر سامنے پھٹا دیکھا میان نیرنگ گلنار جوڑا پہنے ہوے آگے بڑے میان پیچھے میان نیرنگ مودب بیٹھے ہین باپ کے سر پر نگس رائی خود کررہے ہین میخوار و سرشار

واسطے استقبال خونخوار کے وہ اُٹھین خونخوار نے تخت اُتارا بڑے میان اُترے فیروزہ
نے بڑھکر مینخوار و سرشار سے کہا باپ ہمارے انتہا کے بدمزاج ہین اس بڑھاپے مین
گانیوالون کے سر کا تاج ہین کوئی اُنسے بات نہ کرے فقط آنکے آنے کی برکت ہو مینخوار و سرشار
خوشی خوشی پھر رہی ہین کہتی ہین آج ہمارے یہان وہ نایاب جلسہ ہو کہ عجب نہین جو خداوند
ہفت پیکر بھی آئین میگونہ و شبگونہ کو بھی نامے لکھے ہین سب شاہزادیان آئینگی بڑے میان
تو ایک گوشے مین آبیٹھے فیروزہ سب کو منع کرتا پھرتا ہو صاحبو بڑے میان سے بات نہ کرو
ایسا نہو کہ بگڑ جائین کہ آسمان پر لکۂ ابر گلنار نمایان ہوا دیکھا میگونہ و شبگونہ دو شاہزادیان
تخت پر سوار لکۂ ابر گلنار کڑکتا ہوا آکر ابر پھٹا میگونہ و شبگونہ آکر اُترین مینخوار و سرشار سے
دریافت کیا گویا کون آیا ہو ہمنے بھی گانے کا حال سُنا دل مین شک پیدا ہوا ای مینخوار یہ وہ زمانہ
ہو کہ ساحر جابجا چھپتے پھرتے ہین ہر ایک کو یہی خوف ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام فتح کرتے ہوے
پہلوانون سے لڑتے بھڑتے ہوے ساحرون کو قتل کرتے ہوے چلے آتے ہین ایسا نہو کہ اُنکا
عیار گویا بنکر آیا ہو ذرا امتحان کر لیجیے گا ایسا نہو عیاران اسلام کہ بلاے روزگار ہین اُنمین سے
کوئی عیار گویے کی شکل بنکر یہان گھس آیا ہو مینخوار و سرشار نے طرف فیروزہ کے اشارہ
کیا کہ خونخوار پیکر آیا ہو آج اپنے باپ کو میان نیرنگ لائے ہین بڑے معرکے کا آج جلسہ ہوگا
جو تمنے بیان کیا اُسکا ہمین خوف نہین ہر راہ کے نگہبان میان خونخوار موجود ہین عیار ہمارے
جلسے مین کیا آسکتا ہو ہرچند میگونہ و شبگونہ نے کہا مگر مینخوار و سرشار یہی کہے گئین کہ
ہمارے یہان عیار نہین آسکتا وہی راستہ آنے کا تھا خونخوار پہلے ہی روکتا اگر اُس راستے
سے عیار آتا تو زندہ رہنا اُسکا دشوار تھا میگونہ و شبگونہ چپ ہو رہین کہ لکۂ ابر مرواریدی
آسمان پر اُٹھا خونخوار نے کہا یہ کون آتا ہو مینخوار و سرشار نے کہا بی مقناطیس آتی ہین
یہ متردد ہوا مگر پھر سوچا کہ مصاحبان خداوندے ہین سرشار و مینخوار نے کہا کہ ہمنے نامہ لکھا تھا کہ
ضرور ضرور بی مقناطیس تم بھی آؤ ہمارے وعدے پر آتی ہین ابر قریب قصر کے آکے پھٹا
سب نے دیکھا مقناطیس تخت پر سوار چند کنیزین ساتھ تخت اُڑاتی ہوئی آئین آکے اُترین
پہلے بہ نگاہ حیرت فیروزہ کو دیکھا مینخوار نے کہا میان نیرنگ کے باپ وہ گوشے مین بیٹھے ہوے ہین

گانے مین انکا مثل و نظیر نہین ہو لڑکے کو کیسا بتایا کیا مزے سے گاتا ہو ایک ایک لفظ کو ہزار ہزار طرح سے بتاتا ہو اور گانا اسکا صاحب تاثیر ہو طائران ہوا آسمان سے اتر آتے ہین شیر کے پہلو مین آکر روباہ بیٹھتا ہو پہلوے باز مین گنجشک باز شکار سے باز رہتا ہو اور آج تو وعدہ کیا ہو کہ گانے کے علاوہ اور کمال بھی دکھائینگے سننے والے خوش ہو جائینگے مقنا طلیس تو خاموش ہوکر ایک گوشے مین بیٹھی خوشخوار جمال جہان آراے مقنا طلیس کو دیکھ رہا ہو کبھی وجد مین آتا ہو کبھی تعریفین کرتا ہو کبھی مصاحبون سے کہتا ہو مین تو جمال مقنا طلیس دیکھکر بیتاب ہوگیا یہ دل کی کیفیت ہو۔

نظم

ہم جو خاموش دم فکر سخن بیٹھے ہین — ڈھونڈھتے کو ترا مضمون دہن بیٹھے ہین
ایک دن ہچکی بھی فرقت مین نہ آئی افسوس — مجکو بھولے ہوے یاران وطن بیٹھے ہین
نہین آتا جو وہ قاتل تو اجل ہی آئے — کب سے پاس اپنے لیے اپنا کفن بیٹھے ہین
بزم مین تم مری کیونکر نہ بنے رشک چمن — میرے پھولون مین کئی غنچہ دہن بیٹھے ہین
نہ اٹھا کوچۂ دلدار سے دم لینے دے — پھرتے پھرتے ابھی اے چرخ کہن بیٹھے ہین
خرچ اک دن کا ہو قارون کا اگر گنج بھی ہو — جب تلک پاس مرے سیم بدن بیٹھے ہین
باغبان پھولا سماتا نہین پیراہن مین — آج گلشن مین کئی رشک چمن بیٹھے ہین
شکر الحمد کہ غربت مین وہ راحت پائی — دل سے بھولے ہوے ہم یاد وطن بیٹھے ہین
زیر گردون نہین آرام کی صورت کوئی — سب اٹھانے کو یہان رنج و محن بیٹھے ہین
دل شگفتہ ہو ذرا بات کر اے غنچہ دہن — ہم بڑی دیر سے مشتاق سخن بیٹھے ہین
مٹی دروازے کی آنکے لیے جاتے ہین مریض — وقت کے اپنے مسیحا جو وہ بن بیٹھے ہین
دیکھکر طرز خرام اس بت وحشی کا مرے — جو کڑی بھولے ہوے اپنی ہرن بیٹھے ہین
چند باتین جو لکھی ہین وہ سنا دے اے کلک — آج محفل مین کئی اہل سخن بیٹھے ہین

اس طور سے ان اشعار کو پڑھا کہ ملکہ نے آواز خوشخوار کی سنی غصے مین جھٹ پٹ پڑین کہا کہ اے خوشخوار یہ اشعار کیسے پڑھے ذرا ہم تو سنین اتنا جو مقنا طلیس نے غصہ سے کہا خوشخوار گھبرایا جواب دیا نہین ملکہ مجھے اور کچھ خیال تھا اگر معاف فرمایئے تو عرض کرون مقنا طلیس کے

کہا بیان کرو ہم مشتاق ہین کہ کس وجہ مین اشعار پڑھ رہے ہو مگر مقناطیس حیران حیران
طرف فیروزہ کے دیکھ رہی ہی کہ فیروزہ بڑے میان کو کہان سے لایا ہوا ی مقناطیس یہ
بڑے میان کون ہین بڑی مشکل کی بات ہی کہ فرزند عمرو ہو کر سعد شہریار کو نہ لایا اس
حیرانی مین تھی جو سعد شہریار سے بھی آنکھ مل گئی بادشاہ اسلام نے اشارہ کرکے اپنے کو
بھجوایا مقناطیس حیران ہوگئی کہ یہ عیار بلا کے ہین کہ ایسے آفتاب جمال کو بڑھا بنا کر لایا جب
یقین کامل ہوا کہ یہ بادشاہ اسلام ہین ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب بھر آگیا مگر خونخوار نے
میخوار و سرشار کی طرف سے منھ پھیر کر ملکہ مقناطیس سے ہاتھ باندھ کے کہا مین غلام و
تابعدار ہون امیدوار ہون کہ مجکو اپنے ساتھ لیجلیے مثل چاکران کمترین کے حاضر خدمت
رہونگا ملکہ مقناطیس کو بہت ناگوار ہوا کہ ایسا نہو شہریار سمجھ جائین تو باعث خرابی ہو مگر
شہریار خاموش بیٹھے ہین میگونہ و شبگونہ کو یہی خیال ہی کہ مقناطیس کیسی باتین خونخوار
سے کر رہی ہی اور یہ گانے والا دم بدم میخوار و سرشار سے تقاضا کرتا ہی کہ کلید میخانہ
مجھے دیجیے مین ساقی گری کرون آپ لوگ لطف صحبت اٹھائین میگونہ و شبگونہ
اپنے مقام سے اٹھین سامنے فیروزہ کے آئین کہا کہ میان گویے صاحب آپکو ساقی گری
مین بہت بڑا دخل ہی فیروزہ نے دیدہ دلیر کرکے کہا کہ حضور یقین تو ہی کہ مثل میرے کوئی
اس کمال مین دخل نہ رکھتا ہوگا جلسہ تیار ہی سب شاہزادیان موجود ہین ایک ایک
جام پیین لطف صحبت بڑھے کلید مرحمت ہو خونخوار کے سوال سے مقناطیس کو نہایت
ملال ہوا جواب دیا کہ اے خونخوار اپنے ہوش مین آؤ بے شراب کے پیے بیہوشی کی باتین
کر رہے ہو جانتے ہو کہ مین خداوند ہفت پیکر کی خدمت مین جاتی ہون انکی مصاحبون مین
مشہور ہون خداوند میرے حال پر کیسی پرورش فرماتے ہین یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ
کوہ سمن آرا پر جانا میخوار و سرشار کی حفاظت کرنا مین خاص اسواسطے آئی ہون کہ دیکھون
کیا رنگ ہی میخوار و سرشار نے کنجی میخانے کی فیروزہ کو لاکے دی فیروزہ جھپٹ کر
میخانے مین پہونچا تعجیل شراب مین بیہوشی ملائی گلابیان لیکر نہایت ہی سلیقہ سے صحبت مین
آیا جس رنگ کی شراب ویسی ہی گلابی جیسے ہی لاکے صحبت مین رکھی فیروزہ نے تو

پاؤن مین گھنگرو باندھے میگونہ وشعبگونہ نے سحر کیا گلابیان آپس مین لڑنے لگین لڑلڑ کر ٹوٹین شراب شعلہ بنکے اڑی ایک شعلہ اسمین سے فیروزہ کے بھی چہرے پر گرا کہ رنگ و روغن عیاری کا اڑگیا اب تو فیروزہ گھبرایا میگونہ وشبگونہ نے کہا ای میخوار وسرشار اس شراب مین بیہوشی ملی تھی مین نے بھی سحر کیا تھا کہ اگر شراب مین بیہوشی ملی ہو تو یا خداوند ہفت پیکر بچایئے دیکھو شراب اڑگئی گلابیان بھی ٹوٹ گئین صورت گانے والے کی بدلی میخوار وسرشار تو خاموش ہوئین حیران حیران دیکھ رہی ہین مگر خونخوار تیغہ برہنہ کھینچکر اٹھا کہ فیروزہ کا سر کاٹ لون مقناطیس نے کہ قریب خونخوار بیٹھی تھی کارد سحر نکالکر خونخوار پر کھینچ ماری خونخوار کے پہلو کو توڑ کر کارد پار گذری خونخوار لڑکھڑا کر گرا میخوار وسرشار نے کہا ای مقناطیس یہ کیا کیا مقناطیس نے کہا تمنے نہین سنا کہ یہ کیا کہتا تھا مصاحب خداوند سے ایسا فقرہ میگونہ وشبگونہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ اس عیار کا سر کاٹ لو کنیزین طرف فیروزہ کے چلین سعد بن قباد اپنے مقام سے جھلا کے اٹھے تیغہ کھینچا اپنے نام نامی کا نعرہ کیا۔ نعرہ بادشاہ اسلام۔ منم شاہ شاہان فریدون حشم ❊ بہار گلستان کاؤس و جم ❊ تلوار پکڑ کر اہل جلسہ پر جا پڑے جسنے گولہ مارا سعد کا عکس جو اس گولے پر پڑا التعویذ عطیہ درویش کامل جو انکے بازو پر ہوا اسنے اپنا اثر دکھایا گولہ الٹا پلٹا اسی ساحرہ کے سینے پر پڑا کہ سینے کو اسکے توڑ کے پار گذرا فیروزہ بھی خنجر کھینچکر کھڑا ہوگیا کئی کنیزون کو مار کے اسنے بھی گرادیا کسی پر خنجر مارا کسی کو حباب مار کر گرادیا میخوار وسرشار نے جو دیکھا کہ صحبت مین ہماری بادشاہ اسلام کیونکر آئے کئی کنیزین مر گرین خونخوار ایسا ساحر مارا گیا واسطے خونخوار کے آنکھون مین آنسو بھرے انھون نے بھی سحر کیا اور پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر یہ مقام کوہ سمن آرا ہی دشمن کا اب اسپر بھی قبضہ ہوا چاہتا ہی اپنی کنیزون کو بچایئے ہماری مدد کو آیئے کہ یکایک اندھیرا ہوا پہاڑ تھرایا بادشاہ یا تو مجمع ساحران مین لڑ رہے تھے یا یہ معلوم ہوا کہ جس تختۂ سنگ پر مین کھڑا ہون وہ تختۂ سنگ مجکو اڑائے ہوئے لیے جاتا ہی ایک تختۂ سنگ پر فیروزہ بھی ہمراہ ہے بعد تھوڑی دیر کے وہ دونون پتھر اس مقام پر آکر گرے جس مقام سے خونخوار سعد و فیروزہ

کو لیگیا تھا اسی نخل کے نیچے اپنے کو پایا مگر حیران حیران فیروزہ سے فرماتے تھے کہ فیروزہ یہ کیا انقلاب ہوا کوہ سمن آرا پر نہین معلوم کیا گذری ملکہ مقناطیس وہان تنہا ہین فیروزہ نے عرض کی ای شہریار یہ باعث سحر میخوار و سرشار ہی انکی خبر بھی ملیگی اب تو آپ کوہ سمن آرا سے جدا ہوے اپنے لشکر ظفر اثر مین چلیے تب ملکہ مقناطیس کا حال دریافت ہوگا بادشاہ مجبور و ناچار فرماتے تھے ای فیروزہ مجکو نہ وشگونہ کو پہلے ہی شک گذرا تھا آخر اُنھون نے سحر کیا اور تمام حال کھولا گلا بیان ڈوٹین شراب شعلہ بنکر اڑ گئی آخر کو فساد پڑا مقناطیس کا حال کیونکر دریافت ہو واسطے مقناطیس کے حال ابتر ہی دل بیقرار ہی نظم

سر کے بل چلتے ہین گھر سے سوے صحرا کیسے
کیون جنون ہم بھی ہین آمادۂ سودا کیسے

کھل گئے اسکی جدائی مین سراپا کیسے
مضمحل ہو گئے دو روز مین اعضا کیسے

کس طرح سے نہ کہین حسن مجسم عاشق
دیکھین آئینے مین ہین آپ سراپا کیسے

یاد ہوگا تجھے جب فصل بہار آتی ہے
نالے ہم کرتے ہین او بلبل شیدا کیسے

چشم عبرت سے ذرا سیر چمن کر غافل
مل گئے خاک مین لہکون گل رعنا کیسے

مرض ہجر نے رنجور کیا ہے ایسا
تم بھی آؤ تو نہ اچھے ہون مسیحا کیسے

کونسا ننگ گوارا نہ کیا اُلفت نے
اور مبتلا کوئی ہوتے ہین رسوا کیسے

آگئی لہر جو دلبر ترے ای قلزم حُسن
پھوٹ کر روئے ہین کل ہم لب دریا کیسے

حسرت آتی ہی مجھے چاک گریبانون پر
دوڑے جاتے ہین سودے مین صحرا کیسے

بُت سے مطلب تھا نہ کچھ کام تھا اُلفت سے ہمین
دفعۃً پڑ گئے آفت مین خدایا کیسے

آج اُس گل سے کیا دعوے نہ ہمچشمی کا
شہرے سنتے تھے ترے نرگس شہلا کیسے

بار عصیان سے ہوا ہی مرا مُردہ بھاری
دیکھیے اُٹھتا ہی یارب یہ جنازا کیسے

پیش ازین رندِ خرابات نشین تھے کیسے
بنکے اب بیٹھے ہین رُہبان کلیسا کیسے

فیروزہ نے سمجھا یا کہ حضور زیادہ ملول ہون اپنے لشکر مین چلیے مین جا کر باغ سے ملکۂ عالم کی مفصل خبر لاؤنگا آپ اسقدر رنج نہ فرمائین آپکے کبیدہ خاطر ہونے سے میرے ہوش و حواس اُڑے جاتے ہین دیکھیے کیسا معرکہ گذرا آخر مین میخوار و سرشار نے ایسا سحر کیا کہ آپ

وہاں سے ہٹ آئے فیروزہ بادشاہ کو سمجھا کر لشکر میں لایا لشکر میں بادشاہ کو ٹھہرایا سردار بادشاہ کو دیکھکر بہت خوش ہوئے حال پوچھنے لگے فیروزہ بادشاہ کو پہونچا کر طرف باغ ملکہ مقناطیس کے روانہ ہوا باغ میں آکے دیکھا کنیزیں حیران بیٹھی ہیں ہی نرگہ ہو رہا ہی کہ میخوار وسرشار نے بڑا ستم کیا ہماری مالک کو دم دے کے قید کیا ایک کنیز کہہ رہی ہی کہ میں اپنی جان بچا کے نکل بھاگی میخوار وسرشار نے بعد جانے بادشاہ کے ہماری ملکہ عالم کے آگے ہاتھ جوڑ کے کہا بیٹھیے ایک جام شراب پی لیجیے پھر آپکو اختیار ملکہ بیٹھکر شراب پینے لگیں شراب پیتے ہی ملکہ کے ہوش اُڑے حرکات خلاف کرنے لگیں میں نے جب ملکہ کو اس حال میں دیکھا تو میں کام کے حیلے سے اُٹھی جب باغ سے بھاگ کے باہر نکلی تو ہلڑ ہوا کہ مقناطیس کو پکڑ لو بیہوشی ملا کے شراب پلائی تھی ملکہ سحر نہ کر سکیں اُنکو گرفتار کر لیا میخوار وسرشار نے یہ جرم رکھا کہ خونخوار کو کس خطا پر مارا ملکہ فرماتی ہیں کہ مجکو اُسنے کلمات سخت کہے مجھے بادشاہ سے کوئی تعلق نہ تھا جسے ایسی باتیں کہیں اور چاہتا تھا مجھپر ہاتھ ڈالے میں نے اپنا حفظ ناموس کیا کار دسحر مار دی میخوار وسرشار نے بارہ ہزار ساحر جمع کیے اور ملکہ کو اڑا لے پر سوار کیا ہی خدمت میں ہفت پیکر کی لیجا ئینگی اسی باغ کے دروازے سے قید جائیگی اس باغ پر بھی میخوار وسرشار قبضہ کرینگی فیروزہ نے یہ سب خبر دریافت کی خدمت میں بادشاہ کی آیا شاہ رات بھر تڑپے ہیں ہرچند امراو وزرا سمجھاتے ہیں لیکن بادشاہ فرماتے ہیں یارو کیا کہوں جو مجھپر گذرتی ہی میرے تو قلب کی عجب کیفیت ہی دل کی بری حالت ہی اب تو یہ نوبت ہی۔ نظم

ہوں سرفروش جان کا خوف وخطر نہیں
ان قدموں کی قسم مجھے پروائے سر نہیں

اب آپکی وہ آنکھ نہیں وہ نظر نہیں
ثابت ہوا کہ چشم عنایت ادھر نہیں

کوئی دوا فراق میں کوئی اثر نہیں
گر درد سر یہی ہی تو اک روز سر نہیں

عاشق انھیں یہ کہتے ہیں کیا جانیں جوہری
دندان ولب میں یار کے لعل وگہر نہیں

وہ بت فروغ حسن سے پتلا ہے نور کا
دیکھے نگاہ یار سے یہ ثابت بشر نہیں

سودائے عشق زلف مرے سر کے ساتھ ہی
لے سر کے کاٹے جائے یہ وہ درد سر نہیں

بھیجا تھا ہوں خوب نہ کر جلا زبان
یہ خط تو میرے یار کا اک نامہ بر نہیں

یاد شہ بخیر آج وہ رشک قمر نہیں	کیا جلوہ ماہتاب کا مہتا ہو لنڈیہ ہے
برسوں گذر گئے مجھے اپنی خبر نہیں	کھویا گیا ہوں وادی الفت میں کسیار نار

رات بھر تڑپ کے بادشاہ نے بسر کی مصاحبوں میں بیٹھے ہیں کہ فیروزہ آکے پہونچا تمام کیفیت بیان کی عرض کی حضور چل کے قریب باغ مقناطیس کے ٹھہریں جب قیاس ادھر سے گذرے تب شبخون ماریے بادشاہ نے اس امر کو قبول کیا ہر چند فیروزہ نے کہا زیادہ فوج کی ضرورت نہیں ہے لیکن مشکبار نے عرض کی حضور کنیز کو ضرور ہمراہ لے لیں یہ کنیز ملکہ مقناطیس کو رہا کریگی رہا کر کے مقناطیس کو کوہ سمن آرا پر چلیے گا میخوار و سرشار کی بھی تدبیر ہو جائیگی بادشاہ ملکہ مشکبار کو اور دوسو سواروں کو مع فیروزہ کے لیکر قریب باغ مقناطیس کے آئے ایک درۂ کوہ میں آکے اترے دوسرے دن دیکھا طرف سے کوہ سمن آرا کے گرد اڑی بادشاہ نے دیکھا کئی ہزار ساحر اسباب سحر ہاتھ میں لیے ہوئے بیچ میں ارابے پر مقناطیس و سرشار و میخوار کے دو ساحر زبردست گینڈوں پر سوار لشکر کو لیے ہوئے آتے ہیں بادشاہ کو تاب نہ آئی ہر چند فیروزہ نے کہا اے شہریار تامل فرمائیے جس مقام پر یہ اتر ینگے وہاں چلکہ شبخون ماریے گا بادشاہ نے نہ مانا اسی وقت گھوڑے پر سوار ہوئے دوسو سوار لیکر پہاڑ سے نکل کے نعرہ کیا۔ نعرہ سعد بن قباد- سنم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس و جم + دوسو سواروں سے آگے بڑھ کے جسکے ہاتھ ماردیا اسکے دو ٹکڑے ہوگئے مشکبار تڑپ کے آسمان پر پہونچی برق بنکر ارابے پر ملکہ مقناطیس کے گری کئی ساحروں کے سر اڑا دیے زبان سے ملکہ مقناطیس کی سوزن نکالی کہا ہیں اٹھو نعرہ شاہ کی صدا سنکر مقناطیس خوش ہوگئی تڑپ کر اٹھی اٹھ کے لڑنے لگی ایک طرف بادشاہ شمشیر زنی کر رہے ہیں ایک جانب مشکبار مصروف جنگ بادشاہ لڑتے بھڑتے ہوئے قریب کر گدن سوار کے پہونچ گئے ساحل جادو کہ افسر لشکر ہے بادشاہ کا اس سے مقابلہ ہوا بادشاہ پر ساحل نے کئی سحر کیے تاثیر نہوئی بادشاہ نے مرکب مہمیز کر کے ہاتھ تلوار کا مارا کہ ساحل جو کنارۂ عدم پر کھڑا ہوا غرق دریاے لعنت ہوا دوسرا ساحر افسر بیکنار جادو اسنے جو اپنے بھائی کا مردہ دیکھا تڑپ کے بادشاہ پر جا پڑا بیکنار نے بھی کئی سحر کیے دریاے سحر حائل کیا بادشاہ نے مرکب

دریامین ڈالدیا دریا بیچ مین سے شق ہوا بادشاہ برابر بیکنار کے پہونچے بیکنار نے پھر سحر کیا دریاے قہار ظاہر ہوا اوس دریا سے ہزارہا مچھلیان نکلنے لگین گرد بادشاہ کے پھرتی ہین نہنگان خون آشام دریا سے نکلتے ہین بادشاہ کے قریب آتے ہین اور پھر دریامین غوطہ مارکے غائب ہوتے ہین کئی نہنگ نکلے بادشاہ پر حملہ کیا بادشاہ پر اُنکا حملہ کارگر نہین ہوتا شاہ جیسے ہاتھ مارتے ہین وہ نہنگ غوطہ مارکر غائب ہوجاتا ہی مچھلیان دریا سے بصد جوش وخروش نکلتی ہین گرد بادشاہ کے پھرتی ہین آخرمین پھر دریامین گرتی ہین اس ارادے سے نکلتی ہین کہ بادشاہ کے لپٹ جائین قریب آکر تھراتی ہین بادشاہ سے لپٹ نہین سکتین کسی مچھلی نے دامن نوچ لیا کسی نے خود پر دُم ماردی کوئی مرکب سے لپٹ گئی مرکب سُم مارتا ہی مچھلی کا سر پھٹجاتا ہی جب کئی مچھلیان مرین تب دریا خشک ہوا بیکنار نے قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھادے سے ہاتھ نکالکر ایک ہاتھ مارا کہ بیکنار بھی دریاے حماقت مین ڈوبا مشکبار ومقناطیس نے لشکر تباہ کیا خیمے بارگاہین لوٹ لین باقی جو زندہ بچے وہ طرف صحرا کے بھاگے بادشاہ اسلام بہ فتح وفیروزی مقناطیس جادو کو اپنے ہمراہ لے کے پلٹے آگے آگے بادشاہ پشت پر سرداران شمشیر زن ایک طرف مقناطیس اور ایک طرف مشکبار کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم افلاک آسمان سیر ای مقناطیس تیرا حال قدرت کو معلوم ہوا چل تجھکو خداوند نے یاد فرمایا ہی سب نے دیکھا آسمان سے ایک عقاب تڑپ کے گرا مقناطیس جادو کی کمر مین پنجہ دیکے لے اُڑا مقناطیس نے آواز دی ای شہریار کنیز کو ساحر لیے جاتا ہی بادشاہ نے قربان سے کمان اور ترکش سے تیر نکالا تیر بجر کمان مین پیوست کرکے مارا سینے پر عقاب کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا مقناطیس پنجے سے چھوٹی تڑپ کر خدمت مین بادشاہ کے آئی کہا اس دست وبازو کے قربان ہوجاؤن کیا حضور نے تیر مارا۔ افلاک آسمان سیر مارا گیا حضور نے کیا کمال کیا مگر آج طریقے سے معلوم ہوا کہ اب ہفت پیکر کو میری بغاوت کی خبر ہوگئی یہ افلاک آسمان سیر وہین سے آیا تھا غلام ہفت پیکر کا تھا ستر اسی ہزار غلام اُسکے ایسے ہی ہین ایک ایک آفت روزگار بلاے زمانہ ہے سحر وساحری مین یگانہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ اسکو خبر ہماری معلوم ہوگئی اب اور آفتین

برپا کریگا اب آپ کوہ سمن آرا پر چلیں وہان قبضہ ہوجائے اب میخوار و سرشار بھی آپ پر لشکر کشی کرین تو عجب نہین مشکبار نے کہا ای مقناطیس ہم تم دونون ملکر بادشاہ کو برسر کوہ سمن آرا لیجائین میخوار و سرشار کا علاج ہوجائیگا فیروزہ نے عرض کی بادشاہ کی صورت تبدیل کرو ساحر کی شکل بناؤ میخوار و سرشار سے کہنا ہم بادشاہ کے یہان سے بھاگ آئے یہی ساحر ہمکو سمجھا کے لایا ہم اپنے ہوش مین نہ تھے اسنے سحر آتا راہمکو تم تک پہونچایا اب چلو لشکر کشی کرین بادشاہ کو پکڑ لائین خدمت خداوند مین چلکر اپنی خطائین معاف کرائین یہی راے سب کی ہوئی فیروزہ نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا بادشاہ کو ایک ساحر سیہ فام کی صورت بنایا مشکبار و مقناطیس نے تخت سحر تیار کیا فیروزہ بھی ایک ساحر کی شکل بنا پہلو مین بادشاہ کے بیٹھا مقناطیس نے تخت اُڑایا میخوار و سرشار مطمئن بیٹھی مین کہ رہی ہین کہ اب تو پلی مقناطیس قتل ہوگئی ہونگی کوہ مقناطیس بھی ویران ہوگیا ہوگا اب ہم باغ مقناطیس پر قبضہ کرینگے کہ چند ساحر روتے ہوے آئے عرض کی راہ مین بادشاہ نے ساحل و بیکنار کو قتل کیا مقناطیس کو رہا کر لیا ہم لوگ شکست کھا کے بھاگے اگر ٹھہرتے تو قتل کیے جاتے جان بچا کے بھاگ آتے میخوار و سرشار حیرت مین آگئین سناٹا آیا قلب بھر آیا کہا ساحل و بیکنار ایسے ساحر نہ تھے کہ یون مارے جاتے میخوار سے سرشار نے کہا یہ کیا باعث ہی کہ بادشاہ پر سحر تاثیر نہین کرتا میخوار نے کہا مین ابھی دریافت کیے لیتی ہون اب انتظام سے غافل نہونا چاہیے یہ کہکے میخوار نے جھولی سے ایک چراغدان نکالا اُسے روشن کیا چار بتیان نکالین اُنکو جلایا میخوار نے ایک دستک دی کہ آسمان سے ایک بھونرا پیدا ہوا گرد چراغدان کے پھرنے لگا اپنی آواز مین کچھ کہتا بھی ہی میخوار نے قلم ہاتھ مین لیا اُسکے لفظون کو لکھنے لگی بعد تھوڑی دیر کے ترجمہ کیا الفاظ زبان سنسکرت مین تھے اب اُسکو اُردو مین بیان کیا کہ بادشاہ کے بازو پر تعویذ ہی ایک درویش کا ل نے دیا ہی اس سبب سے بادشاہ پر سحر تاثیر نہین کرتا سرشار نے کہا بولشکر تیار کرو مقابلہ بادشاہ مین چلو مین تعویذ چھین لونگی میخوار نے حکم دیا ہمارا سب لشکر تیار ہو ستر ہزار ساحر جیسے ہوے علم سحر کے مشاق سحر و ساحری مین شہرۂ آفاق بیچ مین تخت پر میخوار و سرشار بیٹھی ہین گرد

ساحران مذکور جمع ہین سرشار کہتی ہو زمین ہلا دونگی حشم زدن مین بادشاہ کو مین پکڑ لاؤ نگی
لشکر آراستہ ہو کر کوہ سمن آرا سے اُترنے لگا دونون بہنین ابھی تخت پر بیٹھی ہین کہ آسمان سے
ابر سیاہ نمایان ہوا سر اُٹھا کر دیکھا کہ دو ساحران زبردست اور مقناطیس ومشکبار تخت پر
بیٹھی ہین تخت اُڑا ہوا آتا ہی میخوار وسرشار دیکھتے ہی گھبرا گئین کہ یہ دونون ساحر کون ہین
مگر چپ دیکھا کین کہ تخت اسی طرف آتا ہی تخت آ کر پہاڑ پر اُترا مقناطیس نے دوڑ کر
میخوار وسرشار کو سلام کیا کہا بوا مبارک ہو کہ ہم قبضۂ مسلمانان سے نکل آئے بڑی بڑی
کدوکوششین ہو رہی ہین مگر خداوند ہفت پیکر نے تقدیر کی اُنکی تقدیر کے آگے کسی کی
تدبیر نہین چلتی ایسا قدرت نے اُنکو غافل کیا کہ شب کو کوئی ہوش مین نہ تھا ان دونون
ساحرون نے بڑا احسان کیا کہ رات کو ہمارے پاس پہونچے یہی ہمکو سمجھائی کہ نکل چلو اگر یہ ساحر
روکینگے تو ہم انکے روکے سے نہ رکینگے ایک سحر مین انکو دیوانہ کر دینگے ہم بھی اُسی وقت اُٹھ کھڑے
ہوے جب تک اُنکے لشکر سے نہ نکلے تھے جب تک دل پر ایک جوش وخروش تھا جب لشکر
سے اُنکے نکل آئے نہ وہ جوش تھا اور نہ خروش تھا شکر ہی کہ تم تک پہونچے تمنے لشکر کیسا
تیار کیا ہی میخوار نے کہا بادشاہ بڑی سرکشی کرتے ہین گرفتار کرینگے مقناطیس نے کہا بوا
ظاہر مین ہمارے برابر کوئی ساحر وہان نہین ہی نہ کوئی معین ومددگار پہلوان کئی فریک ہین
وہ ہمارا کیا کر سکتے ہین ایکطرف سے مین سحر کرونگی ایکطرف سے تم آگ برسانا کہان نکل سکینگے اس تکلف سے
مقناطیس نے بیان کیا کہ مقناطیس کے کہنے سے میخوار وسرشار کو یقین کامل ہوا کہ یہ سچ کہتی ہی خدا
خداوند سے بھاگ آئی ہی فوراً لشکر کو روک لیا کوچ موقوف ہوا ساحرون کی کمر کھلوا دی کہا
ٹھہر جاؤ اب اور جو کچھ کام کرینگے انکی صلاح سے کرینگے پہاڑ پر جلسہ آراستہ ہوا فرش عمدہ
بچھایا گیا بلکہ میخوار نے کہا بھی کہ ان دونون ساحرون مین سے کسی کو گانا بھی آتا ہی مقناطیس
نے جواب دیا یہ ساحر علم سحر سے آگاہ ہین گائنون کو بلاؤ فیروزہ نے اشارہ بھی کیا مقناطیس نے
چٹکی لی کہ ای بہتر صاحب خاموش رہو فیروزہ خاموش ہو رہا جب جلسہ آراستہ ہوا
گائنین آ کے بیٹھین ایک گائن شوخ وشنگ دریاے علم موسیقی کی نہنگ تڑپ کر بیچ مین آئی
اہل جلسہ سے متوجہ ہو کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی غزل

سب نے سرگوشیان غیرون سے اشارے دیکھے ۔۔۔ آج آنکھون سے کرشمے ترے سارے دیکھے
رنگ وہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھے ہونگے ۔۔۔ ہمنے جو آنکھون سے ہین روپ تمھارے دیکھے
قول کے چھلون کی اللہ رے کافر کو خوشی ۔۔۔ ہمنے سو مرتبہ سو بار اُتارے دیکھے
رو بہ صحت ہوا ایک مریض فرقت ۔۔۔ ایسے بیمار سدا گور کنارے دیکھے
پاؤن ہر مرتبہ کس طرح نہ پھیلاؤن ابھی ۔۔۔ ہتھکنڈے تمنے نہین جان ہمارے دیکھے
بوالہوس ہین نہ کوئی عاشق صادق پایا ۔۔۔ چاہنے والے نہ دو چار تمھارے دیکھے
دل تو کیا جان بھی کی نذر تری اے شہ حسن ۔۔۔ حوصلے تو نے فقیری مین ہمارے دیکھے
رند سے جتنے کہ اقرار ہوے سب برعکس ۔۔۔ قول سے فعل خلاف آپکے سارے دیکھے

اس طرح گانے کا رنگ بندھا ہوا ہے کہ تمام اہل محفل بیہوش ہو رہے ہین گا ئن کو انعام ملا ہی فیروزہ کا قصد ہوا کہ مین اپنے مقام سے اُٹھون اپنے کو مخفی میخانے مین پہونچاؤن کہ آسمان کا تراقہ ہوا دیکھا سب نے ایک ساحر سیہ فام بد انجام ایک عقاب پر سوار وہین سے نعرہ کرتا ہوا آتا ہے ارے بادشاہ اسلام و فیروزہ بن عمرو و مقناطیس و مشکبار کو ای میخوارو سرشار گرفتار کر لو مقناطیس و مشکبار اُٹھکر اُس ساحر پر سحر کرنے لگین کئی کنیزون کے سرکٹ کے گرے بادشاہ نے بھی تلوار کھینچی اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ بادشاہ اسلام منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس وجم + تلوار کھینچکر جا پڑے مگر وہ ساحر کہ جو عقاب پر سوار ہو کر آیا ہی اُسکا نام شہباز عقاب سوار ہی مقناطیس [illegible] دونے کیسے کیسے سحر اُسپر کیے لیکن اُسنے جب ہاتھ سے اشارہ کر دیا سحر اُلٹا پلٹا مقناطیس کو [illegible] شعلہ ہاے آتش نے گھیر لیا مشکبار مبہوت لب پر مُہر سکوت مقناطیس کا حال دیکھکر گھبرائی آواز دی اے شہریار مقناطیس کا خاتمہ ہوتا ہی ہزار ہا شعلہ ہاے آتش نے اُسکو گھیر ہی اب تھوڑی دیر مین جسم مین آگ لگ جائیگی مثل ہیزم خشک کے جلکر خاک ہو جائیگی پھر کچھ کسی کا زور نہ چلیگا سعد شہریار نے جو آواز مشکبار کی سُنی نہایت ملول ہوے کنیزون نے قصد کیا ہی کہ مشکبار کو گھیر لین مشکبار جادو اپنے مقام سے نہین ہٹتی بادشاہ اسلام نے جو مقناطیس کو ایسی حالت مین دیکھا بیتاب ہو گئے تلوار چمکاتے ہوے قریب مقناطیس کے پہونچے فرمایا ای مقناطیس ہوشیار ہو شعلہ ہا

سرکش گرد سے مقناطیس کے دہٹے تب بادشاہ نے اوس بیتابی مین بازو سے تعویذ کھولا
جب تعویذ کا عکس ڈالا ایک دنا تہ ہوا شعلہ ہاے آتش گرد سے مقناطیس کے ہٹے چھٹ کر
بادشاہ نے وہ تعویذ جسم سے مقناطیس کے مس کیا مقناطیس ہوشیار ہوئی کہا کہ اے
شہریار آپ نے عجب کارنمایان کیا ورنہ کنیز آپکی جلکر خاک ہو جاتی یہ اہی شہباز کا سحر تھا
شہباز عقاب سوار نے جو یہ معرکہ دیکھا فوراً عقاب سے کودا آواز دی اے عقاب شعبدہ باز
یہ تعویذ تو لے لے اپنی جان کا خوف نہ کرنا مین تجھکو بچاؤنگا عمر بھر تیرا پوجہ پاٹ کیا آج کا دن
جانبازی کا ہو عقاب اپنے مقام سے اُڑا مقناطیس نے قصد کیا ہو کہ تعویذ بادشاہ کے
ہاتھ سے لے کے سارے جسم پر مس کرون کہ میرے ہوش و حواس درست ہون عقاب چالاک
وچست ہون کہ عقاب اُترتا ہوا قریب بادشاہ کے آیا منہہ سے دھوان چھوڑا وہ دھوان آنکھون
مین بادشاہ کی لگا بادشاہ آنکھین ملنے لگے عقاب نے ایک پر ہاتھ پر بادشاہ کے مارا کہ
تعویذ ہاتھ سے بادشاہ کے گر پڑا عقاب نے منقار سے تعویذ کو اُٹھا یا لیکے اُڑا سامنے شہباز
عقاب سوار کے آیا منقار سے تعویذ ڈالا شہباز نے چاہا تعویذ اُٹھاؤن مشکبار ترب کے
گری چاہا تعویذ اُٹھالون کہ شہباز نے ہاتھ تیغ کا مارا مشکبار کا زخمی ہوا مشکبار تو زخمی
ہوکر ہٹی مقناطیس نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ بادشاہ پاگل ہوے خاموش کھڑے میخوار و
سرشار نے تلوار ہاتھ سے بادشاہ کے لی بادشاہ مبہوت کھڑے ہین اپنے مقام سے نہین
ہل سکتے مقناطیس جو جہک کے گری عقاب کے دو ٹکڑے ہوے عقاب جو مرا اندھیرا ہوا
اندھیرے مین شہباز نے تعویذ اُٹھالیا اور چاہا کہ مقناطیس کو زخمی کر کے نکل جاؤن مقناطیس
چاہتی ہو کہ شہباز کے لپٹ جاؤن جان اپنی دیدون مگر تعویذ کو لے لون شہباز و مقناطیس سے
تیغہ چلنے لگا شہباز نے ایک مقام پر کمر کو تپایا سر پر جو ہاتھ مارا مقناطیس کا بھی سر زخمی ہوا
شہباز یہ کہکر اُڑا کہ اے میخوار و سرشار میرا ٹھہرنا بہتر نہین ہو مین یہ تحفہ نایاب لیے جاتا ہون تم
بادشاہ کو گرفتار کرکے قتل کرنا اب بادشاہ بیکار ہین یہ کہکے اُڑا فیروزہ نے دیکھا کہ یہ تعویذ لیچلا
فوراً پہاڑ سے پھاندا آسمان پر شہباز جاتا ہو نیچے نیچے اُسی کے سائے مین فیروزہ بھی
جھپٹا ہوا جاتا ہو یہان میخوار و سرشار نے بادشاہ کو گرفتار کر لیا سب فوج بالاے کوہ

آگئی لڑائی ہین جو بادشاہ لڑے پسینے پسینے ہوگئے ہین رنگ و روغن عیاری کا جو فیروزہ نے
لگایا تھا وہ اُڑگیا جمال ہمشال اصلی نکل آیا میخوار نے بزور سحر مقنا طیس و مشکبار کو کہ جھون
مین چور چور جھوم رہی تھین فوراً گرفتار کرلیا اب کوہ سمن آرا پر آلڑہی کہ عجب مکر سے مسلمان
آئے مگر شہباز عقاب سوار نے اسوقت بڑا کام کیا کہ ان دونون کو زخمی کر گیا بادشاہ سے
تعویذ بھی لے لیا اس تحفے پر بادشاہ کو بڑا گھمنڈ تھا مگر تعویذ خوب لیا اگر وہ نکل نہ جاتا تو کچھ
افتاد پڑتی میخوار و سرشار کہتی ہین کہ عیار نکل گیا وہ بھی بصورت ساحر آیا تھا اب شہباز
کو نامہ لکھین کہ ای مقرب خداوند تیری وجہ سے دونون جادوگرنیون کو گرفتار کیا اگر مناسب
جانو تو کل تم بھی سویرے سے آؤ تمھارے سامنے انکو قتل کرین یہ نامہ ایک کنیز کو دیا کہا مین
جاکر شہباز کو دینا اور کہنا کہ بھیّا تمھاری وجہ سے کوہ سمن آرا پر مسلمانون کا قبضہ ہوا
سرتاسر تمھارا ہی باعث تھا کہ تمنے ہمسے بادشاہ کو گرفتار کرایا مقنا طیس و مشکبار کو بھی
گرفتار کیا ہو لیکن عیار بادشاہ اسلام کا بھاگ گیا اُسکا خیال رکھنا کنیز کو خوب سمجھا کے روانہ
کیا کنیز نوبہار نامے نامہ لیکر روانہ ہوئی طرف شہباز کے جاتی ہی فیروزہ بشکل مبدل ساتھ ساتھ
شہباز کے آیا ہوا ہی شہباز تو باغ مین اپنے اُترا فیروزہ اِس فکر مین ہی کہ مین اپنے کو کسی طرح
سے باغ مین پہونچاؤن کوئی عیاری کر کے تعویذ لون باغ سے الگ ایک نخل کے سائے مین
کھڑا ہوا سوچ رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک کنیز آتی ہی جھپٹی ہوئی جاہتی ہی کہ باغ
مین جاؤن فیروزہ سمجھا کہ کیا عجب ہو کہ یہ کنیز کوہ سمن آرا سے آتی ہو ایک جادوگر کی شکل
بنکر فیروزہ نے پکارا نوبہار رُکی فیروزہ نے قریب آکے پوچھا کہ بوا تم کہان سے آتی ہو
اور کہان جاتی ہو کاہے کی جلدی ہی مجھکو شہباز نے اسی مقام پر مقرر کیا ہی کہ جو کوئی
کوہ سمن آرا سے آئے اُسے روکو ہمارے پاس اُسے بہ احتیاط لاؤ اگر کوہ سمن آرا سے
آئی ہو تو ہمارے ساتھ باغ مین چلنا ہم بخوبی ملاقات کرادینگے کنیز سوچی کہ کوئی تو باعث ہی
کہ شہباز نے اِس ساحر کو یہان مقرر کیا ہو کہا بیٹھی کہ نوبہار میرا نام ہو شہباز عقاب سوار کے پاس
آئی ہون میخوار و سرشار نے بھیجا ہو فیروزہ بہت ہنسا کہا بی نوبہار خداوند ہفت پیکر کی
کیا قدرت ہی ابھی ایک طائر مجھسے کہ گیا کہ کوہ سمن آرا سے پیغام آتا ہی مین اسی وجہ سے

انتظار مین کھڑا تھا باتین کرتے کرتے فیروزہ نے حباب مارا کہ بیہوش ہو کے نوبہار گری فیروزہ نے اُسکے دماغ پر بتّی بیہوشی کی چڑھائی زبان مین سوزن دیکے اُسکو تو ایک درہ کوہ مین ڈالدیا جھولی سے نامہ نکالا رنگ و روغن عیاری کا لگایا نوبہار کی صورت بنکر طرف باغ کے چلا راہ مین چند ملازمان شہباز ملے اُنھون نے پوچھا بی نوبہار شہنشاہ شہباز کے پاس جاؤگی فیروزہ نے کہا شہنشاہ کہان تشریف رکھتے ہین اُن ساحرون نے جواب دیا باغ مین بیٹھے ہین کچھ سوچ رہے ہین فیروزہ نے کہا جاکر عرض کرو کوہ سمن آرا سے ایک کنیز نامہ لیکر آئی ہی ساحرون نے جاکے شہباز سے اطلاع کی بس شہباز نے سنتے ہی سر ہلایا ساحرون سے کہا مین ایسا تحفہ نایاب لایا ہون کہ جسکا مثل نہین بادشاہ اسلام سے چھین کر لایا ہون ہو سکتا تھا کہ فکر کرنے والے تدبیر نہ کرین اچھا کنیز کو بلاؤ جب ساحرون نے آکر کنیز سے کہا کہ بی نوبہار چلو تمھین شاہ شہباز بلاتے ہین فیروزہ کے ہوش تو اڑ گئے مگر مجبور ونا چار ساحرون کے ہمراہ چلا باغ مین آیا دیکھا ہر نخل پر ہزار ہزار طائر غنچے منقارون مین دبائے ہوئے زمزمہ سرائی کر رہے ہین اُن طائرون کی نگاہ جو فیروزہ پر پڑی وہ طائر جو اُن سب مین بزرگ تھا اپنی منقار کو کھول کے پکار اُٹھا۔ نظم

ہو گیا ہی حسن کا پھر تیز بازار اندنون
سرمہ ہوتا ہی نگاہ یار پر بار اندنون
پھر تپ فرقت نے کر دی ہی مری حالت ردی
او پری ہر وقت دیوانے جو ٹکراتے ہین سر
صورت ناقوس دم بھرتا ہون اک کافر کا مین
عالم رویا مین شب کو یار دکھلاتا ہی شکل
بڑھ گیا ہی پیچ ہمپر حال دل کس سے کہین
کھول ڈالو اب کمر سے تم بھی ہتھیارون کو رند

ٹوٹے ہی پڑتے ہین یوسف پر خریدار اندنون
ناتوان سے ناتوان ہی چشم بیمار اندنون
بیٹھے رونے لگے پھر میرے غمخوار اندنون
زلزلے مین رہتی ہی زندان کی دیوار اندنون
ہر رگ جان ہے زیادہ محکو زنار اندنون
خواب مین لاتے مین اُسکو بخت بیدار اندنون
ہین کسی کاکل کے پھندے مین گرفتار اندنون
بید کی لکڑی سے ہی بیقدر تلوار اندنون

جیسے ہی طائر نے یہ اشعار پڑھے شہباز بہ نگاہ غور فیروزہ کو دیکھنے لگا فیروزہ ٹھرا گیا دل مین کہتا ہی ای فیروزہ یہ تو ہوشیار بیٹھا ہی اب کیا کرون کبھی چاہتا ہی بھاگون فیروزہ

دیکھتے ہی شہباز نے کہا ای نوبہار ہم تمہارے انتظار مین بیٹھے تھے ہمکو پانی پلاؤ فیروزہ
جھپٹ کر آبدار خانے سے صراحی پانی کی لایا گلاس مین پانی بھرا مگر فیروزہ کے ہوش اُڑے
ہوے ہین ناچار ہوکر گلاس پیش کیا جیسے ہی شہباز نے گلاس ہاتھ مین لیا کچھ پڑھ
پانی شعلہ بنکر اُڑ گیا جیسے ہی پانی اُڑ گیا شہباز نے للکارا او نا عیار مجھے تیرا [illegible]
مین جانتا تھا کہ تو بہار سے غائب ہوا ہی مجھکو یقین تھا کہ تو میری فکر مین [illegible]
حیلہ سے آیا یہ کہکے اشارہ کیا شعلۂ آتش منھ پر فیروزہ کے گرا رنگ و [illegible] کا
جلا دیا جب صورت اصلی نکل آئی مصاحبون نے کہا حضور اس عیار [illegible] ہوتا —
شہباز نے کہا میرے ساتھ کیا مکاری کریگا جب مجھسے ساحرون [illegible] بہار کنیز آئی
ہی جب ہی مجھکو بدگمانی ہوئی تھی کہ عیار آتا ہی نوبہار کو بتا [illegible] روزہ نے کہا
درۂ کوہ مین پڑی ہی ساحر جاکر نوبہار کو لاے شہبا [illegible] ہوشیار کیا شہباز
نے پوچھا ای نوبہار نامہ کہان ہی نوبہار گھبرا گئی [illegible] کبھی جھولی مین دیکھتی ہی
آخر ناچار ہوکر کہا حضور نہین معلوم نامہ کیا [illegible] نے نامہ لے لیا ہوگا شہباز سے
سب حال بیان کیا اب نوبہار نے [illegible] خوار و سرشار کا بیان کیا شہباز نے
کہا مین بھی چلتا ہون مجھے عیار کا نکل جانا [illegible] تھا اب چل کے ان سب کو ساتھ قتل
کرین یہ کہکے شہباز تخت پر سوار [illegible] قید کرکے ساتھ لیا نوبہار کو بھی تخت پر بٹھالیا
تخت اُڑاتا ہوا طرف کوہ سمن آرا کے چلا یہان مینخوار و سرشار نے زیر کوہ سمن آرا میدان
خونی کی تیاری کی ہی ستر ہزار فوج جمع ہوئی کھڑی ہی بادشاہ و سقناطیس و مشکبار کو زیر
تیغ بٹھایا ہی مگر انتظار کرتی ہین کہ نوبہار پلٹ کر آئے تو حکم قتل دیا جاے کہ تخت شہباز
کا سامنے سے پیدا ہوا مینخوار و سرشار نے دیکھا ایک عیار مشکین بندھا ہوا نوبہار بھی
تخت پر سوار ہی شہباز آگے اُترا مینخوار و سرشار سے سب کیفیت بیان کی کہ عیار نے مجھکو
مار لیا ہوتا لیکن مین نے اسکو گرفتار کیا مینخوار و سرشار نے شہباز کی بڑی تعریف کی مینخوار
و سرشار نے کہا اس عیار کا مجھکو بھی بڑا خیال تھا تمنے خوب اسکو گرفتار کیا فیروزہ کو بھی
زیر تیغ بٹھایا چارون گنہگار زیر تیغ بیٹھے ہین شہباز نے کہا ای مینخوار و سرشار انکو قتل کیا

تو طلسم کشا کا جی چھوٹ جائیگا طلسم کشا آگے نہ بڑھیگا اُسنے بہت ملک فتح کیے ساری بربادی ذات سے مقنا طلیس کی ہوئی اب نوبت نقارے بج رہے ہین میخوار و سرشار شہبان تخت پر بیٹھے ہین اُسوقت کی مقنا طلیس کی بیقراری بادشاہ کو جو زیر تیغ بیٹھے دیکھا آنکھون سے آنسو جاری ہوے پلک پلک کے دعائین مانگ رہی ہین نظم

ہست خالق واحد و رزاق و رب العالمین
حاکم و فرمانروا ے کشور دنیا و دین

خاک بوس آستان در گہش شام و صباح
سر فرازان زمانہ صاحب تاج و نگین

ابتدا را ابتدا او انتہا را انتہا
کار فرما ے گروہ اولین و آخرین

خویش بر صورت ہر صاحب صورت عیان
جلوہ می بخشد بہر یک چہرۂ جن آن حسین

گاہ ملک و مالک گنجینہ و گنجینہ دار
گاہ تاج و تاجدار و مسند و مسند نشین

گاہ در روم و گہے در روس گہ اندر عراق
گاہ در ایران و ترکستان و ہند و سند و چین

گاہ در ابر و گہے در برق گہ در مہر و ماہ
گاہ در فرش زمین و گاہ بر عرش برین

گاہ در کوہ و بیابان بحر و بر و خشک و تر
گاہ در ملک و ولایت چار اطراف زمین

حاضر و ناظر پس و پیشت خدا آید نظر
زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

بادشاہ اسلام کو اس حال زار مین دیکھکر مقنا طلیس و مشکبار رو رہی ہین یہی آرزو ہو کہ ہم قتل ہون مگر یہ شہریار بچ جائین فیروزہ کو بھی عالم یاس ہو جی مین کہتا ہو ای فیروزہ سب معین و مددگار گرفتار ہوگئے اب کون صورت رہائی کی ہو بالاے کوہ سمن آرا قضا لکھی تھی ظاہرا تو کوئی صورت بچنے کی نہین معلوم ہوتی زیر کوہ سمن آرا تو ہنگامہ اس طرح کا برپا ہو کہ میخوار و سرشار دم بدم حکم دیتی ہین جلاد بانی بیدار کھڑے ہین کہ رہے ہین کہ ای ملکۂ عالم یہ قتل بادشاہ اسلام ہو پانچ ہزار پانچ سو پچپن سردار انکے خون کا دعویٰ کرینگے طلسم ہفت پیکر کا ہر ہر شہر و قصبہ فوجون سے معمور ہو جائیگا سب نیک و بد اپنے نزدیک سمجھ لیجئے گا لیکن حقیر عرض کرتا ہو کہ صاحبقران نے جب قید سے رہائی پائی ایک صحراے سبزہ زار مین فروکش ہوے بہلیون کو حکم دیا ہم سوتے ہین تم گرد و نواح کی خبر لاؤ صبح کو جو اُٹھے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بارگاہ مین خواجہ نے عرض کی آج آئینۂ رخسار پر گرد ملال پائی جاتی ہے

مزاج اقدس کیسا ہی صاحبقران نے فرمایا خواجہ بادشاہ اسلام کے الگ ہونے سے بقدر
بیقرار ہون کہ لشکر مین مجکو سناٹا معلوم ہوتا ہی تخت سلیمانی پر غاشیہ دیکھکر کلیجہ پھٹا جاتا ہی
آج شب کو عجب خواب پریشان دیکھا بادشاہ اسلام ماں کے ساتھ خواب مین آئے عرض کی
کیون قبلہ و کعبہ اپنے غلام سعد کو کیون اپنے سے جدا کیا وہ تو آپکا دعاگو ہی پھر جو مین نے
ایک جانب دیکھا ہزارہا ساحرہ جمع ہین نوبت نقارے بجا رہے ہین اور سعد بن قباد کو زیر تیغ
دیکھا قتل کیا چاہتے ہین تو خواجہ اسوجہ سے میرے دل پر ہجوم غم و الم ہی دل گھبراتا ہی آنکھین
اُس نور عین کو ڈھونڈھتی ہین کہ کیونکر دیکھون اُسکو لا کر تخت پر بٹھاؤن خواجہ نے کہا ای
شہریار قباد کو صرف تخت نشینی کا ملال ہی یہ خواب و خیال ہی غرض صاحبقران سوار ہوے
اسباب صید و شکار ہمراہ لیکر صحرا مین آئے جنگل مین نماز پڑھی بازداروں کو حکم دیا باز بہری
چھوٹے طبل بازگشت پر چوب پڑی نظم

چو در نالیدن آمد طبلک باز	در آمد مرغ صید افگن بپرواز
جہان شد خالی از کبک و کبوتر	رہا شد بر ہوا باز سبک پر

طائران ہوائی شکار ہونے لگے پہردن چڑھے تک امیر حمزہ
صاحبقران نے شکار طائران ہوائی کا کھیلا فرمایا خواجہ ابتک کسی آہو کا سامنا نہین ہوا
خواجہ نے کہا ہرکارے گئے ہوے ہین خبر لیکر آتے ہونگے کہ سامنے سے دو گنوار دوڑے
ہوے آئے عرض کی اے شہریار یہان سے تین کوس پر دھانون کا کھیت ہی کئی سو آہو وہان
چرا کر رہے ہین صاحبقران نے سوارون کو اشارہ کیا گھوڑے دوڑائے آہوان وحشی نے
جو صدا سم مرکب کی سُنی ایک طرف بھاگے سوارون نے اُنپر گھوڑے ڈالے ایک آہو سامنے
سے صاحبقران کے بھاگا امیر نے اشقر کو پھیرا اُس آہو کا پیچھا کیا پھر پھر کال صاحبقران
نے جستجو کی مگر آہو کر چھالین بھرتا ہوا چلا جاتا ہی امیر چاہتے ہین اُسکو نیزے سے شکار کرنا
آہو جست کرجاتا ہی ایک مقام پر جا کے آہو چوکڑی بھولا امیر نے تیر مارا کہ آہو گرا امیر نے
جھپٹ کے اُسکو بہ قربانی پہونچایا امیر گھوڑے سے جو اُترے تو قریب اپنے سواے خواجہ
کے اور کسی کو نہ پایا آہو کو لیکر ایک نخل کے سایے مین آئے زین پوش بچھا کے زیر نخل جا بیٹھے
خواجہ چُنکر لکڑیان لائے چقماق پتھری سے آگ نکالی کباب تیار کرکے نوش کیے اب

صاحبقران بیٹھے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے نقابدار زرین پوش شکار کھیل رہا ہے باز سفید سر پر سایہ فگن عیار طرار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے بارہ ہزار سوار جرار نقابدار کی پشت پر ہین امیر کو جو زیر نخل دیکھا گھوڑے سے کود پڑا آکے امیر کو سلام کیا عرض کی حضور کا یہان گذر کیونکر ہوا امیر نے فرمایا براے شکار آیا تھا یہان آکے آہو کو شکار کیا ساتھ والے میرے پیچھے رہگئے ہین اُنکا انتظار کر رہا ہون یہ سنکر فورًا نقابدار نے بارگاہ زربفتی استادہ کرائی صاحبقران کو بارگاہ مین لایا جام ارغوانی چھلکنے لگا نقابدار نے ایک گائن کو اشارہ کیا وہ سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

نہ دنیا کی خبر ہے کچھ نہ دین کا ہوش ہے سر مین ۔ بھلا یا دو جہان کو تو نے ساقی ایک ساغر مین
مثال آئینہ تو بھی اگر بیٹھا رہے گھر مین ۔ جمال شاہد مقصود پیدا ہو ترے بر مین
وہی پیدا کریگا دل مین بھی عشق حقیقی کو ۔ بنایا جسنے گوہر کو صدف مین لعل پتھر مین
فلک اسباب دنیا مجھسے کیا ہاتھ آئیگا پھر سے ۔ نہین ہے بھیک کا بھی ٹھیکرا درویش کے گھر مین
جو اعلی ہین مقام اُنکا ہوا سفل غیر ممکن ہے ۔ بھڑکتے طور کی آتش نہ دیکھی تینے مجمر مین
وہی خواہش ہے دنیا کی وہی غفلت ہے عقبی کی ۔ نہین کرتے ہین تک فرق بدین و بہتر مین
پڑے ہین کنج مرقد مین کفن پہنے ہوئے غافل ۔ جو پھولے بھی سماتے تھے نہ کمخواب و مشجر مین
قد دلدار سے دعوی جو اسکو سرکشی کا ہے ۔ کوئی نکلی ہے شاخ تازہ کیا نخل صنوبر مین
کیا ہے خود پسند آئینے نے سارے حسینون کو ۔ بڑا یہ عیب نکلا صنعت دست سکندر مین
دعا ہر دم ہے اے زلف سیاہ یار خالق سے ۔ رہے دم جب تلک دم مین ترا سودا رہے سر مین
مین وہ آتش نفس بلبل ہون سن لینا اگر گلچین ۔ لگادی آگ نالون نے مرے صیاد کے گھر مین
لہو تو پی چکا اے عشق اب تو ہاتھ اُٹھا مجھسے ۔ نہین جز استخوان و پوست باقی جسم لاغر مین
وہ راحت پائی ہے کنج لحد مین خود مین حیران ہون ۔ کنار گور مین سوتا ہون یا آغوش مادر مین
سوا ہوتے داغ کھا کر عشق مین لالہ عذارون کے ۔ مرا مرقد لپیٹا جائیگا پھولون کی چادر مین
خدا چاہے تو رعنا یکی در مقصود ہاتھ آئے ۔ توکل کرکے اک غوطہ لگا پھر تو سمندر مین

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے نقابدار زرین پوش اپنی جرات کے صاحبقران سے ذکر کر رہے ہین

کہ ہر مرتبہ قہقہہ سیہ چشمی لشکر کشی کر کے ملکہ آسمان پری پر آتا ہو میرے بھی ہرکارے مجکو خبر پہونچاتے ہین جا کے اُسکو شکست دیتا ہون وہ بھاگ کر بردہ تاریک چلا جاتا ہو ورنہ آپکے حقیر نے کل سرکشان پردہ قاف کو مٹا یا بڑے بڑے امیرزادے خروج کر کے آئے یہی چاہا کہ کسی طرح گلستان ارم پر قبضہ کرین آپکے حقیر نے راہ مین اُنکو مارا صاحبقران نقابدار کی تعریفین کر رہے ہین کہ سامنے سے عیار نقابدار روتا ہوا آیا نقابدار نے پوچھا کیون اے عیار کیون گھبرایا ہوا ہو عرض کی ابھی صحرا مین ایک کوہ فلک شکوہ ہے مین نے اُسپر سے چڑھکر دیکھا تین افسران ساحر تخت پر بیٹھے ہین لاکھ ڈیڑھ لاکھ صف جمائے کھڑے ہین اور سعد بن قباد زیر تیغ بیٹھے ہین ساحران تخت نشین حکم قتل دیا چاہتے ہین غلام حضور سے اطلاع کرنے آیا ہو یہ سنتے ہی اول صاحبقران دنگل سے اُٹھے فرمایا اشقر لاؤ یہ فرماکر صاحبقران اشقر پر سوار ہوے نقابدار زرین پوش بھی ہمراہ ہوا عیار رکاب پر ہاتھ ڈالے ہوے نشان بتاتا ہوا لیچلا راہ کو وہ طی کر کے صاحبقران و نقابدار زرین پوش سر پر نقابدار کے باز سفید سایہ فگن اُڑتا ہوا چلا آتا ہو اُسوقت صاحبقران وہان سامنے پہونچے کہ شہباز عقاب سوار میخوار و سرشار سے کہ رہا ہو کہ جلد حکم قتل سعد دو جیسے ہی میخوار و سرشار نے حکم قتل دیا جلاد نے چاہا تیغہ مارے کہ صاحبقران نے دور سے دیکھا سعد شہریار قتل ہوا چاہتے ہین وہین سے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ امیر حمزۂ صاحبقران تصنیف مصنف

منم قاتل لشکر کافران
منم ماہتاب سپہر کمال
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف
کہ صاحبقران در جہان نام شد

بہ تیغم نگون شد سر کافران
سمندون زبیمم فراری شدہ
سلیمان کو چاک لقب شد قاف

منم اختر برج عز و جلال
زمن دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ شہرہا دار اسلام شد

نعرۂ صاحبقران کی صدا بارہ کوس جاتی ہو تمام کافر تھرا گئے جلاد کانپتا ہوا پیچھے ہٹا امیر نے خطا کار کو تیر مارا کہ سینے کو جلاد کے توڑ کر پار گذرا نقابدار بھی نعرہ کر کے گرز ساحرون کو قتل کرنے لگا ایک سمت ملازمان نقابدار جری و بہادر و صف شکن تیغین تلوارین کھینچکر ساحرون پر گرے عیارون نے حقہ ہاے آتشبازی مارے جنگ ہونے لگی شہباز اپنے مقام سے اُٹھا میخوار و سرشار سے کہا دیکھو عین وقت پر امیر حمزہ

صاحبقران آ گئے مین نکل جاؤن میرے پاس وہ تعویذ موجود ہی پھر ہر مقام پر گرفتار کرونگا اگر تعویذ سعد نے پایا پھر اُسپر کوئی ہاتھ نہ ڈال سکیگا میخوار و سرشار نے کہا کہ ای شہباز تم نکل جاؤ ہم اس جنگ کو دیکھ لین گے شہباز نے دستک دی ایک عقاب اُڑتا ہوا آسمان سے آیا شہباز اُسپر سوار ہوا اُسکو اُڑایا قصد تھا کہ جنگل سے نکل جاؤن مگر باز سفید جو سر پر لقا بیدار کے سایہ فگن ہی اُسنے آکے عقاب کو گھیرا ہر چند شہباز چاہتا ہی نکلجاؤن باز سفید نے سامنے آکے شعلہ ہاے آتش چھوڑے ہر چند شہباز ارادہ نکلنے کا کرتا ہی شعلہ ہاے آتش سد راہ ہوتے ہین عقاب شعلہ ہاے آتش سے نہین نکل سکتا صاحبقران زمان لڑتے بھڑتے ہوے قریب بادشاہ اسلام کے پہونچے فرمایا ای نور نظر اُٹھو یہ کہکے ہتھکڑیان کاٹین سعد نے قید کو توڑ کر پھینکا لڑتے ہوے صاحبقران کے ساتھ چلے مقناطیس کو بڑھکر عمرو نے رد کیا مشکبار کے نزدیک لڑتا بھڑتا ہوا لقا بیدار پہونچا سوزن جو زبان سے نکلی تڑپ کے دونون لڑنے لگین میخوار و سرشار دیکھ رہی ہین کہ لقا بیدار زرین پوش و صاحبقران نامدار پر سحر تاثیر نہین کرتا افسران فوج کو ٹوک ٹوک کر مارا آواز ہی سن ہی ہین بڑے بڑے افسرون کے مرنے کی صدائین آ رہی ہین یہان شہباز نے جو دیکھا کہ باز سفید مجکو نہین بڑھنے دیتا عقاب پر ایک دو ہتڑ مارا کہ عقاب تڑپ کر شعلہ آتش سے نکلا چاہا شہباز کو نکال لیجاؤن باز سفید نے بڑھکر منقار ماردی کہ عقاب کا سر پھٹ گیا شہباز پشت عقاب سے جدا ہوا عقاب مرکر زمین پر گرا اب چاہا شہباز نے کہ مین تڑپ کر نکل جاؤن باز سفید نے آکے پر مار دیا کہ پشت شہباز سیاہ ہوگئی پلک گیا یہی چاہتا ہی تعویذ کو لیکر نکلجاؤن مگر باز سفید نہین جانے دیتا اسقدر پر مارے کہ شہباز کا بدن تمام آبلہ ہوگیا امیر کی نگاہ پڑی کہ باز سفید نے شہباز کو گھیرا ہی منقار اور پر مار رہا ہی صاحبقران نے تاک کر خنجر کاری کا تیر مارا کہ شہباز کے سینے کو توڑ کے پار گذرا لاشہ جو شہباز کا زمین پر گرا مقناطیس کہ اس راز سے بخوبی آگاہ تھی جھپٹ کے قریب پہونچی جھولی سے شہباز کی تعویذ نکال لیا سعد شہریار کے بازو پر جاکے باندھا سعد شہریار ساحرون مین گھس پڑے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے میخوار و سرشار کے سحر کو مقناطیس مشکبار روک رہی ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ہے

صاحبقران لڑتے بھڑتے ہوئے سامنے میخوار و سرشار کے پہونچے میخوار نے سحر کیا گھوڑا
صاحبقران کا اُڑ کا پہلو سے خواجہ نے آواز دی کہ آقاے نامدار اسم اعظم وردِ زبان کیجیے
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا کہ اشقر آگے بڑھا میخوار نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے
تلوار کو تلوار پر روکا کہ پہلو سے بادشاہ اسلام نے نعرہ کیا نعرہ کرتے ہی آپڑے فرمایا او بچیا
خبردار میخوار نے وہ سحر کیا تھا کہ گرد صاحبقران کے ہزارہا شعلہاے آتش تھے بادشاہ
اسلام کو یہ خوف ہوا کہ اشقر کو شعلہاے آتش نہ جلا دیں اشقر کے پاؤن زمین پر نہ
جمتے تھے بیچین ہو رہا تھا بادشاہ جو سامنے آئے وہی سحر بادشاہ اسلام پر بھی میخوار نے
کیا شعلہ آتش بھڑکے بسبب اُس تعویذ کے بادشاہ اسلام پر سحر نے تاثیر نہ کی بادشاہ
نے ہاتھ تلوار کا مارا میخوار نے گھبرا کے سپر سحر کو اُٹھا دیا تیغ قمقام دست زبردست بادشاہ
اسلام کی ضرب سے سپر سحر کے دو ٹکڑے ہوئے میخوار نے دیکھا تلوار اب سر پر آتی ہے اپنے کو
اُسنے فوراً زمین پر گرا دیا بادشاہ اسلام بھی فوراً کھاند پڑے میخوار نے قصد کیا کہ تڑپ کر
نکل جاؤن بادشاہ لپٹ پڑے میخوار نے چاہا کمر میں پنجہ ڈیکرے اُڑون شاہ نے لنگر مارا کہ
ہر دو زانو تک زمین میں غرق ہوئے جب لنگر شاہ کا نہ اُٹھا میخوار کشتی لڑنے لگی بادشاہ اسلام
نے موے سر اُس کو دوسرے ہاتھ کے ایک طمانچہ مارا کہ سر میخوار کا چنبر گردن سے اُڑ گیا لاشہ
اسکا تھرا کر گرا اندھیرا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام میں میخوار جادو بود
اب سرشار نے جو اپنی بہن کے مرنے کی آواز سُنی بڑھکر دیکھا کہ لاشہ میخوار جادو کا زمین میں
پڑا ہے سر مثل کاسہ گدائی ٹھوکریں کھا رہا ہے اسی مقام کے لیے شاعر کہتا ہے - بیت
کاسہ چینی پر اے منعم نہ کر اتنا غرور + ہمنے دیکھا ٹھوکریں کھاتے سرِ مغفور کو + مصنف
عرض کرتا ہے یہ بھی دو شعر لائق اسی مقام کے ہیں نظم

ناسازیِ زمانہ کہیئے کہاں کہاں تک	بیزار ہو گئی ہے جسم حزین سے جان تک
رکھکر لحد میں مُردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا	خویش و عزیز سارے بس ساتھ تھے یہاں تک

سرشار جادو حال پُر ملال ہمشیرہ دیکھکر بہت روئی کنیزون سے کہا کہ وقت بربادی کوہ
سمن آرا آ گیا عین وقت پر صاحبقران آئے نقابدار زرین پوش ہمراہ ہیں جنکے سو

باز سفید سایہ افگن ہو منقار سے صرصرؔ کو مارا جسپر سایہ ڈال دیا وہ جلنے لگا نقابدار کی
ہیبت سے ہوش ساحرون کے اُڑے ہوے ہین تیر سحر کے خطا کرتے ہین چلا چلا کر جاتے
مین گوشۂ ترکش مین چھپتے ہین کمانون کی کمر جھکی ہو گرز کے منھ پر ورم ہو خنجر بیدم ہی ہم لوگ
ساحر ہین سواے جنگ سحر کے شمشیر زنی کو کیا جانین سارا لشکر تباہی مین پڑا ہی بارہ ہزار
سے بھاگتا پھرتا ہی اب مجھے کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا تدبیر کرون مقناطیس جادو نے آگ
برسادی مشکبار جادو نے دریاے سحر بنایا سیکڑون کو پانی مین ٹھنڈا کیا صاحبقران
کے ہاتھ مین وہ تلوار علم ہی کہ جسپر پڑے اُسکے دو ٹکڑے کر دے تینون دلیر اس طرح لشکر کو
قتل کر رہے ہین کہ آواز الامان الامان بلند ہی کنیزون نے جواب دیا واری ان لوگون پر سحر
نہین تاثیر کرتا وہ سامنے دیکھیے نقابدار زرین پوش نے علم فوج کو سرنگون کیا باز سفید
خارستان کفر کو مٹا رہا ہی نقابدار شیر اثر لڑ رہا ہی ایک جانب بادشاہ لشکر اسلام جنگ مین
مصروف ہین فرما رہے ہین کہ اے مقناطیس کچھ کہو کوشش کرو کہ تا بہ سرشار پہونچون
سرشار جادو میرے ہاتھ سے قتل ہو مقناطیس و مشکبار داہنے بائین سحر کرتی چلی آتی ہین
ایک نے آگ برسائی ایک نے دریاے سحر جاری کیا بادشاہ کو دوڑاتی ہوئی لیے جاتی ہین
دور سے سرشار نے جو دیکھا کہ بادشاہ اُسی طرح جنگ کرتے ہوے چلے آتے ہین سرشار
نے آتش سحر کو بجھا دیا دریاے سحر کو مٹا دیا مگر بادشاہ اُسی طرح جنگ کرتے ہوے چلے آتے ہین
سرشار نے افسران فوج کی جانب دیکھکر آواز دی کہ ہان اے یارو یہی وقت جانبازی ہو گھیر کر
بادشاہ اسلام کو مار لو دیکھو کیا انقلاب ہی ابھی تھوڑا عرصہ ہوا بادشاہ تمھارے قبضے مین تھے
تمھارا ارادہ تھا کہ بادشاہ کو قتل کرین صاحبقران زمان و نقابدار زرین پوش نے
آکے بچا لیا اب وہ ہمارے قتل کے درپے ہین یہ انقلاب زمانہ ہی جرأت و ہمت مین بیشیر گانہ
ہو ہمشیرہ صاحبہ تو خدمت بابرکت مین سامری و جمشید کی ہو بخلین بہشت عنبر سرشت مین
سیر کرتی ہونگی ایسے مین بادشاہ کو گھیر کر مار لو دیکھو لڑتے ہوے آتے ہین اب بھی تم لوگ
اُسکے زیادہ ہو اسی ہزار ساحرون کا لشکر تھا چالیس ہزار قتل ہو چکے افسران فوج آواز
سرشار کی سنکر سحر کرتے ہوے سامنے بادشاہ کے آتے ہین یہ یکہ تاز میدان جلالت پیر مشیئہ

جرأت و ہمت جو سامنے آیا اُسکو دہن اجل کا لقمہ کیا کئی سو افسر ہاتھ سے بادشاہ اسلام کے واصل جہنم ہوے اب ساحرون کے حوصلے کم ہوے جدھر بادشاہ رخ کرتے ہین ساحر بھاگتے نظر آتے ہین بادشاہ اسلام شیرانہ و نہنگانہ لڑ رہے ہین سرشار جادو مع سحر و ساحری آگ برساتی ہوئی ہاتھ چمکاتی ہوئی بادشاہ کے قریب آئی للکار کر آواز دی کہ ای سعد بن قباد تمھین قضا گھیر کر لائی ہے یہ مقام کوہ سمن آرا ہے بڑے بڑے شاہان جلیل یہان آکے مارے گئے یہان کسی کو فتح نصیب نہین ہوئی صدہا پہلوان آفاق تاجدار اس ارادے پر آئے کہ اس کوہ کو فتح کرین ممکن نہوا تمکو بھی گرفتار کر لیا تھا مگر چند ساعت اور زندگی تمھاری باقی تھی اب تم میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچو گے یہ کہکے نیمچہ ہلالی کمر سے کھینچا نیمچہ چمکایا ہزارہا شعلۂ آتش اُس نیمچے سے چلے بادشاہ نے جو ہاتھ ہلایا وہ شعلے نابود ہوے کئی مرتبہ سرشار نے نیمچہ چمکایا لیکن بادشاہ سحر کو دفع کرتے ہوے قریب سرشار جادو کے پہونچے سرشار اسقدر خائف تھی کہ دل مین کہتی تھی بادشاہ سے نہ لڑون پر پرواز پیدا کر کے نکل جاؤن کچھ بہن کے قتل ہونے کا غصہ کچھ خیال عتاب ہفت پیکر ایسی ایسی باتین سوچکر قریب آئی خبردار خبردار کہکے ایک ہاتھ نیمچے کا مارا بادشاہ نے تیغۂ قمقام آگے کر دیا وار نیمچے کا تیغۂ قمقام پر رہ گیا سرشار نے قصد کیا کہ سب وار میرے خالی گئے اب مین نکلجاؤن کسی طرح جان بچاؤن مگر بادشاہ قریب پہونچ گئے تھے سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مارا کہ سرشار کے دو ٹکڑے ہوے فوج بادشاہ نے اپنی ایک درۂ کوہ مین چھوڑی تھی خبر گرفتاری شاہ سنکر سب اس خیال سے چلے تھے کہ اپنے کو بادشاہ اسلام پر نثار کرین سرشار جو مری غبار بلند ہوا آندھی سیاہ اٹھی سنگ باری برف باری ہوئی ہزارہا نخل جل گیا طائر کباب ہوکر درختون سے گرے زاغ و زغن بصد رنج و محن پر و دل سر پیٹ رہے ہین ایک زاغ سیاہ بصد رنج و آہ یہ اشعار پڑھتا تھا نظم

تیرا تو رنگ سرخ ہے گو میرا زرد ہے	بیدرد تجھکو کیا جو مرے دل مین درد ہے
دم بھر نہین قرار سدا رہ نورد ہے	جب سے شریک ریگ روان اپنی گرد ہے
منہدی لگا کے تم تو کرو ہاتھ پاؤن سرخ	صاحب کو کیا غلام کا گر رنگ زرد ہے
کیا اختلاف آب و ہوا ہے زمانے مین	ہین اشک گرم گاہ و گہے آہ سرد ہے

اگلی سی گرمیان نہین حسن و جمال کی
ہر ذرہ شکل مہر درخشان ہو خاک کا
غصہ عبث ہی جنگ کو موقوف کیجیے
مر کر بھی مین رکاب سعادت کے ساتھ ہون
ملتا نہین پتہ تری منزل کا خضر کو
کرنا کسی کو قتل یہ مردانگی نہین
آزار کیا ہوا المتعین اکر رنار عشق مین

تھوڑے دنون سے عشق کا ہنگامہ سرد ہی
یارب یہ کس سوار کے توسن کی گرد ہی
ہی یہ شب وصال کہ روز نبرد ہی
توسن سے آگے چار قدم میری گرد ہی
برسون گذر گئے یہ ہنین صحرا نورد ہی
نادان شعار نفس کشی کر جو مرد ہی
آنکھون مین اشک سرخ ہین اور رنگ زرد ہی

اہل لشکر بادشاہ اسلام نے جو یہ ہنگامہ سنا سمجھے کہ ہمارے شاہ غالب آئے درہ کوہ سے نکلے علیں وقت پر آکے شریک جنگ ہوئے اُسوقت آکے پہونچے کہ ساحر جبا دربلار ہے ہین مقناطیس جادو ساتھ لیکر ساحرون کو حاضر خدمت ہوتی ہی دس ہزار مطیع اسلام ہوے نقابدار زرین پوش نے جب دیکھا کہ لڑائی فتح ہوگئی ساحرون نے حلقۂ اطاعت گوش مین ڈالا صاحبقران زمان سے کہا حضور اب نکل چلین بادشاہ مظفر و منصور ہوے رنج و الم عنایت خدا سے دور ہوے آپ کے ٹھہرنے سے بادشاہ محجوب ہونگے امیر حمزہ صاحبقران نے خیال کیا کہ نقابدار سچ کہتا ہی پھر کسی موقع سے ملاقات ہوجائیگی اب یہ محل کلام نہین کہ فوراً ہمراہ نقابدار طرف صحرا کے روانہ ہوگئے بادشاہ نے چاہا بھی کہ جد عالی تبار سے ملاقات کرون مگر دیکھا نقابدار زرین پوش کے ساتھ ساتھ صاحبقران چلے گئے بادشاہ نے کوہ سمن آرا پر بارگاہ استادہ کرائی مقناطیس اور لشکبار کو ساتھ لیکر داخل بارگاہ ہوے مصاحبان شاہی نے جلسۂ عیش و نشاط آراستہ کیا ساقی بچے کلابیان لیکر حاضر صحبت ہوے کشتیان شراب و کباب کی محفل مین آئین راگ و رنگ شب بھر رہا صبح کو جو بادشاہ باہر نکلے جانب راست ملاحظہ کیا نخل بڑے بڑے جھیلین پانی سے بھری ہوئین طائران زمزمہ سرا چہکار رہے ہین بائین جانب جو بادشاہ نے نگاہ اُٹھا کے دیکھا نوبت نقارے بج رہے ہین دو کانین آراستہ ایک جانب کوہ فلک شکوہ اُسپر ایک سرد تیر سنگ کا بنا ہی اُس زیر مین تصویر سنگی مثل انسان کے باتین کرتی ہی کہ ہزار ہا مرادمند شور وشر

مچا رہے ہین کوئی کہتا ہو کہ یا خداوند ہمارا بھائی کئی سال سے سفر مین گیا پلٹ کر نہین آیا امیدوار
ہون میرے بھائی سے مجھے ملا دیجیے تصویر نے آواز دی دیکھ تیرا بھائی سامنے آتا ہو پلٹکر اُسنے
دیکھا حقیقت مین بھائی میرا بخیر و خوبی چلا آتا ہو دوڑکر بھائی سے لپٹ گیا کوئی اس طرح پکارتا ہو
یا خداوند مین ضعیف ہوا زوجہ بھی ضعیف ہو پچاس برس ہوے کہ کوئی جو ہے کا بچہ بھی نہین پیدا
ہوا امیدوار ہون کہ اولاد مرحمت ہو تصویر نے آواز دی زوجہ کو تو اپنی دیکھ کس حال مین ہو
پلٹ کر اُسنے اپنی زوجہ کو دیکھا کہ پیٹ پھلائے کھڑی ہو کہ رہی ہو صاحب دعا نہ مانگو ایسا نہو کہ
بچہ پیٹ سے نکل پڑے ہاتھ لگاکر دیکھو کہ بچہ پیٹ مین پھر رہا ہو مجکو تو پورے دن ہین یہ معرکہ جو
حاضرین جلسہ نے دیکھا اور زیادہ معتقد خدائی خداوند ہفت پیکر ہوے اس طرح سب کی
مرادین مل رہی ہین بادشاہ اسلام نے مقناطیس جادو کو بلایا فرمایا ای مقناطیس دیکھو
یہ کیا مقام ہو اس پہاڑ کا کیا نام ہو مقناطیس نے دیکھکر کہا ای شہریار کوہ سمن آرا پردہ
کوہ مقناطیس کا تھا دونون بہنین آج قتل ہوئین پردہ اُٹھ گیا اسی کوہ کے پہلو مین ایرج
و نور الدہر بھی قید ہین اب جیسا رلکا قدس مین آئے بادشاہ نے فرمایا اب میرے دل کو
کب تاب ہو مین فوراً اپنے کو پہونچاتا ہون انشاء اللہ بعنایت پروردگار ایرج و نور الدہر
کو رہا کرون شیرون نے بہت تکلیف قید اُٹھائی مقناطیس نے کہا حضور سامنے سے لشکر
لیکر آئین مین غرق زمین ہوکر پہونچتی ہون اُن شیرون کو قبضہ مین کرونگی چار زنگنین کہ اُن
جوانون پر نگہبان ہین اُنکے نام ہفت پیکر کا حکم ہو کہ جب اُنکو کوئی رہا کرنے آئے اور اُنکے
عزیزون کے نعرے کی آواز آئے تو ان دونون کو قتل کرڈالنا جو کوئی آئے اُنکے لاشے
اُٹھا کے لیجائے کنیز کو یہ خیال بہت بڑا ہو اور وہ دونون جوان ہوغ مین نہین ہین وہی زنگنین
صبح کو صورت زیبا بناکر دکھائی دیتی ہین دونون جوان آٹھ پہر خیال مین اُن معشوقان پریچہر
کے اشعار عاشقانہ پڑھتے ہین یہی چاہتے ہین کہ اُن معشوقون کو دیکھین بعد آٹھ پہر کے پھر
صورت دکھاتی ہین دونون جوانون کو دیوانہ بناتی ہین مہینون اسی رنگ مین گذر چکے پہلے
کنیز جائے اس امر خاص کا انتظام کرلے تب حضور لڑتے ہوے پہونچین مگر برائے خدا
بالاے کوہ نہ جائیے گا اس تصویر مین خود ہفت پیکر موجود ہو ایسا نہو کوئی سحر ایسا کرے

کہ تعویذ قبضے سے نکل جائے مقناطیس نے بخوبی بادشاہ کو سمجھایا بادشاہ مسلح ہوکر کب آئے
سوار ہوے مشکبار نے رکاب پر ہاتھ رکھا ایک جانب فیروزہ بن عمر و سامنے سعد گئے ہو
مقناطیس غرق زمین ہوئی بادشاہ گھوڑے کو بڑھا کر چلے تمام لشکر پیت پر بیابان پر
ایرج و نور الدہر قصر عشرت مین بیٹھے ہوے زنجیرین ہلا رہے ہین کبھی پکارتے ہین نظم

جب صبا زلف کو اُس دوش کی چھو آتی ہو　　　کو بکو عنبر فردوس کی بو آتی ہے
ساقیا جھوم کے بدلی جو کبھی آتی ہے　　　حسرت ساغر صہبا و سبو آتی ہے
یاد کرنا بھی ترا موت ہو عاشق کے لیے　　　دم اُکھڑ جاتا ہو ہچکی جو کبھو آتی ہے
رند مشرب ہون فقط نام خدا جیتا ہون　　　نہ نماز آتی نہ ترکیب وضو آتی ہے
عنقریب آگئے ہین ایام وصال اپنے بھی　　　ناک مین اب قفل گور کی بو آتی ہے
منتظر دونون کا رہتا ہون برابر دیکھین　　　پہلے یار آتا ہو یا موت کہ تو آتی ہے
فیض ساقی سے ہو پیمانے مین طوفان خم آ　　　موج مے بادہ کشو تا بہ گلو آتی ہے
شاہد القول ہمارا ہو دماغ یعقوب　　　سیکڑون کوس سے معشوق کی بو آتی ہے
تیغ ابرو سے مین کس مست کی مجروح ہوا　　　زخم سے بادۂ انگور کی بو آتی ہے
دیکھکے سنگدلی بت کی بہمن سے رند　　　یاد اُس کافر بدکیش کی فو آتی ہے

دونون جوان مبہوت بیٹھے ہین چارون رنگین کھڑی ہنس رہی ہین اور دونون کو ڈرا رہی
ہین کہتی ہین معشوقون نے تمھاری تمکو پیغام دیا ہو اور اپنی صحبت مین بلایا ہے وہ دونون
ہلتے ہوے اپنے مقام سے اُٹھ کھڑے ہوے خوشا نصیب ہمارے کہ ہمکو معشوق
پریچہرہ نے یاد کیا ہم آنکھون سے چلین گے پاؤن سے جاروب کشی کرین گے اگر صحبت
مین پہونچ جائین آنکھین بچھائین صحبت مین جلسہ ہوگا ہنون کو بلائین معشوق کی تعریف
مین اشعار عاشقانہ گوائین شاید معشوق ہمسے رضامند ہو مگر معشوق خود پسند ہو ہم
اُسکی صورت کے مشتاق ہین حال درد دل کہنے کے اشتیاق ہین رنگین یہ کہکے چاہتی ہین
سامنے سے ہٹجائین کہ زمین شق ہوئی مقناطیس نے کہا اری کمبخت کہان جاتی ہو دونون
کو دیوانہ بناکے قصد ہو کہ بھاگ جاؤ بیچارے زندان مصیبت مین سر ٹکرائین ان شیرون

کو بڑی تکلیفین پہنچاین چارون زنگنین پلٹ پڑین یہ کہتی ہوئی پلٹین کہ او مقناطیس شب کو
قدرت تیری شکایت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مقناطیس نے کوہ سمن آرا برباد کیا
سرحد کا پردہ کھل گیا کوہ مقناطیس اب پردہ مین نہ رہا اور یہ بھی کہا تھا کہ کل وہ ضرور
قصر عشرت مین آئیگی خبردار بوٹیان نوچ کے پھینکنا۔ بتا ہمنے اُسکے واسطے طبقۂ جہنم پنجم
خلق فرمایا ہے اُسی مین اُسکو پھینکین گے فرشتگان طبقۂ جہنم پنجم اُسکے مشتاق ہین جلا جلا کے
اُسکو خاک کرینگے ہم تیرے خود مشتاق ہین ایرج و نورالدہر مقناطیس کی طرف کہتے ہوے
چلے اری تو کون ہے کہ ہماری معشوقہ کی پیغام پر کو کلمات سخت کہتی ہے مقناطیس نے سحر کیا
کو ایرج و نورالدہر ٹھہرے اپنے مقام سے بڑھ نہ سکے زنگنین اپنے مقام سے بڑھ نہ سکین
زنگنین چاہتی ہین مقناطیس کو پکڑ لین مقناطیس نے ایک کو طمانچہ مارا لڑکھڑا کے وہ
گری زمین پر ایڑیان رگڑنے لگی دوسری کے بال پکڑ کے جھٹکا مار دیا ایک کو دھکہ دیدیا ایک کو
لات ماری چارون زمین مین گریں ایرج و نورالدہر ایک مقام پہ کھڑے ہوے زنجیرین
ہلا رہے ہین چاہتے ہین مقناطیس پر قبضہ کرین مگر سحر مقناطیس اُنکو نہین چھوڑتا اور
یہ دونون مقناطیس کو کلمات سخت کہہ رہے ہین کہ اری تو کون ہے معشوق کی خبر اب ہم کیونکر
پائینگے مقناطیس اب ایرج و نورالدہر کا سحر اُتار رہی ہے جب ہاتھ ہلایا کبھی طوق کٹ کے
گرا کبھی سحر کیا کہ ہاتھ کی ہتھکڑیان کٹ کے گرین مگر مقناطیس دیکھتی ہے کہ جوش اور خروش
ایرج و نورالدہر کا بڑھتا جاتا ہے سمجھی کہ شایان زنگنون کا سحر ہوا ایک کو بڑھکے پنجہ مارا
سر اُسکا کٹ کے الگ ہوا اور جوش و خروش ایرج و نورالدہر کا بڑھا بیقرار ہوکر چلانے لگے
پکارے کہ او نازنین تو نے غضب کیا قاصد معشوق کا سر کاٹا افسوس کہ تو ہمارے حال سے
آگاہ نہین کہ ہجر فراق مین کیا گذرتی ہے کالی راتین ہجر کی بہت ستاتی ہین تڑپ تڑپ کے بسر
ہوتی ہے کیا کہین جو ہماری کیفیت ہے ہمارے حال پر بلبل نالان بھی روتی ہے۔ نظم

زیست کے دن اپنے پورے کر چلے	تکتے تکتے راہ تیری مر چلے
ابرو و مژگان کی اُلفت چھٹ چلی	اب چلے تلوار یا خنجر چلے
سحر بھولے جلے آگے سامری	ایسے جادوگر پہ کیا منتر چلے

نقش پاے رفتگان ہو کیا نمود ۔ سر کے بل اس کوچے مین اکثر چلے
آگے آگے ہم تھے راہ عشق مین ۔ پیچھے پیچھے خضر پیغمبر چلے
دیکھیے منزل پہ پہونچین کب تلک ۔ شام سر پر آگئی دن بھر چلے
اب تو دیوانے ہوے تیرے پری ۔ شوق سے کنکر چلے پتھر چلے
خاک اُڑاتے سر پہ مثل گردباد ۔ یون چلے ہم جس طرح صرصر چلے
حیف ہو کی زندگانی نے دغا ۔ آتے آتے موت کے ہم مر چلے
میرے اشکون کا غضب طوفان ہی ۔ ناؤ لیکر نوح پیغمبر چلے
کر عمل اے رند قول درد پر ۔ جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

عجب جوش و خروش مین دونون جوان ہین قید سے رہا ہوتے جاتے ہین مگر انتہا سے زیادہ گھبراتے ہین چاہتے ہین سر اپنا دے مارین پکارتے ہین کہ او نازنین تلوار ہمکو دے مار اپنا ہم کاٹین نام پر اپنے معشوق کے نثار ہو جائین بار سر سے اُترے مہلت پائین مقناطیس نے سحر کیا کہ دو جوان زنگی پیدا ہوے اُن دونون زنگیون نے تینون زنگنون کو قتل کیا لیکن اُنکے قتل ہونے سے اور زیادہ دونون بیقرار ہوے چاہتے ہین اپنے کو ہلاک کرین مقناطیس کو گالیان دے رہے ہین کہتے ہین او بیحیا ہمارے پیغامبرون کو تو نے قتل کیا تیرے ہم قاتل ہین لیکن مجبور ہین کہ ہاتھ پاؤن ہمارے قابو مین نہین ہین ہاتھ دستگیری نہین کرتے پاؤن سے ثابت قدمی جدا ہوگئی دل ہمارا تڑپ رہا ہی تجھپر آسمان سے بجلی گرے وہ دونون غلامان زنگی زنگنون کو قتل کرکے قریب ایرج و نورالدہر کے آئے مقناطیس کہتی ہی ان دونون کو بیرون قصر لیجاو زنگیون نے دونون جوانون کے ہاتھ تھامے کہا ای شیرو باہر چلو کہ تمھارا جوش و خروش کم ہو مقناطیس دریاے خون مین نہائی ہوئی باہر آئی لیکن ہفت پیکر بالاے کوہ سب کی مرادین دے رہا ہو اپنی خدائی کے رنگ جما رہا ہی تصویر سنگی سے مختلف آوازین دیتا ہی مقناطیس تاجدار سامنے تصویر سنگی کے کھڑی ہی اول تصویر سے ایک صداے ہیبتناک آئی اُسکے بعد صدا دی او مقناطیس تاجدار تجکو کچھ اپنے گھر کی بھی خبر ہی مقناطیس جادو

قید خانے مین پہونچ گئی ایرج و نورالدہر کو رہا کر لیا چار دن زنگنون کو مارا لیکن جوش و
خروش ایرج و نورالدہر کا کم نہین ہوتا سیاہ روے گیسو دراز کو جلد روانہ کرکہ وہ جاکے
مقناطیس کو گھیرلے ایرج و نورالدہر کو قید کرے اسی گیسو دراز کی چار لونڈیان قتل ہوگئین
سیاہ رو حلقہ ہاے زلف مین باندھ لیگی میرے سامنے لائیگی مقناطیس سزا پائیگی طبقۂ جہنم مین
پھینکونگا فرشتگان جہنم گرز ہاے آتشین لگائینگے خاک کے پتلے زندہ کرینگے پھر صدمہ ہاے شدید
اُنکو پہونچائینگے مقناطیس تاجدار یہ حکم سنکر پیچھے ہٹا آواز دی ای سیاہ رو جلد حاضر ہو درۂ کوہ
سیاہ سے اول دھوان نکلا مثل مار سیاہ پیچ و تاب کھاتا ہوا دھوان بلند ہوا یکایک دنتاتا ہوا
دھوان بیچ سے شق ہوا دیکھا سب نے ایک ساحرہ سیاہ رو بال اسقدر بڑھے ہین کہ پاؤن سے
نیچے لٹک رہے ہین ایک اژدر پر سوار ہی اژدر منھ سے قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا پشت پر ساتھ ستر ہزار
نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین آپس مین ہنستی ہوئین دل لگیان کرتی ہوئین ایک کو ایک
کلمات سخت کہتی ہوئین اُچھلتی کودتی ہمراہ ساحرہ اژدر سوار نے ایک چیخ ماری کہ زمین ہل گئی آواز
دی ای مقناطیس تاجدار کیون مجھے یاد کیا مقناطیس تاجدار نے بڑھکر کہا ای سیاہ روے
گیسو دراز جلد پہنچ کو قریب قصر عشرت کے پہونچا مقناطیس جادو مصاحب خداوند باغی ہوکے
براے رہائی ایرج و نورالدہر آئی ہی چاہتی ہو رہا کرکے ایرج و نورالدہر کو لیجاے یہ سنکر
سیاہ رو نے کہا مقناطیس کی کیا حقیقت ہی یہ ایک حلقۂ زلف گرہ گیر تمام مصاحبان خداوند
کے واسطے کافی ہی تو اُسکی کیا حقیقت ہی اُسپر تو میرا حق اُستادی ہی ابھی تھوڑا زمانہ گذرا کہ مین نے
اُسکو چند سحر سکھائے ہین نے سحر مین اُسکو طاق کیا ان شعبدون مین مشاق کیا وہ مجھسے کیا مقابلہ
کریگی یہ کہکے بارہ چودہ ہزار جادوگرنیون کو ساتھ لیکر چلی یہان مقناطیس جادو لڑ رہی ہی
دروازے پر قصر عشرت کے چند زنگنین بیٹھی ہین پیچھے کھینچکر لڑنے لگین کسی کو مقناطیس
جادو نے دوڑکر طمانچہ مارا کسیکو نیچے مار دیا چالیس زنگنین مار کر ڈالدین مگر حیران ہے کہ
ایرج و نورالدہر کسلئے سحر مین ہین مین نے تو اتنی جادوگرنیان قتل کین مگر انکا جوش و
خروش نہین کم ہوتا چہرہ سرخ آنکھین اُبلی ہوئی پکار رہی ہو کہ ای بہادرو ہوش مین آؤ ایرج
اور نورالدہر جواب دیتے ہین کہ او نازنین تو نے ہمکو مکر سے باہر نکالا اب جو معشوقہ آئیگی اُ

یہاں ہمکو ملا پا نگی تو تمہیں چھوڑ ینگی تو کیا جلے لگے پھر کیا آگ دی ہو کسرے کہیں کیونکر خاموش
رہیں غرضیکہ سر ٹکرا کر تلاش محبوب میں جان دیں اس کشاکش سے مہلت پائیں مقناطیس
جادو ہر چند سحر کرتی ہو مگر ایرج و نور الدہر ہوش میں نہیں آتے دونوں غلامان زنگی دونوں
جوانوں کو سنبھالے ہیں اپنے پاس سے جنبش نہیں دیتے اژدہا سے کھڑے ہیں چھیڑ گی
مقناطیس کا جو زنگیان بیرون قصر تھا تب مقناطیس کو نہیں چھوڑتیں آتا لگا ہوا ہو کار بند تھا
ہوا ہی جو سامنے آئی مقناطیس نے گولہ بار اللکار کے قتل کیا زنگیوں کے لاشے پڑے ہوا پر ہیں
ہیں لیکن مقناطیس تنہا اتر میں چلے ہوئے مصروف جنگ ہو کر رہا تھا دور سے نیناک آئی زمین تھرائی
سیاہ روئے گیسو دراز اژدر پر سوار مقناطیس جادو کو دیکھ کر للکاری کہ او مقناطیس تیرا
خیال بھول گئی تیرے ماں باپ تو مر گئے تھے تجھے کس نے پالا آخر سکھایا اس مرتبے کو
پہونچایا تو نے سرحد کو ویران کرایا سرحد سے پردہ اٹھ گیا یہ وہ مقام ہو کہ جسکو کوئی دیکھ نہ سکتا
تھا اب یہ نوبت پہونچی کہ تو یہاں آگئی اور تیرے گناہ گاران غدار و بدکردار کو لیا لیکن یہ عمر بھر
ہوش میں نہ آئینگے سر ٹکرا کر مر جائینگے انکا کہاں جیسے یہاں ہو دیکھتے ہی مقناطیس نے
گولہ مارا سیاہ روئے بالوں کو بڑھا کر حلقہ زلف میں گولہ بھی گرفتار کیا وہی حلقہ گیسو سیاہ تیرے
سیاہ روئے بادل گیسوؤں کو جنبش دی ہر چند کہ بال بال گنہگار ہو لیکن بلائے روزگار ہی
زلف چلی بالوں کو جنبش ہوئی کہ ایک حلقہ گیسو گلا میں آئی مقناطیس کے پڑ گیا مقناطیس
لڑکھڑا کر گری دوبارہ اسنے زلفوں کو جنبش دی دو حلقے ایرج و نور الدہر کے گلے میں
پڑ گئے دونوں غلامان زنگی بھی حلقہ ہائے زلف مسلسل میں گرفتار ہوئے اور زمین
پر گرے تڑپے نہ ہوئے زلف نے پیچ و خم کیا سر دونوں غلاموں کے کٹ گئے سیاہ رو
گیسو دراز نے حلقہ کھینچا مقناطیس کا بھی دم رکا آنکھیں نکل آئیں زبان کھنچی ہوئی طرف
سیاہ رو کے چلی اسوقت مقناطیس کی پریشانی نہایت حیرانی طرف آسمان کے منھ کیا
اور بے اختیار پکار اٹھی اے خالق کل و بنانے والے پروردگار اس کشاکش سے بچا لے نظم

یا قلیم جہان است آن خداوند جہان حافظ	سپہر و عرش و فرش و کرسی و زمین و آسمان حافظ
برائے صرف کردن حضرت حق مال بخشیدست	نہ بہر آنکہ مشکل بار تو باشی بران حافظ

شود ظاہر چو ماندک انقلاب عالم فانی — نہ آن گنجینہ باشد در جہان باقی نہ آن حافظ
چو ہر چیزے وجود است این خورد زیر تجلیت — بکن ہر نگہبانی معشر پاسبان حافظ
بیک ساعت طلسم از ہرکسے رو در شکست آید — ہر آن حالی کہ خود بودی بر آن ہم ہر زبان حافظ
دریں دنیا ز ہر آفت خدا خود حافظ باشد — اگر باشی بصدق دل پئے خلق جہان حافظ
ازیں بہتر چہ باشد گر بود شام و سحر — بہ ذکر حضرت باری بود ذاکر زبان حافظ

مقناطیس نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا باب اجابت وا ہوا پہلو سے
نعرۂ شیر کی آواز آئی کہ یا شہاہ کافران بیحیا و ای نابکاران بد و ظاہر کرد اندر آمد ہر کہ شد داخلد
بدا اند۔ نعرۂ بادشاہ اسلام عم شاہ شاہان فریدون حشم بہار گلستان کاؤس و جم فرزند
دلبند قباد شہریار نبیرۂ صاحبقران عالی وقار شیفتۂ تمام دست حق پرستین بارہ ہزار
جوان پشت پر ساحر تو چند ہین باقی سب غیر ساحر دورسے بادشاہ نے حال پر ملال مقناطیس
دیکھ لیا جس ساحر پر ہاتھ پڑا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے ساتھ والون نے خشانہ کی تیراندازی شروع
کی مقناطیس کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا سیاہ روئے گیسو دراز نے جو پلٹ کر شاہ سعد
کو دیکھا جمال جہان آرا دیکھکر عاشق ہوئی پکار کر آواز دی ای جان جہان و ای آرام دل
مشتاقان بڑے افسوس کی بات ہو کہ تو مقناطیس جادو پر مائل ہوا اُسکو کیا لیاقت ہی
اگر مین تیری شریک ہو جاؤن تا بہ فلک چہارم پہونچاؤن دیکھ مقناطیس کو ایک حلقۂ زلف
مین گرفتار کر لیا اسکا تو یہ حال ہی جسکی رہائی کو آئے ہو وہ جوش و خروش مین معشوق کے
چین عمر بھر یون ہی دیوانے بنے سے بہتر طرح کی آفت سہین گے آ میرے پاس چلا آ مین تجھے
بہ دل و جان سے کرتی ہون کہ تجھے کسی اعوا و کلام مین فرق نہ آئیگا مقام نوح طلسم بتاؤن لوح
طلسمی تجکو دلواؤن آخر فتح طلسم سے تم لوگون کی کیا مراد ہو ایرج و نور الدہر کو لیجاؤ لیکن
یہ جوش و خروش انکا کم نہو گا اگر تجھے موقوف کر دون ورنہ لیجاتا انکا بیکار ہی یہ کہکے ہاتھ پھیلایا
اور یہ کہتی ہوئی بڑھی کہ ای یار دل نواز در لگے سے تو میرے آ کے لپٹ جا کہ روح کو راحت ہو
دل کو قوت حاصل ہو کیون اپنی جان کو تباہ کرتا ہو شاہ سعد بھی گھوڑے کو اپنے جھکا کر
آگے بڑھے فرماتے ہوئے او لگاتہ اپنی صورت نحس تو دیکھ آئینہ تو ممکن نہ ہوا ہوگا چینی مین

پیشاب کر کے تو صورت نحس دیکھی ہوگی گال کولا ہی یا کوّا کہون یا اُلّو تو اُس سے مثال دُون سوءِ نے جو یہ کہا سیاہ روے گیسو دراز ہنس پڑی معلوم ہوا کہ تو اہنسا زرد زرد دانت ایسا قہقہہ مارا کہ بادشاہ اسلام کے ساتھ کی جادوگرنیان کانپ گئین ایک ایک کا قول یہ تھا کہ اگر ایکی مرتبہ ہنسے گی تو ہم لوگ جل جائینگے بات کرنے مین منھ سے انگارے نکلتے ہین بال ہین کہ وبال جان کس بلا کے پیچ و تاب ہین پردۂ ظلمات کا جواب ہین حلقے کسقدر بیحیا آنکھین دونون جیسے دو خم شراب ہین لیکن سیاہ روے گیسو دراز نے قہقہہ مار کے بادشاہ اسلام کو للکارا مقنا طلیس جادو حلقۂ زلف مسلسل مین لٹک رہی ہی آنکھین نکلی ہین گلا حلقے مین بندھا ہوا ہی مایوس ہو کر طرف بادشاہ اسلام کے دیکھا نگاہون سے یہ پیدا تھا کہ زندگی سے بیزار ہون مجبور و ناچار ہون اُس ساحرہ نے بادشاہ اسلام سے کہا کہ او طفل بے ادب خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ یہی حال تیرا بھی کرونگی میرے کوچۂ زلف کی آجتک کسی نے سیر نہین کی جسکا سامنا ہوا میرے دام گیسو مین پھنسا جان کو اپنی غنیمت جان میرے سامنے بیخوف آتا ہی جان کا خوف نہین کرتا مین براے گرفتاری طلسم کشا جاؤنگی خداوند ہفت پیکر نے تمھین لوگون کے لیے مجکو قصر تاریک مین پرورش کیا ایرج اور نور الدہر پر ایک نگاہ ڈالی تھی آجتک بیتاب ہین ایرج و نور الدہر دیکھ رہے ہین اور سبکو تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ظلمات کا جواب یا شب تاریک ہجران و عذاب ہی مگر ایرج اور نور الدہر نے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین و جمیل اپنے چاہنے والون کی کفیل دریاے جواہر مین غوطہ زن بارشک چمن نسرین بدن غنچہ دہن آنکھین نرگس شہلا نہایت بیباک چست و چالاک بہ نگاہ محبت طرف ایرج و نور الدہر کے دیکھ رہی ہی دونون جوان اور زیادہ بلبلا گئے بے اختیار ہو کے پکار اُٹھے او عاشق کش معشوق دلفریب بہ نگاہ محبت ادھر دیکھ لے کہ ہمارے دل کو آرام آئے تیرا معشوقان باوفا مین نام ہی

نظم

کچھ فقط غم ہی نہ دنیا سے گیا میرے بعد — عشق بازی کا بھی چرچا نہ رہا میرے بعد
اب ٹھہرنے کا اگر رنج مجھے ہے تو یہ ہی — کون اُٹھائیگا ترے جور و جفا میرے بعد
بعد مجنون کے مین دیوانہ گیا صحرا کو — پھر نہ آیا کوئی زنجیر بپا میرے بعد

پھر

کون یون شانے سے ہر وقت کریگا سیدھا
سب نکل جائیگا دعواے غلامی اُن سے
مجکو مر جانے کا اپنے ہے یہی غم اے یار
سرمہ ہو جائیگا معدوم برنگ اکسیر
جب مین مر جاؤنگا پھر غور کروگے کسکی
کون سمجھائیگا یون میری طرح اک اک پل
بھولے بیٹھے ہین عبث حسن دو روزہ پہ وہ
رنار کی ہے یہ وصیت اسے سب سن رکھین

خوب بل کھائیگی وہ زلف دوتا میرے بعد
بند کی کرنے لگوگے بخدا میرے بعد
کون دیکھے گا ترے ناز و ادا میرے بعد
گھس لگانے کو ملیگی نہ حنا میرے بعد
کسکو بلواؤگے بیوا کے دوا میرے بعد
سب سے اُلجھے گی تری زلف دوتا میرے بعد
یاد آئیگی تمھین میری وفا میرے بعد
پاس تربت مین رہے خاک شفا میرے بعد

نگاہ جو سیاہ روے گیسو دراز نے ڈالی اور دونون کو ولولہ بڑھگیا بادشاہ اسلام ہرچند پکارتے ہین اے فرزندان صاحبقران وہ اے خود نگاہ موشان ایسی ملعونہ کو دیکھکر خوف کرنا چاہیے کسپر مائل ہوے ہو ایسی جلاد سے وصل کے سائل ہوے اسکی تیغ ابرو کے گھائل ہوے ہو برائے خدا اپنے کو سنبھالو یہ کہکے مرکب مہمیز کیا سیاہ روے گیسو دراز نے قہقہہ مارا کہ تاریکی سامنے بادشاہ اسلام کے آئی معلوم ہوا کہ دیوار سیاہ سامنے حائل ہوگئی بادشاہ اسلام سے بیخوف گھوڑا دوڑایا اُس تاریکی کو طے کر گئے اُس تعویذ کی برکت تھی جب تاریکی سے نکل آئے قصد کیا کہ سیاہ رو پر جا پڑون اُسنے زلفون کو جنبش دی مقناطیس کی جان پر بنگئی نحیف سی آواز آئی کہ اے شہریار ذرا ادھر متوجہ ہوجیے ایسے بیوفا نہ بن جائیے اب جو پلٹ کے بادشاہ اسلام نے دیکھا ایک نازنین چہاردہ سالہ غرق دریاے جواہر علم شعبدہ بازی سے بخوبی مانگ ہنستی ہوئی سامنے آئی پکار کر آواز دی کہ یہ لباس گران معلوم ہوتا ہوگا میرے باغ مین جلوہ گل و غنچے کا تماشا دکھاؤن بہت خوش ہوگے تمھین جنگ و جدل سے کیا واسطہ مقناطیس جادو کو قتل ہونے دو بادشاہ اسلام اُس نازنین کو دیکھکر ایسے مبہوت ہوے کہ خوش ہوکر فرمایا اے سرکردہ معشوقان و اے آرام دل عاشقان مجھے مقناطیس سے کیا کام مین تو تیرے شمع جمال کا پروانہ ہون جہان کہو وہان چلون وہ نازنین قریب آئی ہاتھ پکڑ کے بادشاہ اسلام کو گھوڑے سے اُتارا سیاہ روے گیسو دراز نے زلفون کو جنبش دی اسطرح کا اندھیرا

ہوا کہ دم گھٹنے لگا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ اُس نازنین کے باغ کے دروازے پر کھڑا ہون چند کنیزین اندر سے باغ کے آئین کہا حضور اندر چلیے سب سامان عیش و فرحت مہیا ہے حقیقت مین ملکۂ عالم کیا معشوق آپ نے پایا ہے عجب عمدہ سامان ہے کنیزون پر آپ کا احسان ہے بادشاہ اسلام اُس نازنین کے ساتھ اندر باغ کے آئے دیکھا طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین نہرین جاری ہین باغ پر بہار گل و غنچہ بلبشمار وہ نازنین بادشاہ اسلام کو لیے ہوے وسط باغ مین آئی کنیزین بھی آکر بیٹھین ایک نازنین شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ سامنے بادشاہ اسلام کے مسکراتی ہوئی آئی کہا چند اشعار تو سنیے ایسے عاشق و معشوق کے سامنے یہ ذکر بھی ضرور ہے ہمارا دل ناصبور ہے یہ کہکے وہ نازنین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

چلتی رہی اُس کوچہ مین تلوار ہمیشہ
لاشے ہی نکلتے رہے دوچار ہمیشہ

گل کھلتے رہین چہچہے کرتا رہے بلبل
یارب رہے آباد یہ گلزار ہمیشہ

ہم رند ہوے شاہد مقصود سے واصل
جھگڑے مین ہے کافر و دیندار ہمیشہ

یان تخم تمنا سے اُگا کرتا ہے لالہ
گل کھاتے ہین ہر فصل مین دوچار ہمیشہ

تڑپا کرین کوچے مین ترے سیکڑون کشتے
رنگین رہے خون سے تری تلوار ہمیشہ

مجھ تشنۂ دیدار کو کس روز چھکایا
پیاسا ہی رہا خون کا وہ خونخوار ہمیشہ

ہنگامے نئے روز ہوا کرتے ہین برپا
فتنے ہی اُٹھاتی ہے وہ رفتار ہمیشہ

کیونکر تو مسیحا ہوا مشہور جہان مین
مرتے ہین ترے ہاتھ سے بیمار ہمیشہ

دیوانہ جنون مین بھی جو صحرا کو گئے ہم
کھایا کیے پتھر سر بازار ہمیشہ

اِس طرح اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ وہ نازنین جو بادشاہ اسلام کو لائی ہے تعریفین اُسکی کرنے لگی کہتی ہے اے گلرنگ کیا کہنا کیا خوب گاتی ہو دل کو بیتاب کر دیا اُس نازنین نے کہا اے ملکۂ عالم آپکی خدمت مین رہی اُستادان فن سے کمال حاصل کیا شراب منگوائیے کلید میخانہ مجھے عنایت فرمائیے اور طرف بادشاہ اسلام کے اشارے کرتی جاتی ہے مراد اُن اشارون سے یہ ہے کہ جس طرح سے بنے تعویذ بازو سے بادشاہ اسلام کے لیلو وہ نازنین کہتی ہے ایک جام ایسا پلاؤن کہ ہوش اُڑ جائین خود بازو سے تعویذ کھول کر دین تعویذ اِنکے

بازو سے جدا ہوا پھر مار لینا انکا کتنی بڑی بات ہی اُسی تحفہ پر انکو ناز ہی کسی کامل نے وہ نقش
انکو دیدیا ہی جب تو کوہ مقنا طلیس پر گھس آئے اس زور و شور سے جنگ ہوئی کہ دیکھنے والے
حیران و پریشان ہین ساحرون کے سحر نہین چلنے سیاہ روے گیسو دراز ایسی ساحرہ اُسنے
یہ فقرہ کیا ہی میرے ساتھ بھیجا ہی تعویذ اسنے لے لیا جاے پھر کتنی بڑی بات ہی بلی مقنا طلیس
گرفتار ہین مگر اُس نازنین نے کنجی ازار بند سے کھول کر گلرنگ کو دی گلرنگ جو میخانے مین
آئی شراب کو خراب کیا چالیس گلابیان مے ارغوانی سے معمور کرکے صحبت مین آئی یہ تعجیل
گھنگرو باندھے گت ناچنے لگی جھک کر جام سر پر رکھا اب تو وہ نازنین بڑی تعریفین کرنے
لگی کہ ای گلرنگ تم نے بڑا کمال حاصل کیا ٹھوکرین لگاتی ہی توڑے لے رہی ہی بقول
تمر - مطلع - ناچنے مین جو لیا یار نے ہنسکر توڑا + اہل محفل مین کیا اُسنے بچھاور توڑا + ٹھوکرین
لیتی ہوئی اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی بادشاہ اسلام کے سامنے آئی آکر سر جھکایا اشارے
سے مراد یہ تھی کہ ای شہریار یہ جام اسی شعبدہ باز کو پلایئے کہ مین اس ملعونہ کو مارلون یہ کہکے جام
بادشاہ اسلام کو دیا بادشاہ سمجھ گئے کہ یہ گائن میرا عیار ہی غور آدہ جام اُس نازنین کو دیا وہ
نازنین پی گئی اب تو اُس نازنین نے دورا باندھا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلا کے
سامنے مودب بیٹھی کہا کیون ملکۂ عالم اور ایک آدھ چیز گاؤن بیہوشی اُسپر تاثیر کر چکی ہی آنکھون
مین لال ڈورے نشۂ وحشت کے یا تو ارادہ تھا کہ بادشاہ اسلام سے تعویذ مانگون یا گھبرا کر بول
اُٹھی کیون شہریار مقام جنگ پر نہ چلیے گا ایسا نہو سیاہ روے گیسو دراز مقنا طلیس کو
قتل کر ڈالے بادشاہ اسلام نے کہا صاحب چلو وہ نازنین اپنے مقام سے اُٹھی بیہوشی
نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گری کنیزین لینا لینا کہکے اُٹھین اُٹھتے اُٹھتے وہ بھی گرین اب تو وہ
نازنین نعرہ کرکے اُٹھی بادشاہ اسلام نے پوچھا ای فیروزہ تم کیونکر پہونچے عرض کی جب
یہ ملعونہ آئی اور آپ اسکے سحر مین مبتلا ہوے مین آگے بڑھکر آیا کنیزون سے باغ مین آکے
ملا انھین سے حال پوچھا انھون نے بیان کر دیا کہ ہماری مالک محبوبۂ شعبدہ باز بادشاہ
اسلام کو بلانے گئی ہی سحر مین اپنے پھنسا کے لائیگی یہان اُنکا تعویذ لے لین پھر جسطرح چاہین
اُس طرح قتل کرین مین نے گلرنگ گائن کو الگ بلایا اُسی کی شکل بنکر بیٹھ رہا اب آپ جلد مقام

جنگ پر چلے بادشاہ اسلام تو اُٹھے عیار نے یہاں سب کو قتل کیا جب اُس نازنین کو قتل کیا
سنگ باری برف باری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام تھا محبوبۂ شعبدہ باز بود بادشاہ اسلام
نے آکر دیکھا سارے لشکر کو سیاہ روے گیسو دراز نے اپنے سحر میں پھنسایا ہے مقناطیس
کو زیر تیغ بٹھایا ہے مقناطیس جانتی ہے کہ اب بادشاہ اسلام کا بچنا دشوار ہے محبوبۂ شعبدہ باز
نگاکر لے گئی ہے تعویذ کو بادشاہ سے لے لیا ہوگا کہ پہلو سے نعرہ بادشاہ اسلام کی آواز آئی
تلوار کھینچکر گرے ساحروں کو قتل کرنے لگے سیاہ روے گیسو دراز نے جو بادشاہ اسلام
کو دیکھا گھبرا گئی ساتھ والیوں سے کہتی ہے محبوبۂ شعبدہ باز پر کوئی اُفتاد پڑی پھر اژدہے پر
سوار ہوئی طرف بادشاہ اسلام کے چلی للکار کر آواز دی کہ او بادشاہ اسلام تمکو میرا خوف نہیں
ارے محبوب کے ساتھ کیا کیا ایک زاغ سیاہ اُڑتا ہوا آیا سامنے نخل تھا اُسپر بیٹھا پکار کر آواز
دی اے سیاہ رو اندھیر ہوگیا محبوبۂ شعبدہ باز کو عیار بادشاہ اسلام نے قتل کیا وہ باغ
وغیرہ ویران ہوا لاشہ محبوب کا بے دفن وکفن پڑا ہے سیاہ روے گیسو دراز نے سُنکر
جواب دیا او کھڑوے کل موہے ایسی خبر واہیات مجکو سناتا ہے تو نے محبوبۂ شعبدہ باز
کو نہ بچایا عمر بھر تیری خدمتگزاری کی محبوب تجھکو روز صبح کو کھانا پہونچاتی تھی زاغ نے
ایک چیخ ماری پروں سے آگ نکلی جلکر تمام ہوا مگر سیاہ روے گیسو دراز بال نوچتی ہے اور
طرف بادشاہ اسلام کے پھینکتی ہے اژدہے ومار ان سیاہ طرف بادشاہ اسلام کے حملہ کرکے آتے
ہیں جو قریب آیا وہ جلکر خاک ہوا بعض اژدہوں نے منھ سے آگ چھوڑی بادشاہ پر تاثیر نہوئی
کہ ایک اژدہا بل کرکے سیدھا ہوا چاہتا تھا اپنے کو شاہ پر مارون شاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا
تلوار کے ساتھ تعویذ چمکا اُسکے عکس سے اژدہا جل گیا جلنے سے اژدہے کے اندھیرا چھا گیا
آوازیں مہیب آنے لگیں تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے دیکھا کہ اندھیرا دفع ہوا ہیں ایک
کانوٹن کے جنگل میں کھڑا ہوں حیران تھے کہ اے معبود لشکر کیا ہوا مقناطیس جادو کو رہا
کیا تھا اُسپر کیا گذری یہ تو ظاہر تھا کہ سیاہ رو مقناطیس جادو پر غالب آئی مقناطیس
سیاہ روے گیسو دراز کے سامنے سحر نہیں کر سکتی یہ سوچکر ایک جانب چلے ساحروں سے
لڑے لختے خون کے جسم پر جمے ہوے سامنے ایک وہ معلوم ہوا ایک کھیت پر ایک کنواں

کھڑا ہوا پانی دے رہا ہی اُس کھیت مین ہزار ہا سردے سرسبز و شاداب لگے ہین بادشاہ کو دیکھکر
خواہش ہوئی کہ اس سے سردہ لیکر کھائین فرمایا اے شخص ایک سردہ ہمکو دے اُسکے بدلے
مین جو کہو وہ دیدین یہ کہکے موتیون کا مالا گلے سے اُتارا کہا اے شخص یہ موتیون کا مالا لے اور ایک
سردہ ہمکو دے اُس گنوار نے دیکھکر آواز دی کہا اے شخص یہ تو راہ ہی دن بھر صدہا آدمی آتے جاتے
ہین ایک ایک اگر سب کو دون تو میرا کھیت خالی ہو جاے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ عوض مین
ایک سردے کے ساٹھ ہزار کا موتیون کا مالا تجھے دیتے ہین اُسپر یہ باتین بناتا ہی اُسنے کلمات سخت
کہے اور یہ کہا کہ ہمارے زمیندار کے گھر مین ایسے کنکر پتھر بہت پڑے ہین بادشاہ اسلام نے کمر سے
خنجر نکالا جسکے دستے پر یاقوت احمر و نگین الماس نصب تھے فرمایا کہ اے برادر یہ خنجر لے لے اُسنے
کہا مین تو نہ دونگا جب تو بادشاہ اسلام نے ایک سردہ توڑ لیا اُسی خنجر سے اُسے تراشا اب تو
گنوار شور و غل مچانے لگا غل جو گنوار نے مچایا تھوڑے عرصے مین گانون سے کہار پیدا ہوئی
ایک زمیندار کانے ٹٹوے پر سوار کئی ہزار جوان پشت پر بڑے بڑے لٹھ ہاتھ مین کسی کے ہاتھ مین
تیر و کمان کوئی برچھے لیے ہوے کوئی ڈھال پھٹکا سنبھالتا ہوا اُس زمیندار نے آواز دی ہان
یارو اس بے ادب کو مار لو سب گنوار ریلوہ کرکے بادشاہ اسلام پر آپڑے بادشاہ شمشیرزنی کر رہے
ہین جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی سو گنوار جو مارے گئے تو طرف گانون کے بھاگے بادشاہ
اسلام لڑتے ہوے ان سب کے پیچھے گانون کے اندر پہونچ گئے زمیندار کا مکان جو کچا بنا تھا
مٹی و گوبر سے لیا ہوا تھا اُس مکان مین زمیندار گھس گیا گنوار والے سب اُسی مقام پر ٹھہر گئے
سب کے کان مین ایک آواز آئی کہ ارے یارو تم اب بھی بہت ہو بادشاہ اسلام کو گھیر کر مار لو
سب گنوار دوڑ پڑے بادشاہ سے لڑنے لگے کہ ایک آواز کان مین آئی اے شہنشاہ جہان اے
سعد نوجوان ذرا ادھر بھی نگاہ اُٹھا دیجیے بادشاہ اسلام نے سر اُٹھایا دیکھا ایک نازنین مہ جبین
دریاے جواہر مین غوطہ زن چھوٹے پائچون کا پائجامہ پہنے ہوے چاندی کے کڑے چھڑے چھپکا
سونے کا ماتھے پر رنگین دوپٹہ کاندھے پر پڑا ہوا کرتی آب رواں کی پکار رہی ہی — نظم

نگاہ ناز پہ ٹھہرا ہی تصفیہ دل کا	کرو تو آج مین کرتا ہون فیصلا دل کا
غم فراق نے کیا حال کر دیا دل کا	سنو تو عرض کرون تمسے ماجرا دل کا

مسیح وقت نہ کر تو مقابلہ دل کا
کہ جان گسل نظر آتا ہی ماجرا دل کا

ہم ابتدا ہی سے کہتے تھے خبر ہو یار
کہین نہ طول پکڑ جاے عارضا دل کا

طریق عشق مین پیش آئے مرحلے کیا کیا
معین و یاور و ناصر رہا خدا دل کا

تپک رہا ہی یونہین مدتون سے پہلو مین
مسیح قابل نشتر ہی آبلا دل کا

گرانہ کوہ الم اسپہ چرخ ناانصاف
حباب سے بھی ہی نازک یہ آبلا دل کا

وفور ضبط سے دم گھٹ کے آگیا لب پر
مگر زبان پہ آیا نہین گلا دل کا

نوالے چھندر سے ہین گوش آشنا جنکے
خوش آئیگا نہ انھین زمزمہ غنا دل کا

چھڑایا چاہتا ہی شغل عشق بھی واعظ
کبھی کبھی کا جو باقی ہی مشغلا دل کا

نجات محکمۂ حشر سے نہ پائیگا
پڑیگا سامنا اک روز تجکو عادل کا

برنگ غنچۂ پژمردہ مضمحل ہی غریب
عجیب حال کیا تونے بیوفا دل کا

بجز خدا نہین کرتا رجوع بندے سے
کسا ہی تجربہ مشکل مین بارہا دل کا

الٰہی جلد یہ آنکھون سے خون ہو کے بہے
غضب مین ڈال دیا تجکو ہو برا دل کا

دم اخیر ہی بیچارہ جان بلب ہی آج
معاف کیجیے اب تو کہا سنا دل کا

یہی ہی مرشد کامل رہ حقیقت مین
خبر نہ ہو تو کسی سے رہ آشنا دل کا

مکین ہی ایک ہی دونون مکان اُسی کے ہین
کرو نہ کعبے سے کم رتبہ مرتبا دل کا

اُس نازنین نے اِس طرح آنکھ ملا کر بادشاہ اسلام سے یہ اشعار پڑھے لیکن چشمۂ چشم سے قلزم محیط موج زن ہی ہچکی لگی ہوئی ہی یقین ہی کہ روتے روتے گر پڑے بادشاہ اسلام کے سامنے ہاتھ جوڑ رہی ہی اشارون سے منت کر رہی ہی کہ داہنے پر جو کوچہ ہی اُس طرف سے ہو کر میرے مکان مین آؤ ان کہار والون سے اپنی جان بچاؤ ایسا نہو یہ گنوار بلوہ کر کے لپٹین اور تحفے تمھارے بازو سے چھین لین اس کہار مین وہ وہ لوگ ہین کہ جنھون نے شکست کی صورت نہین دیکھی بڑے بڑے بہادر ہین ہر چند کہ آپ دریاے جرأت کے بے بہا در ہین مگر اکیلے کس کس کو روکیے گا اس طرح سے اُس نازنین نے بعجز و انکسار کہا اور بشوق اپنا بیان کر دیا کہ بادشاہ اسلام تلوار کھینچکر اُس کوچے کی طرف آئے دیکھا چند کنیزین لطور

استقبال کھڑی ہین بادشاہ اسلام کو دیکھکر کئی آگے بڑھین بادشاہ کے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا
زر نثار کرنے لگین کوئی خون جسم کا پوچھتی ہی کوئی با انداز بچھاتی ہی کم سن کمسن بہ خوشامد عرض کرتی
ہین کہ ای شہریار چلیے ملکہ ہماری بہت مشتاق ہین ہرچند ہمنے سمجھایا کہ ملکہ صبر کیجیے دل پر جبر
کیجیے وہ کہتی ہین کیا کرون دل میرا نہین مانتا تڑپ رہی ہین پھڑک رہی ہین یہ باتین کرتی ہوئی
بادشاہ کو اندر مکان کے لائین دیکھا بادشاہ نے ایک باغ پر بہار طائران زمزمہ سرا کی
پکار بیخزان گلزار سرخ لالہ زار اور عندلیبان خوشنوا کی پکار کہ جس سے یہ مراد حاصل ہو کہ اس
باغ کے رہنے والے ہمیشہ خرم وخندان رہتے ہین یہان کے پھول غنچے جور خزان نہین
سہتے ہین بادشاہ اسلام ساتھ ساتھ ان کنیزون کے روشین طے کرتے ہوے وسط باغ مین
پہونچے دیکھا چبوترے پر باغ کے باغ بیخزان کھلا ہی وہی نازنین عمدہ زیور پہنے ہوے
مسند پر بیٹھی ہوئی ہی بادشاہ کو دیکھکر اپنے مقام سے براے تعظیم اٹھی پکار کر آواز دی آیئے
تشریف لائیے آپ نے خوب کیا کہ آپ جنگ سے ہٹ آئے وہ بیچارے سب ڈھونڈھ رہے ہین
مگر یہان کوئی نہ آسکے گا دو چار دن اس باغ مین رہیے پھر مین آپ کے لشکر مین آپ کو ضرور
پہونچا دونگی اب بادشاہ اسلام یہ باتین سنتے ہوے آکے مسند پر بیٹھے اس نازنین نے
اختلاط ظاہری کرنا شروع کیا باتون مین تسخیر کر رہی ہی کبھی زانو پر سر رکھتی ہی کبھی کہتی ہی کہ ای
شہریار کئی دن کا زمانہ گذرا کہ مین نے آپکو عالم خواب مین دیکھا کنیزون سے دریافت فرمائیے کہ
راتون کو بیقرار ہو ہو کر سارے باغ مین دوڑی پھرتی تھی اکثر یاد مین قد دلجو کی کئی مرتبہ زیر سرو
گری کنیزون نے جا کے سنبھالا اٹھا کر بارہ دری مین لائین آج مین نے خبر پائی کہ دشمنون پر
حضور کے بلوہ ہی کوٹھے پر اسی اشتیاق مین چڑھی آپکو گھرے ہوے دیکھا آخر کو رہ نہ پڑا
اور شدت گریہ نے دامن نہ چھوڑا آخر کو مین نے آپکو بلایا شکر ہی خداوند ہفت پیکر کا کہ آپ
آگئے سعد نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ہفت پیکر کون شخص ہی شیطان رہزن دین وایمان
بندگان خدا کو برگشت کرتا ہی خدا اسکے شر سے سبکو بچاے اسپر لعنت کرو اسکا اعتقاد ہو کہ
جسنے ایک کلمۂ کن سے زمین وآسمان پیدا کیا ہو اسکو خدا نہین جانتا وہ مشرک ہے اب
ہفت پیکر پر لعنت کرو اعتقاد رب اکبر ہو اسکے حکم سے باہر نہو اسنے سر جھکا کے کہا کہ ای شہریار

مین دل سے اعتقاد رکھتی ہون زبان سے کہنا مناسب نہین یہ ذکر تھا کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی ای ملکۂ عالم آپکے باپ مقبول زمیندار کو خبر معلوم ہوئی کہ ملکہ گل اندام نے اپنے مکان مین دشمن کو جگہہ دی دو ہزار گنوارون کو لیکر آتے ہین یہ خبر وحشت اثر سنکر وہ نازنین ماہ جبین گھبرائی ہاتھ باندھکر عرض کرنے لگی ای شہریار آپ برائے چند ساعت کمرے مین چھپ جائیے وہ آئینگے دیکھ بھال کر چلے جائینگے بادشاہ نے جواب دیا کہ چھپ رہنا حریف کو دیکھکر ہمارا کام نہین ہم مقابلہ کرینگے مرکب ہمارا تیار کرو وہ نازنین زار زار رونے لگی کہا ای شہریار کیا کہکے دل کو سمجھاؤن آپکے جانے کے بعد نہین معلوم میرا کیا حال ہوگا بادشاہ اسلام خاموش بیٹھے وہ نازنین رو رہی ہی کنیزین بھی یہی سمجھا رہی ہین کہ جو ملکہ کہتی مین قبول کیجیے ایسا نہو ہماری مالک سرٹن ہو جائین دیکھیے تو کیا حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

دل لگی ہجر مین ہی آٹھ پہر نالون سے	اب بسر ہوتی ہی اوقات بُرے حالون سے
مین یہ جانونگا قضا آئی ہوئی میری گلا	جان بچ جائے جوان ناز و ادا والون سے
یون نہ ٹھکراؤ مزار شہدا وقت خرام	لوگ کہتے ہین برا تمکو انھین چالون سے
یاد کے اُسکے کوٹھے پہ جو روتا ہون کبھی	اشک دریا کی طرح بہتے ہین پرنالون سے
مردم چشم نے مژگان سے کیا کام تمام	انھین ترکون نے مجھے چھین لیا بھالون سے
ساقیا آتش گل کردہ پلائی کہ شراب	بنگئی خوشۂ انگور زبان چھالون سے
حسرت یار مین آنکھین ہوئین اشک سے سفید	تیلیان چھپ گئین مکڑی کیطرح جالون سے
ہوگا مردہ نہ خراب بیابان مرگ ای زند	گور کن دوست ہین یارانہ ہی غسالون سے

کنیزین یہ اشعار پڑھ رہی ہین وہ نازنین دامن بادشاہ کا تھامے ہوے رو رہی ہی کہ یکایک بادشاہ کو یاد آیا کہ مین وہان جنگ چھوڑکر آیا نہین معلوم مقناطیس جادو پر کیا گذری یہ خیال کرکے تیغہ ٹیک کر اُٹھ کھڑے ہوے نازنین نے کہا ای شہریار کہان چلے فرمایا ای نازنین مجھے بڑی حیرت ہی کہ مین جنگ مین تھا یہ کیونکر میرا گذر صحرا مین ہوگیا اب مجھے یقین ہوا کہ مین اس صحرا مین پھنسا ہون میرے یار وفادار فیروزہ بن عمرو کو میری خبر نہین کہ مجھپر کیا گذری یہ سنکر وہ نازنین گھبرائی کنیزون کی طرف دیکھکر آواز دی میرے باپ کی

خبر کرد یہ شہریار میرے گھر مین گھس آئے آپ آکے انکو گرفتار کرلین کنیزین دوڑین دیکھا کہ زمیندار آگے آگے تیغہ کھینچے ہوے پشت پر دو ہزار گنوار لینا لینا کہتے ہوے باغ مین گھس آئے بادشاہ کو ہوش آنے کا باعث یہ ہوا کہ ہاتھ جو تعویذ پر پڑا فوراً حواس درست ہوے ہوش ٹھکانے ہوے یا تو محبت اُس نازنین کی انکو مبہوت کر رہی تھی یا جسوقت اُن گنوارون کا بلوہ ہوا بادشاہ نے ہاتھ اُس نازنین کا تھا یا اب جو بنگاہ غور دیکھا تو ایک ضعیفہ سیاہ فام قوم کی زنگن ملکہ پرفن کھڑی ہوئی ہنس رہی ہے چاہا بادشاہ سے ہاتھ کو چھڑاوے بادشاہ نے غصہ مین اُسکے بالون پر ہاتھ ڈالا زنگن غل مچانے لگی پکارتی تھی کہ ای باپ مین قبضے مین اس ظالم کے آگئی میری محبت مین مبہوت بیٹھا تھا سحر کی تاثیر مٹی جب تو ان حرکات کا ارادہ کرتا ہے یہ کہکے چاہا تڑپ کے نکلون گنوار بھی قریب آگئے تھے بادشاہ نے ایک طمانچہ مارا کہ سر اُس مکارہ کا اُڑ گیا مرتے ہی زنگن کے کئی سو گنوار بے سر ہو کر گرے وہ گنوار جو ٹٹو پر سوار تھا سر پیٹنے لگا کہتا تھا صاحبو میری بیٹی کی جان محبت مین خداوند ہفت پیکر کی گئی افسوس ہے کہ اسوقت قدرت نہ آئے کہ اپنی کنیز کو بچا لیتے بادشاہ تلوار کھینچکر مجمع مین گنوارون کے جا پڑے تلوار چلنے لگی اُس زمیندار نے بڑھکر بادشاہ کو نیزہ مارا بادشاہ نے پیلے سے سنان نیزہ کو اُڑا دیا بادشاہ نے نیزہ کاٹ کر بڑھکے ایک ہاتھ تلوار کا زمیندار کو بھی مارا زمیندار کے دو ٹکڑے ہوے زمیندار کے مرنے سے اندھیرا ہو گیا باغ بھی جلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من ظلمات جادو بود بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی دیکھا کہ سیاہ روے گیسو دراز لڑ رہی ہے سرداران فوج شاہی کو بیظلم قتل کر رہی ہے لیکن مقناطیس جادو مجبور اور ناچار ایک نخل کے سایے مین کھڑی ہے زبان بند دل دردمند بادشاہ کو اشارے سے منع کر رہی ہے اور ہوشیار کرتی ہے کہ برائے خدا التعویذ بازو سے ہوشیار رہیے گا ایسا نہو کہ یہ مکارہ تعویذ آپ سے لے لے بادشاہ اُسی طرف لڑتے ہوے جاتے ہین مگر ساحرون کا اسقدر ہجوم ہے کہ گرد مقناطیس جادو کے ساحر صف باندھے کھڑے ہین اگر ایک قتل ہوا تو دس اُسی مقام پر کھڑے ہین بعضے ساحر غل مچاتے ہین کہ یا خداوند ہفت پیکر اس شخص پر ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا اب تصویر سنگی

سے باہر نکلیے ہمارے آپکے عاجز ہو رہے ہین تصویر سے آواز آتی ہو ای بندگان من اگر
قدرت تصویر سے باہر نکلین گے اور نمونہ سحر دکھائین گے تو ہفت طبقات زمین جل جائین گے
کوئی ذی حیات زندہ نہ بچیگا سیاہ رو آواز دیتی ہو یا خداوند مین نے وہ وہ سحر کیے کہ اگر
سامری و جمشید ہوتے جنھون نے سحر کو ایجاد کیا تو وہ بھی اس دام مکر مین پھنستے نہین
معلوم اس ظالم کو کون آگاہ کر دیتا ہو دختر ظلمات ایسی ساحرہ قتل ہوئی کس لطف سے
نگار کے لے گئی تھی اب لقو بند لینے کو تھی خود بخود وہ ظالم ہوشیار ہو گیا ایسی معشوقہ پریچہرہ
کے بال پکڑ لیے آخر وہ قتل ہوئی ابکی مرتبہ اور رنگ کا سحر کرتی ہون یہ کہکے اژدہا بڑھا یا نے
طرف صحرا کے پلٹ کے آواز دی ای ببران جلد آؤ اب تمھارا کام ہو صحرا سے دیکھا کہ ہزار ہا
شیران ببر پیدا ہونے لگے بادشاہ پر آ کے حملے کرنے لگے بادشاہ نے کسی پر قبضہ مارا
کسی کو چیر کر پھینک دیا کسی کا سر کھینچ لیا گھوڑا انہین تھمتا مشہور ہو کہ شیر کی بو سے گھوڑا
بھاگتا ہو شہ کہ حملے کر رہے ہین جب بادشاہ بیڑی جماتے ہین رانون مین مرکب کو مسلتے ہین
تو پسلیان گھوڑے کی کڑ کڑا جاتی ہین مرکب بمشکل تھمتا ہو ایک شیر کلان اٹھارہ ہاتھ کا
لمبا مثل سر فیل سر اسکا دونون ہاتھ اٹھا کر حملہ آور ہوا بادشاہ گھوڑے پر سے کود پڑے
خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو گھوڑا منھ پھیر دے بیترہ بدل کے دونون کلائیان تھام لین ایک
گھونسہ مارا کہ سر شیر کا پھٹ گیا مرتے ہی شیر کے سارا صحرا تاریک ہو گیا آندھی سیاہ اٹھی
بعد تھوڑی دیر کے جو روشنی ہوئی دیکھا دروازے پر ایک باغ کے کھڑا ہون چند کنیزین
درختون سے بندھی ہین بادشاہ اسلام کو دیکھکر فریاد کرنے لگین کہ ای شہریار ہمکو رہا کیجیے
سیاہ رو ہمکو قید کر گئی بادشاہ نے بڑھ کر اُن کنیزون کو کھولا کھلتے ہی وہ کنیزین ہاتھون
پر شاہ کے بوسے دینے لگین کہا ای شہریار باغ مین چلیے مقناطیس کو اس باغ مین
قید کیا ہو مقناطیس جادو کا نام سنکر بادشاہ مدحواس ہو گئے ساتھ اُن کنیزون کے باغ
مین آئے دیکھا باغ خشک پڑا ہو روش بیڑی برباد جا بجا درخت ٹوٹے پڑے ہین باغ کے
وسط مین ایک نخل سایہ دار ہو اُسمین مقناطیس جادو بندھی ہو زبان مین سوزن ہاتھ
پائون درخت سے بندھے ہوے ماران سیاہ بدن مین لپٹے ہوے بادشاہ نے قریب

آ کے زبان سے سوزن نکالی مقناطیس جادو نے سحر کے قید توڑ ڈالی اور ماران سیاہ
کو مارنا شروع کیا دوڑ کر شہریار کا ہاتھ پکڑ لیا عرض کی حضور یہ کنیز بے تمیز صرف حضور کی وجہ
سے بچی وہ تو کہگئی تھی کہ تھوڑی دیر مین آکر قتل کرونگی آپ تشریف لائے آپ نے آکے
قید سے رہا کیا مگر اب وہ پھر آئیگی اُس سے سنبھل کر مقابلہ کیجیے گا بلا کی ساحرہ ہی یہ کہکر
کنیزون سے اشارہ کیا جو تیرے یہ کچھ بچھا دو کنیزون نے اپنی اپنی کمرون سے چادرے
کھول کر بچھا دیے اُسپر آ کے مقناطیس جادو بیٹھی کنیزین خدمت مین حاضر ہین ابھی
بادشاہ اسلام سے مقناطیس جادو باتین نہ کرنے پائی تھی کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی
بادشاہ نے دیکھا باغ کے ایک گوشے سے سیاہ رو ظاہر ہوئی پکارتی ہوئی او مقناطیس
تو نے رہائی پائی تیرے لیے اور بلا لاتی ہون یہ کہکر دونون پاؤن زمین مین مارے زمین شق
ہوکر غائب ہوئی مقناطیس جادو نے تڑپ کے آواز دی ای شہریار غضب ہوا
مجھپر سحر کر گئی میرے کلیجے مین درد پیدا ہوا روح نکلا چاہتی ہی جلد تعویذ بازو پر سے
کھولیے کہ میرے قلب کو تسکین ہو بادشاہ نے ہاتھ اُٹھایا کہ تعویذ کو بازو سے کھولین
ایک کنیز اُنھین کنیزون مین گھلی ملی بیٹھی تھی بادشاہ سے اشارے کیے مراد اُسکی یہ تھی
کہ برائے خدا تعویذ نہ دیجیے گا بادشاہ اُسکے اشارے سے رُک گئے مقناطیس جادو
نے کہا کہ ای شہریار جلدی کیجیے میرا دم نکلا چاہتا ہی جلد تعویذ دیجیے پھر بادشاہ نے
ارادہ کیا کنیز سے جو آنکھ ملائی اُسنے دانت کے نیچے اُنگلی دبائی کہ ہرگز تعویذ نہ دیجیے گا
مقناطیس نے جو کنیز کو سر ہلاتے ہوے دیکھا کہا کیون سوسن تجھکو گوارا ہی کہ درد
سے ہمارا دم نکلجاے درد کی ترقی ہی اور تو تعویذ کو منع کرتی ہی اُسنے ہاتھ جوڑکر
عرض کی حضور مین تو نہین منع کرتی شہریار کو اختیار ہی اپنی نیکی بدی تصور کرلین اپنے
اور پرائے کو سمجھ لین مقناطیس جادو نے جھلا کے کہا تجھے نیک و بد سے کیا کام
ہی جو ہم کہین اُسکی پیروی کر ہر چند کہ انکا حُسن عابد کش زاہد فریب ہی لیکن کل اہل طلسم
کی ہلاکت کا باعث ہین زرکوہ مقناطیس جنگ ہو رہی ہی تجھے اسکی خبر نہین مین
صحت پاؤن تو سیاہ روے گیسو دراز کے قتل کی کوئی تدبیر کرون یہ سیاہ روے گیسو دراز

نفس ناطقہ ہفت پیکر ہی مگر میں بھی بے نظیر ہی جب تو اسکو ہفت پیکر نے بھیجا ہی
سوسن نے ہنسکر کہا کہ حضور کو اختیار رہے ہماری عرض و معروض بیکار ہی باتین تو سوسن
مقناطیس جادو سے کرتی ہو مگر بادشاہ سے آنکھین ملا کر سر ہلا دیتی ہی جب تو جھلا کر
مقناطیس جادو نے کہا اری سوسن ہماری صحبت سے اُٹھ جاؤ زیادہ باتین نہ بناؤ سوسن
اُٹھی بادشاہ نے کہا مقناطیس سوسن بیٹھا ہی جسقدر تم اُسکو برا سمجھی ہو وہ بات اسمین
نہین ہی بادشاہ نے سوسن کا ہاتھ پکڑ لیا کہا سوسن بیٹھو صاف صاف کہو کہ یہ کیا معرکہ ہی
سوسن نے کہا ای شہریار خواہ بی بی کنیز کو قتل کرین خواہ بخشین یہ تیسیر اسحر سیاہ روے
گیسو دراز نے کیا ہی اُسی کا یہ ظہور ہی آیندہ آپکو اختیار ہی بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا مقناطیس
جادو نے چاہا تڑپ کر نکل جاؤن اپنی جان بچاؤن بادشاہ کا ہاتھ چوٹی پر پڑ گیا چوٹی تھام کر
کلیجہ ٹھیر کا کر لیا ایک طمانچہ مارا کہ مقناطیس نقلی کا سر اڑ گیا سوسن نے کہا ای شہریار سبحان اللہ
یہی چاہیے تھا یہ حضور ساحرہ بھیجی ہوئی سیاہ روے گیسو دراز کی تھی کل کال اسکا نام
تھا تعویذ لینے کا حکم دیا تھا جب آپ نے تعویذ دینے کا ارادہ کیا مجکو نہایت قلق ہوا آخر
نہ رہا گیا صاف صاف مین کہ بیٹھی دل کو صبر نہ آیا آپ کے خدا نے آپکو بچا مارنے سے
کل کال کے اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من کل کال جادو بود بادشاہ اسلام نے
سوسن کو ساتھ لیا باغ اسی طرح قائم رہا اور کنیزین بھاگ گئین سیاہ رو کے سامنے
جا کر پہونچین بیان کیا واری کل کال کو سوسن نے قتل کرایا سیاہ روے گیسو دراز نے
حکم دیا مقناطیس کو تو قتل کرو ایک داغ تو کلیجے پر بادشاہ کے پہونچے چند کنیزون نے
ہاتھ پکڑ کر مقناطیس جادو کا کھینچا مقناطیس حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی ہی
بیقرار ہو کر پکار اُٹھی ای رب دو جہان چارہ ساز بیچارگان مین نے تیرا مذہب بدل و جان
اختیار کیا ہی اب تو ہی اس بلا سے مجھ گنہگار کو بچائیگا یہ ظالم میرے قتل پر آمادہ ہے
اسکے ہاتھ سے مجکو نجات دے شیطان رہزن دین و ایمان ہونے پائے نظم

اگر تو مرد نکوکاری و نکو اندیش	ز شاہ راہ ہدایت قدم مکش بیش بیش
چرا بہ عیب دگر میکنی نگاہ کسے	بہ چشم غور نہ بیند چرا بجالت خویش

بہ پیش بندۂ وحدت پرست یکسان ست ٭ بہائے کسوت شاہی و خرقۂ درویش
کند زمانہ پرستش خدائے واحد را ٭ بہر طریق و بہر ملت و بہر یک کیش
خدا بہ وقت مصیبت کند مددگاری ٭ نہ اقربا نہ عزیزان نہ رشتہ دار نہ خویش
بہ فکر عاقبت کار باش ای ہندی ٭ اگر تو صاحب عقلی و مرد دور اندیش

مقناطیس جادو تو دعائیں مانگ رہی ہے کنیزیں منتظر ہیں کہ سیاہ روئے گیسو دراز حکم دیں تو سر کاٹ لیں کہ پہلوئے میدان جنگ سے نعرۂ بادشاہ اسلام کی آواز آئی ہوشیار ای کافران سحر ادا ای نابکاران بے وفا آگاہ ہو۔ نعرۂ بادشاہ اسلام۔ منم شاہ شاہان فریدون حشم ٭ بہار گلستان کاؤس و جم ٭ نعرہ کرکے ایک تیر مارا کہ تینوں کنیزیں جو قتل پر مقناطیس کے آمادہ تھیں تینوں کے سینے کو توڑ کر نکل گیا اُن تینوں کا مرنا کہ سیاہ روئے گیسو دراز اژدر سے کود پڑی سامنے کو وہ مقناطیس کے آواز دی یا خداوند کیا میری موت کی تقدیر کر چکے میں نے کیسے کیسے سخت سحر بادشاہ پر کیے مگر بادشاہ کا تحفہ اُنکے قبضے سے نہ نکلا یہ آخر سحر ایسا تھا کہ مجھے یقین کامل تھا بادشاہ اس سحر میں پھنس جائینگے یہاں کسنے مدد کی اور کسنے آگاہ کیا مقناطیس جادو کیونکر قتل ہو آواز آئی ای بندی خاص الخاص اب قدرت مجبور ہے ہیں ہر ایک سحر میں تیرا ساتھ دیا سحر کو پختہ کیا ابکی مرتبہ نیا معرکہ گذرا کہ سوسن نامے کنیز جمال بادشاہ پر عاشق ہوئی دیکھو ساتھ لڑ رہی ہے اُسی نے بادشاہ کو آگاہ کیا صاف صاف کہدیا کہ خبردار تعویذ بازو سے کھول کر نہ دینا آخر بادشاہ ہوشیار ہوئے اُسکا ہوشیار ہونا ستم تھا مگر ای سیاہ روئے گیسو دراز سوسن کو سزائے معقول دینا ہر چند کہ تیرا پیمانۂ عمر لبریز ہوا قدرت کی خدائی سست ہوتی ہے بڑا خیال ہے کہ تیرے بعد کارخانۂ خدائی کو کون روکے گا مگر قدرت تجکو پھر زندہ کرینگے خاتمہ طلسم کشا کا تیرے ہاتھ سے تجویز کیا ہے دیکھ سامری و جمشید نے کیسی خدائی کی مگر بعد مرنے کے کسی کو اُنھوں نے زندہ نہ کیا ہوگا مگر یہ کرامت دکھائینگے کہ تجکو دوبارا جلائینگے مقابلہ بادشاہ اسلام سے منھ نہ پھیر جا پڑ اگر تیرا داؤ ایسا چل گیا تو تو نے مار لیا اور جو اُنکی تلوار چل گئی تو نہیں معلوم تیرے اوپر کیا گذرے گی سیاہ روئے گیسو دراز یہ آواز سنکر مثل شعلۂ جوالہ بھڑک کے پہلے تو اژدر کو اشارہ کیا اژدر

منھ سے آگ چھوڑتا ہوا بادشاہ کے قریب پہونچا بادشاہ بھی گھوڑے سے اُترے جیسے ہی اژدر نے چاہا کہ بادشاہ کو اپنے منھ مین لون بادشاہ نے بہ قوت صاحبقرانی کلے اژدر کے پکڑ کر جھٹکا مارا کہ تا بہ شکم چیر ڈالا دوسرے جھٹکے مین دُم تک چیر کر پھینک دیا اب سیاہ رو نے بال نوچکر طرف بادشاہ اسلام کے پھینکے شاہ نے تعویذ کا عکس دکھایا ماران سیاہ جلکر گرنے لگے اب تو سیاہ رو گھبرائی چاہا سامنے سے بادشاہ کے نکل جاؤن زمین مین اپنے کو گرایا غلطاک مار کر ایک زاغ سیاہ بنکے تیار ہوئی بازوون کو پکڑ دیکر بلند ہوئی آواز دی اے میرے خداوند اگرچہ آپ نے دوبارہ پیدا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور اقرار کیا ہے مگر دل میرا دھڑک رہا ہے دنیا کے چھوڑنے کو دل نہین چاہتا ہے جو آیا دام مین بعنسا طائران صحرا اپنے اپنے رنگ مین شیران دشت اپنے اپنے ڈھنگ مین باغ کو دیکھو کیا رنگ ہے پھول ہنستے ہین اور عندلیبان خوشنوا کی بیقراری پہ آوازے کستے ہین طفلان غنچہ زبان نہین کھولتے طائر بر سر نخل نہین بولتے موسم بہار مین کیا رنگ ہے جب آمد خزان ہوگی تو کیا ڈھنگ ہوگا ہوائے گرم کا چلنا نخلہائے سرسبز و شاداب کا جلنا عندلیبان خوش لہجہ کے دلپر عجیب صدمہ گذرتا ہے سرو گلزار ہرچند کہ مشہور آزاد ہے مگر اصل مین جو بنگاہ غور دیکھو تو پابند ہے ہر وقت و ہر ساعت دردمند ہے آخر مین سلطان خزان تخت بدعت پر بیٹھکر دست ظلم دراز کرتا ہے پھولون کو گرایا غنچون کو پامال کیا آخر باغ کا یہ حال کیا کہ ساری رعنائی زیبائی کو پامال کیا یا خداوند رنگ دنیا دیکھکر دل نہین چاہتا کہ دنیا کو چھوڑیے یا رشتۂ الفت کو توڑیے یہ کہتی ہوئی پھر بروے زمین آئی قریب بادشاہ اسلام کے آکر خوب خاک اُڑائی کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی اور تلوارین برسنے لگین صحرا سے شیر پیدا ہوے وہ بھی خاک اُڑاتے تھے آخرکار بعد ان آفتون کے سیاہ روے گیسو دراز نے اپنے کو پھر ظاہر کیا تلوار کھینچے ہوے سر پر بادشاہ کے پہونچی ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ اسلام نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ کو نکال کر شاہ نے نقش کو بھی چمکایا اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا سیاہ روے گیسو دراز نے بالون کا گٹھا مثل سپر کے سر کی پناہ کیا تیغۂ قمقام دست زبردست بادشاہ اسلام سے جو سر پر اُس خود سر کے پڑا تو بہ برکت تعویذ وہ بال وبال جان ہوے تلوار آبدار سر کو دوپارہ کرتی ہوئی تا بہ جگر

جگر سے تا بہ کمر اُتری بنائے حیات کو گرا دیا سیاہ رو کے دو ٹکڑے ہوئے لاشہ اُس مکارہ کا زمین پر گرا خون کے قطرے جو اُڑے آسمان سے خون برسنے لگا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من سیاہ روے گیسو دراز بود مرنا سیاہ رو کا مقناطیس نے رہائی پائی ایرج و نورالدہر جو دیوانہ وار زنجیرین ہلا رہے تھے اشعار عاشقانہ پڑھ رہے تھے دونون جوان تھرا کر زمین پر گرے ایڑیان رگڑنے لگے تھوڑی دیر کے بعد ہوشیار ہوئے عیار انکے برابر پہونچے عیارون سے دریافت کرنے لگے ہم کس حال مین ہین عیارون نے بیان کیا آپ قصر عشرت مین قید تھے سیاہ روے گیسو دراز کے سحر مین مبتلا رہے اب سیاہ روے گیسو دراز کو سعد شہریار نے قتل کیا آپ رہا ہوئے دونون شیر نعرے کرتے ہوئے اُٹھے دو سواران جرار کو قتل کیا تلوارین چھین لین اُنھین کے مرکبون پر سوار ہوئے اپنے نام کے نعرے کرکے لڑنے لگے بادشاہ اسلام نے جب ایرج و نورالدہر کو لڑتے ہوئے دیکھا سمجھے کہ اسی ساحرہ کے سحر مین تھے اسکے قتل ہونے سے رہائی پائی اطمینان ہوا ہوا ایسے زور سے چلتی تھی کہ بیان سے باہر ہی تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ مقام کوہ مقناطیس نہین ہے جس مقام پر لشکر فروکش تھا اور بارگاہین خیمے استادہ تھے اُس مقام پر اپنے کو پایا جو سردار یہان تھے وہ برائے استقبال شہریار حاضر ہوئے مقناطیس جادو و مشکبار جادو نے عرض کی اے شہریار تردد نہ فرمایئے اور تو کچھ اُس سے نہ ہو سکا لیکن کوہ مقناطیس سے اُسنے ہٹا دیا ہوائے تند چل رہی ہی اُسی کا یہ باعث ہو گر بہ برکت نقش معظم حضور اپنے مقام پر پہونچے اُسنے تو قصد یہ کیا ہوگا کہ ایسے مقام پر پھینکے کہ جہان سانس کا لینا دشوار ہو مگر کچھ زور اُسکا نہ چلا حضور اپنے مطلب پر کامیاب ہوئے ایرج و نورالدہر کہان ہین اگر وہ شیر ساتھ ہین تو بیشک یہ فعل اُسی کا تھا ابھی یہ ذکر ہو رہا تھا کہ دیکھا سامنے سے ایرج و نورالدہر تیغہ ہاے برہنہ ہاتھ مین دریاے خون مین نہائے ہوئے چلے آتے ہین قدمون کو بادشاہ اسلام کے آگے بوسہ دیا عرض کی غلامون نے ایکی مرتبہ قید مین بڑی تکلیف اُٹھائی ہر روز اُمید قتل تھی چونکہ زندگی باقی تھی خدا نے آپکو پہونچایا بادشاہ دونون جوانون کو لیکر بارگاہ مین آئے ایرج و نورالدہر کے آنے کی بڑی خوشی ہوئی بارگاہ کو آراستہ کیا ساقیان سیمین ساق

ومطربان خوش آواز جام وسبو لیکر حاضر ہوے ایک نازنین نہایت حسین سامنے بادشاہ کے آئی اور بصد سوز وگداز یہ اشعار عبرت آثار سامنے شہریار کے گاتے شروع کیے - اشعار

غیر ہی حسرت گلزار مین حال بلبل
موسم گل مین اُکھیڑے پر وبالِ بلبل
باغ تاراج ہوا لوٹ گئی باد خزان
سرو دیکھا تو تصور مجھے قمری کا رہا
مین چلا جاؤن تو گل توڑ یو تو ای گلچین
فصل گل آئی ہی کیا پھولی ہوئی بیٹھی ہی
مرگئی فرقت گلزار مین نالے کر کے
گل ہین مصروف عزا داریون مین پھول ہین آج
بعد مردن ہوئی مدفون شجر گل کے تلے
کچھ خبر ہی تجھے صیاد ستمگر کہ نہین
عشق کیا چیز ہی معشوق کسے کہتے ہین نہ

دیکھون کن آنکھون سے صیاد ملال بلبل
جان صیاد پہ پڑ جاے وبال بلبل
آگئے آگئے ایام زوال بلبل
گل کو دیکھا تو بندھا مجھکو خیال بلبل
مجھسے دیکھا نہین جائیگا ملال بلبل
دیکھنا دیدۂ حباہ و جلال بلبل
اب رہا حشر پہ موقوف وصال بلبل
ہوگیا سنتے ہین گلشن مین وصال بلبل
کسکو معلوم تھا یہ ہوگا مآل بلبل
جھڑ گئے کنج قفس مین پر و بال بلبل
نہ تصور مجھے گل کا نہ خیال بلبل

رات بھر ہنگامۂ عیش ونشاط گرم رہا عین گرمی صحبت مین بادشاہ نے فرمایا مجھے ہمیشہ سے شاہزادہ بدیع الزمان سے محبت ہی جنگ سنجان مین مین نے کہلا بھیجا تھا کہ چچا جان اگر آپکی خوشی ہو تو مین آپکے ساتھ کشتی کرون مگر اُنھون نے قبول نہ فرمایا مین نے جبدن سے سُنا تھا کہ نورالدہر قید ہوگئے دل کو بہی بیقراری تھی کہ مین عم نامدار کو کیا منھ دکھاؤنگا شکر کرتا ہون پروردگار عالم کا کہ شاہزادہ نورالدہر نے میرے ہاتھ سے رہائی پائی اب مین انکو خدمت مین عم نامدار کی روانہ کرونگا کیسی خوشی ہوگی جب کہ عم نامدار انکو پائینگے فرمائینگے کہ بادشاہ نے اپنے ہوادار کو رہا کیا یہ باتین جو بادشاہ اسلام نے اپنے سردارون سے کہین نورالدہر نے گرمی صحبت مین کھنکار کر طرف ایرج کے دیکھا اپنے عیار سے فرمایا کہ دست راست والون کی لیاقت دیکھی جو لوگ ہوادار بادشاہ ہین ہم اُس صف کے بیٹھنے والے ہین ایرج نے یہ سنکر بڑا قلق کیا شاپور سے کہا کہ ای شاپور تو نے سُنا

کہ بادشاہ نے سر دربار کہا میں اس محفل میں رہنا اچھا نہیں سمجھتا شاپور شیر دل نے
عرض کی غلام کی بھی یہی رائے ہو کہ یہان رہنا بہتر نہیں ایرج نوجوان نے اشارہ کیا مرکب
ہمارا تیار کرو ہم نکل چلیں شاپور نے گھوڑا تیار کیا ایرج نگاہ بادشاہ کی بچاکر بارگاہ سے
نکلے پشت مرکب پر سوار ہوے صرصر عیار کو ہمراہ لیکر نکل گئے بوقت سحر جو بادشاہ بارگاہ میں
آئے پوچھا کہ ایرج کہان ہیں نورالدہر نے کہا کچھ رات باقی تھی تب وہ بارگاہ سے اٹھ گئے
نہیں معلوم کہان گئے بادشاہ نے فیروزہ کو روانہ کیا وہ دریافت کرکے آیا عرض کی حضور نے
شب کو کچھ باتیں کی تھیں وہ انکو ناگوار گذریں اس وجہ سے نکل گئے بادشاہ نے نورالدہر
سے فرمایا ای فرزند ہم تمکو خدمت میں تمھارے والد کی روانہ کرینگے ایسا نہو تمکو ایرج کے
جانے کا خیال ہو نورالدہر نے ظاہر میں بہت سا کچھ عذر کیا لیکن دل میں یہ خیال ہو کہ تاجرزادہ
انتہا کا جھلا ہو ایسا نہو کوئی کام کرے تو ضرور بارگاہ میں داداجان کی بل کریگا اور کہے گا کہ ہم
بچہ لکوؤن میں نہیں ہیں الاگ شمشیر زنی کرتے ہیں اُسوقت حجاب ہوگا یہ کہکے شبرنگ سے
پوچھا کہ ای بارو فادار کیا صلاح ہو اُسنے عرض کی حضور چلکر دربندون پر قبضہ کریں خالی بیٹھے رہنے
سے کیا فائدہ ہو اگر یہان رہیے گا اور کوئی کام بھی ہوگا تو نام بادشاہ کا مشہور ہوگا آپکا کون
نام لیگا دوسرے روز نورالدہر بن بدیع الزمان بھی اسپ پر یوش پر سوار ہوے اور طرف
صحرا کے روانہ ہوے اول حال ایرج نوجوان کا تحریر ہوتا ہو کہ ایک صحرا میں سایۂ نخل میں
کھڑے تھے کہ ایک آہو تیر خوردہ سامنے سے آیا کہ پیچھے پر تیر لگا ہوا ہو لنگڑاتا ہوا سامنے
آیا ایرج نے تیر مارا آہو گرا ایرج نے اُسکو بہ قربانی بیونچایا تیر نکال کر رومال سے اُسکا خون
پونچھ رہے ہیں کہ تام پڑھون ناگاہ کڑاکے کی سم مرکب کے آواز بلند ہوئی دیکھا کہ ایک
نقابدار گلگون پوش چہار جانب دیکھتا ہوا آتا ہو اپنا شکار جو پڑا ہوا دیکھا جھلا کر آواز دی
او اجل گرفتہ تو کون ہو جو ہمارے شکار کو شکار کیا کچھ تجکو خوف نہ آیا یہ کہکے نیمچہ کھینچکر ایرج کو
مارا ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ہاتھ میں نرمی جسم میں گرمی تلوار چھین کر کمر میں ہاتھ ڈال دیا
بلکہ دیکر اُٹھا یا جیسے ہی سر سے بلند کیا بند نقاب چہرے سے اُٹھ گیا دیکھا ایک آفتاب آسمان
حسن و جمال آنکھیں رشک دیدۂ غزال ابرو ہلال عارض ماہ آسمان کمال نہایت حسین و جمیل ہو

ایرج کی نگاہ جو چہرۂ زیبا پر پڑی رعب حسن سے قلب تھرّایا پیشانی پر پسینہ آیا چرخ کھا کر زمین
پر گرے اُس نازنین نے بھی اب بنگاہ غور جمال باکمال ایرج نوجوان کو دیکھا کہ ایک
شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت ہی فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اُٹھا کر زانو پر رکھ لیا گرد و غبار
چہرے سے پاک کیا یہ بھی قصد ہوتا ہو کہ عارض پر عارض رکھدون مگر حجاب مانع ہوا اتفاقاً
ایرج نوجوان کے واسطے جو شاپور شیر دل پانی کے لینے کو گیا تھا چھاگل مین پانی لیکر پلٹا
دور سے اسنے دیکھا کہ ایرج تو زمین پر پڑے ہین ایک نازنین ماہ جبین و تمکین آفتاب عالمتاب
حسن مین لاجواب سر زانو پر رکھے بیٹھی ہی جھپٹ کے چلا نازنین نے جو عیار کو ادھر آتے دیکھا
وہ نازنین گھبرا کر اُٹھی دل نہ چاہتا تھا جی بیٹھا جاتا تھا لیکن دوڑ کر مرکب پر سوار ہوئی صحرا کی طرف
روانہ ہوگئی شاپور نے آکے تلوے سہلائے چہرے پر پانی چھڑکا ایرج جو اُٹھے چہار جانب
حیران حیران دیکھنے لگے اور بے اختیار آہ کی اور فرمایا ای بھائی کیا پوچھتے ہو کیا حال دل
بیان کرین کیونکر خاموش رہین ہمارے دل کی تو عجب کیفیت ہو ــ نظم

کوچے سے تیرے عاشق شوریدہ سر گئے ــ سب اپنے دم کے ساتھ لیے شور و شر گئے
مانند برق چشم زدن مین گذر گئے ــ یہ بھی نہ سمجھے ہم کدھر آئے کدھر گئے
ثابت ہوا جو کشتۂ چشم سیاہ یار ــ آہو مرے مزار کے سبزے کو چر گئے
رو کر کہا جو مین نے کہ مرتا تھا میری جان ــ ہنسکر دیا جواب کہ پھر کیون نہ مر گئے
احوال کس سے پوچھیے یاران فتنہ کا ــ وہ بھی نہ پھر کے آئے جو لینے خبر گئے
کوٹھے پہ جب چمک کے وہ زہرہ جبین چڑھا ــ شمس و قمر نظر سے ہماری اُتر گئے
سمجھین گے اُسکو ابر کرم سب گناہگار ــ ہم حشر مین جو لیکے یہ دامان تر گئے
آیا نہ آجتک کوئی لیکر جواب یار ــ قاصد گئے سفیر گئے نامہ بر گئے
ہم آفتاب بام ہین یا ہین چراغ صبح ــ کیا اعتبار شام گئے یا سحر گئے
پھولے پھلے نہ آکے گلستان دہر مین ــ ہم وہ شجر ہین باغ سے جو بے ثمر گئے
ابتک وہ ایک ایک سے کرتے ہین تذکرہ ــ ہر چند ترک عشق کو برسون گذر گئے
واللہ ر نار سے یہ توقع نہ تھی مجھے ــ کیا کیا کہا نہ کرتے تھے پر کچھ نہ کر گئے

یہ قول تھا کہ تجھ سے جدائی ہوئی اگر کہتے ہین رندرات کو کچھ کھا کے مر گئے		ای جان مر ہی جائینگے تو اب نہ مر گئے عاجز تھے اپنی جان سے آخر گذر گئے

شاپور نے کہا ای شہر یار غلام نے اُس نازنین کو دیکھا مجھی کو وہ آتے دیکھکر اُٹھکے چلی گئی
ایرج نے کہا ای یار وفادار ہمکو وہانتک پہونچا دو یا تو تلاش مین جاؤ ہم اسی مقام پر بیٹھے
ہین شاپور نے کہا مین جاتا ہون یہ کہکے اُسی جانب جدھر کہ وہ نازنین گھوڑے پر سوار ہو کے
چلی گئی تھی روانہ ہوگیا ایرج تن تنہا زیر نخل بیٹھے ہین آہو کو صاف کیا اُسکے کباب لگا
کہ صحرا سے ایک فقیر پیدا ہوا اُسنے قریب آکے دریافت کیا آپ ایسا جلیل اس صحراے
لق و دق مین تنہا اسکا سبب کیا ہی نام نامی سے آگاہ فرمائیے ایرج چونکہ بہوت ہو رہے
تھے صاف صاف فرمایا کہ ایرج بن قاسم بن رستم بن صاحبقران زمان براے بربادی
طلسم ہفت پیکر نکلے ہین عیار ہمارا شاپور شیر دل ایک کام کو گیا ہی ہم کباب لگا رہے ہین
آگ سلگا رہے ہین اُس فقیر نے کہا لائیے آگ مین سُلگا دون اور کباب بھی درست
کر دون ایرج نے ہاتھ روکا اُس درویش نے جھٹ پٹ آگ سلگائی کباب طریقے
سے لگائے نمک اپنے پاس سے ڈالا تھوڑے عرصے مین کباب تیار ہوے ایرج چونکہ
بھوکے ہو رہے تھے کباب جو کھائے سر گردش کرنے لگا فرمایا ارے تونے ان کبابون
مین کیا ملا دیا کہ سر گردش کرتا ہی تاثیر بیہوشی کی معلوم ہوتی ہی اُسنے پکار کے کہا مَین
نسیم تیز رو عیار مبہوت تیغ زن تم لوگون کی تلاش مین ہی ایرج جھلا کے اپنے مقام سے
اُٹھے بیہوشی تاثیر کر چلی تھی لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوے نسیم تیز رو نے ایرج کا پشتارہ
باندھا طرف قلعہ سُرخ پوشان کے بھاگا مبہوت تیغ زن سُرخ پوش کہ اکثر نامے
اسکے پاس ہفت پیکر کے آئے مضمون جنکا یہ تھا کہ فرزندان حمزہ صاحبقران مین سے
جسکو پاؤ یا قتل کر دو یا بدولت کے پاس روانہ کر دو یہ بیٹھا ہوا ہی کہ آواز زنگ بلند ہوئی دیکھا
نسیم تیز رو عیار ایک مرکب کوتل ساتھ لیے ہوے پشتارہ بدوش آکر پہونچا پشتارہ
سامنے لاکے ڈال دیا کہا ای پہلوان دوران یہ نبیرۂ صاحبقران زمان ہی آپ کی سرحد مین
کباب لگا رہا تھا مین گرفتار کر لایا مبہوت نے کہا اسکو ہوشیار کر اسنے عرض کی یہ شیر بیشۂ

جرأت ہین مین مکر سے گرفتار کر کے لایا ہون ہوشیار ہوتے ہی یہ قیامت برپا کردیگا آہنگرون کو بلائیے مسلسل و مطوق کرا کے ہوشیار کرائیے اسی وقت آہنگر آئے ایرج کو مسلسل کیا لیکن اب شہر مین ہلڑ ہوا کہ نبیرۂ صاحبقران کو صحرا سے نسیم عیار گرفتار کر کے لایا ہو اب اُسکا دربار سمجھا جاتا ہو ماہ پیکر آفتاب جمال جو راہ مین ایرج پر عاشق ہوئی اسی مبہوت کی بیٹی ہو جسوقت سے ایرج پر عاشق ہو کے آئی ہو اور باغ مین اپنے پہونچی سر نگون بیٹھی ہو خواصین جو پوچھتی ہین کہ آج حضور کا مزاج کیسا ہی کیا سبب ہو کہ حضور کو پریشان پاتے ہین ملکہ کچھ جواب نہین دیتین لیکن سوچ رہی ہین کہ مین کیون چلی آئی دیکھیے ہوشیار ہونے پر وہ جوان کیسی باتین کرتا ہو ایسی ایسی باتون کی سوچ مین ملکہ بیٹھی تھین کہ ایک خواص نے آکے خبر دی کہ حضور لونڈی ابھی برائے کار ضروری طرف دربار شاہی کے گئی تھی کہ نسیم سبک رو عیار نبیرۂ صاحبقران کو گرفتار کر کے لایا ایک نئی بات یہ ہو کہ تین آنکھون کا گھوڑا اُس شہریار کا ہو نہایت حسین جمیل اب ہمارے شاہ نے اُسکو مسلسل کیا ہو دربار سمجھا چاہتے ہین یہ سُنکر ملکہ گھبرائین دل سے کہتی ہین یہ تو بالکل اُسی جوان کا پتہ ہو مین تو جا کے ذرا کوٹھے سے دیکھون یہ سوچکر اُٹھین کوٹھون کوٹھون ملکہ چلین جھروکون سے آکر دیکھا ایرج نوجوان مسلسل و مطوق ہین عیار نے بڑھکر ہوشیار کیا ہو ایرج نے جو ہاتھ اُٹھائے خانۂ زنجیر مین غل ہوا سمجھے کہ ہم قید ہو گئے بل کر کے اُٹھے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی وزرا امرا بگڑنے لگے کہ او تاجدار یہ جوان نام خدا ے نادیدہ کا لیتا ہو مبہوت نے کہا اپنے مذہب کی تعریف کرتا ہو انھین لوگون نے اس مذہب کو رواج دیا ہو اب یہ قتل ہوگا جسطرح چاہے کلام کرے پکار کر آواز دی او ایرج نوجوان دیکھو خداوند نے کیا تقدیر کی کہ ہمارے ہاتھ سے تمھین گرفتار کرایا اب بدون قتل نہ بچوگے اگر خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کرو تو نجات ملے ایرج نے جھلا کر جواب دیا کہ ہم ہفت پیکر پر لعنت کرتے ہین اسکی مکاری ہمپر کھل گئی جن پہاڑون پر وہ خود رہتا ہو اُسی مقام پر شمشیر زنی کی بڑے بڑے سحر کیے کچھ نہ ہو سکا اتنا کیا کہ آندھی چلی بادشاہ اپنے مقام پر آ گئے اگر کچھ حقیقت اصلی لعنا بتلا

تو شاہ کو نجات نہ ملتی ایک پہاڑ کو صاحبقران زمان نے فتح کیا ایک پہاڑ طلسم کشائی نے
فتح کیا کوہ سقنا طلیس جو برباد ہوا وہان بادشاہ اسلام پہونچے سیاہ روے گیسو دراز کو
کس زور و شور سے مارا بڑی ساحرہ مکارہ تھی مگر کچھ اُسکا زور نہ چلا بس اتنا کیا کہ بادشاہ
کو وہان سے ہٹا دیا اب جو تجھ سے ہوسکے وہ قصور نہ کر بہبوت نے یہ سُنکر حکم دیا اس جوان
کو ابھی قتل کرو ملکہ نے جو کوٹھے سے یہ سب معاملہ دیکھا کہ جلاد تیغہاے برہنہ لیکر سر پر
ایرج کے آئے حکم پوچھنے لگے ملکہ زار زار مثل ابر بہار رونے لگین خواصون سے فرماتی ہین
کون بابا جان کو جاکر سمجھائے کہ اس جوان کو قتل نہ کرو قید کرو تو بہتر ہی یہان جب جلاد نے
گردن پر ایرج کی کوئلے کا خط کھینچا بیقرار ہوکر ایرج نے طرف آسمان کے دیکھا پکار اُٹھے
کہ اے مالک حقیقی و اے رب تحقیقی اِن ظالمون کے ہاتھ سے بچا لے اپنے بندۂ حقیر کو نجات
دے تیری قدرت سے دنیا آباد ہی ہر غمگین شاد ہی

نظم

خدا خالق و رازق مار و مور	خدا مطلع جلوۂ نار و نور
خدا باطن ست و خدا ظاہر ست	خدا در حجاب و خدا در حضور
خدا جلوہ بخشندہ ز ہر آئنہ	ز ہر پردہ حق مینماید ظہور
منور چو خور نور ذاتِ خداست	بہر جن و انسان و وحش و طیور
ز گرداب آفت بہ ساحل رسد	گر از بحر وحدت کند کس عبور
خدا ہست مانند دل در بغل	عبث میرود بندہ نزدیک دور
گہے شکل موسے نمایان شود	گہے بر تو جلوۂ کوہ طور
گہے صورتِ شب گہے شکل روز	گہے شکل سایہ گہے شکل نور
ہر آنکس کہ چشم خدا بین کشاد	نظر آیدش جلوۂ حق ضرور
ز ہر پردہ تابندہ نور خداست	ز ہر چہرہ روشن ظہور خداست

ایرج نوجوان دعائین مانگ رہے ہین ملکہ کوٹھے پر بیقرار فرماتی ہین اگر جلاد نے اس
جوان کے ہاتھ مارا تو مین کوٹھے سے اپنے کو گرا دونگی ضرور جان دیدونگی وہ حکم بادشاہ
دے چکے قصد ہوا اب تیسرا حکم دون کہ ایک وزیر جو مزاج مین بادشاہ کے دخل رکھتا تھا

اپنے مقام سے اُٹھا سامنے تاجدار کے دست بستہ آیا عرض کی ای شہنشاہ کچھ عرض کرنا چاہتا ہون امیدوار ہون قبول فرمائیے یہ جوان نبیرۂ صاحبقران زمان ہی اسکو اس طور سے خفیہ قتل کرنے مین حضور کا نام نہوگا بہت بہتر ہوگا کہ آج دن بھر تمام ملک مین اشتہار جیا ہوا ہون ساری خلقت کو خبر ہو کل اسکو قتل کیجیے تمام خلقت دیکھے کہ نبیرۂ صاحبقران قتل ہوا اور قدرت کو ایک عرضی لکھیے کہ مین نے نبیرۂ حمزہ کو قتل کیا آپکے ملک پر جو کوئی قصد کرے اُسکو آکر خراج گزار رکھین اسوقت قید کرنا ہی بہتر ہے بادشاہ کو یہ بات بہت پسند آئی کہا ای وزیر اعظم ای دستور معظم جو تمنے کہا وہ مابدولت کو بہت پسند ہوا آج اسکو قید کرو ایک پہلوان ہو کلکال نیش زن اُسکے نام حکم ہوا کہ اس جوان کو لیجا کر قید کرو کلکال نے سر زنجیر کو تھام لیا قلعے مین ایک مقام ہی وہان لاکے ایرج کو بند کیا آپ بطور پہرے کے بیٹھا ملکہ نے جب دیکھا کہ ایرج کی قید کا حکم ہوا اور کلکال نیش زن لے گیا روتی ہوئی محل مین آئین اُسی وقت حکم دیا کہ سواری تیار کرو ہم باغ جائینگے سواری تیار ہوئی خواصین سمجھاتی ہین کہ واری کل سے حضور نے کھانا بھی نہین کھایا ہی ملکہ رو کر جواب دیتی ہین کہ صاحبو تم میرے دل کے حالات کو کیا جانو میرے دل کی عجب کیفیت ہی کیا حال بیان کرون یہ حرام زادہ نسیم تیز رو کیونکر وہانتک پہونچا جا کر گرفتار کر لایا کیا مکر کیا کیا اُنکو دم دیا اُنکا عیار اُنکے ساتھ تھا مین کس منھ سے اپنے درد دل کا حال بیان کرون نظم

فصل گل مین کب اُٹھا مجھ سے ستم صیاد کا
تو گرفتاری مین جبتک رہے یاد گلشن کی رہی
خاک کے پتلے کو حورین خلد مین کرتی ہین یاد
کھینچکر ذوق اسیری دام تک لیجائیگا
یکسان عشق پر جور و ستم اچھا نہین
ضبط کرتے کرتے مرغان قفس تنگ آگئے
سب سے بیگانہ ہوا ہی دل آشنائی اُس سے کر

توڑ ڈالونگا اگر ہوگا قفس فولاد کا
اب قفس سے چھوٹ کے یاد آئیگا گھر صیاد کا
قاف مین کرتی ہین پریان ذکر آدم زاد کا
آب و دانہ ہی جو قسمت مین مری صیاد کا
صبر پڑ جائیگا او ظالم کسی ناشاد کا
اب رہائی انکی ہو یا حکم ہو فریاد کا
بھول جا سبکو ارادہ ہی جو اُسکی یاد کا

اسقدر بالا بلندون سے ہو اب مجکو گریز
آشیان میرا جلا کر وہ بھی ایذا پائیگا
سر کا کٹنا کیسا اک خط بھی نہ گردن پر پڑا
جوہر حسن آئنہ رویون یہ کھلتے کس طرح
رنند شکوہ کیجیے کسکا بقول اُستاد کے

بجکے چلتا ہون جہان سایہ پڑے شمشاد کا
پھونک دیگی آتش گل جھونپڑا صیاد کا
سخت جانی سے مری جی چھپٹ گیا جلاد کا
گر سکندر سے نہ بنتا آئنہ فولاد کا
آب و دانے نے دکھایا گھر مجھے صیاد کا

خواصین حیران ہین کہ ہماری مالک کو کیا ہو گیا کیسی دیوانہ وار باتین کرتی ہین باغ مین آکر اترین ہر چند کہ باغ سرسبز و شاداب ہو مگر دل جب ویران ہو تو رعنائی زیبائی کیا معلوم ہو پھول مثل خار دل مین کھٹکنے لگے بارہ دری مین آکے بیٹھین مگر نہایت حیران کہ اے ماہ پیکر چار پہر رات آنکھون مین کٹ جائیگی صبح کو پھر وہی سامنا کل تو وزیر نے بچا لیا ایک رات کی مہلت ملی اب فرصت نہ ملیگی کچھ تدبیر کرنا چاہیے یہ سوچکر کہا صبا جو دختر نسیم کو بلا لاؤ مین اُس سے حال دل کہون شاید اُس جلاد کو رحم آئے اُسنے ستم کیا یہ ذکر تھا کہ نسیم کا بیٹیا صبا اسے سبک پا خبر کو ملکہ کی آیا دیکھا صحبت مین عجب رنگ ہو ملکہ خاموش بیٹھی ہین صحبت پریشان ہو ملکہ کے ساتھ پرورش پائی ہو قدمون سے لپٹ گیا عرض کی حضور کو عجب حال مین پاتا ہون مزاج مبارک کیسا ہو آپکا چہرہ بے نظیر دیکھکر دل گھبراتا ہو کلیجہ منھ کو آتا ہو ملکہ نے صبا کی بات سنکر ایک آہ کی غم سے حالت اپنی تباہ کی کہا اے صبا کیا حال پوچھتا ہو جو مجھپر گذری اُسکو کیا بیان کرون ایک کام ہو جو تجھسے ہو سکے تو یہ جوان جو قید ہوا ہو کوئی ایسی صورت ہو سکتی ہو کہ ایک نگاہ مین اُسکو دیکھ لون صبا نے کہا آپکے اقبال سے یہ کتنی بڑی بات ہو مین صورت زیبا اُسکی آپکو دکھلاؤن ایسا نہو آپ وہان جاکر کچھ فساد مچائین ملکہ نے کہا اے صبا مین ایک نگاہ دیکھ کے چلی آؤنگی کلام بھی نہ کرونگی صبا نے اُسی وقت کھانا پکوایا اُسمین بیہوشی ملائی خوان تیار کرکے کنیزون کے سر پر رکھوائے ملکہ کو ساتھ لیا در زندان پہ آیا کلکال نیش زن پہرے پر بیٹھا تھا اُسنے پکار کر آواز دی کون آتا ہو صبا نے اپنا نام بتایا دوڑ کر قریب آیا کہا اے پہلوان دوران ملکہ عالم بیمار ہوگئی تھین اُنھون نے نذر لات و منات کا کھانا پکوایا حکم دیا کہ قیدیون کو کھلاؤ سنا ہو کہ یہان بھی کوئی قید ہو بس تم اُس قیدی کو بھی کھانا کھلا دو کلکال نے کہا اے صبا تمنے سنا ہوگا کہ سارے شہر مین غلغلہ پڑا ہو

صبح کو وہی جوان قتل کیا جائیگا ان لوگون نے در بند ہفت پیکر مٹائے۔ دین اسلام کو رواج
دیا دین خدا و نار ہفت پیکر منسوخ کیا اسوجسے ہم شب و روز دروازہ نہین کھولتے صبا
نے کہا تم لوگ تقسیم کرکے کھا لو کہا سنگے کہ قیدیون کو کھلا آئے سب کے پہلے کلکال اٹھا اور
کہا کہ میرا وہ راحصہ دو صبا نے سبھون کو تقسیم کیا سب کھانے لگے کلکال نے مزدورنیون
کو دیکھا اپنے مقام سے بلبلا کے اٹھا یہ کہتا ہوا کہ مزدورنی مجھسے اشارہ کرتی ہو مین اسیر قبضہ
کرونگا بیہوشی اپنا کام کرچکی تھی اٹھتے ہی جہان سے اٹھا لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہو سب لینا لینا
کہکے اٹھے بیہوش ہوکر گرے صبا نے بڑھکر در قید خانہ کا قفل کاٹا ایرج زنجیر پر سر خم کیے بیٹھے
تھے ملکہ نے آکے ایرج کو اس حال مین دیکھا دل بیتاب ہوگیا کہا اے صبا انکو باغ مین لیچل صبا
نے کہا حضور مین نے کہدیا تھا کہ ایسا نہو آپ وہان جاکر کچھ اور ارادہ کرین مین لیے چلتا ہون
لیکن جان پر بنے گی اس جوان کا مخفی رہنا دشوار ہو ملکہ نے کہا کچھ ہو بیڑیان کاٹو ایرج نے
جو دیکھا کہ عیار نے سوہن نکالا دو رمین آکر قید توڑ ڈالی ملکہ رومال سے خون پوچھنے لگین کہا
اے شہریار کیون جلدی کی عیار بسہولت قید کاٹ دیتا ایرج نے کہا اب ہمکو یقین کامل ہوا
کہ وقت رہائی آگیا قید کا ٹوٹنا وقت پر موقوف تھا ملکہ نے ایرج کو ساتھ لیا طرف اپنے باغ
کے چلین قضائے کار املاک نیش زن بھائی کلکال کا کہ کوتوال شہر ہو طلایہ پھرتا ہوا آتا تھا
بھائی کو اپنے آواز دی جب جواب نہ آیا تو گھوڑے کو اڑاتا ہوا آگے بڑھ آیا بھائی کو دیکھا
کہ بیہوش پڑا ہو ساتھ والے بھی سب بیہوش وہ ہوش پڑے ہین چند آدمی ایک قیدی کو
نکالے ہوئے لیے جاتے ہین للکار کر آواز دی کہ ارے تم کون لوگ ہو گناہگار شاہی کو لیے جاتے ہو
صبح کو میرے بھائی سے پرسش ہوگی یہ کہکے پیادون سے اشارہ کیا ارے قیدی کو گھیر لو اسکا آنا
کہنا کہ چار طرف سے پیادے لینا لینا کہکے چلے ایرج نے تلوار کھینچی مصروف جنگ ہوے
لڑتے بھڑتے ہوے سامنے افسر کے پہونچے للکار کے آواز دی کہ او نامرد ان تین روپیون کے
پیادون کو کیون قتل کراتا ہو تو افسر ہو سامنے آ املاک نے گھوڑا بڑھایا قریب شاہزادے
کے آیا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا ہمراہیان املاک نے کلکال کو بھی ہوشیار کیا جب یہ
ساتھ والون کو لیکر بڑھا ملکہ کنیزون کو لیکر ایک گوشہ مین آئین اور آکر ٹھہرین کمانین کاندھون سے

اُتارین تیر بحر کمان مین پیوست کیے سب نے تیر اندازی شروع کی یہان املاک نے کئی ہاتھ
تلوار کے مارے شاہزادے نے سب ہاتھ تلوار کے خالی دیے سب ایرج نوجوان کو گھیرے
ہوے ہین ایرج نے ہاتھ تلوار کا مارا سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ پڑا کہ املاک کے دو ٹکڑے ہوے
یہان ملکہ نے بھی مع کنیزون کے وہ تیر اندازی کی کہ آخر سب بھاگنے لگے کلکال نے گھوڑا
بڑھایا پکار کر آواز دی اے صبا تو اسوقت اسواسطے آیا تھا کہ گناہگار کو رہا کر کے لیجائے مین
تجھکو نہ جانے دونگا یہ کہکے طرف صبا کے چلا صبا نے آواز دی اے شہریار غلام کو بچائیے
یہ نامرد طرف حقیر کے آتا ہے ایرج بیتاب ہوگئے گھوڑے کو بڑھا کے للکارے کہ او کلکال
کہان جاتا ہے ٹھہر جا ورنہ بہت پچھتائیگا لیکن شاپور شیردل جو تلاش مین ملکہ کی نکلا تھا ایک
دوکان مین فقیرانہ بھیس بدلے ہوے پڑا ہوا سو رہا تھا آواز جو اپنے آقا کی سُنی اُٹھکر دوڑا
راہ مین دیکھا پھرا ہے یہان املاک بھاگے ہوے آتے ہین اُنکی زبانی معلوم ہوا کہ ایرج نوجوان
نے رہائی پائی دوڑتا ہوا اُسطرف ہو لیا باتون باتون مین صبا سے تمام حال دریافت کیا
معلوم ہوا دختر بادشاہ اس نوجوان پر عاشق ہوئی اُسنے آکر اسکو رہا کیا اہل طلایہ نے
گھیرا ہے یہ سُنکر یہ بھی تیر اندازی کرنے لگا سر سے گوپھن کھولا وہ پتھر مارے کہ کسی کے سینے
پر پڑے ہڈیان ٹوٹ گئین کسی کے سر پر پڑا کہ سر اُسکا پھٹا یہان ایرج نوجوان کلکال سے
مقابلہ کر رہے ہین ایرج نوجوان نے کلکال کے سامنے کئی پہلوانون کو مارا شیرانہ و دلیرانہ
مصروف جنگ ہین کفار اپنی جان سے تنگ ہین بھاگتے پھرتے ہین ایرج نے جسکا پیچھا
کیا اُسکو گھیر کر مارا آخر کار کلکال ناہنجار نعرہ کر کے جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج
نے سب وار اُس مکار کے تلوار آبدار پر روکے ہر چند کہ صد ہا حربہ پڑ رہا ہے مگر یہ ہمہ تن
چشم بنے ہوے مصروف جنگ ہین کفار اُنکی جنگ سے بہ تنگ ہین مرکب مثل ہوا
دوادوش کر رہا ہے آخر کلکال کو ایرج نے مارا جب اسکے دو ٹکڑے ہوے پیادون نے
چاہا لاشہ اپنے سردار کا لیکر بھاگین کہ نسیم سبک رو یہ ہلڑ سُنکر دوڑا ہوا آیا دیکھا کہ تو ان
شہریار آگیا اور کلکال بھی قتل ہوا پیادے بھاگا چاہتے ہین اپنے بیٹے کو دیکھا کہ ایک
گوشے سے تیر اندازی کر رہا ہے سبکو چلایا کہ یارو اپنے افسر کو قتل کرایا اب اسکا پیچھا نہ چھوڑو

مین جاکر بادشاہ سے اطلاع کرتا ہون وہ مع فوج جنگی آئینگے آتے ہی اسکو پامال کرڈالینگے
اُنکے ہاتھ سے بچنا اسکا دشوار ہوگا ساری جرأت وہمت بیکار ہو جائیگی مگر حیران ہو کہ میرا بیٹا
کیون لڑ رہا ہی برابر تیراندازی کر رہا ہی اپنے چہرے کو چاہتا ہو کہ چھپاؤن اور مار کر ان سب کو
اس گناہگار شاہی کو نکال لیجاؤن ایک گوشے مین ملکۂ عالم کو چھپائے ہوے سینہ کو
سپر کیے ہوے کھڑا ہوا تیرون کا مینھ برسا رہا ہی سیکڑون سر مثل قطرات باران کے دھڑا دھڑ
گر رہے ہین دریاے خون جاری ہی چہار طرف سے یہی غلغلہ ہو کہ اس جوان کو گھیر کر مار لو
یہ کہکے نسیم تو ہوا ہوا در دولت شاہی پر پہونچ کے نفس راست کیا پکار کر آواز دی اجی محلدار
صاحب بادشاہ سلامت سے عرض کرو کہ خداوند جلد باہر تشریف لائین نیا قیدی چھوٹ گیا
حلقۂ سلاسل ٹوٹ گیا بڑے بڑے نامی گرامی پہلوان اُس جوان کے ہاتھ سے مارے جاچکے
اور پشت پر بیٹا میرا کہ وہ شریک قیدی ہو اُسکو بھی جاکر قتل کیجیے محلدار نے جاکے مبہوت
تیغ زن کو جگایا آنکھین ملتا ہوا مبہوت تیغ زن اُٹھا اور پوچھا عیار سے کہ کیا معرکہ ہی
عیار نے سب حال بیان کیا اور عرض کی نہین معلوم حضور کیا سبب ہو کہ میرا بیٹا قیدی
کے ساتھ لڑ رہا ہی مبہوت نے کہا مین جاکر سب کو سمجھا دونگا زنجیرون سے کمر باندھتا ہوا
باہر آیا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا علماے سیاہ کے پھریرے کھلے ہوے ڈنکے پر چوب
پڑتی ہوئی کئی سو نقارہ بجتا ہوا ایرج نوجوان مصروف جنگ تھے کہ صبا نے بڑھکر خبر دی
کہ اے شہریار بادشاہ آپہونچا نقارے کی آواز آئی دیکھیے زمین تھرائی ساٹھ ہزار فوج سے
مقابلے کو آتا ہی ایرج نے کہا آنے دو مگر اے صبا و شاپور جس طرح ہو سکے ملکہ کو نکال لیجاؤ
انکی وجہ سے مین جمکر لڑ نہین سکتا ناموس کا اس مجمع مین رہنا بڑے عیب کی بات ہے
انشاء اللہ مبہوت کو وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد رہے شاپور وصبا ملکہ کو لیکر طرف باغ کے
چلے ملکہ روتی ہوئین ساتھ ان دونون کے چلین مگر کنیزون سے فرماتی ہوئین صاحبو
مین کیا بیان کرون جو میرے دل کی نوبت ہو اُس شیر دلیر کو اتنے بڑے مجمع مین چھوڑ آئی ہون
خدا اُنکو خیر وعافیت سے رکھے کیا کہون جو میرا حال ہو دل پر ہجوم غم وملال ہو جی چاہتا ہے
مین بھی اُنکے ساتھ لڑون افسوس فلک نے کیا سامان دکھایا ۔ نظم

تسلّی ہوے کوئی دم تو جان مضطر کو
خدا کے واسطے مرتا ہون آ گھڑی بھر کو

مزا پڑا ہی قناعت کا عہد طفلی سے
مین سیر ہوکے نہ پیتا تھا شیر مادر کو

ہوا سما گئی نمود کو ہوا سمجھتا ہی
گلی مین جاکے تری دن لگے کبوتر کو

بجا رہا ہی جو یون بیخودانہ مستی مین
بنایا ساقی نے کیا جلترنگ ساغر کو

کچھ آجکل سے تساہل نہین طبیعت مین
قدیم خو ہی تغافل کی میرے دلبر کو

حسین بند تمھارا جو یاد آیا ہے
تمام رات مین پیٹا ہون سینہ و سر کو

خدا نے چاہا تو کلمہ پڑھیگا وہ بت بھی
دکھاؤنگا مین مسلمان کرکے کافر کو

دہن کے واسطے ظلمات خط مین دل ہی تباہ
تلاش چشمۂ حیوان کی ہی سکندر کو

پس از فنا جو یہی شورشین جنون کی رہین
تو اُٹھکے پھوڑونگا سنگ مزار سے سر کو

قضا لے آئی ہی اہل قبور مجھکو بھی
جگہ دو تھوڑی سی یارو ذرا ذرا سر کو

ہوے سب آج گنہگار عشق زندان مین
سنا ہی مین نے ستمگر نے چن دیا در کو

کسی کے ساتھ کی میخوار ہان جو یاد آئین
رہا نہ آپ مین منھ سے لگاکے ساغر کو

جواب لونگا صنم سے سوال کا اپنے
خدا کے حکم سے گویا کرونگا پتھر کو

سنبھالو آپ کو ای رند ترک عشق کرو
کہا تھا روگ لگا یا ہی جان مضطر کو

اِدھر تو ملکہ مجبور و ناچار سے ملے ہوے چلی آئین کچھ دن نہ پڑا روتی بیٹھتی ہوئین باغ مین آئین اُدھر ایرج نوجوان پر لشکر مبہوت کا آکر گرا پیادے بھاگنے کو تھے پادشاہ کے آنے سے رُک گئے ساٹھ ہزار جوانون نے ایک مرتبہ حملہ کیا دور سے تیر پڑنے لگے نیزے مار مار کے نامرد بھاگتے ہین ایرج انتہا کے زخمی ہوے اُسی زخمداری مین مبہوت کا سامنا ہوا مبہوت للکارا دیکھا دور سے کہ ہر سر مو و ہر بن مو سے خون شاہزادۂ ایرج نوجوان کے بہہ رہا ہی چاہا کہ گھوڑے کو ٹھکرا کے جا پڑون افسرون نے بھی ایسا ارادہ کیا مگر قریب تو اس شیر کے کون آتا ہی دور سے فقط نیزے دکھاتے ہین مبہوت نے خود اپنی آنکھ سے دیکھا کہ اس جوان نے اسی حالت زخمداری مین کئی افسرون کو ٹوک ٹوک کے مار ڈالا لاشے اُنکے پڑے ہوے پھڑک رہے ہین مبہوت نے چند سوارون کو روانہ کیا اُنھون نے نیزے

دکھائے ایرج جھپٹ کر قریب آئے ایک سوار کے دو ٹکڑے ہوئے اُسوقت مبہوت نے
پشت سے تلوار کا ہاتھ مارا ایرج نے چمک تلوار کی دیکھی مگر وار روک نہ سکے تیغہ جو پڑا تمام جسم
تو زخمی ہو رہا تھا سر چوٹ جو کھائی غش آنے لگا اُسوقت جگر شمشیر زنی کی دل مین فرماتے ہین
کہ ای ایرج موت لیکر آئی تھی اب جانبر ہونا دشوار ہی جب ہاتھون سے دستگیری نہ کی پاؤن
سے ثابت قدمی موقوف ہوئی خون بہکر چہرے پہ آیا ایرج نے تلوار کو نیام مین کیا ہاتھ دونون
گھوڑے کی گردن مین ڈالدیے کہا ای مرکب اصیل مجکو نکال لے چل ہر چند مرکب غیر ہی مگر رکب
کی ران جو لگی مرکب کو مزا ملا سمجھا کہ شہسوار ہی منھ مثل قعر بلا کے کھولا چنکلین دولتیان مارتا ہوا
میدان جنگ سے لے نکلا وہ سب سپاہ آپس مین لڑا کیے ملکہ رات بھر باغ مین منتظر رہین صبح
فراق نے جو چہرہ بلا دکھایا عیار سے کہا ذرا خبر تو لو صبا نے آکے دیکھا کہ مبہوت لاشون
مین تلاش کر رہا ہی اور کہ رہا ہی کہ میرے ہاتھ سے وہ جوان مارا گیا مگر مرکب اصیل زیر ران تھا
وہ میدان جنگ گاہ سے نکال لے گیا تلاش تو کرو شاید کہین اطراف مین ہو ہرکارے
جھپٹ جھپٹ کے جاتے ہین اور مایوس ہو ہو کر پلٹ آتے ہین حاکم کے سامنے بیان کرتے
ہین کہ دو دو کوس ہمنے دیکھا کہین اُس جوان کا پتہ نہین ملتا چارطرف تلاش کیا مبہوت نے
پلٹ کر نسیم سے کہا کہ ذرا تم تو تلاش کرو کہ تمھارا بیٹا کہان ہی اُسکو گرفتار کرکے لاؤ اُس سے
پوچھا جلے کہ تو نے کیون رہا کیا صبا سے سبک رو بہ صورت مبدل یہ سب باتین سُن رہا
تھا نسیم تو تلاش مین چلا اور صبا بھاگ کر ملکہ کے پاس آیا کہا ای ملکۂ عالم ابھی تک کوئی
آپکا نام نہین لیتا بابا جان کو اب حکم ملا ہی کہ بیٹے کو اپنے گرفتار کرکے لاؤ مین کہان چھپون
میرے نزدیک تو یہ بہتر ہے کہ باغ مین آگ لگا دیجیے یہان سے نکل چلیے اب یہان ٹھہرنا
مناسب وقت نہین معلوم ہوتا ہی اب حال کھل جائیگا ملکہ نے کہا بھتیا کہان جاؤن مین یہ
افتادہ سمجھی تھی صبا سے سبک روئے عرض کی اگر کوتوال شہر مارا نہ جاتا تو وہ اس
حال کو ظاہر کر دیتا اسکے ساتھ کے پیادے بھی مارے گئے اور سب ناواقف ہین یہی کہتے
ہین کہ صبا نے گنہگار شاہی کو کیون رہا کیا مین اب یہان نہ رہ سکونگا ملکہ نے کہا بھیا تم
یہان ٹھہرو مین سوار ہو کے محل مین جاتی ہون مان سے دریافت کرتی ہون کہ میرا تو

نام کوئی نہین لیتا ہی اگر شاید کوئی ذکر کرے تو سد باب کرون اور خود کہدون کہ صبا کو گرفتار کرکے بھیجونگی صبا کو کیا واسطہ اُس سے کیا تعلق تھا جو رہا کرنے گیا مین دریافت کرون شاید سیر باغ مین آیا ہو زوجہ سے اپنی ذکر کررہا ہو یہ کہکے حکم دیا کہ محافہ لاؤ جیسے ہی محافہ لاکے رکھا گیا فوراً سوار ہوئین مبہوت تیغ زن بھی محل مین آیا ہوا ہی زوجہ سے ذکر کررہا ہی کہ تمھاری بیٹی کے عیار نے قیدی کو رہا کیا مین نے اُسے بُلوایا ہی باپ اُسکا اُسکے ڈھونڈھنے کو گیا ہی کہہ گیا ہو کہ اصل مطلب مین سمجھ گیا اُسکو گرفتار کرکے لاؤن تو حال کھلے اتنے مین ملکہ بھی آکے پہونچین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ زرد حیران و پریشان چاہتی ہین اپنے کو سنبھالون مگر ترقی غم و الم سے دل نہین سنبھلتا باپ کو سلام کرکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے دریافت کیا باباجان یہ کیا ہنگامہ ہی مبہوت نے دیکھکر کہا ای نورِ نظر و ای پارۂ جگر تمھارے عیار نے جاکر قیدی کو رہا کیا طرزِ کلام نسیم سے معلوم ہوتا ہی کہ تمھاری بھی کچھ شرکت ہی ملکہ رونے لگین کہا باباجان مجکو کیا ضرورت تھی کہ مین ایسے دشمن کی رہائی چاہتی نسیم جھوٹ کہتا ہی مین نے شب کو باغ مین یہ خبر سُنی کہ قیدی رہا ہو کے نکل گیا مین حاضر ہوئی مبہوت نے کہا حال اب ظاہر ہو جائیگا مگر اُس جوان نے میرے ہاتھ کی تلوار کھائی ہی زندہ بچیگا گھوڑا مردے کو نکال لے گیا ہرکارے بھیجے ہین وہ لاشہ اُٹھاکر لائینگے تب حال کھلیگا سرِ خدمت خدا وندمین بھیون قدرت فرماتے ہین یہ لوگ ہمارے بندگان خاص ہین انکا ستانا ہم نہین چاہتے ہین تین پہاڑ ویران ہوے نگہبان اُن پہاڑون کے ویران ہوے جان سے مارے گئے بی مقناطیس جادو جاکر بادشاہ کی ظاہر مین شریک ہوگئین انھین کے ساتھ جنگ کرتی پھرتی ہین سُنا ہی کہ کوہ مقناطیس بھی ویران ہوا ایسے ایسے خیالات سے مجھے تمیر بدگمانی ہوئی ملکہ نے باپ کے سر پر ہاتھ رکھا کہا باباجان آپ کے سر کی قسم مین نے کبھی اُس جوان کو دیکھا بھی نہین مبہوت نے کہا بیٹا اب میرا گمان نکل گیا مجھے یقین کامل ہوا کہ صبا سے شبک رونے اپنی ذات سے شرکت کی دیکھو تو کیا حال ہوتا ہے مگر یہ خیال رکھنا کہ اگر شاید عیار تمھارا تمھارے پاس آئے تو اُسکو گرفتار کرکے روانہ کردینا ملکہ نے کہا باباجان جو جو مقام اُسکے رہنے کے ہین مین وہان سپاہ محترم کو بھیجونگی یہ کہکے ملکہ

سوار ہوئین باغ مین آئین صبا سے کیفیت بیان کی کہا کہ بھیا تم اسی باغ مین بیٹھو تمھاری جان کے ساتھ میری جان ہی خدا کہین وہ وقت دکھائے کہ مین اُس شیر بیشۂ جرأت کو پھر خیر و عافیت سے دیکھون اُسوقت دل کو تسکین ہوگی نظم

آزاد ہون آگاہ ہین سب میرے لقب سے / کچھ کام نہین مجکو حسب سے نہ نسب سے
ہی کون بچالے جو ترے قہر سے یا رب / تجھسے ہی امان مانگتا ہون تیرے غضب سے
جانبازی نہ کی معرکۂ عشق مین کس روز / میدان مین رہا چار قدم آگے ہی سب سے
جز شکر کے شکوہ نہ کبھی آئے زبان پر / انسان ہی باہر نہو تو مرضی رب سے
دم بھر نہ رہے چین سے افسوس ہی ای چرخ / ایذا ہی اُٹھاتے رہے پیدا ہوے جب سے
دکھلائیگا دن وصل کا بھی جذب محبت / اللہ بچالے جو مجھے ہجر کی شب سے
آدم کو بھی اللہ نے پیدا نہ کیا تھا / دیوانہ ہون اُس رشک پریزاد کا تب سے
بڑھ چلنا قد یار سے زیبا نہین تجھکو / باہر ہوا او سرو چمن حد ادب سے
مطلب نہین کچھ اہل دول سے مجھے ای رند / سائل ہی یہ درویش شہنشاہ عرب سے

شاپور نے کہا غلام تو اب رخصت ہوتا ہی ملکہ رونے لگین کہا بھیا اگر اُنکی خیر و عافیت تمکو ملے تو ہم بھی اُنکے حالات کے معلوم کرنے کے مشتاق ہین اگر موقع پانا تو ہمارے حال خراب کا فکر کرنا اور ہمکو بھی خبر پہونچانا شاپور نے کہا مجھپر کیا موقوف ہی شاہزادے تمھارے لیے خود بیچین ہونگے مگر آپ گھبرائین نہین یہ غازی اور مجاہد ہین ایسی افتادین اکثر پڑین پھر عظیم و شان کے ساتھ اُنکو پایا آپ دل کو سنبھالیے زیادہ بیقرار نہ ہوجیے مین انشاء اللہ شاہزادہ کو لیکر آتا ہون یہ کہکر شاپور ملکہ سے رخصت ہوکر پشت باغ سے نکلا تلاش کرتا ہوا ادرج کو چلا مگر ادرج نوجوان پر یہ سانحہ گذرا کہ گھوڑا جو لیکر نکلا تھا ہوے دلیران کی صدا کان مین بھری ہوئی رات بھر بھاگا ہوا آیا صبح کو آکر ایک دشت سبزہ زار مین پہونچا دو چار مٹھے گھاس کے کھالئے بدن کو جنبش دی شاہزادہ پشت مرکب سے زمین پر گرا مرکب اصیل بیٹھ گیا زبان سے زخمون کو چاٹتا ہی جب شاہزادے کو ہوش نہ آیا بے زبان تھا چرنے مین مصروف ہوا وہان پر قریب ایک قریہ ہی بہزاد زمیندار یہان کا حاکم ہی صبح کو چند گنوار ساتھ مین لٹھیتون کو

دیکھتا ہوا چلا آتا ہی ایک پاسی کی نگاہ ایرج پر پڑی کہا گسیان دیکھیے قزاقون نے ایک جوان کو مار کر ڈالدیا ہی بہزاد قریب آیا ایرج کو دیکھا زخمون مین چور چور مگر ہتھیار لگے ہین اسباب جواہرات موتیون کے مالے یاقوت احمر کے کنٹھے گلے مین پڑے ہوے بہزاد نے کہا یارو اس جوان نے بڑا کمال کیا انتہا کا زخمی ہوا مگر مال اپنا بچا یا قزاق لوٹنے نہین پائے ساتھ والون نے کہا گسیان آپ سچ کہتے ہین دیکھیے گھوڑا ابھی اسی جوان کا چر رہا ہی بہزاد نے گانوں سے چارپائی منگائی سینہ پر ہاتھ رکھا آمد و شد نفس کی دیکھکر خوش ہوگیا کہا مین اسکا علاج کرونگا جب ایرج کو اٹھاکر چارپائی پر ڈالا تو گھوڑا اشیہہ بھرتا ہوا اس ارادے سے قریب آیا کہ ان سب پر حملہ کرون بہزاد نے چمکار کر کہا اے مرکب اصیل ہم تیرے سوار کے خیرخواہ ہین تو بھی ہمراہ چل گھوڑا سر جھکا کے ساتھ ہوا مرکب ایرج کا کرہ بن اشقر پاس بہوت کے نسیم عیار لیگیا تھا بہزاد گانوں مین لایا اپنے مکان مین لوکے رکھا جراح سے بلا کے کہا کہ اسکا علاج کرو پانچ بیگھے زمین اپنی سیر سے تمکو دونگا جراح نے زخم دھویا بہزاد کو مطمئن کیا کہا یہ جوان خوب لڑا کوئی رگ پٹھہ ایسا نہین کٹنے پایا کہ جس سے جان کا خوف ہو اسی ہفتہ مین صحت پائیگا یہ کہکے مرہم پٹی کی بہزاد خود رومال ہاتھ مین لیکر سرھانے بیٹھا کہ اس جوان کو ہوش آلے تو دریافت حال کرون کہ کس مقام پر زخمی ہوے یہ جوان کس خاندان سے ہی جب ایرج کو آرام پہونچا آنکھ کھول کر دیکھا ایک مکان کچا چھوئی مٹی سے لیا ہوا ایک مرد پیر وضعدار سرھانے بیٹھا ہوا رومال ہلا رہا ہی ایرج نے آنکھ کھولی ارادہ کیا کہ اٹھون بہزاد نے منع کیا کہ ٹانکے ٹوٹ جائینگے ابھی اٹھنے کا ارادہ نہ فرمائیے اور یہ تو بتائیے کہ آپ کو قزاقون نے کس مقام پر گھیرا مگر آپ نے اپنے مال کو خوب بچایا گھوڑا آپکا عملداری مین میری آپکو لے آیا مجکو آپ کی جوانی پر رحم آیا آپکو اپنے گھر مین اٹھالایا اب مفصل حال بیان کیجیے ایرج نے کہا قزاقون کی کیا مجال ہی جو ہمکو گھیر سکین مبہوت تیغ زن جو بادشاہ ہی اسنے ساٹھ ہزار فوج سے مجبہر بلوہ کیا اسپر بھکر پیش آیا پشت پر سے آکر زخمی کیا انشاء اللہ اسکو جاکر سزا دونگا اور تمنے میری جان بخشی کی تمھارا احسان ہوا بہزاد نے عرض کی نام نامی سے اپنے آگاہ فرمائیے ایرج نوجوان نے صاف صاف اپنا نام بتادیا اور کچھ ذکر اپنے جد کا کہا

کہ وہ طلسم کشا ہین بہزاد کو سناٹا آگیا جی مین کہتا ہی ایسا نہو کہ بادشاہ کو خبر ہو جاے اور
وہ مجبور لشکر کشی کرے تو گانون پھونک دیگا مجھے زندگی دشوار ہوگی یہ سوچکر سر جھکا لیا بہزاد
نے کہا اے بہادر جس بادشاہ کا آپنے نام لیا مین اُسی کا خراج گزار ہون اگر کہین خبر
وہ پاگیا تو سارے گانون کو پھونک دیگا ایرج اُٹھنے لگے فرمایا کہ اے بہزاد ہم رخصت ہوتے
ہین جنگل مین جاکے بسر کرینگے ہماری وجہ سے تمھارے لیے کوئی خرابی نہو انشاءاللہ اگر حیات
مستعار باقی ہی تو صحت پائینگے ورنہ جنگل مین تڑپ تڑپ کے مرجائینگے زمیندار قدمون پر گر پڑا کہا
مین آپکو نہ جانے دونگا میرے گانون مین ہزار پاسی بستے ہین بادشاہ سے لڑ بھڑ لونگا لیکن
آپکو جانے نہ دونگا مین نے آپکو اپنا فرزند کیا ہی یہ کہکے مصروف خدمتگذاری ہوا قضاے کار
یہان سے تین کوس پر ایک پہاڑ ہی بلمان مردم در قزاق بالاے کوہ رہتا ہی اُسکو ہرکارون نے
خبر پہونچائی کہ بہزاد زمیندار میدان سے ایک جوان زخمی کو اُٹھا کر لے گیا کئی لاکھ روپے کا جواہر
اُسکے زیب جسم ہی اُسکا علاج کر رہا ہی یہ سُنکر بلمان مردم در یہ کہتا ہوا اُٹھا کہ آجتک بہنے بہزاد
کو نہین ستایا مگر یہ سونے کی چڑیا اُس سے ضرور لینگے یہ کہکے نفیر بجائی بارہ ہزار جوان تیار
ہوکر سامنے آئے آپ گینڈے پر سوار ہوکر طرف قریے کے روانہ ہوگیا کہتا ہوا کہ یارو اسکا خیال
ہے کہ ایسا نہو تمام مال دولت کا سُنکر وہ جوان بھاگ جاے تو مشقت ضائع ہو دور دور سے
اسکا خیال رکھو تو میان بہزاد نے تمام مال اپنے قبضے مین کیا ہوگا کسی حیلہ سے اُس جوان کو
مار ڈالیگا یہ کہتا ہوا چلا آتا ہی کہ راہ مین ایک گنوار نے جو یہ حال سُنا تو بھاگا ہوا پاس زمیندار
کے آیا وہ وقت ہی کہ بہزاد ایرج نوجوان سے ہم کلام ہی تمام حالات پوچھ رہا ہی اور ایرج
اپنا حال بیان کر رہے ہین کہ وہ گنوار آکر پہونچا کان مین بہزاد کے تمام کیفیت بیان کی کہ بلمان
قزاق آپ کی اور آپ کے گانون کی بربادی کو آتا ہی اور یہ اپنے ساتھیون سے کہ چکا ہی کہ اگر
اُسنے بہ سہولت اُس جوان زخمی کو دیا جب تو خیر ہی ورنہ سراسر اُسکے لیے خرابی ہے گھُس کر
گانون مین قتل کرونگا یہ خبر وحشت اثر سُنکر رنگ روے بہزاد متغیر ہوگیا ایرج نے دریافت
کیا کہ اے بہزاد اس شخص نے آکے کیا کہا کہ تم پریشان ہوگئے مجھسے مفصل بیان کرو بہزاد
نے کہا اے شہریار مین کسی طرح یہ نہین چاہتا کہ آپکو ملال پہونچے بلمان مردم در نامے قزاق یہاں

زبردست ہی کہ مبہوت تاجدار کی زمین ریلی عوال مین اکثر خراج منگو بھیجتا ہو بادشاہ اُس سے اسقدر دبتے ہین کہ اُلٹے اور وہ جو کچھ منگا بھیجتا ہو بادشاہ فوراً روانہ کردیتے ہین اسکے ہرکارے آٹھ پہر صحرا مین پھرا کرتے ہین آپکی تشریف لانے کی خبر اُسکو معلوم ہوئی بس آپکو مع مال کے طلب کرتا ہو اور بارہ ہزار قزاقون سے آتا ہو ایرج نے کہا تم فوراً مجکو بھیجدو زمیندار نے کہا حضور وہ جلاد ہو نہین معلوم کیونکر پیش آئے مین یہ نہ گوارا کرونگا ایرج خود اُٹھ بیٹھے کہا ہمارا مرکب تو تیار کرو زمیندار نے تامل کیا ایرج نے خود اُٹھ کر مرکب پر زین ڈالا آلات پیکار زیب جسم کرکے پشت مرکب پر سوار ہوے فرمایا ای بہزاد تم آگے جاؤ اور بیان کرو اُس سے کہ مین نے آپکے خوف سے اُس جوان کو نکالدیا آپ سے مجھے بگاڑ نا منظور نہین ہو اسی طرف اب وہ آتا ہو اسباب وغیرہ لے لیجیے گھوڑا بھی نہایت ہی عمدہ زیر ران ہو آپکی سواری کے قابل ہو بس یہ کہکر تم الگ سے کھڑے ہو کے تماشا دیکھنا کہ کیا ہوتا ہو اگر تمام فوج کو حکم دے تو تمھارے مزاج مین آئے شریک ہو نا نہ مزاج مین آئے تماشا ہی دیکھا کرنا دیکھو تو ان بارہ ہزار کے کیا درجے کرتا ہون بہزاد کہتا ہو ای شہریار آپ قصد کرتے ہین میرا دل کانپتا ہو بارہ برس سے وہ قزاقی کرتا ہو جنگ دیدہ کارآزمودہ بارہ ہزار جو اُسکے ساتھ ہین اُن بارہ ہزارون سے ایک لاکھ فوج مقابلہ نہین کرسکتی ایک لاکھ پر یہ بارہ ہزار ٹوٹ پڑتے ہین اُنکو لوٹ لیتے ہین آپ یکہ و تنہا کیا کرسکتے ہین میرے گانون مین جو ہزار پاسی بستے ہین وہ ان قزاقون کے مقابلے کے لائق نہین ہین وہ قزاق ایسے تیرانداز ہین کہ شب تیرہ و تار مین چشم مور پر تیر مارین آواز پر تیر لگاتے ہین صدہا قافلے لوٹ لیے اُنکے نزدیک آدمی کا مار ڈالنا گویا ایک مور ضعیف کو تلوے سے مل ڈالنا ہی اور وہ خود بھی انتہا کا زبردست ہو ایرج نے کہا تو خیر اب ہم جان دیئے جاتے ہین اور یا جواہرات اُسکو دیدینگے زمیندار نے کہا حضور جان کے آگے مال کو عزیز نہ کیجیے اسباب مجھے دیجیے اس مرکب کے عوض مین وہ اسپ صبا رفتار صرصر کردار آپکو دون کہ جسکی رفتار سے ہوا بھی تھک تھک کر رہ جاے اُسپر سوار ہو جیے اور جان عزیز کو بچا کر اس صحرا سے طرف کسی قریہ کے نکل جائیے یہ ذکر ہو رہا تھا کہ یکایک گانون مین ہلڑ ہوا ایک پاسی نے آکے خبر پہونچائی کہ گانون مین قزاق گھس آئے کچھ مکانون مین آگ لگادی کتنے ہی آدمی قتل کر ڈالے بلمان

پکارتا ہوا آتا ہی کہ کہان ہی بہزاد زمیندار جلد حاضر کرے اُس مسافر کو کہ جسے صحرا سے زخمی اور صاحب مال دیکھکر اُٹھالایا ہی یا جو کچھ کہ مال و اسباب زر و زیور نقد و جنس سے اُسکے پاس ہی وہ لاکر پیش کرے بہزاد قدمون پر ایرج کے یہ خبر وحشت اثر سُنکر گر پڑا کہا حضور دیکھیے قریہ میرا تباہ ہوا جاتا ہی لوگ قتل ہو رہے ہین مگر مین آپکی بہتری چاہتا ہون مال دیدیجیے ایرج نے کہا ای بہزاد نہ گھبراؤ مال ہم یون نہ دینگے جب وہ ہمپر غالب آئیگا تب اُسکو اختیار ہی خود ہمارے جسم سے اُتار لیگا یہ کہکر ایرج نے گھوڑا بڑھایا بہزاد روتا ہوا ساتھ ہوا جب مکان سے نکلے دیکھا کہ بلمان تیغہ کھینچے ہوے مکانون مین اہل قریہ کے آگ لگاتا ہوا چلا آتا ہی ایرج کو جو آتے ہوے دیکھا دیکھا کہ سپر پشت پر پڑی ہی اُسپر موتیون کا جال اور موتیون کے مالے گلے مین پڑے ہوے صورت زیبا مانند آفتاب عالمتاب پکار اُٹھا کہ او مسافر جان کو اپنی غنیمت جان یہ سپر ہمارے لائق ہی تیغہ بھی مابدولت کو نہایت مرغوب ہی گھوڑا بھی بہت خوب ہی گھوڑے سے اُتر اسباب ہمکو دے جب تو تیری جان بخشی کرتا ہون ورنہ سر کاٹ کر لیجاؤنگا ایرج نے جواب دیا ای بلمان مردان عالم کیونکر قبول کرین کہ سپر و شمشیر بغیر لڑے بھڑے تیرے حوالے کردین آمر دمیدان ہو مقابلہ کر اگر ہمپر غالب ہو تو لے لے بلمان بے ایمان یہ سُنکر خوب قہقہہ مارکے ہنسا ساتھ والون کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ او صاحبو ذرا سنو یہ مجھسے مقابلہ کرینگے سنان نیزے پر اُٹھاکے مارونگا کہ استخوان چور چور ہو جائینگے یہ کہکے نیزہ اُٹھایا پیچ و تاب دیتا ہوا بڑھا چاہا سنان نیزہ پر اُٹھالون ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا نیزہ چلنے لگا بلمان ساتھ والون کو پکار رہا ہی خبردار تم مین سے کوئی دخل نہ دے اسنے چند طعنین یاد کی ہین اُسی پر اسکو گھمنڈ ہی مین سب وصلے اسکے نکالے دیتا ہون اس طرح نیزے پر اُٹھاکے مارون کہ استخوان تک ریزہ ریزہ ہو جائین بہزاد زمیندار ہر مرتبہ ہاتھ باندھتا ہی کہ اے بلمان جان کا اس جوان کی خیال رکھنا مجھے اِس سے ایک دلی محبت ہوگئی ہی بلمان کہتا ہی ای بہزاد مجھے تیرا ہی خیال ہی ورنہ ابتک مار لیتا زندہ نہ چھوڑتا مگر یہ نہین مانتا لڑے ہی جاتا ہی ایرج نوجوان جواب دیتے ہین ای بلمان اب حال کُھل جائیگا ابھی تو فقط نیزہ بازی شروع ہوئی ہی اور فنون سپاہ گری مین امتحان لینا یہ کہکر گھوڑا بڑھاکے بلمان مردم در کا نیزہ

گا نتھا تھپیڑا مارا کہ ہاتھ سے نیزہ نکل گیا بہزاد تو اُچھل پڑا بلمان نے کہا او جوان اسپر غرور
نہ کرنا نیزہ بازی مردوں کا کھیل ہی اس تیغۂ بے دریغ کو اگر پہاڑ پر ماروں تو تا بہ بیخ کاٹوں
نیزے کے نکال دینے پر نازنہ کرنا یہ کہکے تیغہ برقتاب کھینچا گویا اژدہا غار سے نکلا خبردار خبردار
کہکے بلمان نے دودستی تیغہ مارا ایرج نوجوان نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے
ہاتھ نکال کے خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا بلمان نے دیکھا کہ آئینہ شمشیر میں جلوۂ
عروس مرگ معلوم ہوتا ہی وار کو خالی دیا سپر پہ نہ روکا اور پھر ایک ہاتھ تلوار کا مارا ایرج
نے سپر کو گردش دی باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا بلمان نے گریبان پر ہاتھ رکھا کہا کہ
جوان دھوکھا کھاتا ہی تلوار کی ردوقدح میں شاید میں زخمی ہوتا تو کیا کشتی لڑیگا تو ٹم مروڑ کے
رکھدونگا کیا تیرا زور چلیگا ایرج نے کہا تجو گینڈے سے اُتر لے میں کشتی کا مشتاق ہوں بلمان
نے گریبان چھوڑا خوشی خوشی گینڈے سے کودا ایرج بھی گھوڑے سے کودے سب قزاق جمع کر
کھڑے ہوے بہزاد زمیندار کے ملازم بھی آگئے سب تیر کمٹھے لگائے ہوے لیس ہیں تماشا
دیکھ رہے ہیں ہر ایک کا قول ہی کہ اس جوان نے کمال کیا کہ بلمان ایسے بہادر کا نیزہ نکالا اور
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا بلمان کا وار رکتا نہیں اس جوان نے بڑے بڑے کام کیے کیسے کیسے پہلوان
مارے جب تو بادشاہ خاموش ہی جو طلب کرتا ہی وہ بھیج دیتا ہی یارو ہزار قزاقوں کی تنخواہ بادشاہ
کے ذمے ہی اب دیکھیں کشتی میں کیا گذرتی ہی بلمان نے ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑ لوں ایرج
نوجوان نے کلائی تھام کر دستی ساتھ زبردستی کے کھینچی سامنے کے داؤں ہونے لگے بلمان
اپنی جان سے عاجز ہو رہا ہی جہاں پکڑلاتا ہی ایرج مثل برق کے تڑپ کر نکل جاتے ہیں اور
جب ایرج اسکو پکڑلاتے ہیں تو بلمان بمشکل نکلتا ہی جو لوگ اس فن کے ماہر ہیں وہ کہہ
رہے ہیں یارو اب ہمنے اس جوان کو پہچانا یہ نبیرۂ صاحبقران زمرد شاہ باختری کا نواسا ہی
بڑے بڑے پہلوان زبردست اسنے زیر کیے ہیں میعاد صبا و رشک دراز گردن وغیرہ
اسکے سردار ہیں ہمکو تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ بلمان کو زیر کریگا اتنی ہی دیر میں دیکھو کہ کیا حال
ہوگیا ہی رنگ چہرے کا اڑا ہوا ہی کھڑا ہوا کانپ رہا ہی اور اُس جوان کے چہرے پر بحالی
ہی کس خوشی اور بشاشی سے کھڑا ہوا لڑ رہا ہی یاس کا چہرے پر نام نہیں جب بلمان

کوئی پیچ باندھتا ہو تو بارہ ہزار قزاق تعریف کرتے ہیں کہتے ہیں ای پہلوان دوران وگرشاسپ
جہان کیا پیچ باندھا ہو کہ اسکا توڑنا ممکن ہوگا ایرج بہ آسانی نکل جاتے ہیں قزاق خاموش
کھڑے ہیں صبح سے جنگ شروع ہوئی ہو اب چار گھڑی دن باقی رہگیا ہو بلمان نے کہا ای
شیر بیشہ جرأت وہمت دن بھر ہمکو تمکو لڑتے ہوے گذرا سب لوگ کھڑے ہوے تماشا
دیکھ رہے ہیں ایک زور آخر کرتا ہوں اگر غالب آیا تو عنایت خداوند ہفت پیکر ہو اور اگر نہ کچھ ہوا
تو پھر آپکو اختیار ہو ایرج نے کہا بسم اللہ کوئی بات اُٹھ نہ رہے کوئی حوصلہ باقی نہ رہے
بلمان نے دونوں مونڈھے ایرج کے تھامے اور سینے مین سر اڑا کے ریل کر لے دوڑا سات قدم
ایرج ہٹکر آئے بلمان نے ہکہ مارا ایرج نے لنگر اپنا زمین پر قائم کیا بلمان نے کمر میں ہاتھ ڈال کر
زور کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اُسے بھی جنبش ہوتی مگر اس کوہ وقار کے لنگر مین حرکت بھی نہوئی
بلمان کا چہرہ سرخ ہوگیا قریب تھا انگلیوں سے خون ٹپکنے لگے تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا کہا
اب آپکے زور کا مشتاق ہوں ایرج نوجوان تڑپ کر اُٹھے جیسے شیر اپنے مقام سے
اُٹھتا ہو دونوں مونڈھے بلمان کے پکڑے سینے مین سر اڑا یا ریل کے لے دوڑے بلمان
مردم درجا چاہتا ہو کہ داہنے ہاتھ پر رکوں تو بائین بازو کا ہکہ پڑتا ہو طبقہ زمین کا پاؤن کے
نیچے سے نکلا جاتا ہو وہ بُرا وقت ہو کہ زمین پیرون کے نیچے سے سرکی جاتی ہو سترہ اٹھارہ قدم
ریل کر لائے بلمان اپنی زندگی سے بیزار ہو اٹھارہوین قدم پر لا کے ہکہ مارا کہ دونوں گھٹنے
بلمان کے زمین سے آشنا ہوے چاہا لنگرۂ تم کردن ایرج نے ہاتھوں کو ستون کیا لنگر
نہ جمنے پایا کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرۂ کوہ شگاف کیا کہ زمین تھرائی پہلے ہی زور مین لنگر کو جنبش
ہوگئی بلمان سے زمین چھُڑائی دوسرے زور مین تا بہ گھٹنہ اور تیسرے زور مین سر سے بلند
کیا داہنہ پاؤن آگے بڑھایا بایان قدم پیچھے ہٹایا ارادہ کیا چرخ دیکر زمین پر دے مارون
اس زور وجرأت پر اُس شیر دلیر کی بلمان عاشق ہوگیا بیقرار ہو کر پکار اُٹھا ای شہریار جسکو
سر سے بلند کرتے ہین اُسکو زمین مذلت پر نہین ڈالتے مین دل سے اطاعت کرتا ہوں
ماشاء اللہ کیا زور وجرأت ہو میری کیا حقیقت ہو مین سُن چکا کہ بڑے بڑے پہلوان
آپ کے مطیع ہین ایرج نے فوراً ہاتھ گردش سے روکا زمین پر اُسکو اُتارا بلمان قدموں پر

گر پڑا ایرج نے کلمہ طیبہ تبلایا بلمان مردم در کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا فوج سے پکار کر آواز دی یارو مین نے اس شیر دلیر کی اطاعت قبول کی جسکو دین اسلام قبول کرنا منظور ہو میرا ساتھ دے ورنہ مجکو ترک کرے سب قزاقون نے پکار کر آواز دی ہم دل و جان سے اطاعت قبول کرتے ہین مدت سے انکی جرأت کے ذکر سنتے تھے یہ بھی جانتے تھے کہ اُنسے کوئی جرأت مین غالب نہین ہوسکتا جس کسی نے انتہا کی جرأت کا خیال کیا انکے ہاتھ سے زیر ہوا بہزاد زمیندار قدمون کو بوسہ دیتا تھا کہتا تھا ای شہریار بندگان خدا کے بہت سے خون ہوے کیسا ہی تاجر ادھر سے نکلا اگر فوجین بھی اُسکے ساتھ ہوئین تو اسنے لوٹ لیا کوئی قافلہ بغیر لٹے ہوے اِدھر سے نہین بچا آپ نے آج مسافرون پر بڑا احسان کیا قریلے مین لاکے بلمان کو اُتارا بلمان بجان و دل مصروف خدمتگزاری ہو مگر ایرج فرماتے ہین کہ جلد یہان سے کوچ کرو اب یہان رہنے کی کیا ضرورت ہو بلمان نے کہا مین قدوم میمنت لزوم مین حاضر رہونگا چاہتا ہون کہ ساتھ نہ چھوڑون ہمیشہ حاضر خدمت رہون بلمان مردم در نے صبح کو لشکر تیار کیا ایرج نوجوان نماز صبح سے فارغ ہو کر جو نکلے دیکھا جملہ قزاق صف جمائے ہوے کھڑے ہین فقط سوار ہونے کی دیر ہو کہ صحرا سے گرد اُڑی سب دیکھنے لگے بلمان نے دیکھا دل مین سمجھ گیا کہ بیمان فیل بھائی اسکا ساٹھ ہزار فوج سے آتا ہو بلمان آگے بڑھا ایرج سے عرض کی کہ حضور میرا بھائی آتا ہو اُسکو بھی لاکر قدمون پہ گراتا ہون یہ کہکے گینڈے کو بڑھایا سامنے بیمان فیل سوار کے آیا پوچھا بھائی صاحب اسوقت کس ضرورت سے نکلے ہو بیمان نے کہا تیری نامردی سنکر آیا ہون تجھ ایسا قزاق زور و طاقت مین طاق شہرۂ آفاق فن جنگ مین مشاق اور یکایک یون حوصل چھوڑ دے اور اطاعت قبول کرے بلمان نے کہا بھائی مجھکو فنون سپاہ گری مین بُرا کیا تب مین نے اطاعت ایسے شیر دلیر کی قبول کی ایسے بہادر کسکو ملتے ہین تیرا بھی اگر دل چاہے امتحان کر لے وہ برابر تجکو زیر کرینگے بیمان نے کہا مین چلکر ذرا اُسکی صورت تو دیکھون کہ کیسے ہاتھ پانون ہین کتنے بڑے قد و قامت کا جوان ہو بلمان نے کہا بھائی ظاہر مین تو چھوٹے سے قد کا آدمی ہو مگر زور کوٹ کوٹ کے رگ و ریشہ مین بھرا ہو بلمان ساتھ لیکر

یمان فیل سوار کو خدمت بابرکت مین شاہزادہ ایرج نوجوان کی آیا عرض کی حضور یہ میرا بڑا بھائی ہی یہ بھی آپکی اطاعت کرنا چاہتا ہی یمان صورت ایرج نوجوان کی دیکھکر جل گیا دلمین کہتا ہی کہ یہ تو اس قابل ہی کہ صحبت مین ہم بیٹھین ساقی بیجون مین اسکو شریک کرین نہ کہ ہم اسکے مطیع ہون مگر ظاہر مین کہا ای شہریار کل مین آپ سے امتحان کرونگا آج شب کو دعوت میری قبول فرمایئے ایرج نوجوان نے قبول کیا یمان نے اُسی وقت لشکر اُتارا بارگاہ استاد کرائی بلمان اور ایرج کو لیکر بارگاہ مین پہونچا ظاہر مین تو مصروف خدمتگزاری ہی باطن مین اسکو بڑا رشک ہی جلسہ جمایا ساقی بیجون کو طلب کیا ایک نازنین کو اشارہ کیا وہ سامنے حاضر ہو کے یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

بیمروت بیوفا تو باوفا کیونکر ہوا — خود غرض ناآشنا ہو آشنا کیونکر ہوا
خواجۂ قنبر کے گھر کا جو کہلایا فقیر — بادشاہ ہفت کشور ہو گدا کیونکر ہوا
کسنے دی معجز نمائی کسنے دی پیغمبری — یہ عصا موسیٰ تمھارا اژدہا کیونکر ہوا
وادیِ الفت مین آپ آوارہ پھرتا ہی خضر — خضر خود گمراہ ہو وہ رہنما کیونکر ہوا
توبہ کر تو برہمن سجدے یہ کرتا ہی کسے — بُت جو پتھر کا بنا ہو وہ خدا کیونکر ہوا
دعوتین رندون کی اب کرنے لگا پیر مغان — کتنا بڑا کم ظرف یہ ذی حوصلہ کیونکر ہوا
شاید اُس نازک کمر نے تیر مارا سینہ دوز — ورنہ بسمل طائر قبلہ نما کیونکر ہوا
مطلقاً آثار الفت پہلے کچھ پیدا نہ تھے — عقل حیران ہی یہ درد لا دوا کیونکر ہوا
گر نہین خون شہیدان ہو گیا عکس شفق — چھپتا ہو شوخ پھر رنگ حنا کیونکر ہوا
سنتے ہین جسکے سے خادم ہی وہ بت انسکا — رند تھا مرد قلندر پارسا کیونکر ہوا

عین گرمی صحبت مین یمان نے جام اپنے ہاتھ سے بھر اسلئے ایرج نوجوان کے آیا عرض کی غلام اپنے ہاتھ سے جام حاضر کرتا ہی اُمیدوار ہون نوش فرمایئے ایرج نوجوان نے محجوب ہوکر جام لے لیا اور بے اندیشہ انجام پی گئے دوسرا جام یمان نے بلمان کو دیا بلمان بھی پی گیا ساقی بیجون کو اشارہ کیا ساقی بیچے سب کو پلانے لگے تھوڑے عرصے مین سبکو شراب پلائی آخر ایرج بیٹھے ہوے اپنے نشئے کے جوش مین اُٹھے اُٹھتے ہی گرے بلمان برابر بیٹھا

وہ بھی گرانِ دونون جوانون کا گرنا ساٹھ ہزار فوج ساتھ تھی فرمایا بارہ ہزار قزاقون کو گھیر لو
فوج والون نے قزاقون کو گھیر لیا اُن بیچارون نے مجبور و ناچار ہوکر اطاعت کی ان دونون کو
مسلسل کیا ارا بے پر سوار کیا اب یہ دونون جوان ہوشیار ہوے ایرج نے کہا او نامرد تو نے کیا
حرکت کی بیمان نے جواب دیا تم ایسون کے واسطے یہی تدبیر مناسب تھی اب تمکو خدمت خداوند
مین لیجلونگا اُسی وقت بیمان نے کوچ کردیا قضاے کار شاپور شیر دل جو تلاش مین اپنے
آقا کی نکلا تھا پھرتا پھراتا جو اس طرف گذرا تو ایک پہاڑ پر چڑھ کے کیا دیکھا اسنے کہ ایک
لشکر گران اُترا ہوا ہے اور شاہزادہ ایرج نوجوان اور ایک اور جوان دیو خصال زنجیر مین
دونون کو جکڑے ہوے چند سپاہی لیے جاتے ہین شاپور شیر دل بیقرار ہوگیا حیران تھا
یہ کیا معرکہ ہوا آخر صورت بدل کر لشکر مین آیا احوال دریافت کیا مگر دل مین کہتا ہو آج ہی
رات کو آقا کو چھڑاونگا افسوس اس مصیبت مین شاہزادہ گرفتار ہوا رات کو سامنے
قید خانے کے آیا دیکھا سب ہوشیار بیٹھے ہوے اسی کی حفاظت کر رہے ہین کہ سامنے
سے گذرنا دشوار ہے گرد اُسی قید خانے کے پھرا کیا کوئی مقام ایسا نہ پایا کہ یہ جہان بیٹھکر
نقب دیتا رات بھر اسی فکر مین گذر گئی دیکھا شاپور شیر دل نے قیدی زندان مغرب
قید شب سے رہائی پاکر بالاے آسمان آیا شاپور شیر دل بہت حیران ہوا بیمان جو اُٹھا قریب
قید خانے کے آیا جا بجا دیکھا کہ نقب دینے کے نشان پائے جاتے ہین زمین پتھر کی
تھی نقب نہ لگی بیمان سمجھا کہ کوئی عیار میرے لشکر مین آیا مگر نگہبانی معقول تھی نقب
نہ دے سکا پریشان ہوا نگہبانون کی زبانی بھی معلوم ہوگیا کہ ایک شخص سیاہ پوش رات کو
کئی مرتبہ ہمارے سامنے آیا مگر ہمنے نہین آنے دیا ہوشیار رہے بیمان نے کہا کہ دس بارہ
منزلین طے کرنا ہین پہرے والے کہانتک جاگینگے آخر وہ عیار اپنا کام کر جائیگا ساتھ والون سے
صلاح کی کہ اگر تم سب کی صلاح ہو تو اس جوان کا سر کاٹ لون سب نے کہا بہت بہتر ہے
بیشک بقول آپکے عیار مسلمانون کے بڑے غضب کے ہین رہا کر لیجائینگے سر کاٹ کر لیجلیے
بیمان نے اُسی وقت میدان خونی کی تیاری کی جلاد خنجر برہنہ لیکر حاضر ہوے اور شلنگین
لگانے لگے ایرج و بلمان کو زیر تیغ لاکے بٹھایا جلاد نے کوسے کا خط گردن پر ایرج کی بنا

شاپور شیر دل ایک دوکان مین پڑا ہوا سو رہا تھا یقین تھا جب لشکر کوچ کریگا مین بھی اُٹھایا جاؤنگا مگر ہلڑ سُنکے اُٹھا مجمع مین آکے دیکھا سب سامان قتل مہیا ہی حیران تھا کہ اے شاپور اب کیا کرون یہان بہمان نے جلاد کو حکم دیا شاپور نے گوپھن کے پتھر سے کئی جلاد مارے چاہتا ہی جست کرکے قریب پہونچون نوجون کے اسقدر ہجوم ہین کہ پیک خیال کا گذر دشوار ہی حیران و پریشان ہی گوپھن لیے کھڑا ہی دعائین مانگ رہا ہی کہ اے کارساز و بے نیاز میرے آقا کو اس جلاد کے ہاتھ سے بچالے ظالمون کے ہاتھ سے نجات دے نظم

کردہ بر ہر کہ اے خالق کرم	او ندارد در زمانہ رنج و غم
چارہ ساز درد بیماران تولی	در سقیم الحال در رنج و الم
تو خبر گیر جہانی روز و شب	ہمدم و دمسازہ عالم دم بدم
ہر زبان در شرح اوصاف تولال	قاصر از تحریر وصفت ہر قلم
جلوہ گر در بتکدہ انوار تست	آشکارا صورتت اندر حرم
اے کرم گستر بنام نامیت	ختم شد بخشش سخاوت گشت تم

ایرج نوجوان بھی زندگی سے مایوس ہین بہزاد زمیندار کے کلیجے پر چھری چل رہی ہے کہ اسنے بخوف جان اطاعت قبول کی ہی نوجون مین گھرا کھڑا ہی سوچتا ہی کہ ذرا مین نے سرکشی کی تو مجھپر بھی اہل فوج ٹوٹ پڑین گے دل سے دعا مین مانگ رہا ہی آخر بہمان نے آواز دی کہ یارو دو گنہگارون کا قتل کرنا بھی دشوار ہی آخر یہ پتھر کہان سے آتے ہین کہ ایک سپاہی نے شاپور شیر دل کو دیکھ لیا پکار کر اُسنے آواز دی کہ اے پہلوان دوران دیکھیے یہ شخص پتھر مارتا ہے لوگ طرف شاپور کے دوڑے شاپور نے تیغہ کھینچا کسی کو خنجر کسی پر جاب مار دیا کبھی حقۂ آتشبازی داغا مگر یہ ایک طرف کو رخ کیے ہوے بھاگا چلا جاتا ہی قضاے کار صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے نورالدہر بن بدیع الزمان اسب پریوش پر سوار چلے آتے ہین ہلڑ جو سُنا سر اُٹھاکے بنگاہ غور دیکھا ایرج نوجوان کو زیر تیغ پایا بیقرار ہوگئے وہین نعرہ کیا باشید اے کافران بیحیا و اے نابکاران پُر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نہ داند بشناسد

نعرۂ نورالدہر بن بدیع الزمان

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی	کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
پناہ لشکر اسلام نور الدہر گزینش	عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خواندہ

نعرہ کرکے آواز دی ای برادر نہ گھبرانا مین آپہونچا شاپور شیر دل نے جو اتنی مہلت پائی کہ
شاہزادۂ نور الدہر کافرون پر آپڑے تلوار چلنے لگی شاپور نے قریب جا کے ایرج کی ہتھکڑی
کاٹی ایرج نے بیڑیان توڑین گلے کے طوق کو مروڑ ڈالا بلمان کی قید کاٹی بہزاد نے بلوہ
کردیا نور الدہر لڑتے بھڑتے ہوئے طرف ہیمان بے ایمان کے چلے ایرج نوجوان نے
بیتاب ہوکے آواز دی او کشتی گیر زادے خبردار میرے حریف کے سامنے نہ جانا افسر پر ہاتھ
نہ اٹھانا نور الدہر لڑتے بھڑتے ہوئے ایک جانب کو چلے گئے سوچے کہ اگر گھر جاؤنگا تو
اس بدزبان سے فساد ہوگا لہذا نکل چلو شبرنگ عیار بھی ہمراہ ہی جب ایرج نوجوان
نے دیکھا کہ نور الدہر لڑتے بھڑتے ہوئے چپکے نکلے چلے گئے تو خود جنگ کرتے آ
قریب بلمان کے بھائی ہیمان فیل سوار کے پہونچے للکار کر آواز دی او نا[illegible]
انجام دیکھا ہمنے رہائی پائی تیری اب شامت آئی اب ہمکو اپنی جرأت دکھا بلمان مثل
دیو کے جھومتا ہوا قریب ہیمان کے آیا کسی کی گردن توڑ ڈالی کسی کو مع گینڈے اٹھالیا
زمین پر دے مارا کہ استخوان بدن چور چور ہوئے چاہتا ہو کہ ہیمان کی کشتی کھینچے ہو ایرج
نوجوان کو پیچھے ہٹا کے آپ آگے بڑھ گیا قریب اپنے بھائی کے آیا بھائیون بھائیون
مین تلوار چلنے لگی دو چار ضربین رد ہوئی تھین کہ ہیمان نے ہیمان شکنی کی کہا او بلمان دیکھ
پشت پر کون آگیا بلمان پلٹا ہیمان نے ہاتھ تلوار کا مار دیا سر بلمان کا زخمی ہوا چاہا کہ
سر کاٹ لون بلمان نے آواز دی ای آقا سنا مدار و شہنشاہ والا تبار غلام نثار ہوتا ہی ایرج
نے جو بلمان کو اس حال مین دیکھا صفون کو درہم و برہم کرتے ہوئے قریب ہیمان کے پہونچے
للکار کر آواز دی او نامرد مکر کا بہت پابند ہی اس شیر دلیر کو مکر سے زخمی کیا ہمارے سامنے
تو آ ہیمان فیل سوار ایرج نوجوان پر آپڑا ایک ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے سب
وار خالی دیے تیغ کو اپنے جھکایا خبردار کہکے ہاتھ مار دیا تیغہ دو دمۂ سکندری دست
زبردست ایرج نوجوان نے جو پڑا قرص سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سر کو کاٹکے جگر بھی

تلوار نے کاٹا اور پہلوان بھی شاہزادے پر ٹوٹ پڑے مگر اس دلیر نے کئی سو پہلوان نامی و زبردست اُسی مقام پر کھڑے کھڑے قتل کیے شاپور شیردل رکاب ظفر انتساب سے لپٹا ہوا پشتیبانی کر رہا ہو جو پشت پر آیا اُسے خنجر مار کے گرادیا کبھی حقۂ آتش بازی داغا دس پانچ کے منھ پر پھینکا جب پیمان مارا گیا فوج والے بدحواس ہوے کچھ بھاگ گئے بعضوں نے جو نہ بھاگے تھے چادرین ہلادین آخر کار بلمان نے سب کو لا کے حاضر خدمت کیا اور عرض کی کہ ای شہریار یہ سب اطاعت کرینگے ہفت پیکر پر سب نے لعنت کی اب ایرج نوجوان نے سبکو کلمہ پڑھایا اُسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی کل پہلوانون کو لیے ہو بارگاہ مین آئے بعد کئی دن کے جب لشکر جمع ہوا شمار جو کیا ستر ہزار جوان ساتھ ہین دوسرے دن لشکر کو تیار کیا طرف مبہوت تیغ زن کے چلے لشکر منزل بمنزل چلا جاتا ہی مبہوت تیغ زن اپنے قلعے مین ملکہ کی الگ عجیب حالت ہی باغ مین ہمراہ صبا سے سبک رو کے یاد مین شاہزادے کی رویا کرتی ہین جب انکا عیار عرض کرتا ہو کہ ای ملکۂ عالم صبر کیجیے انشاء اللہ شہریار صحیح و سالم آ کے حضور سے ملاقات فرمائینگے ملکہ بیقرار ہو کے فرماتی ہین ای صبا سے سبک رو مین کیا صبر کرون کیونکر جبر کرون میری تو یہ کیفیت ہی نظم

سکت کہان جو کرے تیرا ناتوان فریاد
یہ ہی یقین کہ جائیگی رائگان فریاد

اُسے تو آہ کا یارا نہین کہان فریاد
مگر کرین گے کبھی بہر امتحان فریاد

گئین جو حسرت دیدار لے کے دنیا سے
کرینگی حشر کو آنکھون کی پتلیان فریاد

فراق یار مین جو ہوسکا وہ کر دیکھا
نہ آہ و نالہ کرون مین نہ اب فغان فریاد

چھٹیگا بعد فنا بھی نہ شغل نالہ کشی
کرین گے شکل مزا میرا استخوان فریاد

تمھارے واسطے نالان ہین سارے خرد و بزرگ
جو پیر کرتے ہین آہین تو نوجوان فریاد

ترے فراق مین اوبت کرا ہنے کے سوا
قسم خدا کی جو آئی ہو تا زبان فریاد

اخیر ہو باد بہاری کا آہ مین میری
وہ گل کرے لب نازک سے غنچہ سان فریاد

گئین وہ عشق کے ہمراہ رنار تافیرین
سنیگا کون اثر بار اب کہان فریاد

جب ملکہ بہت بیقرار ہوئین تو صبا سے سبک رو نے عرض کی کہ غلام برلے تلاش

شاہزادہ والا قدر جاتا ہی ملکہ نے کہا بھیا کسکو تلاش کروگے اب ہمارے اُنکے عدم مین ملاقات ہوگی سر دربار مبہوت تیغ زن کہتا ہی کہ مین نے اُنکو مارڈالا صبا سے سبک رو نے کہا حضور بالکل جھوٹ ہی یہ وہ شیر ہین کہ لاکھون مین اکیلے لڑتے ہین مبہوت کے ہاتھ سے بھلا وہ شیر دلیر مارا جائیگا اُس ایسے صدہا پہلوان اُنھون نے مارڈالے ہونگے یہ کہکے رات کو صبا سے سبک رو نکلا اِدھر سے تو یہ جاتا ہی اور اُدھر سے نسیم سبک رو آتا تھا ہرچند کہ صبا صورت بدلے ہوے تھا مگر طرز رفتار سے نسیم نے پہچانا پکار کے آواز دی میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ صبا گھبرایا مگر اُسوقت ٹھہرنا ہی مناسب سمجھا سامنے آکے پہونچا کہا کیون حضرت صاحب خیر تو ہی نسیم نے جو نگاہ ملائی تو بخوبی تمام پہچانا کہا ای صبا چل تجکو شاہ نے بلایا ہی اگر صاف صاف بتادیگا تو تیری جان بخشی ہوگی صبا نے کہا آپ کچھ دیوانے ہوے ہین مین ایک غریب مسافر ہون تلاش معاش مین نکلا ہون اس زمانے مین جھنگی ہی اہل و عیال تراپ رہے ہین کہین سے تلاش کرکے لاؤن بال بچون کو کھلاؤن نسیم نے کہا ارے تو میرے سامنے باتین بناتا ہی مجسے چھپاتا ہی اب یہان سے فوجین گئی ہین اُس جوان کو گرفتار کرکے لائینگی سب حال کھل جائیگا تو کیون چھپاتا ہی صاف صاف ظاہر کردے صبا انکار کررہا ہی آخر باپ بیٹون مین پیچ چلنے لگا مگر نسیم جہان دیدہ کار آزمودہ اور صبا نوجوان ایک جلد پر نسیم نے کہا ارے اسکی مشکین تو باندھ لو صبا سے سُبک رو نے یہ سُنکر منھ پھیرا نسیم نے حلقہ ہاے کمند اسکی گردن مین مارے صبا سے سُبک رو زمین پر گرا باپ نے بیٹے کو حباب مارا صبا بیہوش ہوا صحرا مین لاکے اُسنے اپنے بیٹے کو ایک درخت سے باندھ لیکر کھڑا ہوا پوچھا کیون ای بیٹا اب بھی صاف صاف بتادے کہ تو گنہگار شاہ دوست ہوا کیا وجہ تھی جو تو نے قید سے اُسکو رہا کیا اگر صاف صاف ظاہر کردیگا تو تیری جان بخشی کردونگا ورنہ سر کاٹ کر سامنے بادشاہ کے لیجاؤنگا صبا سے سبک رو پریشان ہوا کہ باپ کو کیا جواب دون اگر اصل امر کہتا ہون تو راز کھلا جاتا ہی نہین اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق پر کیا گذرے آخر یہ جواب دیا کہ ای باباجان۔ اُسکی جوانی پر رحم آیا عیاری کرکے رہا کردیا نسیم سبک رو تو خود عیار ہی مکار طرار ذرا ہی قہقہہ

مار کے ہنسا کہا اے فرزند یہ بات تیری لائق اعتبار کے نہین یہ امر تیرے حوصلہ نے کیونکر گوارا
کیا یہ کسی جلیل کا کام ہے صاف صاف بیان کر صبائے سُبک رو نے کہا بابا جان آپکے
سامنے میری کیا مجال ہے کہ مین خلاف عرض کرون نسیم نے ہوا کو باندھا ہے جب صبائے سبک رو
نہ قبولا تو صبا کے نسیم نے ایک کوڑا مارا صبا بلبلا گیا کہا اے باپ اگر قتل ہی کرنا منظور ہے
تو خنجر مار دے سر جدا ہوجائے کوڑا اب نہ مارنا نسیم نے اور کوڑا مارا کہ بدن سے اسکے خون
جاری ہوگیا اب تو یہ کیفیت ہے کہ صبائے سُبک رو تڑپ رہا ہے اور نسیم کوڑے مار مار کر
پوچھتا ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی نسیم بھی دیکھنے لگا صبائے سُبک رو نے دیکھا پشت پر
فوج ظفر موج آگے آگے سب کے ایک مرکب باد رفتار رفرف کردار پر نقد روح قاسم
ذیشان شاہزادہ ایرج نوجوان مرکب کو اڑاتے ہوئے چلے آتے ہین بلمان مردم در
قزاق پہلو مین مثل دیو کے جھومتا ہوا گینڈے پر سوار شاپور شیر دل رکاب ظفر انتساب پر
ہاتھ رکھے ہوئے صبائے سُبک رو نے جو ایرج کو دیکھا بیقرار ہوکر آواز دی شاپور نے
جو صبا کو بیچارا نیمچہ کھینچکر جا پڑا نسیم نے خنجر کھینچا کہ صبا کا سر کاٹ لون ایرج نے دیکھا کہ
یہ جب تک پہونچیگا وہ صبا کا سر کاٹ لیگا کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بجر کمان مین
پیوست کیا آواز دی او جلاد صاحب بیداد اگر ایک موے جسم بھی صبا کا کم ہوا تو یہ تیر وہ
ہے کہ اندھیری شب مین چشم مور پر پڑے نسیم شاپور شیر دل کو تو خیال مین نہ لایا مگر ڈر گئے
سے کمان کے بھاگ کر ایک نخل کی آڑ پکڑ کے کھڑا ہوگیا دل مین کہ رہا ہے کہ اسکے تیر سے تو اپنے کو
بچاؤن پھر جب یہ عیار آئیگا تو دیکھا جائیگا میرا کیا کر سکیگا اسکی بھی مشکین باندھکر لیجاؤنگا ایرج
نے دیکھا کہ وہ عیار ایک نخل کی آڑ پکڑے کھڑا ہے وہین سے ایسا ایک تیر تاک کے مارا کہ
نخل کو توڑ کر شانۂ نسیم نشانہ کیا اب اتنے عرصے مین شاپور بھی قریب پہونچا اور للکارا
بیحیا میرے سامنے تو ٹھہر اور جھپٹکر ایک نیمچہ جو مارا تو کمند کٹ گئی اور صبائے سبک رو
رہا ہوا شاپور شیر دل و نسیم سبک رو سے نیمچہ چلنے لگا شاپور نے کمر تاکر ہاتھ پر نیمچہ مارا
نسیم کا ہاتھ کہنی سے کٹ کے گرا اب نسیم بھاگا ہاتھ اپنا کٹا ہوا لیتا گیا اسکے بعد ایرج بھی مع
لشکر ظفر اثر کے آ کے پہونچے صبا سے سب حال دریافت کیا اُسنے سب کیفیت ملکہ کی بیان کی

اور کہا حضور ملکہ کا عجب حال ہی جس روز سے آپ نکل گئے یہ سمجیا میری تلاش مین تھا آج مین آپکی تلاش مین نکلا اس سجیا نے مجکو پایا مین نے اسکے ہاتھ سے یہ صدمے اٹھائے مگر ملک کا نام نہین لیا اب مجھے رخصت کیجیے مین اپنے کو خدمت مین ملکہ کی پہونچاؤن ایرج نے کہا ہماری جانب سے کہنا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان ہم لشکرکشی کر کے آئے ہین باپ سے تمھارے مقابلہ کر کے تمکو لین گے مگر اب تمھاری یاد مین ہماری یہ کیفیت ہی نظم

قفس سے کم نہین ہی روح کو تن ہجر جانان مین
یہ یوسف دیکھیے کب تک رہے محبوس زندان مین

گدائے حسن کو للہ اک بوسہ چھپا کر دو
سخی کو اجر ہوتا ہی زیادہ خیر پنہان مین

ہوائے گلشن ایجاد اگر انصاف پر آئے
جلے قمری کا خون روغن کی جا سرو چراغان مین

وہی دکھلائیگا مجکو بھی صورت میرے یوسف کی
دوبارہ جسنے بخشا نور چشم پیر کنعان مین

بظاہر گو ہون دیوانہ پر اتنا ہوش ہی مجکو
رفو کرتا ہون لیکر تار دامن کا گریبان مین

گنا جاتا ہون مین بھی آسمان کے میہمانون مین
مری قسمت کا بھی ٹکڑا ہی اسکے خوان الوان مین

سناتی ہی صبا اسکو بہار آئی تو آنے دے
قفس مین قید ہی بلبل مین دیوانہ ہون زندان مین

تلاطم سے محیط عشق کے عاشق کو کیا ڈر ہے
نہین کچھ نوح کی کشتی کو خوف غرق طوفان مین

برہنہ دیکھکر عاشق مین جان تازہ آتی ہی
سراپا روح کا عالم ہی تیرے جسم عریان مین

کبھی خوف خزان ہی اور کبھی صیاد کا کھٹکا
بناؤن کیا سمجھکر آشیانہ اس گلستان مین

مین سمجھا شہسوار آتا ہی میرا ترکتازی کو
بگولا جب کبھی اٹھتا نظر آیا بیابان مین

مہیا کو بکو سامان ہی اب میری وحشت کا
نظر آتا ہی جو لڑکا بھرے ہی سنگ دامان مین

گیا جو فاتحہ پڑھنے ترے کشتون کے مدفن پر
صدائے حبذا قاتل سنی گنج شہیدان مین

تو قادر ہی تری قدرت نمائی سے عجب کیا ہی
زمرد کے اگر پتے ہون پیدا شاخ مرجان مین

نہ ڈر افعال بد سے تو جو مومن ہی تو ناجی ہی
سفینہ آل احمد کا نہین آئیگا طوفان مین

مجھے گو بے سرانجامی نے بھیجا پہلی منزل پر
رہا ہر ایک ہمراہی مرے مرنے کے سامان مین

ستم کرتے ہین اہل ظلم اورون کی حمایت پر
پرون سے تیر کے ہی طاقت پرواز پیکان مین

طبیعت سے نہ جائیگی رند جو ہی جوہر ذاتی
مثال شیر خلقی ہی حرارت مرد میدان مین

صبائے سُبک رو نے عرض کی ای شہریار مین نے آپکو ملکہ سے زیادہ بیقرار پایا اور یہی حال
ملکۂ عالم کا بھی پایا شب کو غلام کے ساتھ چلیے چل کر ملکہ سے ملاقات کر لیجیے ہرچند کہ شاپور
نے منع بھی کیا لیکن ایرج نے نہ مانا شب کو صبا نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک ضعیفہ
عورت کی شکل بنکر تیار ہوا ایرج و شاپور کو ساتھ لیا طرف باغ ملکہ کے چلا مگر حال نسیم کا عرض
کرتا ہون کہ کٹا ہوا ہاتھ لیکر سامنے مبہوت کے آیا تمام کیفیت بیان کی کہ وہ گنہگار لشکر لیکر
آیا ہی ساٹھ ستر ہزار کا مجمع ساتھ ہی بلبان مردم در ایسے پہلوان کو زیر کر کے لایا ہی عیار بھی اُسکا
اُسکے ہمراہ ہی مبہوت نے کہا قضا اُسکی دامنگیر ہی یہی اُسکے قتل کی تدبیر ہی کل مین قلعہ سے لشکر
لیکر نکلونگا مشکین باندھ کر لاؤنگا دار پر لٹکا کر اُسکو تیرباران کرونگا نسیم خاموش ہو رہا رات کو
خبر کے واسطے نکلا ایک کوچے مین کھڑا تھا دیکھا اسنے تین شخص آتے ہین ایرج ہتھیار لگائے
ہوئے آگے آگے پشت پر دونون عیار اسنے ایرج کو پہچانا مگر حیران ہی کہ یہ ضعیفہ کون ساتھ
ہی معلوم یہ ہوتا ہی کہ شہر مین جو کوئی اسکا مددگار رہی اُسکی ملاقات کو جاتے ہین دل مین یہ سوچ کر
اسنے پیچھا کیا یہان ملکہ ماہ پیکر انتظار مین اپنے عیار کے پٹ پر اپنے دروازے کے ہاتھ
رکھے ہوئے زار زار مثل ابر نوبہار کے رو رہی ہین کنیزین سمجھا رہی ہین کہ واری وہ عیار
آپکا خبر معقول لیکر آئیگا خالی نہ پلٹے گا کہ سامنے سے دیکھا تین شخص آتے ہین ایک ضعیفہ
آگے بڑھی اُسنے پکار کے آواز دی واری مبارک مین شاہزادے کو لیکر آئی لشکر گران لیکر شاہزادہ
قریب قلعے کے پہونچ گیا مجھے حضور نے نہین پہچانا مین ہون صبائے سُبک رو ملکۂ عالم نام
ایرج نوجوان کا سنکر باغ سے نکل آئین دوڑ کر شاہزادے کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ ای شہریار
یہ ایک مہینہ ہم پر کس مصیبت مین کٹا شبہائے تاریک ہجران نے جان لینے کا ارادہ کیا
مگر جان بڑی سخت ہی ایرج نوجوان نے گلے سے لگا لیا کہا ای ملکۂ عالم نہ گھبراؤ اگر مبہوت
قلعہ بند ہوگا تو سرسواری قلعہ لونگا اور اگر مقابلے مین آیا مشکین باندھکر تمھارے سامنے
لاؤنگا سب حال تمپر کھل جائیگا خواصون نے بھی آ کے گھیر لیا ایرج نوجوان ساتھ ملکہ کے
باغ مین آئے نسیم نے دور سے یہ سب معرکہ دیکھا حیران تھا کہ یہ کیا ہوگیا دیوار باغ پر آیا ملکہ کو
پہلوے ایرج مین پایا ایک جانب اپنے بیٹے کو ایک جانب شاپور کو دیکھکر نسیم باغ کی دیوار سے

اُترا خیال مین آیا کہ جاکر بادشاہ سے خبر کرون قلعہ کا بھی پھاٹک بند کرلین گھیر کر اِس جوان کے ٹکڑے کرین دونون کیا گھُلے ملے ہوے بیٹھے ہین یہ سوچ کر نسیم بھاگا دروازے پر بادشاہ کے آیا محلدار سے کہا بادشاہ کو جگا دو کہ نسیم سُبک رو دروازے پر حاضر ہے محلدار نے جاکر بادشاہ کو جگایا مبہوت تیغ زن آنکھین ملتا ہوا باہر آیا پوچھا اے نسیم کیا ہے کہا اے شہریار آپ بڑے صاحب اقبال ہین مین سب طرح حضور کی بہتری چاہتا ہون صبا سُبک رو بیٹا میرا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر گنہگار شاہی اور اُسکے عیار کو ہمراہ لیے ہوے آپکی صاحبزادی کے باغ مین آیا ہوا ہے ہرچند کہ مین نے ایک وقت مین اپنے لڑکے کو گرفتار کرکے کوڑے بھی خوب مارے تھے مگر اُسنے حضور کی صاحبزادی کا نام نہ بتایا اور اب تو چھوٹے ہوے پہلو گنہگار مین دونون بیٹھے ہین آپس مین راز و نیاز کی باتین ہو رہی ہین شکوے و شکایت کھُلے ہوے ہین اگر میدان مین حضور سے اور اُس گنہگار سے مقابلہ پڑا تو وہ غالب آتا یلمان مردم در ایسے قزاق کو وہ زیر کرکے لایا ہے خداوند ہفت پیکر نے تقدیر کھینچ کے آپکے قبضے مین اُسکو کردیا اب فوج لیکر چلیے اور ہر چہار جانب سے گھیر کر مار لیجیے قلعے کا پھاٹک بھی بند کر لیجیے کہ فوج والون کو بھی اُسکے خبر نہ ہونے پائے یہ سُنکر مبہوت تیغ زن نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار کرو چلکر ملکۂ عالم کے باغ کو گھیر لو اے نسیم شباب رو حقیقت مین وہ جوان بڑا بہادر ہے مین نے پشت پر سے زخمی کیا تھا اگر یہ فریب نہ کرتا تو مین اُسپر غالب نہ آتا تھوڑے عرصے مین ڈیڑھ لاکھ فوج تیار ہوگئی مبہوت نے حکم دیا کہ خزانے پر بھی پہرے نہ رہین وہ بھی تیار ہو کر آئین سب ڈیڑھ لاکھ سوار و پیدل لیکر طرف باغ ملکہ کے چلا نسیم سُبک رو کو یہ بڑی فکر ہے کہ مین شاپور شیر دل کو کسی طرح ضرور قتل کرون اُسنے میرا ہاتھ قلم کیا ہے مین اُسکا جب تک تن سے سر جدا کرونگا اُسوقت تک میرے دل کو آرام نہ آئیگا یہان ایرج نوجوان بصد شوکت و عظم و شان پہلوے ملکہ مین بیٹھے ہوے ہین باتین مزے مزے کی آپس مین ہو رہی ہین دفعتہ بیٹھے بیٹھے صبا سبک رو نے عرض کی حضور میرا خود بخود اس وقت دل گھبراتا ہے اے آقاے نامدار آپ نے بُرا کیا کہ میرے ساتھ چلے آئے ایسا نہو کہ بادشاہ کو خبر ہو جائے تو کیسی مشکل ہو لشکر ظفر اثر حضور کا بیرون قلعہ ہے یلمان مردم در کو خبر نہین ہے اب

پھر دوپہر یہان ضرور بیٹھے گا ملکہ کو آپ کی جدائی گوارا نہین ہوگی اگر سناسب سمجھیے تو مین
آپکے لشکر کے سپہ سالار کو خبر کردون کہ وہ ہوشیار رہے شاید نسیم سبک رو خبر کردے
اور وہ رات کے وقت ارادہ شبخون کا کردے تو پھر بڑی خرابی ہوا ایرج نوجوان نے
قبضے پر ہاتھ ڈال کے کہا اے صبا سبک رو مبہوت تیغ زن کو نہایت ہی دعوائے
جرائت ہی وہ شبخون کا ہرگز ارادہ نہ کریگا مجکو بہت کمزور سمجھے ہوئے ہی مگر تم بچتے ہوئے جانا
ایسا نہو کہ نسیم تمکو دیکھ لے باپ ہو کر تمھارا دشمن ہو رہا ہی شاپور شیر دل نے کہا آپ
بجا ارشاد فرماتے ہین صبا سبک رو ایرج نوجوان سے یہ باتین کر کے بشکل اصلی
باغ سے نکلا آدھ کوس راستہ طے کیا تھا کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا بادشاہ گھوڑے پر سوار
نسیم سبک رو آگے پشت پر فوج ہی لیکن سب اسی طرف چلے آتے ہین صبا یہ دیکھ کے
پیچھے ہٹا سوچا کہ مجھے جو خیال تھا آخر وہی ہوا مبہوت تیغ زن کو خبر ہوگئی مین جا کے
بلمان مردم در کو خبر کردون کہ وہ فوج لیکر آئے ایسا نہو کہ شاہزادہ میرا گھر جاے عنایت
خدا سے وہ صف شکن تیغ زن قوی تن قوی امن ہین اس لشکر سے اکیلے لڑنے پر مستعد
ہوجائینگے یہ دل سے باتین کرتا ہوا دوسرے راستے سے بھاگا پھاٹک پر قلعے کے آ کے
دیکھا دروازہ بند ہو رہا ہے صبا سبک رو دوسری طرف آیا ایک موری کی سلاخین
سوہن سے کاٹین اُسمین سے نکل کے بھاگا یہان بلمان مردم در لشکر کا طلایہ دے رہا ہے
ساتھیون سے کہتا ہی یارو غضب ہوا کہ آقا اکیلے قلعے مین گئے ہین ایسا نہو راہ مین روکے جائین اور
خدانخواستہ دشمنون مین گھر جائین مین تو عاشق جمال عدیم المثال ہون جبسے آقا نے مجکو زیر
کیا مین یہی چاہتا ہون کہ لمحہ بھر اُنکے سامنے سے نہ ہٹون جمال اُس شاہزادے کا دیکھا کرون میرا
دل اندر سے گھبرا رہا ہی ہرچند کہ آقا ے نامدار ایسے نہین ہین کہ ہزار دو ہزار سے منھ پھیرین شیر
کے مانند گلہ گوسپندان مین آپڑتے ہین ماشاء اللہ کس خوبصورتی سے جنگ مغلوبہ مین لڑتے
ہین افسرون کو گھیر کر مار لیتے ہین مین نے اُنکی لڑائی کا طریقہ سب پہلوانون سے الگ دیکھا ہی
ہمکو تو اب معلوم ہوا کہ طرز جنگ مین ہم بالکل دخل نہین رکھتے ساتھ والے کہ رہے ہین کہ
یہ نبیرۂ صاحبقران اعظم فنون سپاہ گری کے محرم ہین اس خاندان کی لڑائی کا طریقہ سب سے

الگ ہے سب فرزندان صاحبقران جلیل بہادر خوبصورت صاحب شوکت صاحب لیاقت
طرز جنگ مین وحید عصر یہ باتین ابھی ہو ہی رہی تھین کہ بلمان نے دیکھا صبا سبک رفتار
بدحواس دوڑا ہوا چلا آتا ہے پکار کر آواز دی ای سپہ سالار آقاے نامدار باغ مین ملکہ کے
ہین مبہوت تیغ زن نے ڈیڑھ لاکھ فوج سے آکے گھیر لیا میرے سامنے جنگ شروع ہوئی
پھاٹک قلعے کا بند ہو گیا تھا اب تم کیونکر شریک جنگ ہوگے بلمان مردم در یہ سنکر گھبرا گیا
کہا ای صبا مین اپنی جان دونگا میرا دل پہلے ہی سے دھڑک رہا تھا مین نے بر وقت جانے
کے آقا کو سمجھا بھی دیا تھا ہاے افسوس میرا کہنا اُنھون نے نہ مانا یہ کہکر گینڈے پر سوار ہوا
بارہ ہزار قزاق اسکے طلا سے پرساتھ موجود تھے اُنھین کو ہمراہ لیکر چلا صباے شبک رو
نے کہا بھی کہ کل لشکر کو ہمراہ لے لیجیے وہان فوج زیادہ ہے بلمان نے کہا عرصہ ہوگا یہ بارہ ہزار
قزاق جنگ آزمودہ ہین قلعہ پر جا پڑینگے صبا نے لشکر مین آکر آواز دی کہ یارو آقا قلعہ مین
گھر گئے کل فوج والون کو شاہزادے کے نام سے عشق ہے جو ہین نام اپنے آقا کا سُنا
فوراً آنکھین اپنی اپنی ملتے ہوے اُٹھے سوارون نے گھوڑون پر کاٹھیان ڈالین پیدلون نے
سپر و شمشیر ہی صرف ہاتھ مین لے لی اور روانہ ہوے یہان قلعے کے پھاٹک پر گولہ انداز توپون کو
درست کر رہے ہین بتیان برابر لگی ہوئی ہین ایک جانب تیل کے کڑھاؤ اُنمین تیل بھرا ہوا نیچے
اُنکے آگ روشن ہے کہ دیدبان نے دیکھکر آواز دی یارو بلمان مردم در فوج کو لیے ہوے آتا ہے
گولہ اندازون نے یہ سُنکر توپون کو جھکا کے کان مین ایک دوسرے کے نہین معلوم کیا بڑھ بڑھ کے
کہا کہ یکدفعۃً توپین کڑکین اور گرجین اور آگ اُگلنے لگین بلمان مردم در نے جو دور سے دیکھا کہ
گولہ پڑنے لگا گینڈا پھیر کر قزاقون کو آواز دی قزاق ایک ہی طاق و مشاق تھے اُنھون نے
پیدلون کو اشارہ کیا کہ تم لوگ تو پہنچا و جب ہم قلعے مین داخل ہو جائین تو تم آنا گھوڑون کو کوڑے
مار کر داہنے بائین سب نکل گئے اہل قلعہ نے دیکھا کہ بالکل میدان پاک و صاف ہوا توپین
روکین کہ پہلوون سے گرد اُڑی دیکھا بلمان گرد ہلاتا ہوا قزاقون کے گھوڑے اُڑتے ہوے
اسقدر جلد آکے پہونچے کہ گولہ انداز فیر نہ کر سکے بلمان مردم در برابر پھاٹک کے پہونچا گینڈا اُڑا کے
خندق کے پار آیا قزاقون نے گھوڑے خندق مین ڈالدیے گھوڑے اس پار آئے اور پھاٹک

توڑکر اندر گھسے در قلعہ پر تلوار چلنے لگی بلبان مثل فیل مست کے جھومتا ہوا جس طرف گیا پرے
کے پرے پامال کر دیے لاشون سے میدان بھر دیے مارکر اہل قلعہ کو بلبان چلا باقی ماندہ بیدل
جو پیچھے رہگئے تھے وہ بھی آپڑے قلعے مین گھس آئے وہان ایرج نوجوان کو کنیزون نے خبر کردی
کہ حضور باغ چہار جانب سے گھر گیا مبہوت تیغ زن بیاہنا ہو اندر گھس آئے ایرج تلوار ٹیک کر
اُٹھے ملکہ بھی سوار ہوئین چار سو کنیزین پشت پہ مبہوت تیغ زن در باغ کے قریب کھڑا ہوا
حکم دے رہا ہو کہ دروازہ کھود کر گرا دو بیلدارون نے ارادے کیے ہی تھے کہ خود بخود دروازہ
کھلا دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب ششجہت افروز جہانداری باغ سے طالع ہوا نعرہ
کیا کہ او مبہوت یہ کیا نامردی ہو کہ عورتون پر تو نے لشکر کشی کی ہو یہ کہکے پہلے تو بیلدارون کو قتل
کیا مبہوت تو بھاگ کر فوج مین آیا کہا یارو وہ گنہگار نکلا جاتا ہو سب گھیر کر مار لو سب فوج بڑھی
مگر شاپور شیر دل نے بڑھکر حقہ آتشبازی مارے ہر چند کہ ایرج منع کرتے ہین کہ اے یار وفادار
اسکی کیا ضرورت ہو مین جاکر مبہوت مردود کو مارتا ہون شاپور کب مانتا ہو ایک جست و چالاک
جنگ مین بیباک ہو چند حقے آتشبازی کے مارکے پشت پر اپنے آقا کی آیا ایرج غول پر آکے
گرے شاپور پشتی بانی کر رہا ہو جو پشت پر آیا اُسے خنجر مارکے گرا دیا ایرج نوجوان کی برق شمشیر
تڑپ رہی ہو افسرون کو تاک تاک کے مارا گرا دانکے مرکب کے ہر لاشہ پڑا ہو ہر لاشہ مثل مرغ بسمل
کے تڑپ رہا ہو مبہوت نے پکار کر آواز دی ارے یارو یہ جوان اکیلا سارے لشکر کو تباہ کر رہا ہو
سب مل کے اسکو گھیر لو کہ نسیم نے ڈرکے خبر دی ذرا باغ کی جانب ملاحظہ فرمائیے ملکہ عالم مع کنیزان
باغ سے نکل آئی ہین تیر و کمان لیے لیس کھڑی ہین پہلے انکو گرفتار کیجیے مبہوت گینڈا بڑھا کر
اُس طرف چلا دس ہزار سوار جرار اسکی پشت پہ ہین ملکہ نے جو دیکھا کہ یا جان تو ادھر آنے کا ارادہ
رکھتے ہین کنیزون کو آواز دی کہ اسے تیر مارو یہ کہکے اپنے کاندھے سے بھی کمان اُتاری چار سو تیر
جو ایک مرتبہ چلے چار سو کافر گھوڑون سے گرے تڑپ تڑپ کر تمام ہوے مبہوت نے گینڈا آگے بڑھایا
دور پکار کر آواز دی او گیسو بریدہ آکے سبکو پامال کرونگا تیرا وہ حال کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان
ہوا تیرے حال پر روئین اور مجھکو ترس نہ آئے تو نے بربادی ملک کا ارادہ کیا او ننگ خاندان
کچھ مجھکو میرا خوف نہین ملکہ نے پکار کر آواز دی بس دور ہی رہیے قریب نہ آئیے ورنہ میرے ہاتھ سے

پھا

قتل ہو جیسے گا مبہوت تیغ زن نے گینڈا بڑھایا تلوار ہلاتا ہوا بڑھا ملکہ نے تیر تاک کر گینڈے
کی آنکھ پر مارا گینڈے نے جست کی دوسرا تیر ملکہ نے مارا کہ شانہ مبہوت کا نشانہ ہوا اتو بہت
جھلایا کل فوج کو پکار کر آواز دی یارو پہلے اس گیسو بریدہ کا خاتمہ کرو سب سوار و پیدل سمٹ کر
اسی طرف چلے چند نے ایرج نوجوان کو گھیرا سب نے ملکہ پر بلوہ کیا ملکہ نے دیکھا ڈیڑہ لاکھ
فوج کا اسی طرف رخ ہے گھبرا گئیں دل کو خدا سے رجوع کیا پکارنے لگیں اے معبود دائی موجود
وقت مدد ہے ان ظالموں کے ہاتھ سے بچائیے نظم

می طپید در سوز عشقت سینۂ سوزان ما — در غم ہجر تو گردید دیدۂ گریان ما
کن نظر یا رب بحال بے سر و سامان ما — گوش فرما بر صدائے نالہ و افغان ما
وقت تنہائی توئی یار از ہمہ یاران ما — تو مددگاری بس از جملہ مددگاران ما
اشرف المخلوق کردی شکل انسان ساختی — در گروہ بندگان خود فزودی شان ما
خاکیان را رتبہ بخشیدی تو بر افلاکیان — از فلک کردی بلند اندر زمین ایوان ما
جیب ما از دولت علم و ہنر پر ساختی — بستۂ نقد زرہ گوہر تو در دامان ما
شستہ گردد گر بآب دیدہ ما نیست دور — نامۂ اعمال ما و دفتر عصیان ما
حمد حق در پارسی کردیم ما ہنادی رقم — دفتر توحید ہست اندر سخن دیوان ما

ایرج نوجوان نے دور سے ملاحظہ فرمایا کہ مبہوت تیغ زن نے کل فوج سے ملکہ کو گھیرا ہے بسبب
تیر اندازی کے جو نامرد قریب نہیں پہونچ سکتے وہ دور سے تیر لگا رہے ہیں ایرج نے بیتاب
ہو کر گھوڑا بڑھایا اور پکار کر آواز دی او نامردو تم ہمسے آکے مقابلہ کرو عورت پر کیا بلوہ کرتے ہو
مبہوت نے پلٹ کے دس ہزار کو اشارہ کیا کہ اس ظالم کو گھیر لو ارے تیروں نیزوں سے
مار لو دس بارہ ہزار سوار و پیدل ایرج پر تیر اندازی کرنے لگے ایرج نوجوان تلوار سے تیروں
کو قلم کر رہے ہیں وہ بیچا چاہتے ہیں کہ اس جوان کے گھوڑے کو مار لیں اگر یہ جوان پیدل ہوا
تو پھر مار لینا اسکا آسان ہو گا آخر کار سب نے مل کے اسقدر نیزے گھوڑے کے مارے کہ
گھوڑا شاہزادے کا زخموں میں چور چور ہو کر گرا ایرج کود کر مرکب سے الگ ہوئے شمشیر زنی
پیدل ہو کر کرنے لگے مبہوت نے آواز دی نسیم کو بلاؤ نسیم سبک رو جو سامنے آیا اس سے کہا

ای نسیم دیکھتا ہی کہ ایرج پیدل ہوچکا لیکن گرفتار نہین ہوتا تیرے ساتھ کتنے عیار ہین نسیم نے
کہا اسوقت دوسی پیاک بچے ساتھ ہین مبہوت نے آگے بڑھکر کمندین مار کے پکڑ لینے کا حکم دیا
نسیم دوسی پیاک بچون سے آگے بڑھا سوار و پیدل کو آواز دی کہ ہٹجاؤ سوار و پیدل ایرج کو
گھیرے ہوے ہین نسیم سبک رو چاہتا ہی ہٹین تو مین کمندین مار کر پکڑ لون ایرج نے جو
کمند اندازون کو دیکھا پریشان ہوے اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کی بے اختیار ہو کے
پکار اُٹھے ای خداوند لیل و نہار مجھکو بچالے نظم

بر خطا کاران براہِ لطف فرمودی عطا — بے نوایان را بفضل خویش بخشیدی نوا
درد مندان را عطا کردی تو داروی شفا — گمرہان راہِ الفت را تو گردی رہنما
خاکساران جہان را کیمیا گر ساختی — مفلس و دریوزہ گر را صاحب زر ساختی
خلق میدارد بحکمت گردن اخلاص خم — ساختی کم را زیادہ بیش را کردی تو کم
کس نہ بیرون بردہ از تعمیل فرمانت قدم — کس نزد ای صاحب فرمان بفرمان تو دم
ساختی شاہ و گدا امیر و پیمبر ساختی — جملہ را با خاک گور آخر برابر ساختی
رنگ نو کردی عطا اندر چمن گلزار را — سبزۂ سر سبز کردی تیر نوک خار را
ساختی بیمار الفت نرگس بیمار را — نالہ و فریاد کردی نطق موسیقار را
جلوہ گر در گلشن عالم گل تر ساختی — زود باغ بلبل نالان معطر ساختی

بیقرار ہو کر جو شاہزادہ ایرج نوجوان نے دعا کی پشت پر ہنگامہ ہوا عیار قتل ہونے لگے
سوار و پیدل بھاگنے لگے ایرج نے دیکھا بلمان مردم در بارہ ہزار قزاقون سے آگے
گرا اپنے آقا کو جو پیدل دیکھا گینڈے سے کود پڑا صبا سبک رو سے اشارہ کیا گھوڑا
آقا کو جلد پہونچاؤ صبا نے جو پلٹ کے دیکھا تو ایک زنگی سائیس کرہ بن اشقر کو لیے کھڑا ہی
صبا نے اسکو پتھر مارا زنگی کا سر پھٹا صبا گھوڑے کو لیکر ہوا ہوا قریب اپنے آقا کے آیا
بلمان مردم در بھی گرد پھر پھر کر لڑ رہا ہی ایرج نوجوان نے جو اپنا گھوڑا پایا جان گئی ہی بلغت
پہ ہاتھ رکھ کے فرمایا ای وفادار صبا رفتار مجھکو قریب مبہوت کے پہونچا مرکب
طرارے بھرتا ہوا چلا جب کوئی سوار سامنے آگیا اُسکو دولتی ماردی ایک سوار مرکر گرا دوسرا

ساتھ ہوا یون ہی دو چار ریا پامال ہوے بلمان مردم درنے بارہ ہزار قزاقون سے برے کے
برے درہم و برہم کردیے لاشون سے میدان بھر دیے ایرج نوجوان کے ساتھ جنگ کرتا ہوا
آگے پیچھے سوار و پیدل کو ہٹاتا ہوا یہانتک کہ ایرج نوجوان قریب مبہوت تیغ زن کے
پہونچے بلمان نے عرض کی اے آقاے نامدار ذرا تامل فرمائیے مین اس مغرور کی گردن پکڑکے
لاتا ہون یہ کہکے گینڈا آگے بڑھا یا سامنے مبہوت کے آیا مبہوت تیغ زن نے ہاتھ تلوار کا مارا بلمان
نے کلائی پکڑلی تلوار چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھالیا چرخ دیتا ہوا سامنے ایرج
کے لایا مبہوت پکار اٹھا اے شہریار الامان شاہزادے نے جواب دیا امان بشرط ایمان اسنے عرض
کی غلام مسلمان ہوتا ہے کلمہ طیبہ ایرج نے تعلیم کیا مبہوت تیغ زن کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان
ہوا فوج والون کو آواز دی یارو مین نے شہریار کی اطاعت کی تلوارین روک لو سب افسر ڈھال
اپنے اپنے ہاتھون مین باندھ کر حاضر ہوے ایرج نوجوان نے سب کو سرفراز کیا مبہوت
ایرج نوجوان کو ساتھ لیے ہوے بارگاہ مین آیا بلمان ساتھ نہین چھوڑتا کہتا ہے اے آقا یہ ابھی
مسلمان ہوا ہے آپ اسکے ساتھ بارگاہ مین جاتے ہین ایسا نہو کچھ مکر کرے غلام کو بڑا خیال
ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے شاپور شیردل قریب تھا اسنے عرض کی اے بلمان مقام انتشار
نہین ہے یہ صدق دل سے مسلمان ہوا ہے تیور تو اسکے دیکھو چہرے پر رونق معلوم ہوتی ہے
پیشانی اسکی منور ہے مبہوت نے وزرا سے صلاح کرکے ترنج خوشبوئی نسبت ملکہ کا سینے پر
ایرج نوجوان کے لگایا ایرج بہت خوش ہوے فرمایا کہ مبہوت نے بڑی محبت کی مگر اے
مبہوت ہم تمسے شرمندہ ہوے مبہوت نے عرض کی کہ میرے واسطے یہ فخر ہوا کہ حضور
ایسا خویش مجکو ملا قاسم نوجوان کا سمدھی کہلاؤنگا ایرج نے کہا اے مبہوت ہمکو
جلدی ہے کہ اپنے کو تا بہ طلسم ہفت پیکر پہونچاؤن مبہوت نے عرض کی بائین پر اسی قلعے کے
صحراے نرگستان ہے اسی جنگل کو طے کرکے قریب کوہ رنگار رنگ کے پہونچیے گا وہان سے
سلسلہ راہ طلسم ہفت پیکر کا لگا ہے ایرج نے کہا انشاء اللہ اب تم ہمارے ناموس کو لیکر
بلاتکلف یہان کی حکومت کرو ہم جب پلٹ کر آئینگے تو عقد کا سامان ہوگا ایرج محل مین آئے
ملکہ سے رخصت ہوے فرمایا اے ملکہ عالم ہم رخصت ہوتے ہین انشاء اللہ پلٹ کر عقد کرینگے

ملکہ بہت بیقرار ہوئیں کہا اے شہریار آپکی جدائی میں کیونکر بسر ہوگی اسقدر زمانۂ فراق میں راتیں ہجر کی کنیز کیونکر کاٹے گی میرے دل کی عجب کیفیت ہے نظم

پیدا ہو جس سے رخش کسی شہسوار کا
آنکھوں کو انتظار رہا اُس غبار کا

دکھلایا چشم یار نے روز سیہ مجھے
مارا ہوا ہوں گردش لیل و نہار کا

کیونکر وہان یار سے تشبیہ دوں اُسے
غنچے کو اسکے سامنے رتبہ ہے خار کا

یہ جانتا ہوں میرے گنہ بیشمار ہیں
اندیشہ دل میں کیا کروں روز شمار کا

بعد وصال ہجر میں یوں مبتلا ہوا
کیفی کو جیسے ہوتا ہے صدمہ خمار کا

بدمست میکدے سے یہاں میں اُٹھ گیا
آنکھوں نے میری رنگ نہ دیکھا خمار کا

دیوانے جائیں دشت کو زنجیر توڑ کر
تلووں میں یاد آئے کھٹکنا جو خار کا

اللہ ری صفا رخ رنگین یار کی
گل کو بھی اس مقام پہ رتبہ ہے خار کا

اب اُسکے آستاں سے چھڑاتے ہیں مجھکو یار
اے رند جب محل نہ رہا اختیار کا

ایرج نے ملکہ کو گلے سے لگایا فرمایا اے ملکہ عالم پلٹ کر طلسم ہفت پیکر سے پہلی منزل اسی قلعہ کی ہوگی تمسے عقد کر لینگے تب لشکر میں جائینگے ہمارے بعد اپنے کو ہلاک نہ کرنا سیر و شکار میں بسر کرنا غم و الم کا دل پر ہجوم نہ ہو دشمنوں کے دیوانے پن کی دھوم نہ ہو جہاں تک ہوسکے اس آتش عشق خانہ خراب کو ظاہر نہ کرنا ہمکو بھی تمھاری جدائی شاق ہے مگر یہ مقدمہ ایسا درپیش ہے کہ ہمکو تنہا کا پس و پیش ہے یہ کہکے باہر نکلے مبہوت کو بادشاہ قلعہ کیا چاہا کہ بلمان کو بعہدہ سپہ سالاری مقرر کریں لیکن اُسنے عرض کی غلام نے اطاعت جدا ہونے کے لیے نہیں کی ہے امیدوار ہے کہ ہمیشہ کمترین قدوم میمنت لزوم ہی میں حاضر رہے ورنہ ناچیز اپنی جان دیگا اب شاہزادہ ایرج نوجوان نے بلمان کو جب اپنے ہمراہ چلنے پر آمادہ پایا تو اپنی فوج ظفر موج کا سپہ سالار کیا اور کوچ کر کے طرف صحرائے نرگستان کے آئے اُترے شاپور شیر دل ساتھ ہے اُسنے عرض کی اگر خلاف نہو تو کچھ عرض کروں ایک ہفتہ اسی صحرا میں مقام کیجیے بعد ایک ہفتے کے یہاں سے کوچ فرمائیے گا ایرج نوجوان نے کہا اے شاپور شیر دل کیا مضائقہ ہے ناظرین ایرج نوجوان اسی صحرائے نرگس میں فروکش ہوتے ہیں وقت پر اب انکا حال تحریر ہوگا

دو کلمۂ داستان تہور نشان نور الدہر بن بدیع الزمان پہونچنا قلعۂ قراطاق پر اور مقابلہ پہلوانون سے و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

ساقیا دے شراب عشق انگیز
چاہتا ہون کہ نشہ مین مین ہون
جھوم کر آج ابر آیا ہے
دشمنون کو بڑا ملال ہوا
پہلے دور شراب ناب ہین
نقش پا ہی ترا مرا سر تاج
حالت ابر ہی فرح افزا
ابھی میخانے مین ہی مے باقی
ساقی ما ہوش بھی آئیگا
ہووے تحریر برسر میدان

رگ و ریشے مین ہی شراب آمیز
دیکھون ابر سیہ کی کیفیت
میکشون کو مزا دکھایا ہے
جمع میخوار ہوگئے آ کر
اسقدر ہم نہ ہیچ و تاب سہین
ساقیا ہمیہ تیرا احسان ہی
لطف محفل ہی جیسے جان فزا
آج ہو میکدے مین لطف نثار
میکشی کا مزا اٹھائیگا

لطف ابر سیاہ بھی دیکھون
ساقیا اسمین ہی بڑی صنعت
آج ساقی سے بھی وصال ہوا
ساقیا آج تو نہ ہو جلکہ
چہچہے قہقہے اڑا ئین آج
رنگ محفل ہی کوے جانان ہی
میرے کہنے کو مان لے ساقی
جام کے واسطے ہی دل بیتاب
ای قلم داستان شیر زبان

چہرہ حاکمان محکمۂ جرأت و جلالت دیکہ تازان میدان شوکت وسطوت اس داستان سحر عنوان کو یون تحریر و تسطیر فرماتے ہین۔ شعر تصنیف مصنف

راقمان سوانح ہیجا + می نویسند از ید بیضا +

سابق مین تحریر کرچکا ہون کہ شاہزادۂ والا شان یعنی بدیع الزمان ایرج نوجوان کو قید سے رہا کرکے طرف ایک صحرا کے روانہ ہوے شبرنگ بن عمرو ساتھ ہی ایک نخل کے سائے مین آکے ٹھہرے مرکب کو واسطے چرنے کے چھوڑ دیا آپ شبرنگ سے باتین کر رہے ہین فرماتے ہین کہ کیون اے شبرنگ ایرج نوجوان کو فوج ولشکر ملا ہم آجتک آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار صحرا ے خس و خار مین پھر رہے ہین کوئی کیفیت معلوم نہین ہوئی شبرنگ کہتا ہی اے شہریار آپکو بھی انشاء اللہ لشکر ملیگا گھبرائیے نہین وقت پر موقوف ہی اسی مقام پر ٹھہرے رہیے جگہ بھی فضا کی ہی یہان سے قریب ایک قلعہ ہی اسکو قلعۂ قراطاق کہتے ہین قراطاق جادو تخت پر بیٹھا ہی کہ آسمان سے ایک طائر آیا فرمان ہفت پیکر گود مین ڈالکر اڑگیا قراطاق جادو

نے وہ فرمان پڑھا مرقوم تھا اے قراطاق جادو پوتا حمزہ عرب کا تیرے قلعے سے پانچ کوس
کے فاصلے پر زیر نخل کھڑا ہے اسکو اٹھا لا سر کاٹ کر ہمارے پاس روانہ کر کوئی صدمہ
حمزہ کو بھی ایسا پہونچے کہ ہم تک آنے کا ارادہ نہ کرے فوراً ہی قتل کرنا ذرا تامل نہ ہو
ان لوگون کے مددگار پیدا ہو جاتے ہین اگر قید کریگا تو وہ فوراً چھوٹ جائینگے تیرے ہاتھ
سے قلعہ جائیگا تو بہت بڑا رنج اٹھائیگا قراطاق جادو نے پلٹ کے مصاحبون کی جانب دیکھا
مہلیل جادو ایک ساحرہ ہاتھ باندھ کر اٹھی عرض کی کہ اگر حکم ہو تو یہ کنیز جا کے سر لائے یا
زندہ گرفتار کر لائے مین اڑی ہوئی آتی تھی حقیقت مین ایک نخل کے سائے مین ایک جوان
ماہ رخسار کھڑا ہے میرے دل مین آیا کہ اٹھا لاؤن پھر خیال مین گذرا کہ شاید مسلمان ہو انکا ستانا
اچھا نہین اب حکم خداوندا آیا مین ابھی جا کے لاتی ہون یہ کہکے مہلیل اڑی آسمان پر آکے
ٹھہرائی نورالدہر کو دیکھا ایک جوان رشک یوسف کنعان ایک شاطر سے باتین کر رہا ہے
تڑپ کے گری نورالدہر کو اٹھا لیگئی شبرنگ بیقرار ہو کر عقب مین دوڑا یہان قراطاق
کے سامنے لاکے نورالدہر کو مہلیل جادو نے پہونچایا قراطاق نے سحر کیا کہ پاؤن نورالدہر
کے زمین نے تھام لیے مہلیل جادو نے اپنا سحر اتار لیا قراطاق نے حکم دیا جلادون کو
بلاؤ جلاد فوراً حاضر ہوے کہا اس جوان کو قتل کرو جلاد خنجر کھینچکر سر نورالدہر پہ آیا
کولے کا خط گردن پر دیا قراطاق نے کچھ سوال و جواب بھی نہ کیا فوراً حکم قتل دیا سب
مصاحب اسکے افسوس کر رہے ہین کہ رہے ہین کیا جوان قتل ہوتا ہے کوئی خطا بھی اسنے
نہین کی قراطاق ہفت پیکر پرستی کو کہتا اگر یہ انکار کرتا تو قتل کا اختیار تھا ہر کس و ناکس
افسوس کر رہا ہے جلاد شلنگین لگا رہے ہین نورالدہر بن بدیع الزمان حیران حیران ہین
اور چہار جانب سے دیکھ رہے ہین چاہتا ہے قراطاق کہ تیسرا حکم دون جلاد خنجر مارے کہ اس
جوان کے دو ٹکڑے ہون کہ آسمان پہ لکۂ ابر سیمابی پیدا ہوا سبنے عرض کی ملکہ سیماب
آتی ہین قراطاق نے کہا نہین معلوم کس کام مین تھین آج کئی دن کے بعد آتی ہین ہم تو
انتظار کرتے ہین اور یہ مصروف سیر و شکار رہتی ہین آج آئین تو سہی مین بڑی شکایت کرونگا
سمجھا دونگا کہ خبردار روز آیا کرو ہم راتون کو گھبراتے ہین کہ وہ ابر پھٹا دیکھا کہ سیماب سحر طراز

تخت پر سوار آکر اُترین قراطاق نے کچھ توجہ نہ کی سیماب سحر طراز بے تکلف آکے تخت پر
بیٹھ گئی قراطاق سے پوچھا آج دربار مین یہ کیسا ہنگامہ ہو قراطاق نے کہا یہ نبیرۂ امیر حمزہ
صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان نواسہ گنجاب کا قتل ہوتا ہو سیماب سحر طراز
نے جواب دیا سامنے سے ہٹجاؤ ذرا ہم تو دیکھین کہ کون جوان ہو اگر گنجاب کا نواسہ ہو تو
گوہر ملک کا بیٹا ہی مین ایک زمانے مین برسے ملاقات گوہر ملک گئی تھی تو وہ اپنے
فرزند کا ذکر جرأت کری تھین کہ نہایت کمسنی مین اس جوان نے جا کے طلسم گوہر بار فتح کیا
بڑے بڑے ساحران زبردست کو مارا یہ کلام سنکے لوگ سامنے سے ہٹے سیماب سحر طراز
کی نگاہ جو جمال عدیم المثال نور الدہر پہ پڑی نور الدہر نے یہ نگاہ یاس ملکہ سیماب
سحر طراز کی طرف دیکھا یہ تو یا یوس بیٹھے تھے نگاہین جو اُٹھائین تیر مژگان سینۂ سیماب
پر پڑے سیماب بیقرار ہوگئی کہا کیون اے قراطاق اس جوان نے تیرے کسی عزیز کو
قتل کیا یا ملک پر تیرے قبضہ کر لیا قراطاق نے جواب دیا تجھے اسمین کیا دخل ہو قدرت
نے فرمان بھیجا ہی سیماب سحر طراز نے کہا مین تو اسکو نہ قتل ہونے دونگی قدرت نے
بہت خلاف فرمان لکھا ہی خطاوار کو قتل کرتے ہین یا بیخطا کو قتل کرتے ہین کون یہان
اسکو لایا تھا مہلیل جادو اپنے مقام سے اُٹھی سامنے سیماب جادو کے اپنی جرأت
اور ہمت کی تعریفین کرنے لگی سیماب سحر طراز نے کہا کیون بیہودہ بکتی ہو مین اسکو قتل
نہ ہونے دونگی مہلیل نے جو سخت کلامی کی سیماب نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق گری جس سے
مہلیل کے دو ٹکڑے ہو گئے دوسرا ہاتھ ہلایا کہ جلاد کا سر اُڑ گیا پکار کر آواز دی کیون اے
شیر بیشۂ صاحبقرانی کیا خیال ہو اپنے مقام سے اُٹھو قراطاق نے جھلا کے کہا اے
سیماب کیا تیری شامتین آئی ہین جو تو نے مہلیل کو مارا جلاد کو قتل کیا اب قیدی کو رہا کرتی
ہو قدرت تجکو سنگ سیاہ کر دیگی سیماب نے جواب دیا خاموش رہ ایسا نہ ہو مجکو غصہ آجائے
مجھے اس جوان کی غربت پر رحم آتا ہو قراطاق نے کہا کچھ دیوانی ہوئی ہو کیا دھگڑا بنائیگی
سیکڑون جادوگرنیان اسی جوش عشق مین ان جوانون کے پیچھے تباہ اور برباد ہو گئین
اب فی الحال مین اسکا سر کاٹ کے پاس قدرت کے بھیجونگا قدرت نے بتاکید لکھا ہو

کہ خبردار قید نہ کرنا فوراً قتل کر ڈالنا مین اُنھین کے حکم کی تعمیل مین سرگرم ہون سیماب
سحر طراز اپنے مقام سے اُٹھی قراطاق جادو نے گولہ اُٹھایا کہا ای سیماب مارون گولہ
کہ تیرا سر پھٹ جائے سیماب سحر طراز نے ہاتھ ہلا دیا برق گری کہ ہاتھ قراطاق کا اڑ گیا اب تو
قراطاق جھلا کے اپنے مقام سے اُٹھا کہا یارو تمنے دیکھا اسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی میرا
ہاتھ اسنے کاٹ ڈالا اب اسکو ہاتھون ہاتھ پکڑ لو سیماب سحر طراز نے کہا او قراطاق
تیری کیا مجال ہی جو تو مجھے گرفتار کر سکے مین کئی سال برابر خدمت مین قدرت کی رہی انتظام
خدائی کرتی تھی مردون کو باتین کرانا درختون سے آواز دینا طائرون سے ملجانا کہ اُسکی
خدائی روشن ہو تم لوگ بھلا میرا کیا کر سکتے ہو بقول معروف کہ سیماب کو کون کشتہ
کر سکتا ہی چند ساحرون نے ارادہ کیا کہ سیماب سحر طراز پر ہاتھ ڈالین لیکن سیماب
سحر طراز جب ہنستی ہے گوہر دندان کو ظاہر کرکے برق چمکاتی ہو کہ جس سے دس بیس کے
سر اُڑ جاتے ہین ساحر اسپر بلوہ کر رہے ہین مگر یہ برق کے مانند تڑپ رہی ہو کبھی لڑتی
ہوئی سامنے نورالدہر کے آتی ہو اشارہ ہو کہ او ظالم دیکھ مین نے یہ سب تیرے واسطے
مصیبتین اُٹھائی ہین اپنون سے بیگانی ہوئی چند سال سے مجسے دور قراطاق سے
ملاقات تھی آج اسکی قضا میرے ہاتھ سے ہو اب گرد نورالدہر کے سیماب نے ایک لکیر
کھینچ دی ہو گویا حصار کیا ہو کہ کوئی اسکے اندر نہ آسکے قراطاق غل مچا رہا ہو کہ ارے
یارو اس گنہگار قدرت کا سر کاٹ لو لیکن جو قریب نورالدہر کے جانے کا ارادہ
رکھتا ہی لکیر کے قریب پہونچا اور دھم سے گرا ہاتھ ٹوٹا یا پانؤن ٹوٹا بہر نوع بیکار ہوا
جنگ عظیم ہو رہی ہو مراد سیماب کی یہ ہو کہ قراطاق کو کشتہ کرکے شاہزادے کے ساتھ
عیش کرے مزے لوٹے یہ جوان طرحدار اسکو معلوم ہو رہا ہی عشق مین اس حسین جوان
کے چور ہی ہرچند کہ ایپر صدہا عاشق تھے مگر یہ تو ایسی عاشق ہوئی کہ بے ایپر قبضہ کیے
نہ ٹلی قراطاق نے جب دیکھا کہ سیماب نے لاشون سے بارگاہ کو بھر دیا اور اب
نورالدہر کے نزدیک کوئی نہین جا سکتا جو چلا گیا خود بخود سر اُسکا کٹ کے گر پڑا غصہ مین
قراطاق شمشیر برہنہ لیکر اُٹھا اور للکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ دھگڑے کو اپنے دیکھکر

ایسا پھسلی کہ مشیران سلطنت کو مارا وزرا وغیرہ سب قتل ہوے اب مین تیرے جھوٹے پکڑ کے
ایسے مکان مین قید کرتا ہون کہ اُسکی تاریکی سے تیرا دم گھٹے کیا عجب ہو جو عنایت سامری
و جمشید شریک ہوے یہ سحر اُنھین کا بنایا ہوا ہو ہفت پیکر کی خدائی مین تاثیر نہ رہی اسکا زوال
اب قریب ہو یہ کہتا ہوا قریب سیماب سحر طراز کے پہونچا سیماب پر آگ برسائی اُسنے
ہنس ہنس کران سحرون کو دفع کیا کہ رہی ہو کلاو دیوانے یہ تیرے ہاتھون سے تیری کیون قضا
آئی ہو دیکھ کہتی ہون کہ جان بچاکر بھاگ جا لیکن قراطاق نے نہ مانا تیغہ خون آود کا ہاتھ مار سیماب
نے تڑپ کر اسکی تلوار کو توڑا اب جو چمک کر گری قراطاق کے دو ٹکڑے ہوے مرنے سے
اسکے اندھیرا ہوگیا سیماب سحر طراز اپنے ہاتھون کو چمکا کے روشنی کرتی ہو جب جھونکا ہوا کا
چلتا ہو روشنی گل ہو جاتی ہو سیماب نے کئی مرتبہ چاہا کہ نورالدہر کو پنجے مین اُٹھالون لیکن
بسبب اندھیرے کے پاس نہ پہونچ سکی تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من قراطاق
جادو بود تمام ساحر فریاد کرنے لگے کہ اے ملکہ عالم ہم آپکے تابعدار ہین سیماب نے سحر سے
ہاتھ روکا سب ساحر اسکی خدمت مین حاضر ہوے اب جو سیماب سحر طراز نے سر اُٹھا کے
دیکھا تو شاہزادہ نورالدہر کو اپنے مقام پر نہ پایا سیماب سر پیٹنے لگی ساحرون پر غصہ کیا
کہ جسنے اس جوان کو چھپایا ہو وہ بتا دے ورنہ سبکو قتل کرونگی سب نے عذر کیا کہ ملکہ عالم
ہمتو جنگ مین مصروف تھے ہمین نہین معلوم کیا گذرا سیماب سحر طراز نے جواب دیا کیا مین
کسی بات مین عاجز ہون ابھی دریافت کرتی ہون جہان نورالدہر بیٹھے تھے اُس مقام پہ
آئی دیکھا چند دانے ماش کے پڑے ہین اسنے وہ دانے اُٹھالیے کہا صاحبو تم سب بیٹھا ہو
کوئی ساحر آسمان سے آیا وہ اُٹھا کر لیگیا یہ کہکے اُن دانون کو زمین پر رکھا ایک دو ہتھڑ زمین
پر مارا آواز دی ارے تو کسکا سحر ہو صاف صاف بتا ورنہ پھونک دونگی وہ دانے چیخے
مثل انسان کے آواز دی گوہر جادو مالک قلعہ مروارید نگار اڑی ہوئی آسمان پہ
جاتی تھی اسنے جو نورالدہر کو دیکھا عاشق ہوکر اُٹھا لیگئی یہ سُنکر سیماب سحر طراز تڑپ گئی
کہا ابھی جاکر مین گوہر جادو کو قتل کرتی ہون میرے معشوق کو اُٹھا کر لیگئی میرا دل مثل ماہی
بے آب کے تڑپ رہا ہو میرا تو اب یہ عالم ہو کہ جینا مجکو دشوار ہو یا دمین دل ایسا کی قلب کو اضطرابی ہو نظم

دی جان محبت مین کسی رشک چمن کی | سو گھینگے لاش آ کے جو میرے کفن کی
سن آئے خوش الحانیان کس غنچہ دہن کی | سیٹی ہی جو بھولی ہوئی مرغان چمن کی
خط نکلے پہ بوسہ رخ پر نور کا پایا | خیرات بٹی حسن کو ڈھلی جب گہن کی
کافور کی بو آئی اگر عطر لگایا | پوشاک ہو کی قطع تو یاد آئی کفن کی
کیا جانیے کیا کیا دل عاشق سے کرینگی | ہر بار کی شوخی ترے بیساختہ پن کی
اُس کاکل مشکین کا جو لیجاے کوئی تار | تحصیل سمجھنا تو خطا اور ختن کی
حسرت لیے جاتے ہین ہم اے مرگ غریبی | مٹی نہ ملی دست عزیزان وطن کی
وان غیر کے گھر جانے کو بدلی گئی پوشاک | تدبیر ہی یان اپنے لیے غسل و کفن کی
اعجاز نما ہی لب عیسے کی طرح سے | کیا بات ہو کیا بات ہے اُس گل سے دہن کی
خود الفت گیسو کا مین دیوانہ تھا یا رب | زنجیر عبث پاؤن مین ڈالی کبھی من کی
یاد آگئین اگلی وہ غزلخوانیان اے یار | صحبت کہین دیکھی جو کبھی شعر و سخن کی

سب سمجھانے لگے گوہر جادو کا حال یہ گذرا کہ وہ جو براے سیر و شکار نکلی کہین اتفاق سے گذرا اسکا طرف کوہ سمن آرا کے ہوا ویرانی اُسکی دیکھکر اسکو نہایت پریشانی ہوئی دیر تک ڈھاڑین مار مار کے روئی کہتی ہے کہ افسوس ایسے مقام ویران ہوے مسلمانون نے طلسم ہفت پیکر کو بیچراغ کر دیا وہان سے پلٹی ہوئی آتی تھی کہ ناگاہ سناٹے کی آواز کان مین آئی جھُک کے دیکھا ایک بارگاہ مین ایک ساحرہ تڑپ تڑپ کے سب کو قتل کر رہی ہے اور ایک مقام پر ایک جوان رعنا نہایت حسین و جمیل خاموش بیٹھا ہے نظر حسرت سے ہر چہار جانب دیکھ رہا ہے گوہر جادو جمال عدیم المثال دیکھکر بیتاب ہو گئی سحر کر کے تڑپ کے گری کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑی راہ مین جمال دیکھتی ہوئی خوش ہو ہو کے کہہ رہی ہے کہ گوہر کیا معشوق خوشخو خوش رو دستیاب ہوا اب اسکو قلعے مین لیکر اسکے ساتھ عیش کرونگی ع ایسے معشوق طرح دار کسے ملتے ہین * دل سے اسی طرح کی باتین کرتی ہوئی قلعے مین آئی خود تو مسند پر بیٹھی بھاری جوڑا پہنکر اپنے کو زر و زیور سے سنوار کے جلسہ آراستہ کیا نور الدہر کو ہوشیار کیا اب جو نور الدہر کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک نئے طور کے جلسے مین پایا ایک ساحرہ دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے

اشارے کرر ہی ہی نور الدہر نے شرماکر سر جھکا لیا گوہر جادو نے پکار کر آواز دی ای زینت محفل عاشقان ای رشک یوسف کنعان تیرا نام نامی کیا ہی تو ساحرون مین گھرا ہوا تھا مین تیری جان بخشی کر کے اُٹھا لائی تیری صورت زیبا پہ عاشق ہوئی اس قلعہ کی بادشاہ ہون خداوند ہفت پیکر کو خراج دیتی ہون نہ جی چاہے تو ایک پیسہ نہ دون چند عزیز میرے سرکار خداوندی مین برسر عہدہ ہاے بزرگ ہین تجکو خداوند کی زیارت کراؤنگی وہ تجکو نظر کرم کرینگے عہدہ جلیل سے سرفراز فرماینگے نور الدہر نے کہا اے گوہر جادو نام میرا نور الدہر شہ بدیع الزمان ہی ہفت پیکر کی تباہی کی فکر مین نکلے ہین اُس ملعون سے ملاقات کر کے ہم کیا کرینگے عم نامدار میرے طلسم کشا ہین وہ بھی طلسم فتح کرتے ہوے چلے آتے ہین میرا ہمچشم ایرج نوجوان وہ بھی قلعجات فتح کرتا ہوا آتا ہی دادا جان میرے امیر حمزہ صاحبقران زمان لشکر گران لیے ہوے ایک مقام پر فروکش ہین انشاء اللہ تعالی ہفت پیکر شکست کھا کر بھاگیگا ابھی تو چار پہاڑ عیش کرنے کو باقی ہین اُنپر مزے سے وہ خدائی کر رہا ہے انشاء اللہ اُن پہاڑون سے بھی بھاگیگا یہ سنکر گوہر جادو کانپنے لگی اور چہرہ زیبا پر نظر کر کے کہا ای شاہزادہ والا قدر مین تمھارا ساتھ دونگی اطاعت دین اسلام بدل قبول کرتی ہون یہ سنکر نور الدہر مثل گل شگفتہ ہوے کہا ای گوہر جادو نہ گھبرا مین جو ملک فتح کرونگا اُن سب کا تجکو مالک کرونگا گوہر نے سحر اُتارا نور الدہر کو پہلو مین اپنے جگہ دی کنیزین گرد آکے بیٹھین کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی او گوہر میرے معشوق کو لیکر پہلو مین بیٹھی ہی مین نے اسکے واسطے بارہ برس کے آشنا کو مار ڈالا کہ جو دل و جان سے میری اطاعت کرتا تھا گوہر جادو نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ سیماب جادو غصے مین بکتی ہوئی آتی ہی نور الدہر نے للکارا کہ او قحبہ کیا بیہودہ بکتی ہی ہان ای گوہر اسکو مارے سیماب نے دیکھکر آواز دی جیسا سحر لی گوہر کرتی ہین ویسا سحر میری لونڈیون کو یاد ہی گوہر نے اُٹھکر گولہ سیماب پر مارا سیماب نے گولہ کاٹا آپس مین سحر ہونے لگے کنیزون کے سر کٹ کٹ گرے سیکڑون کنیزین گوہر کی قتل ہوئین نور الدہر جو تلوار لیکر اُٹھے سیماب نے بیقرار ہو کر سر جھکا دیا کہا ای جوان سر کاٹ لے بار تو میری گردن سے اُتر جاے مین دل و جان سے تجپر جان دیتی ہون

نورالدہر کو حال پر سیماب کے رحم آگیا فرمایا ای سیماب اطاعت دین اسلام قبول کر بس
سیماب دوڑ کر قدموں سے لپٹ گئی کہتی تھی ای جان جہان و ای آرام دل عاشقان مین نے
سامری و جمشید و ہفت پیکر پر لعنت کی اطاعت دین اسلام بدل قبول کرتی ہون
نورالدہر نے سر سیماب کا سینے سے لگالیا گوہر و سیماب کو بلوایا اب بیچ مین مسند پر تکلف
پر نورالدہر بیٹھے دست راست و دست چپ پر گوہر و سیماب آکر بیٹھین کنیزین سامنے
دست بستہ حاضر ہین گوہر جادو نے اشارہ کیا گھڑیان شراب کی کشتیان کباب کی لاکر سامنے
رکھین جلسہ آراستہ ہوا جام چلنے لگا اس عیش مین نورالدہر بیٹھے ہین گوہر و سیماب
ہنس ہنس کے باتین کر رہی ہین رشک و حسد کا نام نہین کہ آسمان پر ایک لکہ ابر کڑ کڑایا
برقین چمک کر زمین پر گرین گوہر و سیماب اپنے اپنے مقام سے اٹھین اور پکار کر آواز
دی کہ یہ کون صاحب ہین جو ہماری صحبت عیش و نشاط کو بے لطف کرتے ہین اور اپنی
بے ادبی و گستاخی کو کام فرماتے ہین یہ کہکر سیماب نے ابر پر گولہ مارا ابر پھٹا دیکھا کہ
تخت پر خود ہفت پیکر تاج اکیس کنگرے کا سر پر دریاے جواہر مین غوطہ مارے بیٹھا ہی
گرد تخت کے کچھ جادوگرنیان ہین اور کچھ جادوگر ہین کہ ابر آسمان پر آکر ٹھہر گیا ہفت پیکر
نے پکار کر آواز دی او گوہر او سیماب تو نے دشمن کو ہمارے اپنے گھر مین جگہ دی ہے
شرط یہ کہ ابھی قلعے کو اڑادوں نام و نشان تم دونوں کا مٹادون سیماب نے گولہ مارا گولہ
الٹا پلٹا شانے پر سیماب کے پڑا شانہ سیماب کا نشانہ ہوا ہفت پیکر نے تیور بدلے
ابرو جو ہلے ایک خنجر گرا کہ سر گوہر جادو کا زخمی ہوا ہفت پیکر نے ہاتھ اٹھایا کہ سر دست
قلعے کو بھی الٹ کے فیصلہ کر دون ناگاہ کان مین نوبت و نقارے کی آوازین آنے لگین
نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش تخت اڑائے ہوے جاتا تھا کہ دیکھا
ایک ابر لہرا رہا ہی اور ایک ساحر کھڑا ہوا چاہتا ہی سحر کرون اور نورالدہر سامنے
سینہ سپر کیے کھڑے ہین نقابدار سے عیار نے عرض کی ای شہریار یہ ساحر اب نورالدہر
کو مارا چاہتا ہی اتنا بڑا ساحر ہی کہ ایک اشارے مین دونون جادوگرنیون کو زخمی کیا
نقابدار نے وہین سے نعرۂ کوہ شگاف کیا باز سفید تڑپ کر ہفت پیکر کے سر پر

سایہ کرنے چلا ہفت پیکر نے ابرو کو ہلا دیا ابرو کا ہلنا تھا کہ یکایک ایک خنجر تڑپ کر باز سفید پر گرا سر باز سفید کا زخمی ہوا باز لپٹا سر پر نقابدار کے آیا سر ہلاتا تھا آنکھوں سے اشارے کرتا تھا کہ جن اشارون سے مراد یہ تھی کہ ای شہریار یہی ہفت پیکر ہے مین تو اسکے سامنے نہین جا سکتا مگر نقابدار نے مرکب پرند کو بڑھایا دیوزادے ایک جانب کھڑے ہو گئے ہفت پیکر نے سر ہلا دیا کئی سو سر دیوزادون کے کٹ کر زمین پر گرے اشنے جلنے لگے نقابدار کو بہت ناگوار ہوا قریب آکر آواز دی او نامردان غریبون نے تیرا کیا کیا تھا ہفت پیکر سحر کرنے لگا نقابدار نے اسم اعظم بآواز بلند پڑھا سحر ہفت پیکر کے باطل ہوے چاہتا ہے کہ نقابدار کو اپنے سحر مین پھنساؤن مگر بہ برکت اسم اعظم رب اکبر سحر تاثیر نہین کرتا نقابدار تلوار کھینچے ہوے قریب آیا ہفت پیکر نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا اُنچھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا تیغہ برق زا بلند ہو کر دست زبردست نقابدار سے جو سر پر ہفت پیکر کے پڑا کئی سو سپرین آہنی لہرا لے لگین چند زاغ و زغن نے گلا اپنا دم شمشیر پر رکھ دیا تیغہ جو پڑا زاغ و زغن کے سر قلم ہوے سپرون کے پرکالے اڑ گئے مگر تلوار قریب سر ہفت پیکر کے نہ پہونچی ہفت پیکر نے جو زاغ و زغن کے سر دیکھے اور سپرین کٹی ہوئین ہر چند کہ تلوار اسکے سر تک نہین آئی مگر گھبرا گیا اب دیو منھ کھول کر چلے کہ چنگل مار کر اسکو گولی بنا لین اور پھانک جائین ہر چند کہ کوئی دیو قریب ہفت پیکر کے نہین آسکا لیکن ہفت پیکر کو ایک خوف پیدا ہوا پکار کے آواز دی او نقابدار پھونک دونگا جلا دونگا اسوقت قدرت اور مقامات پر جاتے ہین کچھ بندے پیدا ہوے ہین کہ اُنکی مشکلین آسان کرتا ہین یہ کہکے تخت کو ہفت پیکر نے اُڑایا ہر چند دیوزادون نے چاہا روکین لیکن تخت نہ رکا ہفت پیکر تخت اُڑا کے نکل گیا نورالدہر نے یہ سب معرکہ آنکھون سے دیکھا سمجھے کہ یہ نقابدار مثل جد عالی تبار کے صاحب اسم اعظم ہین کیسا ساحر زبردست جسنے نگاہ ڈال کے قلعہ اکھیڑنے کا ارادہ کیا اسکو بجز بھاگتے کے کچھ نہ بن پڑا زاغ و زغن نے سر کٹوا لئے مگر اُسکو بچایا یہ سب اسکے پیر تھے جھک کر نقابدار کو سلام کیا نقابدار زمین پر آیا کہا ای شاہزادہ رستم خصال اتفاقاً ادھر

میرا گذر ہوا ورنہ یہ مردود تمکو گرفتار کرلیجاتا نورالدہر نے دیکھکر کہا ای میرے محسن جان بخش
کیا آپکا شکریہ ادا کرون اسوقت آپ کے آنے سے میری جان بخشی ہوئی یہ دونون میری مددگار
جادوگرنیان اسکے ایک اشارے مین زخمی ہوئین واقعی وہ جو چاہتا کر گذرتا اسکو ہر طرح
کا اختیار ہی نقابدار نورالدہر سے اس گفتگو کے بعد رخصت ہوا لیکن کہ گیا کہ تمہارے
ہمچشم ایرج نوجوان صحرائے ترکستان مین فروکش ہین نقابدار تو روانہ ہوگیا
نورالدہر اپنی مددگار زخمی جادوگرنیون کو لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے لیکن ہفت پیکر
جو پلٹا تو اسنے کیا کیا کہ جو جو قلعے راستے ہین پہلے وہان کے حاکمون سے کہتا گیا کہ ایرج
و نورالدہر اس راستے سے آتے ہین ہوشیار رہنا یہ کہتا ہوا کوہ قلمون پر تصویر سنگی مین
داخل ہوا اور انکا تاجدار ہو قلمون جادو تصویر سنگی کے سامنے آیا سجدہ کرکے پوچھا آج قدرت
کیون خاموش ہین مرادمند جمع ہین زیرکوہ سبکا جماؤ ہی دن منگل کا ہی آج جشن ہوگا تصویر
سے آواز آئی ای بندۂ خاص الخاص تیری رائے پر انتظام ہی جسطرح تو چاہے انتظام کر ایرج
و نورالدہر لڑتے بھڑتے ہوئے فتح کرتے ہوئے تا بہ قلعۂ مروارید نگار آگئے نورالدہر کی
گوہر جادو نے اطاعت کی مطیع اسلام ہوئی دعوت و ضیافت کے سامان ہو رہے ہین
نورالدہر گوہر جادو و سیماب جادو کو پہلو مین لیے بیٹھا ہی صحبت عیش و نشاط گرم ہی
تجکو لازم ہی کسی کو بھیج کہ وہ جا کے سبکو گرفتار کر لائے ہو قلمون نے پلٹ کر آواز دی کہ
کوئی سر فروش حاضر ہی بر سر قلعۂ مروارید نگار جائے اور دشمنون کو گرفتار کر لائے
گوہر جادو کی آبرو مٹائے سامنے ایک نخل چنار تھا بیچ اسکی شق ہوئی ایک ساحر بصورت
عجیب و بشکل مہیب یہ کہتا ہوا نکلا کہ منم مہیب جادو قلعۂ مروارید نگار کو جا کر تباہ کرون
اور جو جو حکم ہو وہ آنکھون سے بجا لاؤن تصویر نے آواز دی ای مہیب جادو نورالدہر
و گوہر جادو وغیرہ کو اٹھا لاؤ یہ سنکر وہ ساحر اڑا اسوقت آکے پہونچا کہ نورالدہر کھڑے
ٹہل رہے ہین گوہر جادو برابر کھڑی ہی کہ رہی ہی ای شہریار اب اس قلعے کو چھوڑیے
ہفت پیکر خود دیکھ گیا ہی کوئی بلا آیا چاہتی ہی نورالدہر فرماتے ہین کہ جو کوئی بلا نازل
ہوگی پروردگار عالم دفع فرمائیگا ہمارا تکیہ اسی پر ہے یہ ذکر ہو ہی رہا تھا

کہ جہیب تڑپ کر گرا ایک پنجہ کمر مین نور الدہر کی دیا اور ایک ہاتھ سے گوہر جادو کو اُٹھایا اور
اپنے نام کا نعرہ کر کے لے اُڑا سیماب نے جو دیکھا کہ کوئی شاہزادے کو لیے جاتا ہی یہ پرواز میدان
کر کے اُڑی عقب سے گولے مارتی ہوئی جاتی ہی مگر گولہ اسکا جہیب جادو تک نہین پہونچتا
راستے ہی مین پھٹکر گر پڑتا ہی جہیب جادو بلند ہوگیا سیماب نخاک کے پلٹی مگر کنیزون کو روانہ
کیا کہ تلاش تو کرو نور الدہر کو یہ ظالم کہان لے کے چلا گیا کنیزین حکم پاتے ہی براے تلاش روانہ
ہوگئین صحرا صحرا ڈھونڈھتی پڑی پھرتی ہین مگر جہیب جادو اُڑتا ہوا قریب ایک پہاڑ کے پہونچا تھا
کہ ایک آواز کان مین آئی اسطرح جیسے کوئی اس غزل عاشقانہ کو گا رہا ہی۔ غزل

نمود خط ہوا حسن وجمال لینے کو
یہ جو رکھات مین تھا کب سے مال لینے کو

ابھی ہو عازم جنت اگر یہ حسن پرست
چلین فرشتۂ جنت جمال لینے کو

ضرور چاہیے مستون مین اک ذرا کہ ہشیار
وگرنہ کون ہے ساقی سنبھال لینے کو

تمیز ہو تو کرے فرق دوست ودشمن مین
خدا نے آنکھین ہین دی ہین دیکھ بھال لینے کو

کھلا یہ غمکدۂ دہر مین پہونچکر حال
عدم سے آئے ہین رنج وملال لینے کو

سفیر تونے تو کی گفتگو نہ یار سے طے
ہین آپ جاؤن جواب سوال لینے کو

شب فراق کے ہمراہ روز آتا ہے
ہمارا خواب تمہارا خیال لینے کو

کھلیگی قیمت حُسن وجمال اے یوسف
جب آئیگی تجھے اک پیرزال لینے کو

شب فراق کے صدمون سے یار مرمر کے
جیا ہون لذت روز وصال لینے کو

پس از فنا نہ پھرون چاک کیطرح اے چرخ
نہ آئے گور زمین مٹی کلال لینے کو

متاع دل کوئی کیونکر بچائے انسے رند
بلا ہین زلف ورخ وخط وخال لینے کو

حُسن وجمال عدیم المثال شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کو دیکھکر حیران تھا اور گانے
کی آواز جو سُنی بیتاب ہوگیا اُسی صدا کی طرف متوجہ ہوا او دیکھا بر سر کوہ ایک نخل کے سایے
مین ایک جہنت بیٹھا ہوا نے بجا رہا ہی بالون کی لٹین زمین پر پڑی ہین سامنے دھونی لگی ہے
دھوان اُس مین سے آہستہ آہستہ نکل رہا ہی جہیب جادو نے اُس پہاڑ پر اُترکے ایک طرف
نور الدہر و گوہر جادو کو ڈال دیا مثل مردے کے دونون پڑے ہین جہیب ٹہلتا ہوا

سامنے حمنت کے پہونچا جھک کے سلام کیا اُسکا جواب حمنت نے یہ دیا کہ او بیحیا تو کون ہی جو یہان بے تکلف چلا آیا یہ مقام گذرگاہ سامری و جمشید ہی خداوند ہفت پیکر بھی گاہے گاہے اسطرف چلے آتے ہین پہاڑ سے اُتر جا ورنہ ایک سونٹہ ماردونگا کہ سر پھٹ جائیگا حمیب نے کہا مین آپکی زیارت کو آیا ہون گانے کا مشتاق ہون حمنت نے پوچھا تو کون ہو کہان سے آتا ہی اور کہان جاتا ہی مفصل بیان کرو ورنہ بہت پچھتائیگا حمیب نے کہا مین خدمتگزار خداوند ہفت پیکر ہون برائے گرفتاری نورالدہر گیا تھا اُسکو گرفتار کر لایا ایک نخل کے نیچے اُسکو ڈالدیا ہی مثل مردے کے پڑا ہی مین آپکی زیارت کے لیے آیا ہون مجھکو بیٹھنے تو دیجیے اب خداوند ہفت پیکر بر سر کوہ بو قلمون جشن کر رہے ہین حمنت نے کہا دامن قدرت وراز ہی بیٹھ جاؤ تو مین تمھین گا نا سناؤن حمیب بیٹھا حمنت نے بھرنی کو نکالا چند اشعار بہ بہار گانا شروع کیے۔ نظم

خونفشان آنکھین ہین لڑکر چشم شوخ یار سے
ہجر کی شب یہ رہین باتین دل بیمار سے

کیا قیامت ہی کہ تم ہنگامۂ محشر سے قبل
ڈالکر باہین گلے مین میرے لپٹے تو سہی

دے کبھی چپکے بوسہ کوئی ظالم یہ ہٹ اچھی نہین
شیخ جی یہ آپکا عمامہ پھر اُچھلے گا خوب

ہلے کیونکر وصل کی شب کچھ گلے شکوے کرون
اُٹھ کے وہ پہلو سے میرے جھگڑی جانے لگے

ہٹ بھی اے ناصح نصیحت کچھ نہ ہوگی کارگر
قاتل نادان اسے تیغ ادا سے ذبح کر

جیسے اک پردہ نشین سے لڑگئی آنکھ اے خیال

دل تہ و بالا ہی اُسکی ناز کی رفتار سے
وہ کبھی رات آئیگی خوش ہونگے وصال یار سے

حشر کے سامان دکھاتے ہو صنم رفتار سے
آج وہ باتین کرون مین اُس بُت عیار سے

دل نہ قابو مین رہیگا اس ترے انکار سے
سابقہ پڑجائیگا جسدن کسی میخوار سے

منفعل اپنی نگاہین ہین عتاب یار سے
حشر کے سامان عیان ہونے لگے رفتار سے

شیشہ و ساغر چھوٹینگے لب میخوار سے
سخت جانکا حلق کٹنے کا نہین تلوار سے

شرم اُٹھا دی کچھ رہا مطلب نہ ننگ و عار سے

حمیب جادو نے جو اس بہار یہ غزل کو حمنت کی زبانی سنا مست ہوکر جھومنے لگا حمنت نے گانے گاتے اپنی دھونی کو جو کریدا دھوان اور زیادہ نکلا حمیب کے دماغ مین خوشبو آئی ناک

پھلا کر سونگھنے لگا گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھا دو قدم چلا تھا کہ پانون کانپنے لڑکھڑا کے گرا اُسکے
گرتے ہی مہنت نے خنجر کھینچا اور نعرہ کیا کہ منم شبرنگ بن عمرو لپک کر چاہا خنجر مارون کہ ایک
پنجہ آسمان سے تڑپ کر گرا صہیب کو اُٹھا لیا شبرنگ نے آکر نورالدہر کو جگایا پہلے گوہر
اُٹھی پوچھا ارے تو کون ہی شبرنگ نے کہا مین اُس شہریار کا عیار ہون صہیب کو بیہوش
کیا تھا وہ بیچا قتل نہ ہوا آسمان سے پنجہ گرا اُسکو اُٹھا لیگیا اب شاہزادے کو ہوشیار کرو
گوہر جادو نے بیٹھکر سحر کیا نورالدہر کے منھ پر چھینٹے پانی کے مارے تب شاہزادے کو ہوش
آیا شبرنگ کو دیکھا نورالدہر نے گلے سے لگا لیا فرمایا ای یار وفادار عین وقت پر پہونچے
نورالدہر نے فرمایا ای گوہر جادو تم پرواز پیدا کرکے چلو ہم مرکب اپنا تلاش کرکے آتے ہین
اسب پریوش ہمارا صحرا مین چرا کرتا ہی اُسپر سوار ہوکے آئینگے کیون ای شبرنگ تمنے مرکب
ہمارا کس حال مین چھوڑا شبرنگ نے کہا جب آپکو ساحرہ اُٹھا لیگئی مین نے مرکب کو دشت
مین یہ کہکے چھوڑا تھا کہ ای مرکب وفادار مین تیرے آقا کی تلاش مین جاتا ہون کسی کے قبضہ مین
نہ جانا گوہر جادو کہنے سے نورالدہر کے پر پرواز پیدا کرکے طرف اپنے قلعے کے چلی نورالدہر
شبرنگ تلاش مین مرکب کی روانہ ہوئے جاتے جاتے قریب اُس صحرا کے جو پہونچے جہان
شبرنگ نے مرکب کو چھوڑا تھا معلوم ہوا کہ کچھ آدمیون کے بولنے کی آواز آتی ہی غل کر رہے
ہین نورالدہر نے بلندی پر سے دیکھا کہ بیچ مین کچھ آدمیون کے ہمارا مرکب کھڑا ہوا ہی ہزار
دو ہزار آدمی اُسے گھیرے ہوئے ہین ایک تاجدار تاج پہنے ہوئے سامنے میرے مرکب کے
کھڑا ہوا کہہ رہا ہی کہ ارے رسیان ڈالکر اس مرکب کو پکڑ لو مگر مرکب اصیل آنکھین نکالے ہوئے
بیچ مین کھڑا ہی کیا مجال کسی کی جو قریب اُس مرکب کے آسکے وہ تاجدار کھڑا ہوا کہہ رہا ہی یارو
کل شام سے اس گھوڑے کو تم سب گھیرے ہوئے ہو اور یہ ہاتھ نہین آتا ہی کئی سو جوان
مار چکا ہی جو کوئی اُسکو گرفتار کریگا اُسکو دولت دنیا سے مالا مال کردونگا شبرنگ نے رنگ روغن
عیاری کا لگایا ایک چابکسوار کی شکل بنکر تیار ہوا پگڑی سر پر باندھی ہوئی کوڑا ہاتھ مین
لیے ہوئے ٹہلتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا ملازمون سے دریافت ہوا کہ مقیم تاجدار اُس
حوالی کا بادشاہ ہی مرکب کی خبر سنکر آیا ہی مرکب کو آکر گھیرا ہی رات بھر مین کئی سو چابکسوار

اس مرکب نے مارے کسی کا اتنا حوصلہ نہین پڑتا جو گرفتار کرے سب گھیرے ہوئے کھڑے
ہین شبرنگ نے آکر بادشاہ کو سلام کیا کہا حضور جو ہم اس مرکب کو گرفتار کر دین تو ہمکو کیا ملیگا بادشاہ
نے جیب مین ہاتھ ڈالا دو ہزار کی اشرفیان نکال کر سامنے کین کہا یہ تو نقد دیتا ہون اور اپنے
اصطبل کا داروغہ کرونگا شبرنگ چمکارتا ہوا طرف مرکب کے چلا مرکب نے آنکھین نکالین کنوتیان
بلند کین مرکب رُکا شبرنگ نے زبان جلینی مین کہا کہ اے مرکب وفادار آقا بھی تیرا ایک مقام پر ہے
تجھکو لینے آیا ہون یہ سنکر مرکب نے سر جھکایا شبرنگ قریب آیا مرکب کے گلے مین ہاتھ ڈال کے
رونے لگا مرکب کی بھی آنکھ سے آنسو جاری ہوئے شبرنگ جست کر کے سوار ہوا مرکب کو
پھیرنے لگا سب تعریفین کر رہے ہین کہ یہ چابکسوار نہایت کامل و اکمل ہے دیکھو کس طور سے
مرکب کو تسخیر کیا ہے اب شبرنگ مرکب کو کاوے دینے لگا شبرنگ نے پکار کر آواز دی اے
شہریار آئیے یہ کہتا ہوا مرکب کو اُڑا کے قریب نورالدہر کے آیا آپ گھوڑے سے کودا
نورالدہر سوار ہوئے مرکب پر آتے ہی نعرہ کیا نعرہ کر کے مصروف جنگ ہوئے مقیم
تاجدار نے آواز دی یارو یہ نبیرہ حمزہ ہے اسی کے مقدمے مین قدرت فرما گئے تھے یہ
لشکر سب کا فزون نے بلوہ کیا مقیم پکار رہا ہے یارو اسی کی قدرت شکایت کرتے تھے شاہزادہ
نورالدہر لڑتے بھڑتے قریب مقیم تاجدار کے پہونچے مقیم نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر
نے مقیم تاجدار کا وار خالی دیا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تیغہ خارہ شگاف کا مارا مقیم کے دو ٹکڑے
ہوئے قیام تاجدار بھائی مقیم تاجدار کا فوج کو ترغیب دے رہا ہے کہ بڑھ کے شاہزادہ
نورالدہر نے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا قیام نے امان مانگی نورالدہر نے
سوال اسلام کیا قیام کلمہ پڑھ کے بصدق مسلمان ہوا افسران فوج کو قدمون پر گرایا شاہزادہ
نورالدہر نے سبکو گلے سے لگایا قیام شاہزادے کو ہمراہ لیکر دارالامارۃ شاہی مین آیا عرض کی
تخت پر قدم رنجہ فرمائیے نورالدہر نے کہا ہمارے تاجدار کو خدا سلامت رکھے تاج و تخت
کی ہمکو ممانعت ہے یہ فرماکر قیام تاجدار کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل پر بیٹھے صحبت جمی دور
شراب ہوا ایک نازنین سامنے آکے گانے لگی شب بھر صحبت رہی قیام نہایت محبت سے
شاہزادے کے ساتھ پیش آیا چوب و چماق ہاتھ مین لیے ہوئے انتظام کرتا پھرتا ہے

گریبان سحر چاک ہو چکا ہو کہ چند ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا عرض کی ای شہریار کامگار
بیشہ نشین تین لاکھ فوج کی جمعیت سے قریب قلعہ کے آپہونچا نورالدہر نے اُسی وقت حکم دیا
لشکر تیار ہو آپ مرکب پر سوار ہوے فوج کو لیکر بیرون قلعہ آئے دیکھا آمد فوج کے نشان ظاہر
ہین کہ گردین اُڑ رہی ہین پلٹنین رسالے آتے جاتے ہین بعد تھوڑے عرصے کے باجے بجے ڈنکے
چوب پڑی نورالدہر نے دیکھا کہ کاؤس بیشہ نشین ساٹھ آرنج کا قد و قامت فیل مست پر سوار گرز
گران کاندھے پر اس دھج سے آکر اتراتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا نورالدہر کو بہ نگاہ قہر دیکھتا ہوا
کہتا ہی ایسے ایسے لڑکے مین نے بہت سے تعلیم کر دیے یہ کہکے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے
نورالدہر کو خبر دی نورالدہر نے بھی نوازش طبل کو حکم کیا یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا دونون
لشکرون مین تیاریان ہونے لگین جبکہ فراش ماہ تابان نے فرش چاندنی لپیٹا اور شہنشاہ
زرین پوش تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا صفین لشکرون کی جمنے لگین میمنہ میسرہ درست ہوے
کاؤس نے فیل مست اپنا صفوف لشکر سے نکالا میدان مین آکر نعرہ کیا کہ شیرۂ حمزہ کہان ہو میدان
مین آوے تو حال معلوم ہو نورالدہر نے اسب خوشخرام بڑھایا قیام ناجدار کی بیقراری کہتا ہے کہ ای شہریار
اس دیو سے کیونکر مقابلہ کیجیے گا جس بیشے مین یہ رہتا ہو صد ہا شیر اسمین تھے جب سوار ہوکے نکلتا تھا
دو چار شیر مار کر پلٹتا تھا چند روز مین سارا بیشہ صاف کر دیا جس مہم پر یہ گیا فتح کرکے آیا مین کیونکر
گوارا کرون کہ حضور اس سے مقابلہ کرین نورالدہر نے کہا ای قیام کاؤس کے قد و قامت پہ کیا جاو
دیکھنا کیا ہوتا ہی یہ کہکے گھوڑا بڑھایا اسپ پر پوش عقاب پر تھا اور مرکب عربی پر سوار ہین سامنے آکر
کاؤس کے پہونچے آپس مین تکاورزن ہوے چند قدم گھوڑا نورالدہر کا تگاور سے ہٹا
کاؤس نے نیزہ مارا نورالدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا دونون لشکر بہ حیرت نگران و مثل آئینہ حیران
ہین کہ نورالدہر سے نیزہ چل رہا ہی ایک مقام پر نیزہ گانٹھ کر گھوڑا اڑایا کاؤس کے ہاتھ سے
نیزہ نکل گیا کاؤس نے ایک نعرۂ کوہ شگاف کیا اور فوراً اسی سے گرز گران سنگ اُٹھایا پکار کر
آواز دی کہ یہ حربہ میرا طمانچہ ملک الموت کا ہی گرد سر کے چرخ دیکر دو دستی گرز کاؤس نے
مارا نورالدہر نے گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی آواز گنبد گردون تک پیچیدہ ہوئی کاؤس نے
آواز دی اب ذرا اس جوان کی خبر لو ہڈیان سرمہ ہو گئی ہونگی کہ شبرنگ بن عمرو

گرد مین گھسا دیکھا کہ شاہزادہ مثل بید کانپ رہا ہو گھوڑے کی کمر ٹوٹی لخنتے خون کے منھ سے گر رہا ہو دونون گھٹنے نورالدہر کے زمین سے آشنا ہین شیر رنگ نے پانی کے چھینٹے مارے تب نورالدہر پشت مرکب سے کودے محمودی کے رومال سے گرد جھاڑتے ہوے اوس گرد سے جو نکلے کاؤس نے دیکھا ابر تیرہ و تار سے آفتاب نکل آیا کاؤس نے ہاتھی کو بڑھایا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی نورالدہر نے دونون ہاتھ آگے کر دیے ہاتھی نے ہاتھون کو سونڈ مین لپیٹا نورالدہر نے بہ قوت صاحبقرانی بھسونڈا ہاتھی کا دونون ہاتھون مین تھام کر ایک ہلہ مارا کہ گردن ہاتھی کی مع زنجرے کھینچ لی ہاتھی نے چرخ کھایا زمین پر مثل پہاڑ کے گرا کاؤس نورالدہر کو پیدل دیکھکر دوڑ پڑا ایک ہاتھ کو ہاتھ سے تھاما اور ایک ہاتھ گردن پر رکھا قصد کیا لے دوڑ دون نورالدہر نے گردن پر ہاتھ رکھ کے ہلہ مارا کہ سر کاؤس کا زمین سے ملا دیا اب کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ جہان کاؤس نورالدہر کو پکڑ لاتا ہو مثل برق تڑپ کر نکل جاتے ہین اور جہان نورالدہر کاؤس کو پکڑ لاتے ہین دو چار گھستے ایسے دیتے ہین کہ ماتھے سے قطرات خون ٹپکنے لگتے ہین ذرہ پارہ پارہ اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہا ہو لوگ حیران ہین کہ آج کاؤس کو کیا ہو گیا ہو کہ اتنا بڑا جوان ہو کر بمشکل لڑ رہا ہو دیکھیے کیا ہوتا ہو آخر آفتاب برنگ زرد لرزان و ترسان مغرب مین جاکر چھپا اور شہنشاہ زنگبار کا قصد ہوا کہ مع فوج ثوابت و سیارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہو کاؤس نورالدہر کو روک کر کھڑا ہوا کہا اے جوان کیا کہنا خوب مجھسے دن بھر لڑا مگر دن واسطے لڑائی کے اور رات واسطے عیش و آرام کے ہو اب جاکر آرام کر کل پھر میرے تیرے مقابلہ ہوگا نورالدہر نے فرمایا اے برادر آرام کیسا ہمارا یہ دستور نہین کہ بدون زیر و زبر کیے ہوے میدان سے پلٹین کاؤس نے کہا مین شب کو مقابلہ نہین کرتا نورالدہر نے پھر ہاتھ پکڑا کاؤس ہاتھ چھڑا کر یہ کہکے پلٹا کہ مین رات کو مقابلہ نکرونگا جب کاؤس پلٹ گیا نورالدہر بھی واپس ہوے قیام تاجدار نے آکے شاہزادے کی قدمبوسی کی کہتا تھا اے شہریار آج خدا نے بڑا فضل کیا کہ آپ نے دیو کے مقابلے سے نجات پائی نورالدہر نے کہا وہ پلٹ ہی گیا ورنہ صبح ہوتے ہوتے مین اوسکو زیر کرتا مگر انشاءاللہ کل دن پھر نہ گذرے گا شاپور نے عرض کی اے آقاے نامدار کاؤس شرمندہ ہو کر گیا ہے

ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہی کہ اب آپ سے مقابلہ نکرے گا نورالدہر کہتے ہین اُسکو اپنے قدو قامت
کا بڑا گھمنڈ ہی ضرور مقابلہ کریگا یہ فرماکے داخل بارگاہ ہوے مگر کاؤس جو لشکر مین آیا سیدھا
اپنی بارگاہ مین گیا اکیلا جاکے بیٹھا کسی سردار کے آنے کا حکم نہین کہ عیار اُسکا طاؤس سبک رو
پھرتا ہوا قریب بارگاہ کے آیا سردارون نے بیان کیا کہ آقا اکیلے بیٹھے ہین کسی کے آنے کا حکم نہین
طاؤس نے آواز دی ای پہلوان دوران مین حاضر ہون کاؤس نے بلا لیا طاؤس نے دیکھا
کہ کاؤس آنکھون مین اپنی آنسو بھرے ہوے سرنگون بیٹھا ہی طاؤس نے پوچھا ای آقا
نامدار کیا ملال ہی کیا خیال ہی کاؤس نے کہا ای یار وفادار و ای عیار طرار مجھپر عجب صدمۂ عظیم گذرا
اس حقیر جوان معشوق وضع سے مقابلہ پڑا یہ اس لائق تھا کہ مجھکو شراب پلاتا مگر اسنے مجھکو تنگ
کردیا کل فن مین مجھپر غالب آیا اگر پہر دو پہر اور کشتی ہوتی تو مجھکو زیر کرلیتا مین نے اپنی جان بچائی
اسی سے ابھی طبل جنگی بھی نہین بجوایا عیار نے عرض کی اگر حکم ہو تو مین چرالاؤن قید کرکے قتل
کیجیے اُسکے لشکر مین کوئی اس لائق نہین ہی کہ آپ کا ہم نبرد ہو یہ سنکر کاؤس خوش ہوگیا کہا
ای یار وفادار اگر تو اسکو چرالاوے تو بڑا کام کرے میری بات رہ جائے طبل جنگی لشکر مین
بجواوے اور تو جاکر عیاری کر طاؤس نے اُسی وقت نوازش طبل کو حکم دیا آپ بہانے عیاری
نکلکر طرف لشکر نورالدہر کے چلا یہان نورالدہر بیٹھے تھے کہ شاگرد شبرنگ نے آکر خبر دی کہ
کاؤس نے طبل جنگی بجوایا نورالدہر نے پکارکر شبرنگ سے کہا ای یار وفادار ہمارے یہان
بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی بجے جو کچھ نقاش ازل نے و کاتب قسمت نے صفحۂ
پیشانی پر ترقیم کیا ہی وہی پیش آنی ہی بفائدہ حیرانی ہی طبل جنگی بجواکر نورالدہر اُٹھے خاصہ
نوش کرکے آرام فرمایا شبرنگ طلاے پر انتظام کرتا پھرتا ہی مگر طاؤس پھرتا ہوا پشت بارگاہ
نورالدہر پر پہونچا آکر اُسنے سراچہ چاک کیا جھانک کر دیکھا بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ
ہی شمع ہاے مومی و کافوری روشن شاہزادہ چھپر کھٹ پر آرام کررہا ہی طاؤس اندر بارگاہ کے
آیا چادر کمر سے کھولا ایک سرا پانون سے دابا اور ایک سرا ہاتھ سے تھاما چادر کو چرخ
دیا کہ شمع ہاے مومی و کافوری لہراکر گل ہوئین ایک شمع روشن رکھی چھپرکھٹ کے قریب
پلنگ کے آیا آتے ہی کانٹے سے دوشالہ ہٹایا لخلخے مین داروے بیہوشی رکھکر برابر دماغ کے

لگا دی دماغ مین جو بیہوشی پہونچی شاہزادہ سوتا تھا بیہوش ہوا طاؤس نے سیجبند کاٹ کے
اُسی چادر مین شاہزادے کا پشتارہ باندھا اُسی طرح شاہ زادے کو لے نکلا یہ تو پشتارہ
لیے جاتا ہی مگر جہتر شبرنگ طلایہ پھر رہا تھا کہ خودبخود دل دھڑکا ساتھیون سے کہا یارو خدا
خیر کرے کاؤس عاجز ہو گیا ہی طاؤس سب کا رو‌ اُسکا عیار ہی ایسا نہو کچھ فتور کرے
اسوقت بیوقت دل دھڑکا مین اپنے آقا کی خبر لون شاگردون کو طلایے پر چھوڑا آپ وہان سے
چلا قریب بارگاہ نورالدہر کے پہونچا دیکھا کہ نگہبان بیٹھے ہین جب قریب آیا پردہ اُٹھا کے
اندر گیا روشنی گل چھپر کھٹ پر شاہزادے کو نہ پایا پیترہ عیار کا معلوم ہوا شبرنگ سمجھ گیا
کہ طاؤس لیگیا یہ دیکھکر گھبرایا تلاش مین طاؤس کی چلا طاؤس لشکر سے نکلا اب جو سنے
میدان پکڑا بھاگا ہوا جاتا ہی شبرنگ نے دور سے دیکھا کہ ایک عیار مکار پشتارہ لیے جاتا ہی
بیقرار ہوا دوڑکر چاہتا ہی پاس پہونچون مگر طاؤس بڑا تیز رو ہی لشکر مین اپنے داخل ہو گیا
طاؤس جب لشکر مین پہونچا دیکھا کہ ہنگامہ ہو رہا ہی شبرنگ بھی دریافت کرتا ہوا جاتا ہی
طاؤس بارگاہ مین کاؤس کی پہونچ گیا کاؤس رات بھر جاگا انتظار مین رہا ہر مرتبہ یہی کہتا کہ
یار و عیار میرا گیا ہی خیر و عافیت سے آجاے تو بڑی بات ہی کہ زنگ کی آواز آئی دیکھا طاؤس
آکر پہونچا کاؤس نے پوچھا شیر یا روباہ طاؤس نے کہا آپ کے اقبال سے شیر رہنے مین
مین نورالدہر کو لایا اب سرکار کو اختیار ہی یہ کہکے پشتارہ ڈالدیا کاؤس نے کہا ہوشیار کر
طاؤس نے کہا یہ وہی زور و طاقت مین بے نظیر حسن و جمال مین رشک ماہ منیر ہی اُٹھتے ہی
آفت برپا کرے گا آہنگر کو بلاؤ آہنگر آیا آہنگر نے کئی سو من کی قید جسم پر نورالدہر کے آراستہ
کی اب شاہزادے کو بیدار کیا شاہزادے نے ہاتھ جو اُٹھایا خانۂ زنجیر مین غل ہوا سمجھے کسی نے
قید کیا بل کر کے اُٹھے سامنے کاؤس کو دیکھا بھلے تو اپنے خدا کے اوصاف سامنے کاؤس کے
بیان کیے پھر کھنکھار کر تھوک دیا فرمایا او نامرد ہم تجھے پہلوان سمجھے تھے تو تو زن پیرزال سے
بھی بدتر ہے اگر طفلان بازاری ہوتے تو تجھپر طعن کرتے اب تیرے دربار مین کوئی ایسا ہی کہ
ایک ہاتھ کی ہتکڑی نکال دے اور پھر پہنا دے تو ہم جانین کاؤس نے ان باتون کا جواب
نہ دیا حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ اس زباندراز کو قتل کرے خادم دوڑے جلاد حبلاد کا ہلڑ ہوا

دیکھا ایک پرے سے جلاد با خنجر برہنہ پکارتا نکلا اے پہلوان دوران میں اسکو قتل کروں اور مہلت ملے تو آپ کو بھی قتل کروں کسی نے ہلا میں نہ سُنا کاؤس نے پکار کر کہا اے جلاد جلد اسکو قتل کر بڑا زبان دراز ہے اپنی جرات پر اسکو ناز ہے جلاد نے نورالدہر کا ہاتھ پکڑا کہا ارے یہاں بیٹھ جا تجھکو رہا کروں اوروں کو قتل کروں تمام افسران فوج کاؤس کے اندر بارگاہ کے آگئے ہیں ہر ایک کا قول ہے جلدی قتل کرو نورالدہر حیران حیران چہار جانب سے دیکھتے ہیں کبھی بیتاب ہو کر پکارتے ہیں اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز مَیں ظالم کے ہاتھ سے بچا لے عجب مکر کیا ہے سوائے تیرے کون معین و مددگار ہے تو چارا پروردگار ہے تیری صفت کیا بیان ہو سکتی ہے نظم

چو آمد آن گل رنگین بگلزار	بجنبش شد فدا ہر بلبل زار	گہے از برگ شد ظاہر گہ از بار
گہے از گل عیان گشت گہ از خار	گہے از نور شد روشن گہ از نار	نمایان شد گہ از مور د گہ از یار
بیک جانب مسلمان مرد دیندار	بیکسو برہمن پوشیدہ زنار	گہے مستانہ گشت و گاہ ہشیار
گہے در خواب غفلت گاہ بیدار	گہے برق و گہے ابر گہر بار	گہے مہر و گہے ماہ پُر انوار
ز ہر صورت خدا صورت نمایہ	نقاب از چہرۂ انور کشایہ	

کاؤس نے پکار کر آواز دی اے جلاد جلد قتل کر جلاد نے نورالدہر سے آنکھ ملائی اشارہ کیا کہ سنبھل کر بیٹھیے اب نورالدہر کے ہوش درست ہوئے سمجھے کہ عیار ہمارا آگیا شبرنگ نے خنجر مارا نورالدہر نے ہاتھ اٹھا دیا ہتکڑی کٹی نورالدہر نے سمٹ کر بیڑی کو مروڑا کاؤس نے پکار کر آواز دی اے پہلوانو اسکے عیار نے رہا کر دیا ایک پہلوان نے چاہا جھپٹ کے نورالدہر کے تلوار مارے نورالدہر نے وہی بیڑی چرخ دیکر ماری کہ اُس پہلوان کا سر پھٹا نورالدہر نے تلوار اسکی اٹھا لی شبرنگ نے حقہ ہائے آتشبازی مارے اندھیرا ہو گیا نورالدہر نے ستون بارگاہ کا تھام کے بارگاہ کو جنبش دی بارگاہ لہرا کر گری نورالدہر و شبرنگ باہر نکلے نورالدہر کے ہمراہی جو اُترے ہوئے تھے وہ بھی اپنے آقا کی آواز سُنکر آ پڑے تلوار چلنے لگی کاؤس نے قریب آکر نورالدہر کو ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر کا سر کسیقدر زخمی ہوا نورالدہر نے زخمی ہو کر خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر کاؤس کا زخمی ہوا کاؤس زخمی ہو کر بھاگا

افسر کا پاؤن اُٹھا تو کُل فوج کے پاؤن اُٹھ گئے کاؤس گینڈے کو اُڑا کر دور جا کے ایک
نخل کے سائے مین کھڑا ہوا نورالدہر نے میمنہ و میسرہ کو پامال کیا لڑتے ہوے نورالدہر
جاتے ہین کاؤس کھڑا ہوا زخم باندھ رہا ہی فوج کو دیکھتا ہو سب بھاگے ہوے چلے آتے
ہین ہر چند ترغیب دیتا ہی علم ہاے فوج سرنگون اہل فوج کے کلیجے خون سیکڑون سر
کٹ کٹ کے گر رہے ہین دریاے خون کی طغیانی کافرون کی حیرانی و پریشانی نورالدہر کے
ساتھ فوج بہت کم ہی مگر شیر دشت نبرد ہین کافر اُنکے سامنے پا بوش کی گرد ہین جدھر رُخ کیا
سوار پیدل بھاگے ملازمان نورالدہر بلوہ کرتے ہوے چلے آتے ہین مقابلۂ نورالدہر سے
کافرون کے قلب تھراتے ہین کہ جو پہلوان گینڈا چمکا کر سامنے آیا علف شمشیر آبدار کا ہوا
اب جو اُنکی فوج والے آئے اسپ بیہوش بھی پہونچا یا تیغۂ خاراشگاف سلیمانی ہاتھ آیا
جھکر لڑ رہے ہین غیرت سے کفار زمین مین گڑ رہے ہین۔ کاؤس پکار رہا ہی کہ اے خداوند
ہفت پیکر مین تو آپ کے حکم سے آیا تھا مگر مہیب جادو کو جو پنجہ اُٹھا لیگیا تھا لیجا کر سامنے
تصویر سنگی کے ڈالدیا تھا تصویر سے آواز آئی اے بندۂ خاص الخاص کیا رنگ ہی مہیب نے
پکار کر آواز دی یا خداوند یہ فقیر کون تھا خرد منڈا بنارس کا گنڈا اُسکی دعوی مین کیا تھا کہ
مین بیہوش ہو گیا تصویر سے آواز آئی اے بندۂ من قدرت یہان سے دیکھ رہے تھے
فوراً قدرت نے آواز دی پنجہ تجھکو اُٹھا لایا تیری دستگیری کی مہیب جھلا کر اُٹھا کہا یا خداوند
جہان وہ جوان ملیگا اسقدر گولے مارونگا کہ ایک زندہ نہ بچے تصویر سے آواز آئی اسوقت
نورالدہر نے کاؤس کو شکست دی صحراے ہول خیز مین لڑ رہا ہی کاؤس کو بچا نا نورالدہر
کا سر کاٹ لینا مہیب فوراً طرف صحراے ہول خیز کے روانہ ہوا اُسوقت پہونچا کہ کاؤس کی
فوج نصف قتل ہو چکی اب کاؤس کا ارادہ ہی کہ بھاگ کر اپنے بیشے میں جاؤن یون جان
بچاؤن نورالدہر سب کے آگے لڑتے ہوے آتے ہین کہ آسمان سے آواز آئی کہ باش اے
نبیرۂ حمزہ آگے نہ بڑھنا اور کاؤس کو آواز دی تجھ ایسا پہلوان ایسا گھبرایا یون شکست
کھائی اب پیچھے قدم نہ ہٹانا مین ہون مہیب ابلق سوار یہ کہکے مہیب نے ایک گولہ
مارا یا تو نورالدہر گھوڑے کو بڑھائے ہوے آتے تھے یا گھوڑا چلتے چلتے رک گیا

دوسرا گولہ صہیب نے مارا ساتھ والے نورالدہر کے پا بہ گل ہوئے مرکب جم گئے قدم نہین
اُٹھاتے بعض کے مرکب بدلگامیان کر رہے ہین سوار کو لیے دوڑے دوڑے پھرتے ہین پیدل
مُنھ کے بھل زمین پر گرتے ہین اُٹھ نہین سکتے تلوارین قبضے سے نکل گئین سپرین پشت سے
گرین صہیب ہرچند اشارہ کرتا ہو کہ او طاؤس ان سبکو مارلے بالکل بےکار ہین مگر کاؤس
ایسا خائف ہو کہ گینڈے کو نہین بڑھاتا صہیب زمین پر آیا آواز دی ہان یارو حریف
کو قتل کرلو اب مسلمان بالکل بےکار ہین لاکھ لاکھ آواز دیتا ہو کافر ایسے ڈرے ہین کہ
نہین بڑھتے صہیب نے زمین پر آکر کلمات سخت کہے کہ او نامردو اب مسلمانون کا قتل کرنا کتنی
بڑی بات ہو ہاتھ پاؤن بیکار کردیے زمین پر مثل مردون کے پڑے ہین تمھارے گھوڑے
تمھارے قبضے مین ہین اُنکے مرکب پا بہ گل جب اسطرح صہیب نے کہا تب کافر گھوڑون کو دست
کرکے بڑھے تلوارین چمکاتے ہوے چلے جو راہ مین مل گیا اُسکو ہاتھ تلوار کا مار دیا سوار
کے پاس جو پہونچے گھوڑے کو ہاتھ مارا گھوڑے کا سر کٹ کے گرا سوار کو بھی مار لیا صدہا
بندگان خدا جو اسطرح ہاتھ سے کفار کے مارے گئے کفار اب دلیر ہوے کہ ہم حربہ کرتے ہین
وہ حربہ نہین کرسکتے لیکن اہل اسلام بیتاب و بے قرار پکار رہے ہین ای رحیم و کریم و ای سمیع
و علیم دشمنون کے ہاتھ سے بچانے اس بلا سے نجات دے نظم

برچہ نازان است انسان ضعیف	ہرچہ طاقت ہست سرکش این نحیف
نیست امید بقا در زندگے	چون بسر مرگ است استادہ حریف
گل شود رخصت ز صحن بوستان	چون بیاید ناگہان فصل خریف
ناتوانان را خدا بخشد توان	حق بہ بخشد تاب و طاقت با ضعیف
این غزل ہندی چہ خوش کردی رقم	زانکہ شد مطبوع خاطر این ردیف

یہ تو سب دعائین مانگ رہے ہین ملازمان کاؤس آمادۂ بدعت مگر حال سیماب تحریر کرتا ہون
کہ جب گوہر جادو واپس آئی تو سیماب نے بیقرار ہوکر پوچھا کہ شاہزادے پر کیا گذری گوہر
نے سب حال بیان کیا کہ عیار نے عیاری کرکے صہیب کو بیہوش کیا تھا اُسکو تو پنجہ اُٹھا
لیگیا تھا عیار و سردار تنے ہونگے سیماب تو عاشق جانباز ہے رات بھر انتظار مین بیٹھی رہی

کبھی بے قرار ہوکر روتی ہی یاد مین شاہزادے کی یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہی نظم

خنجر قاتل پہ رکھدون گا گلا
خم کے خم پیتا رہا ہون ساقیا
آن پہونچا وعدۂ دیدار یار
یون قضا آئی رضینا بالقضا
عشق بازی مین کیا نقصان دل
ہستی فانی بڑا دھوکا دیا
کھولدے زنجیر مجھ دیوانے کی
بے مروت خود غرض نا آشنا

جی چلا بیٹھونگا ہون مین منچلا
کشتگان عشق سب گڑوا دئے
مژدہ باد ای عاشقان باوفا
بار الفت بھی اٹھا کر دیکھ لون
مفت کھو بیٹھے یہ لعل بے بہا
چشم بد دور آج دیکھا آنکھ سے
ای پری تجھ پر بھی شاید جن چڑھا
دل جلو تم ہرکس و ناکس سے رند

ایک دو ساغر کرینگے نشہ کیا
ای جزاک اللہ قاتل مرحبا
کشتۂ فرقت کیا تقدیر نے
رہ نجاوے دل مین دل کا ولولا
مار ڈالا بے شتابی تو نے تری
شہرہ سنتے تھے جمال یار کا
نام کیا کیا آپ نے رکھوائے ہین
کیجیے جسوقت ہو جو مقتضا

اسی حسرت مین گریبان سحر چاک ہوا گوہر نے کہا شاید صحرا مین ٹھہر گئے ہونگے سیماب نے کہا ای گوہر ہمارے دل کی تمکو کیا خبر ہی جیسے ہی شاہزادے نے رہائی پائی تھی تخت سحر تیار کرکے اُسپر سوار کرلائی ہوتین اگر شاہزادہ نے انکار کیا تھا تمنے کیون قبول کیا تمام دُنیا اُنکی دشمن سیکڑون پہلوان ہزارہا ساحر اپنے زمانے کے سامری و جمشید مین خدا کی قدرت ہی کہ خود ایک حرف سحر کا نہین جانتے اور ساحر کشی کرتے ہین مین تلاش مین اُس گوہر بے بہا صاحبقرانی کے نکلتی ہون گوہر نے کہا ای ملکۂ عالم ہمارا تمھارا جانا ہرگز صلاح نہین ہفت پیکر اپنی آنکھون سے دیکھ گیا سیماب نے کہا اگر کوئی ساحر ملیگا اُس سے مقابلہ کرینگے بلا سے مارے جائین اس کشاکش سے تو مہلت پائین یہ کالی رات کس مصیبت مین کٹی ہی ہمین امید نہ تھی کہ روے سحر فراق دیکھین گے دیکھو سارے باغ پر کیسی اُداسی ہی پھول مرجھائے ہوے غنچے دہن بستہ بلبلین سر پیٹ رہی ہین میرے دل کو کیونکر آرام آئے ہفت پیکر اُنکا دشمن ہو رہا ہی مہیب کو تنجہ اُٹھا کر لیگیا وہ ضرور فتور برپا کریگا بڑا اچھلا ساحر ہی اُسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی یہ کہکے سیماب اُٹھی گوہر نے کہا مین بھی ساتھ چلون سیماب نے کہا لو اتمکو اختیار ہی میرا دل تو آرام نہین لیتا مین جنگل جنگل ڈھونڈھونگی یہ کہکے سیماب نے بہ پرواز پیدا کیے اُڑتی ہوئی چلی عقب مین گوہر جادو صحراؤن کو دیکھتی ہوئی جسطرف دیکھا کہ

صحرا ہے سبزہ زار ہی وہان ٹھہر جاتی ہی جب صورت زیبا نہین نظر آتی تو گھبرا کر آگے بڑھتی ہی
آخر پھرتے پھرتے ایک پہاڑ پر اُتری کہ کان مین آواز آئی کوئی بلک بلک کے رو رہا ہی ہزارہا
بندگان خدا اپنے پیدا کرنے والے کو پکار رہے ہین کوئی کریم کہتا ہی کوئی رحیم کہکے پکارتا ہی کوئی
سمیع و علیم کو یاد کرتا ہی ایک طرف سے آواز آتی ہی یا خداوند ہفت پیکر تیری قدرت کے صدقے
کیا مسلمانون کو مغلوب کیا کیسے مجبور و ناچار ہین اب بالکل بیکار ہین پہلے ہمکو قتل کرتے تھے
اب ہمنے بدلہ اپنا لیا کاؤس آواز دیتا ہی ارے افسر کا سر کاٹ لو اپنے خدا ہے نادیدہ سے
دعائین مانگتا ہی سیماب یہ آوازین سنکر بیقرار ہوگئی اُس صدا کی طرف چلی آسمان پر آکے دیکھا
کہ نورالدہر ایک مرکب پر خاموش کھڑے ہین تلوار نیام انتقام مین شبرنگ بن عمرو رکاب
سے لپٹا ہوا قدمون کو بوسے دیتا ہی کبھی عرض کرتا ہی اے آقاے نامدار و اے مولاے قدرشناس
کاشکے غلام نابینا پیدا ہوتا کہ حضور کو اس پریشانی مین نہ دیکھتا خدا آپکا حافظ و نگہبان ہی
پیدا کرنے والے کا سراسر احسان ہی اگر کوئی معین و مددگار آجائے تو اس آفت سے بچا لیجئے
وہ بندہ نواز چارہ ساز احکم الحاکمین رب العالمین ہی اُسکے نزدیک سب آسان ہی اور سارا لشکر
مجبور زمین پر پڑا ہوا لوٹ رہا ہی صدہا کے سر کٹے پڑے ہین بعض رو رہے ہین بعض بلک بلک
کر اپنے پیدا کرنے والے کو پکار رہے ہین صہیب جادو کاؤس کے قریب کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی
کئی مرتبہ صہیب نے کاؤس سے کہا کہ بڑھکر نورالدہر کا سر کاٹ لے کاؤس نے جواب
نہ دیا جب تو صہیب نے جھولی سے گولہ نکالا اسم سحر کا پڑھکر نورالدہر کی جانب پھینکا گولہ
مثل شعلہ جوالہ چلا سیماب دیکھکر بیتاب ہوگئی سب حال تو آنکھون سے دیکھ چکی ہی گولہ جب
قریب نورالدہر پہونچا سیماب نے بیتابی و بیقراری کو اپنی ظاہر کرکے گولے پر تھپکی ماردی اور
نعرہ کیا منم سیماب جادو گولہ اُلٹا پلٹا قریب صہیب کے پہونچا صہیب نے خون اپنا دیکر گولے کو
دفع کیا سیماب اور صہیب سے آپس مین سحر چلنے لگا سیماب صہیب کے سحر کو دفع بھی کرتی ہی اور
اہل اسلام پر سے سحر بھی اُتارتی جاتی ہی اکثر سوار اپنے اپنے مقام سے اُٹھکے مصروف جنگ
ہوے نورالدہر جو مبہوت تھے سیماب پر بجری چل رہی تھی اول تو سیماب سے زیادہ حیران تھی
کہ ایسے صف شکن کی تلوار نیام مین کیون ہی بس کچھ دانہ پاش اپنے خون مین رنگین کرکے

سیماب نے نور الدہر پر پھینکے تب نور الدہر کے جسم مین طاقت آئی اسپ خوشخرام طرارے
بھرنے لگا نور الدہر نے تلوار کھینچی صفون مین دشمن کی ہنگامہ ہوا کہ یا رو لو وہ تلوار کھینچ گئی
مگر سیماب ناچار ہو رہی ہی ہر مرتبہ صہیب وہ سحر کرتا ہی کہ سیماب کترا جاتی ہو ڈر ہی کہ ای سیماب
کشتہ نہون بڑی یہ تدبیر ہی جان بچانا اکسیر ہی کئی زخم صہیب نے سیماب پر لگائے مگر سیماب سطح
سینہ سپر کیے کھڑی ہی سامنے سے ہٹتی نہین جو سحر صہیب نے کیا سیماب دفع کرتی ہی مگر کانپ کانپ
جاتی ہی دل سے کہ رہی ہی کہ ذرا بھی اسکو کوئی غافل کرتا تو مین اسکو مار لیتی نور الدہر کے سر پہ
خود نادارد سر برہنہ شاہزادہ کھڑا لڑ رہا ہی جو سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا صدہا کو مار ڈالا یا
چاہتے ہین اپنے کو کاؤس تک پہونچاؤن اہل فوج کاؤس جان دیتے ہین نور الدہر کو بڑھنے
نہین دیتے سیماب اشارے کرتی ہی کہ ابھی آپ کے جسم مین طاقت نہین ہی مگر نور الدہر آمادہ
ہین کہ جاکر کاؤس کو مارون قضائے کار گوہر جادو جو پیچھے سے عقب مین سیماب کے
چلی تھی اسوقت آکر پہونچی دیکھا کہ سیماب کے سر سے خون بہ رہا ہی مگر مقابلے سے صہیب کے
نہین ہٹتی گوہر نے پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم کیا تدبیر کرون سیماب نے کہا ای گوہر ایک
چشم زدن کے واسطے تو اسکو اپنی جانب متوجہ کر گوہر نے بڑھکر کان سے گوہر کلان نکالا اسپر
اسم سحر پڑھا طرف صہیب کے پھینکا صہیب نے دیکھا ایک شعلہ جوالہ میری جانب سے آتا ہی دستک
دیکر اسے روکنے لگا ذرا جو صہیب کی نگاہ پلٹی سیماب نے کارد سحر جھولی سے نکالی اسپر اپنا خون
ڈالا خوب سحر کو سخت کیا تاک کر سینۂ پرکینہ پر کارد چمکدار ماری صہیب طرف سحر گوہر کے متوجہ تھا
چاہتا تھا موتی سی آبرو بچاؤن کارد جو آکر سینے پر پڑی توڑ کر پشت کے پار گذری ایک آندھی سیاہ
اُٹھی سنگ باری و برف باری ہوئی بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من صہیب جادو بود بیرعمل
سحار ہے تھے کہ ہمارے افسر کو دھوکہ ہوا افسوس ہی ایسا ساحر ہوشیار ایک عورت کے ہاتھ سے
مارا گیا اب تو سیماب و گوہر سحر کرتی ہوئین طرف کفار کے چلین نور الدہر نے گھوڑا بڑھا کر سیماب
کا ہاتھ تھام لیا کہا ای سیماب ہمارے قاعدے کے سراسر خلاف ہی کہ غیر ساحر پر ساحر سحر کرے ہم سمجھ
لینگے سیماب نے منھ پھیر لیا کہا ای شہریار کفار نے جو سراسر خلاف کیا کہ ساحر کو آپکے سامنے کر دیا
صدہا بندگان خدا ہلاک ہوے آپکے رعب و جلال کو خدا قائم رکھے کہ کاؤس گینڈے کو

بڑھا نہ سکا صہیب نے جب گولہ مارا تو مین دیکھ رہی تھی آخر مین نے بیتاب ہو کر اپنے کو ظاہر کر دیا
ورنہ وہ سحر مین مجھسے زیادہ تھا مخفی ہو کر اُس سے مقابلہ کرتی مگر دل بیقرار تھا یہی مناسب جانا
گوہر عین وقت پر آئی مین نے شب بھر تڑپ تڑپ کر قلعے مین کاٹی آپ اب بھی روکتے ہین
چاہتی ہون کہ ایک سحر مین ان سب کو مٹا دون وہ آگ برساؤن کہ ان ناریون کو جلا کر خاک
کر دون نور الدہر نے منع کیا کہ ہمارے سر کی قسم سحر نکرنا جب سر کی قسم نور الدہر نے دی منھ بیٹھی
ہوئی سیماب ہٹی نور الدہر بلوہ کر کے جا پڑے کئی رسالے کاؤس کی طرف کے ہمراہی مین
نور الدہر کی شریک ہوے اپنے ساتھ والون سے لڑنے لگے کاؤس نے دیکھا کہ اب
کوئی صورت بچنے کی نہین گینڈا بڑھا کر قریب آیا جھک کر سلام کیا کہا اے شیر بیشۂ جرأت مین
آپ سے نہین لڑ سکتا چاہتا ہون ہمراہ رہون نور الدہر نے فوراً کاؤس کو گلے سے لگا لیا
اب کاؤس کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو آواز دی تلوار نیام مین کرو خدمت مین آکر
حاضر ہو ایسے افسر کسکو ملتے ہین سب نے تلوار روکی آکر خدمت مین حاضر ہوے طاؤس ہاتھ سے
شبرنگ کے مارا گیا چھبیس ہزار فوج سے کاؤس شریک ہوا وہی بارگاہ جو استاد کی تھی لیکر نور الدہر
کو اُسی بارگاہ مین آیا نور الدہر نے کہا قلعہ مروارید نگار پر جلو فوج لیکر قلعے پر آکے فروکش ہوے
قصد ہی کہ طرف طلسم کے کوچ کرین سیماب کہتی ہی اے شہریار مین رہبری کرونگی گوہر کہتی ہی
اگر آپ کوچ کرین تو مین تا بہ لوح آپ کو پہونچاؤن شاید لوح حاصل ہو نور الدہر سے صلاح کر رہی
ہین کہ شبرنگ دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ یہان سے قریب ایک ملک ہی کہ اُس کا نام قلعۂ
سیاہ پوشان کہتے ہین وہان کا حاکم بہمن شیر سوار ساٹھ ہزار فوج سے برائے مقابلہ حضور
آتا ہی کاؤس نے کہا اے شہریار مین ایک مرتبہ اسکے قلعے پر لشکر کشی کر کے گیا تھا مین نے اسکو
زخمی کیا یہ بھاگ کر قلعہ مین چھپا قلعہ نہایت مضبوط ہی تین خندقین آگے قلعے کے کھاری ہوئی
ہین سیماب نے کہا اے شہریار کنیز کو ضرور ساتھ لیجیے نور الدہر نے کہا تم اور گوہر قلعے مین رہو
سیماب رونے لگی کہا اے شہریار میرے دل کو کیونکر تاب ہوگی کیا کہلے دل کو سمجھاؤن وہ لگی
عجب کیفیت ہی نظم

ماہرو دلبر ہوا ہی آن کر ہمخانہ آج	غیرت برج قمر میرا بنا کاشانہ آج

ہی منور شمع روے یار سے کاشانہ آج
پر جلین آئے اگر اس بزم مین پروانہ آج

اب نہین پروکے سے رکتا وہ کسی کے ای پری
طوق و زنجیرین تڑاتا ہی ترا دیوانہ آج

آرہی ہی قلقل مینا سے حق حق کی صدا
وہ بت کافر ہوا ہی ساقیِ میخانہ آج

شمع رو دلدار سے کہنا ہی مجکو سوز دل
تخلیہ ہی کہدو باہر ہی رہے پروانہ آج

کسکا یہ رتبہ ہوا ای ساقی زہے میرے نصیب
آپ بھر کر یار نے مجکو دیا پیمانہ آج

رشک آیا عندلیبان چمن کو مجھپہ ند
باغ مین لپٹا جو مین اُس گل سے گستاخانہ آج

نورالدہر نے سیماب کو سمجھایا فرمایا کہ ساحرہ کا ساتھ ہونا بہتر نہین تم قلعے مین رہو بشکل سیماب وگوہر کو قلعے مین چھوڑا آپ لشکر غیر ساحران ساتھ لیکر قلعے سے باہر نکلے کاؤس بیشہ نشین بعہدۂ سپہ سالاری ساتھ ہی تین کوس قلعے سے آگے بڑھکر لشکر اُتارا تیسرے دن صحرا سے گرد اڑتی دیکھا بہمن تخت پر سوار کئی سو پہلوان پاپیادے تخت سے لپٹے ہوے پشت پر ساٹھ ہزار کا لشکر علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے بڑے زور و شور سے بہمن آکر پہونچا اُترتے وقت اُسنے ساتھ والون سے کہا نورالدہر کون شخص ہی کہ جو یہان بڑھکر مقابلے کو آیا ہی مین سمجھا تھا قلعہ بند کرکے لڑے گا مگر کاؤس کے بھروسے پر آیا ہی کاؤس ہمیشہ سے حسن پرست ہی صورت زیبا دیکھکر عاشق ہوگیا ہوگا ایک زمانے مین کاؤس مجھپر چڑھکر آیا تھا مین بیمار تھا زخمی ہوا قلعے مین جاکر چھپا چاہتا تھا زخم اچھا ہو تو نکل کر مقابلہ کرون کچھ قریے وغیرہ لوٹ کر کاؤس چلا گیا اُسی کے گھمنڈ پر نبیرۂ حمزہ آیا ہی فنون سپاہ گری مین عاجز کردونگا کاؤس کی کیا حقیقت ہی اور نبیرۂ حمزہ کو سُنتا ہی کہ ایک معشوق وضع ہی چاہتا ہون کہ جاکر بارگاہ نورالدہر کو دیکھون ساتھ والون نے کہا حضور بہ عہدۂ سفارت جائین اور نبیرۂ حمزہ سے استقبال لین نامے پر زر نثار کرائین حال کھل جائیگا بہمن کو یہ بات پسند آئی میر منشی سے حکم دیا نامہ تیار کرو مابدولت خود ایلچی بنکر جائینگے بارگاہ بھی اُسکی دیکھ لین کاؤس کو بہت حیران کرونگا میر منشی نامہ تیار کرکے لایا بہمن نے نامے کو دو بلغے سے باندھا سو پہلوان دوسو ملازم سوار و پیدل ہمراہ لیے کمال سج دھج سے طرف لشکر نورالدہر کے چلا یہان نورالدہر بیٹھے تھے کہ مخبر تگ نے خبر دی بہمن بہ رسم سفارت آتا ہی لشکر مین بدعت کر رہا ہی نورالدہر نے کاؤس کو حکم دیا

کہ استقبال کرکے لاؤ ایلچی کے فخر و شرف مین کچھ فرق نہ آنے پائے کاؤس سو جوان ساتھ لیکے
براے استقبال چلا کاؤس کو نور الدہر نے سمجھا دیا ہی ورنہ کاؤس بڑا آتشخو شعلہ مزاج
ہی اُدھر سے بہمن آتا تھا وسط لشکر مین کاؤس سے سامنا پڑا صاحب سلامت ہوئی بہمن
نے کہا ای کاؤس کس ارادے سے آئے ہو کاؤس نے جواب دیا آپکے استقبال کو آیا ہون
بہمن سمجھا کہ نور الدہر مجھسے دبا جب تو کاؤس کو براے استقبال بھیجا کہا ای کاؤس اب
پیدل ہمارے ساتھ چلو گھوڑے پر سوار ہونا کاؤس نے کہا ای بہمن آقا نے خوب سمجھایا
ہی ورنہ تمھاری یہ مجال تھی کہ پیدل چلنے کو کہتے مگر خیر مین پیدل ہی چلونگا لیکن ایک عہد کرلو
کہ جب میدان مین آنا مجھی کو بلانا اس سرکشی کا مزا دکھاؤنگا اسوقت حکم آقاے نامدار ہی
سواے خاطر کے اور کچھ نہین کہسکتا مگر میدان مین حال کھلے گا بہمن نے کہا ای کاؤس
مین جو تمھارے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا وہی خیال تمکو ہوگا وہ خیال خام ہی دل سے دور رکھو
اُس زمانے مین مین بیمار تھا اسوجہ سے تمھارے ہاتھ سے زخمی ہوا اب اور وقت ہی مین خود
چاہتا ہون کہ سر میدان حال جرأت کھلے دب دب کے جو کاؤس باتین کرتا ہی بہمن کا او رغرور
بڑھتا جاتا ہی کاؤس بہمن کو ساتھ لیکر بارگاہ نور الدہر مین آیا جمال جہان آراے نور الدہر کو
دیکھکر بہمن دنگ ہوگیا سلام کیا شاہزادے نے جواب سلام دیا پہلو مین دنگل کاؤس
بچھا تھا اُسپر بہمن بیٹھا سو پہلوان اُسکے دنگلون پر کرسیون پر بیٹھے نور الدہر نے اشارہ کیا
ساقی بجون نے جام سامنے کیا نور الدہر نے اپنے ہاتھ سے جام بہمن کو دیا تبتو بہمن کو یقین
کامل ہوگیا کہ یہ جوان خوشامدی باتین کرتا ہی مجھکو تسخیر کررہا ہی ضرور اطاعت کریگا استقبال
وغیرہ کھولا نامہ سر سے کھولکر ہاتھ مین نور الدہر کے دیا نور الدہر نے اُسکو پڑھا بعد تعریف
ہفت پیکر کے لکھا تھا کہ ای شیر بیشۂ صاحبقرانی بہتر یہ ہی کہ میری اطاعت کرو ورنہ گرفتار
کرکے لے جاؤنگا اس اقلیم مین مجھسے کوئی مقابلہ نہین کرسکتا اور یہ تو مجھپر بخوبی ثابت
ہوا کہ کاؤس تم پر عاشق ہی اسی وجہ سے اطاعت کی مین اپنے قلعے کا بادشاہ کرونگا نور الدہر
نے نامہ پڑھکر جواب جنگ لکھکر دیدیا کہا جب ہمکو سر میدان زیر کرنا تو سوال اطاعت کرنا
کیا بیہودہ لکھا ہی اب تم برسم سفارت آئے ہو جواب سخت دینا ہمکو مناسب نہین

جا کر طبل جنگی بجواؤ میدان مین آ کر مقابلہ کرو بعد زیر و زبر سوال اطاعت و عدم اطاعت کا اختیار ہے غرور کو دماغ مین جگہ نہ دو یہ کہکے گائنون کو اشارہ کیا ایک گائن شوخ و شنگ سامنے کھڑی ہو کر یہ غزل گانے لگی ۔ نظم

یون کسطرح سے وصف خدا مشکبو کرین — کلی کرین گلاب سے تب گفتگو کرین

کرلین وضو شراب سے سو دن جا نماز — ہم بادہ کش جو بیعت رسم سبو کرین

منصف وہ ہین ہمارا اگر اختیار ہو — بلبل کا زخم دل رگ گل سے رفو کرین

مضمون اس کمر کے نکالے نئے نئے — عنقا کو باندھ لائین جو ہم جستجو کرین

سودائی کرنا زلف کو عشاق کا نصیب — حیران مثال آئنہ آئینہ رو کرین

اُس گل کی بو سے زلف سے تازہ دماغ ہو — عطر گل بہشت ہو تو ہم نہ بو کرین

چپکے ہین ایک شاہ مسیحا کی یاد مین — مردے جواب دین جو کبھی گفتگو کرین

ہر شاخ مثل شمع لگی جلنے باغ مین — گل پر نگاہ گرم اگر شعلہ خو کرین

وہ مست ہون جو میکدے مین [illegible] — تعظیم سرو [illegible] سبو کرین

نور الدہر نے دھوم سے بہمن کی دعوت کی اور ایسے خلق سے پیش آئے کہ بہمن بھول گیا دل مین کہتا ہے کہ یہ جوان محبت سے دبا زیر تو مین اسکو کرونگا فوراً اطاعت کرے گا بلکہ اُس کے زیر ہونے پر اقرار اطاعت کرے گا پہر دن رہے نور الدہر سے بہمن رخصت ہوا نور الدہر تا دربارگاہ اسکو پہونچانے آئے بہمن نکل کر گھوڑے پر سوار ہوا طرف اپنے لشکر کے چلا راہ مین پہلوانون سے کہتا ہے یارو تم مطلب اس جوان کا سمجھے نہایت محبت سے پیش آیا مین نے بھی تو وعدہ سلطنت کیا اور حقیقت مین اگر یہ لشکر کا بادشاہ ہو تو نہایت رونق ہوگی زور و قوت تو خیر مگر منچلا ہے ساتھ والے جواب دیتے ہین حضور کا رعب و دبدبہ ایسا ہے کہ اسکو دیکھکر دنگ ہو گیا ضرور آپ کی اطاعت کرے گا آپ کو دیکھکر بہت خوش تھا آپ نے سلطنت کو کہا کیونکر خوش نہو آپ کے لشکر کی سلطنت آپ ایسا سپہ سالار بہمن نہایت خوش اپنی بارگاہ مین آیا سردارون کو مژدہ دیا کہ سردارون مین سوائے کاؤس کے اور کوئی پہلوان نہین ہے کل اسکو زیر کرونگا دوسرے دن نور الدہر کو زیر کرونگا اسی مقام پر

بہمن

جلوس ہو جب طبل جنگی بجا ہرکارے جو بعہدۂ جاسوسی لگے ہوئے تھے خبرین لیکر سامنے
نورالدہر کے آئے بعد دعا عرض کی کہ بہمن حضور کی ملاقات سے بہت خوش گیا ہے اپنے مقام پر
کہہ رہا ہے کل کاؤس کو زیر کرونگا دوسرے دن نورالدہر کو اور بہمن نے طبل جنگی بجوا دیا
نورالدہر نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی
گڑگڑایا لشکر مین تیاریان ہونے لگین آلات حرب وضرب درست ہو رہے ہین جسوقت کہ
شہنشاہ ماہ تابان نے شکست فاش کھائی طرف قلعۂ مغرب کے چلا اور شہنشاہ زرین پوش
بہ جوش وخروش تخت زبرجدی پر مع فوج ضیا و شعاع جلوہ فرما ہوا فوجین میدان مین
آئین صفین جمین کاؤس آگے بڑھا دو رکابے مرکب پر جھوم رہا ہے جب فوجین جم چکین
نقیب نقابت کرکے ہٹے کڑکیتون نے کڑکا کہا بہمن سیاہ قبا نے گینڈا صف سے نکالا
میدان مین آکر سراپا میدان کا دکھایا پکار کر آواز دی اے فرقۂ خداپرستان ہے کوئی زبردستان
جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے منم بہمن سیاہ قبا کاؤس نے گینڈا بڑھایا سامنے نورالدہر
کے آیا عرض کی اجازت میدان نورالدہر نے فرمایا اے برادر بسم اللہ کاؤس نے گینڈا اپنا
بڑھایا نورالدہر کی تعریفین کرتا ہوا کاؤس بیضہ نشین سامنے بہمن کے آیا بہمن نے
کہا اے پہلوان تونے اس جوان کی کیا سمجھ کے اطاعت کی کاؤس نے کہا مجھکو بہ فنون سپہگری
زیر کیا بہمن نے کہا مجھے یقین نہین آتا کہ تجھ ایسے دو خصال کو ایسے حقیر جوان نے کیونکر
زیر کیا کاؤس نے کہا جب مقابلہ کروگے حال کھل جائیگا کل فنون سپاہگری سے
ماہر ہین ایسے ایسے اونکے سردار ہین کہ میری کیا حقیقت ہے مثل ہزبر بیشۂ کلنگان صاحب
ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عقویل دیو پرور زرہانجان و چین خان ایسے
ایسے کئی سو سردار ہین سب صاحبقران کے ساتھ ہین یہ یکہ وتنہا اسطرف آئے یہ لشکر
اب جمع کیا ہے اے بہمن مجھے بھی یہی غرور تھا کہ ہاتھ پانون توڑ کے رکھدونگا لیکن جب مقابلہ
پڑا کچھ بھی نہو سکا بہمن با قول پر کاؤس کی ہنستا ہے بہمن نے کہا میرے تیرے تو مقابلہ
ہو کاؤس نے کہا مین حربہ نکرونگا جب تیرے حربے سے خدا بچائیگا تب مین بھی حربہ
کرونگا یہ سنکر بہمن نے نیزہ مارا کاؤس نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین

نیزہ بازی ہونے لگی دونوں لشکر نگران ہیں ایک مقام پر کاؤس نے نیزہ بہمن کا نتھا
بھیڑا جو مارا نیزہ ہاتھ سے بہمن کے نکل گیا بہمن بہت جھلایا قبضے پر تیغ کے ہاتھ ڈالا کہ
ای کاؤس مجھے تجھ پر رحم آتا ہی مگر یہ تلوار وہ ہی کہ جسکا وار رکتا نہیں اگر پہاڑ پر ماروں
تا بہ بیخ کاٹوں کاؤس نے تبسم کر کے کہا ہم اسی ضرب کے مشتاق ہیں بہمن نے خبردار خبردار کہکے
ہاتھ مارا کاؤس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جب تیغ بہمن قریب سر کاؤس پہونچا کاؤس
نے سپر کو گردش دی صاف بہ آسیب سپر تلوار کو رد کیا بازو بچا کے قبضے پر ہاتھ ڈال دیا بہمن
نے گریبان کاؤس کا تھاما دونوں لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی بہمن نے کہا
کہ ای کاؤس ہلتیہ نشین اب کیونکر بچیگا کہ نوبت کشتی کی آئی کاؤس نے کہا ای بہمن میں کیا
تجھسے پایہ کمی کار رکھتا ہوں غرور تیرے دماغ میں بہت ہی نہیں معلوم کیا سمجھا ہی کیا تو ہی سپاہی
ہی جسنے یہ فن خوب حاصل کیا ہی دونوں میں کشتی ہو رہی ہی لشکر والے تعریفیں کر رہے ہیں
نور الدہر اپنے مقام پر فرما رہے ہیں کہ کاؤس بڑے مزے سے لڑ رہا ہی کسی مقام پر کمی
نہیں کرتا کیا بہمن سے کم ہی یقین ہی کاؤس غالب آئے دوپہر ایک طور پر کشتی ہوئی
دوپہر ڈھلے بہمن نے دونوں مونڈھے کاؤس کے تھامے ریل کر لے دوڑا سات قدم پیچھے
ہٹنا کاؤس آیا وہاں پر آکے کاؤس کو غصہ آیا سات ہی قدم سے پلٹا کہا ای بہمن اب
ہماری باری ہی بہمن نے کہا کیا مجال اور ریل کر لیجاؤنگا بہمن نے اپنی طرف زور کیا اور
کاؤس نے اپنی طرف زور کیا دونوں پاؤں بڑھائے وہاں پر موشخانہ تھا دونوں پاؤں
کاؤس کے موشخانہ پر پڑے گھٹنوں تک اتر گیا بہمن نے ہکہ مارا کہ کاؤس کا کولہ اترا-
اس صدمے سے بیہوش ہو گیا بہمن گرا کہ کاؤس کی مشکیں باندھ لوں نور الدہر نے
ہر چند للکارا کہ او قابو پرست کیا کرتا ہی مگر بہمن لیگیا نور الدہر نے شبرنگ کو حکم دیا
ہمکو دمبدم کی خبر پہونچانا کہ یہ کاؤس سے کیونکر پیش آتا ہی شبرنگ نے شاگردوں کو
مقرر کیا کہ دمبدم کی خبر پہونچانا نور الدہر پلٹے مگر نہایت رنجیدہ بہمن نے بارگاہ میں آکے
کاؤس کو مسلسل کیا پہلوانوں سے کہا اسکا کولہ بٹھاؤ صبح کو دربار اسکا سمجھا جائیگا رات کو
تو بہمن نے آرام کیا صبح کو آکر دربار میں بیٹھا سرخ لباس پہنے ہوے کہا کاؤس کو لاؤ

داروغۂ قید خانہ سر زنجیر کاؤس کو تھام کر کاؤس کو لایا کاؤس غصّے مین کانپ رہا ہی جیسے ہی
دربار مین بہمن کے پہونچا مثل اہل اسلام کے سلام کیا بہمن نے کہا ای کاؤس ابھی تک
بلبلا نا نہین گیا اگر میری اطاعت نہ کروگے فوراً قتل کردونگا آج لباس سُرخ پہنکر آیا ہون کاؤس
نے کہا او نامرد مکر سے گرفتار کیا اُسپر ناز کرتا ہی بہمن کے ہاتھ مین جام شراب تھا خالی گیا دُردِ شراب
کاؤس پر پھینکا قطرہ دُرد کا جو کاؤس پر پڑا شعلۂ غضب کا نون سینہ مین مشتعل ہوا غصّے
مین آکر جھٹکا مارا ہتھکڑی ٹوٹی طوق بھی مروڑا بہمن نے کہا اسکو مار لو ایک پہلوان سے اشارہ کیا
اُسنے اُٹھکر ہاتھ تلوار کا مارا کاؤس نے خالی دیکر وہی ہتھکڑی ماردی کہ پہلوان کا سر پھٹا تلوار اُسکی
کاؤس نے اُٹھالی بہمن نے آواز دی ارے اس کو گرفتار کرلو سو پہلوان جو اُسکی صحبت مین
بیٹھے تھے تلوارین لیکر اُٹھے کاؤس لڑنے لگا کئی پہلوان مار کر ڈالدیے بہمن غل مچا رہا ہی
کہ ارے اسکو گرفتار کرلو کاؤس کہتا ہی تم آکے گرفتار کرو انمین کوئی میرے لائق نہین ہے
شاگردان غبرنگ برلے خبر حاضر تھے طرف لشکر نور الدہر کے بھاگے یہان صبح کا وقت ہی
نور الدہر بارگاہ مین بیٹھے فرما رہے ہین نہین معلوم ہمارے یار وفادار پر کیا گذری کہ شاگردان
غبرنگ آکر پہونچے سب کیفیت سامنے شاہزادے کے بیان کی کہ حضور کاؤس اکیلا بارگاہ
بہمن مین لڑ رہا ہی ہزارہا ملازمان بہمن بارگاہ مین جمع ہوگئے ہین مگر کوئی کاؤس پر ہاتھ نہین
ڈال سکتا فرمایا ای غبرنگ مرکب ہمارا تیار کرو ملازم مرکب تیار کرکے لائے نور الدہر سوار ہوکے
صرف غبرنگ کو ساتھ لیکر طرف لشکر بہمن کے چلے اُسوقت پہونچے کہ کاؤس لڑتا ہوا بیرون بارگاہ
آیا ہی دور سے دیکھا کہ بیچ مین ہزارون جوانون کے کاؤس شمشیر زنی کر رہا ہی کسیکا حوصلہ نہین
پڑتا کہ کاؤس پر ہاتھ ڈالے جو قریب آیا اُسکو ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کروڑ اُسکے
لاشے پڑے ہوے تڑپ رہے ہین بہمن گینڈے پر سوار اپنے پہلوانون کو ترغیب دے رہا ہی
کہتا ہی یارو تم اتنے ہو ایک شخص کو گرفتار نہین کرسکتے جھپٹ جھپٹ کے پہلوان جاتے ہین
ہاتھ سے کاؤس کے مارے جاتے ہین بعض دور سے لیتا لیتا کر رہے ہین بخوف جان قریب
نہین جاتے غل وشور کر رہے ہین کاؤس ہر مرتبہ بہمن کو للکارتا ہی کہ سامنے آ دیکھ تو کیا
رنگ ہوتا ہی نور الدہر نے یہ معرکہ دیکھکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ کرکے آواز دی ای برادر

نہ گھبرانا میں آپہونچا کاؤس نے جو نور الدہر کو دیکھا چمک چمک کر لڑنے لگا کئی پہلوان
بڑھکر مارے نور الدہر نے تعریف کی کاؤس نے اُس ہنگامے میں پکار کر آواز دی کہ حضور کی محبت
کا باعث ہے کہ یہ جرأت حاصل ہوئی ورنہ میری کیا حقیقت تھی مگر بہمن سامنے نہیں آتا دور سے
لینا لینا کر رہا ہے نور الدہر مصروف جنگ ہوے لڑتے بھڑتے طرف بہمن کے چلے جب کئی ہم
نور الدہر نے للکارا تو بہمن کو بھی غیرت آئی مقابلہ میں نور الدہر کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر
نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی تلوار مارکے بہمن پلٹا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر مارا تڑپ کے
جو تیغہ خارہ شگاف گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری خود کو کاٹتا ہوا ابرو تک تیغہ
پہونچا بہمن نے دستانہ مارا تیغہ چھٹا کر نکلا چادر خون کی چہرے پر پڑی اور پہلوان بیچ میں آگئے
بہمن خون پونچھتا ہوا پیچھے ہٹا اور کئی پہلوان نور الدہر نے اُسی مقام پر مارے لڑتے ہوے
قریب کاؤس کے پہونچے زخم جو کاؤس نے کھائے تو لے کے اُکھڑنے کا صدمہ بھی آنکھیں بند
کھڑا جھوم رہا تھا نور الدہر نے آکر ہاتھ تھاما فرمایا اے برادر ہوشیار ہو کے لڑو کہ فوج نور الدہر بھی
آگئی بہمن نے ساتھ والوں سے کہا اب نکل چلو لڑائی بگڑ گئی اب قلعہ میں زخم کو صحت دیکر پھر
آؤنگا ساتھ والوں نے بہمن کو ہوادار پر ڈالا اور طرف قلعۂ سیاہ پوشان کے بھاگے
نور الدہر نے دو تین کوس تک پیچھا کیا کئی ہزار جوان قتل کیے اب اُنھوں نے گھوڑے
بگٹٹ بھگائے تب نور الدہر ٹھہر گئے کاؤس بڑھا ہی جاتا تھا نور الدہر نے یہ کہکے روکا
کہ اے برادر اب اُسکے تعاقب میں نہ جاؤ کل اسکے قلعہ پر لشکر کشی کرینگے اے کاؤس مجھے اس
ملعون نے بڑا رنج دیا تمکو گرفتار کرکے لیگیا اور دربار بے لطفی سے سمجھا کاؤس کو سمجھاتے
ہوے پلٹے بارگاہوں پر بہمن کی قبضہ کیا اُسی مقام پر اُتر پڑے یہ ہرکاروں نے خبر سیماب
کو پہونچائی شب کو آکر حاضر ہوئی یہ عرض کی حضور قلعہ میں چلیے نور الدہر نے فرمایا اب ہم
کل انشاء اللہ قلعہ سیاہ پوشان پر جائینگے سیماب نے عرض کی کیوں اپنے کو کشاکش میں
ڈالیے آپ کو ابھی طلسم ہفت پیکر پر جانا ہے یہ جھگڑے آپ اپنے ذمے نہ لیجیے پھر یہ
عرض کی کنیز کو بڑا تردد ہے دل کی یہ کیفیت رہتی ہے

نظم

کٹ گئی عمر غم و رنج میں بیچاروں کی | پوچھتے کیا ہو مصیبت کے گرفتاروں کی

مرتے ہیں بنا کی ہے جان پہ بیچاروں کی
شعلہ رخسار ہمیشہ سے رہے مد نظر
نقد جان تک تو خریدونگا سمجھے او بُت
بد مزاجی مرض عشق کے باعث سے نہیں
زلفیں سرکا کے دکھا دو جو ذرا بھی ہو صفات
ڈالدی ہیں کلیجوں میں غم فرقت نے
یارب اعمال کی پیشی میں ہو جائے سزا
رند کھلتا نہیں کچھ حال تمھارا کیا ہے

خوب لی تمنے خبر اپنے گرفتاروں کی
آنکھیں سینکا کیے ہم آنچ پہ انگاروں کی
چھیڑ ہونے دے ذرا چھیڑ خریداروں کی
تندرستی میں بھی خوش تھی تیرے بیماروں کی
قلعی کھل جائے ابھی آئنہ رخساروں کی
غور کرتے ہو تو کرو جگر افگاروں کی
حشر پہ رکھیو نہ تقصیر گنہگاروں کی
زر دست پھنس گئے ہو مشکل ہے بیچاروں کی

نور الدہر نے سیماب کو سمجھایا فرمایا کہ اے ملکہ عالم ہے ان دربندوں پہ قبضہ کرینگے عمرو تاجدار ہمارے فکر لوح میں آتے ہیں گے ان مقاموں پہ گو کہ ہم سے ہٹے تسخیر و نافیت تا بہ مقام لوح ہو بخلیں چاروں جاں فتح ہو تو اور ہفت پیکر بھاگ کر طلسم میں جائے ہم لشکر کشی کرینگے جا کے اسکو طلسم میں گھیرینگے آخر سیماب کو سمجھا کے رخصت کیا اب صبح کو سوار ہوے طرف قلعہ سیاہ پوشان کے کوچ کیا منزلیں طے کرتے چلے لیکن بہمن سیاہ قبا جو قلعہ میں آکے پہونچا علاج اپنا کرنے لگا بہمن کو تیسرے دن خبر پہونچی کہ لشکر اسلام اس قلعے کی طرف آتے ہیں یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی گھبرا گیا ساتھ والوں سے مشورہ کرنے لگا کہ کیوں یارو قلعہ بند کرکے بیٹھوں مصاحبوں نے کہا اس قلعے کو سر سواری وہ فتح کر لیگا ان لوگوں کا یہی دستور ہے کہ جو ارادہ کیا اُس کو پورا کیا اس برس تک قلعہ کو گھیرے رہیں جب تک قلعہ فتح نہ ہو کبھی نہ ہٹینگے جیسا کاؤس نے کیا کہ تمنے قلعہ بند کر لیا وہ پلٹ گیا یہ نہ پلٹینگے قلعے کو گھیرے رہینگے مصاحب یہ باتیں کر رہے تھے کہ عیار اسکا الماس تیز پا مجمع سے اٹھا کہا اے شہنشاہ آپ کیوں تردد کرتے ہیں غلام جاتا ہے گرفتار کرکے انکو لاتا ہے قتل کرنے کا آپکو اختیار ہے بہمن نے کہا اے الماس اگر یہ کام تو کرے تو گویا ملک بچا لیا تجھے بڑا انعام دونگا اسکی جرأت و شوکت آنکھوں کے نیچے پھرتی ہے ایسا لشکر میں گھس آیا فوج لیکر آتی کاؤس کا اسکے بڑا پاس تھا رفیق ہے وہ جری بہادر [illegible] زور و طاقت اور ملک نیا ہے مگر میرا دل نہیں چاہتا کہ مسلمان کی اطاعت کروں الماس

اُسی وقت باہنا لے عیاری لگا کر قلعے سے نکلا طرف لشکر نور الدہر کے چلا یہان نور الدہر کو جو تھی منزل تھی ایک صحرا مین آ کے اُترے ہین کاؤس نے بارگاہ استاد کرائی لشکر اُترا نور الدہر شام سے خاصہ نوش کر کے جا کے سو رہے مگر الماس پہر رات گئے لشکر نور الدہر مین پہونچا لوگون سے دریافت کیا کہ افسر کی بارگاہ کہان ہی پشت بارگاہ نور الدہر پہ آیا ایک گوشے مین بیٹھکر نقب کھودنے لگا پہر رات رہے چہرہ نقب کا بارگاہ نور الدہر مین توڑا سر نکال کے دیکھا شاہزادہ پڑا سو رہا ہی دوشالہ چہرے پر پڑا ہی الماس نقب سے نکلا روشنی گل کر کے قریب چھپر کھٹ آیا کانٹے سے دوشالہ اُٹھایا دیکھا شاہزادہ غافل سو رہا ہی کفچہ مین داروے بیہوشی کو رکھ کر پھونکا شاہزادہ بیہوش ہوا الماس نے پشتارہ باندھا نقب سے کود کے بھاگا نقب کو طی کر کے لشکر سے نکلا میدان پکڑا جست کرتا ہوا قلعے مین آیا بہمن رات بھر جاگا تھا کہ اب الماس آتا ہوگا اتنے مین الماس آ کر پہونچا پشتارہ اُسنے ڈالدیا کہا لیجیے یہ گنہگار حاضر ہی آہنگر کو بلا کر مسلسل کر لیا تب نور الدہر کو ہوشیار کرایا نور الدہر نے جو ہاتھ ہلایا خانۂ زنجیر مین غل ہوا سمجھے کسی نے گرفتار کیا آنکھین کھول کر دربار کفر مدار کو دیکھا فرمایا او بہمن یہ مکاری عیار کو بھیجکر گرفتار کرا منگایا جو تجھ سے ہوسکے قصور نکر بہمن چاہتا ہی حکم قتل کا دون کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے کہا کہ کاؤس لشکر کو لیکر یلوہ کرتا ہوا آتا ہی ایک خندق کے پاس پہونچ چکا ہی اب دونون خندقون کو فرا یا چاہتا ہی بہمن یہ خبر سُنکر حیران ہوگیا رفیقون سے کہا اب کیا کرون سب نے کہا اس جوان کو کشان کشان بالاے قلعہ لیجائیے زیر تیغ بٹھا دیجیے اور کاؤس سے پکار کر کہیے اگر تو قریب بھاٹک آئیگا تو ہم تیرے افسر کو قتل کرینگے کاؤس قتل ہونا نور الدہر کا گوارا نہ کریگا فوراً پلٹ جائیگا یہ بات بہمن کو پسند آئی نور الدہر کو بالاے قلعہ لایا دیکھا کاؤس مع فوج ظفر موج ایک خندق فرا چکا ہی دوسری کو فرانا چاہتا ہی بہمن نے پکار کر آواز دی ای کاؤس اب آگے نہ بڑھنا تیغہ کھینچ کر سر پہ نور الدہر کے آیا جب تو کاؤس نے تمنین کرنے لگا کہا مین پلٹا جاتا ہون آقا کو نہ ستاؤ نور الدہر نے پکار کر کہا کبھی کہ ای کاؤس تم مشقت کر کے آئے ہو اپنے کو نہ روکو ہمکو قتل ہوجانے دو کاؤس نے کہا غلام کیونکر قبول کرے کہ حضور کو یہ قتل کرے پھر پکار کر آواز دی ای بہمن اگر آقا کا ایک

موے جسم بھی کم ہوا تو خاک تک قلعہ کی باد فنا اڑا دونگا ایک ذی حیات کو قلعے مین زندہ
نہ چھوڑونگا تجھکو آکر قتل کرونگا ناچار کاؤس پلٹا اب بہمن نور الدہر کو لیکر قلعے مین آیا رفیقون سے
کہا یہ بڑی مشکل ہی جب تک کاؤس کی تدبیر نہو تب تک اس جوان کو قتل نہین کر سکتا یہ کہکے حکم
دیا نور الدہر کو قید کرو ایک مکان مین لیجاکے نور الدہر کو قید کیا کاؤس کا یہ دستور ہی کہ روز
صبح کو گینڈا اُڑا کر قریب قلعے کے آتا ہی جب بہمن نور الدہر کو زیر تیغ بٹھاتا ہی تب پلٹ جاتا ہی
حیران ہو کہ کیا کرون قضاے کار تیسرے دن جو کاؤس جلوہ کرکے آیا قریب قلعے کے پہونچا
بہمن نے حکم دیا گنہگار کو لاؤ ملازم جو اندر قید خانے کے گئے نور الدہر کو وہان نہ پایا
سب نے آکر کہا وہ جوان قید خانے سے غائب ہو گیا یہان کاؤس خندقون کو طی کرتا ہوا برابر پھاٹک
کے پہونچا چاہتا ہی پھاٹک توڑے بہمن نے کہا اے الماس تیز پا کوئی تدبیر کرو الماس نے
کہا اور گنہگار کو بشکل نور الدہر بناؤ زیر تیغ بٹھاؤ آخر بہمن نے یہی کیا اور ایک شخص کو بصورت
نور الدہر بنایا کاؤس کو دکھایا کاؤس مجبور پلٹ گیا مگر کہہ گیا کہ اے بہمن تم کبتک میرے ہاتھ سے
قضا ہی کہان جاؤگے جسدن غافل ہوے فوراً قلعے مین گھس آؤنگا پہلے تجھکو قتل کرونگا
بہمن خاموش ہو رہا نور الدہر پر معرکہ یہ گذرا کہ جب قلعے مین داخل ہوا کہ نور الدہر کو الماس
تیز پا گرفتار کر لایا بہمن کی ایک بیٹی ہی کہ اسکا شیرین عذار نام ہی اُسنے کہا مین بھی جاکر
دیکھون مسلمان کس وضع کے ہوتے ہین کوٹھے پر آئی اُسوقت نور الدہر و بہمن سے کلام ہو رہا
تھا اُسکی نگاہ جو جمال نور الدہر پہ پڑی بیتاب ہو گئی کلیجہ تھام لیا روتی ہوئی محل مین آئی
آخر دریافت کیا کہ فلان مکان مین نور الدہر کو قید کیا ہی کئی راتین تڑپ تڑپ کے کاٹین کنیزون
سے حال کہا کنیزین سمجھاتی تھین شیرین عذار کہتی تھی کیونکر دل کو سمجھاؤن کیونکر خاموش
رہون دل کی تو عجب کیفیت ہی اور یہ صورت ہی نظم

خون گرفتہ کوئی جینے سے نہ یون بیزار ہو	شاہ رگ پھٹ کے اگر عریان تری تلوار ہو
چشم میگون صنم کا ہو جو کوئی شیفتہ	تو ہی اے ساقی بتا وہ دست کیا ہشیار ہو
کس مین ہی تیرے سوا عاجز نوازی کی صفت	کون ہی مشکل مین جو بندے کا اپنے یار ہو
قید کفر و دین سے ہین آزاد ہم زندان عشق	دونون یکسان ہین ہمین سبحہ ہو یا زنار ہو

پاس اظہار محبت بھی ہو انسان کو ضرور
مصر مین جیسے مقابل تھکو یوسف کے رہنا
تیغ ابرو پر ترے کیونکر گلا کاٹے نہ دل

پاسخن دل مین ہو لیکن لب پہ استغفار ہو
گفتگو جیسے زلیخا سے سرِ بازار ہو
کیا کرے اسکے سوا انسان جینا چار ہو

تیسرے دن ملکہ بہت بیقرار تھین کہ کوکا انکا سفاک نقب زن واسطے خبر کے آیا ملکہ کو اس حال پر ملال مین پایا دریافت کیا کہ خیر تو ہو وزیرزادی نے رو رو کر سفاک کے سامنے سب حال بیان کیا سفاک کو نقب زنی پر بڑا ناز ہو ایک مکان مین آیا کہ وہ خالی پڑا تھا وہان سے نقب لگائی نور الدہر کو نکال لایا پاس ملکہ کے پہونچایا نور الدہر بھی شیر بن عندار کو دیکھکر مائل ہوے سفاک روز خبرین پہونچاتا ہو کہ سردار آپ کا روز بلوہ کرکے قریب قلعہ کے آتا ہو ہمین نے یہ مکر کیا ہو کہ ایک گنہگار کو آپکی شکل بنا رکھا ہو اسی کو دکھاتا ہو کاؤس پلٹ جاتا ہو نور الدہر نے کہا اے سفاک کسی طرح کاؤس کو خبر پہونچاؤ سفاک نے کہا ہر چند کہ قلعے سے نکلنا بہت مشکل ہو مگر مین بادشاہ سے جاکر کہتا ہون کہ اگر آپکا حکم ہو تو مین کاؤس کو پکڑ لاؤن اس حیلے سے جاؤن اپنے تئین پاس کاؤس کے پہونچاؤن نور الدہر نے کہا ادھر سے کاؤس آوے اور باغ سے مین نکل پڑون ملکہ رونے لگین کہا اے شہریار آپ دعا کیجیے ایسا ہو کہ دشمن گرفتار ہوجائین سب آپکے دشمن ہو رہے مین نور الدہر نے کہا اے سفاک تم جاؤ جاکر بادشاہ سے عرض کرو اگر قلعے سے نکلنے کی تدبیر ہو تو کوئی فکر کرو سفاک نقب زن چلا لیکن بڑا تردد ہو کہ ایسا نہو بادشاہ کو خبر ہوجاے کہ اسنے نور الدہر کو چرایا تو فوراً بادشاہ قتل کریگا اور زندہ نہ چھوڑیگا سفاک تو خدمت مین بادشاہ کی آیا الماس جو نور الدہر کو چرا کے لایا تھا تلاش نور الدہر مین پھر رہا ہو جی مین کہتا ہو ایسا کون گستاخ تھا کہ جو نقب دیکر لیگیا کیونکر تلاش کرون بادشاہ کے سامنے جاکر سفاک نے مطلب اپنا بیان کیا کہ اگر حضور حکم دین تو مین کاؤس کو پکڑ لاؤن بادشاہ خوش ہوگیا کہا اگر تو کاؤس کو گرفتار کرلائے تو دولت دنیا سے نہال کردونگا بڑی خرابی یہ ہوئی کہ نور الدہر کو کوئی قیدخانے سے چرا لیگیا اسکا پتہ نہیں ملتا اے سفاک تو تلاش کر عرض کی پہلے مین کاؤس کو گرفتار کرلاؤن تو اسکو بھی تلاش کرونگا بادشاہ نے حکم دیا کھڑکی پھاٹک کی کھولدو سفاک باہر جائیگا جب یہ کاؤس کو گرفتار

کرلائے تو بھاٹک کھلا دیا فوج داخل ہوئی مجھکو کیا خوش ہو دم بھر مین سبکو پامال کر ڈالونگا سفاک خوش خوش طرف چلا الماس بھرتا پھرتا طرف باغ لنک کے آیا گانے کی جو آواز سنی کہ کوئی گا رہی ہے غزل گا رہی ہے۔ نظم

مین وہ ایذا دوست تھا راحت سے مجکو غم ہوا　　زخم کو ناخن سے چھیڑا درد دل جب کم ہوا
شب گھٹی ہر پردہ دار عشق محو غم ہوا　　رک گئین آہین مزاج آرزو برہم ہوا
جان لی یا دلب شیرین نے تیرے اے صنم　　میرے حق مین التفات انکھین بھی سم ہوا
درد دل زخم جگر کو اس سے ایذا تھی مگر　　ترک صحبت جسکی کی آخر کو اسکا غم ہوا
زخم بڑھکر کھل گئے سینون پر اہل درد کے　　تھا جو شادی مرگ مفلس مفلس کو ماتم ہوا
عمر کاٹی آرزوے وصل جانان مین نسیم　　کیا کہون کیونکر بسر کی کیا مرا عالم ہوا

الماس نے جو گانے کی آواز سنی کان اُسطرف لگے ہوئے پہلوے باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا دیکھا نور الدہر پہلو مین شیرین عذار کے بیٹھے ہین اور سفاک نقب زن کا ذکر ہو رہا ہے کہ اگر اُسنے جا کر کاؤس سے ذکر کر دیا تو کل صبح کو قلعے مین قیامت ہوگی بہت ضرور نکلونگا بڑی نامردی ہے کہ سردار تو ہمارا پھاٹک توڑ کر آئے اور ہم نہ ہوجائین ملکہ رو رہی تھی کہتی تھی کہ شہریار مین آپ کو نہ جانے دونگی ہر شخص آپکا دشمن ہے ہمین تو آپ سے بڑی کد ہے نور الدہر کہتے ہین مین ضرور جاؤنگا ملکہ لپٹی ہوئے فرما رہی ہین کہ اے شہریار مجھکو ساتھ لے چلیے مین بھی اپنی جان دونگی تجھسے صبر ہوگا دل اپنے قابو مین نہین ہے نظم

ناز ہے غمزہ ہے یا اعجاز ہے　　سحر ہے افسون ہے یا انداز ہے
وہ ہے آئینہ بے عشق ناز ہے　　چشم بد دور اب تو اور انداز ہے
کیا کرون اظہار ستر عشق کا　　عاشق و معشوق کا یہ راز ہے
مین بھڑکے تو کرنت از قفس　　توڑتی یہ حسرت پرواز ہے
حکم ہے چھیڑین نہ ساز ہے بھی ساز　　کیا مزاج دشمنان ناساز ہے
فتنہ برپا وہ کرین گے صبح و شام　　گر یہی شوق خرام ناز ہے
مر بھی جاؤن تو نہ پوچھو چھپ لیت نا　　واہ مشفق واہ اچھا ناز ہے

سوز سے ہے یار ہم کو ساز ہے	گو گھلا دے یا جلا دے مثل شمع
سرو ساقی اک بت طناز ہے	ہنسنے دیکھا زنار تیرے یار کو

الماس نے یہ سب باتیں سنیں جی میں کہتا ہو اس گیسو بریدہ نے یہ فتور کیا گھر میں لیکر دشمن
کو بیٹھی ہو کل صبح کو قلعے میں ہنگامہ ہوگا دیوار سے اُترا کہ جا کر بادشاہ کو خبر کروں رات ہی
کو اس جوان کو مار لیں اور اس درانداز کو بھی قتل کریں لیکن یہ جوان اکیلا نکلنے پر ضد کر رہا ہی
دیکھیے کیا ہو آخر یہ مضمون سوچ کر در شاہی پہ آیا محلدار کو بھیجکر بادشاہ کو بلوایا بہمن نے
پوچھا ای الماس کیا ہی کہا حضور بڑا غضب ہوا مار آستین گرگ بغل پیدا ہوا صاحبزادی
آپ کی قید خانے سے نورالدہر کو لیگئیں پہلو میں لیے بیٹھی ہیں سفاک لقب زن کی ذات
سے سارے فساد برپا ہوے نورالدہر کو قید خانے سے چرا کر لیگیا اب کاوس کو خبر کرنے
گیا ہی رات ہی کو چلکر نورالدہر کو مار لیجیے یہ سُنکر بہمن بہت جھلایا کہا میں خود چلتا ہوں
چلکر نورالدہر کو قتل کرونگا سب کنیزوں کو ستاؤنگا اُس گیسو بریدہ کو سر بازار لاکر قتل کرونگا
اُسکی زندگی مجھے کیونکر گوارا ہو وہ ہی باعث بربادی ہی یہ کہکے سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج
ساتھ لیکر چلا پہر رات باقی ہی نورالدہر مسند پہ بیٹھے ہیں پہلو میں شیریں عذار کہ چند کنیزیں
دوڑی ہوئی آئیں عرض کی ای شہریار ہوشیار ہوجیے کسی نے خبر پہونچادی باغ سارا گھر گیا
بہمن خود آیا ہی کنیزیں پیٹنے لگیں نورالدہر اپنے مقام سے اُٹھے ملکہ نے کہا صاحب میں
کبھی نہ جانے دونگی سارا باغ گھرا ہوا ہی نورالدہر نے ملکہ سے دامن چھڑایا فرمایا ای ملکۂ عالم
بڑی مشکل کی بات ہی سب بیجا اندر گھس آئینگے بہمن کو تو کچھ آبرو کا خیال نہیں یہ نہ سوچا کہ
وہاں بیٹی ہی یہ ذلت کسکی ہوگی اسکا اُسکو خیال نہیں تم ہمارا ناموس ہو ہم تو نہ گوارا کرینگے
کہ وہ بیجا اندر گھس آئیں باہر نکل کر روکیں گے یہ کہکے اپنے ہاتھ سے گھوڑا تیار کیا اُسپر
سوار ہوے بہمن دروازے پر کھڑا پکار رہا ہی ارے دروازہ کھولو ورنہ دروازہ ابھی
توڑ ونگا کہ دروازہ کھلا دیکھا آفتاب آسمان جرأت صاحب شوکت و شان نورالدہر
بن بدیع الزمان تلوار کھینچے ہوے باغ سے باہر نکلے بہمن نورالدہر کو دیکھکر بھاگا
فوج والوں کو آواز دی ہاں یارو اسکو مارلو تمام فوج نے نورالدہر پر بلوہ کیا نورالدہر نے

نعرہ کیا باش اے کافران بےحیا و اے نابکاران بد دغا۔ نعرۂ نور الدہر

ہمای اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی	کہ شاہانش جہان گیر و فلک گیتی ستان خوانند
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش	عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خوانند

دیگر۔ ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم + نقارا بیک دست بر داشتم + ظفر بر یلان عرب یافتم + شہ نوجوانان لقب یافتم + نعرہ کرکے شاہزادہ لڑنے لگا افسرون کو تاک تاک کر مارا ملکہ کوٹھے پر چڑھ آئین کنیزون سے کہا تیر مارو کنیزون نے کمانین سنبھالین تیر مارنے لگین جس خطا شعار پر تیر پڑا سہم کر گرا کافر حیران ہین کہ آسمانی آفت کہان سے آتی ہوگئی سو سوار گرے الماس نے سر اُٹھا کے دیکھا بہمن سے کہا دیکھیے آپ کی صاحبزادی تیر مار رہی ہین بہمن نے کہا ادھر نور الدہر کو گھیر و مین جاکر ملکہ کو پکڑ لون نصف فوج نے نور الدہر کو گھیر انصف فوج سے تو نور الدہر مصروف جنگ ہین نصف فوج کو بہمن نے ساتھ لیا ملکہ نے کوٹھے سے دیکھا کہ بہمن اس طرف آتا ہو نصف فوج نور الدہر سے جنگ کر رہی ہو مگر نور الدہر ہمہ تن چشم بنے ہوئے پشت و پہلو سے خبردار شیرانہ جنگ کر رہے ہین مگر کدو کاوش مین خود سر سے گر گیا سر برہنہ زلفین خلیلی ہوا سے اُڑ رہی ہین جنسے بوے مشک و عنبر آتی ہو ملکہ بیقرار ہوکر خدا سے دعا کرنے لگین پکارتی ہین اے کارساز دے بے نیاز اس آفت سے بچالے نظم

حق ترا تاج شرف بخشید بر وحش و طیور	سرفرازی داد بر جن و ملک غلمان و حور
یکدم از یاد خدا غافل مشو غافل مشو	دم غنیمت دان و ہر دم باش حاضر در حضور
گر تو باشی ہر زمان سرگرم در عجز و نیاز	حضرت مولے بحالت لطف فرماید ضرور
قاصر از خدمت مباش اے صاحب صدق و صفا	کن نداند ربنا گی اے بندہ یکساعت قصور
بایدت اندر محبت آہ سرد و رنگ زرد	جان و دل از سوز باطن گرم مانند تنور
ہست دنیائے دلی دریائے ناپیدا کنار	تا توانی زود زین بحر تحیر کن عبور
نود ز عرفان تصفیہ باید دل ناصاف تو	ق نماید پردہ خود بینی از چشم تو دور
حاضر و ناظر پس و پیش خدا آید نظر	زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

نور الدہر تیس ہزار جوانون مین یکہ و تنہا لڑ رہے ہین بہمن بلوہ کیے ہوئے طرف باغ کے آیا کو

جب کنیزین تیر مارتی ہین سو دو سو کو گرا دیتی ہین بہمن نعرے کرتا ہوا آتا ہو او شوخ دیدہ
او گیسو بریدہ آ کے باغ کو فتح کرتا ہون ایک ایک نخل کاٹونگا دیوارین باغ کی گرا دونگا
کیسوان نہ دونگا اب کیا نور الدہر کو زندہ چھوڑونگا آ کے ایک ایک کو مٹا دونگا فلک نے
خود تیر و کمان ہاتھ مین لیا اور پکار کر آواز دی او خطا شعار اپنے کو تیر سے بچا تاک کر تیر مارا گینڈے
کی آنکھ پر پڑا گینڈے نے جست کی بہمن گینڈے سے گرا لوگون نے اسکو اٹھا لیا کر بہت لے گئے
اور گینڈے پر سوار کیا مگر سفاک نقب زن قلعے سے نکل کر رات ہی کو لشکر نور الدہر مین
پہونچا کاؤس کو کب آرام ہو آب و دانہ اسنے ترک کیا ہو رات دن مسلح رہتا ہو کہ اسنے دور سے
دیکھا ایک سیاہ پوش آتا ہو پکار کر آواز دی کون آتا ہو جواب دے ورنہ مین تیر مارتا ہون
سفاک نے آواز دی خیر خواہ دولت ہون تمھارے پاس آنا چاہتا ہون کاؤس یہ سنکر
رک گیا آگے بڑھ کر سفاک سے ملاقات کی ایک عیار پیشہ کو دیکھا حال پوچھا سفاک نے
بیان کیا کہ مین دختر بہمن کا عیار ہون مین نور الدہر کو قیدخانے سے چرا کر لیگیا تمنے دو
تین دن دھوکہ کھایا ایک گنہگار کو نور الدہر بنا کے دکھا دیا تم اپنا آقا سمجھ کے پلٹ آئے
اب مین نے بموجب صلاح شاہزادہ تمکو خبر کر دی کہ اب جو وہ مکر کرے غور کرنا جلد سوار ہو
رات ہی کو بلوہ کرو اسوقت بالاے قلعہ لوگ کم ہین نہین معلوم قلعے مین کیا ہنگامہ ہو بادشاہ
سے مین نے اطلاع کی کہ مین کاؤس کو خبر لاؤن تب بادشاہ نے مجھکو حکم دیا مین اس حیلے
سے آیا کاؤس نے شبرنگ کو برابر کھڑا کر لیا ہو کہ اے مہتر والا گوہر اس عیار کی باتین سنو
کچھ عیاری نہ کرتا ہو شبرنگ نے سنکر کہا یہ سب سچ کہتا ہو بلکہ اسکو شاہزادے کا تردد ہو
شاید کوئی دراندازی کرے اے کاؤس جلد چلو کاؤس گینڈے پر سوار ہوا فوج کو آواز
دی یارو آقا کو لینے چلتے ہو سب سوار و پیدل یہ آواز سنکر دوڑ پڑے کاؤس نے کہا قاعدہ
سے علو قلعے سے توپ پڑے گی اپنے کو بچا کر قریب خندق پہونچا او مین تو سینہ سپر
جاتا ہون کاؤس نے گینڈا بڑھایا گچک مار دی کہ گینڈا تڑپ کر چلا اہل قلعہ نے جو
کاؤس کو آتے ہوے دیکھا غل مچا کر آواز دی کہ او کاؤس آج کیا ہو جو رات کو
بلوہ کیا کاؤس نے کچھ آواز نہ دی اہل قلعہ نے اسی گنہگار کو بلوا کر زیر تیغ بٹھایا کاؤس نے

کہا اے مکارو اب مین تمہارے فریب کو کب مانتا ہون مین تمہارے دام مکر مین گرفتار رہا
اب مجھے حال کھلا اسکو قتل کرو مین اب نہین منع کرتا اتنے قلعے والون نے تیغین مارین
کاؤس کا وہ پر گینڈے کو ڈالے ہوے برابر خندق کے پہونچا فوج والے بھی کترا کے
پہونچے کاؤس خندق فرایا اہل قلعے دیکھا کہ سفاک نقب زن بھی ساتھ ہے تینون جنہین
کاؤس فرایا برابر پھاٹک کے پہونچا ادھر تو کاؤس نے قہقہہ مارا ساتھ والون نے کھڑے
خنجر مار کر پھاٹک کھولا کاؤس اندر گھسا فوج ساتھ ہے اہل قلعے نے پھاٹک پر دو کا کاؤس
سے تلوار چلنے لگی کاؤس ان کو کب مانتا ہے کئی سو جوان مار کر ڈالدیے اوس گنہگار کا بھی ہاتھ
پکڑ کے اوٹھایا وہ غلین غلین کرنے لگا کاؤس نے اسکو ایک لات ماری سفاک نے کہا
بھی کہ ای افسر اعلی یہی مکر تھا کاؤس نے کہا مجھے تیری صداقت ظاہر ہوئی جو تو نے
کہا وہی کیفیت ہوئی یہ کہتا ہوا کاؤس لڑتا ہوا قلعے مین آیا دور سے دیکھا کہ آقا
گھرے ہوے ہین تیس ہزار مین اکیلے لڑ رہے ہین کاؤس بیتاب ہو گیا نعرہ کرکے طرف
بہمن کے چلا فوج سے کہا جا کے آقا کے شریک ہو نور الدہر تنہا حربے روک رہے تھے
جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے ایک بلوہ ہوا دیکھا نور الدہر نے کہ کاؤس بلیشیہ نشین
دریاے خون مین نہایا ہوا طرف بہمن کے جاتا ہے نور الدہر نے آواز دی ای یار وفادار
کیا کہنا خوب وقت پر پہونچے یہ کہکے بہمن کو للکارا کہ او بہمن اب تو کاؤس سے مقابلہ
کر تو نے مشہور کیا تھا کہ مین زیر کر لایا کاؤس جنگ مین شریک ہے نور الدہر لڑتے
بھڑتے تا بہ بہمن پہونچے للکار کر مقابلہ مین جا پڑے بہمن نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے تھے
عرصے مین کاؤس نے فوج کو تہ و بالا کر دیا کئی ہزار جوان بہمن کے قتل ہوے آخر مین
جو بہمن نے ہاتھ مارا نور الدہر نے وار بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا تلوار چھین کر بہمن کی
دست حق پرست بڑھا کے کمر زنجیر مین ڈالا زور کیا فائدہ زمین سے بہمن کو اوٹھا لیا گرد سر کے
چرخ دیا چاہا زمین پر مارون بہمن نے آواز دی الامان نور الدہر نے فرمایا الامان بشرط
ایمان بہمن کلمہ پڑھکے بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو لڑائی سے روکا سب نے آکر قدم بوسی
نور الدہر کی کی نور الدہر و کاؤس ہمراہ اوسکی بارگاہ مین آئے بہمن نے کہا حضور

تخت پر بیٹھین نور الدہر نے کہا خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہم تخت پر نہین بیٹھتے نور الدہر دنگل پر آکے بیٹھے بہمن نے وزیرون کو اشارہ کیا اُنھون نے ترنج خوشبوئی سینے پر نور الدہر کے لگایا نور الدہر نہایت خوش ہوے فرمایا اے بہمن ہمنے اس تقریب کو بدل و جان قبول کیا لیکن ہم بر سر راہ ہین ہمین تابہ طلسم ہفت پیکر جانا منظور ہے ہمارے عم نامدار تلاش لوح مین ہین ہمچشم ہمارا صحراے نرگستان مین فروکش ہے سبکا اسی سمت ارادہ ہے کہ سب طرف سے باوہ کرین ہفت پیکران پہاڑون کو چھوڑے اور بھاگ کر طلسم ہفت پیکر مین جائے کوچ کا سامان تیار کرو اُدھر سے پلٹ کر عقد کرینگے فی الحال فرصت نہین ہے بہمن نے کہا غلام ہمراہ رکاب رہے گا نور الدہر نے قبول کیا کاؤس بلیشہ نشین سپاہ سالار قرار پایا بہمن کو بادشاہ لشکر کیا دن کوچ کا قرار دیا ابھی نور الدہر قلعہ سیاہ پوشان پر بصد شوکت حشمت فروکش ہین وقت پر ذکر تحریر کرونگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران

بعد چھوٹنے قید کے ایک صحراے پرفضا مین فروکش ہین ارادہ ہے کہ اپنے کو تا بہ کوہ نیر نگ پہونچاؤن۔ باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامہ مصنف

کدھر ہے تو اے ساقئ باتمیز
کہ جام و سبو مجھکو ہوگا عزیز
تری چال بھاتی ہے اے مہ لقا
تو ہے سرو گلزار حسن و صفا
تری میکدے مین جو آمد ہوئی
نو رندون کو جلسے کی بھی کدھر گئی
گلابی سے رونق ہوئی بزم کی
کہ ساقی کی آمد یہ رونق ہوئی
تجھے ساقیا جام جم کی قسم
تجھے اپنے جاہ و حشم کی قسم
دکھادے جو چہرے کا تو اپنے نور
کہ ہو قلب کو ایک شب کا سرور
یہ ساقی نے تسکین دی برملا
چلے ہم کہ دور مصفے چلا
نہو رند میخوار اس درجہ تنگ
کہ صحبت کی ہے میرے دلمین امنگ
وہ جلسہ جسے آج تو خاستہ
کہ ہو رند مشرب نہ برخاستہ
کیا دختر رز نے آخر حجاب
کہ ڈالی ہے چہرے پہ اپنے نقاب
ہر اک بادہ کش کو یہ خواہش ہوئی
کہ دیدار کی سب کو کاہش ہوئی
نہالان گلزار ہین سبز پوش
کہ ہے نہر کو بحر الفت کا جوش
تڑپتی ہین کل مچھلیان نہر مین
ہر اک موج بھی ہے اسی لہر مین
قدمبوس ہون ساقی جم کے ساتھ

قائم اُسکے ہون اور رندوں کے جتھا
چھلکتی ہے شیشہ رند میخوار سے
کہ مشتاق ہین تیرے سب بادہ خوار
ترے دور مین ساقی مہ لقا
بڑھاتے ہین میخوار غم کے رسوم
اسیر جہان گیر والا تبار
ہوے مکر سے کافرون کے اسیر
انھین کی رقم ہوتی ہے داستان

مگر دخت رز خوب بے باک ہے
کیا آہ محروم دیدار سے
نہال تمنا مین آوے ثمر
یہ رندون نے دیکھا نیا ہی مزا
چل اے توسن کلک جادو رقم
کہ جن سے ہین کفار سب ترسان
سنی جب علمشاہ نے یہ خبر
کہ حالات جرأت ہین کرنا عیان

جو دیکھا تو کیا چست و چالاک ہے
ذرا بزم مین ہنسکے صورت دکھا
کہ ہو کشت امید پھر بارور
کیا غنچون نے بھی آکے ہجوم
کہ سامان عیش و فرح ہین بہم
ہوا جلسۂ اسلام رونق پذیر
چھڑایا پدر کو لعبد کر و فر

چہرہ غازیان غزوات سرفروشی
دبستان جام مدہوشی اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین۔ مشعر مصنفان
راقمان کتاب عشق انگیز + محی نگارندہ داستان غم خیز + صاحبقران زمان کو بعد رہائی زندان
ملکہ ہفت پیکر سے نہایت درجہ رنج اور قلق ہے خواجہ سے صلاح کر رہے ہین کہ خواجہ اب یہ دریافت
کرو کہ رستم کس مقام پہ ہین تحفہ جات تو انشاء اللہ اُس صاحب اقبال نے پاے لوح ملنے مین
کیا دیر ہے قضا سے کار ایرج آیا لندھور نے عرض کی اگر حکم ہو تو غلام شکار کھیل آئے صاحبقران
نے حکم تو دیا مگر فرمایا کہ ملک پر آشوب ہے ایسا نہو کہ جا کر کسی عجائب و غرائب مین مبتلا ہو
لندھور نے عرض کی نیاز مندون کو شکار کھیلے گا شام کو پلٹ کر خدمت مین آئیگا لندھور
نے داراب عیار کو حکم دیا داراب نے وقت سحر سامان صید و شکار در دولت پہ مہیا کر دیا
لندھور باہر آئے شبرنگ تازی مرکب تیار تھا سوار ہو کر طرف صحرا کے چلے فرہاد خان
بلقصری بھی ہمراہ ہے سبکو ساتھ لیکر صحرا مین آئے طبل بازگشتی پر چوب پڑی یکایک طائر
جھاڑیون سے نکلنے لگے باز اور بہری کو چھوڑا شکار ہونے لگا اسقدر جانوران پر شکار
کیے کہ ارابے بھر گئے قضاے کار ایک تیہو جھاڑی سے نکلا لندھور کے ہاتھ مین باز تھا
اُس تیہو پر باز کو چھوڑا باز نے بلندی پر جا کر تیہو کو گھیرا طمانچے مارتا ہوا طرف زمین کے
لے چلا لندھور نے مرکب مہمیز کیا ایک مقام پہ باز نے تیہو کو زمین پر گرایا لندھور مرکب
مہمیز کر کے جو اُس مقام پہ پہونچے دیکھا تیہو زمین پہ پڑا ہے باز اُسکو نوچ رہا ہے

لندھور گھوڑے سے کودے دیکھا ایک خیمہ استادہ ہی دروازے پر چند کنیزیں ماہ رخسار ٹہل رہی ہین جیسے کوئی کسیکا منتظر ہوتا ہی کہ خیمہ کا پردہ اُٹھا برج خیمہ سے ایک آفتاب طالع ہوا ایک نازنین مہ جبین مرصع پوش باہر آئی باز کا تماشہ دیکھنے لگی لندھور کی جو جمال بے مثال پر نگاہ پڑی تیر مژگان تو دل پر پڑے یارای صبر نرہا بے اختیار پکار اُٹھے ای مہ جبین وای نازنین ایک نگاہ پھر اُٹھادے وہ مہ جبین پلٹ گئی پردہ خیمے پر پڑ گیا کنیزین کہتی ہین ای شخص تو کون ہی کہ ہماری مالک کے ساتھ یہ بے ادبی کرتا ہی یہان سے اُٹھ جا بیٹھنے کا ارادہ نکرنا ملکہ ناہید مرصع پوش خفا ہونگی لندھور نے ایک کنیز کو اشارے سے اپنے قریب بلایا کہا ای ماہ پیکر وای سمن بر مین اپنے ہوش مین نہین ہون شاید دل پہلو مین نہین یہ پیغام میرا پہونچا دے۔ نظم

لڑ بھڑ کے تم اغیار سے مر کیون نہین جاتے
ای رند جو دل مین ہو وہ کر کیون نہین جاتے

اُکتائے ہوے بیٹھے ہو گھر کیون نہین جاتے
ای غیرت حور رشک قمر کیون نہین جاتے

جراح مرے زخم جگر بہتے ہین دن رات
ناسور نہین ہین تو یہ بھر کیون نہین جاتے

تھم جانے کی کیا وجہ کوئی رونا ہے یہ بھی
دن رات بہے دیدۂ تر کیون نہین جاتے

رہزن کا تو اندیشہ نہین راہ عدم مین
ہم ساتھ لیے زاد سفر کیون نہین جاتے

کیون خاک اُڑاتے ہین ہم اس راہگذر کی
اس کوچے مین ہم خاک بسر کیون نہین جاتے

ہی یہ بھی کوئی زیست کہ مردے سے پڑے ہین
بھٹکا رہی اس جینے پہ مر کیون نہین جاتے

ہی عاشق بیدل کو خوشی رتنا اسی کی
دشمن مرے فی النار سقر کیون نہین جاتے

لندھور نے اُس خواص سے کہا ہمارا پیغام اس مغرور تک پہونچا دو تمھارا احسان ہوگا۔ خواص نے جواب دیا کہ مین جاکر عرض کرتی ہون جیسا وہان سے جواب ملے یہ کہکے خواص اندر گئی نہین معلوم وہان جاکر کیا کہا تھوڑی دیر کے بعد آئی لندھور سے کہا اندر چلیے آپ کو یاد فرمایا ہی لندھور اندر آئے برج آفتاب مین داخل ہوے یہ رعنائی و زیبائی اندر خیمے کے دیکھی کہ نہایت لطف سے آراستہ فرش مشجر بچھا ہی مسند جواہر نگار آراستہ گرد اُسکے گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھی ہین کنیزین دست بستہ کھڑی ہین مسند پر

وہ سرو ناز بصد انداز جلوہ فرما ہی کنیزین دست بستہ حاضر کوئی پھولون کی پنکھیا لیے
جھل رہی ہی اور کوئی اُگالدان چاندی کا لیے کھڑی ہی کسی کے ہاتھ مین خاصدان گلوری
پیش کر رہی ہی اُس مہ جبین نے خاصدان سے لیکر ایک گلوری کھائی پہلے غنچہ دہن ایسا
اُگال منھ کا جو اُگالدان مین ڈالا صاف ثابت ہوتا تھا کہ یاقوت کے ٹکڑے اُگالدان مین
ڈالدیے وہ گلوری گلے مین دبائی ہونٹھ ہلنے مسیحائی کرنے لگے لندھور جو سامنے آئے وہ
نازنین نہایت ادب سے برائے تعظیم لندھور اُٹھی بائین جانب لندھور کو اشارہ کیا
لندھور بائین جانب آکے بیٹھے گل چینی گلشن جمال کی کر رہے ہین وہ جمال بے مثال کہ لندھور
کی نگاہ نہین ہٹتی جب وہ نازنین مسکرا کر نگاہ اُٹھا دیتی ہی برق گوہر دندان کی چمک دل پہ
تاثیر کرتی ہی لندھور حیران جمال محو دیدار بیٹھے ہین لندھور ایسا بہادر کہ لقا کے پاس
جا کر سفارت کی تھی اُن قیطولات پر لڑے قیطول سے گرے مگر خائف نہین ہوے مگر وہ
رعب و دبدبہ حسن و جمال کا ہی کہ لندھور سر نگون بیٹھے ہین ہر مرتبہ قصد کرتے ہین مگر چاؤش
حسن آواز دیتا ہی ادب سے رہنا ایسا نہو کہ خلاف مزاج گذرے جس خواص کی معرفت
لندھور نے پیغام بھیجا تھا وہ سر پہ کھڑی ہوئی پھولون کی پنکھیا ہلا رہی ہی پھول اپنی رسائی
بخت پر ہنس رہے ہین کہ یہ سرو باغ حسن و جمال ماہ باکمال ہماری ہوا مین بیٹھی ہی ہم کو بڑا ناز
ہی ہنسنا آغاز ہو مسکرا رہے ہین رنگ اپنا دکھا رہے ہین لندھور نے اُس خواص سے
اشارہ کیا اُس خواص نے جھک کر سرگوشی کی کچھ کان مین کہا ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا کیا
مضائقہ ہی مگر ان لوگون مین دستور عقد ہی مہر ادا کرین تو ہم راضی ہین لندھور نے کہا ہم
مہر ادا کرنے پر راضی ہین اُس خواص نے کہا ملکۂ عالم فرماتی ہین کہ صاحبقران سے آپ کو
کیا توسل ہی لندھور نے کہا مین اُنکا جانشین ہون سپہ سالار دست راست مشہور ہون
فرزندان حمزہ مجھکو عم نامدار کہتے ہین کون ایسا شیر دلیر ہی کہ جو مجھکو بہ بزرگی نہین مانتا خواص
نے کہا ملکۂ عالم مہر مین سر صاحبقران مانگتی ہین آپ کو منظور ہی لندھور نے فرمایا مین
بدل و جان قبول کرتا ہون پس اُس مہ جبین نے جھک کر گلابی کی گردن لی جام لبریز کیا
پنجۂ نگارین دست خورشید نما پر رکھ کر سامنے لندھور کے پیش کیا کہا اے دارائے ہند

یہ جام پختگی نسبت ہی لندھور نے دونوں ہاتھ بڑھا دیے جام اُس محبوب پری چہرہ کے ہاتھ سے لیا لبوں سے لگا کر بے اندیشۂ انجام پی گئے جام پیتے ہی آنکھیں سرخ ہوئیں چہرہ گلنار ہاتھ پاؤں میں رعشہ پسینے پسینے ہاتھ باندھ کر جواب دیا عہد میں فرق ہو گا جو کہا ہی وہی کرینگے اُس نازنین نے جواب دیا جائیے مہر لیکر آئیے عقد ہو جائے اب ہم اسی مقام پر فروکش رہینگے جسوقت لندھور نے جام پیا چند گائنیں جو سامنے تھیں اُنھوں نے فوراً طبلہ بجایا صدا سے سارنگی بلند ہوئی یہ غزل گانے لگیں نظم

سرکشی عشق کی درگاہ میں منظور نہیں — پان سلیمان کے لیے مرتبہ مور نہیں
عہد میں اپنے خوشی کبھی ہی عنقا کا جواب — دل غمگین ہی بہت خاطر مسرور نہیں
جو کسی روز کہا ہو جیسے شب باش نہیں — ہنس کے فرمانے لگا اپنا یہ دستور نہیں
طالب مرگ ہو خواہاں ہی اگر راحت کا — گوشۂ امن کوئی اور بجز گور نہیں
زخم دل کا میں بھر کیف اُٹھاؤنگا مزا — ہی نمک پاس اگر مرہم کا فور نہیں
چشم بد دور سراپا ہی وہ اک عالم نور — جلوۂ حسن جمال بت مغرور نہیں
چشم عاشق کی طرح بہتا ہی ہر زخم جگر — کون سا داغ ہی سینے کا جو ناسور نہیں
جلوۂ دوست تو موجود ہی ہر شی میں نظر — آپ اندھا ہی تو آنکھوں میں تری نور نہیں

اس طور سے گائن نے یہ غزل گائی کہ لندھور کا اور جوش بڑھا تلوار ٹیک کر اُٹھے کہا ملکہ میں رخصت ہوتا ہوں اب جا کر مہر کی تدبیر کروں اُس مہ جبین نے کہا جلد جائیے اب سر صاحبقران لیکر آئیے لندھور باہر نکلے مرکب حاضر تھا اُسپر سوار ہوے چند خادم ساتھ تھے اُنھوں نے راہ میں پوچھا کہ داراے ہند کیا معرکہ ہوا ہم لوگ تو اندر نہیں گئے لندھور نے کہا نسبت پختہ ہو گئی اب ارادے مہر کی فکر میں آیا ہوں راہ میں اور بھی قراول ملے اُن سب نے دیکھا کہ لندھور کے تیور پر بل پڑے ہیں ہر مرتبہ قبضے پر ہاتھ ڈالتے ہیں اکڑتے ہوے چلے آتے ہیں شکارگاہ میں جو بارگاہ استادہ تھی اُس بارگاہ میں آکر اُترے بیٹھے تھے کہ بیٹا انکا فرہاد خان بافضر بی آیا لندھور نے کہا اے فرزند ہماری شادی ٹھہری ہے اُسنے مہر میں سر صاحبقران مانگا ہی لہذا تم میری طرف سے خدمت

صاحبقران مین جاؤ اور میری طرف سے یہ عرض کرو کہ مین مدت سے خدمت مین رہا کبھی
کچھ آپ سے نہین طلب کیا اب ایک مہ جبین پر عاشق ہوا ہون اُسنے مجھکو بخوشی قبول کیا ہی
مگر مہر مین سر آپ کا مانگا ہی لہذا مہربانی ہوگی کہ سر اپنا براہ پرورش مرحمت فرمایئے ورنہ
فساد بڑھیگا فرہاد خان نے حیران ہوکر جواب دیا کیون قبلہ و کعبہ مقدمہ مین صاحبقران
کے آپنے اقرار کر لیا اور مین ایلچی ہوکر جاؤن صاحبقران کیا جواب دینگے کیا خوش ہونگے
کہ ہمارے جانشین نے ایک زن بازاری کے واسطے ہمارا سر مہر مین قبول کر لیا لندھور نے
کہا او نالائق ملکۂ عالم کو زن بازاری کہتا ہی ابھی تیرا سر کاٹ لونگا فرہاد خان نے بھی
قبضے پر ہاتھ رکھا کہا مین آپ سے کیا پایہ کمی کا رکھتا ہون آخر آپ سے مقابلہ ضرور ہوگا اگر
آپکے ہاتھ سے مارا گیا تو بھی میری نجات ہی اب موت زندگی آپکے ہاتھ ہی لندھور نے
تلوار کھینچی فرہاد خان اپنے مقام سے اُٹھا ہندی بیچ بچاؤ مین آ گئے ہان ہان کرکے فرہاد خان
کو باہر لے آئے فرہاد دوسری بارگاہ مین آکر اُترا لندھور نے کہا پہلے اُس جوانا مرگ کو
مٹاؤنگا تب صاحبقران سے سوال کرونگا یہ کہکے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے فرہاد کو
خبر کی فرہاد نے بھی فوراً طبل جنگی بجوایا مگر داراب عیار یہ خبر لیکر طرف صاحبقران کے چلا
خدمت امیر مین آکر پہونچا مگر روتا ہوا امیر نے پوچھا ای داراب کیون اسقدر بدحواس
ہو گیا رنج پہونچا داراب نے کل حال عرض کیا اور کہا صبح کو فرہاد سے مقابلہ ہی امیر نے
فرمایا تو کیون گھبراتا ہی مین وقت پر آؤنگا دونون مین مصالحہ کرا دونگا داراب نے عرض
کی وہ حضور سے برسر فساد ہین امیر نے فرمایا تو جا مین اپنے بارہ مین کلام نکرونگا بلکہ اگر
اُنکا حل مشکل میرے سر پر موقوف ہی تو مین سر حاضر کرونگا میرا جانشین قدیم خیرخواہ دولت
صاحب حشمت و شوکت مین کیا اُسکی بات سے انکار کرونگا جو اُسکی خوشی وہ میری مرضی
داراب نے کہا حضور وہ ہوش مین نہین ہین بیٹے کا سر کاٹنے کو کہتے ہین جس وقت
سے وہان سے جام پی کر آئے ہین اُسی کی یاد ہی ہم سب کی صورت سے بیزار ہین دیکھا
کیا ہو امیر نے فرمایا بہت بہتر ہوگا مگر لندھور اپنے ہوش مین نہین ہی عمرو نے کہا
آقائے نامدار آپ تکلیف نہ کرین مین جاتا ہون اُس ملعونہ کو قتل کرون تب یہ بلا

دفع ہو برق فرنگی اپنے مقام سے اُٹھا یہ کہکے کہ مین ابھی جاتا ہون اُس ملعونہ کا سر لاتا ہون
عمرو نے منع کیا کہ اے فرزند جانے کا ارادہ نکر اُسکو ہفت پیکر نے بھیجا ہے کہ جاکر یہ فساد
برپا کرو صاحبقران نے فرمایا خواجہ ابھی تامل کرو مین کل جاکر اُسکا طرز دیکھ لون مجھسے
دارا ب خبر کہکر پلٹ گیا صاحبقران کو رات بھر انتشار رہا شیرون سے ذکر کرتے ہین کہ
یارو لندھور کو کیا ہوا کہ اُسنے میرا سر قبول کر لیا اور بیٹے سے آمادۂ جنگ ہے مین صبح کو
جاکر دیکھون کہ کیا رنگ ہے نماز پڑھ کے صاحبقران تو پشت اشقر پر سوار ہوئے طرف
لندھور کے چلے خواجہ ہمراہ ہین سرداروں مین بہرام نے ساتھ دیا امیر کسیکا جانا قبول
نہ کرتے تھے مگر بہرام نے عرض کی اگر غلام کو ہمراہ نہ لیجیے گا تو غلام اپنے کو ہلاک کرے گا
بہ مجبوری بہرام ساتھ ہوئے یہان جانبین مین طبل جنگی بج چکے تھے صبح کو فرہاد جوشان و
خروشان چوبدست گران سنگ کاندھے پر رکھے ہوئے گینڈے پر سوار میدان مین آیا
اُدھر لندھور میدان مین آئے فرہاد نے جو لندھور کو آتے ہوئے دیکھا دور سے سلام
کیا لندھور نے منھ پھیر لیا لندھور نے ہاتھی اپنا بڑھایا میدان مین آکر آواز دی وہ
جوانا مرگ کہان ہے میرے مقابلے مین آوے جب لندھور نے بہت لاف و گزاف کی
اور یہ کلمہ کہا کہ حمزہ کی قضا میرے ہاتھ سے ہے تب فرہاد نے گینڈا بڑھایا سامنے آکر سلام
کیا لندھور نے کہا تو میرے مقابلے مین آیا ہے فرہاد نے ہاتھ باندھ کر جواب دیا میری کیا مجال
کہ بندگان عالی سے مقابلہ کرون سر حاضر ہے کاٹ لیجیے اگر میرے سر سے مطلب آپکا نکلے تو
مجھکو عذر نہین مگر آقا کا نام نہ لیجیے یہ غلام پر بہت شاق ہے لندھور نے کہا اے فرہاد اگر مجھکو
اپنی جرات پر ناز ہے تو مین کیا تجھسے باہر ہون ایسا گرز مارون کہ مع گینڈے پیوند خاک کردون
فرہاد نے کہا بسم اللہ گرز اُٹھائیے مین سر سامنے کردون بقوت تمام لگائیے کہ اگر آپکے دست
حق پرست سے مارا جاؤن میری نجات ہے اور اگر خدانخواستہ مجھسے کوئی بے ادبی ہوئی تو
دنیا اور عقبیٰ دونون بگڑی لندھور نے کہا اگر اسکا تجھکو خیال ہوتا تو مجھسے کیون بگڑتا
میرا حکم بجالا کے خدمت مین حمزہ کی بر سم ایلچی گری جاتا آلیس مین یہ باتین ہو رہی تھین لندھور
نے چاہا تھا کہ نیزہ اُٹھاؤن صحرا سے گرد اُڑی دیکھا صاحبقران زمان مع بہرام و خواجہ آکر

پہونچے امیر نے بہرام کو بھیجا کہ جا کر لندھور کو سمجھا دے کہ بیٹے سے مقابلہ نکرے ہرچند
کہ صاحبقران تشریف لائے مگر لندھور اسی طرح کھڑے ہوے ہین سلام بھی صاحبقران
کو نکیا بہرام گھوڑے کو اڑا کر بیچ مین آئے چونکہ بہرام پرلے سردار ہین سب انکا پاس
کرتے ہین آتے ہی فرہاد کو جھڑک دیا اور کہا یہ کیا حماقت ہو کہ باپ کے مقابلے مین کھڑے
ہوا اور کلام کر رہے ہوا اپنے لشکر پر جاؤ فرہاد نے سر جھکا لیا اور یہ جواب دیا کہ اے عم نامدار
یہ حماقت مجھ سے بیوجہ نہین سرزد ہوئی آپ جو غور کرینگے تو نیازمند کو برا نہ کہین گے بہرام
نے کہا ہم سمجھ لینگے مگر تم جاؤ فرہاد خان گینڈے کو پھیر کر روانہ ہو گیا اب بہرام نے لندھور
کو سلام کیا لندھور نے نکھی سی اڑا دی بہرام نے کہا اے دارائے ہند مزاج کیسا ہو تمکو کچھ
ملکہ رسا پاتے ہین ہمنے سنا ہو کسی عورت پر عاشق ہوے اور گھر مین سر صاحبقران قبول
کیا اے رستم زمان سر آقائے نامدار زن بازاری کے گھر مین لندھور نے تلوار کھینچی کہا اے
بہرام زبان کو بند کرو ورنہ تمھارا سر کاٹ لونگا بہرام نے کہا اے لندھور ہوش مین آؤ
صاحبقران کی وجہ سے تمھاری بزرگی مانتے ہین جب تم انکے دشمن ہو تو ہمارے بھی رہزن
ہوا گر تمنے امیر سے برائی کی تو ہم کیا تمھارے ساتھ بھلائی کرینگے ایک زن بازاری فاحشہ پر
یہ ناز لندھور نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر بہرام کا زخمی ہوا بہرام نے کہا اے لندھور مجھسے
بے ادبی نہو گی کہ سامنے آقا کھڑے ہین تو نے ادب و پاس سب کھویا تیرے لیے بہت
برا ہو گا جسوقت انکے فرزند سنین گے تو تیرے قتل پر کمر باندھین گے اگر رستم کو خبر ہوئی
کہ لندھور نے ہمارے باپ کا سر گھر مین ایک زن بازاری کے مقرر کیا ہو تو آفت برپا کرینگے
زن بازاری کے نام پر لندھور بگڑا آواز دی او حبشی ابکی ہاتھ مارونگا کہ سر اڑ جائیگا بہرام
نے کہا اے لندھور ابکی ہاتھ لگاؤ تو لطف جرأت کھلے مین بھی تیری رستمی دیکھوں لعین لندھور
نے پھر ہاتھ مارا بہرام کا زخم سر چپارہ ہو گیا بہرام نے ایسے کاری زخم کھا کر تلوار کھینچی اور
کہا کہ اے لندھور اب مین بھی اسواسطے ہاتھ لگاتا ہون کہ ذہن سے تمھارے یہ نکل جائے کہ
رفیقان صاحبقران تمسے کسی بات مین بند رہینگے یہ کہکے بہرام نے ہاتھ مارا شانہ لندھور کا شق
ہوا کچھ ہندی بیچ مین آ پڑے چند نے بہرام کے آگے ہاتھ باندھے بنت و خوشامد بہرام کو پھیرا

بعض نے لندھور کے سامنے عذر کیا کہ ای داراب ہن صاحبقران سامنے سے دیکھ رہے ہین ایسا نہو کہ تم پر آپڑین لندھور نے جواب مین کہا کہ مین خود حمزہ کو سر میدان ڈھونڈونگا اگر مقابلہ نکرونگا تو سر کیونکر کا ڈونگا آخر ہندی پھیر کر لندھور کو لے گئے بہرام خدمت مین امیر کی آیا کہ فرہاد نے آکر ملاقات کی کہا ای آقاے نامدار آپ تشریف لیجائین مین لندھور سے سمجھ لونگا امیر نے فرہاد کو بھی ساتھ لیا فرمایا کہ ای فرزند ساتھ چلو تم اس دیوانے کے منھ نچڑھو اب جو یہ لشکر مین آئیگا دیکھین کیا کرتا ہی صاحبقران بہرام و فرہاد کو ساتھ لیکر اپنے لشکر مین آئے لندھور جب خیمے مین آیا زخم دوزی کرائی داراب سے کہا ہمارے لشکر والون کو خبر دو کہ جسکو ہمارا ساتھ دینا ہو ہمارے پاس آئے ہم امیر پر لشکر کشی کرینگے داراب نے جاکر لشکر لندھور مین خبر کی سب سردار لندھور کو برا کہنے لگے کہتے تھے یارو معلوم ہوتا ہی وقت زوال لندھور کا آگیا کہ امیر سے بگڑا ہی جسدن امیر سے مقابلہ پڑے گا امیر رگڑ کر مار ڈالینگے اگر وہ سحر مین ہو تو اسیر مالک اسم اعظم ہین مگر برا ہی تو بھلا ہی تو ہمارا آقا ہی ہمین چلنا چاہیے سب تیار ہوے سب نے صلاح کر کے افسران کو خدمت مین صاحبقران کی بھیجا کہ ای آقاے نامدار ہم آپکے دل وجان سے تابعدار ہین مگر اُسنے بلایا ہی ناچار جاتے ہین بروقت جنگ ہم آپکے شریک ہین افسرون نے آکر سر دربار رو رو کر بیان کیا کہ غلامون کو انتہا کا قلق ہی مگر اُسکے بلانے پر مجبور جاتے ہین ہمسے یہ نہوگا کہ بروقت جنگ اپنے بھائیون اہل اسلام کو قتل کرین لندھور پر سب ملکے ٹوٹ پڑینگے وہ شکست فاش ہو کہ ہندوستان چلے جانے کی تلاش ہو اُسنے ہم کو اسواسطے بلایا ہی کہ آپ پر لشکر کشی کرے امیر نے سبکو گلے سے لگایا فرمایا بھائیو مجکو تم سے سبطرح کی امید ہی بسم اللہ اُسنے بلایا ہی تو جاؤ دیکھو کیا کرتا ہی نولاکھ ہندی کھاجی مسلح ہو کر پشت ہاے مرکب پر سوار ہوے یہان لندھور اُترا ہوا تھا کہ خبر پہونچی لشکر آیا لندھور نے سبکو اُس صحرا مین اُتارا کہا کل لشکر تیار رہے مین حمزہ پر لشکر کشی کرونگا صبح کو لشکر لندھور نے تیار کیا آپ مست ہاتھی پر سوار ہوا نولاکھ جان بازون کا لشکر لیکر چلا صاحبقران کو ہرکارون نے خبر دی کہ لندھور مع لشکر آتا ہی امیر نے فرمایا آنے دو عمرو نے کہا ای آقاے نامدار اب غلام کو رخصت کیجیے ورنہ لندھور سے

بڑی گذرے گی لندھور کو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی سب سردار کہہ رہے ہین ہم نکل کر لندھور سے مقابلہ کرینگے امیر کو بڑا تردد ہی کہ دیکھین اس ہندی سے کیا گذرے مقابلہ نکرنے مین بڑی خرابی ہی اور مقابلہ کرنے مین بھی مشکل ہی شام کو لندھور نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے امیر کو خبر دی امیر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا طبل جنگی بج چکے تب خواجہ بھاگے لا زبان لندھور کی زبانی سُن چکے ہین اُسی صحرا کی طرف چلے صحرا مین جو آئے دیکھا صحرا ویران پڑا ہی نخل جلے ہوے طائر آشیانون سے نکل کے ہر نخل کے نیچے پڑے ہوے نہرین خشک پڑی ہین خواجہ اُس صحراے ویران کو دیکھتے ہوے آگے بڑھے ایک مقام پر دیکھا پانچ سات عورتین ٹہل رہی ہین عمرو نے صورت اپنی اُنھین کنیزون کی سی بنائی اُنمین جا ملا وہ کہہ رہی ہین کہ آج دیر ہوگئی ملکہ ابھی تک تشریف نہین لائین معلوم ہوتا ہی آج صحبت عیش آراستہ ہوئی ایک نے اُنمین سے کہا کہ اب ملکہ کے پاس چلو سب نے کہا بوا یہ بڑا غضب ہی مالک کا ہونا بڑا باعث خرابی ہی چلو چل کے دیکھین فرما گئی تھین کہ ہم قریب شام آئینگے یہ کہتی ہوئین دس بارہ کنیزین اُس مقام پر آئین کہ جہان خیمہ استاد تھا عمرو نے دیکھا خالی خیمہ استاد ہی روشنی بھی وہان نہین آخر اُن سب نے کہا باغ سنبلستان مین چلو شاید وہان تشریف رکھتی ہون سب کنیزون کے ساتھ خواجہ بھی چلے چند نخل طی کر کے دیکھا کہ سامنے دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی اور چند کنیزین دروازے پر کھڑی ہین ان سب کو دیکھکر اُن سب نے آواز دی ارے تم کیون چلی آئین اُن سب نے کہا جب وقت گذر گیا تو ہم چلے آئے ایک نے اُنمین سے کہا کہ بوا یہ بھی خبر کچھ معلوم ہوئی کہ وہان لندھور نے صاحبقران سے کیا کیا ہر چند کہ لندھور کا غالب ہونا بہت دشوار ہی لیکن بڑی سختی کریگا لندھور ہی ہاتھ سے سردارون کے مارا جانے کہ امیر کو صدمہ پہونچے مراد تو یہ ہی کہ ایسا صدمہ و ملال امیر کو پہونچے کہ طلسم کی طرف رخ نکرسکین یہ مراد ملکۂ عالم کی ہی کنیزون نے کہا ہم نے یہ خبر پائی تھی کہ لندھور نے امیر لشکرکشی کی طبل جنگی بجے اب کل مقابلہ ہوگا یہ باتین کرتی ہوئین سب ایک جگہ جمع ہوئین سب نے کہا اب ملکہ کے پاس چلو خواجہ ساتھ ہین کہ ایک نے کہا اگر ملکۂ عالم قصد نہ کریگی تو مشکل ہی کہ صاحبقران کا سر لندھور کاٹ لین سب سردار آمادۂ قتل لندھور ہونگے لندھور کی جان بچنا دشوار

ہو گی غرضکہ سب باغ مین آئین دیکھا باغ نہایت وسیع نخل سرسبز و شاداب پھول پھل لاجواب دیکھتے ہوے خواجہ وسط باغ مین آئے دیکھا مسند پر ایک نازنین مہ جبین بیٹھی ہی گرد گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھی ہین کہ ایک گائن نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

عشق بیخود جو کرے پھر نہ خودی ہم مین رہے	یہ بھی معلوم ہو کون سے عالم مین رہے
رات بھر سینے سے آتی ہی صداے شیون	چند ارمان دل مردہ کے ماتم مین رہے
شوق ہی اسکو بھری بزم مین ہنسنے کا اگر	دل پر غم مین رہے دیدۂ پرنم مین رہے
شب کی الجھن کا سنو ہم نفسو مجھسے حال	اسنسے پوچھو جو مری خاطر برہم مین رہے
رہکے دل زلف مین کام آئیگا کیا انکے جلال	خوب سینے کو ابھارے جو وہ محرم مین رہے

خواجہ نے کنیز کا ہاتھ تھام لیا کہا بوا بے سُری گاتی ہو مین گا کے دو چار شعر سناؤن مسند نشین نے کہا ای رنگین بھٹر و گلچین کو گانے دو خواجہ نے بایان بجایا چند اشعار گائے پوچھتے جاتے ہین کچھ مسافرون کی زبانی معلوم ہوا کہ لندھور نے امیر پر لشکر کشی کی ہی دیکھیے آپس مین کیا ہو کیون حضور جو آپ نے فرمایا ہی کہ سر صاحبقران لاؤ لندھور ہی گرز سے گا مسند نشین نے کہا قتل ہونے مین صاحبقران کے ابھی دیر ہی جب تک وہ شریک نہو گا تب تک نہ بن پڑے گا دیکھو مین تدبیر کرتی ہون پھر نازنین مسند نشین نے دونون ہاتھ زمین پر مارکے چلا کر آواز دی ای نیرنگ شعبدہ بازانی نیرنگیان دکھا دے شعبدے کا رنگ جما دے صبح کو مقابلہ ہی ہمین تمھاری کارستانی دیکھنا ہی دیکھا ایک طائر نخل سے اُڑا اور چکار مارتا ہوا غائب ہو گیا یہان سر دربار دارائے ہند کہ رہا ہی کہ کل حمزہ کو ٹوکونگا ایک ضرب گرز مین پیوند خاک کرونگا سردار انکا جو بولیگا اُسکو بھی مٹاؤنگا خالی پلٹ کے میدان سے نہ آؤنگا ملکہ یاد کرتی ہونگی کہ یکایک آسمان پر سناٹا ہوا دربارگاہ سے ایک طائر اڑتا ہوا آیا اُسنے گرد سر لندھور چرخ مارا چرخ مار کر غائب ہوا لندھور کا جوش اور زیادہ ہوا کہتا ہے ای لات و منات کل صبح کو مدعا میرا حاصل ہو کر صاحبقران سے مقابلہ پڑے تب احوال کھلے سرداران ہندوستان کو بڑا تردد ہی کہ کل دیکھیے کیا گذرے لندھور کو انتشار ہی مگر صاحبقران بیقرار ہین یہان عمرو ملکہ سے باتین کر رہے ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا وہی

طائر چکارے مارتا ہوا سامنے آیا مسند نشین نے پوچھا ای شیر نگ کیا کیا طائر مثل انسان گویا ہوا عرض کی جوش و خروش بڑھا آیا اب صبح کو ضرور لندھور صاحبقران سے مقابلہ کریگا صبح کو حال معلوم ہوگا ہرکارے واسطے خبر کے مقرر ہین یہ باتین کرکے طائر اُڑ گیا مگر وہ نازنین مسند نشین چپ بیٹھی ہی ہرمرتبہ کہتی ہی آج کیا باعث ہوا کہ تشریف نہین لائے اُنکا نہ آنا مجھ شاق ہی دل صورت زیبا کا مشتاق ہی کنیزین کہتی ہین حضور آتے ہونگے اگر حکم ہو تو کنیزین جائین بلاکر انکو لائین بیان کرین کہ ملکہ آپکے واسطے پریشان ہین مسند نشین نے کہا تم لوگ کہان جاؤگے تھوڑی دیر انتظار کرکے مین خود جاؤنگی دیکھ کر چلی آؤنگی کنیزون نے کہا حضور یہ امر مشکل ہی آپ آج کل قدم باغ سے باہر نہ نکالین ایسا نہو وہ ظالم عیار حمزہ آپکی تلاش مین نکلے مسند نشین نے کہا میرا کیا کرسکتا ہی مجھے بھی اُسکے نام سے خوف ہی مگر جدھر آئیگا گرفتار ہوجائیگا خواجہ گھبرائے خاموش بیٹھے ہین کبھی باتین بناتے ہین کبھی حیران ہوتے ہین کہ یہ کیسے انتظار مین ہی اُسنے کیا انتظام کر رکھا ہی کہ جسپر یہ ناز ہی کہ عیار مجھ تک نہین آسکتا مین یہان تک آیا کوئی مجھسے متعرض نہین ہوا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر لکہ ابر گلنار پیدا ہوا بڑے زور و شور سے پانی برستا ہوا تلوارین ابر سے گرتی ہوئین مسند نشین اُٹھ کھڑی ہوئی چہرے پر بحالی آگئی کہا لو صاحبو وہ آگئے سر باغ پردہ ابر پھٹا دیکھا ایک ساحر قوم کا زنگی مگر تاج سر پر تخت اُڑتا ہوا آیا تخت اُتارا مسند نشین نے آواز دی کہ ای ظلمات کہان دیر لگائی ساحر نے جواب دیا ای ملکۂ عالم مین لشکر حمزہ تک گیا تھا لندھور نے طبل جنگی بجوایا ہی کل مقابلہ ہوجائیگا اب حمزہ ہاتھ سے لندھور کے نہ امان پائیگا لشکر حمزہ مین بڑا انتشار ہی یہ بھی مین نے ذکر سُنا کہ عیار حمزہ تمھاری فکر مین نکلا ہی مسند نشین نے کہا یہان تک تو نہین آیا تاجدار نے کہا عمرو ایسا طرار ہی کہ اُسکی فکر خالی نہین جاتی اُس کا ارادہ فوراً ہوتا ہی اور مین تو کتاب ہفت پیکر مین دیکھکر آیا ہون کہ تمھاری صحبت مین عمرو بیٹھا ہی دیکھو مین ابھی پکڑے لیتا ہون یہ کہکے پکار کر آواز دی ای طائر جلد آکر جلد آؤ پہلو سے ایک طائر پیدا ہوا اِدھر خواجہ نے چاہا کہ صحبت سے نکل جاؤن ظلمات نے کہا خبردار کوئی یہان سے نہ ہٹنے وہ طائر اگر گرد عمرو کے چرخ مارنے لگا عمرو کے چہرے کا رنگ و روغن اُڑ گیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑگیا عمرو نہ بول سکا ظلمات نے عمرو کو گرفتار کیا کہا کیون ملکہ آپ نے دیکھا مین نے اسوقت

باغ مین اپنے ارادہ کیا کہ تمھاری ملاقات کو چلون طائر آشیانون سے نکل کر چہکارنے لگے
مین فوراً سمجھ گیا کوئی افتاد ہی اب مین عمرو کو لیے جاتا ہون آپ انتظام بربادی صاحبقران
کیجیے کل صبح کو لندھور صاحبقران سے لڑیگا بیشک غالب آئیگا جب تمھارے پاس سر لیکر
آئے تو وہ سر خدمت مین خداوند کی روانہ کردینا اور یہ بھی لکھنا کہ لونڈی نے خاتمہ مسلمانان کردیا
ای حسین شعبدہ باز غافل نہ رہنا اب تمنے ارادہ کیا ہی تو یہ ارادہ پورا ہو خوب سمجھا کر عمرو کو لیکر
تخت پر ڈالا لیکر ایک جانب چلا راہ مین خواجہ نے کہا ای ظلمات تجھ ایسا ساحر میری نگاہ سے
نہین گذرا ظلمات نے جواب دیا او مکار مجھے یہ باتین پسند نہین عمرو نے کہا ای ظلمات اگر مجھپر
مہربانی کرے اور رہا کردے تو مین صاحبقران کو پکڑ لاؤن جو حکم ہو وہ بجالاؤن ظلمات جواب نہین
دیتا گھتا ہی او ساربان زادے مجھ سے باتین نہ بنا قدرت نے جو کتاب تیرے مکر مین لکھی ہی اگر
ساحر اُسکے پابند رہتے تو کسی پر تیری عیاری نہ چلتی یہ کہکے عمرو کو لایا لاکر ایک مکان مین قید کیا
یہان لندھور نے رات بھر تیاری کی مالک وغیرہ سامان جنگ مین مصروف ہین صبح کو سب تیار
ہوکر در دولت صاحبقران پر آئے دیکھا مقبل رو رہا ہی قاسم نے پوچھا کیون ای مقبل خیر تو
ہی مقبل نے کہا صاحبقران فرش خواب سے غائب ہوگئے نہ چھپرہ نقب کا ہی اور نہ سراچہ
چاک ہی مگر صاحبقران فرش خواب پر نہین ہین خواجہ بھی لشکر مین نہین ہین کئی دن ہوے لشکر
سے نکل گئے کون تلاش کرے سب سردار بیقرار ہوگئے مالک نے کہا بہت مناسب ہوا صاحبقران
کا نہونا ہم لوگ اس نمک حرام سے مقابلہ کرینگے کیا اُس سے کوئی پایۂ کمی رکھتا ہی نہین معلوم
وہ ہندی کیا سوچا ہی اہل ہند کو جنگ وجدل مین کیا دخل یہ کہکر مالک سب لشکر کو ساتھ
لیکر میدان کارزار مین آئے کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا لندھور ہاتھی پر سوار پشت پر
نولاکھ ہندی سب آمادۂ جنگ میدان مین آکر صفین جمائین جب صفین جم چکین نقیب نقابت
کرکے ہٹے لندھور نے ہاتھی اپنا میدان مین نکالا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان صاحبقران
کہان ہین میرے مقابلے مین آوین مالک نے مادیان کو بڑھایا نیزہ ہلاتا ہوا سامنے لندھور کے
آیا کہا کیون او ہندی تو اپنے کو عاشق صاحبقران مشہور کرتا ہی صاحبقران کو چرا منگوایا
اگر وہ ہوتے تو تیرے مقابلے مین نہ آتے جان لے کہ تیری جان بخشی ہوگئی ورنہ ہاتھ سے

امیر کے مارا جاتا لندھور نے کہا او عرب سو سمار خوار تو میرے مقابلہ مین آیا مالک نے کہا یہی ارادہ ہی تو سودا ے خام جو تیرے دل مین سمایا ہو اُسکو نکال دون گا تجھکو متنبہ کر دونگا کہ تو اس امر قبیح سے باز آئے لندھور نے کہا او مالک جان کو اپنی غنیمت جان سامنے سے میرے پلٹ جا ورنہ مارا جائے گا مالک نے کہا مین تیری جان کا ملک الموت ہون ایک زن ساحرہ کے واسطے آقا ے نامدار سے بے ادبی کرتا ہی لندھور نے نیزہ مارا مالک سردار نیزہ داران مین اس کن سے نیزے کو روکا کہ لندھور حیران ہو گیا دونون مین نیزہ چلنے لگا مالک نے فن نیزہ بازی مین دنگ کر دیا آخر چار گھڑی مین مالک نے نیزہ ہاتھ سے لندھور کے نکالا لندھور نے فوراً تلوار کھینچی اور آواز دی یہ وہ تلوار ہی جس سے صاحبقران کا سر کاٹونگا آج تیرے سر پر چلاؤنگا یہ کہکے ہاتھ مارا مالک نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار لندھور کے ہاتھ کی جو تڑپ کر گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر جو گری مالک کے تا دوا برو پہونچی مالک نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکلا مگر جا در غوق کی چہرے پر آئی مالک نے اتنا بڑا زخم کھا کے ہاتھ مارا کہ لندھور کا شانہ نشانہ ہوا عربون نے جو مالک کو زخمی دیکھا اسی ہزار نیزہ دار آپڑے لندھور کی بھی فوج نے قصد کیا قاسم بھی اپنے خاوریون کو لیکر آپڑے ہندیون نے جو اہل اسلام کو دیکھا تلوارین روکین پکار کر کہا بھائیو لندھور کو سودا ہی ہمین سودا نہین ظاہر مین شریک ہوگئے مگر تلوار نہین چلتی ہی ہندیون نے کسیکو قتل نہین کیا بعض نے تلوارین کھائین خود زخمی ہوے مگر تلوار نہ لگائی اسی خیال سے کہ اپنے ہم مذہب پر کیا ہاتھ لگائین اپنے کو گنہگار بنائین لندھور نے جو پلٹ کر دیکھا کہ مین اکیلا لڑ رہا ہون سرداران صاحبقران مثل جمہور و فرامرز وغیرہ لندھور کو گھیرے ہین لندھور پر تلوار پڑ رہی ہو کئی زخم لندھور نے کاری کھائے آخر دیکھا کہ مین مارا جاؤنگا میرے سردار مدد کو نہین آتے ہر چند لندھور ترغیب دیتا ہی مگر وہ گھوڑا بڑھا کر ہٹ جاتے ہین جب لندھور کا خون بہت جاری ہوا آنکھ بند ہونے لگی تب ناچار ہو کر حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے طبل پر چوب پڑی لندھور پلٹا سردارون سے اپنے کہتا ہوا کیون یارو تم وقت پر ہماری مدد کو نہ آئے سردار کچھ حیلے حوالے کر دیتے ہین لندھور آکر داخل بارگاہ ہوا علاج ہونے لگا ایک شب کو لندھور بہت گھبرایا داراب سے بلا کر کہا او یار وفادار آج فراق مین معشوق کے

سرا عجیب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو دلکی یہ کیفیت ہے نظم

حیران سے ہین آئینے مین رخسار کو تکتے	عاشق کی طرح آپ ہین دیوار کو تکتے
دیکھوئی ملازم کی ہو سرکار کو منظور	کس میٹھی نظر سے ہین نمک خوار کو تکتے
کیا جھوم کے ابر آیا ہو قبلے کی طرف سے	میخوار ہین سب خانۂ خمار کو تکتے
جس روز سے مسدود کیے آپنے روزن	رہگیر کنکھیون سے ہین دیوار کو تکتے
دنیا کا عجب حال ہوا ور نہ نہ پوچھو	احباب ہین احباب کی دستار کو تکتے

داراب بیقرار ہوگیا کہا جو ارشاد فرمایئے وہ بجالاؤن کہا ذرا معشوق کے پاس جاؤ ہمارا پیغام پہونچاؤ داراب نے عرض کی اگر غلام وہان تک پہونچے تو دس پھیرے کرے لندھور نے رقعہ اشتیاقیہ لکھکر دیا کہا صحرا ے گلگون مین جاؤ وہان ایک خیمہ استادہ ملیگا اندر چلے جانا اشتیاقنامہ جاکر دینا یہ ذکر تھا کہ لندھور سے عرض ہوئی کہ دروازے پر ایک کنیز حاضر ہو لندھور نے کہا بلاؤ کنیز نے آکر لندھور کو سلام کیا اور کہا اے دارائے ہند ملکہ نے پوچھا ہو کہ سیر صاحبقران کا آپنے نہین بھیجا لندھور نے کہا صاحبقران غائب ہوگئے ہین اگر وہ ہوتے تو مین سر ضرور روانہ کرتا سرداران صاحبقران کو زخمی کیا جنگ مغلوبہ بھی ہوئی لیکن جاکر ملکۂ عالم سے عرض کرو کہ مجھکو صحبت مین بلایئے مین مشتاق جمال ہون کنیز نے کہا چلیے کنیز نے لندھور کو ساتھ لیا لندھور اُس کنیز کے ساتھ چلے کنیز نے کہا آپ خالی چلتے ہین ملکہ ضرور آزردہ ہونگی لندھور نے کہا مین عہد کامل کرونگا کہ مین اس ہفتہ کے اندر سر ضرور حاضر کرونگا فرزندون مین آج فقط قاسم لشکر مین ہین آخر لندھور ہمراہ کنیز چلے صحرا ے سبزہ زار مین پہونچے لندھور نے دیکھا شب کا وقت ہو مگر نخل سرکشی کر رہے ہین وجد مین جھوم رہے ہین جابجا دخترون پر طائر مصروف زمزمہ سرائی ایک درخت پر بہت سے طائر بیٹھے ہین ایک طائر مثل انسان کے پکار رہا ہو ای آیندو روندا آگاہ ہو کہ دنیا مقام عبرت ہو مقام عشرت نہین ایکدن سب فنا ہین جمشید ایسا بادشاہ جسنے دُنیا کو آراستہ کیا تاج وتخت نکالا حاجب دربان مقرر کیے وہ ہاتھ سے ضحاک کے مارا گیا کسنے اس دُنیا مین آکر آرام پایا ہر شخص حسرت لے گیا بقول شاعر۔ نظم

ای مقیمان تہ سقف سپہر غدار	تا بہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار

اس مکان میں کبھی دربار رہا کرتا تھا
قصر کو جانے دو با غستان کو وان دیکھو
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو

جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عزّ و وقار
کیسے گد رو گو زن آج ہو ہر اک کا فرار
ہو خرابے میں اگر قصر فریدون کے گزار

یہ اشعار جو لندھور نے زبانی طائر کے سنے ہوش اڑ گئے جی میں کہتے ہیں ای لندھور بڑے تاسف کا مقام ہو یہ طائر تا پائداری دنیا بیان کرتا ہو قسم کہ رہا ہو افسوس معشوق کی ملاقات کو خالی ہاتھ جاتے ہیں آخر بیتاب ہو کر کہا ای کنیز مجکو کس جگہہ پہ لائی اُسنے کہا سر اُٹھا کر دیکھیے لندھور نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک خیمہ بیچ صحرا میں استادہ ہو قبۂ بارگاہ قبۂ فلک سے ہمسری کر رہا ہو چند کنیزیں دروازے پر ٹہل رہی ہیں اُنھوں نے پکار کر آواز دی ای نسترن تیرے ساتھ کون ہو اُس خواص نے جواب دیا دارائے ہند مشتاق ہو کر آئے ہیں جا کر عرض کرو کنیزیں اندر گئیں تھوڑی دیر میں پلٹ آئیں لندھور دربارگاہ پر پہونچ گئے تھے خواصوں نے کہا چلیے آپ کو یاد فرماتی ہیں ملکہ بلاتی ہیں مگر فرمایا ہو کوئی سر بھی ساتھ ہو لندھور نے سر جھکا کر جواب دیا حضور سے عرض کرو کہ صاحبقران لشکر سے غائب ہو گئے میں مجبور تھا۔ کہکے سامنے پہونچے دیکھا وہی نازنین تخت پر بیٹھی ہو مسکرا کر کہا کیوں صاحب سر لائے لندھور نے کہا صاحبقران لشکر سے غائب ہو گئے ہیں میں نے سرداروں کو زخمی کیا مگر وعدہ کرتا ہوں کہ اسی ہفتے میں سر لاؤنگا اُس نازنین نے لندھور کو بٹھایا کہا پختہ وعدہ کرو ہمیں تمھارا فراق ناگوار ہے دل بیقرار ہی عجب کیفیت ہو حقیقت میں یہ صورت ہو۔ نظم

واہ کیا شکل ہی سیرت کی شباہت کیسی
دیکھتے بھی نہیں تم چشم عنایت کیسی
رکھ چکا ہوں میں گلا اپنا چھری کے نیچے
ٹال جاتے تھے جو تم میں بھی طرح دیتا تھا
مجھسے مانگے جو کبھی وہ شہ خوبی ای رند

آپ تو کیسا ہو صانع تری صنعت کیسی
یاد کیسا ہو مری جان یہ الفت کیسی
سانس لینے کی تو مہلت نہیں فرصت کیسی
درگذر اب نہیں کرتے تو مروت کیسی
جان تک دیدوں اُسے دولت و حشمت کیسی

یہ اشعار سنکر لندھور کا اور اشتیاق بڑھا اُس نازنین نے بحسرت کہا ای دارائے ہند یہ راتیں مجھپر بڑی سختی سے کٹتی ہیں کالی راتیں ہمکو بڑی مصیبت میں گذرتی ہیں تمکو ہمارا بالکل خیال نہیں ایسی

حقیر چیز ہمنے طلب کی وہ تمسے نہین ہوسکتی لندھور نے غصے مین جواب دیا کہ ای ملکہ مین اپنا
حال کیا کہون کلیجے پر چھریان چلتی ہین ہمکو کیا معلوم دن رات کیونکر گذرتے ہین مگر مجبور ہون
حمزہ کے نہونے سے یہ عرصہ ہوا ورنہ خالی ہاتھ نہ آتا اب جاکر سردارون سے اُنکے کہونگا کہ امیر کو
حاضر کرو ورنہ تم سبکو قتل کرونگا جب سردار اُنکے قتل ہونگے جہان کہین صاحبقران ہونگے فوراً آ
چلے آئینگے جب لندھور نے بسنت کہا تب وہ تخت نشین اُٹھی کہا اچھا جائیے پھر کنیز کو بھیجونگی
اگر اب خالی ہاتھ نہ آنا لندھور نے کہا اگر سامنا ہوا تو کیا مین صاحبقران کو چھوڑ دونگا فوراً قتل
کرونگا خوب عہد واثق لندھور نے کیا وہ نازنین چمک کر تخت پر سوار ہوئی سبکو ساتھ لیکر طرف آسمان
کے روانہ ہوگئی لندھور نے دیکھا خیمہ بھی نہین مین میدان مین اکیلا کھڑا ہون لندھور گھوڑے پر
سوار ہوکر طرف اپنے لشکر کے چلے تھے کہ طرف سے صحرا کے گرد اُڑی دیکھا نقابدار مرصع پوش
بارہ ہزار جوانون سے آکر پہونچا ساتھ والون کو آواز دی کہ اس ہندی کو مارلو زندہ نہ جانے پائے
بارہ ہزار جوانون نے لندھور پر بلوہ کیا داراب نے جو دیکھا کہ سب طرف سے لندھور پر حربے
پڑ رہے ہین طرف لشکر لندھور کے بھاگا آکے لشکر مین اطلاع دی کہ یارو جلد چلو نقابدار مرصع پوش
نے لندھور کو گھیرا ہے تمام سرداران لندھور فوراً دوڑے اُسوقت آکر پہونچے کہ زخمون مین لندھور چور
ہورہا ہے نقابدار نے حکم دیا مشکین باندھ لو لوگون نے آکر لندھور کو گھیرا ہی چاہتے ہین لندھور کو پکڑین
عیار نقابدار نے چاہا ہو کہ حلقہ ہائے کمند مار کے لندھور کو گھوڑے سے اُتار لون کہ داراب
جست کرکے برابر عیار نقابدار کے پہونچا جنگ کرکے عیار نقابدار کو ہٹایا سرداران لندھور
نے لندھور کو گھوڑے سے اُتار لیا ہو لعار پر ڈال کے بھاگے دور تک نقابدار نے پیچھا کیا جب
کئی کوس لے بھاگے تب پکار کر نقابدار نے آواز دی ای لندھور خبردار اگر ملازمان امیر کو تو نے
ستایا تو سر میدان آکر تجھکو قتل کرونگا اُس فاحشہ سے کیا عہد کیا خبردار اُس عہد کا پابند نہ رہنا ورنہ
خراب جائیگا سر میدان تجھکو ذلیل کرونگا زندہ نچھوڑونگا تو نے خبر پائی کہ صاحبقران کو کوئی چرا
لے گیا اسیر دیا ہو ڈالنے کا ارادہ کیا بہت ہوشیار رہنا تجھکو غیرت نہین آتی مدت گذری خدمت
صاحبقران مین اب یون باغی ہوگیا دشمنی پر کمر باندھی یہ کہکے نقابدار پلٹ گیا لندھور کو سردار
لیکر پہونچے بارگاہ مین لاکر اُتارا جراحون کو بلا کر ٹانکے دلوائے لندھور کا علاج ہونے لگا دوسرے

دن شام کو وہی خواص برائے خبر لندھور آئی لندھور نے تمام کیفیت بیان کی خواص نے
کہا اے دارائے ہند گھبراؤ مت کہ اس نقابدار کو تلاش کرکے سزائے معقول دینگی لندھور نے
کہا مجھکو نقابدار نے بہت عاجز کیا بارہ ہزار جوان اکیلے پر ٹوٹ پڑے آخر سرداران ہندوستان
وقت پر پہونچے مجھکو بچا کر لے آئے ای خواص ملکہ سے سب حال بیان کرنا جب نقابدار کو گرفتار
کریں تو مجھکو بلا بھیجنا میرے سامنے سزا ملے خواص پلٹ کر گئی حسین سے سب حال بیان کیا حسین
نے کہا صاحبقران و عمرو میرے قبضے میں ہیں انکو قتل کرونگی آج ظلمات سے کہلا بھیجونگی وہ
امیر کو قتل کریگا میر سیاہ سالار ہے جو عمرو کو گرفتار کرکے لیگیا ہے حمزہ کو بھی وہی لایا ہے حمزہ کو بڑی
سختی سے قید کیا ہے یہ کہکر خود اٹھی تلاش میں نقابدار کے چلی نقابدار جو لڑکر لندھور سے گیا ہے ایک
صحرا میں جاکر اتر پڑا حسین نے جاکر جو دیکھا نقابدار ایک صحرا میں اترا ہے پلٹ کے آئی ایک خواص
کو حکم دیا کہ جلد جا فلاں جنگل میں نقابدار اترا ہے سحر کرنا کہ ہاتھ پاؤں سبکے بیکار ہوں نقابدار کو
گرفتار کر لا خواص اسکی کیفور جادو اسی وقت اسباب سحر لیکر روانہ ہوئی صحرا کا پتا تو اسنے ٹھیک
دیدیا تھا یہ کنیز بر سر کوہ پہونچی نقابدار اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہے عیار طرار سر بکس رائی کر رہا ہے رفقا
جمع ہیں نقابدار کہہ رہا ہے کہ اے عیار طرار تمنے کچھ کوشش نکی امیر بھی قید میں خواجہ بھی قید ہوے
انکی رہائی کی کچھ تدبیر نکی عیار عرض کرتا ہے غلام کو مقام قید امیر دریافت نہیں ورنہ بہر رہائی
جاتا رفقا نے کہا حضور نے لندھور کو خوب سزا دی دو ہفتے تک تو قابل جنگ نہونگے زخمی پڑے
کراہ رہے ہونگے اگر وہ صحیح و سالم ہوتے لشکر صاحبقران آرام نہ پاتا نقابدار کہتا ہے اگر صحت پاکے
اسنے جنگ آغاز کی تو میں اپنے کو ضرور پہونچاؤنگا سر میدان ستاؤنگا ایسی سرجنگ معقول دونکہ
نام لڑائی کا بھول جائے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ لشکر میں ہلڑ ہوا نقابدار نے عیار سے کہا دریافت تو کرو
کیا ہلڑ ہے عیار باہر نکلا دیکھا ہوا کے جھونکے چل رہے ہیں ابر چھایا ہے بوندیاں پڑ رہی ہیں لشکر میں
انتشار ہے سب یہی کہہ رہے ہیں کہ ابر سیاہ بڑھتا آتا ہے اگر یہ برسا تو لشکر کو پناہ پانی مشکل ہوگی
عیار تو ایک جانب بھاگا پلٹ کر نقابدار سے کہا کہ حضور ابر و ہوا کا شور ہے اہل لشکر خیمے
اکھڑوا رہے ہیں مگر حیران ہیں کدھر جائیں کوئی دہ قریہ بھی قریب نہیں کہ وہاں اماں پائیں بس
یہی صحرا ہے ہول خیز وحشت انگیز ہے نقابدار گھبرا کے باہر نکلا دیکھا تو ہوا دمبدم زیادہ ہو رہی ہے

پانی کی طغیانی ہی ہر کس و ناکس بیقرار ہر ایک کا یہ قول ہی یارو کس طرف جائین پانی سے پناہ پانی
مشکل ہی خیمے تیرنے لگے و کھونٹے اکھڑ کے گرنے لگے بارگاہ نقابدار بھی لہرائی گرنے پر آمادہ ہے
ملازمون نے آکر بارگاہ نقابدار کو روکا عیار بھاگ کر جنگل مین آیا دیکھا اُس مقام پر ابر و ہوا
کی بالکل تاثیر نہین عیار سمجھا یہ معاملہ سحر ہی اور لشکر پر ابر محیط ہوتا جاتا ہی نقابدار جو نکل کر
باہر کھڑا ہوا دیکھا ہوا کے جھونکے اس زور سے چل رہے ہین کہ پانون زمین پر نہین جمتے سپر و شمشیر
کو ہاتھ سے ڈالدیا رفقا کو آواز دی کہ یارو میرا عجیب حال ہی جی چاہتا ہی اس پانی سے کدھر بھاگون
ہوا پانون نہین جمنے دیتی ہی ہوا کی خواہش ہی کہ مجھکو اُڑا کر لیجائے سب رسالہ دار و کمیدان گرد
نقابدار کے آ گئے نقابدار بیچ مین رفیقون کے کھڑا ہی کہتا ہی پانون نہین جمتے ساتھ والون نے
نقابدار کے ہاتھ تھامے کچھ لوگ پانون پکڑے بیٹھے ہین نقابدار دمبدم کہتا ہی طبقہ زمین کا
نہ اُڑ جائے نقابدار تو اس حال پر ملال مین ہی عیار نے جنگل مین جا کے خیال کیا کہ کسطرف سے
ہوا آتی ہی دیکھا ایک پہاڑ سے لکہ ہائے ابر سیاہ اُٹھ رہے ہین یہ ابر جو محیط ہی اُسی مین آکر ملتے
ہین اور طغیانی آب و ہوا کی بڑھاتے ہین عیار اُسی جانب چلا قریب پہاڑ کے آکر دیکھا ایک
ساحرہ سحر کرتی ہی کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بنکر تیار ہوا ایک نامہ
ہفت پیکر کی جانب سے لکھا مضمون یہ تھا کہ او ساحرۂ مکارہ تو نے کیون دیر کی جلد لشکر نقابدار
کو غارت کر دے اپنا جادوگر ہمنے بھیجا ہی یہ تجکو ترکیب بربادی بتا دیگا اگر اسمین کچھ دیر کی تو تیری
بربادی ہی زندگی دشوار ہوگی جو سحر یہ سکھائے تم اُسکو صرف کرنا یہ لکھکر ہاتھ مین لیا جنگل مین آکر
ایک آہوے وحشی کو گرفتار کیا اُسپر سوار ہوا آہو کو دوڑاتا ہوا بر سر کوہ آیا پکار کر آواز دی او ساحرہ
تیرا حال قدرت کو معلوم ہوا ذرا اس کاغذ کو پڑھ لے دیکھ کیا تحریر فرماتے ہین اُس ساحرہ نے سر
اُٹھا کے دیکھا ایک ساحر آہو سوار آہو کو دوڑاتا ہوا آتا ہی ایک کاغذ ہاتھ مین سحر کرنے سے ساحرہ
رکی کیفور جادو نے پکار کر آواز دی او ای فرستادۂ خداوندین نے سحر روک دیا ساحر قریب آکر
آہو سے کودا آہو کی تو جان بچی کودتا ہوا طرف صحرا کے بھاگا ساحرہ نے پلٹ کر آواز دی او آہوے
وحشی تھوڑی دیر مین آنا مجھکو لیجانا بیٹھ نہ رہنا آہو پلٹ پلٹ کے دیکھتا ہوا جنگل مین بھاگ گیا
ساحر قریب آیا کہا او اندھی اس کاغذ کو پڑھ اُس ساحرہ نے کاغذ دیکھا مزلے پر مہر ہفت پیکر یا...

مہر کو آنکھون سے لگایا مضمون سے آگاہ ہوکر کہا کونسا سحر قدرت نے دیا ہی مین بھیجی ہوئی حسین کی
ہون حسین نے حکم دیا ہی کہ نقابدار کو گرفتار کر کے لاؤ وہی سحر کر رہی ہون تھوڑے عرصے مین
کل لشکر نقابدار کا خاتمہ ہی لشکر کو یہین چھوڑ دنگی نقابدار کو لیجاؤنگی ساحرہ نے لوبان پاس سے
نکالا کہا لے اسکو آگ پر ڈال دھوئین کے ساتھ ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ سب کیفیت سے تجھے
آگاہ کردے گی کیفو رنے لوبان ہاتھ مین لیا جیسے ہی آگ پر ڈالا دھوان پیچ و تاب کرتا ہوا نکلا
عیار کہ رہا ہوا ہی ملکہ دیکھو پریزاد بننے لگی سر پیدا ہوا پرشانون پر یاقوت کے ہین ساحرہ بنگاہ
غور طرف دھوئین کے متوجہ ہوئی ایک بوے خوش آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہوگیا دھوان
اُسکے دماغ مین پہونچا عیار نے تو اپنی ناک مین روئی دے لی ہی ساحرہ اسے کہکر گری عیار نے
نعرہ کیا منم برق ثانی خنجر کمر سے نکالا ایک ہاتھ مارا کہ سر ساحرہ کا جدا ہوگیا قضا سے کارجہتر برق
تلاش مین عمرو کی نکلا تھا اسنے جو منہ پرسے دیکھا اور لشکر نقابدار پر آفت آیے دیکھا اور عیار کو ایک
سمت جاتے دیکھا عیار کا پیچھا برق نے کیا کوہ پر آیا جب عیار نے ساحرہ کو جھٹ پٹ مار لیا اور اپنے
نام کا نعرہ کیا کہ منم برق ثانی جب تو مہتر برق فرنگی نے گوشے سے نکل کر چاہا ہاتھ تھام لون عیار
کود کر بھاگا برق نے پکار کر کہا ارے کیون بھاگا جاتا ہی مین تیرا دشمن نہین ہون برق ثانی نہ ٹھہرا
یہان نقابدار بیقرار کھڑا تھا ترقی آب و ہوا کی دمبدم زیادہ ہوتی جاتی تھی کہ تراقہ ہوا ابر ٹکڑے ٹکڑے
ہوکر غائب ہوا طغیانی آب و ہوا کی موقوف ہوئی نقابدار نے کہا یہ غیبی مدد ہوئی خود بخود ابر غائب
ہوا عیار کو دیکھا کہ بھاگا ہوا آتا ہی نقابدار نے پکار کر آواز دی اے یار وفادار بلاے آسمانی دفع
ہوئی عیار نے سر ساحرہ کا قدمون پر ڈالدیا کہا حضور یہ ملعونہ سحر کر رہی تھی برق بھی بصورت
مبدل لشکر مین آیا دور سے دیکھا عیار نقابدار سے باتین کر رہا ہی نقابدار تعریفین کر رہا ہی کہ برق ثانی
نے شاہزادہ خسرو شیر دل سے برق فرنگی کا ذکر کیا کہ حضور اُسنے چاہا تھا مجھے پکڑ لے مگر مین اپنے
اقبال سے نکل آیا نقابدار نے تاکید کی کہ خبردار یہ خبر کھلنے نہ پائے ایسا نہو برق فرنگی دریافت
کر کے صاحبقران سے ہمارا حال کہدے مجھے نہین معلوم کیا منظور ہی نقابدار عیار کو ساتھ لیکر
اپنی بارگاہ مین آیا برق فرنگی تڑپتا پھرتا ہی کہ کیونکر دریافت کرون لیکن جب برق ثانی نے سر ساحرہ
کا تالاشہ بے سر پہاڑ پر پڑا تھا کہ ایک جھونکہ ہوا کا پیدا ہوا کہ لاش کو اُڑا کر لیگیا حسین بیٹھی تھی

کہ لاشہ سامنے آکر گرا لاشہ کیفور دیکھکر حسین بہت گھبرائی کہتی تھی میری خواص کو کسنے مارا کیا
مجھکو بھی دارائے ہند سمجھا ہی جس کیکا جی چاہے میرے مقابلے کو آئے کیا مین کسی سے پایہ
کمی کا رکھتی ہون کیا تدبیر کرون کیونکر نقابدار گرفتار ہوکر آئے کہ ایک خواص نے عرض کی کہ اسی صحرا
کے قریب ایک قلعہ ہی اس قلعے کا نام فتح نصیب ہی وہانکا حاکم پہلوان زبردست منہاج دیو نسب
ہی آپ اگر اسکو نامہ لکھیے تو وہ گرفتار کرکے نقابدار کو روانہ کردے گا فنون سپاہ گری مین طاق و
مین شہرۂ آفاق ہی حسین نے خواص کے کہنے سے منہاج کو نامہ لکھا کہ ای منہاج تیرے صحرا کے
قریب نقابدار مرصع پوش ہی فوراً اسکو گرفتار کرکے روانہ کر نامہ جو منہاج کو پہونچا خوش ہوگیا ساتھ
والون سے کہا لشکر تیار کرو اسی وقت پہلوانون نے ساٹھ ہزار کا لشکر تیار کیا آپ گینڈے پر سوار
ہوا لشکر کو لیکر بر سر نقابدار چلا یہان نقابدار فروکش ہین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان
دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار پشت پر فوج جنگی بڑے زور و شور سے آکر مقابلے مین
پہونچا نقابدار کو معلوم ہوا کہ منہاج نامے پہلوان ہمارے مقابلے کو آیا ہی یہ لشکر خاموش ہو رہے
منہاج نے شام کو طبل جنگی بجوایا شاگردان برق ثانی نے خبر پہونچائی کہ دشمن کے لشکر مین طبل جنگی
بجگیا نقابدار نے حکم دیا کہ بفضل ایزدی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین طبل جنگی
بجے رات بھر تیاریان ہوئین جبکہ بوقت سحر نقابدار زرین پوش کاشانۂ مغرب سے برآمد ہوا میدان جنگ
مین آکر ٹھہرا فوج ضیا شعاع پشت پر تماشہ دیکھنے مین مصروف ہوا کہ نقابدار سوار ہوا دوسری طرف
سے منہاج دیو بند گینڈا اڑاتا ہوا میدان مین آیا برق فرنگی بھی گنوار کی شکل بنا ہوا ایک کھیت پر
کھڑا دیکھ رہا ہی کہ منہاج دیو بند نے گینڈا نکالا میدان مین آکر آواز دی نقابدار مرصع پوش کون شخص
ہی قدرت سے اسکی طلب ہی میری مقابلے مین آوے کہ مین گرفتار کرکے روانہ کرون نقابدار نے
گھوڑے پر کوڑا کیا مرکب طرارہ بھر کے میدان مین آیا منہاج گرد سپر کا ہاتھ مین لیکر برائے نگاہ و
بڑھا تگاور مین مرکب نقابدار تین قدم گینڈا منہاج کا پانچ قدم ہٹا بعد گفتگو آپسمین نیزہ چلنے لگا
نقابدار اسطرح سے نیزہ بازی کر رہا ہی کہ منہاج بھی تنگ ہی الجھ الجھ کے لڑ رہا ہی یہی خیال ہی کہ ایسا
نہو نقابدار غالب آجائے پہر پہر کامل دونون مین نیزہ چلا نقابدار نے ایک مقام پر نیزہ منہاج کا
گانٹھا چھیٹڑا مارا کہ نیزہ منہاج کا نکل گیا منہاج بہت جھلایا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا نقابدار نے بھی

نیمچہ نیام انتقام سے کھینچا ناگنی تھی کہ کیچلی جھاڑ کر نکلی منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے
گرد اسپر کا آگے کیا بار ڈھچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا منہاج نے قبضہ تلوار کا سر مرکب نقابدار پر مارا کہ
سر مرکب کا پھٹا نقابدار زمین پر آیا بیٹھا ہاتھ تلوار کا مارا کہ چاروں پیر گینڈے کے اڑ گئے
منہاج گینڈے سے کود اچاہا نقابدار سے لپٹ پڑوں نقابدار جو زمین پر آیا دو مرکب مارا گیا
بس آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا منہاج نے شانے سے اتار کر حلقہ ہائے کمند پھینکے گردن
مین نقابدار کی حلقے پڑے منہاج نے جھٹکا مارا کہ نقابدار زمین پر گرا برق فرنگی جو گنوار کی
بنا ہوا کھڑا تھا بے اختیار دوڑ پڑا للکارتا ہوا دو قابو پرست کیا کرتا ہی منہاج نے چاہا کہ حلقہ ہائے
کمند کھینچوں نقابدار بے لطف ہو رہا ہی گلے مین حلقے پڑے ہوے زمین پر گرا پڑا ہے
برق فرنگی نے حلقے کمند کے کاٹ دیے پکار کر اپنے نام کا نعرہ کیا جست کر کے برق فرنگی
الگ ہوا نقابدار کی جو کمند مین گتھین تڑپ کر اپنے مقام سے اٹھا منہاج کے گریبان مین ہاتھ
ڈالدیا کشتی ہونے لگی دونوں لشکر نگران ہین کہ دونوں شیر لڑ رہے ہین مگر منہاج چہار جانب
دیکھ رہا ہی گھبرا رہا ہی زور مین جو اپنے سے نقابدار کو زیادہ پایا پکار کر آوازدی ارے یارو
دیکھ رہے ہو کہ نقابدار مجھ پر زیادتی کرتا ہی چہار جانب سے آکر گھیر لو بلوہ کر کے اسکو گرفتار کرلو
اہل فوج منہاج کے دوڑے فوج والے نقابدار کے بھی چلے نقابدار چاہتا ہو کہ منہاج کو
نہ چھوڑوں اسکی مشکین باندھوں لیکن بلوہ جو ہو گیا اور چہار جانب سے نقابدار پر تیر چلنے
لگے نقابدار نے اول کے تو دو تین تیر جسم پر کھائے ملازموں نے مرکب پہونچایا نقابدار
مرکب پر سوار ہوا قرولی کمر سے کھینچی تیروں کو کاٹنے لگا گرد مرکب کے کٹے ہوے تیروں کا انبار
ہو گیا مگر برق فرنگی برابر رکاب نقابدار کے آگیا ایسے دو تین حقے آتش بازی کے مارے
کہ تیر اندازوں کے منھ جلے غل مچاتے ہوے تیر انداز بھاگے نقابدار لڑتا بھڑتا برابر منہاج
کے پہونچا للکارا کہ او مکار اسی بھروسے پر آیا تھا منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے
روک کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر منہاج کا زخمی ہوا آخر منہاج شکست فاش کھا کے بھاگا
آکر اپنے قلعے مین چھپا نقابدار بھی کوچ کر کے بر سر قلعہ آیا آب و دانہ اہل قلعہ پر بند کیا قلعے
کو چہار جانب سے گھیرا منہاج نے ایک نامہ ملکہ حسین کو لکھا کہ اے ملکہ مین بر سر نقابدار

گیا سُستی طالع سے زخمی ہوا کل لشکر کو شکست فاش ہوئی نقابدار نے آکر مجھکو گھیرا ہی کسی ساحر کو میری مدد کو بھیجیے کہ آکر نقابدار کو گرفتار کر لیجائے ظلمات جادو جسکی قید مین خواجہ ہین سامنے کھڑا حسین سے کہ رہا ہی لشکر حمزہ سے جسکو حکم دیجیے پکڑ لاؤن لاکر قید کرون عمرو آج تک قید ہی کچھ میرے ساتھ مکر نہ کیا کہ نامہ منہاج کا پہونچا حسین نے پڑھ کر کہا لوای ظلمات جادو نقابدار کی مشکین باندھکر لاؤ اُسنے قلعہ منہاج کو گھیرا ہی ظلمات نے کہا ابھی جاتا ہون یہ کہکے ظلمات روانہ ہوا کنارے پر لشکر نقابدار کے اُترا پوچھتا ہوا چلا کہ بارگاہ نقابدار کونسی ہی برق فرنگی ایک دکان پر بیٹھا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک ساحر آسمان سے آیا بارگاہ نقابدار پوچھ رہا ہی برق نے آکر ظلمات سے کہا چلیے مین آپکو بارگاہ نقابدار بتادون ظلمات ساتھ برق کے چلا برق نے باتون مین لگا کر خنجر مارا کہ ظلمات کا شکم چاک ہوا مرنے کا ساحر کے غلغلہ ہوا برق بھاگ کر ایک خیمے کی آڑ مین چھپا عیار نقابدار بارگاہ نقابدار پر ٹہل رہا ہی کہ ساحر کے مرنے کی آواز کان مین آئی دوڑا ہوا اُس مقام پر آیا دیکھا ایک ساحر کا لاشہ پڑا ہی دوکانداروں نے بیان کیا یہ آسمان سے اُترا ہوا آیا بارگاہ نقابدار پوچھتا تھا ایک شخص دوکان مین بیٹھا تھا اُسنے جاکر خنجر سے مارا نہین معلوم وہ قتل کرنے والا کہان گیا عیار نے یہ خبر آکر نقابدار سے کہی یہ خبر سنکر نقابدار بہت خوش ہوا پکار کر آواز دی ہم پر اُس عیار کا احسان ہی میدان جنگ مین بھی اُسنے کندین کاٹین یہ ساحر بھی ہماری فکر مین آیا تھا اگر وہ ہمسے ملاقات کرے تو بہتر ہی برق فرنگی ترٹپ کر سامنے آیا نقابدار کو سلام کیا نقابدار نے پوچھا تمھارا نام کیا ہی کہا مہتر برق فرنگی شاگرد عمرو یہ ساحر آپکا نام لیکر پوچھ رہا تھا مین نے اُسکی گردن لی جو جاہا تھا وہ ہوا میدان کارزار مین آپکو عاجز پایا آپکے کمندین کاٹین جسکا یہ انجام ہوا کہ منہاج شکست کھا کے بھاگا نقابدار برق کو ساتھ لیے ہوے اپنی بارگاہ مین آیا اپنے عیار کو بلایا کہا آپ کی قدمبوسی کرو اتفاق سے یہ تمھارے لشکر مین آگئے برق ثانی نے تن کر کہا مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون یہ کہکر برق سے آنکھ ملائی برق نے کہا مین شاگرد عمرو ہون ایسے ایسے لونڈے مین نے بہت سے تعلیم کر دیے برق ثانی یہ کہکر اُٹھا کہ آئیے میرے آپکے مقابلہ ہوجائے برق بھی ترٹپ کر اُٹھا نقابدار نے دونون مین مصالحہ کرایا ہرچند برق نے چاہا کہ نام نقابدار کا دریافت کرون نقابدار نے بمنت کہا اے مہتر والا گوہر اسکا ارادہ نہ کر یا پردہ پوشی

مین ہمارا مطلب ہی جب صاحبقران سے مقابلہ ہوگا تو حال کھلیگا برق فرنگی نے نقابدار سے رخصت لی جست وخیز کرتا ہوا تلاش مین خواجہ کی چلا برق یہ نہین سمجھا کہ جس ساحر کو مین نے مارا اُسی کی قید مین استاد تھے بھاگا ہوا جاتا ہی کہ ایک ساحر سے ملاقات ہوئی برق نے فقیر کی شکل بنکے ساحر سے پوچھا بابا کہان جاتے ہو ساحر نے کہا مین ظلمات کو بلانے جاتا ہون آج کئی دن سے قیدیون کو آب وطعام نہین پہونچا لہذا تلاش مین ظلمات کی جاتا ہون کہ وہ آوین اور حکم دین تو قیدیون کو کھانا پہونچے برق نے پوچھا قیدی کون لوگ ہین ساحر نے کہا وہ قیدی ہین کہ جنسے خداوند ہفت پیکر کو دشمنی ہی طلسم قدرت درہم وبرہم کر رہے ہین ہمارا افسر ایسا ہی تھا کہ اُنکو گرفتار کرلایا دونون کو قید کیا امیر وعمرو عیار ہین برق نے کہا سامنے جنگل مین جاؤ وہان ظلمات سے ملاقات ہوگی وہان وہ ٹہل رہے ہین ساحر اُسی طرف چلا برق جھپٹ کر اُس صحرا مین پہونچا رنگ وروغن عیاری کا لگایا ظلمات کی شکل بنکر تیار ہوا جنگل مین ٹہلنے لگا اس ساحر نے جو دور سے دیکھا پکار کر آواز دی میان ظلمات آفات جادو آپکے بھائی نے مجھے بھیجا ہی کہ تشریف لیچلیے قیدیون پر آب ودانہ بند ہی بدون آپکے حکم کے قیدخانہ نہین کھولا آپ چلین تو آب ودانہ دیا جائے برق فرنگی بصورت ظلمات اُس ساحر کے ساتھ ہوا تھوڑا راستہ طی کرکے سامنے ایک قصر دکھائی دیا اُس ساحر نے جاکر آفات جادو سے اطلاع کی کہ آپکے بھائی صاحب آئے آفات مکان سے نکل آیا پکار کر پوچھا بھائی صاحب کہان تھے برق نے کہا بھائی عجب معرکہ ہوا مین جنگل مین برائے سیر گیا وہان سوگیا خواب مین خداوند ہفت پیکر آئے ارشاد فرمایا کہ مین تجکو دو کمال دیتا ہون یہ کہکے گلے پر ہاتھ پھیرا اور ہاتھون کو چھولیا سر پر بھی ہاتھ پھیرا کہا کہ ایک تو ساقی گری کریگا دوسرا کمال علم موسیقی مین نے تجھکو دیا کہ کوئی علم موسیقی مین تیرا سا نہ کریگا بھائی ذرا بایان جھیڑو علم موسیقی کا تو امتحان کرون یہ کہکے بایان منگایا ٹھیکہ چھیڑ کر یہ غزل گانا شروع کی

نظم

غیر نے لاکھ جوڑ مارے ہین	پر ہم اُ نکلے ہین وہ ہمارے ہین
اُڑتے ہر آہ مین شرارے ہین	چھوٹتے گنج کے ستارے ہین
ہاتھون سے چھوڑتے ہین کب یہ قدم	اسپو ہم تمسے قول ہارے ہین

چھپ کے گھر کس کے جاؤ گے مشفق	کیون جھگڑے پانون سے اُتارے ہین
ایک وعدہ کبھی وفا نہ کیا	جھوٹے اقرار سب تمھارے ہین
رند بے ساختہ ہین گیسوِ یار	خود بنائے ہین نہ سنوارے ہین

اس طور پر یہ غزل گائی کہ سب ساحر تعریفین کرنے لگے کہتے تھے ای ظلمات حقیقت مین تم قدرت
کے نظر کردہ ہوے کیا خوب آواز ہی آواز مین کیا سوز و گداز ہی دل کھینچتا ہی دل چاہتا ہی کہ تمھارے
گرد پھرین کوئی تو کام تمسے ایسا ہوا کہ قدرت مہربان ہوے اور عالم خواب مین آئے برق نے
کہا حمزہ کے قید کرنے پر قدرت بہت راضی ہوے فرماتے تھے کہ تو نے ہمارے دشمن کو قید کیا
جو ہمارا نام مٹاتا تھا خبردار حمزہ کو قتل کرنا عمرو و امیر قدرت کے دشمن ہین جسدن سے حمزہ
نے ہوش سنبھالا یہی فکر ہی کہ نام لات و منات مٹائیے سیکڑون ملک اسلام آباد ہوگئے اب
حمزہ کو لاؤ شتر انجواری کا حجرہ ہو نشے مین مسلمانون پر تلوارین لگاؤ اس فعل سے سب راضی ہوے
برق بیٹھا ہی کہ آفات گیا سر زنجیر تھامے ہوے قیدیون کو لایا برق نے دیکھا عمرو و امیر
زنجیرون مین بندھے پھرے اُدھر عالم یاس آفات نے کہا ای برادر جب سے تم کار ضروری کو گئے
آپ وداع انکو نہین ملا اگر تمھاری خوشی ہو تو اب انکو آب وداع پہونچا دین کہ وقت قتل انکا قریب
ہی ظلمات نقلی نے کہا اب انکا وقت انتقال قریب ہی جہان تک ہوسکے تکلیف پہونچاؤ یہ
کہکے عمرو کو برق نے للکارا کہ او ساربان زادے تو ہی ہے نے شمشیر و دعا سے کو مارا دیکھ وہ بھی آئے
ہین سواے میرے انکو کوئی نہین دیکھتا اشارے کر رہے ہین کہ ان دشمنون کو قتل کرو ہان بھائی
شراب لاؤ آفات جاکر تھیلا اُٹھا لایا برق نے حسب دلخواہ اُس مین بیہوشی ملائی شراب گلابیون مین
بھری سب سے کہا ایک ایک جام پی کر ہمین نشے مین ان پر بدعت کرو خواجہ عمرو نے برق کو
آنکھ ملتے ہی پہچانا صاحبقران سے کہا ہمارا بھورا آگیا اب مار لیا اتنے مین صاحبقران نے
دیکھا برق نے کئی سو جام بھر کر رکھے کہا ہان بھائیو نام ہفت پیکر کا لیکر جام پیو مگر ایک ہی
سانس مین پینا یہی قدرت نے خواب مین کہا تھا کہ جو شراب پینے کے وقت ہمارا نام لے گا
سو سو برس عمر بڑھے گی لو بھائیو یہی وقت ہی عمرین اپنی بڑھا لو دشمنون کو قتل کرو آفات خوش
ہو کہ میرے بھائی کو عجب شرف ملا سنتے جام اُٹھا کے ہاتھون مین لیے برق پھر گانے لگا۔ نظم

آنکھوں کو جانتے ہیں پیالا شراب کا ... مستوں کو فرض عین ہی پینا شراب کا

میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا ... گھٹی میں میری پڑ گیا قطرا شراب کا

آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار ... پتلا وہ آگ کا ہی میں پتلا شراب کا

طفلی سے تا بمرگ رہا دور جام کے ... عاشق کا جسم بن گیا پتلا شراب کا

ای بحر حسن آج تو چل ہوتی جھیل پر ... ابکی ہو عیش باغ میں جلسا شراب کا

لی پی کے رنگ کھیلینگے رندان بادہ خوار ... ہولی میں خوب ہو گا تماشا شراب کا

دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر ... دکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

جب برق نے یہ اشعار گائے سب نے ایک ایک جام پیا وہ قاتل بیہوشی برق نے ملائی تھی کہ حلق سے اترتے ہی گھبرا کر سب کھڑے ہو گئے ناچنے لگے لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہو گئے مگر برق ابتدا سے دیکھ رہا ہی کہ ایک شخص منھ اپنا چھپائے ہوئے گوشے میں بیٹھا ہی اُس نے شراب نہ پی مگر جب سب گرے تو وہ بھی گرا ظاہر میں بیہوش ہوا برق خنجر پکڑ کے چلا کہ آفات کو قتل کروں کہ آسمان سے نعرہ ہوا او بد برق کیا کرتا ہی منم حسین شعبدہ باز برق نے دیکھا کہ ایک عورت بہت خوبصورت آسمان سے نعرہ کرتی ہوئی آتی ہی اُسنے سحر کیا برق کے پانوں زمین نے تھام لیے خنجر ہاتھ سے گرا وہ عورت زمین پر آئی دیکھا سب بیہوش پڑے ہیں وہ عورت چلی کہ برق کو قتل کروں اُسوقت برق کا تڑپتا بلک بلک کے دعائیں کر رہا ہی کہ ای خالق لیل ونہار وای پروردگار اس آفت سے بچانے میں کیا مشقت کر کے پہونچا کہ پہلو سے نعرہ ہوا کہ او زن فاحشہ کیا کرتی ہی وہ نازنین پلٹی برق نے دیکھا وہ جو شخص گوشے میں بیٹھا تھا اور سب کے ساتھ گرا تھا مگر بیہوش نہ تھا اُسنے نعرہ کیا بس او ملعونہ کیا کرتی ہی میرے باپ کو قتل نکرنا منم عیار نقابدار اور پتھر مارا کہ پتھر حسین کے سر پر پڑا سر کے اُسکے ہزار ٹکڑے ہوئے ایک دھماکا ہوا کہ سارا مکان اُڑ گیا مرتے ہی اُس ساحرہ کے برق کے ہاتھ پانوں قابو میں آئے عیار نقابدار پتھر مار کر بھاگا برق پکارتا رہا کہ ای فرزند ماشاء اللہ کیا کار نمایان کیا ہی خوب وقت پر پہونچا صاحبقران و عمرو کی ہتھکڑیاں بیڑیاں کٹ کے گریں صاحبقران کو ہوش آیا عمرو و برق نے ملکر سب ساحرون کو قتل کیا اُس مکان میں ایک حبہ نہ پایا خواجہ

بہت جھلائے فرمایا کہ اس بیہودہ نے ہم کو جنگل مین قید کیا تھا برق سے پوچھا تمھارا کیونکر آنا ہوا برق نے سب کیفیت بیان کی کہ لشکر نقابدار پر جاکر ظلمات کو مارا اب نقابدار قلعۂ منہاج ودیو بند کو گھیرے اُترا ہوا ہے وہین سے یہ عیار بھی آیا خواجہ نے بھی عیار کی بڑی تعریف کی برق نے کہا اب جلیے ایسا نہو لندھور نے صحت پائی ہو تو بڑی آفت کرے گا نقابدار نے لندھور کا وہ حال کیا کہ دو تین ہفتے تک لائق جنگ نہو گا مگر نقابدار عجب صاحب شوکت ولیاقت ہے اور یا صاحبقران آپ کے نام سے محبت رکھتا ہے عیار کا تو حال کھلا کہ وہ میرا فرزند ہے آج جوش مین وقت پر کہ اٹھا کہ میرے باپ کو قتل نکرنا نہایت طرار فرار ہے صاحبقران نے کہا خواجہ کہین سے ایک مرکب ممکن کرو کہ لشکر تک پہونچین خواجہ نے کہا جاتا ہون اگر کہین بکتا ہو تو خرید لاؤن یہ کہکے خواجہ چلے قضائے کار ایک سائیس کسی تاجر کا کئی مرکبون کو لیے ہوے پانی پلانے جاتا تھا عمرو نے سائیس بنکر اُسکو پکارا وہ سائیس ٹھہرا خواجہ نے کہا بھائی کہان جاتے ہو سائیس نے کہا اسی صحرا مین ایک تاجر اُترا ہے اُسی کے گھوڑون کو پانی پلانے لیے جاتا ہون خواجہ نے کہا بھائی ہمین بھی نوکر رکھوا دو ہمارا تمھارا ساتھ رہیگا ایک مرکب عربی کی باگ تھام لی کہا ہم اسی مرکب پر نوکری کرینگے جھٹ پٹ اُس پر سوار ہوا کہا مین اسکو پھیر لاؤن یہ کہکے جو ایڑ دی مرکب بھاگا سائیس پیٹتا ہوا دوڑا خواجہ عمرو کب ٹھہرتے ہین گھوڑے کو خدمت مین صاحبقران کے لائے امیر پر ظاہر کیا کہ یہ گھوڑا مین نے بارہ ہزار کو خریدا ہے اس صحرائے ہول خیز مین بارہ لاکھ کو بھی نہ ملتا امیر نے فرمایا لشکر مین چلکر قیمت دینگے عمرو نے کہا آپ کی بات کا کیا اعتبار ہے مگر ایک رقعہ لکھ دیجیے امیر نے کہا کبھی کہنے کے خلاف کیا ہے عمرو نے کہا اگر آپ خلاف کرین تو مین کیا کرون دس سردار تمھارے وہان جمع ہین تمھاری بات پر ہان ہان کرینگے میری بات کو سب جھوٹا بتائینگے امیر نے فرمایا یہان قلم دوات کہان ہے عمرو نے کہا یہ سب چیزین میرے پاس موجود ہین یہ کہکے زنبیل سے کاغذ قلم دوات نکالا کہا آپ لکھیے کہ فلان جنگل مین ایک گھوڑا مول لیا قیمت اُسکی عمرو سے قرض لیکر ادا کی لشکر مین چلکر ادا نکرون تو داہنے ہاتھ کا کھانا حرام امیر نے یہی لکھ دیا خواجہ نے رقعہ لیکر زنبیل مین رکھا ساز وبراق مرکب زنبیل سے نکالا امیر

پشت مرکب پر سوار ہوے عمرو و برق ساتھ ہین کہ غریو کی آواز کان مین آئی امیر نے فرمایا خواجہ بڑھکر دیکھو ادہر یہ معرکہ گذرا کہ ایک ہفتے سے نقابدار نے قلعہ کو گھیرا اور آب و دانہ بند کیا منہاج نے ساتھ والون سے صلاح کی کہ یارو قلعہ مین بھوکے مرتے ہین چلکر لشکر نقابدار پر شبخون مارین شاید غالب آئین لاکھ آدمیون کو ساتھ لیکر منہاج دیو بند قلعے سے نکل پڑا ہزارہا قتل کیے ہرکارون نے جاکر نقابدار کو جگایا نقابدار اپنی بارگاہ سے نکلا پشت مرکب پر سوار ہوکر نعرہ کیا نہایت لطف سے لڑنے لگا منہاج نے فوج کو ترغیب دی یارو نقابدار کو گھیر کر مار لو ساری فوج نے نقابدار پر بلوہ کیا عمرو نے جو یہ حال دیکھا بھاگ کر خدمت صاحبقران مین آیا کہا اے شہریار نقابدار پر وقت بہت تنگ ہی ہزار ہا گھیر رہے ہین کہ نقابدار کو پکڑ لین مگر نقابدار شیرانہ لڑ رہا ہے کسکی مجال ہو کہ نقابدار پر ہاتھ ڈالے نقابدار پشت و پہلو سے آگاہ لڑ رہا ہی مگر بلوہ کفار کا بہت ہی ساتھ والے نقابدار کے سست کھڑے ہین یہان نقابدار حیران ہو کر طرف منہاج کے بڑھا تھا مگر بلا زمان منہاج بڑھ بڑھ کے نقابدار کو روک رہے ہین نقابدار انکے روکے سے نہین رکتا جب تو منہاج نے دو ہزار کمند انداز اپنے لشکر سے چنے عیار اسکا طفیل قطرہ زن دو ہزار کمند انداز ون کو لیکر چلا نقابدار گھبرایا کہ دو ہزار حلقہ ہاے کمند جو مجھپر پڑینگے کیونکر پشت مرکب پر قائم رہونگا بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگا اے کریم و رحیم اس آفت سے بچا لے اپنی کارسازی دکھا دے۔ نظم

بندہ ام پابند صد رنج و الم	عاجز و مسکین اسیر درد و غم
اے شہ فریادرس فریادرس	نفس و شیطان میکند برمن ستم
واے صد حسرت کہ در دنیاے دون	نقد عمر خویش ضائع کردہ ام
دار چون گردون دون اے کردگار	گردنم در سجدۂ اخلاص خم
کن عطا اے مصدر جود و عطا	کن کرم اے صاحب لطف و کرم
ہست این ناچیز عاجز خاکسار	بر کمال فضل تو امیدوار

نقابدار دعائین کر رہا تھا کہ نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی ایک طرف سے عیار بھی

جست و خیز کرتا ہوا قریب اپنے آقا کے آیا عیار کو جو آتے ہوئے دیکھا نیمچہ پکڑ کے اس
عیار پر جا پڑا عیار سے نیمچہ چلنے لگا عیار نقابدار نے اوس عیار کو سر جا کر کمر پر ہاتھ مارا
عیار کے دو ٹکڑے ہوئے نیمچہ کھینچکر عیاروں پر جا پڑا برق نے دیکھا کہ عیار نقابدار
مثل برق جہندہ لڑ رہا ہے چالیس عیاروں مین یون گھرا ہے گویا شیر رمۂ گوسفندان مین
کسی کو کمر تا کے سر پر ہاتھ مارا کسی کو سر تا کے کمر پر ہاتھ مارا اون سب عیاروں کو متفرق
کردیا صاحبقران نے بڑھ کر علم فوج کفار کو گرایا منہاج جو گھبرایا منظور یہ ہوا کہ فوج
کو لیکر قلعے مین بھاگ جاؤن صاحبقران خندق پر آکے جمے جسنے قلعے مین جانے کا ارادہ
کیا اوسکو تلوار مار کے خندق مین گرایا خندق لاشون سے پٹ گیا نقابدار نے جو سنا
کہ صاحبقران خندق پر کھڑے لڑ رہے ہین طرف منہاج کے چلا منہاج نے دیکھا
ایک طرف سے صاحبقران آتے ہین اور ایک طرف سے نقابدار للکارتا ہوا اور
سرداروں کو میرے قتل کرتا ہوا آتا ہے گھبرا گیا مگر نقابدار نے امیر سے پکار کر کہا ای شہریار
منہاج پر قصد نہ کیجیے گا یہ میرا حریف ہے صاحبقران نے جواب نہ دیا قریب منہاج کے
پہونچے منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغۂ عقرب کو آگے کر دیا جیسے منہاج تلوار مار کر
اوس طرف پلٹا امیر نے اُجھاوے سے ہاتھ نکالا تلوار کا ہاتھ مار دیا منہاج کے دو ٹکڑے
ہوئے نقابدار نے جو لاشۂ منہاج دیکھا آنکھوں مین خون اوتر آیا چونکہ نقابدار کمسن ہے
تاب نہ آئی گھوڑا جھپکا کر قریب صاحبقران کے آیا آواز دی کیون ای شہریار آپ نے
میرے حریف کو کیون مارا امیر نے کہا لڑائی مین کیا ہوتا ہے اوسنے ہاتھ مارا حافظ حقیقی نے
مجھے بچایا میرا ہاتھ پڑا وہ مارا گیا آپ کو کیون غصہ ہے نقابدار نے کہا مین آپ سے مقابلہ
کرونگا امیر نے فرمایا اب مین لشکر جاتا ہون آپ وہان آئیے طبل جنگی بجوا کر مقابلہ کیجیے
مین آپ سے باہر نہین ہون جس طرح امتحان لیجیے گا مین آپ کو جواب دونگا غصہ نہ کیجیے
معاف فرمائیے اس سلاست سے امیر نے کلام کیا کہ نقابدار نے شرما کر سر جھکا لیا کہا
حضور کے نہوئے سے لندھور لشکر مین بدعت کر رہا ہے جلد اپنے کو پہونچائیے
مین بھی حاضر ہونگا امیر نے فرمایا اگر راہ مین کسی نے نہ روکا تو مین ضرور آج ہی

لشکر میں پہونچ جاؤنگا جا بجا دشمن ہین راہ میں رہزن ہین شاید کوئی کافر کسی مقام پر روکے
تو آپ میری مدد کو آیئے گا آپ نے لندھور کو خوب میرے لشکر کے قتل سے باز رکھا اگر وہ
صحیح رہتا تو لشکر کو بہت پریشان کرتا بادشاہ بھی لشکر مین نہیں ہین نقابدار نے کہا میرا تو ارادہ
یہ تھا کہ لندھور کو زخمی کر کے پکڑ لیجاؤں قید رکھوں جب حضور آوین تو اُنھیں چھوڑ دوں مگر انکے
سردار آکے اُنکو بچا کر لیگئے امیر نے فرمایا آپکا مجھپر احسان ہوا کہ آپ نے حریف کے ساتھ یہ
کیفیت فرمائی نقابدار سخت کلامی صاحبقران سے کر کے بہت شرمایا مگر وعدہ کر لیا کہ مین
حاضر ہونگا نقابدار اُس قلعے پر اُترا سب مردان قلعہ نے بصدق دل نقابدار کی اطاعت
کی صاحبقران خواجہ و برق کو ساتھ لیے ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے ایک صحرا مین آکر امیر کو
رات ہو گئی ایک نخل کے سایے مین زین پوش بچھا کے بیٹھے عمرو و برق نے عرض کی حضور
آرام فرمائیں ہم جاگتے ہین امیر ہاتھ سر کے نیچے رکھکر سو گئے عمرو نے دیکھا گوشہ صحرا سے ایک
روشنی معلوم ہوتی ہے دیکھا ایک غول ہے کہ ایک چوبدست کاندھے پر رکھے ہوے اسی جانب آتا ہے
عمرو نے صاحبقران کو جگایا جب امیر نے آنکھ کھولی عمرو نے کہا کہ اے شہریار غول صحرائی آتا ہے
صاحبقران اُٹھے پشت مرکب عربی پر سوار ہوے غول کو للکارا غول سامنے سے بھاگا صاحبقران
اسکے پیچھے چلے عمرو و برق ساتھ نہ پہونچ سکے امیر گھوڑا اڑائے ہوے چلے جاتے ہین غول آگے بھاگا
ہوا جاتا ہے عمرو و برق ٹھہر گئے ساتھ گھوڑے کے نہ بڑھ سکے امیر رات بھر غول کے پیچھے گئے ایک
پہاڑ کے نیچے غول پہونچا صبح ہو چکی تھی غول نے ایک چیخ ماری درۂ کوہ سے غول نکلنے لگے کئی سو
غول جمع ہو گئے اب سب ملکر امیر پر حملہ آور ہوے امیر نے نیمچۂ سہراب پیل کھینچا وہ تیغہ دیو کش ہے
جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے وہ غول جو امیر کو لگا کر لایا ہے دور سے سکو ترغیب دے رہا ہے امیر
لڑتے ہوے اُسکے سامنے پہونچے اُسنے چوبدست لگائی امیر نے چوبدست قلم کر کے ہاتھ مارا کہ اُسکے بھی
دو ٹکڑے ہوے جو غول باقی بچ گئے تھے وہ سامنے سے بھاگے تھوڑے عرصے مین امیر نے دیکھا کہ جنگل
صاف ہو گیا قریب درۂ کوہ کے آئے اندر سے درۂ کوہ کے رونے کی آواز آئی امیر اندر درۂ کوہ کے
آئے دیکھا کئی ہزار جوان شکیں بندھی ہوئیں زمین پر پڑے ہین رو رہے ہین امیر نے پوچھا تم لوگ کون ہو
ایک طرف ایک افسر بیٹھا تھا اُسنے کہا اے شہریار مین تاجر ہوں کاروان لیکر اسطرف آیا ان غولوں نے ہمارا

کاروان لوٹ لیا ہم سب کو پکڑ کے قید کیا آج کئی دن سے بے آب و دانہ ہین مارے بھوک کے رونے مین امیر نے سب کو رہا کیا اُسی درۂ کوہ مین مال بھی لوٹا ہوا رکھا تھا ملک جمشید جو سب کا افسر تھا اُسنے مال پر قبضہ کیا جب درۂ کوہ سے باہر نکلے بارگاہ مین آکر جمشید بیٹھا کہا اے شہریار آپنے احسان عظیم کیا ہم کو سب یون ہی بھوک کے پیاسے تڑپ تڑپ کر مر جاتے آپکا شکریہ ادا کرین آپکے سبب سے دین و دنیا پایا مال گیا ہوا دستیاب ہوا یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہے کہ اُسکو قلعۂ ارکانیہ کہتے ہین ارکان فیل در وہانکا حاکم و ناظم ہے غلام کا اُسی قلعے مین مکان ہے امیدوار ہون کہ غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمایئے وہان دوکان بھی ہے سر چوک دوکان ہے وہان بیٹھیے گا بڑی فرحت حاصل ہوگی بعد دو چار روز کے حضور کو لشکر مین پہونچا دونگا امیر نے کہا جمشید کا قبول کیا جمشید نے کاروان کو ساتھ لیا امیر پشت مرکب عربی پر سوار ہوے جمشید کے ساتھ قلعۂ ارکانیہ مین آئے سر بازار دوکان تھی جمشید نے کہا حضور دوکان پر بیٹھین کہ فرحت حاصل ہو امیر دوکان پر کرسی بچھا کے بیٹھے ہزارہا آدمی جمال دیکھ رہے تھے دوکان پر بھیڑ لگ گئی ارکان فیل در جو بادشاہ ہے اُسکی بیٹی زہرہ اختر چشم ہے اُسکی دایہ کسی کار ضروری کو بازار مین آئی تھی اُسنے جو ایک دوکان پر ہنگامہ دیکھا خود بھی آکر کھڑی ہوئی جمال صاحبقران دیکھکر حیران ہوگئی خود زرین بالاے سر سپر و شمشیر حمائل کرسی پر بیٹھے ہین مشتاق لوگ بہ حیرت جمال دیکھ رہے ہین کوئی تعریف کرتا ہے کوئی آہ کوئی واہ سب طرح کے لوگ ہین دایہ نے جمال کو دیکھکر بہت لیند کیا جب محل مین آئی تو زہرہ نے پوچھا دائی امان آج بازار مین کیون دیر لگی کیا دوکانین بند تھین دایہ نے کہا بی بی کیا کہون جمشید تاجر کی دوکان پر آج ایک شخص کو بیٹھے ہے دیکھا عجب و بتا بہ سطوت صورت مثل حیا کران کمترین ہمراہ ہزارہا آدمی مشتاق جمال کھڑے ہوے تماشہ دیکھ رہے تھے مین بھی اُس جلسے مین گئی دیر تک اُسکا جمال دیکھا کی کل اعضا کو بخیال دیکھا آپکے والد بڑے بہادر ہین مگر ایسا ستارۂ شوکت پیشانی پر اُس شخص کے درخشان ہے کہ صورت دیکھکر محویت ہوتی ہے جی چاہتا تھا کہ گل چینی گلشن جمال کی کیا کرون وہین کھڑی رہون آپکی خفگی کے خیال سے چلی آئی جی چاہتا تھا دھونی رما کر وہان بیٹھون زہرہ حال صاحبقران سنکر خاموش ہو رہی مگر دل پر چوٹ لگی دل سے باتین کرتی ہے کہ ای زہرہ دائی امان نے یہ کیا جملہ بیان کیا کہ دل کے ٹکڑے ہوگئے کیونکر ایسے شخص کو دیکھون اُسی وقت اُٹھکر بارہ دری مین چلی گئی پردے چھوڑ لیے حیران تھی

کہ میں کیونکر ایسے جوان کو دیکھوں دایہ نے خواصوں سے پوچھا ارے بی بی کہاں ہیں خواصوں نے
کہا بارہ دری میں اکیلی بیٹھی ہیں ہم سب کو منع کیا کہ ہمارے پاس کوئی نہ آئے دایہ نے تو دودھ پلایا
ہی محبت کی آگ بھڑکی ٹہلتی ہوئی پردے کے پاس آئی اب جو گوش بر آواز ہوئی تو ہچکیوں کی آواز
آرہی ہی دایہ پردہ اٹھا کے اندر آئی دیکھا چھپرکھٹ پر پانوں لٹکائے ہوے بیٹھی ہی دوپٹہ ڈھلکا ہوا
آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہیں آنکھیں سرخ اب یہ نوبت پہونچی ہی کہ ہچکی لگ گئی دایہ نے قریب آکر
بلائیں لیں کہا کیوں واری کیسا مزاج ہی ملکہ نے آنسو پونچھ ڈالے کہا دائی اماں تمھاری آگ لگائی ہوئی
ہی اُسی خیال نے یہ حال کیا ہی۔ نظم

محبت عناصر میں شامل ہوئی	لہو بن کے رگ رگ میں داخل ہوئی
جلیں دیر میں کیوں نہ گھی کے چراغ	مرا دل اُس بت کی حاصل ہوئی
مرض عشق کا رفتہ رفتہ بڑھا	جو سوچے ہوے تھے وہ ای دل ہوئی
نہ جاتی ہی اُلفت نہ ملتا ہے یار	غرض ہر طرح مجھکو مشکل ہوئی
اب آئے ہو صورت دکھانے مجھے	لعبارت جب آنکھوں کی زائل ہوئی
گلا کٹ چکا میرا جھگڑا مٹا	تسلی تری اب تو قاتل ہوئی
دکھایا جو خون شہیداں نے رنگ	ہلال شفق تیغ قاتل ہوئی
میں دیوانہ مجنوں رہا اُسکا رند	پری جبکہ لیلی شمائل ہوئی

یہ اشعار ملکہ زہرہ نے اسطرح پڑھے کہ دایہ رونے لگی آنسو پونچھ کر کہا آپ سوار ہوں باغ کو
چلیے راہ میں دوکان ملیگی ایک نظر دیکھ لینا ملکہ نے اُسیوقت حکم دیا محافہ تیار ہوا ملکہ دایہ کو ساتھ لیکے
سوار ہوئیں پشت پر کنیزیں ڈولیوں میں ہر چند ملکہ نے خود کہا کہ لوگ کم ساتھ چلیں اُسپر بھی
سو دو سو ڈولیاں ساتھ ہولیں آگے محافے کے چوبدار دو چار سوار ہمراہ یہاں امیر دوکان پر
جمشید کی بیٹھے تھے جمشید مثل چاکران کمترین رومال لیے پشت پر کھڑا تھا کہ دو چار سوار سامنے
سے پیدا ہوے راہ گیروں کو ہٹاتے ہوے سامنے سے نکل گئے جمشید نے عرض کی دختر شاہ
کی سواری آتی ہی امیر بھی اُسی جانب دیکھنے لگے ناگاہ محافہ زریں نمایاں ہوا ملکہ تو دیکھنے
کی مشتاق ہیں دایہ نے چلمن ہٹا کے کہا لو دیکھ لو وہ جوان کرسی پر بیٹھا ہی اور جمشید رومال لیے

پشت پر کھڑا ہو نہیں معلوم یہ کون شخص ہو کہ جمشید شہنشاہ تاجران کہلاتا ہو مگر اس شخص کی
نگس رانی کرتا ہو ملکہ نے بے اختیار ہوکر پردہ ہٹا یا صاحبقران کی نگاہ جمال بے مثال زہرہ
پر پڑی برج محافہ مین ماہ تابان کو پایا صاحبقران بھی بیقرار ہوگئے ملکہ سطوت وصولت دیکھکر
دایہ سے کہنے لگین ارے کہارون سے کہو ذرا رکے ہوے چلین ہول کیا ہو باغ پہونچ جلینگے
فوراً کہارون کے کاندھا بھی اُسی مقام پر بدلا آگے سے سوار پلٹے اُنھون نے آواز دی ارے
کہارو تم کیون رکے ہو محافہ بڑھاؤ کہار بڑھے ملکہ پلٹ پلٹ کے دیکھا کین جب نظرون
سے صاحبقران مخفی ہوے وحشت کا جوش بیہوشی مین ہوش زانو پر ہاتھ مار کر کہا کیون
دایہ کس ماہ تابان کو دکھایا دل کی بیقراری بڑھ گئی جی چاہتا ہو اسی مقام پر اُتر پڑون
سر قدمون پر اس شہریار کے رکھدون پروانہ وار گرد شمع جمال پھرون دایہ سمجھاتی ہوئی
باغ مین لائی گل وبلبل کو دیکھکر اور جوش وحشت بڑھا فرماتی ہین کیون دائی امان بلبل کا رونا
سراسر بیکار ہو یہ تو خود گل کے گلے کا ہار ہو پہلو گل مین پھول پھول کے بیٹھتی ہو ہر وقت
چاؤن چاؤن کیا کرتی ہو نہ جلتی ہو نہ مرتی ہو فراق نصیب نہین کوئی امر فراق کا قریب نہین
حماقت ہو کہ روتی ہو یہ بے نصیبی مجھے نصیب ہوئی کہ معشوق سے دور فراق سے قریب
ہوئی کیون دائی امان کیا تدبیر کرون کہ وہ اس باغ مین آکر گل وبلبل کی سیر دیکھین
مین جلسہ آراستہ کرون ایک شب تو یہ صحبت ہو دایہ نے کہا واری تمھارا حسن بھی بدکشش
زاہد فریب ہو مین بہ نگاہ غور دیکھ رہی تھی کہ جب تمنے پردہ اُٹھایا تو وہ بھی اسی جانب
بہ نگاہ غور دیکھ رہے تھے رنگ رو اُنکا متغیر ہوا زہرہ نے کہا دائی امان تمنے پالا ہو محبت
سے ایسی باتین کہتی ہو وہ خود حسین وجمیل ہین بہ قول شاعر۔ فرد
سُنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے ✤ ایسا بے مثل طرح دار نہ دیکھا نہ سُنا ✤
آنکھین رشک دیدۂ غزال عارض ماہ آسمان کمال رعب وجلال چہرے سے ہویدا وآشکار ہو وہ خود بے مثل ہو دوسرے کے
جمال پر کیا نگاہ ڈالیگا دایہ نے کہا آج کی شب صبر کیجیے اگر وہ آئے تو بہتر ورنہ مین وعدہ کرتی ہون
کہ جاکر بلا لاؤنگی یہ جو دایہ نے کہا زہرہ کو کچھ صبر آیا دن تڑپ تڑپ کے بسر کیا جب شام ہوئی
چبوترے پہ فرش بچھوایا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھین گائین سامنے حاضر ہے

انگر منع کر دیا کہ ابھی تامل کرو یہان صاحبقران نے جمشید سے سب حال زہرہ کا پوچھا
معلوم ہوا کہ باغ مین گئی ہین جب جمشید خاصہ کھلا کر رخصت ہوا اور صاحبقران تنہا ہوئے
بیقرار ہو رہے تھے لباس شب روی پہنا تلوار بغل مین دبائی کمندین بازوون پر باندھین
اُٹھ کر ٹہلنے لگے آخر ضبط نہو سکا اُس مکان سے نکلے نشان تو جمشید سے پوچھ لیا تھا اُسی
نشان پر چلے آتے آتے سامنے باغ کے پہونچے دیکھا کہ چند کنیزین در باغ پر کھڑی ہین
آپس مین باتین کر رہی ہین کہ بی زہرہ کو کیا سودا ہوا تاجر کے مہمان کا انتظار کر رہی ہین
نہین معلوم وہ کون شخص ہے آکر جمشید کا مہمان ہوا ہے کسی ملک کا تاجر ہوگا بی بی ہماری
آپ سے باہر ہو رہی ہین دایہ سے کچھ باتین ہو رہی ہین صاحبقران کنیزون کو دیکھ کر
پشت باغ پر آئے کمند لگائی دیوار پر چڑھے دایہ کی نگاہ پڑی کہا واری دیکھے کوئی شخص
دیوار پر چڑھا ہے یقین ہے کہ وہ ہی ہین یہ کہکے دایہ بڑھی ملکہ نے کہا کہ مین بھی آؤن دایہ نے
کہا بی بی تم بیٹھو معشوق کی بات رہے جب اسقدر راستہ طے کر کے آئے ہین تو جلسے مین بھی
آکر شریک ہونگے صاحبقران دیوار سے اُتر کر ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہین مگر حیران
ہین کہ اب کیا کرون خود بخود صحبت مین کیونکر چلا جاؤن حجاب مانع ہے اس سوچ مین کھڑے
تھے کہ دایہ نے آکر سلام کیا امیر حیران ہوے دایہ نے ڈرا کر کہا کہ آپ کون ہین پرائے مکان
مین بیخوف چلے آئے امیر نے شرما کر کہا کہ اس طرف جاتے تھے بوے گل پسند آئی کمند مار کر
چلے آئے اگر تمھارے خلاف ہو چلے جائیں دایہ نے ہاتھ پکڑ لیا لا کر مسند پر بٹھایا ملکہ سے
کہا کہ لو بی بی یہ وہ ہی جمشید کے مہمان ہین اب انسے حال پوچھو ملکہ نے حیران ہو کر پوچھا کہ
جمشید کے یہان آپ کے آنے کا کیا باعث ہے آپ کی دوکان کس ملک مین ہے امیر نے فرمایا
کہ اے شہنشاہ خوبی مین تاجر نہین ہون داماد نوشیروان صاحبقران زمان ہون ایک غول
کے تعاقب مین آیا اُسکو مارا جمشید درہ کوہ مین قید تھا مین نے اُسے رہا کیا اُسنے کہا
کہ میرے قلعہ مین چلیے مین اُسکے ساتھ چلا آیا ملکہ نے دایہ کے چٹکی لی کہ اور زیادہ باعث
خوش نصیبی ہوا کہ شوہر مہر نگار ہین جو جو شاہزادیان ملکون مین حسین وجمیل ہین وہ
سب انکے عقد مین ہین اب ملکہ نے گائن کو اشارہ کیا گائن نے یہ غزل گائی ۔ نظم

اب لڑا یا کرتے ہین اکثر سر بازار آنکھ / آئینے سے بھی نہ کرتے تھے کبھی وہ چار آنکھ

اُسکے کوچہ سے اگر میرا جنازہ جائیگا / کھولدونگا جلکے زیر سایۂ دیوار آنکھ

چشم پوشی پہلے کی تھی کیا سمجھ کر آپ نے / بیجا ہوا اب جو مجھ سے کرتے ہو پھر چار آنکھ

دیکھتے ہی حسن کو یہ مبتلا ہوتا ہے وہ / ڈالدیتی ہے غضب مین دلکو بھی ہر بار آنکھ

وعدۂ دیدار فردا ہے قیامت پھر کہ زند / روز محشر تک نہ کھولین طالب دیدار آنکھ

گائن نے اس طور سے یہ غزل گائی کہ عاشق و معشوق مین اختلاط ظاہری ہونے لگا سب کنیزین ہوشیار ہوگئین جب رات کم رہی تو صاحبقران نے کہا کہ اب رخصت ہوتے ہین انشاء اللہ کل پھر آئینگے مگر دین اسلام قبول کرو ملکہ نے بخوشی کلمہ پڑھا دایہ نے بھی مع کنیزون کے بخوشی کلمہ پڑھا ایک کنیز ہے چنچل نام اُسکو کلمہ پڑھنا نہایت ناگوار ہوا اپنے جی مین کہتی ہے کہ اس گیسو بریدہ نے غیر کو اپنے گھر مین لاکر بیٹھایا مذہب بھی ہاتھ سے دیا جنکی مدت سے خدائی چلی آتی ہے لات و منات کو بُرا کہا خدائے نادیدہ کے اوصاف بیان کیے مین ان دونون کو قتل کراؤن جاکر انکے باپ سے اطلاع کرون امیر رخصت ہو کر کل کا وعدہ کرکے روانہ ہوے چنچل کنیز بیچین ہو رہی ہے کہ جاکر اطلاع کرون شام سے ملکہ انتظام مین مصروف ہوئین روشنی کرائی گلدستے آراستہ کیے آپ بھاری کپڑے پہنے چنچل شام سے روانہ ہوگئی امیر بموجب وعدہ کے وقت پر آئے چنچل در دولت پر پہونچی ارکان کو بلوایا جب ارکان باہر آیا چنچل کو دیکھ کر پوچھا کہ کیون چنچل ملکہ کا مزاج کیسا ہے چنچل نے جواب دیا کہ آوارہ کا آپ مزاج پوچھتے ہین جمشید تاجر امیر کو اپنی دوکان پر مہمان لایا بی دایہ صاحبہ نے آگ لگائی وہان سے دیکھ کر آئین ملکہ سے بیان کیا ملکہ مشتاق ہوئین محافے پر سوار ہوکر دیکھنے کو گئین صورت دیکھکر اُنکی بہت بیقرار ہوئین امیر بھی رات کو آئے پہلو مین بیٹھلین سب کنیزون نے کلمہ پڑھا مگر مین نے نہین پڑھا شام سے ملکہ اہتمام کر رہی ہین اب امیر آئے ہونگے حضور تشریف لیچلین اگر آپ نے امیر کو قتل کیا تو خداوند خوش ہونگے آپ تو خداوند کے خراجگزار ہین کیا عجب ہے کہ وہان سے آپکے واسطے خطاب آئے یہ سُنکر ارکان غصے سے سرخ ہوگیا کہا کہ او نالائق تو نے میرے سامنے یہ واہیات

باتین بیان کردین جی چاہتا ہی کہ جاکر اُس گیسو بریدہ کو ہاتھ تلوار کا مارون کہ دو ٹکڑے
ہون یہ کہکے گستاخ کرگدن سوار سپہ سالار کو بلایا کہا کہ لشکر جنگی جلد تیار کرو ایسا نہ ہو
کہ دشمن بھاگ کر نکل جائے گستاخ نے اُسی وقت قرنا کرائی بیس ہزار سوار و پیدل
تیار ہوے ارکان خود سوار ہوا بیس ہزار فوج پشت پر طرف باغ کے چلا یہان امیر
پہر رات گئے موافق وعدے کے آئے ملکہ استقبال کرکے لائین گائنین تیار تھین امیر
کے بیٹھتے ہی گانا ہونے لگا ملکہ امیر سے حالات جہرنگار پوچھ رہی ہین نام جہرنگار سنکر
امیر رونے لگے فرمایا کہ ای ملکہ حال جہرنگار کیا بیان کرون غضب حسرت سے انتقال کیا
غم مین قباد شہریار کے ملکہ نے جان دی ہر چند کہ مین نے قاتل کو مارا مگر وہ جام
زہر پی چکی تھین اُنکے غم مین فقیر ہوے نو مہینے پنجرے مین بند رہے فرامرز بن
قارن نے یہ آفت برپا کی جب سب سردار جمع ہوے تب قید سے چھوٹا کہ ایک کنیز دوڑی
ہوئی آئی کہا حضور شام سے چنچل نکل گئی اُسنے جاکر کچھ آگ لگائی آپکے والد فوج لیکر
آپہونچے گینڈا بڑھائے ہوے طرف در باغ کے آتے ہین امیر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ملکہ
رونے لگین کہا کہ ای شہریار آپ اکیلے ہین بیس ہزار بیجیا آتے ہین اُنسے کیونکر مقابلہ ہوگا
امیر نے فرمایا کہ کیا مین چھپ کر بیٹھ رہون ملکہ نے لاکھ روکا امیر اُٹھ کر چلے اور غصے مین جامہ پاکہ
بس اب صبر کرو پروردگار سے دعا کرو امیر تو یہ کہکر باہر نکلے ملکہ دعائین کر رہی ہین اور خواصین
آمین آمین کہہ رہی ہین امیر مرکب پر سوار ہوے در باغ سے نکلے نعرۂ شیرانہ کیا ارکان
کو دیکھکر آواز دی کہ او ارکان تو خود میرے مقابلے مین آ ارکان نے اپنی فوج والون سے
کہا یارو دیکھ رہے ہو اس دشمن خداوند کو مار لو فوج نے بلوہ کیا امیر لشکر لقا مین اکیلے
لڑ رہے ہین یہ بیس ہزار کب خیال مین آتے ہین تلوار کھینچ کر جا پڑے ارکان نے جو ترغیب
دی فوج جانبازی کرنے لگی ملکہ کوٹھے سے دیکھ رہی ہین اور دعائین مانگ رہی ہین
مگر صاحبقران اُس بلوے مین لڑ رہے ہین کئی مرتبہ امیر نے پکارا لیکن ارکان مقابلہ
مین نہ آیا دور سے ترغیب دے رہا ہی کہ یارو تم اسقدر ہو ایک شخص کو گرفتار نہین
کر سکتے امیر کے سامنے جو آیا وہ مارا گیا مگر سوارون نے امیر کو اب نرغے مین گھیرا ہے

تیرے مار مار کر بھاگتے ہین بعضے دور سے تیر اندازی کر رہے ہین امیر نے اسقدر تیرے
کھائے کہ تمام جسم فوارہ بنا ہوا ہی ملکہ نے جو کوٹھے پر سے یہ حال دیکھا بیقرار ہوکر دعا مانگنے
کرنے لگین یکایک صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بعد جوش و خروش
بارہ ہزار سوار لیئے پر گھوڑا بڑھائے ہوئے آتا ہی دور سے نعرہ کیا کہ باشیرا ای کافران
بیحیا و ای نابکاران بد دغا مین آپہونچا امیر کو پکار کر آواز دی کہ ای شہریار نہ گھبرایئے گا
آپکا خدمتگزار آپہونچا ان بیحیاؤن کی یہ مجال ہو کہ آپ کو اکیلا پاکر یون ہلاک کرین یہ
کہکے نقابدار نے تلوار کھینچی بارہ ہزار تلوارین برابر کھینچ گئین امیر چیت ہوکر مرکب پر
بیٹھے نقابدار جو آکر گرا پہلے ہی حملے مین بارہ ہزار کو واصل جہنم کیا امیر نے جو اتنی مہلت
پائی لڑتے ہوئے طرف ارکان کے چلے نقابدار چاہتا ہی کہ ارکان پر مین جا پڑون
ایک طرف سے امیر للکارتے ہوئے آتے ہین ایک طرف سے نقابدار آتا ہی امیر
سے مقابلہ پڑا کئی ہاتھ تلوار کے ارکان نے مارے امیر نے تلوار پر روکے آخر کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا ارکان نے دیکھا کہ فوج کا خاتمہ
ہوا گردلاشے پڑے ہین نقابدار تلوار کھینچے ہوئے قریب آیا پکار کے آواز دی کہ اس
مکار کو مجھے دیجیے ارکان گھبرایا کہ ایسا نہ ہو امیر نقابدار کے حوالے کرین پکار اٹھا
کہ ای شہریار الامان امیر نے فرمایا امان بشرط ایمان ارکان نے کہا کہ جب تک زندہ ہون
غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا امیر نے رکھدیا ارکان کلمہ پڑھ کر بعدق مسلمان ہوا
امیر گھوڑا اڑا کر قریب نقابدار کے آئے فرمایا ای محسن تو نے نہایت احسان کیا
چاہتا ہون کہ تیرا روے زیبا دیکھون ثابت ہو کہ گل کس گلستان کے ہو ماہ کس آسمان
کے ہو نقابدار نے دست بستہ عرض کی کہ ابھی اظہار نام نہین منظور ہی انشاءاللہ وقت
پر ثابت ہوگا یہ کہکر نقابدار نے اپنے ساتھ کے لوگون کو سمیٹا امیر کو سلام کر کے
رخصت ہوا جمشید کے ملازمون نے خبر پہونچائی کہ امیر باغ پدر زہرہ کے گھر گئے مع ہزار
فوج لیکر ارکان گیا ہے جمشید دو سو غلامون کو لیکر اس وقت آیا کہ لڑائی فتح ہو چکی
تھی امیر ارکان کو لیکر باغ مین جاتے ہین کہ جمشید نے آکر سلام کیا عرض کی کہ غلام کو

جو حال معلوم ہوا علام بیقرار ہوگیا امیر نے فرمایا کہ ای جمشید خدا نے اپنا فضل فرمایک
کیا نقابدار مرصع پوش برا ے مدد آیا ارکان مسلمان ہوا اب باغ مین اسکو لیے
جاتا ہون جمشید شکل نگہبانون کے دروازے پر ٹھہرا امیر ارکان کو لیکر باغ مین آئے
ارکان نے بیٹی کو گلے سے لگایا کہا کہ ای نور نظر تیری وجہ سے مجکو دولت اسلام ملی
مگر اب چاہتا ہون کہ ای شہریار آپ اسکو کنیزی مین قبول کرین ہرچند کہ امیر نے
فرمایا کہ ای ارکان مین بر سر راہ ہون چار پہاڑون کو فتح کرنا ہی اگر یہ پہاڑ فتح
ہوگئے اور ہفت پیکر بھاگ کر طلسم مین گیا اُسوقت عقد کرونگا فرزند میرا رستم طلسم
مین جائیگا مین در طلسم پر نگہبانی کرونگا بعد اسکے شرف عقد حاصل کرونگا مگر ارکان
نے نہ مانا ترنج خوشبوئی کینیخنے پر لگایا جمشید طرف امیر کے شریک ہوا ارکان نے اُسی
باغ مین حجلۂ عروسی قرار دیا شہر مین امیر آئے شادی کی تیاری ہوئی عمرو پھرتا پھراتا
اُس طرف پہونچا جہان سامان برات ہورہا ہی سب حال دریافت کیا برق سے کہا کہ
حمزہ کیا صاحب نصیب ہی جہان جاتا ہی معشوق پر پہرہ سے سامنا ہی امیر زعفرانی
جوڑا پہنے ہوے مقام صدر پر بیٹھے ہین ارکان کرسی پر بیٹھا ہوا برات کا سامان کررہا ہی
کہ خواجہ ایک سوداگر کی شکل بنکر اندر آئے ایک چشمہ یاقوت احمر کا گلے مین پڑا ہی آگے
ارکان کو سلام کیا کہا کہ ای بادشاہ میرا ملازم کئی لاکھ روپیہ کا صندوقچہ لیکر بھاگ آیا ہی
چاہتا ہون کہ اُسے گرفتار کرکے لیجاؤن ارکان نے کہا کہ اس صحبت مین دیکھو اگر ہووے
تو لیجاؤ خواجہ نے چشمہ آنکھ پر رکھکر سب طرف دیکھا امیر کو جھک کر سلام کیا کہا کہ یہان
آکر داماد شاہ بنے ہو بڑی جرأت پیدا کی امیر نے فرمایا کہ او سوداگر کچھ دیوانہ ہوا ہی اچھی طرح
پہچان عمرو نے کہا کہ مین خوب پہچانتا ہون صندوقچہ جواہرات کا کیا کیا یہ سُنکر ارکان
نہایت ملول ہی کہ یہ تو صاحبقران بنے تھے افسوس ہی کہ سوداگر کے ملازم کے ساتھ
مین نے اپنی بیٹی کو منسوب کیا امیر و سوداگر نقلی مین جب تکرار ہوئی امیر تیغ کو ٹیک کر
اُٹھنے لگے عمرو نے کہا کہ مجھپر یہ کیا قصد کرتے ہو خوف خدا نہین آتا تب تو امیر نے عمرو
کو پہچانا اُٹھ کر گلے سے لگا لیا کہا کہ ای یار وفادار کہان تھے تمسے جدا ہوکے یہ جفائین

اُٹھائین خواجہ کو ارکان سے ملایا اب عمرو و برق بھی صحبت مین بیٹھے تیاری برات
کی ہو رہی ہی پہر رات گئے امیر کو جمشیدی کے ہاتھی پر سوار کیا بھاری سہرا بندھا ہوا
خواجہ ملکس رانی کرتے ہوے ساتھ ہین ملکہ سے وہان سب نے مبارک مبارک جو کہا
ملکہ شرما کر ایک کمرے مین جا بیٹھین حکم کیا خبردار ہمارے پاس کوئی نہ آئے کنیزین کمرے
کے دروازے پر کھڑی ہین ملکہ کمرے کا دروازہ نہین کھولتی ہین دختر دایہ روح افزا کہ
یہ بہت منھ لگی ہی اسنے آکر دروازے پر آوازین دین جب صدا نہ آئی گھبرا کر کہا دروازہ
توڑ ڈالو دروازہ توڑ کر جو روح افزا آئی دیکھا کمرہ خالی پڑا ہی کنیزون مین رونے کا شور
ہوا یکایک قلعۂ آتشبازی چھٹنے کی آواز آئی برات لیکر امیر پہونچے ہاتھی سے اُترے
بارگاہ مین آئے خواجہ سرا دوڑا ہوا آیا امیر کے سامنے رو رو کر بیان کیا کہ ملکہ غائب ہو گئین
خواجہ نے کہا کہ ذرا مین اوس مقام کو جاکر دیکھون خواجہ جو محل مین آئے روح افزا کو دیکھکر
عاشق ہوے کمرے مین آئے دیکھا چہرۂ نقب نہین ہی مگر لیجانے والا لے گیا خواجہ باہر
آئے امیر سے کہا کہ معلوم ہوتا ہی یہ کسی ساحر کا کام ہی حضور یہین تشریف رکھین مین تلاش
کر کے لاتا ہون امیر نے فرمایا اگر مناسب ہو تو مجھے بھی لیچلو عمرو نے کہا آپکا چلنا بہتر نہین
یہ کہکر تنہا چلے تین دن سرگردان رہے چوتھے دن خیال مین گذرا کہ اپنی فال دیکھین وہ
فال یہ ہی کہ ایک ہاتھ زنبیل پر رکھا اور ایک ناک پر رکھکر آواز دی کہ دادا آدم درویش
از کل عالم پیش جطرف پتہ ملکہ کا ملے اسطرف منھ ہو جائے جدھر منھ اُٹھا اُسطرف چلے
راہ مین ایک جادوگر کو دیکھا کہ بھاگا ہوا جاتا ہی عمرو نے پکار کر آواز دی کہ ای جانیوالے
تھوڑی دیر ٹھہر جا بھی دو مسافرون کو لون لگ گئی اُنکے وارث اُٹھا لیگئے ساحر نے
کہا کہ شاہ صاحب نوکری بُری چیز ہی یہان سے پانچ کوس پر باغ ہی نسیم گیسو دراز کا
اُنکو نامہ پہونچانے جاتا ہون عمرو نے بتعجیل پانی بھرا کہا بھائی جان پانی تو پیو ساحر
نے پانی پیا پانی پیتے ہی بیہوش ہو کر گرا خواجہ نے نامہ جھولی سے نکال لیا اُسکو تو مار
ڈالدیا اُسی ساحر کی شکل بنکر طرف باغ نسیم کے چلے راستے کو طے کر کے در باغ پر پہونچے
دروازے پر دو تین جشنین کھڑی تھین اُنھون نے پکار کر آواز دی ای اعظم جادو

کیونکر آنے کا اتفاق ہوا خواجہ نے پوچھا کہ ملکہ نسیم کیا کرتی ہین مین اُنکے پاس نامہ لایا ہون
جستنین خواجہ کو لیکر اندر گئین خواجہ نے دیکھا کہ بیچ مین باغ کے ایک چبوترہ ہی اُسپر
فرش بچھا ہی ایک نازنین زعفران پوش بیٹھی ہی گانا ہو رہا ہی خواجہ نے جاکر نامہ ہاتھ مین
دیا اُس نازنین نے پوچھا کہ بہن کا مزاج کیسا ہی خواجہ نے کہا کہ آپکی یاد مین رہتی ہین
اُس نازنین نے نامہ پڑھا اور کہا کہ مین ضرور جاؤنگی ایسی شادی مین جاکر شریک نہون
شہنشاہ نے ایسی معشوقہ پائی اُسکے ساتھ شادی کرینگے ہم لوگ بخوشی شریک ہونگے عمرو
نے باتون مین پوچھا کہ حضور کسکی شادی ہی نسیم نے کہا کہ شہنشاہ اورنگ جادو کہین سے
معشوقہ لائے ہین وہ رضامند نہین ہوتی جلسہ جمع کرکے اُسکو راضی کرینگے کمال اپنے سحر کا
دکھائینگے کہ وہ اُنکو قبول کرلے اب خواجہ سمجھے کہ کیا عجب ہی ملکہ زہرہ کو لایا ہو اُسی کے
واسطے یہ سامان ہو رہے ہین عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ایک چیز مین بھی سناؤن نسیم نے
کہا کہ ای اعظم تمھین تو گانے مین دخل نہ تھا عمرو نے کہا کہ مین نے قدرت کو خواب مین دیکھا
قدرت تعلیم کر گئے یہ کہکے عمرو نے سازندون کو اشارہ کیا سازنے یہ غزل شروع کی۔ نظم

صدمۂ ہجر سے چھوٹون مجھے راحت ہوجاے	دم نکل جائے کہین جلد فراغت ہوجاے
تیری تصویر جو لیجا کے لگاوین او بت	دیر درگاہ بنے جاے زیارت ہوجاے
پڑھ کے قرآن مری روح کو بخشے جو ثواب	چین آجاے مری روح کو راحت ہوجاے
آدمی کیا شب فرقت وہ بلا ہی ای رند	دیو بھی ہو تو اُسے ضعف ونقاہت ہوجاے

نسیم نے بیقرار ہوکر کہا کہ ای اعظم تم نظر کردۂ خداوند ہو تمکو یہ کرامت دی گئی ہم تمکو ساتھ
شہنشاہ اورنگ کے لیجائینگے عمرو نے کہا کہ حضور لاکھ مین کرور مین اگر حکم دیجیے تو گاؤن
شہنشاہ اورنگ کے سامنے معشوق ناراض کو رضامند کرون نسیم نے کہا کہ ای اعظم
یہ خبر مشہور ہی کہ کئی دن سے شہنشاہ نے خواصہ نہین نوش کیا ہزار طرح سے معشوق کو
سمجھاتے ہین مگر وہ نہین قبول کرتی اسی واسطے شہنشاہ اورنگ نے یہ جلسہ قرار دیا
ہی کہ سب شاہزادیان جمع ہون اُنکے سامنے ناچ گانا ہو اُسی جلسے مین شہنشاہ سحر کرینگے
کہ معشوق تسخیر ہوجائے دل وجان سے عاشق ہو عمرو نے کہا کہ پھر ملکۂ عالم مجھکو

ضرور لے چلے مین نے سیکڑون بہوشیون کو بدراہ کر دیا نسیم نے کہا کہ ای اعظم اگر تمھارے
ہاتھ سے یہ کام نکلا تو شہنشاہ تمکو بہت خوش کر دینگے یہ کہکے اُسی وقت تخت پر سوار ہوئی خواجہ کو
بھی ساتھ لیا راہ مین خواجہ کہہ رہے ہین کہ کیون ای ملکہ شہنشاہ کہان سے اُس معشوقہ کو لائے
نسیم جواب دیتی ہی کہ اُس نازنین کی شادی ہو رہی تھی حجلۂ عروسی سے اُسکو نکال کر لائے
ہین اب خواجہ کو یقین کامل ہوا کہ ہماری ہی ملکہ کا ذکر ہی کہ یکایک پھولون کی بو دماغ مین آئی
دیکھا سامنے ایک باغ ہی بیچ باغ مین ایک چبوترہ بلور کا ہی اُس پر تخت بچھا ہی ایک ساحر
سیہ فام تاج مرصع سر پر رکھے بیٹھا ہی گرد ایسی جلیسین بیٹھی ہین کہ نسیم جاکر پہونچی تاجدار
کو سلام کیا تاجدار نے کہا کہ ای نسیم آؤ بیٹھو کرسی جواہر نگار جو بچھی تھی اُسپر نسیم بیٹھی خواجہ
رومال لیے ہوے مگس رانی کر رہے ہین یکایک ابر اُٹھے بر سر باغ آکر لہرائے اور شق
ہوے شاہزادیان تخت اُڑاتی ہوئی آئین کرسیان ملین آکر اُس صحبت مین بیٹھین جب
جلسہ جمع ہو چکا تو اورنگ نے پکار کر آواز دی کہ مین نے تم سب صاحبون کو اسلیے تکلف
دی ہی کہ مین تخت اُڑائے جاتا تھا ایک باغ مین ایک شہزادی کو دیکھا دل ہاتھ سے دیا
اپنے ہوش مین نہ تھا آخر اُسی مقام پر ٹھہرا وہ ایک کمرے مین گئی مین بھی وہان پہونچا
اُسکو اُٹھا لایا آٹھ دن گذرے میرے ہوش درست نہین مین نے جو اُس سے سوال وصل
کیا اُسکو میری صورت سے نفرت ہی جواب صاف دیتی ہی کہ مجکو قتل کرو خواہ قید رکھو لیکن
مین اس امر واہیات کو نہ قبول کرونگی ایک ہفتے بعد جب مین نے دیکھا کہ جان جاتی رہیگی
تب کچھ کھایا راتون کو نیند نہین آتی تڑپ تڑپ کر صبح کرتا ہون یاد مین اُس محبوب
پریچہرہ کی مرتا ہون تم مین سے جو ساحر اس فن مین کمال رکھتے ہون اُسکو رضامند
کرین تو بڑا احسان ہی نسیم نے دیکھکر آواز دی کہ ای شہنشاہ ہماری بہن کا ملازم اعظم
جادو نظر کردۂ خداوند ہفت پیکر ہوا اس کام مین کمال رکھتا ہی اسکا معشوقہ سے سامنا
کرائیے اورنگ نے کہا کہ ای اعظم تمھارے بزرگون سے ہمین رسم رہا تمھارا کمال دیکھنا
چاہتے ہین کہا کہ ای شہنشاہ جو کمال قدرت نے دیا ہی پہلے وہ ظاہر کرون اورنگ نے
پوچھا وہ کیا کمال ہی عمرو نے کہا علم موسیقی کا مجکو حاصل کیا پہلے میرا گانا سنیے مین بہت

یہ آواز تھا آواز بھی درست ہوگئی راگ راگنیان سامنے آتی ہین تدبیرین بتاتی ہین سماعت فرمایئے میری آواز تو آپ نے سُنی تھی یہ کہکر عمرو نے لے نکالی اور یہ غزل مشرد غ کی۔ غزل

مطلب مین صفا ہو یہ تکلف ہو زبان کا
دقت ہو معانی مین تو کیا لطف بیان کا

ثابت نہین ہوتا چلی جاتی ہو کدھر کو
عالم ہو مری روح مین بھی ریگ روان کا

مر مر گئے عاشق ترے ٹکرا کے سرون کو
تونے نہ کبھی روزن دیوار سے جھانکا

دلخواہ جنون ٹھیک نہین ہوتا گریبان
سو بار اُدھیڑا اُسے سو مرتبہ ٹانکا

پیری مین ہوے رنار عبث مائل طفلان
کیون آپ کو مضمون کیا ہر ایک جوان کا

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ اورنگ تعریفین کرنے لگا کہا کہ ای اعظم حقیقت مین تم قدرت کے نظر کردہ ہوے سامنے کمرہ ہو اسمین قفس مین مین نے معشوقہ کو بند کیا ہے اس آٹھ دن مین کیا کیا بدعتین کین کیا کیا نہ تنگ دکھائے مگر وہ ظالم نہین مانتی خواجہ اُٹھے کمرے مین جاکر دیکھا کہ زہرہ قفس مین بند سرنگون بیٹھی ہو عمرو نے سلام کیا کہا کہ ملکۂ عالم غلام کو آپنے پہچانا زہرہ عمرو سے آگاہ نہ تھی کہا کہ ای شخص مین نہین جانتی عمرو نے کہا کہ مین امیر کا عیار ہون تمھارے غائب ہونے سے امیر کا عجب حال ہو مجکو واسطے تمھاری تلاش کے بھیجا ہو مین یہانتک پہونچا تم صرف اتنا کہدو کہ مجھے تجھ سے محبت ہو مگر تونے ابتدا سے بدعت کی اسوجہ سے مجکو نا منظور ہو تجھ ایسا صاحب اختیار مجھے کہان ملیگا صاحب حکومت و سلطنت سحر و ساحری مین طاق شہرۂ آفاق نائب خداوندی جو یہ کہو گی مین ان سب کو مار لونگا زہرہ نے بہ مجبوری منظور کیا عمرو نے کہا کہ مین فوراً ساقی گری کرکے اپنا کام کر لونگا مگر اورنگ کو جوش محبت ہو جب خواجہ کمرے مین گئے تو بعد تھوڑی دیر کے اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ ای نسیم مین بھی جاکر سنون کہ اعظم کیا باتین کر رہا ہو یہ کہکے فوراً دروازے کے پاس آیا سُنا کہ عمرو سمجھا رہا ہو زہرہ کہتی ہو کہ اچھا مین یہی کہونگی یہ سب باتین اورنگ نے سنین زانو پر ہاتھ مارتا ہوا محفل مین آیا کہا کہ ای نسیم تمنے اعظم کو کہان پایا یہ تو قاتل دیا مہ و مشمشن ہو ہمارے قتل کی فکر مین آیا ہے خواجہ ملکہ کو سمجھا کر جیسے ہی باہر نکلے اورنگ نے کہا کہ ای اعظم قریب آؤ کہو کیا عمرو

ڈرتا ہوا قریب آیا کہا کہ ای شہریار وہ تو خود آپ پر مائل ہو تیغ ابرو کی گھائل ہو اور رنگ نے ہاتھ سے اشارہ کیا ایک برق چمک کر عمرو پر گری رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا زمین نے پانوں تھام لیے کہا کہ کیوں او ساربان زادے تو نے ہماری چالاکی دیکھی کہ ہمنے سب تیری باتیں سنیں اب میں کیا تجھے زندہ چھوڑوں گا جسقدر شاہزادیاں محفل میں موجود تھیں سب کے ہوش اڑ گئے کہا کہ ای اور رنگ تمنے بڑا کام کیا اور رنگ نے کہا جب اسنے اشعار گائے تب ہی میرا دل دھڑکا کہ اعظم کو یہ کمال کیونکر حاصل ہوا خداوند ہفت پیکر نے خوب بجایا ای نسیم اسکو لیجاؤ اپنے باغ میں جا کر قید کرو میں قدرت سے عرض کرونگا کہ عمرو کو میں نے قید کیا ہی اگر حکم ہو تو سر کاٹ کر روانہ کروں معشوق کے واسطے پھر جلسہ کرونگا آج اور معاملہ در پیش ہو گیا نسیم نے عمرو کو گرفتار کیا ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنا کر تخت پر ڈال لیا لیکر اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئی یہاں نسیم کنیزوں کو باغ میں چھوڑ آئی تھی کنیزیں باغ میں بیٹھی ہیں کہ برق عقب میں خواجہ کے چلا تھا بشکل مالن اس باغ میں آیا کنیزوں سے حال پوچھا کنیزوں نے کہا کہ اعظم جادو کو ساتھ لیکر صحبت اور رنگ میں گئی ہیں برق سمجھ گیا کہ استاد بشکل اعظم پہونچے ایک کنیز کو الگ لیجا کر بیہوش کیا اسی کی شکل بنکر ان سب میں شریک ہوا کہ نسیم عمرو کو لیے ہوئے آکر پہونچی کہا اسکو لیجا کر قید کرو اس ظالم نے اور رنگ ایسے ساحر کو دھوکا دینا چاہا تھا انھوں نے بڑی تدبیر سے اسکو پہچانا اور گرفتار کیا برق نے بڑھکر کہا کہ مجھے دیجیے تو میں اسکو قتل کروں اسکا قید کرنا بہتر نہیں ایسا نہو کہ اسکا کوئی شاگرد اسطرف آجائے تو اسکو چھڑا کر لیجائے حضور مجھے بڑا خوف ہی یہ کہکر خنجر لیکر چلا نسیم نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ ای لالہ عذار میں تیرے مطلب کو سمجھی لیکن ابھی اسکے قتل کا حکم نہیں ہو آفت برپا ہو جائیگی قدرت کے پاس نامہ گیا ہی وہاں سے حکم آئیگا تب یہ قتل کیا جائیگا برق نے ہاتھ روک لیا برق کی تیزی پر خواجہ سمجھ گئے کہ برق ہی مگر شرم آئی کہ برق ہمکو رہا کرے خود چھوٹو اور اس محفل کو لوٹو برق حیران ہو کر رہجائے نرگس نامی ایک ساحرہ سامنے کھڑی تھی نسیم نے دیکھکر آواز دی کہ ای نرگس تم اسکو لیجا کر قید کرو نرگس نے سر زنجیر کو تھام لیا کشاں کشاں خواجہ کو

ایک مکان مین لائی اُس مکان مین لاکر کہا کہ او ساربان زادے یہان بیٹھ آب و دانہ تجھپر
بند رہیگا عمرو نے کہا کہ بُوا نرگس تمہارے پاس کچھ روپیہ ہو وہ لے لو ہمارے مارے جانے
کے بعد ہمارا فاتحہ کرا دینا نرگس نے کہا کہ روپیہ کہان ہو عمرو نے کہا کہ ایک ہتھکڑی کاٹو تو مین
روپیہ نکالون نرگس نے ہتھکڑیان نکالین عمرو نے کمر سے نکال کر ایک پوٹلی روپیون کی
دی نرگس نے روپے گنے کہا خواجہ اور بہن سوچی کہ قیدی کی بات کا کون اعتبار کریگا جو
اس سے ملے وہ لیا تو عمرو نے کئی پوٹلیان روپیون کی نکال کر دین ایک پوٹلی نکالی کہا کہ
اسمین اشرفیان ہین کھول کر گن لو نرگس نے گرہ جو کھولی بیہوشی اڑی نرگس بیہوش ہوکر
گری خواجہ نے اُسکی زبان مین سوزن دی روپے اپنے لیکر اپنی زنبیل مین رکھے کہتے جاتے
ہین کہ حرامزادی نے کیا باوا کا مال سمجھا تھا کہ روپے لیکر اپنے دوپٹے مین باندھ لیے یہ سمجھی
کہ اس مال کے ساتھ جان جائیگی اُسکی زبان مین سوزن دیکر اپنی صورت بنایا آپ اُسکی
صورت بنکر تیار ہوے قید خانے مین قفل لگایا دوڑے ہوے سامنے نسیم کے آئے کہا او
یہ تو بڑا مکار ہے مین نے ایک طمانچہ مارا دو دانت اُسکے ٹوٹ گئے بیہوش پڑا ہو قدرت اُسکے
مکر سے بچائین نسیم نے کہا کہ او نرگس تمنے اچھا کیا عمرو نے کہا کہ صحبت عیش آراستہ ہو
شراب کا چرچا ہو اُس نشے مین اس نگوڑے پر بدعت کرین لالہ عذار نے کہا کہ مین میخانے
سے شراب لاؤن نرگس نے جواب دیا کہ بی لالہ عذار الگ رہو دیکھو مطلب ہوا جاتا ہو برق
تڑپ کر میخانے مین پہونچا گلابیان شراب کی درست کرنے لگا لاکر صحبت مین رکھین عمرو نے
کئی مرتبہ کہا کہ اے لالہ عذار تمکو بڑی خوشی ہو برق نے کہا کہ دشمن ساحران قتل ہو جائے تو دل کو
آرام آئے برق نے گلابیان رکھین خواجہ نے نے بجائی کہ نسیم بہت خوش ہوئی کہا حضور
ساقی گری کرون یہ کہکر جام نسیم کو دیا کہا حضور آپ پیجیے تو سب کنیزین پئین نسیم جام کو پی گئی
اتو عمرو نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے مین سب کو شراب پلائی نسیم نے بیٹھے بیٹھے نشے
کے جوش مین کہا کہ لو خداوند ہفت پیکر آئے ہین عمرو نے کہا کہ اُنکی ابھی ٹانگ لیجیے
نسیم بلبلا کر اُٹھی بیہوشی نے اپنا رنگ دکھایا لڑکھڑا کر گری سب خواصین اپنے اپنے
مقام سے لینا لینا کہکر اُٹھین گر کر بیہوش ہوئین عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا برق بھی اپنے

نام کا نعرہ کرکے اُٹھا خواجہ نے بڑھ کر نسیم کو قتل کیا اندھیرے مین برق لوٹنے لگا کئی کنیزون کے کپڑے جھڑے اُتار لیے عمرو نے جو دیکھا برق کو ڈھکیل دیا کہا کہ ابے یو ٹٹے دیکھا تونے مین خود رہا ہوا مگر برق جب کنیزون پر گرتا ہو کبھی چھلا اُتار لیا کبھی انگوٹھی اُتاری لاکھ خواجہ مارتے ہین برق نہین مانتا گھسا جاتا ہو عمرو نے کہا کہ ای برق ملکہ کو رہا کرنا واجب ہی ان کنیزون کو صحبت اورنگ مین لیچلو کنیزون کو ہوشیار کیا کنیزون نے اطاعت کی ڈرین کہ ایسا نہ ہو ہمکو بھی قتل کر ڈالین لاشے دیکھکر خائف ہوئین خواجہ بشکل نسیم بنے برق بشکل لالہ عذار حیدر کنیزون کو ساتھ لیا کہا کہ ہمکو صحبت اورنگ مین لیچلو یہان اورنگ شب کو ملکہ زہرہ کو صحبت مین بلاتا ہو عجائب وغرائب سحر دکھاتا ہو مگر زہرہ کا وہی کلام ہو کہ تو مجھے قتل کر ڈال مگر ہاتھ نہ لگانا اگر ہاتھ لگائیگا تو بہت پچتائیگا کہ دیکھا نسیم تخت اُڑائے ہوے آتی ہین جیسے ہی نسیم پہونچی اورنگ نے پوچھا کہ ای نسیم کیونکر آنے کا اتفاق ہوا کہا حضور کو خبر دینے آئی ہون عمرو کو ایسی تکلیفین پہونچائین کہ شب کو قید خانے مین مرگیا مین نے ابھی لاشہ اُسکا نہین پھینکا کہیے تو لاشہ منگواؤن اورنگ نے کہا کہ مین لاشہ دیکھکر کیا کرونگا تمنے تو اُسے قتل نہین کیا مین قدرت کو ملکہ کھیچونگا نسیم نے کہا کہ عمرو کے مرنے کا جشن کیجیے یہ سُنکر اورنگ نے کہا کہ ای نسیم کیا خاک جشن کرون نسیم نے کہا کہ شراب وکباب کا چرچا ہو مین آپ کے پہلو مین بیٹھون میرے ساتھ اختلاط ظاہری کیجیے یقین ہو کہ اُسکو رشک ہوا در آپکا وصل قبول کرے اورنگ نے کہا کہ ای نسیم بات تو خوب کہی یقین ہو کہ رشک ہو عمرو نے پکار کر کہا کہ ای لالہ عذار میخانے مین جاؤ شراب سلیقے سے لاؤ برق جھپٹ کر میخانہ مین پہونچا شراب مین بیہوشی ملائی گلابیان درست کرکے لایا لاکر محفل مین رکھین خواجہ بشکل نسیم ہین کہا کہ اے اورنگ آج بڑی خوشی ہی گویا مسلمانون کی کمر ٹوٹ گئی اب کون حمزہ کے ساتھ رہیگا اور عیاریان کریگا بڑے بڑے مقام اسنے برباد کیے قفس ملکہ زہرہ کا منگا کر سامنے رکھا نسیم نقلی پہلو مین اورنگ کے بیٹھی نسیم بھی خولصورت ساحرہ ہی اورنگ اختلاط ظاہری کرنے لگا لالہ عذار نقلی نے کہا کہ دیکھیے نسیم جو پہلو مین بیٹھین ہوا بندھ گئی

بی زہرہ متغیر ہو رہی ہین آپ کی جانب دیکھتی ہین چاہتی ہین ہمکو پہلو مین بٹھائین اورنگ
کو ٹھسکا - دیکھا اسنے زہرہ تو اُسی طرح سر جھکائے بیٹھی ہے اور لالہ عذار یہ تھی ہی برق نے
جام بھر کر اورنگ کو دیا اورنگ نے سحر کیا کہ شراب شعلہ بنکر اڑگئی جام ٹوٹا اورنگ نے
کہاکہ ارے تو کون ہی برق نے تیغہ مارا اورنگ نے سحر کیا کہ خنجر ہاتھ سے برق کے گرا
رنگ و روغن بھی چہرے کا اڑگیا دیکھا برق عیار ہی خواجہ بشکل نسیم ہین خنجر لیکر اُٹھے کہتے
ہوے کہ یہ ظالم یہان کیونکر آیا ارے بتلا کہ میری کنیز کو کیا کیا او بادشاہ مین اُسے قتل کرون وہ
میری پرانی کنیز ہی اُسکو اسنے کیا کیا یہ کہکر رونے لگے اسقدر روے کہ ہچکی لگ گئی اورنگ
نے اشک نسیم کے پاک کیے کہاکہ اے نسیم مین لالہ عذار کو تلاش کردونگا حال ہی اسکی کہ نہ بتائے
اب شراب پیو اسکے تڑپنے سے مجکو شک ہوا مین نے سحر کردیا عمرو نے کہاکہ مجکو خوف
آتا ہی یہ پتلے جو آپ کے گلے مین پڑے ہین انکو اُتار ڈالیے ایسا نہو کہ میرے ساتھ پتلے
برائی کرین یہ کہکے بازوؤن پر سے اورنگ کے خواجہ نے پتلے کھولے وہ پتلے جسم سے دور
نہ ہوتے تھے جب اورنگ نے کہاکہ اے پتلہ ہاے سامری تم الگ بیٹھو جو خوف تھا وہ نکل گیا
اب عمرو نے جام لبریز کرکے اورنگ کو دیا اورنگ نے جام ہاتھ سے نسیم کے لیا لبون سے
لگا کر پی گیا اب تو خواجہ نے دورہ باندھا سب کو شراب پلائی ارادہ ہو کہ ایسا فقرہ کرون کہ یہ اپنے
مقام سے اُٹھے اور گر کر بیہوش ہو آنکھین تو سرخ ہو رہی ہین فقط اُٹھنے کی دیر ہی سرنگ
آتشخوار وزیر شکار کو گیا تھا اسوقت آکر پہونچا اورنگ نے نشے مین کہاکہ اے سرنگ
کہان تھے سرنگ نے جواب دیا کہ اے شہنشاہ شکار مین تھا وہان جو آپ کا خیال کیا دل
دھڑکا مین نے سحر کیا اُس سے یہ حال معلوم ہوا کہ آپ پر کوئی زوال آنے کو ہی اورنگ
نے کہاکہ برق بشکل لالہ عذار آیا تھا مین نے اُسے گرفتار کرلیا اب کوئی تردد نہین ہی عمرو
نے سرنگ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے اور جام لبون سے لگا کر کہاکہ لو صاحب تم بھی شراب
پیو سرنگ نے جیسے ہی قصد کیا کہ پیون بازو پہ اسکے پتلہ فولادی بندھا تھا اُسنے سر
ہلایا سرنگ نے کہاکہ اے نسیم ٹھہر جاؤ یہ کہکر سرنگ نے پشت پر پتلہ کے ہاتھ رکھا کہاکہ
بتلا یہ کیا واقعہ ہی پتلے نے مثل انسان کے آواز دی کہ یہ عمرو عیار ہی جو بشکل نسیم بنے

سرنگ نے فوراً سحر کیا خواجہ بھی گرے اور نگ کے ہوش اڑ گئے صحبت کے لوگ
کہتے تھے کہ اے شہنشاہ آپ بڑے صاحب اقبال ہین دیکھیے تو یہ عیار کیونکر رستے لئے نہین معلوم
نسیم بر کیا معرکہ گذرا کہ اسکی شکل پر یہ آیا اس کلیجے کو دیکھیے کہ اول شاگرد گرفتار ہوا استاد
عیاری کرنے کو موجود ہی زبردستی شراب پلائے دیتا ہی سرنگ کے آنے نے اس وقت
بڑی حفاظت کی سرنگ نے کہا کہ مین جنگل مین شکار کھیل رہا تھا کہ مجھے آپ کا خیال آیا ورق
بنا یا ہوا قدرت کا جیب سے نکالا اسمین نوشتہ پایا کہ شہنشاہ اورنگ پر کوئی افتاد پڑا
چاہتی ہی مین بیقرار ہوکر دوڑا آپ کو آکر اس حال مین پایا بیہوشی ساربان زادہ پلا چکا تھا
اب چاہتا تھا کہ اٹھین تو بیہوش ہون ملکہ نے یہ سب معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا عمرو و برق
سامنے گرفتار ہوے بیقرار ہوکر رو رہی ہین کہ اے فلک تجھے اس بلا مین پھنسایا ایسے جلیل
سے چھوٹ کر ایسے کے قبضے مین پہونچایا کہ جسکی صورت دیکھکر خوف آتا ہی اے کریم و رحیم اب جلد
نجات دے یا ملک الموت حکم ہو کہ میری قبض روح کر لے اورنگ نے سرنگ سے کہا کہ اب
کہو کیا صلاح ہی سرنگ نے کہا کہ باغ سے نکلیے میدان خونی کی تیاری ہو ان استاد و
شاگرد کو قتل کیجیے سر انکے خدمت قدرت مین بھیجے جائین یہ صلاح سبکو پسند آئی سرنگ
نے یہ بھی کہدیا کہ ان دونون کے قتل کے بعد آرام سے بیٹھیے پھر کسی کا اتنا خوف نہین حمزہ
کی بھی دستگیری کرتا ہی بلاے روزگار ہی ان ساحرون کو اسنے مارا کہ جنکا مثل و نظیر نہین
اب قدرت ہفت پیکر پر سراسر زوال تھا لیکن اب معلوم ہوتا ہی کہ قاعدے مین جو کام
لکھ گئے ہین کہ طلسم ہفت پیکر کی میعاد گذر چکی بعض نے لکھا ہی کہ سال آخر طلسم ہی اب وہ
سب دروغ ہوا پھر طلسم کو فروغ ہوا اورنگ نے اسی وقت حکم دیا بیرون باغ میدان خونی
کی تیاری ہونے لگی دارین استادہ ہوئین جلاد موجود ہوے اورنگ و سرنگ عمرو و
برق کو لیکر نکلے جلادون سے اشارہ کیا کہ ان دونون کو دار پر کھینچ دو جلادون نے پاؤن مین
عمرو و برق کے زنجیرین باندھین ملکہ نہایت بیتاب ہین کہ عمرو و برق دار مین لٹکائے
گئے اورنگ نے تیر و کمان طلب کیا سب ساحر و غیر ساحر کمانین لیکر کھڑے ہوے
عمرو و برق نے اپنے خالق سے رجوع کی کہ اے کریم و رحیم فضل اپنا شریک کر شاہزادوں کا

اہل اسلام تیغے مین کافر کے جاتی ہو اسکی عصمت کو بچالے عمرو و برق نے جو بیقرار ہو کے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ علمہاے زرنگار کے پھریرے کھلے ہوے لشکر ساحران وغیر ساحران بڑے تجمل سے آتا ہو خواجہ عمرو نے رستم کو پہچانا رستم مرکب پر سوار کلاہ ہفت گوشہ سر پہ زرہ ہفت جوش زیب جسم تیغہ ہفت جوہر کمر سے لگا ہوا جہلال ایسا ساحر رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے رواروی کرتے ہوے آتے ہین جہلال کی نگاہ پڑی کہ خواجہ و برق دار پر لٹکے ہین اورنگ تیر کو بحر کمان سے رہا کیا چاہتا ہو جہلال نے زانو اپنا پیٹ کر کہا کہ اے شہریار گھوڑا جلد بڑھائیے عمرو و برق قتل ہوا چاہتے ہین یہ کہکے تڑپا برق بنکے آسمان پر پہونچا وہان سے تڑپ کے دار پر گرا دار کو قلم کرکے عمرو و برق کو رہا کیا رستم بھی تیغہ ہفت جوہر کھینچ کر دشمنون پر جا پڑے پہلے حملہ مین کئی سو ساحرون کو مارا اب اورنگ سنبھلا اسنے جو دیکھا کہ جہلال نے ستھراؤ کردیا جہلال کو للکارا کہ او جہلال کیون فساد انگیز ہو گیا مجکو تو نہین جانتا زمین ہلا دونگا سامنے سے ہٹ جا جہلال نے گولہ مارا اورنگ نے گولہ روک لیا وہی گولہ پھینک مارا جہلال نے ہرچند روکا مگر گولہ نہ رکا قریب آکے پھٹا اُس سے برق نکلی شانے پر گری شانہ جہلال کا نشانہ ہوا جہلال زخمی ہوکے ہٹا رستم لڑتے ہوے قریب سرنگ کے پہونچے سرنگ نے کئی سحر کیے مگر رستم پر تاثیر نہوئی آخر سرنگ نے تلوار کھینچی بڑھکر رستم پر ہاتھ مارا رستم نے تلوار اُس کی تیغہ ہفت جوہر پر روکی تلوار سرنگ کی ٹوٹ گئی رستم نے تیغہ جو چمکایا سرنگ کو آئینہ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیا اپنے کو گھوڑے سے گرایا تڑپ کر بلند ہوا۔ رستم نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بحر کمان مین پیوست کرکے سینۂ پرکینہ سرنگ کا تاکا تاک کر تیر مارا کہ سرنگ کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا سرنگ کے مرتے ہی اندھیرا ہو گیا مارے جانے سے سرنگ کے اورنگ گھبرایا مگر اپنے سحر پر اسکو بڑا ناز ہے ساتھ کے ساحر غل مچاتے ہین کہ حضور اس جوان پر سحر تاثیر نہین کرتا ذرا سمجھ کر مقابلہ کیجیے جب سرنگ مرا اور اندھیرا ہوا عمرو نے جست کرکے قفس ملکۂ زہرہ کا اُٹھالیا

اب جو روشنی ہوئی اور نگ نے قفس نہ دیکھا بیتاب ہوگیا پکار کر آواز دی کہ ای جان جہان نظروں سے مخفی ہوئین اب مین کیونکر زندہ رہونگا۔ نظم

اُسے غیر آکے بھڑکاتے ہین بدنام کرتے ہین ——— کسی کے کام سے کیا کام اپنا کام کرتے ہین
رسائی اُسکے گیسوے رسا تک غیر ممکن ہی ——— وہ سودائی ہین جو ایسے خیال خام کرتے ہین
نہ گیسو چھونے دیتے ہین نہ رخ کا بوسہ دیتے ہین ——— یونہین اک عمر گذری ہی کہ صبح و شام کرتے ہین
نہین دیکھا ہی تجھسا دوسرا وحشی مزاج اب تک ——— جو تجکو دام مین لاتے ہین وہ ہی کام کرتے ہین
بنے پھرتے ہین عاشق معرکون مین منہ چھپاتے ہین ——— عبث ای رنگ نام عشق کو بدنام کرتے ہین

اور نگ اسقدر بیقرار ہوا کہ پکار کر آواز دی ای رستم تجھے جان دینا منظور ہی تبلاؤ کہ معشوقہ کا قفس کہان ہی یہ کہتا ہوا رستم پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا رستم پیلتن نے تیغہ ہفت جوہر پر روکا اور نگ برس پڑا آگ برسائی تلوارین گرائین خنجر چمکائے مگر رستم پر تاثیر نہ ہوئی آخر رستم نے خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا کہ اور نگ کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی اور نگ کے آندھی سیاہ چلی عرصۂ دراز تک ہلڑ رہا اسکی لاش سے کچھ زاغ و زغن پیدا ہوے آوازین دیگر بلند ہوتے تھے اور گرد لاش کے پھر کر جان دیتے تھے بعد عرصے کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من اورنگ جادو بود روشنی ہوئی جو ساحر کہ باقی رہگئے تھے اُنکو جھلال نے گھیر لیا وہ سب مطیع اسلام ہوے خواجہ نے اتنے عرصے مین یہ کام کیا کہ باغ کو لوٹ لیا چھت پردے تک کاٹ کر زنبیل مین رکھے رستم سے ملاقات کی گلے سے لگایا کہا کہ ای فرزند کہان جاتے ہو رستم نے کہا کہ صحراے محیط کا پتہ ملا ہی وہان سے لوح کا پتہ ملیگا آپکا آنا کس طور پر ہوا گرفتاری کا کیا باعث ہوا عمرو نے سب حال بیان کیا رستم نے کہا کہ بارگاہ مین چلیے والدۂ ماجدہ کو نکالیے مین بھی زیارت سے مشرف ہولوں خواجہ نے کہا کہ عین شادی مین یہ بربادی ہوئی امیر بہت بیقرار ہونگے مین اپنے کو جلد پہنچاؤن ایسا نہ ہو کہ بیقراری مین وہ بھی نکل آئین اور ہفت پیکر کو تلاش ہی کہ امیر کو گرفتار کرین آج یہ بڑا ساحر مارا گیا رستم نے بارگاہ استاد کرائی خواجہ بارگاہ مین آئے ملکہ زہرہ کو مسند پر بٹھایا رستم اندر آئے ملکہ زہرہ کو سلام کیا ملکہ نے سر جھکا کر رستم کی بلائین لین

دعائے جان درازی خواجہ نے اب زہرہ کو بیہوش کیا زنبیل میں رکھ لیا برق کو ساتھ
لیکر طرف لشکر امیر کے چلے رستم اسی وقت لشکر کو تیار کرکے تلاش صحرائے محیط میں روانہ ہوے
عمرو نے دور سے دیکھا کہ اب لشکر جلیل رستم کے ساتھ ہو شان و شوکت طلسم کشائی کی ظاہر ہے
جس مقام پر اُترتے ہیں صحرا آباد ہو جاتے ہیں اس شوکت و شان سے رستم تلاش میں صحرائے
محیط کی جاتے ہیں کہ ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا مگر خواجہ جست و خیز کرتے ہوے پاس امیر
کے پہونچے ارکان فیل ور نے جو خبر سُنی دوڑا ہوا آیا پوچھا کہ خواجہ کچھ اس گم شدہ کا پتہ
ملا عمرو نے کہا کہ کئی ساحر قتل کیے ملکہ کو لیے ہوے آتا تھا راہ میں تو صنحواہ ملا اُسنے ملکہ زہرہ
کو چھین لیا کچھ رہ بیہ دیجیے تو پکڑ لاؤں صاحبقران وارکان سے عمرو نے سلخ خطیر لیے
تب ملکہ کو دیا امیر نے ساتھ زہرہ کے عقد کیا پھر وہی دھوم دھام ہوئی سب کو معلوم ہوا
کہ اورنگ جادو ملکہ کو لے گیا تھا خواجہ اُسکو مار کر لائے امیر نے قلعہ کو اسلام آباد کیا
ارکان سے کہا کہ اب ہم جائینگے ہمیں جانا واجب و لازم ہے نہیں معلوم لندھور
نے کیا آفت برپا کی ہو وہ اُسی طرح بگڑا ہوا ہے اُس سے کون مقابلہ کریگا زور و طاقت میں
اُسکو کوئی جواب نہیں دے سکتا ارکان نے کہا کہ میں بھی ساتھ چلونگا امیر نے
ارکان کو ساتھ لیا ملکہ کو قلعہ ارکانیہ پر چھوڑا ارکان نے اپنی جانب سے قلعہ دار کو
مقرر کیا امیر ارکان کو لیکر مع عمرو طرف لشکر کے چلے یہاں لندھور نے بعد دو ہفتے
کے زخموں سے صحت پائی اپنے فعل پر بہت شرمندہ ہو کہتا ہے کیونکر آقا سے سامنا کرونگا
کیسا صاحبقران سے حجاب ہوگا جب امیر پوچھینگے کہ تمنے ہمارا سر جہر میں مقرر کیا
میں تو عاشق صاحبقران کہلاتا ہوں اُنکو کیا جواب دونگا کہ یکایک آسمان پر برق چمکی
ایک ساحرہ تخت پر سوار سامنے لندھور کے آئی ہمصورت حسین شعبدہ باز کی تھی لندھور
نے جو نقشہ محبوب کا پایا پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے اُسنے کہا کہ ای دارائے ہند میرا
مہ جبین شعبدہ گر نام ہے بہن ہوں حسین شعبدہ باز کی اُنھوں نے فرمایا تھا کہ اگر
موت ہمکو نہ چھوڑے تو تو اے مہ جبین تم پاس ہمارے معشوق کے جانا اپنے ہاتھ سے
ایک جام شراب پلانا یہ کہکے مہ جبین نے گلابی اُٹھائی جام لندھور کو پلایا جیسے ہی

جام لندھور نے پیا مہ جبین نے وہی عہد لندھور سے لیا لندھور نے ہاتھ پہ ہاتھ مار کر
کہا اے مہ جبین تمھاری بہن کے مقدر مین وصل ہمسے نہ تھا فلک نے یہ سامان دکھایا
مگر تمسے جو عہد کرتا ہون اسکو فوراً پورا کرونگا مہ جبین تو رخصت ہوگئی چلتے چلتے عہد
داتون لیا اور کہگئی کہ اے دارائے ہند مین باغ مین اپنے تمکو بلاؤنگی وہان جلسہ
آراستہ ہوگا مگر جو وعدہ کیا ہو اُسمین جلدی کرنا اب خاموش ہو کر نہ بیٹھنا چلتے چلتے
مہ جبین جام تو پلا ہی چلی تھی کچھ ماش کے دانے بھی پھینک گئی بعد جانے مہ جبین
کے لندھور کی بیقراری بڑھی داراب سے کہا کہ دریافت تو کرکہ امیر لشکر مین آئے یا نہین
آئے داراب بصورت مبدل اُس وقت لشکر امیر مین پہونچا کہ مالک و بہرام وغیرہ
تیاریان استقبال امیر کی کررہے ہین تمام لشکر مین یہی چرچا ہو کہ کل آقا لشکر مین آجائینگے
داراب نے آکر لندھور کو خبر دی کہ اے دارائے ہند برق خبر لیکر آیا ہو کہ امیر آتے
ہین چند سردار برائے استقبال امیر گئے ہین لندھور نے اُسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگی
بجے ہرکارے لشکر اسلام کے خبرین لیکر بارگاہ شاہی مین آئے قاسم تیاری چلنے
کی کررہے ہین کہ ہرکارون نے یہ خبر وحشت اثر سُنائی قاسم ٹھہر گئے اور حکم دیا کہ ہمارے
لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے نہین معلوم یہ ہندی اپنے دل مین کیا سمجھا ہو
انشاء اللہ سر میدان ایسی تلوارین مارونگا کہ یہ ہندی پھر کبھی ملکجرامی کا نام نہ لیے اپنے
افعال پر شرمندہ ہو لشکر اسلام مین بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین
چار پہر رات گذر کر جس وقت شہنشاہ سپہر برین نے سپر زرین آفتاب کو پشت پر
لگایا نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیا تیغۂ ضیا حمائل کرکے توسن افق پر جلوہ فرما
ہوا لندھور بصد قہر و غضب سوار ہو کر میدان مین آیا ادھر قاسم سب لشکر کو لیکر
میدان مین پہونچے صفین جمائین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے لندھور
نے ہاتھی میدان مین نکالا پکار کر آواز دی کہ امیر کہان ہین مقابلے مین میرے نہین آتے
اپنے کو چھپایا ہو یا تو کوئی میرے مقابلے مین آئے نہین تو مین خود آتا ہون قاسم نے
قصد کیا کہ مرکب نکالون لندھور سلحشوری کر رہا ہو کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے

دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانون سے آکر ہوپچا مرکب بڑھا کر سامنے لندھور کے
آیا کہا کہ کیون اے لندھور تمنے پاس اپنی لیاقت کا نہ کیا اور میدان مین نکلے امیر کو پکار
رہے ہو میرے مقابلے مین آؤ لندھور نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے کی
سنان پر لیا کہ طبل سکندری پر چوب پڑی سب نے دیکھا کہ امیر آگئے خواجہ بھی ہمراہ رکاب
ہین ارکان بھی تخت پر سوار پشت پر فوج دریا موج نیزے سب کے ہاتھون مین قاسم
نے بڑھکر امیر کو سلام کیا امیر لشکر مین آئے آگے بڑھکر بمرتبہ صاحبقرانی کھڑے ہوے
دیکھا نقابدار نے لڑتے لڑتے یا تو نیزہ نیزے پر روک رہا تھا یا نیزے کو کن دیکر آنکھ پر
فیل لندھور کے مارا یا اور نیزہ ہاتھ سے چھوڑا ہاتھی نے چرخ کھایا نقابدار نے بڑھکر
نیزہ لندھور کا قلم کیا لندھور تو ہاتھی کو سنبھال رہے ہین نقابدار نے فوراً پشت پر
آکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر لندھور زخمی ہوا لندھور ہاتھی سے گرے گرتے گرتے نقابدار
نے چار پانچ ہاتھ اور مارے کہ لندھور خوب زخمی ہوے نقابدار نے آخر کو تلوار گلے پر
لندھور کے رکھدی امیر بیقرار ہوکر پکارے کہ اے نقابدار یہ حرکت بہتر نہین نقابدار نے
ہاتھ کو اپنے ہٹا لیا لندھور کے سر پر ایک قبضہ مار دیا کہ لندھور کے سر سے خون جاری ہوا
نقابدار گھوڑا اڑا کر طرف صحرا کے چلا گیا لندھور کے ملازمون نے آکر لندھور کو اٹھایا
زخمی کو بارگاہ مین لائے زخمہ دوزی ہو رہی ہے کہ آسمان پر برق چمکی لندھور زمین پر پڑے
تڑپ رہے تھے ہرچند کہ زخمدار ہین مگر مہ جبین کے واسطے بیقرار ہین کہ مہ جبین کا
تخت زمین پر پہونچا کہا کہ اے دارائے ہند تمہارے زخمی ہونے کی مجکو خبر ملی مین
تمہاری عیادت کو آئی ہون لندھور نے کہا کہ اے ملکۂ عالم اب امیر آگئے ہین سر میدان
انکو ٹوکونگا پہلے ہی مقابلے مین تمہارا وعدہ پورا کرونگا یہان امیر پلٹ کر جو بارگاہ
مین آئے خواجہ سے کہا کہ خواجہ نقابدار کس لطف سے لندھور کو زخمی کر گیا ذرا جا کر
لندھور کی تو خبر لاؤ خواجہ مین لندھور کے زخمی ہونے سے خوش نہین ہوا نقابدار
نے چاہا تھا کہ قتل کرے جب مین نے منع کیا تب باز رہا خواجہ برائے خبر بارگاہ لندھور
مین آئے دیکھا کہ ایک ساحرہ سے باتین کر رہے ہین بعد تھوڑی دیر کے اس ساحرہ نے

ایک جام شراب کا لندھور کو پلایا اور کہا کہ مین رخصت ہوتی ہون عمرو اُسکے پیچھے چلے
تخت بلندی پر جاتا ہی خواجہ زیر تخت چلتے ہین صحرا مین ایک قصر تھا اُسمین وہ ساحرہ
اُتری عمرو نے گرد قصر چیخ مارا ایک کنیز کسی کام کو نکلی عمرو نے اُسے بیہوش کیا
اُسکو کنارے ڈالدیا آپ اُسکی شکل پر اندر قصر کے آئے دیکھا مہ جبین مسند پر بیٹھی
ہی گرد کنیزین بیٹھی ہین یہی ذکر کر رہی ہی کہ اب امیر آ گئے لندھور اُنسے لڑیگا پہلے ہی
مقابلے مین خاتمہ کردیگا خواجہ سامنے کھڑے ہوے یہ باتین سن رہے ہین مگر حیران ہین
کہ جس کنیز کو مین نے بیہوش کیا اور اُسکی صورت بنا ہون نہین معلوم اُسکا نام کیا ہی کہ ایک
کنیز نے آکر کاندھے پر ہاتھ رکھا کہا کہ ای غنچہ دہن بات کا جواب نہین دیتی خواجہ نے
ہنس کر کہا کہ مین بی بی کی باتین سن رہی ہون خداوند ہفت پیکر اُنکے ارادے کو پورا
کرین مگر مہ جبین کا یہ حال ہی کہ دمبدم جھولی سے کاغذ نکالتی ہی اُسے دیکھکر کھڑی ہو جاتی
ہی کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی عمرو نے بڑھکر پوچھا کہ کیون ای ملکہ عالم کیا انتشار ہی
یہ سنکر مہ جبین نے کہا کہ ای غنچہ دہن کیا بیان کرون خداوند ہفت پیکر نے ایک کتاب
لکھی ہی کہ اُسمین حال آیندہ و گذشتہ ترقیم کیا ہی اُسی کا ورق مین نے نکال لیا ہی خیال
کرتی ہون تو معلوم ہوتا ہی کہ یہ ارادہ میرا پورا نہوگا امیر کی قضا لندھور کے ہاتھ سے
نہین ہی مین اب سحر کرونگی دیکھیے انجام اسکا کیا ہو خواجہ تو قصد کرتے ہین کہ سامنے مہ جبین
کے گاؤن اسکو اپنی جانب متوجہ کرون مگر کوئی محل نہین پاتے مہ جبین اپنی فکر مین ہی جلسہ
آراستہ نہین کرتی خواجہ حیران ہین کہ کیا کرون کیونکر موقع پاؤن مگر مہ جبین کے ساتھ ہر وقت
موجود رہتے ہین لیکن لندھور نے تیسرے دن جب زخم خشک ہوے پھر طبل جنگی بجوایا
امیر نے خبر سنی بڑا افسوس ہی فرماتے ہین کہ ایسا نہو لندھور میرے ہاتھ سے قتل ہو
بچپن کا میرا رفیق ہی نہین معلوم کیا افتاد پڑی کہ میرے مقابلے کا ارادہ کرتا ہی لیکن امیر
نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر
میدان مین آئے لندھور مست ہاتھی پر سوار کھڑا ہوا ہی چاہتا ہی کہ میدان مین نکلون
امیر کو پکارون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک تاجدار نہایت قوی تن قوی من گینڈے

پر سوار ایک عیار طرار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر تین لاکھ فوج میدان میں آکے
پہونچا سلحشوری کرنے لگا پکار کر آواز دی کہ یا صاحبقران منم اخطاسے زرین رخش
فرستادۂ خداوند ہفت پیکر خداوند کا حکم ہو کہ جلد حمزہ کو گرفتار کرکے لاؤ اور دوسرے
یہ کہ تو میرا حریف ہو میری منگیتر ملکہ زہرہ کو لے آیا اس وجہ سے مین کوچ کرکے اپنے
ملک سے آیا قلعۂ سلامت نگار مشہور عالم ہو اور ارکان سے آنکھ ملا کر آواز دی کہ کیون
او ارکان تو نے کچھ میرا پاس نہ کیا تجکو فوراً قتل کرونگا یہ نہ جانتا تھا کہ میرے نوشتے
سے رستم و اسفندیار نے کفن مین منھ چھپایا کوئی پہلوان کبھی میرے مقابلے مین ٹھہر نہ
آیا ایک زمانہ وہ تھا کہ تو نے مجکو درخواست دی اور تصویر معشوقہ کی بھیجی تب مین نے
اس بات کو قبول کیا تھا اگر تو یہ عذر کرے کہ حمزہ نے زبردستی قبضہ کیا تو سکتا تھا جب یہ تھا
کہ تو نے ابدولت کو نامہ لکھا ہوتا مین آکے فیصلہ کر دیتا لاشون سے میدان بھر دیتا یہ
کہکے میدان مین آیا امیر ہی کو پکار رہا ہو امیر نے ارکان سے کہا کہ یہ کیا بیہودہ بکتا
ہو ارکان کو دیکھا کہ کانپ رہا ہو ارکان نے امیر سے عرض کی کہ حضور یہ بڑا پہلوان ہو کہ
اپنے زور بازو پر سلطنت کرتا ہو قلعۂ سلامت نگار وہ مقام خارستان ہو کہ بڑے
بڑے پہلوان وہان رہتے تھے اُن سب کو اسنے زیر کیا اب اسکی عملداری ہو امیر نے کہا
یہ دیوانہ ہو دماغ مین غرور بھرا ہو جب مقابلہ پڑیگا حال کھل جائیگا یہ کہکے امیر نے
اشقر نکالا اشقر اڑا کر سامنے اخطا کے آئے اخطا نے جو جمال بیمثال صاحبقران کو
دیکھا خوب قہقہہ مار کر ہنسا دیکھکر آواز دی کہ او حمزہ ان ہاتھ پاؤن پر تمام دنیا مین تہلکہ
ڈالدیا پہلوانان عالم اپنی صحبت مین تیرا ذکر کرتے ہین کہ حمزہ کے برابر کوئی سپاہی نہین
ہو مگر ہم ایسون سے مقابلہ نہ پڑا ہوگا کبھی کہتا ہو کہ حربے تو کیجیے امیر نے فرمایا کہ ہمارا
یہ دستور نہین جب تیرے حربون سے پروردگار بچائیگا تب مین کبھی حربہ کرونگا اخطا قہقہہ
مار کر ہنسا کہ زمین ہل گئی اور تان کر نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین
نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر تماشا دیکھ رہے ہین امیر نے ایک مقام پر نیزہ کا نچھا
اور گانٹھ کر تھپیڑہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اخطا کے نکل گیا اخطا مثل ابر کے گرجا گرا یا قبضے پر ہاتھ

ڈالا خبردار خبردار کہکے امیر پر برس پڑا امیر نے چوٹین اسکی خالی دین آخر مین اخطا
نے گرتا کے سر پر ہاتھ مارا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اخطا تو اپنے زور کے گھمنڈ مین
تھا ہی لپٹ پڑا اور کہا کہ گھوڑے سے اوترئیے امیر گھوڑے سے کود ے اخطا گینڈے سے
اترا آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ اخطا چھایا ہوا ہی امیر سپر فنون سپہ گری
اسکے زور کو روک رہے ہین جہان پکڑ لاتے ہین اخطا کو عاجز کردیتے ہین دو چار گھسّے ایسے
دیتے ہین کہ اخطا عاجز ہوجاتا ہی جہان پر اخطا امیر کو پکڑ لاتا ہی امیر مثل برق کے چمک کر
نکل جاتے ہین دن بھر اسی طور سے کشتی رہی کہ شہنشاہ زرین پوش شکست خوردہ قلعہ
مغرب مین جاکر چھپا شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان سر پر نیلگون فلک پر
جلوہ فرما ہوا اخطا امیر کو روک کر کھڑا ہوا کہا یا امیر آپ مجھسے خوب لڑے حقیقت مین جیسا
سنتا تھا ویسا ہی پایا لیکن اب جاکر آرام کیجیے کل پھر آکر مقابلہ ہوگا امیر نے فرمایا کہ میرا یہ
دستور نہین روشنی کو حکم دو بدون غالب یا مغلوب نہین پلٹونگا اخطا نے کہا کہ مین رات کو
نہین لڑتا کل فیصلہ ہوجائیگا بدون زیر و زبر واپس ہونگا آج مین نے امتحان کرلیا دو ہی پہر مین
زیر کرلونگا ہرچند امیر نے روکا مگر اخطا گینڈے پر سوار ہوکر طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوگیا
آخر امیر بھی ناچار ہوکر پلٹے آکے بارگاہ مین بیٹھے مگر اخطا نے آکر پھر طبل جنگی بجوایا اور
ایک نامہ لندھور کو لکھا کہ ای لندھور میرے پاس چلے آؤ لندھور فورًا اپنی بارگاہ سے
یہ کہکر اُٹھے کہ مین برائے ملاقات اخطا جاتا ہون یہ کہکر اپنے لشکر سے نکلے لشکر اخطا
مین آئے اخطا در بارگاہ پر کھڑا ٹہل رہا ہی لندھور سے بڑھکر بغلگیر ہوا اور لیکر بارگاہ
مین آیا اپنے پہلو مین جگہ دی کہا کہ ای دارائے ہند مین نے سُنا ہی کہ تم صاحبقران
کے خواہان ہو مین تم سے وعدہ کرتا ہون کہ جب امیر کو گرفتار کرونگا تو تمھارے سپرد کرونگا
یہ کہکر ایک بارگاہ علیحدہ استادہ کرائی اسمین لندھور کو داخل کیا جب لندھور نے
آرام کیا تو اسنے عیار سے کہا کہ ای نہنگ صبار و مین سب کے ظاہر مین یہی کہتا ہون کہ
حمزہ کو زیر کرلونگا مگر قسم کھاتا ہون کہ نصف ملک و مال تجکو دونگا مین نے حمزہ کو کسی
فن مین کم نہین پایا تو جاکر جس طرح بن پڑے ملکہ زہرہ کو لے آ پھر مین حمزہ سے سمجھ لونگا

اور اگر بن پڑا تو مین لیکر معشوقہ کو چلا جاؤنگا نہنگ نے کہا کہ غلام فوراً جاتا ہی اور ملکہ کو لاتا ہی آپ بھی اسکا یہان ہو جلنے آنے مین جو دیر لگے گی وہ ہی دیر ہو ورنہ گیا اور ملکہ کو لایا یہ کہکر نہنگ نے باہتاے عیاری ذات پر آراستہ کیے اور روانہ ہوا پہر رات سے زیادہ نہین آنے پائی تھی کہ یہ قلعۂ ارکانیہ مین پہونچا جس دن سے امیر گئے ہین ملکہ زہرہ بیقرار رہتی ہین اور بیرون قلعہ ارکانیہ اپنے باغ مین رہتی ہین رات بھر بیقراریان دن بھر اشکباریان کبھی بیقرار ہوکر پکارا کہ اے فلک کجرفتار اے گردون غدار یہ کیا کجروی ہی جو تو نے کی۔ نظم

رخ سے پردہ اٹھا دیا کسنے
سر سے پا تک جلا دیا کسنے
ناز و غمزہ سے تو نہ تھا آگاہ
یہ شرف او ہما دیا کسنے
شب کو پی کر شراب مستی مین
آنکھین پھوٹین جگا دیا کسنے

جلوۂ حق دکھا دیا کسنے
اشک کیطرح اٹھ نہین سکتا
چار دن مین بڑھا دیا کسنے
اٹھ نہین سکتا مثل نقش قدم
پردۂ شرم اٹھا دیا کسنے

شعلۂ رخ دکھا دیا کسنے
یون نظر سے گرا دیا کسنے
کسکے صدقے مین مرتبہ پایا
خاک مین یون ملا دیا کسنے
یہی کہہ کے زار روتا ہون

جب کنیزون نے بہت سمجھایا کئی دن گذرے کہ سوئی نہ تھین پلنگ پر جو لیٹین کنیزون نے پیر دبائے پنکھیون کی جھلین ملکہ سو گئین اور یہ نہ جانتی تھین کہ فتنۂ خوابیدہ بیدار ہونے کو ہی نہنگ عیار ایک ضعیفہ کی شکل بنکر در باغ پر آیا محلدار کو سلام کیا محلدار نے پوچھا کہ تو کون ہی ایک پیش خدمت کا نام نہنگ نے دریافت کرلیا تھا عیار ہی باتین بنا کر کہا کہ بی محلدار صاحبہ فلان کے مکان سے آئی ہون محلدار نے کہا کہ باغ مین جاؤ مگر کئی دن کے بعد ملکہ سو گئی ہین جا کر کلام نہ کرنا نہنگ اندر باغ کے آیا اس مقام پر پہونچا کہ جہان ملکہ سو رہی تھین خواصین بھی کئی دن کی جاگی ہوئی تھین ملکہ کے سوتے ہی یہ بھی سو گئین نہنگ برابر چھپر کھٹ کے پہونچا اور پہونچکر ملکہ کو بیہوش کیا بیہوش کرکے پشتارہ باندھا دیوار باغ سے کودا بھاگا تھوڑی دیر کے بعد کنیزون کی آنکھ کھلی باغ مین غل ہوا کہ ارے کوئی ملکہ کو چرا کے لے گیا بیرون باغ ملازمون کو خبر پہونچی پڑانا چوبدار کہ اس حال سے بخوبی آگاہ تھا اس نے

ساتھ والون سے کہا کہ یہ فتور اخطا کی طرف سے پیدا ہوا ایک شتر سوار جا کر صاحبقران
کو اطلاع کرے ورنہ بڑی خرابی ہوگی امیر ہم لوگون پر خفا ہونگے ایک شتر سوار رات ہی کو
روانہ ہوا یہان اخطا انتظار مین عیار کے شب بھر جاگا بارگاہ مین اپنی بیٹھکر رات بسر کی
کہ زنگ کی آواز آئی دیکھا کہ نہنگ آکر پہونچا پہلو مین بارگاہ کے ایک خیمہ خالی تھا عیار
سے کہا کہ اس خیمے مین ملکہ کو اتارو نہنگ نے اُس خیمے مین لاکر ملکہ کو اُتارا عیار تو باہر
چلا آیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اپنی خواصون کا نام لیکر پکارا کسی کی آواز نہ آئی آنکھ کھول کر
دیکھا تو کچھ نہین کہ یہ کیا معرکہ ہے گھبرا گئین چہار جانب دیکھ رہی ہین کبھی دل سے کہتی ہین کہ
مین نے خواب دیکھا کبھی آنکھین ملتی ہین کبھی فرماتی ہین کہ ای غنچہ دہن و ای شمشاد
کہان ہو کچھ آواز میرے کان مین نہین آتی اتنے عرصے مین اخطا نے لباس فاخرہ پہنا
اور ایک قرابہ عطر کا اپنے اوپر انڈیل لیا داڑھی کو پھٹکارتا ہوا اندر خیمے کے آیا پاس
آکر ادب سے بیٹھا کہا کہ ای ملکۂ عالم مین آپ کا غلام ہون آپ کے باپ نے مجھکو فراموش
کیا آپ مجھکو دل سے نہ بھلائیے ملکہ نے منھ اپنا ڈھانپ لیا کہا کہ ای اخطا سامنے سے
ہٹ جا تو نامحرم ہے میری شادی ہو چکی ہے خدا دوسرے کی شکل نہ دکھائے اخطا نے بہت
منت کی مگر ملکہ نے پھر جواب نہ دیا اور منھ ڈھانپ کے رونے لگین امیر صبح کو اٹھکر بارگاہ
مین آ کے فرما رہے ہین کہ یارو مین نے خواب پریشان بمقدمۂ زہرہ دیکھا ہے خدا خیر کرے
کہ خبر آئی ایک شتر سوار دروازے پر آیا ہے امیر نے زہرہ کے باپ کو حکم دیا کہ دریافت
کرو تمھارے ملک سے شتر سوار آیا ہے کیا خبر لایا ہے خدا کرے ملکہ کی خیر و عافیت ہو ارکان
باہر گیا شتر سوار سے جو پوچھا شتر سوار نے رو رو کر سب حال بیان کیا ارکان روتا ہوا
سامنے امیر کے آیا عرض کی کہ حضور عجب معرکہ درپیش ہوا اخطا نے عیار کو بھیجکر ملکہ
کو چرا منگایا امیر کا یہ حال سنکر چہرہ سرخ ہوگیا فرمایا کہ اخطا کچھ دیوانہ ہوا ہے کہ برق
فرنگی سامنے آیا عرض کی کہ ای شہریار استاد کہہ گئے تھے کہ خبرین مفصل لانا اخطا
بارگاہ مین ہے لندھور سے بڑا خفا ملا ہے اخطا نے اپنے عیار کو بھیجکر ملکہ کو چرا منگایا
پہلو سے بارگاہ مین ایک خیمہ ہے اُسمین ملکہ کو اتارا ہے اور منتین خوشامد کر رہا ہے

مگر وہ عاشق جمال حضور انکار کر رہی ہے یہ سنکر امیر اپنے مقام سے اٹھے اور قبضے پر
ہاتھ ڈالا کہا کہ بارگاہ اخطا میں خون کا دریا بہا دونگا یہ ملعون کیا سمجھا ہو اور لندھور
ہماری ذلت کو سن رہے ہین اب مجھے لندھور سے نا امیدی ہوئی آج اُسنے بھی سمجھ لونگا
دیکھون تو میرا کیا کرتے ہین امیر فوراً اشت اشقر پر سوار ہوے طرف لشکر اخطا کے چلے
یہان اخطا بارگاہ مین بیٹھا ہے چند کنیزین بلائین اُنکو حکم دیا کہ تم جا کر سمجھاؤ برق جست و تخیر
کرتا ہوا چلے بارگاہ اخطا مین پہونچا اُن کنیزون مین ملکہ خدمت مین ملکہ زہرہ کی آیا
چپکے سے کہا کہ آپ نہ گھبرائیے امیر آتے ہین جب امیر سوار ہو کر چلے فرہاد خان فوراً
گینڈے پر سوار ہو کر عقب مین امیر کے چلا اتنے جملہ سردار سوار ہو کر چلے ہرکارون نے
جھپٹ کر یہ خبر اخطا کو پہونچائی اخطا نے فوج کو حکم دیا کہ امیر کو باہر روکو یہان تک
نہ آنے پائین تین لاکھ فوج صفین جما کر کھڑی ہوئی کہ نعرہ امیر کی آواز آئی باشیدائی
کافران بیحیا و ای نابکاران پُر دغا سامنے سے ہٹ جاؤ مین کسی کے روکے سے نہ رکونگا
تا بہ بارگاہ اخطا جاؤنگا دو پہلوانون نے جو کہ افسران فوج مین ہین بڑھ کر امیر پر حملہ
کیا امیر نے ایک ضرب مین دونون کو قلم کیا فوج مین در آئے لڑتے ہوے چلے دوسری صف
پر پہونچے وہان بھی یہی واقعہ گذرا امیر برابر کافرون کو قتل رہے ہین صف اول پر
فرہاد خان پہونچا جملہ سردار عجب شوکت سے لڑ رہے ہین کہ ہزارون لاشے گرا دیے
جس مقام پر پہونچے تہلکہ ڈالدیا علم ہاے فوج قلم کیے علمدار بھاگتے پھرتے ہین امیر تیسری
صف پر پہونچے وہان بھی دو افسر پہلوانون کو مارا مار کر صف پر آئے فرہاد خان وغیرہ
دوسری صف پر پہونچے ہنگامہ لڑ رہے ہین فوج اخطا مین صداے فریاد و الغیاث
بلند ہے نقیب نقابت کر رہے ہین صفون مین غل مچاتے پھرتے ہین کہ یارو امیر کو آگے
نہ بڑھنے دو ہر مقام پر گھیر لو لیکن فوج اخطا کی جان پر بنی ہے سب بھاگتے پھرتے ہین
گھوڑون سے منھ کے بھل زمین پر گرتے ہین خون کے دریا بہ رہے ہین جا بجا ہزارون
ترکش پڑے ہین تیر جو زمین سے نکل کر گرے ہین معلوم ہوتا ہے کہ دریاے خون مین مچھلیان
شناوری کر رہی ہین اگر کہین سپر پڑی ہے تو معلوم ہوتا ہے کچھوے نے دریا سے منھ نکالا لشکر

کفار پر شکست اہل اسلام کا بند وبست قاسم و بہرام وجمہور بھی شیرانہ لڑ رہے ہیں۔ دست راستی و دست چپی میں آنکھیں مل رہی ہیں آپس میں ہمچشمی کر کے کافرون کو قتل کرتے ہیں امیر لڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے ہوئے چار صفین کھینں انتظام سبھونکا توڑا ہر صف پر پہونچے کہنی سے خون ٹپک رہا ہے لختے خون کے جسم پر جمے ہوے ہیں لیکن فرہاد خان بھی برابر لپٹا ہوا آتا ہے صدہا پہلوان ضرب شمشیر سے مارے گل ہاے زخم کھل جسم پر کھلے ہوے ہیں مگر کچھ خوف نہیں امیر لڑتے ہوے قریب بارگاہ اخطا پہونچے اخطا کو یہ امید ہے کہ امیر مجھ تک نہ آسکین گے چار سو پہلوان بارگاہ مین جمع ہین سب قوی تن و قوی من سپرین شمشیرین سنبھالے ہوے سامنے اخطا کے لاف و گزاف کر رہے ہیں کہتے ہیں کہ ای پہلوان دوران اگر حمزہ یہان آئے تو بوٹیان اُسکی کاٹ کر پھینک دین امیر در بارگاہ پر آئے گھوڑے سے کودے سواے فرہاد خان کے کوئی برابر نہین پہونچا فرہاد خان بھی گینڈے سے اُترا امیر اندر چلے تھے کہ درگہ سالار نے بڑھ کر للکارا کہ بس اب آگے نہ بڑھیے گا اُسی مقام پر ٹھہریے یہ کہکے امیر پر ہاتھ مارا امیر نے خالی دیکر ہتھکٹی کا ہاتھ مارا کہ ہاتھ درگہ سالار کا کٹ کر گرا درگہ سالار ایک جانب بھاگا کہ برق اُس خیمے سے نکلا امیر سے اشارہ کیا کہ حضور اس طرف تشریف لائیں امیر اُس خیمے مین پہونچے ملکہ زہرہ امیر کو دیکھکر اُٹھین کہا کہ ای شہریار کنیز پر بہت بڑی بدعت ہوئی خدا نے حضور کی صورت زیبا دکھائی امیر نے زہرہ کو گود مین اُٹھایا اشقر کو آواز دی اشقر اپنے آقا کی آواز سنکر سامنے آیا امیر نے زہرہ کو پشت اشقر پر سوار کیا کہا کہ ای اشقر ناموس ہمارا تیرے سپرد ہے تا بہ لشکر پہونچا اشقر نے زبان جنی مین اقرار کیا کہا کہ آقا جب تک جسم مین جان باقی ہے کیا مجال ہے کسی کی کہ قریب آسکے یہ کہکر اشقر زہرہ کو لیکر چلا اب امیر داخل بارگاہ اخطا ہوے اور نعرہ کیا کہ او نامرد تونے یہ کیا حرکت کی کوئی ناموس پر کسی کے دست انداز ہوتا ہے اخطا نے جو امیر کو آتے ہوے دیکھا آواز دی کہ ای پہلوانو حمزہ کو مار لو چہار طرف سے پہلوان امیر پر ٹوٹ پڑے اور ہر طرف سے تلوار پڑنے لگی لندھور دنگل پر بیٹھے ہوے دیکھ رہے ہین ہر چند

کہ امیر نے کئی پہلوان بارگاہ میں بھی مارے گرز اور تیر اسقدر پڑے کہ تمام جسم غربال ہو گیا فوارے خون کے جسم سے نکلنے لگے لیکن جس وقت سے امیر بارگاہ خطا میں آئے ہیں خواجہ عمرو نے بارگاہ مہ جبین میں رنگ جما یا جب گلنے کا رنگ جم گیا تو سامنے مہ جبین کے بیان کیا کہ خدا وند خواب میں آئے کمال علم موسیقی و ساقی گری تعلیم فرما گئے پاؤن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن منھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن کیا مجال کہ کوئی قطرہ گرے یہی قدرت فرما گئے ہین مہ جبین نے خوش ہو کر کہا کہ ارے کلید میخانے کی غنچہ دہن کو دو خواجہ نے کلید پائی میخانے مین پہونچے شراب کو خراب کیا بیہوشی ملا کر گلا بیان درست کین سامنے مہ جبین کے لائے جام پلایا مہ جبین پی گئی اور تعریفین کین کہ ای غنچہ دہن آج تک ہمنے کسی کو اس طرح شراب پلاتے نہین دیکھا سُنا ہی کہ عمرو عیار اسی طرح ساقی گری کرتا ہی خواجہ جُھک جُھک کر سلام کر رہے ہین یہ بھی کہتے جاتے ہین کہ شراب مین بڑے بڑے نقع ہین رنگ نکلے جلالت ظاہر ہو عمر بڑھے لیکن ایک گھونٹ پیجے مہ جبین بڑی تعریفین کر رہی ہی کہتی ہی کہ بڑے فخر کا مقام ہی کہ میری کنیز نظر کردہ خدا وند ہفت پیکر ہوئی اور یہ کمالات تعلیم کر گئے یہ دن کسکو اس طلسم مین نصیب ہوا یہ فخر میرے واسطے ہی کہ قدرت تشریف لائے اور ایسے کمال بتا گئے آواز تو غنچہ دہن کی دیکھو کہ دل پر تاثیر کر رہی ہی ہر تان مین دل پامال ہوتا ہی کیا کیا گٹکریان لے رہی ہی عمرو نے سب کو شراب پلائی کہتے جلتے ہین کہ کئی دن ہوئے قدرت نے اکر نظر کرم کیا مہ جبین کہتی ہی کہ ای غنچہ دہن قدرت سے دعا کر کہ ہمارا سحر پورا ہو لعنہ ہو امیر کو قتل کرے اور امیر ایسے مبہوت رہین کہ اسم اعظم نہ پڑھین اسی رنگ کا مین نے سحر روانہ کیا ہی جب خواجہ سب کو شراب پلا چکے تو محفل مین آکر بیٹھے مہ جبین نے فرمائش کی کہ ای غنچہ دہن خاموش نہ رہو ایک غزل عاشقانہ شروع کرو عمرو نے

بیچ مین بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

تربت پہ ہو چراغ تو چشم غزال کا	غزل	مارا ہوا ہون اک بت وحشی مثال کا
شہرہ ہی عارضی ترے حُسن و جمال کا		خط نکلے پر صفائے رخ پر نور کی کہان

کس کس پری کی شکل مرے دل پہ نقش ہے	رکھتا ہون مین بغل مین مرقع خیال کا
گلشن مین یاد آئی جو چشم سیاہ یار	سوسن کا پھول بن گیا دیدہ غزال کا
چشمک زنی کرین نہ کہین زنار سب جوان	پیری مین عشق خوب نہین خردسال کا

مہ جبین یہ اشعار سنکر مسند سے اُٹھی کہا کہ اے غنچہ دہن قدرت آئے ہین اور کہا یا خداوند لندھور کو امیر پر غالب کیجیے ایسا دام یہ مین نے بچھایا ہے کہ لندھور آٹھ پہر میری یاد مین رہتا ہے صدمات فراق سہتا ہے اب آج حمزہ کو قتل کریگا دل مین چونکہ مزا بھرا ہے گت ناچتی ہوئی اُٹھی چند قدم چلی تھی کہ لڑکھڑا کر گری مہ جبین کے گرتے ہی سب کنیزین اپنے مقام سے اُٹھین اور گرین گر کر بیہوش ہوئین اتو عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کرکے پہلے مہ جبین کا سر کاٹا ادھر تو عمرو نے مہ جبین کو قتل کیا وہان لندھور بارگاہ مین بیٹھا تھا زخم کھانا امیر کا دیکھ رہا تھا کہ یک بیک ہوش درست ہوے ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ اُٹھ کر امیر پر سینہ سپر ہون آقا کو دشمنون سے بچاؤن مگر اخطا کی صحبت روک رہی ہے کہ امیر نے ایک کافر کو مارا اخطا پشت پر امیر کے آیا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا امیر کے تا دوابرو تیغہ پہونچا امیر نے دستانہ مارا لیکن تکان جو پہونچی لڑکھڑا کر گرے تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی عمرو جو مہ جبین کو مار کر بھاگا لشکر مین اُس وقت آیا کہ امیر دربار مین اخطا کے لڑ رہے ہین عمرو سے سب نے بیان کیا کہ اخطا نے ملکہ زہرہ کو جبرا منگوایا اُس غصے مین امیر بارگاہ اخطا مین گئے ہین عمرو جست وخیز کرتا ہوا چلا دیکھا کہ لشکر مین تلوار چل رہی ہے تمام سردار لڑ رہے ہین مگر امیر کی آواز نہین آتی عمرو جست کرکے بارگاہ مین پہونچا راہ مین اشقر کو دیکھا کہ سمون سے جنگ کر رہا ہے پشت پر ملکہ زہرہ سوار ہین خواجہ نے چاہا کہ ملکہ کو اُتارلون اشقر نے روکر زبان جنی مین کہا کہ جا کر آقا کی خبر لو بارگاہ دشمن مین اکیلے جنگ کر رہے ہین عمرو اُس وقت پہونچا کہ امیر چرخ کھا کر گرے ہین اخطا جھپٹ کر سینے پر امیر کے سوار ہوا خنجر کمر سے نکالا گلے پر امیر کے رکھا اُسوقت امیر کی آنکھین گردش کرتی تھین حسرت چہرے سے ظاہر تھی لندھور کی جو آنکھ کھل گئی دیکھا کہ حمزہ چت پڑے ہین اور اخطا نے خنجر گلے پر رکھا ہے

جی مین کہتا ہی کہ ای لندھور ایسا ستم کہین سنا تھا کہ آقا تو قتل ہون اور عاشق بیٹھے
دیکھے اسی محبت مین لندھور اٹھا اختا سمجھا کہ لندھور برائے قتل امیر آتا ہی لندھور
نے قریب اختا کے پہونچکر ایک لات اختا کو ماری کہ اختا منہ کے بھل زمین پر گرا اور
نعرہ کیا کہ باش۔ ای کافران بیحیا و ای نابکاران بیوفا منم عاشق جہان صاحبقران (نظم)
نعرۂ لندھور جزیرہ ہای دریا اگر فتم تا بہ ہندوستان + اگر نامم نمیدانی منم لندھور
بن سعدان + لندھور گرد امیر کے پھرنے لگا اختا نے آواز دی کہ یارو لندھور
کو بھی مار لو اب خیال رفاقت اسکو آگیا اپنے آقا پر جان نثار کر رہا ہی بہتر یہ ہی کہ اسکو بھی
مار کر گرا دو اسنے میرے ساتھ بڑی بے ادبی کی ہین تو حمزہ کو اسی کے واسطے قتل کرتا تھا
خیال ہماری محبت کا بالکل فراموش کیا ہمنے تو اسکے واسطے اتنا بڑا کام کیا کہ عیار
کو تکلیف دی اور یہ پھر اپنے آقا کا دوست ہوا چہار طرف سے اسقدر تلوارین پڑتی ہین
اور اختا نے پہلو پر آکر پشت پر سے ہاتھ مارا کہ لندھور کا سر زخمی ہوا ہر طرف سے
لندھور پر کافرون کا بلوہ ہی صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ لندھور مجھ پر جان نثاری
کر رہا ہی اور ہر مرتبہ آواز دیتا ہی کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدر شناس آپکے
بعد زندگی بیکار ہی قدمون پر آپ کے میرا دم نکلے دیکھنے والے دیکھین کہ آقا کے قدم
عاشق صادق کا سر لندھور پر تلوارین جو بہت پڑین آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا قلب
بھر آیا چرخ مار کر لندھور گرا وہ جو اعتقاد دل مین تھا وہ ظاہر ہوا کہ قدمون پر امیر کے
سر تھا اور ہاتھ سینے پر امیر کے اس وقت عمرو پہونچا اختا چلا کہ لندھور اور امیر کا
سر کاٹ لون عمرو اس وقت اندر آیا کہ دیکھا صاحبقران تو پڑے ہین تلوار ہاتھ سے
چھوٹ گئی ہی اور لندھور کا سر قدمون پر ہاتھ مین قبضۂ تلوار وہی ہاتھ صاحبقران کے
سینے پر عمرو سمجھا کہ لندھور امیر کا سر کاٹنے آیا ہی عمرو نے چاہا کہ جھپٹ کر لندھور کا سر
کاٹون کہ امیر کی آنکھ کھل گئی فرمایا عمرو یہ کیا کرتے ہو اگر لندھور نہوتا تو مجھکو زندہ
نہ پاتے لندھور نے بچایا کہ تمنے زندہ پایا لندھور نے محبت دیرینہ ظاہر کر دی زخمی ہو کر
وہ بھی گرا ہی عمرو نے اختا پر خنجر مارا اختا نے خنجر روکا اپنے کو بچایا عمرو نے پکار کر

آواز دی کہ ای سرداران تہمتن وای جوانان صف شکن جلد دوڑو آقا بیہوش پڑے ہین
دشمن قتل کیا چاہتے ہین جلد آکر بچاؤ جلو خانہ بارگاہ مین فرہاد خان لڑرہا تھا عمرو
کی آواز سنکر اندر گھس آیا دیکھا کہ قریب امیر کے لندھور پڑا ہی اور تلوار ہاتھ مین بڑھا
کہ باپ کا سر کاٹے لون عمرو نے آواز دی کہ ای فرہاد خان باپ کو بچاؤ کفار کا بلوہ ہی
لندھور نے رفاقت قدیم کی کہ امیر کو قتل سے بچایا آپ بھی زخم کھاکر گرا تو فرہاد خان
گرد لندھور و امیر کے پھرنے لگا کئی پہلوان فرہاد خان نے مارے پہلو پر آکر اخطا نے
گرز مارا کہ سر فرہاد خان کا پھٹ گیا چیخ کھاکر گرا اسوقت مالک و جمہور و فرامرز وغیرہ
چالیس سردار لڑتے ہوئے اندر پہونچے دیکھا کہ اکیلا عمرو تینون زخمیون کے گرد پھر
رہا ہی اور شیرانہ جنگ کررہا ہی سردارون نے آکر جنگ کی سرداران ہندوستان
فیل ہیمونہ کو لیکر آئے سردارون نے بلہ دی امیر و لندھور و فرہاد خان کو گود مین
اٹھایا ہودے پر ہاتھی کے ڈال لیا عمرو نے ہاتھی کو ارشیون پریزاد کے سپرد کیا کہ
یہ لندھور کا چھوٹا بیٹا ہی ارشیون جھول ہاتھی کی تھامے ہوئے گرد سرداران ہندوستان
لڑتا ہوا ہاتھی کو لیچلا قاسم و بدیع بارگاہ مین جنگ کرنے لگے قاسم نے جنگ کو
تھاما بدیع نے ستون بارگاہ پکڑ کر ستون کو جنبش دی بارگاہ لہرائی یہ سب جوان
لڑتے ہوئے باہر نکلے ہاتھی کو سرداران ہندوستان لیے جاتے ہین بارگاہ جو گری
کئی سو کا فردبے اخطا کو دکر باہر آیا گینڈے پر سوار ہوا فوج کو ترغیب دی کہ اہل اسلام
کو مارو اس وقت بارہ کوس کے گرد مین جنگ ہو رہی تھی برق شمشیر چمک رہی تھی
مگر عمرو کبھی جست کرتا ہوا قریب ہاتھی کے آتا ہی دیکھ رہا ہی کہ سرداران ہندوستان
انتہا کے زخمی ہوئے مگر ہاتھی کو بچا رہے ہین ہاتھی بھی اپنی سونڈ سے جنگ کر رہا ہے
جسکو پکڑا کھینچ لیا پاؤن کے نیچے مل ڈالا عمرو اس مقام سے بھاگا سمجھ گیا کہ امیر پر
کوئی قبضہ نہین کرسکتا کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا کہ اشقر جنگ کر رہا ہی زہرہ نے پکار کر
کہا کہ خواجہ مجھے تو اشقر نے بچایا جنگ کرتا ہوا یہانتک لایا اب نکال کر لیجائیگا مگر مجھے
سے امیر کی آواز نہین آتی امیر کس طرف ہین دل اندر سے واسطے امیر کے رو رہا ہے

دیکھون کون وقت ہو کہ پھر جمال جہان آرا دیکھون اب تو دل کی عجب کیفیت ہی عمرو نے
جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم خدا تمھارے راج وسہاگ کو بچائے پھر تمکو امیر سے صحبت نصیب ہو
عمرو نے اور چند سردار وعیار اشقر کے ساتھ کیے کہا کہ یارو جس طرح ہو سکے اشقر
کو تا بہ لشکر پہونچاؤ امیر نے سرداروں سے اشقر کو بہتر جانا کہ ناموس کو اسکی پشت پر
سوار کرکے اُسکے سپرد کردیا لیکن دیکھو مرکب وفادار ایسے ہوتے ہین کہ اپنے کو زخمی کرایا
مگر ناموس امیر کو بچایا جب تو امیر نے سرداروں کے سپرد نہ کیا اور مرکب کے سپرد کیا
مرکب لاکھون سے لڑ بھڑ کر کنارے تک آیا ہی اور اب بھی لڑ رہا ہی پشت تک کسی کا حربہ
نہین آنے دیتا عیار جو گرد اشقر کے آئے حقہ ہائے آتشبازی نکالے داغتے ہوے
اشقر کو لے چلے جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی بدیع لڑتے ہوے قریب اخطا کے پہونچے
دیکھا کہ اخطا نے کئی سردار زخمی کیے اور کئی سردار جان سے مارے بدیع الزمان للکار
کر اخطا پر جا پڑے اخطا نے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا
اُلجھا دے سے ہاتھ نکال کر کمر کو بتا کے سر پر ہاتھ مارا تیغۂ طلسمی تڑپ کر گرا اخطا کے دو
ٹکڑے ہوے اخطا کے مرتے ہی فوج کو شکست حاصل ہوئی فوج اخطا بھاگی بدیع الزمان
نے سرداروں کو ساتھ لیکر کئی کوس پیچھا کیا اُن سب نے لاش اخطا کی اُٹھا لی لیکر
بھاگے طرف صحرا کے روانہ ہوے سرداران امیر بہ فتح وفیروزی بیٹھے بارگاہین خیمے
کا فرون کے لوٹ لیے پلٹ کر بارگاہ سلیمانی مین آئے اول امیر کو فرزندان امیر نے
اُتارا جب مسند پر لٹایا اور چاہا کہ امیر کی زخمہ وزی کرین تو امیر نے آنکھ کھول دی اور
فرمایا کہ پہلے لندھور کی زخمہ وزی کرو لندھور نے آنکھ کھول کر کہا کہ مین اس لائق ہون
کہ مجکو قتل کیجیے مجھ سے بڑی نمک حرامی ہوئی عمرو نے تمام حال ساحرہ کا بیان کیا امیر
نے کہا کہ ای لندھور تم سحر مین مبتلا تھے تمھاری خطا نہ تھی خواجہ نے جسوقت اُس ساحرہ کو
مارا اُسی وقت سے تمکو ہوش آیا اگر تم اخطا کو لات نہ مار دیتے تو اُسنے میرا خاتمہ کر دیا تھا
خنجر گلے پر پھیرا چاہتا تھا تمنے وہ جانبازی کی کہ جو عاشقان صادق کرتے ہین جب
صاحبقران نے ایسے کلمے اپنی زبان سے فرمائے تب لندھور کا حجاب دفع ہوا زخمہ وزی

گرائی امیر حمزہ نے زمین کراکے اُٹھے دیکھا کہ اشقر زخموں سے چور چور پشت پر ملکہ زہرہ شیشے بھر
بیٹھی ہے کسی کو اپنے پاس آنے نہیں دیتا امیر نے جب آواز دی تب اشقر قریب آیا امیر نے
پشت سے زہرہ کو اُتارا بارگاہ میں داخل کیا تب زہرہ نے شکریہ امیر ادا کیا صاحبقران
نے زہرہ کے واسطے کنیزیں طلب کیں ملکہ زہرہ مصروف عیش و نشاط ہوئیں کہتی تھیں
خدا نے دشمن کے ہاتھ سے بچایا دشمن خدا نے عیار بھیجکر چرا منگایا خواہان وصل تھا
میں نے کہا جواب دیا کہ قتل کر تجھے اختیار ہے مگر خبردار ہاتھ نہ لگانا کنیزیں دعائیں
دیتے رہی ہیں خوشیاں منا رہی ہیں صاحبقران نے اس فتح کی بڑی خوشی کی اور فرمایا
کہ اب میں طرف کوہ بو قلموں کے جاؤنگا سات دن کا جشن کیا سپہ سالاروں کو بلاکر حکم دیا
طرف کوہ بو قلموں کے کوچ کرو لشکر لیکر صاحبقران طرف کوہ بو قلموں کے چلے
کہ ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جائیگا۔

وہ کچھ داستان شوکت بیان رستم پیلتن کہ طرف صحرائے محیط کے بتلاش لوح چلے ہیں پہونچنا تا بہ صحرائے محیط باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام آتش فشان
کہ ہوں خوش ہمہ ساں والا نشاں
عجب عشق و الفت کے سامان ہیں
کہ اس حال میں ہیں ہزاروں نشاں
چل اے ساقیا آج گلزار میں
کہ ہیں جا بجا آنکھیں ہر دو طرف
ہوئی بلبلوں کو جو گلشن میں یاں
کہ غنچہ ہر اک رنگ سے شگفتہ ہوا
کبھی جو ہوا آگئی لیلے کہاں
ہمیشہ ذکر شیریں پہ مرتا ہے وہ

کہاں تھا ہوں ستم کی اب داستاں
پلا ساقیا جام صہبائے عشق
کہ عاشق ہمیشہ پریشان ہیں
جسے عشق روئے صنم ہو گیا
وہ عاشق ہوں ہر ایک سے جو الگ ہیں
اکھٹے ہیں مجلس چمن دو ہمن
گئیں آپ خود اٹھ کے پھولوں کے پاس
یہاں کبک طائر ہیں چند مجنوں
مری آنکھ سے ہو گئی ہے نہاں
کیا دل نے عشق دمن آشکار

وہ ہے داستان جلالت شعار
کہ قلب جگر میں جگہ لے عشق
وہ جنجال ہے عشق زلف بتاں
اُسے فرط رنج و الم ہو گیا
یہ ہے جوش پر داغ کا رنگ روئے
نکھوں جیسا رنگ حسن چند میں
ہر اک غنچہ گل شگفتہ ہوا
یہاں قیس بیتاب ہے بجے میں
کبھی ذکر فرہاد کرتا ہے وہ
ہمیشہ رہا وہ ذلیل اور خوار

کبھی قیس لیلے کا جویا ہوا | ہوا قیس کو عشق مین یہ کمال
کہ ہر وقت لیلے تھی حسن وجمال | کہ وہ دشمن عیش گویا ہوا
قرین قیس کے آرہی تھی نظر | اسی رنگ مین عمر کی تھی بسر
نہ ظاہر کا گر وصل ظاہر ہوا | وہ باطن کی الفت سے ماہر ہوا
کبھی طائر دشت پاس آتے تھے | وہ لیلی کا مژدہ سناجاتے تھے
کبھی شیر صحرا سے صحبت رہی | غزالان صحرا سے الفت رہی

ثمر داستان مرصع نگار | لکھو جلد آئی ہی فصل بہار

چہرہ دلفت نوردان وادی بیباکی وطے کنندگان مراحل چستی وچالاکی اس داستان شوکت بیان کو صفحۂ قرطاس پر یون تحریر وتسطیر فرماتے ہین۔ شعر سخن سنج غواص دریاے ہوش چنین ریخت گوہر بداماں گوش * رستم پیلتن خواجہ کو قید سے چھڑا کے طرف صحرا ے محیط کے روانہ ہوے محیط بیمان شکن اپنے قصر مین رونق افروز ہی انیسین جلیسین جمع ہین کہ آسمان سے طائر کی آواز آئی دیکھا ایک طائر ہفت رنگ آسمان سے اڑتا ہوا آیا کاندھے پر آکے محیط کے بیٹھا گلے مین طائر کے ایک نامہ بندھا تھا محیط نے نامہ کھول لیا اسکو جو کھول کر پڑھا طرف سے ہفت پیکر کے مرقوم تھا کہ اے محیط طلسم کشا نے تیرے صحرا کے جانب رخ کیا جلد روکنے کی تدبیر کرو ورنہ بہت پریشان ہوگی قدرت تو بھاگ کر طلسم باطن مین چلے جاینگے تم لوگ تباہ وبرباد ہوگے لیکن آگاہ ہو کہ کلاہ ہفت گوشہ وتیغہ ہفت جوہر وزرہ ہفت جوشن طلسم کشا کو مل چکے سحر اسپر تاثیر نہین کرتا غیر ساحر کو روانہ کرو کہ جو طلسم کشا کو گرفتار کرلائے محیط نے نامہ کو پڑھ کر جواب لکھا کہ یا خداوند نہ گھبرائیے اگر طلسم کشا ہزار فوج لیکر آئیگا جب بھی مجھ تک نہ آسکیگا یہ لکھکر وہی نامہ گلے مین اسی طائر کے ڈالدیا طائر نامہ لیکر اڑگیا محیط نے ایک محبت نامہ استحقاق اژدر سوار کو لکھا کہ طلسم کشا ہم تک آنے کا ارادہ رکھتا ہی جاکر راہ مین گرفتار کرکے ہمارے پاس روانہ کردو جو مناسب وقت ہوگا وہ کیا جائیگا استحقاق اپنے بنگلے مین بیٹھا تھا یکتائی کا دم بھر رہا تھا کہ ایک ساحر نے آکر نامہ دیا نامہ کو پڑھکر استحقاق ایسا چیخا کہ تمام جنگل گونج گیا ساٹھ ہزار جوان سامنے حاضر ہوے عرض کی کیا حکم ہی اسنے کہا کہ رستم فرزند حمزہ بارادہ طلسم کشائی اس طرف سے جائیگا فوج تیار کرو مابدولت کوچ

کرینگے تاکہ وہ بھی واقف ہو کہ صحراے محیط میں ایسے ایسے پہلوان رہتے ہین شاید خوف کھاکر پلٹجاے یہ جو اسنے کہا ایک ہنگامہ جنگل میں پڑ گیا فوجین آنے لگین تھوڑے عرصے مین تین لاکھ فوج جمع ہو گئی استحقاق بھی اپنے مقام سے چل کر کے اٹھا گینڈے پر سوار ہوا جنگلی فوج لیکر چلا ادھر شاہزادے کو تیسری منزل ہو صحرا مین اترے ہوے ہین صحراے دل شاد اس صحرا کا نام ہو صبح کا وقت ہو ارادہ ہو کہ سوار ہون ناگاہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا آگے آگے ایک پہلوان دیو خصال گینڈے پر سوار پشت پر تین لاکھ فوج نوبت نقارے بجتے ہوے سامنے سے نمایان ہوا اور پکار کر آواز دی اے رستم اب آگے نہ بڑھنا رستمی تمہاری یہین تک تھی بس اب اس صحراے دل شاد سے رستمی کا خاتمہ ہو یہ کہکر گینڈے سے اترا بارگاہ میں داخل ہوا ہمراہیون سے کہتا ہو کہ محیط نے بھی مجھے کس سے لڑنے کو بھیجا یہ تو معشوق وضع ہو لیکن اگر بھاگ جاے تو بہتر ہو ملکہ نے لکھا تھا کہ اسنے تحفہ جات حاصل کیے تحفجات ایسے کہان رکھے تھے جو یہ اٹھا لایا اور طلسم کشائی کرتا پھرتا ہو یہ غرور دماغ مین سمایا کہ اس صحرا کا ارادہ کیا اگر تم سب کی صلاح ہو تو مین کہلا بھیجون کہ جو گذرا وہ گذرا اب اس ارادے سے باز آؤ اور یہان سے پلٹجا سب نے کہا یہ حضور کی رحمدلی ہو جو آپ ایسا ارشاد فرماتے ہین ورنہ اسکے لشکر کا تباہ کر دینا کتنی بڑی بات ہو اشفاق اژدر در استحقاق کا بھائی اپنے مقام سے اٹھا کہا آپ نامہ لکھیے مین جا کے اسکو پھیر دونگا استحقاق نے نامہ لکھکر اپنے بھائی کو دیا یہ نامہ لیکر گینڈے پر سوار ہوا طرف لشکر رستم کے چلا جب لشکر مین آیا جا بجا خیمون مین ساحرون کو اترے ہوے دیکھکر دنگ ہو گیا دل مین کہتا ہو یہ ساحر اسے کیونکر دستیاب ہوے ہین جہلال کش و آفتاب فلک سیر وغیرہ اپنے اپنے خیمون مین بیٹھے ہین ساز بج رہا ہو پانی برس رہا ہو کہین کیچڑ کا نام نہین حیران و پریشان یا تو ارادہ تھا کہ لشکر مین جا کر بدعت کرونگا یا سر جھکا ئے ہوے ان مقامون سے نکلا دربارگاہ رستم پر پہونچا دروگہ سالار سے کہا ہماری خبر کر دو کہ استحقاق نے ایلچی بھیجا ہو دروگہ سالار نے جا کر عرض کی رستم نے کہا ایلچی کو کیون روکا دروگہ سالار نے جا کر حکم دیا اشفاق گینڈے سے کود ا جہلال و آفتاب اسکے استقبال کو در بارگاہ پر آئے یہ اور زیادہ بھولا رستم نے حکم دیا جتنے سردار کو

ساحر ہمارے لشکر مین ہین اسوقت باہر ٹھہرین سب سردار حکم پاتے ہی باہر جلو خانے
مین آکر ٹھہرے اشفاق اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ بارگاہ لقا وزرا افسران سے معمور ہی رستم
مقام صدر پر بیٹھے ہین جیسے ہی اشفاق سامنے آیا رستم نے تعظیم کی اشفاق سمجھا کہ
طلسم کشا مجھسے دبا دنگل پر آکر بیٹھا رستم نے ساقی بچے کو حکم دیا ساقی نے جو جام دیا اور
زیادہ مبہوت ہوا نامہ سر سے کھول کر رستم کو دیا رستم نے نامہ پڑھا پڑھکے جواب جنگ لکھا
اشفاق نے کہا اے رستم ہمارے افسر نے تمپر بڑا رحم کیا جو تمکو ایسا کچھ لکھا تم جواب جنگ
دیتے ہو استحقاق وہ پہلوان ہے کہ جسکو قدرت نے اس مقام پر مقرر کیا صحرائے دلشاد سے
تا بہ طلیقہ زر ریز ہمارے افسر کی عملداری ہی اس راستے سے نہ جانے پائیگا رستم نے کہا
اب تو تمہارے افسر صاحب آئے ہین مقابلہ پڑیگا حال کھلیگا اور ہم راستہ کہ اصل مین ہے ہم تو
اسی راہ سے جائینگے اشفاق نے جھلا کے جواب دیا ہم لوگون کے ہاتھون مین کیا مہندی لگی
ہی ہمتو نہ جانے دینگے رستم نے کہا کہ کل حال کھل جائیگا اشفاق نے کہا ہم تمکو ابھی لے چلینگے
رستم نے کہا ہم تو نہ جائینگے اشفاق نے ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑلون رستم نے ایک تھپکی ماری
اشفاق بہت جھلایا تلوار کھینچکر اٹھا کہا سر کاٹ لونگا اب پناہ نہ دونگا یہ کہکے تلوار کا ہاتھ
مارا رستم نے وار بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک جھٹکا مارا کہ اشفاق منھ کے بل جھکا
کھسیانا ہو کر بیٹھ پڑا رستم نے اکھیڑ ماری کہ زمین پر گرا آپ پھر اپنے دنگل پر آبیٹھے لاحول
پڑھنے لگے اشفاق زمین پر پڑا ہوا ہی آنکھین کھولتا ہی رستم کو دیکھکر بند کر لیتا ہی رستم نے
کہا اے اشفاق جا مین اپنے فعل پر خود نفرین کر رہا ہون اب کچھ نہ کہونگا جھاڑ پونچھکر
اشفاق اٹھا طرف دربارگاہ کے چلا گینڈے پر سوار ہو کے ساتھ والون کو ہمراہ لیا طرف
اپنے لشکر کے چلا استحقاق بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ خبر پہونچی اشفاق آتا ہی مگر گھبرایا ہوا
استحقاق نے کہا بھائی صاحب سے پوچھو مزاج کیسا ہی مین آپکی پریشانی سنکر نہایت ملول
ہون جلد تشریف لائیے اشفاق گینڈے سے کود کر استحقاق کے سامنے آیا اسنے
پوچھا بھائی صاحب آپ کچھ ملول معلوم ہوتے ہین اشفاق نے کہا بھائی صاحب طبل جنگی
بجوائیے طلسم کشا کو سزائے معقول دیجیے مین نے صرف اتنا ہی کہا تھا کہ آپ

صحراے محیط کی طرف نہ جائیے کہ دس آدمی میرے لپٹ گئے مین نے کچھ نہ کہا فوراً چلا آیا
سرمیدان طلسم کشا سے سمجھونگا میرے ہاتھ سے کیونکر بچینگے استحقاق کو یہ سنکر بہت ناگوار ہوا
کہا ابھی طبل جنگی پر چوب پڑے سمک نے رستم کو خبر کی کہ اشفاق نے جاکر بڑا فساد اُٹھایا
طبل جنگی بجوایا ہی رستم نے کہا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے جو کچھ کہ نقاش ازل و کاتب
قسمت نے صفحہ پیشانی پر لکھا ہی وہی پیش آتی ہی ناحق کی پریشانی ہی اُسی وقت یہان بھی طبل جنگی
پر چوب پڑی دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین رستم نے دیکھا کہ آفتاب طلاے پر
جانے کی تیاریان کر رہا ہی رستم نے پوچھا کیا سبب ہی جو طلاے پر جانے کی تیاری کر رہے ہو عرض کی
حضور کے طلایہ دینے کا روز تھا چونکہ کل میدان کارزار ہی اسوجہ سے غلام تیاری کر رہا ہی رستم
نے کہا سال بھر کے بعد یہ دن آتا ہی ہم کیون تامل کرین ہر چند آفتاب و جلال نے عرض کی حضور
نہ جائین غلام تو موجود ہین رستم نے نہ مانا سمک کو حکم دیا کہ تم بھی تیار رہو سال بھر بعد ایک دن
یہ پڑتا ہی کہ اپنے رفیقون کی خدمت کرتے ہین لہذا آج کا دن خدمت سرداران نامی کا ہی کہ خود طلایہ
دیتے ہین کیونکر ہوسکتا ہی کہ ہم اس سعادت سے محروم رہین ضرور خدمت کرینگے سرداران با توقیر
دعائین دینے لگے عرض کی کہ آپ ایسے افسر کی کون دل و جان سے اطاعت نہ کرے جری بہادر
جنگ اپنے ذمے لیتے ہین سردارون کو تکلیف نہین دیتے ہوسکتا ہی کہ ایسے آقا کی بدل و جان
اطاعت نہ کرین رستم سوار ہوے طلایہ پر آئے بازار برازان مین سوار و پیدل چھوڑے آپ بڑھکر لشکر
کے آگے کھڑے ہوے کہ لشکر دشمن شاید قصد شبخون کرے کبھی آگے بڑھ جاتے ہین کبھی پھر لشکر
پر آتے ہین قضاے کار اُسطرف طلایہ پر اشفاق تھا اُسنے جو خبر سُنی کہ رستم خود طلاے پر ہین اور
یہ بھی خبر سنی کہ صرف عیار ساتھ ہی دس ہزار سوار اسکے ساتھ ہین سوارون سے کہا یارو ہوسکتا ہی
کہ رستم اکیلے کھڑے ہین بلوہ کرکے گرفتار کرلو سب نے کہا کہ ہمین کیا عذر ہی اگر چاہین دس آدمیون
سے گرفتار کرلین نہ کہ دس ہزار یقین ہی رستم دیکھکر بھاگین وہ بھاگینگے ہم گرفتار کرلینگے اشفاق نے
دس ہزار سوارون کو حکم دیا رستم نے دیکھا وہ نامرد جو برسم ایلچی گری آیا تھا اپنے لشکر کے
سوارون کو میری گرفتاری کا حکم دے رہا ہی گھوڑے کو بڑھایا بڑھکر نعرہ کیا۔ نعرہ رستم پیلتن

ارشد اولاد امیر عرب ✤ کیست علمشاہ و رستم لقب ✤ دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور ✤

کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور رہا نعرہ کرکے مرکب بڑھایا اور جا پڑے تلوار کھینچی دس ہزار کی کیا یہ حقیقت سمجھتے ہیں لاکھوں میں اکیلے لڑتے ہیں جو سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا کئی جوان مار کر گرا دیے عیار ایسا کہ جو پشت شاہزادے پہ آیا اُسکو خنجر مارکے گرا یا کئی جوان جو پشت پر مارے اب کوئی پشت پر نہیں آتا رستم لڑتے ہوئے برابر اشفاق کے پہونچے للکار کر آواز دی او نامرد تو فوج کو ترغیب دیتا ہے خود سامنے نہیں آتا لشکر میں آکر وہ تجھپر گذری اُسکا عکس بیان کیا اب یہان احوال کھل جائیگا اشفاق نے بڑھکر فوج کے بھروسے پر ہاتھ تلوار کا مارا اور آواز دی ہان یارو گھیر لو اس جوان کو مار لو سوارون کا شاہزادے بلوہ ہوا اشفاق سے مقابلہ نہین کرنے دیتے رستم کئی سوارون کو مار کر قریب پہونچے اشفاق کے ہاتھ مارا کہ اشفاق کے دو ٹکڑے ہوئے اسکا مارے جانا تمام سوار و پیدل بھاگے رستم اہل طلایہ کو شکست دیکر بہ فتح و فیروزی پلٹے ستارہ سحری آسمان پر چمکا تھا کہ استحقاق بارگاہ سے مسلح ہوکر نکلا دیکھا کئی سو لاشے جابجا پڑے ہیں اشفاق کا لاشہ دیکھکر بہت جھلایا پوچھا یارو یہ کیا معرکہ ہوا سب نے بیان کیا کہ رستم سے مقابلہ پڑگیا رستم کے ہاتھ سے مارا گیا استحقاق نے کہا ارے تم دس ہزار تھے اکیلے نے سبکو مارا سب نے عرض کی وہ بلا کا شمشیرزن ہے کئی قسم اُسنے مارے اشفاق کو للکارا ہر چند اشفاق نے کہ وہ کوشش کی مگر کچھ زور نہ چلا ایک ہاتھ میں رستم نے دو پرکالے کیے ہم لوگ آخر بھاگے استحقاق نے کہا اب میں اپنے بھائی کا عوض لونگا اُسی کو ٹکڑے کرونگا یہ کہتا ہوا لشکر کو لیکر میدان کارزار میں آیا اُدھر سے لشکر رستم پہونچا شاہزادے نے ساحرون کو الگ کر دیا ساحر کھڑے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ اگر آقا ہمکو حکم دیتے تو ہم انکو مار لیتے دو ہی گولون میں لشکر کا خاتمہ تھا مگر آقا نہیں مانتے آفتاب فلک سپہر و جھلال وغیرہ دور جاکر ٹھہرے یہان نقیبون نے نقابت کی فوج کو ترغیب دے رہے ہیں افسرون سے آنکھیں ملاکر یہ اشعار عبرت پڑھ رہے ہیں۔ نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا	نہ سکندر رہا نہ آئینہ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے	کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی اسی منزل میں ہوئے	گرد اُٹھتے کبھی دیکھی نہ سُنی بانگ درا

کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہو نخل ماتم
لیے پھرتی ہو صبا دوش پر آج اُنکا غبار
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین
راحت سے بسر ہوئی کہ ایذا گذری
اے کنج لحد کے رہنے والو افسوس

رباعی

جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
کف افسوس ہر اک برگ ہو اس گلشن کا
جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
اے مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا
کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
کس سے پوچھین کہ تمپہ کیا کیا گذری

اس طرح کے اشعار نقیبون نے پڑھے کہ پہاڑ جھومنے لگے یہی قصد ہو کہ دشمن پر جا پڑین لڑین بھڑین نام پیدا کرین استحقاق نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان مین آکر خوب غل مچایا اور پکار کر آواز دی اے رستم اب تک تو حال معلوم ہو میرے بھائی کو جلاے یہ مارا فوج نے دل ہی نہ کی ورنہ بچ کر نہ جا سکتے رستم نے قصد کیا کہ مرکب اپنا بڑھاوے کہ صحرا سے گرد اڑھی دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانون سے آکر پہونچا پہلوان دیو خصال کو جو میدان مین دیکھا ایک طرف لشکر کو روکا مرکب بڑھا کر مقابلہ مین استحقاق کے آیا پکار کر آواز دی رستم کو کیا پکارتا ہو پہلے ہمسے تو مقابلہ کر اسنے دریافت کیا آپ کون ہین نقابدار نے جواب دیا ملک الموت جان کا لینے والا نیزہ و بارچہ بر تلوار کی فوراً نام مردان عالم کا کھل جاتا ہو بس اب حربہ کر استحقاق نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا بند رہو ین طعن مین نقابدار نے نیزہ استحقاق کا نکالا استحقاق نے غصہ مین آکر تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا تلوار کھینچکر ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر کمر کو بتایا اور سر پر ہاتھ مارا استحقاق کے دو ٹکڑے ہوے فوج والون نے جو اپنے سردار کو کشتہ پایا نقابدار پر دوڑ پڑے نقابدار بارہ ہزار سے تین لاکھ پر جا پڑا تین لاکھ کو تلوار کے نیچے رکھ لیا جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے بارہ ہزار جوان شیرانہ لڑ رہے ہین تھوڑے ہی عرصہ مین میدان کارزار سے کل فوج کے پاؤن اُٹھا دیے لاشون

کے انبار لگا دیے افسران فوج نے فوج کو ترغیب دیکر نقابدار پر بلوہ کیا رستم نے جو دور سے دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش پر انتہا کا بلوہ ہی تاب نہ آئی گھوڑے کو اڑاکر جا پہنچے لڑتے بھڑتے قریب نقابدار کے پہونچے فرمایا اے بہادر ماشاء اللہ نقابدار نے سلام کیا رستم نے دعاے جان درازی دی اور کہا کہ تمھاری شمشیر زنی دیکھکر حوصلہ دوچند ہوا کہ بارہ ہزار سے تین لاکھ پر آپڑے خوب لڑے فوجین پامال ہوئین لالان کوہ پیکر سپہ سالار کل لشکر کا ہی فوج کو ترغیب دے رہا ہی شاہزادے کو للکارا یہ چلے تھے کہ نقابدار نے آواز دی آپ کیون تکلیف فرماتے ہین چھوٹون کے سامنے بڑون کو تکلیف فرمانا کیا ضرورت ہی یہ کہکے مرکب بڑھایا لالان پر جا پڑا لالان نے نقابدار پہ وار کیا نقابدار نے جھکائی دی اور ایک ہاتھ تلوار کا مارکہ لالان کے دو ٹکڑے ہوے نقابدار نے عرض کی کیون حضور آپنے ملاحظہ فرمایا کہ مین نے اس مغرور کو کس طرح مارا شاہزادے کو یہ کہنا نقابدار کا بہت ناگوار ہوا فرمایا ای نقابدار تمکو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی نقابدار نے کہا مردان عالم کیا کسی مقام پر رہجاتے ہین یون ہی زور بازو دکھاتے ہین نقابدار و رستم سے تکرار ہونے لگی نقابدار نے رستم سے کہا مین آپ سے سب طرح موجود ہون رستم نے تلوار کے قبضے پہ ہاتھ ڈالا نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پہ روکا دو چار وار ردوقدح کے ہوے تھے کہ شاہزادے نے بڑھ بچاکے کلائی پر نقابدار کی ہاتھ ڈالدیا نقابدار بھی لپٹ پڑا دونون جدا گھوڑون سے کودے نقابدار و رستم مین کشتی ہونے لگی یہان تک کہ شاہزادے نے زیادتیان کرنا شروع کین نقابدار عاجز ہو رہا ہی الجھ الجھ کے لڑ رہا ہی دونون فوجین کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہین قضاے کار نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید ہر دم جلوہ فگن رہتا ہی صحرا مین شکار کھیل رہا تھا کہ اسکے عیار نے خبر دی اے شہریار رستم و نقابدار مرصع پوش سے مقابلہ ہو رہا ہی شاہزادے زیادتی کر رہے ہین نقابدار مرصع پوش عاجز ہو رہے ہین نقابدار زرین پوش نے یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی مرکب اپنا بڑھایا اس مقام پر آیا جہان یہ دونون شیر دلیر لڑ رہے تھے قریب آکے نعرہ کو شگاف کیا کہ دونون جھجک کے ہٹے نقابدار زرین پوش بیچ مین آیا داہنا ہاتھ سینے پہ رستم کے رکھا

اور بایان سینے پر نقابدار مرصع پوش کے رکھا اور کہا یارو یہ کیا حرکت ہو آپس مین لڑتے
ہو اگر انکا افسر نہ مارا جاتا اتنی دیر مین تمہر وباد ڈالتے آخر آپس مین تکرار کا ہے کی ہے
شاہزادے نے بیان کیا کہ استحقاق کو مار کر یہ بلبلانے لگے مجھسے نہ دیکھا گیا زرین پوش
نے کہا ہو مرصع پوش تھے ایک پہلوان مارا انکا لقب رستم ہو ایسے ایسے ہزارون پہلوان
انکے ہاتھ سے مارے گئے مجھے تعجب ہو کہ تمھارے انکے مقابلہ ہوا کفار بھاگ گئے اگر استحقاق
زندہ ہوتا ضرور فساد بڑھتا اب تم کیا چاہتے ہو نقابدار مرصع پوش نے کہا مین صاحبقران
سے مقابلہ کرونگا زرین پوش نے کہا مرحبا صد مرحبا یہ دل مین گھمنڈ ہو جب صاحبقران سے
وعدہ کر چکے تو لشنے لڑنے کی کیا ضرورت ہو طرف سے صاحبقران کے مین موجود ہون مجھسے
مقابلہ کیجیے مرصع پوش نے کہا اگر صاحبقران کو زیر کیا تو بہانے صاحبقرانی بھی
لے لونگا نقابدار زرین پوش نے کہا میرے پاس بھی اشیاے نادرہ موجود ہین اگر مجکو زیر
کیجیے یہ اشیاے نادرہ لے لیجیے اور اگر شاید مین زیر کرون تو میری اطاعت کیجیے غرضکہ نقابدار
مرصع پوش اور رستم سے زرین پوش نے مصالحہ کرا یا مرصع پوش پشت مرکب پر سوار ہو کے
اپنے ساتھ والون کو ہمراہ لیا طرف صحرا روانہ ہوے اب زرین پوش رستم کے ساتھ ہے
شاہزادے سے کہا آپ اپنے کار ضروری مین مصروف ہوجیے مین بھی وقت پر آؤنگا مراد اس
تحریر سے یہ ہو کہ شاہزادے اسی مقام پر اتر پڑے اور زرین پوش رستم سے رخصت ہوا اور
صحرا مین جا کر مصروف شکار ہوا رستم جو بارگاہ مین آئے جلال وغیرہ سے ذکر کیا کہ یارو ہمارے
قبلہ وکعبہ کے مقابلے مین بہت سے نقابدار آئے مگر جو اسباب شوکت اس زرین پوش کو ممکن ہے
کسی نے یہ اسباب نہین پایا دیکھیے کیا گذرتی ہو ہر چند کہ ہمارے قبلہ وکعبہ مؤید من اللہ ہین مگر
یہ نقابدار بلاے روزگار ہو خیر اب آج شب کو تو اسی صحرا مین رہو کل کوچ کرینگے لیکن بلا بان
استحقاق جو لاشہ اسکا لیکر بھاگے تو ایک صحرا مین جا کر پہونچے وہان ایک قلعہ ہو جسمین
ایک پہلوان رہتا ہو نہایت زبردست خراج گزار ہفت پیکر اسنے جو بالا نے قلعہ سے
دیکھا کہ ایک لشکر میرے صحرا مین آکر اترا قلعہ سے باہر نکل آیا حال استحقاق سنکر بہت
جھلایا کہا کہ گو میرے نام حکم خدا وند نہین آیا مگر مین جا کر رستم کو پھیر دونگا لاشہ استحقاق کا

جلوا دیا فوج استحقاق کو ساتھ لیا اور اپنے قلعہ سے تیس ہزار جوان ساتھ لیکر بہ ارادہ جنگ
رستم نکلا لیکن ہمراہیان استحقاق راہ مین سمجھاتے ہین اور حال زور رستم سناتے ہین کہ شفاق کو
ملاے برمار نقابدار نے استحقاق کو قتل کیا میلان مردم در اس پہلوان کا نام ہو جواب
دیتا ہو کہ مین تدبیر سے مقابلہ کرونگا عیار میرا محکوم تیزرو بلاے روزگار ہو اُس سے
پکڑوا لونگا یہ کہتا ہوا صحرا مین آکر اُترا کو سامنے روشنی دیکھی دیکھا ایک لشکر اُترا ہو عیار کو
حکم دیا دریافت کرو یہ لشکر کسکا ہو عیار نے دریافت کیا معلوم ہوا نقابدار مرصع پوش کا لشکر ہو
عیار نے خبر دی کہ اُسی نقابدار کا لشکر ہو جسنے استحقاق کو قتل کیا میلان نے کہا اے محکوم نقابدار
کو جرا لا عیار چلا لشکر مین نقابدار کے آیا دریافت کرنے لگا کہ بارگاہ نقابدار کی کونسی ہے
عیار نقابدار کا بازار مین پھر رہا تھا شاگرد نے خبر دی کہ ایک شخص ابھی بارگاہ نقابدار دریافت
کرتا تھا عیار تو بلاے روزگار ہو یہ سنتے ہی سمجھ گیا کہ کسی کا عیار آیا ہو آگے بڑھ کر آواز دی اے برادر
ٹھہر جاؤ محکوم ٹھہرا عیار نقابدار قریب آیا پوچھا کیون بھائی بارگاہ نقابدار کسواسطے پوچھتے ہو
عیار نے کوئی بات دلمین نہ تجویز کی تھی جواب دیا کہ شوکت نقابدار سنکر مشتاق ملازمت ہوا کہ
جسنے استحقاق ایسے جوان کو مارا عیار نقابدار نے کہا چلو مین سامنا کرا دونگا مین اُس شہریار کا
عیار ہون یہ کہکے محکوم کو ساتھ لیکر ایک خیمہ کی آڑ مین آیا کہا آگے چلو جیسے ہی عیار نے قدم
بڑھایا عیار نقابدار نے حلقہ ہاے کمند مارے محکوم نے سبک ہوکر جست کی حلقون سے
نکلا عیار نقابدار نے تیغ کھینچکر محکوم پر جا پڑا محکوم سے پیچھے ہٹنے لگا عیار نقابدار نے جھکائی
دیکر پنجہ مار کر سر کٹ کے محکوم کا گر پڑا عیار نے شاگردون کو حکم دیا کہ لاشہ اسکا بیرون لشکر
پھینکدو یہان جب عرصہ ہوا تو میلان گھبرایا محکوم کا بھائی زنار صبا رفتار اسکو بلا کر
کہا کہ تیرا بھائی براے گرفتاری نقابدار گیا تھا عرصہ ہوا کہ نہین ملتا ذرا بڑھکر خبر تو لے زنار
چلا جنگل مین آکر بھائی کا لاشہ دیکھا لاشہ اُٹھا کر سامنے میلان کے لایا کہا بھائی صاحب
مارے گئے عیار نقابدار بلاے روزگار ہو مین سمجھ گیا کہ اُسنے پہچانکر اسکو مارا اب مین جاکر
نقابدار کو لاتا ہون یہ کہکر زنار چلا لشکر نقابدار مین آیا ایک دوکاندار سے بارگاہ نقابدار
دریافت کر لی پشت بارگاہ پر آیا ایک مقام پر کوڑا پڑا تھا کوڑے کی آڑ پکڑ کے نقب کھودنا شروع

چلا چہرہ نقب کا بارگاہ نقابدار مین توڑا دیکھا کہ بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ ہی
شمعہاے مومی وکافوری کو گل کیا ایک شمع روشن رہنے دی کہ ایسا ہوا اندھیرے مین یا نگاہ
کسی طرف پہ پڑجاے کہ کم ظرفی ثابت ہو یہ تدبیر کرکے برابر پلنگ نقابدار کے آیا دیکھا نقابدار
پڑا سو رہا ہی خیال مین آیا کہ اسکو دیکھ تو لون کہ یہ کون شخص ہی جسنے استحقاق ایسے پہلوان کو
مارا کیفیے سے بیہوشی نکالی ایک ہاتھ سے نقاب الٹی جیسے ہی نقاب چہرے سے ہٹی معلوم ہوا
کہ آفتاب نکل آیا زنار تھرا گیا اپنے کو ضبط کرکے بیہوشی برابر دماغ کے لگادی نقابدار بیہوش
ہوا زنار نے پشتارہ نقابدار کا باندھا اُسی طرح نقب سے لیکر نکلا جنگل کا رستہ لیا ایک صحرا مین
اسکو صبح ہوگئی اب سوچا کہ دو کوس جڑھکر اپنے لشکر مین چلون ایسا نہو سامنے سے کچھ فتور پڑے
یہ سوچ کر ایک جانب بھاگا یہان عیار نقابدار بازار مین پڑا سو رہا تھا خواب پریشان دیکھکر
اُٹھا سوچا کہ نقابدار پر کوئی اُفتاد پڑی یہ سوچتا ہوا قریب بارگاہ نقابدار کے آیا نگہبانون
سے دریافت کیا خیر وعافیت ہی پردہ اُٹھا کے اندر آیا پلنگ خالی پایا گھبرا گیا جی مین کہتا
ہی بڑا غضب ہوا نقب مین کود انقب کو طی کرکے باہر آیا نشان قدم دیکھتا ہوا چلا مگر زنار
پشتارہ لیے ہوے جنگل مین دو کوس پر آیا دن چڑھ آیا ہی ایک جھیل پہ پہونچا خیال مین آیا اب
اسطرف کوئی نہ آئیگا کنارے پہ جھیل کے ایک تختۂ سنگ پڑا تھا اُسپر پشتارہ رکھا نقاب چہرے
سے سرکائی حیران ہی کہ یہ جوان کون ہی گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہی حیران ہی کہ نام کیونکر دریافت
کرون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش مرکب اُڑاے ہوے چلا آتا ہے
باز بر لے شکار چھوڑا ہی باز نے جاکر طاؤس کو دبایا اُسی مقام پر آکے طاؤس گرا کہ جہان
پشتارہ تھا نقابدار گھوڑے سے کودا کہ اپنے باز کو اُٹھاؤن کہ نگاہ جمال عدیم المثال
نقابدار مرصع پوش پر پڑی پسینہ آگیا عیار سے کہا ارے تو کون ہی اس چاند کے ٹکڑے
کو کیون باندھا ہی عیار نے کہا مین عیار ہون میلان مردم درکا اسکو اسکے لشکر سے چرا کر
لایا ہون اب خدمت مین اپنے آقا کی لیے جاتا ہون نقابدار نے کہا اپنی جان کو غنیمت جان
عیار یہ سُنکر سختی کرنے لگا نقابدار نے کمان کیانی دوش سے لی تیر بجر کمان مین پیوست
کیا عیار سامنے سے بھاگا نقابدار نے تیر مارا کہ شانہ زنار کا زخمی ہوا نقابدار نے جب

دیکھا کہ عیار بھاگ گیا زنار جا کر ایک نخل کی آڑ مین کھڑا دیکھ رہا ہو کہ نقابدار نے بند نقاب
چہرے پر مرصع پوش کے آراستہ کیا چند ہمراہیان بادلہ پوش آ گئے اُسنے کہا اس جوان
کو اٹھا کر گھوڑے پر ڈال لو مرصع پوش کو بادلہ پوش لیکر چلا زنار پیچھے ہو لیا اُس
صحرا سے نکل کر دروازہ باغ کا نمودار ہوا اُسمین داخل ہوا دیکھا کہ بادلہ پوش مرصع پوش
کو لیے ہوے اُسی باغ مین آیا زنار نے پہچانا کہ بیٹی میلان کی نرگسی چشم لائی ہو زنار پلٹا
یہان نرگسی چشم مرصع پوش کو لیے ہوے اپنے باغ مین آئی بارہ دری مین لاکر ہوشیار کیا
نقابدار کی جو نگاہ جمال پر اس مہ جبین کے پڑی بہت پسند کیا باتین ہونے لگین اب
نرگسی چشم نے بیان کیا کہ تمکو عیار میرے باپ کا لیے جاتا تھا مین اُس سے چھین لائی اُنکا
عیار پھرتا ہوا قریب اس باغ کے پہونچا سوچا کہ شاید یہان سے کچھ پتا آقا کا ملے پشت پر
آکے کمند باری باغ مین اُترا دیکھا کہ آقا باطمینان بیٹھے ہین پہلو مین ایک معشوق خوبرو
عیار سامنے اپنے آقا کے آیا عرض کی یہان ٹھہرنا بہتر نہین ای ملکۂ عالم تم بھی آقا کے ہمراہ
لشکر مین چلو نرگسی چشم نے کہا مجکو یہ خوف ہو کہ اگر باپ کو خبر ہو گئی لشکر لیکر آئیگا اُسکے
پاس لشکر بہت ہو یہ کہکر کنیزون سے کہا جسکو ہمارے ساتھ چلنا ہو وہ ہمارا ساتھ دے
ورنہ یہین رہے اور تو سب بھاگ گئین بس کنیزین کہ جنکو دل سے محبت ہو ساتھ ہو لین
گھوڑیان تیار ہوئین نقابدار سوار ہوا نرگسی چشم کو ساتھ لیا باغ سے نکلے طرف اپنے
لشکر کے چلے یہان زنار نے آکر میلان مردم در سے اطلاع کی میلان نے لشکر کو تیار کیا
آکے باغ کو گھیرا جب زنار اندر آیا باغ خالی پایا دو تین کنیزون کو پکڑا اُنھون نے بیان کیا
کہ ساتھ نقابدار کے گئی ہین عیار میلان کو ساتھ لیکر چلا سامنے جنگل مین دیکھا کہ نقابدار
ایک نخل کے سایے مین ٹھہرا ہی ملکہ سے کہ رہا ہو جلد نکل چلو زنار نے بڑھکر میلان کو
خبر کی کہ سامنے جنگل مین سب کھڑے ہین میلان فوج لیکر آ پڑا نقابدار نے تلوار کھینچی
فوج کفار سے لڑنے لگا جب میلان طرف ملکہ کے قصد کرتا ہو تب نقابدار گھیر جاتا ہو ملکہ
بھی مع کنیزون کے تیراندازی کر رہی ہین کئی سو سوار و پیدل تیرون سے گرائے
میلان چاہتا ہو بیٹی کو گرفتار کرے مگر نقابدار بڑھکے سینہ سپر کرتا ہو نقابدار نے

کئی زخم بھی کھائے جب نقابدار زخمی ہوا تو ملکہ دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کرکے پکاری کہ اے مالک بے نیاز وای رب کارساز میرے وارث کو بچالے ملکہ کا بلک کر دعا کرنا کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا شاہزادے مع لشکر آکے پہونچے دیکھا ایک مقام پر تلوار چل رہی ہو سمک نے خبر دی کہ نقابدار مع صبح پوش فوج میں گھرا ہے کفار کا چار طرف سے بلوا ہی رستم نے تیغہ ہفت جوہر کھینچا نعرہ کرکے لشکر کفار پر جا گرے رستم کے ساتھ لشکر بہت تھا لڑتے بھڑتے قریب نقابدار کے پہونچے فرمایا اے بہادر یہ کیا سانحہ ہوا نقابدار نے مجمل بیان کیا رستم نے کہا اب ہم لڑائی کو سمجھ لینگے تمہارا عورت کا ساتھ ہی انکو لیکر نکل جاؤ نقابدار نے بہت شکریہ رستم کا ادا کیا شاہزادے نے کئی پلٹنیں ورسالے نقابدار کے ہمراہ کیے اور فرمایا کہ انکو بخیر و خوبی انکے لشکر تک پہونچا دو راہ میں نہ چھوڑنا وہ پلٹنیں نقابدار کو بیچ میں لیے ہوے لڑتی بھڑتی نکل گئیں نقابدار اپنے لشکر میں پہونچا ملکہ کو ایک بارگاہ میں رکھا کنیزیں واسطے خدمت کے مقرر کیں یہاں زنار نے میلان کو خبر دی کہ آپ کیوں لڑ رہے ہیں نقابدار تو آپ کی بیٹی کو لیکر بھاگ گیا رستم لڑ رہے ہیں میلان نے طبل امان بجوایا رستم رک گئے میلان مقابلہ میں اُترا مگر جنگ رستم دیکھکر حیران ہو چکا ہو جب پلٹ کر بارگاہ میں آیا تو زنار کو بلاکر کہا طلسم کشا نہایت زبردست جوان ہو میں طور جنگ رستم دیکھ رہا تھا کہ کئی سو پہلوان نامی و نام آور اسکے ہاتھ سے مارے گئے اگر ہو سکے تو اسکو چرالا عیار نے کہا اس جوان کا چرالانا کچھ بات نہیں ہو لیکن انتظام نقابدار کا کیجیے کہ یہ بڑی بدنامی کی بات ہو میں اُسکے لشکر میں جاتا ہوں اگر قابو پایا تو نقابدار کو لاؤنگا ورنہ ملکہ کو تو ضرور لاؤنگا بڑے افسوس کی بات ہو کہ یوں بیٹی ہاتھ سے نکل جائے اور ساتھ معشوق کے رہے اب آپکی اسی میں نام آوری ہو کہ میں گرفتار کرکے ملکہ کو لاؤں سر میدان قتل کیجیے اسکا خیال دل میں نہ لائیے کہ بیٹی کو قتل کیا کروں پھر اس جوان سے سمجھ لیجیے گا اس طرح مالک کو سمجھا کر زنار طرف لشکر نقابدار کے چلا ایک مقام پر آکے دیکھا زنانی ڈیوڑھی کے دروازے پر چلدار بیٹھی ہو کنیزوں کی آمد و رفت ہو رہی ہو کنیزیں اندر سے آتی ہیں

اور پھر چلی جاتی ہین زنار نے ایک کنیز کو بلایا جب وہ کنیز آئی کہا ذرا کنارے چل مجھے
کچھ کہنا ہی کنیز کو کنارے لیجا کر بیہوش کیا آپ اُسکی شکل بنکر اندر پہونچا دیکھا ملکہ مسند پر
بیٹھی ہین گرد کنیزین زنار نے آکر بشکل کنیز سلام کیا کہا مجھے کچھ عرض کرنا ہے حضور ذرا
اُٹھین تو عرض کرون ملکہ اُٹھین تخلیہ کے خیمہ مین لایا وہان لاکر ملکہ سے باتین کرنے لگا باتین
کرتے کرتے خاصدان کھولا گلوری سے بیہوشی ملائی ملکہ سے کہا گلوری نوش فرمایئے ملکہ نے
وہ گلوری کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوئین زنار نے پشتارہ باندھا باندھ کر حیران ہی کہ کس طرف
سے نکلون آخر ایک گوشہ مین بیٹھ کر نقب دینے لگا نقب آکر بیرون بارگاہ ٹوٹی گرد مین اٹا ہوا
نکلا اور طرف اپنے لشکر کے بھاگا یہان نقابدار بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے گھبرایا عیار سے کہا دل گھبراتا
ہی ذرا ملکہ کی خبر لاؤ اسوقت صاف دل کو یقین ہوتا ہی کہ ملکہ پر کچھ تکلیف ہی عیار دوڑ کر بارگاہ
ملکہ پر آیا ایک کنیز کو ایک درخت کے سائے مین بیہوش پایا اُسکو ہوشیار کیا اُسنے حال
بیان کیا کہ ایک شخص مجھکو بلا کر لایا اُسنے نہین معلوم کیا کردیا کہ مین سوگئی وہان سے عیار کنیز کو
ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا بارگاہ مین جاکے ملکہ کو نہ پایا دیکھا ایک گوشے مین نقب لگی ہے
اُس نقب مین کھیا ندپڑا آخر مین نقب کے نکلا عیار کو جو دیر لگی گھبرا کر نقابدار عیار کو
ڈھونڈھتا ہوا اُس مقام پر آیا کہ جہان عیار کھڑا تھا دریافت کیا کیون یار و فادار کیا ہوا عیار
نے کہا حضور ملکہ کو کوئی چرا لیگیا بڑا طرار تھا کہ دن کو یہ حرکت کی نقابدار نے کہا سوائے
میلان کے اور کون دشمن ہی معلوم ہوتا ہی اُسکا عیار چرا لیگیا بڑا غضب ہوا عیار نے
دست بستہ عرض کی حضور فکر نہ کرین مین جاکر ملکہ کو لاتا ہون نقابدار نے کہا ایسا نہو تمپر
کوئی زوال آئے تم چلو مین بھی آتا ہون عیار تڑپتا ہوا چلا اُدھر وہ عیار پشتارہ ملکہ کا لیے
ہوے بارگاہ میلان مین آیا پشتارہ ڈالدیا میلان نے کہا او نالائق تو سر دربار پشتارہ
لے آیا کہا حضور یہ غیر کے سامنے ہو چکین گھوڑے پر سوار ہو کے نکلین اب انکا پردہ کیا
میلان نے اشارہ کیا ہوشیار کرو زنار نے بڑھکر ہوشیار کیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اپنے
کو سامنے میلان کے پایا شرما کے سر جھکا لیا خوف سے کانپنے لگین میلان نے پکار کر
آواز دی او گیسو بریدہ مین کیا تیرا پیچھا چھوڑتا دیکھ کس طرح تجھکو بلوا لیا بہتر یہ ہی کہ محبت سے

نقابدار کی توبہ کر کہ تیری خطا معاف کرون اور محل مین جگہ دون ملکہ نے کہا اے بابا چاہے
قتل کرو یا جان بخشی کرو مین تو نقابدار کا نام لینا نہ چھوڑونگی میلان اپنے مقام سے
کھڑے اٹھا تھا کہ دربار گاہ سے آواز آئی منم عیار نقابدار او بجیا دیکھیون لیجاتے
ہین یہ کہکر عیار نے حقۂ آتشبازی مارا اس طرح کا اندھیرا ہوا کہ سب گھبرانے لگے اس
اندھیرے مین عیار تڑپ کر ملکہ پر گرا حباب مار کے بیہوش کیا پشتارہ باندھا اور
لیے بھاگا تھوڑی دیر مین روشنی ہوئی سب نے دیکھا کہ عیار پشتارہ بدوش بیرون
بارگاہ پہونچا ہے میلان نے آواز دی یارو یہ عیار جانے نہ پائے چہار طرف سے سپاہی
نیزے و تلوارین لیکر دوڑے عیار نے بیچہ کھینچکر پالٹ کا ہاتھ مارا میلان کہ رہا ہے ارے
اسکو پکڑ لو کیا ستم ہے کہ سامنے سے اکیلا پشتارہ لیے جاتا ہے عیار نیزے کھا رہا ہے مگر کھڑا
لڑ رہا ہے مہلت پاتا ہے تو بھاگتا ہے سوار و پیدل بڑھکر گھیرتے ہین عیار تڑپ تڑپ کر لڑتا ہے
آخر زخمون سے چور ہوا گھٹنے ٹیک دیے دعائین کر رہا ہے کہ اے معبود ناموس آقا کا نیشت ہم
ہے اگر مین مارا گیا تو کیسی رسوائی ہے یہ لوگ کہینگے کہ عیار تھا کچھ نہ ہو سکا پشتارہ تو جرأت
کر کے لے گیا مگر نکل نہ سکا اس مشکل کو آسان کر رحم اپنا شریک کر عیار دعائین مانگ رہا ہے
گلہائے زخم نخل جسم پر کھلے ہوئے ہین عیار بلک رہا ہے مگر اسطرح بیچے مار رہا ہے کہ کوئی قریب
نہین آتا دور سے نیزے مار رہے ہین میلان آواز دیتا ہے یارو گھوڑے اڑا کے ادھر سے
اُدھر نکل جاؤ پامال ہو جائیگا چار سو سوار چلے نیزے ہاتھ مین لیے قصد کیا کہ گھوڑون کو
اڑا دین اور نیزے مارتے ہوئے نکل جائین گھوڑون کو جما کر کھڑے ہوئے نیزے بلند
کیے کہ سامنے سے گرد اڑی نقابدار مرصع پوش بصد جوش و خروش گھوڑا اڑائے ہوئے
آ گیا نگاہ اسکی اپنے عیار پر پڑی دیکھا کہ عیار میرا پشتارہ بدوش گھٹنے ٹیکے ہوئے لڑ رہا ہے
نقابدار نعرہ کر کے انھین سوارون پر جا پڑا تلوار چلنے لگی میلان نے آواز دی یارو اس
نقابدار کو مار لو کہ تھوڑے ہی عرصے مین نقابدار نے اُن سوارون کو مار کر عیار کو بچایا
قریب عیار کے پہونچا شانہ تھام کر اٹھایا کہا اے یار وفادار اپنی جان ہی دی ہوتی اے برادر
خدا نے تمکو بچایا اس عرصہ مین لشکر نقابدار بھی آ پہونچا لشکر نے جو آکر جنگ کی جہ سوا

نقابدار نے عیار کے ساتھ کہے فرمایا ملکہ کو لشکر مین پہونچا آؤ آپ لڑتا بھڑتا قریب میلان کے
پہونچا میلان نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پہ روکا اچھا وسے ہاتھ نکال کر
تلوار ماری کہ میلان کے دو ٹکڑے ہوے فوج کے پاؤن اُٹھ گئے سب لوگ لاش میلان کی لیکر
بھاگے نقابدار نے بارگاہین لوٹ لین اور لفتح و فیروزی پلٹا اپنے مقام پر آ کے اُترا مگر رستم طرف
صحراے محیط کے چلے جاتے ہین صحراے دل شاد سے گذر کر صحراے نشاط مین پہونچے ہین
نشاط جادو اُس صحرا کا حاکم ہو ہرکارون نے اُسکو خبر پہونچائی کہ طلسم کشا آپکے صحرا سے جاتے ہین
لشکر اُترا ہو نشاط جادو نے اپنے مشیرون کو بلوا کے اُنسے صلاح کی کہ یارو بمقدمہ طلسم کشا کیا
کہتے ہو اس جوان کی آمد کا غلغلہ سارے طلسم مین پڑا ہو کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جوہر و زرہ
ہفت جوشن کبھی کسی کو یہ تحفے نہ ملے تھے مگر اس جوان نے ان تینون چیزون کو پالیا اب فکر مین ہو
کی تا بہ صحراے محیط جائیگا وہان سے حال دریافت کر کے فکر حصول لوح مین مصروف ہوگا لہذا یہ فکر از
ولازم ہو کہ طلسم کشا کو ایسے طور سے روکا جاے کہ قصد صحراے محیط سے باز رہے بساط جادو نشاط
جادو کا بھائی یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا کہ مین جاکر اس جوان کو پھیر دونگا مگر اے برادر اُسکے ساتھ
آفتاب و جہلال بھی موجود ہین مین پہلے انھین کی تدبیر کرونگا اے برادر ایسی فکر کرون کہ طلسم کشا کو
بالکل خبر نہو اگر میری بات چل گئی تو ملاحظہ فرمائیےگا یہ کہکر بساط اُسی وقت روانہ ہوا دن کو تو اکو
ایک پہاڑ پر ٹھہرا رات کو پہاڑ سے اُترا لشکر مین طلسم کشا کے آیا اپنی تدبیر مین پھرا کیا صبح کو
رستم بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ملازمان آفتاب روتے ہوے آئے کہ آفتاب بستر سے غائب
ہوگیا رستم نے سمک کی طرف دیکھا اُسنے دست بستہ عرض کی ظاہر ہو کہ کسی ساحر نے یہ کام کیا
اب غلام اُسکی فکر کریگا رستم خاموش ہو رہے سمک تلاش مین نکلا جا بجا پھرا مگر کچھ نشان نہ ملا
دوسرے دن رستم کو خبر ملی کہ جہلال بھی غائب ہوا اب رستم نے سمک پر تاکید کی فرمایا تم فرزند
خواجہ نامدار ہو پتہ نہین لگاتے کہ یہ کام کسنے کیا سمک نے عرض کی آج غلام پتہ لگا ئیگا ایا سا
ہفتہ عشرہ مین رستم کو خبر معلوم ہوئی کہ سرداران ساحران سب غائب ہوے رستم کو بڑا قلق ہوا
اب دربار مین آئے عیار نے آکر سلام کیا شاہزادے نے منھ پھیر لیا فرمایا اے سمک تمکو معلوم ہوا
کہ آٹھ نو افسر عورت اور مرد ہمارے لشکر سے غائب ہوے اب اگر پتہ نہ لگاؤگے تو ہمارے سامنے نہ آنا

سمک نے عرض کی حضور یہ ہم نہ ہون غلام فکر مین نکلتا ہی یہ کہکر باہر آیا شاگردون کو تو حکم دیا کہ
فکر مین رہنا جہانتک ہوسکے غیر شخص لشکر مین نہ آنے پائے اور آپ جست وخیز کرتا ہوا لشکر
سے نکلا پانچ کوس راہ طی کرکے نکل گیا ایک پہاڑ پر آکے دیکھا کہ سامنے قلعہ معلوم ہوتا ہی سمک
ایک مسافر کی صورت بنکر قلعہ مین آیا دیکھا ملازمان شاہی بھی ساحر ہین اور رعایا بھی شعبدہ بازی
سے ماہر ہی یہ مسافر بنا ہوا کاروان سرا کو پوچھتا پھرتا ہی لوگون نے پتہ بتایا کہ میان مسافر فلان
محلہ مین سرا ہی غرض یہ پھرتا پھرتا ہوا دربارگاہ پر پہونچا دیکھا حاجب و دربان اپنے اپنے
عہدون پر بیٹھے ہین قریب زنجیر لگی ہی درگہ سالار دروازے پر آیندہ روندہ بارگاہ کو روک
رہا ہی اسنے ایک ساحر سے پوچھا تمھارے حاکم کا کیا نام ہی ساحر نے کہا نشاط جادو ہی اپنی
بارگاہ مین جلوہ فرما ہی سمک ایک گوشے مین آیا زن حسین کی صورت بنائی روتا بیٹتا
دربارگاہ پر آیا درگہ سالار کو سلام کیا درگہ سالار نے دیکھا ایک نازنین بھولی بھولی صورت
آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کہہ رہی ہی بادشاہ سے عرض کرو ایک عورت فریادی آئی
ہی درگہ سالار نے صورت زیبا کو بہت پسند کیا نازنین کو ٹھہرایا جاکر نشاط جادو سے
عرض کی کہ ایک عورت فریادی آئی ہی نشاط نے کہا آنے دو سمک اندر آیا بادشاہ کو
تخت پر دیکھا گرد ساحر بیٹھے ہین بادشاہ سے آنکھ ملائی مسکرا کر سلام کیا کہا اے شہنشاہ
عادل تجھ ایسے کی عملداری مین کہ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین کنیز کو لوٹ لیا فریاد
کرنے آئی ہون بادشاہ نے کہا کسنے لوٹا کہا حضور ایک رسالہ دار آتے تھے ایک روز وہ
آئے چار پانچ سوار بھی ہتھیار لگائے ہوے پہونچے مجکو اور میری مان بہنون کو
سوارون نے پکڑ لیا زیور سونے چاندی کا اور بھاری کپڑے سب لے لیے باہر کا دروازہ
بند کرکے چلے گئے دو دن کے بعد محلے والون نے آکے دروازہ کھولا تب ہمکو کھانا پانی ملا
بادشاہ نے کہا سب کیا ان رسالہ دار دربار مین حاضر ہین انکو دیکھو پہچانو سب سردار
کانپ گئے سمک نے نگاہ اٹھائی ان سردارون مین کسی کا کہنا مناسب نہ جانا عرض کی
ان لوگون مین تو کوئی نہین ہی مگر کنیز رسالون مین جاکر پہچان لیگی بادشاہ نے کہا گنہگار کو تم
ہمکو دکھا دو ہم فوراً اسکو سزا دینگے اسنے جواب دیا کنیز ضرور عرض کریگی سمک بادشاہ

سے باتین کر رہا ہی نگاہ جب بادشاہ پہ ڈالتا ہی مسکرا دیتا ہی کہ آسمان پر برق چمکی بساط جادو
آکر پہونچا بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے پوچھا کیون اے برادر آج کیا کیا بساط نے عرض کی آٹھ
دن مین غلام نے لشکر طلسم کشا ساحرون سے خالی کر دیا قیدخانے مین دریافت کیجیے بارہ
زن و مرد قید ہین اب مین فکر مین طلسم کشا کی روز جاتا ہون مگر پنجہ قابض نہین ہوتا ایک فکر
لگائی ہی وہ یہ ہی کہ عیار طلسم کشا ہماری فکر مین نکلا ہی پہلے عیار کو گرفتار کرلون تو طلسم کشا پر دست انداز
ہون جسدن اُسکو گرفتار کرلاؤنگا اُسی دن ایک سحر مین کل لشکر کا خاتمہ کر دونگا خیمے بارگاہین
لوٹ لونگا اسی ہفتہ عشرے مین یہ سب سامان ہو جائیگا سمک نے بساط کی زبانی یہ معاملہ
سُنا یا تو بادشاہ پر نگاہ ڈال رہا تھا یا طرف بساط کے متوجہ ہوا اُسنے بادشاہ سے پوچھا یہ
نازنین کون ہی بادشاہ نے فرمایا فریادی ہی کسی رسالہ دار نے اسکو لوٹ لیا بساط نے پلٹ کر
پوچھا کس محلے مین رہتی ہو نازنین نے تتلا کر جواب دیا کہ جہان بیری کے درخت بہت ہین
یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھی بادشاہ سے کہا اب مین دریافت کرکے عرض کرونگی بساط پیچھے
دوڑا جلوخانے مین آکر ہاتھ پکڑ لیا کہا اے نازنین جسقدر تیرا نقصان ہوا ہی ہم دینے کو
موجود ہین نازنین نے کہا دو ہزار روپے کا نقصان ہوا گہنے کے نام کو ایک تانبے کا چھلا نہین
رہا بساط نے کہا ہمارے مکان پر چلو وہان تمکو زیور دینگے نازنین بساط کے ساتھ ہولی بساط
نازنین کو لیے ہوے مکان پر آیا نازنین کو کمرے مین بٹھایا اب نازنین نے پوچھا کہ آپ آج کل کس کام
مین رہتے ہین بساط نے کہا صحراے نشاط آباد مین آکر طلسم کشا اُترے ہین مین جملہ سرداران
ساحران کو گرفتار کرلایا پہلوے قصر شاہی مین جو مکان ہی اُسمین سبکو قید کیا ہی اب
امروز فردا مین طلسم کشا کو پکڑ لاؤنگا بساط نے نازنین سے سب احوال بیان کیا چاہتا ہی
بساط کہ کسی حیلہ سے باتین تو ہوون نازنین ہنس ہنس کے باتین کر رہی ہی گلابی کھینچی کہا غم جب
ایک جام مین پیون بساط نے کہا پیو نازنین نے جام لبریز کیا اور دو تین شعر عاشقانہ اس
رنگ مین سامنے بساط کے گائے کہ یہ بہت خوش ہوا نازنین نے کہا ایک جام تم بھی پیو مگر
وعدہ کو تو پورا کرو بساط نے زیور جواہرات کا سامنے اُس نازنین کے رکھدیا نازنین کہتی ہے
جام پیو مین اپنے گھر جاؤن جو مطلب ہو وہ ظاہر کرو بساط نے ہنست کہا کہ مین وصل کا طالب ہون

نازنین نے انگوٹھا دکھا دیا لبساط کا مُنھ چڑھا دیا لبساط سمجھا کہ راضی ہو شراب پی کے مطلب
حاصل کرونگا نازنین کھائی سے بیہوشی ملا چکی ہو جیسے ہی لبساط نے جام اُٹھایا دل اسکا
دھڑکا بازو پر ہاتھ رکھا پتلہ فولادی بازو پر بندھا تھا اُس پتلے نے سر ہلا کر مُنھ سے شعلہ
چھوڑا شعلہ جو جام پر گرا شراب شعلہ بنکر اڑگئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا لبساط نے کہا ارے
تو کون ہے اُٹھے چاہا اُٹھکر خنجر مارون کہ زمین نے پانون تھام لیے لبساط نے سحر کیا رنگ و
روغن اُس زن حسینہ کے چہرے سے اُڑگیا اب جو دیکھا تو ایک دُبلا پتلا عیار ہے اسکو لبساط
نے پہچانا اور کہا او عیار میرے سحر نے مجھکو خبر دی تھی کہ عیار تیری فکر مین نکلا ہے مین تیری
تدبیر مین تھا اب اسکی مشکین باندھی گئین کشان کشان لبساط اسکو لیچلا شبرنگ جادو
اسپنے ملازم کو آواز دی کہ اسکو اسی قید خانے مین لیجا جہان اور سردار قید ہین شبرنگ
سمک کو لیکر طرف قید خانے کے چلا راہ مین اسنے دریافت کیا کہ اب مین زندہ بھی بچونگا یا نہین
شبرنگ نے کہا لبساط تمکو ضرور قتل کریگا اور تمھاری صورت بنکر تمھارے آقا کو
چرالائیگا سمک نے کہا میرے پاس کچھ روپیہ ہے اسکو پوشیدہ طور سے لیلو اسمین
ہمارا تیجہ دسوان بیسوان چالیسوان وغیرہ کر دینا کہ ہم لوگون مین دستور ہے یہ کہکے کچھ روپے
تو بٹوے سے نکالے اور ایک طرف سے ایک ڈبیہ نکالکر دی کہا بھائی اسکو نہ کھولنا اسمین
میری جان ہے شبرنگ نے اسکا کہنا نہ مانا ڈبیہ کھولی جیسے ہی ڈبیہ کھولی بیہوشی اسکے دماغ
مین پہونچی بیہوش ہوکے گرا سمک نے اسکو قتل کیا لبساط اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ گلدستہ
اسکے ہاتھ کا بنا ہوا رکھا تھا وہ جلا لبساط گھبرایا خدمتگارون سے کہا یارو غضب ہوا شبرنگ
مارا گیا جاکر خبر تو لاؤ خادم دوڑے بازار مین آکر لاشہ اُسکا پایا لبساط تلاش مین سمک کی نکلا
مگر یہ شبرنگ کو مار کر رہائی سرداران کی تلاش مین چلا اب یہی فکر ہے کہ سردارون کو تلاش
کرون سرخ رو سامنے آقا کے جاؤن اُس مکان پر آیا جہان سردار قید ہین دیکھا سمک
نے گلرنگ جادو بھائی شبرنگ جادو کا مثل نگہبانون کے بیٹھا ہے کچھ جادوگر ساتھ
ہین یہ کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک تھال برنجی ہاتھ مین لیا مالن کی
شکل بنکر تیار ہوا گرم گرم موہن بھوگ تھالی مین رکھ لیا اُسی طرف سے نکلا کہ گلرنگ جادو

جسطرف بیٹھا تھا جیسے ہی اسکی نظر پڑی بیقرار ہوگیا ساتھ والون سے کہا ارے اس مالن کو بلاؤ ساتھ والون نے آواز دی بی مالن ذرا ادھر ہوتی جاؤ ہمین پوجہ پاٹ کو پھول چاہیے ہین مالن ہنستی ہوئی سامنے آئی کہا کیا کہتے ہو گلرنگ نے کہا ہمین روز صبح کو پھول دیجایا کرو ذراسا پرشاد ہمین بھی دو مالن نے کہا میری دیورانی کے پیٹ مین درد ہو سوٹنے مین جاتی ہون وہان چڑھا کے پلٹون گی تو لے لینا ایک نے بڑھکر پھول اٹھالیے مالن نے تھالی رکھدی کہا لوٹ لو دن دہاڑے ڈاکا پڑتا ہو سب نے موہن بھوگ چھین کر کھالیا کھاکر بے ہوش ہوے مالن نے قیدخانے مین گھسکر جھلال کی زبان سے سوزن نکالی آفتاب کو رہا کیا سب سردار جو اندر سے نکلے برقین چمکاتے ہوے گولے مارتے ہوے شہر مین غدر ڈالدیا کئی سو مکان گرے کئی ہزار آدمی مارے گئے ہلڑ جو ہوا بادشاہ نے کہا دیکھو لسباط کیا کرتا ہو شہر مین کیسا ہنگامہ ہو لسباط نے جو ہلڑ سنا دوڑا ہوا قید خانے پر آیا دیکھا لاشے ساحرون کے تڑپ رہے ہین دروازہ قیدخانے کا کھلا ہو ایک دربان روتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا کہا حضور عیار غضب کرگیا قیدیون کو رہا کرلیا وہی ساحر سحر کرتے ہوے گئے کئی سو مکان بھی گرے اور کئی ہزار آدمی بھی مارے گئے لسباط نے کہا آپ نہ گھبرائیے مین پھر سب کو پکڑ لاؤنگا سب غافل اپنی اپنی بارگاہون مین سوتے ہین طلسم کشا کی بھی تدبیر مین ہون صبح و شام مین لاتا ہون یہ کہکے پھر چلا لشکر اسلام مین آیا یہ سردار جو اپنے آقا کی خدمت مین پہونچے سب نے حال عیار کا بیان کیا کہا حضور آپکا عیار کمال کرتا ہو دن کو ہمکو رہا کرلیا آفتاب نے کہا غفلت مین ہم گرفتار ہوے سامنا پڑے تو حال معلوم ہو ادھر لسباط پھرتا پھراتا قریب بارگاہ طلسم کشا کے پہونچا سمک بشکل خدمتگار بیٹھا تھا لسباط نے دریافت کیا طلسم کشا کیا کرتے ہین عیار اپنے مقام سے اٹھا پوچھا تمھارا کیا نام ہو اگر کوئی ساحر ملتا تو ہم انکو گرفتار کرادیتے تنخواہ ہماری نہین دیتے کلمات سخت کہتے ہین لسباط سمجھا کہ یہ خدمتگار طلسم کشا سے بیزار ہو کہا اے خدمتگار اگر تو اپنے آقا کو گرفتار کرادے تو وہ مرتبہ تیرا کرون کہ تجھے کوئی نہ پہچانے تجکو رسالہ داری دلوا دونگا خدمتگار ہنسنے لگا کہا حضور ہزار جوان میرے سنبھالے نہ سنبھلینگے میرا یہ کام ہو کہ مین عیار اور طلسم کشا کو گرفتار کرائے دیتا ہون میری تنخواہ مقرر کردیجیے کہ مین بیٹھے بیٹھے

بسر کرون کوئی عہدہ مجھے نہین چاہیے لبساط نے کہا ہزار روپے کی تیری تنخواہ مقرر ہوگی سرکار سے اسقدر مال ملیگا کہ مالامال ہوجائیگا عیار باتین کرتا ہوا لبساط کو لیچلا کہا اسوقت طلسم کشا کے پاس تحفہ جات نہین ہین سحر کرکے اُٹھا لو لبساط رضامند ہوا عیار ساتھ لیکر چلا درگہ سالار نے جا ہا بڑھکر انکو روکون عیار نے آنکھ سے اشارہ کیا درگہ سالار رکا سماک لبساط کو لیے ہوے اندر بارگاہ کے آیا رستم بیٹھے تھے تحفہ جات پہنے تھے لبساط نے کہا ای خدمتگار کلاہ ہفت گوشہ تو سر پر ہی اسوقت سحر تاثیر نہ کریگا خدمتگار نے جواب دیا یہ کلاہ وہ نہین ہے فقط اُسی طرح کی دوسری بنوائی ہی اتبو یہ بہت خوش ہوا کہا ای خدمتگار تیری وجہ سے یہ راز معلوم ہوے اب مین انکو اُٹھا لیے جاتا ہون خدمتگار نے کہا پھر اب دیر نہ کرو لبساط جھلاتا ہوا قریب طلسم کشا کے آیا چاہا کہ مین پنجہ دون رستم نے کلائی بمقام کر ایک طمانچہ مارا کہ سر لبساط کا اُڑ گیا سماک نے لاشہ لبساط کا بیرون لشکر پھینکا ہرکارون نے یہ خبر نشاط کو پہونچائی کہ بھائی صاحب آپکے مارے گئے نشاط نے کہا اب مین خود جاؤنگا بھائی کے غم مین محل مین آیا زوجہ اسکی ریحانہ جادو اور بیٹی اسکی ماہی سحر سحر مین بلاے روزگار ہین مان بیٹیون نے بڑھکر پوچھا کیون آج رنج چہرے پر کیون نمودار ہی نشاط نے کہا بھائی صاحب براے گرفتاری طلسم کشا گئے تھے اُسکے ہاتھ سے مارے گئے لاشہ تو مین نے پھکوا دیا اب خود مین فکر مین جاؤنگا ماہی سحر نے کہا ہمین سحر کسواسطے سکھایا ہی مجھے حکم ہو ابھی جاکر طلسم کشا کو لاؤن ہر چند اسکو منع کیا مگر نہ رکی اسباب سحر ذات پر آراستہ کرکے طرف لشکر اسلام کے چلی ایک پہاڑ پر آکے دیکھا طلسم کشا کے سوار ہونے کا انتظام ہو رہا ہی بارگاہ سے شاہزادے نکلے پشت مرکب پر سوار ہوے عیار کو ساتھ لیا فرمایا بھیلے قراول ممکن کرو کہ ہم براے شکار جائینگے عیار نے بھیلے قراول میر شکار وغیرہ ممکن کیے رستم واسطے شکار کے چلے ماہی سحر کی نگاہ پڑی جمال بمثال رستم دیکھکر عاشق ہوئی یا تو گرفتار کرنے کو آئی تھی یا خود گرفتار طرۂ گیسو ہوئی دیر تک شاہزادے کو دیکھا کی جب رستم نکل گئے تو ماہی سحر پلٹی مگر رنگ رو متغیر اپنے باغ مین آئی کنیزون نے جو ملکہ کو پریشان دیکھا پوچھا واری خیر تو ہی ماہی سحر نے کہا تمسے کیا بیان کرون فلک کجرفتار گردون غدار نے عجب سامان دکھایا مجھکو پریشان کیا خانۂ دل کو ویران کیا خواصین حیران ہین ہر چند دریافت کرتی ہین

کچھ جواب نہیں باتین ماہی سحر نے اپنے پاس سے سبکو ہٹا دیا تنہائی مین بیٹھکر رونے لگی دل سے
کہتی ہی اے دل تجھکو کیا کہکے سمجھاؤن اپنے کو اُس مغرور تک کیونکر پہونچاؤن شام کو اس سوچ
مین اُٹھی کہ جاکر دیکھ تو آؤن رستم جو خنکار سے ملتے کنارے پر لشکر کے خیمہ استادہ کرایا اُسمین آکر بیٹھے
نشاط فکر مین تو تھا ہی اسنے جو دیکھا کہ رستم تنہا خیمے مین آئے اور عیار کار ضروری مین مصروف ہے
گلابیان لاکر رکھتا ہی نشاط نے ایک گوشے سے سحر کیا عیار کے پانون زمین نے تھام لیے نشاط
نے گلابیان ہاتھ سے عیار کے لے لین فوراً سحر سے صورت اپنی بدلی عیار کی صورت بنا گلابیان لیکے
اندر آیا کہا اے آقا ے نامدار ایک جام نوش فرمایئے رستم سمجھے کہ عیار کہتا ہی کچھ تو اسنے بھی سمجھا
ہوگا جب تو شراب پلاتا ہی فوراً جام پی گئے جام پیتے ہی لڑکھڑا کے گرے نشاط رستم کو لے کے
چلا یہان سماک راہ مین کھڑا ہی زمین پانون نہین چھوڑتی ہی کہ آفتاب اپنی بارگاہ سے نکلا دیکھا
سماک راہ مین کھڑا ہی رنگ رو متغیر پسینے پسینے کانپ رہا ہی آفتاب نے بڑھکر پوچھا کیون اے
سماک خیر تو ہی سماک نے کہا اے آفتاب میرے پانون زمین پکڑے ہی میری شکل پر نشاط جادو
آقا کے پاس گیا ہوگا کچھ مکر کیا ہوگا یہ سُنکر آفتاب نے سماک پر سے سحر اُتارا آپ طرف بارگاہ
کے دوڑا اُسوقت آیا کہ نشاط رستم کو لیکر نکلتا تھا اسنے دیکھکر للکارا ارے تو کون ہی جو آقا کو
لیے جاتا ہی نشاط نے جواب نہ دیا چاہا جھپٹ کے نکلون آفتاب پشت پر سے للکارتا ہی کہ
او مکار ٹھہر جا آفتاب کی آواز سُنکر جھلال اپنی بارگاہ سے نکلا خدمتگارون سے پوچھا کہ یہ کیسا
ہنگامہ ہی خدمتگار نے کہا کوئی ساحر آیا تھا رستم کو گرفتار کرکے لیچلا تھا آفتاب نے جاکر روکا
دونون مین مقابلہ ہو رہا ہی مگر وہ ساحر ایسا خائف ہوا کہ بھاگ نکلا جھلال نے جو یہ معرکہ سُنا
مثل شعلۂ جوالہ تڑپ کر پہونچا دیکھا آفتاب پر نشاط سحر کر رہا ہی مگر آفتاب اپنے کو بچاتا ہی
جھلال نے کارد سحر نکالی پشت پر آکے اسم سحر پڑھ کے پھینک ماری پشت پر جا کے
نشاط کے بڑی سینے کو توڑ کر پار گذری اسکا مرنا کہ آندھی سیاہ چلی بعد اُسکے آواز آئی کشتی مرا نام
من نشاط جادو بود دم بھر کے بعد ایک زاغ سیاہ آسمان سے پیدا ہوا آنکھون سے آنسو
جاری تھے پہلے لاش پر نشاط کی خوب رویا پھر پنجہ سے لاشہ پکڑ کے اُٹھا لیگیا محیط اپنے تخت پے
بیٹھی تھی کہ آسمان سے رونے کی آواز آئی دیکھا ایک زاغ سیاہ لاشہ نشاط کا لیکر آیا مثل

انسان کے گویا ہوا جس طرح نشاط مارا گیا تھا وہ سب احوال بیان کرکے خوب رویا محیط نے
نشاط کی ارتھی بنوائی حکم دیا ایک ساحر جائے اسکی بیٹی کو لے آئے ماہی سحر اپنے باغ مین
فراق طلسم کشا مین بیٹھی رو رہی تھی کنیزون نے اسکو خبر دی ماہی سحر سنکر چپ ہو رہی ایک
غم ایسا اسکے دلپر ہی کہ کوئی غم و خوشی تاثیر نہین کرتی اتنا جواب دیا کہ میرے سحر نے مجکو خبر دی کہ
نشاط کو جہلال نے مار ڈالا طلسم کشا کو چرانے گئے تھے وہ اُنکے رفیق تھے اپنے آقا کی حفاظت
کی اگر یہ پاتے تو کیا طلسم کشا کو زندہ چھوڑتے پہلے ہی دن اُنکے سردارون کو بساط سے گرفتار
کرایا آخر انجام یہ ہوا کہ عیار نے اُنکے دن دہاڑے عیاری کی اب مین کیا کرون یہ کہکر خاموش ہو رہی کہ
آسمان سے ساحر آکر پہونچا اُسنے کہا چلیے آپکو محیط نے بلایا ہی ہر چند ماہی سحر نے عذر کیا کہ مزاج
میرا درست نہین ہی مین علیل ہون مگر اُس ساحر نے نہ مانا کہا ضرور چلیے بلکہ کچھ انتظام کرینگی تا چار
ماہی سحر ساحر کے ساتھ روانہ ہوئی اُسوقت پہونچی کہ محیط جادو رو رہا ہی اور کہ رہی ہی کہ اے
صاحبو اس راستے سے طلسم کشا آتا ہی احکام سامری مین دخل نہین دے سکتی جو منا سب
جانا وہ کیا اگر نشاط و بساط خیر خواہ خداوند تھے کس شد و مد سے تدبیرین کین آخر اپنی جان
دی ماہی سحر آکے اپنے باپ کے لاشے پر گری خوب چیخین مار کر روئی محیط نے گلے سے لگایا
کہا ای نور نظر بہت نہ رو خداوند ہفت پیکر نے نشاط کا بڑا مرتبہ بڑھایا کہ اس مرتبہ کو
پہونچایا ہاتھ سے جہلال کے مارا گیا مین نے تمکو اسواسطے بلایا کہ تمھارے ہاتھ سے انتظام شہر
کا نہ ہوسکیگا جالینوس جادو کہ جہان دیدہ اور کار آزمودہ ہی اُسکو تمھارا ملک بخشے دیتی ہون
وہ جاکر خوب انتظام کرلیگا لشکر اسلام مین تہلکہ ڈالدیگا تم بھی موافق اپنے مرتبے کے شریک ہوا کرنا
ماہی سحر نے کہا آپکو اختیار ہی مین انتظام کرونگی مگر گرفتاری طلسم کشا دشوار ہی علاوہ افسرون کے
وہ خود بہادر صف شکن ہی تحفجات اُسکو مل چکے ہین سحر کیسکا اُسپر تاثیر نہین کرتا کوئی کیونکر گرفتار
کریگا بساط جادو کتنا بڑا ساحر زبردست تھا وہ اس طور سے آخر مارا گیا والد خود طلسم کشا کو گرفتار
کرنے گئے وہ بھی مارے گئے اب اور کوئی کیا تدبیر کریگا محیط نے کہا جالینوس بڑا ساحر عقیل مکار و
محیل ہی فوراً طلسم کشا کو گرفتار کرلائیگا یہ کہکے آواز دی جالینوس کو بلاؤ فوراً زمین شق ہوئی ایک
ساحر پیدا ہوا محیط کو سلام کرکے پوچھا آج غلام کو کیون یاد کیا محیط نے حال قتل نشاط بیان کیا

اور کہا صحراے نشاط آباد خالی پڑا ہی تم جاکر اپنا دخل کر دو یہ ماہی سحر اُسکی بیٹی ہی اس سے
محبت کرنا مراد یہ ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کر کے قتل کرو جالینوس نے جو پلٹ کر جمال ماہی سحر دیکھا
بیتاب ہوگیا دل و جان سے عاشق ہوا کہا اے ملکۂ عالم جان لگا دونگا مگر ملکہ مجھپر مہربانی رکھیں محیط نے
کہا ہر کام اسکی صلاح پر کرنا جو خلاف صلاح دے فوراً ہمسے خبر کرنا بس جاؤ انتظام مالی و ملکی کرنا بڑا انتظام
مقدمۂ گرفتاری طلسم کشا ہی۔ جالینوس نے تخت سحر تیار کیا کہا ملکۂ عالم آیئے ماہی سحر سوار ہوئی تخت
اُڑتا ہوا چلا قلعہ مین آکر کاردار جابجا مقرر کیے ماہی سحر تھوڑی دیر قلعہ مین ٹھہری بعد اسکے کہا مین اپنے
باغ مین جاتی ہون اب جالینوس اس فکر مین ہوا کہ طلسم کشا کو گرفتار کرون تب ماہی سحر پر قبضہ کرونگا
شب کو بصورت مبدل لشکر اسلام مین پہونچا خادمون سے دریافت کیا کہ طلسم کشا تحفہ جات کس وقت جدا
کرتے ہین خادمون نے بیان کر دیا کہ شب کو جب آرام کرتے ہین تحفے اُتار کر رکھ دیتے ہین یہ دریافت کر کے
باغ ملکہ مین واپس آیا یہ فراق دلبر مین تڑپ رہی تھی نہ کھانا نہ پینا غرض سب موقوف رنج و غم مین
مصروف جالینوس بلا تکلف سامنے ملکہ کے چلا آیا ملکہ نے کچھ اعتنا نہ کی یہ بیٹھ گیا کہا اے ملکہ مین تدبیر
گرفتاری طلسم کشا کر رہا ہون کل گرفتار کر کے لاؤنگا ماہی سحر گھبرا گئی دریافت کیا کیا تدبیر کی ہی جالینوس
نے جوش محبت مین بیان کر دیا کہ شب کو جب وہ تحفہ جات اپنے سے جدا کرینگے مین اُٹھا لاؤنگا مگر آپ
مجھکو اپنا غلام جانیے بخدمتگاری سرفراز فرمایئے اس صحرا کو ایسا آباد کرون صحراے محیط سے بڑھا دون مگر صبر
میرے دل سے نکل گیا کئی دن سے ضبط کر رہا ہون آج مفصل کہے دیتا ہون کہ وہ مرتبہ آپکا بڑھا دون کہ محیط
آپکو اپنا محسن جانین خداوند مرتبہ مصاحبت دین ہرچند کہ ماہی سحر کو یہ باتین جالینوس کی نہایت
ناگوار ہوئین مگر خاموش ہو رہی کچھ جواب نہ دیا جالینوس سمجھا کہ چپ رہنا صورت قبول کرنے کی
ہی اُٹھ کھڑا ہوا کہا غلام رخصت ہوتا ہی ملکہ خاموش ہی رہی اسکا بھی جواب نہ دیا مگر جالینوس
اُٹھکر قلعہ پر آیا اسباب سحر سے آراستہ ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا لشکر اسلام مین ایک ایسا
مقام پر آکر دونون پاؤن زمین مین مارے بارگاہ طلسم کشا مین آکے نکلا دیکھا کہ حقیقت مین
طلسم کشا آرام کر رہے ہین تحفہ جات علیحدہ رکھے ہین اسنے سحر کیا طلسم کشا اور زیادہ غافل ہوگئے
اُسنے اسی حال مین طلسم کشا کو اُٹھا لیا غرق زمین ہوکر حجرے پر نقب کے نکلا پر پرواز پیدا کر کے قلعہ
مین آیا طلسم کشا کو مسلسل و مطوق کیا حکم دیا جلادون کو بلاؤ جلاد آئے دارین استادہ ہوئین طلسم کشا

کی آنکھ کھلی اپنے کو اس حال مین پایا بیتاب ہوکر دعا کرنے لگے کہ ای خالق بے نیاز و ای ربّ کارساز
اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے رستم تو دعائین مانگ رہے ہین جالینوس آمادۂ قتل بیٹھا ہی کہ ملکہ جو بیٹھے
بیٹھے گھبرائین کنیزون سے کہا کہ سنا جالینوس ہمیر عاشق ہوا ہی دیکھو تو کیا کرتا ہی صاف جواب دیدون
کہ یہ خیال محال ہی ایک کنیز گئی تھوڑی دیر کے بعد آکر قتل طلسم کشا کی کیفیت بیان کی ملکہ گھبرا کے تخت
سحر پر سوار ہو کے طرف قلعے کے آئین جالینوس دیکھکر اُٹھ کھڑا ہوا تعظیم کرکے ملکہ کو پاس بٹھایا یہان
صبح کو جب عیار جگانے کو طلسم کشا کے آیا چھپرکھٹ خالی پاکر گھبرایا ہوا جہلال کے پاس آیا اور سب
کیفیت بیان کی خدمتگار کی زبانی یہ بھی دریافت ہوا کہ ایک شخص کل دریافت کرتا تھا کہ طلسم کشا تحفہ جات
کب جدا کرتے ہین سمک نے کہا یہ جالینوس جو آیا ہی واقعی اسم بامسمی ہی ارسطو فطرت لقمان حکمت ہی
خدا اسکے مکر سے بچائے جہلال نے کہا مین جاتا ہون سمک نے کہا وہ ساحر زبردست ہی ایسا نہو تمپر بھی
افتاد پڑے مین جا کے دریافت کرتا ہون جیسا موقع ہوگا ویسا بیان کرونگا تم لوگ تحفہ جات سے ہوشیار
رہو سمک بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر خبر کو چلا وہ وقت ہی کہ جالینوس ماہی سحر سے کہ رہا ہی کہ ملکہ آج
بڑی خوشی کا دن ہی تمھارے باپ کے خون کا معاوضہ لیا جاتا ہی ہان ایک خطا یہ ہوئی ہی کہ طلسم کشا کو تو
لایا تحفہ جات نہ لایا کہ بالکل بیکار کر دیتا ملکہ نے جواب دیا کہ قتل انکا بہتر نہین عزیز انکے جابجا پھیلے ہوئے ہین
اور والد انکے اس قصد مین ہین کہ ہفت پیکر پر دست انداز ہون ہرچند وہ طلسم کشا نہین ہین مگر صاحب
اسم اعظم ہین اگر وہ قصد کرینگے تو تمکو جان بچانا دشوار ہوگی بہتر یہ ہی کہ انکو قید کرو خداوند کو عرضی لکھو
کیونکہ باپ انکے قریب طلسم موجود ہین بیٹے کے قتل کی خبر سنکر آپڑینگے سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا جالینوس نے
کہا ہم انکو قتل کرکے تمکو ساتھ لیکر صحراے محیط مین جائینگے محیط کے واسطے بڑا فخر ہی کہ ہر مشکل کو کمیل جادو
آسمان سے آتی ہی کچھ خبر سنا کر چلی جاتی ہی رازدان لوگ کہتے ہین کہ اُسی کے پاس لوح ہی ضرور اُسنے
ایسے مقام پر رکھی ہوگی جہان طائر وہم و خیال بھی نہ پہونچ سکے اُسی کی معرفت لوح کا پتہ ملیگا تمکو لیکر
مقام کمیل پر جائینگے وہان کوئی نہ آسکیگا عزیزداران طلسم کشا ہزار کوشش کرین جب بھی نہ پہونچین
ملکہ نے کہا آخر کمیل کہان رہتی ہی جالینوس نے کہا کمیل وسط سما پر رہتی ہی کئی ہزار گز زمین سے بلند
اُسنے ایک مکان بنایا ہی اُسی مین رہتی ہی وہان کوئی جا نہین سکتا ہی ماہی سحر نے کہا یہ سب انتظام ہین
مگر طلسم کشا کو قتل نکروا انکے عزیز خاک اُڑا دینگے دوست انکے آسمان سے پیدا ہوگئے ہین اور راستہ

تباتے ہین مقام تک پہونچاتے ہین ایسا نہو کہ عمل کی بھی خرابی ہو اور گرفتار ہوجائین ڈھونڈ لین
محیط کے پاس آتی ہین وہین کوئی گرفتار کرے تو کیسی مشکل ہو جالینوس نے بجرنگ جادو کو
ملکہ کی خاطر سے بلا کر کہا کہ تم رفیق نشاط تھے اور یہ اسکا قاتل ہے اچھی طرح قید کرنا مین تو آج
خوش ہون کہ ملکہ نے مجھسے بات تو کی اب صورت وصل بھی پیدا ہو جائیگی بجرنگ رستم کو لیکر چلا
سمک کہ بصورت مبدل یہ باتین کھڑا سن رہا تھا اسکے پیچھے پیچھے چلا بجرنگ رستم کو لیے ہوے
قصر سیاہ مین جو وسط قلعہ مین ہے آیا قصر مین شاہزادے کو داخل کیا چارسو جادوگر گرد مقرر کیے اور
کہدیا کہ ہوشیار رہنا غفلت نہو مقدمہ قید طلسم کشا ہے بڑے بڑے ساحر اسکے رفیق ہین ہر وقت
دروازہ کھول کر دیکھا کرنا جالینوس نے بڑی کمی کی تحفہ جات نہ لایا ورنہ اسقدر خیال نہوتا یہ کہکے
دروازے پر آکے خود حفاظت کرنے لگا حکم ہو کوئی سامنے اس قصر کے نہ آئے جو کوئی آئے اُسکا قتل کرو
سمک نے یہ سب انتظام دیکھا خیال مین آیا کہ عیاری کرون پھر سوچا کہ چلکر جلال و آفتاب سے کہون
دیکھون کیا کہتے ہین یہان جالینوس نے بعد جانے ملکہ کے بخدمت محیط ایک عرضی روانہ کی جسمین
یہ تھا کہ ای ملکۂ عالم مین نے قاتل بادشاہ کو گرفتار کیا آمادۂ قتل تھا کہ ماہی سحر نے وقت پر آکے
بچا لیا قاتل شاہ قصر سیاہ مین قید ہے جیسا حکم ہو وہ بجالائین ساحر تو اسکی عرضی لیکر اسطرف چلا
سمک قید رستم دیکھکر لشکر مین آیا اور سب حال بیان کیا آفتاب نے کہا مین تحفہ جات لیکر جاؤن
آقا کے زیب جسم کرون بجرنگ کو مار کر وہ نکل آئینگے سمک نے کہا ہو سکتا ہے کہ مین جا کر عیاری کرون
اور تا بہ قصر پہونچون مگر چارسو ساحر نگہبان ہین اگر ایک بھی ہوشیار ہو گیا تو مجھے گرفتار کریگا آفتاب
نے کہا تم تماشہ دیکھو مین کیونکر پہونچتا ہون سب اسباب تحفہ جات لیے چلتا ہون وہ شاہزادے کو
پہنا دونگا یہ کہکے تحفے لیے جھولی مین رکھے عیار کو روانہ کیا کہ تم دروازے سے دیکھنا سمک بصورت
مبدل قلعے مین آیا دیکھ رہا ہے کہ آقا قیدخانے مین بیٹھے ہین زنجیرین ہلا رہے ہین کہ دیکھا اسنے آفتاب نے
سر نکالا سر نکلتے ہی بجرنگ دوڑا کہ روکون آفتاب نے کلاہ سر پر رکھی زندہ پیضائی تیغہ جیسے ہی
ہاتھ مین رستم کے آیا ماران سیاہ جو جسم سے شاہزادے کے لپٹے ہوے تھے چھوٹ گئے رستم نے
بجرنگ کو ٹوکا یا تو یہ اندر چلا تھا یا گھبرا کر باہر نکلا فوج سے اشارہ کیا قیدی کو مار لو آگے رستم پیچھے
آفتاب ساحرون نے قصد کیا کہ ان دونون کو گرفتار کرلین یہ دونون شیر لڑ رہے ہین جسکو ہاتھ مارا

چمکے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے آفتاب نے جب گولہ مارا دیو کے سینے پر مار دیے کبھی ہاتھ ہلایا برق
چمکی کسی کا سر اڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا جالینوس بارگاہ میں بیٹھا تھا آہٹ و ہلڑ سنا ساحروں سے کہا
ارے دریافت کرو یہ کیا ہنگامہ ہے ہرکاروں نے خبر دی کہ رستم کو قید سے آفتاب نے چھڑا لیا اب
لڑ رہے ہیں ساحروں کو مار رہے ہیں جبھی تو ابتر ہو گئی ہیں جالینوس سنکر گھبرا گیا کہ عیار و ملک نے مجھے
آفت میں پھنسایا یہ روز سیہ دکھایا بجر نانگ سے کہا ابھی جان بچا کر چلا آئے رستم و آفتاب کو جانے
دے دونوں بہت سے شہر کیا شمشیر زنی انکی قدرت پر موقوف ہو حقیقت میں جو قدرت
لکھا ہو اسی کا ظہور ہوتا ہو جانا ہی دیکھا ہو کہ طلسم کشا کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہیں ہو
جب قید ہو گا رہا ہو جاویگا بجر نانگ لڑ رہا تھا کہ مخبر نے آکر خبر دی پلٹ آؤ بجر نانگ نے چاہا میں
پلٹ جاؤں کہ آفتاب نے ایک گولا مارا بجر نانگ نے گولہ مارا کہ برق چمک کر گری سر آفتاب کا زخمی ہوا
اسنے پکار کر آواز دی آقا غلام رخصت ہوتا ہو سرا سر زخمی ہوا رستم جست کر کے برابر بجر نانگ کے
پہنچے سماک نے آگ کا حقہ آتشبازی مارا بجر نانگ نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر پر روکا
جیسے ہی تیغہ چمکا بجر نانگ کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا رستم نے ہاتھ مارا بجر نانگ کا سر کٹ کے گرا
جیسے ہی اسکا سر گرا سب ساحر بھاگے رستم و آفتاب و سماک لڑتے ہوئے قلعہ سے باہر نکلے دیکھا
کہ ایک باغ کا دروازہ مثل آغوش عاشق کے کھلا ہوا ماہی سحر نے جو خبر سنی کہ رستم نے رہائی پائی بیقرار
ہوکر باہر نکل آئی شاہزادے کو آتے دیکھکر آواز دی کہ شہریارا اس باغ کے شجر آپکے مشتاق ہیں
پھول آنکھیں کھولے منتظر بیٹھے ہیں غنچہ ہائے دہن بستہ مشتاق جمال ہیں اب خدا نے اپنا فضل کیا
کہ آپ نے قید سے رہائی پائی تھوڑی دیر کے لیے یہاں بھی آئیے رستم نے جو دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین
بلا رہی ہو آفتاب کو تو رخصت کیا اور عیار کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے باغ میں داخل ہوئے ماہی سحر
مدت سے مشتاق تھی ہاتھ میں ہاتھ دیکر باغ میں لائی بارہ دری میں لاکر بٹھایا شراب و کباب پیش کیا
رستم نے سوال اسلام کیا ماہی سحر نے عرض کی جس وقت سے آپ پر عاشق ہوئی ہفت پیکر پرستی
کی مذہب خدا سے نادیدہ اختیار کیا وہ دن خدا کرے کہ ہم اس آفت سے نجات پائیں آپکی خدمت میں
رہیں شاہزادے نے جام پیا ماہی سحر نے گائن کو اشارہ کیا گائن نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

شگفتہ روح ہو جسکی مجھے وہ آب ملے		دلاؤں فاتحہ بلبل کا جو گلاب ملے

نہ کھاؤں داغ اگر لذت کباب ملے | پیوں نہ زہر جو کیفیت شراب ملے
ازل سے اسنے دیا ہجر دکھ جو زیبا تھا | گلوں کو رنگ تو بلبل کو پیچ و تاب ملے
جو رونے والا جہان سے اٹھا ہوں تو مرقد | جواب جسکا نہ تا حشر جز سحاب ملے

رستم و ماہی سحر مسند پر بیٹھے ہیں سہاک نے جو ماہی سحر کو مسند پر دیکھا پہلو میں [illegible] ملکہ کی ہنناک سحری بیٹھی تھی اسپر نگاہ ڈال کر کہا غلام کا تو [illegible] اسکے ملنے لگے [illegible] سہاک نے ایسے اشعار عاشقانہ پڑھے کہ ہنناک سحری بیتاب ہوگئی ہنس ہنس کے باتیں کرنے لگی رستم ماہی سحر کے حال کو دیکھتے ہیں سہاک ہنناک سحری سے باتیں کر رہا ہے کنیزیں اپنے اپنے کام پر مامور ہیں شراب و کباب لاکر رکھ دیتی ہیں کہ یکایک ہرکاروں سے یہ خبر جالینوس کو پہونچی کہ رستم ماہی سحر کے باغ میں بیٹھے ہیں یہ سنکر جالینوس جل گیا غصہ میں آکر اپنے مقام سے اٹھا طرف باغ ملکہ کے چلا یہاں عاشق و معشوق بیٹھے ہیں کہ آسمان سے نظر پیدا ہوا اور اسمیں یہ صدا آئی کہ تو نے غضب کیا کہ دشمن خدا کو اپنے گھر میں جگہ دی پہلو میں لیے بیٹھی ہے یہ کہتا ہوا زمین پر آیا گولہ مارا گولہ قریب رستم کے پھٹکر زمین پر گرا رستم شعبدہ ہفت پیکر لیکر اٹھے جالینوس نے ماہی سحر کے رستم پر تا فرد ہوئی بہت گھبرایا ماہی سحر و ہنناک حیرت دیکھ رہی ہیں کہ جالینوس تڑپ کر گرا دونوں کے پیچھے ہیں دیکھے یہ کیا ہے ارادہ اب ماہی سحر سے اور رستم سے ملاقات نہ ہوگی لیے مقام پر لیجا کر اسکو بند کروں کہ تڑپ تڑپ کر مرجائے یہ تو اسیر عاشق ہوں یہ نہ سمجھی کہ میں اسیر ہوتا تھا اب حال عشق و عاشقی کا کہا جائیگا رستم نے کمان کیانی دوش سے لی سجکمان میں تیر پیوست کیا تیر جب مارا کہ جالینوس بلند ہو چکا تھا اسنے سحر کیا نہ تیر جھگر لگی تیر رستم سے ارے گو جالینوس نکل گیا رستم سہاک کو لیے ہوئے رنجیدہ باغ سے اپنے لشکر میں آئے حال و آفتاب نے پوچھا حضور کو زیادہ ملول پاتے ہیں ملازمان والا گھبراتے ہیں رستم نے کہا کیا بیان کروں کس بلا میں جاکر پھنسے پھر تو عجب معرکہ گذرا کہ جسکو کہہ نہیں سکتے سرداروں نے عرض کی حضور کیا معرکہ گذرا رستم نے حال ماہی سحر کا بیان کیا سرداروں نے دیکھا سہاک بھی بہت بیقرار ہے کہتا ہے نہیں معلوم ہنناک سحری پر کیا گذری کا یہ کہکے اٹھا کہا حضور تامل فرمائیں غلام پتہ لگاتا ہے لیکن جالینوس جو لیکر چلا جہاں میں تھا

کے پاس محیط جادو کے پہونچ جاؤن پھر سوچا کہ ایسا نہو محیط قتل کر ڈالے تو مین وصل سے محروم
رہونگا ایسے مقام پر قید کرون کہ میری قبضہ مین رہے یہ سوچتا ہوا جاتا تھا کہ دیکھا راہ مین ایک
باغ نہایت سرسبز و شاداب ہے غنچے چٹک رہے ہین پھول کھلے ہوے ہین نخل سرسبز و شاداب
جوانان چمن اکڑ رہے ہین عروسان چمن کو پہلوے معشوق نصیب صیاد و گلچین بے نصیب
بلبل خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی اس باغ کو دیکھکر جالینوس شگفتہ ہوگیا سوچا کہ اسی باغ مین
رہون ملکہ کو ایک قفس مین بند کیا باغ مین اترا چبوترہ جو وسط مین تھا بزور سحر سے فرش بچھوایا سحر
کیا چند کنیزین حاضر ہوئین مسند پر آکے بیٹھا کنیزون سے کہا قفس سامنے لاؤ دونون قفس سامنے
رکھکر منت سے سمجھانے لگا کہتا تھا اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان میرا کہنا قبول کرو وصل سے
شاد ہون تمھاری بھی جان بچے اب یہان پر وہ تمھارے چاہنے والے کیونکر آئینگے غیر مقام پر
مین آکے اتر پڑا ہون ملکہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے جب جالینوس ستمگر کو کلام سخت کہتا ہے
تب ملکہ بیقرار ہو جاتی ہے جواب دیتی ہے اے لعون انھون نے تیرا کیا لیا جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر
جو تیرے دلمین آرزو ہے دل ہی مین رہیگی کبھی مطلب اصلی حاصل نہ ہوگا جالینوس نے دونون
قفس سامنے درخت مین لٹکوا دیے خود شراب خواری مین مصروف ہوا پہر رات گذری تھی کہ مالک
اس باغ کی گل پیرہن جو شکار کھیل کر پلٹی دیکھا باغ مین روشنی ہو رہی ہے ایک ساحر سیہ فام
مسند پہ بیٹھا شراب خواری کر رہا ہے دو قفس درخت مین لٹک رہے ہین جالینوس کو دیکھکر جل گئی
دلمین کہتی ہے یہ سحیا تو یون بیٹھا ہے جیسے کوئی اپنے گھر مین بیٹھتا ہے کیا دل مین سمجھا جو میرے باغ پر
قبضہ کیا زمین پر اتری پکار کر آواز دی او سحیا تو کون ہے کہ میرے باغ پر قبضہ کیا یہان سے نکلجا تو
بہتر ہے جالینوس نے کہا آؤ صاحب تم بھی بیٹھو یہ باغ سنسان پڑا تھا ہم آ کے بیٹھ گئے
تمھارا کیا نقصان ہوگیا گل پیرہن نے کہا نکلجاؤ یہان سے ورنہ بہت پریشان ہوگے یہ کہکے
اسنے گولہ مارا جالینوس نے گولہ کاٹ کر ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا برق کڑک کر گل پیرہن پر گری
کہ سر گل پیرہن کا زخمی ہوا جالینوس اپنے مقام سے اٹھا کہ اسکو گرفتار کرکے وصل حاصل کرون
یا یہی سحر جانیگی شرمائے گی تب میرے قابو مین آئیگی آخر گل پیرہن جالینوس کے خوف سے
بھاگی جنگل مین آکر زخم باندھا حیران کھڑی ہے کہ کیا تدبیر کرون باغ ہاتھ سے جاتا ہے افسوس کچھ نہو سکا

وہ تو ساحر زبردست ہی سحر مین مجھپر غالب آیا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک عیار طرار قنطورے
لگائے ہوے جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی عیار کی بھی نگاہ پڑی کہ ایک ساحرہ سر سے خون بہ رہا ہی
زیر نخل خاموش کھڑی ہی عیار قریب آیا پوچھا تمھارا کیا نام ہی ساحرہ نے کہا ایک ظالم نے
باغ پر میرے قبضہ کیا مین نے چاہا اُسکو نکالدون اُسنے سحر کر کے مجھے زخمی کیا عیار نے پوچھا
وہ ساحر کون ہی ساحرہ نے کہا مین نام نہین جانتی لیکن دو قفس معشوقان پریچہرہ کے لٹک رہے
ہین اُنکو محبت دیکھ رہا ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی اُنپر عاشق ہی چاہتا ہی اُنکو قبضے مین کرے [illegible]
نے کہا تم اسی مقام پر ٹھہرو مین تھوڑے عرصہ مین باغ تمھارا خالی کرائے دیتا ہون ساحرہ یہ سنکر
خوش ہو گئی کہا اے عیار اپنے نام سے آگاہ کر کہ تو کون ہی کس فکر مین نکلا ہی کہان جاتا ہی اور کہان سے
آتا ہی عیار نے کہا مین طلسم کشا کا عیار ہون فکر یا ہی سحر مین نکلا ہون دیکھو تمھاری شکل بنکر جاتا ہون
یہ کہکر کنارے آیا رنگ وروغن عیاری کا لگا کے اُسی کی شکل بنا گل پیرہن نے جو اپنی شکل پر دیکھا
حیران ہو گئی کہا اے عیار اب تو میری مان بھی تجکو نہین پہچان سکتی کسی خال وخط مین فرق نہین عیار
نے کہا دیکھو مین کیا کرتا ہون گل پیرہن کی شکل بنا ہوا باغ مین آیا جالینوس نے جو گل پیرہن کو
دیکھا آواز دی کیون اے نازنین اب شر سے باز آئی ابکے سحر مین دو ٹکڑے کر دونگا عیار نے جواب دیا اے
ساحر مین تیری مطیع ہون جو کہو وہ بجا لاؤن تیرے حکم سے باہر نہونگی تیری اطاعت مین رہونگی اگر
تو نے باغ پر قبضہ کیا تو میرا کوئی نقصان نہین تو بھی اسی باغ مین رہ مجکو بھی جگہ دے مین ہمیشہ
اس باغ کی رہنے والی ہون اب آخر کہان جاؤن خیر مجکو ایک وارث ہی بہم ہوا ایسا نہو باغ
بالکل ہاتھ سے جاتا رہے جالینوس نے بلا لیا عیار قاعدے سے بیٹھا کہا صاحب یہ جو گانیوالیان
گا رہی ہین انکو سُر مین تو بالکل دخل نہین ہی اگر کہو تو مین گانا سُناؤن یہ کہکے بایان اُٹھایا سیدھا
سیدھا ٹھیکہ بجا کر گانا شروع کیا اس رنگ سے گایا کہ جالینوس بیقرار ہو گیا کہا اے گل پیرہن
تم تو کمال رکھتی ہو مین نے کبھی ایسا گانا نہین سُنا تھا تمنے تو دل بیتاب کر دیا جی چاہتا ہی کہ تم اب
خاموش نہو آگاہ ہو کہ مین بھیجا ہوا خداوند ہفت پیکر کا ہون حکم ہی خداوند کا کہ طلسم کشا کو گرفتار
کر کے لاؤ مین گرفتار کر لایا تھا یہ ظالم جو قفس مین بند ہی اسطرح آ کے مجکو سمجھایا کہ مین اسکے قریب
مین آ گیا طلسم کشا نے رہائی پائی اُسنے جوش محبت مین اپنے باغ مین بلا لیا ہر کارون نے مجکو خبر دی

مین غصے مین جا پڑا طلسم کشا پر سحر نہین تاثیر کرتا جب عاجز ہوا تو ان دونون کو لے بھاگا طلسم
کے پہلو مین یہ بیٹھی تھی اسکو اٹھا لایا یہان آکر پہونچا یہ باغ پسند آیا سوچا کہ یہ غیر مقام ہی آرام ملیگا
تمنے آکے ستایا مجھے غصہ آیا اب وعدہ کرتا ہون کہ تمکو اپنی معشوقہ بناؤنگا باغ کو آباد کرونگا ہزارہا
لونڈیان یہان موجود رہینگی اسنے جواب دیا آپ تو اس ظالم پر عاشق ہین مجھے کیونکر منظور فرماینگا
جالینوس نے کہا اول تو تو خوبصورت ہی دوسرے یہ کہ مجھے منظور ہی کہ مین اس ظالم کو جلاؤن تیرے
ساتھ مزے اڑاؤن عیار نے سر جھکا کر کہا قدرت کو منظور ہوا کہ ہمارا باغ آباد ہو جالینوس نے
کہا اگر یہ قبول بھی کریگی تو بھی تیرا مرتبہ سب سے زیادہ رہیگا معشوقۂ خاص لقب دونگا جسقدر
ملازم ہین سب تیری خدمت مین رہینگے عیار نے دو چار شعر گا کر کہا صاحب تمہارے گلے
مین جو یہ تیلے فولادی پڑے ہین مجھے اسنے ڈر معلوم ہوتا ہی جو مجھسے صحبت منظور ہی تو انکو اپنے
جسم سے الگ کرو جالینوس نے کہا یہ تو میری جان کے نگہبان ہین عیار نے کہا اگر مجھسے خوف
جان ہی تو صحبت مین اپنی جگہہ نہ دو مین پہلے ہی سمجھی تھی کہ مین بدنصیب ہون جیسے کہ میرا شوہر
ایک جلشن کو لیکر بیٹھ رہا جیسے تنہا تڑپتی ہون تم بھی نہین معلوم کیونکر بیٹھیں آؤ آخر خفا ہوا کہ
تمکو مجھسے جان کا خوف ہی یہ کہکے رونا شروع کیا اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی اب تو جالینوس بیتاب
ہوگیا آنسو اپنے ہاتھ سے پونچھنے لگا کہا اے گل پیرہن تیرے رونے سے دل بیتاب ہوگیا اب مین
ان سب چیزون کو جسم سے جدا کرتا ہون تو آکر پہلو مین بیٹھ سب تیلے کھولکر جالینوس نے الگ رکھے
اتنو سمک نے بڑی خوشی کی اور جام لبریز کرکے اسکے لبون سے لگا دیا جالینوس پی گیا اب
دو دو شعر گائے کہ جالینوس بیقرار ہوگیا چاہا کہ مین لون عیار دور جا بیٹھا ہاتھ سے اشارہ کرتا تھا
کہ مجکو گود مین لیجاؤ جالینوس بلبلا کے اٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا جھپٹکر سمک نے
خنجر مارا جالینوس کا شکم چاک قصہ پاک سمک نے دونون قفس درخت سے اتارے ملکہ کو
قفس سے نکالا زبان سے سوزن نکالی قضا رے کار محیط جادو اپنے دربار مین بیٹھی تھی گلدستہ
جو جالینوس کے ہاتھ کا بنا ہوا رکھا تھا جلا محیط نے کہا ارے کسی نے جالینوس کو مارا وہ تو ایک
بلاے روزگار تھا اسکو کسنے مارا اب اوراق جمشیدی نکالکر پڑھے منھ پیٹ لیا کہا باغ
گل پیرہن مین جالینوس مارا گیا کوئی ایسا تیز پر ہی کہ اپنے کو باغ گل پیرہن مین بہت جلد پہونچا

قاتل کو گرفتار کر لائے اور ماہی سحر کی ذات سے یہ فساد ہوا عقاب تیز پر یہ کہکر اُٹھا کہ غلام
ابھی لاتا ہی یہ کہکے چلا اُسوقت پہونچا کہ سمک نے ماہی سحر کو اور نہنگ بحری کو قفس سے
نکالا ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم عقاب تیز پر او بچیا اب میرے ہاتھ سے کہاں جائیگی ماہی سحر
نے گولہ لیا عقاب نے گولہ کھایا تا صدہا طائر گیسو سے نکلے سمک تو بھاگ کر ایک غار مین
چھپا ماہی سحر کو اُن طائروں نے گھیر لیا کوئی منقار مارتا ہی کوئی پرون سے ہلاک کرتا ہی ہر چند
ماہی سحر نے اپنے کو بچایا مگر طائروں نے پیچھا نہ چھوڑا نہنگ بحری نے جو اپنے مالک کو طائرون مین
پھنسا پایا تو ایک گرز ایک طائر کا سر کاٹا اُس طائر کے سر کٹتے ہی قطرات خون جو اُسکے زمین
پر گرے اُنسے ہی طائر اور پیدا ہوے اُن طائروں نے دونون کو گھیر لیا منقاروں سے بدن کو
نوچ ڈالا گھیر کر سامنے عقاب کے لائے عقاب نے دونون کی زبان مین سوزن دی اور
گرفتار کر کے لے بھاگا کہتا تھا تم ہی دونون نے ملکر اتنے بڑے ساحر کو قتل کرایا سمک نے
جب دیکھا کہ یہ ظالم لیکر دونون کو چلا تو غار سے نکلا زیر سایۂ عقاب چلا دیکھتا ہوا جاتا ہی
کہ جہان یہ اُترے مین بھی پہونچون جان اپنی لگا دون مگر معشوق کو رہا کرون عقاب اُڑا ہوا جاتا تھا
کہ گانے کی آواز اُسکے کان مین آئی دیکھا کہ ایک نازنین ایک قصر مین بیٹھی ہی گرد کنیزین صحبت
رقص و سرود آراستہ کیا ہورہا ہی عقاب اس نازنین کے دیکھتے ہی بیقرار ہوا آسمان سے اُترا
سمک نے دور سے دیکھا کہ عقاب قصر مین اُترا اُس نازنین نے جو دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام
بد انجام دو عورتون کو پنجے مین دبائے ہوے آسمان سے اُترا ہوا آتا ہی پریشان ہو گئی پکار کر
آواز دی ارے تو کون ہی جو اس طرح میرے مکان مین چلا آیا عقاب نے کہا مین مصاحب
ملک محیط جادو ہون نازنین نے جواب دیا کہ محیط نے تمکو کیا حکم دیدیا ہی جہان چاہو چلے جاؤ
کیا ملک محیط سب کی حاکم ہین خداوند ہفت پیکر کو سبکا خیال ہی اُنکے بندے ہین ملک محیط کون ہین
عقاب نے کہا ہم تھوڑی دیر ٹھہرینگے پھر چلے جائینگے اُسوقت اُس نازنین نے جواب دیا کہ صاحب
کیا زبردستی ہی ہم اپنی صحبت مین غیر کا آنا پسند نہین کرتے اگر ہمارے شوہر کو خبر ہو گی تو وہ بہت
آزردہ ہونگے عقاب نے پوچھا تمھارے شوہر کا کیا نام ہی نازنین نے جواب دیا کہ موسیقار
جادو اور میرا جلترنگ جادو نام ہی عقاب نے نہ مانا آکر بیٹھ گیا اُس نازنین نے

پوچھا یہ دونون عورتین کون ہین کہا انکا حال مین نہین جانتا محیط نے کہا گرفتار کرلاؤ مین
جاکے پکڑ لایا۔ یہ ذکر تھا کہ ایک سیاہ آندھی اُٹھی جلترنگ نے کہا اب بھاگو شوہر میرا آتا ہی
بڑا بدمزاج ہی آتش قہر و غضب مین تمکو پھونک دیگا اور مجھپر غصہ کریگا کہ اپنے مکان مین غیر کو کیون
جگہ دی تو مین کیا جواب دونگی عقاب نے کہا اس سرحد مین رہتا ہی تو محیط کا خراج گذار ہوگا
ضرور ہمکو مانیگا جلترنگ نے کہا تو مان تیرا کام جانے ہمنے سمجھا دیا یکایک وہ آندھی موقوف ہوئی
سمک بھی ایک کنیز کی شکل بنکر پہونچا ہی سینہ اُبھارے کھڑا ہی کہ عقاب نے دیکھا ایک ساحر اژدہے
پر سوار ماران سیاہ بازوون مین لپٹے ہوے نہایت کریہ منظر اژدر سے کودا کوڑا مار آتشین کا ہاتھ
مین تھا پہلے زوجہ کی طرف متوجہ ہوا کہ کیون ری یہ تیرا کون ہی اور یہان آنے کا کیا سبب ایک
کنیز نے بڑھکر ہاتھ تھاما کہا اے شہنشاہ ملکہ نے بہت منع کیا یہ زبردستی آکر بیٹھ گیا اب
شوہر اسکا طرف عقاب کے پلٹا کہا او روسیاہ تو ہمارے گھر مین کیون آیا زوجہ نے ہماری منع
بھی کیا مگر تو نے نہ مانا کیا زن بازاری سمجھا تھا مقام جو معقول پایا زبردستی چلا آیا عقاب نے کہا
مین محیط کا مصاحب ہون اسنے جواب دیا مین نہین جانتا کہ محیط کون ہی تو اگر اپنی سلامتی چاہتا ہی
تو یہان سے نکل جا اگر تامل کریگا تو مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا عقاب نے کہا مجکو تو سمجھا
کیا ہی ابھی آگ لگا دونگا زوجہ تیری مجکو پسند آئی ہی اسپر قبضہ کرونگا یہ سنکر موسیقار نے جھلا کے
کوڑا مارا کہ عقاب تڑپ گیا اب تو اسنے عقاب کو کوڑے کے نیچے رکھ لیا عقاب جب داد
کرتا ہی اُٹھون موسیقار کوڑا مارتا ہی آخر عقاب نے جھولی سے نشتر نکالا ران پر مارا خون چلو مین
لیکر چاہا کہ موسیقار پر پھینکون کہ موسیقار نے گنگنا کے دیپک کی تان لگا دی شعلہ منہ سے نکلا
عقاب پر گرا عقاب نے خون دیکر اپنے کو بچایا سمک نے جو دیکھا کہ دونون جنگ مین مصروف
ہین ماہی سحر کی زبان سے سوزن نکال کر اشارہ کیا کہ تم تو نکل جاؤ نہنگ بحری بھی زبان سے
سوزن نکلتے ہی بلند ہوئی ملکہ سے کہا آپ جائین شاید سمک پر کوئی افتاد پڑے تو مین کمک کو
موجود رہون ملکہ تو نکل گئین نہنگ بحری آسمان پر لہرا رہی ہی ایک مقام پر جو موسیقار نے دیپک کی
تان ماری بقول حقیر فرد تو نے وقت رقص دیپک کی لگائی جبکہ تان + پھک گئے عشاق سارے
شعلۂ آواز سے + موسیقار کا یہی سحر ہی کہ شعلہ اسکے منہ سے نکلا اور حریف جلنے لگا عقاب نے

لاکھ روکا مگر شعلہ سر پر گرا جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من عقاب تیز پرواز بود محیط نے
بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے دیکھا کہ عقاب کی تصویر جلی محیط نے کہا غضب ہوا کسی نے عقاب کو
مارا بھائی اسکا جلباب جادو بیقرار ہوکر اُٹھا کہا حضور کہان جاکر خبر لون محیط بولی باغ موسیقار
مین یہ معرکہ گذرا جلباب لقہر و غضب تمام ہلا یہان وہ وقت ہے کہ عقاب مارا گیا موسیقار
نے حکم دیا لاشہ اس بھیا کا باہر پھینکدو لاشہ عقاب کا باہر پھینکا گیا اب زوجہ کو پہلو مین
لیکر بیٹھا گانا ہونے لگا کنیزین حاضر ہین سمک بھی بشکل کنیز دربار مین حاضر ہے ہر مرتبہ جھک جھک کے
سامنے موسیقار کے آتا ہے ناز و کرشمے دکھاتا ہے کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی آواز آئی کہ منم
جلباب جادو کسنے میرے بھائی کو مارا ابھی بدلہ لونگا موسیقار نے کہا جلباب ذرا ہوش مین آ
کس سے بدلہ لیگا مین نے تیرے بھائی کو مارا میرے گھر مین گھس آیا میری زوجہ پر اشعار عاشقانہ
پڑھتا تھا اس وجہ سے مارا گیا جلباب نے چاہا اسکی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑون کہ موسیقار نے پھر
گنگنا کے تان ماری شعلہ منھ سے نکلا جلباب شعلے کو دیکھکر بھاگا موسیقار ہر چند للکارا مگر
جلباب نہ ٹھہرا بھاگ کر پاس محیط جادو کے پہنچا تمام حال بیان کیا کہا حضور موسیقار جب
تان لگاتا ہے منھ سے شعلہ نکلتا ہے کہ وہ حریف کو جلا دیتا ہے مین شعلہ کو دیکھکر بھاگا محیط نے
کہا مین ابھی موسیقار کو بلواتی ہون یہ کہکے آواز دی اری شعلۂ شعبدہ باز کہان ہے کہ ایک
ساحرہ سامنے آئی آواز دی کہ اے شعلۂ شعبدہ باز جلد جا اور موسیقار کو لا یہ سنکر شعلہ بھڑک کر
جلی موسیقار جلترنگ سے کہ رہا ہے اب محیط کو خبر ہوگئی وہ اب جھلائیگی یہ کہکے اپنے مقام سے
اُٹھا کہا لو شعلۂ شعبدہ باز آتی ہے وہ مجکو لیجائیگی بیشک محیط آفت برپا کریگی جلد بارگاہ محفوظ نکالو
جلترنگ نے ایک آواز دی کئی ہزار کنیزین ایک بارگاہ لیکر آئین کہا اس بارگاہ کو بیرون باغ
استادہ کرو کنیزون نے بارگاہ استادہ کی اس بارگاہ مین موسیقار آبیٹھا کنیزین صف باندھکر
کھڑی ہوئین شعلۂ شعبدہ باز جو آکر پہونچی تو اسنے دیکھا کہ کنیزین صف باندھے کھڑی ہین اور
بارگاہ محفوظ مین موسیقار بیٹھا ہے پکار کر آواز دی اے شعلہ آؤ اس بارگاہ مین تو قدم رکھو شعلہ
نے جو بارگاہ محفوظ دیکھی تھرا کے بھاگی جاکے محیط سے اطلاع کی کہ موسیقار بارگاہ محفوظ
مین بیٹھا ہے وہان مین جاتی تو جل جاتی محیط نے کہا موسیقار کو بڑا گھمنڈ ہوا اے شعلہ فوج لیکر

جاؤ اور اُس سیجا کو لاؤ شعلہ نے آواز دی بیس ہزار ساحر جمع ہوئے اسباب سحر سے آراستہ
سب کو لیکر طرف موسیقار کے روانہ ہوئی موسیقار نے کہا لو اب شعلہ فوج لیکر آتی ہے مگر میں پا
محیط کے نہ جاؤنگا کہ دور سے دیکھا علمہائے زنگاری کے پھرہرے کھلے ہوئے شعلہ شعبدہ باز
ایک تخت پر سوار زور شور سے آکے پہونچی بارگاہ استاد کرائی فوج بھی اتری موسیقار نے زوجہ کو
حکم دیا اپنی کل فوج جمع کرو اسنے اسی وقت باغ میں آکر آواز دی ہر گوشہ سے فوجیں نکلنا شروع ہوئیں
تھوڑے عرصہ میں چالیس ہزار ساحران غدار سحر و ساحری سے تیار ہوکے سامنے حاضر ہوئے موسیقار
نے حکم دیا صفیں باندھو شعلہ نے طبل جنگی بجوایا موسیقار کو خبر پہونچی یہاں اسنے بھی طبل جنگی بجوایا دونوں
لشکروں میں تیاریاں ہو رہی ہیں سماک ماہی سحر و نہنگ بحری کو لیکر اپنے لشکر میں پہونچا ملکہ
رستم کو لیکر اپنے قلعہ میں آئی شاہزادے نے ملکہ کو تخت پر بٹھایا باغ میں ایک قصر تھا رنگ سبز ملکہ
نے کنجی اسکی نکال کر شاہزادے کو دی کہا اس قصر کو کھولیے اسمیں چند پتلیاں ہیں اُن سے احکام
پوچھیے شاہزادے نے کنجی لیکر قصر کو کھولا اندر آئے دیکھا ایک تخت زر جڑاؤ بچھا ہے اُسپر سات پتلیاں
سبز کھڑی ہیں شاہزادے کو پتلیوں نے سلام کیا کہا اے طلسم کشائے ہفت پیکر تشریف لایئے
آپکو مناسب ہے کہ عیار کو لیکر باغ موسیقار پر جایئے اُس سے اور شعلہ شعبدہ باز سے مقابلہ ہے
اُن دونوں کی قضا آپکے ہاتھ سے ہے جلد مع لشکر اپنے کو پہونچایئے آپکے خدا نے یہ انقلاب کیا کہ
آپس میں مقابلہ پڑا اسی وجہ میں آپکی رسائی تا محیط ہوگی ہم جو عرض کریں اُسپر آپ پابند ہوں تو
لوح کا پتہ ملیگا جب تک لوح نہ پایئے گا پریشان رہیئے گا جسدن لوح ملی ہفت پیکر بھاگ کر
طلسم ہفت پیکر میں جائیگا اُسی کے تعاقب میں آپکا داخلہ ہوگا ہر چند کہ طلسم ہفت پیکر وہ
مقام وسیع ہے کہ سالہا سال میں مرحلجات طے ہونگے لیکن آپکے بزرگ ایسے اقبالمند ہیں کہ سب
مرحلے جلد طے کر لینگے رستم یہ احکام سنکر بیرون قصر آئے ملکہ سے سب بیان کیا ملکہ نے اُسیوقت حکم دیا
لشکر تیار ہو فوراً لشکر تیار ہوا شاہزادے پشت مرکب پر سوار ہوئے عیار کو ہمراہ لیا گھوڑا
اُڑا کر چلے یہاں رات بھر تیاری ہوئی صبح کو شعلہ شعبدہ باز تخت سحر پر سوار میدان میں آئی موسیقار
کو پکارتی ہے اسکا ارادہ ہے کہ جاکر شعلہ سے مقابلہ کروں کہ صحرا سے گرد اڑی تمام میدان تاریک
ہوگیا موسیقار دیکھنے لگا ناگاہ دامنہ گرد شگافتہ ہوا دیکھا رستم آگے آگے پیچھے

ماہی سحر ایک طاؤس پر سوار عقب میں رستم کے آتی ہے نہنگ بحری سماک کی پشت پر کہتی ہوئی
رہو حیدر والا گہر جب شعلہ شکست کھا کے بھاگے تو اپنے کو ساتھ اُس لشکر کے مقام پیچیدہ کے
پہونچا تا اگر وہاں پہونچ گئے اور کبیل جادو کو آتے ہوئے دیکھا اُس سے ایسا سحر پیدا کرو
کہ وہ اپنے مکان پر لیجائے مقام اوج دیکھو آؤ یہ کہتا ہوا چلا آتا ہے کہ جو تم کہتی ہو یہی ہوگا یہاں
شعلہ سلحشوری کر رہی ہے کہ شاہزادے گھوڑا اڑاتے ہوئے اسکے سامنے آئے شعلہ نے آواز
دی تو کون ہے جو میرے مقابلے میں آیا ہے میں تو موسیقار کی طالب ہوں شاہزادے نے
کہا قابض ارواح کا فران برباد کن ساحران مغرور و متکبر فاتح طلسم ہفت پیکر شعلہ ہیر چند
یہ سنکر کانپ گئی مگر سحر کرکے اسنے پانی برسایا تلوار پر شاہزادے پر گرا میں بڑی کوشش کی
مگر کسی سحر نے تاثیر نہ کی رستم نے تیغ ہفت جوہر کو نیام سے کھینچا چمک اسکی دیکھکر شعلہ
گھبرائی ساحروں سے کہا بلوہ کردو اسکو گرفتار کرو بیس ہزار ساحر شاہزادے پر آ پڑے یہ
ساحروں پر جا گرے تلوار چلنے لگی ساحر سحر کرنے لگے سحر الٹے پلٹنے لگے ساحروں کے سینوں پر
پڑنے لگے کتنے ساحر جو مرکر گرے شعلہ نے آواز دی ارے سحر نہ کرو نیزہ و تلوار سے ارو
ساحر نیزہ و تلوار لیکر دوڑے شاہزادہ ایک ہی نہنگ دریا ہے جرات ہے کب اُنکی سپکا خیال
میں لاتا ہے جسنے نیزے کو اٹھایا سنان نیزہ کو اُڑا دیا برابر آکے ساحر کو مارا کئی ہزار ساحر جب
ہاتھ سے شاہزادے کے مارے گئے تو شعلہ شعبدہ باز صحرائے محیط کی طرف بھاگی —
ماہی سحر نے رستم کو روکا نہنگ بحری نے سماک کو اشارہ کیا اسنے فوراً رنگ و روغن
عیاری کا نکالا ایک ساحر مقلوک کی صورت بنکر ہمراہ شعلہ کے ہولیا نہنگ بحری بھی ہمراہ ہے
تین دن میں شعلہ شکست خوردہ قریب قصر محیط کے پہونچی لشکر کو باہر چھوڑا آپ خدمت میں
محیط کی چلی کنیز نے بڑھکر عرض کی لونڈی بھی ساتھ چلیگی ناک کے جمال کو دیکھیگی شاید
کوئی صورت فتح کی نکل آئے شعلہ نے اُس کنیز کو ساتھ لے لیا دروازے پر قصر محیط کے آئی
دیکھا ایک ساحرہ بیٹھی ہے اسنے شعلہ کو سلام کیا یہ متوجہ نہ ہوئی اُس ساحرہ نے اسکا ہاتھ
تھاما کہا میں بھی ساتھ چلوں یہ دونوں کو ساتھ لیے ہوئے اندر قصر کے آئی محیط نے شعلہ
کو دیکھا پوچھا موسیقار کو لائی کہا حضور عین وقت پر طلسم کشا آگئے اُنکے ہاتھ سے

کئی ہزار ساحر مارے گئے آخر کنیز وہان سے شکست کھا کے بھاگی ان کنیزون سے پوچھیے
انھین کے سامنے مقابلہ پڑا مین نے بڑی کوشش کی مگر طلسم کشا پر ہاتھ نہ پڑا اُسنے سر سید ان شکست
مجکو دی آخر مین زخمی ہو کر بھاگی ایک کنیز جھپک کر سامنے محیط کے آئی دست بستہ عرض کی
حضور اُسکا اقبال بلند ہو جری ایسا کہ بیس ہزار ساحرون سے اکیلا لڑا اور سب کو ہزیمت دی
اب وہ موسیقار پر دھاوا کریگا اس طرح اس کنیز نے باتین کین کہ محیط نے کہا ای شعلہ
یہ کنیز تیری نہایت سلیقہ دار معلوم ہوتی ہو ہمارے پاس رہے تو بہتر ہو شعلہ نے کہا حضور یہ
دونون کنیزین نہایت معقول ہین خدمت حضور مین رہین تو بہتر ہو محیط نے دونون کو ساتھ لیا
کہا ای شعلہ ٹھہر و ہم اور تدبیر کرینگے شعلہ باہر جاکر ٹھہری محیط نے شب کو جلسہ آراستہ کیا
کنیزون سے پوچھا تمکو کچھ گانے مین بھی دخل ہو ایک کنیز نے عرض کی واری مین نے لاکھون
روپیہ صرف کیا اس علم کو سیکھا یہ کہکے سامنے آکر بیٹھی سازندون نے ساز درست کیے اسنے
گانا شروع کیا اس ڈھنگ سے کنیز گائی کہ محیط اس سے بہت خوش ہوئی پوچھا تیرا کیا نام ہو
اسنے عرض کی مجکو گلگونہ کہتے ہین آپ کی سرکار مین مدت سے ہون مگر حضور کا کبھی سامنا نہین
ہوا آج اتفاق سے حضور میرے کمال سے واقف ہوئین اب مین چاہتی ہون کہ آٹھ پہر خدمت
مین رہون طلسم کشا کی گرفتاری کی بھی تدبیر بتاؤن گی اگر مین دربار طلسم کشا مین جاؤن
تو گا کر اُنکو راضی کرون بی شعلہ نے ناحق شکست کھائی محیط نے کہا ای گلگونہ اگر طلسم کشا کو
گرفتار کرا دے تو وہ مرتبہ تیرا کرون کہ سب کنیزین رشک کرین کنیز نے عرض کی واری بی کمیل
نہین آئین کہ اُنسے پوچھا جاتا کہ لوح ایسے مقام پر ہو کہ جہان طلسم کشا نہ جاسکے محیط نے
کہا منگل کو بی کمیل آئینگی اور جہان لوح ہو وہان طلسم کشا تو کیا ملک وہم و گمان بھی نہ
جا سکیگا لاکھ کوشش کرے مگر اُسکے مقام تک پہونچنا دشوار ہو وہ دن اور وہ شب
تو بسر ہوئی بروز منگل شام سے محیط جادو نے جلسہ آراستہ کیا گلگونہ کو سامنے بٹھایا
پہر رات گذری تھی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک ساحرہ سر جھاڑ منھ پہاڑ تخت اُڑاتی
ہوئی آئی محیط نے نہایت اعزاز و اکرام کیا کہا اے کمیل تمنے سنا کہ طلسم مین کیا ہنگامہ
ہو اپنے بیگانے ہوے میان موسیقار ہمسے بگڑے بیٹھے ہین ہمارے بلانے سے

نہین آتے طلسم کشا اُنکے مقابلے مین اُترے ہین مگر گلگونہ کا گانا سنو دیکھو اسنے کیا کمال پیدا کیا ہی لوح کی تو حفاظت ہو یہ تو مجال نہین کہ طلسم کشا وہانتک جاے اور لوح پر دست انداز ہو کمیل نے کہا اے محیط اگر خداوند ہفت پیکر قصد کرین کہ لوح لیلون تو وہ بھی وہانتک نہ جا سکین اسکا ذکر نہ کرو شاید کوئی دوست طلسم کشا تمھاری محفل مین ہو محیط خاموش ہو رہی گلگونہ سے اشارہ کیا کہ گاؤ سازندون کو حکم ہوا ساز درست ہوے گلگونہ نے اشعار عاشقانہ محیط کے روبرو اس طرح گائے کہ محیط بہت خوش ہوئی کمیل نے بڑی تعریفین کین کہا اے محیط اگر تمھارا حکم ہو تو ایک شب کے واسطے گلگونہ کو ہمارے ساتھ کردو کہ اسکو اپنے مقام پر لیجائین محیط نے کہا کیا مضائقہ کمیل اپنے مقام سے اُٹھی گلگونہ کو تخت پر سوار کیا لیکر طرف آسمان کے چلی دوسری کنیز یہ کہکر ساتھ ہوئی کہ مین گلگونہ سے لمحہ بھر جدا نہین ہوتی کمیل نے اُسے بھی تخت پر بٹھا لیا گلگونہ یعنے سمک دوسری کنیز یعنے نہنگ بحری دونون ساتھ کمیل کے تخت پر سوار ہولین تخت اسقدر بلند ہوا کہ انسان کی آواز نہین آتی دیکھا کہ وسط سما پر ایک قصر بنا ہو اسمین کمیل آکر داخل ہوئی انیسین جلیسین دوڑی ہوئی آئین تخت سے کمیل جادو کو اُتارا کمیل نے اُترتے ہی حکم دیا کہ جلسہ آراستہ ہو وہ گانا آج ہوگا جو کبھی نہ سُنا ہوگا کنیزون نے جلسہ آراستہ کیا کمیل مسند پر آکے بیٹھی کہا ہان اے گلگونہ تمھاری آواز دل مین سوراخ کرتی ہو کچھ گانا شروع کرو گلگونہ نے یہ اشعار گانا شروع کیے

نظم

نالہ ہونے لگا افلاک کے پار آج کی رات
ضبط مجھسے نہ ہوا اے ستمگار آج کی رات

ہول آتا ہی سیاہی سے شب فرقت کی
گور تاریک سے ہی تیرہ و تار آج کی رات

شب آیندہ پہ موقوف رہا وعدۂ وصل
دیکھیے کٹتی ہی کیونکر دل زار آج کی رات

خواب غفلت مین کبھی اے یار رہا تیرا خیال
نیند مین تجھکو پکارا کئی بار آج کی رات

اے جنون مشغلۂ عالم تنہائی ہے
گن ہمارے تو گریبان کے تار آج کی رات

دل جگر آتش فرقت نے جلاے اے رشک
ساتھ ہر نالے کے اُٹھتے ہین شرار آج کی رات

کمیل بہت خوش ہوئی کہا اے گلگونہ کیا کہنا گلگونہ نے عرض کی اب تو کنیز کو رخصت کیجیے ابکی جو

کنیز حاضر ہوگی تو کئی دن خدمت مین رہیگی مگر کیون حضور یہ پہلو مین جو قصر ہی اسمین کیون قفل
لگا ہی کمیل نے کہا ای گلگونہ حقیقت مین تم اس رنگ مین گاتی ہو کہ دل کے ٹکڑے اڑاتی ہو
گلگونہ نے کہا واری اس قصر کا حال بتائیے کمیل نے کہا ای گلگونہ یہ بات کہنے کی نہین ہی اس
مکان مین لوح طلسم ہفت پیکر ہی اسمین ایک تختۂ سنگ رکھا ہی اسپر سو گلدستہ ایک رنگ کے
رکھے ہین جب طلسم کشا اسکے قریب آئیگا تو جس گلدستہ مین لوح ہی وہ شگفتہ ہو جائیگا ہر غنچہ
اشارے کرکے طلسم کشا کو اپنے قریب بلائیگا جب طلسم کشا ہاتھ ڈالیگا تو اسی گلدستہ پر ہاتھ
پڑیگا جس گلدستہ مین لوح طلسم ہفت پیکر ہی اسی لیے مین نے سکونت اپنی دنیا سے کنارہ
کرلی باغ مکانات سب ترک کیے اس مقام پر رہتی ہون میرے بزرگون کے وقت سے یہ
خدمت لوح سپرد ہی آج نئے آدمیون مین تم یہان آئین گلگونہ نے کہا واری حقیقت مین
یہان کون آسکتا ہی کسکی مجال ہی ابکی مرتبہ جو مین آؤنگی تو اپنے بھائی کو ساتھ لاؤنگی وہ
کیا خوب ساز بجاتے ہین بسبب انکے ہونے کے میرا گانا آدھا ہی وہ ساز بجائین اور مین گاؤن
کیا عجب ہی کہ زہرہ فلک سے اتر آئے شاہد نوعروس شریک صحبت ہو اور مجھسے فرمائش
کرے کہ اشعار عاشقانہ گاؤ وہ گانا تاثیر دار ہی مین آجتک کبھی اپنے بھائی کو صحبت مین
بی محیط کی بھی نہین لائی وہ ایک آوارہ مزاج ہین مگر حال لوح سنکر مشتاق ہون ذرا امیدوار
ہون کہ مجھے دکھا دیجیے کمیل نے کہا ای گلگونہ آجکل طلسم مین انقلاب ہی مین آٹھوین روز
زمین پر جاتی ہون اکیلی اور اکیلی پلٹ آتی ہون آج تک بخاطر محیط لائی بھائی کا تمھارے آنا
بہتر نہین ہم تمکو البتہ ہر مہینہ مین بلا لیا کرینگے گلگونہ نے کہا واری مین بھائی کو لیکے درۂ کوہ
دخان پر ٹھہرونگی آپ دونون کو اٹھا لیجیے گا اسی قصر مین پہونچائیے گا ایسے لطف سے
آپکی خدمتگذاری کرون کہ آپ بہت راضی ہون کمیل نے کہا ای گلگونہ مین محیط کے خلاف کوئی
کام نہ کرونگی گلگونہ نے کہا آپ نے کبھی ایسا گانا نہ سنا ہوگا کمیل نے کہا اب رخصت ہو جاؤ
کوہ دخان پر ٹھہرنا مین محیط سے صلاح کرونگی اگر انکی راے ہوگی تو اٹھا لاؤنگی ورنہ تمکو بھی
اب نہ لاؤنگی یہ چند کنیزین اور بیٹی میری شہرت مرصع پوش اس مکان مین رہتی ہی برسون زمین
کی طرف نہین جاتی اسی قصر مین رہتی ہی اب تم رخصت ہو میرا دل دھڑکتا ہی گلگونہ نے کہا مجکو قرار

کوہ دخان کے پہونچا دیجیے مین اپنے بھائی سے جاکر ملون اور اُس سے یہان کا حال کہون
بھائی صاحب آنا قبول نہ کرینگے جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کیا جائیگا کمیل اُسی وقت اِن
دونون کنیزون کو لیکر برابر کوہ دخان کے پہونچی وہان ان دونون کو اُتارا وہین گلگونہ نے
وعدہ کیا کہ جب ہمکو تلاش کرو گی یہین پاؤگی سمک و نہنگ بحری رستم کی طرف چلے اور کمیل
محیط کے پاس آئی تمام کیفیت بیان کی کہا حضور اُس کنیز نے تو ایسا گانا سُنایا کہ کلیجہ
ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا مگر اے ملکۂ عالم جب تک گلگونہ صحبت مین رہی دل کانپا کیا محیط نے کہا یہی
میری بھی کیفیت تھی رات کو روتے روتے جو سوئی تو خداوند کو خواب مین دیکھا فرماتے تھے
گلگونہ سے اپنے کو بچانا اے کمیل اب ایک کام کرو خورشید روشن چراغ کے گھر جاؤ وہان
جاکر پوجا پاٹ کرو شیرینی وغیرہ یہان سے لیجاؤ دو چار روپے بھی پاس رکھ لو طرف سے خداوند
ہفت پیکر کی کہو اے خورشید روشن چراغ اب لوح پر کیا گذریگی اور یہ کنیز کون ہے سب حال معلوم
ہو جائیگا یہ سنکر کمیل اُڑتی ہوئی کوہ فرہاد کش پر پہونچی یہ پہاڑ انتہا کا بلند ہے ایک قصر اسکے وسط مین
تھا قفل اُسمین دیا تھا اُسنے پکار کر آواز دی اے خورشید روشن چراغ کنجی عطا فرمائیے یکایک
آسمان پر گڑگڑاہٹ پیدا ہوئی نیر اعظم سے ایک زنجیر لٹکی اُس زنجیر مین ایک کنجی بندھی تھی وہ کنجی
کمیل نے کھولی قفل کھولا اندر آکے دیکھا سارے مکان مین سناٹا پڑا ہے ایک گوشے مین چراغ
روشن ضو اُسکی سارے قصر کو روشن کر رہی ہے کمیل جاکر سامنے کھڑی ہوئی پکار کر آواز دی اے
خورشید طلسمی اب لوح پر کیا گذریگی چراغ کی ضو مین تیزی ہوئی ایک چہرہ ثابت ہوا آواز آئی اے کمیل
یہ سال آخر طلسم ہے طلسم کشا مؤید من اللہ ہے ہر چند کہ بانیان طلسم نے لوح ایسے مقام پر رکھی ہے کہ کم
نگہبان ہوا آجتک صورت لوح کی نہین دیکھی مگر طلسم کشا کو لوح ملیگی اور وہ گلگونہ جو گائن تھی یہ عیارہ
طلسم کشا کا تھا مقام لوح دیکھ گیا یہی لوگ طلسم کشا کو لا کے قصر معلق پہونچا دینگے جس دن طلسم کشا لوح
پائیگا اُسدن بڑا ہنگامہ ہوگا کل اہل طلسم کو خبر ہو جائیگی اپنے اپنے مقام پر سب انتظام کرینگے مگر کوئی
انتظام نہ چلیگا جو فکر ہو سکے وہ کرو اور یہان تمھین کسنے بھیجا کمیل نے کہا محیط نے پتہ دیا کہ کوہ فرہاد
پر جاؤ اب چاہا کمیل نے اور کچھ پوچھون کہ ایک دھماکا ہوا وہ چہرہ جلکر خاک ہوا آواز آئی اے
کمیل مکان سے نکلجا ایسا نہو تو بھی جل جائے کئی سو برس سے یہ چراغ روشن تھا تیرے

آنے سے گل ہوا کمیل گھبرا کر مکان سے نکلی آسمان پر دیکھا ہزارہا طائر اُڑ رہے ہین پکار رہے ہین ای کمیل بیان کیون آئی کوچۂ عشق و عاشقی سے ساری بربادی ہو اہل طلسم کی ناشادی ہو ایک طائر نے پکار کر آواز دی ای کمیل یہ شعبدے بھی دیکھ لو ذرا یہ اشعار سُن لو نظم

سیکڑون مین کرتے ہین گر زندہ مو آشام رقص
کھیجے پامال تا آسودگان خاک کو
مردے جی اُٹھتے ہین زندے ہین کلیجہ کوٹتے
صبح سے لے صبح تک رقصان ہا وہ رام ہے
سیکڑون پھاڑ تنگے کپڑے گر رہی ہو رقص یار
کیفت مے مین رہتا طالب ہون اگر مین رقص کا

مسجدون مین کرتے ہین زاہد بھی صبح و شام رقص
سیکھتا ہو اسلیے وہ سرو گل اندام رقص
حشر کرتا ہو بپا تیرا بت خودکام رقص
چرخ پر زہرہ کیا کی شام سے تا شام رقص
وے جنون کا دیکھیے کس کس کو اب الزام رقص
ہاتھ پہ ساقی کے تھرکے اور دکھاوے جام رقص

کمیل بحسرت دیکھ رہی ہو کہ وہ طائر ناچ ناچ کر یہ اشعار گا یا کیا جب گا چکا تو منھ سے شعلۂ آتش چھوڑے کہ سب طائر جلکر خاک ہوے اُن طائرون کی خاک قصر پر گری اور وہ طائر بھی تڑپ کر گرا ایک چیخ ماری کہ او کمیل یہ تماشہ بھی دیکھ لے پھر کبھی ایسی حرکت نہ کرنا اگر یہان آئیگی تو جلکر خاک ہو جائیگی وہ قصر جلنے لگا ہزارہا شعلے نکلنے لگا کمیل گھبرا گئی بیقرار ہو کر بھاگی دور جا کر دیکھا کہ وہ مکان جلکر خاک ہوا کمیل وہان سے بھاگی ہوئی پاس محیط جادو کے آئی سب حال بیان کیا محیط نے سر پیٹ لیا کہا ای کمیل یہ مکان چراغ طلسم تھا اب طلسم مین اندھیرا ہو گیا مین یہ نہ جانتی تھی کہ یہ آفت برپا ہوگی بڑا غضب ہوا کہ عیار طلسم کشا مقام لوح کو دیکھ گیا اب تم جاؤ یہان آنا موقوف کرو لوح کے انتظام مین مصروف ہو کمیل نے قصر میں آکے پھر اُس مکان کے گرد پہرا مقرر کیا مگر اسکی دختر بلند اختر شہرت مرصع پوش نوجوان نام سے عشق و محبت کے بالکل نابلد اہڑ پر یہی کہتی ہے کہ عشق و محبت کیا چیز ہو اتفاقاً ایک روز یہ بیٹھے بیٹھے گھبرائی کمیل سے کہا ای مادر مہربان آپکو تو یہ خیال ہو کہ مقام لوح پر طلسم کشا ضرور آئیگا قصر چراغ مین سُن آئی ہین سب حال روشن ہوا اب مجکو حکم ہو مین یہان سے نکلون جا کر حال طلسم دیکھون اور یہ بھی دریافت کرون کہ طلسم کشا کو کون شخص اس مکان مین لائیگا کیونکر وہ لوح طلسمی پائیگا یہ دریافت کر کے طلسم کشا کو گرفتار کرلاؤن کمیل نے کہا ای نور نظر

گرفتار کرنا طلسم کشا کچھ مشکل نہین ہی لیکن جہان وہ گرفتار ہوا وہ مقام منتہا ہی گرفتار کرنیوالا بلا مین
پھنستا ہی شہرت نے کہا ای مادر مین بغیر آپکی صلاح کے کوئی کام نہ کرونگی جملہ حالات آپ سے
کہونگی بغیر آپکی صلاح کے کوئی کام نہوگا کمیل بیٹی کو گلے لگا کے خوب روئی کہا ای نور نظر دیکھین
تقدیر کیا دکھائے اچھا بیٹا جاؤ سمجھ کے کام کرنا شہرت بناؤ کرکے طاؤس زرین بال پرسوار ہوئی
اول پاس محیط کے آئی سب حال بیان کیا محیط نے کہا ای شہرت جمال ہمیشال طلسم کشا دل کو
ہلا دیتا ہو ماہی سحر اور نہنگ بحری عاشق ہوکر بھی چاہتی ہین کہ لوح طلسم کشا کو ملے تم اُسے دیکھنا
مین کمیل کو کیا منھ دکھاؤنگی وہ پوچھیگی میری بیٹی کو کس بلا مین پھنسایا شہرت نے کہا آپکو ناحق یہ
خیال ہی اگر طلسم کشا کو لوح مل گئی تو کوئی نامی طلسم کا نہ بچیگا بھلا زوال تو میری مان ہی پر ہوگا بھلا
مجھسے یہ دیکھا جائیگا کہ مان قتل ہو یہ کہکر محیط سے رخصت ہوئی چلتے چلتے اسنے سمجھا دیا تھا کہ ای نور نظر
بہت ہوشیار رہنا ادھر سے تو شہرت جاتی ہی آب حال لشکر اسلام کا عرض کرون کہ جب سمک و
نہنگ بحری نے اپنے آقا کی خدمت مین پہونچ کے عرض کی کہ حضور مقام لوح دیکھ آئے سمک نے
وعدہ بھی کیا ہو کہ مین اپنے بھائی کو لیکے آؤنگا لہذا آپ تشریف لیچلیے رستم نے کہا مین یہ مکر نہین جانتا
اس صحرا سے کوچ کرو صحرا ے محیط مین قیام کرین وہین سے پتہ لگائین سب سردارون نے
بھی یہی صلاح دی کہ حضور یہان سے کوچ کرین بیشک اُسی صحرا مین انتظام بن پڑیگا آفتاب نے
اُٹھکر عرض کی جو آپ فرماتے ہین ای شہریار یہی مناسب ہی طلسم کشا نے اُسی وقت حکم دیا لشکر
تیار ہونے لگا موسیقار کو خبر پہونچی کہ طلسم کشا جاتا ہی اُسنے اُسی وقت طبل جنگی بجوایا طلسم کشا نے
بھی مجبور ہوکر نوازش نقارہ کو حکم دیا آفتاب نے کہا موسیقار کی قضا آئی ہی کہ حضور سے آمادہ
جنگ ہوا ہی معلوم ہوا کہ اپنی جان سے تنگ ہوا ہی موسیقار طبل جنگی بجوا کر بیٹھا ہے +
جلترنگ پہلو مین ہی شراب پی رہا ہی ہر مرتبہ زوجہ کے گلے مین ہاتھ ڈال دیتا ہی کہتا ہے ای
جان جہان دیکھا تمنے کہ بوجہ محیط مجھسے آزردہ ہوئین اب یہ رنج یون مٹے کہ طلسم کشا کا سر
کاٹ کر خدمت مین محیط جادو کی پہونچاؤن عفو تقصیر کراؤن شاید ملکہ کو رحم آجائے جلترنگ
شوہر سے کہتی ہی اب آپ سے اور محیط سے صفائی ہوگی مین نے خواب مین خداوند
ہفت پیکر کو دیکھا فرماتے تھے اب صفائی تو محیط سے ہوگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا

موسیقار نے ملکہ شہرت مرصع پوش دختر کمیل تخت پر سوار ہنستی ہوئی آئی جلترنگ اُٹھی شوہر سے کہا تم بھی اُٹھو استقبال کرو لو حدا کی بیٹی آتی ہو موسیقار نے بنگاہ غور دیکھا کہ عجب نازنین تخت پر سوار طاؤس اُڑاتی ہوئی چلی آتی ہو عجب محبوب مرغوب ہو بقول شاعر لطف نظم

کیا کہون طرز دیکھنے کی آہ
قالب آرزو مین ڈھالا ہو
اُسکی کاکل سے حرف سر نہ کرو
کالے کوسون کی رات کا کیا ہو
اُس جبین سے ہو دل کی کب جاذب
یہ کمانین کسی نے کھینچی ہین
صبح رخسار آئنہ سے صاف
جیسا کھڑا گلاب کا سا پھول
برگ گل سے زبان ہو نازک تر
وہ زبان کا فقس میرے منھ مین
کنج لب آرزوے جان و دل
قند و مصری کو کیون شہ نام رکھے
رہے گردن مین میری اُنکے ہاتھ
تیغ سے پھر جدا کرین تو نہ ہون
ہاے اُس سے خدا جدا نہ کرے
چُپ کی جاگہ ہو کیونکہ کہیے صاف
گگئی نظرون سے وہ کمر باریک
پھر قیامت تلک لطافت ہو
ناخن پاحنائی ہین ایسے
آگئے جسطرف بہار آئی

دل جگر سے گذر گئی وہ نگاہ
ایک جاگہ سے ایک جاگہ خوب
کاکل صبح پر نظر نہ کرو
اُسکی زلفون مین دل گئے نہ پھرے
صبح صادق کا دعویٰ ہو کاذب
پھری پلکون کی اور سب کی نگاہ
جو نہ ٹھہرے نگاہ رکھیے معاف
ہو دہن تنگی سے سخن کوتاہ
پھول جھڑتے ہین بات بات پر
دمبدم سوے گوش شارۂ صبح
آگے چلنا نگاہ کو مشکل
ہو تبسم سے لعل کا دل خون
یہ تو یارب ہو میرے جی کے ساتھ
شانہ و دست و ساعد و بازو
دور اُس سے رہون خدا نہ کرے
اسکے پھر آگے غنچۂ گل ہے
ہو نہ آنکھون مین کیون جہان تاریک
وہ قدم کاش فرق سر پہ ہون
برگ گل ہاے سرد ہون جیسے
طرز رفتار جیسے افسون ہو

کیا کہون کیسا قد بالا ہو
پیکر نازک اسکا سب محبوب
کچھ بھی نسبت ہو تجھکو سودا ہو
رہے سنبل کے پیچ ہاتھ دھرے
وہ بھنوین بھی کسی نے دیکھی ہین
چشم پر میرے تیری چشم سیاہ
کیا چمکتا ہو ہاے رنگ قبول
کچھ نکلتی نہین سخن کی راہ
کیا کہون کم ہین ایسے شیرین گو
گوہر گوش یا ستارۂ صبح
اُن لبون سے جو کوئی کام رکھے
ہنستے دیکھین تو سینہ مجنون
بس چلے تو گلے لگاے رہون
دل کشی مین تمام یک پہلو
صدر سے لیکے تا بحلقۂ ناف
یا سخن یا بت تامل ہے
تک اگر لیجیے تو قیامت ہو
ساق سیمین مری کمر پہ ہون
گل و بلبل ہین سب تماشائی
رنگ رفتار دیکھ مجنون ہو

موسیقار شہرت جادو کا سراپا دیکھکر پسینے پسینے ہوگیا جھک جھکے سلام کرنے لگا
پکار پکار کر آواز دیتا ہی آیئے میری آنکھون پر قدم رکھیے شہرت نے جو یہ کلمہ سُنا کو جہ رسمِ
محبت سے ناواقف تیور پر بل پڑگئے کہا ای موسیقار ہوش مین آ یہ باتین کیا نکالین
ذرا سنبھلو ایسا نہو تمھارے کچھ خلاف گذرے جلترنگ نے بھی شوہر کو منع کیا کہا
صاحب سنبھل کے بات کرو تو صدار طلسم کی بیٹی ہی نہین معلوم کسوجہ سے آنا ہوا موسیقار
نے زوجہ سے کہا مین کیا کہون صاحب میرا دل نہین مانتا اب زن وشوہر دونون منتین
کرنے لگے کہتے ہین بیٹھ جاؤ شہرت نے کہا مین اس صحبت مین نہ بیٹھون گی اپنا حال دیکھو
کہ ٹھکے پڑتے ہو موسیقار نے دونون ہاتھ بڑھائے کہ گلے سے لپٹ جاؤن شہرت
نے ایک طمانچہ مارا کہا او بے ادب یہ کیا طریقہ ہے ہاتھ گلے مین ڈالتا ہی دونون لشکرون
مین طلاسے پھر رہے ہین رستم خود طلایہ پر ہین شہرت نے موسیقار کو طمانچہ جو مارا
موسیقار نے بگڑکر کہا کیون جانِ جہان یہ کیا بے ادبی ہے مین نے طمانچہ کھایا خاموش
رہتا ہون مگر اب سمجھا کے کہتا ہون کہ میرا دل بہت بیقرار ہی یقین ہی دل پہلو سے نکل جائے
آنکھون پر میری قدم رکھیے مسند پر بیٹھیے مین مثل جاکران کمترین خدمتگذاری کرون
شراب پلاؤن اپنے ہاتھ سے کباب کھلاؤن شہرت نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی یہ کھیلے
جاہا نکل جاؤن یہان نہ بیٹھون مین تو تدبیر مین طلسم کشا کی آئی تھی اسنے اور
فساد برپا کیا جیسے ہی اسنے جاہا نکلون موسیقار نے ایک تان ماری منھ سے شعلہ
نکلا شہرت کی طرف چلا شہرت نے ہاتھ ہلا دیا شعلہ بجھ گیا اتبو موسیقار پکار اُٹھا
ارے صاحبو میری جان جاتی ہی اسکو پکڑ لو مین بجبر وصل حاصل کرون کہ دل کو آرام
ہو تمام کنیزین دوڑ پڑین جاہا شہرت کو پکڑین شہرت ہنسنے لگی گلزار نامے کنیز جو پاس
کنیزون کو لیکر بڑھی تھی جیسے ہی شہرت ہنسی گوہر دندان کھلے گلزار پکار اُٹھی نظم

تمھارے ہاتھ سے تنگ آ گئے ہین خون اپنا کرتے ہین　　مجبوری گلے کو کاٹتے ہین تمیہ مرتے ہین
رہ پُر خوف الفت مین قدم اے رتار دھرتے ہین　　تمنا زندگی کی ہی نہ مرجانے سے ڈرتے ہین
محیط عشق سے ساحل تلک اللہ پہونچا دے　　بٹھائے دیتی ہی جو کو قضا جون جون اُبھرتے ہین

چلو تم بھی شہیدان محبت کے مزارون پر
زیارت کو فرشتے آسمانون سے اُترتے ہین

بحمد اللہ محبت دونون جانب سے برابر ہے
وہ ہمپر جان دیتے ہین اگر ہم اُنپہ مرتے ہین

طبیعت ہو گی برہم مجسے ناحق آپ اُلجھین گے
خبر لیجے ہوا سے بال زلفون کے بکھرتے ہین

شریک بزم ہین یہ دوستون کی پاس خاطر تھی
نہ سمجھو انکو زندون مین کسی پر زندہ مرتے ہین

گلزار کے ساتھ پچاس کنیزین مل کر گانے لگین گلزار ہاتھ باندھ کر سامنے آئی کہا حضور آپ دختر بلند اختر لو خدار طلسم ہین ہماری مجال ہے کہ ہم آپ پر سحر کرین جو حکم ہو بجا لائین شہرت نے ہنسکر کہا اس نگوڑے موسیقار کو مار لو یہ پچاس کنیزین ساری فوج پر جا پڑین سحر ہونے لگا لیکن موسیقار ایسے ایسے شعلے شہرت مرصع پوش پر گرا رہا ہے کہ جسم پر شہرت کے کئی آبلے پڑے فوج موسیقار نے دور سے نیزے مارے تیر پھینکے اُسکے زخم جسم پر شہرت کے پڑے رستم اپنے لشکر مین طلایہ دے رہے تھے یکایک دیکھا لشکر دشمن مین ہنگامہ گرم ہوا شعلے بھڑکنے لگے لکہ ہاے ابر سحر کڑکنے لگے برق شمشیر چمکی سپر کمان کڑکی نیزے بلند ہوے رستم نے سمک سے کہا دریافت تو کرو لشکر دشمن مین یہ کیا ہنگامہ ہے سمک نے عرض کی شاگردان حقیر وہان موجود ہین خبر لیکر آتے ہونگے کہ سامنے سے شاہزادے نے دیکھا چارون مخبر خبر لیے ہوے مثل اربع عناصر اُفتان و خیزان ظاہر ہوے اور ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنا ے شاہی بجا لائے۔ نظم

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ
گل سرخ تابد چو روشن چراغ

نگین سعادت بنام تو باد
ہمہ کار عالم بہ کام تو باد

اے شہریار شہرت مرصع پوش دختر کمیل نہین معلوم کس ضرورت سے لشکر موسیقار مین آئی وہ اسیر عاشق ہوا چاہا جبر کرون وہ صاحب عصمت مصروف جنگ ہے پچیس تیس ہزار لشکر موسیقار سے اکیلی لڑ رہی ہے ہر چند کہ ساحرہ زبردست ہے لیکن انتہا کی زخمی ہو گئی ہے کیا عجب ہے جو خستہ ہو کر گرفتار ہو جاے نام شہرت سنکر رستم کے دلپر تاثیر ہوئی بقول شاعر

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد	بسا کین دولت از گفتار خیزد
درآید جلوۂ حسن از رہ گوش	ز جان آرام برباید ز دل ہوش
ز دیدن ہیچ اثرے درمیانہ	کند عاشق کسان را غائبانہ

رستم نے فرمایا کیون سمک اُس غریب کی مدد کرنا ضرور چاہیے ایسا نہو ہمراہیان مولقیار
اُس پاکباز کو گرفتار کرلین اور بہ ظلم پیش آئین یہ ذکر تھا کہ آفتاب فلک سیر پھیرتا ہوا سامنے آیا
عرض کی ای شہریار حضور ملاحظہ فرما رہے ہین کہ شہرت پر یہ ہنگامہ ہی اگر حکم ہو تو ان ناہنجارون کو
جاکر سزا دون رستم نے کہا بہتر مین بھی چلتا ہون آفتاب جھک کر آگے بڑھا آتے ہی پلا سحر
کیا وہ گرمی بڑھی کہ حرارت سے ساحر بیتاب ہوے پانی پانی کہکے غل مچاتے تھے شہرت ایک نخل کے
سائے مین پشت بیخ نخل سے لگائے ہوے اپنے کو سنبھالے ہوے کھڑی تھی کہ دیکھا سیکڑون سحر
کنکر گرنے لگے ساحر پیاس پیاس کہتے پھرتے ہین کوئی منھ کے بھل گرا کوئی پیاس کہتا ہوا مانند مچھلی
پھونچا اپنے کو پانی مین گرادیا غرق دریاے لعنت ہوا گرداب گلے کا طوق موجہ زنجیر پا بعض کنوئین
مین گرے یون آبرو کھوئی پناہ پانی مشکل ہوئی شہرت حیران کہ اسقدر گرمی کہان سے آئی اس درجہ
بڑھ گئی کہ سب ساحر بدحواس سبکو شکایت پیاس کی ہی کہ ایک شعلہ بھڑک کر زمین پر آیا دیکھا ایک ساحر
سانولی رنگت سپر شمشیر ہاتھ مین جرات بات بات مین اسباب سحر جسم پر آراستہ بڑے لطف سے
سحر کر رہا ہی جب گولہ پھینکا سو دو سو ساحرون کے سر اُڑ گئے جب شہرت کے پاس سے مار کر ساحران
کو بھگایا تو شہرت نے پکار کر آواز دی ای شخص اپنے نام نامی سے آگاہ کر کہ اسوقت مین تو نے
ساتھ دیا دشمنون کو ہمارے مارا آفتاب نے کہا مین غلام ہون طلسم کشا کا طلسم ہفت پیکر کا
کاہن ایسا مجھکو طریقہ طلسم کشا کا پسند آیا کہ اپنی جان کا خوف نہ کیا اور آکر اُس دلیر کا شریک ہوا
آفتاب میرا نام ہی اور ای ملکۂ عالم تمہاری خبر مفصل سنکر آقا کو بہت ناگوار ہوا مجھکو بھیجا کہ جاکر شہرت
مرصع پوش کو بچاؤ خود بھی آیا چاہتے ہین کہ پہلے سے نعرۂ شیر کی آواز آئی زمین تھرائی رستم کے نعرہ کی
آواز آئی۔ نعرۂ رستم۔ ارشد اولاد امیر عرب + کلیت علم شاہ جو رستم لقب + دیگر علم شاہ رومی ہے
فیل زور + کہ برتخت مرزوق فگندہ شور + منم شیر دل صف شکن پہلوان + منم نور عینین صاحبقران +
تیغہ ہفت جوہر ہاتھ مین کلاہ ہفت گوشہ سر پر زرہ ہفت جوش زیب جسم اڑتے بھڑتے چلے آتے ہین

عجب جمال باکمال ہی کہ حسن نازنین پر نگاہ ڈالی وہ ذبح ہوگئی بیقرار ہوکر دوڑی چاہا قدمبوسی کرون آفتاب نے گولہ مارا سر اُڑ گیا صدہا کنیزین قتل ہوگئین شور موقوف نہین ہوتا شہرت نے جو جمال بیمثال کو دیکھا ہر چند کہ بڑے لطف سے شہرت لڑ رہی ہو اپنے پاس کسی کو آنے نہین دیتی مگر جمال رستم دیکھکر مثل آئینہ حیران و مثل زلف محبوب پریشان ہر مرتبہ جب سر اُٹھاتی ہی تو یہی دیکھتی ہی کہ رستم بھی بہ نگاہ غور اچھی طرح دیکھ رہے ہین ٹکٹکی بندھی ہوئی آنکھین لڑ رہی ہین شہرت کی یہ نوبت ہی بقول شاعر نظم

تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی ۔ وہ نگہ ہی وداع طاقت تھی ۔ ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ ۔ دل لپہ کرنے لگی تپ غم ناز ۔ رنگ چہرے سے کر چلا پرواز
ہاتھ جانے لگا گریبان تک ۔ چاک کے پھیلے پاؤن دامان تک ۔ طبع نے اک جنون کیا پیدا
اشک نے رنگ خون کیا پیدا ۔ سوزش غم نے دل مین جا کی ۔ داغ نے آ جگر کو آتش دی

قریب تھا کہ شہرت لڑکھڑا کر گرے شاخ نخل پر ہاتھ رکھدیا رستم نے قریب آنکر فرمایا اگر لڑنے سے معذور ہو تو ہوادار پر سوار ہو کنیزین بارگاہ مین پہونچاوین جلترنگ زوجہ موسیقار نے جو دور سے دیکھا کہ رستم سے باتین ہونے لگین جل گئی پکار کر آواز دی او شوخ دیدہ ہمارے شوہر سے تو انکار کیا طلسم کشا سے باتین کر رہی ہی تیری ماں کو اطلاع کرونگی یہ جو جلترنگ نے کہا شہرت نے گلزار کنیز کو اشارہ کیا کہا اس زبان دراز کا سر کاٹ لے گلزار نیمچہ کھینچ کر جلترنگ پر جا پڑی جلترنگ نے وار اُسکا رد کیا چاہتی تھی سحر کرون کہ شہرت نے ہاتھ ہلا دیا ایک خنجر آسمان سے گرا کہ سر تن سے جلترنگ کا اُڑ گیا مرنا جلترنگ کا کہ موسیقار نے گریبان چاک چاک کیا زوجہ کے غم مین خاک اُڑانے لگا موسیقار نے پیچھے ہٹکر ایک گولہ طرف آسمان کے پھینکا اور آواز دی کہ ای فراق نصیب دونون مین فراق تو کردے گولہ جاکر آسمان پر پھٹا ایک ایسی صدائے مہیب آئی کہ زمین تھرائی آواز آئی او شہرت کیا کرتی ہو اندھیرا ہوگیا آوازین لینا لینا کی آنے لگین جب اندھیرا دفع ہوا رستم کو شہرت نے اپنے قریب نہ پایا ایک پنجہ جھک کر آسمان سے گرا وہ پنجہ کمر مین شہرت کی پڑا لیکر ہوائے آسمان ہوا متوجہ ہوا سے آنکھین شہرت کی بند ہوگئین بعد عرصہ دراز کے جو آنکھ کھلی اپنے کو قصر معلق مین پایا دو زنگنین سامنے کمیل کے ہاتھ پکڑے کھڑی ہین کہ رہی ہین کیون ملکہ عالم آپ کس سے جنگ کر رہی تھین شہرت نے اپنے کو ضبط کرکے کہا ای مادر مہربان اصل ہی

کرمین برائے گرفتاری طلسم کشا گئی تھی لشکر موسیقار جو دیکھا اپنے گھر کا ملازم جانکر اتر پڑی اُسنے ایسے بیہودہ کلام کیے کہ آپ دریافت فرمالین مین نے اُسے طمانچہ مارا مجھسے ضبط نہو سکا کلمات سخت کہے قصد کیا اُسکی بارگاہ سے نکل جاؤن اُسکو اپنی فوج پر بڑا ناز تھا اُسکی فوج سے لڑنے لگی طلسم کشا صاحب اپنے لشکر مین طلایہ دے رہے تھے مجھکو اکیلا دیکھکر وہ بھی آپڑے موسیقار نے آج وہ حرکتین کین کہ حضور دریافت کرینگی تو معلوم ہوگا آپ دریافت فرمائین تو آپ پر حال کھلے کمیل نے بنگاہ قہر و غضب طرف اُن زنگنون کے دیکھکر کہا اُس دشمن کو لائین جو ہمیشہ ہمسے بغض و حسد رکھتا ہی جلد جاکر لاؤ وہ دونون زنگنین شہرت کا ہاتھ چھوڑکر تڑپ کر بلند ہوئین اُسوقت پہونچین کہ یہان جو روشنی ہوئی طلسم کشا نے شہرت کو نہ پایا بیتابی مین یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

ترک کرنی تجھے ای شوخ ملاقات نہ تھی
گنہ عشق کی میرے یہ مکافات نہ تھی

آپ آسکتے نہ تھے دن کو تو کیا رات نہ تھی
بس یہی کہیے کہ منظور ملاقات نہ تھی

کیا تکلف تھا بھلا قیس مین جو مجھ مین نہین
عاشقی حصے مین اُسکے نہ تھی کچھ ذات نہ تھی

تب سے وارفتہ ہون ای یار ترے جلوے کا
جسد و روح مین بھی جبکہ ملاقات نہ تھی

زندگی ہوگئی آنے سے تمہارے ورنہ
جانی بے جان لیے آج کی وہ رات نہ تھی

بوے یوسف کے سوا مصر سے کیا لاتی نسیم
اور یعقوب کے قابل کوئی سوغات نہ تھی

فخر کرتا تھا عبث کوہ کنی پر فرہاد
معجزہ عشق کا تھا اُسکی کرامات نہ تھی

وصل کی شب بھی رہی وصل کی حسرت باقی
تب وہ بیدار رہے نین سے جب بات نہ تھی

ایک کلمے مین کیا تونے دو عالم کو مطیع
اسم اعظم تھا مری جان تری بات نہ تھی

چار دن زیست کے جو چاہے سو کہہ لے ارشد
بیش ازین خاک کے پتلے کی کوئی ذات نہ تھی

رستم کو جو موسیقار نے مبہوت پایا سحر کرتا ہوا قریب آیا سوچا کہ اسوقت طلسم کشا ہوش مین نہین ہین شہرت کی یاد مین بیقرار ہین ایسے عالم مین گرفتار کرون جیسے ہی قریب پہونچا رستم نے تیغ ہفت جوہر چمکایا موسیقار دیپک کی تانین لگا رہا ہی شعلے بھڑک کر آتے ہین سامنے سے رستم کے پلٹ جاتے ہین رستم تلوار کھینچ کر جھپٹے موسیقار پیچھے ہٹا رستم نے چاہا ہاتھ مارون کہ سر موسیقار کا اُڑ جائے کہ دونون زنگنین تڑپ کر گرین موسیقار کی کمر مین پنجہ دیا اور لے اُڑین اس زور سے ہلکہ دیا

کہ موسیقار بیہوش ہوگیا بلندی پر جاکے جو ہوا لگی آنکھ کھلتے ہی اُسنے دیکھا کہ دو زنانین مجھکو لیے
جاتی ہین دیپک کی تانین مارین شعلہ منھ سے بھڑک کر نکلا ایک زنگن جلنے لگی دوسری نے بخوف
نیچے سے چھوڑا ساتھ والی کو لپٹ گئی اُسکی آگ نے اُسکو بھی جلایا کمیل نے بیٹھے بیٹھے آواز دی اے
گرفتار جادو اس ظالم کو لینا میری زنگنون کو اُسنے مارا کنیزان قدیم تھین انکا جلنا مجھپر شاق ہوا وہ
غفلت مین تھین ورنہ اسکی کیا مجال تھی کہ میری کنیزون کو جلاتا دفعۃً پہلوے قصر سے ایک ساحر سیاہ رو
بدقوہ ہتکڑیان بیڑیان پہنے ہوے سامنے آیا کہا کیا حکم ہی کمیل نے کہا کوہ سیاہ پر موسیقار میری کنیزون کو جلا
ہی جاکر اُسے لا خبردار نہ چھوڑنا وہ ساحر زنجیرین ہلاتا ہوا چلا اُسوقت پہونچا کہ ایک کنیز جل رہی ہی اور ایک
اُسپر منھ برسا رہی ہی مگر پانی کی جو بوندین اُسپر پڑتی ہین معلوم ہوتا ہی آگ پر روغن ڈالا موسیقار
کھڑا ہنس رہا ہی کہتا ہی میرا سحر ایسا ہی کہ یہ زنگنین بچ جائین بی کمیل کی شامت آئی ہی یہان سے
تا بہ صحراے محیط جلا دونگا آگ برساؤنگا کہ آسمان سے آواز آئی منم گرفتار دام بلا میرے ہاتھ سے کیونکر
بچیگا مین اسی واسطے ہمیشہ زنجیرین پہنے رہتا ہون چل تجھکو ملکہ نے بلایا ہی موسیقار نے چاہا گنگنا
کے تان لگاؤن اس گرفتار کو بھی جلا دون کہ اُسنے آسمان سے اُتر کر منھ پر ہاتھ رکھ دیا زنجیر گلے مین
ڈالی کمر مین پنجہ دیا مثل اپنے اُسے بھی گرفتار کرلیا وہ دونون کنیزین ایک پہلے جلکر خاک ہوئی دوسری
پیچھے جلی مگر بہن کے واسطے روتی ہوئی کہتی تھی کہ ہاے اس ظالم نے میری بہن کو میرے سامنے جلایا مین
کچھ نہ کرسکی پانی برسایا پانی نے رنگ روغن کا دکھایا کہ آگ زیادہ ہوتی جاتی تھی مین بہت گھبراتی تھی
مین بھی جان دونگی کیونکہ اس ظالم کو آتش قہر و غضب مین جلا نہ سکی کمیل بیٹھی تھی کہ گرفتار جادو موسیقار
کو گرفتار کیے ہوے لاکر پہونچا کمیل نے پوچھا کیون موسیقار ہماری دختر سے دعوی عشق کرتا تھا
موسیقار نے منھ سے شعلہ چھوڑا کہ ایک زنگن آکر پہونچی زنگن نے شعلے کو روکا سر پر موسیقار
کے ہاتھ رکھ دیا سر سے شعلہ آتش نکلا موسیقار و کنیز دونون جلنے لگے جب یہ دونون جلکر خاک ہوے
کمیل نے ملکہ شہرت کو دیکھکر کہا لو بی بی تمھاری کنیز نے اس دشمن سے بدلہ لیا اب تم کہو تمھارا کیا
حال کردون شہرت نے کہا آپ کو اختیار ہی کمیل نے ایک قفس منگایا کہا ای نور نظر ظاہر مین تمھاری
کوئی خطا نہین مگر مجھکو شک گذرتا ہی جب طلسم کشا صحراے محیط سے گذر جائیگا اور لوح چھینیگا تب تمکو
رہا کردونگی شہرت نے کہا ای مادر مہربان اختیار ہی جس حال مین چاہیے رکھیے کمیل نے شہرت کو

قفس مین بند کیا اور اُس مکان کو کھولا جہان گلدستے لوح کے تھے اسی مقام پر قفس ملکہ کا لٹکا دیا شہرت روتی تھی اور بے اختیار ہو کر پکارتی تھی کہ ای طلسم کشا تمھارے جرم عشق مین مثل جانور دانا کے گرفتار ہوئی افسوس یون بیکار ہوئی۔

نظم

بجز فتور عناصر مین اعتدال نہین ۔ یہ کیا ہی آب و ہوا مین جو اختلال نہین
تمھارے گال یہ بیوجہ لال لال نہین ۔ جما ہی اُڑ کے شہیدون کا خون گلال نہین
نہین دکھائی دی مدت سے وہ تجلی طور ۔ یہ کیا ہوا ہی الٰہی کہ اب جلال نہین
وہ کون لوگ ہین ہی دوستو جنھین رنج ۔ ہمین تو جان کے دشمن سے بھی ملال نہین
مین ہجر یار مین مرجانے پر بھی راضی ہون ۔ فراق روح بدن ہو اگر وصال نہین
ہون اپنی جان سے بیزار اُسکی فرقت مین ۔ کسی سے رنج کسی سے مجھے ملال نہین
سوال جلوہ دیدار اُس سے کر بیٹھون ۔ کسی کا حوصلہ ہو گا مری مجال نہین
جنون ہمارا ہی مسکن وہ دشت وحشت خیز ۔ کہ جسمین منزلون گرد رم غزال نہین
وہ بے نظیر ہی اسکا کوئی نظیر نہین ۔ وہ بیمثال ہی اُسکا کوئی مثال نہین
یہ وجہ کیا ہی جو ٹھانا ہی حسن نے اُلٹا ۔ اگر وہ زلف گنہگار بال بال نہین
نہ صوفی وجد سے واقف نہ قال سے قوال ۔ یہ حال ہو کسی محفل مین حال قال نہین
کبھی وہ منزل مقصود تک نہ پہونچیگا ۔ مثال جادہ جو اُس رہ مین پائمال نہین
زمین سے عرش تلک جائے عرش سے تا فرش ۔ بجز بشر یہ فرشتے کی بھی مجال نہین
نگاہ بد سے ہی محفوظ خط عارض یار ۔ یہ سبزہ زار چراگاہ ہر غزال نہین
چھڑاؤ الفت گیسو سے آپکو ای رند ۔ بڑی بلا مین پھنسے ہو تمھین خیال نہین

ملکہ شہرت کا تو فراق رستم مین یہ حال ہی کہ بیقرار اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوا ور قفس مین تڑپ رہی ہی لیکن رستم اُس جنگ کو فتح کرکے پلٹے بارگاہ مین آئے اب خیال شہرت بندھا تڑپ رہے ہین سمک آیا عرض کی ای شہریار شہرت پر کوئی آفت پڑی یہ سنکر رستم اور زیادہ بیقرار ہوئے نہنگ بحری نے عرض کی اگر حکم ہو تو کنیز جائے قصر کمیل سے خبر لائے رستم نے خوش ہو کر کہا ای نہنگ بحری اگر خبر اُس محبوب مطلوب کی لاؤ تو ہم پر احسان ہو گا نہنگ بحری نے عرض کی اگر لاکھ جانین ہون

تو قدم اقدس پر نثار کرون حضور کو کسی طرح تسکین ہو فرمایا رستم نے ای نہنگ بحری ایک کام
کرنا اول تو اپنے کو بچانا سمجھ کے سامنے کمیل کے جانا کمیل بڑی زبردست ساحرہ ہو وہین سے
بیٹھے بیٹھے اُسنے انتظام کر لیا اپنے آنے کی بھی ضرورت نہوئی شہرت سے بدگمان ہوئی دیکھیے آپ
اُسکے ساتھ کیا کرے نہنگ بحری نے عرض کی کنیز اس صورت پر جاتی ہو سمک نے ایک نامہ طرف سے
محیط کے لکھدیا اور سمجھایا کہ یہ نامہ بلا تکلف کمیل کو دینا دیکھنا پڑھکر کیا حکم دیتی ہو وہ نامہ نہنگ
بحری لے جھولی مین رکھا پر پرواز پیدا کیے اُڑتی ہوئی چلی کمیل نے بیٹی کو قید تو کیا مگر کنیزون سے کہتی
ہی میری بیٹی بیخطا ہو موسیقار نے یہ فتور برپا کیا استقبال نہ کیا تھا مگر کلمات سخت کیا ضرور تھے اُن
لفظون نے اسکا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کنیزون نے عرض کی حضور آپکو یہ مناسب نہ تھا کہ بے ثبوت
خطا اسطرح قید کیا وہ اپنی زندگی سے بیزار ہو کسقدر بیقرار ہو کہ قفس مین تڑپ رہی ہو مثل طائر
نو گرفتار قفس کی مصیبت نئی نئی آفت اک کنیز نے بڑھ کر عرض کی اگر مناسب ہو تو قید سے رہا کیجیے قصر
سے نکلنے دیجیے دوسری کنیز نے بڑھ کر عرض کی آج ساحرہ طرف سے صحرا ے محیط کے آئی ہو کمیل نے
حکم دیا بلا لو نہنگ بحری سامنے آئی نامہ بلا تکلف ہاتھ مین دیا محیط نے نامہ پڑھا پڑھ کر جواب دیا
کہ ملکۂ عالم کو جواب دینا مین نے انتظام کے لالچ مین بیٹی کو قید کیا جو حکم ہو بجالاؤن نہنگ
نے پوچھا حضور نے کس مقام پر بیٹی کو قید کیا ہو کہا یہ سامنے جو قصر ہو اس مین قفس لٹک رہا ہو تم
بھی جا بے جا کے دیکھا مگر سمجھانا کہ خبردار طلسم کشا پر نگاہ نہ ڈالے محبت طلسم کشا کی آفت ہو نہین
معلوم کیا آفت برپا ہوگی جان بچانا مشکل پڑیگی محیط دشمن ہو جائیگی خداوند تقدیر غارت کردینگے
یا جانور بنا دین یا جنگلون مین آوارہ کرین نہین معلوم کیا آفت کرین نہنگ اُسی وقت اس قصر کو
کھولکر اندر گئی دیکھا ایک تختۂ سنگ زبرجدی رکھا ہو اتنا وسیع تختہ ہو کہ جیسے اسی گلدستے
رکھے ہین ایک رنگ ایک ڈھنگ پھولون کے مگر سرنگون غنچے دہن بستہ تھے مرجھائے ہوے
شاخین سر جھکائے ہوے ایک طرف قصر مین قفس شہرت لٹک رہا ہو نہنگ نے قریب آکر کہا
ای ملکۂ عالم مجھکو بھیجا تا مین ہون نہنگ بحری ؛ زیرزادی ماہی سحر کی منظور نظر عیار طلسم کشا آپکے واسطے
طلسم کشا کا عجیب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو آخر مجھکو اس قصر سے بھیجا کہ محیط کی نامہ دار بنکر
جاؤ آپکی ماں نے مجھکو بھیجا ہو کہ جا کر ملکہ کو سمجھا و خبردار خیال پر طلسم کشا کے نگہ نہ ڈالنا شہرت رونے لگی

کہا اے نہنگ بحری تمنے کمال کیا کہ اس فقرے سے مجھ تک پہونچین طلسم کشا کو سمجھانا کہ حضور یہ مصیبت بھی نکلجائیگی انشاءاللہ آپ سے ملینگے پھر غنچہ آرزو کھلینگے محبت آپکی ہماری جان کے ساتھ ہے دل ہمارا آپکے حلقۂ زلف مین پھنسا اب اسکی رہائی ناممکن مناسب ہے کہ غم نہ کیجیے کھانا کھائیے انشاءاللہ ہم قید سے چھوٹ کر آپکی ملاقات کو آئینگے وہان آکر سمجھائینگے اسطرح کی باتین شہرت نے کین کہ نہنگ بحری خود چوٹ کھائے ہوئے ہے بے اختیار رونے لگی کہا ملکہ بس اب زیادہ نہ فرمائیے دل ہمارا نہ دکھائیے آپکو آکر طلسم کشا رہا کرینگے اور لوح بھی لینگے طلسم کشا وہ صف شکن اور تیغ زن ہین کہ کسی ساحر سے نہین ڈرتے آج تک تو اُس شیر نے خوف نہین کیا کیسے کیسے پہلوانون کو مارا کہ جنکا مثل نہ تھا مین اُنکو یہان تک پہونچاؤنگی لو خدا حافظ اُسوقت شہرت سے رخصت ہونا نہنگ اور شہرت کا بلک بلک کر رونا مگر کمیل اپنے مقام پر بیٹھی ہے کہتی ہے دیکھو صاحبو ایک غیر کنیز نے تو جاکر شہرت کو سمجھایا وہ رو رہی ہے اگر تم لوگ اسی طرح دو چار مرتبہ سمجھاؤ تو کیا عجب ہے کہ جو اسکے دلمین خیال طرف سے طلسم کشا کے ہے نکل جائے کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی ایک طائر آسمان سے آیا ہے دروازے پر سر ٹکرا رہا ہے کمیل نے دستک دی وہ طائر اندر آیا کاندھے پر کمیل کے بیٹھ گیا منقار کھولکر کچھ کہتا ہے کنیزین نہین سمجھتین کمیل کے تیور پر بل پڑتے جاتے ہین چہرہ سرخ ہو گیا طائر تو اڑ گیا جدھر سے آیا تھا اُدھر ہی روانہ ہوا نہنگ بحری شہرت کو بخوبی تسکین دیکر جیسے ہی مکان سے باہر نکلی کمیل نے کہا اری میرے پاس تو آ تیرا کیا نام ہے محیط نے تجھے کس مکان سے بھیجا ہے اب نہنگ بحری گھبرائی کہ اتنی دیر مین کیا ہو گیا پہلے آنے کے وقت نام و نشان نہ پوچھا اب کیون پوچھتی ہے نہنگ بحری چپ ہوئی کمیل نے کہا ارے جلد اسکو بھی گرفتار کرو وہین ساحر زنجیر ہلاتا ہوا ظاہر ہوا ہاتھ نہنگ بحری کا تھام لیا اور کہا کیون مکارہ شہرت سے باتین کرنے آئی تھی طرف سے طلسم کشا کے تسکین دیتی ہے اور کمیل سے کہا کہ اے ملکۂ عالم اس مکارہ کو آپ نے پہچانا یہی سحر کی وزیرزادی ہے عیار بر عاشق مہمی کی صلاح سے یہ دریافت کرنے آئی تھی نہنگ بحری کو گرفتار کر لیا کمیل اُٹھی کہ نہنگ بحری کو طمانچہ مارون نہنگ بحری نے کہا اے کمیل میری آبرو کا خیال رکھنا جو حرکت میرے ساتھ کریگی میرا عاشق صادق جہتر سمک یلداقی وہی حرکت تیرے ساتھ کریگا یہ سُنکے کمیل نے ہاتھ روک لیا اور نہنگ بحری کو قفس مین بند کیا ملکہ شہرت کو تسکین تھی کہ

تھوڑی دیر مین دیکھا نہنگ بحری قفس مین دشمنون کے بس مین لاکر برابر شہرت کے قفس نہنگ بحری کا لٹکا دیا کمیل نے کہا کہ کیون شہرت جس بات کو ہمنے منع کیا وہی حرکت تو نے کی معلوم ہوتا ہی اس حیلہ مین تیری قضا ہی مین نے تو دھوکا کھایا لیکن محیط جادو کہ اوسکے یہان کنیزان سامری موجود ہین اونھون نے یہ ذکر کیا ہوگا جب تو علین وقت پر خبر بھیجی طائر نے آکر سب حال مجھ سے کہدیا تعریف خدا وند ہفت پیکر طائر نے بیان کی اور سب حال کہا کہ تمھاری دختر عاشق طلسم کشا ہوئی ایسی ایسی باتین کہکر شہرت پر غصہ کیا مکان بند کر کے چلی گئی شہرت و نہنگ بحری ایک بس مین باتین دردآمیز کرتی ہین نہنگ بحری کہتی ہی ملکۂ عالم افسوس یہ ہے کہ سماک کو خبر کون پہونچائے ورنہ وہ ارسطو فطرت لقمان حکمت اپنے کو یہان کسی ترکیب سے پہونچاتا ہمکو چھڑا کر لیجاتا شہرت کہتی ہی اے نہنگ ہم فراق نصیب ہین راحت سے دور رنج و غم سے قریب ہین دیکھین فلک کیا دکھائے کب ہمارا شجر مدعا ثمر لائے نظم

فلک کا جور و ستم اب سہا نہین جاتا
زمین کاش پھٹی ہوتی مین سما جاتا

شب فراق کا صدمہ نہین سہا جاتا
حرام موت نہ ہوتی تو زہر کھا جاتا

دکھاؤن مین کسے تقدیر کا لکھا جاکر
مرا نوشتہ کسی سے نہین پڑھا جاتا

نہین لکھی جو سعادت مرے مقدر مین
بجا کے سائے کو سر پر سے ہی ہما جاتا

ترے مقام کا ای دوست گر نشان ملتا
ہوا سے آگے رہ شوق مین اڑا جاتا

وہ کروٹون کا بدلنا تھا اب طاقت تک
ترے مریض سے اب تو نہین ہلا جاتا

نکرتی موت اگر ہجر مین مسیحائی
مین کسکے پاس لیے درد لا دوا جاتا

جنون دسیع نہوتا جو دامن صحرا
نکالنے مین کدھر دل کا حوصلا جاتا

نہین ہی کوئی بس از مرگ گاڑنیوالا
مین زندہ خاک مذلت مین ہون گڑا جاتا

نکر تو گرمیان ای برق مثل نخل چنار
مین اپنی آگ مین ہون آپ ہی جلا جاتا

نہین ہی طاقت اظہار قصۂ جان کاہ
بیان کرتا اگر حال دل کہا جاتا

جو گاہ گاہ بھی ہوتا وصال یار نصیب
غم فراق کلیجا مرا نہ کھا جاتا

اکیلے منزل ہستی مین کیا کروگے زمان
چلو عدم کو ہی یارون کا قافلہ جاتا

یہ تو دونون اس حال پر ملال مین شکایت فلک کر رہی ہین سمک کا نام لیکر نہنگ بحری روتی ہی اور شہرت مرصع پوش رستم کا نام لیکر روتی ہی یہ دونون اس حال مین ہین مگر جب کئی دن گذرے رستم نے دربار سے آکے آرام کیا دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی واکھے دیکھا شہرت مرصع پوش قفس مین بند رو رہی ہی رستم نے پوچھا ملکہ تمھین قفس مین کسنے بند کیا شہرت نے رو کر جواب دیا کہ ای شہریار نہنگ بحری ہمارے پاس پہونچی سب حال اُسنے آپکا کہا جب ابر نیکا کمیل نے اُسے بھی گرفتار کرلیا دیکھیے وہ سامنے قفس مین بند ہی آٹھ پہر دردمند ہی اب کوئی رہائی کی ہماری تدبیر نکالیے رستم سوتے مین اُٹھے کہ قفس اُتارون کہ میر فرش کی ٹھوکر لگی منھ کے بھل گرے آنکھ کھل گئی ایک چیخ ماری سمک اپنے آقا کی آواز سنکر دوڑا آکے دیکھا رستم رو رہے ہین پوچھا کیون آقا خیر تو ہی رستم نے کہا نہنگ بحری گئی اُسنے شہرت کو قید مین پایا نہنگ بحری کا حال کھلا نہنگ بحری بھی قید ہوگئی ای سمک عجب حال مین ملکہ شہرت و نہنگ بحری کو دیکھا اُسکی کچھ تدبیر کرو سمک نے کہا ای شہریار تا بہ قصر معلق رسائی دشوار ہی اگر زبان سے آنکی سوزن نکلجائے تڑپ کے نکل آئین مگر وہان تک پہونچنا مشکل ہی غلام آپکا فکر مین جاتا ہی سمک پانہا عیاری لگا کر ایک فقیر کامل بنا ایک صحرا مین جاکر ایک نخل کے سایے مین آکر بیٹھا مگر شہرت کی دایہ یاسمن خوش خو نے اپنی بیلائی کو جو اس حال مین دیکھا چاہا کمیل سے کہون مگر نہ کہ اُسکی خائف ہوئی کہ ایسا نہو مجھپر غصہ کرین قصر معلق سے نکلی یاسمن جنگل مین پھر رہی ہو کہ ایک فقیر کی آواز آئی تسبیح پڑھ رہا ہی یاسمن خوش خو فقیر کے پاس آئی بیٹھکر رونے لگی درویش باصفا نے پوچھا کیون نیک بخت کیا درد ہی کہ اسقدر بیقرار ہی حال مفصل بیان کر یاسمن خوش خو نے کہا شاہ صاحب میری بی بی کو کمیل نے جرم لگا کر قید کیا کوئی تعویذ ایسا دیجیے کہ مان اُسکی اُسپر مہربان ہو سمک نے نام پوچھا یاسمن نے نام بتایا کہ شہرت مرصع پوش نام ہی سمک نام سنکر بیتاب ہوگیا کہا کہ ای یاسمن اگر تو مجھکو اس مقام تک لیجائے تو فوراً رہائی ہو یاسمن نے کہا مین آپکو لیجاؤنگی پہلے کمیل سے پوچھ لون سمک نے کہا اچھا مین کہون وہ کہنا بیان کرنا کہ ایک شاہ صاحب کامل و اکمل ہین اگر انکو بلائیے تو مکان کو وہ عمل بند کردین چار جانب موکل بٹھائین کہ غیر اس مکان مین نہ آسکے جب وہ اسپر راضی ہو تو مجھکو لیجاؤ مین رہائی شہرت کی تدبیر کرونگا وہان بیٹھکر عمل پڑھون جلسے مین کمیل کے حاضر رہون شاید

جو تم کہتی ہو وہی ہو یاسمن نے کہا میں آج شب کو ذکر کرونگی کل آپ مجھکو اسی مقام پر ملیئے گا شاہ صاحب نے اقرار کیا کہ کل میں اسی مقام پر ملونگا یاسمن خوش ہو شاہ صاحب سے رخصت ہوئی قصر معلق میں آئی آکر کمیل سے ذکر کیا کہا حضور جبدن سے میں نے سنا ہے کہ طلسم کشا اس مکان میں آئیگا اور لوح لیجائیگا آٹھ پہر رویا کرتی ہوں بی شہرت نے یہ حرکت کی کہ اُنکے نام سے نفرت ہوگئی آپکی زندگی سے ہمارا مطلب حاصل ہے خداوند ہفت پیکر اور آپکے دشمنوں پر زوال آئے آپکی ذات سے اس قصر میں رہتے ہیں ایک شاہ صاحب ایسے کامل و اکمل ہیں کہ جنگل میں بسر کرتے ہیں نہیں معلوم آب و دانہ کیونکر پہونچتا ہے وہ کہتے ہیں اگر ہم اُس مکان میں آئیں موکل اپنا مقرر کویں غیر شخص کو موکل نہ آنے دینگے کمیل نے خوش ہوکر یاسمن کو گلے سے لگایا کہا میں تجھکو بیٹی سے زیادہ عزیز رکھتی ہوں تو اُن شاہ صاحب کو لا عمل پڑھیں موکل مقرر کریں کہنا اگر یہ دو مہینے گذر گئے اور دوسرا سنہ شروع ہوا جو کوئی ارادہ فتاحی طلسم کا کریگا لوح پھر نہ پا سکیگا یہ دو مہینے ہم ساحروں پر بڑے سخت ہیں قدرت اگر ہاتھ سے طلسم کشا کے بچ جائیں تو گویا حیات تازہ پائیں اری یاسمن یہ فکر واجب و لازم ہے یاسمن نے کہا کل شاہ صاحب کو لاؤنگی مگر کمیل نے کہا ذرا بخوبی سمجھ لینا ایسا نہو کوئی عیار مکار ہو یاسمن نے کہا فقیر کے بھیس میں عیار کہاں جنگل کے رہنے والے شیران صحرا و غزالان دشت برائے قدمبوسی اُنکی آتے ہیں میں نے بھی دیکھا العجز اُنسے ملی تب اُنھوں نے اقرار کیا اور یہ بھی کہتے تھے کہ فتح ہونا طلسم ہفت پیکر کا ہم کو ناگوار ہے ہر جگہ مسلمان بھر جائینگے ہمکو یہ ناگوار ہے کہ پھر خداوند ہفت پیکر کا کون نام لیگا کمیل بہت خوش ہوئی دوسرے روز یاسمن جنگل میں آئی شاہ صاحب کو اُسی نخل کے نیچے پایا آگے سلام کیا شاہ صاحب نے پوچھا کیوں بابا کیا گذری یاسمن نے سب حال بیان کیا شاہ صاحب نے کہا چلو یاسمن نے تخت سحر تیار کیا شاہ صاحب بھی تخت پر بیٹھے یاسمن تخت اُڑاتی ہوئی چلی کمیل کا دربار جمع ہے کہ دیکھا یاسمن آتی ہے شاہ صاحب ہمراہ ہیں داڑھی تا بہ ناف پیشانی پر جھریاں پڑی ہوئیں کہ انکو سطور مکانی کہنا چاہیے تسبیح ہاتھ میں الف آزادی کا پیشانی پر کھنچا ہوا کمیل کھڑی ہوگئی جھک کر سلام کیا شاہ صاحب نے دعا دی کہ بابا بھلا ہو طلسم ہفت پیکر ہاتھ سے مسلمانوں کے بچے سامری و جمشید کی عملداری رہے خداوند ہفت پیکر کا جا بجا چرچا ہو بندے اُنکے شاد رہیں ہفت پیکر پرست

آباد رہین اس مزے سے شاہ صاحب نے دعائین دین کہ کمیل خوش ہو گئی پہلو مین اپنے جگہ دی
شاہ صاحب نے کہا مین دو دن مین سب سامان کر دونگا دن بھر گوشے مین شاہ صاحب بیٹھے
رہے شام کو کمیل نے کنیزون کو جمع کیا آپ مسند پر بیٹھی حکم دیا شاہ صاحب کو بلاؤ شاہ صاحب
سامنے آئے کمیل نے کہا شاہ صاحب کچھ علم موسیقی مین بھی دخل ہو شاہ صاحب نے کہا بابا ہم
درویش صحرا گرد ہمین گانے بجانے سے کیا کام ہو البتہ شباب مین مرشد کے سامنے کچھ قوالی
گاتے تھے کہ چیلون کو حال آتے تھے وہی چیزین یاد ہین یہ کہکے بایان کھینچا سیدھا سیدھا
ٹھیکہ چھیڑنے لگے اور گنگنا کے یہ چند اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

تیرے سوا سنا ہی نہیں اس صفات کا	حقا شریک کوئی نہین تیری ذات کا
مضمون آبدار کیے یک قلم رقم	بھر بھر دیا ہی موتیون سے منھ دوات کا
تسبیح تیرے نام کی ورد زبان رہے	ثابت ہو جبتلک کہ یہ رشتہ حیات کا

یہ جو چند اشعار حقانہ شاہ صاحب نے گائے کمیل بہت خوش ہوئی مگر دل بھی دھڑکا جی مین کہتی
ہو درویش صحرا نورد کو یہ کمال کیونکر حاصل ہوا ای کمیل ایسا نہو کوئی فریب ہو لوح ہاتھ سے
جاے کہ کچھ نہ بن پڑے امتحان کو کمیل نے کہا پہلے آپ باس شہرت کے جائیے ایسا اُسکو جاکر
سمجھائیے کہ جو دل مین اُسکے آگیا ہو وہ دل سے نکل جائے فقیر نے کہا کہ وہ سحر مسلمانان مین
پھنسی ہی ایک فقرے مین دل پھیر دونگا کمیل نے قصر کھولا کہا اسی قصر مین جائیے اُس کمبخت کو
سمجھائیے سمک جو قصر مین آیا نہنگ بحری کو قفس مین دیکھکر کلیجہ اُلٹ گیا دوڑکر قفس سے
لپٹ گیا کہتا تھا کیون ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان تمنے ہمارے واسطے بڑی جفا
اُٹھائی مین بھی جانبازی کرکے آہو نخار رنگ اپنا کمیل پر جما دیا اب کل تمھین رہا کرکے نکلونگا
یہ سب باتین کمیل نے ایک گوشے سے سنکر کنیزون سے اشارہ کیا بی یاسمن کو تو پکڑ لاؤ یاسمن
کو کنیزون نے پکڑ لیا سمک یلدا قی جب باتین کرکے نکلا کمیل نے پکار کر آواز دی او عیار مکار
تیرے گانے ہی پر میرے کان کھڑے ہوے تھے سمک نے جو دیکھا کہ مجھکو پہچانا خنجر کھینچکر چاہا
کہ خنجر ماروں اسکا شکم چاک ہو کمیل قہقہہ مارکر ہنسی سمک کے ہاتھ سے خنجر چھٹ گیا زمین نے
پانون تھام لیے رنگ و روغن چہرے کا اڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی کمیل نے منھ پیٹ کر کہا

ارے تار بندھ گیا کیون ای یاسمن تو اسکو پہچان کرلائی یاسمن نے قسم کھاکر کہا کہ لونڈی نے نہین جانا کہ یہ عیار مکار ہی فقیر جانکر لائی تھی آیندہ حضور کو اختیار ہی یاسمن کو تو ملکہ نے حکم دیا کہ قصر معلق سے باہر نجانا سرخیل جادو کو حکم دیا کہ ان سب کی نگہبانی کرو مین خود پاس محیط کے جاؤنگی نہنگ بحری و سمک کے قتل کا حکم لاؤنگی سرخیل جادو نے سمک کو بھی قفس مین بند کرکے وہان لٹکایا نہنگ بحری کے جی چھوٹ گئے کہا ای سمک تمھارا قید ہوجانا شاہزادے پر بہت شاق گذریگا شہرت نے کہا ان تک کون خبر پہونچائیگا کہ عیار بھی آپ کا جاکر پھنسا سمک بھی اپنے حال پر بہت رویا یہ تینون دردمند یہ قید و بند رہے مگر سرخیل مدت سے شہرت پر عاشق ہی بہت خوش ہوا کہ اب داؤ لگا اگر شہرت میرا وصل قبول کریگی تو قید سے رہائی کی تدبیر سوچون اور کسی حیلہ سے اُسکو لے نکلون قفس لیکر بھاگ جاؤن روز آب و دانہ پہونچاتا ہی مگر خوف سے کچھ کر نہین سکتا مگر بیقرار ہی ایک دن شام کو جو آیا کھانا پانی پہونچاکر قدمون پر شہرت کے گر پڑا کہا ای ملکۂ عالم مدت سے آپکے دام زلف مین گرفتار ہون شہرت نے بگڑکر جواب سخت دیا سرخیل مایوس پلٹا سمک نے کہا ای ملکۂ عالم اب جو سرخیل آئے اُس سے بہ محبت باتین کیجیے آپ ہی کی رہائی کی صورت نکلے اگر یہ آپکو لیکر نکل جائے صحرا مین جاکر اسکو مارکر پھر ہم دونون کی رہائی کی تدبیر کیجیے ملکہ نے کہا ای سمک مجھسے یہ باتین واہیات نہین کہی جائینگی سمک نے بمنت و خوشامد شہرت کو راضی کیا سرخیل جو شام کو آیا ملکہ نے بمحبت کہا ای سرخیل تمکو ہماری گرفتاری کا غم و الم ہی اگر ہم تمکو قبول کرینگے تو ہمکو یہان سے نکالدوگے سرخیل یہ فقرہ سنکر مثل گل شگفتہ ہوا کہا ای شاہزادی والا قدر آسمان قولی کی بدر جان قدمون پر نثار کرون جو حکم ہو وہ بجالاؤن ملکہ نے کہا ای سرخیل یہ دونون غریب ہماری وجہ سے گرفتار ہوے ہمکو رہا کرنے آئے تھے مگر کمیل تو ہمہ دان و ہمہ گیر ہے محیط سے ہر بات کی طالب ہوتی ہی وہ اسکو بتادیگی ہی جو کام کرنا ہو وہ جلد کرو ایسا نہو کہ محیط اُسکو تعلیم کردے کہ سرخیل دشمنون سے ملگیا نہین معلوم کیا آفت برپا ہوگی ایسا نہو تم بھی قید ہوجاؤ تو پھر بڑی خرابی ہو سرخیل نے قفس شہرت کا اُتارا اور کہا کہ تینون کو رہا کرتا ہون یہ کہکے تینون قفس اُتارے اول سرخیل نے شہرت کو قفس سے نکالا شہرت نے نہنگ بحری کا قفس کھولا زبان سے سوزن نکالی کہا سمک

کو نیچے مین دبالے نہنگ نے سماک کو نیچے مین دبایا شہرت وہان سے اُڑی نہنگ بحری
ساتھ ساتھ سماک کو لیے ہوے سرخیل یہ کہتا ہوا آتا ہی ملکۂ عالم ذرا ٹھہر جائیے مین تو قریب آ جاؤنگا
سماک نے نہنگ بحری سے کہا اب زمین پر اترو مین سرخیل کی خدمت کرونگا شہرت نے کہا
ہمارے گھر کا غلام ہی اُسکو دیوانہ کر کے بھیجون کہ کمیل کو ہماری رہائی کی خبر ہو جاے ایک پہاڑ پہ
آ کے اُترین سرخیل خوشی خوشی قریب آیا کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان و اے مرہم زخم
خون چکان و اے فوج معشوقی کی نشان ذرا گلے سے لگاؤن سالہا سال مجھکو گذرے کہ اشتیاق مین
تمھارے مرتا ہون مہینون گذرے کہ یاد مین تمھاری آب و دانہ ترک رہا صرف چاہتا ہون ذرا گلے
مین ہاتھ ڈالدون ایک بوسے کا طالب ہون ذرا تو دل کو تسکین ہو ملکہ نے جواب دیا او نمکحرام تجکو شرم
نہین آتی ہمارے گھر کا نمک کھایا ہمیشہ بہ عہدۂ غلامی رہا ایسی واہیات بات زبان سے نکالتا ہی
کچھ پیدا کرنیوالے کا بھی خوف ہو میرے پاس سے الگ رہنا خدا رستم کو سلامت رکھے یہ گلا و جسم انکی ملکیت
کا ہی دوسرے کو کب اتنی لیاقت ہی کہ میرے قریب آئے اگر اپنی زندگی چاہتا ہی چلکر خدمت مین رستم کی مشرف
بہ اسلام ہو کہ سرداروں مین تیرا ابھی نام ہی انکی ملازمت سے عجب فخر ملیگا یہ سنکر سرخیل گھبرا گیا کہا اے ملکۂ عالم
تمنے عجب نقرہ میرے ساتھ کیا یہ کہکے طرف نہنگ بحری و سماک کے چلا نہنگ بحری نے گولہ
مارا سرخیل نے گولہ کاٹا شہرت نے دیکھا کہ ایسا نہو سرخیل نہنگ بحری کو پکڑ لے مسکرا کر للکاری او
نمکحرام اُسنے تیری کیا خطا کی اُسپر کیون جاتا ہی میری طرف آ مراد تو تیری مین ہون سرخیل نے چاہا پلٹے ملکہ شہرت نے کان سے بجلی اُتاری اُتار کر کھینچ ماری سرخیل پر برق گری سرخیل نے اپنے کو بچایا
شہرت نے ہنسکر طرف اپنے اشارہ کیا کہ آ جو تیری مراد ہی مین پوری کرون سرخیل ہنستا ہوا آگے بڑھا
شہرت نے ہاتھ سے اشارہ کیا جب سرخیل قریب آیا شہرت نے پشت پر ہاتھ رکھا کہا اے سرخیل
ہوش مین آ سرخیل ہنستا ہوا پکار اُٹھا اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی میرا تو یہ حال ہی۔ نظم

نہ آتا تھا ہستی مین تا عدم سے
ازل سے ہی وابستہ اپنے قدم سے
جو دریاے رحمت ترا موج زن ہو
سکندر سے آئینہ اور جام جم سے

ترا شوق لایا ہی یان مجھکو دم سے
گلے مین تمھارے بہت زیب دینگے
محق عفو کے ہون گنہگار ہمسے
تر و تازہ کی کشت امید اپنی

محبت ہو زنجیر سے کیون نہ ہمکو
ستارون کے منہ اوکنٹھے کے شمسے
رہے یادگار جہان تا قیامت
ہوے بہرہ ور فیض ابر کرم سے

وہی ایک ہی نور شاید جلا یا	چراغ صنم خانہ شمع حرم سے	سمجھ قبلہ و کعبہ اک اک کو زاہد
یہ بت سب تراشے ہیں سنگ حرم سے	خدا تا ابد رکھے آتش کو اے زاہد	کہ ہے رونق شاعری اسکے دم سے

سرخیل یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے ملکہ شہرت کے آیا اور دست بستہ عرض کی جو حکم ہو وہ بجالاؤں ملکہ شہرت نے کہا اے سرخیل تمنے سنا کہ کمیل ہماری دشمن ہے ہوسکتا ہے کہ اسکا سر لاؤ یہ سنکر سرخیل نے ہاتھ باندھ کر کہا اگر آپ کی وہ دشمن ہے تو میری بھی رہزن ہے میں اس ذلت سے اسکو قتل کرونگا کہ سب دیکھیں اور عبرت کریں غلام جاتا ہے ابھی سر لاتا ہے سر لیکر کہاں آؤں ملکہ نے کہا لشکر رستم میں آنا ہم تمھاری ملازمت کرا دینگے رستم تمکو سرفراز کرینگے تمکو بڑا فخر حاصل ہوگا یہ سنتے ہی سرخیل نے تلوار کھینچی جھومتا ہوا اشعار پڑھتا ہوا چلا یہاں کمیل اپنی صحبت میں بیٹھی ہے کہ چند کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں عرض کی حضور نے کچھ حال سنا سرخیل جادو نے جوش عشق شہرت میں تینوں گنہگاروں کو رہا کر دیا قفس خالی پڑے ہیں یہ سنکر کمیل گھبرا گئی اٹھکر قصر میں آئی دیکھا قفس ٹوٹے پڑے ہیں مکان سنسان بالکل ویران قیدی و نگہبان کا نام نہیں کمیل سر جھکائے ہوے پلٹی آکر جلسے میں بیٹھی سوچ میں بیٹھی تھی کہ چند کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں عرض کی سرخیل جادو دیوانہ وار وحشی مثال آپ کو برا بھلا کہتا ہوا آتا ہے راہ میں چند ملازموں نے روکا انپر جا پڑا انکو قتل کیا قریب دربارگاہ پہونچ چکا ہے اگر حکم ہو تو دروازے پر روکیں سامنے سرکار کے بے ادب کو نہ آنے دیں کمیل نے کہا جسطرح آتا ہے اسی طرح آنے دو خبردار روکو نہیں کنیزوں نے دروازے پر جگہ دی دیکھا کمیل نے کہ سرخیل جادو دیوانہ وار یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا چلا آتا ہے۔ نظم

چھوڑکر ہمکو جو اپنے گھر کے وہ اندر چلے	یہ ہوئی حالت کہ بس ہم آپ سے باہر چلے
بعد مردن دوست جب ہمکو لحد میں دھر چلے	پیچھے پیچھے ہم بھی سوے کوچۂ دلبر چلے
ڈور کی تسبیح میں نے جب ملا جام شراب	آفتاب اے میکشو آیا تو بس اختر چلے
ساغر امید خالی رہگیا تو رہ گیا	ساقیا ہم اپنا جام زندگانی بھر چلے
مرحمت سے کی نظر قاتل نے جو غصے کے بعد	زخم جلنے تھے ہمارے خود بخود سب بھر چلے
بام گردوں سے چلا تحت الثریٰ کو آفتاب	اٹھکے تہ خانے سے جب وہ اپنے کوٹھے پر چلے
رہگیا کیا دیکھکر حسرت سے اے صیاد میں	اڑکے گلشن کو سرے کرتے ہوے جب پر چلے

جذبۂ شوق شہادت سے مرے گھر کیطرف — خود بخود شمشیر قاتل صورت اژدر چلے
ساقیا گردش نصیب ایسا ہون جو مرنے کے بعد — خود بخود محفل مین میری خاک کا ساغر چلے
کردیا ہے وا اے پی تیغ ہلال عید نے — آج شب یہ شب فرقت بھلا کیونکر چلے
میکشی کے باب مین ناسخ جناب درد سے — سُن لے مصرع جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

سامنے کمیل کے آیا کمیل پر جو نگاہ پڑی پکار کر آواز دی او کمیل حکم ہے ملکہ شہرت کا جلد چلکر حاضر ہو تجھکو یاد فرمایا ہے اگر تامل کیا تو مین بال پکڑ کے کھینچتا ہوا لیچلونگا کمیل نے بسہولت جواب دیا کہا ای سرخیل ایک تو تو نے خطا اتنی بڑی کی کہ جنکا نگہبان تھا اُنکو قید سے رہا کیا اب دوسری خطا کا خواہان ہے بیٹھ جا مین تجھکو سمجھا دونگی مین تیرے ساتھ چلونگی سرخیل نے کہا کہ جلد اُٹھ دیر نہ کر ملکہ گھبراتی ہونگی مجھے راہ مین دیر ہوئی کانٹون کا جنگل طے کرکے آیا راہ مین بڑی مصیبت گذری مگر مین نے سب گوارا کی اپنے کو یہان تک پہونچایا اب دیر ہونا کیسی اُٹھ کھڑی ہو یہ کہکے طرف کمیل کے چلا چاہا ہاتھ تلوار کا مارون کمیل نے اشارہ کیا کہ تلوار ہاتھ سے گر پڑی آواز دی اے گرفتار جادو سرخیل کو لینا وہی ساحر زنجیر ہلاتا ہوا مسلسل و مطوق گوشہ قصر سے پیدا ہوا سرخیل کو آکر زنجیرون مین گرفتار کیا سرخیل زنجیرون سے سر ٹکراتا تھا اور آواز دیتا تھا او حرامزادی تو نے کیا کیا کہ مین سحر بھول گیا کیا مین تجھ سے باز آؤنگا جب قید سے چھوٹونگا تیرا سر لیکر خدمت محبوب مین جاؤنگا اب کیا ہے تجھے زندہ چھوڑونگا تیرے قتل سے منھ موڑونگا کمیل نے کہا اسکو قفس مین بند کرو ساحر جلیل ہے ہمارا کفیل ہے ہم اُسکا سحر اُتار دینگے یہ ہوش مین نہین ہے گرفتار نے سرخیل کو قفس مین بند کرکے چھت مین لٹکا دیا کمیل بعد تھوڑی دیر کے قریب قفس کے آئی دیکھا سرخیل سر ٹکرا رہا ہے کمیل کو ہزارون گالیان دیتا ہے کمیل نے سرخیل کو قفس سے نکالا زنجیرین توڑین زنجیرین چھوٹتے ہی سرخیل جھپٹ کر طرف کمیل کے چلا کہتا ہوا او بیحیا اب تو مین قید سے رہا ہوا سحر بھی مجھکو یاد آیا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچے گی یہ کہکے تنتا ہوا طرف کمیل کے چلا کمیل نے ہاتھ سے اشارہ کیا سرخیل زمین پر منھ کے بھل گرا کمیل نے پشت و پہلو پر سرخیل کے ہاتھ پھیرا پانی منگایا اُسپر کچھ پڑھی ہرچند کہ سرخیل چیخا مگر کمیل نے وہ پانی پلا دیا اور تھوڑا اُسکے منھ پر چھڑک دیا پانی کے چھڑکتے ہی سرخیل بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا قدمون پر کمیل کے گرا کہا حضور میری خطا معاف ہو

مجھ سے بڑی خطا ہوئی کمیل نے کہا اے سرخیل بڑی خرابی یہ ہے کہ شہرت نکل گئی میرے قلب پر یہ صدمہ ہے اب وہ طلسم کشا کو مدد دیگی قصر کا حال اُسپر ظاہر ہے لوح کے مقام سے ماہر ہے اگر تمکو قتل کرتی تو مجھکو کیا نفع ہوتا لہذا تم پر سے سحر اتارا اب تمکو مناسب یہ ہے کہ اس قصر کی حفاظت کرو آٹھ پہر گرد پھرو گرفتار جادو کہ میرا پیر کامل ہے جسوقت پکاروگے فوراً موجود ہوگا جو کام کہوگے وہ کریگا سرخیل بارہ ہزار جادوگر ساتھ لیکر گرد اس مکان کے پھرنے لگا چاہتا ہے یہان ہوا بھی نہ آنے یہان رستم واسطے سماک کے پریشان تھے کہ ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ ملکہ شہرت و نہنگ بحری و سماک پلدانی سب آتے ہین رستم خوشی سے کھڑے ہوگئے کہا جو ہمارے سر کو عزیز رکھتا ہو وہ انکو استقبال کرکے لائے ہمین اُنکے ہونے کا بڑا تردد تھا آفتاب و جھلال وغیرہ برائے استقبال نکلے ملکہ شہرت کو سب نے سلام کیا شہرت ایک ایک سے بہ محبت ملین نہنگ بحری ہمراہ ہے سماک سب حال بیان کرتا ہوا خدمت رستم مین آیا رستم نے مقام صدر پر شہرت کو جگہ دی بلکہ سردارون نے تجویز کی کہ انکو بادشاہ لشکر کیجیے تخت طاؤس کی بنا ہوئی مقام صدر پر تخت بچھایا اُس تخت پہ شہرت بیٹھین نہنگ بحری و ماہی سحر بھی شریک صحبت ہین رستم نے شہرت سے پوچھا کیون ملکۂ عالم اب لوح کی کیا تدبیر ہوگی شہرت نے کہا اے شہریار مین نے سرخیل کو سحر کرکے روانہ کیا تھا کہ کمیل کا سر لاؤ سرخیل کی یہ حقیقت نہین ہے کہ کمیل کو قتل کرسکے کمیل نے اُسکو تسخیر کیا ہوگا اے آفتاب فلک سیر تم کاہن طلسمی ہو ذرا قصر کا حال دیکھو کاہن نے سر جھکایا دوازدہ برج ہفت سیارہ کو خیال مین لایا بعد تھوڑی دیر کے سر اُٹھایا دست بستہ عرض کی قصر لوح کا انتظام ہوگیا سرخیل جادو بارہ ہزار ساحرون سے گرد قصر لوح پھر رہا ہے سرخیل کو خیال جانبازی ہے چاہتا ہے کہ ہوا کا جھونکا بھی اودہر نہ آنے میری نگہبانی مین فرق نہ پڑے شہرت نے کہا حضور یہان سے کوچ کرین جو کچھ ہوگا وہ ظاہر ہو جائیگا رستم نے حکم دیا جھلال و آفتاب نے لشکر تیار کیا طلسم کشا نے اس منزل سے کوچ کیا صحرائے نشاط آباد سے گذر کر صحرائے فیل گوشان مین پہونچے فیل گوش فیل سوار ایک پہلوان یہان رہتا ہے اسنے جو آمد لشکر طلسم کشا سُنی کمیل کو عرضی لکھی کہ اے ملکۂ عالم لشکر طلسم کشا میری سرحد مین آگیا جو حکم ہو وہ بجا لاؤن نامہ پاس کمیل کے پہونچا نامہ پڑھکر اُسپر حکم لکھا اے فیل گوش فیلسوار طلسم کشا کو آگے نہ بڑھنے دینا لشکر لے کے جاؤ اپنے کو مقابلہ طلسم کشا مین پہونچاؤ جب یہ جواب

فیلگوش کو پہونچا دیوانہ وار ایک چیخ ماری ستر اسّی ہزار فوج پہلوانان زبردست ہاتھیون پر سوار
نیزے ہلاتے ہوے سامنے آئے فرمایا اے افسر کیا حکم ہے فیلگوش نے جواب دیا یارو مقابلہ سخت ہے
بھیجین گے لشکر طلسم کشا کہ ایک دریاے قہار ہے اُس سے مقابلہ کو حکم ہوا ہے یہ کہکے آپ بھی ایک
فیل مست پر سوار ہوا چالیس ہزار فیل مست ہمراہ رکاب زنجیرین کھسونڈون مین لپیٹی بعض کی سونڈ
مین پٹی آہنی بعض کی سونڈ مین گرز گران آگے آگے اُنکے فیلبان نیزے ہلاتے ہوے
اس ہجوم سے فیلگوش فیلسوار طرف طلسم کشا کے چلا یہان لشکر طلسم کشا صحرا مین اُتر چکا تھا
کہ شہرت سنے عرض کی اے شہریار یہ صحراے فیلگوشان مشہور ہے چالیس ہزار فیل مست جسکے ہمراہ
رہتے ہین اگر اُسنے ارادہ روکنے کا کیا تو سرکار کو بڑی تکلیف ہوگی رستم نے کہا انشاءاللہ اگر وہ
بھیجا آئیگا تو سزا پائیگا خدا چاہیگا تو بھاگ کر اپنے مقام پر جائیگا آفتاب و جلال نے عرض کی
حضور ہم دونون کو آگے فوج کے کر دین کیا مجال کہ آپ کے لشکر پر نگاہ کج کرسکے رستم نے کہا اے
آفتاب و جلال ہمارے قبلہ و کعبہ کا یہ دستور نہین کہ غیر ساحر پر ساحر کو بھیجین بلکہ تم لوگ پیچھے رہو
اگر وہ ہم پر لشکرکشی کرے اور آگے بڑھے تو تم لوگ دخل نہ دینا دونون سردار سر جھکا کر رہ گئے
دیکھا صحرا سے گرد اُڑی زنجیرون کے جھنّاٹے کی آواز کان مین آئی رستم باہر بارگاہ کے نکل آئے
دیکھا آمد سے فیلون کی تمام صحرا سیاہ ہوگیا فیلگوش فیلسوار مست ہاتھی کو آگے بڑھائے
ہوے پشت پر تمام فیل نشین لشکر طلسم کشا کو بنگاہ غور دیکھا عیار پہلو مین سیاہ روے جانگزا
اُسکی جانب متوجہ ہوا کہا کیون اے سیاہ رو کل فوج کو اشارہ کر دون کہ لشکر طلسم کشا پر بادہو
سیاہ رو نے کہا اے شہریار جرأت طلسم کشا حد سے پہونچی ہے کسی جنگ سے طلسم کشا عاجز نہین
ہے تمام فیل اُس شیر کے سامنے سے بھاگین گے لشکر کو اُتار لیجے جلدی نہ کیجے ایسا نہو کہ بھاگ کے
کسی جنگل مین جانا ہو دن کی جنگ کا بہانہ ہو فیلگوش ہاتھی سے اُترا ایک بارگاہ استادہ کرائی
فیلسوار لشکر تمام فیلان سے اُترے بارگاہون مین داخل ہوے ہاتھی تھانون پر باندھے
جبکہ فیلسوار نیر اعظم بصد شوکت و حشم شکست کھا کے بھاگا اور شہنشاہ ماہ تابان بہ فوج
ثوابت و سیارگان سپہر نیلگون پر جلوہ فرما ہوا فیلگوش نے عیار کو طلب کیا اُس سے پوچھا
کہ کیون اے کلیہ عقل من کیا صلاح ہے سیاہ رو نے کہا ظاہر مین دھوکہ دینے کو طبل جنگی بجوا دیجیے

اور دو پہر رات گئے لشکر طلسم کشا پر شبخون مار لیے ہاتھی لشکر طلسم کشا کو تباہ کر دینگے یہ صلاح قرار
ہوئی چپکے چپکے لشکر تیار ہونے لگا لشکر طلسم کشا مین یہ معرکہ ہوا کہ اول شام کو خبر ملی کہ دشمنون نے
طبل جنگی بجوایا ہے رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا بعد تھوڑے عرصے کے لال کا ندنگاہ سے طلسم کشا
کی گذرا جس سے مراد یہ ہے کہ آج حضور کے طلایہ دینے کا دن ہے رستم نے سماک کو حکم دیا کہ تیاری کرو
آفتاب و جہلال نے بمنت عرض کی کہ آج طلایہ غلامون کے سپرد ہو ایسے دشمن سخت سے مقابلہ ہے
ایسا نہو کہ مکار کچھ فتور کرین رستم نے نہ مانا صرف بارہ ہزار سوار ساتھ لیے پہر رات گئے طلائے پر
آئے بازارون مین سوار و پیدل مقرر کیے آپ دوسو سوار ساتھ لیکر لشکر کے آگے بڑھکر کھڑے
ہوے سماک سے کہا ذرا لشکر دشمن کی تو خبر لاؤ دیکھا کل فیلبان فیلون کو تیار کر رہے ہین سماک
نے فقیر بنکے دریافت کیا ایک کے منھ سے نکل گیا کہ لشکر دشمن پر شبخون مارنا منظور ہے جاتے ہی
مسلمانون کو مارینگے سماک یلداقی یہ حال دریافت کر کے بھاگا خدمت رستم مین آیا تمام کیفیت بیان
کی کہ لشکر دشمن سے شبخون آیا چاہتا ہے تیاری ہو رہی ہے یہ سنکر رستم نے آستینین چڑھائین اور بقہر و غضب
تیغہ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ ڈالا سماک نے عرض کی کہ بادشاہ لشکر سے اطلاع کرون رستم مانع ہوے
فرمایا اے سماک انشاءاللہ بیرون لشکر انکو روکونگا ساحرون کو خبر نہو تو بہتر ہے قضائے کار ملکہ شہرت
لیٹے لیٹے گھبرائین کنیزون سے کہا دریافت تو کرو طلسم کشا طلائے پر کیا کر رہے ہین۔ کنیزین آئین اور
آکر دیکھا کہ رستم لشکر سے آگے دوسو سوار ساتھ لیے ہوے لشکر دشمن دیکھ رہے ہین کنیزون نے سماک
سے پوچھا سماک نے جواب دیا کہ لشکر دشمن سے شبخون آنے کو ہے وہ لوگ تیاریان کر رہے ہین
کنیزین بھاگین ملکہ شہرت سے آکر ذکر کیا ملکہ یہ خبر سنکر گھبرا گئین تاج پہنے ہوے باہر نکلین سب
سرداران ساحر اپنے اپنے خیمون سے نکل آئے جہلال و آفتاب نے بڑھکر عرض کی اسوقت
حضور خلاف وقت کیون بارگاہ سے نکلین جو حکم ہو غلامان جانباز بجا لائین ملکہ نے گھبرا کر جواب
دیا اے آفتاب ہم کیسے بادشاہ ہین تم کیسے رفیق لشکر دشمن مین تیاری شبخون کی ہو رہی ہے اُس طرف
آپ لوگ دیکھ چکے کہ چالیس ہزار زنجیر فیل ہے اگر انکی آمد ہوئی تو معلوم ہوگا کہ آندھی سیاہ اُٹھی
ہے یا کوہ ہاے سیاہ نے اپنے مقام سے جنبش کی اس بلاے ناگہانی کے روکنے کو خود وہ اکیلے
کھڑے ہین سحر و ساحری سے بالکل نابلد ہم لوگ اگر موجود ہونگے تو سحر کر کے فوج دشمن کو روکینگے

آفتاب نے عرض کی حضور روکتا کیسا ہاتھیون کو پلٹا دینگے لشکر دشمن پامال ہو مکارون کا عجیب حال
ہو چالیس افسر پیش بائیس ہزار ساحران غدار جہان رستم کھڑے تھے وہان آکر ملکہ شہرت پہونچین
رستم نے پوچھا اسوقت حضور نے کیون تکلیف کی شہرت نے کہا ہمنے خبر پائی کہ لشکر دشمن آمادۂ
شبخون ہی ہمارے دل کو تاب نہ آئی آخر خدمت مین حاضر ہوے سرداران خیر خواہ ایسی خبر
وحشت اثر سنکر کب تامل کرتے ہین جسوقت جسنے خبر سنی وہ حاضر ہوا مین نے کسی کو بلایا نہین
رستم نے کہا ملکہ ہمارے قبلہ و کعبہ کا یہ دستور ہی کہ کبھی ساحر کو ہمراہ نہین رکھتے مین یہ ننگ
نہ گوارا کرونگا آپ لوگ پلٹ جائین ملکہ نے جواب دیا اب تو ہم لوگ نہ جائینگے خواہ آپ خوش ہون
خواہ آپ آزردہ ہون رستم نے کہا اگر وہ بہادر ہوتا تو کبھی نہ گوارا کرتا کہ شبخون کا ارادہ کرے
دیکھنا کیسا شکار کھیلتے ہین فیلگوش کو خبر پہونچی کہ لشکر تیار ہی حضور آوین تو سب چلین
فیلگوش باہر نکلا سیاہ رو عیار سے کہا ذرا بڑھ کر دیکھ اب تو سب پڑے سو رہے ہونگے
عیار بڑھا عیار نے آکر دیکھا کہ چالیس سرداران ساحر اسباب سحر تیار ہاتھ مین لیے کھڑے
ہین اور ساحرون کا تانتا لگا ہوا ہی جسنے سنا کہ افسر ہمارا گیا اٹھا اور چلا فوجین سب تیار
ہوگئین ہر غول مین یہ ہی چرچا ہی کہ لشکر دشمن اگر شبخون آئیگا تو ان بیچارون کو بھاگنے کا رستہ
نہ ملیگا سیاہ رو نے دیکھا دمبدم فوجین جمع ہوتی جاتی ہین رستم منع کر رہے ہین کہ آپ لوگون
نے کیون تکلیف کی ساحر سرنگون کھڑے ہین اپنے آقا کو کچھ جواب نہین دیتے سیاہ رو یہ معرکہ
دیکھکر پلٹا آکر فیلگوش سے ذکر کیا کہ لشکر طلسم کشا آمادہ بہ جنگ ہی کیا کہون کہ کیسی تیاری ہی
آپ لوگ جاکر بہت محجوب ہونگے شکست کھاکے پلٹین گے تین یا چار لاکھ جوان مسلح ہو کر
پاس طلسم کشا کے آچکے آپ کی جمعیت کو کیا خیال مین لائینگے یہ سنکر فیلگوش فیلسوار نے
یہ حکم دیا یارو کمر کھولڈالو اپنے اپنے مقام پر جاکر اترو کل میدان مین مقابلہ کرکے پس فردا
دیکھا جائیگا یہ کہکے فیلگوش بھی پلٹا سب لشکر نے کمر کھولی رستم نے رات بھر انتظار کیا کوئی نہ آیا
آخر رستم وقت نماز پلٹے آکے نماز پڑھی نماز پڑھ کے باہر آئے میدان مین آکر ٹھہرے سوار ہو کر
چلے اودھر سے فیلگوش مع فوج مذکور بڑے کر و فر سے میدان مین آیا صفین جمائین نقیب
نقابت کہکے ہٹے کڑکیتون نے بڑھکر اشعار پڑھے۔ نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
نہ سکندر رہی نہ آئینۂ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے
کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑوں قافلے راہی ہوئے اس منزل سے
گرد اڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا
ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہے نخل ماتم
کف افسوس ہر اک برگ ہے اس گلشن کا
سینے پھرتی ہے صبا دوش پہ آج انکے غبار
جنکی رفتار سے ہر گام پہ تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو ہم اہل فنا سے پوچھیں
اے مغیلان عدم حال کہو کیا گذرا

یہ اشعار پڑھکر جو کھیت ہٹے فیلگوش نے طرف امیں کے دیکھا مینوش فیلسوار نے ہاتھی اپنا بڑھایا بڑھاکر بھائی سے اجازت لی فیلگوش نے حکم دیا ای برادر مینوش رستم کو للکارنا مینوش میدان مین آیا آکے سلحشوری دکھائی پکار کر آواز دی طلسم کشا کہان ہین منم مینوش فیلسوار انکی جراءت دیکھنا چاہتا ہون رستم نے مرکب صف سے نکالا سردار سب قدمون سے لپٹ گئے کہا ای شہریار آپ اس دیوخصال کے مقابلے مین جاتے ہین غلامون کو حکم ہوا آفتاب فلک سپہر قدمون پہ گرتا ہے رستم نے کہا ای برادر وہ میرا نام لیکر پکارتا ہے ہمارے قبلۂ و کعبہ کا قانون ہے جسکا نام لیکر پکارے وہ جائے شہرت کی بیقراری سرداروں سے کہتی ہین صاحبو انکو روکو اس دیوخصال کے مقابلے مین جاتے ہین خدا انکی حفاظت کرے رستم گھوڑا بڑھا کر سامنے تخت کے آئے فرمایا ای ملکۂ عالم تمسے رخصت ہوتے ہین وہ بیحیا ہمارا نام لیکر پکار رہا ہے شہرت کا دل بھر آیا تھا رستم نے رخصت مانگی ملکہ کا اور زور تو نہ چلا بے اختیار رونے لگین رستم نے کہا ملکہ نہ گھبرائیے مین اس بیحیا کے دماغ سے غرور نکالے دیتا ہون قد و قامت کا خیال نہ کرو شیر کے بچے ہاتھی کو مار لیتے ہین اسکا قد و قامت دیکھنے کا ہے ملکہ نے ناچار ہوکر فرمایا آپ کو خدا کے سپرد کیا اور جو بزرگان دین ہین انکی حفاظت مین آپکو دیا خدا آپ کو اس دیوخصال پر مظفر و منصور کرے رستم نے مرکب عربی کو پھیرا استر بالا کبود فرنگی آج کل بمارہ ہے اور مرکب عربی پر سوار ہین گھوڑا طرارے بھرکے چلا کلائیان مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا سامنے مینوش کے

پہونچے مینوش صورت زیبا دیکھکر بہت خوش ہوا آواز دی کہ ای طلسم کشا تمنے اور کسیکو نہ بھیجا
تم خود ہی میرے مقابلے مین آئے کوئی رفیق ایسا نہ تھا کہ تمکو میرے ہاتھ سے بچاتا رستم نے کہا
او مغرور عقل و فراست سے دور قد و قامت پر نہ بھول وار کر اسقدر نہ پھول مینوش نے نیزہ
مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا اس لطف سے رستم نے نیزہ بازی کی کہ مینوش تنگ
ہو رہا ہی ایک مقام پر رستم نے گانٹھ کر نیزے کا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مینوش کے نکل گیا
مینوش نے خواصی سے گرز اٹھا کر کہا ای طلسم کشا اگر اس گرز کو پہاڑ پر مارون تو بیخ کوہ ہلا دون
انسان کی کیا حقیقت ہی ملکہ شہرت نے جو گرز ہاتھ مین مینوش کے دیکھا بیتاب ہو گئین کنیزون سے کہا
صاحبو دعا مانگو یہ شہریار اگر مقابلے مین اس نامرد کے نہ ہوتا تو مین سحر کرتی کہ ہاتھ اسکا خشک ہو جاتا
اس گرز کی ضرب کو کیونکر روکین گے آفتاب برابر تخت کے تھا آفتاب نے کہا ای ملکہ عالم آپ
نہ گھبرائیے ایسے بہت پہلوانون کو رستم نے مارا ہی ماشاء اللہ فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق زور دل
انکے رگ و ریشے مین شیر صحرائی مثل روباہ انکے بیشے مین دبکے ملاحظہ کیجیے ملکہ کا قلب کانپ رہا ہی
مینوش نے دو دستی گرز مارا رستم نے گرز اپنا اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا گرز مینوش جو آکر گرز رستم پر
پڑا تڑاقے کی آواز سے سارا جنگل ہل گیا ملکہ تو بیقرار ہو گئین کلیجہ پکڑ لیا یہان جو سمک یلداقی
نے دیکھا کہ تتق گرد مین رستم چھپے چھاگل مین پانی لیکر بیچ مین گھس پڑا پانی کے چھینٹے مارے
سب نے دیکھا رستم کے ہاتھ تو قائم ہین اور مینوش غرّو کر رہا ہی کہ اب ہڈی تک رستم کی
نہ ملیگی مگر سمک نے دیکھا کہ شاہزادے کی زرہ کی کڑیان ٹوٹ گئین الجھی ہوئی معلوم ہوتی
ہین مگر گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی دونون گھٹنے زمین کو لگے سمک نے منھ پر پانی کا چھینٹا مارا
شاہزادے نے آنکھ کھولی عیار نے عرض کی آقا حریف لاف و گزاف کر رہا ہی رستم نے چاہا گھوڑے کو
بڑھاؤن سمک نے عرض کی آقا گھوڑے پر عرصہ زیست کا تنگ ہوا شاہزادہ گھوڑے سے کودا
گھوڑے نے لوٹ کر جان دی مینوش نے دیکھا کہ میرے گرز سے یہ جوان بچ گیا جی چھوٹ گئے ہاتھی
کو اشارہ کیا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی شاہزادے نے دونون ہاتھ بڑھا دیے ملکہ نے بیقرار ہو کر فرمایا ای
آفتاب اب میرے دل کو تاب نہین مین سحر کرتی ہون کہ ہاتھی پیچھے ہٹے ہاتھی تو سونڈ بڑھاتا ہی
انکی بیوقوفی دیکھو کہ ہاتھ بڑھا رہے ہین آفتاب نے کہا ای ملکۂ عالم نہ گھبرائیے رستم کے زور کو

دیکھیے رستم نے جو دونون ہاتھ بڑھائے ہاتھی نے سونڈ مین لپیٹے رستم نے سونڈ کو دونون ہاتھون سے
تھاما دونون پاؤن پاؤن مین ہاتھی کے جمائے نعرۂ تکبیر لیکے ہلّہ مارا مع زنجرے گردن ہاتھی کی
گھسیٹ لی ہاتھی نے چرخ کھایا مینوش کے ہوش اُڑ گئے مینوش کا نشہ اُتر گیا ہاتھی سے کودا
رستم کو جو پیدل پایا دوڑ کر لپٹ پڑا رستم سے کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین مینوش
نے گردن پر ہاتھ رکھا رستم نے مینوش کو دنگ کر دیا مینوش چاہتا ہو جان بچاؤن مگر خیال ہو کہ جان
نہین بچیگی دن بھر رستم سے لڑا شام کو چھوڑ کے الگ ہوا کہا ای طلسم کشا مین شب کو مقابلہ نہین
کرتا ہر چند رستم نے فرمایا کہ روشنی کراؤ دیکھنے والے دیکھ لینگے مینوش نے نہ مانا گینڈے پر سوار
ہوکے بھاگا اپنے لشکر مین آیا فیلگوش نے پوچھا ای برادر طلسم کشا کو زور مین کیسا پایا مینوش
کانپنے لگا کہا ای برادر سارا نشۂ جرأت اُتر گیا رگ و ریشہ مین رستم کے زور بھرا ہوا ہو کسی فن مین
کمی نہین مین سمجھا تھا کشتی مین ہاتھ پاؤن توڑ دونگا مگر کشتی مین کچھ بنجہ نہ قابض ہوا آخر مین اپنی
جان بچا کے چلا آیا اب سیاہ رو سے کہو کہ عیاری کرکے رستم کو پکڑ لائے فیلگوش نے
بارگاہ مین آکر سیاہ رو کو بلایا کہا ای سیاہ رو تو نے سُنا بھائی صاحب کے جی چھوٹ گئے کہتے پھرتے
ہین کہ تم بھی رستم پر غالب نہ آؤگے شاید ایسا ہی ہو تم ایسا کام کرو کہ اپنے کو لشکر رستم مین پہونچاؤ
اور عیاری کرکے پکڑ لاؤ سیاہ رو نے عرض کی مین ابھی جا کے پکڑے لاتا ہون ہر چند کہ عیار
طلسم کشا کا فرزند عمرو ہو مگر میرے سامنے کیا مجال ہو کہ دم مار سکے مین فوراً گرفتار کر لاؤنگا
یہ کہکے سیاہ رو نے بانہاے عیاری جسم پر آراستہ کیے طرف لشکر طلسم کشا کے چلا صحرا کو طے
کرکے لشکر طلسم کشا مین پہونچا پھرنے لگا آخر چار طرف بارگاہ کے چرخ مارا ایک مقام پر ٹھہرا پشت
پر بارگاہ کی ایک مقام پر کوڑا پڑا تھا اُسی کوڑے کی آڑ پکڑ کے نقب لگانے لگا سمک طلایہ
پھر رہا تھا طلایہ پھرتے پھرتے گھبرایا ایک مقام پر آکے دیکھا مٹی کے انبار ہین قریب انبار آکے
جو دیکھا تو مُہرہ نقب کا ہو اب سمک سوچا کہ اگر مین نقب مین گیا تو عیار بھاگ کر نکل جائیگا مین
اسی مقام پر ٹھہرون پشتارہ لیکر ادھر ہی آئیگا بہ آسانی گرفتار کرونگا سمک تو حلقہ ہاے کمند
لیکر قریب نقب بیٹھا مگر سیاہ رو نے مُہرہ نقب کا بارگاہ مین آکر توڑا بہ قاعدۂ مقرری رستم کو
بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر پشت پر لگایا نقب مین کودا نصف نقب مین آکر سوچا کہ ای

سیاہ رو شاید اتنے عرصے مین کوئی آگیا ہو یہ سوچ کر بیچ نقب سے پلٹا اور طرف آکر کھودنا شروع
کیا ایک نخل کے نیچے مہرہ نقب کا آکر توڑا پلٹ کے دیکھا کہ مُہرہ اول پر ایک عیار حلقہ ہائے
کمند لیے بیٹھا ہی بہت خوش ہوا جی مین کہتا ہی یہ عنایت خداوندلات ومنات ہی یا زور لقد پیکر
ہفت پیکر کہ بیچ مین نقب کے دل دھڑکا مین خوب اسطرف نکل آیا اگر اُدھر جاتا بے شک گرفتار
ہوتا جان بچانا دشوار ہوتا یہ سوچکر رستہ لیا طرف اپنے لشکر کے چلا سمک کو جب یہان عرصہ گذرا تو
سوچا کہ ای سمک عرصہ ہوا ادھر وہ نہ آیا اور طرف سے نہ نکل گیا ہو یہ سوچکر نقب مین کود انیچہ چمکاتا ہوا
بارگاہ مین جو آیا پلنگ پر آقا کو نہ پایا سمک گھبرا گیا پھر نقب مین پھاند ابیچ نقب سے آکر دیکھا
دوسری جانب اُسنے نقب لگائی جی مین کہتا ہی ای سمک حقیقت مین بڑا ہوشیار تھا گویا کسی نے
کہدیا اُسی نقب مین چلا مُہرے سے آکر نکلا صحرا کا راستہ طی کرتا ہوا چلا دور سے دیکھا کہ ایک عیار
پشتارہ بدوش جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی سمک جھپٹا جب تک سمک پہونچے جب تک سیاہ رو
داخل لشکر ہوگیا فیلگوش رات بھر جاگا آواز زنگ کی جو سُنی باہر بارگاہ کے نکل آیا دیکھا عیار
پشتارہ بدوش آتا ہی آواز دی کہ ای یار وفادار شیر یار روباہ عیار نے آواز دی آپکے ملازم ہمیشہ شیر رہتے ہیں
مگر ایک بلا میرے پیچھے آتی ہی اُس سے جان بچے تو بڑی بات ہی یہ کہتا ہوا قصد کیا کہ قریب اپنے آقا
کے پہونچون کہ فیلگوش نے دیکھا ایک عیار طرار خنجر گذار مثل بلاے ناگہانی پہونچا اور بیٹھ کر نیمچہ مارا کہ
دونون پانون سیاہ رو عیار کے اُڑ گئے سیاہ رو گرا اُس عیار طرار نے مثل بجلی کے چمک کر پشتارہ لیا اور دوش
پر لگایا کہ فیلگوش نے چلا کر آواز دی ارے یارو اس عیار کو لینا میرے عیار کو مارے جاتا ہی اور
پشتارہ طلسم کشا کا لیے جاتا ہی چہار سمت سے ملازم دوڑے جتنے سمک کو تلوارین مارنے لگے سمک
نے ایک جست کی ایک درخت کے نیچے ٹھہر پشتارہ دوش سے اُتارا ایک تختہ سنگ پر رکھکر جاب
دافع دار وے بیہوشی رستم پر مار دیا اور گرد پھر کر لڑنے لگا کہ رستم کی آنکھ کھلی دیکھا عیار میرا زخمون مین
چور چور لڑ رہا ہی اپنے کو کمندون مین بندھا ہوا پایا رستم نے کمندین توڑین نعرہ کرکے اُٹھے نعرہ رستم
ارشداولاد امیر عرب + کیست علمشاہ جبر رستم لقب + دیگر علم شاہ رومی شہ فیل ندر + کہ بر تخت مرز وق
افگندہ شور + سمک نے نیمچہ ہاتھ مین رستم کے دیا اُٹھکر لڑنے لگے سپاہیون کو مار کر ہٹایا بہرجہ ہوا لہیونش
اپنی بارگاہ مین پڑا سو رہا تھا ہلڑ سُنکر جھومتا ہوا نکلا دیکھا رستم در بارگاہ پر لڑ رہے ہین تلوار لیکر دوڑا قریب

رستم کے پہونچکر پیچھے سے آیا ہاتھ مارا سمک نے آواز دی آفتاب چھپے گا مکار پشت پر سے ہاتھ مارتا ہی
رستم نے قصد کیا پلٹون مگر تیغہ اُسکا چل چکا تھا رستم زخمی ہوے لیکن زخم کھا کر تیور بدل گئے مینوش
پر جا پڑے اُسنے تلوار چمکائی رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ لپٹ پڑا رستم نے پہلے ہی پیچ پر مارا کے لٹھے
کا لٹھ گرا سمک تو گرد پھرنے لگا رستم کود کر چھاتی پر مینوش کی سوار ہوے فرمایا او نامرد مردان عالم کی
پاپوش کی گرد شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی اُسنے جواب سخت دیا رستم نے چھاتی سے مینوش کی
اُٹھکر ایک پاؤن دونون پاؤن سے دبایا اور ایک پاؤن دونون ہاتھون سے پکڑ کر ایک ہکہ مارا مینوش
کو سامنے فیلگوش کے مثل کرباس کہنہ چیر کر پھینک دیا آنکھون کے نیچے فیلگوش کی اندھیرا آگیا للکار کر
آواز دی ای رستم غضب کیا میری آنکھون کے سامنے میرے بھائی کو چیرا مین دخل نہ دیتا مگر اب
نہ جانے دونگا زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے تیغہ برق زا نیام سے کھینچا گویا اژدہا غار سے بل کر کے نکلا
چوڑا تیغہ جوان طاقت دار تیغہ لنگر دار سر سے رستم کے خون بہ رہا ہی کہ خبردار خبردار کہتا ہوا فیلگوش
قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے اس حال مین کہ سر زخمی قطرات خون روے زیبا پر بہ رہے ہین
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کھکر جھٹکا مارا کہ فیلگوش منہ کے بھل زمین پر آیا چہار طرف سے نامردون نے
جو حملے کیے آخر رستم نے چھوڑدیا جان بچاکر فیلگوش بھاگا مگر فوج کو ترغیب دیتا جاتا ہی کہتا ہی کہ یارو
بڑی غیرت کی بات ہی کہ ایک عیار نے آکر اپنے آقا کو چھڑا لیا بھائی میری آنکھون کے سامنے مارا گیا
حیف ہی کہ وہ زندہ نکل جائے آواز اس نامرد کی سنکر پلٹنین رسالے آتے جاتے رہین بعض
نے آکر یہ نامردی کی کہ فیل کو رستم پر پیل دیا ہاتھی نے بڑھکر چاہا رستم کو سونڈ مین لپیٹون رستم نے
دونون ہاتھ سامنے کردیے اور آواز دی کہ او نامرد تیرا حوصلہ خالی نہ جائے جو تونے ارادہ کیا وہ پورا
ہوا اور ہاتھی کو ہاتھ دیے ہاتھی نے سونڈ مین ہاتھ لپیٹے رستم نے سونڈ تھام کر ہکہ مارا مع زنجیرے
گردن گھسیٹ لی گرتے گرتے سوار کی بھی گردن لی سوار کی بھی گردن کھینچی گئی فیلسوار رستم نے
جو بمردی مارے کافرون کے جسم مین تھرتھری پڑگئی مگر چالیس ہزار نامرد بین لینا لینا کر رہے ہین
بیچ مین رستم مثل شیر خشم آلود کبھی داہنے پر جا پڑے کبھی بائین پر کبھی روبرو کبھی پشت پر سیکڑون
لاشے پڑے لوٹ رہے ہین کہ ایک طرف سے سناٹے کی آواز آئی دیکھا ملکہ شہرت سینہ ہاتھ مین
جھولی بائین ہاتھ پر گولے مارتی ہوئی آتی ہین ایک طرف آفتاب فلک سیر ادر ایک طرف

جہلال سرکش نے زمین کو تلے اوپر کر دیا رستم نے جھلا کر آواز دی ہان ہان ای ملکہ عالم سحر نکرنا جہلال اور آفتاب تو رک گئے مگر ملکہ زرین فیلگوش جو بھاگا ہوا جاتا تھا ملکہ نے اُسکی گردن للکار کر کہا کہ او نامرد اکیلے پر فوج کو ترغیب دیتا ہی کچھ تجھکو خیال جرأت نہین ایک طمانچہ مارا کہ سر فیلگوش کا اُڑ گیا فیلگوش کا مرنا کہ کافر بھاگے آفتاب و جہلال لڑتے ہوے قریب رستم کے آئے عرض کی ای شہریار گھوڑے پر سوار ہوئیے جسوقت ہم لوگون نے خبر سنی تاب نہ باقی رہی یہ مکاریون سکاری کرتے ہین مگر حضور سمک نے کیا جرأت کی ہی رستم نے کہا یہ فرزند خواجہ عمرو ہین کہ ہمیشہ خواجہ عمرو نے قبلہ و کعبہ کے واسطے جان لگا دی ہر مقام پر وہ عیاری کی کہ کافرون کو دنگ کر دیا کیسے کیسے ساحر مارے ہین جب چاہ الماس مین صاحبقران داخل ہوے تو خواجہ عمرو ہی ساتھ تھے جسدن بسرا جادو دختر دمامہ کو مارا ہی تو چاہ الماس کی زمین کانپتی تھی اور دربار مین دمامہ کے یہی ذکر تھا کہ آج عمرو نے آفتاب چاہ الماس غروب کر دیا دمامہ کا مارنا عمرو ہی کا کام تھا کہ تخت پر چڑھکر اُسکو داخل زنبیل کیا صاحبقران اُس جنگ مین غائب ہو گئے تھے خواجہ عمرو اشقر پر صاحبقران ثانی ہو کے سوار ہوے اور جنگ مغلوبہ کو سنبھالا کہ جسمین بائیس لاکھ ساحر جنگ کر رہا تھا آخر سبکو خواجہ پھیر کر لائے اور صاحبقران کی تلاش مین مصروف ہوے یہ اُن کا فرزند دلبند ہی کسی جرأت مین کب بند ہی اب مال و اسباب کافرون کا لوٹ لیا بہ شیخ و فیروزی بیلٹے آکر اپنے مقام پر فروکش ہوے جشن فتح ترتیب دیا اُس روز تخت پر ملکہ شہرت سردار و تاجدار گرد گھیرے ہوے تمام لشکر مین روشنی جابجا صحبت رقص و سرود ہر مقام پر ناچ ہو رہا ہی سب نے سمک سے کہا کہ ای جہتر والا گہر آج اس جلسے مین تم کچھ گاؤ سمک نے اول انکار کیا مگر جب ملکہ شہرت نے کہا تب سمک بیچ مین آکر بیٹھے سازندون نے ساز ملائے اور سمک نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

تن سے بار سر آمادہ سودا اترا
شکر ہی خنجر قاتل کا تقاضا اترا

اسقدر اپنے یم اشک نے کی موج زنی
آخر کار نظر سے مری دریا اترا

درد سر عشق کا سر سے نہ مرے دور ہوا
جل کے جن تجھسے نہ ای آتش سودا اترا

وصل کے بعد کسطرح سے ہو رنج فراق
درد سر ہوتا ہی جب نشۂ صہبا اترا

شاخ گل کو بھی نہ آتش نے چھوا تھا ابھی
خون تری آنکھوں مین ای بلبل شیدا اترا

اُس محفل مین عجب ہنگامہ ہو سب سردار سمک کی تعریفین کر رہے ہین اب محیط کا ذکر کیا جاتا ہو کہ اپنے
مقام پر بیٹھی ہو کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کمیل جادو آنکھون مین آنسو بھرے ہوے نمایان ہوئی
آکے محیط کو سلام کیا محیط نے حال پوچھا کمیل نے رو رو کر حال شہرت کا بیان کیا کہا حضور دیکھیے
اب فلک کیا دکھائے محیط حال پر کمیل کے افسوس کر رہی ہو کہ ایک طرف سے رونے پیٹنے کی آواز
آئی محیط و کمیل نے دیکھا کہ ہزارہا ہاتھی پشتین اُنکی سوارون سے خالی سونڈ سے خاک اُڑاتے ہوے
اور کئی ہزار جوان ایک لاش مین لپٹے ہوے روتے پیٹتے چلے آتے ہین محیط نے کنیزون کو اشارہ
کیا ذرا دریافت تو کرو یہ کسکا لشکر شکست خوردہ ہو لاش کسکی لیے جاتے ہین کنیزین گئین اور سبکو
لیکر کے آئین عرض کی لاشہ فیلگوش فیلسوار مقابلہ طلسم کشا سے لیکر بھاگے ہین آپکے پاس
فریادی آئے ہین اور حضور تین دن تین راتین ہمسکو بھاگتے گذرین محیط نے پوچھا آخر
فیلگوش کو کسنے مارا کنیزون نے کہا بی کمیل کی صاحبزادی نے ایک طمانچہ مار دیا کہ سر فیلگوش کا
اُڑ گیا باعث خرابی کا ذات سے مینوش کی پیدا ہوا کہ مینوش روز اول طلسم کشا سے لڑا مگر جی
مینوش کے چھوٹ گئے پھر اُسنے آکر اپنے بھائی کو ترغیب دی کہ عیار کو بھیجکر طلسم کشا کو پکڑوائیے
عیار گیا اور طلسم کو پکڑ لایا عیار اُنکا نہ ساحرون سے بند نہ پہلوانون سے اُسنے آکر سامنے فیلگوش
کے سیاہ رو کو مارا سیاہ رو کے مرتے ہی فوج والون نے قصد کیا کہ بلوہ کرین عیار نے سردار کو
ہوشیار کیا اسی بلوہ مین فیلگوش مارا گیا محیط نے کہا اوکمیل بڑی ذلت کی بات ہو اب طلسم کشا
جو کوچ کیے ہوے آتا ہو ساحر اُسکے ساتھ موجود ہین قصر لوح کو بی نہنگ بحری وغیرہ دیکھ گئین وہ
طلسم کشا کو لے آئینگی بالاے قصر لوح پہونچائینگی یہ تو بخوبی ثابت ہوچکا کہ یہ شخص طلسم کشا ہو اگر طلسم کشا
حقیقی نہوتا تو تحفہ جات دستیاب نہوتے جری بہادر صف شکن تیغ زن مگر اے کمیل ایک ساحرہ مینے
آج کے دن کے لیے چھپا رکھی ہو اب اُسکو روانہ کرتی ہون کہ وہ جاکر لشکر طلسم کشا کو پراگندہ کرے
کہ ایک سے ایک جدا ہوئے طلسم کشا کے لیے دشت پیمائی بادیہ گردی نصیب ہو کیا عجب ہو کہ
اس انتشار مین طلسم کشا کا کام تمام ہو کمیل نے کہا آپ ہماری افسر ہین بہتر سے بہتر ہین آپ سے
زیادہ کون تدبیر کرنے والا ہو آپ ہی ہم سبکو بچائینگی اگر طلسم کشا لوح پا گیا تو کون روک سکے گا بدون
حصول لوح جو جاتا ہو شکست کھاتا ہو فیلگوش ایسا پہلوان کہ آج تک کسی نے صحراے فیلگوش شاہ

قبضہ نہین کیا مگر طلسم کشا نے فیلگوش کو بھی مارا یہ کہکے آواز دی کہ ای بلند پرواز ذرا ہمارے پاس
آؤ کمیل نے دیکھا کہ زمین شق ہوئی ایک ساحرہ مہیب زمین سے پیدا ہوئی بال سر کے کھلے ہوے کمر
سے نیچے لٹکتے ہوے دو زنگنین سیاہ فام بدانجام موٹے موٹے ہونٹھ پھولے پھولے گال لال لال
کپڑے پہنے ہمراہ تھین محیط کو سلام کیا کہا کیون واری کیا میرے ہوا کھانے کے دن آگئے وقت تنہائی
موقوف ہوا اب مین دنیا کی ہوا کھاؤن محیط نے کہا ای بلند پرواز تمھاری ہوا کھانے کا وقت
آیا لیکن ایک بڑی مشکل ہی کہ طلسم کشا فرزند صاحبقران ملقب بہ رستم پیل تن کشندۂ قویل
و دویل طلسم کشائی کرتا آتا ہی دربندون پر قبضہ کرلیا حتی کہ فیلگوش فیلسوار مارا گیا رستم اب
کل کوچ کرینگے ابکی مرتبہ لشکر آکر صحراے کمیل مین اُترے گا۔ بی شہرت طلسم کشا کو بالاے قصر لوح
پہونچا ئینگی کاہن طلسم جسکی نگاہ کے نیچے دوازدہ بروج و ہفت کواکب آٹھ پہر رہتے ہین وہ ساعت
نیک دیکھکر لیجائیگا اگر لوح طلسم کشا نے پائی تو پھر کوئی مقابلہ نہ کرسکیگا ای بلند پرواز ہوسکتا ہی تو
جاکر طلسم کشا کو آوارہ کرو کہا واری یہ تو میرا کام ہی دوستون کو دشمن کرا دون طلسم کشا ایسے لشکر
سے جدا ہون کہ پھر لشکر جمع نہ ہوسکے صحراے کمیل سے ہزار منزل دور ہو جائین مجھے کوئی سامان
بھی نہین چاہیے یہ دونون زنگنین کہ ہزارون مردون پر بھاری ہین صرف انکا ساتھ ہونا کافی ہی محیط
سے بخوبی وعدہ کرکے بلند پرواز چلی یہان طلسم کشا نے شب کو جشن کیا صبح کو اُٹھکر بیرون بارگاہ
کرسی پر بیٹھے تھے کہ آسمان پر لکّہ ہاے ابر آئے کچھ بوندیان بھی پڑنے لگین رستم نے کہا ہم براے
شکار جائینگے آج تیسرے پہر کو صحرا مین جاکر شکار کھیلین کل آکر کوچ کرین سمک نے پہلے قراول
جمع کیے سامنے طلسم کشا کے آیا عرض کی ای شہریار سامان شکار تیار ہی مگر دھوپ کی بڑی ترقی ہی کل
صبح کو تشریف لیجائیے آج قصد نہ کیجیے طلسم کشا نے کہا ہمارا دھوپ ہی مین دل چاہتا ہی سمک
مجبور ہوکر خاموش ہوا دوپہر ڈھلے طلسم کشا سوار ہوے واسطے شکار کے طرف صحرا کے چلے رستم
تو صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے ملکہ شہرت تخت پر بیٹھی ہین مقدمات مالی وملکی پیش ہو رہے ہین
خراج جو ملکون سے آیا ہی ملکہ خراج داخل خزانہ کرا رہی ہین کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی دروازہ
پر سمک آیا ہی حضور کو بلاتا ہی ملکہ اُٹھکر باہر آئین سمک نے کہا ای ملکۂ عالم آپ کو طلسم کشا نے یاد
کیا ہی اور نہنگ بحری کو اشارے سے بلایا کہا تم بھی ملکہ کے ساتھ آنا یہ کہکے سمک چلا گیا شہرت

کو خوشی ہی کہ بارگاہ تو شاہزادے کے ساتھ ہی جنگل مین خوب منگل ہوگا نہنگ بحری کو بھی ترغیب
دے رہی ہین کہ جلد تیاری چلنے کی کرو ملکہ شہرت نے پچاس کنیزون کو اور نہنگ بحری کو ساتھ لیا
طرف صحرا کے یہ بھی روانہ ہوئین ماہی سحر کو بڑا افسوس ہی کہ طلسم کشا نے ملکہ شہرت کو بلا یا ہمین
نہ یاد کیا کنیزون نے عرض کی دروازے پر ایک چوبدار آیا ہی ملکہ ماہی سحر جو باہر آئین دیکھا
یہ چوبدار رستم کے ساتھ کا ہی کہہ رہا ہی کہ ای ماہی سحر طلسم کشا نے تمھین بھی بُلایا ہی ساتھ والیون
سے ہنسکر کہا طلسم کشا کی عنایت و محبت کے مین تصدق ہو جاؤن کہ مجھکو بھی صحرا مین یاد کیا ہی
ملکہ شہرت کو بڑا ناز ہی کہ ہم کو بادشاہ لشکر کیا مین کیا اُن سے مرتبے مین کم ہون یہ کہکے کنیزون
کو حکم دیا طاؤس زرین بال تیار کرو کنیزون نے ایک طاؤس نہایت معقول آراستہ کیا ماہی سحر
نے سو کنیزین ساتھ لین یہ بھی خدمت مین طلسم کشا کے چلین آفتاب فلک سیر گھبرا رہا ہی
کہ شاہزادہ صحرا مین اکیلا ہی ہر چند کہ ملکہ شہرت تشریف لیگئین بخوبی نگہبانی کرینگی مگر افسوس
ہی کہ ہم ساتھ نہ ہوے کہ خادمون نے بڑھکر عرض کی کہ دروازے پر ایک شتر سوار نامہ لیکر طلسم کشا
کا آیا ہی آفتاب باہر نکل آیا شتر سوار نے فرمان رستم کا ہاتھ مین آفتاب کے دیا آفتاب نے
پڑھا طرف سے طلسم کشا کے لکھا تھا کہ ای آفتاب جلد آؤ محیط نے کچھ ساحر ہمارے
مقابلے کو بھیجے ہین آفتاب اُسی وقت دو سو غلامان زرین کمر لیکر سوار ہوا خدمت رستم مین
چلا جہلال سرکش کو بڑا انتشار ہی کہ ملکہ شہرت و ملکہ ماہی سحر گئین اُنکے بعد آفتاب بھی
گیا ہمکو آقا نے کیون نہین طلب فرمایا اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ عرض ہوئی ای جہلال دروازے
پر بارگاہ کے خدمتگار آیا ہی آپکو طلب فرمایا ہی جہلال نہال ہوگیا اور حکم کیا کہ جسقدر ساحر و غیر ساحر
ہماری بارگاہ مین موجود ہین سب تیار ہون سب تیار ہو کر جہلال کے ساتھ ہوے یہ بھی
ایک سمت روانہ ہوے جہلال چلتے وقت کل لشکر سے کہتا گیا کہ سب تیار ہو کر ہمارے
پیچھے آؤ ہم پاس رستم کے جاتے ہین اور آقا نے تم سبکو طلب کیا ہی سب تیار ہو کر چلے مگر اول رستم
جو صحرا مین آئے نماز ظہر پڑھی بعد نماز مصروف شکار ہوے پھر بکمال شکار طائران ہوا اکا
کرکے فرمایا ای سمک کوئی آہو دستیاب ہوا سمک نے دست بستہ عرض کی کہ مین نے کہ ہرکارے
بھیجے ہین یہ ذکر تھا کہ دو گنوار دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ یہان سے تین کوس پر شکار

متعدد ہی رستم نے اُس طرف گھوڑا ڈالا دیکھا سامنے چند آہو چر رہے ہین رستم نے ایک آہو پر گھوڑا ڈالا تعاقب مین آہو کے چلے اور سوار اور آہو دن پر گھوڑے ڈالکر روانہ ہوگئے مگر رستم گھوڑا ڈالے ہوے آہو کے پیچھے جاتے ہین آہو نے پہر بکمال جست وخیز کی ایک مقام پر جاکر آہو پر گردی بھالا رستم نے تیر مارا آہو تیر کھاکر بھاگا رستم حیران تھے کہ میرے ہاتھ کا تیر کھایا اور آہو نگرا حیران ہوکر اسی مقام پر اُترے سمجھے کہ یہ مقدمہ خالی از اسرار نہ تھا آہو تیر خوردہ بھاگ کر ایک جانب نکل گیا رستم نخل کے سایے مین ٹھہرے کہ رونے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی آفت رسیدہ یہ اشعار پڑھ پڑھ کے رو رہا ہی نظم

کام آخر ہوا اپنا صفِ مژگان سے ۔۔۔ حسرت تیر لیے جاتے ہین ترکستان سے
وصل کے بعد کھلا ہمکو غم ہجران سے ۔۔۔ نہین ہوتی ہی مکافات عمل انسان سے
حیف ہی خاک کا پتلا نکرے یاد اُسکو ۔۔۔ الفت اللہ کو کس مرتبہ ہی انسان سے
باغ مین زلف وخط یار ہی یاد آجاتا ۔۔۔ کبھی سنبل سے اُلجھتا ہون کبھی ریحان سے
گردشِ بخت ہی یا گردش پرکار آتش ۔۔۔ پاؤن اُٹھتا نہین اس دائرہ دوران سے

یہ اشعار اس سوز وگداز سے کوئی پڑھکر رو رہا ہی کہ رستم بیتاب ہوگئے فوراً اپنے مقام سے اُٹھے طرف آواز کے چلے چند نخل طی کیے تھے دیکھا ایک نخل ویران کہ جسمین برگ وشاخ کا پتہ نہین اُسکے نیچے ایک جوان خوش رو خوشنما تاج ڈھلکا ہوا گریبان پھٹا ہوا منہ پر خاک دامن وگریبان چاک کر رو کر اشعار مذکور پڑھ رہا ہی رستم حال زار اُس جوان کا دیکھکر نہایت پریشان ہوے گھوڑے سے اُترکر قریب آئے فرمایا اے جوان حال زار اپنا ہم پر بھی ظاہر کر کہ اُسکا علاج کرین وہ جوان اور رونے لگا کہا اے شہریار میرا درد علاج پذیر نہین رستم نے کہا جتنے درد پروردگار نے خلق کیے ہین سبکا علاج بھی تعلیم فرمایا ہی تو بیان کر ہم بدل وجان کوشش کرینگے جوان نے پوچھا آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہی رستم نے اپنا حسب ونسب ظاہر کیا اور فرمایا مین فتاح طلسم ہفت پیکر ہون وہ جوان قدمون پر گر پڑا کہا کیا عجب ہی کہ آپ سے مشکل میری حل ہو ایک بزرگ عالم خواب مین آئے تھے اُنھون نے یہ نشان بتایا تھا کہ فتاح طلسم ہفت پیکر سے تیرا مدعاے دلی حاصل ہوگا یہ کہکر عرض کی اے شہریار باپ میرا سالم نیزہ باز ہی غلام کو سلیم تاجدار کہتے ہین ایک دن براے شکار نکلا ایسا شکار ہوا کہ آج تک غریب رہا ہون حتی کہ گھر بار چھوٹا یہ جنگل اپنا مقام ہوا سامنے پہاڑ ہی کہ اُسکو کوہ بے ستون کہتے ہین

وہان ایک قزاق رہتا ہی کہ اُسنے راستہ بند کر دیا ہی جو قافلہ نکلا اُسے لوٹ لیتا ہی اور بالای کوہ
چلا جاتا ہی ہر شخص کوہ کی بلندی سے عاجز ہوتا ہی اکثر بادشاہون کی ارسالین لوٹین بادشاہون نے آکر
گھیرا مگر اُسکو نہ پایا پہاڑ پر قلعہ بند کر لیتا ہی بڑے بڑے شاہان جلیل آئے اور اُسکا کچھ نکر سکے آخر
ناچار ہو کر چلے گئے مین شکار مین تھا کہ ایک آہوے تیر خوردہ میرے سامنے آیا مین نے اُسے شکار کیا
عقب مین اُس آہو کے ایک نقابدار بادلہ پوش آیا مجھسے تکرار کرنے لگا کہ میرا شکار کیون تو نے مارا مین نے
جواب سخت دیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا مین نے کلائی تھام کے کمر مین ہاتھ ڈالا زخمی ہاتھ کی معلوم ہوئی
مگر اُسکو اُٹھا لیا بند نقاب جو اُسکے چہرے سے ہٹا صاف ثابت تھا کہ لکہ ابر ہٹا اور چاند نکل آیا
اُس معشوق خوبرو کو دیکھکر میرے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا غش کھاکے گرا وہ نازنین بھی مجھپر مائل ہوئی
سر میرا اُٹھا کر زانو پر رکھا گرد و غبار پاک کیا مجھکو ہوش مین لائی مین اُٹھ بیٹھا نام پوچھا اُسنے نام اپنا قتال
عنبرین مو بتایا مین اُس سے بیٹھا باتین کر رہا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی وہی قزاق یکایک شکار کھیلتا ہوا
آیا بیٹی پر غصہ کیا اُسکو گرفتار کرکے ملازمون کے حوالے کر دیا مجھسے کہا کہ تو تاجدار ہی اگر خواہان وصل کا
میری دختر سے ہی تو لشکر لیکر آ اگر مجھکو زیر کر تو مین تیرے ساتھ شادی کر دون مجھکو بھی اپنی سپاہ گری پر ناز
تھا اپنے ملک مین آیا بیمار پڑ گیا باپ کو خبر ہوئی یہ کیفیت دریافت کرکے باپ نے فوراً لشکر تیار کیا مین نے
جاکر مفتون قزاق کو گھیرا وہ پہاڑ سے اُترا آپس مین طبل جنگی بجے صبح کو مین میدان مین نکلا مفتون کو طلب کیا
مفتون خود میدان مین آیا میرے اُسکے مقابلہ ہوا اُسنے مجھے زیر کیا خنجر گردن پر رکھ کے ہٹا لیا اور کہا کہ جا آ
کبھی ایسا ارادہ نکرنا مین روتا پیٹتا اپنے قلعے مین آیا مہینون بیمار پڑا رہا ایک شب کو خواب مین دیکھا
کہ فلان صحرا مین جاکر مسکن کر فرزند صاحبقران وہان تشریف لائینگے تیرے کفیل ہونگے شکر ہی کہ
آج قدمون تک پہونچا میری دستگیری فرمایئے معشوق سے مجھکو ملایئے وہ قید ہی مین آوارۂ دشت
ادبار رستم نے سر سینے سے لگا لیا فرمایا کہ ای سلیم تاجدار انشاء اللہ مین تجھکو تیرے معشوق تک
پہونچاؤنگا گرد و غبار چہرے کا پاک کیا سلیم تاجدار رستم سے باتین کر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا
کہ ایک بادشاہ سپر زمین گیر تخت پر سوار پشت پر دس بارہ ہزار سوار و پیدل بارگاہین خیمے لدے
ہوے ہمراہ آکر پہونچا بیٹے کو خوشی مین دیکھا گلے سے لگا لیا کہا ای فرزند آج تجھکو خوش پاتا ہون
سلیم نے کہا ای باپ آج باعث خوشی کا یہ ہی کہ رستم سے ملاقات ہوئی اُنکو خدا نے پہونچایا معشوق ملانے کا

اقرار فرماتے ہین امید قوی ہی کہ انشاء اللہ معشوق ملے مین تو دین اسلام مین آیا باپ نے بیٹے کو لباس پہنایا بارگاہ استاد کی رستم کو لیکر باپ بیٹے بارگاہ مین آئے خاطر کی دوسرے دن سوار ہو کر طرف کوہ بے ستون کے چلے مفتون قزاق کاروان لوٹ کر آیا ہی زیر کوہ اُترا ہوا ہی مال جو لوٹ کر لایا بالاے کوہ بھیج رہا ہی کہ ہرکارون نے خبر دی کہ سالم نیزہ باز اپنے بیٹے کو لیکر آتا ہی مفتون نے پوچھا کہ ایک مرتبہ تو سلیم تاجدار آکر زیر ہوا اب کس بھروسے پر آتا ہی ہرکارون نے بیان کیا کہ فرزند صاحبقران کو لیکر آتا ہی مفتون نے کہا مین تو خواہان تھا کہ طلسم کشا میرے مقابلے کو آئے مین اُسے گرفتار کرکے خدمت خداوند مین بھیجون یہ کہکر مفتون باہر نکل آیا دیکھا آگے آگے رستم تخت پر باپ بیٹے سوار پشت پر لشکر آکر اُترے مفتون بہت خوش ہو قزاق اُسکے کہ رہے ہین اگر حکم دیجیے تو لشکر مین گھس پڑین مال لوٹ لین طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائین شام کو مفتون نے طبل جنگی بجوایا ساتھ والون سے کہ رہا ہی یارو طلسم کشا نے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا پہلوانون سے سرحد طلسم خالی ہوگئی طلسم کشا نہایت بہادر ہی اب صبح کو میدان مین دیکھا جائیگا جب رستم نے خبر سنی کہ مفتون قزاق نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی رستم نے نوازش طبل کو حکم دیا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شہنشاہ زرین آفتاب نے نیزہ خطوط شعاعی ہاتھ مین لیا تیغۂ ضیا کو حمائل کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا دونون لشکر میدان مین آئے مفتون میدان مین غریو کرتا ہوا نکلا پکار کر آواز دی ای طلسم کشا مین تمھارا مشتاق ہون یہ میری خوش نصیبی کہ آپ میرے مقابلے مین آئے طلسم کشا نے مرکب باد رفتار چمکایا قضاے کار بالاے کوہ جو قلعہ ہی بیٹی اُسکی عاشق جمال سلیم تاجدار نظربند تھی اُسنے کنیزون سے کہا ذرا مجھکو سامنے کردو کہ مین دیکھون آج سلیم تاجدار کس مددگار کو لایا ہی کنیزون نے ملکہ کا فرش قصر قلعہ پر بچھایا رستم گھوڑا اُڑاتے ہوے آتے ہین کہ نگاہ قتال عنبرین موکی جمال بے مثال رستم پر پڑی دیکھا کہ شعشۂ نور جمال سے تمام میدان نورانی ہو رہا ہی مفتون نے جو شاہزادے کو آتے ہوے دیکھا رعب و دبدبہ دیکھکر حیران جمال محو دیدار ہوا گھوڑے سے اپنے اُترا جھک کر سلام کیا کہا ای شہریار مین مدت سے مشتاق دیدار جمال تھا آج میری تقدیر نے رسائی کی کہ آپ نے سرفراز کیا مین تابعدار ہون دختر میری آپکی کنیز ہی جسکے ساتھ چاہیے منسوب کیجیے یہ کہکے قدمون کو بوسہ دیا گھوڑے سے رستم

کو اُتارا کہا اپنا مذہب تعلیم کیجیے رستم نے کلمہ تعلیم کیا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا رستم کو استقبال کرکے
بارگاہ مین لایا ساتھ رستم کے سلیم تاجدار کو جو قتال نے دیکھا بیقرار ہوگئی یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

خواہان ترے ہر رنگ مین ای یار ہمین تھے | یوسف تھا اگر تو تو خریدار ہمین تھے
بیداد کے محفل مین سزاوار ہمین تھے | تقصیر کسیکی ہو گنہگار ہمین تھے
وعدہ تھا ہمین سے لب بام آنے کا ہوتا | سایہ کی طرح سے پس دیوار ہمین تھے
دل ٹھوکرین کھاتا تھا نہ ہر گام کسی کا | اک خاک مین ملتے دم رفتار ہمین تھے
بھڑکانے سے آتش کے جلانے لگے یا | الطاف و عنایت کے سزاوار ہمین تھے

یہ اپنی آنکھون سے ملکہ نے دیکھا کہ سلیم تاجدار رستم کے ساتھ بارگاہ مین باپ کی آیا کنیزون کو حکم
دیا دریافت تو کرو کہ باپ رستم سے کیونکر پیش آیا کنیزین خبر کے واسطے دوڑین سلیم جو بارگاہ مین لیکر
رستم کو آیا مقام صدر پر جگہ دی اور عرض کی اگر حکم ہو تو ترنج خوشبوئی سینے پر سلیم کے لگایا جائے
رستم نے حکم دیا ترنج خوشبوئی آیا سینے پر سلیم کے لگایا سلیم مثل گل کے شگفتہ ہوگیا صدائے مبارکباد
بلند ہوئی رستم نے کہا ای مفتون ہم اپنے سردارون کو لیکر الگ بارگاہ استادہ کراتے ہین تم اپنے بیاہ پر
رہو یون شادی ہو مفتون نے کہا آج شب کو میری بارگاہ مین تشریف رکھیے غلام جان نثار ہو جو کچھ
ہیچمدان آش ذرہ بیمقدار کو میسر ہو وہ پیش کرے رستم نے قبول کیا شب کو سامان دعوت مہیا کیا
مفتون نے روشنی کرائی رستم کو مقام صدر پر بٹھایا طائفے عمدہ بلائے ناچ راگ رنگ رہا شب بھر
جلسہ آراستہ رہا صبح کو بارگاہ مین بھیڑ ویسی ہی لگی رہی ہی مفتون مصروف خدمت ہی کہ ایک قزاق دوڑا
ہوا آیا اور مفتون کے کان مین کچھ کہا مفتون کی رنگت متغیر ہوگئی رستم نے پوچھا کیون ای مفتون
اسوقت کیا سانحہ گذرا کہ تم متغیر ہو چہرے سے انتشار ٹپک رہا ہی عرض کی ای شہریار مین نے بادشاہو
کے قصبات دبالیے ارسالین لوٹ لین اسطرف سے راستہ بالکل بند کردیا کیوس تاجدار کہ بڑا
بادشاہ زبردست ہی اُسکی ارسال ادھر سے نکلی مین نے خزانہ لوٹ لیا اُسنے آکے گھیرا ایک مہینہ
برابر وہ اترا رہا مگر میرا کچھ نکر سکا مین بالائے کوہ قلعے مین تھا اُسنے جو خبر پائی کہ زیر کوہ مین تے
جشن کیا ہی تین لاکھ فوج سے آگیا اب پہاڑ کے راستے روک دیا ہی کہ پہاڑ پر نہ چڑھ جاؤن تو ای
شہریار سب راستے تو روک گئے پہرے اُسنے بٹھادیے ایک گھاٹی رو کنے کو باقی ہی کہ ایک سوار

مع مرکب جا سکتا ہی بس حضور بالاے کوہ جائیں غلام لڑ بھڑ کر مرجائیگا رستم نے کہا ای مفتون ہم اسوقت تیرا ساتھ نچھوڑینگے اُس سے مقابلہ کرینگے مفتون نے عرض کی حضور ایسے ہی صف شکن و تیغ زن ہین مگر اُسکا قد و قامت مثل دیو کے ہی اُسکے ہمراہ چارسو پہلوان ہین ایک ایک بے مثل و بے نظیر فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق کیونکر عرض کرون کہ حضور اُس سے مقابلہ کرین رستم نے کہا میدان مین دیکھنا کہ کیا ہوتا ہی خبردار جسطرح بیٹھے ہو اُسی طرح بیٹھے رہو کسی انتظام مین فرق نہ آنے پائے مفتون کانپ کر خاموش ہو رہا ساتھ والون سے اشارے کرتا ہی یارو تمھارے خیال مین آتا ہی کہ اُس دیو خصال عفریت مثال سے آقا مقابلہ کرینگے تلوار اسقدر بھاری باندھتا ہی اُسکے وار کو کون سنبھال سکیگا مگر خاموش خوف رستم سے کچھ کہ نہین سکتا کنیزون نے جا کر یہ خبر ملکہ قتال عنبرین مو کو سُنائی ملکہ یہ خبر سُنکر بیتاب ہوگئین کہتی تھین مین خود جاؤنگی جان اپنی قدم اقدس طلسم کشا پر نثار کرونگی مگر اس دیو خصال سے نہ لڑنے دونگی لیکن کیوس تا جا بہ انتظام کوہ کر کے سامنے لشکر مفتون کے آیا کہلا بھیجا کہ ای مفتون اب کہان جاؤگے مین نے خبر تمھارے جشن کی ملازمون سے پائی خود تکلیف کی سنا ہی کہ طلسم کشا کو تمنے گھر مین اپنے جگہ دی خداوند نے خواب مین آکر مجھسے ارشاد فرمایا کہ جا کر طلسم کشا کو گرفتار کر کے ہمارے پاس لیجا کرو اور مفتون سے بدلہ لو کہ ہمیشہ بھاگ کر پہاڑ پر چلا جاتا ہی اب دیکھون پہاڑ پر کیونکر جلتے ہو مین نے سب راستے روک دیے اب بالاے کوہ نہ جا سکوگے مین نے سب جگہ پہرے بٹھا دیے ہین یہان مفتون نے ہرچند رستم کو سمجھایا رستم نے ہرگز قبول نہ کیا فرمایا کہ ای برادر تمکو تو اُسنے گھیرا ہی اور ہم بالاے کوہ چلے جائیں اپنی جان بچائیں یہان کیوس نے حکم دیا جب سب طرف سے گھیرا پڑ چکا تو نوازش طبل کو حکم دیا نقارہ رزمی گڑ گڑایا سرکارون نے مفتون کو خبر پہونچائی مفتون نے جواب دیا کہ ہمارا جو طریقہ ہی اُسطرح لڑینگے قوم کے فراق دشمن کو گھیرا دینا مکر سے کام لینا ہمارا کام ہی رستم نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے مفتون نے کہا ای شہریار مین مقابلے مین کیوس کے نہ جاؤنگا مگر رات کو کھلبلی ڈالدونگا رستم نے کہا ای بہادر یہ تو جرأت کے خلاف ہی ہم یہ حکم نہ دینگے جسطرح طبل جنگی بجا ہی اُسی طرح مقابلہ بھی ہوگا مفتون نے کہا ای شہریار یہ انصاف شرط ہی فوج اُسکے پاس بے حساب خود بہادر لاجواب چارسو پہلوان افسر جو بھاگنا نہین جانتے

فوج کو کیسا لڑا ئینگے میدان کارزار سے قدم نہ اُٹھائینگے کیسا معرکہ پڑیگا ہر ایک افسر پہلوان نامی اور نامآور فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق جسوقت تلوار پکڑکے جم جائیگا رستم وقت بھی تھرائیگا صرف بارہ ہزار قزاق تین لاکھ فوج جنگی سے لڑسکتے ہین لہذا شب کو بطور شبخون گرینگے ہو گھبرا جائینگے وہ مارے جائینگے اور جو نکل گئے گھاٹیون پر تلوار چلیگی اگر پہاڑ ہمنے پکڑلیا تو پھر بہرام فلک بھی ہمارا مقابلہ نہین کرسکتا اور جو گھاٹیون پر گھر گئے تو مارے گئے یہ ترکیب ہماری ہی رستم نے کہا یہ سب تدبیرین بیکار ہین صبح ہونے دو دیکھو میدان کارزار مین کیا گذرتی ہی مشکل رستم نے سفتون کو سمجھایا فرمایا ای برادر ہمارے بعد تمکو اختیار ہی اگر کیوس کو اپنی جرأت وشوکت پر بڑا دعوی ہی تو ہم اُسے جواب دینگے دیکھنا ہمارے اُسکے کیا گذرتی ہی سفتون کی بیقراری اور یہ خبر جو اندر پہونچی تو ملکہ قتال کی اشکباری فرماتی ہین صاحبو جو شخص باعث ہوا ہمارے آباد کرنے کا وہ آمادۂ حرب و پیکار ہی اور یہ جانتے ہین کہ کیوس بلاے روزگار ہی کہ اس سے کوئی مقابلہ نہین کرسکتا اس اقلیم مین تو کوئی ایسا نہین کہ اُس کو جواب دے یہ انسان ہین وہ دیو ہی اُسکے مقابلہ کو رستم زیباتے ہین صرف اُنکا تقاضاے جرأت ہی جب اُنکے دشمنون پہ سختی پڑی خدا نخواستہ اُس دشمن کے ہاتھ سے اُنکو چشم زخم پہونچا تو ہم لوگ کیا زندہ بچینگے اور کیوس کو رنج عظیم ہمسے پہونچا ہی بربادی کوہ کا ارادہ کریگا اور باعث خرابی یہ ہی کہ میرے حسن کا اس اقلیم مین شہرہ ہی اب کو قزاق جانکر کسی بادشاہ نے ارادہ نہین کیا وہ ضرور محل مین آنے کا ارادہ کریگا پھر میرا زندہ رہنا بیکار ہی اُسکے آنے سے پہلے اپنی جان دونگی اور زیادہ باعث خرابی یہ ہی کہ سلیم اور سالم کے نام کا دشمن ہی نہین معلوم باپ بیٹون کو قتل کرے یا گرفتار کرے مجھسے دیکھا جائیگا کہ عاشق صادق قتل ہو میرے دل کی تو یہ کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

مضمون آہ کیا مرے دیوان سے دور ہوا	ممکن نہین کہ سرو گلستان سے دور ہون
قاتل سے اپنے مرتبۂ عشق ہی مجھے	میرے لہو کے داغ نہ دامان سے دور ہون
یارب برا ہو اختر بخت سیاہ کا	اس چاندنی مین ہم مہ تابان سے دور ہون
ای خضر ناگوار ہی پانی کا بھی سلوک	ہمتو کھڑے بھی چشمۂ حیوان سے دور ہون
آتش غم حسین مین رو ہلس رہا ہی کیا	سطرین کی سطرین نامۂ عصیان سے دور ہون

کنیزین عرض کر رہی ہین حضور نہ گھبرائین وہ اپنے زمانے کے رستم ہین صدہا ملک فتح کیے ہین طلسم مین ہنگامہ برپا ہی بڑے بڑے پہلوان رستم نے مارے وہ فرزند صاحبقران ہین کچھ سمجھ کے ارادہ مقابلے کا کیا ہی جب کنیزون نے بہت سمجھایا ملکہ نے سجادہ بچھایا دعائین مانگنے لگین کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز رستم کو کیوس پر غالب کرنا مین سلیم و سالم کو بھی خیر و عافیت سے دیکھون کسی پر زوال نہ آئے اُس دشمن کے ہاتھ سے بچالے تیرے نزدیک سب آسان ہی غرض اندر باہر مردون مین عورتون مین ہر خردہ کلان کو تردد ہی کہ دیکھین کیا معرکہ گذرے شب بھر اسی ہنگامہ مین بسر ہوئی جبکہ جلاد زرین پوش خنجر ضیا و شعاع ہاتھ مین لیکر بالائے چرخ زبرجدی آیا تمام میدان نورانی اور منور ہوا رستم سفتون کو ساتھ لیکر سوار ہوے سامنے دریاے فوج کیوس موج مارتا ہی تین لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل ایک ایک سپاہ سالار پہلوان زبردست ایک ایک بادۂ کبر و نخوت سے مست یہی ارادہ ہی کہ ان سب پر جا پڑین قزاقون کو گھیر کر مارین سب سردار اُبلے ہوے کیوس سب کے آگے گینڈے پر سوار کہتا ہی اُس قزاق نالائق نے بڑے بڑے رنج و ملال دیے اس کر و فر سے کیوس میدان مین آکر پہونچا جانبین سے صفین آراستہ ہوئین اُدھر تو فوج بے حد و بے حساب ادھر بارہ ہزار قزاق سفتون کا اُسوقت بھی یہی قصد ہی کہ مین فوج پر کیوس کی جا پڑون لڑتا بھڑتا اپنے کو بالائے کوہ پہونچاؤن نہایت چست و چالاک ہی مگر کیوس نے فوج کو اسطرح جمایا ہی کہ کسی طرف سے نکلنے کا سامان نہین معلوم ہوتا رستم دمبدم فرماتے ہین اے سفتون گھبراؤ نہین دیکھو کیا ہوتا ہی کوئی میدان مین آوے تو مین نکل کر جاؤن تم انتشار نکرو جو دل مین قصد ہی اُسکو نکال ڈالو جب فوجین جم چکین تو کیوس نے قصد کیا کہ مین نکلون دیوش مردار خوار بھائی اسکا جو پہلو مین کھڑا تھا اُسنے گینڈا چمکایا بھائی سے اجازت لی کیوس نے کہا اے دیوش مین حیران ہون رات بھر اسی فکر مین جاگا کہ سفتون کس بھروسے پر ٹھہرا ہی مین جانتا تھا یا بھاگ جائیگا یا مجھسے صلح کریگا خزانہ جو میرا لوٹ لیا ہو اگر وہ پھیرے تو مین اُسکے خون سے درگذرون یہ مقدمہ پیش کرنا شاید اُسکو مال سے جان اپنی عزیز ہو دیوش نے کہا مین سمجھا دونگا دیوش گینڈے کو چمکاتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی اے سفتون تو دیکھتا ہی کہ ابر فوجون کے گھرے ہین اگر شاہ کا لوٹا ہوا مال پھیر دے تو تیری جان بخشی ہی قتال تجھسے

دیکھ رہی ہی کنیزون سے کہنے لگی جاکر باپ کو سمجھاو کہ مال لوٹا ہوا پھیر دین جان تو بچے اپنے گھر مین مہمان آیا ہوا ہی سلیم وسالم بھی موجود ہین دیوشت دیو ہی دیکھو تو کیسا غراتا ہی میرا تو ڈر کے دل گھبراتا ہی مضمون شاعر کا یاد آتا ہی۔ نظم

اے پری ہین ترے دیدار کے خواہان کتنے
رہتے ہین آٹھ پہر کوچے مین نالان کتنے

جور صیاد سے گلشن ہوے ویران کتنے
آشیان چھوڑ گئے مرغ خوش الحان کتنے

کسطرح آؤن مجھے کاہیکو آنے دینگے
نئے نوکر ہوے ہین آپکے دربان کتنے

ربط ہین کافر و دیندار سے یکسان مجھکو
کتنے ہندو مجھے کہتے ہین مسلمان کتنے

کوچۂ یار مین اے آرزو بقول غافل
تشنۂ خون ہین مرے گبر و مسلمان کتنے

کنیزین کہتی ہین واری دیکھیے اب اس دیو سے کون مقابلہ کرتا ہی جیسے دیوشت نے پکار کر کہا کہ اے مفتون شاہ تمھاری جان بخشی کرتے ہین مگر خزانہ جو لوٹ لیا ہی وہ پھیر دو اپنی جان کو غنیمت جانو مفتون نے رستم سے کہا اے شہریار فیصلہ کرلون خزانہ وہ ابتک رکھا ہی رستم نے کہا اے برادر ابتو خزانہ دینا خلاف ہی دیوشت نے پکار کر آواز دی اے مفتون اگر مال نہین پھیرتے تو کسیکو مقابلے کو بھیج جیسے دیوشت نے یہ کہا رستم نے مرکب کو بڑھایا سامنے سلیم تاجدار کے آئے فرمایا اے شہریار اجازت میدان مفتون تو گھوڑے سے کود کر قدمون سے لپٹ گیا سلیم وسالم دونون رونے لگے کہتے تھے اے شہریار مال کے واسطے مفتون جان دیتا ہی اس دیو خصال سے حضور کیونکر مقابلہ کرینگے کیومرس کا بھائی دیوشت ہی ادھر کے قلعہ جات سب اسی نے فتح کیے جس ملک پر گیا کبھی خالی نہ پلٹا رستم نے کہا اب آپ اجازت دین پھر تماشہ دیکھین کہ اس دیو خصال سے کیا گذرتی ہی تاجدار نے جواب دیا آپکے خدا کو آپکو سپرد کیا خدا آپکو مظفر ومنصور کرے یہ سنتے ہی رستم نے گھوڑے کو صف سے نکالا مرکب بادپیما کلانچان مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا میدان کارزار مین آیا دیوشت نے جو رستم کو آتے دیکھا گرز دہ سیر کا لیکر برابر سے تکاور بڑھا کوٹھے سے ملکہ بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہین کہ آپس کی تکاور مین نیا مضمون ہوا سات قدم گینڈا دیوشت کا اور تین قدم گھوڑا رستم کا پیچھے ہٹا ملکہ نے کنیزون سے کہا ظاہرا تو خیر معلوم ہوتا ہی گینڈا اسکا زیادہ ہٹا بیشک یہ اپنے زمانے کے رستم ہین خدا انکو غالب کرے دیوشت

نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی مگر رستم ہر مرتبہ نیزہ خانۂ
زرہ میں رکھدیتے ہیں جسم سیاہ پر قطرہ خون کا ابھر آتا ہی سیکڑون زخم نوک نیزہ سے جسم پر دیوش
کے لگائے لوگ پھبتیان کہہ رہے ہین تختہ آہن پر شنجرف کے نقطے دیے ہین دیوش عاجز ہو گیا
ہی ایک مقام پر گانٹھ کر رستم نے نیزے کا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے دیوش کے نکل گیا لشکر سے
احسنت و آفرین کی صدا بلند ہوئی دیوش نے دیکھکر آواز دی ای رستم نیزہ بازی کھیل ہے
مردان عالم کا تیغ بے دریغ نیام سے کھینچتا ہون اگر کوہ آہنی میرے سامنے ہو تو اسکے بھی دو ٹکڑے
کرون اب اپنے کو بچاؤ پیچھے ہٹجاؤ رستم نے کہا مردان عالم جنگ سے منہ پھیرتے ہین تلوار
کھینچ اسکا بھی وار سہینگے بعد اُسکے ہم بھی وار کرینگے دیوش نے خبردار خبردار کہکے تلوار کا ہاتھ
مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالا مرکب جمکایا خبردار خبردار کہکے ہاتھ
تلوار کا مارا دیوش نے بجز استلام کلائی پر رستم کی ہاتھ ڈالدیا رستم نے گریبان پکڑ لیا
آپس مین بکے چلنے لگے آخر دونون جوان گھوڑون سے کود پڑے دیوش کہتا ہی ای رستم زور مین
کیا کرو گے ہاتھ پیر توڑ کے رکھدونگا رستم نے کہا یہ حوصلہ ہی رہجائیگا دیوش کہتا ہی ای رستم
کیون فساد بڑھاؤ مفتون سے کہکر خزانہ دلوادو رستم نے جواب دیا وہ خزانہ جس مین صرف ہوا
ابتو ملنا دشوار ہی جو تجھ سے ہوسکے قصور نکر دیوش لیٹ پڑا رستم نے پہلے ہی پیچ پر ایک ہکہ مارکر
سر دیوش کا زمین سے ملا دیا سب نے دیکھا کہ دیوش بمشکل سیدھا ہوا رستم سے لڑنے لگا
دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ رستم نے دونون مونڈھے تھام کر سینے مین سر اڑایا ریل کر لے دوڑے
دیوش چاہتا ہی اپنے کو روکون مگر وہ برا وقت ہی کہ زمین پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی ہو ستر اٹھاو
قدم ریل کر دیوش کو لائے کیوس اپنے مقام پر کہہ رہا ہی آج بھائی صاحب کو کیا ہوگیا کہ ہٹے
چلے جاتے ہین اکیسوین قدم پر رستم نے ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے دیوش کے آشنائے زمین ہوگئے
رستم نے کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ اور تیسرے
زور مین سر سے بلند کیا داہنا قدم آگے بایان قدم پیچھے چرخ دیا کہ مثل طاؤس آتشبازی کے
چرخ کھانے لگا رستم نے دیوش کو زمین پر دے مارا کہ چار دانگ شانے چت گرا رستم کود کر
چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا کہ شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی اگر اپنی جان بری کو تو

چاہتا ہو تو ہفت پیکر پر لعنت کر دیوث بے ملول ہوکر جواب دیا بھائی میرا سامنے کھڑا
دیکھ رہا ہو مین مسلمان نہونگا رستم نے سینے سے اُٹھکر ایک پانون دونون پانون سے دبایا
اور ایک پانون دونون ہاتھون سے پکڑ کر جھٹکا مارا کہ پہلے جھٹکے مین سرین سے تا بہ ناف دوسرے
جھٹکے مین شق کر یہ کہنہ دیوث کو چیر کر طرف کیوس کے پھینکا آواز دی او مغرور عقل و
فراست سے دور اب تو مقابلے مین آتو تیرا ابھی یہی حال کرون مفتون کے قزاقون نے صدائے
احسنت و آفرین بلند کی کفار کیسے شرمندہ ہوے مگر کیوس کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا
گینڈے کو بڑھا کر قریب رستم کے پہونچا رستم مرکب پر سوار ہوتے تھے ایک پانون رکاب مین
ایک خانۂ زین پر پہونچا تھا کہ کیوس نے ہاتھ مارا سیلا سر پر رستم کے پڑا کہ خود کو کاٹ کر تا دو ابرو
پہونچا رستم نے زخم کھا کر زخم سر کو تھاما اور آواز دی کہ او مکار اس قد و قامت پر یہ مکاری
اور تیغ ہفت جوہر چمکا کر ہاتھ مارا کیوس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغ ہفت جوہر چمک کے
جو گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹتا دو ابرو تیغ کیوس کے بھی پہونچا اُسنے
دستانہ مارا تیغ جھنا کے گردن پر گینڈے کی پڑا کہ گردن گینڈے کی کٹی کیوس و گینڈا تہ و بالا
ہوگیا فوج والون نے جانا ہمارا افسر مارا گیا تین لاکھ کافر چار سو پہلوان رستم پر آپڑے رستم
تیغ چمکا کر تین لاکھ کافرون پر جا پڑے مفتون نے جو دیکھا قزاقون کو لیکر آگرا سلیم و سالم بھی
فوج کو لیکر آپڑے دونون لشکر تو مل گئے مگر مفتون جمعیت فوج سے یہی چاہتا ہو کہ لڑ بھڑ کر بالائے
کوہ پہونچون پھر مجھکو کوئی نہ پائے جما ہوا لڑ رہا ہو کیوس تو بیہوش ہوگیا فوج والون نے اُسکو
ہوا دار پر ڈال لیا مگر رستم زخم کھائے ہوے مصروف جنگ ہین مگر بہ باعث زخم سر سے اسقدر
خون جاری ہوا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آنے لگا تلوار کو نیام مین کیا فرمایا ای مرکب اصیل مجھکو
لے نکل گھوڑا رستم کو لیکر طرف صحرا کے چلا ہر چند کہ شاہزادہ بیہوش ہو مگر کوئی خوف سے قریب
نہین آتا گھوڑا لیکر شاہزادے کو نکل گیا مفتون قزاق و سلیم و سالم بارہ ہزار فوج سے
لڑتے بھڑتے بالائے کوہ پہونچے وہان جا کر مفتون نے پہاڑ سے پتھر ڈھلکائے جو بلوہ
کرکے جاتا ہو وہ پتھرون کے نیچے دبتا ہو کئی ہزار جوان کیوس کے مارے گئے کہ کیوس کو
ہوش آیا کہا یارو مین جانتا ہون جو تقدیر مین لکھا ہوگا وہی ہوگا رستم کو تو مین نے

بیاک ضرب شمشیر قتل کیا پہاڑ پر جانے کا ارادہ نکرو پہاڑ پر نہ جا سکوگے قزاق پتھر برسا رہے ہین
تمنے نکلنے کیون دیا سب نے کہا حضور قزاقون کی لڑائی جی چھوڑ دا دیتے ہین اس زور و شور سے
بالائے کوہ گیا کہ ہم لوگ نہ روک سکے کیوس نے حکم دیا کوہ کو چار جانب سے گھیر لو فوج کیوس
نے کوہ کو گھیر لیا کیوس کا علاج ہونے لگا مگر رستم کو جو گھوڑا لیکر چلا رات بھر لیے ہوے چلا آیا
صبح کو ایک صحرا مین آکر ٹھہرا گھانس چرنے لگا رستم کی آنکھ کھل گئی گھوڑے سے اُترے رشتہ اور
سوزن قبول سے نکالا اور آئینہ سامنے رکھکر اپنے ہاتھ سے سر مین ٹانکے دیے زخم کو باندھا
خیال مین گذرا کسی گوشے مین ٹھہر کر دو چار روز مین زخم کو صحت دین پھر طرف کوہ بے ستون
کے چلین آگے آگے رستم پیچھے مرکب تھوڑی دور چلے تھے کہ آدمیون کے بولنے کی آواز کان مین
آئی سر اُٹھا کے دیکھا ایک باغ وسیع ہے اُسکے باہر صدہا خیمے استادہ ہین کچھ جوان رنگین پوش
باغ مین جاتے ہین کچھ باہر آتے ہین رستم طرف اُس مجمع کے چلے جب قریب باغ آئے پوچھا کہ
یہ کیسا جلسہ ہے لوگون نے بیان کیا یہ اقلیم متعلق ہفت کوہ ہے جہان خدائی خداوند ہفت پیکر
کی ہے اس سرزمین کو فاروقیہ کہتے ہین فاروق صف شکن یہان کا حاکم ہے اور یہ باغ عشرت آباد
ہے شاہ و شہریارزادون کی شادی اسی مقام پر ہوتی ہے دختر فاروق کی شادی ہے فاروق خدا یار
اسی کا مجمع ہے مگر فاروق کوہ تن مہمان نواز انتہا کا ہے آپ اندر تشریف لیجائیے رستم مع مرکب
اندر باغ کے آئے دیکھا فرش جابجا بچھا ہے طائفے ناچ رہے ہین جہان رستم ٹھہرتے ہین جمال انکا
دیکھکر لوگ جمع ہوجاتے ہین ہرکارون نے آکر پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہے کیونکر آنے کا اتفاق
ہوا رستم نے کہا مین فرزند صاحبقران ہون اسطرف بھی اتفاق آب و دانہ سے نکل آیا رستم ایک
چمن مین آکر بیٹھے تمام تاجدار بھی اسی مقام پر آگئے بیچ مین رستم بیٹھے ہین گرد تاجدار پہلوانان
صف شکن رستم سے باتین کر رہے ہین رستم زخمی ہونا اپنا کوہ بے ستون پر مکاری کیوس سے
بیان کر رہے ہین وہ لوگ تعریفین کر رہے ہین ہرکارون نے جاکر خبر فاروق کوہ تن کو پہونچائی
کہ فرزند صاحبقران آپ کے یہان شادی مین آئے ہین فاروق بہت خوش ہوا کہا صاحبو
یہ عنایت خداوند ہفت پیکر کی ہے میرے یہان شادی مین فرزند صاحبقران تشریف لائین کمر کو
باندھتا ہوا سپر و شمشیر سنبھالتا ہوا خود اسی مقام پر آیا کہ جہان شاہزادہ بیٹھا تھا آکر سلام کیا

رستم نے جواب سلام دیا فاروق نے دست بستہ عرض کی حضور نے ذرہ نوازی فرمائی یہ مقام آپ کے بیٹھنے کا نہیں ہے بارہ دری مین تشریف لیچلیے ہرچند رستم نے انکار کیا فاروق بہت منت سے پیش آیا رستم کو بمنت وخوشامد بارہ دری مین لایا سب تاجدار جمع تھے براے استقبال اُٹھے بیچ مین ایک تخت زبرجدی بچھا تھا اُسکے قریب دنگل زرین ابسیر رستم کو جگہہ دی ناچ ہو رہا ہے ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہے بعد تھوڑی دیر کے فاروق کوہ تن آیا دست بستہ عرض کی دختر خداوند ملکہ مغرور شیرین کلام براے شکار آئی تھین ذکر شادی کا سُنکر یہان تشریف لاتی ہین وقت ہے آپ بھی براے استقبال کھڑے ہو جائیے گا مجھپر سراسر احسان ہوگا رستم نے کہا کیا مضائقہ یکایک ہنگامہ ہوا رستم نے دیکھا آگے آگے چوبداریان انتظام کرتی ہوئین کئی ہزار کنیزان ماہرو ایک تخت پر ایک معشوق فرہبرد نہایت حسین وجمیل چہرہ ماہ کمال ابرو رشک ہلال آنکھین جیسے دیدۂ غزال تخت پر بیٹھی ہوئی پہلو مین وزیرزادی ستارہ پہلوے ماہ مین اس کروفر سے سواری نمایان ہوئی رستم بھی اُٹھ کھڑے ہوے فاروق کوہ تن انتظام کرتا ہوا قریب ملکہ کے آیا کہا حضور قدرت نے کیا معقول تقدیر کی رستم فرزند صاحبقران میرے یہان تشریف لائے ہین وہ سامنے دیکھیے کھڑے ہین ملکہ نے نگاہ اُٹھاکے جو جمال بے مثال رستم کو دیکھا کہ ایک جوان رعنا غضنفر گردن بلند بالا تنومند درشت چنگال جرأت وشوکت مین بیمثال رعب وداب وسطوت وصولت مثل جاکران ہمراہ ہین آسمان خوبی کے ماہ ہین ملکہ کی نگاہ سے جو نگاہ ملی تیر مژگان دونون طرف سے تودۂ دل پر لب معشوق ہوے ادہر رستم تھرائے اُدہر مغرور ہرچند کہ اپنے کو ملکہ نے روکا مگر غش آنے لگا وزیرزادی کے کاندہے پر ہاتھ رکھدیا لڑکھڑاتی ہوئی قریب تخت زبرجدی کے آئی دزدیدہ نگاہ سے رستم کو دیکھتی ہوئی قریب تخت کے آئی تخت پر آکے بیٹھی رستم دنگل زرین پر آکے بیٹھے مگر نگاہ محبت مغرور کو دیکھ رہے ہین فاروق کوہ تن دیرتک کھڑا رہا آخر کام مین مصروف ہوا ایک ایک سے کہتا ہے مین نے بڑا مرتبہ پایا کہ فرزند صاحبقران بھی تشریف لاسئے اِدہر خداوندزادی تشریف لائین آج وہ جلسہ ہے کہ اس سرحد مین کبھی ایسا جلسہ نہین ہوا یہان ملکہ نے گھبراکر فاروق کو بلاکر کہا کہ ہم کل سے شکار مین تھے تھکے ماندے یہان آئے ہین ہم جاکر کہین تنہائی مین ٹھہرینگے کمرے جو بنے ہوے تھے شیشہ آلات سے آراستہ ایک کمرے مین فاروق نے مالکۂ عالم کو

بھیجا یہان رستم نے جو جلسے کو ملکہ سے خالی پایا دل گھبرایا فرمایا کہ اے فاروق اگر کوئی کمرہ خالی ہو تو
ہم وہان جاکر آرام کرین کئی دن سے جنگل مین حیران و پریشان تھے تمھارے باغ مین آکر آرام پایا
فاروق نے ایک کمرے مین لاکر رستم کو پہونچایا ملکہ جو یہان کمرے مین آئین تنہائی مین گھبرا رہی
ہین وزیرزادی سے کہا اے وزیرزادی کیا حال بیان کرون دل کی عجب کیفیت ہے وزیرزادی نے
کہا کچھ بیان کیجیے تب ملکہ نے رو رو کر حال عشق رستم بیان کیا وزیرزادی نے عرض کی حضور کے
کمرے کی پشت پر جو کمرہ ہے اُس مین وہ بھی تشریف لائے ہین مین جا کے بلا لاتی ہون حضور
کی بیتابی مجھسے نہین دیکھی جاتی یہ کہکے وزیرزادی گئی دیکھا رستم بھی اشعار پڑھ رہے ہین سر نگون
تنہا بیٹھے ہین وزیرزادی نے آکر عرض کی اے شہریار چلیے آپ کو ملکہ نے یاد فرمایا ہے رستم فوراً اپنے
مقام سے اُٹھے وزیرزادی کے ساتھ اُس کمرے مین آئے ملکہ حجاب سے پردہ کرنے لگین رستم
نے آکر ہاتھ تھام لیا وزیرزادی گوشے مین جا بیٹھی یہ دونون شیدائے یکدیگر مصروف میخواری ہوے
لیکن نشہ جو شراب کا ہوا لڑکھڑاتے ہوے دونون چھپرکھٹ پر آئے اور لیٹتے ہی سو گئے فتنہ
خوابیدہ بیدار ہوا فاروق کوہ تن نے مسرور تیغزن سے کہا جاکر دیکھ تو ملکہ عالم اگر بیدار ہون تو
میری جانب سے دست بستہ عرض کرنا کہ اے ملکہ عالم حضور نے نیازمند کو سرفراز کیا آج مجھے نہایت خوشی
ہے کہ دختر خداوند نے قدم رنجہ کیا اگر خاصہ نوش کیجیے تو مین نہایت سرفراز ہون سر افتخار اوج عرش اعلی
کے پہونچاؤن مسرور تیغزن بالاے بام آیا کنیزان ملکہ کو دیکھا کہ پھر رہی ہین مسرور نے پوچھا تم سب
یہان کیون پھر رہی ہو ایک شوخ و شنگ فوراً بول اُٹھی کہ سامنے اس کمرے مین ملکہ تشریف رکھتی ہین
جا کے دیکھو نیا گل پھولا ہے دیکھکر بہت خوش ہوگے دوسری نے کہا بوا تمھین صاف صاف کہنے
سے کیا نفع ہوا ان باتون کو سنکر مسرور طرف اُس کمرے کے چلا درارون مین سے دیکھا کہ چراغ گل ہے
کچھ معلوم نہین ہوتا مسرور پہلوان زبردست ہے دروازے پر ایک لات ماری دروازہ ٹوٹا اندر
آیا دیکھا ملکہ و رستم ایک پلنگ پر لیٹے ہین مسرور بیتاب ہوگیا بڑھکر قریب پلنگ کے آیا ملکہ کا ہاتھ
پکڑ کے جھٹکا مارا زیر پلنگ ملکہ گرین آنکھین کھولکر یہ آفت دیکھی کہ مسرور مجھکو چھپرکھٹ کے نیچے
گرا چکا مسرور نے اشارہ کیا ملکہ کو تو کنیزین لپٹ گئین ملکہ بیٹھی ہین کہ او بیحیا کیا کرتا ہے مگر مسرور نے
ہاتھ تلوار کا رستم پر مارا تلوار اُسکی خالی گئی پٹی پر پڑی کہ پٹی پلنگ کی کٹی رستم کی آنکھ کھلی مسرور کو تیغ

کھینچے ہوئے سر پر دیکھا لڑکھڑاتے ہوئے اُٹھے کرسی پر انکا تیغہ رکھا تھا منظور ہوا کہ بڑھکر تیغہ لون مہرور نے دوسرا ہاتھ مارا کہ سر رستم کا دوپارہ ہوگیا یہ تلوار کھا کر رستم نے قصد کیا کہ مین مہرور کو لپٹ جاؤن مہرور نے تیسرا ہاتھ مارا کہ شانہ بھی رستم کا جھول گیا اب تو مہرور برس پڑا اسقدر تلوارین مارین کہ رستم چور چور ہوکر زمین پر گرے ملکہ پیٹ رہی ہین کہ او ظالم کیا کرتا ہی اگر وہ تلوار تک پہونچتے اور اُنکے ہاتھ مین بھی تیغہ ہوتا تو تجھکو معلوم ہوتا او جلاد گنہگار تو مین ہون مجھکو قتل کر مہرور کہتا ہی او گیسو بریدہ تو نے ہم سب کو ذلیل کیا تجھے باندھکر شہر فاروقیہ مین لیجاؤنگا وہان تو دار پر کھینچی جائیگی تجھکو تیرباران کرینگے رستم کو تو مین نے مار ڈالا رستم تو بیہوش فرش پر پڑے تھے دریا خون کا جسم سے جاری مہرور نے اُسی فرش مین رستم کو لپیٹا اور پشتارے کو اُٹھا یا سامنے ملکہ کے دیوار کے اُس پار پھینک دیا کہتا ہوا مین نے فرزند حمزہ کو مارا خاتمہ کردیا ملکہ کو گرفتار کرکے ایک محافے مین بند کیا جلسہ شادی درہم و برہم فاروق نے جب یہ حال سنا کہا یارو اس بیحیا نے شادی مین آکر یہ کیا فتور کیا مگر مہرور ملکہ کو محافے مین ڈالکر و بند کسواکے آپ گینڈے پر چڑھا ہوا محافہ کو لیکر چلا فاروق سے کہا آپ پہلے چلین شادی مبدل بہ بربادی ہوئی اس گیسو بریدہ نے سبکو بدنام کیا محل مین جالکر سامنے اسکی مان کے اسکو قتل کیجیے فاروق بڑا بہادر ہوا آگے بڑھگیا شہر مین آیا فاروق کو رستم کے مارے جانے کا بڑا قلق ہی شہر مین آکر دربار مین آیا کئی سو پہلوان بیٹھے تھے کہتا ہی کہ مہرور لیے ہوئے محافے کو آتا ہی مہرور نے اُس شخص کو مارا کہ جسکا جرأت مین مثل نہ تھا ایسا اسپر یہ برس پڑا کہ وہ تلوار ا ور سپر نہ لینے پایا اب محل مین جاکر اُس گیسو بریدہ کو قتل کریگا مہرور نے محافہ زنانی ڈیوڑھی پر اُتروایا ملکہ گلعذار مان مغرور کی یہ حال سنکر دوڑین ڈیوڑھی مین آکر ملکہ کو عجب حال مین پایا کہ خراش ناخن غم جابجا مہرور کا نام لیکر پیٹتی ہی کہتی ہوئی کہ اے مادر مہربان اس جلاد نے اُس شیر بیشۂ جرأت کو ایسا مجبور و ناچار کرکے مارا اگر ہتھیار اُنکے ہاتھ مین ہوتے تو اس بیداد گر کو حال معلوم ہوتا یقین ہی کہ بھاگتا پھرتا ہائے کس بیکسی سے اُنکو مارا مان نے منھ پر ہاتھ رکھدیا کہا اے نور نظر خاموش رہو ایسا نہو تمھارے قتل کی تدبیر ہو ملکۂ عالم کہتی ہین اے مادر مہربان تم اگر اُس جوان کو دیکھتین تو میرے جمال رعنائی کو بھول جاتین مین اُنکی کنیز معلوم ہوتی مان نے مغرور کو ایک کوٹھری مین بند کردیا ملکہ دیوانہ وار اُس اندھیری کوٹھری

مین سر ٹکرا رہی ہین کہ خبر پہونچی فاروق کوہ تن سپہ سالار قدرت تیغہ لیے ہوے آتا ہی جیسے ہی فاروق
اندر آیا ملکہ نے کہا ای فاروق کیا ارادہ ہی فاروق نے کہا اُسکو قتل کرونگا قدرت کو جواب دیلونگا
گلعذار نے کہا ای فاروق سمجھ کے بات کر قدرت نے جو تقدیر کی وہ ہوا کچھ تو اسمین مناسب
ہوگا تو قتل نکر مین نے بیٹی کو چھپا دیا قدرت جو مناسب جانینگے وہ کرینگے مین لاکھ چھپاؤنگی تو کیا
ہوگا اگر موت آئی ہی تو کون روک سکتا ہی تو اپنے ذمے کیون خون لیتا ہی فاروق کو گلعذار نے ایسا
سمجھایا کہ باہر چلا گیا ملکہ ایک گوشے مین بیٹھی روپا کرتی ہین کبھی کہتی ہین ای کریم و رحیم مین نے
تیرے مذہب کا اعتقاد کیا ہی اُس شہریار کو مجھے زندہ دکھانا یہ جلاد صاحب بیداد ذلت و رسوائی
سے مارا جائے اپنی بدعت کی سزا پائے مان منع کیا کرتی ہی کہ بی بی خاموش رہو ابھی تمھاری
رو بکاری قدرت سے ہوگی دیکھین وہ کیا فرمائین کام تو یہ اُنھین کا ہی کہ رستم کو جسنے صدہا پہلوان
مارے کسی سے بند نہین ہوا اُسکو میرور ایسے کے ہاتھ سے مٹوا دیا کیا تدبیر قتل کی نکالی قدرت
کے کارخانے قدرت ہی پر موقوف ہین آٹھ پہر ایسی ہی تدبیرین کرنے مین وہ مصروف ہین ملکہ
نے کہا اُس نگوڑے کی خدائی کو آگ لگے کہ ایسی تقدیر کردی اسکا بدلہ رستم کا خدا اسکے ساتھ کریگا
یہان تو یہ کیفیت ہی لیکن حال رستم تحریر کرتا ہون کہ میرور نے تو اپنے نزدیک مار ڈالا مگر مالک
دوجہان جان کا ہر شخص کی نگہبان ہی رمقے جان باقی ہی مگر زخمداری سے بیہوش و مدہوش
قضائے کار اُس سرحد مینو سواد کا زمیندار سعدان نیک نام چند گنوار ساتھ صبح کو برائے نگہبانی
زراعت نکلا ہی ایک پاسی کی نگاہ پڑی اُسنے بڑھکر سعدان کو خبر دی جو رنالے مین کچھ مال ڈال گئے
ہین گٹھا پڑا ہی اگر کہیے تو اُٹھوا لائین سعدان ٹہلتا ہوا اُس مقام پر آیا دیکھا چاندنی مین لپٹا ہوا پڑا گٹھا
پڑا ہی مزدوروں سے اشارہ کیا اُٹھا لو مزدور گٹھا اُٹھا کر مکان پر لائے خاص اپنے بیٹھنے کا جو مکان تھا
اُسمین گٹھار کھوایا مزدوروں کو مزدوری دیکر نکالا آپ خود کرسی بچھا کر بیٹھا گٹھا وہ کھولا خون کے دھبے معلوم
ہونے لگے حیران تھا کہ مال مین خون کیسا آخر ساری چاندنی کھولی دیکھا ایک جوان آفتاب آسمان خوبی غیرت ماہ
محبوبی حسین و جمیل زخمون سے چور چور ہچکیان لے رہا ہی اُسنے فوراً جراح کو بلوایا کہا اگر اسکو صحت دیگا
تو جو مانگے گا وہی دونگا جراح نے فوراً زخمون کو دھویا ٹانکے لگائے پٹیان چڑھائین کہا یخنی مرغ کی تیار
رکھیے جسوقت آنکھین کھولے فوراً پلائیے سعدان زمیندار نے سب سامان ممکن کرلیا ہوشیار ہونے کا

منتظر رہا زخمون مین ٹانکے جو لگے اور آرام جو ملا رستم کو بعد دو پہر کے ہوش آیا آنکھین کھولکر دیکھا
ایک مکان دیہات کی قطع کا ہی اور کھٹے پر مین پڑا ہون ایک شخص زمیندار وضع رومال ہاتھ مین مگس رانی
کر رہا ہی جیسے ہی رستم نے آنکھ کھولی سعدان زمیندار کو بڑی خوشی ہوئی تلوا سہلانے لگا رستم نے
ارادہ کیا کہ اُٹھون زمیندار نے منع کیا یخنی لیکر منھ سے لگا دی رستم نے شکر خدا کر کے یخنی پی اب روز
جراح آتا ہی زخمون کو دیکھکر چلا جاتا ہی تیسرے دن زمیندار نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہی رستم نے
کہا حسین تیغ زن میرا نام ہی قزاقون نے راہ مین گھیرا مین لڑتے لڑتے گرا اُنھون نے مردہ جانکر اسطرف
پھینک دیا خدا نے تمکو مہربان کر دیا کہ تمنے علاج کیا مین تمھارا نہایت ممنون و شکر گزار ہون رستم نے
موتیون کا مالا دیا کہا کہ اسکو بیچ کر ہمارے علاج مین صرف کرو زمیندار نے بہت عذر کر کے مالا لیا
جانتا ہی کہ یہان کون خریدے گا یہان کے مہاجن بھی وہی گنوار ہین موتیون کا مالا لیکر رکھ چھوڑا رستم
اُٹھنے لگے پھر دن مکان آکر بیٹھتے ہین اور اہل قریہ آکر ملاقات کرتے ہین ایک دن رستم باہر نکل کر بیٹھے تھے
صبح کا وقت ہی زمیندار برائے حراست غلہ گیا ہی یکایک رستم نے دیکھا کہ صحرا سے زنجیرون کی آواز آئی
رستم نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک دیوانہ زنجیرین ہلاتا ہوا آتا ہی آتے آتے قریب مکان زمیندار کے پہونچا
عورتون کی آواز سُنکے دیوانہ دروازہ زمیندار کا کھولنے لگا رستم نے للکارا او دیوانے مجہول بخت برگشتہ
نامعقول کیا کرتا ہی زمیندار کی عورتون مین جانے کا ارادہ کرتا ہی خبردار آگے نہ بڑھنا اُس دیوانے نے کچھ
نہ سُنا چاہتا ہی دروازہ کھولے رستم جھپٹ کر قریب پہونچے دیوانے نے چوبدست کو گردش دی اور پکار کر
کہا اے آقاے سُرخ تم سامنے سے ہٹ جاؤ ورنہ ایک چوبدست مین پیوند زمین کر دونگا خبردار کہکے
چوبدست کا ہاتھ مارا رستم نے پہلو تہی کر کے چوبدست خالی دی چوبدست زمین پر پڑی زمین کانپ گئی جس مقام
پر چوبدست پڑی تھی وہان پانی نکل آیا دیوانے نے اپنا منھ پیٹ لیا پکار کر آواز دی ہاے آقاے
سُرخ نے میرا کہنا نہ مانا خاک مین ملگیا بے قضا مارا گیا رستم نے پہلو پر سے آواز دی او دیوانے مجہول
حریف تیرا مین موجود ہون دیوانے نے پلٹ کے دیکھا کہ صحیح و سالم رستم موجود ہین یہ دیکھکر چوبدست
پھینک دی دوڑ کر چنگل مارا ناخن بڑھے ہوے رستم کی زرہ نوچ کر پھینک دی رستم نے غضب کر کے
کلائی اُسکی تھامی ایک طمانچہ مارا کہ دیوانہ تھرا گیا کشتی ہونے لگی مگر دیوانہ عجیب حرکتین کرتا ہی کبھی کاٹ کھاتا
ہی کئی مرتبہ جو رستم کو کاٹا رستم نے ایک گھونسہ مارا کہ دیوانہ منھ کھول کر رہگیا ہلڑ جو ہوا زمیندار بھی آیا تمام

گانوں کے لوگ جمع ہیں رستم کی تعریفیں کر رہے ہیں سعدان نے سپاہیوں سے کہا ارے کم بختو
سب ملکر دیوانے کو مار لو رستم نے جو یہ آواز سنی فریاد اٹھا کر صاحب یہ ارادہ نہ کیجیے گا سعدان نے
کہا اس دیوانے کے سبب سے کوئی دم نہیں مار سکتا ہے جسکے گھر میں چاہتا ہے گھس جاتا ہے مال
لوٹ لیجاتا ہے رستم نے آواز دی کہ آپ دیکھیں تو کہ کیا گذرتی ہے رستم نے لڑتے لڑتے دیوانے کو
اٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے جیسے ہی سوال اسلام کیا دیوانے نے کہا خود اٹھائیے رات کو
ایک آقاے سرخ خواب میں آئے تھے آپکی اطاعت کا حکم دے گئے ہیں میں پہچان تو یوں کہ آپ وہی ہیں یا
طریقے سے معلوم ہوتا ہے آپ چھوٹے آقاے سرخ ہیں رستم نے خود ہٹایا زلفیں خلیلی دیکھکر قدموں پر گرا
پھر دلمیں سوچا ہے کہ مجھے کیا کر دیا تھا کہ وہ میں زمین پر گر پڑا دوڑ کر لپٹ گیا رستم نے پھر دے مارا چار
پانچ مرتبہ رستم سے لپٹا چاروں پانچوں مرتبہ رستم نے اسکو زیر کیا اب چپکا ہو کر کھڑا ہوا رستم سے عرض
کرتا ہے آقا میرے مکان پر چلیے بڑے بڑے مال جمع ہیں چار سو نوکر میرے ساتھ ہیں وہ بھی ایسے ہی دیوانے
ہیں اگر تجھسے لڑینگے تو تجکو لڑنا پڑیگا میں دخل نہ دونگا رستم اُسکے ساتھ چلے سعدان زمیندار روتا ہوا پیچھے
پیچھے کہتا ہوا چلا ای شہریار ایسا نہو وہاں جا کر آپ کو مار ڈالے یہ بڑا دیوانہ ہے نیک و بد نہیں سمجھتا رستم کہتے
ہیں اسکو کوئی حوصلہ باقی نہ رہیگا دیوانے نے ایک چیخ ماری چار سو دیوانے زنجیریں ہلاتے ہوئے آکر
جمع ہوئے اُس دیوانے نے اُن سب سے کہا میں تو اس آقا کا تابعدار ہوں تمھارا جی چاہے اس سے لڑ لو
اپنا امتحان کر لو چار سو دیوانے چوبیں سنبھال کر رستم پر آ گرے رستم نے کسیکو طمانچہ مارا کسیکو گھونسہ مارا
آخر سب ناچار ہوئے کہا ای آقا جسطرح ہمارے افسر نے اطاعت کی اسیطرح ہم بھی تیرے تابعدار ہوئے
گروہ سب کا افسر شریر مردم در نام دوڑا ہوا اپنے مکان میں پہونچا شریر کی جو زوجہ ہے وہ حاملہ تھی درد زہ سے
بیقرار ہو رہی تھی دیوانہ اُسکے سر پر چوبدست پکڑ کے کھڑا ہو گیا اور کہا جلد لڑکا پیدا کر آج بڑی خوشی کا دن ہے
کہ آقاے سرخ آیا ہے وہ ہاتھ جوڑتی ہے کہ سامنے سے ہٹ جا یکا یک لڑکا پیدا ہوا دیوانہ لڑکے کو گود میں لیکر
بھاگا عورتیں غل مچاتی ہوئیں پشت پر کہ ارے یہ لڑکا ابھی پیدا ہوا ہے ہوا لگنے سے مر جائیگا دیوانہ کہتا ہے کہ
آقا کو دکھلاؤں تم سب جا کر بیٹھو ابھی پھیر کر لے آؤنگا لڑکے کو رستم کے سامنے لایا کہا آقا دیکھیے نزدیک کے
پیٹ سے یہ لڑکا پیدا ہوا رستم نے چھین کے اُن عورتوں کو دیا کہا دیوانے یہ کیا حرکت ہے کہا آج بڑی خوشی
کرونگا میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا آقاے سرخ نے بھی دیکھ لیا ساتھ والوں سے کہا جنگل میں فرش بچھاؤ

طائفے لائے آقا کے سامنے ناچ ہوا اسی جنگل میں بچھونا بچھوا جا بجا کٹھریاں بند تھیں ان کٹھریوں کو کھلوا [illegible]
کسبیاں جن میں تھیں مع ساز و سامان کے رقص [illegible] شہریار [illegible] کے بیٹے [illegible] کھانا [illegible]
رستم نے ایسا اور دیوانے یہ کیا حرکت ہے دیوانے نے کہا یہ لوگ [illegible] ایک [illegible] ہو گیا [illegible]
کر [illegible] عیش [illegible] رستم نے [illegible] رستم
[illegible] کسبیاں ناچ [illegible] دیوانہ [illegible] جب [illegible]
رستم [illegible] دیوانے کا [illegible] ایک [illegible] دیتے ہیں [illegible] کر رہا [illegible] کہتا ہوا آقا
سمجھ [illegible] رستم [illegible] رستم [illegible] کر دے [illegible] دیوانہ [illegible] کہا تھا
[illegible] طلسم [illegible] دیوانے نے [illegible] رات بھر [illegible] صبح کو
[illegible] رستم [illegible] رخصت کرنے لگے دیوانہ [illegible] آتا [illegible] گاؤن میں جا کر جب
[illegible] رستم نے [illegible] دیوانے نے [illegible] انھوں نے اقرار کیا رستم
[illegible] کیا [illegible] گاؤن [illegible] دیوانہ [illegible] باپ کے پاس
پہونچا [illegible] ساتھ [illegible] باپ نے کہا بیٹا یہ جنگل ویران ہو جائیگا [illegible]
[illegible] دیوانے نے ایک [illegible] مار دی [illegible] کھینچا ہوا
سامنے رستم کے [illegible] شہریار [illegible] آئی [illegible] اپنے باپ [illegible] رستم [illegible]
[illegible] شہریار [illegible] آ [illegible]
رستم [illegible]
نے سمجھایا کہ [illegible] شہریار [illegible] رستم [illegible]
پھر [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] کے ساتھ کیا [illegible] دیوانہ [illegible] دیوانے [illegible]
ہمراہ ہوا [illegible] رستم نے [illegible] گاؤن [illegible] میں [illegible] سلطان [illegible] زمیندار
کو معلوم ہوا کہ یہ فرزند [illegible] میں [illegible] پہونچانے آیا [illegible] رستم کئی منزلیں طے
کر کے قریب [illegible] پہونچے دیوانے سے کہا تم اسی مقام پر ٹھہرو ہم اکیلے شہر میں جائینگے دو چار دن کے
بعد آئینگے دیوانہ جنگل میں اترا رستم اکیلے شہر [illegible] بے مثال رستم بڑی حیرت [illegible]
ہو گیا رستم ایک [illegible] گاؤن سے [illegible] ہمارے مکان پر چلیے رستم

انکار کرتے ہیں فرماتے ہیں مسافر کو مقام سفر ہو بازار میں کھڑے ہوئے یہ فرماتے ہیں گرد [illegible]
ہجوم ہو قفلے کا مسلسل بازار میں تھا پہلوان زبردست فاروق کا ہجوم تھا ادب سے بیٹھا ہو طرف
اپنے مکان کے [illegible] پاس پہنچ [illegible] پوچھا [illegible] سلسل نے کہا ایک مسافر ہوں پوچھ رہا ہے
لگ گیا کہ کچھ [illegible] سلسل کو جیسے پرسے [illegible] اٹھا لایا ہوا قریب بارستم کے آیا جان دیکھکر حیران
ہو گیا با ادب سلام کیا کہا کہ شہریار [illegible] میرے مکان پر تشریف رکھیے میں خدمت
کروں گا اس عجیب سلسل سے کہا [illegible] ہو گئے رستم کو ساتھ لیکر اپنے مکان پر آیا بڑا عجیب مکان
تھا بنا ہوا تھا رستم کو ایک بارہ دری میں لایا مسند بچھائی رستم کو مسند پر جگہ دی آپ ہاتھ باندھکر
کھڑا ہوا کہا [illegible] نامی گرامی سے آگاہ ہوں رستم نے کہا اے سلسل میں فرزند صاحبقران
ہوں باغ [illegible] سے مجھکو یا زخمی کر کے پھینک دیا تھا میرے پروردگار نے مجھکو صحت عطا
کی اب ارادہ ہے کہ اس سے بدلہ لوں اپنا [illegible] ہتھیار [illegible] کروں علاوہ ان سب باتوں کے
ایک کام [illegible] ہفت پیکر کو فاروق سے [illegible]
کرنے [illegible] سلسل نے [illegible] حال [illegible] ہوش آگئے سامان دعوت مہیا کیا
عرض کرتا ہوں شہریار فاروق پہلوان زبردست ہیں اسکے مصاحبوں میں سب سے حقیر ہوں
کا سپاہی [illegible] کو آزار پہونچائیگا رستم نے کہا جب تلوار کھینچی تو ایک [illegible]
[illegible] کیا حال ہو کہ [illegible] سلسل اس جرات پر حیران ہو گیا کہا کہ اے شہریار آپ ایسے ہی
[illegible] مگر فاروق کے ساتھ [illegible] اٹھا سکتی ہے خیال کافی ہو کہ فاروق
وہ شخص ہے کہ ہفت پیکر نے اپنے گھر کا انتظام اسکے سپرد کیا ہے آپ اس ارادے سے باز رہیں اس
ارادے میں آپ کی جان کا خطرہ ہے رستم کہتے ہیں اے سلسل اگر ارادے بھی گئے تو خون کے دریا
بہینگے فاروق [illegible] فرزند صاحبقران سے [illegible] دربار میں فاروق کے [illegible]
سلسل یہ بات [illegible] رستم کو سمجھانے سے [illegible] کہتے ہیں یہ [illegible]
[illegible] دربار فاروق میں جاؤنگا [illegible] جب صبح ہوئی تو سلسل نے [illegible] آج [illegible]
شب میرے مکان میں رہیے کل آپکو [illegible] رستم نے کہا بہتر [illegible] قبول کیا سلسل
سوار ہو گیا دربار فاروق میں آیا [illegible] دنگل پر بیٹھا ہو دربار میں سب پہلوان جمع ہیں [illegible]

جانے مسلسل کے رستم نے اپنا مرکب تیار کیا ملازمان مسلسل نے روکا کہ حضور آقا کا حکم نہین ہو رستم
نے کہا ہم کیا مسلسل کے نوکر ہین یہ کہکے فوراً گھوڑا انکے ہاتھون سے کسا پشت پر سوار ہوے طرف
بارگاہ فاروق کے چلے یہان مسلسل بیٹھا ہو کہ میرور پہلوان آیا اُسکا دستور ہو کہ دن بھر مین دو چار
مرتبہ باغ عشرت کا ذکر کرتا ہو بیٹھنے کے ساتھ ہی اُسنے کہا اے بادشاہ مین نے رستم کے ہاتھ سے تلوار
چھین لی اُسی کا ہاتھ مین نے مارا آخر ٹکڑے ٹکڑے کر کے عقب باغ پھینک دیا یقین ہو لاش کو
زاغ و زغن کھا گئے ہونگے مسلسل کو تاب نہ رہی بول اُٹھا جھوٹے کی ایسی تیسی فاروق نے کہا اے
مسلسل تمھین کیا معلوم کہ وہان کیا گذری مسلسل نے کہا جو کچھ مین جانتا ہون وہ کوئی نہین جانتا
فاروق نے پوچھا تمھین کیونکر معلوم ہوا کہا حضور شب سے رستم میرا مہمان ہو مین نے بمشکل روکا کہ
وہ حضور سے سوال کرنے آئیگا مین نے بہ خوشامد و منت آج روکا ہو فاروق نے کہا اے مسلسل سچ کہتا
ہو کہ مضحکہ کرتا ہو کہا حضور وہ سوتا تھا انھون نے تلوارین مارنا شروع کین اگر اُسکے ہاتھ مین تلوار یا نیزہ
آجاتا تو وہ بہادر انکے ٹکڑے اُڑا دیتا انکو وہان سے آنا مشکل ہوتا آج کا دن تو مین نے بمشکل روکا ہو
کل نہ رکیگا فاروق نے کہا اے مسلسل ایک کام کر اُس جوان کو سمجھا کر ہمارے ملک سے رخصت
کر دو اگر ہمسے مقابلے کا ارادہ ہو تو اپنے باپ کی فوج لیکر آئے مقابلے مین ہمارے اُترے
جانبین سے طبل جنگی بجین ساتھ طریقے کے مقابلے ہون تب کیفیت ثابت ہوگی اور اگر وہ اکیلا ہمارے
دربار مین آیا اور ہمنے اُسکی بات کا جواب سخت دیا تو ہماری جرأت مین فرق آئیگا اگر نہ جواب دیا تو کیسا
حجاب ہوگا لہٰذا ہمارے دربار مین وہ نہ آئے تو بہتر ہو مسلسل نے کہا مجھے یقین نہین کہ وہ چند ے
میرے کہنے سے مانے حضور مین نے رات بھر سمجھایا مگر وہ اپنی کہے گیا آخر ناچار ہو کر مین نے یہ
جواب دیا کہ آپ آج کا دن میرے یہان اور مہمان رہیے کل آپ کو اختیار ہو آج دوسرے پہلو سے
سمجھاونگا جہان تک ہوسکیگا یہی تدبیر کرونگا آئندہ جیسا کچھ ہوگا وہ ظاہر ہوگا مگر میان میرور کی آج
نامردی کھل گئی کئی مہینے اس معاملے کو گذرے اور روز یہی ذکر کرتے ہین غفلت مین ایک بہادر کو زخمی
کیا اُسپر یہ ناز فاروق نے کہا اے مسلسل تو سچ کہتا ہو میرور نے شرمندہ ہو کر کہا اے شہریار اب مین
رستم کی بات کا جواب دونگا مسلسل نے کہا کیا مجال ہو کہ جو اُسکے سامنے زبان بھی کھولو کچھ منھ سے
کہی بولو اگر بولوگے تو سزا پاؤگے وہ جوان نہایت ہٹ چھٹ ہو میرور نے کہا ہونے دو مین

اُسکے سامنے کمی نہ کرونگا جسطرح ہو سکیگا جواب دونگا اور پوچھونگا کہ تلوارین نے تمہارے ہاتھ سے چھینی تھی یا نہین وہ منصف ہی تو صاف صاف کہدے گا یہان یہ تکرار ہو رہی تھی کہ چوبدار نے بڑھکر فاروق کو سلام کیا کہا حضور آج نئی بات دیکھی وہ گھوڑا جو اُس جوان کا آیا ہی ظاہر ہی کہ بن رہا ہوا ہی کسیکو اپنے قریب نہین آنے دیتا ٹاپین مارکر زمین مین گڑھے ڈالدیے ہین کتنے سائیس ہلاک کیے جا بک سوار بھی کیسے کیسے آئے مگر وہ گھوڑا کسیکو پاس نہین آنے دیتا لیکن آج ایک جوان خوش رو خوشخو معشوق وضع آیا گھوڑے سے باتین کین اور یہ کہتا تھا کہ اے مرکب اصیل ہم تیری جدائی مین بیقرار تھے تجھے لینے آئے ہین گھوڑا اُسکا سینہ چاٹتا تھا ہر مرتبہ بہ نگاہ یاس طرف اسکے دیکھتا تیور سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ جمال کا اشتیاق تھا اپنے آقا کو دیکھکر نہال ہوگیا اب وہ جوان گھوڑے سے باتین کرکے دربارگاہ شاہی پر آیا چوبدار سے کہتا ہی ہماری شاہ سے اطلاع کرو مسلسل نے کہا بیچے وہ جوان آ پہونچا میان مبرور صاحب اب باتین بنائیے تو آپ کو حال معلوم ہو فاروق نے کہا اے مسلسل تم دروازے پر جاؤ اور اُسکو سمجھاؤ سمجھا کے لاؤ ہم بڑی خاطر کرینگے یہ سنتے ہی مسلسل چلا پردہ اُٹھا کے باہر آیا مسلسل رستم کو دیکھکر رونے لگا کہا اے شہریار آپ نے میرا کہنا نہ مانا مگر برائے خدا یہ تو ضرور مانیے گا کہ بادشاہ سے سوال معشوق نکیجے گا مرکب و ہتھیار لیکے بخیر خوبی چلے جائیے رستم نے کہا اے مسلسل ابھی جانا ہمارا کہان ہفت پیکر کو مارکر ہمارا جانا ہوگا کتنے سال سے اس طلسم مین مارے مارے پھرتے ہین بے قتل اُس ملعون کے طلسم سے قدم نہ نکلینگے مسلسل سمجھاتا ہوا رستم کو اندر بارگاہ کے لایا رستم نے جو دربار کفر مدار کو دیکھا مثل اہل اسلام کے آواز دی سلام من درین مجلس وردین ماوئی برکسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا یک است و دین پیغمبر خدا برحق است کافر بگڑنے لگے مگر فاروق نے سب کو اشارہ کیا کہ یارو خبردار اگر کسی نے خیال بھی ناراضی کا کیا تو مجھے شاق ہوگا سبکو سمجھا کر پکار اُٹھا اے رستم آئیے تخت جو وسط بارگاہ مین بچھا تھا اُسپر غاشیہ پڑا ہی رستم دنگل پر جو فاروق کے پہلو مین بچھا تھا بیٹھے فاروق خاطرین کرنے لگا کہا ساقی بیچے کو بلاؤ ارباب نشاط بھی آئین فاروق کے کہتے ہی نازنین مہ جبین پریجبینان جہر تمکین حاضر ہوئین سامان عیش و نشاط مہیا ہو لطف صحبت اُٹھنے لگا فاروق چاہتا ہی کہ رستم کو سمجھا بجھا کر رخصت کرون رستم نے علین گرمی صحبت مین کہا اے پہلوان دولت وہ گرشاسپ جہان گیر

باعث ہمارے آنے کا نہ پوچھا ہمارا حرف چھپا رہنے کا دو سنتے ہی فاروق نے حکم دیا تیغ ہفت جوہر
لاؤ دو کمان کیانی گھوڑا آپکا حبشی وہاں پیدا ہی کسی کو پاس پشت لئے دیتا ہے [illegible] اسپ سوار ہو کے
تشریف لیجائیے اگر حکم ہو کچھ سوار ہمراہ کر دوں کہ آپ کو سہارا رہے تنہا دیکھ کر رستم نے کہا ایک
کلام اور کہنا ہے معشوقہ ہماری ملکہ [illegible] شہریں نگار ہے اُسکو پکڑ لائے جو جادو ہوا اسکو ویسی ہی بہتر کر
ورنہ کیا فائدہ [illegible] لے جائیں [illegible] دے دیجئے فاروق ہنسنے لگا کہا اے
رستم ذرا سمجھ کر کلام کرو کون ایسا ہوگا کہ ابھی دختر کو گھر سے سوار کر کے لشکر میں لے آئے آنا مجھے مقابلہ کرنا
اگر [illegible] معشوق بنا وہ ہمارے کام کی نہیں ہم اہل فارس کے یہاں یہ دستور ہے کہ جو عورت
کسی سے آنکھ لگائے یا نکل جائے یا دوسرے کے پاس تھوڑی دیر بیٹھے ہم لوگ اس عورت کو گھر میں
نہیں رکھتے لیکن وہ دختر خداوند کی ہے بدون حکم خداوندی ہم کچھ نہیں کر سکتے رستم نے کہا آپ خداوند کو
بلوائیے خداوند آکے [illegible] ہم جواب سے پیشتر [illegible] کچھ کہا اور کہا [illegible] عالم کی زبان سے
جو نکلا وہی ہوگا اس بات کا [illegible] اٹھا [illegible] دیوانے ہو کے [illegible]
پریشان ہو کر وہ آتش پر نگاہ [illegible] رستم کا ذکر کیا [illegible]
کلام وہ شاہزادہ ان کے قریب آکر کہا [illegible] سنا رستم جو ہیں صحیح و سالم آ گئے ہیں اور فاروق سے
کھیت مانگ رہے ہیں یہ خبر [illegible] مشہور ہوئی فاروق کا بیٹا [illegible] تیر زنی [illegible] سپاہ گری میں [illegible] شہرہ آفاق
ہو اپنے رفیقوں میں بیٹھا تھا کہ ہر وقت [illegible] خبر [illegible] شہریار رستم آئے ہیں [illegible] تو عجیب [illegible]
سے اٹھ گیا فاروق نے حکم دیا [illegible] رستم کو [illegible] ایسا ہو گئے [illegible] اس سے [illegible]
تکرار ہو وہ فرزند صاحبقران ہے [illegible] معلوم کیا کیفیت ہے [illegible] الگ قصر میں چھپا ہو کے رستم
کے سامنے نہیں آتا ہے [illegible] رستم [illegible] آپ کے والد سے کلام کر رہے ہیں [illegible] والد
نے سمجھایا [illegible] رستم [illegible] مقام سے [illegible] رستم کو سزا دونگا کچھ
سمجھا دونگا [illegible] دربار میں فاروق و رستم
سے تکرار ہو رہی ہے رستم [illegible] ہاتھ رکھے [illegible] فرماتے ہیں [illegible] فاروق اٹھو ہمارے
تمہارے تلوار چلے [illegible] کسی کو [illegible] وہ [illegible] کہ انہوں نے مشہور کیا
کہیں نے رستم کو مار ڈالا [illegible] کوئی [illegible] نہیں اٹھا رکھا مگر ہمارے حافظ

حقیقی سے بھاگ بچا یا کہ یہاں تک باپ بیٹے دیوانہ شہر مردم در کو دفن کیا وہ دیوانوں کو ساتھ لیے
ہوئے بیرون شہر آئے کچھ کو اپنی آبادی پر تھا مشہور تھا اور دیوانہ شہر مردم در کا شکر گذاروں کے ہوش
اڑ گئے کہا حضور آپ یہ شخص کون کیوں کہ چھپ رہے تھے [illegible] شہر میں نام اسکا مشہور ہے کہ سب اسکو جانتے
ہیں جس جگہ [illegible] ادھر کا [illegible] رستم سنتے تھے کہ وہ ہمارے ساتھ ہمیشہ رفاقت کرتا
باپ کو بیٹے نے مار ڈالا اور [illegible] کہا تھا رستم کے ساتھ [illegible] آپ بہت مار دی باپ اسکا پیدا
ہو گیا اگر اسکو ساتھ لاتا تو [illegible] معلوم کیا حرکات کرتا تم سب عاجز ہو جاتے
کہ بلا ہوا عیوق آتا ہے فاروق گھبرا گیا اور سوچا کہ وہ نوجوان [illegible] مزاج دیکھے انکے کیا
گذرتی ہے کہ عیوق [illegible] رستم کو دیکھ کہا ای رستم تم نے غضب کیا کہ بادشاہ
کے دنگل پر بیٹھ گئے رستم نے کہا اچھا [illegible] ہم کو اٹھا دو سب سے
زیادہ باعث فساد یہ ہے کہ ہم مغرور شیرین کلام کو بات کرتے ہیں اور بے لیے نہ جائینگے تم دو کو دن
باتوں کو سنکر عیوق دنگ ہو گیا غصے میں کانپنے لگا کہا اچھا ای رستم ایک کام کرو ہمکو بڑا خیال یہ ہے کہ
اگر تمکو کوئی چشم زخم پہونچا تو ہمارے واسطے بڑی بدنامی ہے ہمارے ملک کا نام مشہور ہے کہ سب
پہلوان رہتے ہیں لیکن گنگ کھیلے کو ذلیل کیا یا شاید آپنے چشم زخم پہونچایا تو بھی باعث بدنامی
کا ہے کہ اکیلے نے جا کر ملک میں اپنے نام کا جھنڈا گاڑا لہذا یہ کرو کہ یہاں سے چلے جاؤ رستم نے
کہا یہ تو نہ ہوگا اگر اب تمنے کلام کیا [illegible] تلوار کھینچی بارگاہ کو خون سے لال کر دینگے اور مرجانا
سپاہی کے واسطے عین فخر ہے [illegible] عیوق نے کہا مجھسے مقابلہ کیجیے اگر مجھے زیر کیجیے
تو مغرور شیرین کلام کو بھی دیجیے اگر میں غالب آؤں تو [illegible] لشکر کا آپ کو بادشاہ کروں ایسے بہادر
کسے ملتے ہیں رستم نے کہا بسم اللہ اٹھیے اسی بارگاہ میں ہمارے آپکے فیصلہ ہو عیوق نے بخوشامد
کہا کہ ای رستم تم زخمی ہوئے اور مکان پر [illegible] رہے کیا آرام پایا ہوگا چھ مہینے کی میں تمکو مہلت
دیتا ہوں کہ میرے ساتھ رہو اور فنون سپاہگری کو زور دو تب مجھسے مقابلہ کرو رستم نے کہا ای برادر اسقدر
مہلت قلب کو گوارا نہیں طاقت جو داد الہی ہے وہ ہر وقت جسم میں موجود ہے عیوق نے کہا آج کی رات کی مہلت
دیجیے کہ میں اکھاڑا بنوا کر آؤں اور ہر دیوان شہر کو خبر کروں کہ صبح کو آکر سب تماشہ دیکھیں رستم نے کہا
طبل کشتی بجوائیے صبح کو سامنے خلقت کے ہمارے آپکے مقابلہ ہو بس ایک مکان نہایت پاک و پاکیزہ صاف

وشفاف شیشہ آلات سے آراستہ رستم کو رہنے کو دیا کہا یہین تشریف رکھیے چار خادم واسطے
خدمت کے مقرر کیے کہا صبح کو میدان مین آئیے گا رستم اُس مکان مین آکر بیٹھے خادم خدمتگار خدمت
کرنے لگے دن جب گذرا اور پردۂ شب حائل ہوا رستم بیٹھے بیٹھے گھبرائے سوچے کہ اے رستم ایسی سخت راہ
وصعب طے کرکے اس ملک مین پہونچے مگر افسوس ہے کہ اُس حریف آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق کا
کیا حال ہوگا چلو چلکر اُس معشوق سے ملاقات کرین اسکو تو دیکھ آئین کہ کس حال مین ہے فاروق
طبل کشتی بجواکر جو محل مین آیا گلعذار سے سب حال بیان کیا گلعذار نے کہا اے فاروق یہ تو ظاہر
ہے وہ یکہ و تنہا ہے شاطر بھی ساتھ نہین تمھارا املاک ومال فوج ولشکر سردار پہلوان سب سامان موجود
ہے لیکن ہم بھی کشتی کے مشتاق ہین کہ تماشہ دیکھین سامنے ہمارے محل کے اگر اکھاڑا کھدے تو
بہت مناسب ہے فاروق نے حکم دیا باہر آکر کارگذارون سے کہا کہ اکھاڑا سامنے محل کے آراستہ کرو
اکھاڑا استیار ہونے لگا مگر رستم لباس شبروی پہنکر طرف محل کے چلے جبرو رستغرن طلائے بہ بھاگتے
دور سے دیکھا ایک جوان بلند سیاہ پوش طرف محل شاہی کے جاتا ہے انچی جرأت یہ تو اسکو بڑا نازہے
گینڈا معوڑا یا پکار کر آواز دی او دزد مکار کہان جاتا ہے جب رستم کو پہچانا چاہا پلٹ جاؤن مگر غیرت نے
دامن پکڑا تلوار ماری کہا مین نے تجھکو پہچانا رستم نے تلوار اُسکی خالی دی اور سر جھکاکر زیر شکم گرگدن
جھکاکر آئے مبرور کو مع گینڈے اُٹھالیا چیخ دیکر مارا کہ اعضا مبرور کے چور چور ہوے نصف جسم
اسکا گینڈے مین اور نصف بیرون کرگدن یکایک دور سے پیادون نے جو دیکھا کہ افسر کو ہمارے
اُس سیاہ پوش نے مارا لینا لینا کرتے اُٹھے پلٹ گئے رستم پشت پر محل کے آئے مگر خون کی چھینٹین
جسم پر پڑی ہوئین کمند پھینکی جست کرکے بالاے دیوار آئے دیکھا صحن خانہ مین مغرور شبرنگ کلام
فرش خاک پر بیٹھی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہین **نظم**

صبا سے یہ دیتا ہے عاشق پیام	کہ اے باد کہیو یہ بعد از سلام
خیالات ملنے کے جاتے نہین	قرار و سکون دل تک آتے نہین
شب وروز رہتا ہے یان اضطراب	کیا شوق نے کام کو کیا خراب
کوئی طور ملنے کا ایجاد کر	نہ جور و ستم کر نہ بیداد کر
تن زار بیجان کیونکر جیے	جگر مین نہو خون تو کیا پیے

عجب بیقراری مین بیٹھی ہی کبھی اُٹھنا کبھی بیٹھنا کبھی بال نوچنا نام رستم ورد زبان حیران و پریشان کبھی
خندان کبھی گریان کبھی پکارتی ہی اے رستم ہماری آواز تم تک نہین پہونچتی صبا کو پیغام دیا مگر
اُسنے آپ تک نہ پہونچایا تمھاری جرأت و شوکت تو ظاہر ہوئی کہ صدہا اون کا رستم طرح کے آنے لگے
ہم ایسے بدنصیب گوشہ نشین کہ ہمارے شہر مین اُترے ہوا اور ہم تم تک نہین آسکے رستم نے جو یہ
باتین سنین بیقرار ہوگئے کنیزین سوگئی تھین بچا کر آواز دی اے ملکۂ عالم اب کلیجے کے ٹکڑے ہوتے
ہین یہ عاشق صادق راہ طے کرکے پہونچا تمھارا جمال بے مثال دیکھ رہا ہون اب دامن صبر دست
استقلال سے چھوٹا جاہتا ہے شیشۂ دل سنگ محنت فراق سے ٹوٹا جاہتا ہے آواز رستم جو ملکہ نے سُنی
بیقرار ہوکر اُٹھین کہا اے شہریار اسوقت کی آہ نے تاثیر دکھائی صبا نے نامہ داری کی کہ ہمارا پیام آپ تک
پہونچایا یہ کہکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے ہلاک کے روئین رستم کی بھی آنکھ سے آنسو جاری ہوے خون جسم رستم
پر دیکھکر ملکہ نے پوچھا کیون صاحب یہ خون کیسا ہے رستم نے کہا خون اُسی نامرد کا ہے جسنے ہمکو مکر سے
قتل کیا ہمارے حافظ نے ہمکو بچایا رستم نے اپنا حال مختصر کرکے سامنے ملکہ کے بیان کیا ملکہ نے کہا
صاحب تمنے اس قصائی کے کتے سے جو لڑنے کا ارادہ کیا ہے کیسا کھا کھا کے پھولا ہے اب مین آپکے
قبضے مین ہون جہان کہیے وہان چلون مگر عیوق سے مقابلہ نہ کیجیے اس ملک مین کوئی اُسکا مثل
نہین ہے رستم نے کہا اے ملکۂ عالم یہ جو مردون کا کام تو ہمسے ہوگا انشاء اللہ کل عیوق کو سرمیدان
زیر کرلینگے اور تمکو بجاکے لینگے اگر چھپ کے رات کو بھاگے تو ہمارے لشکر والے طعن و تشنیع کرینگے
اور لشکر مین رہنا ہمکو مشکل ہوگا ہمارے یہان ان باتون کی بدنامی ہے ہم ایسا نہ کرینگے ملکہ رونے لگین
رستم نے کہا بس تمکو دیکھنے آئے تھے اب خدا حافظ و ناصر اگر زندہ رہے تو پھر ملینگے اور اگر کل ہماری
قضا عیوق کے ہاتھ سے ہو تو غم نہ کرنا کبھی کبھی مزار غریبان پر آنا تمھارے فاتحہ پڑھنے سے روح کو راحت
ہوگی ملکہ رونے لگین کہا اے شہریار کیا بیان کرون کیا حال دل کہون عاشق و معشوق کی رخصت
ایک بیقرار ایک اشکبار ایک کو حسرت اور ایک کو حیرت ملکہ رو روکر سمجھاتی ہین کہ اے شہریار
عیوق بلائے روزگار ہے اُسکا زیر کرنا نہایت دشوار ہے کئی سو پہلوانون کو روز لڑاتا ہے اُسکا نام سنکر
دل گھبراتا ہے رستم کہتے ہین اب تو وعدہ ہوچکا جیسا کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا اس سرحد قاروقیہ مین
ذکر رہیگا کہ فرزند صاحبقران اکیلے آئے ادہر آکر دختر خداوند کو طلب کیا اور معشوق کو لے گئے

دیکھو تو عیوق کا کیا حال کرتا ہون جیسا جرأت کا دعوی ہے وہ مجمع عام مین کھل جائیگا المشکل عاشق ومعشوق رخصت ہوئے رستم تو کمند سے اُترے ملکہ نے سجادہ بچھایا بدرگاہ مجیب الدعوات دعا مانگنے لگین پکار رہی ہین کہ ای خالق بے نیاز درب کارساز میرے وارث کو دشمنون کے ہاتھ سے بچانا غربت مین اُنکو روز سیاہ نہ دکھانا یہ کافر دشمنان خدا کیا کیا فتور کرتے ہین آٹھ پہر ہنگامے برپا ہین اسقدر سجدے ملکہ نے کیے ہین کہ پیشانی سے خون جاری دوپٹہ ڈھلکا ہوا دل طرف خدا کے رجوع بخضوع وخشوع دعائین مانگ رہی ہین مان جو صبح کو اُٹھین بیٹی کو آج عجب رنگ مین دیکھا کہ کبھی سر سجدے مین جھکایا کبھی ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکار اُٹھین ای رحیم وکریم اس مشکل کو آسان کر عجب مشکل درپیش ہے مجھکو انتہا کا پس وپیش ہے مان نے پوچھا بیٹا کس سے دعا مانگتی ہو ملکہ نے کہا اپنے پیدا کرنے والے سے ہر نیک وبد مین التجا چاہیے آپ خیال تو کیجیے وہ کیسا کردگار ہے ہر امر کا اُسے اختیار ہے نظم

قائل یکتائیش ہر خاص وعام
متفق بر وحدتش خلقت تمام

سرنگون دار دیکے در بندگی
مثل سرو استادہ دیگر در قیام

ابتدا را ابتدا از ذات اوست
ہست بروے اقتدام اختتام

ہر مسلمان اللہ اللہ میسکند
وز صفائے قلب ہندو رام رام

نیست بردنیائے فانی اعتبار
ختم کن این ذکر ہندی والسلام

مان نے کہا ای نور نظر یہ طریقے تجکو کسنے تعلیم کیے ہمارے تو خداوند ہفت پیکر ہین جب ارادہ کیا پہلے مین پہونچے پہونچا ہاہوہ کھایا اب چلو کوٹھے پر تمام خلقت جمع ہے ملکہ روتی ہوئی اُٹھین کوٹھے پر آئین دیکھا پردہ ہائے زنبوری کھنچے ہین کنیزین انتظام کر رہی ہین کرسیان بچھی ہین زیر قصر سامنے اکھاڑا کھڑا ہے پر تخت فاروق کا بچھا ہے افسران فوج ورئیسان شہر جمع ہین اور غول کے غول چلے آتے ہین کہ ایک طرف سے باجے کی آواز آئی دیکھا عیوق تیرزن مسلح ومکمل کئی سو پہلوان ساتھ ڈھول بجتا ہوا آ کے پہونچا باپ کو سلام کیا بادشاہ نے ہاتھ پکڑ کے بیٹے کو برابر تخت بٹھالیا ملکہ نے جو تن وتوش عیوق کا دیکھا گھبرا گئین مان سے کہتی ہین ای مادر مہربان خدا اُنکو مظفر ومنصور کرے یہ دیو اس لائق ہے کہ کوئی اُس سے مقابلہ کرے چلتے مین زمین تھراتی ہے

کہ دوسری طرف سے نعرے کی آواز آئی دیکھا رستم بیل تن یکہ و تنہا تیغۂ ہفت جوہر قبضے مین سپر
پشت پر لگائے ہوئے آتے ہین رستم نزدیک فاروق کے پہونچے دنگل میٹھنے کو ملا کہ ایک
طرف سے رونے پیٹنے کی آواز آئی دیکھا لاشہ مبرور کا ایک بڑے کھٹّے پر ڈالے ہوے لوگ
پہونچے فاروق نے پوچھا ارے یہ کیا ہوا پیادون نے بیان کیا حضور ایک سیاہ پوش قریب
محلات شاہی پہونچا تھا ہمنے دور سے یہ دیکھا کہ یہ گینڈا اٹھلا کر قریب پہونچے ہاتھ تلوار کا مارا
اُس سیاہ پوش نے مع گینڈے اُنکو اُٹھا لیا اور زمین پر مارا افسر کا ہمارے یہ حال ہوا کہ نصف
گینڈے مین غرق ہو گئے فاروق یہ معاملہ دیکھکر بہت حیران ہوا کہ رستم نے اُٹھکر فاروق سے
کہا حضور الکریم اذا وعد وفا جس اشتیاق مین سب لوگ جمع ہوے ہین اُسمین تامل نہو فاروق
نے طرف بیٹے کے دیکھا عیوق جانگ لنگوٹ باندھکر اکھاڑے مین اُترا ڈنڑ پیلنے لگا مٹی
جو پیکر بازوؤن پر چڑھائی تو کوئی اس قد و قامت کا جوان نہین معلوم ہوتا فاروق نے
کہا عیوق ہاتھ پاؤن توڑکر رکھدے گا رستم بھی اکھاڑے مین کودے سب مشتاقون کا مجمع ہے
سبکو یہی خیال ہے کہ رستم اس دیو خصال سے کیونکر لڑینگے عیوق ایک کلائی رکھدیگا تو استخوان
رستم کے ٹوٹ جائینگے رستم نے جو تن و توش اُسکا دیکھا دل سے باتین کر رہے ہین کہ اے دل کمی
نہ کرنا پروردگار ارادے کو پورا رکھے کہ مٹی بازوؤن پر چڑھا کے عیوق نے پکار کے آواز دی اے
رستم اب آؤ تماشہ دیکھنے والے مشتاق کھڑے ہین رستم جھپٹ کر قریب عیوق کے آئے عیوق
اُچھل کود کرنے لگا رستم نے ہاتھ پکڑا کہا اے عیوق اُچھلنے کودنے سے کیا نفع تمسے کشتی لڑنے آئے
ہین یہ نٹ بازی ہم نہین جانتے عیوق نے چاہا گردن پر ہاتھ رکھون رستم نے ہاتھ عیوق کا ہٹا یا گردن
پر ہاتھ رکھکے ایک ہکہ مارا کہ سر عیوق کا زمین سے مل گیا سب دیکھنے والے دیکھ رہے ہین کہ عیوق
نے بمشکل سر اُٹھایا جی مین کہتا ہے اے عیوق خداوند ہفت پیکر نے تمام دنیا کا زور اسی مین بھر دیا ہے
کشتی لڑنے لگا جب عیوق پکڑ لاتا ہے رستم تڑپ کے نکل جاتے ہین اور جب رستم پکڑ کے لاتے ہین تو
عیوق کو دو دو گھڑی رگڑتے ہین عیوق بمشکل نکلتا ہے سب دیکھ رہے ہین حیران ہین کہ یہ جوان
فولاد کا پتلا ہے عیوق ایسے گران ڈیل سے یہ جوان لڑ رہا ہے تین پہر کامل ایک طور سے کشتی ہوتی
پھر دن رہے عیوق نے دیکھکر آواز دی اے رستم تین پہر گذرے مشتاق دیکھ رہے ہین ایک زور

آخری کرتا ہون رستم نے کہا بسم اللہ زور آخر کیجیے عیوق نے دونون مونڈھے رستم کے تھامے
سینے مین سر لگا کے لے دوڑا چند قدم لیجا چکا تھا کہ رستم نے چاہا پلٹون عیوق نے کہا اگر رستم
اب رکنا نہایت دشوار ہے رستم نے کہا اب ایک قدم نہ ہٹینگے یہ کہکے رستم پلٹے عیوق نے چاہا
نہ پلٹنے دون رستم نے دونون پانؤن آگے بڑھائے عیوق نے قصد کیا پھر لے دوڑون جیسے
ہی دونون پانؤن آگے بڑھائے وہان پر موشخانہ تھا دونون پانؤن عیوق کے گھٹنون تک
زمین مین اتر گئے رستم نے ہاتھ مارا کہ کولہ عیوق کا اتر گیا کڑا کے کی آواز آئی عیوق تھرتھر کانپا بیہوش
ہونے لگا سر کاندھے پر رستم کے رکھدیا رستم نے دونون ہاتھون پر عیوق کو سنبھالا دیکھا کولہ
عیوق کا اتر گیا پکار کر آواز دی اے فاروق عیوق صیاد زبون ہے اسپر ہاتھ ڈالنا ہماری
مروت سے بعید ہے اسکو لو اور اسکا علاج کرو کئی شاگردون نے عیوق کو گود مین لیا ہوادار آیا
عیوق کو ہوادار پر ڈال کے لیگئے رستم اکھاڑے سے باہر آئے پہلو تخت فاروق مین دنگل بچھا تھا
اُسپر آ کے بیٹھے فاروق سے فرماتے ہین اے فاروق معاملہ کشتی ناتمام رہا جب صحت پائیگا تو پھر
مقابلہ ہوگا اب مقدمہ ملکہ مین کیا کہتے ہو فاروق کہتا ہے بقول آپکے مقدمہ ناتمام رہا اب آپ
یہان تشریف رکھیے عیوق کا ہم علاج کرتے ہین جس روز صحت پائیگا آپ سے مقابلہ کریگا رستم
نے قبول کیا چند خدمتگار ہمراہ کیے کہا اُسی کمرے مین آپکو لیجا کر اتارو رستم کو اُس کمرے مین
اتارا رستم اُس انتظار مین ٹھہرے ہین کہ ہر شب کو ملکہ سے ملاقات کرینگے جس روز عیوق صحت
پائیگا اُس دن اُسکو زیر کرکے ملکہ کو لیجائینگے دن بھر تڑپ تڑپ کے بسر ہوئی جب شاہ انجم سپاہ مع فوج
ثوابت و سیارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا رستم انتظار مین ہین کہ خادم خدمتگار سوئین تو
مین جاؤن اسی انتظار مین لیٹے دن بھر کے تھکے ہوئے تھے غافل سو گئے خادم اپنے اپنے مقام پر
سو رہے صبح کو فاروق برائے ملاقات آیا دیکھا خدمتگار بیٹھے رو رہے ہین فاروق نے پوچھا
ارے کیا ہوا کہا حضور غضب کا رتگا ہے کوئی رستم کو چرا لیگیا فاروق نے آکر ہرکارون کو
حکم دیا کہ شہر مین تلاش کرو جس کسی نے یہ حرکت کی ہوگی گھربار سب ضبط ہوگا وہ شخص قتل کیا جائیگا۔
ہمارے مہمان کو چرا کر لیگیا مقدمہ جو قرار داد تھا وہ ناتمام رہا عیوق نے بلا کر فاروق سے کہا
بابا جان اس مقدمہ مین دیا ہے کوشش کیجیے آپکے واسطے بدنامی ہے ایسا نہو دشمن لوگ کہین کہ گھر مین

رکھکر چھڑوا دیا فاروق نے کہا ای فرزند مین نے ہرکارے مقرر کیے ہین کو توال سے تاکید کی ہی یہان
تو فاروق تدبیر کر رہا ہی مگر حال رستم تحریر کرتا ہون فاروقیہ سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ اسکو
قلعہ مہر و ماہ کہتے ہین ماہتاب خاراشکن پہلوان زبردست اُس قلعے کا حاکم ہی اُسکو ہرکارون نے
خبر دی کہ طلسم کشا قلعۂ فاروقیہ پر آئے ہوے ہین عیوق سے مقابلہ پڑا عیوق کا گولہ اُتر گیا اب
رستم مہمان ہین اپنے عیار کو بلایا غراب بن اہرمن بڑے قد و قامت کا عیار ہی ہم پہلوان ہم عیار
بادشاہ نے حکم دیا کہ ای غراب ہو سکتا ہی کہ تو رستم کو چرا لا غراب بہ صورت مبدل قلعۂ فاروقیہ مین
آیا خدمتگاران رستم سے ملا رات کو نقب دیکر لے بھاگا راہ کو طی کرتا ہوا جاتا ہی قضائے کار سمک ایلاقی
کہ شکارگاہ مین آقا سے چھوٹا تھا تلاش کرتا ہوا آتا ہی اسنے سنا کہ آقا فلان قریہ مین صحت پاکر طرف
قلعہ فاروقیہ کے گئے ہین یہ بھی طرف فاروقیہ کے جاتا ہی تھک کر ایک نخل کے سایے مین بیٹھا تھا
کہ آواز زنگ کی کان مین آئی دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش آتا ہی سمک نے بہ تعجیل رنگ و روغن
عیاری لگایا ایک فقیر کی شکل بنکر تیار ہوا جب غراب قریب پہونچا پکار کر آواز دی میان جانے والے
کچھ فقیرون سے واحد شاہد ہوگے ذرا حقہ پی لو غراب نے پلٹ کے دیکھا ایک درویش
جہان گرد دعائین دے رہا ہی غراب جہاندیدہ کار آزمودہ ہی تیور فقیر کے دیکھکر اسکو تردد ہوا پکار کر کہا
شاہ صاحب مین اسوقت نہین ٹھہر سکتا یہ کہکے چلا ہلا پڑھون گوشۂ ردا جو چہرے سے رستم کے ہٹا سمک
کی نگاہ پڑی سمجھا کہ یہ عیار آقائے نامدار کو لیے جاتا ہی اب تو تاب نہ باقی رہی تیغ کھینچکر للکارا او نا عیار میرے
آقا کو لیے جاتا ہی غراب سامنے سے بھاگا چاہتا ہی سرحد مین اپنے قلعے کی پہونچون وہان کے
دیہاتی میری شرکت کرینگے دو کوس بھاگا قریب ایک گانون کے پہونچا گنوار کھیتون پر حرست
زراعت کر رہے تھے غراب نے پکار کر آواز دی یارو مین ہون غراب بن اہرمن عیار بادشاہ کا
بحکم شہنشاہ اس جوان کو چرا کر لایا ہون یہ عیار مکار میرا پیچھا نہین چھوڑتا گنوار طرف سمک
کے دوڑے سمک نے کئی گنوارون کو مارا غراب جست و خیز کرکے نکل گیا جب سمک نے
دیکھا کہ غراب نکل گیا گنوارون سے لڑنے سے کیا فائدہ بھاگ کر ایک گوشے مین چھپا
جب گنوار چلے گئے تو سمک نکلا طرف قلعے کے چلا غراب پشتارہ لیے ہوے سامنے بادشاہ
کے آیا کہا ای شہریار مین طلسم کشا کو لایا مگر عیار اُسکا بلائے روزگار ہی اُسنے پشتارہ لیلیا ہوتا

مگر مین نے گنوارون مین پھنسایا وہ بیرون قلعہ رہا مین قلعے مین لے آیا لقین ہو وہ عیار قلعے
مین آیا ہوا اپنے آقا کی رہائی کی کوشش کریگا ماہتاب خاراشکن نے کہا عیار آئیگا تو کیا کریگا
مین کل اسکو قتل کرونگا تو ہوشیار تو کر غراب نے کہا حضور یہ کمندہاے ریشمی مین بندھا ہو اُٹھتے ہی
اسکے قیامت برپا ہوگی مسلسل و مطوق کرا کے ہوشیار رہیے بادشاہ نے آہنگرون کو بلایا مسلسل و مطوق
کرا کے عیار سے اشارہ کیا عیار نے فتیلہ رافع دارو ے بیہوشی دیا رستم کی آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل پایا
مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی دربار کفر مدار کو دیکھا اور بادشاہ کو تخت پر پایا پکار کر
ماہتاب خاراشکن نے آواز دی اے رستم کل قلعہ جات پر تمھارے قتل کے فرمان پہونچ گئے
مین بھی ایک ادنی خراج گزار خداوند کا ہون خداوند حقیقی تمھارا تمسے بیزار ہو تم گرفتار ہوکے ایسے
مقام پر آئے کہ یہان سے بچنا دشوار ہو رستم نے جواب دیا ہمارا حافظ حقیقی نگہبان ہو ہمین کون قتل
کرسکتا ہو جو تجھسے ہوسکے وہ تقصور نکر خیرہ باتین کرکے حکم دیا شہر مین ڈھنڈورا پٹے کل صبح کو رستم قتل
ہونگے سب لوگ آکر جمع ہون اشتہار چسپان کیے جائین حکم کیا لیجاکر رستم کو قید کرو غراب خود بطور نگہبانون
کے آکر بیٹھا سمک تلاش کرتا ہوا جب در قلعہ پر پہونچا ڈھنڈھورے کی آواز سنکر بہت گھبرایا حیران ہو کہ
کیا تدبیر کرون پھرتا پھرتا سامنے قیدخانے کے آیا دیکھا غراب چارسو شاگرد لیے بیٹھا ہو کیا مجال کہ
کوئی اُدھر سے رستہ چل سکے سمک نے کد و کاوش کی لیکن عیارون کو ہوشیار پایا رات بھر گرد قصر
پھرا کوئی مقام ایسا نہ پایا کہ جہان سے بیٹھ کے نقب دے اسی تردد مین صبح ہوگئی سمک بہت گھبرایا
یکایک نقارے پر چوب پڑی دیکھا بادشاہ تخت پر سوار نمایان ہوا بادشاہ کے عقب مین فوج اُس مقام
پر بادشاہ آکر ٹھہرا کہ جس مقام پر دار بن استادہ مین جلاد جست و خیز کر رہے ہین کہ بادشاہ نے غراب سے کہا
کہ قیدی کو لاؤ غراب وہان سے آیا آتے ہی قفل کھولا اندر مکان کے آکر دیکھا کہ ہتھکڑیان کٹی پڑی ہین
حجرہ نقب کا لگا ہوا ہو رستم ندارد ہے تب تو غراب بدحواس ہوکر نقب مین کودا دوسرا حجرہ ایک دوکان مین پایا
وہ دوکان ہمیشہ خالی پڑی رہتی تھی غراب روتا ہوا پلٹا اب تو ہلڑ ہوا کہ قیدی کو کوئی قیدخانے سے نکال لیگیا
سمک یہ ذکر سنکر حیران ہوا کہ یہان کسنے ایسی حرکت کی دوست کہان سے آیا اب سمک اُس مجمع سے نکلا گلی گلی پتہ
لگانے لگا غراب نے بادشاہ سے کہا کہ اسکا عیار بڑا تیز و طرار ہو اُسنے ایسی حرکت کی ہو تو تعجب نہین یہان
بادشاہ نے غراب کو حکم دیا غراب نے آکر تھانہ دارون سے کہا تھانہ دارون نے مہترانیون سے بلا کر اقرار نامے

لیے کہ نیا آدمی جس مکان میں نکلے گا تم لوگ گنہگار ہوگے جلد بنہ لگاؤ غراب کہتا ہو مجھے ایک مقدمہ مین بڑی حیرت ہوکہ اگر عیار اسکا ایسا کام کرتا تو وہ کہان رہتا مگر سمک یلداقی پھرتا پھراتا قریب ایک درباغ کے پہونچا گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی یہ غزل عاشقانہ بڑے لطف سے گا رہا ہی۔ نظم

چشم حق بین سے جو اُس بت کا سراپا دیکھا	صنعت صانع قدرت کا تماشا دیکھا
داغ اُلفت سے رہا سینہ ہمیشہ خالی	اس چمن مین نہ کبھی پھولتے لالا دیکھا
آگئین یاد غزل خوانیان اپنی ای رند	کسی بلبل کو اگر زمزمہ پیرا دیکھا

سمک نے جو گانے کی آواز سُنی بیتاب ہوگیا پشت باغ پر آیا کمند مار کے دیوار پر چڑھا دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین گل رخسار شیرین گفتار مسیحا لب چاہ غبغب جبین صد پا یوسف دل غرق کو جنکا نکلنا دشوار پہلو مین رستم کے بیٹھی بے اختلاط ظاہری ہورہا ہو ایک گائن نہایت شوخ و شنگ محیل مچل کے گا رہی ہو سمک خوش ہوگیا جی مین کہتا ہو آقا ہمارے کیا صاحب نصیب ہین کہ ایک معشوق سے چھوٹے دوسرے کو پایا دیوار سے اُترا اور پہلو مین اُس نازنین کے مثل ستارہ پہلوے ماہ ایک نازنین بیٹھی ہو طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ علم موسیقی مین دخل رکھتی ہو تال سم پر تعریفین کر رہی ہو اتفاقاً گائن بولا کر اُٹھی واسطے رفع حاجت کے چمن مین آئی سمک نے اُسے بیہوش کیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے گائن کی شکل بنا محفل مین آیا سامنے رستم کے بیٹھ کر گانے لگا نام لینے سے معلوم ہوا کہ علامہ عنبرین مو نام رستم کے پہلو مین بیٹھی ہو اور صنوبر سہی قد وزیرزادی پریان سمک مائل ہوے اُسی کی جانب گانے مین متوجہ ہین کبھی ہاتھ پر ہاتھ رکھدیا کبھی بتاتے بتاتے عارض کی جانب ہاتھ اُٹھایا صنوبر نے جھلا کر کہا اری گلشن کچھ دیوانی ہوئی ہو یہ کیا حرکات ہین کہا بی بی بتانے مین ضرورت پڑتی ہو معاف فرمائیے کنیز حضور کی ہون قدمبوسی چاہتی ہون امیدوار ہون کہ قدمبوسی کرون صنوبر بے اختیار ہنس پڑی کہا گلشن آج تجھے کیا ہوگیا کیسی باتین کرتی ہو سمک نے زبان عربی مین رستم کو آگاہ کیا مین ہون آپکا غلام سمک یلداقی اب تو رستم نے طرف سے سمک کے صنوبر سہی قد سے سفارش کی کہ ہمارا عیار ہو تم پر دلدادہ دل فریفتہ ہو اسکی خاطر کرو یہ فرزند خواجہ عمرو ہو صاحبقران اسکو فرزند کہتے ہین اب تو صنوبر آگاہ ہوئی سمک نے صورت اصلی دکھائی ملکہ نے کہا ارے میری گائن کو کیا کیا سمک گائن کو صحبت مین لایا اب

بصورت اصلی پہلوے صنوبر مین بیٹھا مگر غراب پر بادشاہ نے بہت تاکید کی ہو کہ شکار میرے ہاتھ سے آکر نکل گیا اگر اُسکا سر بھیجتا تو قدرت کیسے خوش ہوتے یقین ہو کہ مجھکو طرۂ پیغمبری ملتا باغ مین تو ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو گایئن بھی گا رہی ہو صنوبر رستم سے سفارش کرا کے دو چار اشعار سماک سے گوالیتی ہو کہ غراب پھرتا ہوا عقب باغ جو گذرا گانے کی آواز کان مین آئی حیران ہوا کہ آج ملکہ کے یہان کیا خوشی ہو بڑے دور و شور سے گاتا ہو رہا ہو اسوقت سماک گا رہا تھا آواز سنکر زیادہ پریشان ہوا خیال مین گذرا کہ یہ کسکی آواز ہو آواز مین بڑا اسوز و گداز ہو کمند مار کر دیوار پر چڑھا رستم کو پہلوے علا آمد مین اور سماک کو پہلوے صنوبر مین دیکھکر جل گیا دلمین کہتا ہو اس شوخ دیدہ نے رستم کو کیونکر پایا کنیزین ذکر کر رہی ہین کہ واری ہمنے دوکان خالی سے نقب لگائی کئی حبشنین کہتی ہین کہ ہمنے مٹی نقب سے نکالی یہ سب ذکر غراب نے سنا معلوم ہوا کہ کنیزین نقب دیکر لائین رستم کو قید مین نہ رہنے دیا دیوار سے اُترا در دولت پر بادشاہ کی آیا محل ار سے کہا شاہ کو جا کر جگا دے کہنا غلام آیکا رستم کا پتہ لگالایا جلد آئیے ایسا ہو کہ وہان کچھ انقلاب ہوجاے بادشاہ کو یہ سنکر بہت غصہ آیا کہا فوج تیار کرو ساٹھ ہزار جوانان جنگی تیار ہوکر آئے آپ خود گینڈے پر سوار ہوا غراب راہ بتاتا ہوا چلا کچھ کنیزین کوٹھے پر جو گئیں اُنھون نے آمد فوج دیکھی ملکہ کے سامنے کانپتی ہوئی آئین کہا حضور معلوم ہوتا ہو کہ حال حضور کا کھل گیا بادشاہ مع فوج آتا ہو ملکہ تو گھبرا گئین رستم تلوار ٹیک کر اُٹھے ملکہ نے دامن پکڑ لیا کہا اے شہریار اول تو بادشاہ خود پہلوان ہو دوم ساٹھ ہزار فوج اُسکی جنگ آزمالڑی بھڑی ہوئی آپ یکہ و تنہا کیا کرینگے رستم نے کہا ملکہ خدا کو یاد کرو ایسے معرکے اکثر گذرے ہین اُس حافظ حقیقی نے حفاظت کی دشمن کے ہاتھ سے بچالیا ہو ایک مادیان کہ ملکہ کی سواری کی تھی سماک نے بڑھکر اُسی پر زین ڈالا کسکر اُسکو سامنے رستم کے لایا رستم سوار ہوے باغ سے نکلے ملکہ بام پر آئین دعائین مانگنے لگین کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز میرے وارث کی مدد کر رستم جیسے ہی در باغ سے نکلے دیکھا غراب آگے آگے فوج کو حکم دیتا ہوا کہ چہار جانب سے باغ کو گھیر لو بعد غراب کے ماہتاب خارا شکن گینڈے پر سوار چیف افسر ساتھ کہتا ہو مین جاتے ہی سر رستم کا کاٹ لونگا اور اُس شوخ دیدہ کو وہ سزا دونگا کہ تمام شہر آگاہ ہوا اب پردہ پوشی کی کیا ضرورت

ہی جب وہ مسلمان کے پہلو مین بیٹھی تو خداوند ہفت پیکر کو بُرا کہا ہوگا سر بازار اسکو قتل کرونگا
رستم کو جو دیکھا غراب نے کہا دیکھیے وہ شخص آتا ہی ماہتاب نے گینڈے کو مہمیز کیا کہا ای رستم
آؤ مین تمھاری رستمی دیکھون رستم گھوڑا بڑھا کر جا پڑے اب جو رستم کو دیکھا حیران جمال حق دیدار
ہوا دل سے کہتا ہی اس شخص پر کیا حملہ کرون ایک او جھڑ سپر کی کافی ہی رستم نیزہ پکڑ کے سامنے
آئے ماہتاب نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا آپس مین نیزہ چلنے لگا
ا تو ماہتاب دنگ ہوا ہر مرتبہ نیزہ نکالا چاہتا ہی بمشکل سنبھالتا ہی دو گھڑی کامل نیزہ چلا آخر
رستم نے نیزہ اُس کا نکالا ماہتاب نے غصّے مین تلوار پر ہاتھ ڈالا خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے
سپر کو گردش دی بار خو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ماہتاب بھی لپٹ پڑا دونون مین کشتی ہونے لگی
اہل فوج دیکھ رہے ہین کہ رستم ریل کرتے ہوئے دوڑتے ہین ماہتاب گھبرا رہا ہی پھر پھر اُلجھ اُلجھ کے لڑا
ایک مقام پر رستم ریل کرتے دوڑے دس بارہ قدم ریل کر لا گئے وہان پر لا کر یکبارا دونون گھٹنے ماہتاب
کے آشنائے زمین ہوئے یقین ہوا کہ پسلیان نکل جائینگی رستم نے کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا سر سے
بلند کیا چاہا زمین پر مارون کہ ماہتاب نے آواز دی ای شہریار الامان رستم نے کہا امان بشرط ایمان
ماہتاب نے عرض کی جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نکرونگا رستم نے گلے سے لگا لیا
ماہتاب نے عرض کی بارگاہ مین چلیے سمک نے عرض بھی کی کہ نیا مسلمان ہی ایسا نہو کچھ فساد برپا
کرے رستم نے کہا خدا حافظ ہی ماہتاب بخوشامد و منت رستم و سمک کو لیکر بارگاہ مین آیا مقام صدر پر
رستم کو بٹھایا کہتا تھا تخت پر بیٹھیے رستم نے انکار کیا فرمایا خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہم
تخت پر نہین بیٹھتے مقام صدر پر دنگل زرین تھا اُسپر رستم بیٹھے ماہتاب نے جام شربت بڑھکر پیش
کیا عرض کی حضور اسکو نوش کرین کہ غلام کو تسکین ہو ہمارے یہان کا یہ دستور ہی رستم نے بے اندیشہ
انجام شربت نوش فرمایا دوسرا جام ماہتاب نے سمک کو دیا سمک نے کہا آقا پی چکے اب میری کیا
ضرورت ہی غراب نے ہاتھ باندھ کر کہا اُستاد آپکے نوش کرنے سے ہمکو تسکین ہوگی سمک نے
بھی جام نوش کیا اس منت سے غراب نے کہا کہ سمک کو کچھ نہ پڑا شربت پیتے ہی رستم نے
سمک سے کہا کہ ای سمک سر گردش کرتا ہی سمک نے کہا غلام کا بھی یہی حال ہی غلام تو سمجھ گیا تھا
مگر حضور کے خیال مین نہ آیا اُسکا یہ انجام ہوا رستم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا قصد کیا کہ اپنے مقام سے

اُٹھوں بیہوشی تاثیر کر چکی تھی رہا کھڑا کے گرے سماک نے چاہا میں نکل جاؤں غراب نے سماک کو
گرفتار کیا نشے میں دونوں کو ہتھکڑیاں پہنائیں اب ہوشیار کیا اسی وقت حکم کیا کہ میدان خونی کی
تیاری کرو اسی وقت دار بن استادہ ہوئیں خبر کنیزوں سے ملکہ کو پہونچائی ملکہ یہ خبر سنکر گھبرائیں کنیزوں
نے کہا واری نکل بیٹھے ملکہ نے سجادہ بچھایا پاک بلاک کے دعائیں مانگنے لگیں کنیزیں آئیں
کہہ رہی ہیں رنگ باغ دگرگون گلوں کا کلیجہ خون شمشاد کی کمر میں خم ہر نخل بیدم بلبلیں باہم
نوحہ خوانی کر رہی ہیں قمریاں ٹھنڈی سانسیں بھر رہی ہیں یہاں ماہتاب نے آواز دی یارو جلدی
کرو ایسا نہو کوئی اُفتاد پڑ جائے ایک رات قید خانے میں نہ رہ سکے اس شوخ دیدہ نے چیرو منگوایا
انکا خاتمہ کروں تو فارغ ہو جاؤں اس شوخ دیدہ کو گرفتار کر لاؤں اسی مقام پر اسکو بھی قتل کروں
تب دل خوش ہوگا کہ اس گیسو بریدہ کا لاشہ اسکے لاشے کے قریب ہو ہر شخص جانے یہ
بے نصیب ہیں جلاد نے رستم کو کھینچ کر قریب دار کے لاکر پاؤں میں زنجیر باندھی رستم و سماک دار پہ
لٹک گئے ماہتاب تیر و کمان لیکر کھڑا ہوا چاہتا ہے تیر ماروں کہ صحرا سے گرد اُڑی فرد۔ از دامن
دشت کوہ اور زنگ + گرد سے برخاست طوطیا رنگ + سب نے دیکھا نقابدار مرصع پوش مع بارہ ہزار
جوانوں کے گھوڑا اڑاتا ہوا صحرا سے پیدا ہوا آتے ہی فوج کو حکم دیا ان سپاہیوں کو مارو ہٹا دو ادھر ماہتاب
نقابدار نے نیزوں سے کیا دوبارہ تلواریں کھنچیں کنیزوں نے جھپٹ کر یہ خبر ملکہ کو پہونچائی ملکہ قصر پر آئیں
دور سے دیکھا نقابدار بہادر لڑتا ہوا طرف رستم کے جاتا ہے یہاں رستم نے جو دیکھا کہ نقابدار مجھے رہا کرنے
آتا ہے غیرت سے پسینے پسینے ہوگئے زنجیر پکڑ کر ایک جھٹکا مارا زنجیریں ٹوٹیں زمین پر آئے زمین پر آتے ہی
ایک سوار کو مارا اسکے گھوڑے پر آپ سوار ہوئے تلوار کھینچ کے لڑنے لگے سماک کو رستم نے رہا کیا سماک نے
حقہ ہائے آتشبازی داغے تمام میدان کو دھواں دھار کر دیا اُس دھوئیں میں رستم لڑتے بھڑتے قریب
ماہتاب پہونچے نقابدار نے چاہا کہ ماہتاب کو میں ماروں مگر دور سے دیکھا کہ رستم پہونچ گئے ماہتاب
نے بخوف جان چاہا گھوڑا بھگاؤں رستم آکے سد راہ ہوئے ماہتاب نے ہاتھ مارا رستم نے تلوار کو
تلوار پر روکا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا برق شمشیر جو چمک کر گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سر کو کاٹ کر جو گری
تاج کو کاٹا تاج کو کاٹ کر جگر گاہ تک تلوار پہونچی نقابدار بڑی کوشش کرکے قریب علمدار کے پہونچا علمدار
کو مع علم قتل کیا فوج ماہتاب کو شکست ہوئی الامان الامان کی صدائیں آنے لگیں سب افسر

روٹی سے ہاتھ باندھ کر قریب رستم کے آئے نے عرض کی کہ اے شہریار یہ مکار اسی لائق تھا کہ واصل جہنم
ہوا ہم لوگ نہیں کہتے تھے کہ یہ فریب نگر ہوت؟ سکی دستگیری جیسا کیا ویسا پایا ہم تابعدار ہیں
سبکو رستم نے کلمہ پڑھایا کلمہ پڑھکر سب افسر مسلمان ہوئے پچیس ہزار سوار جو باقی رہے تھے وہ
مسلمان ہوئے اب رستم نے فرمایا ای سماک اس نقابدار کو بڑا دعوی ہے جب آتا ہے بانگ ہی
دکھاتا ہے ایک دن اسکو پھر رو دونگا سماک نے عرض کی دعوی محبت رکھتا ہے آپ لوگوں کی ملاقات
کو آتا ہے کیا ضرور ہے کہ دوست کو دشمن بنائیے جب وہ پھر آپ لوگوں سے دعوی کریگا سوال و
جواب کا آپکو اختیار ہے رستم نے وزیر قلعہ کو بلوایا وہ جو سامنے آیا فرمایا ای وزیر اعظم ترنج
خوشبوی نسبت ملکہ عنبرین مو کا اگر مناسب ہو تو ہمارے سینے پر لگا دو وزیروں نے بہ تعجیل
ترنج خوشبوی لاکر سینے پر رستم کے لگایا کہا ملکہ عنبرین مو کو حضور کے ساتھ منسوب کیا
رستم دربار میں انتظام کر کے باغ میں آئے فرمایا لو ملکہ عالم نسبت کو تو ہمنے پختہ کر دیا انشاء اللہ
بعد فتح طلسم ہفت پیکر شادی بھی کرینگے اب ہمکو جلدی ہے قلعہ فاروقیہ پر جانے کو پہونچائیں ملکہ
نے کہا اے شہریار فراق حضور میں کنیز کی کیونکر بسر ہوگی راتیں ہجر کی کیونکر کٹینگی رستم نے کہا اس طلسم
ہفت پیکر کی کدو کاوش کرتے ہوئے عرصہ ہوا انشاء اللہ بہت جلد اب فتح کی خبر ہوگی شب بھر
رستم نے ملکہ کو سمجھایا جب ملکہ کو صبر آیا بعد دو دن کے رستم نے کوچ کی تیاری کی ایک افسر کو [illegible]
کو قلعہ سپرد کیا پچیس ہزار فوج اپنے ساتھ لیکر طرف فاروقیہ کے چلے لیکن فاروق شاہ تخت پر
اپنے بیٹھا ہے عیوق دربار میں آنے لگا کولے کے درد سے اسنے مہلت پائی کہ اب دربار میں روز
آتا ہے باپ سے کہہ رہا ہے کیا عرض کروں کولہا ٹوٹنا مجھپر ایسا شاق ہوا چار پہر کشتی اور ہوتی تو
رستم کو زیر کر لیتا فاروق کہتا ہے ای فرزند میں نے جو خیال کر کے دیکھا کسی فن میں رستم کو کم
نہ پایا بلکہ اگر چار پہر کشتی اور ہوتی تو مجھے یہ خیال ہے کہ وہ تجھپر غالب آتا عیوق کہتا ہے ای باپ
ہر چند کہ رستم پہلوان بیمثل ہے لیکن زور میں ہی غالب آتا باپ بیٹے باتیں کر رہے ہیں کہ ہرکارے
دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ رستم نے جا کر قلعہ مہر و ماہ کو فتح کیا ماہتاب ایسا
پہلوان انکے ہاتھ سے مارا گیا پچیس ہزار فوج لیکر آتے ہیں آپ سے مقابلے کا قصد ہے فاروق
نے کہا ای نور نظر سنا تمنے ماہتاب ایسا پہلوان ہاتھ سے اس شہریار کے مارا گیا اور سیمرور کے

مقدمہ مین بھی اعتقاد قوی کرتا ہون کہ وہ سیاہ پوش ہی شیر تھا عجب رنگ سے مسرور دربار گیا مع گنبد کے
اُسکو اُٹھا لیا گنبد ے کو جو جع دیکر زمین پر مارا کیا حال اُسکا ہوا عیوق نے کہا ای باپ بڑی شرم کی
بات ہی اگر وہ قلعہ تک آ گئے تو لوگ مجھکو ہنسین گے مین آگے بڑھکر دکون قلعہ تک رستم کا آنا
بہتر نہین فاروق نے کہا ای نور نظر فوج جسقدر چاہیے لیلوا فسران فوج سب تمھارے ساتھ ہین
بلکہ تمھارے زیر کردہ بخوشی تمھارے ساتھ جائینگے عیوق اپنے مقام سے اُٹھا چار سو پہلوان نامی
اور نام آور فوج کے افسر اور تین لاکھ فوج فاروق نے جوانان جنگی چھانٹ کر بیٹے کے ساتھ کی تین لاکھ
فوج اور چار سو پہلوان ساتھ لیکر قلعے سے باہر نکلا خیال مین گذرا کہ اب دن کم باقی ہی کل آگے جاونگا
حکم دیا آج در قلعہ پر بارگاہ استادہ ہو فوج اُسی مقام پر اُتری بارگاہ استادہ ہوئی بازارین درست
ہوگئین کٹورہ کھنکنے لگا گرم بازاری شروع ہوئی عیوق آگے بارگاہ کے کرسی پر بیٹھا ہی لاف وگزاف
کر رہا ہی کہتا ہی اب رستم کو مشکل پڑے گی وہ پیچ باندھون جسکا توڑ اُستادان فن نے مقرر نہین کیا
سوا ے میرے اور کوئی اُسکا توڑ نہین جانتا چاہی پھر رات اس معاملے مین گذری صبح ہوتے باہر نکلا
ٹہل رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا رستم پیل تن پشت مرکب پر سوار سمک یلدا قی ہمراہ پشت پر پچیس ہزار
سوار نوبت و نقارہ بجتا ہوا اس کروفر سے رستم کو آتے ہوے دیکھا عیوق کے ہوش اُڑ گئے
پہلوانون سے کہنے لگا اگر مین نے اسکو زیر کیا اور اسنے میری رفاقت کی تو مین کوچ کرونگا اگر دونگا
اسکے سبب سے ممالک پر قبضہ ہو گا بادشاہ لشکر کرونگا یہ کہتا ہوا داخل بارگاہ ہوا لشکر رستم
اُتر پڑا انکی بھی بارگاہ استادہ ہوئی میخوار جنگ آزما کہ جسکو سپہ سالار کرکے لائے ہین وہ فوج اپنی
ساتھ لیکر ہمراہ رستم بارگاہ مین آیا عیوق بیٹھے بیٹھے اپنی بارگاہ مین گھبرایا ساتھیون سے کہا
اگر تم سب کی خوشی ہو تو مین جا کر رستم سے ملاقات کرون جرأت کے خلاف ہی آپس مین کہا کہ اگر دشمن
سچا ہیے بروقت جنگ جنگ ہوگی بروقت صلاح اصلاح حال اُنکا پوچھین کہ آپ کو کون لیگیا
کیونکر قلعے پر قبضہ ہوا لیکن یہ خبر ملکہ مغرور کو پہونچی کہ رستم آئے ہین ملکہ گھبرا گئین کنیزون سے
کہا صاحبو تمنے سنا ہی لشکر بھی ساتھ ہی مگر لشکر کسقدر ہی کنیزون نے کہا حضور سنتے ہین کہ
پچیس ہزار جوان ساتھ ہین مگر عیوق تین لاکھ فوج لیکر گیا ہی یہ خبر سنکر ملکہ نے بیتابی مین
شگفتہ نامے کنیز کے قدمون پر سر رکھدیا اسنے کہا مجھے گنہگار نہ کیجیے آپ ہماری مالک ہین

جو ارشاد فرمایئے بجالاؤن آپ مجھ اُجڑی کے قدمون پر کیون گرتی ہین ہمنے سرکار کے نمک سے
پرورش پائی آپکے واسطے قید ہوے مار کھائی مگر یہ منھ سے نہین نکلا کہ حضور نے رستم کو بلایا ہم کسی بات
سے انکار کرینگے کہا بس ہمکو دمبدم کی خبر ملے شگوفہ نے کہا کوئی خبر ایسی نہوگی کہ آپکو نہ ملے یہ کہکے
شگوفہ نے مردانے کپڑے پہنے واسطے خبر کے چلی اُسوقت پہونچی کہ عیوق سردارون سے صلاح
کرکے برائے ملاقات رستم چلا ہی شگوفہ بھی اسی کے ساتھ ہولی لشکر مین رستم کے آیا پلٹنون اور
رسالون کی رونق دیکھتا ہوا جب دربارگاہ پر پہونچا دیکھا رستم برائے استقبال کھڑے ہین عیوق
نے سلام کیا اور دوڑکر لپٹ گیا کہا ای رستم عجب معاملہ ہی مجھے اسقدر تمسے محبت ہی کہ جی چاہتا ہی
دم بھر ساتھ نہ چھوٹے ہر وقت حاضر خدمت رہون میرا دل نہین چاہتا کہ تم سے مقابلہ ہو رستم نے ہاتھ
پکڑ لیا لاکر مقام صدر پر جگہ دی قریب اپنے دنگل کے دنگل زرین بچھا تھا کہ وہ دنگل سپہ سالار کا تھا
اُسپر جگہ دی ساقی بچون کو اشارہ کیا جام مے ارغوانی گردش مین آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند
ہوئی رستم نے کہا ای عیوق ایکی مرتبہ مقابلے مین ہمارے تمھارے فیصلہ ہی عیوق نے کہا مین کیا عرض
کرون مین آپکو اگر ایسا صاحب اقبال جانتا تو کبھی آپ سے وعدہ نہ کرتا اب مجھے افسوس ہی کہ ایسا
نہو میرے ہاتھ سے آپکو کوئی آزار پہونچے ہرچند کہ بروقت مقابلہ خیال رکھونگا مگر کشتی مین کیا اختیار ہی
اگر کوئی پیچ کڑا بندھ گیا اور دست و پا پر حضور کے کوئی صدمہ پہونچا تو مجھکو قلق ہوگا رستم نے کہا
آپ اسکا خیال نہ کیجیے کوئی بات اٹھا نہ رکھیے گا عیوق نے کہا آپکے مزاج مین بڑی جہالت ہی
اگر آپ میری رفاقت اختیار کرین تو اپنے لشکر کا بادشاہ کرون رستم نے کہا یہ آپکی مہربانی ہی مگر بعد غالب
اور مغلوب ہونے کے اسکا خیال کیجیے گا اگر مین نے آپ کی رفاقت اختیار کرلی تو ہمیشہ مجکو خیال
رہیگا کہ اگر غالب ہوتا تو افسر شاہانہ تخت کا ہمیکو ہوتا بعد مقابلہ یہ گھمنڈ نکل جائیگا نہ آپکے دل مین
رہیگا نہ میرے دل مین مقابلہ ہونا ضرور ہی عیوق نے کہا مین خاص اسی واسطے آیا تھا کہ میرے آپکے
باتون مین فیصلہ ہوجائے مقابلہ نہ ہو رستم نے کہا مقابلہ تو ضرور ہی دیر تک عیوق بیٹھا رہا اور ہر کلام
سے یہی مراد تھی کہ مجھسے مقابلہ نہ کیجیے رستم نے آخر مین کہا ای برادر چار پہر ہمارے تمھارے کشتی
ہوئی غالب و مغلوب ثابت نہ ہوا تمام شہر والون نے دیکھا اپنے مقام پر کہینگے کہ رستم دب گئے
جا بجا چرچے کرینگے بس اب جاکر طبل جنگی بجواؤ صبح کو میدان مین مقابلہ ہو عیوق ناچار ہوکر اُٹھا

اپنی بارگاہ مین آیا پہلوانون سے کہتا تھا رستم کیا ضدی ہی مقابلہ کرنے پر راضی نہین ہوتا مین مجبور ہون طبل جنگی بجے سر میدان مقابلہ ہوگا اُسوقت لشکر مین عیوق کے طبل جنگی بجا کسی نے خبر رستم کو پہونچائی رستم نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجنے کی تیاریان ہونے لگین مگر عیوق رات کو تسلی رہا اور کہتا ہو یارو اگرچہ چار پہر مقابلہ ہوا مین اپنے مقام پہ سمجھ گیا کہ رستم مجھپر غالب ہے مگر کیا کرون نہ وہ غلام نہین مانتا اگر وہ میری اطاعت کرتا تو باپ کے مرتبے پر بادشاہت سارے ملک کی اُسکے سپرد کرتا شگوفہ کنیز نے یہ سب خبر مفصل ملکہ کو پہونچائی ملکہ نے کہا ہے اُنکی جہالت میرے مقدمے مین جو کچھ ہوتا سمجھا جاتا وہ تو تمام ملک کے مالک ہو جاتے مگر اُنکی جہالت کنیز نے عرض کی عیوق اسوقت بھی اپنے دربار مین یہی ذکر کر رہا تھا کہ رستم کل فنون مین خاق سپاہ گری مین شہرۂ آفاق ہے دیکھیے سر میدان کیا ہو عیوق کو بڑا تردد ہے مگر وہ نہین چاہتا رستم زبردستی اُس سے اُلجھے ہین دیکھیے خدا انجام بخیر کرے عیوق کو تو تردد تھا طلاے پر خود آیا اُدھر اتفاق سے رستم بھی طلاے پر آئے دو پہر رات گئے اُس شب تیرہ و تار مین انکا اُنکا سامنا ہوا عیوق نے پکار کر آواز دی میر طلایہ کون ہے رستم نے جواب دیا تمھارے سر کوب عیوق ہنس پڑا کہا ہے رستم تم حقیقت مین سپاہی ہو اب صبح کو ہمارے تمھارے حال کھل جائیگا دیر تک رستم سے باتین کیا کیا آخر رنجیدہ پلٹا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا کہا یارو صبح کو کل ملک الموت سے سامنا ہے آجتک جو مین نے مشقت کی اور فنون سپاہ گری کو زور دیا سب بیکار معلوم ہوتا ہے رستم جو پلٹ کر بارگاہ مین آئے جا کر آرام فرمایا وہ وقت آیا کہ رستم خاور راشہب فلک پر سوار ہوا کل عالم کو منور کیا رستم نے سویرے اُٹھکر اول نماز پڑھی نماز پڑھ کے ہوناکی کہ الٰہی بندہ نواز حریف پر غالب کرنا کسی فن مین عیوق سے کم نہ رہون کہ سماک حاضر ہوا صندوق سلاح کا بیچوگ سامنے رکھا رستم نے اول کلاہ ہفت گوشہ سر پر رکھی زرہ ہفت جوش زیب جسم تیغہ ہفت جوہر کمر لگایا نیزہ ہاتھ مین لیا باہر نکلے سب فوج جمکر آئی طرف میدان کارزار کے چلے کہ اُدھر سے بھی گرد اُڑی دیکھا عیوق گینڈے پر سوار تین لاکھ فوج کو ساتھ لیے ہوے چار سو پہلوان مثل سالار و کمیدان ساتھ ساتھ سب سے کہتا ہوا آج مین کیا کوئی بات اُٹھا رکھونگا اول تو نیزہ بازی مین ایسا داؤ ڈالونگا کہ رستم بھی ناچار ہون شمشیر زنی ایسی ہو کہ رستم کو دنگ کر دون

اور کشتی مین جھنے نہ دون ابتدا ہی سے وہ پیچ باندھون کہ رستم بھی یاد کرین یہ کہتا ہوا میدان مین آیا
صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے لقابت کی کوکیت کری کا کہکر ہٹے عیوق نے گینڈا اپنا نکالا
میدان مین آکر آواز دی کہ اے رستم پیل تن میرے مقابلے مین آؤ رستم نے مرکب اپنا نکالا مقابلے مین
عیوق کے پہونچے عیوق نے صاحب سلامت کی رستم نے جواب دیا عیوق نے کہا اے رستم یہ آخر کا
کلام ہو کہ مجھ سے مقابلہ نہ کرو بڑی خرابی ہوگی رستم نے جواب دیا کہ اے عیوق اجو میدان مین آگئے اب
نہ مقابلہ کرنا جرأت کے سراسر خلاف ہو تم بھی بدنام ہو گے لہذا اب حربہ کرو عیوق نے نیزہ مارا رستم نے
نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا رستم نے ساتوین طعن مین نیزہ عیوق کا توڑا عیوق نے غصے مین آکر
تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بارہ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا تلوار چھین لون عیوق
نے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا اے رستم کہین مردان عالم کے قبضے سے تلوار نکلتی ہو رستم نے کہا اے
عیوق غرور نہ کرو غرور پروردگار کو زیبندہ و سزاوار ہو وہی مالک و مختار ہو اب کشتی کا مقابلہ ہو
عیوق گینڈے سے کود اور رستم بھی زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ
رستم ہر مقام پر زیادتی کرتے ہین عیوق سنبھلکر ٹال جاتا ہو کہتا ہو اے رستم تم اپنا بانک پن مجھے دکھاتے
ہو جو پیچ تم نے باندھا کیا مین اسکا توڑ نہ کر سکتا تھا رستم دوپہر ڈھلتے ڈھلتے عیوق کو ریلکر لے دور گئے
دس بارہ قدم پر آکر یکبارہ مارا کہ دونون گھٹنے عیوق کے آشنائے زمین ہوئے رستم پکڑکر عیوق کو
زمین پر لائے عیوق نے زمین پکڑی رستم قاعدے سے بیٹھے چاہا ایک گھستہ دون کہ تین لاکھ سوار
و پیدل نے جو دیکھا کہ ہمارا افسر نیچے مجبور پڑا ہو اور رستم گھستہ دیا چاہتے ہین لینا لینا کہکے دوڑ پڑے
ہمراہیان رستم نے جو دیکھا کہ تین لاکھ سوار و پیدل ہمارے آقا پر آتے ہین سب نے چاہا جا پڑین
کہ صحرا سے گرد اڑی جھنناٹے کی زنجیرون کے آواز آئی سب نے دیکھا کہ دیوانہ شتر پر مردم در
چارسو دیوانون کو ساتھ لیے ہوئے آیا اپنے آقا پر جو بلوا ہے عام دیکھا وہین سے چوب دستین
سنبھالین اور آواز دی کہ او نالائقو آقا کا اگر ایک موے جسم بھی کم ہوگا تو سارے لشکر کو پامال
کرونگا یہ کہکے چارسو دیوانے چوب دستین پکڑکر لشکر عیوق پر آپڑے عیوق جو رستم کے نیچے سے
نکلا گینڈے پر سوار ہوا نعرہ کرکے دیوانون پر جا پڑا دیوانہ شتر پر مردم در نے جسکو وہ چوب بست
ماری فون کا تھالا ہوکر رہگیا قریب عیوق کے پہونچا للکارکر آواز دی کہ او نامرد آقا تجکو زیر

کیوں چلے تھے تو نے فوج کا بلوہ کرایا مین تجھکو کب زندہ چھوڑتا ہون قریب عیوق کے پہونچا چوبدست
چرخ دیکر ماردی عیوق گھبراکر گینڈے سے کود پڑا چوبدست گینڈے پر پڑی گینڈا پاش پاش ہوا
عیوق نے چاہا لپیٹ پڑون شتر پیرمردم ور نے جو عیوق کو آمادہ دیکھا چوبدست پھینک کر ایک
چنگل مارا کہ زرہ نوچ لیگیا منھ پھیلاکر جو چلا عیوق چیخ مارکر بھاگا آواز دی کہ یارو مجھکو بچاؤ یہ دیوانہ
مجھے کھا جائیگا فوج والے دوڑ پڑے دیوانے نے کئی کو اُسیوقت اسی مقام پر مارا کسی کو نوچ لیا
کسی کو کاٹ کھایا بوٹیاں چباتا ہوا لڑ رہا ہی آخر عیوق نے اسی مین جا بہتری دیکھی کہ طبل امان
بجوادون ناچار ہوکر حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے طبل بازگشت پر چوب پڑی طبل بازگشت کی آواز
سُنکر دیوانہ اور ساتھ تیزی کے لڑنے لگا رستم نے بڑھکر منع کیا ارے حریف امان مانگتے ہین دیوانہ
چوبدست پکڑکے کھڑا ہوا کہنے لگا کہ آقا مجھے بیوقوف بنایا ہی دشمن تو نقارے بجائین اور ہم
ڈالدین یہ کہکے ایک چوبدست رستم کو ماردی رستم نے کلۂ چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا دیوانے نے چوبدست
چھوڑدی چاہا ایک چنگل مارون رستم نے لپیٹ کر دے مارا چھاتی پر چڑھکر تلوار چمکتی ہوئی گلے
پر دیوانے کے رکھدی دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا کہا آقا اب کبھی ایسی حرکت نہ ہوگی جب رستم نے اُسکو
چھوڑا اور دیوانے بھی لڑ رہے تھے رستم نے کہا سب کو منع کر دیوانے نے ایک چیخ ماری کہ بھائیو
بس کرو دشمن نقارے تمسے لڑنے کو نہین بجاتے ہین آقا کی زبانی معلوم ہوا کہ امان مانگ رہے
ہین دشمنون کو امان دو لڑائی موقوف کرو سب دیوانے رُک گئے ہاتھ باندھ کر رستم کے سامنے آئے
عیوق نے جو یہ تماشہ دیکھا ہوش اُڑ گئے ساتھ والون سے کہا یارو جب ایسی طاقت رکھے تب
دیوانے کو رفیق کرے جسطرح اُنکو چوبدست ماردی اور اُنھون نے چوبدست روک لی اُٹھاکر دے مارا
یہ ہمسے کب ہوسکتا ہی اس سے بہتر آقا نہ ملیگا عیوق فوراً رومال سے ہاتھ باندھ کر تلوار گلے مین
ڈالے ہوے سامنے رستم کے آیا کہا ای شہریار یہ تو فرمائیے اس دیوانے سے کیونکر جان بچتی ہے
رستم نے کہا آٹھ پہر یہی ہنگامہ رہتا ہی کبھی بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے بگڑ جاتا ہی کبھی راہ مین فساد برپا
کرتا ہی اسکی سزا یہ ہی کہ چوبدست اسکی چھین لی تلوار چمکتی ہوئی جہان گلے پر رکھی ڈر جاتا ہی ہاتھ باندھنے
لگتا ہی عیوق نے کہا حضور آپ ہی کا کام ہی کہ جو آپ نے اسکو رفیق بنایا ہی آٹھ پہر ایک حریف
پہلو مین ہی فرمایا ہم اسی واسطے اسکو صحراے افروقیہ مین چھوڑ آئے تھے کہ پرائے ملک مین نہ :

فساد برپا کریگا کوئی اسکا فساد اٹھا نہ سکیگا عیوق نے کہا آج شب کو اسی مقام پر اتریے غلام آپکی
دعوت کرے کل شہر مین لیچلونگا باپ کو بھی مسلمان کرونگا اور معشوقہ بھی آپکی دلوا دونگا اور باپ سے
اصلاح کرا دونگا اگر انکو فساد منظور ہوگا اُس طور پر جواب دیا جائیگا یہ کہکے عیوق نے بارگاہ
استادہ کرائی رستم مع دیوانے بارگاہ مین آئے دیوانہ وہی حرکتین کرتا ہوا دھوپ مین جو آیا اپنی
پرچھائین دیکھکر اُسپر جوتیان مارتا ہی جو حرکت دیوانہ کرتا ہی وہی حرکت یہ پرچھائین سے پیدا
ہوتی ہی تو اپنے کو چڑاتا ہی ہر مرتبہ بکتا ہی رستم نے جو دیکھا کہا او دیوانے یہ کیا کرتا ہی کہا آقا اس
حریف سے بہت تنگ ہون یہ روز مجھکو ملتا ہی مگر ایسا سخت جان ہی کہ مار نہین کھاتا اتنی جوتیان
مین نے لگائین مگر یہ شرم نہوئی رستم دیوانے کا ہاتھ پکڑکر سائے مین لائے فرمایا ای برادر اب
وہ حریف کہان ہی دیوانہ بہت ہنسا کہا آقا اُس حریف کو کیا فرمایا مار ڈالا اب رستم اُسکو دھوپ
مین نہین جانے دیتے دیوانہ چپ بیٹھا ہی کچھ منہ سے نہین بولتا کہ ناگاہ دیہات کا سامنے آیا اُسنے
جو دیوانے کو دیکھا آئینہ نکال کر دیوانے کے ہاتھ مین دیا دیوانے نے جو آئینے مین اپنی تصویر دیکھی
چیخین مار کر رونے لگا کہا دیکھیے میرے بھائی کو اسنے قید کیا ہی ایک چوبدست [illegible] کو مار دی کہا ارے
میرے بھائی کو قید کرکے ہاتھ مین دیتا ہی [illegible] بار بار لیے بیٹھا ہی رستم نے [illegible] آئینہ اسکے ہاتھ سے چھینا
الٹ کر [illegible] اب وہ تصویر [illegible] نہ دیکھی [illegible] بھائی تمہارا آپسے چھوٹ گیا تمھارا بھائی
چھوٹ کے گھر گیا دیوانہ خوشی کرتا ہی [illegible] بھائی کو قید سے چھڑا دیا اب جا کے
اپنے گھر ہوگا کہون آقا ان کے پاس بیٹھا ہوگا رستم ہان ہان کرتے ہین عیوق کے اس دیوانے
کو دیکھکے ہوش اُڑے جاتے ہین ساتھ والون سے کہتا ہی ایسے دیوانے کو اسطرح کون سمجھا سکیگا
اب عیوق نے جلسہ آراستہ کیا کھانا [illegible] جو عمدہ کپڑے منگوائین دیوانہ رستم کے
آگے ہاتھ جوڑتا ہی کہتا ہوا ای آقا ایسے کپڑے مین بھی پہنونگا رستم نے ایک دو طمانچے مارے
دیوانہ رونے لگا کہا آقا تو نے مجھے دیوانہ سمجھا ہی ہر بات پہ مارتا ہی بدلہ لونگا رستم کھڑے ہوگئے گردن
پہ دیوانے کی ہاتھ رکھا کہا آؤ اب بدلہ لو گردن پہ ہاتھ جو رستم نے رکھا یہ معلوم ہوتا تھا ہڈی ٹوٹ
جائیگی رستم نے ہاتھ اپنا اٹھا لیا رنڈی [illegible] کھڑی [illegible] دیوانہ بھی اٹھکر ناچنے لگا رنڈی کو
گود مین اٹھا لیا کاندھے پہ سوار کیا دوڑا دوڑا پھرتا ہی [illegible] رنڈی کے [illegible] سر پہ باندھ لیے

رستم ہر مرتبہ اُٹھتے ہین دیوانے کو سمجھاتے ہین دیوانہ مسخرہ پن کیے جاتا ہے عیوق نے کہا اے
آقا اس نامدار دیوانے کی وجہ سے جلسہ نہ ہو سکیگا سامنے باغ ہے وہان اُٹھ چلیے رستم نے کہا دیوانہ
وہان بھی آئیگا جہان مین جاؤنگا وہان ضرور آئیگا آخر عیوق نے سب سامان جلسے کا باغ مین
بھیجا رستم کو اُٹھا کر لیچلا دیوانہ سد راہ ہوا کہا آقا کہان جاتے ہو مجھے ساتھ لیتے چلو رستم نے
کہا کہ آؤ مگر مسخرہ پن نہ کرو کہا آقا مین تو کوئی حرکت نہین کرتا ہون کس طرح ناچتی ہو مین اگر ناچا تو
کیا بُرا ہوا اور زیادہ بولو گے تو سزا دونگا یہ کہکے رستم سے لپٹنے لگا رستم لپٹ گئے دیوانے کو
دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے تلوار کھینچی ہوئی گلے پر رکھی جب تو دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا رستم نے
چھوڑ دیا لباس تمام رستم کا پارہ پارہ ریزہ ریزہ ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے عیوق کہتا ہوا آقا اپنے کو اس سے
بچائیے رو برو کہتا ہے مین سمجھ لونگا رستم نے کہا یہ کیا سمجھے گا مین کسی وقت اس سے غافل نہین
ہوتا جسوقت قصد کریگا اپنے کیے کی سزا پائیگا ساری رات اسی ہنگامے مین گذری صبح کو دو دو جام
واسطے خمار شکنی کے پیے گئے عیوق اپنے مقام سے اُٹھا کہا آقا اب باپ کے سمجھانے کو
جاتا ہون اور آپ کی معشوقہ کو لاتا ہون رستم نے کہا کبھی کہا اے پیر اور اب تم مسلمان ہو لیا ہو
باپ تمھارا کچھ فساد برپا کرے کہا حضور میری تلوار کو سب مانے ہوے ہین کوئی میرے منھ
نہ چڑھے گا ہان توبہ اصلاح چلا آئیگا یا جواب جنگ دیگا تو میدان مین سمجھا جائیگا یہ کہکے اکیلا چلا
رستم نے چاہا کچھ رفیقون کو ساتھ کرین عیوق نے کہا اب حضور دخل نہ دین غلام کو تنہا جانے
دین اگر باپ نے مانا تو بہتر ہے یہ کہکے تنہا گینڈے پر سوار ہوا طرف شہر فاروقیہ کے چلا یہان
باپ نے بیٹے کی سب خبرین سُنی ہین بارگاہ مین بیٹھا کہہ رہا ہے کہ فرزند میرا دل سے مسلمان نہ ہوگا
جب موقع پائیگا چلا آئیگا کہ ہرکارون نے خبر دی فرزند آپ کا آتا ہے فاروق نے کہا دیکھو
اُسنے رستم کو دم دیا یہ فقرہ تھا کہ رستم کی جرأت پر عاشق ہوا سردارون کو واسطے استقبال کے بھیجا
کہ میرے فرزند کو استقبال کرکے لاؤ سردارون نے راہ مین آکر سلام کیا عیوق ایک ایک سے
بمحبت ملا جب بارگاہ مین آیا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی اپنے دنگل پر بیٹھ گیا اور
باپ کی طرف متوجہ ہوا کہا اے باپ تو سمجھا کہ مین کیونکر آیا فاروق نے کہا اے فرزند مین سمجھ گیا کہ
تو رستم کو دم دیکر آیا ہے اب کیا خیال ہے کہ تجھ پر کوئی نگاہ ڈالے مین سمجھ لونگا عیوق نے کہا اے باپ

قول مردان جان دارد سخن مردان اعتبار ہو میں نے رستم سے کہا وہ کہا میں اُسکا تابعدار ہوں
آیا ہوں کہ آپ کو سمجھا کر بخدمت رستم لیچلوں رستم سے صفائی کر لیجیے فاروق نے کہا او بیحیا تو
بے غیرت نکلا مجھے کیا ضرورت ہی کہ میں اپنے کو خدمت رستم میں پہونچاؤں دوسرے یہ کہ وہ معشوق کو
مانگتے ہیں میں اُسے قتل کر ڈالونگا مگر دونگا عیوق نے کہا ای نا سمجھ کیا کیجیے میں آپ کو گردن
باندھ کے لیجاؤنگا اور معشوق کو سوار کراؤنگا وہ بھی تو برائے رستم دیوانی ہو رہی ہی پھر آپکو کیا عذر ہے
فاروق نے پہلوانوں سے دیکھکر آواز دی ارے یہ زبان دراز مجھسے سخت کلامی کرتا ہی اسکا سر کاٹ
پہلوان لینا لینا کہکے اُٹھے عیوق نے اُچھلکر ہاتھ تلوار کا فاروق کو مارا فاروق کا شانہ زخمی ہوا
پہلوان عیوق پر ٹوٹ پڑے عیوق لڑنے لگا تمام اہل بارگاہ چہار طرف سے عیوق کو تلوار مار
مار رہے ہیں عیوق دمبدم ہانٹ کر کہتا ہی ای بے باپ اگر مجھے قتل کریگا میرا آقا وہ جری و بہادر ہی کہ ضرور
میرے خون کا بدلہ لیگا ملک پر گدھے کا ہل پھروا دیگا میرے آقا کی غریب پروری مشہور ہی اور ایک
شہر پر مردم در دیوانہ اُسکا رفیق ہی کیا مجال کہ جو کوئی پھر وہ پھر اُسکو صحبت میں جگہ دے سکے آقا
آٹھ پہر اُسکو سمجھاتے ہیں مگر پاگل میں کون سنتا ہے دو گھڑی کامل عیوق لڑا آخر زخموں میں چور ہو
ہو کے گرا بیہوش ہو گیا فاروق نے اشارہ کیا اسکو گرفتار کر و جاکر شفاخانے میں رکھو جب صحت
پائیگا تو اس سے سوال ہفت پیکر پرستی کرونگا اگر کلمہ پڑھ چکا تو کیا نقصان ہی نہیں تو پیالہ موت
پلا کر ہفت پیکر پرست کیا جائیگا عیوق کو شفا خانے میں لیگئے ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنا دیں علاج
ہونے لگا مگر سمک نے یہ خبر رستم کو پہونچائی کہ فاروق نے عیوق کو گرفتار کیا یہ خبر سُنکر رستم اپنے
مقام سے اُٹھے فرمایا میرے رفیق کا یہ حال کیا وہ ایسا نہ تھا کہ سو دو سے کم ہوتا ہزاروں لشکر اُسپر
ٹوٹ پڑے ہونگے دیوانہ اپنے مقام سے چوبدست ہلاتا ہوا اُٹھا کہا آقا آپ تشریف رکھیں میں جاکے
فاروق کو سزا دیتا ہوں رستم نے دیوانے کو روکا دیوانے نے کہا آقا آپ کو بھی نہ جانے دونگا
آخر کو صلاح یہ ٹھہری کہ ایک رفیق عیوق کو نامہ دیکر بھیجو کہ ہمسے مقابلہ کرے بہتر یہی ہوگا کہ عیوق
کو رہا کرکے بھیجدے ورنہ تیرے دربار میں آؤنگا دریائے خون بہا دونگا یہ نامہ اس مضمون
کا لکھا گیا رفیق عیوق سحاب فیل زور اُسنے دعوی کیا کہ میں نامہ لیکر جاؤنگا مردانہ کلام
کرونگا سحاب فیل زور نے پانچہزار سوار ساتھ لیے بہ اسم ایلچی گری چلا لشکر میں فاروق کے

آیا بدعتیں کرتا ہوا چلا جہان جھنڈا بازار کا دیکھا اُسے یہ کہکے گروا دیا اور کہا کافر کے جھنڈے کے نیچے
سے نہ جائینگے اگرچہ مرا دین ہو اُسکی نشانی کیا دین ہے جا کے جھنڈے گروا دیے جھنڈے قبر کیے فاروق
کو جو خبر ملی کہا حسنطور سے آتا ہو آنے دو شاہوں مین مشہور ہے کہ ایلچی کو زوال نہیں ہوتا صاحب ایلچی
سے سمجھ لینگے مگر لوگ واسطے استقبال کے جائیں سحاب دربارگاہ تک پہونچا تھا کہ سردار بہر
استقبال آئے باعزاز و اکرام سحاب کو لاکر سامنے فاروق کے پہونچایا سحاب نے مثل
اہل اسلام کے صاحب سلامت کی پہلوان بگڑنے لگے فاروق نے منع کیا کہ اپنے مذہب کی
تعریف کرتا ہو ہمارا کیا حرج ہو سحاب کو دنگل بیٹھنے کو ملا فاروق نے نامہ طلب کیا سحاب نے
نامہ سر سے کھولا کہا اے فاروق ایک خیال رہے کہ اس نامے کے ساتھ میرا سر ہو اگر الفاظ پر غصہ
آئے تو مجھپر غصہ کیجیے پر خط کا غصہ پر غصہ نہ کیجیگا فاروق نے جواب دیا اے پہلوان عیوق نے
کلمات ناشایستہ میرے سامنے کہے کہ مجھکو غصہ آیا جب آپکے ساتھ یہ حرکت ہوئی ورنہ مجھے کیا
ضرورت تھی کہ فرزند کے ساتھ ایسی حرکت کرتا میں رستم سے مقابلہ کرونگا جو اسنامے کا جواب دونگا
یہ کہکے نامہ لیا نامے کو پڑھا اور پڑھکر جواب جنگ لکھا سحاب کے منہ سے نکلا کہ اے فاروق جوان
بیٹا تمہارا کل فنون سپاہ گری میں طاق شہرۂ آفاق ہے جراءت رستم دیکھکر حیران ہو گیا ایک رفیق
انکا عمر میں چھوٹا ہے اگر پھر پھر آپکے پاس رہے تو آپ سنبھال سکیے اسی کے حرکات دیکھکر آپکے
صاحبزادے عاشق رستم ہوئے ہم لوگ سب مطیع و منقاد ہوئے اے فاروق تمنے اچھا نکیا شیرین
ذلیل ہوگے صاحبزادے نے تمہارے اپنے کو ہیبت بچایا رفیق رستم کے بیٹے رستم وہ بہادر ہے کہ
جسکا آج مثل و نظیر نہیں فاروق نے کہا اے سحاب تو دیوانہ ہوا ہے فرزند کی میرے کیا حقیقت ہے
اب بھی اسکو دو پٹکنی میں لڑا سکتا ہوں سحاب نے کہا وہ نوجوان ہیں آپکا سن زیادہ ہے مقابلہ میں
آپکو مشکل پڑیگی آپکا فرزند نہایت عقیل و فہیم ہے فاروق نے کہا میں کد و کوشش کرونگا آیندہ
جو خداوند ہفت پیکر کو منظور ہو یہ کہکے چھ سات لاکھ فوج تیار کی بیرون قلعہ فوج لیکر نکلا
مقابلے میں رستم کے فروکش ہوا شگوفہ کنیز نے یہ سب خبریں ملکہ کو پہونچائیں ملکہ نے جو سنا کہ
عیوق قید ہو گیا اور فاروق مقابلہ رستم میں گیا کنیزون سے کہا ہو سکتا ہو کہ عیوق کو رہا کرو
میرے باغ میں اسکو لے آؤ پھر جو کچھ ہوگا وہ سمجھا جائیگا کنیزون نے عرض کی ہم اسی طرح

نقب زنی کرتے ہیں قید خانے میں سب کو پہونچا دینگے یار کنیزیں اس کام پر مقرر کیں جو جلبشون
کنیزوں نے کہ نقب زنی میں تیز دست تھیں ایک دوکان سے نقب زنی شروع کی سرنگ کھودتی آتی
تکرین آیا ہو رستم نے حکم دیا ہو کہ جسطرح بنے عیوق کو پکڑ کے لاؤ سواک آیا ہو قید خانے کے سامنے
پھر رہا ہی دیکھ رہا ہی کہ عیوق قید خانے میں قید ہوا ہے عیار فاروق کا ہنگ شعلہ زن پچاس
عیاروں کو لیے در زندان خانے پر بیٹھا اور دروازہ مکان کا کھلا رکھا ہی دیکھ رہا ہی کہ قید کی نگہبانی کرے
وہ کنیزیں نقب کھود کر قید خانے میں پہونچیں ایک کنیز نے چہرہ توڑا جیسے ہی سر نکالا ہنگ
نے پکار کر آواز دی ارے تو کون ہی کنیز نے دیکھا کہ دروازہ مکان کا کھلا ہی ہنگ دیکھ رہا ہی
جیسے ہی کنیز کو نکلتے دیکھا جست کر کے چلا کہ یہ عورت زمین سے کیونکر نکلی نکلتے ہی اسنے دیکھا
کہ عیار آتے ہیں ایک جلبش جست کر کے چلا ایک جست کر کے نکلی جھپٹ کر پہنچی عیوق پر اور کہا اے
جوان ہاتھ اٹھا دے عیوق نے ہاتھ اٹھا دیے ہتھکڑی کٹی عیوق نے خانہ زنجیر اور قید کو
توڑا اپنے مقام سے اٹھا جیسے ہی ہنگ نے بڑھکر چاہا کہ عورت کو تمنچہ ماریں عیوق نے ہاتھ
بڑھا دیا ہتھکڑی سے پہنچہ روکا پلٹ کے وہی ہتھکڑی ماری ہنگ کا سر پھٹا ہنگ تو چرخ کھا کر گرا
دوسرے عیار نے بڑھکر حلقہ ہاے کمند عیوق پر مارے عیوق نے حلقہ ہاے کمند توڑ کے کھینچا
نیچے کھینچکر عیوق پر آ پڑے کنیزیں تو اسی طرح نقب میں کود کر بھاگیں سب عیاروں نے عیوق
پر بلوہ کیا عیوق عیاروں کو کب مانتا ہی جسکو طمانچہ مار دیا وہ گھبرا گیا کسی کو لات ماردی کسیکا تمنچہ
چھین لیا اسی تمنچے سے اسکو قتل کیا عیاروں نے جو دیکھا کہ ہمارے روکے سے یہ شیر کسی طرح
نہ رکیگا بس عیار تھوڑے ہی عرصے میں مار کر ڈالدیے باقی بھاگے بھاگے پھرتے ہیں چند عیار
بھاگ گئے کہ جا کر فاروق کو خبر کریں سمک نے بھی یہ ہنگامہ دیکھا کہ عیوق تو قید خانے سے نکل آیا اور
جو راہ میں ملا اسکو مارتا ہوا جاتا ہی عیاروں نے جا کر فاروق کو خبر دی کہ ای شہریار بڑی خرابی
ہوئی کہ عیوق قید سے چھوٹ گیا عیار آپکا ہنگ شعلہ زن مارا گیا اب وہ لڑتا ہوا جاتا ہے
فاروق نے حکم دیا فوج تیار کر کے روکو افسران فوج چلے عیوق لڑتا ہوا چوک میں پہونچا تھا
کہ علم ہاے سرخ و سفید نمایان ہوے گھوڑے بلند رکاب پہلوان زبردست دس ہزار
جوانوں سے آکر پہونچا تمام فوج نے عیوق کو گھیرا عیوق نے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا

لڑنے لگا دوسری گرد اڑی سہراب گرد دس ہزار فوج سے آکر پہونچا دمبدم افسروں کی آمد شروع ہو گئی کوئی افسر دس ہزار سے کوئی بارہ ہزار سے آکر پہونچا دس افسر نامی گرامی فوجیں لیکر پہونچے عیوق گھرا ہوا لڑ رہا ہے مگر حیران ہے کہ ہمارے آقا کو خبر نہیں پہونچی جب زیادہ فوج کا بلوہ ہوتا ہے تو بیقرار ہو کر اپنے قلب کو خدا سے رجوع کرتا ہے عرض کرتا ہے ای معبود بے نیاز ای رب کارساز اس مشکل کو آسان کر مقام تعجب ہے کہ ہمارے آقا کو خبر نہیں ہوئی ایسا آقا قدر شناس فلک اساس اسکو خبر ہو اور وہ نہ آئے ای رحیم تو رحم اپنا شریک کر۔ نظم

شود حضرت وحدت در دوئی مسدود | بچار سوے جہان باب اتحاد کشود
جہان نہادہ بخاک درش جبین سجود | کسے بشغل قیام و کسے بحال قعود
چو ہست بندگی و عجز موجب بہبود | چرا نہ بندہ کند حاصل از عبادت سود
زہر مکاشفہ مکشوف گشت اسرارش | زہر مشاہدہ مشہود رازہاے شہود
مجوس تابع فرمان و بندہ عیسائی | غلام زار مسلمان مطیع حکم جہود
مطیع حکم تو اند عرب سلیمان اند | ترا کنند عبادت بخاک ہندہ ہنود
خدا است آنکہ نماید بطور شعلہ نار | خدا ست آنکہ کند سرد آتش نمرود
بشکل موم شود نرم آہن از اعجاز | بحکم حضرت داور در کف داؤد
نکرد غدر بجانان سپرد جان عزیز | رسید بر سر انسان چو وعدہ موعود
نماند حکم شہ ملک و سلطنت باقی | شد آن خزانہ و دولت شد آن ہجوم جنود
ز انقلاب جہان غم مخور تو ای ہندی | کہ وارد است ہمہ حال ذات حق خوشنود

ای کریم کارساز اگر موت میری قریب ہو تو جمال بیمثال آقا کا دیکھ لوں اتنی مہلت ملے کہ غلام آقا کے سامنے مارا جائے مگر سماک دوڑا ہوا بارگاہ رستم میں آیا پاؤں پکڑ کے جگایا رستم کی جو آنکھ کھلی پوچھا کیوں یار وفادار خیر تو ہے عرض کی ای شہریار نہیں معلوم کون عورتیں تھیں کہ انھوں نے آکر عیوق کو رہا کیا عیوق پر فوج کنار کے بلوے ہیں رستم نے فرمایا جلد لشکر تیار کرو اور مرکب ہمارا لاؤ مرکب تیار ہو کر آیا رستم سوار ہوئے سماک نے جا کر میخوار جنگ آزما کو جگایا کہ یہ کل فوج کا افسر ہے کہا ای میخوار جلد اٹھو آقا اتنی بڑی فوج پر اکیلے روانہ

ہوسے ہین مین تو اب جاتا ہون یہ کہکے سماک چلا یہان عیوق گھرا ہوا ہی کہ ڈنکے پر چوب پڑی
فاروق گینڈے پر سوار کل فوج پشت پر چارسو افسر گھیرے ہوے رستم نعرہ کرتے آگئے
آواز دی کہ ای برادر نہ گھبرانا مین آپہونچا عیوق نے دیکھا کہ رستم تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوے
فوج کو درہم و برہم کرتے ہوے افسرون کو مارتے ہوے آتے ہین ہرچند کہ عیوق زخمی بھی
تھا مگر رستم کو دیکھکر دل مین طاقت آگئی سہراب گرد پر جا پڑا سہراب گرد نے جو دیکھا کہ عیوق
میرے نزدیک آیا نیزہ دارون کو آواز دی ارے اس دلیر کو روکو ایسا نہ ہو کہ فتور برپا ہو اسکا
خیال نہ کرو کہ فاروق کا بیٹا ہے فاروق نے خود ہمکو حکم دیا ہے کہ لڑبھڑ کر مار لو
زندہ نہ بچے نیزہ دار سنانین سیدھی کرکے سامنے آئے عیوق نیزہ دارون سے لڑنے لگا سہراب
نے خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا عیوق نے جو رستم کو آتے دیکھا تلوار پر تلوار کو روکا چار طرف
سے نیزے پڑ رہے ہین مگر عیوق نیزون کو قلم کرتا ہوا قریب سہراب کے پہونچا سہراب کی کلائی
پکڑکے بقہر غضب جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھایا ہاتھ پر تولا طرف
آسمان کے پھینکا اترتے وقت چورنگ ہوا قلم کیا رستم نے جو دیکھا بہت خوش ہوے
پکار کر آواز دی ای عیوق مرحبا عیوق نے جھک کر سلام کیا اور کہا شکر پروردگار کرتا ہون کہ
اسوقت جمال بیمثال کو دیکھ لیا اب مجکو اپنے مارے جانے کا افسوس نہین یہی دعا کرتا تھا کہ
حضور کے جمال کو دیکھ لون شکر ہی کہ مشرف ہوا فاروق نے دور سے دیکھا کہ عیوق لڑ رہا ہی
اور رستم کو جھک جھک کے سلام کرتا ہی رستم تعریفین کر رہے ہین فاروق نے فوج کو اشارہ کیا
کہ چار جانب سے عیوق کو گھیر لو چار جانب سے فوج نے بلوہ کیا رستم حیران ہین کہ چھلاکہ فوج
کا بلوہ چارسو افسر ترغیب دینے والے فوج کو ترغیب دے رہے ہین رستم نے دور سے
دیکھا کہ عیوق پر فوج کا بلوہ ہی عیوق زخمی ہونے لگا جسم سے خون کے سرّاٹے اڑ رہے ہین
اگر ایک کا حربہ روکا تو دس نیزے پڑ گئے نیزون کی چار جانب سے بوچھار رستم نے گھبرا کر پلٹ
کے دیکھا کہ سماک شمشیرزنی کر رہا ہی کبھی جب زیادہ بلوہ دیکھتا ہی تو حقہ آتشبازی مار دیتا ہی
پشتیبانی اپنے آقا کی کر رہا ہی جو کوئی پشت پر آنے کا ارادہ کرتا ہی خنجر مار کے گرا دیتا ہی کسی کو قریب
نہین آنے دیتا مگر عیوق پر بڑا بلوہ ہی کہا ای سماک لشکر مین خبر کر دو ہماری شمع جمال کا پروانہ

یعنی شہریہ ہردم در دیوانے کو خبر کرو سہاک نے کہا آؤ اے نابکار ایسی صفین بندھی ہوئی
ہین کہ نکلنا دشوار ہے اسوجہ سے غلام مجبور رہا ورنہ حاضر ہوتا رستم نے کہا مین اپنے کو قریب پہون
پہونچاتا ہون یہ کہکے پامال کرتے ہوئے بڑھ گئے افسر مقابلہ مین آئے مگر دست رستم سے واصل
جہنم ہوئے گیہان بلند رکاب کہ بڑے قد قامت کا جوان ہے اپنی جرأت پہ بھی ناز رکھتا ہے
گینڈا جھکا کر طرف رستم کے چلا اور پکار کر آواز دی اے رستم مین تجھسے مقابلے کا بہت مشتاق ہون
رستم نے مرکب پھیرا ہر چند کہ فوج نے گھیرا مگر رستم شمشیر زنی کرتے ہوئے قریب گیہان پہونچے
گیہان برس پڑا کبھی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے چوتھے حملے پر بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
ایک جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینکدی کمر بند مین ہاتھ ڈالا نعرۂ تکبیر کے زور کیا قابض زین سے
گیہان کو اٹھایا قصد کیا کہ زمین پر مارون گیہان پکارا ٹھہرو اے شہریار الامان رستم نے جواب دیا
امان بشرط ایمان گیہان نے عرض کی تا بزندگی غلامی سے گردن تابی نکرونگا رستم نے گیہان
کو پھر گینڈے پر بٹھا دیا گیہان پھر رستم کے پہلو پر آیا دیکھا رستم نے کہ اپنی فوج کو قتل کرنے لگا چاہتا
ہے فاروق پہ للکار کے جا پڑون کئی مرتبہ فاروق کو آواز دی آپ افسر کلان ہین مین
جدید رستم میرے آپکے تو امتحان ہو فاروق جھلا کر گیہان پر آپڑا خبردار خبردار کہکے ہاتھ
بائیان گینڈا گیہان کا بدلگامی کرنے لگا تلوار فاروق کی پڑی کہ شانہ گیہان کا نشانہ ہوا اب
نقمان فیل سوار بھائی گیہان کا اسنے جو بھائی کو زخمی دیکھا دہن سے للکارا کہ او فاروق
ہاتھ نہ مارنا اسکا داہنا شانہ بیکار ہوا فاروق نقمان پر جا پڑا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا نقمان
کا بھی سر زخمی ہوا دوسرا ہاتھ مارا کہ نقمان کا سر اڑ گیا فوج کو ترغیب دی جو نمکحرامی کریگا اسکا
لال کرونگا میدان جنگ کو خون سے لال کرونگا فوج نے گیہان پر بلوہ کیا کہ صحرا سے گرد اڑی
دیکھا سب نے کہ شہریہ ہردم در چار سو دیوانے ہمراہ چھ بدستین ہلاتے ہوئے آکے فوج
فاروق کی گرتے پامال کرنا شروع کیا فاروق نے دیکھا کہ دیوانے کے کوئی منہ پر نہین چڑھتا
جو قریب دیوانے کے آیا اسنے چھ بدست ماری مع گینڈے کھالا خون کا بنا دیا چار سو دیوانے
غل مچاتے پھرتے ہین جس صف پر جا پڑے اس صف کو پامال کیا صفین توڑین رستم نے
جو دیکھا کہ دیوانہ آگیا طرف فاروق کے چلے فاروق نے بھی گینڈے کو بڑھایا دیوانون کو

رستم نے اشارہ کیا کہ گیہان کو بچانا چند دیوانوں نے آ کر گیہان کو گھیر لیا جو بدستین مار رہے تھے
گیہان پریشان حال زخموں میں چور چور لڑتا ہوا قریب عیوق کے پہونچا عیوق نے جو گیہان
کا یہ حال دیکھا اگر گیہان کے پھرنے لگا آپ زخم کھاتا ہو مگر گیہان کو بچاتا ہو فاروق نے جو
دیکھا کہ دیوانوں نے فوج کو درہم و برہم کر دیا لاشوں سے میدان بھر دیا رفقا سے صلاح
کی کہ عیوق رہا ہوا اپنے آقا تک پہونچ گیا اب تم سب کی صلاح ہو تو طبل امان بجوا دوں پلٹ چلوں
سب نے یہی صلاح دی کہ دیوانوں کے ہاتھ سے فوج نہ بچیگی دیوانوں کی عجب رنگ کی لڑائی ہو
سب نے یہی صلاح دی کہ طبل بازگشت بجوایئے فاروق نے حکم دیا طبل امان پر چوب پڑ جا
رستم نے دیوانوں کو روکا رستم فوج لیکر پلٹے گیہان بلند رکاب بھی ساتھ تھا رستم آ کر اپنے مقام پر
پہونچے فاروق پلٹا ہوا اپنے مقام پر آیا داخل بارگاہ ہوا مشیروں کو جمع کیا ان سے صلاح
کرنے لگا سب نے صلاح دی کہ طبل جنگی بجوایئے فاروق نے اسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگی پر
چوب پڑے ہرکاروں نے خبر رستم کو پہونچائی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا بجوا کر گیہان کو شفاخانے
میں بھیجا عیوق کا بھی علاج ہونے لگا اور گیہان کی بھی زخم دوزی ہوئی یہ خبر جب فاروق
نے سنی نہنگ شعلہ زن کا بھائی کہنگ شعلہ زن عیار کو بلایا کہا کہ تجھ سے ہو سکتا ہو کہ
عیوق کو چرا لاوے مجھکو بڑا یہ خیال ہو کہ صحبت میں رستم کی وہ سست ہو رہا ہو ایسا نہ ہو صبح کو میدان
میں میرے مقابلے میں آئے اگر میرے ہاتھ سے مارا گیا تو مجھکو بڑا قلق ہوگا کہنگ نے کہا
غلام ابھی جاتا ہو اور عیوق کو چرا کے لاتا ہو یہ کہکے کہنگ باہر آ کے عیاری سے آراستہ
ہوا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر لشکر رستم میں آیا جابجا پھرنے لگا جب زلف لیلا سے شب کمر
گذری پشت بارگاہ عیوق پر پہونچا نقب کھودنے لگا جا کے حجرہ بارگاہ عیوق میں توڑا دیکھا
عیوق کے جسم پر پٹیاں مرہم کی چڑھی ہیں پڑا سو رہا ہی چار خادم چپی بر ہیں کہنگ نے پروانے
بیہوشی کے پھینکے شمع پر جو پروانے جلے دھوان بلند ہوا چارون خدمتگار بیہوش ہوے
جھپٹ کر قریب عیوق کے آیا بیہوشی دماغ سے لگا دی جب عیوق بیہوش ہو چکا حلقہ ہاے
کمند سے ہاتھ پاؤن باندھے پشتارہ دوش پر لگایا صحیح و سالم پشتارہ لیکر نقب سے نکلا
اب کہنگ نے میدان پکڑا اسکے پیدا ہی بازارین غلا بیدر ہے رہا تھا شاگردون سے کہا

کہ جاکر خبر یون ایسا نہو فاروق کسی عیار کو بھیجے بیٹے کی فاروق کو بڑی فکر ہی اپنے شاگردون کو طلاے پر چھوڑا آپ جست وخیز کرتا ہوا قریب بارگاہ عیوق پہونچا اندر بارگاہ کے جو آیا دیکھا بارگاہ عیوق مین اندھیرا پڑا ہی پلنگ کو خالی دیکھا گھبرا کر باہر آیا نگہبانون سے کہا یارو بڑی غفلت کی عیوق کو عیار لے گیا اب ہوشیار رہنا مین فکر رہائی عیوق مین جاتا ہون یہ کہکے نیمچہ لیے ہوے لشکر سے نکلا ایک بلندی پر چڑھ کے دیکھا کہ عیار جاتا ہی سماک نے وہین سے للکارا او نا عیار خبردار آگے نہ بڑھنا منم جہتر سماک یلداقی کھنگ نے جو سماک کو آتے دیکھا گھبرا گیا معلوم ہوا پانون مین زنجیرین پڑگیئن سماک قریب پہونچا چاہا نیمچہ مارون کھنگ نے زفیل بجائی چالیس شاگرد اسکے کہ جنگل مین چھپے ہوے تھے حلقہ ہاے کمند لیے ہوے نکلے سب نے آخر سماک کو گھیرا حلقہ ہاے کمند مارے سماک جست کرکے حلقہ ہاے کمند سے نکلا مگر چالیس بیک بجے نیمچے مار رہے ہین ہر چند سماک اپنے کو بچاتا ہی مگر کس کس سے بچے کئی زخم کھائے سرہنگ تیز پا خلیفہ کھنگ پشت سماک پر آیا عیارون سے اشارہ کیا کہ اپنی جاب سماک کو متوجہ کرو عیارون نے نیمچے مارے سماک روک رہا ہی خلیفہ سرہنگ نے پشت پر سے حلقے کمند کے مارے سماک تڑپ کر گرا عیار ٹوٹ پڑے عیارون نے ازروے بلوے کے سماک کو گرفتار کیا کھنگ بہت خوش ہوا کہا یارو یہ وہ شخص گرفتار ہوا کہ جس سے رستم کی رستمی کو رونق ہی اب اسکو جھٹ پٹ چل کے قتل کرنا چاہیے یہ کہکے عیوق وسماک کو لیےلا یند رہ عیار ساتھ ہین طرف فاروق کے جاتا ہی تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ کھنگ نے دیکھا صحرا سے آواز زنگ کی آئی آگے آگے ایک عیار طرار بانہاے عیاری سے آراستہ پشت پر پچیس بیک بجے دور سے جو کھنگ کو دیکھا آواز دی ارے تو کون ہی لاشے اُس مقام پر پڑے تھے سماک نے دس بارہ بیک بچے مار کر ڈالدیے تھے وہ لاشے پھڑک رہے ہین اب وہ جو عیار آگے تھا لینا لینا کہکے بڑھا پندرہ کو پچیس نے گھیر لیا کھنگ چاہتا ہی مین نکلجاؤن ایک عیار سرہنگ نامے جو ستارہ سماک کا باندھے تھا اُسپر یہ افسر جا پڑے اور نعرہ کیا۔ نعرۂ چالاک۔ بیعاری

من آنم جست وچالاک + بچشم دشمن اندازم کف خاک + نہ یابد باد گرد تیز گامم + خلیفہ اولم چالاک نامم + انکو صاحبقران نے برائے خبر رستم بھیجا تھا اُسوقت پر آکے پہونچے چالاک

سر ہنگ پر جا پڑا اور آواز دی کہ او بیحیا اس میرے بھائی کو کیونکر پکڑا اگر اپنی جان بچانی چاہتا ہو تو چھوڑ کر بھاگ سرہنگ نے بڑھکر چالاک کو نیمچہ مارا چالاک نے نیمچے کو نیمچے پر روکا سر کو بچا کر کمر پہ ہاتھ مار دیا سرہنگ کی کمر پر پڑا اس کے دو ٹکڑے ہوئے اول سمک کو چالاک نے رہا کیا حباب واقع دارو بیہوشی مار دیا سمک ہوشیار ہوا اٹھتے ہی چالاک کو سلام کیا پوچھا خلیفہ صاحب کہان سے آتے ہو چالاک نے کہا مین برائے خبر رستم آتا ہون اسوقت آکے پہونچا شکر ہو کہ تمکو رہا کیا سمک بھی نیمچہ کھینچ کر لڑنے لگا اب چالاک طرف کہنگ کے چلا کہنگ نے نیمچہ کھینچا چالاک سے اور کہنگ سے نیمچہ چلنے لگا سمک نے بڑھکر کئی پیک جوان کو مارا شاگردان چالاک نے شاگردان کہنگ کو مار لیا کہنگ اکیلا لڑ رہا ہو چالاک نے کہا اے بیوقوف پشتارہ تو اس پہلوان کا زمین پر ڈالدے جمکر مقابلہ کر کہ لطف مقابلے کا ملے یہ سنتے ہی کہنگ نے پشتارہ زمین پر ڈالدیا چالاک سے جمک جمک کر لڑنے لگا چالاک بھی کہنگ سے لڑ رہا ہو اور عیارون نے جو ارادہ کیا چالاک نے منع کیا کہ تم قریب نہ آؤ ہرچند شاگردون نے کہا کہ استاد اسکو جھٹ پٹ مار لین چالاک نے قبول نہ کیا سب دیکھ رہے ہین کہ چالاک اور کہنگ مین نیمچہ چل رہا ہو کبھی آپس مین خنجر کھینچے کبھی نیمچے کھینچے چالاک نے ایک مقام حلقہ ہائے کمند مارے کہنگ نے جست کی حلقہ ہائے کمند سے نکلا نکلتے نکلتے چالاک پر حلقے مارے چالاک نے حلقہ ہائے کمند کاٹے اور آواز دی کہ اسکا سر کاٹ لو کہنگ سمجھا کہ میری پشت پر کوئی آگیا کہنگ پلٹا پلٹتے ہی کہنگ کے چالاک نے نیمچہ مار دیا کہنگ زخمی ہوا زخمی ہو کر بھاگا چالاک نے ہرچند للکارا کہ او بھگوڑے کہان جاتا ہو زخمی ہوا تو بھاگا کہنگ نے پلٹ کے بھی نہ دیکھا جب کہنگ بھاگ گیا تو چالاک نے عیوق کو ہوشیار کیا عیوق نے پوچھا سمک نے تمام کیفیت بیان کی عیوق و سمک و چالاک مع شاگردان چلے جاتے ہین کہ اپنے کو لشکر رستم مین پہونچائین کہ دوسری طرف سے گرد اڑی علم ہائے سرخ و سفید نمایان ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے آگے آگے ایک تاجدار پشت پر بارہ ہزار جوان تلوارون کے قبضون پر ہاتھ ڈالے ہوئے نیزے چمکاتے ہوئے سامنے سے نمایان ہوئے عیوق نے جو اس جوان کو آتے دیکھا سمک سے کہا یہ فاروق کا بھائی ہو جاروق کمندگیر

جاروق نے جو دور سے بھتیجے کو دیکھا پکار کر آواز دی ای فرزند اس صحرا مین بے ساز و سامان
چند عیار ساتھ کیون پھر رہا ہے آج کل خداوند ہفت پیکر نے حکم دیا ہے کہ جہان مسلمان ملین انکو
رو کو ہم جابجا تلاش کرتے ہوے آئے ہین ہمین کہین مسلمان نہین ملے عیوق کو بہت ناگوار
ہوا جواب دیا کہ ای عم نامدار مسلمان کہین چھپتے ہین مسلمان کے ہاتھ سے شاہان طلسم بھاگتے پھرتے
ہین ملک خالی کرا لیے ہین آگے اگر کچھ دعوی ہو ایک ادنے مین اہل اسلام کا غلام ہون بھلا
جن شیرون نے سیکڑون بادشاہون کو سٹا دیا وہ شیر کہین منھ چھپاتے ہین فاروق ایسا بادشاہ
دو مرتبہ شکست کھا چکا ہے جاروق نے جو یہ باتین عیوق سے سنین مثل مار سر دم کوفتہ قلب لشکر
مین بل کرنے لگا گینڈا بڑھا کر آواز دی ای فرزند اب مین کیا تجھکو جانے دونگا تیرے باپ پاس تجھکو
لیچلونگا عیوق نے دیکھکر آواز دی کہ باپ میرا جنگ ستم دیکھکر بدحواس ہوگیا آپ ہی مقابلے کو
آتا ہے آخر ناچار ہوکر امان مانگتا ہے عیارون کے بھروسے پر بھولا ہے یہ سامنے دیکھ تو کھنگ کا لاشہ
پڑا ہے مجھکو گرفتار کرکے لیچلا تھا مگر خالق کارساز نے اس دشمن کے پنجے سے رہا کرایا اب خدمت
مین اپنے آقا کی جاتا ہون تجھکو اگر کچھ گھمنڈ ہو یہ گوہے یہ میدان مین باہر نہین ہون باپ سے
مقابلہ پڑا انکی بھی جرأت کو دیکھ چکا افسوس یہ ہے کہ مجھے سوتے مین عیار چرا لایا تھا سلاح پاس
نہین ہین سواری کو گھوڑا گینڈا نہین جاروق ایسا جھلایا کہا ای عیوق مین تجھکو گینڈا دون اور
ہتھیار بھی دون اور تجھ سے مقابلہ کرون میرے منھ سے نکل گیا کہ تجھکو تیرے باپ کے پاس
لیچلونگا یہ کہکے طرف اپنی فوج کے اشارہ کیا کہ ایک جوان گینڈے سے اتر پڑا ہتھیار اپنے
اور گینڈا عیوق کو دیا عیوق نے تلوار حمائل کی سپر پشت پر ڈالی نیزے کو چمکاتا ہوا سامنے
جاروق کے آیا جاروق نے نیزہ مارا عیوق نے نیزے کو نیزے کی شان پر لیا یہان رستم جو
سوکے اٹھے یہ خبر سنی کہ عیوق کو کوئی چرا لیگیا سمک تعاقب مین گیا ہے شاہزادہ رنجیدہ بیٹھا ہے
کہ سمک گھبرایا ہوا آیا تمام کیفیت بیان کی کہ غلام کو چالاک نے رہا کیا ادھر ہوکے آتے تھے کہ
جاروق بھائی فاروق کا بارہ ہزار سوارون سے آتا تھا عیوق سے اسکے کچھ کلام ہوے عیوق
و جاروق سے مقابلہ ہو رہا ہے رستم نے کہا ہمارا گھوڑا لاؤ صرف بارہ ہزار جوان تیار ہون
زیادہ فوج نہ ہو دیوانے نے جو خبر سنی جست و خیز کرتا ہوا سامنے رستم کے آیا عرض کی ای

آقاے نامدار جاروق پہلوان زبردست ہو رستم فوراً سوار ہوے دیوانہ نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا ایسا ہو عیوق پر کچھ چشم زخم پہونچے رستم نے صرف دیوانے شر یہ ہردم درکو مع چار سو دیوانون کے ساتھ لیا تماشہ دیکھنے کو طرف جاروق و عیوق کے چلے اُسوقت پہونچے کہ عیوق نے نیزہ جاروق کا توڑا تعریفین ہو رہی ہین جاروق کہتا ہو اے فرزند اب مین تلوار کھینچتا ہون عیوق کہتا ہو بسم اللہ کوئی حربہ اُٹھا نہ رہے کہ سامنے سے گرد اُڑی چیخنے کی دیوانون کے آواز آئی عیوق نے کہا اے جاروق آقا میرا آتا ہو دیوانے شر یہ ہردم درکو اپنا رفیق کیا ہو کہ دیکھا گردشق ہوئی دیوانہ شر یہ ہردم در آگے آگے جست کرتا ہوا پکارتا ہوا کہ اے عیوق تم ٹھہر جاؤ اس خُرد مُنڈے کو مین سمجھا دونگا ایک چوبدست کے وار مین اسکا ٹھکانا نہ ملیگا رستم ہان ہان کرتے رہے مگر دیوانہ کب مانتا ہو جست کرکے بیچ مین آیا عیوق سے کہا ہٹو اور چوبدست کو چرخ دیا وہ سناٹا ہوا کہ جاروق کے ہاتھ پیرون مین رعشہ آگیا گھبرا کر آواز دی کہ اے دیوانہ ٹھہر جا صاف صاف ظاہر کر کہ رستم نے تجھکو زیر کیا شر یہ ہردم در نے دیکھکر آواز دی کہ اے جوان زیر کرنا ایک مرتبہ ہوتا ہو آقا دن بھر مین مجھکو دس مرتبہ زیر کرتے ہین جو حرکات ناشائستہ اُنکے ساتھ کرتا ہون اگر اور کے ساتھ کرون تو میرے ہاتھ سے بچ نہ جائین یہ باتین آپس مین ہو رہی تھین کہ طرف سے فاروقیہ کے گرد اُڑی دیکھا کہ فاروق گینڈے پر سوار چار لاکھ فوج پشت پر علم ہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے پھریرون پر تعریف ہفت پیکر مرقوم آمد فوج کی دھوم لیکن فاروق طرف کوہ زنگار رنگ کے دیکھکر پکارتا ہو کہ یا حضرت اوتار ہفت پیکر میرے بھائی کو ہاتھ سے رستم کے بچانا عین وقت پر مدد کو آنا یہان جاروق نے جب دیکھا کہ بھائی صاحب بھی آگئے تو رستم سے کہا مین آپ سے مقابلہ کرونگا رستم نے پوچھا کل فنون سپاہ گری مین امتحان منظور ہو جاروق نے کہا مین آپ سے کشتی کا مشتاق ہون اگر آپ مجھپر غالب ہون مین دل و جان سے اطاعت کرون رستم نے گھوڑے سے کود کر دیوانے کو جو ہٹایا دیوانہ بگڑ گیا کہتا تھا آقا مین نہ ہٹونگا یہ کہکے ایک چوبدست ماری رستم نے کلہ چوبدست پر ہاتھ ڈالا چوبدست چھین کر پھینک دی دیوانہ لیٹ پڑا جاروق دیکھ رہا ہو کہ رستم نے دیوانے کو اُٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے خنجر نکال کر گردن پر رکھا دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا

کہا کہ آقا مجھسے خطا ہوئی اب ایسی خطا نہ کرونگا رستم نے چھوڑ دیا سر جھکا کے کنارے کھڑا ہوا
سر اُٹھا کے رستم کو نہین دیکھتا جاروق نے جو یہ زور رستم کا دیکھا ہوش اُڑ گئے گینڈے سے
کودا کہا اے شہریار یہ آپ ہی کا کام ہو کہ ایسے رفیق بدخو کو سنبھالتے ہین مین نے حلقہ غلامی
حضور کان مین ڈالا مین ابھی لشکر فاروق کو مٹائے دیتا ہون یہ کہکے طرف فاروق کے چلا
فاروق حیران ہو کہ یہ کیا ہوا یا تو رستم سے آمادہ جنگ تھا اور اب میرے پاس کیون آتا ہے
رفیقون نے کہا آپ کا بھائی ہو کچھ صلاح کریگا فاروق نے کہا اسکے تیور بد ہین خدا وند ہی
بچائین کہ جاروق قریب آیا فاروق کو سلام کیا کہا اے شہریار مین نے اپنے کو امتحان کیا رستم
سے اپنے کو کم پایا دیوانے کو دیکھکر میرے ہوش گم ہوتے ہین مین نے تو اس شہریار کی اطاعت
کی اب بہتر یہ ہو کہ تم بھی خدمت مین رستم کی چلو اُس شہریار کی اطاعت کرو ورنہ وہ زیر کرلے گا
فاروق نے کہا اے جاروق مین رستم کی اطاعت نہ کرونگا جسطرح مجھسے چاہے مقابلہ کرلے
تو اُسکو بڑا بہادر سمجھتا ہو میری وہ نگاہ مین نہین سماتا جاروق نے کہا اے برادر مین تو اسیواسطے
حاضر ہوا ہون کہ تمکو خدمت رستم مین لیجاؤن یہ کہکے ہاتھ بڑھانے لگا فاروق نے تلوار کھینچی
دونون مین دو دو ہاتھ چلے تھے کہ فاروق نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جاروق
نے گریبان پکڑا دونون گینڈون سے کود ے بھائیون مین کشتی ہونے لگی پہر بھر مین فاروق
نے جاروق کو زیر کیا عیوق کھڑا دیکھ رہا تھا اُسنے رستم سے کہا اے شہریار جاروق کو فاروق
نے زیر کرلیا مشکین باندھکر لشکر مین بھیجا اب میدان مین کھڑا ہوا مبارز طلبی کر رہا ہو اگر حکم ہو
جاکر مقابلہ کرون رستم نے کہا اے عیوق جاؤ سمجھاکر فاروق کو جاروق کو رہا کرلاؤ یہ سُنکر عیوق
گینڈا اُٹھاکر سامنے فاروق کے آیا کہا اے باپ تمنے جاروق پر ظلم کیا وہ تمھاری اطاعت
نہین کرتا کیون زبردستی کرتے ہو جاروق نے کہا کیا مین کسی سے بندہ ہون مین کیا تیری طرح
اطاعت کرونگا باپ بیٹون مین یہانتک تکرار ہوئی کہ عیوق و فاروق سے مقابلہ ہونے لگا
جب دونون مین نیزہ چلنے لگا تو رستم قریب آئے چاہا کہ عیوق کو جدا کرون کہا فاروق باپ بیٹے
کا مین مقابلہ اچھا نہین جانتا میدان کارزار ہین ہمسے مقابلہ کرو اگر ہمپر غالب آؤ تو ہم تمھاری
اطاعت کرین اور اگر ہم غالب آئین تو تم اطاعت کرو فاروق نے ہاتھ روک لیا کہا اپنے رفیق کو

لیجائیے طبل جنگی بجوا کر میدان مین آئیے مین آپ سے مقابلہ کرونگا رستم نے کہا تم عیارون کے بھروسے یہ کام کرتے ہو یہ ہمارے خلاف گذرتا ہو سر میدان آؤ فاروق نے رستم سے وعدہ کیا جاروق کو لیکر پلٹا رستم نے بخوبی سمجھا دیا کہ ای فاروق اگر جاروق اطاعت تمھاری نہ کرے تو اُسپر بدعت نہ کرنا ورنہ مین تمھاری بارگاہ مین ہونگا دریاے خون بہادونگا فاروق نے کہا مین اس سے اطاعت کو کہونگا اگر اُسنے مانا تو فبہا ورنہ قید رکھونگا جب آپ سے فیصلہ ہولیگا تب سمجھ لونگا بڑے افسوس کی بات ہو کہ میرا فرزند آپکا مطیع ہوا مین نے کوشش بھی کی وہ نہین مانتا اب بھائی آپکا مطیع رہے عیوق کہتا تھا آقا آپ ٹھہر جائین مین ابھی اس سے فیصلہ کرتا ہون رستم نے نہ مانا عیوق کو سمجھا کر پھیر لائے اپنے لشکر مین آکر اُترے فاروق خوف سے رستم کے دربار بھی جاروق کا نہ سمجھا جاروق کو قید خانے مین بھیجا یہ خبر کنیزون نے ملکہ مغرور شیرین کلام کو پہونچائی کہ یہ معرکہ درپیش ہوا جاروق نے رستم کی اطاعت کی تھی فاروق جاروق کو پکڑ لایا ملکہ تو محبت مین رستم کی بیقرار ہین کنیزون سے کہا جسے ہوسکتا ہو کہ جاروق کو رہا کرلاؤ کنیزون نے عرض کی ہمارا کام جانا اور نقب لگانا آئندہ پروردگار کو اختیار ہو ملکہ نے پوچھا قید خانے پر جاروق کے کون مقرر ہوا ہو شگوفہ نے آکر خبر سنائی کہ سریع گرد قید خانے پر نگہبان ہو ملکہ نے کہا وہ غفلت نہ کریگا نقب سے رہائی نہوگی مین آج رات کو شبخون مارونگی رستم کو پلٹنا نہ تھا آٹھ پہر خیال مین رہتی ہون مرا تو عجب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو کیا کہون کہ جو گذرتی ہو۔ نظم

نالے شرر فشان رہے تاب و توان تلک
اور ابتو آہ بھی نہین آتی زبان تلک

پرواز اپنی آگے تو تھی لامکان تلک
دشوار اُڑ کے جانا ہو اب آشیان تلک

قسمت گئی نہ لیکے کسی قدردان تلک
وہ مدعا ہون مین جو نہ پہونچا بیان تلک

وہ سوختہ ہون مین کہ نہ پاوینگے بعد مرگ
سگ ہاے کوے یار مرے استخوان تلک

اک رشک گل کی دوری مین ہم ہین قریب مرگ
بلبل کی زندگی ہوئی کیونکر خزان تلک

اس شعلہ رو بغیر جو کھینچی ہے آہ گرم
پڑ پڑ گئے ہین آبلے دل سے زبان تلک

روشن چراغ داغ بھی ہین سوز غم سے کیا
جلتے ہین مثل شمع مرے استخوان تلک

اس نشان خواب کا پایا نہ کچھ سراغ
سو مرتبہ خیال گیا لامکان تلک

ہو گا گمان فرشتون کو تیر شہاب کا
نالہ مرا جو شب کو گیا آسمان تلک

اعضا تمام شاک ہو چشمون سے پڑ گئے
اس سحر حسن کے لیے رویا مین یان تلک

گرمی سے بھی زیادہ زمستان مین لون چلی
اک نالہ سوز دل سے جو آیا زبان تلک

اک دن نہ پائی اشعین ہوا کو سے یار کی
سو بار سیر کو گئے ہم بوستان تلک

قمری ترے گلے مین پڑے طوق دوسرا
اڑکر جو پہونچے تو مرے سرو روان تلک

ہمراہی اپنے تیز روی کرکے بڑھ گئے
ہم گرد ستان پہونچ نہ سکے کاروان تلک

افسوس زنار تمام سے وہ آشنا نہین
الفت مین جسکی مٹ گیا اپنا نشان تلک

ملکہ نے اس حسرت سے یہ اشعار پڑھے کہ سب کنیزین آمادہ ہوگئین عرض کی فداہ ہم لوگون کی جانین جائین فداہ نہین مگر حضور کے ساتھ ہین چارسو کنیزین جب اسطرح سے آمادہ ہوئین تو شب کو ملکہ نے نقاب سرخ چہرے پر ڈالی چارسو کنیزون کو ساتھ لیا ملکہ باغ سے نکلین سریع گرد چارسو جوانون سے نگہبانی کر رہا ہو کہ دیکھا سامنے سے ایک نقابدار چارسو نقابدارون سے آکر گرا در زندان خانے پر تلوار چلنے لگی سریع گرد جو اٹھا گینڈے پر سوار ہوا تلوار چمکاتا ہوا طرف نقابدار گلگون پوش کے چلا نقابدار نے جو سریع گرد کو آتے ہوئے دیکھا خوف پیدا ہوا کہ اس دیو خصال سے کون مقابلہ کریگا کمان کیانی کاندھے سے اتاری تیر بھال کا تیر سحر کمان مین پیوست کیا تاک کر گینڈے کی آنکھ پر مار دیا گینڈے نے جست کی سریع گرد گینڈے سے گرا اور بڑھ کے نقابدار نے ہاتھ مارا سر سریع کا زخمی ہوا ساتھ والون نے جو دیکھا کہ ہمارا افسر زخمی پڑا ہو نقابدار برس رہا ہو اتنے تیغ کے چھپارے کہ سر و شانہ اسکا زخمی ہوا آخر گود مین اٹھا کر لیکر بھاگے نقابدار لڑتا ہوا قید خانے پر آیا کنیزون سے اشارہ کیا جاروق کو رہا کرو کنیزون نے بڑھکر قید کاٹی جاروق بھی قید خانے سے نکلا دیکھا کہ نگہبان بھاگ گئے جاروق کو ملکہ نے ساتھ لیا جاروق ملکہ کے ہمراہ خاموش چلا آتا ہے دل مین حیران ہو کہ یہ نقابدار کون ہو جو اسنے میرے ساتھ یہ احسان کیا جب در باغ پر پہونچا اور ملکہ مرکب سے کود پڑین جاروق مدت سے شگوفہ نامے کنیز پر عاشق

تھا نہال ہوگیا کہ اس باغ میں میرا آنا ہوا باغ باغ ہوگیا نقابدار جاروق کو لیکر باغ میں آیا
نقابدار نے نقاب چہرے سے اُتاری اب جو جاروق نے ملکہ کو دیکھا جھک کر سلام کیا
کہا حضور کا بڑا احسان ہوا ملکہ نے کہا اے جاروق تم رفاقت رستم کرو اور قیدخانے مین رہو
ہمسے نہ دیکھا گیا آخر شکر ہے کہ تمکو رہا کرلائی صبح کو فاروق کو خبر پہونچی کہ ایک نقابدار آیا
سریع گرد کو زخمی کرکے جاروق کو رہا کرکے لیگیا اب جو اسنے دریافت کیا اسکو معلوم ہوا کہ ملکہ
مغرور شیرین کلام رات کو باغ سے آئین اور جاروق کو رہا کرکے لیگئین اور باغ مین ملکہ کے
جاروق موجود ہو سوچا کہ اگر گرفتار کرنے جاروق کو جاؤنگا تو ملکہ سد راہ ہونگی اگر مین نے کوئی
دست اندازی کی ایسا نہ ہو قدرت کے خلاف گذرے تو مشکل ہوگی شاید کچھ تنبیہ کردین تو مجھکو
کیسی مشکل ہوگی یہان سے قریب ایک قلعہ ہے کہ ملکہ ساماں جادو وہانکی حاکم و ناظم ہے اُسکو لکھا
کہ اے ساماں جلد آکر میری مدد کرو طلسم کشا نے آکر مجھکو گھیرا ہے ساماں بڑے ساز و سامان سے
براے مدد فاروق چلی دربار مین فاروق کے آکر پہونچی فاروق نے سب حال روبرو کر بیان
کیا ساماں جادو نے حکم دیا طبل جنگی بجاؤ میدان مین نکلو تو تمھارا مقابلہ کرونگی بیشک اب جاتا رہیگا
اُسکا زور گھٹاؤنگی فاروق نے اس بھروسے پر طبل جنگی بجوایا رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا کہ
سماک نے آکر خبر دی حضور عجب معرکہ گذرا ایک نقابدار گلگون پوش شب کو آیا جاروق
کو رہا کرکے لیگیا غلام نے جو دریافت کیا تو ثابت ہوا کہ ملکہ مغرور شیرین کلام نقابدار بنکے
آئین اور جاروق کو رہا کرکے لیگئین اور نہین معلوم کیا مصلحت فاروق نے سوچی سنتا ہون
کہ ایک ساحرہ کو بلایا ہے اُسکے بھروسے پر طبل جنگی بجوایا ہے کل حضور اس مکار سے سمجھکر نقابدار کرین
رستم نے کہا سمجھا جائیگا طبل جنگی دونون لشکرون مین بج چکے تیاریان ہورہی ہین صبح کو دونون
لشکر میدان کارزار مین آئے صفین جمین ساماں جادو ایک طائر بنکر میدان مین ایک نخل تھا
اُسپر آکے بیٹھی فاروق میدان مین نکلا پکار کر آواز دی اے رستم دیوانے پر تمکو بڑا گھمنڈ ہے اُسکو
میرے مقابلے مین بھیجو کہ میرے زور سے آگاہ ہو دیوانہ اپنا نام سنکر بیقرار ہوگیا کہا آقا اب تو
میرا نام لیکر پکارتا ہے اب تو مجھکو جانا ضرور ہے یہ کہکے چوبدست ہلاتا ہوا چلا جیسے ہی سامنے
فاروق کے پہونچا چاہا چوبدست مارون ساماں نے سحر کیا فاروق نے چوبدست تھامی

ہرچند دیوانہ زور کرتا ہی مگر کچھ زور نہین چلتا آخر فاروق نے چو بدست چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے دیوانے کو اٹھا لیا مشکین باندھین طرف اپنے لشکر کے بھیجا کہا یارو اسکی قید بڑی رکھو پھر گینڈے پر چڑھ کے مبارز طلبی کی رستم نے چاہا کہ مین نکلون کہ عیوق نے گینڈا صف سے نکالا اور کہا ای آقاے نامدار اب غلام فاروق کے مقابلے مین جائیگا رستم نے ہرچند روکا عیوق نے نہ مانا گینڈا بڑھا کر باب کے مقابلے مین آیا ساحرہ سحر کر رہی ہی عیوق نے دیکھا کہ زور جسم کا کم ہوا ہی حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی جب سامنے فاروق کے پہونچا فاروق نے نیزہ مارا عیوق نے چاہا نیزے کو نیزے سے روکون ایک برق گری کہ نیزہ عیوق کا کٹ گیا عیوق حیران حیران دیکھ رہا ہی کہ فاروق نے بڑھکر کمر مین عیوق کی ہاتھ ڈالا مثل طفل کے اٹھا لیا رستم حیران ہین کہ آج تو فاروق نے بڑا زور دکھایا کہ دیوانہ اور عیوق دونون گرفتار ہوگئے فاروق نے پھر مبارز طلبی کی ابکی مرتبہ رستم نے اپنا مرکب اٹھا دیا ایک افسر نے بڑھکر خبر دی ای فاروق رستم پر سحر تاثیر نہ کریگا اسکے پاس تحفہ جات موجود ہونگے کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغۂ ہفت جوہر اول یہ تحفے کسی طور سے رستم سے جدا ہون تب رستم سے مقابلہ کیجیے ورنہ بڑی خرابی ہوگی جب رستم سامنے فاروق کے پہونچے تو فاروق نے کہا ای رستم جرأت کے سراسر خلاف ہی مین دو پہلوانون سے مقابلہ کر چکا اب تمسے مقابلہ کرونگا اگر تمنے تھکے ہوے کو زیر کیا تو رستمی کے خلاف ہوگا رستم نے وعدہ کیا کہ کل مقابلہ کرینگے ہم عذر کو حرف کے سن لیتے ہین حقیقت مین تمنے دو پہلوانون سے مقابلہ کیا ہی اب تم پلٹ جاؤ کل ابتدا مین ہمین نکلینگے فاروق سے وعدہ کر کے رستم لشکر کو اپنے پھرلائے فاروق جو بارگاہ مین آیا ساان جادو نے کہا ای فاروق تو کیون پلٹ آیا رستم ایسے اگر سو پہلوان میدان مین آتے تیرا ہی زور بڑھتا جاتا اور اسکا زور گھٹتا تو غالب ہوتا فاروق نے کہا ای ساان رستم کے پاس تحفہ جات طلسمی ہین کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر اسپر سحر تاثیر نہین کرتا نام تحفہ جات سنکر ساان خاموش ہوگئی کہا کہ ای فاروق اگر کل طلسم کے ساحر جمع ہون تو ان تحفہ جات پر کسی کا سحر نہ چلیگا مگر مین تدبیر کرونگی اگر کوئی تدبیر ایسی ذہن مین آئی کہ تحفہ جات رستم کے قبضے سے نکال دون تو پھر رستم کو پکڑنا اور گرفتار کرنا

کوئی بات نہین یہان رستم جو پلٹ کے آئے ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ حضور ساماں جادو
ایک ساحرہ ہے وہ آئی ہے وہ حضور کے ساتھ مکر کریگی حضور ہوشیار رہین اُسی کے سحر سے
دونون پہلوان گرفتار ہوگئے رستم نے کہا مجھے اپنے سردارون کا بڑا قلق ہے کہ دیوانہ کیسا
قید خانے مین گھبراتا ہوگا اُسکا زیر ہونا مجھپر بڑا شاق ہوا اُس ایسا بہادر مجھکو نہ ملیگا مین نے
ایسا ہی کمال کیا کہ وہ میرا مطیع ہوا اُسنے راستے بند کر دیے تھے اس سوچ مین رستم بیٹھے تھے
سمک نے ارادہ کیا کہ مین فکر مین ساماں جادو کی جاؤن ساماں کو قتل کرون کہ ہرکارے
دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ ای شہریار ملکہ شہرت مرصع پوش دختر نوحدار جادو و ملکہ
ماہی سحر تشنہ وگرسنہ جبسے حضور سے وہ جدا ہوئین ایسے صحرا و بیابان ملے کہ سارا لشکر
ہلاک ہوا ماہی سحر و شہرت ایک مقام پر ہوئین اب اُنھون نے حضور کے نزول اجلال کی
جو خبر پائی زیر نخل تھین آئی ہین لیکن قدم نہین اُٹھ سکتا حضور تشریف لے چلین رستم
بارگاہ سے نکلے کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا دونون نحیف وزار مجبور و ناچار چہرے اُداس
عالم یاس ایسے صحراہاے گرم مین گذر ہوا وہ چہرے جو مثل آفتاب کے تھے وہ سیاہ
ہوگئے ہین ماہی سحر شہرت کو سنبھالتی ہے دو قدم چلین اور گرین رستم نے جاکر دونون کے
ہاتھ تھامے جیسے ہی رستم کے سائے مین آئین دونون مین جان آگئی روح کو راحت قلب
کو قوت حاصل ہوئی شہرت نے روکر کہا ای شہریار ایسا خلاف وقت تھا جو حضور سے
جدا ہوئی کئی مہینے صحراے ویران مین پھری راتین ہجر کی اُن جنگلون مین کاٹین کہ جہان
آب و دانہ ممکن نہوا دن اس پیچ و تاب مین گذرتا تھا کہ زبان مین طاقت نہین کہ اُسکا ذکر کرین
آپکو دیکھکر بدن مین طاقت آگئی روح کو راحت حاصل ہوئی اسوقت یہ کیفیت ہے نظم

یار آیا ہوا احوال دل زار دکھاؤ ۔۔۔ عیسے کو ذرا حالت بیمار دکھاؤ
آجاؤ بس اب راہ نہ ای یار دکھاؤ ۔۔۔ مشتاق ہون مشتاق ہون دیدار دکھاؤ
فرداے قیامت کا نہ اقرار کرو جان ۔۔۔ محشر کی سحر آج ہے دیدار دکھاؤ
عاشق ہین بہت ایک تو چنگر کوئی مجھسا ۔۔۔ پستے کی طرح پشت بدیوار دکھاؤ
عالم نظر آجاے بہار اور خزان کا ۔۔۔ ہم زرد ہون تم پھول سے رخسار دکھاؤ

تلوار لگاؤ مجھے گولی سے نہ مارو	قتل ڈھال لو اور ابرو کے خم ادکھاؤ
ہر دم متقاضی ہے یہی حسرت دیدار	پھر ایک نظر جلوۂ دیدار دکھاؤ
فرماتے ہو عاشق ہیں مرے تجھسے ہزارون	ایجان زیادہ نہیں دو چار دکھاؤ
مین قبر سے بھی رندا ہی کہتا اٹھونگا	مشتاق ہون مشتاق ہون دیدار دکھاؤ

اسطرح بلک بلک کر دونون نے یہ اشعار پڑھے اور روئیں کہ رستم بیتاب ہوگئے فرمایا ملکہ شکار کو آئے تھے استنے فتور پڑے کہ آجتک مبتلا ہین کوئی ساحرہ ہو سامان جادو برا بدذات فاروق آئی ہو بیٹا اُسکا میرا رفیق ہو لیکن اُسی ساحرہ کے سحر سے فاروق دور فیقون کو گرفتار کرکے لیگیا مجھے اسقدر قلق ہو کہ مین نے شب سے کھانا نہین کھایا وہ بھیا مقابلے مین آتا ہی اس فکر مین ہو کہ تحفہ جات جدا کرکے رستم سے مقابلہ کرون اب تم آگئین تدبیر ہو جائیگی شہرت نے عرض کی حضور سامان جادو مثل ہماری کنیزون کے ہو کان پکڑکے اُسکو بلا ہوگی رستم اُن دونون کو ساتھ لیکر چلے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا آفتاب فلک سیر وجھلال سرکش گھوڑون پر سوار مگر چہرے اُترے ہوے دو دو سہی جوان دونون کے ساتھ ہین اپنے آقا کو سامنے دیکھا ادھر شہرت باتون مین شرمائی ہوئی دمبدم کہتی ہو حضور بارگاہ مین چلیے یہان کنارے ٹھہرنا مناسب نہین کہ جھلال و آفتاب بھی آکر قدمبوس ہوے اپنی اپنی مصیبتین بیان کین کہ حضور کبھی صحرا سے ویران مین کبھی کانٹونکا جنگل ملا ساتھ والے ہلاک ہوگئے کل غلام کو خیال آیا کہ مین نے علم نجوم کیون حاصل کیا مین نے ایک نخل کے نیچے بیٹھکر زایچہ کھینچا اُس سے یہ ثابت ہوا کہ بائین جانب جاؤ تو آقا سے ملاقات ہو ہم دونون شکر کرتے ہین کہ زندہ آکر حضور سے ملے وہ تباہی سفر مین اُٹھائی کہ کبھی نہ دیکھی تھی شکر ہے کہ حضور کو بخیر و عافیت پایا رستم نے اپنے حالات بیان کیے ان چارون کو لیے ہوے بارگاہ مین آئے شہرت نے دعوی کیا کہ وہ طبل جنگی بجوائیگا جب میدان مین آئیگا تو بی سامان کا سحر نہ چلنے دونگی مین اُسکو دیکھ بھال لونگی یہ خبر ہرکارون نے فاروق کو پہونچائی کہ ملکہ شہرت و ماہی سحر و آفتاب فلک سیر کا ہین و جھلال سرکش یہ چارون سردار بڑی تباہی اُٹھا کر آئے رستم سے آکر ملے شہرت نے سامان کا دعوی کیا ہو سامان نام شہرت سُنکر گھبراگئی کہا

شہرت دختر لوصدار جادو یہ کیونکر طلسم کشا کی شریک ہوئی واقف کارون نے بیان کیا کہ
طلسم کشا پر عاشق ہو کے نکل آئی ارادہ تھا کہ طلسم کشا کو لوح حاصل کرائے محیط وکیل نے
صلاح کر کے یہ تدبیر کی کہ طلسم کشا اِن خرابیون مین پھنسے چارون سردار آوارہ ہوے تھے
بڑی جفائین اُٹھائین اب آکر رستم سے ملے سامان نے کہا اے فاروق یہ ساحرہ چیدۂ طلسم
ہفت پیکر ہین رستم کو سب سامان ممکن ہو چکے اب صرف لوح کا حاصل ہونا باقی ہے اب کدو کوشش
بیکار ہے اب ہماری خبر اُنکو ہوگئی اب وہ تدبیر کرینگے اگر شہرت نے آکر میدان مین سحر کیا تو میرا
سحر نہ چلیگا مگر طبل بجواؤ اگر میرا دھوکا کھایا تو رستم کو گرفتار کرا دونگی ورنہ اے فاروق تیری محبت مین
اپنی جان پر کھیلونگی فاروق نے اُسی وقت طبل جنگی بجوایا یہان یہ چارون سردار جب بارگاہ
رستم مین آئے ہوش وحواس درست ہوے رستم نے ان چارون کو کھانا کھلوایا شراب وکباب
پیش کیے بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے خبر دی فاروق نے طبل جنگی بجوایا ہے رستم نے
بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے تیاریان دونون لشکرون مین
ہونے لگین رستم نے آکر آرام فرمایا سماک یلداقی طلائے پر ہے لشکر کا انتظام کر رہا ہے سامان جادو
رات کو اُٹھی سحر کرتی ہوئی لشکر مین رستم کے آئی ایک نخل پر آکے بیٹھی مگر بشکل عقاب بیٹھی ہے اُسی
نخل کے قریب سماک بھی موجود تھا اُسنے دیکھا کہ رات کو عقاب کہان سے آیا بیٹھنے سے عقاب
کے شاخ نخل جھکی سماک سمجھا کہ یہ ساحرہ ہے کنارے ہٹا ایک خدمتگار کی شکل بنکر زیر نخل آیا
سامان نے جو خدمتگار کو آتے دیکھا فوراً سحر کیا کہ سماک بیہوش ہو کے گرا سامان نے نخل سے
اُتر کر برق چمکائی کہ رنگ وروغن چہرے کا اُڑ گیا اب اسنے پہچانا کہ یہ تو عیار طلسم کشا کا ہے سحر کر کے
سماک کو کنارے ڈالدیا آپ سماک کی شکل بنکر تیار ہوئی طرف بارگاہ رستم کے چلی نگہبانون نے جو
سماک کو آتے دیکھا پوچھا مہتر صاحب اسوقت کہان آئے سامان نے جواب دیا کہ مین نے سُنا ہے
کہ سامان فکر مین آقا کے آئی ہے مین قریب پلنگ کے جا کر پہرا دون یہ کہکے اندر آئی دیکھا کرسی پر
کلاہ ہفت گوشہ وتیغۂ ہفت جوہر رکھا ہے زرہ ہفت جوش جسم مین سامان نے کلاہ وتیغہ
اُٹھا لیا منظور ہوا کہ چلون شہرت کو تو اسکا خیال تھا یا تو اپنی بارگاہ مین پڑی سورہی تھی خواب
پریشان دیکھکر پریشان ہوئی اُٹھکر طرف بارگاہ رستم کے اُسوقت پہونچی کہ سامان بیرون بارگاہ آچکی

شہرت نے للکارا کہ او سامان میں نے پہچانا خبردار ٹھہر جا آ گئے نہ بڑھنا سامان آواز شہرت سنکر بھاگی شہرت نے سمجھا کیا ہلڑ جو ہوا رستم بھی بیدار ہوئے پکار کر کہا کہ کلاہ ہفت گوشہ و تیغۂ ہفت جوہر کوئی لیگیا ماہی سحر نے بھی یہ ذکر سنا اپنی بارگاہ سے نکلی دیکھا رستم سوار ہو رہے ہیں ماہی سحر نے کہا حضور تکلیف نہ کریں میں جاتی ہوں سامان کو گرفتار کرکے لاتی ہوں رستم نے کچھ جواب نہ دیا ماہی سحر بھی چل سامان بھاگی ہوئی جاتی ہو شہرت اسکے تعاقب میں ہو فاروق کنارے پر لشکر کے موجود تھا اسنے جو سامان کو آتے ہوئے دیکھا پوچھا کیون خیر تو ہو کہا حضور مین کلاہ ہفت گوشہ و تیغۂ ہفت جوہر لائی لیکن شہرت میرے تعاقب مین آتی ہو فاروق نے کہا لاؤ وہ دونون تحفے مجھکو دے چاہتی تھی کہ کلاہ ہفت گوشہ و تیغۂ ہفت جو فاروق کو دے کہ شہرت آکر پہونچی سامان پر برق بنکے گری سامان کے دو ٹکڑے ہوئے فاروق تو گھبرا کر پیچھے ہٹا شہرت نے سامان کو مار کر کلاہ و تیغہ اٹھا لیا فاروق نے ہمراہیان سامان کو اشارہ کیا کہ اس ساحرہ کو مارلو چہار طرف سے جادوگرنیون نے شہرت پر بلوہ کیا شہرت نے سحر کیا کئی سو جادوگرنیون کے سر اڑ گئے کوئی منھ کے بھل گری برق چمک رہی ہی خنجر تلوارین گر رہی ہین کہ شہرت نے دیکھا زمین تھرائی نعرۂ رستم کی صدا آئی رستم آکر گرے شہرت نے بڑھکر کلاہ ہفت گوشہ و تیغۂ ہفت جوہر پیش کیا رستم نے کلاہ سر پر رکھی اور تیغہ ہاتھ مین لیا نعرہ کرکے لشکر دشمن پر گرے کہ ماہی سحر کا نعرہ ہوا دونون ملکر لڑنے لگین مگر رستم دونون کو منع کرتے ہین کہ سحر نہ کرو جس ساحرہ کا اسکو بھروسہ تھا وہ قتل ہو چکی ہو شہرت نے عرض کی کہ حضور عیوق کو تو رہا کرین جاروق کہ باغ مین ملکہ کے موجود ہو کنیزون نے آکر خبر دی کہ رستم لشکر دشمن پر آ پڑے جاروق نے ہتھیار لگائے ملکہ سے یہ کہکر نکلا کہ آقا مصروف جنگ ہین غلام کو پہونچنا ضرور چاہیے یہ کہکے گھوڑے پر سوار ہوا اسوقت آکے پہونچا کہ آفتاب و جہلال نے بھی آکر سحر کیا زمین کانپ رہی ہو آگ آسمان سے برس رہی ہے فاروق بدحواس جنگ مین مصروف مگر گھبرایا ہوا ایک ایک سے کہتا ہو سامان نے سامان جنگ کرا دیا شب تیرہ و تار مین مغلوبہ ہو گئی دیکھیے اس مغلوبہ کا کیا انجام ہو رفقا عرض کرتے ہین کہ مسلمانون کو تو آسان ہو دیکھو ساحرون نے مشعلہاے سحر روشن کرلین فاروق اس

حیرانی مین ہو کہ آفتاب فلک سیر لڑتا بھڑتا برابر قیدخانۂ عیوق کے پہونچا نگہبانون کو مارا
عیوق کو قید سے رہا کیا لیکر خدمت رستم مین آیا فاروق نہایت حیران ہو کہتا ہو اگر بھاگتا ہون
تو جرأت مین فرق آتا ہو اور لڑتا ہون تو مارا جاؤنگا تین جوان تین طرف جنگ کر رہے ہین آخر
فاروق پیچھے ہٹتا ہوا چلا قریب اسکے شہر کے ایک پہاڑ تھا اُسکے سائے مین پہونچا بیقرار ہوکر
آواز دی یا خداوند ہفت پیکر اسوقت مدد کیجیے عیوق بھی میری طرف رخ کیے ہوے ہو اور
جاروق میرے خون کا پیاسا رستم کو سمجھے کہ ہو یا خداوندا ان تین اژدہون سے بچایئے اگر
مین نے عیوق و جاروق کو زخمی کیا آفتاب فلک سیر قیامت برپا کریگا کس قیامت کا سحر
کرتا ہوا آتا ہو یہ جو فاروق نے بیقرار ہوکر کہا اُسوقت ہفت پیکر کوہ نیرنگ پر تھا کہ ایک
طائر نے آواز دی یا خداوند ہفت پیکر آپ کا بندۂ خاص فاروق فریاد کر رہا ہو سامان
نے بے سمجھے سحر کیا سب ساحر طلسم کشا کے آپ سے اپنے بندے کو بچایئے ہفت پیکر نے آواز
دی یہان سے اُسی پہاڑ پر جاؤ جہانگیر جادو وہان رہتی ہو اُس سے اطلاع کرو وہ سب کو گرفتار
کردیگی وہ طائر اُڑتا ہوا سامنے فاروق کے آیا مثل انسان کے آواز دی ای فاروق کیون
بیتاب ہوتا ہو اس درۂ کوہ مین جا جہانگیر جادو کا نام لیکر پکار وہ ان سب کو گرفتار کردیگی
فاروق یہ صدا سُنکر قریب درۂ کوہ کے پہونچا پکار کر آواز دی ای جہانگیر جادو جلد میرے
پاس آؤ دیکھو قدرت نے کیا حکم دیا ہو پتھر کلان شق ہوا ایک ساحرہ نے سر نکالا
اژدہے کا سر منھ سے آگ نکلتی ہوئی چوٹیان سر پہ گندھی ہوئین آواز دی ای فاروق کیا ہو
کیون اسقدر بیتاب ہو اسنے پکار کر کہا ای جہانگیر آفتاب فلک سیر و جلال سرکش اور
شہرت مرصع پوش و ماہی سحر وغیرہ یہ سب ساحران نامی طلسم کشا کے ساتھ ہین لشکر کو میرے
تباہ کردیا بڑے بڑے رفیق مارے گئے اُس ساحرہ نے آواز دی سامنے سے ہٹ دیکھ مین
سحر کرتی ہون یہ کہکے سر اندر پتھر کے کھینچ لیا اُسی پتھر سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے آفتاب نے
دور سے دیکھا کہ فاروق بھاگ کر زیر کوہ پہونچا کھڑا ہوا کچھ پکار رہا ہو آفتاب للکار کر فاروق
پر جا پڑا جب قریب فاروق کے پہونچا فاروق نے ہاتھ تلوار کا مارا آفتاب نے سحر کرکے
تلوار چھین لی ہاتھ بڑھایا کہ فاروق کی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لون کہ پہلو سے آواز آئی

کہ او بے ادب کیا کرتا ہی منم جہانگیر جادو پلیٹ کے آفتاب نے دیکھا ایک ساحرہ بڑے قد
کی میرے پہلو مین کھڑی ہی منع کر رہی ہی کہ فاروق پہ ہاتھ نہ ڈالنا آفتاب نے نہ مانا چاہا کہ
فاروق کی گردن مین ہاتھ ڈالدون اُس ساحرہ نے ہاتھ ہلایا ایک برق کڑک کر گری آفتاب
غروب ہوا یعنے غائب ہوگیا جہلال سرکش نے دور سے دیکھا کہ آفتاب پر کیا گذری کہ جو آفتاب
غائب ہوا سحر کرتا ہوا قریب فاروق کے آیا دیکھا کہ فاروق گینڈے پر سوار اُسی طرح تلوار
ہلا رہا ہی جو قریب آیا اُسے قتل کیا ایک ساحرہ بہ صورت مہیب پہلو پر فاروق کے کھڑی
ہی جہلال نے بڑھکر ایک گولہ طرف ساحرہ کے پھینکا اُس ساحرہ نے گولے پر ہاتھ مارا کہ گولہ پھٹا
اُسمین سے ایک برق جہلال پر گری جہلال بھی غائب ہوا شہرت مرصع پوش نے دور
سے دیکھا کہ جہلال و آفتاب قریب درۂ کوہ جاکر غائب ہوے جلد کر قریب آئی اُس ساحرہ
نے جو شہرت کو دیکھا پکار کر آواز دی اے دختر کمیل تجھکو کیا ہوا کہ فاروق کی بربادی چاہتی ہی
درۂ کوہ مین تجھکو تیری ساتھ والیان بلاتی ہین شہرت اِن فقرون کو کب مانتی ہی کڑک کے
اُس ساحرہ پر گری کہ اُسکے دو ٹکڑے کرون جب گری زمین پر آکے دیکھا مین نے ایک اژدہے
کے دو ٹکڑے کیے اژدہا پڑا ہوا جل رہا ہی درۂ کوہ سے آواز آرہی ہی اے شہرت کمال سحر
حاصل کرو منم جہانگیر جادو شہرت نے سر اُٹھاکے دیکھا ایک تختۂ سنگ کلان پڑا ہی اُسمین سے
ایک ساحرہ سر نکالے ہوے للکار رہی ہی شہرت درۂ کوہ مین گھس گئی جیسے ہی اندر درے
کے آئی کچھ سوجھتا نہین انتہا کا اندھیرا ہی اُس ساحرہ نے اُف اُف جو کی شعلہ ہاے آتش
چلے اب شہرت نے دیکھا کہ وہی ساحرہ مونھ سے شعلہ ہاے آتش جو چھوڑ رہی ہی اُسی کی
درۂ کوہ مین روشنی ہی جھپٹ کر اُس پتھر پر آئی نیمچہ کمر سے کھینچا قصد کیا کہ اسکا سر کاٹ لون
تلوار جو چمکائی تلوار سے ایک شعلہ بھڑک کر گرا کہ شہرت بھی غائب ہوئی اب ماہی سحر نے
جو دیکھا کہ شہرت بھی جاکر غائب ہوئی بیتاب ہوگئی آواز دیتی ہوئی قریب درۂ کوہ کے پہونچی
دیکھا اُسی تختۂ سنگ سے ایک ساحرہ سر نکالے ہوے برقین لشکر رستم پر گرا رہی ہی کئی ہزار
ساحر و غیر ساحر کٹ کر گرے فاروق کو آواز دی اے فاروق دشمنون کو مارے مگر ساحرہ کو
ماہی سحر دیکھکر گھبرا گئی کئی گولے پھینکے کچھ تاثیر نہ ہوئی ماہی سحر نے ایک دوہتھڑ زمین پر

مارا چند شعلہ ہائے آتش اسکے ہاتھ سے نکلے ایک دریا موج مارکر غرق تختۂ سنگ کے جلاوہ
ساحرہ تڑپ کر ماہی سحر پر گری اُسکی اُف سے دریائے سحر مین ماہی ڈوب گئی عیوق نے جو
دور سے یہ معرکہ دیکھا اُسی ساحرہ نے آواز دی اے فاروق اپنے فرزند کو لینا فاروق نے
جو عیوق کو آتے ہوئے دیکھا گینڈا اُچکایا عیوق جو قریب فاروق کے پہونچا عیوق نے چاہا
ہاتھ تلوار کا مارون زمین سے دھوان نکلا عیوق مع گینڈے غرق زمین ہوگیا ایک آواز آئی اے
فاروق نہ گھبرانا بیٹا تمھارا بہ آرام قید ہے بعد فتح جنگ تمکو ملیگا جاروق نے جو عیوق کو غائب
ہوتے دیکھا کئی تیر فاروق پر مارے تیر جل جل کر گرے جاروق گینڈے کو بڑھا کر قریب
فاروق نہ پہونچا تھا کہ پہلو سے ایک کمیدان نے آواز دی اے جاروق کہان جاتا ہے مجھسے مقابلہ
کر یہ کہکے جاروق پر ہاتھ مارا جاروق ایک پہلوان زبردست تھا ہاتھ بچا کر کلائی پر کمیدان
کی ہاتھ ڈال دیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالا کہ اُٹھالون ایک برق چمکی سب کی آنکھین
خیرہ ہوگئین اور جاروق اُس برق کے چمکتے ہی غائب ہوا سپاہ نے یہ خبر رستم کو پہونچائی کہ
اول چار رون ساحر افسران لشکر ایک کے بعد ایک غائب ہوئے بعد اُسکے عیوق و جاروق
بوجہ سحر ایک ساحرہ کے غائب ہوئے اب اُس مقام پر سناٹا ہے یہ سُنکے رستم کو بہت ناگوار
ہوا گھوڑا اُچکا کے چلے دیکھا فاروق تلوار کھڑا ہلا رہا ہے جو قریب آیا اُسے ٹوک کے مارلیا
رستم نے للکارا کہ او نامردان غربا نے تیرا کیا نقصان کیا مفت مین انکو قتل کرتا ہے فاروق کو تو
اور بھی گھمنڈ ہے للکار کر آواز دی کہ آپ آئیے آپکے رفیق تو قید ہوئے اب آپ باقی ہین رستم
کے جسم مین تحفہ جات طلسم نصب ہین تیغۂ ہفت جوہر چمکاتے ہوئے قریب فاروق کے پہونچے
فاروق تلوارین مارنے لگا رستم کبھی کبھی تلوار کو تلوار پر روکتے ہین کبھی بچا جاتے ہین کلائی پر
فاروق کی ہاتھ ڈالدون مگر اتنی جلدی ہاتھ مار رہا ہے کہ رستم کا ہاتھ کلائی پر نہین پڑتا کہ درہ کوہ سے
ایک شیر کی آواز آئی رستم نے پلٹ کر دیکھا شیر اسطرح جست کرکے آیا کہ فاروق کو تو پشت
پر لیا اور رستم پر حملہ کرنے لگا رستم کا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا رستم پٹری جماتے ہین آسن اُکھڑے
جاتے ہین ہر مرتبہ یقین ہوتا ہے کہ مین پشت مرکب سے گر پڑونگا رستم نے جھلا کر کوڑا پشت مرکب
پر مارا مرکب نے طرارہ بھرا کہ فاروق سے الگ ہوئے شیر نے آکر دونون پنجے مارے اس گمان پر

کہ زرہ وغیرہ ٹوٹ گئی رستم نے دونون کلائیان شیر کی پکڑ کے ایک گھونسہ مارا کہ سر شیر کا پھٹ گیا
کئی شیر درۂ کوہ سے نکلے ہاتھ سے رستم کے مارے گئے شیرون کو مار کر رستم گھوڑے سے کود ے
تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوے طرف کوہ کے چلے دور سے دیکھا ایک ساحرہ عجیب بد شکل
عجیب و غریب سر ہلاتے ہوے کبھی سر کے بال نوچکر طرف رستم کے پھینکتی ہی اور کبھی قہقہہ مار کر
ہنستی ہی بر قین رستم پر گرتی ہین مگر سحر تاثیر نہین کرتا رستم درۂ کوہ مین گھس گئے ہاتھ سر ساحرہ
کے مارا تلوار جو پڑی سر تو اُس ساحرہ نے اندر کرلیا رستم نے دیکھا تلوار نے تختۂ سنگ کو کاٹا
زیر تختۂ سنگ ایک دروازہ دکھائی دیا اُس دروازے مین قفل کلان لگا ہی اندر سے
رونے کی آواز آتی ہی کوئی بلک بلک کے یہ اشعار پڑھ رہا ہی **نظم**

ازل سے تلخی ہجران جو لکھی تھی مقدر مین
حلاوت زہر کی ملتی تھی مجھکو شیر مادر مین

مین کیا جانون چمن کہتے ہین کسکو آشیان کیسا
کھلین آنکھین تو میری آنکر صیاد کے گھر مین

بلند و پست سے آگاہ ہون ایام طفلی سے
کبھی تھا دوش دایہ پر کبھی آغوش مادر مین

اگر دندان جانانہ کے مضامین کا خیال آیا
دم فکر سخن غوطے لگائے آب گوہر مین

جنون عشق کا مجنون سے پہونچا سلسلہ مجھ تک
چلی آئی امامت جسطرح آل پیمبر مین

بری دیوانی ہو جاتی ہی تنکے چننے لگتی ہی
وہ سحر سامری ہی یار کی چشم فسونگر مین

بجائے تشنگی سے حشر کی ہم بادہ نوشون کو
یہ قدرت کیا نہین واعظ قسیم حوض کوثر مین

خیال اُس حور کے گھر کا جو اپنے گھر مین رہتا ہی
پری استادہ آتی ہی نظر مجھکو ہر اک در مین

شہادت کے لیے کافی ہی خون اس قاتل
نہین حاجت گواہون کی ہمارے خون کے محضر مین

دہان یار مین دیکھی زبان تو یہ خیال آیا
کسی نے چھوڑ دی ہی لال مچھلی حوض کوثر مین

گلا مجھ سخت جان کا کس مزے سے اُسنے کاٹا ہی
زیادہ دے بُرش اللہ قاتل تیرے خنجر مین

نہین ہی گردش چرخ آسیا سان فیض سے خالی
جہان کو رزق پہونچاتا ہی گو رہتا ہی چکر مین

نین وہ شوریدہ طالع ہون جب آیا دور مے مجھ تک
شراب تند سرکہ ہو گئی گرتے ہی ساغر مین

بھٹکنے بھی نہ پائین غیر صحبت مین کبھی ہرگز
اگر ہو جائے دخل اپنا ذرا بھی طبع دلبر مین

رستم نے آواز پہچانی دل مین کہا یہ تو شہرت کی آواز معلوم ہوتی ہی رستم نے قفل دروازے کا توڑا

اندر آکے دیکھا عیوق و جاروق تو اُلٹے لٹکے ہوے ہین تڑپتے تڑپتے بیہوش ہوگئے ہین
اور آفتاب و جلال و شہرت و ماہی سحر فرش خاک پر بیٹھے ہین شہرت ماہ بابک کو
رورہی ہو ماران سیاہ جسم مین چارون کے لپٹے ہین صدمات عظیم پہونچاتے ہین رستم نے قریب
آکے ان چارون کی زبانون سے سوزنین نکالین ان چارون ساحرون نے زبان قابو مین
آتے ہی اسم سحر پڑھا کہ ماران سیاہ مر کر گرے رستم رہا کرنے مین عیوق و جاروق کے مصروف
ہوے کہ پہلو سے اُس قصر کے ایک اژدہا پیدا ہوا اُسنے چاہا کہ ان چارون کو نگلے مین لیلون
رستم نے قریب آکے اُس اژدہے کے گلے مین ہاتھ ڈالا مثل کرپاس کو شکے چیر کر پھینک دیا
عیوق اور جاروق کو بھی ہوشیار کیا یہ دونون قدمون سے رستم کے لپٹ گئے کہا کہ شہریار
خدا آپ کو سلامت رکھے کیا آپ اس زندان تاریک مین پہونچے کہ غلامون کو رہا کیا ورنہ تڑپ
تڑپ کے مرجاتے رستم ان چھیون کو ساتھ لیکر بیرون درہ کوہ آئے فاروق کھڑا ہوا تھا رستم
کو جو پیدل آتے دیکھا جھپٹ کر جا پڑا تلوار کے سامنے مین لیکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے اُس
اندھیرے مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا کہ فاروق کی زبان سے آہ نکل گئی گینڈے سے
کود کر رستم سے لپٹ گیا رستم اور فاروق سے کشتی ہونے لگی عیوق و جاروق تیغ لیے گرد
کھڑے ہین آفتاب فلک سیر نے ایک دائرہ بنایا ہو کہ اُسکے اندر کسیکو نہین آنے دیتا رستم فاروق
سے لڑرہے ہین جب فاروق گردن پر ہاتھ رکھتا ہو یہ ریل کرکے دوڑتے ہین فاروق جان لڑائے
لڑرہا ہو سب لشکروالے ساکت ہوکر تماشاے جنگ دیکھنے لگے دونون لشکروالے جمے ہوے
تماشہ دیکھ رہے ہین قضاے کار شہر یہ مردم در زنجیرین ہلاتا ہوا قریب رستم کے آیا جو بدست
ہلاتا ہوا بیچ مین پھاند پڑا کہا آقا آپ چھوڑ دین مین اس مکار سے سمجھ لونگا رستم ہر چند کہتے ہین
ای برادر تم ہٹ جاؤ دیوانہ نہین مانتا چاہتا ہو آقا ہٹ جائین تو مین اس سے سمجھ لون جب رستم
نے نہ مانا تو تا چار ہو منھ پھیر کر رونے لگا رستم نے جو دیکھا کہ دیوانہ رو رہا ہو فاروق سے کہا ای
فاروق یہ وہی دیوانہ ہو جسکو تم گرفتار کرکے لیگئے تھے اس سے مقابلہ کروگے فاروق نے کہا
مین نے اسکی جو بدست چھین لی تھی اور کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا تھا مین اب بھی لڑنے کو
اس سے موجود ہون رستم فاروق کو چھوڑ کر الگ ہوے کہا ای برادر تم کیون روتے ہو یہ حریف

تمھارا موجود ہے اتو شر یر مردم در رستم کو دعائیں دیتا ہوا طرف فاروق کے چلا چوبدست کو
گردش دیتا ہوا پہونچا فاروق چوبدست کی گردش کو دیکھکر گھبرا گیا شریر مردم درنے لپک کر
چوبدست ماری فاروق نے ہاتھ اٹھائے کہ کلائی تھام لون دونون کلائیان فاروق کی
ٹوٹ گئین دوسری چوبدست اُس شریر نے ماری کہ چوبدست سر پہ فاروق کے پڑی کہ سر گردن
مین گردن سینے مین سینہ زمین مین تھا لاشون کا ہنگرہ ہوگیا دیوانہ فاروق کو مار کر اُسکی
فوج پر جا پڑا وہ چوبیتین مارین کہ فوج سے فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی آواز دیتے تھے
ای طلسم کشا فریاد ہے وقت امداد ہے ہم بدل و جان اطاعت کرتے ہین رستم کے قریب درۂ کوہ
سے نکل کر ایک فیل مست نے بھسونڈا طرف رستم کے بڑھایا رستم گھوڑے سے کود پڑے
دونون ہاتھ بڑھائے ہاتھی نے دونون ہاتھ سونڈ مین لپیٹے رستم نے دونون ہاتھون سے سونڈ کو
تھاما ایک ہکہ مارا کہ مع برخرے ہاتھی کی گردن گھسیٹ لی ہاتھی چیخ کھاکر گرا اور پہاڑ بھی اڑ اڑا کے
گرا ایک دھوان پہاڑ سے نکلا اُس دھوئین سے آواز آئی منم جہانگیر جہان پیما ای رستم مجھکو
کیا پا سکتا ہے مین خدمت مین خداوند کی جاتی ہون معلوم ہوا کہ تجھپر سحر تاثیر نہین کرتا ہاتھی
وہ سحر تھا کہ دس ہزار کو پامال کرتا لیکن تونے اسکو بھی مارا دشمنون نے ملکر تجھکو زور دیا پہلے
اُسنے سمجھ لون تو پھر تجھسے سمجھونگی سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ بڑے قد و قامت کی اژدہے پر
سوار اُڑی ہوئی جاتی ہے رستم نے لشکر پلٹایا عیوق کو ساتھ لیے ہوے قلعے مین آئے ملکہ
مغرور شیرین کلام کہ باغ مین دعائین مانگ رہی ہین کنیزون سے کہتی ہین آجکی جنگ بڑی
سخت ہے خدا رستم کو بچائے آج ہفت پیکر نے جہانگیر جہان پیما کو بھیجا ہے دیکھیے وہ ملعونہ کیا
آفت برپا کرے کہ کنیزون نے خبر دی او ملکۂ عالم مبارک ہو کہ رستم آتے ہین عیوق ساتھ ہے ملکہ
برائے استقبال دروازے پر باغ کے آئین رستم کو جو آتے ہوے دیکھا بڑھ کر سلام کیا رستم
ہنس پڑے ملکہ نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا لیکر باغ مین آئین جلسہ آراستہ کیا شراب و کباب کا
چرچہ ہوا رستم نے کہا ای ملکۂ عالم مین اب صحرائے محیط مین جاونگا برلے شکار آیا تھا ان جھگڑون
مین پھنسا حیات باقی تھی کہ خدا نے زندہ رکھا تمکو اس قلعے کا حاکم کرتے ہین عیوق و
جبار و ق انتظام لشکر کرین گے ہم انشاء اللہ پلٹ کر طلسم ہفت پیکر سے تم سے ملاقات

کرینگے ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار کنیز سے یہ زمانہ کیونکر گذریگا راتین ہجر کی کیسا ستائینگی نیند
کاہے کو آئیگی رستم نے اشک معفرور سے پاک کیے اور فرمایا کہ ملکۂ عالم اس فکر مین کئی سال مجھکو
گذر چکے ہین اب اس صحرا مین پہونچا تھا جہان سے لوح قریب ہی مگر تمسے ملاقات ہونا قضا و قدر کو
منظور تھا اسطرف نکل آئے فاروق کی قضا دامنگیر تھی ہمکو مار ا چاہتا فاروق کا بہت ناگوار
ہوا اُسنے کسطرح اطاعت کو مد نامہ باتین ہو رہی تھین کہ دور سے ایک کنیز کے بلا ہوا محل ایر
دوڑی ہوئی آئی عرض کی ای شہریار دیوانے نے یہ جو سنا ہی کہ آقا پاس فرزک کے گئے تو وہ کہتا ہوا
آتا ہی کہ مین بھی فرزک لونگا کئی کنیزون کو نوچ ڈالا عیوق نے کہا غلام جا کر روکے رستم نے کہا وہ
کسی کے روکے نہ رکیگا یہ ذکر تھا کہ دیکھا دیوانہ سامنے سے چلا آتا ہی ایک کنیز کو بغل مین دبائے ہوے
اور ایک کو کاندھے پر سوار کیا ہوا اور کنیزین بھاگی ہوئی آتی ہین اُنکے پیچھے دیوانہ دوڑتا ہوا آتا ہے
جب قریب رستم کے پہونچا تو پکارکر آواز دی کیطرف آفتاب سرخ تو فرزک کو لیکر بیٹھا ہی اور ہم اکیلے
اپنے مقام پر رہین رستم نے دوڑکر ہاتھ تھاما دیوانے نے جنگل اڑا کر زرہ نوچکر پھینکدی رستم دیوانے
سے لپٹ پڑے دیوانے نے کاٹا بھی مگر رستم نے دیوانے کو اٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے خنجر کمر سے
نکالا چمکتا ہوا خنجر جو گردن پر رکھا ابتو دیوانہ منتین کرنے لگا کہ آقا معاف فرمائیے رستم نے دیوانے
کو باہر نکالا ملکہ کے پاس جو آئے بدن سے خون جاری تھا ملکہ دیوانے کو کوسنے لگین کہتی ہین کہ حضور
اسکو نکال دیجیے یہ تو نگوڑا جان کا خواہان ہوا ایسا نہ ہو کبھی غافل پا جائے تو دشمنون کو مار ڈالے
ایسا بیخوف لڑتا ہی کہ بالکل پاس نہین کرتا رستم نے کہا ایسا ہی رفیق اچھا کہ ہر وقت ہوشیار رکھتا ہی
ایک ہفتہ رستم اُس قلعے مین رہے سلطنت بنام ملکہ قرار دی عیوق و جاروق منتظم ہوے ملکہ شہرت
نے عرض کی اب حضور طرف صحراے محیط کے چلین بہ عنایت پروردگار لوح کی تدبیر کرینگے اب
تامل بہتر نہین سردارون نے تیاری کی رستم کا تو قصد ہی کہ طرف صحراے محیط کے جائین اور لوح کو
حصول کرین لیکن بلند پرواز پلٹ کر پاس ہفت پیکر کے آئی عرض کی بندی قدرت نے
لشکر طلسم کشا تباہ کر دیا اب سالہا سال آوارہ رہینگے لشکر مین آنا دشوار ہی ہفت پیکر خوشی کر کے
ہی کہتا ہی ای بلند پرواز کیا کہنا کیسی خوبصورتی سے تمنے لشکر طلسم کشا کو آوارہ کیا اب طلسم کشا
لشکر مین نہ پہونچیگا محیط بھی یہ خبر سنکر آئی عرض کی کہ مین نے سنا ہی لشکر طلسم کشا تباہ ہو گیا صحرا

مین مارے مارے پھرتے ہونگے ہفت پیکر بھی خوش میٹھا ہو کہتا ہو میرے پاس ایسے ایسے
ساحر ہین وہ کام کرین کہ کسیکو خبر نہ ہو کیا خوبصورتی سے طلسم کشا کو تباہ کیا سب سردار فرداً فرداً
گئے یہ ذکر تھا کہ آندھی سیاہ چلی آسمان پر نعرہ ہوا منم جہانگیر جہان پہلا جہانگیر آکے پہونچی
ہفت پیکر نے پوچھا ای جہانگیر کیا ہوا جہانگیر نے کہا مین نے جاکر کوہ فاروقیہ پر وہ سحر کیا کہ
کل ساحرون کو گرفتار کرلیا لیکن طلسم کشا کہ جسپر سحر تاثیر نہین کرتا اُس سے مین ناچار رہون اسنے سکے
اپنے سردارون کو رہا کیا مین نے وہ وہ سحر کیے کہ اگر قدرت دیکھتے تو انصاف کرتے لیکن طلسم کشا پر کسی
سحر نے تاثیر نہ کی دیکھا کہ اگر اب ٹھہرونگی تو قتل ہو جاؤنگی طلسم کشا نے شہر فاروقیہ کو لیلیا اب
طرف صحراے محیط کے جانے کا ارادہ ہو کمیل پر آفت آئیگی ہفت پیکر نے زانو پر ہاتھ مارکے
کہا کیون جہانگیر نور جلیدۂ خالص قدرت جو فاروقیہ مین رہتی ہین اُنپر کیا گذری جہانگیر نے
کہا قدرت اُنکا حال نہ پوچھیے اُنکی ذات سے طلسم کشا کا عظم وشان بڑھا اب راہین تباٹینگی
تا بہ صحراے محیط پہونچائینگی ہفت پیکر نے کہا ای جہانگیر ہوسکتا ہو کہ مغرور شیرین کلام کو
یہان لے آ جہانگیر نے کہا یہ کچھ بات نہین لیکن جہان مغرور کو رکھیے گا عیار یا سردار ضرور
پہونچین گے ہفت پیکر سمجھا کہ جہانگیر ایسی ڈری ہو کہ اب لشکر رستم مین جانے کا ارادہ بھی
نہین کرتی کہا کیون بلند پرواز تمنے جو سحر کیے اُسکا کیا انجام ہوا بلند پرواز نے عرض کی کئی مہینے
سب سردار آوارہ رہے مارے مارے پھرے اب آلیس مین ملگئے پھر سحر کرونگی کہ طلسم کشا گھبراکے
طرف صحراے محیط کے نہ جائیگا ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی ارے سرخیل جادو کو بلاؤ بلند پرواز
نے آواز دی تُو اسرخیل تمکو قدرت یاد فرماتے ہین یہ آواز دیتے ہی زمین تھرتھرا کانپی
ایک مقام پر غار ظاہر ہوا زمین سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے ایک ساحرہ نے زمین سے سر
نکالا زمین سے نکلتے ہی ہفت پیکر کو سجدہ کیا دست بستہ عرض کی آج قدرت نے کیون یاد
فرمایا ہفت پیکر نے دیکھکر آواز دی ای سرخیل نور جلیدۂ خالص قدرت جو شہر فاروقیہ
مین تھی وہ شریک طلسم کشا ہوئی ای سرخیل اُس سے خوف ہو کمیل جادو اُسکو بہت
مانتی ہو ایسا نہ ہو کہ تا بہ لوح پہونچادے یا کمیل کو بلا بھیجے ای سرخیل اگر ہوسکے تو مغرور کو
اُٹھا لا باغ دلکشا مین قید رکھنا وہان کوئی نہ آسکیگا جو باغ دلکشا کا قصد کریگا گرفتار مصیبت

ہو گا سرخیل نے کہا کنیز ابھی جاتی ہی ملکہ مغرور کو اٹھائے لاتی ہی قدرت نے جو مجھکو تجویز کیا فخر کا مقام ہی کہ قدرت کسی کار ضروری کو لونڈی سے کہین اور مین تامل کرون یہ کہکر سرخیل نے پر پرواز پیدا کیے طرف ملک فاروقیہ کے چلی یہان وہ زمانہ آیا کہ رستم لشکر گران لیکر قلعے سے باہر نکلے ہین مغرور نے عرض کی آجکی شب میرے باغ مین سرفراز فرمائیے دعوت کو قبول کیجیے کل حضور کو اختیار ہی رستم نے قبول کیا شب کو ملکہ مغرور شیرین کلام نے باغ مین روشنی کرائی ملکہ شہرت و ماہی سحر سب معشوقین ایک جلسے مین جمع ہین نہنگ بحری نے ملکہ مغرور سے کہا آج سماک کو گوائیے ملکہ مغرور نے کہا ای سماک کچھ گاؤ سب تمھارے مشتاق ہین سماک نے کہنے سے ملکہ کے یہ غزل عاشقانہ سامنے اہالی جلسہ کے گائی نظم

موت آئی راستے مین اس سے یہ بھٹک گیا — قاصد مرا نہ ایک بھی دلدار تک گیا
دل ایک ساغر مے الفت سے چھک گیا — کم ظرف مثل جام لبالب چھلک گیا
اور رند شوق جامہ دری پھر چمک گیا — پھر ہاتھ رفتہ رفتہ گریبان تلک گیا
پھر دل مین گھر کیا ہی کسی رشک ماہ نے — دو چار دن سے داغ جگر پھر چمک گیا
پھولا جو آمد آمد گلرو سے باغ مین — مارے خوشی کے پیرہن گل مسک گیا
اس گل کی شاخ گل سے بھی نازک کلائی ہی — گجرا جو پہنا پھولون کا پہونچا لچک گیا
ستھرائی دی نسیم نے میرے مزار پر — باران رحمت آن کے پانی چھڑک گیا
گلشن مین آکے آگ لگا دی بہار نے — انگارے کی طرح سے ہر اک گل دہک گیا
کین عاشقون سے اتنی ترش روئیان بھلا — شیرین لبون کے چہرون سے آخر نمک گیا
سونپا زمین کو مجھکو مرے پردہ پوش نے — پیوند خاک ہو گیا سب عیب ڈھک گیا
یارب بہار گلشن ہستی سدا رہے — بلبل ہزار رنگ مین آکر چہک گیا
صیاد تیرے دام سے آسان تھا چھوٹنا — مشکل یہ ہی کہ تجھ سے مرا دل اٹک گیا
برباد کرکے خاک مین مجھکو ملا چکا — اب تو غبار دل سے ترے ای فلک گیا
انگڑائیان جو لین مرے اس تنگ پوش نے — چولی نکل نکل گئی شانہ مسک گیا
سوچا جو رند دل مین تو آل شگفتگی — رویا مین غنچہ باغ مین جسدم چٹک گیا

یہاں یہ غزل سمک نے گائی سارے لشکر میں طلسم کشا کے جشن ہو ہر مقام پر گانا ہو رہا ہے
سرخیل جادو جو آئی لشکر میں عجب گھما گھمی دیکھی کہ جا بجا ناچ ہو رہا ہے عیوق لباس فاخرہ پہنے
ہوئے انتظام کرتا پھرتا ہے اب سرخیل ایک کنیز کی شکل بنکر کنیزان ملکہ مغرور سے تیار ہوئی
اور عیوق کو آواز دی اے شاہزادہ والا قدر ملکہ تمھیں یاد فرماتی ہیں عیوق نے اپنے
ساتھ والوں کو اسی مقام پر چھوڑا آپ کنیز کے ساتھ چلا ایک نخل کی آڑ میں لاکر عیوق پر سحر کیا
کہ عیوق بیہوش ہو کر گرا عیوق کی شکل بنکر باغ میں آئی سمک گا کے اٹھا ہے کہ اب تو سرخیل
نے سمک کو پہچانا اور کنیزوں کی زبانی سنا کہ یہ عیار طلسم کشا ہے محفل سے گا کر آیا ہے سرخیل
بشکل عیوق بنی ہوئی تھی کہ سمک نے جھک کر سلام کیا کہا اے شاہزادہ جلیل کل آقا کوچ کرینگے
دیکھیں تم سے کب ملاقات ہو سرخیل نے کہا اے سمک ہم بھی ساتھ چلینگے سمک نے کہا آقا
تمکو برائے حفاظت ملکہ چھوڑتے ہیں سرخیل باتیں کرتی ہوئی سمک کو ایک چمن میں لائی بیہوش
کر کے اسکو ڈال دیا آپ سمک کی شکل بن رہی تھی کہ قضائے کار شہرت انتظام کرتی پھرتی تھی
ہمراہیان عیوق سے پوچھا کہ تمھارے شاہزادے کہاں ہیں سب نے کہا ایک کنیز ملکہ
کی آئی تھی بلا کر لیگئی پوچھا کدھر سے لیگئی سب نے کہا نخلستان کی طرف سے لیگئی شہرت
جو اس طرف آئی دیکھا عیوق بیہوش پڑا ہے شہرت نے عیوق کو ہوشیار کیا پوچھا تمھیں
کون یہاں ڈال گیا عیوق نے بیان کیا کہ ایک کنیز ملکہ کی بلانے آئی تھی وہی بیہوش کر کے
ڈال گئی شہرت وہاں سے جھپٹی اسوقت باغ میں آئی کہ سرخیل بشکل عیوق بنی تھی سمک
کو بیہوش کر رہی تھی شہرت نے للکارا او مکارہ تو کون ہے اے سمک اپنے کو بچانا بشکل عیوق
کوئی ساحرہ ہے عیوق باہر آیا سمک جست کر کے ہٹا سرخیل نے شہرت پر گولہ مارا شہرت
نے گولہ کاٹا کان سے بجلی نکال کر پھینک ماری برق سرخیل پر گری مثل بید کانپنے لگی
سحر چہرہ سے اترا دیکھا ایک ساحرہ ہے کھڑی کانپ رہی ہے شہرت نے پوچھا تو
کون ہے کس ضرورت سے آئی ہے سرخیل نے کہا میرا سرخیل نام ہے قدرت نے برائے
گرفتاری مغرور بھیجا ہے عیوق کو بیہوش کر کے یہاں تک آئی اب ارادہ تھا کہ جا کر ملکہ کو
گرفتار کروں شہرت نے کہا اے سرخیل جا کر کوہ زنگار رنگ پر تہلکہ ڈالدے

اگر بن پڑے تو ہفت پیکر کا سرلا یہ کہکے ایک بیلے کا ہار گلے سے اُتار سرخیل کے گلے مین
ڈالدیا ہتو سرخیل ہاتھ باندھے کھڑی ہو سمک نے آکر رستم کو خبر دی کہ شہرت نے ایک
ساحرہ کو گرفتار کیا ہو اب وہ ساحرہ اُنکے قبضے مین ہو کہ رہی ہو جو کہیے وہ بجالاؤن رستم و
مغرور اُٹھکر آئے دیکھا سرخیل ہاتھ باندھے کھڑی ہو شہرت نے رستم سے کہا حضور اب ہفت پیکر
فکر مین ہو کہ ملکہ کو گرفتار کرائے مین سرخیل کو براے گرفتاری ہفت پیکر کے روانہ کرتی
ہون وہان جاکر ہنگامہ برپا کریگی مغرور نے کہا ای شہرت تمنے بڑا کام کیا بڑے وقت
پر پہونچین نہین اب یہ سمک کو گرفتار کرکے بصورت سمک محفل مین آتی کسی حیلہ سے
بلاکے گوشے مین لیجاتی خدانے حفاظت کی شہرت نے کہا ای سرخیل جو تیری آرزو
تھی وہ تو پوری نہ ہوئی اب کیا ارادہ ہو سرخیل ہاتھ باندھے کہتی ہو جو آپ ارشاد کرین
وہ بجالاؤن شہرت نے پشت پر سرخیل کی ہاتھ رکھا کہا ای سرخیل اگر ہوسکے تو یہان سے
کوہ زنگار رنگ پر جاؤ ہفت پیکر کو گرفتار کرکے لاؤ سرخیل بہت خوب کہکے پلٹی غصّے
مین طرف کوہ زنگار رنگ کے چلی قضائے کار راہ مین اسکا باغ ملا میلاد جادو شوہر
اسکا کنیزون مین بیٹھا ہوا کہ رہا ہو آج کیا باعث ہو کہ میری زوجہ کو قدرت نے بلایا ہو
کہ سرخیل آکر پہونچی شوہر نے دیکھا زوجہ کا چہرہ سرخ تیغ کھینچا ہوا ہاتھ مین ہفت پیکر کو
گالیان دے رہی ہو میلاد نے کہا کیون صاحب قدرت نے کیا خطا کی ہو اُنکو ایسے کلمات
کہتی ہو قدرت صاحب کشف وکرامات ہین جو کوئی مراد مانگتا ہو وہ اُسکی مراد پوری کرتے
ہین تمنے قدرت کو کیون بُرا جانا معلوم ہوتا ہو اچھی طرح نہین پہچانا سرخیل نے کہا وہ جھوٹھا
دعویٰ خدائی کا کرکے بیٹھا ہو خلقت کو برگشتہ کر رہا ہو ملکہ شہرت نے حکم دیا ہو کہ ہفت پیکر
کا سرلاؤ مین سر لینے جاتی ہون اگر تمھین دعویٰ ہو تو روکو کہ ایک آندھی چلی کیاد جادو بھائی
میلاد کا آکر پہونچا اُسنے جو سرخیل کا حال دیکھا بھائی سے کہا مین اسکو گرفتار کیے لیتا ہون
ورنہ کوہ زنگار رنگ پر جاکر یہ قیامتین برپا کریگی قدرت کو ستائیگی کسی کے روکے نہ رکیگی
آخر کو شراب مین بیہوشی ملائی کیاد نے کہا بھابھی صاحب شراب تو پی لو سرخیل نے جام
ہاتھ مین لیا گلے مین جو موتیون کا مالا پہنے ہو اُسکا جو عکس جام پر پڑا شراب شعلہ بنکر اُڑگئی

سرخیل نے موتیون سرخیل نے کہا اوسکا راس شراب مین کیا تھا شوہر ہان ہان کرکے اُٹھا سرخیل نے
کا مالا گلے سے اُتارا ایک سٹرا کا مارا موتی جو اسپر پڑے معلوم ہوا گولہ آہن مارا سر میلاد کا
پھٹ گیا کیتاد بد باطن کہ اسم باسمے ہی منتین کرنے لگا بھائی کا لاشہ دیکھکر ہوش اُڑ گئے
ڈرا کہ مین نے بیہوشی ملائی شراب شعلہ بنکر اڑ گئی نہین معلوم کس غضب کا سحر کردیا ہی
اُسکا سحر اسکی جان کی حفاظت کر رہا ہی ایسا نہو مین اسپر سحر کرون اُلٹا میرے گلے پڑے تو
مشکل کی بات ہی خوشامد کرکے سرخیل کو بٹھایا کنیزون سے اشارہ کیا تمھارے مالک کو اس
ظالم نے مارا مین سحر کرتا ہون کمندین مار کر پکڑ لو اس عذاب الیم سے قتل کرون کہ ماہیان دریا
و مرغان ہوا اسکے حال پر روئین اور مجھکو ترس نہ آئے اسلئے شوہر کو بیخوف مار ڈالا کچھ خیال
نہ کیا کہ دس بارہ برس کا ہمدم تھا وہ ہمیشہ اسکی خاطر کرتا رہا اور کسقدر اسکو چاہتا تھا وہ
یہ کہکے اُٹھا تھا کہ دیکھو صاحب نیا شعبدہ ہوا کہ شراب جام سے اُڑ گئی کیتاد نے باتون مین
لگایا چپکے چپکے سحر کرنے لگا کنیزون نے چار طرف سے حلقہ ہائے کمند مارے کہ سرخیل جادو
بے بس ہوگئی تڑپ کر کئی کنیزون کو مارا مگر کیتاد نے فوراً زبان مین سوزن دیدی اور وہ ہار
گلے سے اُتار لیا قفس مین بند کرکے لیچلا خیال ہی کہ خدمت مین قدرت کی لیچلون پھر سوچا
کہ آج اپنے باغ خارستان مین قید کرون پہلے قدرت سے جاکر عرض کرونگا پھر جیسا حکم ہوگا
وہ بجالاؤنگا قفس مین بند کرلیا زبان مین سوزن دی اور وہ ہار اپنی جھولی مین رکھا ایک
باغ ویران مین لیکر آیا کیتاد کا سپہ سالار بیداد سرکش آیا اُسکو قفس دیا کہ کسی نخل مین لٹکادے
سامنے ایک درخت ببول کا تھا اُسنے قفس کو اُسمین لٹکا دیا رات کو کیتاد نے بیداد سے
کہا اُسکو جاکر کھانا کھلادے بیداد کھانا لیکر آیا بیداد نے کہا اے سرخیل اگر تو مجھکو قبول
کرے تو مین تجھکو قید سے رہا کردون سرخیل نے کہا ای بیداد تجھکو معلوم ہی کہ وہ ہار کیتاد نے
کہان رکھا ہی اُسی پر ہار جیت ہی بیداد نے کہا اُسکی جھولی مین ہی اگر کہیے تو مین نکال لاؤن
سرخیل نے کہا ہار نکال لاؤ بیداد سرکش رات کو جوش محبت مین سرخیل کی سرھانے
کیتاد کے آیا جھولی سے ہار نکالا لیکر پاس سرخیل کے آیا قفس سے نکالا ہار گلے مین اُسکے
پہنادیا اور سوزن زبان سے نکالی جیسے ہی ہار گلے مین سرخیل کے آیا وہی جوش و خروش تھا

کہا ارے بیداد جاؤ سامنے سے دور ہو کیون شامت آئی ہی بیداد سرکش منت کرنے لگا جا ہار گلے مین ہاتھ ڈالون سرخیل نے وہی ہار مارا کہ سر بیداد کا پھٹ گیا مرنے کی اسکے صدا بلند ہوئی کیاد کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ آندھی چل رہی ہی اور آواز آرہی ہی کشتی مرا نام من بیداد سرکش بود کیاد جھپٹ کر چمن مین آیا دیکھا سرخیل اپنے کو درست کر رہی ہی لاشہ بیداد سرکش کا سامنے پڑا ہی پکار کر آواز دی اے سرخیل یہ کیا کیا تو نے میرے سپہ سالار کو مارا سرخیل نے ہار گلے سے اُتار کیاد سامنے سے بھاگا سرخیل للکارتی ہوئی پیچھے چلی کہ او بیحیا ٹھہر جا کہان بھاگا جاتا ہی تو نے مکر کر کے مجھکو قید کیا تھا اب تو مجھ سے مقابلہ کر سحر کر کے سامنے آ کیاد بھاگا ہوا جاتا ہی سرخیل جوش مین آنکھین اُبلی ہوئی پیچھے کیاد کے جاتی ہی کیاد کے ذہن مین آیا خدمت مین قدرت کی چلون شاید وہان جان بچے شب کا وقت ہی آخر کی رات کو ہم رنگار نگ پر تصویر سنگی سے نکلکر ہفت پیکر بالاے کوہ بیٹھا ہی گرد کنیزین سیر صحرا کر رہا ہی کہ دیکھا سامنے ایک جادوگر بھاگا ہوا آتا ہی ہفت پیکر کو دیکھکر فریاد کرنے لگا کہ یا خداوندا اپنے بندے کو ہاتھ سے سرخیل کے بچائیے ہفت پیکر حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی گوشہ کوہ پر آ کر کیاد اُترا چاہتا ہی دوڑ کر پاس ہفت پیکر کے جاؤن کہ بوے خوش دماغ مین آئی سب مست ہو گئے کنیزین ہفت پیکر کی جھومنے لگین کہتی تھین آج قدرت نے دروازہ بہشت کا کھولا دیا کہ سرخیل کو دیکھا ایک ہاتھ مین نیمچہ کھنچا ہوا اور ایک ہاتھ مین ہار۔ ہار کو جنبش دیتی ہوئی برابر کیاد کے پہونچی کیاد نے چاہا بھاگ کر پاس ہفت پیکر کے جاؤن سرخیل نے ہار کا عکس ڈالا کہ کیاد کے پاؤن زمین سے تھام لیے سرخیل نے برابر آ کے ایک ہاتھ مارا کہ سر کیاد کا پھٹ گیا سرخیل نے پکار کر آواز دی او ہفت پیکر مکار دعوی خدائی کر کے بیٹھا ہی اصلی پیدا کرنے والے کو بھولا کنیزان ہفت پیکر دوڑین کہ سرخیل کو روکین جو کنیز قریب پہونچی سرخیل نے وہی ہاتھ مار دیا کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا سینہ چور چور ہوا کسی کے استخوان ٹوٹے کنیزین سامنے سے بھاگین اب سرخیل طرف ہفت پیکر کے چلی کنیزین دور سے لینا لینا کر رہی ہین کوئی قریب نہین جاتی ہفت پیکر نے دیکھا کہ سرخیل نہین رکتی پکار کر آواز دی اے اژدر کوہ نشین رس ظالم کو لینا بڑی بدعت پر کمر باندھی ہی میرے سامنے آ کر کیاد کو مارا کچھ ما بدولت کا خیال نہ کیا ارے

بھیجا ہمنے تجھے کس کام کو بھیجا تھا کچھ حال تو بیان کر کہ کس آفت مین پھنسی ہفت پیکر تو یہ باتین
کرتا ہو لیکن سرخیل کلمات سخت کہہ رہی ہو کہتی ہو او مکار دعوی خدائی کر کے بیٹھا ہو اب زمانہ
انقلاب ہی تین پہاڑ ویران ہوے اب جو یہ چار کوہ باقی ہین انپر بھی اہل اسلام قبضہ کرینگے
بھاگتے راستہ نہ ملیگا ایسے ایسے لوگ طلسم کشا کے شریک ہین کہ راستے تیار ہے ہین لوح کو
دلوائینگے تم بھاگ کر طلسم مین جاؤگے سارا خدائی کرنا بھولوگے یہ کہتی ہوئی قریب آئی چاہا
ہفت پیکر پر ہاتھ ڈالون کہ زمین شق ہوئی ایک اژدہا آگ منھ سے چھوڑتا ہوا زمین سے نکلا
اُس اژدہے نے سرخیل پر حملہ کیا سرخیل نے وہی موتیون کا ہار مارا اژدہا تھرا گیا کانپ کر
دم کھینچا کہ سرخیل گری ہار اسکے ہاتھ سے چھوٹا ہار الگ گرا سرخیل کو اژدہے نے
منھ مین لے لیا ہڈیان تک چبا چبا کے کھا گیا پھر اُسی طرح زمین مین غائب ہوا ہفت پیکر
نے کہا کیون صاحبو تمنے ظہور قدرت دیکھا سب تعریفین کرنے لگے کہ آپ خداوند ہین زمین
و آسمان سب آپکے حکم مین ہین جسکو جہان سے حکم دیا وہین سے پیدا ہو گیا اژدہے نے کیسا
اس بے ادب کو کھا لیا ہفت پیکر نے وہ ہار اُٹھایا پوچھا تو کسکا سحر ہو سرخیل کو کسنے دیوانہ
کیا پھول شگفتہ ہوے طفلان غنچہ نغون غان کرنے لگے غنچون نے آواز دی یا خداوند بی سرخیل
برائے گرفتاری مغرور شیرین کلام گئی تھین اور سحر کرتی پھرتی تھین تدبیرین تھین کہ دختر قدرت
کو لے اُڑین شہرت مرصع پوش دختر تکمیل آگاہ ہوئی اُسی نے سحر کر کے سرخیل کو بھیجا یہ کہکر
کہ قدرت کا سر لاؤ پھر راہ مین اُفتادین پڑین کیاد نے مکر سے سرخیل کو قید کیا تھا بیداد نے
عاشق ہو کر رہا کیا سرخیل نے اول اپنے شوہر کو مار لیا اُسکے بیداد و سرکش کو موت آئی
یہان آکر کیاد کو مارا غنچے یہ کہہ رہے تھے کہ پھول جیسے شعلہ ہاے آتش نکلے غنچے و گل فوراً سب
جلکر خاک ہوے ہفت پیکر نے کہا صاحبو دیکھو کیا غضب کا سحر کیا ہو کہ حال بتا کر اپنے کو جلا دیا
کہ اور کوئی ساحر اس سحر پر قبضہ نہ کرے یہ سحر کیا تھا ایسے ایسے سحر میری لونڈیان جانتی ہین جبکہ
سامنا پڑ جائیگا بی شہرت کو ایک موے سر مین باندھ لونگا ایسے مقام پر قید کرون کہ جہان
ہوا کا گذر نہ ہو سب ہفت پیکر کی تعریفین کر رہے ہین کہ قدرت کو سب طرح کا اختیار ہی
جسکو چاہین گرفتار کرین اور جسکو چاہین رہا کرین ہفت پیکر نے دیکھا کہ صبح کا وقت ہے

شہنشاہ ماہ تابان کو شکست ہو رہی ہی آمد شہنشاہ زرین پوش ہو رہی ہو اپنے مقام سے اُٹھا اُسی تصویر سنگی مین داخل ہوا دیکھا دیہات و قریات سے زمیندار ہزارہا گنوار ڈفلیان بجاتے ہوے آئے کوئی نخل کے سائے مین ٹھہرا کسی نے دو کان لگائی کوئی کمبل تان رہا ہو کوئی خیمہ استاد کرنے لگا کسی نے زمین کھود کر چولھے بنائے مٹھائی بننے لگی پہر دن چڑھتے چڑھتے سارا میلہ آراستہ ہوا کچھ نازنینان مہ جبین کسبیان دیہات کی جمع ہو کر آئین زیر کوہ آ کر سازندون کو اشارہ کیا اُنھون نے ساز درست کیے سب ملکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگے۔ نظم

چمن مین آمد آمد ہی خزان کی
خوش آئی ہو اُنھین اب وضع بانکی
کرے گی دیکھیے کس کس کو سیدھا
بڑی منحوس ساعت مین پھنسے تھے
تنِ خاکی سے نکلے بھی کہین روح
عدم کا قافلہ کیا جلد گذرا
پھنسا کس پیچ مین او عشق پیچے
الٰہی جلد لے چل اس مکان سے
اُسے دھوکا تھا جانبازی مین میری
شب فرقت مین نیند آتی ہو کسکو
نہ آئینگے چمن مین سیر کو بھی
اگر وہ ماہ پیکر اُسمین جھولے
دماغ جان کیا تازہ صبا نے
ہر اک بوسے نے جانِ تازہ بخشی
جو کیفیت اُٹھا پاجا ہو اے رند

عبث بلبل نے طرح آشیان کی
کمر بر رہتی ہے کاکل میان کی
یہ ٹیڑھی وضع سیدھی بانکی بانکی
کہ پھر دیکھی نہ صورت آشیان کی
پہونچ جائے یہ مٹی ہو جہان کی
نہ دیکھی گرد تک اس کاروان کی
عبث تقلید کی زلفِ بتان کی
چھٹی ہو سیر مجھسے لامکان کی
لگا کر تیر کو خاطر نشان کی
شکایت تا سحر ہو آسمان کی
اگر مرضی نہین ہے باغبان کی
ہنڈولے مین ہو گردش آسمان کی
جو واوہ کاکل عنبر فشان کی
کرون کس منھ سے تعریف اُس دہان کی
تو خدمت کیجیے پیر مغان کی

تصویر سنگی سے آواز آئی ای ہمسر زہرۂ فلک اپنے کو لشکر طلسم کشا مین پہونچاؤ جسطرح ہو سکے سرداران طلسم کشا کو گرفتار کرکے لاؤ تمھارا مرتبہ بڑھایا جائیگا زہرۂ فلک کا مرتبہ ملیگا آج سے

تمکو یہ خطاب دیا خاک قدمون کی ہمارے چاٹ لو یہ سنتے ہی وہ چند نازنینان مہ جبین بالاے
کوہ آئین خاک پاے تصویر پیکر زبان پر رکھی سب اٹھا ہو کر اپنے اپنے مکان پر آئین ڈولیون
مین سوار ہوکے سازندون کو ساتھ لیا طرف لشکر طلسم کشا کے چلین سرخیل کے جانے سے شہرت
نے دست بستہ عرض کی اب دو چار روز اسی مقام پر مقام کیجیے یقین ہے سرخیل جو جائیگی فتور
برپا ہوگا ہفت پیکر ضرور فکر کریگا لشکر تو اسی مقام پر اترا ہوا ہے یہ طوائفین لشکر مین آ ترین پردے
اٹھا دیے مجرے شروع ہوگئے غزل ہاے عاشقانہ گا رہی ہین لشکر کے کمیدان رسالدار صدہا عیش
شکر جو آئے بلا تکلف انکے خیمون مین چلے گئے جو خیمے مین آیا وہ باہر نہ نکلا قضاے کار صبح کا وقت
ہے یہان تو بھیروین گا رہی ہین جہلال سرکش اپنے خیمے سے نکلا دربار طلسم کشا مین جاتا ہے کہ
گانے کی آواز کان مین آئی پلٹ پڑا خدمتگارون سے پوچھا یہ آج کون گا رہا ہے خدمتگارون نے
عرض کی کئی دن سے چند کسبیان آئی ہین وہی گا رہی ہین جہلال سامنے آیا وہ جو نازنین گا رہی تھی
اُسنے آنکھ ملا کر کہا آئیے ہم آپ لوگون کے اشتیاق مین دور سے آئے ہین جہلال بلا تکلف خیمے
مین چلا گیا خیمے مین جا کر غائب ہوا خادم چند ساعت کھڑے رہے آخر پلٹ آئے طلسم کشا دربار مین
بیٹھے ہین سر اٹھا کر دیکھا جہلال کو دنگل پر نہ پایا اور چند کمیدان رسالدارون کے دنگل بھی
خالی پڑے ہین فرمایا آج کیا باعث ہوا کہ جہلال دربار مین نہین آئے ای آفتاب ذرا جا کر دریافت تو
کرو کہ اُسکا مزاج کیسا ہے جو نہین آیا اور یہ چند کمیدانون اور رسالدارون پر کیا گذری کہ دربار مین
نہین آئے آفتاب فلک سیر طرف بارگاہ جہلال کے چلا راہ مین گانے کی آواز جو کان مین
آئی پھر کر خادمون سے پوچھا خادمون نے سب حال بیان کیا آفتاب فلک سیر در خیمہ پر آیا جو کہ
نازنین گا رہی تھی وہ براے تعظیم آفتاب اُٹھی کہا آئیے تشریف لائیے ہم آپکے مشتاق ہوکے
دور سے آئے ہین آفتاب کا دل دھڑکا لیکن اُس نازنین نے اس ادا سے آنکھ ملا کر کہا کہ
آفتاب بیقرار ہوگیا بلا تکلف خیمے مین آیا خیمے سے پھر نہ نکلا خدمتگار کھڑے کھڑے چلے گئے رستم
نے عرصے تک انتظار کیا جب آفتاب پلٹ کر نہ آیا تو شہرت سے کہا ای ملکۂ عالم دیکھا تمنے
آفتاب جہلال کو بلانے گیا تھا خود بھی پلٹ کر نہ آیا شہرت نے سر جھکا لیا بعد تھوڑے
عرصے کے سر اٹھا کے جواب دیا کہ ای شہریار خود بخود دل کو دھڑکن ہے آفتاب و جہلال افسون

نامی اور چند کمیدان و رسالدار غائب ہوئے یہ مقدمہ خالی از علت نہیں ہی ہفت پیکر نے
کسی کو بھیجا ہو مگر کیونکر ظاہر ہو کہ آنے والے کس پردے مین آئے ہین نہنگ بحری یہ کہکر
اُٹھی حضور کنیز جاکر دریافت کرتی ہی بارگاہ سے نکلی پھرتے پھرتے اُسطرف آئی جسطرف وہ مجرا
کر رہی ہین آواز سُنکر نہنگ بحری نے دوکانداروں سے پوچھا یہ کون گا رہا ہی دوکانداروں نے
بیان کیا آج کئی دن سے چند کسبیان آئی ہین وہ ہر وقت مجرا کیا کرتی ہین آپکے لشکر کے اکثر
سردار گئے پھر پلٹ کر نہ آئے نہنگ بحری خیال مین ہی کہ جاکر طلسم کشا سے اطلاع کرون پھر
سوچی کہ اپنی آنکھ سے دیکھ لون یہ سوچکر دروازے پر خیمے کے آئی دیکھا سازندے ساز بجا رہے
ہین ایک مہ جبین نہایت حسین دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن تانین لگا رہی ہی
نہنگ بحری ہر مرتبہ قصد کرتی ہے کہ پلٹ جاؤن مگر صداے دلفریب کھینچ رہی ہی اُس نازنین
نے اشارہ کرکے کہا کہ حضور آئیے ہم تو آپکے مہمان ہین آپ دودم بھر بیٹھین گی ہم سرفراز
ہونگے نہنگ بحری خیمے مین آئی جو سب پر گذرتا تھا وہ اسپر بھی گذرا صبح کو دربار مین جب
طلسم کشا آئے سب سردار بھی آئے مگر جہلال و آفتاب و نہنگ بحری و چند کمیدان
و رسالدار یہی نہین آئے فرمایا ای شہرت دیکھو نہنگ بحری کہکر گئی تھی وہ بھی واپس آئی
شہرت نے عرض کی حضور کوئی ساحر کامل آیا ہی خدمتگاران آفتاب و جہلال سے پوچھا کہا
کہ حضور چند کسبیان کئی دن سے لشکر مین آئی ہین جو کمیدان و رسالدار اُنکے خیمے مین جاتا ہی پھر
واپس نہین آتا شہرت نے کہا اب کنیز جاتی ہی ماہی سحر اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ ای شہنشاہ
حضور تامل کرین مین بخوبی دریافت کرکے آتی ہون شہرت کو بھی منع کیا یہ کہکر بیرون بارگاہ آئی
کنیزون سے کہا تم اپنے اپنے خیمون مین جاؤ ہمارے ساتھ نہ آؤ مین اور تدبیر سے جاؤنگی
یہ کہکے دونون پاؤن زمین مین مارے غرق زمین ہوئی اندر اندر زمین کے چلی قریب اُس
بارگاہ کے پہونچی گانے کی آواز کان مین آئی بیقرار ہوگئی چاہا تڑپ کے زمین سے نکلون لیکن
سحر کرکے اپنے کو روکا اندر ہی اندر اور آگے بڑھی دیکھا زیر خیمہ ایک چھوٹا سا مکان بنا ہے
اُسکے دروازے پر ایک اژدہا بیٹھا ہی ماہی سحر قریب اُس اژدہے کے آئی اژدہا مثل انسان
کے گویا ہوا کہ ای ماہی سحر یہ قیدخانہ زہرۂ فلک ہی یہان نہ آؤ ماہی سحر آواز اژدہے کی

سنکر گھبرائی جواب دیا اس قیدخانے مین کون قید ہی اژدہے نے کہا ہم قیدیون کے نام نہ بتائینگے اور نام سے آگاہ بھی نہین ہین ماہی سحر نے کہا تو سامنے سے ہٹ جا ہم اندر جاکے دیکھ لینگے اسطرح جلاکر ماہی سحر نے کہا کہ وہ نازنین جو مجرا کر رہی تھی اُسکے کان مین آواز آئی ساز زندان نے کہا تو غضب ہوا ماہی سحر برابر قیدخانہ کے پہونچ گئی اژدر سمجھا رہا ہی وہ نہین مانتی مین جاکر سمجھا دون ماہی سحر چاہتی ہی کہ اپنے کو قریب اُس دروازے کے پہونچائے کہ چھپا کے کی آواز آئی دیکھا ایک نازنین پہلو سے آتی ہی پکارتی ہوئی ای ماہی سحر یہ مقام زندان خانہ ہی تمھارے جانے کا کام نہین میرے پاس آؤ یہ کہکے ماہی سحر کا ہاتھ تھام لیا دوپٹہ اپنا اتار کر ماہی سحر کو اُڑھایا ماہی سحر کا دوپٹہ آپ اوڑھا جیسے ہی ماہی سحر نے دوپٹہ اُسکا اوڑھا سر جھکا کر کہا بُوا جو کہو وہ بجا لائین اُس نازنین نے بڑھکر وہ دروازہ کھولا ماہی سحر نے دیکھا جہلال و آفتاب وغیرہ نجیس سردار مسلسل بطوق بیٹھے ہین اُس نازنین نے ماہی سحر سے کہا تم بھی انکے پاس جاکے بیٹھو ماہی سحر اندر گئی نازنین نے دروازہ بند کرلیا اژدر چشیم سے کہا بہت ہوشیار رہنا اگر یہ پلٹ جاتی تو شہرت آفت برپا کرتی یہ کہکے جست کی اپنے مقام پر آئی بیٹھ کر گانے لگی یہان رستم کو تردد ہوا شہرت سے کہا او صاحب ماہی سحر بھی گئی شہرت نے کہا اب مین تدبیر سے جاؤنگی ماہی سحر ایسی نہ تھی کہ کسی مقام پر کمی کرتی نہین معلوم اُسپر کیا معرکہ گذرا اور کیا سانحہ ہوا آج مین شب کو سحر تیار کرونگی حال دریافت کرونگی یہ کہکے اپنی بارگاہ مین آکے ہو مخانہ درست کیا ایک چوکی پر بیٹھی بیٹھا سحر کرنے لگی آواز دی ای غائب جادو آج اپنے کو ظاہر کرو پہلو سے ایک ساحر مہیب حاضر حاضر کہتا ہوا آیا شہرت نے کہا ای غائب جادو دریافت تو کرو کہ ان لوگون پر کیا معرکہ گذرا آفتاب و جہلال وغیرہ کہان ہین یہ سُنکے غائب نے دونون پاؤن زمین مین مارے غرق زمین ہوا شہرت سحر کر رہی ہی پھر پکار کر آواز دی ای غائب اپنے کو ظاہر کرو وہی ساحر پھر آیا وکیمکر عرض کی حضور لولی فلک کو ہفت پیکر نے بھیجا ہی اُسنے آکر سحر کیا ہی آفتاب و جہلال وغیرہ قید ہوگئے زیر زمین ایک قصر ہی اُسمین سب قید ہین اب دو چار روز مین وہ کوچ کریگی قیدیون کو لیجائیگی اگر جلد کوشش کی تو شاید رہا ہون ورنہ بُرے قید ہوئے ہین سحر کامل مین مبتلا ہین شہرت یہ سُنکر اپنے مقام سے اٹھی اول جلد بت

طلسم کشا مین آئی عرض کی ای شہریار لوہی فلک یا زہرۂ فلک کہیے ایک ساحرہ کامل و اکمل سحر مین
طاق شہرۂ آفاق اُسنے آکر سب کو سحر مین پھنسایا زیر زمین کوئی قصر ہی اسمین قید مین یہ جانتی ہون
کہ سحر مین وہ مجھسے زیادہ ہو مگر جاتی ہون جو اقبال آپ کا یاور ہوا اور طالع آپ کے مددگار ہوے
اور مین نے زہرۂ فلک کو گرفتار کرلیا تو قیدیون کو رہا کیا اور جو کنیز و ایس نہ آئی تو ای سماک اسکا
خیال رہے کہ ہماری فکر کرنا بازار مین سمجھ کے نکلنا شاید بازار ہی جانے سے کچھ فتور ہوتا ہو یہ سردار
جو قید ہوگئے سحر سے انکا حال مجھپر کھلا بڑی بلا کی جادوگرنی آئی ہو آفتاب فلک سپر ایسا ساحر
جلال ایسا ہوشیار یہ لوگ کیونکر پھنسے سماک کو بخوبی سمجھا کر شہرت بارگاہ رستم سے نکلی بازار مین
پہونچی تھی کہ گانے کی آواز کان مین آئی اہالی بازار سے پوچھا یہ کون گارہا ہو اہل بازار نے
بیان کیا کہ ہفتہ گذرا چند طائفے ہمارے لشکر مین آئے ہین وہ آٹھ پہر گایا کرتے ہین شہرت کو
یہ سنکر بڑا تردد ہوا طرف گانے کے متوجہ ہوئی تھوڑی دور پر آکے دیکھا ایک خیمہ زربفتی استادہ ہو
اور ایک نازنین نہایت حسین گارہی ہو شہرت کو جو آتے دیکھا اپنے مقام سے اٹھی شہرت
سے آنکھ ملاکر سلام کیا کہا ملکۂ عالم تشریف لائیے صبح کا وقت ہو ایک چیز سنیے اسوقت تک شہرت کے
ہوش درست ہین وہ نازنین قریب شہرت کے آئی ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا کہا ہم تمسے بہنا پا کرتے ہین
اُسنے دوپٹہ اپنا اُتار کر شہرت کو اُڑھایا شہرت کا دوپٹہ آپ اوڑھ لیا اب شہرت کے ہوش
درست نہ رہے پاس اُس نازنین کے جا بیٹھی سازندون کو اُس نازنین نے اشارہ کیا اُنھون نے
ساز درست کیے اُس نازنین نے شہرت سے آنکھ ملاکر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

جو غیرون سے ہین یہ اشارے تمھارے ۔ بنے گی نہ مشفق ہمارے تمھارے
نہین طور اگلے سے پیارے تمھارے ۔ نئے اب ہین انداز سارے تمھارے
وہ دیکھے کن آنکھون سے حور و پری کو ۔ جو کرتا رہا ہو نظارے تمھارے
یہی قول و اقرار باہم ہوے تھے ۔ تمھارے ہمارے ہمارے تمھارے
نکلنے لگا دم جو پہلو سے سرکے ۔ مری زندگی ہے سہارے تمھارے
تو قول سے اپنے پھرتے ہو ناحق ۔ خدا درمیان ہی ہمارے تمھارے
چلے تیغ ابرو تو کاٹون گلے کو + ۔ سمجھنے لگا ہون اشارے تمھارے

نہ مانون گا ہرگز نہ مانون کا ہرگز
مین سب سن چکا ہون نہ دو مجھکو جھنسے
مرا جذب الفت تمھین کھینچ لایا
قسم سرمگین چشم کی کھا چکا ہون
ہوا اب تو بے پردہ رازِ محبت
ہوے عشق مشہور شہرون مین جانی
ادا ناز عشوہ تبسم تکلم
وہ افعی ہو تم کاکل و زلف دونون
مر حسن کی کیا ہوئین وہ ترنگین

ق

بس اب عذر بیجا ہین سارے تمھارے
جو ہین شغل دریا کنارے تمھارے
اثر کچھ ہوا دل مین بارے تمھارے
نہ بولونگا مین بے پکارے تمھارے
چھپا کب چھپائے سے پیارے تمھارے
تمھارے ہمارے ہمارے تمھارے
سب انداز ہین پیارے پیارے تمھارے
نہین مانگتے پانی مارے تمھارے
لیئے رنار نے سب اتارے تمھارے

اس رنگ سے یہ غزل سامنے شہرت کے گائی کہ شہرت کا چہرہ سرخ ہوگیا آنکھین ابل آئین کہا ای نازنین حقیقت مین تو ایسا گاتی ہو کہ دل کو بیچین کر دیا جو کہو تمھارا حکم بجالائین اُس نازنین نے کہا ای شہرت تمھارے کمال کی شہرت ہو آفتاب فلک سیر تمکو یاد کر رہا ہے ذرا اُسکی ملاقات کر آؤ یہ سنکر شہرت اپنے مقام سے اُٹھی کہا بوا مین خود اُن سب کے دیکھنے کی مشتاق ہون کئی دن سے وہ لوگ دربار طلسم کشا مین نہین آئے وہ نازنین بھی اپنے مقام سے اُٹھی شہرت کا ہاتھ تھام لیا دوسرا خیمہ تخلیے کا تھا اُسمین شہرت کو لیگئی کہا بوا یہان بیٹھو مین اُن سب کو بلواتی ہون یہ کہکے وہ نازنین باہر گئی بعد تھوڑی دیر کے آئی تو آفتاب و مہلال وغیرہ سب اُس نازنین کے پیچھے پیچھے آئے شہرت کو سب نے گھیر لیا کہا ای شہرت تمسے یہی امید تھی جو تمنے ہمارے ساتھ کیا اب ہمارے ساتھ چلو شہرت سر جھکائے ہوے اُن سب کے بیچ مین وہ سب ساتھ لیے شہرت کو چلے فرش خیمے کا ہٹایا دیکھا ایک دروازہ لگا ہو اُس دروازے کو آفتاب نے کھولا کہا اس دروازے مین چلیے شہرت جیسے ہی اندر اُس مکان کے پہونچی آفتاب نے کہا ای شہرت تمھاری زبان مین سوئن دینگے شہرت نے منھ کھولدیا آفتاب نے زبان مین سوئن دی مہلال وغیرہ نے ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین کہ وہ نازنین ہویدا ہوئی آتے ہی دوپٹہ سر سے شہرت کے اُتار لیا

اب شہرت کو یقین ہوا کہ ہم بھی قید ہو گئے سب سردار گرد بیٹھے ہیں بیچ میں سب کے شہرت
جب دن اور رات گذرا رستم نے کہا اے سماک شہرت بھی پلٹ کے نہ آئی جو کچھ تم سے
ہو سکے وہ کرو سماک یلداقی نکلا یہاں زہرۂ فلک نے اُن سب سرداروں کو مسلسل کیا بیرون
لشکر رستم چند ارابے آئے اُن ارابوں پر سب سرداروں کو سوار کیا آپ ڈولیوں میں
سوار ہو گے نکلیں فقط ایک نازنین ہو کہ اُسکی ڈولی کو سازندے گھیرے ہوئے ہیں ارابے
گڑگڑاتے ہوئے جاتے ہیں سماک جو بارگاہ سے نکلا اہل بازار نے ذکر کیا کہ آج جن خیموں
میں وہ گانے والیاں جمع تھیں رات کو اُٹھ گئیں اب وہ مقامات خالی ہیں سماک پریشان
ہوا بیرون لشکر جو آیا تو خبر سُنی کہ ارابوں پر سردار ابھی گئے ہیں بس ایک ڈولی اور چند سازندے
ساتھ ہیں سماک پلٹ کر خدمت رستم میں آیا کہا اے شہریار سرداروں کو قید کر کے وہ نازنین
لیگئی ابھی کوس دو کوس پر پہونچی ہوگی حضور خود تعاقب کریں رستم نے کلاہ ہفت گوشہ سر
پر رکھی زرہ ہفت جوش زیب جسم کی تیغۂ ہفت جوہر کو قبضے میں کیا پشت مرکب پر سوار
ہوئے رستم تعاقب میں چلے اہل لشکر دس بیس ہزار ساتھ ہر چند رستم نے منع کیا مگر اُن
خیرخواہوں نے نہ مانا رستم جو لشکر سے نکلے مرکب کو مہمیز کیا دور سے دیکھا ارابے جاتے ہیں
آفتاب وغیرہ زنجیریں ہلا رہے ہیں رستم نے چاہا مرکب کو مہمیز کریں کہ پہلوے صحرا سے گرد
اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار تین لاکھ سوار ان جنگی پشت پر وہیں سے نعرہ کیا اے
رستم اب آگے نہ بڑھنا سنم کبود اژدر چشم رستم نے مرکب بڑھایا کہ اسکو مار کر نکلجاؤں کہ کبود
نے گینڈا بڑھا کر رستم کو روکا کبود نے نیزہ مارا رستم سے نیزہ چلنے لگا تین لاکھ فوج والے
مرکبوں کو بڑھا کر انکی فوج پر آپڑے ملازمان رستم دس بارہ ہزار جوان تین لاکھ میں گھر گئے تلوار
چل رہی ہے رستم نے دیکھا ساتھ والے قتل ہونے لگے چاہتے ہیں کبود کو چھوڑ کر فوج والوں
کو بچاؤں جنگ مغلوبہ میں جا کر شریک ہوں کبود رستم کو ہٹنے نہیں دیتا ہے سماک یلداقی نے
دیکھا کہ آقا اس بلوے میں گھر گئے ارابے نکلے جاتے ہیں رستم کا ساتھ چھوڑ کر نکلا دیکھا
وہ ارابے جاتے ہیں مگر سازندے ساز کو سنبھالتے ہوئے جاتے ہیں ایک سازندے
کو سماک نے پکارا تو بڑے سے مجیرے نکالکر ہاتھ میں لیے وہ سمجھا کہ ہمارے ساتھ کا

جوڑی بجانے والا ہو جیسے وہ ٹھہرا سماک نے قریب جاکر اُسکو حباب مار کھینچکر کنارے ڈالدیا آپ اُسی کی شکل بنا جھیٹ کر سب کے ساتھ ہولیا اُس کو وہ کوٹھی کر کے سامنے ایک باغ دکھائی دیا چند کنیزین دربانغ پر کھڑی تھین پکار کر آواز دی ای شاہد نو عروس تو نے بڑا کام کیا ہم سب کو قدرت نے بھیجا تھا اور خبر دی تھی کہ زہرۂ فلک قیدیون کو لیکر آئیگی اُن کنیزون سے یہ آواز سُنکر ڈولی سے وہ نازنین اُتری کنیزون سے کہا ان قیدیون کو لیجلو کنیزون نے قیدیون کو اراب سے اُتارا آگے آگے وہ نازنین پیچھے کنیزین سر زنجیر کو قیدیون کی تھامے ہوے باغ مین آکر پہونچین سماک بھی سازندون کے ساتھ داخل باغ ہوا دیکھا باغ سرسبز و شاداب نہرین لاجواب حباب مثل چشمان معشوق نہرون مین شناوری کررہے ہین موجے بلند معلوم ہوتا ہو تلوارین چل رہی ہین ایک جانب چمنہاے طولانی گل پھولون کے درخت بہ تکلف آراستہ ہزارہا طائر درختون پر زمزمہ سرائی کررہے ہین اُس نازنین کو دیکھکر وہ طائر درختون سے اُترے غلطکین مار کر بہ شکل ساحر بنے کئی سو ساحر جمع ہوگئے اُس نازنین کو گھیرے ہوے وسط باغ مین لائے جبوترے پر فرش بچھا ہو وہ نازنین آکر مسند پر بیٹھی سماک بھی سازندون کے ساتھ ملا ہوا صحبت مین آبیٹھا کنیزون نے عرض کی ای زہرۂ فلک اپنا گانا سنائیے اُس نازنین نے سازندون کو اشارہ کیا سازندون نے ساز درست کیے قیدی سامنے بیٹھے ہین اُس نازنین نے ساز سے آواز ملائی یہ اشعار شروع کیے

نظم

جانین راحت کو نہ آگاہ ہین آرام سے ہم
فکر مضمون رخ و زلف مین ہین سرگردان

رند سرمست بلا نوش ہین میخانے کے
وہ بھی واقف ہین جو آگاہ نہین صورت سے

چین سے دامن دایہ مین بھی سوئے نہ کبھی
بے قضا کے نہین ہوتا کوئی پیوند زمین

عاشقون مین ترے ہم بھی ہین ازل سے اے دوست

پھنس گئے کنج قفس مین جو چھٹے دام سے ہم
صبح کردیتے ہین جب بیٹھ گئے شام سے ہم

خم گردون کو سمجھتے ہین کم اک جام سے ہم
مثل عنقا ہوے مشہور فقط نام سے ہم

روز مولود سے واقف نہین آرام سے ہم
روکین ہاتھون سے فرشتے جو گرین بام سے ہم

تجھکو دیکھا نہین آگاہ ہین پر نام سے ہم

یان بھی قسمت نے لب خشک ہونے دیے تر	آ کے میخانے مین محروم چلے جام سے ہم
اس ہنڈولے پہ ہراک اہل جہان کی ہی بنا	کیون نہ چکر مین رہین گردش ایام سے ہم
ساقی بادۂ اُلفت جو پلایا تھا ہمین	آجتک مست ہین ای رند اُسی جام سے ہم

اس رنگ مین اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ سب کنیزین اور وہ ساحر جو بشکل طائر تھے انسان بنکر بیٹھے ہین تعریفین کر رہے ہین کہتے ہین ای شاہد نو عروس تیرا مثل نہین قدرت نے تجھاو سمجھکر مرتبہ دیا سمک نے اسطرح ساز بجایا و ٹکڑے طبلے کے باندھے کہ زہرۂ فلک نے کہا ارے تو نے کیا کمال کیا مگر یہ بتلا کہ تیرا نام کیا ہے اور کنیزون کی طرف دیکھکر کہا اس شخص کو دیکھکر میرا دل دھڑکتا ہے ذرا اسکو میرے قریب لاؤ سمک یہ سُنکر گھبرا گیا سمک اپنے مقام سے اٹھا قریب اُس نازنین کے آیا جھک کر سلام کیا کہا حضور غلام کو آپ نہین پہچانتین غلام قدیم نے اس کمال کو حاصل کیا آپ پسند فرماتی ہین زہرہ نے ہاتھ پکڑ لیا جیسے ہی ہاتھ سمک کا تھاما برق چمکی رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا اتنو محفل مین ظاہر ہوا کہ عیار طلسم کشا ہے دیکھے کسطور سے ساتھ آیا اُس نازنین نے کہا جب اسنے راہ مین سازندے کو بیہوش کیا میرے سحر نے مجھکو خبر دی تھی لیکن مین خاموش ہو رہی سوچی کہ اسکو ساتھ آنے دو باغ گل فشان مین چلکر گرفتار کرینگے سازندے کو میرے خیال جادو لاتا ہو گا دیکھا سب نے ایک ساحر سیہ فام اُس سازندے کو لیے ہوے آیا اُسکو ہوشیار کیا زہرہ نے کہا ہم خیال جادو کو اسی واسطے چھوڑ آئے تھے کہ ایسا نہ ہو جانوران درندہ کھا جائین وہ سازندہ کہتا ہے حضور اس مکر سے مجھکو بیہوش کیا کہ میرے ہوش اُڑ گئے کچھ بن نہین پڑتا عیارون کی کیا بات ہے عیاری انکی مثل کرامات ہے یہ باتین ہو رہی تھین کہ جھونکا ہوا کا چلا ایک طائر سُرخ رنگ آسمان سے آیا کاندھے پر زہرہ کے بیٹھا کان مین منھ لگا دیا بعد تھوڑی دیر کے اُڑ گیا زہرہ نے کہا صاحبو حکم خداوند آ گیا کہ ان سب کو قتل کرو رات بھر حفاظت ہو صبح کو میدان خونی کی تیاری کیجاے قدرت کو عیار کے گرفتار ہونے کی خبر ہو گئی پیغام بھیجا ہے کہ یہ فرزند عمرو ہے ای زہرہ ہم تجھکو خود خبر دینے کو تھے زہرہ مسند پر بیٹھی ہے کنیزین داربن استادہ کر رہی ہین جلاد حاضر ہوتے جاتے ہین کنج باغ سے نکلکر جلاد بھی آ رہے ہین مگر رستم کبود اژدر چشم سے لڑ رہے ہین جب دیکھا کہ لشکر پامال ہوتا ہے

رستم نے جلدی کر کے نیزہ کبود اژدر چشم کا نکالا کبود نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ای رستم اب جان بچنا دشوار ہی یہ کہکے ہاتھ مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر آگے کر دیا تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی تلوار مار کر پلٹا رستم کو نہایت غصہ تھا کہ اس بجیل نے اسقدر روکا کہ ارا بے نکل گئے خنجر دار خنجر دار کہکے چمکا کر ہاتھ تلوار کا مارا کبود اژدر چشم نے سپر اٹھا دی تیغہ ہفت جوہر دست زبردست رستم برق شمشیر نے سپر کے ٹکڑے اڑا دیے سر پر کری نا ہے ہنگام ہوگئی کبود کو مار کر فوج پر جا پڑے بلوہ فوج کا بے حساب ہی اگر دس کو مارا تو دو سو جمع ہوگئے بلوہ بڑھتا جاتا ہی ساتھ والے جو قتل ہو رہے ہین رستم بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہے ہین کہ ای کریم و رحیم ارابے نکل گئے نہین معلوم سردار ہمارے کہان ہو پہنچے تیرے نزدیک اُنکی حفاظت بہت آسان ہے۔ نظم

هر آنکه لائق اعزاز و سربلندی هست
بخاک عجز سر انکسار وا دار پست

هر آنکه دل بخدا از همه تعلق بست
بشد مجرد و پیوند ما سوا بشکست

بمود ترک تعلق هر آنکه در دنیا
خلاص گشت ز بند غم از مصیبت رست

گره کشاد بعالم ز کار سر بسته
هر آنکه رشته بسر رشتهٔ محبت بست

ببرد هر که بزندان حرص دنیا ماند
ببرد جان بسلامت هر آنکه بیرون جست

چه نقد عمر عزیز است در دل از همه چیز
بده تو این همه سرمایه رایگان از دست

بلوح دهر همان نقش میشود تحریر
نوشت خامهٔ قدرت هر انچه روز الست

کمر برای سفر بند زین سرا برخیز
که نیست بهر مسافر درین مقام نشست

نمود ذات و صفات از ظهور ذات خدا است
وجود نیستی و هستی از وجودش هست

خدا بوقت غم و رنج میکند امداد
خدا بحالت افتادگی بگیرد دست

بنوش جام محبت بدور خود هر کس
که تا ظهور قیامت همیشه مانی مست

رستم نے جو بیقرار ہو کر دعا کی فوج کبود کا بلوہ ہی نقیب پکار رہے ہین کہ ای افسران فوج تمہارے افسر اعلی کو رستم نے مارا اپنے افسر کا بدلہ لو تم لاکھون ہوا در وہ ہزارون ہین رستم گھرے ہوے ہین ہر طرف سے افسر پلٹنین اور رسالے لیکر آ رہے ہین رستم شیرانہ جنگ کر رہے ہین سمک کا بڑا خیال ہی ہر مرتبہ کہتے ہین ای معبود سردارون کی حفاظت تیرے اختیار مین ہی کیسے جانباز

و سرفروش کس حال مین پھنسے کہ سب ایک مرتبہ گرفتار ہوگئے شہرت کو اپنے سحر پر کیسا ناز تھا
کیا ہیچ پڑا کہ گرفتار ہوئی آفتاب فلک سیر کہ کاہن طلسم کہلاتا ہو سماک کا پلٹ کے نہ آنا باعث خرابی
ہی دل کہ مبتلائی ہی سرداروں کو قتل کر رہے ہین اور اپنے کو بچاتے ہین ہر غول مین جھپٹ کے جاتے
ہین مگر زخمی ہو رہے ہین کئی زخم ایسے کھائے ہین جس سے خوف ہی ایسا نہو گھوڑے پر سے
گر پڑون اپنے کو سنبھالے ہوئے لڑ رہے ہین مبتلائی مین طرف آسمان کے دیکھا کہ صحرا سے گرد اڑی
ایک نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانون سے آکر پہونچا پہلے آتے ہی کمان کیانی دوش سے
اُتاری ساتھ والون نے کمانین ہاتھ مین لین بارہ ہزار جوان لیس ہوگئے نقابدار نے تیر مارا
بارہ ہزار تیر گوشہ ہائے کمان سے بارہ ہزار کافرون پر چلے پھر بھالے سنبھالے جھپٹ کر ایک
وار نیزون کا کیا بارہ ہزار جوان نیزون سے گرائے چوبیس ہزار جوان جو مارے گئے اب نقابدار
نے قبضے پر ہاتھ ڈالا چوبیس ہزار گھوڑے جو بے سوار کے دوڑتے پھرتے تھے ہزارہا سوار
پامال ہوئے نقابدار نے تلوار کا وار کیا بارہ ہزار جوانون کو گھوڑون سے گرایا نقابدار لڑتا
ہوا قریب رستم کے آیا رستم ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہوئے لڑ رہے ہین مگر آنکھین بند
دل در دمند نقابدار جنگ کرتا ہوا قریب رستم کے آیا شانہ پکڑ کر رستم کا ہلایا کہا اے شہریار
ہوشیار ہو جیسے فوج کو کفار کی درہم و برہم کر دیا رستم نے آنکھ کھولی نقابدار کو اپنے قریب پایا
فرمایا اے نقابدار تو عین وقت پر آیا ورنہ گھڑی دو گھڑی مین مین لڑتے لڑتے گھوڑے سے
گر پڑتا اب رستم نے گھوڑا اڑایا تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوئے قریب فیل علمدار فوج پہونچے
گھوڑے کو ایڑ کی مرکب نے دونون ٹاپین مستک پر رکھ دین علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم
نے روک کر ہاتھ مارا کہ مع علم اور علمدار کے دو ٹکڑے ہوئے علم فوج سرنگون ہوا کفار کے
پاؤن اکھڑے لاشہ اپنے افسر کا تلاش کر کے اُٹھایا طرف صحرا کے بھاگے نقابدار نے دور تک
تعاقب کیا رستم نے آواز دی اے نقابدار بہادر ہمارے قبلہ وکعبہ کا دستور نہین بھاگے ہوے
کا پیچھا نہین کرتے نقابدار مرصع پوش پلٹا اپنی بارگاہ استادہ کرائی رستم کو ساتھ لیکر اپنی
بارگاہ مین آیا اپنے ہاتھ سے رستم کی زخم دوزی کی بعد پہر بھر کے رستم کو افاقہ ہوا نقابدار کی
بڑی تعریفین کین اور شکریہ ادا کیا نقابدار کہتا ہوا اے شہریار بہادر کی بہادر مدد کرتا ہی حقیر کو

خبر دریافت ہوئی شکر ہو کہ وقت پر پہونچا عیار نے نقابدار کے عرض کی کہ اے شہریار یہ اُسی ساحرہ کا سحر تھا جو آپ کے سرداروں کو گرفتار کر کے لیگئی باغ گل فشان یہان سے تین کوس پر ہے وہان جا کے اُتری ہو مین آپ کو خبر دیتا ہون کہ سمک بھی گرفتار ہوا تیاری میدان خونی کی ہو رہی ہو آپ اپنے کو پہونچایئے کیا عجب ہو کہ وقت پر پہونچیے اور اگر عرصہ کیجیے گا تو اُنکو زندہ نہ پایئے گا نقابدار مرصع پوش کے عیار سے یہ خبر وحشت اثر سنکے رستم بیقرار ہوے حکم دیا مرکب تیار کرو مرکب تیار ہو کے آیا اُسی وقت رستم سوار ہوے طرف باغ گل فشان کے چلے یہان زہرہ نے رات بھر تیاری کی سمک کے گرفتار ہونے سے بہت خوش ہے کہتی ہے کہ آج وہ شخص گرفتار ہوا جسکا مثل ممکن نہین عمرو عیار کا بیٹا اسکے ہاتھ سے بڑے بڑے سردار مارے گئے جس وقت اسکا سر خدمت مین قدرت کی پہونچا بہت خوش ہونگے اب رستم کا گرفتار ہونا کچھ بات نہین ناگاہ جلاد زرین پوش خنجر مہر حمائل کر کے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا زہرہ سو کے اُٹھی پہلے صبح کو بھیرویں گائی سب کو خوش کیا پھر ایک طاؤس پر سوار ہوئی بیرون باغ آئی کہا قیدیون کو لاؤ کنیزین کشان کشان آفتاب وغیرہ کو لیکر آئین زیر دار بٹھایا زہرہ نے حکم دیا ان سب کو دار پر کھینچ دو اول اُس نا عیار کو لاؤ جو ہماری فکر مین آیا تھا طبلے کے کیا کیا ٹکڑے باندھے ہین یہ اس نا عیار کو معلوم نہ تھا کہ موت کا سامنا ہو سمجھے تھے ساز نادون مین ملکر شراب پلاؤنگا مجھکو دمبدم کی خبر میرا سحر دیتا ہو جب اسنے راہ مین طبلیے کو بیہوش کیا لاڈلے نام میرا پرانا طبلیہ وہ اسکے دم مین آگیا اسکو اسنے بیہوش کیا آپ اسکی شکل بنکر آیا کنیزین پہلے سمک کو لائین زہرہ نے کہا کیون او نا عیار تجھکو اسکی خبر نہ تھی کہ خداوند کی گائن سے سامنا ہو دمبدم کی خبر ہمکو ملتی ہے سمک نے کہا ہم لوگ تو مرنا نہین جانتے تمھاری موت قریب ہو ہم گرفتار ہوے اور دشمن کو مارا زہرہ خوب ہنسی کہا دیکھو صاحبو کیا ان عیارون کے کلیجے ہین دار کے قریب پہونچ چکا ہو اور کیا باتین بناتا ہو زہرہ طاؤس پر سوار کنیزون سے اشارہ کیا تیر و کمان ہمارا لاؤ ایک صندوق کھولا اُس مین سے کئی سو کمانین نکالین ایک کمان اور ترکش ہاتھ مین لیا اور ایک ایک کمان اور ترکش سب کو دیا آمادہ ہو کر کھڑے ہوے سمک کو دار پر لٹکا دیا کہ صحرا سے

گرد اڑتی دیکھا ایک جادوگر ایک فرمان ہاتھ مین لیے ہوے پکارتا ہوا آتا ہو کہ ای بولی فلک خبردار ابھی کسی کو قتل نہ کرنا یہ فرمان پڑھو دیکھو قدرت نے کیا تحریر فرمایا ہو صحراے ویران سے کئی ہزار کوس ہی رہبری کر کے آیا ہون اسی وجہ سے میرے نام حکم ہوا کہ اے تیز رفتار جلد جاؤ اور راز و نیاز کی باتین ہماری بندی خاص زہرہ کو سمجھاؤ زہرہ ٹھہر گئی آفتاب اور شہرت دیکھ رہی ہین اُس ساحر کو دیکھکر خوش نہ ہوئین کہتی ہین کہ اسطرح کی عیاریان تو سمک کا کام تھا وہ پہلے گرفتار ہو چکا اب اسطرح کون ہماری مدد کو آئیگا حافظ حقیقی حفاظت کریگا وہ بے نیاز و کارساز بندہ نواز ہو اگر اُسکی نظر رحمت ہو جاے تو کیا بڑی بات ہو **نظم**

بھر ہر بیکس بعالم نیست کس
جز خدا ہمراز و ہمدم ہم نفس

حاضر و ناظر بود ذات خدا
راست وچپ زیر و بالا پیش و پس

ہر چہ ہست اندر جہان گردد فنا
جز خدا باقی نماند ہیچکس

در جہان از یاد حق غافل مباش
یکزمان یک لحظہ یکدم یک نفس

تیر چون جست از کمان ناید بہ شست
بگذرد چون وقت ناید باز پس

تارک دنیاے دون باید خلاص
از عتاب حاکم و بیم عسس

در بلاے نفس ہندی مبتلاست
یا الٰہ العالمین فریاد رس

سب واسطے سمک کے دعائین مانگ رہے ہین سمک دار پر لٹکا ہوا ہی تڑپ رہا ہو وہ ساحر جھپٹ کر قریب زہرہ کے آیا نامہ ہاتھ مین دیا سرنامے پر مہر ہفت پیکر کی پائی زہرہ نے مہر کو آنکھون سے لگایا چاہا کہ نامہ کھولون ساحر نے کہا ملکۂ عالم اس کاغذ کو علٰحدہ چل کے دیکھیے راز خداوندی کی باتین ہین زہرہ طرف خیمے کے چلی جادوگر ساتھ ساتھ خیمے مین آیا زہرہ نے خیمے مین آکے لفافہ پھاڑا کاغذ نکالا دیکھا کہ لکھا ہوا ہو زہرہ تو نے بڑا کارنمایان کیا مگر یہ جادوگر ہمارا رازدار ہو جو تجھا ہو جو تعلیم کرے وہ اس سے سیکھ لینا نامہ پڑھکر زہرہ نے کہا کیا قدرت نے تعلیم فرمایا ہو ساحر نے کہا انگیٹھی منگواؤ زہرہ نے انگیٹھی منگوائی کہا اسمین کوئلے روشن کرو جب کوئلے روشن ہوے تو ساحر نے لوبان اپنے پاس سے نکالا کہا کہ زہرہ اس لوبان کو آگ پر ڈالو اور بہ نگاہ غور دیکھو اسمین سے ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ

سب حال آپ سے کہدیگی یہ سحر قدرت کا بنایا ہوا ہی زہرہ نے لوبان لیکر جو آگ پر ڈالا بہ غور
دیکھنے لگی دھوان نکلا کہ زہرہ کو ایک چھینک آئی فوراً بیہوش ہوکر گری عیار نے خنجر کھینچا
اور نعرہ کیا منم جہتر برق ثانی عیار نقا مدار مرصع پوش اور چاہا خنجر مارون پھر خیال مین آیا
کہ ای برق ایسا نہو اسکے مرنے کی علامت برپا ہو اور ساحر آگاہ ہوجائین دماغ پر اسکے بڑی
بیہوشی کی چڑھائی آپ جھٹ پٹ رنگ وروغن عیاری کا لگا کر زہرہ کی شکل بنا پردہ اٹھا کے
باہر آیا کنیزون نے پوچھا حضور وہ ساحر کہان گیا زہرہ نے ہنسکر کہا اس راز خداوندی کی بات کو
نہ پوچھو ابھی تو سامنے سے گیا ہی تمکو سوجھا نہین یہ کہکے قریب شہرت کے آیا کہا کیون گیسو بریدہ
تونے کیون طلسم کشا کا ساتھ دیا ضرور ہی کہ تجھکو قتل کرون شہرت نے کہا تجھے اختیار ہے
ہمارا ساتھ طلسم کشا کا تا روز قیامت رہیگا ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ سوزن اسکی زبان سے نکالون
کبھی چاہتا ہی آفتاب کو رہا کرون کبھی چاہتا ہی ہلال کو چھڑاؤن حیران ہو رہا ہی کچھ بن
نہین پڑتا جھٹ کے سماک کی زنجیر کاٹ دی اور چپکے سے کہا منم عیار نقا مدار مرصع پوش
ای سماک یہ احسان یاد رکھنا سماک کو ایک گوشے مین چھوڑا آپ قریب شہرت کے آیا دیکھا
زہرہ بیہوش پڑی تھی کہ آسمان سے ایک ستارہ چرخ مارتا آیا ظاہر مین ستارہ معلوم ہوتا تھا
مگر سنہرہ پنجہ تھا اس پنجے نے بڑی بیہوشی کی دماغ سے اتاری ایک چھینٹا پانی کا مارا کہ زہرہ
کی آنکھ کھلی دیکھا سنہرہ پنجہ بالاے سر لہرا رہا ہی پہلو مین ایک پتلی کھڑی کہہ رہی ہی ای ملکہ عالم
جلد اٹھیے آپ کی صورت عیار بنا کر گیا ہی سب کو رہا کیا چاہتا ہی یہ سنکر زہرہ اٹھی باہر آئی عیار کو
دیکھا کہ شہرت پر غصہ کر رہا ہی یہی کہتا ہی کہ اب سب کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون کنیزین کہتی ہین
واری اپنے ہاتھ سے قتل نہ کیجیے گا جلاد موجود ہین کہ زہرہ نے پکار کر آواز دی او نا عیار او
مکار و غدار اب کہان جائیگا عیار نقا مدار نے چاہا کہ جست کرکے نکل جاؤن زہرہ نے
ایک دو پتھر زمین پر مارا کہ عیار لڑکھڑا کر زمین پر گرا زہرہ نے دوبارہ سحر کیا کہ رنگ وروغن
چہرے کا اڑ گیا سماک نے گوشے سے دیکھا برق فرنگی عالم طفولیت مین معلوم ہوتا ہے
مگر وہی تیزی سحر مین جو پھنسا رنگ رو متغیر جی مین کہتا ہی ای برق ثانی کام تو بخوبی کیا
مگر بیوقوفی نے دامن تھاما اگر ان ساحرون کی زبانون سے سوزنین نکالدیتے لعبت لڑکھڑکر

نکلجاتے بعض مقابلہ کرتے یہ خرابی تو نہ ہوتی چار جانب گھبرا گھبرا کر دیکھتا ہی کہ مین نے سمک کو
رہا کیا مقام افسوس ہی اتنا بڑا عیار گوشے مین جا کر بیٹھ رہا ہماری مدد نہ کریگا کبھی کہتا ہی
آقاے نامدار انتظار کرتے ہونگے کون اُن تک خبر پہونچاے کہ آپ کا غلام گرفتار ہوگیا
زہرہ نے کہا معلوم ہوا یہ اسکا شاگرد ہی کنیزون سے کہا یہ بڑا عیار ہی از ہوشربا تا نور افشان
عیاری کرتا ہوا یہان تک پہونچا برق فرنگی اسکا نام ہی برق ثانی نے پکار کر جواب دیا
کہ وہ عیار صاحبقران ہین اور مین بیچارہ عیار نقابدار مرصع پوش ہون اگر حیات باقی
ہی اور قتل ہونے سے بچا تو باوا جان کی زیارت سے مشرف ہونگا یہ کہکے عیار خاموش ہوا
زہرہ نے کنیزون سے اشارہ کیا اس ناچار کو دار مین لٹکا دو سمک کے عوض مین پہلے
اسی کو قتل کرینگے مین سمک کو گرفتار کرلاؤنگی اسی کی شکل بنکر رستم کو گرفتار کرونگی کنیزون
نے ہم شبیہ برق کو دار مین لٹکا دیا زہرہ تیر و کمان لیکر لیس ہوئی دوسری جادوگر تیر و کمان
لیکر آمادہ ہوے کہ تیر ماریں برق ثانی تڑپ رہا ہی پکارتا ہی اے معبود حقیقی و اے رب تحقیقی یہ
شرمندگی میری تقدیر مین لکھی تھی سب سردار ہلاک ہوے ہین دعائین پروردگار سے مانگ
رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا رستم پیل تن تیغ ہفت جوہر ہاتھ مین اپنے
سردارون کو جو دیکھا وہین سے نعرہ کیا اے ... کہ فوران بھیا اے ناکاران بد فرجام رستم
پیل تن نعرہ رستم - ارشاد ... علمشاہ جو رستم لقب + دیگر علمشاہ روی
شجاع فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + منم ذکر شیم نامور پہلوان + نہال گلستان
صاحبقران + رستم تلوار کھینچکر جا پڑے کہ دوسرے پہلو سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ نقابدار
مرصع پوش بصد جوش و خروش مرکب کو اُڑاتے ہوے آتا ہی اپنے عیار کو لٹکے ہوے دار پہ
دیکھا وہین سے گھوڑا اُڑا کر لشکر کفار پر آپڑا آکر تلوار ماری کہ زنجیر کٹی عیار تڑپ کے الگ ہوا
رستم لڑتے ہوے قریب شہرت کے پہونچے شہرت رستم کو دیکھکر بے حال ہوگئی زہرہ رستم
پر سحر کر رہی ہی سحر تاثیر نہین کرتا نقابدار مرصع پوش چاہتا تھا کہ اپنے عیار کو رہا کرکے
نکلجاؤن کہ زہرہ نے ہاتھ ہلا دیا مرکب نقابدار کا پا بہ گل ہوا رستم نے اول سوزن
زبان سے شہرت کی نکالی شہرت نے ماہی سحر کو رہا کیا ماہی سحر نے آفتاب و جلال

کو رہا کیا آفتاب طرف زہرہ کے چلا زہرہ نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ نقاب دار
مرصع پوش کا تو سر کاٹ لو مرکب اسکا پا بہ گل ہوا اُسنے عیار کو رہا کر دیا برق ثانی نے
رہا ہوتے ہی چند حقے آتشبازی کے مارے کئی جادوگر جلکر گرے سماک نیچہ پکڑ کر قریب
اپنے آقا کے آیا مگر شہرت اور زہرہ سے مقابلہ پڑا زہرہ نے ایک دستک دی کہ آندھی سیاہ
چلی تمام میدان مین اندھیرا ہو گیا شہرت نے سحر کیا کہ چند جوان مشعلین ہاتھ مین لیے ہوے
اُس اندھیرے کو مٹاتے تھے لیکن تاریکی بڑھتی جاتی تھی جب زہرہ نے دوبارہ دستک دی
اور تاریکی میدان کی دفع ہوئی تو سب نے دیکھا چند نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہ تمکین
دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن رشک چمن جوڑے بھاری پہنے ہوے پشت پہ
سبکی سازندے میدان مین آکر کھڑی ہوئین سبھون نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی

نظم

آج گلشن مین کون آتا ہے
میری بگڑی کو کیا بناتا ہے
عمل خیر کر لے کچھ غافل
تو ہنسی مین مجھے اُڑاتا ہے
شوق نظارۂ جمال مجھے
ایک آتا ہے ایک جاتا ہے
عشق مین رکھ نہ زندگی کی امید

گل جو پھولا نہین سماتا ہے
دل دیا تھا ایک کافر کو
وقت فرصت وگرنہ جاتا ہے
بھولا بھٹکا سا آپ پھرتا ہے
کو بکو در بدر پھراتا ہے
نہ ملیگا زیادہ قسمت سے
یہ مرض گو رہی جھنکاتا ہے
قافلہ روز یان سے جاتا ہے

دیکھون طالع کی اب رسائی کو
دیکھیے کیا خدا دکھاتا ہے
رو کے کرتا ہون عرض حال اگر
خضر رستا کسے بتاتا ہے
شاہ راہ عدم کا حال نہ پوچھ
رنج بیہودہ کیون اُٹھاتا ہے
تم بھی سوے عدم چلو ای رند

اُن نازنینان مہ جبین نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ ملکہ شہرت کا چہرہ سُرخ ہو گیا تھرتھر کانپنے لگی
قریب تھا کہ ہاتھ باندھکر سامنے زہرہ کے جائین کہ آفتاب نے بڑھکر آواز دی او شہرت ہوشیار
ہو جاؤ ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا اُسنے قریب شہرت کے آکر کچھ آواز دی کہ شہرت کا چہرہ اور
سُرخ ہو گیا پسینے پسینے آفتاب نے بڑھکر وہ نازنینان مہ جبین جو سحر اسے پیدا ہوئی تھین اور
غزلین گا رہی تھین ایک ایک کو دیوانہ بنا رہی تھین اُنپر کئی گولے مارے دیکھا کہ سحر تاثیر نہین
کرتا جب آفتاب گولہ پھینکتا ہے وہ ہنس دیتی ہین گولہ پھٹکر زمین پر گرتا ہے بیکار ہوتا ہے

مہلال سرکش نے جو دیکھا کہ انکی آواز مین سوز و گداز ہی کہ قلب اُلٹے جاتے ہین بڑھکر رستم
کو اشارہ کیا کہ دیکھیے حضور شہرت پر ان مکارون کے سحر نے تاثیر کی ہو وہ قصد کرتی ہے کہ ہاتھ
باندھکر اُن کے سامنے جاؤن آپ تلوار کھینچکر انکو قتل کرین کیونکہ سردار آپ کے بیقرار ہو رہے
ہین ایسا نہ ہو کہ دیوانہ وار وحشی مثال طرف صحرا کے نکل جائین رستم نے تیغۂ ہفت جوہر کو
کھینچکر نعرہ شیرانہ کیا کہ زمین کانپی اُن نازنینون پر جا پڑے جسپر ہاتھ مارا اُسکا سر کٹ کر گرا مگر عجیب
معلوم کیا ہنر ہے کہ زہرہ جبیب دستک دیتی ہی سر زمین پر پڑے لوٹ رہے ہین اُن گلوہاے
بریدہ سے اُسی طرح گا رہی ہین آفتاب فلک سیر ہر مرتبہ کاغذ کا پرچہ جھولی سے نکالتا ہی ساعت
دیکھتا ہی ساعت دیکھکر سحر کرتا ہی لیکن اُن سرون سے آواز نہاین موقوف ہوتی ہو سرداران رستم
بیتاب ہو کر اُس طرف دوڑتے ہین اور رستم کو منع کرتے ہین کہ ان نازنینان مہ جبین کو آپ قتل
نہ فرمایئے لیکن مہلال و آفتاب بڑھکر ترغیب دیتے ہین کہ ان مکارون کی آواز کسی طرح موقوف
ہو رستم نے کلاہ ہفت گوشہ کا عکس اُن سب پر ڈالا تب وہ آوازین موقوف ہوئین زہرہ
نے جو دیکھا کہ طلسم کشا نے میرے سحر کو مٹایا پھر اُسنے بڑھکر دستک دی اور ساتھ والیون سے
کہہ رہی ہے کیا مین ان قیدیان بلا کو جانے دونگی مین پھر گرفتار کرونگی دستک دے رہی ہو اسم
سحر پڑھتی جاتی ہی کبھی پکارتی ہو کہ یا خداوند ہفت پیکر آپنے مجکو مرتبہ زہرۂ فلک کا دیا رستم
نے میرے سحر کو مٹایا اُسوقت قدرت نے مجھکو اطلاع نہ کی کہ جب یہ تحفہ جات نہ ملے تھے ان
تحفہ جات سے بہت عاجز ہون ایسے الفاظ جو زہرہ نے کہے آسمان پر ایک دنّاٹا ہوا اور
ایک آواز آئی کہ اے زہرہ کیون گھبراتی ہو مین تیری مدد کو موجود ہون مگر ان تحفہ جات وغیرہ کو
طلسم کشا نے پایا ہی سحر تاثیر نہین کرتا ہی تو اپنے کو بچا یہ سنکر اُس نازنین نے جسکا لقب زہرہ ہی
پر پرواز پیدا کیے چاہا کہ تڑپ کر نکل جاؤن آفتاب نے غل مچایا کہ شہریار بانی ان آفتون کی
نکلا چاہتی ہی ہفت پیکر نے کسی ایسے کو بھیجا کہ اُسنے یہی آواز دی کہ نکلجا تیرا ٹھہرنا بہتر نہین دیکھیے
حضور اُسنے پر پرواز پیدا کیے ہین یہ اگر نکل گئی تو پھر ہم سب پر آفت لائیگی رستم نے فوراً کمان
کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر بحر کمان مین پیوست کیا زہرہ جو اُڑی مثل ستارۂ سحری
چمکتی ہوئی جاتی ہی رستم نے تاک کر تیر مارا پیشانی اُسکی مثل آفتاب چمکتی ہوئی تیر جاکر

پیشانی پر پڑا آہ کی آواز آئی ستارہ ٹوٹ کر زمین پر گرا اگرد نازنین نکل گئی کنیزیں جو ساتھ تھین
اُنکو گھبر کر جلال و آفتاب نے قتل کیا جو کنیز مری آندھی سیاہ چلی اور آواز آئی کشتی مرا نام من
کنیز زہرۂ فلک بود لقا بدار مرصع پوش کو رستم نے دیکھا کہ عیار انکا انکے ساتھ ہی مگر مرکب
پابگل اپنے مقام سے ہٹ نہین سکتا رستم قریب لقا بدار پہونچے جب کلاہ ہفت گوشہ کا
عکس ڈالا تب مرکب لقا بدار کے پاؤن زمین سے چھوٹے فوراً عیار کو ساتھ لیکر ایک جانب
نکل گئے رستم اپنے سردارون کو ساتھ لیکر پلٹے گئی سو لاشہ زمین پر پڑا تڑپ رہا ہو رستم اُن
لاشون کو دیکھتے ہوے سردارون کو ساتھ لیے ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے آفتاب
عرض کر رہا ہو کہ اے شہریار زہرہ مکر کر کے نکل گئی اُسنے ایسا فتور کیا کہ تیر حضور کا اُس تک
نہ پہونچا رستم تو پلٹ کر لشکر مین آئے سردار بہ اطمینان بیٹھے ہین مگر ہفت پیکر کوہ زنگار رنگ
پر ہی زہرہ زخمدار آکر پہونچی تصویر ہفت پیکر کے قدمون سے لپٹ گئی روتی جاتی ہے اور
عرض کرتی ہو کہ خداوندا مین آپ کے حکم کی پابند رہی افسوس رستم پر سحر تاثیر نہین کرتا تصویر
سے آواز آئی کہ اے زہرۂ فلک اب رستم پر تو سحر تاثیر نہ کریگا اسوجہ سے کہ بڑے بڑے سردار
اُسکو ممکن ہوے یقین ہو کہ اب اپنے کو صحراے محیط مین پہونچائین یہ تو انکو ثابت ہو چکا کہ
لوح قصر معلق مین ہو وہان کوئی جا نہیں سکتا کیسا جادو لوح کی منتظم ہو اُسکی دختر ملکہ
شہرت مرصع پوش طلسم کشا پر عاشق ہو وہ ضرور لوح دلوادیگی عیار طلسم کشا کا مقام لوح
دیکھ آیا وہ ضرور کوشش کریگا جو تم سے بمقدمہ تباہی طلسم کشا ہو سکے وہ کرو قدرت اب
ان پہاڑون کی آبادی سے بہت بیزار ہین اسی واسطے طلسم بنا رکھا ہو وہان جا کر خدائی
کرینگے طلسم ہفت پیکر مین بڑے بڑے ساحر ہین تیرا جی چاہیے تو بھی وہان چلنا زہرہ نے
عرض کی مجھے رہا ہونے کا سردارون کے بڑا قلق ہے مین تو لائی تھی کہ باغ گل فشان کے
دروازے پر ان سب کو قتل کرونگی مگر طلسم کشا خود وقت پر آگیا اپنے سردارون کو رہا کر کے
لیگیا زہرہ تصویر کو چھوڑ کر الگ ہوئی عرض کی یا خداوندا مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا
طلسم کشا پر سحر نہین تاثیر کرتا تھا یہ کہ جن نازنینان مہ جبین کو مین نے بلایا اُنکے سحر کا رنگ
رستم نے نہ جمنے دیا آخر طلسم کشا نے اُن سب کو قتل کیا اُنکی خاک سے بھی صداے سوز و گداز

آتی تھی کہ سردار دیوانے ہوئے کو تھے طلسم کشا نے کلاہ ہفت گوشہ کا جو عکس ڈالا تب صدا موقوف ہوئی مگر کنیز بھاگی ہو جا کر سرداران رستم کو آوارہ کرتی ہو یہ دیکھکے زہرہ رخصت ہوئی ہفت پیکر نے حکم دیا جہانگیر جہان پیما بھی ہمراہ جاکے زہرہ کی خبر گیری کرے اُسی وقت ایک آندھی سیاہ چلی ایک ساحرہ آسمان سے آئی زہرہ سے کچھ باتین ہوئین دونون آپس مین صلاح کرکے طرف لشکر طلسم کشا کے چلین رستم آکر قلعۂ فاروقیہ پر اُترے ہین عیوق بن فاروق اپنا سردار جلیل انتظام لشکر کر رہا ہے۔

دو کلمہ داستان حیرت عنوان بادشاہ لشکر اسلام مقابلۂ بادشاہ اسلام زلزلہ سحرساز سے و دیگر پہلوانان سے و حالات متعلقۂ داستان ہذا

ساقی نامہ تصنیف مصنف

پلا ساقیا ساغر زر فشان
یہ منظور ہی ہووے جلسے مین تو
ہوے جمع رندان میکش یہان
یہی دل کا مطلب یہی مدعا
اُٹھا ابر ہی زور سے شور سے
مرے آج آنے کا ہو انتظار
تڑپتے ہین میخوار تیرے لیے
دکھا آج میکش کو جلسے مین جوش
چلے کوئی دم ساغر اے دلربا
تری آمد آمد کی حسرت مین ہون
سیاہی کو ظلمات سے دون مثال
گل نسترن سے مشابہ کرون
اگر کلک قدرت سے کیجے مثال

کہ منظور ہے طبع کا امتحان
پلا اپنے ہاتھون سے ہمکو شراب
مرے ساقی بادہ کش مہربان
کہ جلسے مین تو اور میخوار ہون
تری مہر سے آج جلسے ہوے
نہالان گلزار کو وجد ہی
اسی شوق مین ہمنے جلسے کیے
کہ پیر مغان کو یہ خواہش ہوئی
یہی آرزو ہے یہی مدعا
یہ گیسو ہین یا سنبل پیچ دار
گنہگار ناظم کا ہے بال بال
کہون قد کو مین سرو باغ مراد
تو ہوتا ہے سرو سہی پائمال

ترا دور ہے ساقی ماہرو
کہ ہو رفع پھر دل کا پیچ و تاب
چلے آج دور شراب ولا
نہ یہ ابر و گلزار بیکار ہون
یہ جلسہ ہے حشر تک یادگار
کہ لیلی کا ناقہ ہے اور نجد ہی
مرے ساقی مہروش بادہ نوش
تری آمد آمد کی خواہش ہوئی
سراپا کی تیرے صفت کیا کرون
کہ ہے دود آہ دل غمگسار
رخ خوب کو ماہ تابان لکھون
کہ ہو قمری دل کو بھی اتحاد
دہن کو کہون غنچۂ آرزو

مسیحا ہین لب اور صراحی گلو	یہ دندان ہین یا گوہر آبدار	کہ ہو جان عاشق کی جنکو نثار

شہنشاہ اسلام کا ذکر ہے ٭ نئی داستان کی مجھے فکر ہے

چہرہ رہبر وان منازل جرأت و شوکت و طی کنندگان راہ پر ہول صحراے مشقت اس داستان تحریر بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف مرصع نگار فصاحت مقال ٭ چنین می نگارد ز کلک خیال ٭ لشکر جمجاہ قلعۂ مقناطیس پر فروکش ہو یہی خیال ہو کہ مین بادشاہ لشکر ہون بشوکت تمام جا کر صاحبقران سے ملون قضاے کار قلعۂ مقناطیس سے پندرہ کوس پر ایک قلعہ ہو کہ جسکو قلعہ جھلمل کہتے ہین وہان کی حاکم زلزلہ سحر ساز ہی ہرکارون نے اُسکو خبر دی کہ مقناطیس جادو مسلمان ہوئی بادشاہ لشکر اسلام مع لشکر وہان فروکش ہین ایک عرضی اُسنے ہفت پیکر کو لکھی مراد یہ تھی کہ مقناطیس مسلمان ہوگئی جو حکم ہو وہ بجالاؤن وہان سے جواب آیا کہ ای زلزلہ جاکر زمین کو ہلا دے لشکر بادشاہ مین جنگ ہوکہ افسر لشکر تنگ ہوکر آوارہ ہو جاے زلزلہ یہ جواب پاکر طرف قلعۂ مقناطیس کے چلی ایک پہاڑ پر آکے ٹھہری پہاڑ پر بیٹھ کے جو کا دیا سحر کرنے لگی بہ جوش و خروش سحر کر رہی ہو بادشاہ اسلام سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین ایک جانب ملکہ مقناطیس اور ایک جانب مشکبار یہی صلاحین ہو رہی ہین کہ آج کل ہفت پیکر کہان ہی مقناطیس نے کہا آج کل کوہ زنگار رنگ پر ہو اور میلہ ہوتا ہو مشکبار ہر مرتبہ یہی کو رہی ہو کہ حضور اگر چلین گے تو جنگ عظیم واقع ہوگی کہ مقناطیس اپنے مقام سے اُٹھی بادشاہ نے پوچھا کہان چلین کہا ای شہریار آپ کی رفاقت سے کچھ لطف نہ پایا ہم اب رخصت ہوتے ہین بادشاہ نے قصد کیا کہ اسکو جواب سخت دون مشکبار نے اشارہ کیا کہ حضور مقناطیس کو نہ روکین ورنہ اپنا گلا کاٹ ڈالیگی دیکھیے آنکھین اُبل آئین چہرہ سرخ ہو زبان مین لکنت ہو اسوقت تو مقناطیس کی عجب کیفیت ہو بادشاہ نے فرمایا ای مقناطیس جاؤ ہمنے تمھین آزاد کیا مقناطیس اپنے مقام سے اُٹھی جھولی سحر کی وہین پر پھینکی بارگاہ سے نکلی مشکبار اسکے پیچھے پیچھے کہ مقناطیس لشکر بادشاہ سے نکلی طرف کوہ ویران کے چلی مشکبار الگ سے دیکھتی ہوئی آتی ہو کہ مقناطیس قریب کوہ آئی پہاڑ پر جا کے غائب ہوئی مشکبار حیران و پریشان کہ یہ کیا ماجرا ہو اس پہاڑ پر کوئی ساحر یا ساحرہ آئی ہے اُسی کے سحر نے مقناطیس کو

لیا یہ سوچکر پر پرواز پیدا کیے اڑکر بلند ہوئی آسمان پر سے آکے دیکھا کہ ایک ساحرہ سحر کر رہی
ہو مقناطیس جاکر سامنے بیٹھی ہی منتین کر رہی ہو کہ مجھکو خداوند ہفت پیکر کے پاس لیچل مین
نام کو مسلمانان مین پھنس گئی تھی آج چھوٹی ہون اُس ساحرہ نے کہا ذرا منھ کھولو مقناطیس
نے زبان نکالی اس ساحرہ نے زبان مین سوزن دی اور جسم مین مار آتشین لپٹائے پشت پر
ایک حجرہ بنا ہوا تھا اُسمین مقناطیس کو بند کیا آپ پھر بیٹھکر سحر کرنے لگی مشکبار نے بلندی
سے یہ سب معرکہ دیکھا پہلو سے کوہ پر اُتری منظور ہو کہ پشت پر سے اس ساحرہ کے ایک گولہ
مارون کہ اسکے سر کے ہزار ٹکڑے ہون جیسے ہی پہاڑ پر اُتری اور ہوا وہان کی کھائی ملہ تھ
پانون مین رعشہ آیا دل گھبرایا دل سے باتین کرتی ہو کہ مین اسی ساحرہ کے ساتھ بخدمت
ہفت پیکر جاؤن خطا معاف کردیگا دامن آرزو گل مراد سے بھر دیگا یہ سوچکر سامنے زلزلہ
کے آئی زلزلہ نے پکارکر آواز دی ای مشکبار آج بعد مدت کے تمکو دیکھا ہمارے پاس آؤ
تمکو قدرت نے جلایا ہی ہم تمھاری صفائی کرادینگے ورنہ خراب رہوگی یہ سنکر مشکبار سلام
کرتی ہوئی قریب اُسکے آئی کہا ای زلزلہ سحر ساز مین چاہتی ہون کہ مجھکو خدمت خداوند مین
لیچلو زلزلہ نے کہا بوا قدرت تم سے ناراض ہین زبان کھولو تو مین دیکھون کہ کیا فتور ہے
مشکبار نے منھ کھولا زلزلہ نے اُسکی زبان مین بھی سوزن دی اور اُسی حجرے مین اسکو بھی
قید کیا بادشاہ نے جب دیکھا کہ دونون جادوگرنیان گئین واپس ہوکے نہ آئین فیروزہ سے
فرمایا ای فیروزہ کوئی ساحرہ آئی ہو اُسی کے سحر نے یہ رنگ دکھایا کہ دونون جاکر مبتلا ے بلا ہو
کہ پھر واپس نہ آئین مقناطیس کیسی گھبراکے اپنے مقام سے اُٹھی مجھسے اسنے کہا کہ اب مین آپ سے
رخصت ہوتی ہون اگر مین کوئی کلام سخت کہتا تو وہ بھی ویسا ہی جواب دیتی مگر مشکبار نے
سمجھایا اُسی کے عقب مین گئی اور وہ بھی واپس نہ آئی فورا اُسکی خبر لو فیروزہ بن عمرو اسی فکر
مین بارگاہ سے نکلا لشکر مین آکے دیکھا کہ افسران فوج اپنے اپنے خیمے سے نکلتے ہین اور طرف
پہاڑ کے جاتے ہین پھر واپس نہین آتے فیروزہ سمجھ گیا کہ سحر کامل کی یہ تاثیر ہے سحر ساحرہ
کا کمال کر رہا ہی یہ لوگ میرے روکے سے نہ رکین گے اہل فوج بھی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے
رہے ہین کہ رفاقت مین بادشاہ کی کوئی حرج نہین چلکر قدرت سے صفائی کرین فیروزہ

نے خیال کیا کہ سارے لشکر کا قلب اُلٹا ہوا ہو ایسا نہو یہ سب ملکہ یا بادشاہ پر بلوہ کریں کہ ایک سپہ سالار طرف کوہ کے چلا فیروزہ بھی اُسکے پیچھے پیچھے چلا دور سے دیکھا وہ افسر پہاڑ پر جاکر غائب ہوا اب فیروزہ کو یقین کامل ہوا کہ اسی پہاڑ پر وہ ساحر یا ساحرہ ہو مگر حیران کہ کیونکر جاؤن ایسا نہو پہچان لے تو باعث خرابی ہو اُس تردد مین پھر کر آخر سامنے کوہ کے ایک نخل ہو اُسکے سایے مین بیٹھا ہو مگر لشکر سے ایک ایک دو دو افسر چلے آتے ہین پہاڑ پر جاکے غائب ہوتے ہین کہ دیکھا صحرا سے ایک ساحر جوڑا باندھے ہوے ایک ہاتھ مین گلابی دوسرے ہاتھ مین سامان گزک لیے چلا آتا ہو سمک نے بڑھکر اُس ساحر سے پوچھا بھائی تم کون ہو اور کہان سے آتے ہو یہ شراب تمھارے ہاتھ مین کیسی ہو اُس ساحر نے جواب دیا کہ ملکہ زلزلہ سحر ساز مقرب خداوند تین دن کا وعدہ کرکے آئی ہین کہ مین جاکر تین دن مین سب لشکر کو بادشاہ کے آوارہ کردونگی بلکہ آخر کے سحر مین کچھ لوگ بادشاہ پر حملہ کرینگے مجھکو حکم دیا تھا کہ شراب وکباب ہمکو پہونچانا فیروزہ نے یہ باتین کرکے اُس ساحر کو اور اور باتون مین لگا یا حباب مار کر بیہوش کیا سوچا کہ قتل کرنے سے اسکے شاید معاملہ بگڑ جاے اُسکو تو ایک گوشے مین ڈالدیا آپ رنگ و روغن عیاری کا لگاکر اُسی ساحر کی صورت بنکر تیار ہوا شراب وکباب ہاتھ مین لیکر طرف اُس ساحرہ کے چلا گھاٹیان طے کرکے بالاے کوہ پہونچا دیکھا زلزلہ بیٹھی سحر کر رہی ہو ساحر کو دیکھکر کہا کیون آہنگ جادو آج تو تمنے بڑی دیر لگائی ہم تمھارے انتظار مین تھے کیا باعث ہوا کہ تمنے عرصہ کیا فیروزہ نے جواب دیا کہ ملکہ عالم راہ مین دیر ہوگئی اب مین جلد آیا کردونگا زلزلہ گھبرائی ہوئی تھی جماہیان بھی لے رہی تھی لو اُسنے فیروزہ کے ہاتھ سے شراب وکباب لیا جام لبریز کرکے قصد کیا کہ پیون دل جو دھڑکا رُک گئی دل مین کہتی ہو راہ مین کوئی فتور نہ ہوا ہو فیروزہ سے پوچھا قدرت کس شغل مین ہین فیروزہ نے سوچ کر جواب دیا کہ وہ زنگار رنگ پر جلوس فرماتے ہین مراد مند لوگ جمع ہوتے ہین آجکل کئی طرف سے خبرین مل رہی ہین کہ طلسم کشا حصول لوح کی فکر کر رہا ہے بی شہرت مرصع پوش دختر کمیل جاکر شریک ہوگئین مقام لوح طلسم کشا کو معلوم ہوا اب قلعہ فاروقیہ پر فروکش ہین ایک طرف سے صاحبقران کا قصد ہو کہ بالاے کوہ آئین قدرت تدبیرین

کر رہے ہین دو جادوگرنیان کامل و اکمل کہ انکا نام مجھکو نہین معلوم قدرت نے براے
گرفتاری طلسم کشا کے روانہ کی ہین دو چار روز مین طلسم کشا گرفتار ہونگے اس ترکیب سے
فیروزہ نے ان فقرات کو بیان کیا کہ زلزلہ کے دل مین جو شک آیا تھا وہ نکل گیا فوراً
گلابی سے شراب اونڈیل کر پی گئی کباب کھانے لگی شراب مین فیروزہ نے بیہوشی ملائی تھی
ایک ہی جام پی کر گھبرا گئی کہا ای آہنگ آج یہ شراب کیسی ہو کہ پیتے ہی اسقدر نشہ ہوا کہ سر
گردش کر رہا ہو یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھی مگر گاتی ہوئی قصد ہے کہ آہنگ کو گرفتار کرون
اب یقین ہوا کہ شراب مین کچھ فتور ہو قلب خود بخود ناصبور ہو اُٹھتے ہی لڑکھڑائی لڑکھڑا کر
گری گرتے ہی بیہوش ہوئی فیروزہ نے خنجر کمر سے نکال کر زلزلہ کا سر کاٹ ڈالا مرتے ہی
زلزلہ کے ہنگامہ ہوا چند جادوگرنیان کنیزین زلزلہ کی جنکو چھپا کر رکھا تھا وہ پہلوے کوہ
سے نکلین لینا لینا کہکر فیروزہ پر سحر کیا کہ فیروزہ کے پاؤن زمین نے تھام لیے پیچھے کھینچکر
طرف فیروزہ کے چلین فیروزہ بیقرار ہوا دل مین کہتا ہو مین یہ نہ جانتا تھا کہ اور جادوگرنیان
بھی گوشے مین چھپی ہین دیکھیے اسلئے کیونکر جان بچتی ہو ہلاک کر دعائین مانگنے لگا کہ ای معبود
ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے لاشہ زلزلہ کا دیکھکر سب کنیزین رو رہی ہین اور کہتی ہین ای
آہنگ تو نے ملکۂ عالم کو کیون قتل کیا اسکو تو قدرت نے بھیجا تھا فیروزہ کچھ جواب نہین دیتا

اپنے پیدا کرنے والے سے دعائین کر رہا ہو نظم

نکرد بندگی این بندۂ خدا افسوس
ز قرب وصل خدا ماند دور جدا افسوس

رہا ز دام تعلق نگشت این قیدی
بہ بند حرص و ہوا ماند مبتلا افسوس

براے بندگی آمد درین جہان لیکن
نگشت حق عبادت از و ادا افسوس

نکرد قابل تحسین باعبادہ کارے
ندید از رہ غفلت بانتہا افسوس

بماند دور تر از منزل مقاصد خویش
قدم نہاد کج از راہ مدعا افسوس

نکرد گردن تسلیم مثل گردون خم
بر آستان خدا وند کبریا افسوس

بہ پیچ و درد و الم ماند در جہان تا ماند
چو رفت رفت ز دور زمانہ با افسوس

رسد بکوچہ و بازار و در بدر گردد
چو سگ بحاصل یک لقمہ این گدا افسوس

بجستجوے زر و سیم روز و شب گردد	بکوہ و دشت و بیابان برہنہ پا افسوس
بکن براہ خدا خرج مال و زر ہمہ گی	بدل وگرنہ بماند ازین ترا افسوس

کنیزون کے سحر سے فیروزہ بصورت اصلی ہوگیا اب کنیزون نے چاہا کہ اسکو قتل کرین کہتی ہین
ارے تو نے ایسی نازنین کو قتل کیا جسکا حسن و جمال مین مثل نہ تھا کوئی نیزہ دکھاتی ہے کوئی
منھ پھیلا کر چلی کہ اس نگوڑے کی بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤنگی ہماری قدردان کو مارا ہم کیا تجھے
زندہ چھوڑینگے فیروزہ حیران حیران ایک ایک کی جانب دیکھ رہا ہے مگر جس حجرے مین سب
سردار بند تھے مرنے سے زلزلہ کے اسکا دروازہ کھلا سردارون نے دیکھا کہ ماران سیاہ جو
ہمارے جسم مین لپٹے تھے وہ زمین پر گرے سب نے سر اٹھا کے دیکھا کہ فیروزہ کنیزون کے
بیچ مین ہے کنیزین قتل کیا چاہتی ہین ایک ملمیدان نے مقناطیس کی زبان سے سوزن نکال لی
کہ مقناطیس تڑپ کر ان جادوگرنیون پر گری کچھ سنگ ریزے مارے کچھ زیور اتار کر
پھینک مارا کسیکا سر پھٹا کئی سو کنیزین تھین لیکن چالیس پچاس مر گئین جتنی کنیزون نے
بمشکل لاشہ زلزلہ سحر ساز کا اٹھایا لیکر پہاڑ سے کودین طرف صحرا کے بھاگین لاشہ زلزلہ
کا لیے ہوے روتی پیٹتی جاتی ہین یہان مقناطیس نے مشکبار وغیرہ کو رہا کیا سب سرداران
کو ساتھ لیا پہاڑ سے اتری طرف لشکر کے چلی یہان بادشاہ اسلام حیران و پریشان بیٹھے تھے
کہ ہرکارون نے خبر دی فیروزہ سرداران حضور کو لیے ہوے آتا ہے بادشاہ خوش ہو کر باہر
نکل آئے اپنے سردارون کو جو آتے ہوے دیکھا ایک ایک کو گلے سے لگایا سب سردارون
کو لیکر بارگاہ مین آئے سبھون نے اپنا اپنا حال بیان کیا مقناطیس کہتی ہے حضور نے بڑی
جلالت فرمائی کہ بروقت جانے کے مجھکو نہ روکا یہی دل چاہتا تھا کہ سرکار کے ساتھ بے ادبی
کرون لیکن حضور نے جو مجھکو نہ روکا مین خود جا کر پہاڑ پر پہونچی مشکبار نے بھی کہا کہ جو مین
تمہارے تعاقب مین گئی تھی میرے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا تھا جو زلزلہ نے کہا وہی کیا
سارا پہاڑ مع ہوا سحر سے مملو تھا ہوا لگتے ہی وہ جو خیال تھا کہ مقناطیس کو روکین ہکا بکا
یہ ہوا کہ خود اسکے سامنے جا بیٹھی ملمیدان رسالدار بھی اپنا حال بیان کر رہے ہین کہ حضور
خود بخود دل مین ہواے الفت ہفت پیکر پیدا ہو گئی اپنے خیمے سے نکل گئے پہاڑ پر جا

پہونچے اُسنے قید کرلیا یہاں تو یہ ذکر ہین مگر کنیزین لاشہ زلزلہ کا لیکر چلین روتی پیٹتی خاک
اُڑاتی جاتی ہین رات بھر راستہ چلین صبح کو راستے مین ایک قلعے کے پہونچین قلعہ صحرا اُسکو کہتے
ہین وہانکا حاکم اغلال جادو تخت پر بیٹھا تھا کہ رہا تھا کہ زوجہ ہماری مگر زلزلہ سحرساز خدمت
خداوند مین گئی ہین دیکھیے کیا سامان ہو قدرت کہین اسکو بھیجین گے کہ چند ساحر دوڑے
ہوئے آئے عرض کی اے شہنشاہ ہمنے سر قلعہ سے دیکھا کہ کئی سو جادوگرنیان ایک لاشہ لیکر آئی ہین
وہ منہ قلعے مین ایک نخل کے سائے مین ٹھہری ہین اور رو رہی ہین کہ اغلال تخت سے کپتا ہوا
اُٹھا کہ خداوند خیر کرین میرا خود بخود دل بھرا آتا ہے یہ کہکے بیرون قلعہ آیا دیکھا ایک لاشہ نخل کے
نیچے رکھا ہے کنیزین رو رہی ہین قریب لاش کے آکر پکارتی ہین اے ملکۂ عالم اُٹھیے آپکے شوہر کا
قلعہ سامنے ہے وہ مردہ پڑی ہے جواب کون دے اغلال کنیزون کو پہچان کر دوڑا پکار کر آواز دی
اے نسترن وغیرہ یہ کسکا لاشہ ہے تم تو بہت بیقرار ہو اُن کنیزون نے جو اغلال کو دیکھا پیٹنے لگین
کہتی ہین اے شہنشاہ آپ کی زوجہ کو قدرت نے بہشت مین بھیجا یہ سُنکر اغلال نے اپنے کو
گرا دیا ہائے صاحب کہکے رونے لگا کبھی کہتا ہے کیون صاحب ایسی جلدی چلی گئین کہ مجھ سے
بھی رخصت نہ ہوئین مین بھی تمھارے ساتھ جاتا ایسی معشوقہ کو قتل کرتے قاتل کو افسوس
نہ آیا ہائے کیا کرون کنیزون نے عرض کی اب حضور صبر کرین ہم رات بھر لاشے کو لیکر آئے ہین
کوہ ویران پر جاکے وہ سحر کیا کہ سرداران بادشاہ اسلام خود چلے آئے آکر قید ہوئے عیار
بادشاہ کا آکر پہونچا نہین معلوم کیا دھوکا دیا ہم لوگ تو دڑہ ہائے کوہ مین تھے آواز سنکر
جب نکلے لاشہ خاک و خون مین غلطان دیکھا چاہتا تھا عیار کو قتل کرین مقناطیس ایسی ساحرہ
اُسنے نکلتے ہی آفت برپا کر دی اغلال نے کہا دیکھو تو کیا بدلہ کرتا ہون اگر بادشاہ کو نہ قتل کیا
تو نام اپنا اغلال جادو نہ پایا اُسی وقت ارتھی بنوائی لاشۂ زوجہ کو جلا کر پلٹا اپنے دربار مین
آیا عیار اسکا اجلال تیز رو دربار مین بیٹھا تھا کہا اے اجلال سُنا تو نے کہ مین برباد ہوگیا
اگر ہو سکے تو بادشاہ کو گرفتار کر لا مین دار پر کھینچ دون کہ میرے دل کو صبر آئے اجلال نے کہا
حضور مین گیا اور آیا یہ کہکے اسباب عیاری آراستہ کیے طرف لشکر بادشاہ اسلام چلا
شب کو آکر لشکر مین پہونچا ایک ضعیف کی شکل بنکر پھرنے لگا ایک خدمتگار کی شکل بنکر پایگا

مین آیا دیکھا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھے ہین گرد سردار و عیار سب جمع ہین جب بادشاہ نے دربار
برخاست کیا آپ ایک گوشے مین چھپا جب سردار چلے گئے بادشاہ نے خاصہ نوش کیا خاصہ
نوش کرکے چھپر کھٹ پر تشریف لائے خدمتگار رہے پر آئے عیار نے پروانے بیہوشی کے پھینکے
دھوان جو بلند ہوا خدمتگار بیہوش ہوے اغلال جھپٹ کر قریب چھپر کھٹ کے آیا بادشاہ کو
بیہوش کیا یشتارہ باندھکر سراچہ چاک کیا لیکر بھاگا فیروزہ اپنے خیمے مین سو رہا تھا خواب پریشان
جو دیکھا اپنے مقام سے اٹھا گھبرایا ہوا دربار گاہ پر آیا اندر جا کے چھپر کھٹ کو خالی دیکھا
بہترہ عیار کا پایا عیار یشتارہ لیکر جا چکا تھا فیروزہ نے پلٹ کر نگہبانون کو جگایا کہ یارو غضب
ہوا نہیین معلوم عیار کہان سے آیا آقا کو گرفتار کرکے لیگیا مقناطیس یہ خبر سنکر آئی کہا کہ
فیروزہ تم جلد جاؤ اور تلاش کرو ایسا نہو کہ قید انکی سامنے ہفت پیکر کے پہونچ جائے
ہفت پیکر تو انکا دشمن ہو رہا ہے فیروزہ بانہاے عیاری جسم پر آراستہ کرکے تلاش مین
بادشاہ کی نکلا یہان اغلال جادو انتظار مین اپنے عیار کے تھا کہ عیار یشتارہ بدوش آکر
پہونچا کہا حضور مین بادشاہ کو گرفتار کرلایا اب قتل و غیر قتل کا آپ کو اختیار ہے اغلال نے
حکم دیا آہنگرون کو بلاؤ اسکو سلاسل و مطوق کرو آہنگرون نے آکر بادشاہ کو ہتھکڑیان بیڑیان
پہنائین عیار نے بادشاہ کو ہوشیار کیا بادشاہ کی آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار پایا دربار کفر مدار
اغلال کو دیکھا اغلال نے کہا جلادون کو بلاؤ مشیرون نے عرض کی اے شہریار اتنا بڑا
شخص یون قتل ہو جائے اشتہار چھپیان ہون سارا شہر جمع ہو اُس مقام پر انکو قتل
کیجیے کہ قدرت کو بھی خبر پہونچے کہ اغلال نے معاوضۂ زوجہ مین بادشاہ لشکر اسلام کو قتل
کیا آپ کو طرۂ پیغمبری عطا کرین آپ کا سارے طلسم مین نام ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام قلعہ
اغلال پر قتل ہوے یہ بات اغلال کو پسند آئی حکم دیا کہ شہر مین ڈھنڈھورا پٹے کل صبح کو
بادشاہ لشکر اسلام قتل ہونگے سب آکر تماشہ دیکھین اُسی وقت تمام شہر مین ڈھنڈورا پٹا
اشتہار چھپیان ہوگئے ہر شخص کو خبر پہونچی کہ بادشاہ لشکر اسلام کل صبح کو قتل ہونگے ایک
یہی ذکر کر رہا ہے کہ زوجۂ اغلال قتل ہوئی اُسکے بدلے مین بادشاہ لشکر اسلام گرفتار ہوکے
آئے اس عذاب الیم سے بادشاہ قتل ہوگا کہ لوگ عبرت کرین ہر چند کہ مسلمانون سے

ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے مگر ایسی ساحرہ جو حسن میں بے مثل و بے نظیر تھی کون اور ایسی ہوشیار کہ مقناطیس اور مشکبار کو اپنے سحر میں پھنسایا وہ عیار کے ہاتھ سے قتل ہوئی اغلال کو بڑا قلق ہے ہر جگہ یہی ذکر ہو رہے ہیں لیکن اغلال ڈھونڈھوڑا پٹوا کر اپنے باغ میں آیا کنیزوں سے کہا یہیں لا کر بادشاہ کو رکھو ہم رات بھر جاگیں گے ایسا نہ ہو کوئی اسکا مددگار آئے وسط باغ میں ایک چبوترہ ہے سنگ مرمر سفید کا اُسپر فرش بچھا ہے ایک طرف بادشاہ کو مسلسل و مطوق ایک قفس میں بند کر کے سامنے رکھا اور کنیزوں سے کہا گانیوں کو لاؤ گائنیں حاضر ہوئیں اشارہ کیا ایک گائن سبزہ رنگ چست و چالاک نہایت بیباک اپنے مقام سے اُٹھی سامنے اغلال کے بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

محشر میں پاس کیوں دم فریاد آگیا — رحم اُسنے کب کیا تھا کہ اب یاد آگیا
اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں — لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا
ناکامیوں میں تمنے جو تشبیہ مجھسے دی — شیرین کو درد تلخی فرہاد آگیا
ہم چارہ گر کو یوں ہی پنہائینگے بیڑیاں — قابو میں اپنے گر وہ پریزاد آگیا
دل کو قلق ہے ترک محبت کے بعد بھی — اب آسمان کو شیوۂ بیداد آگیا
وہ بدگمان ہوا جو کہیں شعر میں مرے — ذکر بتان خلخ و نوشاد آگیا
تھے بیگناہ جرأت پابوس تھی ضرور — کیا کرتے وہم خجلت جلاد آگیا
جب ہو چکا یقین کہ نہیں طاقت وصال — دم میں ہمارے وہ ستم ایجاد آگیا
ذکر شراب و حور کلام خدا میں دیکھ — مومن میں کیا کہوں مجھے کیا یاد آگیا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے اغلال مبہوت بیٹھا ہے جب زوجہ کا ذکر آتا ہے تو دُرد شراب بادشاہ پر پھینکتا ہے بادشاہ اپنی زندگی سے تنگ بیٹھے ہیں یہ نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھ رہے ہیں کبھی فرماتے ہیں کیوں اے معبود کیا طلسم ہفت پیکر کا دیکھنا ہماری تقدیر میں نہیں ہے کیا ساغر عمر میرا لبریز ہوا اے معبود اس آفت سے مجھکو بچا لے صاحبقران سے ملنے کی ہوس ہے نظم

گاہ در دل خیال وحدت نیست — گاہ در دیدہ نور کثرت نیست
بر رہ حق قدم نہد ثابت — ہر کہ او رہرو طریقت نیست

گاہ از حق زبان نے بندد | ہر کہ او واقف حقیقت نیست
ہست فارغ ز مذہب و ملت | ہر کہ پابند بر شریعت نیست
با دگرکس نمے کند الفت | ہر کہ وابستۂ محبت نیست
کو تعلق بما سوا دارد | ہر کہ مصروف در عبادت نیست
جلوہ گر چار سو بدیدۂ خلق | ہمچو خورشید نور قدرت نیست
طالب دید را ز ہر صورت | پیش دیدہ ظہور صورت نیست
بزمین و زمان ندارد کار | ہر کہ گنجینہ دار دولت نیست
عاشق از خود خبر نمیدارد | بیم جان خوف سر نمیدارد

بادشاہ لشکر اسلام بلک بلک کر دعائین مانگ رہے ہین زلف لیلائے شب کمر سے کہ چلی ہو اغلال نشے مین بیٹھا جھوم رہا ہو کہ ایک لکۂ ابر سرخ رنگ سامنے سے اُٹھا پھول برسنے ہوے ہوا ٹھنڈی چلنے لگی ابر کو دیکھکر نخل باغ جھومے چمن سرسبز و شاداب ہوے اغلال نے جو اس ابر کو آتے ہوے دیکھا یا تو غم مین زوجہ کے رنجیدہ بیٹھا تھا یا ابر کو دیکھکر شگفتہ ہوا کنیزون سے کہا ملکہ نوبہار رنگین پوش آتی ہین شاید شب ماہ مین برائے سیر نکل آئین گائین کو اشارہ کیا وہ خاموش ہوئی آپ اپنے مقام سے اُٹھا پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم و ای شہنشاہ خوبی و ای ماہ آسمان محبوبی ہمارے باغ کی طرف سے جاؤ گی ادہر مشرف بہ زیارت ہونگے چند ساعت ٹھہر جائیے ابر باغ پر آکے پھٹا بیچ مین سے شق ہوا بادشاہ نے دیکھا تخت پر ایک نازنین گلپوش دریائین پھولون کے غوطہ مارے جوڑا گلنار زیب جسم ابروے خمدار کھنچے ہوے گویا خنجر برہنہ برائے قتل عاشقان بڑی بڑی آنکھین رشک دیدہ غزال دونون ابرو رشک ہلال عارض ماہ آسمان کمال غنچۂ دہن نازنین سیم تن رشک چمن سرو قد خورشید خد چند کنیزین گرد گھیرے ہیے بادشاہ دیکھتے ہی بیقرار ہوے وہ نازنین تخت اُڑاتی ہوئی اُتری پکار کر کہا ای اغلال آج یہ جلسہ ہماری بہن سے کیون خالی ہو ملکہ زلزلۂ سحر ساز کہان گئین تمنے ہمکو کیون بلایا اُنکو تو ہمارے آنے سے رشک ہوتا ہو اغلال بے اختیار رونے لگا کہا ای ملکۂ عالم خداوند ہفت پیکر نے اُنکو بلالیا

یہ دیکھو سامنے قاتل بیٹھا ہی اُنکے خون کا بدلہ لونگا تمکو خانۂ دل مین جگہ دونگا نوبہار نے پلٹ کے دیکھا ایک جوان رعنا غفص گردن بلند بالا تنومند درشت چنگال چہرہ مثل آفتاب روشن سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری مگر ملول وحزین گرفتار شکنجۂ بلا کا زیب جسم ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے مسلسل و مطوق مگر معلوم ہوتا ہی کہ زیور آہن زیب جسم ہی بہ قول شاعر - فرد - اس کمسنی پہ یوشا یہ مسکی ہوئی چولی + یہ بگڑی لوالا کہ بناوٹ کے برابر نوبہار جمال بیمثال دیکھکر نہایت بیقرار ہوئی کہا کہ کیون میان اغلال یہ تم کیا سوچے ہو وہ ساحرہ ایسی تھی جسکو یہ قتل کرتے یہ اُسکو کیا مار سکتے کلائی پکڑ لیتی تو چھوٹ نہ سکتی کسی اور نے مارا ہوگا بیگناہ کو کیون خطاوار بنایا اغلال نے کہا اے ملکۂ عالم اس جوان کو بہ نگاہ حقارت نہ دیکھیے بڑے بڑے ساحر اسکے ہاتھ سے مارے گئے یہ بادشاہ لشکر اسلام ہی نوبہار نے مسکرا کر طرف بادشاہ کے دیکھا کہا کیون شہریار آپ ہی زلزلہ سحر ساز کے قاتل ہین بادشاہ نے سر ہلایا فرمایا اے معشوق خوبرو میرے عیار نے اُسکو قتل کیا عیارون کا یہی کام ہی آپس مین نگاہین ملین وہ باتین بھی ہوئین اشتیاق جانبین کے بڑھے اغلال نے نوبہار کو لاکر مسند پہ بٹھایا اب نوبہار خاموش بیٹھی ہی دل سے باتین کر رہی ہی کہ او نوبہار ایسے شخص پہ طبیعت مائل ہوئی کہ جو چراغ سحری آفتاب لب بام ہو رہا ہی کیا تدبیر کرکے اسکو بچاؤن کیونکر قید سے چھڑاؤن گرفتار دام مصیبت آشفتۂ وادی مودت مجھکو یہ محبت دیکھ رہا ہی اغلال جادوگر مدت سے اسیر عاشق ہی مگر خوف سے اپنی زوجہ کے اظہار محبت نہ کرسکا تھا دل مین کہتا ہی کہ مدتین گذرین اس ظالم پہ جان جاتی ہی اب جو اسکو قبضے مین کرون کہ وہ رشک کرنے والی مرگئی اسی سے گھر آباد کرون کسی طرح دل کو شاد کرون بڑے لطف سے خاطر کر رہا ہی کبھی گائن کو اشارہ کرتا ہی وہ غزلین ٹھمریان عاشقانہ گاتی ہی کبھی خود اُٹھکر جام شراب لبریز کرتا ہی ہاتھون پر رکھکر سامنے آتا ہی کہتا ہی ایک جام تو میرے ہاتھ سے نوش فرمائیے نوبہار منھ پھیر لیتی ہی کہتی ہی اسوقت میرا دل نہین چاہتا ہی جب اغلال بہت منت کرتا ہی اور اپنا عاشق ہونا ظاہر کرتا ہی تو ابرو پہ بل پڑ جاتے ہین کہتی ہی ذرا ہوش مین آؤ اپنے دل کو سمجھاؤ آپ سے باہر نہ ہو جاؤ کیا بیہودہ بکتے ہو زلزلہ تمھارے لائق تھی قدرت نے سمجھکر تمھارے ساتھ شادی کی جام ہاتھ سے اغلال کے لیکر پشت پہ پھینک دیتی ہی اغلال

پھر اپنے مقام سے اُٹھا دوسرا جام بھر کر لایا اغلال کہنے لگا کہتا ہی کہ ملکہ عالم ایک مرتبہ تو نوش فرمائیے
مین بہت بیقرار ہون دل کو سمجھاتا ہون دل نہین سمجھتا یہ قول قمر نظم

کیا کہون آپ سے کیسی ہی یہ بیماری دل	درد سے بھی نہین ہوسکتی ہی غمخواری دل
تیر مژگان نے انھین توڑ کے مارا اُسکو	پسلیون سے نہ ہوئی آہ سپرداری دل
دل مردہ کے لیے کوئی نہین روتا ہی	صف ماتم نہ بچھی بہر عزاداری دل
ای قمر شیر ژیان سے بھی خوف آئے مجھے	اسد اللہ رسا کرے مددگاری دل

نوبہار نے کہا ای اغلال تم فراق مین اپنی زوجہ کے دیوان پڑھ رہے ہو زیادہ گوئی
نہ کرو خاموش ہوکے بیٹھو ورنہ مین اُٹھ جاؤنگی مجھکو ناگوار ہوتا ہی مین اگر ایسا سمجھتی تو کبھی آتی
اغلال نے عرض کرتا ہی کہ ای ملکۂ عالم مین اب آپ کو نہ جانے دونگا آپ کے تشریف لانے
سے کیسی آبادی ہوئی دیکھیے باغ کیسا سرسبز و شاداب ہو رہا ہی دل نوبہار کا طرف شاہ کے
رجوع ہی وزدیدہ نگاہون سے دیکھ رہی ہی شاہ بھی دیکھ رہے ہین کبھی اشارہ کرتے ہین تو نوبہار
بھی مسکرا دیتی ہی سفیدی و براقی دانتون کی ایک برق چلتی ہی کہ خرمن ہوش و حواس کو جلا دیتی
ہی بادشاہ ملول ہوکر جب سر جھکاتے ہین نوبہار چاہتی ہی کیونکر اس شہریار کو شگفتہ کرون افسوس
ایسا شہریار طوق و زنجیر مین مسلسل و مطوق ہی کاشکے یہ ہتھکڑیان بیڑیان میرے ہاتھ پاؤن مین
ہوتین کیونکر اس شہریار کو رہا کرون جب اغلال کو بہت بیہوش پایا کہا ای اغلال اب مین نے
اس شخص کو بخوبی پہچانا اس شخص کے ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے کئی ملک انھون
نے فتح کیے مقناطیس جادو انھین کے قبضے مین ہی اغلال نے کہا ای ملکۂ عالم اب آپ نے
بخوبی پہچانا مقناطیس و مشکبار اسیر عاشق ہین اسی وجہ سے مین چاہتا ہون کہ صبح کو قتل
کرون نوبہار نے کہا ایسے شخص کا یون قتل کرنا مناسب نہین ایک دن اور ایک شب تامل
کرو اسکو قتل کرکے بہت پچتاؤگے کیونکر جان بچاؤگے طلسم کشا اسکا چچا ہی وہ خبر سنتے ہی
تمھارے قلعے پر آئیگا کسی ذیحیات کو زندہ نہ چھوڑیگا ایک دن اور ایک شب اور قید رکھو
مین ایک عرضی قدرت کو لکھتی ہون اگر تمھیں مسلمان بلوہ کرین تو قدرت مدد بھیجین ایک طرف سے
صاحبقران بلوہ کرینگے اور طلسم کشا حاکم تحفہ جات اثر سحر تاثیر نہین کرتا کون اُنکو روکیگا ہم خود

اسکا انتظام کرینگے تمھاری جان بچے یہ جو ملکہ نے ہنسکر کہا اغلال سمجھا میرا وصل نوبہار کو قبول ہوا نہال ہوگیا بحال ہوا کہا ای ملکۂ عالم اگر تمھارا حکم ہی ایک دن ایک رات کیسا جبتک کہیے قید رکھون اگر آپ انتظام کرین تو بہت مناسب ہو ورنہ حقیقت مین مشکل ہوگی ایک طرف سے صاحبقران اور ایک طرف سے رستم ایسا بلوہ کرینگے کہ جان بچانا دشوار ہوگی نوبہار نے کہا مین قلعے سے چند کوس آگے بڑھکر انتظام کردونگی کہ کوئی آنہ سکے دیوارین سحر کی بنادون کہ اگر قریب دیوار کے آئین تو دب جائین جہلت نہ پائین اغلال بہت خوش ہوگیا حکم کیا کہ شاہ کو لیجاکر قید کرو ملکہ نوبہار نے قریب آکر اشارے سے کہا ای شہریار اب نہ گھبرایئے گا مین نے آپکی رہائی کی تدبیر تو کرلی ہی ایک دن اور ایک شب کا فاصلہ ہی آپکا پروردگار تدبیر نکالدیگا اب بادشاہ کو یقین کامل ہوا کہ مجھپر عاشق ہی خوب باتین راز و نیاز کی کین کہ جس سے دل کو تسکین ہوئی اغلال نے میمون جادو کو کہ یہ اسکا ملازم ہی حکم دیا کہ میمون بادشاہ لشکر اسلام کو لیجاکر قید کر لیکن بہ حفاظت رکھنا انکے دوست بہت ہین میمون جادو چارسو جادوگر ساتھ لیکر ایک مکان مین آیا اُس مکان مین لاکر بادشاہ کو قید کیا چارسو ساحر گرد مقرر کیے دروازے پہ کرسی بچھاکے خود بیٹھا ہی حکم ہی کوئی ادھر سے راستہ نہ چلے جو کوئی راہ گیر آیا آواز دیکر اُسے روک دیا اس طور سے انتظام کررہا ہی اغلال نے ملکہ نوبہار سے کہا آپ نے جو وعدہ کیا تھا میرے قلعے سے آگے بڑھکر انتظام کردیجیے نوبہار ٹالتے ٹالتے شام کو یہ کہکر اُٹھی کہ اب مین رنگ سحر جمانے جاتی ہون وہ سحر بناؤن کہ اگر ہزار طلسم کشا قصد کرین تو آنہ سکین تحفہ جات بھی بیکار رہین ادھر سے ملکہ نوبہار چلین مگر فیروزہ بن عمرو عیار جو بادشاہ کی تلاش مین نکلا تھا راہ مین اسنے خبر پائی کہ فلان قلعے مین جہان کا حاکم اغلال جادو ہی عیار اُسکا شہریار کو وہان لیگیا ہر چند ڈھونڈھورا وغیرہ بیٹا تھا شہریار بھی چھپان ہوے تھے کوئی باعث ہوا کہ ایک دن اور ایک رات کی مہلت دی گئی فیروزہ قلعے مین آیا مقام قید کو دیکھا نگرانہا کا حیران ہی کہ یہ لوگ راہ گیر کو روکتے ہین مین کس فقرے سے جاؤن یہ سوچ رہا تھا کہ میمون نے پکار کر آواز دی ای برادر جیحون در دولت شاہی پر جاؤ ہم لوگون کے واسطے شراب وکباب لاؤ دن تو بہ مشقت بہنے کاٹا اب رات کو حفاظت چاہیے شراب پی کر رات بھر جاگین گے فیروزہ یہ سُنکر چلا در دولت شاہی پر آیا

ایک کنارے ٹھہرا جیجون نے آکر عرض کی کہ بھائی صاحب نے شراب طلب کی ہے اقلال نے حکم
دیا کہ میخانے سے لیلو جیجون نے آکر میخانے سے پتلہ لیا پکارتا ہوا باہر نکلا ارے کوئی مزدوری
کریگا فیروزہ ایک شہدے کی شکل بنکر سامنے جیجون کے آیا مگر بکتا ہوا کہ حضور ہم تو رنگ باز ہین
جب رنگ کا وقت ہمارے آتا ہے جہان تک بد دیتے ہین مگر آج دن کی رات ہوگئی دو دانون
رنگ کے ایسے ہرے کہ دل پر قلق ہے اور حضور وہ داؤن ایسے تھے کہ کبھی نا تو نہین جاتے
جسدن چار ہاتھ ہمارے رنگ کھیل جائیگی سلطنت جیت لینگے کچھ ہار جانے کا افسوس نہین
کیا حکم ہوتا ہے جو کام چاہیے لیجیے مگر مزدوری کے چار غنڈے لینگے صبح کو اسی سے دانون بدینگے
اگر لڑ گئے تو ہمارے جوے کو ویران کر دینگے ہمسے کیا کوئی کھیل سکتا ہے جیجون نے کہا
یہ پتلہ اُٹھالو شہدے نے پتلہ اُٹھایا آپ ہی آپ بکتا ہوا جیجون کے ساتھ ہے راہ مین ایک
مقام پر ٹھوکر لی پتلہ دوش سے گرا ہاتھ مین جو فتیلہ تھا وہ بھی گل ہوا جیجون سے کہا حضور
اسے روشن کرا لیجیے اسی ہارنے کی جھل مین گرا حضور ایسے داؤن غلام کے آج ہرے کہ سب
جوے والے میرے بدنے کی صفت کرتے تھے جیجون نے کہا میان شہدے صاحب تمھین
ان باتون سے مہلت نہین شہدے نے کہا حضور ہمارا جان و مال یہی ہے اسی مین ہماری بسر
ہوتی ہے جوے پر رہتے ہین جواریون سے وچ کے داؤن بد اگر ہمارا رنگ کھیل گئی تو ایک
ٹکے سے دس بیس روپے ہو جاتے ہین بڑے جوے پر جا کے لڑا دیتے ہین لیا جگ بدتے
ہین جس دن نکل آئیگا سونے کے مکان بنائینگے ابھی تقدیر رسائی نہین کرتی اس حال
سے رہتے ہین جیجون فتیلہ روشن کرنے گیا فیروزہ نے پتلہ کھولا اسمین بیہوشی ملائی اتنے
عرصے مین جیجون روشنی لیکر آیا پتلہ اُٹھا کر شہدے نے کاندھے پر لگایا جیجون کے ساتھ
قہوہ خانے پر آیا شہدے نے پتلہ رکھدیا سپاہیون کی چلمین بھرنے لگا ان سب نے
شہدے کو عزیز کیا کسی کی چلم بھرتا ہے کسی کا سودا لینے دوڑا جاتا ہے جیجون نے کہا میان
شہدے صاحب بیٹھو تمھین بھی شراب ملیگی شہدے نے کہا حضور ہم کو ایک جام کافی ہے
گھونٹ تو پیٹ مین بھرے ہین فقط منھ سے بو آنا چاہیے مجھکو رونڈی بھی آتی ہے آپ لوگون کی
خدمت مین رہونگا رات یہان بسر ہو جائیگی صبح کو جوے پر جائینگے جو کچھ آپ لوگون سے

پاپا ہو لڑا اپ بنگئے اگر وہ ہاتھ رنگ کھیلی تو سارے جوے کو جیت لینگے اور آسمان پھٹ پڑے تو ناچا ہی ہین سب شہدے کی باتون سے ہنس رہے ہین کہتے ہین اس شہدے کی ذات سے بڑی آبادی ہی اور جوے کے ذکر سے تو اسکا بڑا دل لگتا ہو کہا حضور ہماری ہی دنیا ہی عقبیٰ ہی اسی کے شوق مین شہدے ہیے اور جوے پہ پڑے رہتے ہین میمون نے سب کو شراب پلوائی آپ بھی دو جام پیے ہنسکر کہا میان شہدے صاحب کوئی چیز بھی یاد ہی شہدے نے کہا حضور کھویا گا نا ہو ایسی تان لگاؤن کہ ساون کی طرح منہہ برسنے لگے یہ کہکے شہدے نے ایک گھڑا اٹھا لیا اسے اوندھا کرکے رکھا اسی کو بجانے لگا اور یہ غزل شروع کی ۔

نظم

اجل جان لب تیرے شیون سے ہی ۔ یہ نادم مرے زود کشتن سے ہی
وہ بد خواہ مجھسا تو سمجھا نہین ۔ عبث دوستی تکو دشمن سے ہی
یہ پردہ نہ ہو نیش زنبور کا ۔ مشبک مرا سینہ چھلون سے ہی
مرے داغ یاد آئے گل دیکھکر ۔ کہ بیزار وہ سیر گلشن سے ہی
جلانے سے بھی تیرے شاکر ہون مین ۔ گلہ نالہ آتش فگن سے ہی
شب غم موے شمع کو دیکھکر ۔ ہمین خجلت اُس شوخ پرفن سے ہی
مرا خون کیا بار گردن ہوا ۔ کہ بیتاب وہ بار گردن سے ہی
کھلائے نہ کیون سرمہ گو سالہ کو ۔ خجل سامری چشم پرفن سے ہی
جہان خاک اڑائی وہین دب رہے ۔ کدورت عبث فکر مدفن سے ہی
نئی کچھ نہین اپنی جانبازیان ۔ یہی کھیل ہمکو لڑکپن سے ہی
بگڑتے ہو کیا اب بھی کہتا ہون مین ۔ عیان صلح پھر کس کی چتون سے ہی
دل مومن آتشکدہ کیون بنے ۔ لگاوٹ یہ طفل برہمن سے ہی

شہدے صاحب گا رہے ہین بیہوشی نے جو اپنا رنگ باندھا سب سپاہی شہدے سے ہنس ہنس کے باتین کر رہے ہین جیحون میمون سے کہتا ہو بھائی صاحب راہ بھر میان شہدے صاحب جوے کی باتین کرتے آئے انھین باتون سے یہ خوب خوش ہوتے ہین میمون نے کہا بھائی دیکھو میان شہدے کا گانا ایسا مقبول ہوا کہ خداوند ہفت پیکر آئے ہین شہدے نے بڑھکر کہا آپ

قدرت کو بلائیے میمون ناچتا ہوا چند قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا جیحون بھی اپنے مقام سے اٹھا اور ایسا ہی بھی لینا لینا کہکے اُٹھے جو اُٹھا وہ گرا تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوے فیروزہ خنجر لیکر اُٹھا کہ انکو قتل کرون پھر سوچا کہ یہ سب ساحر ہین قتل کرنے سے علامت برپا ہوگی اور کوتوال وغیرہ طلاسے پہ پھرتے ہین ایسا نہ ہو کہ آجائین پہلے دروازہ کھولون شہریار کو رہا کرلون تب ان سب کو قتل کرون فیروزہ جست کرکے قریب دروازے کے آیا دیکھا کہ قفل بند ہو چاہا قفل کھولون یا خنجر سے کاٹون نہ قفل کھلتا ہو اور نہ کاٹے سے کٹتا ہوا تب فیروزہ حیران ہوا کہ مین کیا تدبیر کرون ہر چند چاہتا ہو کاٹون قفل نہین کٹتا کئی سو کنجیان اپنے پاس سے نکالین مگر کوئی کنجی کلید قفل نہ ہوئی اب فیروزہ حیران ہو کہ مین کیا کرون جی مین کہتا ہو کہ ای فیروزہ معلوم ہوتا ہو کہ میمون کا سحر ہو یہ قفل نہین کھلتا اسی سوچ مین تھا کہ پھولون کی خوشبو دماغ مین آئی فیروزہ دیکھنے لگا دیکھا ایک ساحرہ طاؤس پر سوار جوڑا سُرخ پہنے ہوے آسمان سے آئی ہو فیروزہ کو جو خنجر بکف اُس ساحرہ نے دیکھا پکار کر آواز دی ارے تو کون ہو ان سب کو کسنے بیہوش کیا ہو فیروزہ پریشان ہوا کہ کیا جواب دون نہین معلوم کہ دوست یا دشمن ہو راہبر یا رہزن ہو دل کو پتھر کرکے پکار اُٹھا منم فیروزہ بن عمرو عیار بادشاہ عالیجاہ آپ حضور کون ہین اس شب کو آنے کا کیا باعث ہوا ساحرہ نے جواب دیا کہ ای عیار نہ گھبرا تو نے سب کو بیہوش تو کیا مگر قید خانے مین نہ جا سکیگا قید خانہ سحر بند ہے مین آکے دروازہ کھولے دیتی ہون یہ کہکے نوبہار طاؤس سے اُترین آکر سحر کیا ایک پھول پھینکا کہ قفل ٹوٹ کر گرا فیروزہ اندر آیا دیکھا بادشاہ سر زنجیر پر سر خم کیے ہوے بیٹھے ہین فرماتے ہین افسوس ہمارے یار وفادار نے بھی خبر نہ لی فیروزہ نے پکار کر آواز دی کہ غلام حاضر ہو سب کو بیہوش کیا یہ کہکے ہتھکڑیان کاٹین نوبہار دروازے پر کھڑی پکار رہی ہین کہ ای فیروزہ جلد آ عیار اغلال اجلال تیز رو طلایہ دیتا ہوا آتا ہو ایسا نہ ہو آکر یہان کے نگہبانون کو پکارے جب ہتھکڑی بادشاہ کی کٹی شاہ نے قید توڑی نوبہار نے دیکھا کہ لغلون سے بادشاہ کی خون جاری ہو دل کو تاب نہ آئی بڑھکر عرض کی حضور نے کیون اسقدر جلدی کی عیار بیڑیان کاٹ دیتا ملکہ دوپٹے سے خون پونچھنے لگین بادشاہ باہر نکلے کہ اجلال قریب آیا میمون کو پکارا اُسنے دیکھا کہ ایک ساحرہ کھڑی

ہو

ہی ایک عیار خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے جیحون کو قتل کیا چاہتا ہی پکار کر آواز دی ارے تو کون ہی کہ جیحون کو قتل کرتا ہی یہ کہکے ساحرون کو اشارہ کیا کہ انکو گھیر لو ساحرون نے بادشاہ اور نوبہار کو گھیر لیا عیار نے میمون اور جیحون کو ہوشیار کیا کہا اُٹھو تمھارا قیدی رہا ہو گیا میمون اور جیحون نے اُٹھکر بادشاہ پر سحر کرنا شروع کیا بادشاہ کے بازو پر وہ نقش ہی کہ جس پر سحر تاثیر ہی نہین کرتا جو سحر کیا وہ اُلٹا پلٹ اُسی کا کام تمام کیا خواہ سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار کر گیا اگر سر پہ پڑا کہ سر پھٹ گیا ایک ساحر کو مار کر بادشاہ نے تلوار لے لی اُسی تلوار سے لڑ رہے ہین جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے عیار نے جو غل مچایا کئی ہزار ساحر جمع ہوگئے سب نے بادشاہ کو گھیر لیا نوبہار نے جو دیکھا کہ بادشاہ گھر گئے ساحرون کا بلوہ ہی طرف نوبہار کے کوئی نہین آتا تب تو نوبہار نے گلے سے ہار اُتارا کچھ اسم سحر پڑھکر جیحون کی جانب پھینکا جیحون پر کچھ پھول گرے جوش مین آکر لہرایا بے اختیار پکار اُٹھا ای شہنشاہ اقلیم خوبی وای نوبہار باغ محبوبی مین بھی تیرے باغ حسن و جمال کا گلچین ہون گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہون میری عجب صورت ہی اصل مین دل کی یہ کیفیت ہی۔

نظم

ہمسری اُس زلف سے اب یہ بھی ایسا ہو گیا — لو مرے بخت سیہ کو اور سودا ہو گیا
گو جنازے پر عدو کے وہ خود آرا ہو گیا — یہ ہمارا بھی تو مر جانا تماشا ہو گیا
کسطرح معلوم ہو حال دل گم گشتہ ہاے — جو کبوتر لے گیا وان نامہ عنقا ہو گیا
مرگ سے تھی زندگی کی آس سو جاتی رہی — کیون تری حالت نہ ہووے غیر اچھا ہو گیا
ظلم کا ثمرہ یہی تھا دیکھکر گل ہاے داغ — بید مجنون شرم سے وہ سرو رعنا ہو گیا
چشمۂ حیوان بنا اُسکے لبون کی شرم سے — پانی پانی بسکہ اعجاز مسیحا ہو گیا
روز محشر کیا ہوا ظاہر کیون شب دیجور ہی — کیا ہمارا نامۂ اعمال کچھ وا ہو گیا
بیوفائی ہی سرشت اُسکی سو وہ ہم مین کہان — ہم مزاجی کے سبب سے غیر اپنا ہو گیا
جان و دل پر لشکر آرائی تھی جوش یاس کی — مفت اِس بلوے مین شبخون تمنا ہو گیا
ہٹ گیا ہوگا دوپٹہ منھ سے سوتے مین کہین — شب یہان رہنے کا تیرے سب مین چرچا ہو گیا
لگ گئی جب مجھکو تو بھی بات وہ کرتا نہین — کیا کہون قسمت کو کہنا دشمنون کا ہو گیا

شربت مرگ آب حسرت شور بختی زہر غم
تلخ کامی سے مجھے کیا کیا گوارا ہو گیا
رو دیا اُسنے جو میری لاغری کو دیکھکر
قطرۂ اشک ندامت ہمکو دریا ہو گیا
ہے مشبک بسکہ روتے روتے چشم ماہ مہر
شب جو اشک آیا سو اک عقد ثریا ہو گیا
حق تو یہ ہے کیا غزل اک اور مومن نے پڑھی
آج باطل سارے اُستادونکا دعوا ہو گیا

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے نوبہار کے آیا کہا اے ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہے ملکہ نے کہا او عاشق فاسق تو دیکھ رہا ہے کہ میمون کیسا جست کرتا پھرتا ہے ہمارے قتل کے لیے آیا ہے تو اسکا جلد سر لا جو تو کہیگا وہ مین قبول کرونگی اسی کا خوف ہے کہ اگر مین تمھارے گھر بیٹھ جاؤن یا تمسے محبت بڑھاؤن تو یہ مجھکو قتل کریگا کنیزون سے کہکر زہر دلوا دیگا یہ سنکر جیجون جوش مین آیا کہا ابھی اس بیحیا کا سر لاتا ہون یہ کہکر پلٹا جست وخیز کرتا ہوا سامنے میمون کے پہونچا پکار کر آواز دی او نامبارک بند رہاری ملکہ کے ساتھ دشمنی کرتا ہے یہ کہکے پیترہ بدل کے ہاتھ مارا میمون ہوشیار جادوگر ہے اسنے وار خالی دیا للکارتا ہوا چلا جب قریب آیا تو کہا دیکھے پشت پہ تیری کئی جادوگر آ گئے ایسا نہو تجھکو قتل کرین جیجون آواز دیتا ہوا پلٹا میمون نے ہاتھ مارا سر جیجون کا زخمی ہوا جیجون نے خون سر کا حلق مین لیا لشکر پر میمون کے پھینکا کئی سو ساحر جلکر خاک ہوے قضائے کار ملکہ مقناطیس جادو کہ جسکو جدائی مین شاہ کی کب آرام تھا اُڑتی پھرتی ہے شاہ کو ڈھونڈھ رہی ہے کہ نعرۂ شاہ کی آواز کان مین آئی آنا نہ سنکر بیقرار ہو گئی جی مین کہتی ہے شہریار کہین لڑ رہے ہین وہ یکہ تاز میدان جلالت رستم شوکت اسفندیار ہیبت کسی مقام پر رکنے والے نہین بلند ہوکر آسمان پہ آئی دیکھا ایک ساحرہ حسین چار طرف بادشاہ کے پھرتی ہے کہ انکو کوئی چشم زخم نہ پہونچے بیچ مین ساحرون کے بادشاہ لڑ رہے ہین تڑپ کر زمین پر آئی فیروزہ کو بھی دیکھا پڑھکر پوچھا یہ ساحرہ کون ہے فیروزہ نے کہا مین نہین جانتا مگر اتنا طریقے سے معلوم ہوا کہ ہماری خیرخواہ ہے بادشاہ کو بنگاہ محبت دیکھ رہی ہے یہ فرزند قباد شہریار ہین دختر سلطنت رین ہیکلان عاد مغربی کے بطن اور صلب قباد شہریار سے پوتے صاحبقران کے بادشاہ لشکر اسلام انکی جرأت کا کیا پوچھنا معلوم ہوتا ہے یہ ساحرہ بھی شاہ پہ مائل ہوئی مقناطیس نے کہا مین ان سب کا ابھی خاتمہ

کرتی ہوں پیچھے ہٹکر ایک گولہ اسم سحر پڑھکر مارا کہ کئی سو ساحروں کے سر پھٹے و اصل جہنم ہوئے
فیروزہ نے بڑھکر اجلال تیز رو عیار کو ڈانٹا وہ حقیر مانند اسپر آپڑا دو چار وار آپس میں واقع
ہوئے تھے کہ فیروزہ نے ہٹکر تیغ مارا کہ دونوں پاؤں اجلال کے اڑ گئے بڑھکر نوبہار
نے سیموں کو مارا ساحر بھاگنے لگے کچھ ساحر بھاگ کر پاس اغلال کے پہونچے کہ سعد بن
قباد کو ملکہ نوبہار نے جا کر رہا کیا اغلال فوراً گھوڑے پر سوار ہوا فوج کو آواز دی کہ تیار
ساحر تیار ہو کر آتے تھے انکو ملکہ جلا یہاں مقناطیس نے وہ تین حملے ایسے کیے کہ کئی ہزار ساحر
مارے لڑائی ہوئی قریب بادشاہ کے آئی کہا حضور اب نکل چلیں بادشاہ انکار کرتے ہی تھے
مقناطیس نے تخت سحر تیار کیا بادشاہ اور فیروزہ کو اسپر بٹھایا نوبہار کی طرف نگاہ کر کے
آواز دی آؤ بی بی تم بھی نکل آؤ ایک گوشے پر تخت کے نوبہار بیٹھی مقناطیس نے اپنا
تخت پر ہاتھ ڈالا تخت اڑا ہوائی سے نکلی اغلال جادو فوج لیکر اسوقت پہونچا اسنے آکر
دیکھا تو شہ سیموں اور چیوں خاک و خون میں غلطاں پڑے ہیں قید خانہ لٹا پڑا ہے آگے قید خانے
کے دروازہ کھلا ہوا چند ساحر ایسے بھی سحر میں نوبہار کے مبتلا سر پٹک رہے ہیں غل مچا رہے
ہیں اغلال نے آکر انکے سحر اتارا جب انکو افاقہ ہوا تو اُنسے حال پوچھا ان سب نے
حال بیان کیا اغلال جادو غصے میں کانپنے لگا کہا یارو اس گیسو بریدہ نوبہار نے مجھے
بڑا صدمہ دیا کہ بادشاہ کو نکال لیگئی ساحروں نے بیان کیا کہ مقناطیس نے آکر قیامت
برپا کر دی نوبہار بھی انھیں کے ساتھ تھیں اغلال نے کہا میں ابھی اسکے بھائی گلزار جادو
کو نامہ لکھتا ہوں وہ آکر اس گیسو بریدہ کو سزا دیگا وہ اس ذلت کو نہ گوارا کریگا میری صحبت
میں آکر اسنے بادشاہ کو دیکھا تھا جسے میٹھی میٹھی باتیں کر کے یہ دھوکا دیا میں نہ سمجھا کہ یہ بادشاہ کو
قتل سے کیوں روکتی ہے مراد اسکی یہ تھی کہ قید سے شاہ کو نکال لیجاؤں اگر مقناطیس
نہ بھی آتی تو ان ساحروں میں یہ لیاقت نہ تھی کہ اسکو روک سکتے اور مقناطیس تو بلائے
روزگار ہے یہ کہکے پلٹا مگر وہ قلق ہے کہ کسی سے بات نہیں کرتا اسی وقت ایک نامہ لکھا مراد
یہ تھی کہ اے گلزار جادو تمھاری بہن نے بڑا ستم کیا میں بادشاہ لشکر اسلام کو قتل کرتا تھا
اسنے مجھکو دھوکا دیا اور بادشاہ کو آکر رہا کر لیگئی اور ساتھ بادشاہ کے نکل گئی نامہ قاصد

لیکر چلا سقناطیس نے راہ مین نوبہار سے مفصل حال سُنا سنانا آگیا جی مین کہتی ہی
دیکھیے اسکی ذات سے کیا فساد برپا ہو لشکر اسلام مین آکر پہونچی نوبہار نے کہا اگر حکم ہو تو مین
بالاے قلعہ چمنستان جاؤن بارہ ہزار جادوگر میرے ملازم ہین اُنکو جاکے مسلمان کرون خدمت مین
حضور کی لیکر آؤن پھر کوہ زنگار رنگ پر جلوہ کیجیے بادشاہ نے سمجھایا کہ تمھارا جانا بہتر نہین
نوبہار نے نہ مانا اکیلی طاؤس پر سوار ہوکر طرف قلعہ چمنستان کے چلی اس قلعے مین اُسکی
سلطنت ہی قلعے مین آکر پہونچی تخت پر آکے بیٹھی وزیر و مشیر حاضر ہوے نوبہار نے سب سے کہا
صاحبو تم لوگون کو کچھ حال طلسم ہفت پیکر بھی معلوم ہی چہار طرف سے اہل اسلام نے گھیرا ہے
تمام در بند فتح کر لیے تین پہاڑ قبضے مین مسلمانون کے آئے اب چار پہاڑ قبضے مین خداوند کے ہین
طلسم کشا کو لوح ملا چاہتی ہی ملکہ مغرور شیرین کلام نور چکیدہ خالص قدرت طلسم کشا پر عاشق
ہوئین لوح کا حال بھی اُنکو معلوم ہوا دختر کمیل شہرت مرصع پوش سب حال اُسنے لوح کا
ظاہر کیا طلسم کشا کو معلوم ہو گیا کہ لوح قصر معلق پر ہی کتابین ہماری جتنی تصنیف کردہ خداوند
ہین سب مین صاف صاف تحریر ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی یہی شخص جسکا نام رستم پیل تن ہی یہ
طلسم ہفت پیکر کا فتاح ہی منازل عجائب و غرائب کا سیاح ہی تم سب کو مین سمجھاتی ہون
کہ اہل اسلام کا ساتھ دو جو انکا ساتھ نہ دیگا وہ تباہ و برباد ہوگا ہزارہا ساحر قتل ہوا ملکون پر
کیسی تباہی ہی وزیر و مشیر چپ بیٹھے ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی آپ کے
بھائی صاحب گلزار جادو تشریف لاتے ہین نوبہار تخت سے یہ کہکر اُٹھی کہ بھائی صاحب تشریف
لاتے ہین مین اُنسے چند ساعت باتین کرکے اُنکو رخصت کردونگی تم سب صاحبون کو خدمت
اہل اسلام مین چلنا ہوگا یہ کہکر برلے استقبال گلزار جادو چلی بیرون بارگاہ آئی گلزار
نے جو بہن کو دیکھا جلگیا کیونکہ نامہ اغلال کا اسکے پاس پہونچ چکا ہی حال سے ملکہ نوبہار
کے آگاہ ہی مگر خاموش ہو رہا نوبہار نے پوچھا بھائی صاحب خلاف وقت آنے کا کیا باعث
ہوا گلزار نے کہا تمھین دیکھنے کو دل چاہتا تھا بیقرار ہوکر آیا نوبہار نے گلزار کا استقبال کیا
بارگاہ مین لیکر آئی گلزار تخت پر بیٹھا نوبہار سامان خاطرداری مین مصروف ہوئی نوبہار
جو سامنے سے ہٹی ملازمون نے گلزار سے بیان کیا آپ کی ہمشیرہ پاس بادشاہ لشکر اسلام

کے جانے کو ہیں ہم سب کو ترغیب دے رہی تھیں کہ آپکی آمد سنکر برائے استقبال گئیں اب
آپکے نزدیک جو مناسب ہو وہ کیجیے گلزار خاموش ہو رہا جب نوبہار نے ساقی بیجون کو بلایا
شراب بیش کی تو گلزار نے آنکھ بچاکر بیہوشی ملائی کہا ہن یہ بہلے تم پیو نوبہار اس انقلاب
سے آگاہ نہ تھی کہ یہ میری خبر سنکر آیا ہو اہل دربار نے آتش افروزی کی جام پی گئیں پی کر کرسی پر
بیٹھیں تھوڑے عرصے مین آثار بیہوشی کے ظاہر ہوے نوبہار گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھی
گر کر بیہوش ہوئی گلزار نے زبان مین سوزن دی مسلسل کرکے ہوشیار کیا کہا کیون او گیسو بریدہ
تو نے قلعہ اغلال مین جاکر کیا آفت برپا کی تیری وجہ سے ہزار ہا ساحر مارا گیا اغلال نے
شکایت لکھی ہے اب تجھکو خدمت خداوند مین بہونچاؤنگا وہان سزا ملیگی کہ ساحرون کو قتل کرایا
بادشاہ کو اُسکی قید سے چھڑایا وہ مجبور ناچار اپنے مقام پر حیران و پریشان ہوا اُسنے سب حال
مجھکو لکھا یہان اہل دربار تمھاری شکایت کر رہے ہین کہ ہم سب کو ترغیب دے رہی تھیں کہ
خدمت بادشاہ اسلام مین چلو تو بادشاہ اسلام کو دیکھکر ایسی مبہوت ہوئی کہ اپنے مذہب قدیم کو
بھولی اہل اسلام پر توجہ کی نوبہار کو ارابے پر سوار کیا بارہ ہزار ساحر ساتھ لایا تھا طرف
کوہ زنگار رنگ کے چلا یہان بادشاہ اسلام لشکر مین ہین جب کئی دن گذرے اور نوبہار
واپس نہ آئیں اُنکی صورت زیبا کی زیارت نہ ہوئی فرمایا کہ ای فیروزہ ذرا دریافت تو کرو کہ
نوبہار پر کیا گذری فیروزہ اُسی وقت قطورہائے زر بفتی سے آراستہ ہوکر برائے خبر
نوبہار نکلا خیال مین یہ تھا کہ قلعہ چمنستان پر چلون جو ملکہ کی حکومت کا قلعہ ہے رہروی
کرتا ہوا آتا ہی اسی فکر مین کہ کسی طرح ملکہ کا حال دریافت کرون راہ مین ایک پہاڑ پر چڑھ گیا
دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک ارابے پر ملکہ نوبہار اور ایک ساحر گینڈے پر سوار بہ عہدہ
سپہ سالاری بارہ ہزار ساحر ہمراہ قید لیے ہوے جاتا ہی فیروزہ صورت بدل کر کوہ سے اُترا
اہل لشکر سے جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ گلزار جادو نوبہار کو لیے ہوے طرف کوہ زنگار رنگ
کے جاتا ہی فیروزہ یہ دریافت کرکے پلٹا خدمت شاہ مین آیا مقنا طیس وغیرہ دربار مین حاضر
ہین کہ فیروزہ آکر بہونچا بادشاہ نے گھبرا کر پوچھا کہ کیون ای یار وفادار کیا خبر پائی یاد مین اُس
نازنین و معشوق سرخ پوش کی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

رک گیا اُس پری سے جی ہی تو ہے
ساقیا شغل میکشی ہی تو ہے
راہ پر آپ کا اجارہ کیا
آگیا رنج دوستی ہی تو ہے
وقت بد مین کہان انیس و جلیس
نہین لگتا چمن مین جی ہی تو ہے

نہ نبھی ہمسے دوستی ہی تو ہے
صد الحمد کیا نمود ہوئی
ہم بھی آنکلین گے گلی ہی تو ہے
نا شگفتہ رہا یہ غنچۂ دل
کون دے ساتھ بیکسی ہی تو ہے
ضبط آخر نہ ہو سکا اے رند

نہ رہا ہوش بیخودی ہی تو ہے
بن پڑی ہمسے عاشقی ہی تو ہے
وجہ آزردگی بتاؤن کیا
نہ کھلی اے صبا کلی ہی تو ہے
دل ہمارا اُداس ہے بلبل
ہنس پڑا یار گدگدی ہی تو ہے

اسطرح بیقرار ہوکر یہ اشعار سعد شہریار نے سامنے فیروزہ کے پڑھے فیروزہ نے بیقرار ہوکر عرض کی اے شہریار نوبہار نے بڑی خیرخواہی پہ کمر باندھی تھی مگر اُسکے بھائی نے اُسے قید کرلیا ابھی غلام نے دیکھا کہ ملکہ ارابے پر سوار گلزار ہمراہ لیے ہوئے طرف کوہ زنگار رنگ کے جاتا ہے چند کنیزون کو بھی ہمراہ لیا ہو کہ وہ سامنے ہفت پیکر کے گواہی دین کہ کل اہل قلعہ کو ترغیب دیتی تھین کہ جاکر بادشاہ اسلام کے شریک ہو بڑے سامان سے گلزار گیا ہے ثبوت خطائے ملکہ نوبہار مین کوئی جملہ اُسنے اُٹھا نہین رکھا ہفت پیکر تو جلا ہوا ہے فوراً حکم دیگا کہ نوبہار کو قتل کرو بادشاہ اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا کہ اول تو مین گلزار کو راہ مین لونگا ورنہ اُسکے پیچھے کو تا بہ کوہ زنگار رنگ پہونچ جاؤنگا وہان جاکر ملکہ نوبہار کو چھڑاؤنگا یہ فرماکر بادشاہ سوار ہوے مقناطیس نے کئی مرتبہ منع بھی کیا کہ اے شہریار مقام کوہ زنگار رنگ عجائب و غرائب سے معمور ہے ایسا نہ ہو کہ حضور کسی بلا مین پھنسین تو کیسی مشکل ہو بادشاہ نے کچھ جواب دیا جب بہت سردارون نے کہا تو بادشاہ نے فرمایا کہ مین آپ لوگون کا ساتھ چلنا نہین چاہتا مین یکہ و تنہا جاؤنگا اگر خدا فضل کریگا تو اُس گرفتار دام رنج و مصیبت کو رہا کر لونگا یا اپنی جان دونگا اُسنے ایسی خیرخواہی کی اپنی جان دینے مین کچھ اُٹھا نہین رکھا مین خبر سنون کہ اُسکی قید جاتی ہے اور نہ جاؤن تو خلاف مروت ہے سردار یہ کہکے اپنے اپنے مقام سے اُٹھے کہ ایک تا خن لائے حضور پر ہماری جان نثار ہے بادشاہ مرکب پر سوار ہوے مقناطیس و درشکیبا نے لشکر تیار کیا ساحر و غیر ساحر تین لاکھ کا لشکر ساتھ ہے بادشاہ بہ فکر رہائی نوبہار روانہ ہوے یہان گلزار قید لیے ہوے نوبہار کی دامنہ کوہ زنگار رنگ مین پہونچا زیر کوہ دو کا. مین

آراستہ میلا جمع ہی بالاے کوہ تصویر سنگی مثل انسان کے باتین کرہی ہی مراد مند جمع ہین گلزار
جادو اس مجمع مین پہونچ دوکاندار اُٹھ اُٹھ کے اپنی دوکانون سے پاس گلزار کے آتے ہین پوچھتے
ہین اے گلزار یہ قیدی کون ہی گلزار ایک ایک سے حال بیان کرتا ہوا چلا آتا ہی رنگار رنگ جادو
حاکم یہان کا سامنے تصویر کے حاضر ہو مراد مندون کو پیش کرتا ہو ہر ایک کی عرض پیش
کے تصویر سے آواز آتی ہو مراد مند مرادین پا رہے ہین درختون پر جانور بیٹھے ہوے تعریف
ہفت پیکر کر رہے ہین ہزارہا زاغ و زغن درختون پر جمع ہین نام ہفت پیکر لیکر پکار رہے
ہین ہر ایک زاغ و زغن کا یہی قول ہی کہ خداوند ہفت پیکر خداوند حقیقی ہین سامری اور
جمشید انھین کے بندے تھے اُن سب نے بڑی حماقت کی کہ دعوی خدائی کر بیٹھے آخرکار ایک
سب غائب ہوے انکی خدائی روشن ہی ہر طرف سے یہی آوازین آرہی ہین کہ رنگار رنگ جادو
نے بڑھکر تصویر سے عرض کی کہ گلزار جادو نوبہار کو گرفتار کرکے لایا ہی کیا ارشاد ہوتا ہی تصویر
سے آواز آئی ہم اُسکے حال سے بخوبی آگاہ ہین بالاے کوہ اس گنہگار کو نہ لاؤ زیر کوہ سامان
قتل کرو رنگار رنگ نے بڑھکر گلزار کو خبر دی کہ قدرت فرماتے ہین بالاے کوہ اس گنہگار کو
نہ لاؤ زیر کوہ سامان قتل مہیا ہو گلزار جادو نے اپنے ساتھ والون کو حکم دیا کہ میدان خونی
کی تیاری کرو اہل فوج دارین استادہ کرنے لگے جب نوبہار نے یہ سامان دیکھا بیقرار ہو ہوکر
دعائین مانگنے لگی کہ ای خالق بے نیاز ای مالک کارساز رحم اپنا شریک کر مین نے مذہب
حق کو اختیار کیا اس ہفت پیکر پر لعنت کرتی ہون تو رحم اپنا شریک کر ۔ نظم

تو بادشاہ جہانی دو جہان محتاج   تو بندہ پروری و جملہ بندگان محتاج
جہان بباب عطاے تو روز و شب سائل   زبانہ بر در لطف تو ہر زبان محتاج
بگوش قدرت خود گوش میکند یارب   کند چو بر در دربار تو فغان محتاج
رسان بکام دل خویش از عنایت تو   غریب و عاجز و کمزور و کم زبان محتاج
مطیع حکم تو دام و دد و وحوش و طیور   فرشتہ بندۂ درگاہ و انس و جان محتاج

گلزار سامان قتل نوبہار کر رہا ہو دارین استادہ ہین جلاد با خنجر برہنہ سر پر کھڑے ہین
شلنگین لگا رہے ہین گلزار چاہتا ہو حکم دون کہ نوبہار کا سر کاٹ لو کہ صحرا سے گرد

ہوری اہل میلہ نے دیکھا کہ آگے آگے ایک تاجدار مرکب بادرفتار پر سوار پشت پر فوج دریاموج دوطرف سے دو ابر سیاہ اُٹھے ہیں کہ اُن ابروں سے رعد کی گرج برق کی چمک معلوم ہوتی ہے دونوں وہ ابر بہ رواروی آتے ہیں بادشاہ نے جو دیکھا وہیں سے نعرہ کیا یا شیدای کافران بیجیا وای نابکاران پرُ وغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد نعرۂ بادشاہ اسلام

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس وجم	ہژبر ثریان شاہ اسلامیان
نہال گلستان صاحبقران	جو ہمراہی پشت پر تھے سب نے تلواریں کھینچیں بادشاہ	

کرتے ہوئے چلے کہ وہ دونوں ابر بھی آکر گرے داہنی جانب سے ملکہ مقناطیس بارہ ہزار کنیزوں کو ہمراہ لیے ہوے اور بائیں طرف سے ملکہ مشکبار مع بیس ہزار ساحروں کے آکر گریں دونوں نے جو سحر کیے ہزارہا ساحر قتل ہوے دوکاندار فریاد کرتے ہوے بھاگے میلہ لٹنے لگا کل اہل میلہ فریاد کرتے پھرتے ہیں کوئی پکارتا ہی یا خداوند ہفت پیکر یہ کیا بلا نازل ہوئی ہم تو مراد مانگنے آئے تھے یہ کیسی نامرادی ہو بادشاہ نے آگے بڑھکر چاہا کہ تو بہار کو رہا کرون کہ گلزار سحر کرتا ہوا بڑھا پکار کر آواز دی ای بادشاہ قریب گنہگار کے نہ جانے دونگا یہ کہکے گلزار نے گولہ مارا شعلۂ آتش بھڑکے تلواریں برسنے لگیں مگر کوئی شی بادشاہ پر نہیں آتی تلواریں الاگ گر رہی ہیں شعلہ ہاے آتش بھڑک کر اہل میلہ پر گرتے ہیں میلے والے جل رہے ہیں زمین سے شعلے نکل رہے ہیں گلزار نے دیکھا کہ میرے سحر سے میرا لشکر تباہ ہوتا ہی بادشاہ پر کچھ تاثیر نہوئی ایک تلوار بھی اگر اُنپر گرتی تو سر اُڑجاتا مگر افسوس کوئی تلوار بھی اُنکے قریب نہیں جاتی گلزار نے دوسرا سحر کیا کہ پانی برسنے لگا برف کی سلیں گرنے لگیں دم بھر میں کوہ سفید کے انبارہ ہوگئے سب کا فرسردی سے مثل بید کانپ رہے ہیں مگر بادشاہ پر کوئی سل نہ گرتی گرد مرکب انبارہ ہی جسم مرکب بادشاہ کا برف دپانی سے محفوظ ہی جس طرف گھوڑا بڑھاتے ہیں برف پانی ہوکر بہ جاتی ہی یہ تاثیر دکھاتی ہو بادشاہ لڑتے بھڑتے قریب گلزار کے پہونچے گلزار تو اپنے سحر سے عاجز ہوچکا تھا قبضے پر تلوار کے ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے بادشاہ پر ہاتھ مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر رد کا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر گلزار پر ہاتھ مارا گلزار کی پشت پہ جو سپر پھولوں کی پڑی تھی اُس سپر کو اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو آکر پڑی سپر کے

دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری یا تو قبہ سپر پہ تلوار چمکی تھی یا زیر تنگ تلوار نے
بوسہ دیا گلزار کا مارے جانا افسران فوج بھاگنے لگے بادشاہ لڑتے بھڑتے قریب ملکہ
نوبہار کے پہونچے نوبہار بادشاہ کو دیکھکر شگفتہ ہوئی فیروزہ نے بڑھکر زبان سے نوبہار
کی سوزن نکالی سوزن نکالتے ہی نوبہار نے سحر کیا کہ قید کنکر گری نوبہار تڑپ کر اٹھی جھلکے
لشکر گلزار پر گری کئی سو کے سر اڑا دیے کچھ پھولوں کا زیور جو جسم پر آراستہ تھا اتار کے
پھینکا پھول جو بکھرے کئی ہزار ساحر دیوانے ہو گئے کوئی سر ٹکراتا ہے کسیکا گریبان چاک کوئی
منھ پہ خاک مل رہا ہے لشکر میں گلزار کے ہنگامہ پڑ گیا ایک طرف سے مقناطیس سحر کرتی ہوئی
آتی ہے اور ایک طرف سے مشکبار سحر کر رہی ہے رنگار رنگ جادو نے بالاے کوہ سے دیکھا
کہ میلہ تباہ ہو رہا ہے گلزار جادو قتل ہوا نوبہار نے رہائی پائی تینوں جادوگرنیاں جم کے سحر
کر رہی ہیں کہ پہاڑ تک انکے سحر پہونچ رہے ہیں رنگار رنگ کانپتا ہوا سامنے تصویر کے آیا
عرض کی یا خداوند مقناطیس و مشکبار و نوبہار نے سارے میلے کو لوٹ لیا ہے دوکاندار
بھاگے جاتے ہیں کوئی ایسی تقدیر کیجیے کہ بندے آپ کے اس آفت سے نجات پائیں
آواز آئی اے رنگار رنگ قدرت خود اس فکر میں ہیں دیکھو تدبیر ہوئی جاتی ہے جا کر تماشہ
دیکھو رنگار رنگ جادو سرنگوں سامنے سے ہٹا تصویر سے آواز آئی اے آسمان سیر جلد
آؤ دیکھا پہاڑ سے تصویر سے دھواں نکلنے لگا وہ دھواں پیچیدہ ہوکر بالاے آسمان پہونچا
آواز آئی منم آسمان سیر کوہ انداز تصویر سے آواز آئی اے بندی خاص الخاص مقناطیس
و مشکبار و نوبہار کو لینا اس جفا میں تیمہ ہوں کہ سحر کرنا بھولیں وہ ساحرہ دھوئیں سے
نکلکر پہاڑ پہ آئی پاؤں پر تصویر کے بوسہ دیا تصویر سے آواز آئی اے آسمان سیر جاؤ تمکو
قدرت نے نظر کردہ کیا آسمان سیر نے آکر رنگار رنگ جادو کو سلام کیا کہا اے رنگار رنگ
آج کا سحر دیکھنے کے لائق ہے قدرت کی تقدیر میری تدبیر موافق ہو تو مطلب نکلے رنگار رنگ
نے کہا اے آسمان سیر جلد جاؤ لاکھوں بندگان قدرت قتل ہوے اگر تمنے دیر کی تو
سارا میلہ تباہ ہو جائیگا کوئی ساحر و غیر ساحر تلوار سے بادشاہ کی امان نہ پائیگا ذرا خیال
کرکے دیکھو نوبہار کس لطف سے لڑ رہی ہے تمام زیور پھولونکا جو جسم پر آراستہ تھا سب اسنے

نوچکر پھینک دیا دیکھو سب ساحر و غیر ساحر دیوانہ وار وحشی مثال سر ٹکراتے پھرتے ہیں بعض
ابر و ڈبونے کو جھیل میں جا کر گرتے ہیں آسمان سیر نے کہا سب بلائیں دفع ہو جائیں گی
لشکر اہل اسلام اس رنگ میں پھنسنے کی نکل تدبیر کیجئے پھر قدرت کو اختیار ہے زنگار رنگ کو
آسمان سیر سمجھا کر پہاڑ سے بلند ہوئی نوبہار نے دیکھا میرے چہار جانب چار پہاڑ ہیں اور
سحر کرنے سے مجبور ہوں سحر یاد نہیں آتا آخر تھک کر ایک درخت کے سائے میں بیٹھی زنگار رنگ
کے کان میں آواز آئی کہ دیکھ میں نے نوبہار کو عاجز کیا سامنے درخت کے سائے میں بیٹھی
ہے زنگار رنگ نے سر اٹھا کے دیکھا کہ گرد چار پہاڑ ہیں اور ایک چھوٹا میدان اس میدان میں
ایک نخل ہے اسکے سائے میں سر جھکائے بیٹھی ہے افسوس کہ سعی ہو زنگار رنگ
نے پکار کر آواز دی اے آسمان سیر کیا کہنا سحر اسکا نام ہے جو تو نے کیا آواز آئی اے زنگار رنگ
دیکھو بادشاہ پر سحر تاثیر نہیں کرتا دیکھو کیا آفت ہوتی ہے زنگار رنگ نے اپنی فوج کو اشارہ
کیا قلعہ زنگار رنگ سے ستر ہزار جادوگر اسباب سحر لیکے لشکر اسلام سے جنگ کرنے
لگی لشکر اسلام ہٹ کر نخلستان میں پہونچا فوج زنگار رنگ ہٹ آئی کل اہل لشکر اسلام
کو یہ معلوم ہوا کہ گرد ہمارے ایک دیوار کھنچی ہے اس دیوار پر لاکھ سحر کیا غیر ساحروں
نے گرز اور نیزے مارے مگر دیوار پر کچھ تاثیر نہ ہوئی مقناطیس ایک جانب لڑ رہی ہے
سحر کرتی جاتی ہے کہ اسکے کان میں رونے کی آواز آئی کہ کوئی آفت رسیدہ و رکشیدہ یہ شعار
پڑھ پڑھ کے رو رہا ہے نظم

گر میں کمبخت وہ بخیل ہوا
کون مشتاق سلسبیل ہوا
ہائے وہ لاف ہائے خودکامی
میرے آزار کا کفیل ہوا
دفتر حسن و عشق تھا بے شک
میں اگر بزم میں ذلیل ہوا
کو تہی کے جواب میں جو ن چنا

مجھکو چھیڑ آسمان ذلیل ہوا
آسمان راہ پہ نہیں آتا
غیر ہر کام میں دخیل ہوا
کشتہ تیز رو تو سوسے ستم
میں ترا تو مرا عدیل ہوا
آتش آہ بے اثر سے مری
اور بھی خط مرا طویل ہوا

گر یہی بیخودی ہے صہبا میں
دعوی خضر بے دلیل ہوا
اب تغافل ہے وان مگر گردش
ناصحو یہ سیہ اجیرن ہوا
آپ کی کون سی بڑھی عزت
آسمان کا شش غلیل ہوا
ہائے مومن شہادت بے جا

پھر وہمی حنسم قتیل ہوا

مقناطیس جو صدائے دردناک سنکر بیقرار ہوگئی پلٹ کے دیکھا
کہ ایک مقام پر چار کوہ ہین ایک نخل کے سامنے ہین نوبہار بیٹھی ہوئی رو رہی ہی اور اشعار
مذکورہ زبان پر جاری ہین مقناطیس بیقرار ہوکر ان پہاڑون کے بیچ مین پہونچی چاہا کہ نوبہار
سے ملاقات کرے نوبہار نے ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس بٹھا لیا مقناطیس بھی پاس نوبہار کے
بیٹھی مشکبار سحر کر رہی ہی کہ پلٹ کے اسنے دیکھا مقناطیس کہان گئی اب جو دیکھا تو ایک درخت
کے سامنے ہین نوبہار سے باتین کر رہی ہو مشکبار تڑپ کے پاس مقناطیس جادو کے
پہونچی یہ تینون ایک مقام پر بیٹھی ہین لشکر کل دیوارون مین گرفتار ہی بادشاہ نے پلٹ کے
دیکھا آگے پیچھے کوئی سردار نہین حیران ہوکر چارون جانب دیکھنے لگے دور سے دیکھا لشکر سارا
حصار دیوار مین پھنسا مقناطیس اور مشکبار و نوبہار پہاڑون کے بیچ مین بیٹھی ہین
سردار اور سپہ سالار ہر مرتبہ شہریار پکارتا ہی کھینچکر آتے ہین اور جہنم داخل ہوتے ہین
یکایک گھوڑا بدلگامی کرنے لگا ہر چند بادشاہ نے روکا مگر نہ رکا طرارہ بھرکے پہاڑون کے
بیچ مین پہونچا فیروزہ ہمراہ رکاب ہی ایسا گھوڑا بگڑا آخر بادشاہ پشت مرکب سے اتر کے
پہاڑ چارون طرف لگے بادشاہ نے دیکھا کسی جانب راستہ نہین ایک نخل کے سامنے ہین
جا بیٹھے فیروزہ بن عمرو ایک نخل کے نیچے بیٹھا رو رہا ہی ہر مرتبہ بادشاہ کو پکارتا ہی اور شہر
یہان سے نکلے بادشاہ ہر مرتبہ اٹھتے ہین چاہتے ہین مین مرکب کو قبضے مین کرون پشت پر اسکی
سوار ہون مرکب بھاگا بھاگا پھرتا ہی کبھی پہاڑ سے سر ٹکراتا ہی لیکن راستہ نکلنے کا نہین پاتا
یہی حال بادشاہ کا ہی تینون جادوگرنیان نخل کے سامنے مین سے نہین اٹھتین آپس مین
ہم کلام ہو رہی ہین رنگار رنگ جادو دیکھ رہا ہی آسمان سیر آسمان سے اتری آکے رنگار رنگ
سے کہا کہ ملاحظہ کرو دیکھو بادشاہ کے بازو پر نقش ہی اثر سحر تاثیر نہین کرتا ہی مگر پہاڑون
کے بیچ مین پھنسے ہین نکل نہ سکینگے اسی مقام پر تڑپ تڑپ کر مرینگے رنگار رنگ کو سمجھا کر آسمان سیر
قریب تصویر سنگی کے آئی عرض کی یا خداوند ملاحظہ فرمایئے مین نے سبکو قید کر دیا مین بادشاہ
کا انتظام کرونگی ایک ہفتے مین تمام ہو جائینگے یہ کہکے تصویر سے رخصت ہوئی آسمان سیر
پہونچی انتظام کرنے لگی یہان بادشاہ کو دن بھر گذرا بلے آب و دانہ شام ہوئی بادشاہ نے

فیروزہ سے کہا کہ ای فیروزہ تمنے دیکھا کہ اس قیدخانے مین آب ودانہ بھی بند ہی فیروزہ اپنے مقام سے اُٹھا چہار طرف پھرا مگر راستہ نکلنے کا نہ پایا پلٹ کر پاس نوبہار کے آیا کہا کیون ای نوبہار کچھ سحر وغیرہ تمکو یاد نہین نوبہار نے کہا مجھے سحر فراموش ہوگیا کوئی اسم سحر یاد نہین اب دیکھین اس مقام سے کیونکر رہائی ہو مگر ای فیروزہ بن عمرو جب تک آسمان سیر قتل ہوگی یہان سے رہائی دشوار ہے فیروزہ یہ سُنکے پھرنے لگا قریب ایک درے کے آیا مختصر راستہ پایا اپنے تئین دبا کر بہ مجبوری اُترا درے سے باہر نکلا دیکھا پہلوے کوہ مین ایک باغ ہی اندر سے اُس باغ کے گانے کی آواز آتی ہے فیروزہ پشت باغ پر کمند مارکے دیوار پر چڑھا دیکھا آسمان سیر مسند پر بیٹھی ہی چند کنیزین گرد ہین گانا ہورہا ہی ایک گائن بیٹھی ہوئی تانین لگا رہی ہی آسمان سیر کہہ رہی ہی جن نے سب مسلمانون کو ایسے مقام پر قید کیا کہ جہان آب ودانہ کا نام نہین بادشاہ اسلام کو بڑا گھمنڈ ہی کہ بازو پر نقش درویش کامل کا دیا ہوا بندھا ہی کوئی ساحر اُنکو گرفتار نہین کر سکتا مگر مین نے ایسے طور سے سحر کیا کہ وہان سے نکل نہ سکین گے آب ودانہ بھی مین نے بند کر دیا یہ باتین دیوار سے فیروزہ نے سُنین دبے پاؤن دیوار پر سے اُترا رُغے مین چھپکر بیٹھا گائن گاتے گاتے اپنے مقام سے اُٹھی اُس مقام پر واسطے پیشاب کے بیٹھی فیروزہ نے اُس گائن کو حباب مار کے بیہوش کیا اُسکو تو ایک گوشے مین ڈالدیا آپ اُسی کی صورت بنکر سامنے آسمان سیر کے آیا بیٹھکر کھپ کھپ کے یہ اشعار گائے

نظم

جلون کے بدلے مجھکو زمین پر گرادیا
اُس شوخ بے حجاب نے پردہ اُٹھا دیا

برق آہ کو جو مین نے کہا مسکرا دیا
دل گرمیون نے اُسکی کلیجہ جلا دیا

فرماتے ہین وصال ہے انجام کار عشق
کیا ناصح شفیق نے مژدہ سنا دیا

تاثیر سوز دل کرہ نار ہے مگر
اُس شعلہ رو کو سینے سے میرے لگا دیا

اشکِ فغان کی ہاے رقیب آفرینیان
محشر نے خفتگان زمان کو جگا دیا

مٹی نہ دی مزار تلک آکے اسپہ بھی
کہتے ہین لوگ خاک مین اُسنے ملا دیا

اُسکی شرارتون سے جگر داغ داغ ہی
گل کھانے کو رقیب کا چھلا منگا دیا

ایسی غزل کہی ہو یہ جھکتا ہو سب کا سر		مومن نے اس زمین کو مسجد بنا دیا

آسمان سیر نے کہا ای شعلہ رخسار آج تو تو نے آگ لگا دی کس لطف سے یہ غزل گائی
فیروزہ نے عرض کی آج کنیز کو بڑی خوشی ہو وہ لوگ کہ جنکے ہاتھ سے بربادی طلسم لکھی تھی
وہ گرفتار ہوے جی چاہتا ہو آج شراب و کباب کا چرچہ ہو خوب خوشی کرین آسمان سیر
نے کہا ای شعلہ رخسار یہ سحر جسے ایسا بن پڑا کہ قدرت خوش ہو گئے فرماتے تھے مین نے
صدہا سحر بنائے لیکن تو نے نئی ترکیب سے سحر کیا یہی بڑا کمال ہو کہ بازو پر اُنکے نقش
بندھا ہو کوئی ساحر پاس نہ جا سکیگا بے آب و دانہ مر جائینگے پہاڑ سے نکلنے کی راہ نہ پائینگے
بی مقناطیس کو اپنے سحر پہ بڑا دعوی تھا اب سب منتر جنتر فراموش ہوے بی مشکبار
کہ ہمیشہ اس گھمنڈ مین رہتی ہین کہ ہمسے کوئی مقابلہ نہین کر سکتا ذرا سے شعبدے مین
کیسی پھنسین اب اُس نخل کے نیچے سے ہم اٹھ نہین سکتین مین اُس جگہ قدم نہ رکھونگی اگر
بادشاہ کے سامنے جاؤن وہ ہاتھ تھام لین تو رہائی میری غیر ممکن ہے لہذا میرا وہان جانا
بہتر نہین چند کنیزین مقرر کرتی ہون کہ قیدیون کی خبر لایا کرین اہل لشکر کہ حصار دیوار مین
پھنسے ہین فریاد فریاد کر کے مر جائینگے رہائی نہ پائینگے فیروزہ نے ہاتھ باندھ کے کہا واری
مین نثار ہو جاؤن کلید سنجانہ مجھکو مرحمت ہو آج وہ ساقی گری کرون کہ کوئی باقی نہ رہے
آسمان سیر نے کہا یہ کنجی موجود ہو تم سب کے خوش ہونے سے ہمارے دل کو بھی خوشی ہو
کنجی دیکر کہا ای شعلہ رخسار ایک تدبیر مین نے اور بھی کی ہو بیہوشی زہر سنکھیا کوئی مجھکو کھلا
نہین سکتا یہ میرے بازو پہ پتلے بندھے ہین فوراً منع کرینگے اتنے مین فیروزہ کے ہوش اُڑے جی مین
کہتا ہوا ای فیروزہ بڑا یہی دعوی ہو کہ شراب مین بیہوشی ملا کے لاؤن اگر حال کھل گیا تو عذاب الیم
سے قتل کریگی دل مین کہتا ہوا ای فیروزہ کیا تدبیر کرون میخانے سے جا کر شراب لایا سب کو
پلائی مگر بیہوشی نہ ملائی تمام شب اسی تردد مین گذری دل سے کہتا ہوا ای فیروزہ بادشاہ کو
وہ شبانہ روز بے آب و دانہ ہو چلے ایسا نہ ہو صدمے سے ہلاک ہو جائین دن کو کئی مرتبہ
سامنے آسمان سیر کے آیا آسمان سیر کہتی ہو ہمارے رہنے کا مقام اور یہی اُن قیدیون کے
اختتام تک رہونگی شعلہ رخسار نقلی ہر مرتبہ باتون مین یہی چاہتی ہے کہ اسکو تنہائی مین لیجاؤن

چار گھڑی دن پچھلا باقی ہو آسمان سیر بیٹھے بیٹھے اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ گرد و اطراف کی خبریں
شاید اُنکا مددگار آتا ہو یہ کہکے بلند ہوئی دور سے دیکھا ایک صحرا مین لشکر نقابدار مرجع ہوا
اُترا ہوا ہو لشکر مین کٹورہ کھنک رہا ہو گرم بازاریاں ہو رہی ہین سُن چکی ہے کہ یہ نقابدار بھی
مسلمانون کا مددگار ہو جا بجا اسکے کار نمایان کیے ایک پہاڑ پر آکے بیٹھی سحر کیا کہ آسمان پر
ایک ابر سیاہ اُٹھا برف آسمان سے برسنے لگی نقابدار بارگاہ مین بیٹھا ہوا افسران فوج
گرد جمع ہین عیار طرارہ بلاے روزگار پشت پر کھڑے مگس رانی کر رہا ہو کہ لشکر مین ہنگامہ برپا ہوا
نقابدار نے کہا ای یار وفادار ذرا باہر نکل کے دیکھو تو کیا لشکر پر آفت آئی ہو کہ صداے
فریاد بلند ہوئی یہ کہکے صحن مین آیا دیکھا آسمان پر ایک ابر سیاہ چھایا ہو برف برس رہی
ہو عیار نے آسمان کو دیکھکر کہا یہ ابر اصلی نہین ہو کسی ساحر یا ساحرہ نے سحر کیا ہو خدا خیر
کرے یہ کہکے جست کرتا ہوا باہر نکلا باہر آکے دیکھا ہمارے لشکر پر ابر چھایا ہو اور دور دور
چاندنی نکلی ہوئی ہو اب تو یقین کامل ہوا کہ کسی نے سحر کیا ہو دیکھتا ہوا ابر کو لشکر سے نکلا
دیکھا سامنے کوہ ہو اُسپر سے لکہ ہاے ابر اُٹھتے ہین ابر سیاہ مین جاکر ملتے ہین ابر کو زور
دے رہے ہین جب یہ لکہ ہاے ابر جاکر اُس ابر سیاہ سے ملجاتے ہین تو برف کی ترقی
ہوتی ہو عیار اُسی جانب بھاگا قریب کوہ کے ایک نخل تھا اُسپر سے چڑھکے دیکھا کہ ایک
ساحرہ بیٹھی سحر کر رہی ہو جی مین کہتا ہوا کہ برق ثانی جو سوچے تھے وہی بات ٹھہری اسوقت
قبلہ وکعبہ ہوتے تو ہماری راے پر آفرین کرتے درخت پر بیٹھے بیٹھے سوچکر ایک جادوگر کی
شکل بنا ایک نامہ تیار کرکے ہاتھ مین لیا درخت سے کودنے کا قصد کیا پھر سوچا کہ اگر پہاڑ پر
کودے تو اس جادوگرنی کے پاس پہونچے اگر نیچے گرے تو استخوان چور چور ہوے خیر
جانبازی کا ہماری ذکر ہوگا یہ تو کہنے والے کہینگے کہ اپنے آقا کے واسطے جان دی اور کوئی وجہ
نہ تھی یہ کہکے کودا اور وہین سے نعرہ کیا کہ منم فرستادہ خداوند ہفت پیکر پہاڑ پر آکے
پانون قائم ہوے آسمان پیرنے پلٹ کے دیکھا معلوم ہوتا تھا کہ یہ ساحر آسمان سے آیا
گھبرا گئی ہاتھ مین کاغذ دیکھا سمجھی کہ نامہ دار ہے قدرت نے بھیجا ہوگا مین کئی دن سے
خدمت مین حاضر بھی نہین ہوئی شاید یہ نقابدار مظفر قدرت ہو مجھسے خطا ہوئی یہ سوچکے

اپنے مقام سے اُٹھی پکار کر آواز دی ای ساحر کہان سے آتا ہی مین ہون آسمان سیر ساحر
جھپٹ کر قریب آیا کہا او شوخ دیدہ اپنے مرتبے پر پھول گئی دیکھ اس نامے مین کیا لکھا ہے
قدرت تجھ سے بہت خفا ہین آسمان سیر نے نامہ لیا دیکھا تہ بہ تہ لپٹا ہوا ہی نامے کو کھولنے
لگی تہ کو پکڑ کر کھینچا اندر سے بیہوشی اُڑی ارے کہکر لہرائی چاہا آمادہ نظر آتا تھا خنجر کھینچکر پہلو پر مارا
کہ شکم چاک قصہ پاک آسمان سیر لہرا کر گری فیروزہ بن عمرو یہ تو باغ مین آسمان سیر کے صورت
شعلہ رخسار گائی موجود ہی کنیزون مین میٹھا مسخرہ پن کر رہا ہی کہ یکایک دناٹا ہوا ابر سیاہ آسمان
پر آیا چمن جلنے لگے صد ہا درخت گرے طائر جلکر خاک ہوے کنیزین سر پیٹنے لگین کہتی تھین
غضب ہوا کسی نے ہماری بی بی کو مارا اُنکے سحر کی علامتین مٹ رہی ہین خاص اُنکے قتل کی
نشانی ہی کیون شعلہ رخسار اب ہم کیا کرین کہان جائین عمر بھر تو اُنکے ساتھ بسر کی شعلہ رخسار
نے کہا ہم تم سب ملکر چلین اُنکے خون کا بدلہ لینے کسنے اتنی جلدی مار لیا مگر فیروزہ حیران ہی
کہ آسمان سیر کو کسنے مارا دوڑ کر میخانے سے پیالہ شراب کا لایا اُسمین بیہوشی ملا کے کنیزون کو
شراب پلائی پلا کے بیہوش کیا سب کو قتل کر کے چلا یہان بادشاہ اسلام مع مقناطلیس نوبہار
و مشکبار حصار کوہ مین قید تھے دیکھا یکایک دناٹا ہوا پہاڑ گرے مقناطلیس کو سحر یاد آیا
نوبہار بھی تڑپ کے اُٹھی مشکبار سجدہ شکریہ پروردگار کرنے لگی مرکب بادپا جو بھاگا بھاگا پھرتا
تھا وہ قریب بادشاہ کے آیا سر جھکا کر کھڑا ہوا بادشاہ اُسپر سوار ہوے تینون جادوگرنیان
ہمراہ دور سے دیکھا لشکر بھی آتا ہی کہ فیروزہ آکر پہونچا اپنے آقا کو جو اس حال مین دیکھا
خوش ہو گیا عرض کی ای شہریار نہین معلوم آسمان سیر کو کسنے مارا کہ باغ اُسکا ویران پڑا ہی
مین نے اُسکی کنیزون کو قتل کیا مین کل سے حضور کے پاس سے گیا باغ اُسکا بہت قریب
تھا مگر خوف سے اُسکو بیہوشی نہین پلائی بادشاہ نے قلعہ رنگار رنگ کو دیکھا اُسی
طرف متوجہ ہوے اہل قلعہ سحر کرنے لگے بادشاہ بڑھے چلے جاتے ہین لشکر بادشاہ
کا رک گیا تینون جادوگرنیون نے بڑھکر وہ گولے مارے کہ پھاٹک قلعہ رنگار رنگ جادو
کو خبر ہوئی کہ بادشاہ قلعے پر آ پہنچے رنگار رنگ فوج لیکر نکلا اُسوقت پہونچا کہ پھاٹک
پر بادشاہ لڑ رہے ہین لاشون سے جادوگرون کے خندق پاٹ دی ہی جو ساحر [illegible]

چاہتے ہین قلعے مین نہ آنے دین مگر نوبہار نے بڑھکر ایسے سحر کیے کبھی تو بجلی پھینک بارش کبھی زیور گل جسم سے اُتار کر پھینکا ہزار دو ہزار بلبلائے دیوانہ وار وحشی مثال غل مچاتے ہوے سامنے آکے اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے ۔ نظم

کرتا ہو قتل عام وہ اغیار کے لیے
دس بیس روز مرتے ہین دو چار کے لیے

دیکھا عذاب رنج دل زار کے لیے
عاشق ہوے ہین ہم ترے آزار کے لیے

دل عشق تیری نذر کیا جان کیونکہ دون
رکھا ہو اسکو حسرت دیدار کے لیے

قتل اُسنے جرم صبر جفا پر کیا مجھے
یہ ہی سزا تھی ایسے گنہگار کے لیے

لے تو ہی بھیجدے کوئی پیغام تلخ اب
تجویز زہر ہو ترے بیمار کے لیے

آتا نہین ہو تو نشانی ہی بھیجدے
تسکین اضطراب دل زار کے لیے

چلنا تو دیکھنا کہ قیامت نے بھی قدم
طرز خرام شوخی رفتار کے لیے

جی مین ہو موتیون کی لڑی اسکو بھیجدون
اظہار حال چشم گہربار کے لیے

دیتا ہون اپنے لب کو بھی گلبرگ سے مثال
بوسے جو خواب مین ترے رخسار کے لیے

جینا امید وصل پہ ہجران مین سہل تھا
مرتا ہون زندگانی دشوار کے لیے

مومن کو تو نہ لاے کہین دام مین وہ بت
ڈھونڈھے ہو تار سبحہ کے زنار کے لیے

نوبہار نے افسران فوج کو بیقرار دیکھا فوج رنگار رنگ پر اشارہ کر دیا ایک طرف سے مغناطیس نے اسطرح کا سحر کیا کہ کئی سو جادوگر افسران فوج ہاتھ باندھکر سامنے آئے عذر کرتے تھے کہ ای ملکہ عالم جو ارشاد فرمایئے وہ بجا لائین مغناطیس نے بھی بھائی کو بھائی سے لڑوایا بیٹے کو باپ سے قتل کرایا مشکبار ایک جانب تڑپ تڑپ کے کر رہی ہے کئی سو کے سر اڑا دیے رنگار رنگ جب سحر کرتا ہو ہزار ہا ساحر و غیر ساحر ٹھہر جاتے ہین رنگار رنگ کو زیادہ یہ مشکل پڑی ہو کہ اسکے افسر اسی کی فوج کو قتل کرتے پھرتے ہین کسی کو روکا جب روکے سے نہ رکا جھلا کر قتل کر ڈالا قتل کر کے افسوس کرتا ہو کبھی کہتا ہو ہائے وہ افسر مارا کہ جسکا رفاقت مین مثل نہ تھا افسوس مین نے خود قتل کیا اس ہنگامے مین کس کس پر سے سحر اُتارون کیونکر اپنے یاران ہمدم کو بچاؤن آخر ناچار ہو کر قتل کر ڈالتا ہون کہ بادشاہ

لڑتے بھڑتے قریب تخت رنگار رنگ پہونچے گریبان سحر چاک ہوچکا ہے ستارۂ سحری آسمان پر
چمک رہا ہے شعاع نیر اعظم ظاہر ہوتی جاتی ہے جب شہنشاہ گیتی ستان جنگ رستمانہ کرتے ہوے
قریب رنگار رنگ پہونچے رنگار رنگ نے آگ برسائی تلوارین گرائین ان چیزون نے
بادشاہ پر تاثیر نہ کی جب قریب پہونچ گئے تو رنگار رنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے
تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر تلوار گری رنگار رنگ کے دو ٹکڑے ہوے
رنگار رنگ کو مار کر بادشاہ طرف دارالامارۃ شاہی کے چلے کہ وزیرون اور امیرون نے آکر
قدمبوسی کی عرض کی سب حضور کا مذہب اختیار کرتے ہین بادشاہ قلعے سے باہر نکلے دیکھا
آندھی سیاہ چل رہی ہے کوہ رنگار رنگ پر اندھیرا چھایا ہوا ہے نوبہار نے بڑھکر عرض کی اے
شہریار یہ علامت سحر ہفت پیکر ہے پہاڑ پر نہ جائیے قلعے پر حضور کا قبضہ ہوا امروز فردا مین خود
پہاڑ چھوڑ دیگا ایسا نہ ہو کوئی ایسا سحر کرے کہ حضور پھر بلا مین مبتلا ہون بادشاہ نے نہ مانا طرف
کوہ کے چلے نوبہار نے بڑھکر سحر کیا چند لڑکے مشعلین لیے ہوے ظاہر ہوے انکی روشنی
مین بادشاہ چلے کہ تصویر سنگی نے آواز دی ارے رنگار رنگ جادو انکو نہین روکتا کہ چند
ہمفون نے بڑھکر عرض کی کیا قدرت کو ظاہر نہین ہوا رنگار رنگ جادو مارا گیا قلعے پر
قبضہ کرکے بادشاہ اسطرف آتے ہین رنگین جادو کہ رنگار رنگ کا بھائی ہے دیکھے بادشاہ
کے ساتھ آتا ہے سحر ہوا کو بر طرف کر رہا ہے بادشاہ گھاٹیان طے کرنے لگے تصویر سے آواز آئی
کہ اے کوہان کوہ در بادشاہ کو روک پہلو سے زمین شق ہوئی ایک جادوگر بشکل مہیب
نکلا نکلکر ایک چیخ ماری کہ ہر طرف سے ساحر اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے پیدا ہوے
تھوڑے ہی عرصے مین ساٹھ ستر ہزار جادوگر صفین باندھکر کھڑے ہوے کوہان کوہ در
آگے بڑھا گھاٹیون پر آکے سحر کیا کہ کوہ تھرانے لگا بادشاہ کا قدم گھاٹیون پر نہین جما جسطرف
جاتے ہین پہاڑ مین جنبش پاتے ہین کئی ہزار جادوگر جو ساتھ بادشاہ کے گھاٹیون پر چڑھ
آئے تھے وہ سب قعر کوہ مین گرے ہر چند کوہان بڑھکر سحر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بادشاہ کیون
نہین گرتے کہ مقناطیس سحر کرتی ہوئی پہلو بہ پہلو بادشاہ کے آئی کوہان نے جو مقناطیس کو
دیکھا آواز دی او گیسو بریدہ تو بھی ان باغیون کے ساتھ ہے یہ کہکے سحر کیا جس سے پر کہ

مقناطیس کھڑی تھی وہ پتھر پھٹا ایک آواز دناٹے کی آئی قریب تھا کہ مقناطیس بھی قعر
کوہ مین گرے کہ نوبہار نے بڑھکر مقناطیس کو سنبھالا کہا بوا کوہان کوہ در سحر کر رہا ہی
مشکبار نے دوسرے پہلو سے آکر ایک گولہ مارا کوہان نے اُس گولے کو کاٹا گولے کے
کٹتے ہی صدہا آہوان صحرا پیدا ہوے کوہان کو آہوؤن نے آکے گھیر لیا جنگ کرنے لگے کئی ہزار
جادوگر مار کر گرا دیے کوہان پیچھے ہٹا نام ہفت پیکر کا لیکر ایک دستک دی کہ پہلوے کوہ سے
چند شیر ظاہر ہوے آہوؤن پہ آگرے اب آہو بھاگنے لگے شیرون نے اپنا رنگ باندھا
آہون کو بھگا کر ساحرون کی طرف چلے مشکبار نے جو دیکھا کہ میرے سحر کو اسنے دفع کیا اور
شیر دھڑوکے مار رہے ہین طرف صحرا کے ایک دستک دی کہ چند خرس مہیب لڑتے ہوے
شیرون پر جا پڑے کبھی خرس شیرون پر غالب آئے کبھی شیر خرسون پہ آوازین مہیب آتے
لیکن تھوڑے عرصے مین شیر و خرس غائب ہوے بادشاہ گھاٹیون کو طے کرکے بالاے کوہ
آگئے کوہان نے جو دیکھا کہ مین نے ہرچند سحر کیا کسی سحر نے بادشاہ پہ تاثیر کی بادشاہ
لڑتے ہوے بالاے کوہ آگئے ساحرون کو قتل کر رہے ہین تینون جادوگرنیان چمک چمک
کے سحر کر رہی ہین جس پر سحر کیا اُسے مار کر گرا دیا پہاڑ پر صاف ظاہر ہی کہ چمنستان لالہ زار
کھلا ہی ہزار ہا لاشہ لوٹ رہا ہی تصویر سنگی نے آواز دی کہ ای کوہان اپنا سحر کیون نہین
کرتا بادشاہ پر یہ سحر تاثیر نہ کرینگے اُنکے بازو پر درویش کامل کا نقش دیا ہوا موجود ہی کوہان
نے طرف صحرا کے دیکھا اور ایک گولہ طرف نخلستان کے پھینکا دیکھا پہلوے نخلستان
سے چند نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین ظاہر ہوئین سب کے آگے ایک نازنین
زعفران پوش جوڑا زعفرانی زیب جسم ابرو کھنچی ہوئی تلوار یا خنجر آبدار عارض ماہ تابان یا
آئینہ اسکندری سے مثال دون یا رنگ گل نسرین و نسترن کہون آخر کس شے سے مثال
دون وہ عارض کہ دیکھنے والون کو عارضہ عارض ہو خرامان سب کے آگے بڑھی ہوئی
گنگناتی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی بصد ادا آتی ہے نظم

اعجاز جان وہی ہی ہمارے کلام کو — زندہ کیا ہی ہمنے مسیحا کے نام کو
لکھو سلام غیر کے خط مین غلام کو — بندے کا بس سلام ہو ایسے سلام کو

اب شوخیوں کی مثال جو دیکھی خرام کو
پھرتے کون جا بجا تھا قیامت کے نام کو

آتا ہے پھر قفس میں وہ دن رات ہجر پاس
گھبرا گئے دیکھ کے ہمیں زلف سیاہ فام کو

گھبرا کے جی سے چاہا بہت بے قرار ہو کے
بھیجے یہاں نہ بھیجے عدو کے پیام کو

دن بھر قفس میں ہو تری الفت میں زندگی
کیوں سوچتا ہوں تازہ ستم انتقام کو

پھر رہے عشق ناز کی جب آ گئی زمیں
کرتی ہیں آگ نالہ اندیشہ کام کو

گھر تک پھر رہے زندہ دو دن کی پکار کو
روتا ہوں اب میں دل جنت مقام کو

شب بھر رکے نہ ہاتھ سے ساقی کی یاد میں
بھیجے خراب آپ کیا اپنے کام کو

جب ہم چلے ملا نہ کوئی ساتھ ساتھ تھا
پھر کون دل نشیں کے سنے اپنے نام کو

شاید کہ دل پھرے ہیں کسی کے حضور میں
اب پھرا ہوں گلی میں نہیں پھرتے شام کو

مرتے ہیں اب جنھیں تھے وہ ہوں کا جو سخن
دیکھا کبھی جھجکے شعرا کے نام کو

وہ نازنین غزل گا رہی تھی اور مسکراتی ہوئی سامنے بادشاہ کے آئی سلام کرکے مثل ہلال شب اول خم ہوئی بادشاہ نے اس کے سر اٹھایا آنکھ سے آنکھ ملتے ہی ایسا قہر پیدا کی کہ سعد بن قباد ہر چند زرد بیٹھے ہیں تعریف نہ کر سکے مگر اس نازنین نے کہا میں دور سے حضور کی مشتاق ہو کے آئی ہوں ذرا میرے ساتھ تشریف لے چلیے سنئے کہ وہ اس کنیز کا باغ ہے چند ساعت وہاں تشریف رکھیے بیٹھیے جو کچھ آپ کے دربار شاہ آ گئے ہیں نوبہار و مقناطیس تو مشکبار نے کیا کیا پھر یہ کہہ کے بادشاہ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیے بادشاہ اس کے ساتھ چلے دور سے نوبہار نے دیکھا کہ بادشاہ ایک نازنین زعفران پوش سے باتیں کرتے ہوئے جاتے ہیں تلوار نیام میں کر لی سپر پشت پر ڈال لی گلشن جمال کی سیر کر رہے ہیں نوبہار نے بڑھ کر مقناطیس سے کہا کہ چلو دیکھو بادشاہ کہاں جاتے ہیں مقناطیس آگے بڑھی چاہا جا کر بادشاہ کو روکے کون کو یہاں سے دوسرا گولہ طرف صحرا کے مارا کہ وہ گولہ وہاں جا کر پھٹا تھوڑی دیر تک اس مقام پر اندھیرا رہا بعد تھوڑے عرصے کے دیکھا ایک نازنین گلابی کپڑے پہنے ہوئے نہایت طرار و طرّار بنتی ہوئی قریب مقناطیس کے آئی پکار کر آواز دی اے افسر لشکر بادشاہ اسلام میرا سلام قبول ہو مقناطیس نے جواب دیا وہ کہاں سے آئی ہو ہم تو خود تمہارے مشتاق

تھے لیکن وہ گلابی پوش بادشاہ پر نگاہ ڈالتی ہوئی قریب مقناطیس کے پہونچی کہا اے مقناطیس سامنے ہمارا باغ ہے ہمنے آپ ہی لوگوں کے واسطے آراستہ کیا ہے ذرا ایک نگاہ چلکر دیکھو لو کہ ہمارے دل کو تسکین ہو گل و غنچے تمہارے انتظار میں لہک رہے ہیں پھول چاندنی کے تمہارے انتظار میں چمک رہے ہیں مقناطیس نے کہا ہوا کیا نقصان ہے تمہارا عارض انور رشک غنچہ و گل ہے باتوں میں کیا تسلسل ہے اس نازنین نے مسکرا کر مقناطیس سے آنکھ ملائی اور یہ اشعار بصد سوز و گداز گانے لگی - غزل

خالی ہوا ہے فتنہ سے گو یہ جہاں نہ ہو — اس دم قیامت آئے اگر آسماں نہ ہو
اعجاز سے زیادہ ہے سحر انکے ناز کا — آنکھیں وہ کہہ رہی ہیں جو لب سے بیاں نہ ہو
یوں تو بہت سے دل کے خریدار ہیں مرے — جو ہے سو یہ معاملہ کیونکر زیاں نہ ہو
لکھتا ہوں اسکو بستگی دل کا ماجرا — آنسو رواں نہ ہوں تو سیاہی رواں نہ ہو
شیخ حرم سے کام نہ پیر مغاں سے ربط — کیا کفر و دین جو پاس وہ زیبا جواں نہ ہو
تر کر دیا ہے ابر بہاری نے اس قدر — بجلی گرے تو گرم مرا آشیاں نہ ہو
اب شوق وصل ہے نہ غم قرب مدعی — پامال ہو چکا ہوں عبث سرگراں نہ ہو
عزم سفر جہاں سے کروں کیا شب فراق — میں جانتا ہوں چین کہاں تو جہاں نہ ہو
اس شرط پر جو لیجے تو حاضر ہے دل ابھی — رنجش نہ ہو فریب نہ ہو امتحاں نہ ہو
یہ جامہ پارہ پارہ تڑپنے سے ہو گیا — صبح شب فراق ہے تو بدگماں نہ ہو
مومن بہشت عشق حقیقی تمہیں نصیب — بیکھد تو رنج ہو جو غم جاوداں نہ ہو

یہ اشعار اس نازنین نے اس تکلف سے سامنے مقناطیس کے گائے کہ مقناطیس کا چہرہ سرخ ہو گیا آنکھیں اُبل آئیں اس نازنین کا ہاتھ تھام لیا زعفران پوش کے ساتھ بادشاہ جاتے ہیں اور گلابی پوش سے مقناطیس باتیں کرتی ہوئی بہت شگفتہ دونوں نازنینیں اب دونوں کو لیکر چلیں نوبہار نے جو یہ سامان دیکھا مشکبار سے بڑھکر کہا لو بوا میں سمجھی تھی کہ مقناطیس بادشاہ کو بچا لینگی وہ خود مبہوت ہو کر اس مکارہ کے ساتھ جاتی ہیں میں جا کر روکتی ہوں مشکبار نے کہا بوا میں بھی سحر کرتی ہوں تم جا کر اول مقناطیس کو روکو نوبہار

کہا

جھپٹ کر سامنے مقناطیس کے آئی کہا بوا کہاں جاتی ہو مقناطیس نے کہا ہماری بہن کا سامنے
باغ ہے اسی کو دیکھنے جاتے ہیں آؤ بوا تم بھی چلو نو بہار جو تکلف ساتھ ہولی کوہان کوہ در ایک
گوشے میں بیٹھا سحر کر رہا ہے اور ساتھ دونوں سے کہ رہا ہے کہ اب اگر سامری و جمشید بھی آکے
روکیں تو یہ لوگ نہ رکیں گے نو بہار نے بھی مقناطیس کا ساتھ دیا مشکبار جھپٹ کر سامنے
بادشاہ کے آئی کہا اے شہریار آپ کہاں جاتے ہیں اس نازنین کو کیا سمجھے ہیں بادشاہ نے
فرمایا اے مشکبار سیر باغ کی دیکھا ابھی آتے ہیں آؤ تم بھی چلو مشکبار بھی بادشاہ کے ساتھ ہوئی
دور سے فیروزہ بن عمرو نے یہ ہنگامہ دیکھا کہ بادشاہ اور مشکبار ساتھ اس زعفران پوش
کے جاتے ہیں اور گلابی پوش نے مقناطیس و نو بہار کو لیا یہ دونوں انکے ساتھ جاتی ہیں
اور کوہان کوہ در گوشہ میں بیٹھا ہوا فوں اپنا کاٹ کاٹ کے پھینک رہا ہے دمبدم پکارتا ہے
یا خداوند یہ سحر تو پورا ہو بادشاہ اور نو بہار وغیرہ کو گلابی پوش و زعفران پوش ساتھ لیے
ہوئے پہاڑ سے اتریں اترتے ہی کئی ہزار کنیزیں جو صحرا میں پھیلی ہوئی تھیں جمع ہو کے سامنے
آئیں پکارتی ہوئیں کہ باغ آج کل خوب سرسبز و شاداب ہے ہر پھول رنگ و بو میں لاجواب
ہے چلکر ملاحظہ کیجیے بادشاہ نے زعفران پوش سے اشارہ کیا زعفران پوش جبہ سنتی ہے
گوہر دندان کی چمک دل کو بیقرار کرتی ہے بادشاہ باغ میں داخل ہوئے گلابی پوش نے
مقناطیس و نو بہار کو بھی باغ میں پہونچایا اب جو بادشاہ کی باغ پر نگاہ پڑی دیکھا کھلے
رنگارنگ و شگوفہ ہائے بوقلموں نہریں سلسبیل آسا ہر نخل کے سامنے میں جوش مار رہی ہیں
حوض پختہ لبالب ہیں آب ناب حباب کی آبرو موجیں خوشبو کناروں پر ہر حوض کے جام ہائے
شراب ناب رکھے ہوئے جھلک رہے ہیں جیسے ہی بادشاہ نے باغ میں قدم رکھا ہزارہا طائران
زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کرتے ہوئے صف باندھکر سامنے آئے ایسی آوازیں بصد سوز و گداز یہ
اشعار گانے لگے - نظم

ہم دیوانہ و ستم کچھ دل مضطر میں نہیں — یوں ہوں نالاں کہ وہ گویا صف محشر میں نہیں
خار بستر شب ہجر سمجھا تو ان کیونکر — دلمیں تو ہے وہ گل اندام اگر بر میں نہیں
سر پٹکتا ہوں کہ بس ہم کبھی ملوں گھر بھی تو — دھیان جسوقت یہ آتا ہے کہ وہ گھر میں نہیں

مجھ سے بیکس کی طرف محتسب آئے ہو تو آئیے | ایک قطرہ بھی سبو و خم و ساغر میں نہیں
جی اٹھے اور وہی رنج محبت کے غذا | ہم نہ جائیں گے کہ اپنا تری محفل میں نہیں
ہم نفس کیونکہ مسخر وہ پری رو ہوگا | نام اپنی ہوس اور وفا تیری نگہ میں نہیں
قطع امید سے سر کاٹئے کر کیا نسبت | مجھ میں وہ دم ہی کبھی جو ترے خنجر میں نہیں
دے دیا کیجیے بوسہ طلب اول بھا | سچ کہا تھا خبر حرف مگر ان میں نہیں
کیا موثر ہو دعا وصل صنم کی مومن | ہم طلب کرتے ہیں وہ شے جو مقدر میں نہیں

طائروں نے یہ اشعار اس رنگ سے گائے کہ نوبہار و شکیبار و مقناطیس آمادہ ہوگئیں کہ بادشاہ کو باغ کی سیر کرا دیں بادشاہ ساتھ ان زعفران پوش کے باغ میں سیر کر رہے ہیں کہ زعفران پوش نے دست بستہ عرض کی کہ شہریار رنگسار جادو کہ بادشاہ اس پہاڑ کا تھا وہ آپ کے ہاتھ سے مارا گیا اور ہفت پیکر کو چاہتا تھا ہم لوگوں نے بہت عذر کیے تب یہ حکم ہوا ہے کہ وہ گنہگار تھا اچھا ہوا مارا گیا مگر آپ ہتھیار کھول کر رکھ دیں آپ کے پاس ان ہتھیار کا رہنا مناسب نہیں بادشاہ نے سپر شمشیر کمان ترکش سب کھول کر زعفران پوش کو دیدیے پھر دوبارہ عرض کی یہ تعویذ بازو سے کھول لیجیے تعویذ کا نام آپ کا حافظ و نگہبان ہو بادشاہ نے بازو سے تعویذ بھی کھولا طرف نوبہار وغیرہ کے متوجہ ہوکے پوچھا کیوں اے مقناطیس ہتھیار تو میں نے کھول ڈالے اب کہتی ہیں کہ تعویذ بھی کھول کر رکھ دو تمھاری کیا رائے ہے تینوں نے عرض کی حضور تعویذ کھول کر رکھ دیں ہم نگہبان ہیں گے بادشاہ نے جیسے ہی تعویذ بازو سے کھول کر سپر پر رکھا ایک طائر آسمان سے گرا تعویذ اٹھا لیگیا زعفران پوش نے بادشاہ سے عرض کی حضور تعویذ ہاتھ سے گیا طائر اٹھا لیگیا نہیں معلوم یہ طائر کون تھا کنیزوں کو بڑا قلق ہے اب مناسب ہے کہ آپ چلکر طلسم ہفت پیکر میں تشریف رکھیں بادشاہ نے فرمایا کہ میں بھی مدت سے طلسم ہفت پیکر کا مشتاق ہوں مقام فقط یہ تھا وہیں طلسم ہفت پیکر میں خود چلا جاؤنگا مقناطیس و شکیبار و نوبہار بھی کہہ رہی ہیں کہ اگر طلسم میں نہ چلینگے تو طلسم کیونکر فتح ہوگا بادشاہ نے کہا مجھے مقام دکھا دو پھر میں فتح کر لونگا تینوں جادوگرنیاں طرف زعفران پوش کے متوجہ ہوئیں کہا کہ دیر کیا ہے عالم نشان طلسم ہفت پیکر کا

شاہ کو تباؤ آپ اسمین فوراً داخل ہوجائے جاکر فتح کرلینگے کنیزون نے یہ سنکے کچھ اسم سحر کا پڑھا
فوراً دیوار باغ کی گر گئی دیکھا سامنے ایک صحرائے سبزہ زار نواح دلکشا جہانتک نگاہ کام کرتی ہے
سبزہ پھیلا ہوا ہے نہریں جاری ہیں بادشاہ نے دیکھا ایک طرف سے گرد اڑی کل افواج
ہماری فوج کو ساتھ لیے ہوئے آتے ہیں آکے سب نے بادشاہ کو گھیر لیا کل افسر ہی کہتے
ہیں کہ حضور مبارک ہو اب طلسم ہفت پیکر میں آپ کا داخلہ ہوگا بادشاہ جس افسر سے صلاح
کرتے ہیں وہ یہی صلاح دیتا ہے کہ حضور ہم سب ساتھ ہیں چلئے تو طلسم کو فتح کرلینگے بادشاہ کو تخت پر سوار
کیا وہ دونوں نازنین ساتھ ہیں غرضیکہ بادشاہ کو لاکر بیٹھے بادشاہ مسلح ہوئے اس صحرائے
سبزہ زار سے گذر کر ایک دشت میں پہنچے کہ صحرائے ویران لق و دق بیابان بالکل
سنسان ہے ہوائے گرم چل رہی ہے نہ باغ نہ چمن درختہائے خاردار پڑے ہیں آوازیں لگا رہے
ہیں بادشاہ اس دشت کو دیکھکر بہت پریشان ہوئے جب جھونکا ہوائے گرم کا آتا ہے گل کی طرح
مرجھا جاتے ہیں چہرے پر پریشانی ہے فوج فریاد گریہ و زاری کرتے ہوئے مرکب سے گرے
پڑتے ہیں فریاد کی صدائیں بلند ہیں خرد و کلاں دردمند تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ سامنے سے ایک
قلعہ معلوم ہوا کئی ہزار برج ہر برج میں ایک ایک زنگی قرنا لیے کھڑا ہے برج کلاں میں ایک زنگی
بڑے قد و قامت کا کرسی پر بیٹھا ہے پہلو میں اسکے ایک معشوق خوبرو گلو بیناں شراب کی سامنے
رکھی ہیں ہر مرتبہ شراب پیتا ہے معشوق سے بوس و کنار کر رہا ہے بادشاہ نے وہ قلعہ دیکھا
وہ جو زنگی قرنائیں لیے کھڑے ہیں دہن سے قرنائیں ملائے ہوئے کئی ہزار نقارہ نواز
ہیں گنگا جمنی انکے ہاتھوں میں نقاروں کے ڈنکے ہاتھ میں امیدوار کھڑے ہیں کہ بادشاہ
کا داخلہ ہو تو نقارے اور قرنائیں بجائیں بادشاہ تخت سے اُترے اول تینوں جادوگریاں
یہ کہکر بڑھیں کہ پہلے کنیزیں جائیں حال طلسم دیکھ آئیں تب حضور کا داخلہ ہو طلسم نہایت وسیع
ہے فتاحی حضور کے نام ہے بادشاہ تخت سے اتر کر سامنے قلعے کے کھڑے ہوئے کہ اول گلشکیبا
و مقناطیس و نوبہار طرف قلعے کے چلیں وہ زنگی جو معشوق خوبرو سے بوس و کنار کر رہا تھا
اُسنے پکار کر آواز دی اے مقناطیس وغیرہ یہاں آنے کا ارادہ نہ کرنا مگر تینوں نے جواب
نہ دیا طرف قلعے کے جاتی ہیں جیسے ہی قریب قلعے کے پہونچیں دروازہ قلعے کا کھلا ایک

زنگی بڑے قدو قامت کا تین کنیزین کرسیان لیے ہوے بیرون قلعہ آئین خندق کے پاس آ
کر تینون کرسیان بچھائین یہ تینون جادوگرنیان جاکر اُن کرسیون پر بیٹھین اُس زنگی نے
ایک ایک جام تینون جادوگرنیون کو دیا تینون نے جام پیا جام پی کر حرکات لغو کرنے لگین اُس
زنگی نے دیکھکر آواز دی اے مقناطیس و پشکبار و نوبہار قلعے مین چلو کہ سب تمہارے
مشتاق ہین اہالی طلسم ذکر کیا کرتے ہین کہ ہمراہیان بادشاہ اسلام طلسم مین آئینگے ہم سب قید
ہونگے یہ کہکے طرف پھاٹک کے اشارہ کیا پھاٹک قلعے کا کھلا کئی سو کنیزین آگے آگے اُنکے ایک نازنین
گلنار پوش جوڑا بھاری پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن سب نازنینون
کے آگے بڑھی ہوئی پکارتی ہوئی آئی کہ اے مقناطیس و پشکبار و نوبہار قلعے مین چلو بادشاہ طلسم
تمہارے مشتاق ہین تینون جادوگرنیان کرسی سے اُٹھین اُن سب نے چار جانب سے
گھیر لیا بادشاہ دور سے دیکھ رہے ہین کہ تینون جادوگرنیان بیچ مین اُن سب کے ہلتی ہوئین
نازنینان مہ جبین سے بخلق و محبت باتین کرتی ہوئین قلعے مین داخل ہوئین جب قلعے مین
داخل ہوگئین نقارہ نوازون نے نقارے بجاے زنگیون نے قرناؤن کو دم دیا اب بادشاہ
قبضے پر ہاتھ ڈالکر طرف قلعے کے چلے وہ زنگی جو برج کلان پر بیٹھا ہوا اور پہلو مین اُسکے معشوق
مشغول بوس و کنار اُسنے موقوف کیا کھڑا ہوگیا پکار کر آواز دی اے اجل گرفتہ کیون جان دینے
آتا ہی مگر بادشاہ نے جواب نہ دیا یہی چاہتے ہین اپنے کو قلعے مین پہونچاؤن کہ میری
تینون رفیقین داخل قلعہ ہوچکین نہین معلوم اُنپر کیا گذری مین جاکر تماشہ دیکھون یہ فرماتے
ہوے جیسے ہی قریب خندق کے پہونچے پھاٹک قلعے کا کھلا وہی زنگی ایک کنیز ساتھ ہاتھ
مین اُسکے کرسی پکار کر زنگی نے آواز دی زیادہ تکلیف نہ کیجیے اُس پار خندق کے ٹھہر
جائیے بادشاہ رکے تھے کہ اُس نازنین نے آکر کرسی بچھائی بادشاہ کو اشارہ کیا بادشاہ کرسی
پر بیٹھے کہ پھر پھاٹک کھلا ایک نازنین نہایت حسین گل پیرہن سیم تن غنچہ دہن رشک چمن
دریاے جواہر مین غوطہ زن ایک ہاتھ مین گلابی دوسرے ہاتھ مین جام بلورین اُسنے قریب
بادشاہ کے آکر جام جو ہاتھ مین تھا وہ پیش کیا بادشاہ فوراً جام کو پی گئے جام کے پیتے ہی
بادشاہ کی آنکھین اُبل آئین چہرہ سرخ ہوا تلوار کھینچ کر اپنے مقام سے اُٹھے جس نازنین نے

نے شراب پلائی اُسی نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا بادشاہ کو ساتھ لیکر چلی سب زنگیون نے قرنا مین
دہن سے لگائین نقارچیون نے چوبین اٹھائین وہ زنگی جو معشوق کو پہلو مین لیے بیٹھا تھا
اُسنے پکار کر آواز دی اے اہالی طلسم ہفت پیکر تمکو مبارک ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام طلسم مین
آتے ہین قرنائین بجنے لگین نقارون پر چوب پڑی اندر سے قلعے کے کئی ہزار نازنینان زہرہ جبین
نکلین بادشاہ کو بیچ مین لیکر اسی جاہ و حشم سے داخل قلعہ ہوئین جب بادشاہ قلعے مین آئے
تو دیکھا کہ بازارین کھلی ہوئین وہ دکاندار دوکانون پر بیٹھے ہین خرید و فروخت ہو رہی ہے دلالون
کی باتین ہو رہی ہین سرخ و سبز و زرد و کپاسی پگڑیان باندھے ہوئے بالے کان مین اُس مین
مروارید بے بہا پڑے ہوئے دوکانون پر بیٹھے ہین دلال خریدارون کو بلاتے ہین اور مال
جوہریون کا بکواتے ہین جطرف بادشاہ جاتے ہین ہر طرف کے دوکاندار کھڑے ہو جاتے ہین
اور جھک جھک کر سلام کرتے ہین کہتے ہین آپ کا آنا ایسا مبارک ہو کہ ہم لوگ بچین اے طلسم کشا
قلعے مین نہ آئے صاحبقران بھی قید ہو جائین بادشاہ کو دعائین دیتے ہین یہانتک کہ بادشاہ
چوک مین آکے پہونچے اب ایک طرف سے ہنگامہ ہوا کان مین آواز آئی کہ کوئی شخص خوش گلو
بصد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہے — نظم

کہتے ہین جسکو عرش برین ہو وہ بام دوست
اعلیٰ ترین مرتبہ دیکھا مقام دوست

کٹتے ہین سیکڑون کے گلے گام گام پر
چلنے سے تیغ کے نہین کچھ کم خرام دوست

چاٹا ہی جیسے خون شہیدان عشق کو
کاٹھی سے نکلی پڑتی ہے باہر حسام دوست

ہو جی مین کوہ طور پر اک روز جایئے
مثل کلیم ہو جیے وان ہمکلام دوست

عاشق جلو مین دوڑتے ہی دور تھک گئے
ہرگز قدم لگا نہ کہین خوش خرام دوست

پیغام بر کو دخل نہین اس مقام تک
بے واسطہ پہونچتا ہے مجھکو پیام دوست

آتا ہے یار فاتحہ پڑھنے کو قبر پر
لوح لحد ہے تختہ مشق خرام دوست

وان تک گذار ہر کس و ناکس محال ہے
پر جلتے ہین ملک کے جہان ہے مقام دوست

بیٹھا کرے وہ شوخ جو کوٹھے پہ آن کر
میلا سا روز رہنے لگے زیر بام دوست

اے رند مشک و عود کی کیا اسکو احتیاج
رکھتی ہے بوے زلف معطر مشام دوست

اس آواز کو بادشاہ سمجھا کہ اس طرف متوجہ ہوئے دیکھا صدہا نازنینان مہجبین دف دائرے
بجاتی ہوئیں ایک محافہ آگے اسکو نازنینان گھیرے ہوئے آگے ایک چوبدار عصائے مرصع کا
ہاتھ میں آواز دیتا ہوا آتا ہو کہ دور رہو نگاہ روبرو خبردار ہو کہ معشوقہ شاہی کی سواری
آتی ہے جب وہ محافہ قریب پہونچا تو دیکھا یک ہوا چلی کہ پردہ محافہ کا اٹھا بادشاہ نے سر محافہ
میں ایک کوکب درخشاں دیکھا یعنی ایک نازنین چہاردہ سالہ دلہن بنی ہوئی عطر سہاگ کا ہوا
کہ بوسے اسکی دماغ جہان معطر و معنبر ہوتا ہو عروس نے بھی ایک سر اٹھایا بادشاہ سے آنکھ چار
ہوئی حیرت زدگان جو کھانا تھا نہ رو میں لیس رہتے تو دل پہ چوٹ سے کہ تو کر ہیبت کھا گئے
بادشاہ نے جھپٹ کر پاس پہونچنے کے ہاتھ ڈالنا چاہا اور چلمن کا پردہ ہٹایا سے بڑھکر
عرض کی حضور شتاب نہ ہوں یہ معشوقہ خاص آپکی عروس ہے آخر وہ نازنینان مہجبین گھیر کر
انھوں نے بادشاہ کو ساتھ لیا اور ایک تخت مرصع کا سامنا آیا پھر بادشاہ کو بٹھا کر دولہا بنایا بھاری
سہرا باندھ دیا وہ نازنین سہرے کے نیچے ہوئے بادشاہ اپنے تخت کے ہمراہ اس محافے
کو لیکر چلے تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا ایک دروازہ باغ کا سامنے معلوم ہوا دروازے
پہ اسکے کئی کنیزیں بطور استقبال کھڑی ہیں جیسے ہی تخت بادشاہ کا قریب پہونچا ان
کنیزوں نے پھول جو ہاتھوں میں لیے تھیں بادشاہ پر اور محافے پر نثار کیے بادشاہ سے عرض
کی حضور تخت سے اتریں عروس کو لیکر داخل باغ ہوں بادشاہ تخت سے اترے محافہ رکھا
گیا عروس نے ہاتھ بڑھائے بادشاہ نے عروس کو گود میں اٹھا لیا اور کمال محبت میں لیکر عروس
کو باغ میں آئے باغ دیکھا نہایت تکلف سے آراستہ تھا فرش مخمل بچھا ہوا جھاڑ کنول
آراستہ ایک جانب چھپرکھٹ نہایت عمدہ درست ہے اس چھپرکھٹ پر لیکر عروس کو آئے کنیزوں
نے جھک کر انتظام باہر کا ہر کے جیسے سے چلی گئیں تھوڑی دیر بادشاہ نے دیکھا کہ جو یہاں
خوب کی کشتیاں لگا بساط کی بیٹھکر سب ہٹ گئیں بادشاہ نے دیکھا اب سوا عروس کے اور
کوئی اس مقام پر نہیں ہے سمجھ کہ مقام خالی از غیر ہوا چھپرکھٹ پر تشریف لائے پردہ جالی کے زنبوری
چہار جانب کھینچے ہوئے بادشاہ نے چاہا کہ پہلو بہ پہلو قدم رکھیں عروس نے ہاتھ پھیلائے امید وصل
میں دست دراز کیا اب جو عروس نے گھونگھٹ کو اٹھایا تو اس معشوقہ کے چہرہ کو دیکھا

دیکھا تھا یا دیکھا کہ ایک ضعیفہ زنگن جھریاں پڑی ہوئی ہاتھ پھیلائے ہوئے کہ رہی ہے کہ اے شہریار
آئیے میں بھی تشنۂ شربت وصل ہوں بادشاہ کو بڑا قلق ہوا فرمایا او مردار تو کون ہے کہ مجھ سے وصل
کی خواہاں ہوتی ہے میں تجھ ایسی مردار ضعیفہ سے وصل حاصل کروں اصلی دولھن کیا ہوئی زنگن نے
دامن پکڑا کہا اے شہریار میری شادی آپ کے ساتھ ہوئی تمام شاہزادیاں ساتھ تھیں آپ
بہ نازونعم مجھکو لیکر چھپر کھٹ پر آئے اب آپ کلمات نادرست کہتے ہیں شاید کسی نے کچھ بہکا دیا
بادشاہ نے فرمایا تو اپنی صورت تو دیکھ ہاری بیحیا حلوا خوردن را روئے باید اُس زنگن نے
چاہا گلے میں بادشاہ کے ہاتھ ڈالے منھ جو کھولا بوے بدبوئی بادشاہ نے ہاتھ اُسکا ہٹا دیا
اُسنے دیکھکر آواز دی ارے یہ دولھا بڑا گستاخ ہے میں چاہتی ہوں گلے میں ہاتھ ڈالوں وہ
اپنے کو کھینچتا ہے کیوں شامتیں آئی ہیں تو نے مجھکو بدنام کیا تمام شاہزادیاں آگاہ ہوئینگی
اپنے اپنے جلسوں میں ذکر کرینگی کہ ضعیفہ مردار خوار کی شادی ہوئی برات بازار سے نکلی سب نے
دیکھا اب میں اپنے میکے میں کیونکر جاؤنگی یا یہ ذکر کرونگی کہ دولھا مجھ سے بیزار ہو گیا میں ابھی تجکو
سب میں ذلیل کرونگی کیا اب تم جانے پاؤ گے سب برادری والے جانتے ہیں کہ ضعیفہ کی بڑی
آبرو ہے تم بادشاہ اسلام مشہور ہو میرے وصل سے اور زیادہ آبرو بڑھیگی یہ کہکے جو زنگن نے
ہاتھ بڑھائے بادشاہ نے ہر چند روکا وہ نہیں مانتی بادشاہ نے کلائی پہ ہاتھ ڈالکر ایک
طمانچہ مارا کہ زنگن کا سر پھٹ گیا زنگن جو مرکر گری ہزاروں کنیزیں سر پیٹتی ہوئی گھس آئیں
غل مچاتی تھیں کہ صاحبو یہ ظلم بھی کہیں سنا ہے اس راز و نیاز سے دولھن کو بیاہ کے لائے اور پھر
دولھا نے دولھن کو مار ڈالا کنیزوں نے جو ارادہ کیا کہ بادشاہ کو بذلت پکڑ لیں بادشاہ نے تلوار
کھینچی کنیزیں پیٹنے لگیں ایک سے ایک کہتی ہے ارے اس ظالم کو تو دیکھو کہ دولھن کو مار ڈالا
اور ہم پر اب تلوار کھینچتا ہے بادشاہ نے جسپر ہاتھ مارا تلوار نے اُسے زخمی نہ کیا آخر وہ سب
عورتیں لپٹ گئیں بادشاہ کو پکڑ لیا چلاکر آواز دی کہ ارے ہتھکڑیاں بیڑیاں لاؤ آہنگر کو
بلاؤ آہنگر ہتھکڑیاں بیڑیاں لیکر آیا بادشاہ کو مسلسل و مطوق کیا ایسی بدعت بادشاہ پر کی کہ بادشاہ
بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ چند زنگنیں سر زنجیر کو تھامے ہوئے
اور لاشہ اُس زنگن کا ساتھ روتی پیٹتی ہوئیں مجھکو لیے جاتی ہیں جو راہ میں ملتا ہے اُس سے

کہتی ہیں صاحبو یہ اتفاق ہوا کہ ضعیفہ مردار خوار کو ساتھ مجمع کے بیاہ کے لے گئے تنہائی میں
نہیں معلوم کیا فساد ہوا کہ دولہا نے دولہن کو مار ڈالا بادشاہ ان باتوں سے کیسا محجوب ہوتے
ہیں ہر ایک راہ گیر بادشاہ کے قریب آکر کہتا ہے ایسی خوبصورت دولہن تھی اسکے وصل پر کچھ اسکو
توجہ نہوئی بادشاہ اُن کہنے والوں کو گالیاں دیتے ہیں فرماتے ہیں کہ دولہن کے نام سے یہ بات
ظاہر ہے ضعیفہ مردار خوار نام آخر اُسکا انجام نیک ہوا ایسی لایق تھی کہ میں نے قتل کیا زنگنیں
کہتی ہیں کہ میاں دولہا صاحب دولہن کے قتل کا وہ انجام ہوگا کہ عمر بھر یاد کرو گے حضرت ادہم
ہفت پیکر ایسا کریں کہ بادشاہ انصاف کرے ہماری قید میں ہیں اسکو آب و دانہ کم پہنچا کریں
ضعیفہ مردار خوار کے خون کا بدلہ لیں تھوڑا راستہ طے کر کے ایک قصر کے دروازے پر پہنچے
کہ چند حاجب نگہبان عصاے مرصع کار ہاتھ میں لیے ہوئے دروازے پر حاضر ہیں دروازہ
پر پردہ زنبوری کھنچا ہے قرق زنجیر بھی آراستہ ایک زنگی درنگ سالار بیٹھا ہے اُسنے زنگیوں سے
پوچھا ارے یہ کیا ہوا سب نے کہا میاں درنگ سالار صاحب یہ دولہا ضعیفہ مردار خوار کو بیاہ
کے لے گئے محافے میں اُسکو دیکھکر عاشق ہوے تھے ہم سب نے کہا اسی کے ساتھ
شادی کردیں باغ نیرنگ میں لیکر گئے دولہا نے دولہن کو گود میں لے کے اُتارا بڑا ولولہ
تھا اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے تخلیہ میں لیجا کر جب بیٹھے اور وقت وصل آیا نہیں معلوم
کیا سوجھی دولہا نے دلہن کو مار ڈالا بادشاہ سے عرض کرو کہ عزیزداران عروس لاشہ لیکر
آئی ہیں اور میاں دولہا بھی آئے ہیں درنگ سالار اپنے مقام سے اُٹھا اندر گیا بعد تھوڑی دیر
کے پکار کر آواز دی کہ قیدی کو اندر لاؤ بادشاہ نہایت محجوب ہیں ہر چند کہتے ہیں کہ لاشہ اس
فاحشہ کا میرے ساتھ نہ لاؤ زنگنیں کہتی ہیں کہ دولہن سے کیوں شرماتے ہو ہماری قوم میں ایسی
کوئی خوبصورت عورت نہیں ہے کبھی ہم لوگوں پر یہ بخت نہیں ہوئی بادشاہ جو اندر پہونچے دیکھا
تخت آبنوس بچھا ہے اُسپر ایک زنگی سیاہ رو بد چہرہ بدہن تاج میلا سا سر پر رکھے ہوے لباس بھی
جسم میں بوسیدہ ویسے ہی رفیق و دنگل ہاے آگے پیچھے بیٹھے ہوے بادشاہ سے مسخراپن کر رہے
ہیں بادشاہ نے دربار میں پہونچکر مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی بادشاہ نے ہم رفیقوں
کے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے زنگیوں نے بے ساختہ بادشاہ سے کہا کہ بادشاہ عادل

دولھا نے دولھن کو مار ڈالا بادشاہ ہنسا کہا اچھا جو کیا خلاف مرضی دولھا کے شادی کی کہ جو
دولھا نے دولھن کو مار ڈالا زنگیون نے عرض کی حضور یہ دولھن پر عاشق ہوے تھے تخت سے
کود کر پاس گئے پر جانے کے نہ دیا حضور خوب آگاہ ہین کہ ہماری قوم مین اس سے زیادہ کوئی
خوبصورت عورت نہین ہے تمام عمر کے گھر دن مین رونا پیٹنا پڑا ہوا اور حضور آگاہ ہین کہ دولھن کا
سن کیا تھا چار سو کئی برس گذرے ابھی روے شباب بھی نہ دیکھا تھا حسرت لیکر پردہ دنیا سے
گئی ہم لوگ سن رہے تھے کہ اُسنے کوئی بات محبت کی اُٹھا نہین رکھی مگر اس ظالم کو ایسی نفرت
ہوئی کہ اُسکا یہ حال کیا بادشاہ نے پوچھا کیون اے شخص تونے دولھن کو کیون مار ڈالا بادشاہ
اسلام نے فرمایا مین جبیر عاشق ہوا تھا یہ وہ عورت ہی نہین تھی کئی سو برس کی بڑھیا منھ سے
بو بدبو آتی تھی مجھکو دیکھ لپٹنے لگی مین نے منع کیا اسلیے نہ مانا آخر کار کو مین نے سمجھا دیا بادشاہ
نے کہا عزیز داران عروس کیا چاہتے ہین زنگیون نے عرض کی کہ جو اس شہر کا دستور ہے کہ دولھا
دولھن کے ساتھ دفن ہوتا ہے امیدوار ہین کہ شاہ اسکو قتل کرکے لاشہ ہمین دین کہ دولھا اور
دولھن کو ایک مقام پر دفن کرین دولھن حسرت لیکر دنیا سے گئی ہے مرنے کے بعد تو اسکو چین ملے
شاید قبر مین وصل ہو بادشاہ نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ خود دولھا کو اقبال ہے کہ مین نے اسکو قتل
کیا ابھی معاوضہ ہوا جاتا ہے حکم دیتے ہی چند زنگی جلاد لباس سیاہ پہنے ہوے خنجر برہنہ ہاتھ مین
سامنے بادشاہ کے آئے عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہے حکم ہوا کہ دولھا کو قتل کرو کہ اسنے دولھن کو قتل
کیا جلادون نے سر زنجیر پکڑ کے کھینچا بادشاہ اسلام کو زیر تیغ بٹھایا آواز دی اے شاہ زنگیان
حکم اول ہے سمجھ بوجھ کے دیجیے گا آپ کو معلوم ہے کہ طلسم ظاہر مین کئی سال سے ہنگامہ
پڑا ہوا ہے طلسم نور افشان جب سے فتح ہوا اہل اسلام ادھر جھک پڑے کئی پہاڑ فتح ہوے
یہ قیدی کوہ رنگا رنگ سے اسطرف آیا قتل کرنا ہمارا کام ہے جلانا ہمارا کام نہین ہے اس
بادشاہ بے پیر نے سر ہلا کے جواب دیا کہ تم فوراً اسے قتل کرو ہم جواب و سوال کرینگے جلاد خنجر کھینچ کر
سر پہ بادشاہ کے آیا اُسوقت بادشاہ کی بیقراری آنکھون سے آنسو جاری دل طرف پروردگار
کے رجوع کرکے بخضوع و خشوع دعا مین مانگ رہے ہین کہ اے رب بے نیاز و اے خالق کارساز
اس بلا سے نجات دے ان ظالمون کے ہاتھ سے بچا لے نظم

مینماید پرتو نورِ خدا نزدیک و دور | میدہد جلوہ جمال کبریا نزدیک و دور
دور شد از دیدۂ دل چون حجاب ماسوا | در نظر آید جمال دلربا نزدیک و دور
پاک شد چون از غبار ہر تعلق آئینہ | عکس ذاتِ حق نظر آید صفا نزدیک و دور
خانہ دار خانۂ دل بود در خانہ مکین | رفت بہر جستجو طالب چرا نزدیک و دور
طی کند راہِ طلب طالب بپاے اشتیاق | شہر شہر و قریہ قریہ جا بجا نزدیک و دور
جستجوے گل کند بلبل بہر یک بوستان | میرود دور از چمن مثل صبا نزدیک و دور

بادشاہ دعائین مانگ رہے ہین اور وہ زنگی تخت نشین جلاد سے اشارہ کر رہا ہی کہ جلد قتل کر جلاد نے کونے کا خط کھینچا خنجر کھینچکر چلا کہ قتل کرون کہ ایک کنگرہ قصر کا گرا کئی سو زنگی اسکے نیچے دبلے اور ایک آواز ہیبت ناک آئی کہ او ظالم زنگی کئی سو برس سے تیری حکومت و سلطنت ہی آجتک حالات طلسم سے آگاہ نہ ہوا یہ کیا ستم کرتا ہی اگر اسکو قتل کیا تو فوراً طلسم برباد ہو گا یہ آواز سنکر وہ بادشاہ گھبرایا مشیرون وزیرون سے صلاح کرنے لگا کہ صاحبو اب مین کیا کرون آخر یہ کون شخص ہے کہ جسکے واسطے یہ انتظام ہی کہ آسمان پر برق چمکی بادشاہ نے دیکھا ایک ساحر تخت اڑاے ہوے آتا ہی ایک کتاب ہاتھ مین اسکو دیکھتا ہی اسکی آمد دیکھکر بادشاہ تخت سے اٹھا کہا کاہن صاحب آئیے وہ ساحر آکر کرسی پر بیٹھا کہا ارے ظالم تو نے دیکھا کہ ایک کنگرہ تیرے قصر کا خلاف وقت گرا کیا تو نے خبر نہین سنی غور کر مین نے اکثر جلسون مین بھی بیان کیا کہ عمر طلسم تمام ہو چکی طلسم کشا آگیا کئی در بند فتح کر چکا اگر یہ شخص آج قتل ہو جاتا تو طلسم کشا آکر زمین کو ہلا دیتا رونے کی جگہ ہی کہ اہالی طلسم ہفت پیکر یون غافل بیٹھے ہین کہ عبادت خداوند بھی نہین کرتے مسلمانون کا بلوہ بڑھتا جاتا ہی در بند فتح ہوے تین پہاڑ سے چوتھے پہاڑ سے صاحبان ہفت پیکر اسکو لگا کر لائے تین جادوگرنیان بھی ساتھ تھین انکو تو باغ نگارین مین قید کیا یہ شخص بادشاہ لشکر اسلام ہی اسکا قتل ہونا مناسب نہین چند دن مین خداوند ہفت پیکر بھی بھاگ کر آئینگے بلکہ اس قیدی کو میرے حوالے کر مین اسکو لیجا کر اسی باغ مین جہان تینون جادوگرنیان قید ہین وہین اسکو بھی قید کرون شاید اہالی طلسم ہفت پیکر کی مراد پوری ہو کہ طلسم بچ جاے کل کتابون مین یہی لکھا ہی

کہ اس سال طلسم نہ بچیگا تم لوگون نے انجام پر خیال نہ کیا یہ کہکے بادشاہ کو اپنے تخت پر بٹھا لیا
لیکر روانہ ہوگیا زنگنین دوہائی دیتی رہگئین اُس ساحر نے رونا پیٹنا کسی کا نہ سُنا بلکہ جواب دیا
کہ اس شیفتہ مردار خواری ایسے جلیل کے ساتھ کیون شادی کی کہ جسکا یہ انجام ہوا لاشہ اُسکا
لیجاکر جلاؤ بھونکو یہ اسی لائق تھی تمام دربار مین سناٹا پڑگیا سب زنگی توبہ توبہ کرنے لگے
ہر ایک کا قول تھا کہ بڑے تعجب کی بات ہو اب قدرت طلسم مین تشریف لائینگے مگر وہ ساحر
بادشاہ کو لیے ہوے ایک باغ پر بہار مین آیا بادشاہ نے دیکھا مقناطیس اور نوبہار و شکیبا
انکی زبانون مین سوزن چند زنگنین اسی باغ مین انکو پھرا رہی ہین مجھے نہین دیکھتین تینون
اپنے حال زار پر رو رہی ہین کہ کاہن طلسمی قید بادشاہ لیے ہوے اُسی باغ مین آیا ایک مکان
عمدہ جو فرش وغیرہ سے آراستہ تھا اُس مکان مین لیجاکر بادشاہ کو پہونچایا زنگیون سے
کہا ان تینون قیدیون کو بھی اسی مقام پر لاؤ جب وہ تینون بھی آئین کاہن نے اُنکی زبانون سے
سوزن نکالی کہا اے مقناطیس و نوبہار و شکیبا رستے بڑی غفلت کی کہ بادشاہ کو قید کرادیا اگر
مین نہ پہونچتا تو اظلم زنگی نے بادشاہ کو قتل کیا ہوتا بادشاہ کو مسند پر بٹھایا یہ تینون
جادوگرنیان پہلو مین بیٹھین کہا حضور اب نکاسی یہان سے بدون دست حق پرست
طلسم کشا کے ناممکن ہو غلام انشاءاللہ حاضر خدمت ہوگا مین بخوبی حال طلسم سے آگاہ ہون اب
طلسم کشا صاحب اسی مہینے مین طلسم مین قدم رکھین گے اور بڑی بہتری یہ ہو کہ لوح لے کے
آئینگے میرا علم خبر دیتا ہو کہ جسدن رستم طلسم مین قدم رکھین گے ہنگامہ عظیم ہوگا اُسی دن حضور
کو بھی پاس طلسم کشا کے پہونچا دونگا بادشاہ نے کاہن کا شکریہ ادا کیا کاہن نے عرض کی
غلام کو شمس فلک ہفت پیکر کہتے ہین مدت سے جانتا ہون کہ فرزند صاحبقران اس طلسم کو
آکر فتح کرین گے مین مذہب باطل پر لعنت کرچکا شکر ہو کہ بدل مطیع اسلام ہون یہ کہکر بادشاہ
کی خدمت مین چند خادم چھوڑے اور چند نگہبان در باغ پر مقرر کیے اُنسے کہدیا خبردار کوئی
ساحر اس باغ مین نہ آنے پائے منع کرنا بحکم شمس یہان بادشاہ اسلام قید ہین یہ انتظام
کرکے شمس فلک ہفت پیکر طرف اپنے مکان کے روانہ ہوا لیکن فیروزہ بنت عمرو جب
اسنے دیکھا کہ بادشاہ اسلام بخوشی ساتھ ان جادوگرنیون کے روانہ ہوگئے اور مقناطیس

اور نوبہار وغیرہ بھی ساتھ گئیں پلٹ کے دیکھا فوج کو بھی نہ پایا سوچا کہ دریا ہنوز بھی کسی
طلا میں پھنس جاؤں ساحران مکار بادشاہ کو لگا کر لے گئے اب چلکر رستم کو خبر کروں فیروزہ
میں عمد وگریبان چاک چہرے پر خاک اون کئی دن گرد کوہ کے پھرا کہیں بادشاہ کا نشان نہ پایا
اکثر ساحروں سے ملاقات ہوئی اُنسے دل وہی کر کے پوچھا اُنکی زبانی معلوم ہوا کہ بادشاہ
کو ساحر طلسم ہفت پیکر میں لے گئے اور داخل قلعۂ طلسم ہو گئے یہ دریافت کر کے فیروزہ
طرف لشکر رستم کے چلا ایک مقام پر دیکھا کہ ایک لشکر اترا ہوا ہے دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ لشکر نورالدہر بن بدیع الزمان اُترا ہوا ہے فیروزہ روتا ہوا بارگاہ میں نورالدہر کی آیا
نورالدہر بمحبت پیش آئے پوچھا کیوں اے فیروزہ کس حال میں ہو فیروزہ چیخیں مار کر
رونے لگا کہا اے شہریار ہمارے بادشاہ نامدار نے چند قلعے فتح کیے اور جس ملک میں پہونچے
اُسکو مطیع اسلام کیا ایک نقش جو اُنکو ایک درویش کامل نے دیا تھا اُسکی وجہ سے
سحر اُنپر تاثیر نہ کرتا تھا بادشاہ کوہ زنگار رنگ پر چڑھ گئے قلعہ فتح کر لیا زنگار رنگ جادو
مارا گیا مقناطیس وغیرہ نے منع کیا تھا کہ پہاڑ پر نہ جائیے مگر بادشاہ نے نہ مانا اکثر
ساحروں کو بھی قتل کیا آخر ایک ساحر نے فریب و مکر سے معمور بادشاہ کو لگا کر لیگئی طلسم
ہفت پیکر میں جاکر دشمن اُنکے قید ہوے اب خدمت رستم میں چلا ہوں نورالدہر نے کہا
اے فیروزہ تم خدمت عم نامدار میں نہ جاؤ میں جاکر بادشاہ کو رہا کرونگا فیروزہ نے کہا رستم
طلسم کشا ہیں اُن سے عرض کرنے میں مطلب حاصل ہوگا حضور قصد نہ کریں اور بادشاہ کے
پاس وہ نقش تھا کہ سحر اُنپر تاثیر نہ کرتا تھا اُنکو تو مکار لگا کر لے گئے حضور کا جانا بیکار ہوگا
فیروزہ کا کہنا نورالدہر نے نہ مانا اُسی وقت لشکر تیار کیا طرف کوہ زنگار رنگ کے چلے
فیروزہ نورالدہر سے رخصت ہوکے نکلا تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا صحرا سے گرد
اُڑی ایرج آگے آگے پشت پر فوج ظفر موج علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے
ہوے نوبت نقارے بجتے ہوے فیروزہ کو جو ایرج نے دیکھا گھوڑے سے کود پڑے
پکار کر آواز دی اے فیروزہ بادشاہ جہانداد کہاں ہیں فیروزہ نے رو رو کر سب حال بیان کیا
کہا بادشاہ جہانداد طلسم ہفت پیکر میں داخل ہوے اب میں حضور کے دادا جان سے سنکر

سے کہنے جاتا ہون ایرج نے کہا اے فیروزہ تم کیون تکلیف اوٹھاتے ہو مین جا کر طلسم کو درہم برہم
کردونگا بادشاہ کو رہا کرونگا فیروزہ نے کہا اے پہلوان دوران مین جانتا ہون کہ حقیقہ فتح کروگے
اسقدر آپ زیادہ جلدی کرینگے مگر مقدمۂ طلسم ہے جرأت کو کام نفرمایئے بدون دست حق پرست
رستم اور کسی سے مطلب نہ نکلیگا ایرج نے اسی وقت لشکر کو درست کیا طرف کوہ رنگارنگ
کے چلے گئے فیروزہ کئی دن مین منزلین طی کرکے سرحد فاروقیہ مین پہونچا خبر سنی کہ لشکر رستم
قلعۂ فاروقیہ پر فروکش ہے طرف لشکر کے چلا رستم بارگاہ مین بیٹھے ہین خیرخواہان دولت
ساحران نامی و پہلوانان گرامی خدمت مین حاضر ہین کہ کسی نے خبر دی فیروزہ بن عمرو آتا ہے
رستم بیقرار ہو کر کھڑے ہو گئے فیروزہ نے آکے سلام کیا رستم نے باشتیاق پوچھا کہ
کیون اے فیروزہ ہمارے شہریار کس حال مین ہین فیروزہ بہت رویا کہا اے شہریار عالی
لشکر بادشاہ کا اوج پر تھا مگر فلک نے یہ انقلاب دکھلایا کہ برسر کوہ رنگارنگ پہونچے قلعہ
تسخیر کرلیا بالاے کوہ جاکر یہ سختی پڑی کہ جادوگر نشان لگا کر بادشاہ کو لیگئین ساکنان طلسم
سے خبر سنی کہ بادشاہ طلسم ہفت پیکر مین گئے وہان جاکر قید ہوے یہی فکر ہوئی کہ چلکر حضور
سے عرض کرون راہ مین ایرج نامور کے برادر سے ملاقات ہوئی وہ دونون یہ خبر سنکر بہ قہر و
غضب گئے ہین ہرچند غلام نے منع کیا مگر نہ مانا رستم نے کہا اے فیروزہ مین فکر مین لوح طلسم
کی ہون انشاء اللہ لوح طلسمی حاصل ہوئی اور مین نے طلسم ہفت پیکر کا قصد کیا فیروزہ نے
کہا مین حضور ہی کے ساتھ رہونگا رستم نے فیروزہ کو بالطف اپنے لشکر مین رکھا اور فلک
شہرت مرصع پوش سے فرمایا کیون اے شہرت تم نے سنا کہ ہمارے بادشاہ طلسم مین جاکر قید
ہوے اب ہم کو جانا واجب و لازم ہے کہ اپنے کو طلسم ہفت پیکر مین پہونچائین لوح کی کوئی فکر
کرو شہرت نے عرض کی میری جان حاضر ہے کہ قدمون پر سرکار کے نثار کرون جسطرح ارشاد ہو
بجالاؤن آفتاب فلک سپہر نے کہا اے شہرت ہر وقت کھیل پاس گلدستون کے نہین بیٹھی
رہتی تم رستم کو پیکر بانوے قصر معلق پہونچا ہم ہوا پر اڑتے رہینگے جب رستم لوح حاصل
کر چکین اور کھیل پر جلوہ کرین ہم آسمان سے آکر پہونچین مصروف جنگ ہون اور لڑکے رستم
کو نکال لائین لیکن لوح طلسمی حاصل ہو شہرت نے کہا میں سمجھی کہ اسی مقام پر انکو آنا ہوگی

جہان گلدستے لوح کے ہین لیکن اے آفتاب ایک مقام پر اتنی گلدستے رکھے ہوے ہین یہ
ہمکو نہین معلوم کہ کس گلدستے مین لوح ہی جھلال سحر کش نے عرض کی اے شہرت طلسم کشا کے
واسطے یہ فخر حاصل ہی کہ جب یہ ہاتھ ڈالینگے جس گلدستے مین لوح ہوگی تو ظاہر ہو جائیگی
اسطرح لوح ملیگی شہرت نے کہا مین سبطرح پر حاضر ہون جسطرح سے ارشاد ہو بجا لاؤن آخر یہ
صلاح ٹھہری کہ شہرت تخت پر سوار کرکے بالاے قصر معلق لیجائے تب لوح حاصل ہو آخر یہی
صلاح کامل ہوئی کہ جھلال اور ماہی سحر و آفتاب وغیرہ یہ قرار کر بالاے آسمان روانہ ہوے
یہان شہرت نے ایک تخت سحر تیار کیا اسپر رستم کو سوار کیا تخت اڑا کر لے چلی ملکہ و
فیروزہ زیر قصر ہوپنچے ساحرون کی شکل بنے ہوے پھر رہے ہین لیکن محیط جادو شیشے
قصر مین بیٹھی ہی کہ ایک طائر اڑتا ہوا آیا اسنے آکر سامنے محیط کے زمزمہ سرائی شروع کی
محیط مراد طائر سمجھی کنیزون سے کہا جو تمھارے ذہن مین آیا کہ اس طائر نے کیا کہا
خداوند نے اس طائر کو بھیجا ہی کہ لوح کی حفاظت کرو اسی ہفتے مین طلسم کشا کو لوح ملیگی
اور قدرت نے فرمایا ہے کہ اے محیط آگاہ ہو جاؤ کہ بادشاہ اسلام طلسم ہفت پیکر مین
داخل ہوے وہان قید ہوگئے اب طلسم کشا کو جلدی ہی کہ اپنے کو طلسم مین جلد پہونچا کر
بادشاہ کو جاکر چھڑائین لہذا حفاظت لوح واجب ولازم ہی مصاحبون نے عرض کی اے
ملکہ محیط اگر حکم ہو تو بالاے قصر معلق جاکر نگہبانی کرین محیط نے کہا کمیل کو نامہ لکھو یہ
کہکر اپنے ہاتھ سے نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے کمیل قدرت نے کہلا بھیجا ہی کہ اسی ہفتے
مین طلسم کشا کو لوح ملیگی ایک کنیز کو نامہ دیا وہ کنیز نامہ لیکر قصر معلق مین آئی کمیل کو
نامہ دیا کمیل نے پڑھکر جواب دیا کہ کنیز نے عالم خواب مین قدرت کو دیکھا بہت پریشان
تھے فرماتے تھے اب تا بدولت ان بہادرون سے تنگ آگئے ہین طلسم مین تشریف لیجائینگے
مگر اے کمیل جہانتک ہوسکے لوح کی حفاظت کرنا کہ بیٹی تمھاری شہرت طلسم کشا پر عاشق
ہی اپنی جان کی کچھ حقیقت نہین جانتی لہذا لوح کی حفاظت کرو ملکہ عالم سے عرض کرنا کہ
مین رات بھر جاگتی ہون چالیس ہزار کنیزین جو سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہین گرد قصر
براے نگہبانی موجود ہین اب مین آج سے جس قصر مین گلدستے رکھے ہین اسی قصر مین اسبا

رات دن بسر کرونگی کیا مجال ہے کہ وہ گیسو بریدہ طلسم کشا کو لاسکے میری زندگی مین تو ناممکن ہے کہ
لوح طلسم کشا کو ملے آپ مطمئن رہئے یہ جواب کمیل نے پاس محیط کے بھیجا محیط جادو جواب
سنکر بہت خوش ہوئی کہا صاحبو کمیل وہ ساحرہ ہے کہ شہرت جسکے سامنے طفل مکتب ہے وہ ایک
سحر مین سب کو دیوانہ کریگی اور مین بھی گوش برآواز رہونگی جسوقت طلسم کشا قریب آن گلدستون
کے پہونچین طائران سحر اس طور سے آواز دین کہ مین خبردار ہوجاؤن سب نے کہا حضور اگر آپکو
خبر پہونچی اور ہم لوگ پہونچ گئے پھر سامری و جمشید بھی ہمراہ ہونگے تو ہم لوگ گرفتار کر لینگے
ملازمان حضور کے سحر سے کون بچ سکتا ہے باتون سے مصاحبون کی مطمئن ہوکے بیٹھی مگر کمیل جادو
نے جس دن سے یہ خبر سنی تحریر کرچکا ہون کہ متعلق ہوا ہے دو قصر بنے ہین ایک قصر مین
کمیل رہتی ہے دوسرے قصر مین وہ تختہ سنگ رکھا ہے جسپر اُسی گلدستے رکھے ہین اُسی مین ایک
گلدستے مین لوح ہے کمیل نے اپنے قصر مین رہنا موقوف کیا جس قصر مین گلدستے رکھے ہین
اُسمین آکر بیٹھی آٹھ پہر گلدستون کو دیکھا کرتی ہے بارہ ہزار کنیزین گرد قصر پھر رہی ہین شہرت
رستم کو لیے ہوے بالاے آسمان پہونچی بادل شہرت نے تخت رستم الگ چھوڑا آپ تنہا
آسمان پر آکے چلی کمیل کو دیکھا کہ سامنے گلدستون کے بیٹھی ہے آفتاب و ہلال وغیرہ
جو بالاے آسمان ستارے بنے ہوے چمک رہے تھے شہرت نے ان سب سے کہا
کیون اے آفتاب یہان میری بڑی حفاظت کر رہی ہے یہ تھوڑے عرصے کو ہٹے تو مین طلسم کشا
کو لیکر اُترون لوح قبضے مین آجائے تو لڑائی پڑے پھر کچھ تردد نہین اور بدون حصول لوح
لڑائی اگر پڑی تو لوح قبضے مین نہ آئیگی یہ سنکر ماہی سحر نے کہا بوا تمنے ٹھیک بیان کیا
مگر مین کنیزان کمیل مین جاکر ملتی ہون تھوڑی دیر کے واسطے کمیل کو قصر سے بلاونگی
شہرت نے کہا بوا یہی کرو کہ اب جو آئے ہین تو بدون حصول مطلب واپس نہ ہون
ماہی سحر تڑپ کر زمین پر گری کنیزون مین کمیل کی ملگئی اور کمیل کو پکار کر آواز دی کہ اے
ملکۂ عالم براے چند ساعت یہان تشریف لائیے کمیل نے آواز سنی سمجھی کوئی کنیز میری
مجھکو پکار رہی ہے سامنے سے گلدستون کے اُٹھی دوسرے قصر مین آئی پوچھا مجھے کسنے
پکارا ماہی سحر نے ہاتھ پکڑ لیا کہ کنیز کی شکل بنی ہوئی تھی کہا اے ملکۂ عالم آپ نے انتظام

لوح تو غائب کیا اب تو کوئی نہیں پا سکتا کمیل نے جواب دیا اے نرگس تو سچ کہتی ہو مگر آج
میرا دل دھڑکتا ہے اور کلیجہ دھڑ دھڑ کرتا ہے ماہی سحر نے کمیل کو باتوں میں لگایا۔
شہرت نے بالائے آسمان سے دیکھا طلسم کشا کا تخت اڑا کر قصر میں لائی کہا اے شہریار
بسم اللہ کیجئے گلدستوں پر ہاتھ ڈالئے دیکھیے قدرت پروردگار ظاہر ہوتی ہے رستم
جیسے جوان آگے بڑھے عکس الٹا کا گلدستوں پر پڑا گلدستے شگفتہ ہوئے رستم نے جیسے ہی
بسم اللہ کہہ کے ہاتھ بڑھایا ایک گلدستہ جو سب کے بیچ میں تھا دیکھا اس میں ایک ستارہ
چمک رہا ہے رستم نے ہاتھ بڑھایا کہ اس ستارے پر ہاتھ ڈالیں کہ شاید یہی لوح ہو وہ گلدستہ
شگفتہ ہوئے تھے ان میں سے ایک طائر جو سب سے نکلا اور اڑ گئے بالائے آسمان آواز
دی دیر کیوں کرتا ہو کیا آپ کس سے ڈرتے ہو دشمن اپنا کام کیا چاہتے ہیں
طلسم کشا قریب گلدستوں کے کھڑا ہوا پہنچے غضب ناک پہنچا کمیل نے جو یہ آواز سنی
ماہی سحر سے آنکھ ملا کر کہا اری تو کون ہے جو مجھے روک رہی ہے ماہی سحر نے کہا حضور
نہیں معلوم یہ طائر کیا بکتا ہے کمیل نے سحر کیا کہ ماہی سحر سے ہاتھ چھڑایا اور ماہی سحر کو
دھکیل دیا ماہی سحر زمین پر گر کے تڑپنے لگی کمیل تڑپ کر بلند ہوئی دیکھا کہ شہرت سامنے
گلدستوں کے کھڑی ہوا اور طلسم کشا گلدستہ لوح پر ہاتھ ڈالا چاہتے ہیں کمیل نے آواز دی
اے شہرت او گیدی پر چڑی اور شوخ چشم بے ہودہ کمینے کو پاس لوح کے لیکر آئی اے طلسم کشا خبردار
لوح پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ ہاتھ جل جائیگا یہ کہکے منہ سے ایک شعلہ چھوڑا وہ شعلہ قریب گلدستے
کے آکر چمکا دو شعلے چمک رہے تھے ان میں ایک شعلہ لوح کا اور ایک شعلہ سحر کمیل کا ماہی سحر
جو زمین پر غضب رہی تھی اپنے مقام سے اٹھی کنیزوں نے ماہی سحر کو گھیرا تمام قصر میں غل
پڑگیا کہ طلسم کشا قریب لوح کے پہونچا وہ کنیزیں پارہ چہار دہ جگر دو قصر کے چیخ مار رہی تھیں
دو مہوشوں نے جا یا قصر پر جا پڑیں آفتاب فلک سحر نے آسمان سے سحر کیا کہ گرد قصر کے اندھیرا
چھا گیا کنیزیں ٹٹول رہی ہیں قصر تک نہیں پہونچیں مگر ساحرہ جاودہ اپنے قصر میں بیٹھی ہے
آدھا پہر گذرا ہے عیش ونشاط گرم ہو رہا ہے اور ایک گائن سامنے بیٹھی ہوئی یہ اشعار
گا رہی ہے

نظم

ہم دل میں غبار اسکے کھر اپنا کر بیٹھے
کیونکر یہ کہیں ضبط اے اللہ کریں ہونگے
ہنس ہنس کے وہ مجھ سے ہی مرے قتل کی باتیں
کیا نامہ میں لکھوں دل وابستہ کا حال
تیوروں سے شکایت تیغ سے تیرا
بیمار اجل چارہ کو گر حضرت ملتے
جھنجھلا کے ہو کیا دیجے اک بوسہ مجھے کا
دیوانے کے پڑتے ہی اٹھنے لگے طوفان
گر سامنے اسکے بھی گئے اشک نہ دل
کس وقت کیا مرد کی چشم کا شکوہ
نا صح کف افسوس ملے دل مجھے کیا کام
آس کو میں ٹھہرے نہ دیا دل قتل سے
گر ذکر وفا سے بھی خفا ہے تو اپنے
مومن وہ غزل کہتے ہیں اب جس سے ہو شیفتہ

ہم فاک میں ملنے کی تمنا نہ کریں گے
کیا کیا دل کا عشق میں کیا کیا نہ کریں گے
اس طرح سے کہتے ہیں کہ گویا نہ کریں گے
معلوم ہو پہلے ہی کہ وہ وا نہ کریں گے
ہر چند ہا بل ہو گوارا نہ کریں گے
اچھا بھی کریں گے تو کچھ اچھا نہ کریں گے
ہو جائیں گے لب بند تو غوغا نہ کریں گے
اب بیٹھ کے کونے میں کبھی بوا نہ کریں گے
کیوں روز جزا خون کا دعویٰ نہ کریں گے
ای یہ دل نشین ہم تجھے رسوا نہ کریں گے
پامال کریں گے وہ تجھے با نہ کریں گے
اغیار سے ہم شکوہ بیجا نہ کریں گے
گر قتل کا وعدہ ہو تقاضا نہ کریں گے
کھلے بندھے کے ترک در تجا نہ کریں گے

کہ ایک طائر ہفت رنگ آسمان پر چمکا اور مثل انسان کے آواز دی اے ملکہ محیط جادو طلسم کشا قریب لوح کے پہونچ گیا لڑائی شروع ہوئی جلدی جا کر خبر لیجیے ورنہ لوح ہاتھ سے جایا چاہتی ہے یہ آواز جو محیط جادو نے سنی گھبرا کر کنیزوں سے کہنے لگی لو صاحب غضب ہوا کہ طلسم کشا قریب لوح کے پہونچ گیا کمیل جادو لڑ رہی ہو جہاں وہ رنگ برنگ کا طلسم وشہرت اندر قصر کے ہیں گلدستے پر دو شعلے چمک رہے ہیں جب طلسم ارادہ کرتے ہیں کمیل جادو سحر کرتی ہے جتنے گلدستے ہیں ان سب پر سناٹے چمکنے لگتے ہیں جس قدر کیمیل کی ہیں جا بجا قصروں میں ہو کے طلسم کشا کو پکڑ لیں طلب کرتا ہے کہ ملکہ ہو کی تیغ صفت کا ہاتھ میں تھیں کہ پر عکس پڑا مثل کے سکھیا جسپر تھا اور یہاں اسکے دو گلدستے ہوئے جو کہ پیر قصر سے نکلی ہیں گلدستوں پر سینہ سپر ہیں گلدستوں پر گرتی پڑتی ہیں جنگ سحر سے

کنیزون نے رستم کو گلدستے کے پاس سے ہٹایا باہر جو کنیزین تھین اُنکو تو آفتاب نے دیوانہ کر دیا ہو اسطرح کا سحر کیا ہو کہ گرد قصر معلق تاریکی چھائی ہوئی ہو جا ہتی ہین قصر مین جائین مگر نہین جاسکتین جھلال نے آفتاب سے کہا دیکھو رستم پہ بڑا بلوہ ہو کنیزین سینہ سپر کر رہی ہین گلدستے کے پاس سے طلسم کشا کو ہٹا دیا ہو آفتاب اگر تمھاری صلاح ہو تو ہم سب قصر مین پہونچین قصور نہ کرین اسوقت اگر طلسم کشا نے لوح نہ پائی تو نہین معلوم لوح کہان جائیگی ہفت پیکر ایسے مقام پر لوح کو چھپائیگا کہ جہان گذر ہوا کا نہ ہو سکیگا جھلال اور آفتاب نے قصد کیا ہو کہ قصر مین داخل ہون وہان سے محیط ساٹھ ستر ہزار ساحر لیکر چلی اُڑتی ہوئی آئی آفتاب و جھلال وغیرہ نے دیکھا کہ محیط بہ جمعیت کثیر آپہونچی جھلال و آفتاب وغیرہ جتنے سردار ہوا پر اُڑ رہے تھے لشکر محیط پر جا پڑے محیط نے آسمان سے دیکھا کہ طلسم کشا قصر لوح مین لڑ رہا ہے اور سردار طلسم کشا کے مجھپر آپڑے اسنے کئی سحر آفتاب پر کیے آسمان سے شعلہا ے آتش گرے شعلہا ے آتش مین آفتاب گھر گیا ہر چند قصد کرتا ہو کہ شعلہا ے آتش سے نکلون مگر نہین نکل سکتا نہنگ بحری نے جو دیکھا کہ آفتاب پھنسا اور یہ سحر محیط کا ہو نہنگ بحری دماہی سحر قریب اُس آتش کے آئین بال سر کے کھولے کچھ اسم سحر پڑھا کہ لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا اُس زور سے پانی برسا کہ شعلۂ آتش بجھے آفتاب کود کر نکلا اب جو آفتاب نے گرمی دکھائی جادوگر گرمی سے پریشان ہوے اُڑ اُڑ کرتے پھرتے ہین محیط نے جو بالاے آسمان سے دیکھا کہ ماہی سحر و نہنگ بحری نے میرے سحر کو دفع کیا آفتاب شعلہا ے آتش سے نکلا اب ساحرون کو قتل کر رہا ہو ماہی سحر پہ کڑک گری اور للکارا کہ او گیسو بریدہ تجکو بھی یہلیاقت ہوئی کہ ہمارے سحر کو دفع کیا ماہی سحر اُلٹ گئی طرف زمین کے چلی کمیل نے جو دیکھا کہ بالاے آسمان سے محیط نے سحر کرکے ماہی سحر کو گرا دیا کمیل جادو نے کڑک کر جا ہا کہ جب یہ زمین پر پہونچے اس طرح گردن کہ اسکے دو ٹکڑے کردن ماہی سحر زمین پر جو آکے گری فیروزہ بن عمرو و سنگ بلداقی ساحر بنے ہوے زیر قصر کھڑے تھے ماہی سحر کو جو دیکھا کہ زمین پر گرکے تڑپ رہی ہے کمیل جادو قصر سے تڑپ کر نکلی دیکھا ماہی سحر تڑپ رہی ہی

ایک ساحر ہاتھ کھولے ہوئے سنبھال رہا ہے کمیل نے پہچانا کہ یہ عیار طلسم کشا ہے اپنی جگہ کو سنبھالتا ہے وہیں سے سحر کیا کہ سہک کے پاؤں زمین نے تھام لیے کمیل تیغ لیے ہوا دوڑی کہ دونوں کے سر کاٹ لوں اُسوقت سہک کی بیقراری تھی سحر کی شکباری بیتابانہ مینہ پکار رہے ہیں اے خالق کون و مکان و اے رب دو جہان اب تو اس آفت سے نجات دے تو کریم و رحیم ہے۔ نظم

تمام خلق چہ خاکی چہ نوری و ناری	بعجز سجدہ کند پیش حضرت باری
سحاب رحمت حق کرد چون گہرباری	بجا رسوے زمین بحر فیض شد جاری
بحال بندۂ بیکس خدا کند یاری	ہمیشہ وقت غم و رنج و درد و غمخواری
براہ لطف کند حق معاف تقصیرش	کند چو بندۂ مجرم بہ پیش حق زاری
کند عبادت معبود جن و انس تمام	بود بہ وحدت واحد زبانہ اقراری
کسے ز حالت انسان خبر نمی پرسد	کند بوقت مدد ذات حق مددگاری
ز حال نیک و بد خلق حق خبر دارد	کہ شد بذات خدا منحصر خبرداری

فیروزہ بن عمرو نے دور سے دیکھا کہ سہک و ماہی سحر قتل ہوا چاہتی ہیں ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑا پکارتا ہوا اے کمیل حکم خداوند لیکر آیا ہوں اسے دیکھ تو پھر تجھیں اختیار ہے کمیل نے پلٹ کے دیکھا ایک جادوگر سیاہ فام نیک انجام جھپٹا ہوا آتا ہے کمیل دونوں کو قتل کرتے کرتے رک گئی اس ساحر نے بڑھکر کاغذ ہاتھ میں دیا کمیل نے کاغذ لیکر لفافہ جو کھولا لفافے سے ایک دھواں نکلا کمیل کے دماغ میں پہونچا لہرا کر گری ساحر پاس کھڑا ہوا تھا کھٹ سے پہلو میں خنجر مارا کہ کمیل کا شکم چاک تھا پاک مرنے سے کمیل کے ایک آندھی سیاہ اُٹھی کہ اندھیرا چھا گیا سنگباری برفباری ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام تھا کمیل جادو بود و شہرت بالا سے قصر ابلارہی تھی دونوں ہاتھوں سے سحر کرتی ہی اسکے کان میں جو آواز پہونچی کہا معلوم ہوتا ہے کسی عیار نے کمیل کو مارا افسوس مان کا تھا ایک خلق مرنے کا کمیل کے ہوا لیکن اُسی حالت میں ساحر طلسم کشا کے اڑ گئی شہرت نے سحر سے ہاتھ نہ اٹھایا محیط کے جو کان میں آواز پہونچی کہ کمیل کو عیار نے مارا مجمع سے آپ نکل کے بلند ہوئی بالا سے

آسمان پر پہنچی دیکھا کہ لوح ابھی تک گھومتی ہے جو تڑپ کر آسمان سے گر پڑے پھر گری لوح
آفتابی اب سب ساحروں کا محیط پر جلوہ ہو محیط نے لوح چمکانا شروع کی جیسے عکس لوح
کا پڑا وہ ساحر مجبور ہونے لگا آفتاب فلک سیر ایسا جادوگر کہ ملک کر محیط پر چڑھا کر غضب
ہوا لوح لے چلی جیسے ہی قریب پہنچا قصد کیا کہ مجھ مار دوں محیط نے لوح سامنے کر دی
آفتاب الٹ گیا جھلال نے یہ جرأت بھی قصد کیا کہ جیسے ہی لوح دوں جب قریب پہنچ گیا
تو محیط نے لوح کو پھر چمکایا آفتاب و جھلال دونوں لڑکھڑا کے زمین پر گرے تھا ہی شہرت نے
دونوں کو سمجھایا آفتاب نے گھبرا کر کہا کہ اے غضب ہوا طلسم کشا قصر میں اتر بیٹھی ہیں اور
محیط لوح نکال ڈالی اب یہ جاتی ہے محیط نے بلند ہو کر ایک آواز دی کہ اے ساحرو جنگ
موقوف کرو میں لوح لیکر فرست خطا و زمین جاتی ہوں یہ جو ساحروں کے کان میں آواز
پہنچی چیخ کر طلسم کشا سے باہر ہو رہے تھے سب ساحروں نے ارگرد سے گھیرا کر دیا تھا
اب وہ در چار چار نکل کر بھاگنے لگے محیط سب کے قبل نکل گئی یہاں رستم قصر سعادت میں
خوب دیکھتے ہو گئیں کہ اندر قصر کے آئیں وہ سب اسکے ہاتھ سے قتل ہوئیں تھوڑی دیر میں
رستم نے دیکھا قصر میں سناٹا ہو گیا شہرت نے کہا اے شہریار جستجو بیکار ہے آپ کی
بیکار ہوئی محیط لوح لیکر نکل گئی سب ساحر آکر پاس رستم کے جمع ہوئے رستم نے کہا
اے آفتاب میں سمجھا محیط کو نہ چھوڑونگا جہاں وہ لوح لیکر جائیگی وہیں میں بھی پہونچونگا
شہزادہ رستم وہاں جائے فوراً سے ہیں مفصل خبر پائیگا کہ بادشاہ جاکر طلسم میں قید ہوئے
دشمن انکے کس مصیبت میں ہونگے شہرت نے کہا اے شہریار چلیے تو وہ الوان کو
ہفت پیکر گھوڑے آفتاب نے بڑھ کر کہا اب بیان کیا کہ حضور طرف الوان کے کوچ
کریں بہتر ہے کہ لوح دستیاب ہو ہوا ظلم تو یہی خبر دیتا ہے رستم لشکر میں آئے افسران فوج
کو تیار کیا اتنے فاردھ سے کوچ کر کے چلے سب سے زیادہ شہرت مرصع پوش مصروف
جستجو تو ایک منزل رستم نے راستہ طے کیا تھا کہ شہرت نے عرض کی کنیز اپنے کو بالا کے
کو وہ الوان پہونچاتی ہے جا کے دیکھوں کہ لوح پر کیا گذری ہے کہکر شہرت خدمت رستم
سے رخصت ہوئی صورت اپنی سحر سے بدل لی طرف کو دالوان کے چلی یہاں بعد کئی

کے ہفت پیکر کو دو رنگ نگار رنگ سے کہ الوان پہنایا ہے الوان جادو نہایت ساحر زبردست
ہو گئے اور ہفت پیکر کا شیشی دیکھا دیا آپ ہی پاسے استقبال قلعے سے نکلو دیکھا ایک
چادر رنگ آسمانی سے پیدا ہوا ہزار ہا طاؤس ہیں جادو صرف کرتے ہوئے تھے ابر
چادر تخت سے ایک بلبلہ پیدا ہوا کہ آؤ دوستی یا خداوند آپ کے ہیں حسرت سے دیکھا اشتیاق
ہوں کو دو رنگ نگار رنگ ہے عرصہ دراز تک خادمی فرمایا اب سالار کو الوان آپ کے ملنے کا
کے مشتاق ہیں قریب ابر کے یہ باتیں کرتا ہوا طرف کو ہے کہ ابر کے سلسلہ چلا کو الوان پر آکے
جادو ہو ٹھیرا الوان جادو ہاتھ باندھ کر سامنے ابر کے کھڑا ہوا کہا یا خداوند یہاں سے آپ کے
ملازموں میں جا مخالف ابر سے باہر آئے قلعے میں تشریف لے چلیے یہاں کوئی ایسا نہ
ہو کہ قدرت کو پہچانے یہ الوان نے کہا ابر شق ہوا ایک جادوگر جسے قد و قامت کا
سر چھپائے مجھ پہ باڑھ ابر سے نکلا الوان جادو کے مشیر وزیر حاضر تھے پاسے انداز بچھاتا ہوا
لیکر طرف قلعے کے چلا قلعے میں خبر ہوا کہ قدرت تشریف لائے ہیں قلعے میں جا بجا ذکر ہوا
ہے کہ ہمارا بادشاہ الوان جادو قدرت کا مصاحب قدیم ہے قدرت کو اعتقاد اس پر کہ
بہ صورت اصلی تشریف لائے ہیں ظاہر ہو رہے ہیں شوق میں بیٹھے ہوئے تعریف ہفت پیکر
کر رہے ہیں ہفت پیکر ٹہلتا ہوا گرد شہر در پر قلعہ الوان میں آیا شہر میں ہنگامہ ہوا کہ
قدرت تشریف لائے ہیں الوان ہفت پیکر کو لیے ہوئے دار الامارہ میں آیا اور ہفت پیکر
کے تخت پر بٹھایا پہلے تخت میں ایک کرسی جواہر نگار بچھی تھی اس پر الوان بیٹھ کر
ہفت پیکر سے باتیں کر رہا ہے کہ یا خداوند بندے سے آپ کے جا بجا قتل ہو رہے ہیں ہفت پیکر
کہہ رہا ہے میں نے خود انقلاب کیا ہے اعتقاد کا سب کے امتحان ہے کہ آسمان پہ ایک ابر
اٹھا الوان نے دست بستہ عرض کی کنیز قدرت کی جمعدان سے اٹھے ابر
سنا ہے پانچ پانچ منزل نکل جاتی ہے دیکھے وہ دو روکے ہوئے آتی ہے آمد سلطان کی خبر
پہنچی ہے دیکھیے کئی دن کے بعد پلٹی ہے ملکہ الماس یاقوت پوش نام ہے ہفت پیکر دیکھا
کہ ابر قریب بارگاہ آکر پھٹا ایک نازنین تخت پر سوار نہایت حسین و جمیل اپنی عصا
کنیزیں گرد گھیرے ہوئے لباس گلنار پہنے ہوئے قدرت کو تخت پہ دیکھا

تخت سے اپنے کودی تخت قدرت کے سامنے آکر سجدہ کیا ہفت پیکر کی نگاہ اس پری پیکر
پہ پڑی بے چین ہو گیا سلطان عشق نے مزرع دل پہ چڑھائی کی پسینہ آگیا جیسے ہی الماس سجدہ
کرکے اٹھی ہفت پیکر نے ہاتھ پکڑ لیا کہا اے مہندی قدرت آؤ قدرت تمہارے مشتاق تھے
تمکو بڑی مشقت پڑی ہوگی ہاتھ پکڑکے جو الماس کو کھینچا تخت پر اپنے بٹھا لیا الماس ایک نازنین
حسین حسن میں بے مثل ابرو خنجر آبدار کبک رفتار شیرین گفتار قمر پیکر یا منظر ہفت پیکر جو
منھ کھولکر باتیں کرنے لگا وہ بوے بد اسکے دہن سے آئی کہ الماس نے منھ پھیر لیا مگر پہلو کے
تخت پہ سرنگوں بیٹھی ہے ہفت پیکر کبھی پشت پر ہاتھ رکھدیتا ہے کبھی کہتا ہے کچھ باتیں تو کرو
اے الماس کہاں گئی تھیں قدرت کو معلوم ہوا دور سے آتی ہو الماس نے سر جھکا کے عرض کی
جب سے میں نے سنا کہ قدرت موجود تھے اور مسلمان بلوہ کرکے کوہ رنگار رنگ پر آئے
اپنے کوہ کی حفاظت کے لیے پانچ پانچ کوس بڑھ جاتی ہوں کہ اگر کوئی اسطرف آئے تو دشمن
صحرا میں روکوں قریب قلعۂ الوان نہ آنے دوں ہفت پیکر نے جواب دیا قدرت کو یہ
منظور ہوا کہ بادشاہ لشکر اسلام کو طلسم ہفت پیکر میں قید کروں قدرت نے اسکو ہدایت
کی وہ قلعۂ رنگار رنگ پر آگیا رنگار رنگ جادو کہ نہایت مغرور تھا ہاتھ سے بادشاہ کے
اسکو قتل کرایا بادشاہ کو طلسم ہفت پیکر میں بھیجا وہاں جاکر قید ہوے اس مصیبت میں
ہونگے کہ اسی ہفتے عشرے میں کوئی ساکن طلسم لکھے گا کہ بادشاہ کا انتقال ہوا الماس
درست کہہ رہی ہے الوان جادو قریب کرسی پر بیٹھا ہے مگر تیور ہفت پیکر کے دیکھکر
حیران ہو رہا ہے جی میں کہتا ہے یہ کیسی بدعت ہے کہ بیٹی میری پر پرستش اور یہ ایسا دیکھیے اب
کیا ہوتا ہے اس تردد میں الوان بیٹھا ہے پہلو سے اپنے ہفت پیکر الماس کو اٹھنے نہیں دیتا
جب الماس ارادہ کرتی ہے ہفت پیکر ہو دبٹھا دیتا ہے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا محیط جادو
آگئے آگے پشت پر کئی سو جادوگرنیاں نگر خستہ شکستہ کسی کا سر زخمی کوئی ران کے زخم سے
حیران افتاں و خیزاں چلی آتی ہیں محیط کو دیکھکر ہفت پیکر نے کہا محیط کچھ مژدہ خوشخبری لائی
الماس نے درست کہکے سر جھکا لیا کہ محیط آکر پہونچی سجدہ کرکے رونے لگی اور کہا کہ
یا شہاوندہ صدمے اٹھانے کہ قدرت کے سامنے بیان نہیں کر سکتی خبر کمیل سے

طلسم کشا کو بالائے قصر معلق پہونچایا تکمیل قتل ہوئی مگر عین وقت پر پہونچی جان اپنی بچاکر فوراً
گلدستون پر گری اور لوح نکال لائی لوح یہ حاضر ہے پہلے کوہ زنگار رنگ پر گئی کہ کئی مہینے
سے قدرت اپنی مقام پر تھے وہ مقام قدرت سے خالی پایا اب یہان آئی یہ کہکے لوح سامنے
رکھدی ہفت پیکر بہت ملول ہوا کہا اے محیط ابھی لوح کو اپنے پاس رکھو قدرت مقام تجویز
کرین کہ اب لوح کو کہان رکھین تو حکم دیا جائیگا محیط نے لوح کو اٹھاکر پھر جھولی مین رکھ لیا الماس
نے اپنے دل مین کہا یہ کیسا خداوند ہے کہ جسنے محیط کو دیکھکر کہا تھا کہ مژدۂ خوشخبری لائی ہے دا
یہ خرابی کی خبر لیکر آئی کہ اسکی جان بچ گئی یہ بڑی بات ہوئی تکمیل ایسی ساحرہ ماری گئی اے الماس
یہ اصل مین ساحر زبردست ہے خداوند بنکر ان پہاڑون پر بیٹھا ہے سب کو اپنے عجائب وغرائب
دکھاتا ہے یہ الماس کے دل مین طرف سے ہفت پیکر کے شک پڑا محیط بھی آکر جلسے مین
بیٹھی الماس نے بخوبی دیکھ لیا کہ لوح پاس محیط کے ہے اور ہفت پیکر سراسر جھوٹا ہے مجھ سے
باتین عشق و محبت کی کررہا ہے مجھکو اسکی صورت سے نفرت ہے اگر خداوند اصلی ہوتا میرے بھی
دل کو رغبت ہوتی یہ سوچکر پہلو سے اٹھنے لگی ہفت پیکر نے پھر ہاتھ تھاما کہا اے سرتاج معشوقان
کہان جاتی ہو چند ساعت بیٹھو قدرت تمہارا مرتبہ بڑھائینگے تمام اہالی طلسم تمکو سجدہ کرینگے
میرے مقام پر باتین گے تم کیون جاتی ہو ہفت پیکر جو یہ باتین کرتا ہے الماس کو ناگوار
ہوتا ہے باپ سے اشارہ کیا کہ آپ قدرت کو منع نہین کرتے سر دربار مجھ سے ایسی باتین کررہے
ہین یہ کیسے خداوند ہین عقل انسان کے عذر وحیلہ کررہے ہین اگر یہ پیدا کرنے والے ہوتے
میرا دل خود بخود توجہ کرتا بیٹی کا یہ اشارہ پاکر اووان جادو کرسی سے اٹھا سامنے ہفت پیکر کے
گیا کہا یا خداوند اب تو آپ نے نیازمند کو سرفراز کیا بالائے کوہ تشریف لے چلیے وہی مقام
آپ کا جو تصویر سنگی مین ہے وہان تشریف رکھیے مراد مند حاضر ہونگے اور کنیز کو اپنی نذر دیجیے
مین نے یہ انتظام کیا ہے کہ اگر مجکو معلوم ہو کہ مسلمان اس طرف آتے ہین تو بڑھکر السیاسحر
کرون کہ لوہے کی دیوارین درمیان مین قائم ہون مسلمان قریب نہ آسکین یہ دیکھنے جاتی ہے
اگر آپ کو خبر دیگی ہفت پیکر کا دل تو نہ چاہتا تھا کہ اس محبوب پریچہرہ کو پاس سے اٹھنے
دون مگر اووان کے کہنے سے ناچار ہوا تخت سے اٹھتے اٹھتے غائب ہو گیا اووان نے

مشیرون اور وزیرون کو بالاے کوہ بھیجا کہ اب خداوند کا ظہور اُسی تصویر مین ہوگا گھنٹہ نوازون
و ناقوس نوازون کو بھیجو کہ جاکر گرد تصویر مجمع کرین اپنے کام مین مصروف ہون وزیر و امیر
گھنٹہ نوازون کو لیکر بالاے کوہ آئے سب نے دیکھا وہی تصویر باتین کر رہی ہی شہر مین ڈھنڈورا
پٹوایا کہ کل سب مراد مند زیر کوہ آکر حاضر ہون کہ قدرت تشریف لائے ہین اب اس کوہ پر میلہ
ہوگا مگر ملکہ الماس یاقوت پوش بعد جانے ہفت پیکر کے باپ سے متوجہ ہوئی کہنے لگی کہ
بی محیط جادو لوح لیکر ہمارے ملک مین آئی ہین اُنکو بہ حفاظت جگہ دیجیے قصر معلق چھوٹا
مقام تھا اب حفاظت سے رہین وقت بے وقت نہ نکلین ایسا نہ ہو کوئی دشمن نشان
پاجائے اور آکر محیط پر دست انداز ہو تو باعث خرابی ہو یہ یقین ہی کہ طلسم کشا کے ساتھ
بڑے بڑے ساحر ہین اُنھون نے تبلایا ہوگا کہ محیط بالاے کوہ الوان گئی دوسرے یہ کہ قدرت
یہان تشریف لائے ہر خرد و کلان برائے مراد آئیگا تمام دنیا مین مشہور ہوگا کہ قدرت بالاے
کوہ الوان ہین ضرور طلسم کشا آئینگے اور محیط کی فکر کرینگے انتہا کی جرأت یہ کی کہ بالاے قصر معلق
پہونچے اُس وقت محیط نے بڑا کام کیا کہ اُس بلوے سے لوح نکال لائی الوان نے کہا
ای نور نظر اپنے کو نگاہ ساحران سے بچاتا ایسا نہو تمھارے جانے سے آفتاب فلک سحر
آگاہ ہو تمھاری گرفتاری کی تدبیر کرے الماس نے کہا مین آمد لشکر دیکھکر پلٹ آؤنگی مگر ہفت پیکر
کی باتون نے شک مین ڈالدیا کہ مذہب اصلی کیا ہی اگر یہ خداوند حقیقی ہوتا تو میری جانب
توجہ نہ کرتا اُسنے خود ہی پیدا کیا اور آپ ہی عاشق ہوتا ہی مجھکو بہت ناگوار ہوا مین آپ کے
خیال سے خاموش بیٹھی رہی ورنہ مین قدرت پر سحر کرتی دیکھتی کہ سحر کا کیا جواب دیتے
الوان نے کہا ای نور نظر اِن باتون مین دخل نہ دو ہم سب لوگون نے ملکر اُنکو خداوند بنایا
ہی سب لوگ اُنکو بخدائی مانتے ہین اب اس مذہب کے مٹانے والے پیدا ہوے ہونچھ
ہوگا ظاہر ہو جائیگا الماس نے کہا ایک خیال آپ کو رہے کہ تنہائی مین قدرت کو
سمجھا دیجیے گا کہ مجھسے ایسی باتین نہ کرین ورنہ قدرت کو مجھ سے ملال ہوگا الوان نے کہا
مین سمجھادونگا الماس باپ سے باتین کرکے ایک طاؤس پر سوار ہوئی طرف صحرا کے
چلی بارہ کوس نکلکر ایک پہاڑ تھا اُسپر آکے ٹھہری نگاہ اُٹھا کے چہار جانب دیکھ رہی ہے

کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی الماس دیکھنے لگی دیکھا آگے آگے چالیس ہزار نشان کئی لاکھ فوج کا لشکر ظاہر ہوا علمدار علمون کو جلوہ دیتے ہوے زیر کوہ سے نکلے بعد علمدارون کے کئی ہزار مرکب تازی کچھی یمنی عراقی پاکھرین اُنکی پشت پر موتیون کی بری ہوئی تھین سامنے سے گذر گئے اُنکے بعد دیکھا آفتاب فلک سپہر وجہلال سرکش شہرت مرصع پوش تخت پر تخت کو ساحر گھیرے ہوے نقیب آگے آوازین لگاتا ہوا الماس جاہ و جلال شہرت دیکھکر حیران ہوگئی جی مین کہتی ہی لشکر طلسم کشا مین شہرت کو بڑا مرتبہ ملا کہ بڑے بڑے ساحر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالے ہوے آتے ہین شہرت کا تخت سامنے سے گذرا اب جو دیکھا تو ایک مرکب باساز و یراق مرصع کار اُسپر ایک جوان آفتاب جمال مہر تمثال آنکھین بعینہ چشم غزال ابرو فلک حسن کے ہلال چہرہ ماہ کمال تلوار پہلو مین حمائل سپر پشت پر کمان کیانی دوش پر ہزار تیرون کا ترکش مثل دُم طاؤس بائین ہاتھ پر لٹک رہا ہی اور چند پیکان تیر جو ترکش سے باہر ہین معلوم ہوتا ہی ناگنیان بانبی سے منھ نکالے ہین قد سرو گلزار خوبی دہن غنچۂ حدیقۂ محبوبی ڈاڑھا سیاہ گرد عارض انور جیسے سورج کے گرد کرن سیتمی رشک چمن ایک عیار مثل گلدستے کے رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے کئی سو افسر کمیدان و رسالدار پشت پر مسلح و مکمل کئی لاکھ فوج دریا موج الماس کی نگاہ جو جمال جہان آرائے رستم پر پڑی بیقرار ہوگئی پسینہ آگیا قلب تھرا گیا مگر کھڑی ہوئی بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہی کبھی کلیجے پر ہاتھ رکھ کے پکار اُٹھتی ہے کہتی ہی دل کی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ جو ہے

نظم

ازبس جنون جدائی گل پیرہن سے ہی — دل چاک چاک نغمۂ مرغ چمن سے ہی
سرگرم مدح غیر دم شعلہ زن سے ہی — وہ رُخ کو کیا جلن مرے دل کی جلن سے ہی
روز جزا نہ دے جو مرے قتل کا جواب — وہ ہم سخن رقیب کو اُس کم سخن سے ہی
کچھ بھی کیا نہ یار کی سنگین دلی کا پاس — سب کا وش رقیب دل کوہکن سے ہی
اُنکو گمان ہے گلۂ چین زلف کا — خوشبو دہان زخم جو مشک ختن سے ہی
مین کیا کہ مرگ غیر پہ دامان تر نہ ہو — وہ اشک ریز خندۂ چاک کفن سے ہی

کیونکر نجات آتش ہجران سے ہو کہ مرگ
خود رفتگی مین چین وہ پایا کہ کیا کہون
داغ جنون کو دیتے ہین گل سے مثال
کیون یار بوجہ زن ہی کہان مرگ مجکو تو
کیا کیا جواب شکوے مین باتین بنا گیا
اپنا شریک بھی نہ گوارا کرے بتو

آئی تو دور ہی تب و تاب بدن سے ہی
غربت جو مجھسے پوچھو تو بہتر وطن سے ہی
مین کیا کہ عندلیب کو وحشت چمن سے ہی
لب بستگی تصور بوس دہن سے ہی
تو اب بھی دل درست اُسی دلشکن سے ہی
مومن کو ضد یہ کشش بد برہمن سے ہی

الماس یاقوت پوش حیران بڑھ بڑھ کر نگہبانی کاوش جمال رستم کی کر رہی ہی قصد
یہ ہی کہ اسی شہریار کے ساتھ جاؤن جہان یہ ٹھہرین گے کسی نخل پر بیٹھ رہونگی جب بارگاہ
سے نکلین گے جمال بمثال دیکھ لونگی دل کو اپنے تسکین دونگی اس خیال مین تھی کہ رستم
نے گھوڑا روکا سارا لشکر چلتے چلتے رک گیا رستم گھوڑے سے اُترے اُسی کوہ کے دامنے
مین بارگاہ استادہ ہوئی لشکر اُسی صحرا مین اُتر پڑا الماس پہاڑ سے یہ سب سامان دیکھ
رہی ہی کہ آگے سے پلٹ کر تخت شہرت آیا رستم نے پایۂ تخت پر بڑھ کے ہاتھ ڈالا شہرت
تخت سے کودی رستم ہاتھ تھامے ہوے شہرت کا لیکر بارگاہ مین گئے الماس بھی دیکھا
کی سارا دن اُسی مقام پر الماس کو گذرا رستم نے شام کو سماک سے حکم دیا کہ کنارے
پر لشکر کے ایک خیمہ استادہ کرو چند خادمون کو حکم دو کہ وہان شراب و کباب پہونچائین
آج ہم چاندنی کی کیفیت دیکھین گے کنارۂ صحرا پر ایک خیمہ استادہ ہوا رستم طرف اُسی
خیمے کے چلے شہرت نے راہ مین عرض کی کنیز بھی ہمراہ حاضر ہو رستم نے کہا تم بارگاہ
مین رہو الماس راز و نیاز شہرت دیکھ رہی ہی بڑی حیرت مین ہی جی مین کہتی ہی کہ شہرت
پر تو طلسم کشا بہت مہربان ہین سماک کے ساتھ رستم اُسی خیمے مین آکے داخل ہوے
گویا برج مین ماہتاب آیا خیمہ روشن ہوگیا خادمون نے اسباب عیش و نشاط مہیا کیا
الماس کوہ سے دیکھ رہی ہی کہ صحراے سبزہ زار چاندنی کی بہار رستم نے سماک سے کہا
اے یار وفادار اسوقت کچھ گاؤ سماک نے تو تو بڑے سے نکالی سامنے رستم کے بیٹھ کر نئے
طور سے یہ غزل شروع کی نظم

نہ دینا بوسہ پاگو فلک جھکتا زمین پر ہو | کہ یہ جتنا زمین کے نیچے ہو اُتنا زمین پر ہی
تڑپتا ہو پڑا شوق شہادت خاک اور خون مین | گرا کوچے مین یہ تیرے لہو کسکا زمین پر ہو
خرام ناز نے کسکی جہان کو کر دیا برہم | زمین گرتی فلک پہ ہو فلک گرتا زمین پر ہی
تری دوری مین بھی کیا جائے جان پاس آجاتا ہی | کہ جیسے آسمان پر سے اسے پٹکا زمین پر ہو
نوید قتل سے بھی ہو دل مضطر کو کیا تسکین | کہ قدر نیم رقص مرغ بسمل جا زمین پر ہی
مری فریاد سے کہتا ہو اسرافیل حیرت سے | قیامت آگئی کیونکر یہ غل کیسا زمین پر ہی
ہوا مُہر برات عفو نقش سجدہ مومن کو | قدم رکھتا فلک پر ہو کہ سر رکھتا زمین پر ہی

اس لطف سے سماک ملا اپنی گا رہا ہو کہ طائران صحرا درختون پر وجد کرتے ہین غزالان صحرا کبھی گوشہ ہای دشت سے نکل کر گرد خیمۂ رستم چرخ مار رہے ہین شیران صحرا پہلوون مین غزالان دشتی کے بیٹھے ہوئے ڈکار رہے ہین باز بلند پرواز نخل سے اُترے پہلو نخچنک مین بیٹھے شکار سے باز ہین یہ حال ملکہ الماس یاقوت پوش نے جو دیکھا ضبط نہ کر سکین اور دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ باعث عشق سے ٹوٹا آخر بہار سے بسختی تمام زین در بارگاہ پر پہونچین غیرت توسع کرتی ہی حسرت دامن کھینچ رہی ہو کہ بلا تکلف اندر بارگاہ کے چلو چند خادم کہ در بارگاہ پر حاضر تھے اُنھون نے گھبرا کے پوچھا آپ کون ہین کس انتظار مین کھڑی ہین ملکہ نے جواب دیا کہ آپ کے افسر کی ملاقات کی خواہان ہون خدمتگارون نے عرض کی کہ ہم جاکر عرض کرینگے الماس نے کہا جا کر بیان کرو کہ یاقوت پوش دختر الوان جادو قدمبوسی کی مشتاق ہین دروازے پر حاضر ہین امیدوار باریابی ہین خادمون نے جاکر رستم سے کہا کہ ایک نازنین نہایت جمیل حسین در بارگاہ پر حاضر ہین چاہتی ہین کہ صحبت آئین نام اپنا الماس یاقوت پوش بتاتی ہین سماک نے عرض کی غلام اول جاکے دیکھ لے تب اندر بلائے ایسا نہ ہو کوئی مکار حیلہ ساز ہو باتون مین کچھ راز و نیاز جو رستم نے کہا بہ برابر دربانی خدمتگارون کی معلوم ہوا کہ نازنین محبوب ہی حسن و جمال مین خوب ہوا جو سماک تمھارے گانے کی مشتاق ہو کر آئی ہی سماک نے کہا حضور رستم کی جستجو تو نکلے ہین قریب کوہ الوان پہونچ چکے ہین ایسا نہ ہو کچھ فتور ہو رستم نے کہا کیا ہم سوتے تھے جو حضرت جاگ

رہے ہین تحفہ جات موجود ہین کوئی کیا کر سکتا ہی سماک نے یہ مانا تڑپ کر اُٹھا بیرون خیمہ آیا دیکھا ایک ماہ پارہ لباس معقول زیب جسم ہی بحسرت طرف بارگاہ کے دیکھ رہی ہی سماک نے دیکھکر کہا ای الماس جادو تشریف لائیے پھر سماک نے برابر آکے پوچھا نام نامی و اسم گرامی حضور کا کیا ہی الماس نے کہا اس طرف کے سنگ ریزے بھی پہچانتے ہین سب خاص و عام جانتے ہین الماس یاقوت پوش دختر الوان تاجدار یہ باتین کرتی ہوئی اندر پہونچی رستم نے جو جمال بے مثال دیکھا رعب حسن وجمال سے اُٹھکر کھڑے ہو گئے تعظیم کرکے فرمایا آپ تشریف لائیے

فرد - رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ✤ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ✤ یہ کہکے رستم نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا لاکر برابر مسند پر بٹھایا الماس جو آکر بیٹھی رستم نے پوچھا اے سرتاج حسینان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ہمین کس وجہ سے سرفراز کیا الماس نے سر جھکایا کہا ای شہریار اصل یہ ہی کہ مین اس سرحد کی نگہبان ہون اسی خیال سے آئی تھی لشکر کی جو آپکے آمد ہوئی اور مرتبۂ ملکہ شہرت مرصع پوش دیکھا اشتیاق مین آپ کی ملاقات کے سارا دن مجھکو اسی پہاڑ پر گذرا اب اسوقت جو گانا سُنا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ آپ تخلیے مین ہین بلا تکلف چلی آئی آپکے جمال بے مثال کی مشتاق ہون بیقراری دل کھینچ لائی رستم سمجھے کہ ہم پر عاشق ہوئی رستم نے پوچھا کہ ہفت پیکر بہ سرکوہ الوان آیا ہی کیا کرتا ہی الماس نے کہا ایک بڑا مدعا آپ کا یہ ہمارے قلعے مین ہی کہ محیط جادو لوح لیکر قصر معلق سے آئی ہی ہفت پیکر نے حکم دیا ابھی لوح اپنے پاس رکھو محیط جادو قلعے مین فروکش ہی ہفت پیکر تصویر سنگی مین داخل ہے وہی میلے ہو رہے ہین مشتاق آکر اُسکے جمع ہوگئے جسطرح اور پہاڑون پر میلہ ہوتا ہی اسی طرح یہان بھی میلہ ہوگا آپ کے اقبال نے مجکو یہان تک پہونچایا اب آپ اسی مقام پر تشریف رکھین جہان تک ہوسکیگا کل مین لوح لیکر آؤنگی اب مین جان ومال سے کوشش مین حاضر ہون لیکن عیار سے کہیے کہ ایک غزل اور گائے کنیز نے بڑا تامل کیا اب صبح ہوتے جاؤنگی یقین ہی کہ والد نامدار چھینکنگے کہ دن بھر اور شب بھر تمکو کہان گذرا حیران ہون کہ کیا کہونگی دیکھون کہ دل خانہ خراب کیا دکھائے نوشتۂ تقدیر کیا پیش آئے سماک نے سامنے الماس کے پھر

یہ شعر گائے نظم

بغیر یار کے لطف مے و کباب نہین	پیالہ زہر کا ہو ساغر شراب نہین
وہ عضو کون سا ہو جو کہ انتخاب نہین	کمر کا مثل دہن کا ترے جواب نہین
زمانہ پھر گیا تیری نظر کے پھرتے ہی	غضب خدا کا ہو کافر ترا عتاب نہین
کھڑا ہو بام پہ پردہ نہ کر تو عاشق سے	کلیم سے صنم اللہ کو حجاب نہین
خدا کا قہر ہی نازل ہوا ہی بندون پر	مراد پر یہ ترا عالم شباب نہین
سوا بدی کے نہ سرزد ہو فعل نیک کبھی	ابو لہب ہین زمانے مین بو تراب نہین

یہ اشعار جو سمک نے گائے الماس کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے کہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا بے اختیار ہو کے پکار اُٹھی۔ فرد شب وصل غریبان ہو مرے ہمدم کسی ڈھب سے + گریبان سحر کو ٹانک رکھنا دامن شب سے + رستم نے کہا ای ملکہ عالم اسقدر بیقرار نہو کہا ای شہریار نہین معلوم تقدیر مین کیا لکھا ہو اور کیا ہونے والا ہو دل گھبراتا ہو کلیجہ منھ کو آتا ہو اب کنیز رخصت ہوتی ہو محیط سے لوح لیکر آؤنگی اور ایک امر گوش زد کرتی ہون کہ حضور کے خیال مین رہے ہفت پیکر نے مجھ پر بدل توجہ کی یہی چاہتا تھا کہ پاس سے نہ اُٹھین باپ کو یہ ناگوار ہوا یقین ہے ہفت پیکر کو سمجھایا ہو اصل یہ ہو کہ ہفت پیکر ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست ہو مثل ہمارے باپ کے چند زندان قرار دیے دعوی خدائی کر بیٹھے یہ لوگ منتظم کارخانۂ خدائی ہین بڑا شرف یہ رکھتا ہو کہ طلسم ہفت پیکر والے اسکو بخدائی مانتے ہین وہ طلسم ہفت پیکر پر بڑا ناز رکھتا ہو کہتا ہو کہ طلسم ہفت پیکر وہ مقام ہو کہ اگر طلسم کشا لوح بھی پا جائیگا تو طلسم کو فتح نہ کر سکیگا وہ وہ مرحلے ہین کہ جنسے گذر طلسم کشا کا دشوار ہوگا تو ای شہریار خدا فضل ایسا کرے کہ لوح حاصل ہو جائے کل آپ اسی مقام پر تشریف رکھیے گا مین اسی مقام پر حاضر ہونگی رستم سے بخوبی وعدہ ہوا وعدہ کر کے الماس رخصت ہوئی طاؤس پر بیٹھکر طرف کوہ الوان کے چلی یہان الوان جادو آنے سے بیٹی کے شب بھر پریشان رہا صبح کو حیران بیٹھا ہو کہ الماس آکر پہونچی مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے اُداس پریشان آکے باپ کو سلام کیا الوان نے پوچھا کہ ای نور نظر شب کو کہان

رہین الماس نے کہا مین نے خبر آمد طلسم کشا سنی تھی تا بہ قصر معلق گئی تھی وہان جا کے دیکھا قصر معلق ویران پڑا ہی اُسی مقام پر لشکر طلسم کشا اُترا ہوا ہی مین دیکھکر پلٹی تھی کہ راہ مین ایک کوہ ملا اُسپر ٹھہری تھکی ہوئی تھی سو گئی آنکھ جو کھلی ستارۂ سحری آسمان پر چمک چکا تھا آپ کی خدمت مین حاضر ہوئی الوان نے کہا ای نور نظر بہت بہتر ہوا کہ تم شب کو نہ آئین خداوند تشریف لائے تھے تمکو دمبدم پوچھتے تھے مین نے اُنکو بہت سمجھایا مگر وہ نہین مانتے شب کو کہا کہ مجھ سے کہا کہ اپنی بیٹی ہمین دو خداوندزادہ اُسکے بطن سے پیدا ہوگا خدائی تمھارے گھر مین آئیگی مین نے کچھ جواب نہ دیا ابھی صبح ہوتے کوہ الوان پر گئے ہین الماس نے باپ سے کہا کہ قدرت بہت پچھتائینگے اتنا کہکر خاموش ہو رہی الوان جادو برسر کوہ برائے انتظام گیا الماس محیط کے ساتھ ساتھ پھرتی رہی جب محیط ایک قصر مین جاکر سوئی الماس نے آکر جھولی سے محیط کی لوح نکال لی اُسی وقت طاؤس پر سوار ہوکر طرف لشکر طلسم کشا کے چلی قریب شام رستم نے اُسی مقام پر خیمہ استادہ کرایا تھا سب کو ساتھ لیے بیٹھے تھے کہ الماس گھبرائی ہوئی آئی کہا حضور لوح مین لائی دونون ہاتھ پر رکھکر لوح خدمت طلسم کشا مین پیش کی طلسم کشا نے لوح کو گلے مین ڈالا مگر محیط جو سوکر اُٹھی جھولی مین لوح کو نہ پایا گھبراکر ایک ایک سے پوچھتی ہے کہ میرے پاس کون آیا تھا کسنے لوح میری جھولی سے نکال لی کنیزین قسمین کھا رہی ہین محیط کو ایک ایک سے پوچھتے پوچھتے شام ہوگئی ہر ایک سے دریافت کرتی ہو کہ بی الماس کہان ہین کنیزون نے کہا برائے گشت تشریف لیگئی ہین محیط بیٹھی رو رہی ہو کہ الوان آیا اُسنے آکر پوچھا کہ ای محیط کیا ہو المحیط نے کہا اے شہنشاہ جھولی سے میری لوح نکل گئی یہ ذکر تھا کہ آندھی سیاہ چلی ہفت پیکر اشتیاق ملکہ مین آکر پہونچا الوان سے پوچھا کہ معشوقۂ قدرت کہان ہو الوان نے کہا قدرت تو اور فکر مین ہین یہان دشمنون نے فکر کرلی ہو محیط کی جھولی سے لوح نکل گئی وہ بیٹھی رو رہی ہو ہفت پیکر نے کہا اے الوان قدرت جانتے ہین کہ لوح پاس طلسم کشا کے پہونچ گئی تمھاری صاحبزادی نے یہ آفت برپا کی برسر کوہ لشکر رستم اُترا ہے وہین الماس گئی ہو اور لوح پاس طلسم کشا کے

بہونچادی اور وہ پاس طلسم کشا کے بیٹھی ہے ای الوان تمنے ہمارا خیال نہ کیا قدرت کو
بڑا قلق ہو الوان جادو جھلا کر اپنے مقام سے اُٹھا کہا یا خداوند اگر وہ لوح پاس طلسم کشا
کے لیگئی اور پہلوے طلسم کشا مین بیٹھی ہے تو ابھی جا کر اُسے لاتا ہون اور قتل کرتا ہون
یہ تو مجھسے کبھی نہوگا کہ بیٹی آپکے سپرد کرون آپ یہ ہوس دل سے نکال ڈالیے ورنہ غلام کو رنج
ہوتا ہو قدرت یہ ذکر نہ کرین ہفت پیکر نے کہا ای الوان یہ نہ کہو ضرور قدرت الماس کو
قبضے مین کرینگے الوان نے کہا تو مین جاتا ہون اگر بنتا ہو لوح بھی لاونگا نہین تو الماس
کو تو ضرور لاتا ہون یہ کہکے الوان چلا محیط نے کہا مین بھی آؤن ہاے ای الوان مین لوح کو
قصر معلق سے جان دیکر لائی تھی قدرت نے لوح کو نہ لیا آخر دشمنون نے اپنا کام کر لیا
الوان جادو آہ کر کے اپنے مقام سے اُٹھا کڑکتا ہوا طرف کوہ صحرا کے چلا پیچھے پیچھے محیط جادو
بھی چلی یہان پاس رستم کے الماس یاقوت پوش بیٹھی ہے جب کہتی ہے کہ مین جاتی ہون
رستم ہاتھ تھام لیتے ہین فرماتے ہین ای الماس وہان جانے کا ارادہ نہ کرو ہفت پیکر خود
وہان موجود ہو شاید کھارے اور ہفت پیکر کل علوم سے آگاہ ہو الماس نے کہا میرے
جانے مین کئی مطلب ہین اگر میرا سحر چل گیا تو ہفت پیکر کو مین گرفتار کر کے آپ کی خدمت
مین حاضر کرونگی کہ ایک آواز آئی او طلسم کشا تو نے غضب کیا کہ لوح بے سنت خلق
پائی ای الماس تو نے لوح پاس طلسم کشا کے بہونچائی او گیسو بریدہ کیا تجھے زندہ چھوڑونگا
یہ کہتا ہوا الوان مثل شعلۂ جوالہ اول طرف طلسم کشا کے چلا منھ سے شعلے چھوڑتا ہوا ہاتھ
چمکاتا ہوا کہ برقین گرنے لگین شعلہ ہاے آتش ہزار ہا گرد رستم کے ہو گئے رستم نے لوح
کو چمکایا شعلہ ہاے سرکش غائب ہوے تیغۂ ہفت جوہر نیام انتقام سے کھینچا صاف
ثابت ہوتا تھا کہ ہلال شب اول سے ہلال پیدا ہوا یا آہ دل مظلومان اب جو تیغۂ ہفت جوہر
چمکا الوان پیچھے ہٹا کبھی گولہ پھینکتا ہو کبھی برق چمکاتا ہو کبھی تلوارین گراتا ہو مگر کوئی سحر
رستم پر تاثیر نہین کرتا رستم جھپٹتے ہین الوان جادو پیچھے ہٹا جاتا ہو الماس کھڑی یہ تماشہ
دیکھ رہی ہے ایک مقام پر رستم جھپٹ کر طرف الوان کے چلے الوان جو تڑپتا ہو برابر الماس
کے بہونچا للکارا کہ او شوخ دیدہ تماشہ دیکھ رہی ہے الماس نے چاہا سحر کرون الوان نے

کلائی پکڑ لی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا رستم نے لوح گلے سے اُتاری پکار کر کہا او ساحر یہ لوح لیتا جا مگر الماس کو چھوڑ دے ملکہ حسرت سے پکاری ای شہریار برائے خدا لوح اپنے پاس رکھیے مجھ ایسی کنیزین اگر نہ ہونگی تو کیا ہوگا آپ صاحب اقبال ہین جو جمال بیمثال دیکھیگا پروانۂ شمع جمال ہوگا مگر کنیز کا خیال رہے اب یہ ساحر مجھکو زندہ نہ چھوڑیگا مزار غریبان پہ آکے فاتحہ پڑھیے گا روح کو راحت ہوگی قلب کو قوت ہوگی آپ ایسا جلیل جو قبر پر آئے تو کیون نہ روح راحت پائے

نظم

ہماری خاک پہ کہتی تھی گل پہ بلبل زار
اُٹھو اُٹھو کہ چمن مین پھر آئی فصل بہار

پڑھون غزل وہ جنون خیز جسکے سننے سے
رہے نہ ایک گریبان عاشقان مین تار

پڑھون مین قصۂ لیلی کو کیا یہ بانگ بلند
عدم کے خواب سے مجنون نہ ہو کہین بیدار

جو مے پرست مرین چاہیے کہ پیر مغان
بنائے تاک کے سائے تلے سبھونکا مزار

غم فراق کی سوزش یہ تھی مرے دل مین
کفن سے قبر مین میری ہوا دھوان اظہار

بہ قول شاعر شیرین کلام سُن اک نقل
ہوا جو شہر خموشان کی سمت میرا گذار

ٹھہر ٹھہر کے ہر اک آشنا کے مرقد پہ
جو دیکھتا ہون تو اک قبر پہ ہے نرگس زار

کیا سوال یہ مین نے کہ اے گل نرگس
تو سرنگون ہے بھلا کس لیے یہ خاک مزار

تب اُسنے ہو متبسم جواب مجھکو دیا
عزیز تو مجھے نرگس نہ جانیو زنہار

کہ کام ہے گل نرگس کا نرگستان مین
سو اُسکا گور غریبان مین کیلیے ہو گزار

مین اُسکی آنکھین ہون جس شخص کا یہ مرقد ہے
بہ زیر خاک بھی ابتک ہے حسرت دیدار

ان کلمات حسرت نے غم والم سے خانۂ دل رستم کو بھر دیا کہ پشت پر سے محیط جادو جگی للکار کے آواز دی ای رستم بوجہ الماس تمنے لوح پائی ورنہ عمر بھر نہ ملتی قدرت نے خود کمی کی جیسے مین سے لوح یہو نچائی تھی لوح لیکر اپنے پاس رکھتے اُن تک کوئی نہ جا سکتا پی الماس نے یہ کمال کیا کہ مجھکو سوتا دیکھکر لوح جھولی سے نکال لی اب مرحلہ جات پر ساحران طلسم ہفت پیکر لوح تمسے لینگے رستم نے جھلا کر کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر جوڑکر محیط پر مارا کہ سینے پر محیط کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا لاشہ محیط کا زمین پر گرا آندھی

سیاہ اُٹھی سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من محیط جادو بود راہ میں یہ آواز کان میں الوان کے پہونچی زانو پر ہاتھ مارا الماس سے کہا او بسوید محیط جادو ایسی ساحرہ نے اپنی جان دیدی دیکھیے اب قدرت پر کیا گذرے الماس خاموش ہی الوان چلا آیا ہوا بر سر کوہ پہونچا زیر کوہ میلا جمع ہی مرادمند بھی جمع ہین فریاد و فغان کر رہے ہین مراد مانگ رہے ہین تصویر سنگی ہر مرتبہ آواز دیتی ہی ای بندگان من مراد تمھاری قبول ہوئی سعادت دارین حصول ہوئی وزیر و امیر و گھنٹہ نواز و ناقوس نواز گرد تصویر کے جمع ہین باجے بجا رہے ہین غل مچا رہے ہین ہر ایک شجر و حجر سے آواز آ رہی ہی یا خداوند ہفت پیکر تیرا مدعا ایسا بے نظیر ہے کہ جسکا مثل نہین ہے ہفت پیکر تصویر مین سے باتین کر رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سب نے کہ الوان جادو الماس یاقوت پوش کو پنجے مین لیے ہوے مگر محیط کے واسطے نہایت ملول و غمگین زمین پر آکے اُترا سب شیر و وزیر حیران ہو گئے کہ بیٹی کو اسطرح گرفتار کرکے لایا اور جلسہ خداوندی مین پہونچا یا اب الوان نے سامنے تصویر کے آکر عرض کی یا خداوند اس گیسو بریدہ نے کل ساکنان طلسم ہفت پیکر کی جان لی لوح طلسم کشا کو پہونچائی محیط جادو قتل ہوئی تصویر سے آواز آئی اے الوان اسکو چھوڑ دو یہ قدرت کو قبول کرے قلب اسکا صاف کیا جائے گا الوان نے کہا یا خداوند مین نہ مانونگا میرے بڑے بڑے عزیز دار طلسم ہفت پیکر مین حاکمان مرحلہ ہین وہ سب قتل ہو نگے مین کیونکر گوارا کرون کہ یہ زندہ رہے اسکو سزا نہ دیجائے ہرچند ہفت پیکر نے سمجھایا اور منع بھی کیا مگر الوان نے نہ مانا ملکہ الماس کو جلاّدون کے سپرد کیا جلاّد دون تیغ پکڑ کر الماس کو کھینچا دارین استادہ ہوئے لیکن الماس دیکھ رہی ہی کہ میرے قتل کا سامان ہو رہا ہی بیقرار ہو کر پکار اُٹھی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس آفت سے بچالے نظم

از خدا جو یہ دوا سے درد دل بیمار روح	شافی مطلق کند چارہ بے آزار روح
جلوہ گر باشد بہ چشمش نور ذات کردگار	جسم ہر شخصیکہ باشد مطلع انوار روح
ذائقہ حاصل کند ہر وقت مرد اہل حال	از صدائے نغمۂ پر سوز موسیقار روح

پاک گرد جسم زارش ز اختلاف آب گل	شو یدا از روئیش سیاہی چشم گو ہر بار روح
در گذرا ز رنگ و بوے جسم خاکی در گذر	سیر ای بلبل مکن در گلشن بیخار روح
لطف فرما ظاہر و پوشیدہ بر حالم آگہ	دور دار از ہندی آسیب تن آزار روح

ناظرین پر واضح ہو کہ یہان کو ہ الوان پر گرد الماس کے مشیر و وزیر جمع ہین طرف سے ہفت پیکر کے سمجھا رہے ہین کہ ای الماس قدرت کو قبول کرو وہ تیری جان بچالین گے ابھی تجھکو رہا کر دینگے الماس نے جواب دیا مین عاشق جمال بیمثال طلسم کشا ہون مین اس بیحیا مکار کو نہ قبول کرونگی اسنے اپنے کو خداوند بنایا معاذ اللہ یکتائی کا دعوی کرتا ہے خداوند ہونے پر مرتا ہی یہ خداوند نہین ہی یارو یہ ایک ساحر ہی کیون اسکے دام مکر مین پھنسے ہو وزیر و مشیر تو بہ کر رہے ہین ہر ایک کا قول ہے کہ یارو ایسی بے ادبی کسی نے کاہیکو کی ہوگی کہ قدرت کو مکار بتاتی ہی مگر طلسم کشا بعد جانے الماس کے لوح کو پھینکے دیتے تھے سمک نے سمجھا کر لوح گلے مین ڈالی کہا ای شہریار اسی کی وجہ سے سب ساحر آپ سے ڈرینگے یقین ہی مکر و حیلہ نہ کرینگے براے خدا اسکو قبضے مین رکھیے رستم نے کہا ای سمک مین کیا کرون الماس کا گرفتار ہو کے جانا مجھپر نہایت شاق ہے دل اُسکے جمال کا مشتاق ہی سب سردار آکر جمع ہو گئے ہین سمجھا رہے ہین کہ ای شہریار صبر فرمائیے خدا اُنکو بچائیگا باپ اُنکا گرفتار کر کے لیگیا ہے حضور بیٹی کو ضرور بچانے کی تدبیر کریگا رستم نے کہا بڑی مشکل یہ ہی کہ ہفت پیکر اُسپر عاشق ہے وہ ضرور کد کریگا کیا کہون دل کو عجب عجب خیال ہین دل پر ہجوم غم و ملال ہین نظم

مشورہ کیا کیجے چرخ پیر سے	دن نہین پھرتے کسی تدبیر سے
کسطرح مایوس ہون تاثیر سے	دم رُکے ہی نالۂ شبگیر سے
میری وحشت کے لیے صحراے قیس	تنگ تر ہے خانۂ زنجیر سے
کیون نہ ٹپکے آب جب ٹپکے لہو	برق کٹتی ہے تری شمشیر سے
وہ مٹا دے نامۂ مضمون وصل	گر ہوا خط کاتب تقدیر سے
یون بنا کر حال دل کہنا نہ تھا	بات بگڑی ہے مری تقدیر سے

انگلیون مین نامہ جمکر رہ گیا
نامہ ہائے شوق کی تحریر سے

پھر ہی پھرنا نگاہ یار کا
الاماں اس بازگشتی تیر سے

وحشتِ چشم پری رو دیکھنا
پھر گیا جی سرمۂ تسخیر سے

لیگئی جان یاد رونق ہائے وصل
گھر مرا ویران ہوا تعمیر سے

اے صنم مومن ہون آخر کسطرح
مجھکو تسکین ہو تری تصویر سے

آفتاب نے عرض کی حضور کا جوش وخروش ایسا پاتے ہین کہ غلام بہت گھبراتے ہین اُسوقت بارگاہ مین ایک عجب غریو ہے رستم کی بیقراری سب سردار ہرچند سمجھا رہے ہین رستم نہین قبول کرتے قضائے کار دایہ ملکہ الماس کی کہ یہ قلعے مین تھی اُسنے جو یہ ہلڑ سُنا کہ الوان جادو جاکر الماس کو گرفتار کر لایا پہلو مین رستم کے پایا اُسی غیرت مین بالائے کوہ الوان قتل الماس کی تدبیر ہو رہی ہے بیقرار ہوکر قلعے سے نکلی بالائے کوہ الوان آکے دیکھا کہ الماس زیر تیغ بیٹھی ہے وزیر و امیر گرد سمجھا رہے ہین مگر الماس مبہوت یاد مین رستم کی لب پر مہر سکوت دایہ گھبرائی چونکہ اُسنے دودھ پلاکر پرورش کیا ہے بیقرار ہوکر پہاڑ سے اُتری دل سے کہتی ہے کہ چلکر رستم سے اطلاع کرون اور عرض کرون کہ آپ کی محبت مین الماس قتل ہوتی ہے وقت قتل اب قریب ہے اگر آپ سے کچھ ہوسکے تو کوشش کیجیے تامل نہ فرمائیے یہ سوچتی ہوئی لشکر طلسم کشا مین آئی بارگاہ مین آکر پہونچی دیکھا بارگاہ مین عجب ہنگامہ ہے رستم مثل مرغ لبسمل تڑپ رہے ہین دایہ نے آکر قدمون کو بوسہ دیا عرض کی واری آپ کے اس تڑپنے سے کیا نفع ہوگا اسوقت تک تو الماس کو مین نے ثابت قدم پایا کہ آپ کے جوش محبت مین سر جھکائے ہوے زیر تیغ بیٹھی ہے اب قتل ہونے مین اُسکے کچھ دیر نہین ہے یہ سُنکر رستم نے فرمایا کہ مرکب تیار کرو مین جاکر اُسکو رہا کرون یا اپنی جان دون وہ حریف آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اس خیال مین ہوگی کہ جو میرے قبضے مین تھا یعنے لوح طلسمی کا لیجانا وہ مین نے طلسم کشا کو پہونچا دی یقین ہے کہ میری مدد کو آئین رستم کا مرکب تیار ہوکر آیا آفتاب وغیرہ آراستہ ہوے سمک نے لشکر کو تیار کیا رستم لوح گلے مین ڈالے ہوے تحفہ جات زیب جسم مرکب چمکائے چلے تمام سردار ساتھ ہین شہرت نے جو رستم کا یہ حال دیکھا بیقرار ہوگئی سب کے ساتھ

نہ چلی بالاے آسمان جاکر چمکی رستم جاتے ہین یہان الوان جادو سر پر بیٹی کے کھڑا کہہ رہا ہے
کہ کیون ای نور نظر عشق سے رستم کے انکار نہ کریگی قدرت تجھکو بیلوشین کرینگے سارے طلسم
مین ہنگامہ ہوگا کہ الماس یاقوت پوش زوجۂ خداوند ہفت پیکر ہے سب تجھکو آکر سجدہ کرینگے
الماس نے جواب دیا ای باپ تجھکو شرم نہین آتی کہ ایسے فقرات کہتا ہے مین چاہتی ہون کہ معشوقہ
طلسم کشا مشہور ہون کہ جو ہفت پیکر کے بھی سرکوب ہین نام سے رستم کے بھاگتے پھرتے
ہین اسیر الوان جادو چھلاّتا ہی کلمات سخت و سست سناتا ہی کہ یکایک لشکر مین ہلڑ ہوا نعرۂ
طلسم کشا کی آواز آئی - نعرۂ رستم - ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ جو رستم لقب
دیگر - علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + بزیر دمان رستم نوجوان +
نہال گلستان صاحبقران + زیر کوہ زمین تلے اوپر ہوئی الوان نے دیکھا کہ دو کاندار بھاگنے
لگے ایک پہلو پر رستم کے آفتاب فلک سیر اور ایک طرف جلال سرکش ان دونون کے
سحر نے زمین ہلادی ایک جانب ماہی سحر اور ایک سمت نہنگ بحری ان دونون نے
ہزارون کو دیوانہ کیا جسکو جمال بےمثال دکھادیا اور نگاہ سحر آگین سے اشارہ کیا وہ گریبان
پھاڑنے لگا خاک اڑا رہا ہی جنگ سے بالکل بیکار مجبور ناچار سحر آفتاب نے سیکڑون
کے سر گراے دوکانین ویران میلہ بر باد الوان نے مشیرون اور وزیرون کو اشارہ کیا کہ
بڑھکر طلسم کشا کو روکو وہ لوگ پہاڑ سے اترے سحر کرنے لگے رستم نے لوح کو گردش دی
ہزارون ساحر نابینا ہوگئے لوح کا چمکنا ساحر آنکھین بند کرکے بھاگتے ہین جو ساحران الوان
پہاڑ سے اتر آئے چند مارے گئے چند آنکھین بند کیے کھڑے ہین انکو آفتاب قتل کر رہا ہے
الوان نے کئی سحر کیے رستم پر تاثیر نہ ہوئی پہاڑ سے اترنے لگا الماس اسی مقام پر بیٹھی رہگئی
شہرت نے جو آسمان سے دیکھا کہ چند جلاّد صرف گرد ہین اور ساحران زبردست گرد سے
الماس کے ہٹ گئے تڑپ کے آسمان سے گری جلاّدون کے سر اڑا دیے الماس کی زبان
سے سوزن نکالی پشت پر ہاتھ پھیر کر کہا ای الماس اٹھو ہم سب تمھارے ممنون و شکر گزار
ہین تمنے وہ نعمت طلسم کشا کو پہونچائی کہ ہمنے مہینون کوشش کی اور ہماری جستجو بیکار ہوئی
لوح ایسی شے تمنے طلسم کشا کو پہونچائی کہ طلسم کشا لڑتے ہوے آتے ہین ہزارون ساحرون

کو دیکھو مارکر زیر کوہ پہونچے رستم نے دامن گردانا گھوڑے سے کودے جھاڑی جھنڈیان
پکڑ کر پہاڑ پر چڑھنے لگے جب جست کی ایک گھاٹی کو طے کیا گھاٹیون پر ساحر بیٹھے ہین رستم کو
روکتے ہین رستم لوح کو چمکاتے ہوے آتے ہین جب لوح چمکائی سو دوسو نابینا ہوے
سامنے سے ہٹے آفتاب نے جو زیر کوہ سے دیکھا کہ رستم گھاٹیون پر لڑتے ہوے جاتے ہین
گرد رستم انبوہ ساحران ہے سحر سے تیر و تلوار سے روک رہے ہین رستم اُنکے روکے سے نہین رکتے
مگر زخمی ہو رہے ہین آفتاب جست کرتا ہوا قریب رستم کے آیا ایک پتھر کی آڑ پکڑ کے گولہ مارا کہ
کئی ہزار ساحرون کے سر پھٹے الوان جادو کہ زیر کوہ پہونچا تھا فوج کو تو اسنے سحر کر کے
روک لیا مگر پلٹ کے دیکھا کہ رستم جنگ رستمانہ کرتے ہوے بالاے کوہ پہونچے جب الوان
ہٹ آیا ماہی سحر وغیرہ نے پھر بلوہ کیا زیر کوہ دریاے خون بہا دیے سارا میلہ لوٹ لیا
ہر طرف سے صداے فریاد بلند ہے الوان جادو نے جو دیکھا کہ رستم بالاے کوہ پہونچے
سب گھنٹہ نواز ناقوس نواز گرد سے تصویر کے ہٹ گئے تصویر اکیلی دیر مین آواز دیتی ہے
او الوان طلسم کشا کو روک سب قدرت کو اکیلا چھوڑ گئے الوان آکر سینہ سپر ہوا دروازے
دیر کے کھڑا ہوا ایسے ایسے سحر کیے کہ آفتاب ایسا ساحر کئی مرتبہ زمین پر گرا رستم نے لوح
چمکا کر سحر الوان کا مٹایا آفتاب کو اُٹھایا رستم نے جو الوان کو لڑتے ہوے دیکھا خود
تیغہ کھینچکر بڑھے الوان بھی در دیر سے تلوار کھینچے ہوے بڑھا رستم نے للکارا او الوان
بے ایمان الوان نے یہ سُنکر گولہ مارا کئی سو کنیزون نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین
آواز ملا کر یہ اشعار گاتی ہوئی سامنے آئین

نظم

وہ گردن دیکھ یہ حالت ہوئی تغئیر شیشے کی — کہ تھمتی ہی نہین ہچکی ہوئی ہے دیر شیشے کی
مدام اُس دلبر مےکش کے منھ لگتا ہے ای ساقی — بنائی ہاے کیا اللہ نے تقدیر شیشے کی
سوا ای محتسب اسکے کہ اپنے دل کی صورت ہے — سزاوار شکستن کونسی تقصیر شیشے کی
اثر اُس سنگدل کو کیا ہو عرض دل شکستن کی — شکایت ہے مری فریاد بے تاثیر شیشے کی
ہوں اک آئینہ رو کا دیدۂ پر آب دیوانہ — بنا اشک مسلسل سے مری زنجیر شیشے کی
بیان کرتا ہے ہکلانے کا اُس بدمست کے عالم — ولے کیا سمجھے پیچیدہ ہے تقریر شیشے کی

بھلا کیا اعتبار ای مومن ایسی پارسائی کا	که بیخود ہو گئے تم دیکھکر تصویر شیشے کی

رستم نے اُن نازنینون کو دیکھکر لوح جمکائی لوح جمکاتے ہی وہ نازنینان مہ جبین غائب ہوئین اُنکے غائب ہوتے ہی الوان ایسا گھبرایا کہ دوبارہ اسنے دستک دی در دیر سے آگے بڑھا ایک دو پتھر زمین پر مارا چند جوانان زنگی زمین سے پیدا ہوے تلوارین کھینچکر رستم پر گرے آفتاب نے آواز دی ای شہریار انکو قتل نیکیجے گا لوح جمکائیے رستم نے فوراً لوح کو جمکایا وہ زنگی گویا پانی کے بنے ہوے تھے مثل قطرۂ آب زمین مین جذب ہو گئے دور سے الوان نے جو یہ دیکھا گھبرا گیا طرف صحرا کے دیکھکر آواز دی کہ ای ببران مردم خوار جلد آؤ صحرا سے چند شیر دم اُٹھائے ہوے منھ کو مثل قعر بلا کھولے ہوے جست کرکے پہاڑ پر آئے آتے ہی طرف رستم کے چلے رستم نے بہ تعجیل لوح کو دیکھا لوح اُن سب کے بیچ مین پھینک دی مہلال وغیرہ نے پکار کر کہا ای شہریار یہ کیا فعل کیا دیکھیے لوح نہ ہاتھ سے جائے رستم نے اشارہ کیا کہ لوح نے ہی حکم دیا تھا کہ مجھکو درمیان مین اُن شیرون کے پھینک دو مین نے وہی کیا جیسے ہی لوح کا عکس شیرون پر پڑا آپس مین لڑنے لگے یہان تک لڑے کہ وہ سب نابود ہوے کوئی زخمی ہو کر بھاگا جسپر عکس لوح کا پڑا مثل قطرۂ آب جذب ہو گیا تھوڑے عرصے مین سب شیر غائب ہوے الوان نے دور سے یہ فعل دیکھکر طرف تصویر کے پلٹ کر پکار کر آواز دی یا خداوند کوئی تقدیر کیجیے طلسم کشا کے روکنے کی کوئی تدبیر کیجیے تصویر نے آواز دی ای الوان قدرت گھبرائے ہوے ہین اب یہان نہ ٹھہرینگے یہی آرزو ہی کہ طلسم ہفت پیکر مین جائین وہان جا کر کل انتظام کرین اہل طلسم بڑے بڑے ساحر ہین کل شعبدون سے بخوبی ماہر ہین ایسا فقرہ کرین کہ طلسم کشا لوح حوالے کرے تحفہ جات قبضے سے جب طلسم کشا کے نکل جائین گے طلسم کشا کو نکلنا طلسم سے مشکل ہو گا الوان نے جو یہ باتین سنین گھبرا گیا طلسم کشا قریب الوان پہونچے للکارا۔ او الوان اُس مکار سے کیا پوچھتا ہی وہ خود مکار وجلساز ہی ساحر شعبدہ باز ہی آج وہ بھی بھاگے گا الوان نے جو یہ باتین رستم کی سنین گھبرا گیا تیغہ کمر سے کھینچکر رستم پر جا پڑا اور کہتا جاتا ہے او ظالم تو نے مجھکو ذلیل و رسوا کیا الماس نکل گئی اُسکے رہا کرنے مین یہ آفت ہوئی ہین اگر یہ مصیبت جانتا راہ ہی مین اُسکو

قتل کر ڈالتا یہ ہفت پیکر بڑا جبار ساز ہے طلسم کشا کو لوح ملتے ہی بدحواس ہوگیا طلسم کشا نے وار الوان کا تیغۂ ہفت جوہر پر روکا جیسے ہی تلوار پر تلوار پڑی شعلۂ آتش بھڑک کر طرف رستم کے چلے رستم نے جو تیغہ چمکایا وہ شعلے بھڑک کر الوان پر گرے الوان نے ہاتھ چمکایا اپنے سحر کو آپ مٹایا رستم نے بسم اللہ کہکے ایک ہاتھ سے لوح کو چمکایا اور ایک ہاتھ سے تیغہ مارا الوان نے سپر سحر اٹھا دی تلوار چمک کر گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر سر پر گری کہ الوان کے دو ٹکڑے ہوئے الوان کا مرنا کہ آندھی سیاہ چلی رستم طرف تصویر کے چلے اسقدر اندھیرا ہوا کہ رستم نے تصویر کو نہ دیکھا آفتاب نے پہلو سے آواز دی کہ اے شہریار لوح چمکائیے رستم نے لوح کو چہرے کے آگے کر کے جو چمکایا تصویر کو جا با چھت کے تیغہ مارون کہ یکایک تصویر کو جنبش ہوئی سر تصویر کا شق ہوا ایک دھوان پیچیدہ ہو کر نکلا آفتاب و جلال و شہرت و الماس جو پشت پر تھے ان سب نے آواز دی اب آگے نہ بڑھیے ہفت پیکر نکلگیا تھوڑی دیر مین روشنی ہوئی دیکھا بالائے آسمان ایک ساحر قوی تن قوی من پکار رہا ہے کہ ای رستم مین اب طلسم ہفت پیکر مین جاتا ہون اگر وہان آؤگے تو مزا اٹھاؤگے رستم نے کمان کیانی دوش سے اتاری تیر بحر کمان مین پیوست کیا تھا ہفت پیکر چمک کر اور بلند ہوا بلند ہوتے ہی غائب ہوگیا طلسم کشا نے کمان کو روک لیا اہل فوج انکے لڑتے بھڑتے قلعے مین گھس گئے ماہی سحر و نہنگ بحری فوج کے ساتھ مین قلعے مین جاکر وہ شمشیر زنی کی ماہی سحر و نہنگ بحری نے بھی سحر کیا کہ اہل قلعہ فریاد کرنے لگے آواز دیتے تھے کہ طلسم کشا کی دہائی ہے رستم بہ فتح و فیروزی کوہ سے اترے اہل قلعہ کو امان دی اہل قلعہ کو بسایا اسی مقام پر لشکر اترا رئیسون مین یہی چرچا ہے کہ ہفت پیکر بھاگ کر طلسم مین گیا الماس نے عرض کی ای شہریار اب کیا قصد ہے رستم نے کہا خواہ جان جائے خواہ جان رہے ہمارا طلسم مین جانا ضرور ہو گا آیندہ جو قضا و قدر کو منظور ہو ہمارے بادشاہ وہان قید ہین جسونت قبلہ و کعبہ سنینگے تو کیا فرمائینگے تین دن رستم کوہ الوان پر مشکل رہے الماس کو سلطنت دی الماس نے عرض کی مین ضرور ساتھ چلونگی الماس نے اپنی طرف سے اپنی دایہ شوخ چشم کو حاکم قلعہ کیا رستم ساری فوج کو آراستہ کر کے

پشت مرکب پر سوار ہوے طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے جملہ ساحر اپنی شوکت وشان دکھاتے ہوے جاتے ہین سب کے آگے مقدمتہ الجیش لشکر آفتاب فلک سیر آفتاب ایک صحرای پُر فضا مین آکر اُترا آفتاب کے عقب مین لشکر جلال بعد انکے لشکر شہرت مرصع پوش والماس یاقوت پوش ایک جانب ماہی سحر ونہنگ بحری لشکر گران لیے ہوے اُتری ہین ان سب کے بعد لشکر عیوق وجاروق وشرپر مردم دردیوانہ ان سردارون کے بیچ مین بارگاہ رستم استاد ہی شام کا وقت ہی رستم بارگاہ مین بیٹھے ہین آفتاب وجلال وشہرت والماس لشکرون کو اپنے چھوڑ کر براے ملاقات رستم آئے ہین بیچ مین دنگل زرین پر رستم گرد سب سردار بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہی صحبت عیش وجشن آراستہ تھی کہ لشکر آفتاب مین ہلڑ ہوا سردار بھاگنے لگے کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے رستم کو خبر دی کہ لشکر آفتاب پر ہزار ہا شیران صحرا آکر گرے ہین لشکر پامال ہو رہا ہی سردار بھاگے ہوے آتے ہین آفتاب یہ کہکر اُٹھا کہ حضور تشریف رکھین غلام ابھی آتا ہی یہ کہکے آفتاب باہر نکلا دیکھا ہزار ہا شیران صحرا لشکر کو پامال کر رہے ہین آفتاب نے بڑھکر شیرون کو للکارا اور آواز دی اے سگان صحرائی یہ کیا بے ادبی ہی یہ کہکے آفتاب نے سحر کیا کہ دوسری طرف سے صدہا آہو سینگون کو جنبش دیتے ہوے سامنے شیرون کے آئے جس شیر نے ارادہ کیا کہ آہو کو شکار کرون آہو نے بڑھکر اُسکو سینگ مارا کہ توڑ کر پشت کو شیر کی پار گذرا شیرون کو آہوون نے مار لیا شکار نے شکار کیا بعد تھوڑی دیر کے ایک ابر سیاہ اُٹھا اُس سے برف برسنے لگی الماس نے اُس ابر کو جو دیکھا کہا اے آفتاب یہ دو جادوگرنیان ہین انکو ہفت پیکر نے کوہ رنگا رنگ سے روانہ کیا تھا کہ شاید لشکر طلسم کشا مین غفلت ہو تو تم لشکر کو تباہ کر دینا ایسے مضمون کا نامہ ہمارے باپ کے پاس آیا تھا کہ جہانگیر وزہرہ بڑی زبردست جادوگرنیان ہین شاید ان دونون کے ہاتھ سے کام نکلے وہ دونون سحر کر رہی ہین مین ابھی جاکر اُنکو لاتی ہون یہ کہکے الماس طاؤس پر بیٹھی شہرت نے بڑھکر سحر کیا کہ جسقدر برف برسی تھی وہ سب غائب ہوئی یہ سحر کرکے شہرت زمین پر آکے کھڑی دیکھ رہی ہی کہ الماس طاؤس پر سوار سحر کرتی ہوئی برابر ابر کے پہونچی

للکار کر آواز دی او جہانگیر و زہرہ مین نے تمکو پہچانا ابر مین کہان تک چھپوگی یہ کہکے گولہ مارا ابر پھٹا دیکھا ایک تخت پر دونون جادوگرنیان بیٹھی ہین سحر کر رہی ہین الماس کو جو جہانگیر نے دیکھا پکار کر آواز دی کیون الماس تو نے باپ کو قتل کرایا قدرت کو بہکایا اب میرے مقابلے مین آئی ہے یہ کہکے گولہ مارا الماس نے گولے کو ہاتھ مین روک لیا روک کر وہی گولہ مارا کہ تخت جہانگیر کا ٹکڑے ٹکڑے ہوا تخت کے ٹوٹتے ہی وہ دونون جادوگرنیان علیحدہ ہوئین دونون نے دو طرف سے سحر کیا کہ الماس پر آگ برسنے لگی آگ نے الماس کو گھیرا الماس تڑپ کے نکل کر دونون پر جا پڑی دونون کا سحر دفع کر رہی ہے زہرہ نے ستارے الماس پر گرائے جہانگیر نے ایک سحر کیا کہ تلوارین الماس پر برسنے لگین سب تلوارین الماس نے توڑین ایک تلوار جھپٹ کر سر پر الماس کے گری کہ سر سر اسر الماس کا زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی الماس نے دوپٹہ اپنا پھاڑا اُس سے سر کو باندھا کچھ خون چلو مین لیا اسم سحر کا پڑھکر دونون پر پھینک مارا دو کمندین دونون کی گردن مین پڑین الماس نے کھینچا دونون کی گردنین بندھی ہوئین کمندون مین لٹکتی ہوئین الماس نے چاہا ان دونون کو لے نکلون کہ ابر سیاہ الماس پر گھرا آفتاب نے جھپٹ کر چاہا ابر کو توڑون ابر نہ ٹوٹا آفتاب نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ الماس نے گرفتار تو کر لیا مگر ابر سے نہین نکل سکتی آفتاب جھپٹ کر قریب ابر کے پہونچا جاکر ایک گولہ مارا اور کڑک کڑک کر گرا کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا آفتاب نے جاکر الماس کو سنبھالا الماس کے ہوش درست ہوے آفتاب نے منھ پر چھینٹے پانی کے دیے الماس اُن دونون کو گرفتار کیے ہوے ایک کو آفتاب نے لیا اور ایک کو الماس نے زمین پر آکے پہونچین اُن دونون کو ایک درخت سے باندھا آفتاب نے بہت کچھ سمجھایا ان دونون نے ہفت پیکر پرستی سے انکار نہ کیا الماس نے کہا حضور یہ خاص مصاحبان ہفت پیکر ہین یہ کبھی مطیع نہ ہونگی آخر رستم نے اُن دونون کے قتل کا حکم دیا جلادون نے اُنکو قتل کیا قتل ہونے کے بعد اُن دونون نے دیر تک ہنگامہ رہا کچھ زاغ و زغن پیدا ہوے وہ سر پیٹتے ہوے طرف طلسم ہفت پیکر کے گئے رستم لشنے فراغت کرکے

بہ فر فریدونی و بہ حشمت جمشیدی طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوئے
کہ وقت یہ حال انکا تحریر ہوگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان جانا ایرج و نورالدہر کا اور قید ہوجانا طلسم ہفت پیکر مین و صاحبقران کا پہونچنا و دیگر حالات متعلقہ داستان

ہذا ساقی نامہ تصنیف مصنف

پلا ساقیا جام حیرت فزا
بتا ساقیا مین بیان کیا کرون
عبث مجھسے ساقی تو چھوڑ ہی
سر راہ پر ایرج گرو ہے
کہ دونون جوان بر سر راہ ہین
نیا آج سامان ہوا ہی بہم
کہ صاحبقران خجستہ شیم
نکل آیا جانے کا اُنکے سبب
لکھون صاف خواجہ کی عیاریان

کہ سامان ہی قید سردار کا
کیا مجھکو پیر مغان نے خراب
ترے جہر سے صاف یہ دور ہی
یہ منظور ہی مجھکو پیر مغان
کہ اس رمز سے لوگ آگاہ ہین
شنین سعد کا حال صاحبقران
گل گلشن عز و جاہ و حشم
بہ صد لطف رستم کا جانا لکھون
نہ عیاریان بلکہ مکاریان
کبھی رزم مین رنگ ہی بزم کا

ترے دور مین ایسا بچین ہون
کیا مجھسے بنت العنب نے حجاب
مے صاف ہی اور نہ یان دُرد ہی
لکھون حال فرزند صاحبقران
چل اے توسن کلک جادو رقم
رہے رنگ پر ہر گھڑی داستان
بہ صد کر و فر کوچ کرتے ہین اب
امیر عرب کا بھی آنا لکھون
اسی حال مین لطف ہی رزم کا

چہرہ رہروان منازل طلسمات و طی کنندگان مراحل پر آفات داستان حیرت بیان ایرج و نورالدہر یون تحریر فرماتے ہین - شعر - مرصع خیالان رنگین ادا + چنین سے نگارند این ماجرا + جب کہ خبر وحشت اثر گرفتاری بادشاہ جمجاہ ایرج نوجوان نے سنی قبضۂ تیغۂ دودمۂ سکندری پر ہاتھ رکھا اُسی وقت سوار ہوے جو فیروزہ نشان جا گیا تھا اُسی پتے پر چلے عقب مین نورالدہر بھی آتے ہین مگر اول ایرج نوجوان بعد از قطع منازل و طی مراحل مرحلہ پیمائی کر کے اُس دشت پر آشوب مین پہونچے دیکھا ایک قلعہ سر بفلاک کشیدہ ہے تا ک بند بر جہاے قلعہ پر زنگیان آدم خوار قرنائین دہن سے

لگائے کھڑے ہین بہت سے نقارہ نواز برجون مین ایرج نے آتے ہی لشکر اُتارا
شب کو داخل بارگاہ ہوئے شاپور شیر دل نے عرض کی اے شہر یار یہ مقدمۂ طلسمات
ہو بادشاہ آکر جا نبر نہ ہوئے نہین معلوم کس حال سے طلسم مین پہونچے ایرج نے کہا
جب تیغ مرداں عالم کھینچی تو شعبدہ و نیرنگ کام نہین کرتا کل اس قلعے کو فتح کرینگے
لڑتے بھڑتے تا بہ بادشاہ اسلام پہونچین گے کہ اُنکو بھی یقین ہو کہ ہمارے ہوا خواہ جو تھے
وہ آپہونچے شاپور نے دیکھا کہ یہ جاہل مزاج کہنا نہ مانین گے خاموش ہو رہا وہ رات
ایرج نے تڑپ تڑپ کے کاٹی جبکہ عابد شب زندہ دار راہ تسبیح انجم کو سجادۂ فلک پر
رکھکر سر بسجود ہوا اور سلاح جہانگرد سلطان زرین پوش بصد جوش و خروش فوج ضیا
وشعاع ہمراہ لیکر میدان چرخ زبرجدی مین آیا تمام عالم منور و روشن ہوا ایرج نے
نماز سحر سے فراغت حاصل کی مسلح ہوکر باہر نکلے شاپور دمبدم عرض کرتا ہوا اے شہر یار یہ
مقدمۂ طلسم ہے بے سمجھے نہ جائیے ایرج نے نہ مانا گھوڑے کو میدان مین مہمیز کیا جب
میدان مین آکر نعرۂ کوہ شگاف کیا اور طرف پھاٹک کے چلے سینے دیکھا کہ نصف
میدان طے کیا تھا کہ پھاٹک کھلا ایک زنگی ایک نازنین کو ساتھ لیے ہوئے خندق پر
آکے بیٹھا اُس نازنین کے ساتھ بوس وکنار کرنے لگا چند کنیزین پشت پر حاضر ہین اور
گلابیان اُنکے ہاتھ مین دونون کو شراب پلا رہی ہین زنگی نے جوش محبت مین اُس نازنین
کا بوسہ لیا اُسنے سر اُٹھا کر ایرج سے آنکھ ملائی اور اشارہ کیا کہ یہ ظالم مجھپر ظلم کرتا ہے ایرج
نوجوان نے تلوار نیام سے کھینچی اور للکارا کہ او بے ادب یہ کیا حماقت ہے اس نازنین سے
الگ رہ اُسنے پھر گلے مین ہاتھ ڈالا پھر اُسکا بوسہ بجبر لیا اب تو ایرج کو بہت ناگوار ہوا گھوڑے
کو جھکا کر قریب خندق کے آئے للکارا کہ او بے حیا مین اُس پار آتا ہون اُسنے کچھ جواب
نہ دیا ایرج نے گھوڑے کو ایڑ کی کرہ بن اشقر ایسا گھوڑا چارون تیلیان جھاڑ کر خندق
کے پار پہونچا اب وہ زنگی تلوار لیکر اُٹھا ایرج پر ہاتھ مارا ایرج نے روک کر اپنا وار کیا
کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے وہ نازنین کھڑی ہو گئی ہاتھ باندھنے لگی کہتی ہے اے شہر یار
آپ نے مجھکو بڑے ظالم کے ہاتھ سے بچایا خوشامد کرکے ایرج کو کرسی پر بٹھایا ایرج

بیٹھے اُس نازنین نے کنیز کو اشارہ کیا کنیز نے جام بھر کر ایرج کو دیا ایرج نے جام پیا پیتے ہی
آنکھیں سرخ ہوئین اُس نازنین نے ہاتھ ایرج کا تھام کر کہا اب باغ مین چلیے وہ مقام خالی از
غیر ہے اُسی وقت ایرج اُٹھ کھڑے ہوے وہ نازنین ایرج کو لیکر اندر قلعے کے گئی دروازہ
بند ہوگیا اہل فوج ایرج نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ آقا قلعے مین گئے چاہا کہ روتے پیٹتے پلٹین
کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان مع فوج آکر پہونچے ایرج
کا حال سُنا بڑا افسوس کیا شبرنگ نے عرض کی حضور اس طرف جانے کا ارادہ نہ کرین
اب عبادت خانہ آراستہ ہو نورالدہر نے کہا سبحان اللہ وہ کہ پاس فروش بازاری یون
طلسم مین جائے اور مین عبادت خانہ آراستہ کرون مین ابھی جاتا ہون ہرچند سب نے سمجھایا
یہ بھلا کب مانتے ہین اسپ پریوش کو مہمیز کیا طرف قلعے کے چلے کہ پھاٹک قلعے کا کھلا دیکھا کہ
ایک سوار مرصع پوش قلعے سے نکلا للکارا کہ او جوان کہان آتا ہے یہ مقام طلسم ہفت پیکر ہے بڑے
بڑے شاہ و شہریار آئے ٹھوکرین کھاکے چلے گئے بالاے قلعہ سے نقارہ نوازون نے
آواز دی کہ ای جوان کیا اپنی جان سے بیزار ہے نورالدہر نے کسی کو جواب نہ دیا جب وسط
میدان مین پہونچے وہ جوان مرصع پوش جو قلعے سے نکلا تھا گھوڑے کو مہمیز کرکے سامنے
نورالدہر کے آیا ایک نیزہ مارا نورالدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ
چلنے لگا نورالدہر نے چاہا کہ نیزہ اسکا توڑ ڈالون نیزے کو گانٹھا جھپیٹ دیکر ایسا مارا کہ نیزہ
ہاتھ سے مرصع پوش کے نکلگیا جیسے ہی نیزہ ہاتھ سے نکلا اُسنے تیغے پر ہاتھ ڈالا نورالدہر
پر ہاتھ مارا نورالدہر نے وار بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا دونون
لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی پھر پھر مین اُس مرصع پوش نے نورالدہر کو اُٹھالیا
ہاتھ پر تولتا ہوا قلعے مین لیگیا پھاٹک بند ہوگیا اہل قلعہ نوبت نقارے و قرنائین بجانے لگے
ہر طرف یہی ہلڑ تھا کہ دو جوان عزیز داران طلسم کشا قید ہوے اہل لشکر دونون کے حیران و
پریشان سامنے قلعے کے کھڑے ہین بیقرار و بیچین اپنے اپنے آقا کے واسطے رو رہے ہین کہ
صحرا سے گرد اُڑی سبنے دیکھا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران مع لندھور و مالک و
قاسم و بدیع الزمان وغیرہ آکر پہونچے شبرنگ و شاپور نے بڑھکر عرض کی کہ ای شہریار

ایمج و نورالدہر بھی جاکر قید ہوئے بادشاہ اسلام چار روز گذرے ہین کہ جاکر قید ہوگئے
امیر نے جو یہ حال سُنا اشک حسرت آنکھون سے ٹپکائے اشقر کو اُسی وقت مہمیز کیا لندھور
و مالک دل بیضے بائین قاسم و بدیع الزمان قبضون پر ہاتھ رکھے پس پشت ہوئے سرداران
نامی نے جو دیکھا کہ صاحبقران طرف قلعے کے جاتے ہین سب سردار یعنی جمہور و فرامرز
و بہرام وغیرہ چار پانچ سو سردار پس پشت صاحبقران چلے مقبل نے جو یہ ہنگامہ دیکھا
گھوڑا جھمکا کر یہ بھی آگے بڑھا اہل قلعہ جو قرنائین لیے کھڑے تھے سب قرنائین پھونکنے لگے
نقارچیون نے نقارے بجائے میدان مین ایک غریو ہوا صاحبقران طرف قلعے کے جاتے
ہین کہ پہلوے قلعہ سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان سیاہ رو تیرہ درون پشت پر کئی سو پہلوان
عقب مین تین لاکھ کا لشکر سب مسلح و مکمل وہ جوان گینڈے کو بڑھا کر سامنے قلعے کے
آیا آواز دی یا صاحبقران پہلے مجھسے مقابلہ کر لیجیے تب قلعے پر جائیے یہ کہکے پشت پر دیکھا
ایک پہلوان کرگدن سوار پس پشت سے گینڈا جھمکا کر نکلا پکار کر آواز دی یا صاحبقران
کسی کو بھیجیے امیر نے طرف دست چپ کے دیکھا جمہور نے گھوڑا بڑھایا اور صاحبقران
سے اجازت طلب کی امیر نے فرمایا بسم اللہ تمکو خدا کے سپرد کرتا ہون جمہور گھوڑا جھمکا کر مقابلے
مین اُس جوان کے آیا جیسے ہی قریب اُس جوان کے پہونچا اُسنے نیزہ مارا جمہور نے نیزے
کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی چند طعنین آپس مین ردو بدل
ہوئی تھین کہ جمہور نے گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اُس جوان کے نکل گیا اُسنے
قبضے پر ہاتھ رکھا جمہور سے تلوار چلنے لگی اُسنے ایک مقام پر بار بچا کے کلائی پر ہاتھ
ڈال دیا جمہور نے گریبان مین ہاتھ ڈالا لپٹے ہوئے دونون زمین پر آئے آپس مین کشتی
ہونے لگی وہ جوان جمہور کو لے دوڑا ہر چند جمہور چاہتا ہے کہ رکون لیکن نہین رک سکتا
دس پانچ قدم پر لا کر اُسنے ہلّہ مارا کہ دونون گھٹنے جمہور کے آشنا بہ زمین ہوئے
کمر مین ہاتھ ڈال کے آواز دی المدد یا خداوند ہفت پیکر پس جمہور کو اُٹھا لیا جست
کرکے اپنے گینڈے پر سوار ہوا پھاٹک قلعے کا کھلا اہل قلعہ قرنائین بجانے لگے وہ جوان
جمہور کو لیکر داخل قلعہ ہوا پھاٹک بند ہوگیا وہ افسر جو کھڑا ہے اُسنے دوسرے

جوان کو اشارہ کیا اُسنے میدان مین آکر نعرہ کیا جسے تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین آئے فرامرز عاد مغربی نے گھوڑا اُٹھا دیا مقابلے مین اُس جوان کے پہونچا آپس مین نیزہ چلا فرامرز نیزے مین غالب آیا بعد تلوار کشتی کی نوبت آئی چار گھڑی مین اُسنے فرامرز کو اُٹھا لیا گینڈے پر سوار ہوکر طرف قلعے کے گیا پھاٹک کھُلا قلعے مین داخل ہوگیا اسی طرح تا بہ شام چالیس سردار اُس طرف سے نکلے اِدھر سے سرداران صاحبقران عبد الجبار حلبی و عبد القہار حلبی و نعمان بن منظر نکلے مگر پہلوانان لشکر کفار سرداران صاحبقران پر غالب آئے اور گرفتار کر کے قلعے مین لے گئے ہر مرتبہ قرنائین بجتی ہین اور نوبت نقارہ بجتا ہی لشکر کفار سے صدا مبارک مبارک کی آتی ہے شام کو وہ سردار جسکا لقب گیہان کر گدن سوار ہی یہ کہکر پلٹا کہ یا صاحبقران اب تو شام ہوگئی کل آپ سے سمجھ لونگا یہ کہکے اُسی مقام پر اُتر پڑا صاحبقران بھی لشکر کو لیکر پلٹے سامنے قلعے کے بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی جملہ سردارون کو لیکر داخل بارگاہ ہوے خواجہ عمرو نے عرض کی ای شہریار معلوم ہوتا ہی اس طلسم کا ہفت پیکر نام ہی علامتین چند در چند ہین بادشاہ اسلام کا اور طور سے داخلہ ہوا ایرج اور رنگ سے گئے نورالدہر اور طریقے سے داخل ہوے حضور کے سردارون پر یہ معرکہ گذرا میری مراد یہ ہی کہ حضور اپنے کو بچائین ایسا نہو کہ مقدمۂ طلسم ہی کوئی سانحہ بندگان عالی پر گذرے تو مشکل ہوگی انتظار رستم کیجیے مین نے خبر پائی ہی کہ اُنھون نے تحفہ جات طلسمی بھی حاصل کیے اور لوح طلسمی بھی اُنکو ملی وہ آکر طلسم مین داخلہ کرینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ گیہان نے طبل جنگی پھر بجوایا امیر نے حکم دیا کہ خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی بحکم صاحب قران نقارۂ رزمی پر چوب پڑی امیر نے فرمایا خواجہ اب ممکن ہی کہ دشمن لوآمادۂ حرب و پیکار ہوا اور ہم تامل کرین جس طور سے جنگ آغاز ہوئی اُسی طرح ہوگی مین خود نکلونگا اگر سحر ہی دفع ہو جائیگا اُسی وقت سے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی تیاری مین بسر ہوئی جس وقت کہ شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش قلعۂ مغرب سے مع فوج ضیاء و شعاع

برآمد ہوا اور میدان چرخ زبرجدی مین صف آرا ہوا دونون لشکر میدان کارزار مین آئے اور صف آرائی ہونے لگی اُدھر بھی صفین جمین اُس افسر پہلوان نے خود گینڈا احمیکا پایا اور میدان مین آکر آواز دی منم گیہان کرگدن سوار جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین آئے بدیع الزمان نے قصد مقابلے کا کیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ میدان قرق کرو مین خود اسکے مقابلے مین جاؤنگا خواجہ نے کلاہ نمدی اچھالی ہر ایک کو معلوم ہوا کہ صاحبقران خود نکلین گے امیر نے اشقر بڑھایا سب سردار پیدل ہوکر ساتھ ہوئے امیر نے سب کو رخصت کیا فرمایا میدان مین ایک سے ایک مقابلہ کرتا ہی تم لوگ میرے واسطے دعا کرو کہ پروردگار مجکو مظفر و منصور کرے سب سردار پلٹے مگر بدیع الزمان سب کے آگے گھوڑا بڑھائے ہوئے کھڑے ہین امیر جو گیہان کے مقابلے مین پہونچے تگاورزن ہوئے خواجہ عمرو فرماتے جاتے ہین کہ ای شہریار اسم اعظم ورد زبان رہے امیر نے اسم اعظم ورد کیا گیہان سے تگاورزن ہوئے چھ سات قدم اُسکا گینڈا ہٹا تین چار قدم گھوڑا صاحبقران کا پیچھے ہٹا گیہان نے دیکھکر آواز دی یا صاحبقران مین پہلوان قدرت ہفت پیکر ہون اور نظرکردہ ہون آپ مجھسے مقابلہ کیجیے صاحبقران نے فرمایا ای گیہان اب تو تیرے مقابلے مین آئے پلٹ جانا مقابلے مین آکر مردان عالم کا دستور نہین گیہان نے نیزہ مارا امیر نے نیزہ روکا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین صاحبقران نے بعد چند طعنون کے نیزہ کا ٹھکا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے گیہان کے نکلگیا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا مگر امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہین جب اسم اعظم موقوف کرتے ہین ایک پریشانی معلوم ہوتی ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ خون بدن مین جوش مار رہا ہی امیر نے پھر اسم اعظم پڑھا باڑھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا گیہان نے گریبان پر ہاتھ ڈالا دونون جوان لپٹے ہوئے زمین پر آئے امیر سے اور گیہان سے کشتی ہونے لگی امیر اگر چار قدم ریل کرلیجاتے ہین تو وہ چاہتا ہی کہ پانچ قدم ریل کرلیجاؤن لیکن بسبب اسم اعظم کے صاحبقران پر کوئی زور نہین چلتا امیر بھی چاہتے ہین اسکو زیر کرون مگر ممکن نہین ہوتا ہے ایک طور پر کشتی ہو رہی ہی جس مقام پر صاحبقران گیہان کو پکڑ لاتے ہین گیہان تڑپکر نکلجاتا ہی اور جہان گیہان صاحبقران کو پکڑ لایا یہ بھی مثل برق تڑپکر نکل جاتے ہین شام تک

کشتی ہوئی امیر بھی عاجز ہو گئے گیہان کو زیر نہ کر سکے اور گیہان بھی پسینے پسینے ہو گیا ہر چند قصد کیا کہ امیر کو زیر کرون مگر ممکن نہ ہوا آخر شام کو ہاتھ روک کر کھڑا ہوا کہا یا صاحبقران دن واسطے جنگ وجدل کے اور شام واسطے آرام کے ہے اب تشریف لیجائیے میرے آپ کے کل پھر مقابلہ ہوگا ہر چند کہ صاحبقران کو پلٹنا حریف کے مقابلے سے نہایت شاق ہے مگر خوف غالب ہوا کہ ایسا نہ ہو گیہان مجھپر غالب آئے جیسے ہی گیہان نے دوسرے روز کا وعدہ کیا امیر نے فوراً گیہان کو چھوڑ دیا فرمایا کہ کل کا وعدہ ہوتا ہے گیہان نے کہا مین ضرور آپ کے مقابلے مین آؤنگا ہر چند کہ میرے جملہ سردار آپ کے سردارون سے مقابلے کے خواہان ہین مگر اب مین میدان مین آیا آپ سے مقابل ہوا میرے آپ کے فیصلہ ہو لے تو سردارون سے سردار لڑین صاحبقران پلٹے سپر و شمشیر اٹھائی اشقر پر سوار ہو کے چلے کنارے تک لشکر کے نہ پہونچے تھے کہ لشکر مین ہلڑ ہوا امیر نے فرمایا خواجہ دریافت تو کرو یہ کیسا ہنگامہ ہے کہ اُمیّہ روتا ہوا سامنے آیا عرض کی کوئی آقا کو اٹھا لیگیا امیر کو حال سُنکر بدیع الزمان کا بڑا قلق ہوا سر اٹھا کر دیکھا ایک پنجہ کمر مین پڑا ہوا بدیع الزمان کو سوئے قلعہ مین لیگیا امیر کو بڑا قلق ہوا مگر خاموش بارگاہ مین آئے سر جھکا کر بیٹھے عمرو نے پوچھا کیون آقائے نامدار مزاج کیسا ہے امیر نے فرمایا خواجہ بڑے بڑے پہلوانون سے مقابلہ کیا مگر یہ پہلوان ایسا زبردست ہے کہ خدا نے آبرو بچائی مجھے یہ یقین تھا کہ دیکھیے اسکے ہاتھ سے کیونکر بچونگا مگر خواجہ تمنے سُنا کہ بدیع الزمان کو پنجہ اٹھا لیگیا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوئے بعد دعا وثنا کے عرض کی کہ گیہان نے طبل جنگی بجوا دیا امیر نے فرمایا خواجہ کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے ادھر بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا۔ نظم

یافت از سرچشمۂ خورشید نور	روز دیگر کین جہان پر غرور
ہندی شب را بہ تیغ افگندہ سر	ترک روز آخر بہ این زرین سپر

صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صفین جمین گیہان گردن سوار نے گینڈا اپنا نکالا میدان کارزار مین آکر سلحشوری دکھانے لگا گینڈے کو چمکا رہا ہے نیزہ ہلا رہا ہے

صاحبقران

صاحبقران آمادہ کھڑے ہین کہ یہ آواز دے تو مین میدان کارزار مین جاؤن مگر فرماتے ہین
کہ خواجہ بڑے سخت پہلوان سے مقابلہ ہے پروردگار آبرو بچائے گیہان گینڈے کو روکے
کھڑا ہوا آواز دی کہ کہان ہین صاحبقران زمان کہ طرف سے صحرا کے گرد اڑی سب دیکھنے
لگے دیکھا چند لکہ ہائے ابر آسمان پر گرتے ہوئے نمایان ہوئے اور لشکر عظیم پشت پر
ساحر و غیر ساحرون کے جماوہ امیر نے دیکھا رستم مرکب اشتر الاکبود پر سوار سردار گھیرے ہوئے
ایک دیوانہ ژولیدہ موے بدست کاندھے پر رکھے جست وخیز کرتا ہوا آتا ہے پشت پر چار سو
دیوانے غل مچاتے ہوئے پانچ لاکھ سوار و پیدل کا لشکر نیزے سب کے ہاتھ مین اس
گرد سے رستم ظاہر ہوئے رستم نے جو ایک پہلوان کو میدان مین دیکھا سمک نے جو رکاب
پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا عرض کی اے شہریار پہلوان میدان مین ہے آپ کے قبلہ وکعبہ کو للکار
رہا ہے صاحبقران نکلا چاہتے ہین رستم نے وہین سے مرکب کو مہمیز کیا فرمایا او بیحیا مین
تیرے مقابلے مین آتا ہون مرکب پر کوڑا اٹھایا وہ مرکب باد رفتار طرارہ بھر کے چلا تین
ٹھیکون مین مقابلہ گیہان مین پہونچے مگر لوح کو ملاحظہ کر لیا سامنے گیہان کے پہونچکر
فرمایا او بیحیا ہم تیرے ہم نبرد ہین صاحبقران نے جو رستم کو اس شان سے دیکھا خوش ہوگئے
صاحبقران کو رستم نے سلام کیا امیر نے سمک کو اپنے قریب بلایا سب حال پوچھا کل کیفیت
سمک نے بیان کی عرض کی حضور یہ جو لکہ ہائے ابر آسمان پر ٹھہرے ہین اسمین بڑے
بڑے ساحر مخفی ہین اور رستم کے شریک ہین کائنات کے ساحر ہین علم نیرنگ و شعبدے
سے بخوبی ماہر ہین صاحبقران نے بڑی خوشی کی فرمایا رستم نے بڑا کام کیا کہ لوح لیکر آئے
رستم جو سامنے گیہان کے پہونچے گیہان نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان
پر لیا چند طعنین آپس مین رد و بدل ہوئی تھین کہ رستم نے نیزہ گیہان کا توڑ ڈالا گیہان نے
قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغہ برقتاب نیام انتقام سے کھینچکر خبردار خبردار کہکے رستم پر ہاتھ مارا رستم
نے تیغہ ہفت جوہر سامنے کیا جیسے ہی تیغہ چمکا گیہان نے ہاتھ روکا رستم نے ہاتھ
تیغہ ہفت جوہر کا مارا اسنے سپر فولادی چہرے کی پناہ کی مگر تیغہ ہفت جوہر جو پڑا
سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو دو کاٹ کر تیغہ گرایا تو قبضہ سپر پر چمکا تھا یا زیر تنگ جا کر

زمین کو بوسہ دیا بار گیہان کو رستم نے مرکب بڑھایا فوج جو پانچ لاکھ سامنے کھڑی ہی نیزے
اٹھا کر رستم پر چلی رستم نعرہ کرکے اُن سب پر جا پڑے ۔ نعرۂ رستم ۔ ارشد اولاد امیر عرب +
گیتی علمشاد چو رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور +
ہزبر دمان رستم نوجوان + نہال گلستان صاحبقران + اگر تیغ کین بر کشم از غلاف +
تزلزل فتد درمیان مصاف + اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم + زگاو زمین بیخ و بن بر کنم +
فوج کفار پر جا پڑے جس پہلوان نے سامنا کیا اسکو ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے
کئی سو پہلوان ہاتھ سے رستم کے مارے گئے آخر فوج نے شکست کھائی طرف قلعے کے
بھاگی رستم اُنکو رولتے ہوے جاتے ہین جب وہ لوگ سامنے خندق کے پہونچے قرنا نوازان
نے قرنائین بجائین اور پکار کر آواز دی ارے اس طرف نہ آنا جب قرنا نوازون نے آواز
دی تو اہل فوج پلٹے طرف صحرا کے رخ کیا رستم سامنے قلعے کے کھڑے ہین خندق پر آکے
رستم نے لوح کو چمکایا پانی مین غرش ہوئی ایک آہو جست کرکے نکلا سامنے رستم کے بھاگا رستم
نے اُسپر گھوڑا ڈالا آہو آگے بھاگا ہوا جاتا ہے صحرا مین جاکر آہو غائب ہوا رستم اُسکے تعاقب
مین ایک کوئین پر پہونچے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا اے فاتح طلسم وائے سیار این عجائبات
اپنے کو چاہ مین مع مرکب گرا دو رستم نے فوراً گھوڑے پر کوڑا مارا گھوڑا کوئین مین فوراً پھاند پڑا
سمک یلداتی نے جو یہ معرکہ دیکھا وہان سے پلٹا اور یہان لشکر مین آیا آفتاب فلک سیر
نے پوچھا آقا کہان گئے سمک نے بیان کیا کہ کوئین مین مع گھوڑے پھاند پڑے
آفتاب اُسی جانب چلا شہرت مرصع پوش نے کہا اے آفتاب جس راہ سے طلسم کشا
گئے ہین اُس راہ سے ہم تم نہین جاسکتے ہمارا تمہارا اور راستہ ہے آفتاب نے الماس سے
پوچھا کیون اے ملکہ عالم کسطرح جائین کہ پاس طلسم کشا کے پہونچین الماس نے کہا مین
چلتی ہون میرے پیچھے جسکو آنا ہو جلد آئے یہ کہکے الماس آگے بڑھی آفتاب و جلال
و شہرت پیچھے پیچھے الماس کے چلے الماس آتے آتے قریب ایک کوہ کے پہونچی آکر
آواز دی اے راہبر منزل مراد جلد آؤ ہمکو طلسم مین لیچلو دیکھا درِ کوہ سے ایک ساحر سیہ فام
بدانجام نمایان ہوا پکارتا ہوا اے ملکہ عالم آئیے آگئے آگے وہ ساحر چلا پیچھے اُسکے الماس و آفتاب

و شہرت و جہلال جاتے ہین جیسے ہی الماس نے پیچھے اُس ساحر کے قدم درہ کوہ مین رکھا آواز آئی ای راہبر کسی لیے جاتا ہو یہ لوگ دشمن خداوند ہین پہلو سے ایک ساحر قوی الجثہ جھپٹ کے نکلا چاہا الماس کو پکڑ لون الماس نے پیچھے ہٹکر زلف عنبرین کو گردش دی جلیسے ہی زلفون کو جنبش ہوئی دھوان نکلا وہ دھوان اُس ساحر کی طرف چلا اُس ساحر نے پیچھے ہٹکر ایک دعا پتھر زمین پر مارا الماس لڑکھڑا کر زمین پر گری وہ ساحر چلا کہ الماس کا سر کاٹ لون آفتاب نے للکارا او نالائق کیا کرتا ہی ساحر نے پھر وہ پتھر زمین پر مارا آفتاب بھی لڑکھڑا کر گرا جہلال نے بڑھکر سحر کیا جہلال کو بھی اُس ساحر نے گرایا تب شہرت مرصع پوش نے بڑھکر آواز دی ارے مجھکو پہچانتا ہی یا نہین اُس ساحر نے جو جمال بے مثال شہرت کو دیکھا شہرت نے کچھ آنکھون سے اشارہ بھی کیا گورے ہاتھون سے دستک دی اُس ساحر کا منھ گلنار ہوا آنکھین سرخ ہوئین منتین کرنے لگا کہتا تھا ای سرتاج معشوقان مین تو مدت سے تمھارا مشتاق تھا ہجر کی راتین تڑپ تڑپ کے کاٹین شکر ہی خداوند ہفت پیکر کا کہ جمال بے مثال تمھارا دیکھا برسون تڑپتے گذرے اب یہ کیفیت ہی نظم

ہی فسانہ ساتھ سوئے کب کسی تدبیر سے	نیند آتی ہی ہمارے خواب کی تعبیر سے
ہاے پھر مرنے لگا مین لطف کی تقریر سے	اُسکا دم بھی کم نہ تھا ہرگز دم شمشیر سے
بزم دشمن سے نہ اُٹھے وہ کسی تدبیر سے	ملگئے ہم خاک مین محشر تری تاخیر سے
میرے لکھے کو مٹایا آپ نے اچھا ہوا	تھا شگون ہی مدعا یان نامہ کی تحریر سے
جاے شربت مرتے دم بھی خون پلایا ہا ملے	منھ مرا کھولا ستم پیشہ نے نوک تیر سے
عشق اُس قاتل کا بعد قتل بھی بھولو ملے	ہی یہ کیسا جرم جو جاتا نہین تعزیر سے
سر پٹکتا ہی فلق مین مومن خانہ خراب	مسجدین رہتی نہین کیا فائدہ تعمیر سے

یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے شہرت کے آیا کہا ای ملکۂ عالم راہ زن میرا نام ہی راہبر وہ کھڑا ہی تشریف لیچلیے یہ کہکے راہ زن اور راہبر آگے بڑھے شہرت نے الماس کو اُٹھایا آفتاب و جہلال پر سے سحر اُتارا اب دونون ساحر راستہ بتاتے ہوے ان چارون کو لیے چلے درہ کوہ سے تھوڑی دیر مین نکلے دیکھا ایک صحراے ویران کف دست میدان جہان بطرفسے

سنسان کچھ نخل جلے ہوے خاک اڑ رہی ہی ہر طرف سے آواز سائین سائین کی آ رہی ہی
زاغ و زغن غل مچاتے پھرتے ہین انکو جاتے ہوے جو دیکھا ایک زاغ اُن سب کے بیچ سے
نکلا نکلکر بلند ہوا پکارکر آواز دی ای ساکنان صحراے ویران ہمراہیان طلسم کشا اُس
راستے سے جاتے ہین کہ ایک طرف سے ایک ساحرہ دوڑی ہوئی آئی آفتاب نے بڑھکر
آواز دی کیون سنسان ہمکو روکنے آئی ہو ہم تو مدت سے تمھارے مشتاق تھے ذرا ہمسے
نگاہ ملاؤ اگلی محبتین یاد کرو یہ کہکے آفتاب نے نگاہ سحر آگین ڈالی جیسے ہی نگاہ اُسکی
آفتاب پر پڑی وہ ساحرہ تھر تھر کانپی کانپ کر پکار اُٹھی ای آفتاب ای کاہن طلسمی ہم تو
مدت سے تمھارے مشتاق تھے کئی دن سے ذکر ہو رہا تھا کہ ساتھ طلسم کشا کے آفتاب آئینگے
لیکن یہ راہبر و راہزن تمکو خلاف راستے سے لائے جاتے ہین کہ تمکو بھٹکائین آفتاب
نے کہا ای سنسان تمکو یہ گوارا ہوگا کہ ہم بھٹکتے پھرین منزل مقصد تک نہ پہونچین اور طلسم کشا
سے ملاقات نہ ہو ای سنسان ان دونون کو روکو یہ بد باطن ہین سنسان نے بڑھکر آواز
دی او راہ زن آگے نہ بڑھنا کیون انکو بہکاتا ہی راہبر نے پلٹ کے آواز دی ارے دیوانی
ہمارا یہی کام ہی اسی اُلٹ پلٹ مین ہمارا نام ہی آخر دونون نے تلوارین کھینچین راہبر اور
راہ زن سنسان کی سمت چلے سنسان نے کئی سحر کیے راہ زن دفع کر دیتا ہی تینون
مین سحر چل رہا ہی الماس نے سنسان کو پکار کر کہا ذرا مجھسے آنکھ ملا سنسان نے جو
الماس سے آنکھ ملائی آنکھ ملاتے ہی سنسان کو بڑا غصہ آیا تیغچہ کھینچا پہلے راہبر کو کھینچ
مارا پلٹ کے راہ زن پر وار کیا دونون کا سر زخمی کیا دونون کا سر زخمی ہوتا تھا کہ دونون نے
خون اپنے سرون کا لیکر سنسان پر پھینک مارا دونون کے سر کا خون جسم پر سنسان
کے پڑا سنسان مثل ہیزم خشک جلنے لگی غل مچانے لگی کہ ای ملکہ الماس واسطہ اپنے
دین و مذہب کا مجھے بچائیے اب مین جلکر خاک ہوا چاہتی ہون الماس نے بڑھکر دونون ہاتھ
ہلائے برق چمکی ابر آیا اور اُس ابر سے پانی برسا پانی نے آگ بجھائی سنسان ہوش مین
آئی آگ جو بجھی آبلے جسم پر باقی رہے ایک آبلہ پھوٹا اُسکا پانی لیکر سنسان نے راہ زن
پر پھینک مارا راہ زن کے بدن پر آبلے پڑ گئے راہبر نے دوڑ کر چاہا پانی برساؤن یہ جو

سنسان

سنسان نے دیکھا نیچہ کھینچکر قریب راہبر آئی للکارا کہ او بیحیا کیا کرتا ہی اپنی تو خبر لے یہ کہکے ایک آبلے کا پانی راہبر پر کھینچ مارا پانی جو پڑا دونون لڑ کھڑے سنسان نے بڑھکر ایک نیچہ مارا کہ راہ زن کے دو ٹکڑے ہوے راہ زن کا مرنا کہ راہبر نے سنسان پر نیچہ مارا دونون مین دو دو ہاتھ چلے مگر راہبر نے سر بچا کر کمر پر ہاتھ مارا کہ سنسان کے دو ٹکڑے ہوے سنسان جو مر کر گری جسم کا اُسکے خون جو راہبر پر پڑا یہ بھی جلنے لگا جب ان تینون کا ساحرون کا خاتمہ ہوا آفتاب نے دیکھا یا تو صحراے ویران مین تھے یا ایک صحراے پر بہار ہی جانورون کی پکار پھولون کے رخسار مثل شعلۂ آتش دہک رہے ہین غنچے چٹک رہے ہین نخل سرسبز و شاداب غنچہ ہاے گل لاجواب نہرین موج مار رہی ہین موجین مثل تلوار کے چمک رہی ہین عندلیبان خوشنوا چہک رہی ہین ایک مقام پر صدہا بلبلین جمع ہین ایک عندلیب خوشنوا یہ اشعار گا رہی ہی۔

نظم

گر غیر کے گھر سے نہ دلارام نکلتا
دم کا ہے کو یون اے دل ناکام نکلتا

مین وہم سے مرتا ہون وہان جب لئے اُسکے
قاصد کی زبان سے نہین پیغام نکلتا

کرتے جو مجھے یاد شب وصل عدو تم
کیا صبح کہ خورشید نہ تا شام نکلتا

ہر ایک سے اُس بزم مین سب پوچھتے تھے نام
تھا لطف جو کوئی مرا ہمنام نکلتا

حورین نہین مومن کے نصیبون مین جو ہوتین
بت خانے ہی سے کیون یہ بد انجام نکلتا

یہ اشعار جوان سب نے سنے آفتاب نے دیکھکر آواز دی یارو دیکھا تمنے صحرا تبدیل ہوا عندلیبان خوشنوا ہمکو تمکو سمجھا رہی ہین اب ہمارا تمھارا ساتھ رہنا بہتر نہین ورنہ گرفتار ہو جائینگے اب الگ الگ چلو راہبر کامل پاس طلسم کشا کے پہونچا دیگا نہین معلوم طلسم کشا کس مقام پر ہین آفتاب نے جو یہ باتین کین الماس نے پیچھے ہٹکر گولہ مارا زمین سے غبار پیدا ہوا ایک ابر بنکر تیار ہوا الماس ایک طاؤس پر سوار ہو کر اُس ابر مین مخفی ہوئی ابر ایک جانب چلا شہرت نے بھی ایک ابر گلگون تیار کیا اُس ابر مین مخفی ہوئی جھونکے ہوا کے چلتے ہوے ایک جانب وہ ابر چلا آفتاب نے سحر کیا کہ ابر سفید رنگ جھومتا ہوا سامنے آیا مثل آفتاب عالمتاب اُسمین چمکتا ہوا آفتاب بھی ایک جانب چلا جہلال نے

ابر سوسنی آراستہ کیا بہ شکل ماہ تابان بنکر اس ابر مین مخفی ہوا یہ ایک جانب چلا چارون ساحر ایک ایک جانب چلے کہ انکا حال وقت پر تحریر ہوگا مگر رستم پیل تن جو کوئین مین داخل ہوے بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی ایک صحراے پر آشوب مین جاکر پہونچے وہ صحرا نہایت وسیع تھا ہزار ہا نخل بڑے بڑے سایہ دار کسی جانب چمن ہاے طولانی آراستہ کسی جانب چھوٹے چھوٹے نخل مثل گلدستے کے آراستہ ہین کہ سایہ انکا نہایت لطف دیتا ہی رستم اس صحرا کو دیکھ رہے ہین بہت محظوظ ہوے اب ایک نخل کے سائے مین جاکر اترے زین پوش بچھا کر بیٹھے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اگر دشت ہول خیز و فرح انگیز مین داخل ہو تو اسم حاشیہ لوح اس تعداد سے ورد زبان کرو تعداد مین فرق نہ آئے رستم نے اسم حاشیہ لوح شروع کیا چند مرتبہ پڑھا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر کئی ہزار جوان نیزے چمکاتے ہوے پیدا ہوے وہ جوان جو سب کے آگے ہی اسکا سرخ فام سرخ پوش نام ہی سامنے رستم کے آکر کھڑا ہوا پکار کر دور ہی سے آواز دی ای طلسم کشا سارا گھمنڈ تمکو اس لوح پر ہی کچھ زور بازو بھی رکھتے ہو اگر دعوی جرأت ہو تو میرے مقابلے مین آؤ کچھ زور بازو دکھاؤ رستم اسم پڑھ رہے تھے کہنا اسکا ناگوار تو ہوا مگر کچھ جواب نہ دیا دوبارہ اسنے پکار کر آواز دی کہ ای رستم نام رستم ہی صفت رستمی دکھاؤ پھر رستم نے ضبط کیا سہ بارہ اس پہلوان نے پھر پکار کر آواز دی کہ آپ کی جرأت ہم پر کھل گئی کہ آپ ہمارے مقابلے مین نہین آتے آپ کے بزرگ بھی ایسے ہی ہونگے جیسے آپ ہین بزرگو نکا جو اس پہلوان نے نام لیا رستم کو بہت ناگوار ہوا آواز دی او بیحیا کیا بکتا ہی مین تیرے مقابلے مین آتا ہون یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھے وہ پہلوان گینڈا دوڑا رہا ہی نیزہ ہلا رہا ہی رستم گھوڑے پر سوار ہوکر مقابلے مین اسکے پہونچے تگاورزن ہوے اسنے نیزہ مارا رستم نے چند طعنون مین نیزہ اسکا ہوائی کیا نیزہ نکلنا کہ اسنے ساتھ والون سے پکار کر آواز دی یارو تم دیکھتے ہو طلسم کشا ہم پر زیادتی کرتا ہی چہار جانب سے گھیر کر بار لو کئی ہزار سوار گھوڑے اٹھا کر رستم پر آپڑے رستم نے تیغ ہفت جوہر کھینچا ان سب سے لڑنے لگے مگر وہ جوان الگ سے لینا لینا کر رہا ہی مقابلہ مین رستم کے نہین آتا سوارون کو

ترغیب دے رہا ہے جو سامنے رستم کے آیا ہاتھ سے رستم کے مارا گیا رستم جنگ کرتے ہوئے
قریب اُس جوان کے پہونچے پکار کر آواز دی او نامرد بُرے طعن و تشنیع کرتا تھا اب مقابلے میں
نہیں آتا تب اُسنے بڑھ کر ڈرتے ڈرتے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر پر روکا روکے
ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی اُس پہلوان کے غریو بلند ہوا اسقدر غبار اُڑا کہ
صحرا تاریک ہو گیا آوازیں مختلف آئیں پھر ایک آواز آئی کُشتی مرا نام ہے سرخ فام مُرغ جگر پیا
بعد رستم اُس اندھیرے میں کھڑے ہیں حیران ہیں کہ یہ کیا معرکہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے
اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی رستم نے دیکھا ایک صحرائے مختصر ہے سامنے میں پہاڑ کے میں کھڑا
ہوں حیران ہوئے کہ اے رستم یہ کیا عجائب و غرائب ہے شام قریب تھی مرکب سے اُترے سامنے
میں ایک نخل کے زین پوش بچھا کر بیٹھے دیکھا چند ساحر درۂ کوہ سے نکلے رستم کو دیکھکر پھر
پلٹ گئے اس صحرا کا حاکم غراب بن اہرمن صحرا نشین اپنے مقام پر بیٹھا ہے دربار جمع ہے
بیٹی اسکی سہیم گوہر پوش کرسی پر بیٹھی ہے اہل دربار ذکر طلسم کشا کر رہے ہیں ہر ایک کا قول ہے
کہ اب تو طلسم کشا لوح لیکر آیا ہے غراب کہتا ہے کہ مقام بر سرخ فام کے پہونچے ہیں وہ ضرور
دھوکا دیگا کہ سالہا سال رستم پریشان رہیں یہ وہ مقام نہیں ہے کہ لوح کے بھروسے پر طلسم کو
فتح کر لیں وہ مشکل پڑیگی کہ نوبت بجان و کارد بہ استخوان پہونچے گی کہ چند ساحر دوڑے ہوئے
آئے عرض کی اے بادشاہ عالیجاہ طلسم کشا آپ کے زیر کوہ بیٹھے ہوئے ہیں سب غلام اپنی
آنکھوں سے دیکھ آئے غراب یہ سنکر اُٹھا سہیم گوہر پوش نے کہا اے والد کہاں ارادہ
جانے کا ہے غراب نے کہا برائے قتل طلسم کشا جاتا ہوں سہیم نے کہا اے والد تحفہ جات و
لوح طلسم کشا کے پاس موجود ہیں ایسا نہ ہو حضور پر دار چل جائے غراب نے کہا اے
نور نظر اب وہ میری حوالی میں آیا ہے کیونکر مقابلہ نہ کروں سہیم نے کہا فوج کو بھیجدیجیے وہ جاکر
گھیر لے غراب نے کہا اُنکا لقب رستم ہے ہزار دو ہزار کی حقیقت نہیں جانتے ایسے ایسے
مقاموں پر معرکے پڑے اُنکو شکست دی بڑے بڑے پہلوان اُنکے ہاتھ سے مارے گئے
کہ سرحد طلسم ہفت پیکر پہلوانان نامی سے خالی ہوگئی بڑے بڑے پہلوان کہ جو طبل یکتائی
بجاتے تھے نام سے اُنکے شیران صحرا تھراتے تھے اُنکو یوں قتل کیا کہ اب اُنکا کوئی نام بھی نہیں لیتا

سہیم گوہر پوش نے کہا اے والا تبار آپ اسقدر جاہ و جلال طلسم کشا بیان کرتے ہین اگر آپ کے نزدیک مناسب ہو تو مین جاکر دیکھ آؤن آخر یہی صلاح ہوئی کہ ملکہ سہیم جاکر دیکھ آئین اُسکے بعد شکر کشی کیجائے یہ صلاحین کرکے ملکہ سہیم طاؤس پرسوار ہوئین طرف طلسم کشا کے چلین غراب بن اہرمن بارگاہ مین بیٹھا ہوکہہ رہا ہے دختر میر شا سحر بین بخاق شہرۂ آفاق ہے کیا عجب کہ طلسم کشا کو گرفتار کرلائے ہزارہا شعبدے اُسکو آتے ہین ایک شعبدہ اگر اُسکا چلگیا تو طلسم کشا دیوانے ہوکر آئین گے راہ مین سہیم گوہر پوش سوچی کہ وہ تدبیر کرون کہ دربار طلسم کشا دیکھون ساحر و غیر ساحر جو اُنکے ساتھ ہین اُن سب کو نگاہ مین تولون موافق ہر ایک کے مرتبے کے سحر کرون سب دیوانے ہوکر الگ ہوجائین طلسم کشا خدمت والا مین آئین یہ سوچکر ایک پہاڑ پہ ٹھہری صورت اپنی تبدیل کی ایک ساحرۂ راہ گیر کی قطع بنی کپڑے بھی کچھ خراب صورت مین خلاف وضع اُس اندھیری رات مین دور سے دیکھا کہ ایک نخل کے سائے مین ایک شخص بیٹھا ہے مرکب مثل نگہبان گرد پھر رہا ہے آخر یہ دیکھکر پہاڑ سے اُتری یہ تو ثابت ہوگیا کہ طلسم کشا اکیلے اس مقام پر پہونچے ہین رات بسر کرنے کو زیر نخل بیٹھے ہین پہاڑ سے اُترکر بطور راہ گیرون کے طرف طلسم کشا چلی لوح طلسم کشا کے گلے مین تحفۂ جان زیب جسم قبضے پر تیغۂ ہفت جوہر کے ہاتھ زیر بغل سپر اُسپر تکیہ کیے بیٹھے ہین کہ سہیم ٹہلتی ہوئی زیر نخل پہونچی مرکب اصیل نے جو دوسرے شخص کی آہٹ پائی ٹاپ زمین پر ماری رستم نے آنکھ کھولدی سر جو اُٹھایا عارض انور چمکا صاف ثابت تھا کہ ماہ تابان جلوہ افروز ہے سہیم کی نگاہ پڑی کہ ایک جوان رشک ماہ پیر کنعان صاحب شوکت و شان چہرہ آفتاب جاہ و جلال عارض ماہ آسمان کمال ابرو رشک ہلال آنکھین بعینہ چشم غزال زلفین خلیلی دوش پہ مار سیاہ لہرارہے ہین جسکی مثال شاعر کہتا ہے۔ نظم بطور مسدس

زلف رسا ہے یا شب معراج سر بلند یا ہین وہ مار ستانۂ ضحاک فودبند	یا قدسیون کے صید کو پھینکی ہے یہ کمند ہے جسکی دست بُرد سے آفاق کو گزند
آشفتہ اس سے ایک نہ سنبل چمن مین ہے	دل خون ختن مشک کا نافہ ختن مین ہے

ہے زلف یا دھوان ہے یہ شمع جمال کا
یہ ابر آفتاب کے پہلو مین چھا گیا
اعجاز حسن و ناز سے اونچا نہ ہو سکا
پیدا ہی یا کہ شام غریبان یہ برملا
خورشید روے یار کی گو زلف شرق ہو
ممکن نہین ہی یہ شب یلدا سے فرق ہو

شانے سے آشنا جو وہ زلف دوتا ہوئی
صیاد مرغ روح ہوئی دل ربا ہوئی
آفت ہوئی ستم ہوئی قہر خدا ہوئی
عاشق کا دل ستانے کو کالی بلا ہوئی
زلفین سنوارنے مین جو شانہ مثل ہوا
کھا کھا کے رشک پنجۂ شمشاد شل ہوا

ہین معجزے وہ چشم خردبین مین بگمان
دیکھے جو سامری بھی تو ہو جاے بے زبان
جادو ہوا انکے نام سے دنیا مین بے نشان
آشوب دہر فتنۂ آفاق ہین عیان
پہونچے نہ چشم زخم کہین خوفناک ہون
دم سورہ صاد کا مین کرون کیون ہلاک ہون

اس چشم مست نے مجھے بیہوش کر دیا
تار نگاہ لطف سے زخم جگر سیا
جتون نے کشتۂ دم تیغ ادا کیا
آنکھین کبھی چرا کے مرا دم چرا لیا
سیدھی نگاہ تیر سی سینے کے پار تھی
ترچھی اگر نظر کی تو برچھی دوسار تھی

پہلوے گل کی خار ہین پلکین کہ ہین خدنگ
یا فوج کی صفین ہین مہیاے رزم و جنگ
رگہاے جان پہ تیر ہین یا نشتر فرنگ
پہنے ہوے ہی چشم یہ وردی سیاہ رنگ
پلکون سے ترک چشم نے بھالے سنبھالے ہین
یا پھر صید باز نے پنجے نکالے ہین

جمال جہان آراے رستم دیکھکر سہیم کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا قلب تھرایا ہرچند چاہا ضبط کرون نہو سکا آخر لہرا کر گری بیہوش ہوگئی رستم نے جو اس حال سے ایک راہ گیر کو پایا تو ثابت ہوا کہ کوئی عورت ہی قریب جو رستم آئے عکس لوح کا پڑا سحر سے صورت تبدیل کی تھی وہ صورت بدلی لباس بھی عمدہ پہنے ہی دیکھا ایک چاند کا ٹکڑا زمین پر پڑا ہی رستم سرہانے بیٹھ گئے سر اٹھا کے زانو پر رکھا اب بہ نگاہ غور دیکھا ایک نازنین دلفریب ماہ آسمان کمال ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار آنکھین بہ سبب غشی کے بند دوپٹہ سینے سے سرکا تار پستان کا ابھار قد سرو باغ رعنائی زیور و لباس کی زیبائی رستم جمال جہان آرا دیکھکر سب نازنینان مہ جبین کے جمال کو بھول گئے اب جو سر زانو پر رکھا سحر سے صورت تبدیل کی تھی جمال اصلی ظاہر ہوا

رستم پر نگاہ محبت دیکھ رہے ہین سر زانو پر آنکھون سے آنسو ٹپکے عارض پر اُس مہ جبین کے
پڑے اشکون نے کام گلاب کا کیا زلف عنبرین کی بو جو دماغ مین پہونچی گویا لخلخہ سنگھایا
سہیم کو غش سے افاقہ ہوا گھبرا کر آنکھ کھولدی عجب ایسا مرتبہ دیکھا کہ زیر سر تکیۂ زانوے
محبوب گوہر آبدار اشک آنکھون سے رستم کی ٹپک رہے ہین گھبرا کر اُٹھ بیٹھی کہا اے شہریار
آپ کے گرفتار کرنے کو آئی تھی خود گرفتار دام گیسو ہوئی کشتۂ تیغ ابرو ہوئی رستم نے
اُسی زین پوش پر جگہ دی پہلو مین سہیم بیٹھی رستم سے باتین ہونے لگین فرمایا اے سرتاج
معشوقان نام نامی سے اپنے آگاہ کرو گل کس گلستان کی ہو اور ماہ کس آسمان کی ہو آج
اِس شب تیرہ مین تشریف لانے کا کیا سبب ہوا سہیم نے سر جھکا کر کہا اے شہریار آپ نے
جو سُرخ فام سرخ پوش کو مارا اُسنے عجب شعبدہ آپ کے ساتھ کیا منظور یہ تھا کہ آپ اسم
حاشیۂ لوح بہ تعداد کامل نہ پڑھنے پائین اُسنے اپنی جان دی مگر آپ کو آوارہ کیا اس سرحد
مین بھیجا میرا باپ غراب بن اہرمن جادو اس سرحد کا حاکم ہے چند ساحر آپ کو دیکھ کر گئے
غراب کا ارادہ تھا کہ آپ پر لشکر کشی کرے لیکن یہ کنیز کہ سحر مین طاق شہرۂ آفاق مشہور ہے
بڑے بڑے ساحرون کو مارا ہے سب کی صلاح ہوئی کہ تم جا کر دیکھ آؤ اگر بن پڑے تو یہان لگا لے
لاؤ بہ جمعیت ساحران طلسم کشا کو گرفتار کرلین یہ کنیز اس ارادے پر آئی یہان آکر ایسی گرفتار
ہوئی کہ رہائی غیر ممکن ہے اب جو حکم ہو وہ بجا لاؤن یہ بھی خبر سنی ہے کہ بڑے بڑے ساحر
آپ کے ساتھ ہین اُن سب مین مین حقیر ہون مگر اس سرحد کا انتظام میرے متعلق ہے اِس
سرحد سے آپ کی نکاسی ہو اور پھر اُسی صحرا مین پہونچین اور اُسی اسم کو اُسی تعداد سے ختم
کرین ہر چند کہ اور ساحر موجود ہین اپنے اپنے شعبدے دکھائین گے مگر آپ دھوکا نہ کھائین
اسی اسم کو بہ تعداد کامل پڑھین تب یقین ہے کہ اُن مکارون کے مکر سے بچین اور منزل مقصود
تک پہونچین پھر جو امورات ہونگے وہ آپ کو ظاہر ہو جائین گے اب جو اس سرحد
مین آنا ہوا قتل غراب بن اہرمن واجب و لازم ہے اب مجکو کچھ بن نہین پڑتا اگر
تامل کرون تو باعث خرابی ہے آپ کے دشمن بلا مین پھنسین اگر کوشش کرون تو باپ کے
قتل کا سامان ہے دونون طرح مشکل ہے اور جبتک غراب نہ قتل ہوگا اس سرحد سے

نکاسی غیر ممکن ہو اور ہزار طرح کی آفتین ہین اگر کسی بلا مین پھنسے تو نکلنا دشوار ہوگا کیا گزرا
کرون اب مناسب یہ ہے کہ مین رخصت ہوتی ہون رستم نے سوال اسلام کیا سہیم نے عرض کیا
مین دل و جان سے آپ کی مطیع ہون جو آپ کے واسطے بہتر ہو وہی کرونگی خواہ باپ قتل
ہو یہ وہ مرحلہ ہے کہ جس پر بڑے بڑے ساحر آکر حیران ہوئے اور میرے ہی ہاتھ سے مارے
گئے ہین اب خود بربادی ملک غراب چاہتی ہون مین جاکر سب حال آپ کی تنہائی کا اپنے
باپ سے بیان کرونگی مگر آپ صبح کو لوح کو دیکھکر دربار غراب مین تشریف لائین مجھسے جو کچھ
خیر خواہی ہو سکے گی بسر و چشم کوشش کرونگی اگر کل آپ نے آکر غراب کو مار لیا تو مہلت
پائی ورنہ تکلیف ہو جب آپ دربار مین تشریف لائینگے تو ساٹھ ستر ہزار ساحر آپ پر
بلوہ کریگا ہر چند کہ جہان تک ہو سکیگا مین کد و کوشش کرونگی ساحرون کو آپ پر بلوہ
نہ کرنے دونگی شب وصل تو تھوڑی ہوتی ہے عاشق و معشوق دل کھول کر باتین نہ کرنے
پائے تھے کہ طائرون نے آشیانون سے سر نکالے چہکارنے لگے ستارہ سحری آسمان پر چمکا
سہیم نے گھبرا کر کہا اے شہریار رات تمام ہوئی آثار صبح ظاہر ہو رہے ہین اب مین رخصت
ہوتی ہون ہر چند کہ دل رستم کا نہ چاہتا تھا کہ یہ محبوب خوش اسلوب آنکھون کے سامنے
سے جائے مگر مجبور کہ روشنی ہوا چاہتی ہے سہیم رستم سے وعدہ کرکے طرف بارگاہ
غراب کے چلی رستم انتظار مین ہین کہ روشنی ہو لے تو مین سوار ہون اتفاقا جب
سہیم چلی تھی تو دایہ غراب کی پیر فرتوتہ اپنے مقام پر سوچی کہ رستم وہ جوان ہے کہ سہیم دیکھکر
شاید عاشق ہو مین بھی پردے مین چلکر دیکھون اسپر کیا گذرتی ہے شہرت نے لوح
ثانی کمیل کو قتل کرایا الماس نے وہ آفت برپا کی کہ جس سے پورے طلسم کشا ہوئے
لوح ایسی شی دستیاب ہوئی تو ای معطل جادو اسکا خیال ضرور ہے معطل جادو ایک
طائر بنکر آئی اسی نخل پہ بیٹھی اپنے کو پتون کی آڑ مین چھپایا سب حال سہیم کا دیکھا کہ بیہوش
ہوکے گری رستم نے سر زانو پر رکھا ہوشیار ہو کر وعدے وعید کیے معطل نے چونکہ غراب
کو دودھ پلایا ہے پرورش کیا ہے یہ جو اسنے سنا کہ کل غراب قتل ہو جائیگا طلسم کشا
دربار غراب مین جائیگا یہ جوان انتہا کا بہادر ہے لوح طلسمی پاس ہے کون لڑ سکیگا

دوسری خرابی یہ ہوگی کہ سہیم دل وجان سے رستم پر عاشق ہوئی سب تدبیرین بتا گئی بس
مین لوح طلسم کشا سے لیلون جب سہیم جا چکی معطل جادو درۂ کوہ مین آئی اور سہیم کی
صورت بنکر درۂ کوہ سے نکلی دور سے رستم کو سلام کیا کہا ای شہریار مجھے کچھ اور عرض
کرنا ہو دل نے نہ مانا پلٹ آئی رستم نے کہا کہو لکہ خیر تو ہو معطل قریب آئی قریب آکر کہا
ذرا مین لوح دیکھون کہ وہی لوح ہو کوئی اُفتاد تو نہین پڑی رستم جان گئے ہین کہ سہیم عاشق
صادق ہو بس فوراً لوح گلے سے اُتار کر تھین سہیم نقلی کے دیدی معطل نے لوح دیکھتے
دیکھتے تیغہ ہفت جوہر ہاتھ مین لیا کہا ای شہریار کلاہ بھی دیکھون رستم کلاہ اُتارنے لگے مگر
معطل جادو نے لوح جو جھولی مین رکھی عکس اُسکا پڑگیا صورت تبدیل ہوئی رستم نے
دیکھا ایک ضعیفۂ فرتوتہ کمر مین خم جھریان پڑی ہوئین فرمایا ارے تو کون ہو چاہا کہ تیغہ
چھین لون معطل جادو سامنے سے بھاگی رستم اُسکے تعاقب مین چلے تھوڑی دور دوڑے
تھے کہ ایک مقام پر ٹھوکر کھائی آخر تھک کر اُسی مقام پہ ٹھہر گئے معطل جادو لوح وتیغہ
ہاتھ مین لیے ہوے پاس غراب کے پہونچی غراب محل مین تھا ابھی سہیم نہ پہونچی تھی
کہ معطل جادو نے آکر سب کیفیت بیان کی لوح وتیغہ پیش کیا کہا ای غراب تیری دختر
نے سب تدبیر تیرے قتل کی طلسم کشا کو بتادی مین اسطرح چھپکر گئی مجھکو یقین تھا کہ
جب شہرت والماس ایسی شاہزادیان آپ سے مبہوت ہوکر عاشق ہوئین کہ گھر اپنے
برباد کرائے بزرگون کو قتل کرایا کچھ خوف نہ آیا کیا عجب ہو کہ یہ بھی جاکر عاشق ہو علی الخصوص وقت
شباب رستم رشک آفتاب اُسکے دام عشق سے کون رہائی پاسکتا ہو وہی ہوا کہ یہ جاتے ہی
مائل ہوئی بیہوش ہوکے گری رستم نے سر زانو پر رکھ لیا جب یہ بیدار ہوئی آپ کے
قتل کی تدبیر بتائی یہ تو رخصت ہوکر چلی آئی مین نے سہیم کی شکل بنکے لوح وتیغہ لیا
کلاہ وزرہ بھی مانگی تھی کہ عکس لوح جو مجھپر پڑا صورت اصلی ہوگئی اب یہ دونون تحفے موجود
ہین اور صاحبزادی آتی ہونگی ان چیزون کو احتیاط سے رکھیے مین امروز فردا مین طلسم کشا
کو گرفتار کرلاؤنگی اب گرفتار کرنا طلسم کشا کا آسان ہوگا غراب بیٹی کا حال سُنکر جھلا گیا
غصے مین کانپنے لگا کہا معطل جادو ان تحفہ جات کو ایسے مقام پر رکھو کہ جہان ہوا کا بھی

گذر نہ ہو ابھی چل کے اُس گیسو بریدہ کو سزا دیتا ہوں اُسکو ایسے مقام پر قید کرونگا
کہ جہاں کوئی نہ پہونچ سکے مگر ہو ااماں تمنے وہ احسان کیا کہ مین تمھارا شکریہ نہین ادا
کرسکتا اہل قلعۂ غرابیہ کی تمنے جان بچائی ہر چند کہ اس طلسم مین ایسے ایسے ساحر
ہین کہ طلسم کشا جانبر نہ ہونگے مرحلہ جات پر دھرے جائینگے مگر ابتدا ہی مین تمنے
اچھا کام کیا کہ قدرت بہت خوش ہونگے اب دربار مین آکر تخت پر بیٹھا کہ آسمان پر برق
چمکی دیکھا سہیم گو ہر پوش گھبرائی ہوئی آکے پہونچی باپ کو سلام کیا غراب نے پوچھا کیون
بیٹا کیا سہیم نے کہا مین نے گرفتاری طلسم کشا کی تدبیر کی ہے صبح و شام مین گرفتار کرونگی
رنگ مین نے جمایا ہے غراب نے کہا وہ گیسو بریدہ دزد و شوخ دیدہ جاکر دھگڑے کو دیکھ کے
عاشق ہوئی مدہوش ہو کے گری طلسم کشا نے سر زانو پہ رکھا میری دائی اماں سب تماشا
دیکھ رہی تھین میرے قتل کی تدبیر تو نے طلسم کشا کو بتائی دیکھو یہ لوح اور تیغہ طلسم کشا سے
لیلیا اتفاق سے وہ بچگیا اب دائی اماں اُسکو گرفتار کرینگی سہیم نے یہ سنکر چاہا کہ اٹھون
لڑ بھڑ کر نکلجاؤن غراب نے ہاتھ پکڑ لیا سہیم نے سحر کے ہاتھ چھڑایا چاہا نکلجاؤن معطل جادو
نے جو دیکھا کہ یہ نوجوان ہے لڑ بھڑ کر نکلجائیگی تو طلسم کشا کو بچائیگی خبیث کے پہلو پر آئی حلقہ کے
کمند سحر ڈالدیے وہ گردن مین سہیم کے پڑ گئے غراب نے بھی کچھ سحر کیا کہ سہیم مجبور ہو کر گری
غراب نے گرفتار کر لیا زبان مین سوزن دی مار سیاہ جسم مین لپٹائے قفل مار سیاہ دہن
پر لگایا تمام اہل دربار سہیم کا یہ حال دیکھکر سہم گئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ جو کوئی طلسم کشا
کے ساتھ دوستی کریگا غراب اُسے زندہ نہ چھوڑیگا بیٹی کا یہ حال کیا کہ دیکھا نہین جاتا غراب نے
سہیم کو گرفتار کرکے ایک تخت سحر بنایا لوح و تیغہ لپیٹ کر اپنے پاس رکھا سہیم کو بھی اُسی پر
سوار کیا معطل نے پوچھا اے نور نظر اسکو کہان لیجاؤ گے کہا ایسے مقام پر لیجاؤنگا کہ جہان
ہوا کا بھی گذر نہ ہو اے مادر مہربان باغ سومنا تیہ مین قید کرونگا کہ وہ مقام سخت و سنسان
ہے ساتھ ستر ہزار ساحر وہان رہتا ہے مگر کسیکو خبر نہین ظاہر مین یہ معلوم ہوتا ہے کہ بالکل
سنسان ہے یہ کہکے تخت کو بلند کیا پھر بکمال رہروی کی سہیم نے دیکھا بیچ جنگل مین ایک باغ
ہے مگر بالکل ویران چہار دیواری ٹوٹی ہوئی درخت کہنہ چمن برباد درخت گرے ہوے

پھول بے رنگ غنچوں کے دل تنگ ہزارہا طائر درختوں پر خاموش بیٹھے ہیں چہار جانب
دیکھ رہے ہیں بیچ میں باغ کے ایک گنبد کمند بنا ہوا ہے اُسکا دروازہ بند ہے غراب تخت کو
لیے دروازے پر اُس گنبد کے اُترا دروازہ کھولا سہیم گوہر پوش نے دیکھا گنبد میں
صد ہا بت پتھر کے رکھے ہیں غراب بیٹی کو لیکر اُس بتخانے میں آیا بیٹی کو بیچ میں بتوں کے
بٹھا دیا آگے بتوں کے لوح و تیغہ رکھکر کہا کہ یا خداوند لات و منات سوا میرے
کوئی اس مقام پر نہ آسکے اگر شاید کوئی آجائے تو اُسکو ظہور قدرت دکھلائیے گا کہ وہ شخص
زندہ بچ کے نہ جانے یہ کہکے کچھ سحر کیا کہ وہ بت پتھر کے مثل انسان کے کھڑے ہوگئے تیغہ پر
نگاہ ڈالے ہوئے ٹہل رہے ہیں یہ سامان کرکے باہر نکلا پھر گنبد میں قفل لگایا کنجی اپنے
جوڑے میں رکھی پکار کر آواز دی ای نگہبانان باغ سومناتیہ خبردار کوئی غیر اس باغ میں
نہ آنے پائے اگر شاید قصد کرے اُسکو گرفتار کرنا طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے یہ انتظام
کرکے اکیلا روانہ ہوا کہ دیکھا طرف سے مشرق کے ایک ابر برنگ سفید پیدا ہوا
اُسمیں آفتاب چمکتا ہوا غراب دیکھنے لگا جب وہ ابر قریب آیا غراب نے آواز
دی ای آفتاب فلک سیر کہاں سے آتے ہو آفتاب نے کہا ہمنے سنا ہے کہ قدرت
طلسم میں تشریف لائے ہیں اور طلسم کشا بھی ہیں ہم تلاش میں طلسم کشا کی نکلے ہیں جہاں
طلسم کشا ملیں اُنھیں گرفتار کرلیں جا بجا ڈھونڈھا ابھی تک طلسم کشا کو نہیں پایا غراب
نے کہا ای آفتاب وہ میری سرحد میں ہے سرخ فام سرخ پوش مارا گیا اُسنے جان دیکر طلسم کشا
کو میری سرحد میں پہونچا دیا معطل جادو دایہ میری وہاں پہونچی لوح اور تیغہ لے لیا
بیٹی میری طلسم کشا پر مائل ہے میں نے اُسے بھی گرفتار کیا باغ سومناتیہ میں قید کرایا
وہیں لوح اور تیغہ بھی رکھا ہے اُس باغ میں کوئی جا نہیں سکتا یہی کام کرکے پلٹا ہوں
میرے ملک میں آنا میں طلسم کشا کو بتا دونگا تم گرفتار کرلینا آفتاب نے سب حال
غراب سے پوچھا پوچھکر رخصت ہوا غراب طرف اپنے ملک کے چلا آفتاب بھی
طلسم کشا کو ڈھونڈھتا ہوا اُسی صحرا میں پہونچا دور سے دیکھا مرکب طلسم کشا چر رہا ہے گھوڑے
کو پہچانا اُترکے زمین پہ آیا پکار کر آواز دی ای مرکب وفادار آقا تیرا کس مقام

پر ہے مرکب نے سر اُٹھا کر طرف تخل کے اشارہ کیا آفتاب ٹہلتا ہوا سامنے تخل کے آیا دیکھا طلسم کشا زیر تخل بیٹھے ہین مگر سر نگون آفتاب نے آکر سلام کیا رستم نے فرمایا کہ اے آفتاب تم ہمسے جدا ہوے ہمنے بڑا دھوکا کھایا لوح اور تیغہ ہمارے قبضے سے ایک ساحرہ لے گئی آفتاب نے کہا غلام کو سب حال معلوم ہوگیا ملکہ سہیم گوہر پوش دختر غراب مکار پر عاشق ہوکر گئی وہان گرفتار ہوئی معطل جادو دایہ غراب کی بلاے روزگار ہے کس مکر سے سرکار کے سامنے ہوئی رستم نے کہا اگر اُسکی صورت نہ تبدیل ہوتی تو کلاہ اور زرہ بھی دیدینا ایسا اُسنے دام مکر پھیلایا کل سے اسی مقام پر بیٹھا ہون آفتاب نے اُسی وقت ایک تخت سحر تیار کیا اُس تخت پر رستم کو سوار کرلیا تخت اُڑتا ہوا طرف باغ سومناتیہ کے چلا یہان غراب اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا کہہ رہا ہے صاحبو مین نے مٹی کا پاس نہ کیا ایسے مقام پر قید کیا ہے کہ خداوند کہنہ نگہبان ہین کیا مجال کسی کی کہ قدرت کے سامنے جلائے فوراً خکار ہو جائے پتھر کے ٹہل رہے ہین سردار کہتے ہین حضور آپ بڑے صاحب اقبال ہین جا بجا شاہزادیان عاشق ہوئین کچھ بھی کسی کے کیے نہ ہوسکا دایہ صاحبہ نے بڑا کمال کیا غراب نے کہا ساحران سرحد بھی طلسم مین آگئے اب طلسم کشا کا بچنا دشوار ہے آج بہت بڑے ساحر سے ملاقات ہوئی وہ تلاش مین طلسم کشا کی پھرتے ہین کاہن طلسم ہے ضرور وہ گرفتار کرکے طلسم کشا کو لائیگا صرف مرا دیہ ہے کہ کلاہ وزرہ لے لیتا پھر تو ایک غلام گرفتار کرلیتا کیا طلسم کشا بچ سکتے ہین دائی امان نے لوح طلسمی لی اب کلاہ وزرہ لے لینا کتنی بڑی بات ہے مقدم لوح کا لینا تھا وہ نیکنا می دائی امان کے واسطے ہوئی کیا مجال ہے کہ کوئی باغ سومناتیہ مین جاسکے اور سامنے گنبد کے ٹھہر سکے ساٹھ ہزار نگہبان وہان موجود ہین سب کو ہوشیار کر آیا ساٹھ ہزار ساحر راہ دیکھ رہے ہین کہ اگر کوئی آئے تو اسے گرفتار کرلین اگر سامری وجمشید ہو تو وہ بھی گرفتار ہو جائے غراب تو اپنے مقام پر بیٹھا بلبلا رہا ہے مگر آفتاب جو رستم کو لیکر چلا تھوڑی دور چلا تھا کہ سامنے سے ابر گوہر نگار پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک سامنے آفتاب کے آکر پھٹا دیکھا ملکہ الماس پری رعنائی تخت پر سوار ہین آفتاب کو دیکھکر طلسم کشا کو

جو دیکھا بڑھکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا پوچھا کیون آفتاب شہریار کو کہان لیچلے آفتاب نے
سب حال بیان کیا کہا کہ لوح ہاتھ سے گئی تیغہ قبضے سے نکل گیا لیجا کر باغ سومناتیہ مین
رکھا ہی الماس نے کہا ای آفتاب باغ سومناتیہ ہمارا دیکھا بھالا ہی وہ جو ہزارون
طائر ہین وہی ساحر ہین زمزمہ سرائی کر رہے ہین وقت پر وہی ساحر بنینگے پہلے انھین
کو روک دینگے یہ کہکے الماس آگے بڑھی کہا ای آفتاب تم عقب سے آؤ مین چل کر
انتظام کرتی ہون رستم نے گھبرا کر کہا ای الماس ایک خیال ہے کہ دختر غراب سہیم
گوہر پوش بھی اسی گنبد مین ہی اسکو یہ لطف نکلنا نام سہیم کا جو سنا الماس سمجھ گئی کہ وہ
بھی طلسم کشا پر عاشق ہوئی کہا ای شہریار اسی کی ذات سے یہ فساد برپا ہوا لیکن کنیز پہلے
اسی کو رہا کریگی تب لوح اور تیغہ قبضے مین کریگی یہ کہکے الماس نے ابر اپنا بڑھایا باغ پر آکر
ابر چھایا طائرون نے جو ابر گوہر بار دیکھا چاہا کہ درختون سے اڑین غلغلہ کرین الماس نے
لگۂ ابر پر اشارہ کیا چند عقاب قوی الجثہ کہ پنجے انکے مثل آہن تھے ابر سے نکلے طائرون پر
گرے جس طائر نے چاہا منقار کھولے اسی طائر کو مارا اور چیر کر پھینک دیا چند طائرون کو
مارا چند طائرون کو غربال کیا درخت جو ہرے تھے پھولون سے بھرے تھے وہ لہرا کے
گرنے لگے کئی سو نخل گرا طائر ان درختون مین دبے طائرون کو مار کر الماس ابر سے اتری
سامنے گنبد کے آکر جو کہ دیا ساری لیکر آدھی باندھی آدھی اوڑھی بیٹھکر سحر کرنے لگی
اسطرح سے سحر کیا کہ ایک پنجہ سنہرا پیدا ہوا اس پنجے نے قفل کھولا دروازہ گنبد کا کھلا دیکھا
سہیم کے نور جمال سے تمام گنبد روشن و منور ہو رہا ہی معلوم ہوتا ہی ماہ تابان اپنے برج مین
ہی یا گوہر بے بہا اپنے درج مین ہی الماس سہیم کو دیکھکر ششدر ہو گئی دل سے کہتی ہی ایسی نازنین
پہ شہریار کیون نہ فریفتہ ہون تمام اعضا سانچے مین ڈھلے ہوئے ہین رنجیدہ کبیدہ بیٹھی
دعائین مانگ رہی ہی کہ ای خالق لیل و نہار اس کنیز کو اپنی بچالے کہ الماس نے پکار کر آواز
دی ای ملکہ نہ گھبرایئے مین بھی کنیز طلسم کشا ہون وہ بھی تشریف لاتے ہین آپ کے
قید ہونے سے طلسم کشا کو بڑا صدمہ پہونچا ہمراہ آفتاب فلک سیر کے آتے ہین یہ کہکے
الماس اندر گنبد کے گھسی پتلے پتھر کے جو گرد سہیم پھر رہے تھے ان پتلیون نے مثل

انسان کے آواز دی کہ گنبد مین کون آتا ہو یہ گنبد خزانہ راز ہی سوائے غراب کے اور کسی کو
آنے کا حکم نہین ہی الماس نے پکار کر آواز دی ارے او نگہبانو ہمکو غراب نے بھیجا ہی
اُسی نے حکم دیا ہو کہ ملکہ سہیم کو نکال لاؤ جو روکوگے تو بہت پچھتاؤگے یہ کہکے الماس آگے
بڑھی جیسے ہی گنبد مین قدم رکھا ایک پتلے نے بڑھکر الماس کو روکا اور آواز دی کہ ای
ملکۂ عالم ذای شاہزادی والاحشم ہم وہ پتلے ہین کہ جنکو سامری و جمشید نے بنایا ہمکو آگے
سجدہ کرتے تھے ہمارے ساتھ بے ادبی نکرنا لیس باہر نکلجاؤ یہان زیادہ باتین نہ بناؤ
الماس نے اُس پتلے پر گولہ مارا گولہ جو پتلے کے سینے پر پڑا ایک دناٹا ہوا اُس پتلے نے ایک
چیخ ماری اپنے ساتھ والون کو آواز دینے لگا کہ یارو تم دیکھ رہے ہو کہ یہ نازنین ستمن بر
مجھپر بدعت کرتی ہی خالی کیا بیٹھے ہو اسکو روکو قیدی کے پاس اسکو نہ جانے دو جتنے پتلے پتھر
کے اُس گنبد مین تھے سب اپنے مقام سے اُٹھے الماس کو روکنے لگے اس عرصے مین
آفتاب مع طلسم کشا آکے پہونچا اُسنے باہر سے دیکھا کہ الماس پتھر کے پتلون سے لڑ
رہی ہو پتلے الماس کو قریب سہیم کو ہر پوش کے نہین جانے دیتے آفتاب دروازے
پر آیا آفتاب بنکے چمکا اپنا عکس جو پتلون پر ڈالا پتلے ساکت ہوے جو جس مقام پر تھا اُسی
مقام پر ٹھہرا آفتاب نے پکار کر آواز دی ای الماس بڑھکر سہیم کو رہا کرو الماس بڑھی
کہ سہیم کو رہا کرون کہ ایک پتلے نے پھر اپنے مقام سے جنبش کی قتل الماس مین کوشش
کی چمک کر مثل برق قریب الماس کے آیا قصد کیا کہ الماس کو پکڑ لون آفتاب نے
جھپٹ کر اُس پتلے کو ایک طمانچہ مارا کہ وہ پتلا لڑکھڑا کے گرا پتھر کے پتلے کے جسم سے خون کا
فوارہ چھوٹا اور پتلون کے جسمون پر خون پڑا پتلے اور زیادہ تیز ہوے کچھ طرف آفتاب کے بھی
چلے رستم نے جو دیکھا کہ الماس اور آفتاب کو پتلے پتھر کے گھیرے ہین چاہتے ہین گرفتار کرلین
سہیم بلک بلک کر دعائین مانگ رہی ہو کہ ای خالق لیل و نہار یہ میری رہائی کو آئے ہین
انکو آفت ارض و سما سے بچالے اس آفت سے نجات دے رستم نے جو سہیم کو بیقرار
پایا الماس و آفتاب کو وہ پتلے قریب سہیم کے نہین جانے دیتے ہر چند کہ آفتاب نے
کئی پتلون کو آفتاب بنکے جلایا الماس نے کار سحر سے کئی پتلے مارے ظاہر ہین وہ مرکر

گرے زمین پر لوٹے پھر کھڑے ہوگئے روکنے لگے رستم کی کمر مین تلوار لگی تھی اسکو کھینچکر نعرہ کیا۔ نعرۂ رستم۔ ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ جبر رستم لقب + دیگر۔ علمشاہ روحی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + ہزبر زمان رستم نوجوان + نہال گلستان صاحبقران + اسطرح رستم نے نعرہ کیا کہ تمام گنبد ہل گیا ایک پتلے پر بڑھ کے ہاتھ مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوے گرا اور گر کر پھر زندہ ہوا آفتاب نے آواز دی ای شہریار تیغۂ ہفت جوہر اٹھا لیجیے علمشاہ نے بڑھکر تیغۂ ہفت جوہر اٹھا لیا اس تیغ کو کھینچا جس پتلے پر عکس تیغہ ہفت جوہر کا پڑا وہ غل مچا کے بھاگا گنبد سے باہر نکلا غل مچا رہا ہے کہ ای غراب دوڑو سہیم رہا ہوتی ہے کل آپ شکایت کرینگے ہمیر وقت تنگ ہے پاس نام و ننگ ہے مدت سے اس گنبد مین رہتے تھے آج قدم ایسے شخص کا آیا کہ ہم باہر نکل آئے فریاد کر رہے ہین غراب اپنے تخت پر بیٹھا ہے گرد مشیران سلطنت یہی ذکر کر رہا ہے کہ اب سہیم تڑپ تڑپ کے مریگی وزیر و مشیر کہتے ہین حضور اسکی خطا معاف کیجیے اتفاق سے اس سے ایسا معاملہ ہوا طلسم کشا اوصاف ظاہری و باطنی سے موصوف ہے انکی طلسم کشائی انھین نازنینان مہ جبین کی مدد پر موقوف ہے غراب کہتا ہے یارو تمنے دیکھا میرے سامنے اسنے کیا جواب دیا کہ اگر میرے ٹکڑے ٹکڑے کروگے بند سے بند جدا ہوگا محبت طلسم کشا دلبر تاثیر کر چکی ہے غیر ممکن ہے کہ مین محبت سے طلسم کشا کی ہاتھ اٹھاؤن یہ ذکر تھا کہ فریاد کرنے کی پتلون کے آواز کان مین آئی غراب نے کہا لو کہا جو غضب ہوا طلسم کشا گنبد نور پیش پہونچ گیا پتلے غل مچا رہے ہین جلد چلو یہ کہکے تخت سے اٹھا چالیس مشیر و وزیر اپنے اپنے مقام سے اٹھے بارہ ہزار فوج ساحران چیدہ اور منتخب اپنے ساتھ لیکر غراب چلا یہان تھوڑے ہی عرصے مین طلسم کشا نے پتلون کو باہر نکالدیا اب قریب سہیم کے پہونچے جیسے ہی سہیم کی زبان سے سوزن نکالی سہیم جو تڑپی سب قید جسم سے دور ہوئی ماران سیاہ مرکر گرے سہیم تڑپ کر پشت پر رستم کی آئی کہا اے شہریار باہر نکلیے سہیم نے لوح گلے مین رستم کے پہنائی رستم نے تیغۂ ہفت جوہر ہاتھ مین لیا ایک طرف الماس دوسری طرف سہیم پشت پر آفتاب فلک اسیر گنبد سے نکلے آفتاب نے کہا غلام تخت تیار

کرے اُسپر سوار ہو کر نکل چلے رستم نے اشارہ کیا آفتاب نے تخت تیار کیا سہیم و الماس
سوار ہوئین آفتاب نے تخت اُڑانے کا قصد کیا کہ آسمان سے ایک ابر تیرہ و تار پیدا ہوا
غراب نے بیٹی کو جو پہلوے طلسم کشا مین دیکھا جل گیا وہین سے نعرہ کیا باش اے طلسم کشا
تو چاہتا ہی کہ سہیم کو رہا کر کے لیجاؤن سہیم کو مین ہرگز نہ جانے دونگا یہ کہکے ساحرون کو اشارہ
کیا چالیس مشیر غراب کے سحر کرتے ہوئے چلے بارہ ہزار ساحر علم شعبدہ کے باہر سحر
کرتے ہوے اُترے چار جانب سے گولے ترنج و نارنج پڑنے لگے طلسم کشا تخت سے
کودے نعرہ کر کے لڑنے لگے ایک طرف سے سہیم سحر کرتی ہوئی اُٹھی الماس نے بھی سحر کیا
ساحرون کا بلوہ روکا ہر طرف سے ساحر یہی چاہتے ہین کہ بلوہ کر کے رستم کو گرفتار کرلین مگر رستم
پیلتن تیغہ ہفت جوہر کھینچے ہوے درمیان مین اُن ساحرون کے لڑ رہے ہین جو ساحر سحر
کرتا ہوا قریب رستم کے آیا رستم نے ہاتھ تیغہ ہفت جوہر کا مار دیا ساحر مر کر گرا مرنے کی اُسکے
علامت برپا ہوئی سہیم نے جو دیکھا کہ رستم پر شہاب جادو بھائی غراب کا چار سو ساحرون سے
اس زور سے گرا ہی چاہتا ہی کہ کمندون مین رستم کو گرفتار کرون سہیم نے بڑھکر للکارا کہ او شہاب
سیاہ رو کیون اسقدر کوشش کرتا ہی ذرا ادھر دیکھ شہاب بن اہرمن نے جو طرف سہیم
کے دیکھا سہیم نے نگاہ سحر آگین ڈالی کان سے بالی نکال کے پھینک ماری وہ بالی گرد جاکر
شہاب کے پھری شہاب کا چہرہ سُرخ ہوا آنکھین اُبل آئین بیقرار ہو کر پکار اُٹھا اے
جان جہان و اے آرام دل عاشقان ذرا ملاحظہ فرمائیے یہ کلمات کہتا ہوا سامنے سہیم کے
آیا آواز دی اے ملکۂ عالم کیا ارشاد ہوتا ہی جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ملکہ نے کہا غراب کا سر لاؤ
شہاب بہت خوب کہکے چار سو ساحرون کو لیکر فوج غراب پر گرا غراب نے جو دور سے
دیکھا کہ شہاب سیاہ رو میری فوج کو قتل کر رہا ہی دور سے للکارا کہ او نامرد یہ کیا حرکت
ہی شہاب نے کئی افسرون کو مارا اور دمبدم ولولہ بڑھتا جاتا ہی غراب شہاب پر جا پڑا
ایک گولہ مار دیا کہ شہاب کا سر پھٹ گیا وہ چار سو ہمراہی جو مبہوت ہو رہے تھے اپنے افسر
کے خون کا بدلہ لینے کو غراب پر گرے مگر غراب اُنکو کب مانتا ہی جب ہاتھ ہلا دیا دس پانچ کے
سر اُڑ گئے بڑے زور شور سے لڑ رہا ہی چار سو کو قتل کیا بھائی کی لاش پر جو نگاہ پڑی خوب

چیخین مار کر رویا کہتا تھا کہ یارو اس شوخ دیدہ نے بھائی کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا
تقدیر نے بھائی کا لاشہ دکھایا سہیم نے کئی افسرون کو دیوانہ کیا کہ آسمان پر ایک ابر
تین رنگ کا پیدا ہوا برقین گرتی ہوئین وہ ابر قریب آ کر پھٹا سب نے دیکھا شہرت ماہی سحر
و نہنگ بحری تینون جادوگرنیان آکر پہونچین شریک جنگ ہوئین اب غراب بھاگا بھاگا
پھرتا ہے عین گرمی جنگ مین فوج تو ساحران مذکور نے تباہ کر دی غراب کا رستم کا سامنا ہوا
غراب اپنی جان سے عاجز ہو رہا تھا ہر طرف سے دیکھتا ہے افسران فوج خیرخواہان دولت مجھ
بلوہ کر کے آتے ہین کوئی سحر شہرت مین مبتلا کسی کو ماہی سحر نے دیوانہ بنایا کوئی جمال بیمثال سہیم
دیکھکر تنکے چن رہا ہے کوئی کوہ دشت سے سر ٹکراتا ہے کوئی غل مچاتا ہے کئی افسر اسنے اپنے ہاتھ
سے قتل کیے آخر رستم پر جا پڑا غوب غوب سحر کیے رستم پر آگ برسی مگر بسبب لوح کے سحر
نے تاثیر نہ کی سحر کو دفع کرتے ہوئے رستم قریب غراب کے پہونچے لوح چمکائی لوح پر جو نگاہ
غراب کی پڑی تھرا گیا یقین تھا کہ لہرا کر گرے مگر مجبور و ناچار سر آگے کر دیا تیغہ ہفت جوہر جو
پڑا غراب کے دو ٹکڑے ہوئے مرنا غراب کا آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من غراب
بن اہرمن بود چند ساحر جو باقی رہے انھون نے چادر ہلائی امان مانگی رستم نے ان سب کو
امان دی ان سب کو ساتھ لیکر رستم طرف لشکر کے چلے آفتاب نے عرض کی حضور لوح کو ملاحظہ
کرین رستم نے کہا مین نے جس مقام پر دھوکا کھایا ہے وہان جا کر اسم حاشیہ لوح پڑھونگا تب
قلب کو اطمینان ہوگا غرض رستم اسی صحرا مین آ کر پہونچے اس نخل کو پہچانا زیر نخل بیٹھکر فرمایا کہ
برادران تم اب ہمکو رخصت کرو تم لشکر مین جاؤ ہم بھی انشاء اللہ وقت پر آئینگے سب ساحر
ابر چمکاتے ہوئے اس مقام پر پہونچے کہ جہان لشکر تھا لشکر مین آ کر ملے رستم نے اسم حاشیہ
لوح تعداد کو قیاس کر کے شروع کیا نصف پڑھا تھا کہ ایک آواز مہیب کان مین آئی رستم نے
دیکھا بائین پر سے گرد اڑی ایک جوان بصورت مہیب بشکل عجیب و غریب کوڑا مار آتشین کا
ہاتھ مین اژدر پر سوار پشت پر ساتھ ستر ہزار ساحران غدار صدائین مہیب دیتا ہوا دور سے
پکارتا آتا ہے اے طلسم کشا بس عمل خوانی کو موقوف کیجیے اپنے لشکر کی تباہی اور بربادی دیکھیے
ستم اژدران اژدر سوار اے طلسم کشا سر اٹھا کے دیکھو لشکر کا کیا حال ہے رستم نے سر اٹھا کے

دیکھا کہ لشکر پر ایک ساحر آکر گرا ہی لشکر تباہ ہو رہا ہی یکایک آفتاب فلک سیر اپنی بارگاہ سے
نکلا پکارتا ہوا منم غلام طلسم کشا اُس ساحر پر جا پڑا اُس ساحر سے خوب سحر چلے آخر کار اُس
ساحر نے ایک گولہ مارا کہ آفتاب کا سر پھٹ گیا لڑکھڑا کے زمین پر گرا پکار کر آواز دی ای شہریار
غلام کو بچا لائیے دیکھا ملکہ شہرت مرصع پوش اپنی بارگاہ سے نکلین اُس ساحر سے مقابلہ کیا
اُس ساحر نے آواز دی او شوخ دیدہ مین نے تجھکو پہچانا طلسم کشا پر مائل ہو کے بڑے
فخر پائے یہ کہکے نیمچہ مارا کہ سر شہرت کا زخمی ہوا ملکہ الماس اپنی بارگاہ سے نکلین پکارتی
ہوئین کہ ای شہریار یہ ساحر ہم سب سے زبردست ہی آپ اسم موقوف کرکے آئیے ہم سب کو
اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے الماس کو بھی اُس ساحر نے زخمی کیا رستم اسم پڑھنا نہین
موقوف کرتے جب لوح پر نگاہ ڈالی حکم پایا کہ ای طلسم کشا یہ خود بے بود طلسم ہی یکایک الماس
بھی زخمی ہوئی سہیم نے آکر الماس کو سنبھالا سہیم بھی زخمی ہوئی تھوڑے عرصے مین سب ساحران
نامی کو اُس ساحر نے زخمی کیا اب اُس اژدر سوار نے دیکھکر آواز دی کہ ای طلسم کشا
ذرا بائین جانب دیکھو طلسم کشا نے جو اُدھر منھ پھیرا دیکھا ایک طرف لشکر لقا صف باندھے
کھڑا ہی اور ایک جانب لشکر صاحبقران کہ ایک کوہی پہلوان لشکر لقا سے جھومتا ہوا
نکلا گینڈے کو بڑھا کر میدان مین آیا آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بدیع الزمان
اُسکے مقابلے مین نکلے آپس مین نیزہ چلا بدیع الزمان نے نیزہ اُسکا نکالا اُسنے تلوار کھینچی
خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا ڈو ڈو وار آپس مین چلے
تھے کہ اُس جوان کوہی نے پکار کر کہا ای فرزند صاحبقران اپنے سردار کو منع کیجیے کہ وہ
ہمپر تیر مارا چاہتا ہی بدیع الزمان غصے مین پلٹے اُس کوہی نے سر کوتا کر کمر پر ہاتھ مارا
بدیع کے دو ٹکڑے ہوے اُس کوہی نے پھر مبارز طلبی کی رستم نے دیکھا کہ قاسم نوجوان
غم مین بدیع الزمان کے روتا ہوا لشکر سے نکلا پکارتا ہوا مین اپنے عم نامدار کے پاس
جاؤنگا اُس جوان کوہی نے کمان کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر تاک کر سینہ
بے کینہ پر مارا کہ تیر سینے پر قاسم کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا قاسم گھوڑے سے
گرے صاحبقران لاش قاسم و بدیع پر روتے ہوے آئے صاحبقران فرماتے ہین

ای نور نظر تمنے ہمارا ساتھ چھوڑا لقا نے فوج کو حکم دیا لشکر اسلام پر جا کے گری صاحبقران تو
لاش بدیع و قاسم پر بین ایرج و نور الدہر نکلکر اُس جوان کو ہی سے لڑے یہ دونون
جوان بھی مارے گئے اُن چارون جوانون کی لاش پر تمام سرداران نامی کا مجمع ہی لقا لڑتا ہوا
قریب خیمہ ہاے ناموس صاحبقران کے پہونچا قضاے کار ابتدا مین خیمہ ملکہ رابعہ زرلفت
اطلس پوش مادر رستم کا تھا لقا در خیمہ پر کود پڑا کنیزون نے ہرچند روکا اُن عورتون کو لقا
کب مانتا ہی کئی سو کنیزون کو دروازے پر قتل کیا ملکہ رابعہ نے چاہا بھاگ کر نکلجاؤن اس
دشمن خدا سے اپنی آبرو بچاؤن پہلو پر قریب لقا ضیغم خون آشام لڑ رہا تھا لقا نے
اشارہ کیا ضیغم نے جھپٹ کر رابعہ کا ہاتھ تھام لیا کشان کشان بیرون خیمہ لیچلا رابعہ نے
پکار کر آواز دی ای فرزند رستم تم ہمارا یہ حال دیکھ رہے ہو اور دخل نہین دیتے ہمکو بچاؤ
ملکہ رابعہ نے جو اس حسرت سے کہا اب رستم کو تاب نہ رہی تیغ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ
ڈالا بدحواس ہوکر نعرہ کیا او دشمن خدا لقا سے بے لقا عورتون نے تیرا کیا لیا ہی رستم نے
جیسے ہی اسم موقوف کیا ایک سناٹا ہوا کہ زمین کانپ گئی اب رستم نے بہ غور دیکھا وہ صحرا
نہ تھا نہ فوج ہے نہ وہ اژدر سوار ہے ایک پہاڑ کے سامنے رستم کھڑے ہین ایک آواز
کان مین آئی کہ ای شہریار خوب دھوکا کھایا فلک نے آپکو اس مقام پر پہونچایا اب بھی
خیر ہی اُس تعداد کو تمام کرو رستم نے قصد کیا کہ سامنے نخل ہی اُسکے سایے مین بیٹھون اور اب
کسی طرح اسم کو موقوف نکرون جیسے ہی قصد کرکے دامن گردانا کہ پہلو سے آواز آئی ای رستم ہم تو تمھاری
رستمی دیکھین رستم نے پلٹ کے دیکھا ایک جوان قوی تن قوی من للکارتا ہوا سامنے آیا قریب
آکر نیزہ مارا چند طعنون مین رستم نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا پھر ہاتھ تلوار کا مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے
ہوے جیسے ہی وہ جوان مرا آواز آئی ای طلسم کشا غضب کیا ایسے بہادر کو مارا اب کہان
جاؤگے کہان چھپوگے صنم ناقوس جادو درۂ کوہ سے ایک ساحرہ سیاہ پوش بعد جوش و خروش
ظاہر ہوئی رستم پر سحر کرنے لگی ہرچند آگ تلوارین گرائین مگر رستم پر تاثیر نہوئی وہ جادوگرنی دور سے
سحر کر رہی ہی قریب رستم کے نہین آتی جب رستم نے دیکھا کہ یہ ساحرہ قریب نہین آتی کمان کیانی
کاندھے سے اُتاری تیر سحر کمان مین پیوست کیا سینۂ پر کینہ ساحرہ کا تاک کر تیر مارا کہ سینے پر

ساحرہ کے پڑا توڑ کر چہرۂ پشت کو پار گذرا اندھیرا اس مقام پر چھایا عرصۂ دراز کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من ناقوس جادو بود اب پھر گرد اڑی دیکھا علمہاے زنگاری کے پھر پرے کھلے ہوے آفتاب فلک سیر سب کے آگے سب شاہزادیان طاؤسان زرین بال پر سوار شہرت تخت پر عیوق و جاروق و دیوانہ شریر مردم در وغیرہ نہایت تکلف سے سب سردار آکر پہونچے سہیم نے قریب آکر عرض کی اے شہریار آپ سے بڑی خطا سرزد ہوئی دو مرتبہ آپ نے اسم موقوف کیا جب آپ نے لوح کو دیکھا یہی حکم پایا کہ یہ نمونہ بے بود طلسم ہی ہم لوگون کا اسوقت حاضر ہونا اتفاق سے ہوا اب چلکر باغ نسترن مین فروکش ہو جیسے یہ مقدمہ راز طلسمی ہی باغ نسترن مین چلکر بعد وظیفہ خوانی لوح کو ملاحظہ فرمائیے حکم لوح پر کاربند ہوجیے مگر اس خطا پر آپکو تکلیف ہوگی بعد تکلیف بسیار سامنا ساحران مکار و غدار کا ہوگا اگر ایسے ایسے دھوکے کھائیے گا تو طلسم ہفت پیکر فتح نہ ہوگا ایسے ایسے صدہا مقدمات سرکار کو ملین گے بڑے بڑے مکار و جعلساز اس طلسم مین ہین سب سرداران رستم نے آکر قدمبوسی کی یہی عرض کی کہ اب باغ نسترن مین آپ کا مقام ہوگا غرض رستم مع جملہ سرداران نامی و ساحران گرامی طرف باغ نسترن کے جاتے ہین کہ ذکر اس عجائب و غرائب کا وقت پر ہوگا

دو کلمۂ داستان شوکت بیان صاحبقران کہ برسر قلعۂ طلسم فروکش ہین عاشق ہونا امیر پر دختر اظلم زنگی کا کہ بادشاہ دربند اوّل ہی یعنی جہناز پری طلعت کا عاشق ہوکر صاحبقران کو مقام اظلم پر لیجانا و دیگر حالات داستان ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر خوش گوار
دکھاؤن مین باغ سخن کی بہار
عجب ہی بہار ریاض سخن

کہ جسکا شگفتہ ہی ہر اک چمن
نہالان گلزار ہین سبز پوش
اڑاتی ہی بلبل ہر اک گل کے ہوش

ہواے فرحناک چلنے لگی
ہر اک شاخ سر سبز پھلنے لگی
ہر اک پھول ہی عارض مہوشان

کہ ملجاے معشوق کا بھی نشان
کبھی پھول آویزۂ گوش ہین
کہ میخوار اس جا پہ مدہوش ہین

نسیم چمن لڑکھڑانے لگی
یہ مژدہ گلون کو سنانے لگی
بہار مضامین کی آمد ہوئی

قمر مجھکو تحریر کی کد ہوئی
ترانے جو گاتی ہیں یہ بلبلیں
گلوں کو یہ ہنسکے سناتی ہیں
گویا قمریوں نے بصد سوز و درد
کہ شمع طرب یان یہ حیران ہے
ہوئے طائران چمن نغمہ سنج
کہ دل تنگ تھے عشق [illegible]
یہ لیلیٰ کو الفت میں شہرہ ملا
کہ ہو رنگ سے عشق کے دن بھی

کہ آتی ہے گلشن میں سر سے بلا
ہوا کیسے گلشن کی سیر چمن
جہین وصل کی گر کی وہ خوش ہوئی
کہ ایسے کی نکہت نہ ہر جائے
چراغ مصفا میں پر روشنی ہے
زر گل لٹانے لگے بعد ریخ
چمن آج گل پر ہے سرسبز ہے
کبھی غنچہ دل نہ شگفتہ کھلا

کروں بلبل فکر کو میں شکار
ترانے طرح خیز گلہائے رنگین
ہر اک سرو گلشن کو بخشی نئی
کہ لالہ چراغ گلستان ہے
مضمون سب شاخ گلشن ہوئے
کہ کھولی ہیں غنچوں نے اپنی زبان
کہ لیلیٰ کا ناقہ سجا ہے
لکھوں حال عشق امیر دلیر

چہرہ خیز رنگ سازان حال عشق و الفت و سر آشفتگان عالم شوکت و لیاقت اس داستان حیرت خیز کو یون تحریر فرماتے ہیں شعر مصنف۔ دوران افلاک کہ بیدار است + او کار خیران و گو بہار است + این بادہ کہ روزگار دارد + یک مستی و صد خمار دارد + ہم چہرہ و ہم بہست ہم ذرہ + گر شیشہ شکن گشت [illegible] از [illegible] + ہشیار کہ میدہد فریب + صاحبقران زمان پسر قلعہ طلسم فرکش ہیں انکے سامنے رستم آئے پہلوان کو دار صحرا میں جا کر غائب ہوئے سرداران رستم بھی فرداً فرداً گئے اب امیر کو بڑی تشویش ہے کہ چالیس سردار گرفتار طلسم ہوئے رستم بھی طلسم میں گئے نہیں معلوم ہے سرداروں پر اور بادشاہ لشکر پر کیا گذری آخر لیٹ کے بارگاہ میں آگئے فرماتے ہیں کہ کل میں طلسم میں داخل ہونگا خواجہ عرض کرتے ہیں کہ حضور کا یوں جانا مناسب وقت نہیں ہے عبادت خانہ درست کرائیے جیسا حکم پروردگار ہو وہ کیجیے ایسا نہ ہو کسی بلائے طلسمی میں مبتلا ہو جائیے امیر فرماتے ہیں خواجہ میں اپنے سرداروں کا کیونکر حال دریافت کروں عمرو نے عرض کی حضور کیوں گھبراتے ہیں آپکا فرزند [illegible] اس طلسم کا فاتح ہے شائق عجائب و غرائب کا سیاح ہے وقت پر قید سے رہا ہونگے عمرو نے سمجھا کر امیر کو جانے سے قلعہ کے باز رکھا امیر کئی دن اسی مقام پر [illegible] سے قضا سے کا ظلم زنگی کہ بادشاہ علامت طلسم ہے اپنے مقام پر بیٹھا ہے اسکو آگہی ہرکاروں سے خبر ہوئی کہ طلسم کشا داخل طلسم ہوئے لیکن امیر پسر قلعہ فرکش ہیں جس دن قصد کرینگے انکو کون روکیگا صاحب اسم [illegible] نکلے [illegible] انکو روکیگا مارا جائیگا ساحر انکا مقابلہ

نہیں کر سکتا انھون نے کہا اگر دو طلسم کشا نہیں اُن کو ایسے آوارہ کر دون کہ عمر بھر رہائی نہ پائیں
کیا عجب ہے کہ گرفتار ہو جائیں بیٹی اسکی نہایت حسین جمیل معشوقان جہان سے زیادہ شکیل ہے
باتیں میٹھی میٹھی سن رہی تھی اوصاف امیر سنکر مشتاق جمال جہاں آرا ہو گئی صحبت سے باپ کی بیقرار ہو کر
اُٹھی گھبرا کر کنیزون سے کہا سواری تیار کرو ہم اپنے باغ میں جائیں گے محافہ زرین کنیزیں تیار کر کے لائیں
وہ ماہ آسمان خوبی محافہ میں سوار ہوئی کنیزیں بھی سوار ہوئیں اپنے باغ میں آ کر پہونچی اندر بارہ دری
کے آ کر مسند پر آ کے بیٹھی مگر اشتیاق امیر میں بے حواس چہرہ اداس ملکہ کو جو کنیزون نے بہت بیقرار
دیکھا گلشن نام ایک وزیرزادی نے خلوت کرا دیا اور عرض کی کہ لونڈی سے نہ چھپائیے میں حضور کو کل
شب سے بہت بیقرار پاتی ہوں آپ کا انتشار دیکھ کر گھبرائی ہوں مفصل حال دل بتائیے کنیز قدم سے
نہ چھپائیے ملکہ جہاں آرا بڑی منت سے وزیرزادی نے منت پوچھا ملکہ بے اختیار رونے لگیں
کہا اے گلشن کیا کہوں عجب معرکہ در پیش ہے دونوں طرف مشکل ہے کل شب کو دربار میں باواجان کے
امیر کے آوارہ کرنے کی تدبیریں ہو رہی تھیں ہر ایک ساحر موافق اپنے مرتبے کے آوارہ کرنے پر آمادہ تھا
اے گلشن انصاف کرو کہ ایسے آوارہ کرنے سے کیا نفع ہوگا طلسم کشا سے پہلی داخل طلسم ہو چکا خیر …
طلسم فتح کر چکا … طلسمی … داخل ہو … اے گلشن … تو باپ کے مقدمے میں کہہ نہیں سکتی کیونکہ …
بچاؤں اور کیونکر ان تک جاؤں کیوں گلشن کوئی ایسی تدبیر کر کہ امیر کو خبر پہنچ جائے یا انکو بلوا لو
کیا تدبیر کروں جہالت سے امیر سنکر دیدار کی مشتاق ہوں گلشن نے کہا وا دریغا اب آپکے دشمن ہو جائینگے
جہاں آرا نے کہا اے گلشن جب جان دینے کا ارادہ کیا تو پھر کیا خوف ہے گلشن نے بہت سمجھایا ملکہ کا
ولولہ بڑھتا جاتا ہے فرمایا … اے گلشن اگر کچھ تدبیر تجھ سے ہو سکے تو کر ورنہ جواب صاف دو گلشن نے کہا
واری میرا بھائی گل عیاری عیار پیشہ ہے … شاید وہ جرأت … ملکہ نے خوش ہو کر کہا
اے گلشن اگر یہ تدبیر کر لی تو نہایت احسان ہوگا یہ کہہ کر گلشن کے قدموں پر سر رکھ دیا گلشن نے
ہاتھ باندھ کر عرض کی لونڈی کیا کوئی بات اختیار سے کی ہے کہہ کر ایک کنیز کو حکم دیا میرے بھائی کو بلا لا
کنیز نے جا کر گل عیاری کو خبر کی سنتے ہی گل عیاری حاضر ہوا گلشن نے رو رو کر اس سے بیان کیا
کہ اگر ہو سکے تو امیر کو جا لا گل عیاری اسی وقت باغ سے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف لشکر امیر کے
چلا لشکر میں جو آیا ہنگامہ سنا کہ کل صبح کو امیر قلعہ طلسمی میں جائینگے اپنے سردارون کے … سے

بہت بیقرار ہین عیار نے گھبرا کر کہا کہ آج ہی شب کو جو کچھ فکر ہو سکے وہ کرو دن بہر دن رہے لشکر
مین آیا سنا کہ امیر دربار مین ہین ایک خدمتگار کی شکل بنکر بارگاہ امیر مین آیا کھڑا ہو کر جمال امیر
دیکھنے لگا دیکھا کہ شعشعۂ نور جمال سے تمام بارگاہ منور ہی جب اُسنے کئی مرتبہ امیر کو دیکھا خواجہ سر کے
رومال ہلا رہے تھے نگاہ اس خدمتگار پر جو پڑی کھٹکا ہوا کہ یہ خدمتگار دمبدم امیر کو دیکھتا ہی شاید کوئی
عیار ہی جھپٹ کر پشت پر آئے چاہا کمند یارون عیار بھاگ کر بارگاہ سے نکلا عمرو نے پیچھا کیا خود بھی
بارگاہ سے نکلے ہر چند پکارا مگر عیار نہ پلٹا بھاگ کر نکلگیا اب خواجہ کو اور زیادہ تردد ہوا جب شب کو امیر
نے دربار برخاست کیا اور سونے چلے تو عمرو نے عرض کی آج غلام حضور کے پاس سوئیگا امیر نے فرمایا خواجہ
تم تکلیف نکرو اپنے خیمے مین جا کر سو مین ہوشیار رہتا ہون مین نے بھی دیکھا تھا کہ وہ خدمتگار مجکو دمبدم
دیکھتا تھا مجھکو بھی کھٹکا ہی عمرو خاموش ہو رہا اپنے خیمے مین جا کر سو یا لیکن وہ عیار جو لشکر سے نکلا
بازارون مین پھرا کیا جب پردۂ شب حائل ہوا عیار پھرتا ہوا پشت بارگاہ پر آیا یہ کیا جانے یہ بارگاہ
کیسی ہی ایک مقام سے بیٹھکر نقب لگانے لگا یہ بارگاہ سلیمانی ہی جسقدر کھودتا ہی سراچہ زمین مین
اُترتا جاتا ہی آخر کھودنے سے عاجز آیا پاس سے آگ نکالکر چاہا سراچے کو جلاؤن سراچہ آگ سے بھی جلا
ناچار ہو کر نقب سے نکلا دربارگاہ پر آکر ٹھہرا مقبل پہرے پر تھا وقت نماز اندر گیا جا کر امیر کو جگایا امیر
نے فرمایا ای مقبل پانی وضو کے واسطے لاؤ مقبل تو پانی لینے گیا عیار فوراً مقبل کی صورت بنکر
بارگاہ مین آیا آفتابہ پانی کا اُٹھایا بیہوشی ملا کر آگے امیر کے رکھا امیر نے جیسے ہی کلی کی چند قطرے
جو حلق سے اُترے بیہوش ہوئے عیار نے بہ تعجیل امیر کا پشتارہ باندھکر دوش پر لگایا اوپر سے
پشتارے کے ایک میلی چاندنی ڈالی باہر نکلا غلامون نے پوچھا ای مقبل یہ کیا ہی مقبل نقلی نے کہا اس
چاندنی پر چھینٹین پڑگئین دھوبی کو دینے جاتا ہون غلام خاموش ہوئے عیار جست کرتا ہوا نکلا کہ
مقبل اصلی آیا غلامون نے کہا تم تو چاندنی لیکر گئے تھے جلدی پلٹ آئے مقبل نے کہا مین تو پانی
لینے گیا تھا گھبرا کر اندر گیا آقا کو نہ پایا بیقرار ہو کر نکلا کہا آقا کو کوئی لیگیا کسی نے حفاظت نکی سب نے
کہا ہم تمہارے دھوکے مین رہے مقبل دوڑ کر کنارے لشکر کے آیا دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش چلا جاتا ہی
پکارا او عیار ٹھہر جا عیار ٹھہر گیا جب مقبل قریب پہونچا عیار نے حباب بیہوشی مارا مقبل گرا عیار نے
چاہا سر کاٹون پھر سوچا کہ ملکہ کے خلاف ہوگا مقبل کو چھوڑ کر طرف باغ ملکہ کے چلا یہان ملکہ رات بھر عیار کے

انتظار مین در باغ پر کھڑی رہین کہ گریبان سحر چاک ہوا صحرا سے گرد اُڑی عیار کو دیکھا پشتارہ بدوش
آتا ہو ملکہ نے گلشن وزیرزادی کو پکارا جب گلشن قریب آئی کہا تمھارا بھائی پشتارہ بدوش
آتا ہو گلشن نے جو بھائی کو آتے دیکھا خوش ہوگئی ملکہ سے کہا آپ بارہ دری مین چلیے مین بھائی
کو ساتھ لیکر آتی ہون عیار قریب آیا گلشن نے پکار کر پوچھا کیون بھائی کسے لایا عیار نے کہا جو
ملکہ کی مراد تھے اُنکو لایا گلشن نے اُسی مقام پر پشتارہ رکھوایا صاحبقران کو ہوشیار کیا
امیر کی جو آنکھ کھلی یا تو وضو کر رہے تھے یا اپنے کو ایک باغ مین پایا ایک نازنین برائے تسلیم خم ہوئی
امیر نے پوچھا اری تو کون ہو اُسنے دست بستہ عرض کی حضور کی کنیز ہون سب حال صاحبقران
کے سامنے بیان کیا امیر کمندین توڑ کر اُٹھے وزیرزادی کے ساتھ بارہ دری مین آئے دیکھا
ایک مہ جبین حور خصال پری تمثال ابرو رشک ہلال آنکھین سیاہ مثل دیدۂ غزال دریائے جوانی
مین غوطہ زن مسند پر سرنگون بیٹھی ہو امیر کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھی استقبال کرکے امیر کو
قریب مسند کے لائی امیر نے جو جمال بے مثال دیکھا محو مطلق ہوگئے اور دل سے مائل ہوے
ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اُس مہ جبین نے سر جھکا لیا امیر آکر مسند پر بیٹھے وزیرزادی نے اشارہ کیا
ایک گائن نہایت شوخ و شنگ سامنے آکر بیٹھی ساز ملا کر یہ غزل گانے لگی۔ نظم

جان بلب ہون جلسے وہ بیرحم بد ظن ہوگیا
حال میرا اب مبارک باد دشمن ہوگیا

کچھ عجب تاثیر تھی اُس بت کے نظارہ مین بھی
جو مسلمان اس طرف گذرا برہمن ہوگیا

صدقے مین کتنا ترا تیر نظر بیتاب تھا
چھد گیا پہلو کبھی سینے مین روزن ہوگیا

لے ہوا اُڑتا ہون جب بیتابیان کرتا ہو دل
کاہش الفت سے کیا ہلکا مرا تن ہوگیا

مین بھی مرنے کے لیے آیا ہون آزردہ نہو
اب یہ وہ کوچہ کہان لوگونکا مدفن ہوگیا

ہائے کس پردہ نشین کی آبرو کا پاس تھا
اشک جو دامن پہ آیا زیر دامن ہوگیا

وہ توقع تجھسے برآئی جو مجھکو اُس سے تھی
او عدو کے دوست تو بھی انکو دشمن ہوگیا

حلقۂ زنجیر جب پہنی تو یہ ثابت ہوا
پاؤن میرا شاہد آغوش آہن ہوگیا

بڑھ کے ٹھہرا جب یہ سمجھا مین کہ وہ آتے ہین
بار ہا میرا تصور مجکو رہزن ہوگیا

سر اُٹھانے کی کہان طاقت پس مردن نسیم
آج تو احسان قاتل بار گردن ہوگیا

جلسہ آراستہ ہو صاحبقران پہلے سے جشنار میں بیٹھے ہیں جشنار تمہاری ٹوہ میں ہے کہ کسی ساحر کو آپ کے آوارہ کرنے پر آمادہ ہیں کسی ساحر سے دھوکا نہ کھایئے گا اپنے کو بہت بچایئے گا امیر فرمار ہے ہیں ملکہ نے بڑا احسان کیا کہ مکر سے ساحروں کے آگاہ کر دیا یہاں خواجہ جو سو کر اُٹھے قریب بارگاہ آتے ہی حال سننا کہ عیار صاحبقران کو لیگیا مقبل عقب میں گیا ہے مگر پلٹ کر نہیں آیا عمرو بیقرار ہو کر جلا راہ میں آکر مقبل کو بیہوش پایا مقبل کو ہوشیار کر کے طرف لشکر کے بھیجا آپ نشان نقش پا دیکھتا ہوا پشت باغ پر پہونچا گانے کی آواز کان میں آئی عمرو نے دیوار پر آکے دیکھا کہ صاحبقران پہلو میں ایک نازنین کے بیٹھے ہیں اور پہلو میں اُس نازنین کے ایک حسینہ جمیلہ ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار بیٹھی ہوئی گا رہی ہے عمرو گلیم اوڑھکر اُترا گلیم اوڑھے ہوئے ایک نخل کے سائے میں بیٹھا گانے والی واسطے پیشاب کے اُٹھی اُسی نخل کے سائے میں آکر بیٹھی عمرو نے اُسے بیہوش کیا کپڑے اتار لئے زیور بھی لیا گٹھڑی باندھ کر ایک گوشے میں ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر محفل میں آیا تیّا تا کے یہ غزل عاشقانہ گانے لگا

بیتابیٔ فراق سے عالم بدل نہ جائے	نالہ فراز عرش سے آگے نکل نہ جائے
وہ مجھ سے بن گئے خبر مرگ غیر سن	بے اختیار نالہ دہن سے نکل نہ جائے
روئے ہیں شب یار سے نازک ہوئے ہم	ہر قطرۂ اشک آنکھ سے ٹپکے مچل نہ جائے
وقت وصال عاشق و معشوق ایک ہیں	گھٹتی ہی اگر شمع تو پروانہ جل نہ جائے
ابرو چڑھے رہے صف مژگاں کھینچی رہے	ہم تیغ کا مزہ ہو خنجر سے جل نہ جائے
شام فراق ہے وہ اندھیری کہ خوف ہے	بیٹھا ہے سر جناب قضا کا دہل نہ جائے
کس آب و تاب پر رخ شفاف ہے نسیم	پہلے نظر ہزار جگہ کیوں پھسل نہ جائے

اسطرح تیّا تا کے یہ غزل گائی گلشن رسا ملکہ واقف کار رقاصہ خوب تعریفیں کیں کہا ای خیرنگ آج تو تو نے رنگ باندھ دیا دل چھین کر لیا کیا تیّا تا یا ہو آج تو نے رنگ واقف کار دن کا دکھایا ہی خواجہ نے گلشن کے گلے میں ہاتھ ڈالدیا کہا ای واقف کار تیرے سامنے کمال دکھایا یہ کہکے پھر اپنے مقام پر آبیٹھی گانے لگے طرف جشنار کے دیکھکر کہا بی جشنار صاحبقران مجھے اشارے کرتے ہیں طرف کرے کے اشارہ کر رہے ہیں میں ہرگز ان

بڑے میاں کو نہ قبول کرونگی تمھیں کو مبارک رہیں مجھے یہ فقرے نہیں پسند آتے جہناز کی
آنکھوں میں آنسو بھر آئے کہا صاحبقران یہ میری کنیز آپ کو پسند آئی بڑے افسوس کی
بات ہے صاحبقران نے غصے میں فرمایا کہ خیر تک کچھ دیوانی ہوئی ہو میں نے تجھسے کب اشارہ کیا
میں خود ایسی شغلوں کو قبول نہیں کرتا عمرو نے کہا زبان سنبھالے بیٹھے رہئے جوان اور
آپ اب بھی عاشق و معشوق بنتے ہیں یہ کہکے عمرو نے بائیں آنکھ کا تل امیر کو دکھایا امیر
نے پہچانکر فرمایا ادمکار میں سمجھ گیا وہی گلشن تمکو ہمارے بھائی صاحب نے پسند کیا اور کہا
خواجہ اپنی صورت اصلی دکھاؤ عمرو نے اٹھکر جست کی اور پکار کر آواز دی یا وا آدم درویش
از کل عالم بیش میری شکل اصلی مجھکو مرحمت فرمایئے یہ کہکے جو محفل میں آئے صورت پیرمرشد
کی کنیزیں دیکھکر بھاگ گئیں کوئی کہتی تھی طلماتس آیا کوئی کہتی تھی بن مانس آیا ہے خواجہ
فرماتے تھے میں تو خاصا بھلا مانس ہوں گلشن دیکھکر حیران ہو گئی جہناز کو دیکھکر خواجہ نے
کہا حمزہ تو کس عورت کے پاس بیٹھا ہے جسکی ننھی ننھی آنکھیں نار سا قد ملکہ یہ سنکر رونے لگیں
سمجھیں کہ محلات صاحبقران میں ایسی حسین شاہزادیاں ہونگی جنکے آگے مجھکو عمرو عیار
ایسا سمجھتا ہے امیر نے فرمایا ملکہ یہ شخص مرد طماع ہے کچھ دو اسکو تمھاری تعریفیں کریگا ملکہ نے
دو کشتیاں جواہرات کی منگا کر کہا خواجہ یہ آپکی نذر ہے عمرو نے کہا کہ شاہزادی میں افسوس
کرتا ہوں کہ تجھ ایسی شاہزادی نے مجاور زادہ خانہ کعبہ کو پہلو میں بٹھایا ہے یہ لعل بے بہا
پتھر سے لوٹتا ہے انکے بزرگ خانہ کعبہ کے جاروب کش ہیں تو شاہزادی والا قدر ہے حسن و جمال
میں رشک بدر ہے امیر نے کہا خواجہ میرے پاس کچھ موجود نہیں عمرو نے کہا آپ ہمیشہ
مفلس رہتے ہیں اب لشکر میں چلیے وہ سب لوگ بیقرار ہیں امیر نے فرمایا خواجہ چلیں گے
جہناز نے کہا اے شہریار میں نے آپ کو اسواسطے بلایا تھا کہ کئی سو ساحر اظلم نے آپکے آزار
کرنے کے لیے مقرر کیے ہیں آپ اپنے کو انکے مکر سے بچایئے اگر مناسب ہو تو اپنے کو میرے
ساتھ دربار اظلم میں پہونچایئے پس اگر آپ نے اظلم کو مار لیا تو سب بلاؤں سے بچیے گا
ورنہ دشمن کسی بلا میں مبتلا ہو جائینگے صحرا نوردی دشت پیمائی دشمنوں کے واسطے ہوگی
اور میں بالکل سحر نہیں جانتی ورنہ ایسے کو وقت پر پہونچاتی ان صحراہائے پر آشوب سے

بچاتی تا بمنزل مقصد پہونچاتی امیر نے فرمایا تمھارے ساتھ کیونکر چلوں کہا حضور سوائے
میری کنیزوں میں ملکر چلنے گے اور کوئی صورت نہیں ہی امیر نے فرمایا خواہ جان رہے خواہ
جائے مگر میں کنیز کی شکل نہ ہونگا ہر چند ملکہ نے کہا صاحبقران نے کہا میں نہ مانونگا عمرو
نے کہا ای ملکۂ عالم یہ اپنے زمانہ کے صاحبقران ہیں عورت کی شکل بن نہ جائیں گے مگر
آپ مجھے بیچ لیجیے میں اُسکی گردن لونگا وہ ساحر گری کرون کہ ایک کو باقی نہ رکھون میان
اظلم کو قتل کرون جس کنیز کی صورت دکھاو اُسی کی شکل بنکر چلون ملکہ نے کہا میں آج
شب کو صحبت میں باپ کی جاؤنگی جو جو ساحر آمادہ ہوے ہین وہ بھی سب جمع ہونگے
سب کے حال بھی سنونگی تم رنگ جماؤ گلشن وزیرزادی کی شکل بنکر چلو خواجہ اُسی وقت
سامنے سے ہٹ گئے نقشہ گلشن کا تو بخوبی دیکھ لیا ہی گلشن کی شکل بنکر محفل میں آئے قریب
ملکہ گلشن بیٹھی ہے آتے ہی کہا حضور یہ مکار کون ہی جو میری شکل پر آکے بیٹھی ہی حضور معلوم
ہوتا ہی اظلم نے کسی کو واسطے خبر کے بھیجا ہی اسکو گرفتار کیجیے ملکہ خفا ہونے لگین کہ اری سچ بتا
تو کون ہی اب گلشن منتین کرنے لگی آخر عمرو نے اپنے کو ظاہر کیا اور ملکہ سے پوچھا کوئی
مجھکو پہچان تو نہ سکیگا سب نے خواجہ کی تعریفین کین شب کو گلشن کو پاس امیر کے
چھوڑا کہ تو امیر کی خاطر مدارات کیجیو امیر کو بہلاتی رہیو مین خواجہ عمرو کو لیکر دربار اظلم مین
جاتی ہون خواجہ عمرو گلشن کی شکل بنکر ملکہ کے ساتھ ہوے ملکہ نے اور چند کنیزون کو ساتھ
لیا لباس فاخرہ پہنکر طرف دربار اظلم کے چلے یہان اظلم زنگی تخت پر بیٹھا ہی ساحرون کو
نامہ لکھا ہی کہ جلد آکر موجود ہو باپ طلسم کشا کا امیر حمزہ برسر قلعہ طلسمی فروکش ہی اُسکو آکر
آوارہ کرو اپنے اپنے کمال دکھاؤ ساحر آتے جاتے ہین اپنے اپنے کمال دکھا رہے ہین کوئی کہتا ہی
بادشاہ اسلام جو طلسم مین قید ہین اُنکی شکل بنکر جاؤنگا وہ دھوکا دون کہ صاحبقران جنگل
مین مارے مارے پھرین دوسرا کہتا ہی بیٹا اُنکا بدیع الزمان جسکو مین نے باغ سنبلستان
مین قید کیا ہی اُسکی شکل بنکر امیر کو ایسا آوارہ کرون کہ پہاڑون سے سر ٹکرائین زندہ پلٹکر
نہ آئین کوئی کہتا ہی اُنکے فرزند کی معشوق ملکہ شہرت کی شکل بنون نامۂ رستم لیکر جاؤن امیر کو
لے نکلون اظلم زنگی اپنے ساتھ والون سے کہتا ہی یارو کسی طور سے حمزہ کو اسم اعظم بھلاؤ ایک

ساحر کہ رہا ہی کہ مین ایسا سحر کرون کہ صاحبقران مبہوت ہوجائین اسم اعظم نہ پڑھین اظلم کہتا ہی
مین بھی وہ سحر کرون کہ ملازمان صاحبقران زمین پر قدم نہ رکھہ سکین زمین متزلزل و متحرک ہو
کہ وزیرزادی نے بڑھکر خبر دی کہ صاحبزادی تشریف لاتی ہین اظلم نے وزیرون کو براے
استقبال بھیجا وزیر ملکہ کو لیکر بارگاہ مین آئے آنے سے ملکہ کے تمام بارگاہ روشن ہوگئی حسن
جہانسوز کا وہ جلوہ ہوا کہ سب جلتے تھے ماہ تابان نکل آیا ملکہ قریب تخت کے آکر کرسی جواہرنگار
پر بیٹھین کہا اے والد ہماری وزیرزادی نے وہ کمال علم موسیقی کا حاصل کیا ہی کہ آپ سُنکر یہ
فرمائینگے کہ ہمنے ایسا گانا کبھی نہین سُنا یہ کہکے اشارہ کیا کہ ہوا گلشن آج اس صحبت مین کچھ
گا کر رنگ دکھاؤ قدردانون کو اپنا گانا سُناؤ خواجہ عمرو جھپٹ کر اُٹھے بیچ محفل مین آکر
بیٹھے اول تو حسن عابدکش زاہد فریب بڑی بڑی انکھڑیان جٹی بھوین سازندے حاضر ہوے
ساز درست ہوگئے گلشن نقلی نے یہ غزل عاشقانہ سامنے اہل محفل کے شروع کی۔ نظم

کعبہ نہین ہی زاہد غافل نشان دوست — دل ڈھونڈھ عاشقونکا یہی ہی مکان دوست
افسانہاے دوست مین کٹتے ہین رات دن — رہتی ہی لب پہ آٹھ پہر داستان دوست
جھگڑا مٹا عذاب گیا مخلصی ملی — رکھتے تھے ایک دل سو ہوا میہمان دوست
نکلی نہ منھ سے بات بجز ذکر یار کے — لب آشنا کسی سے نہین جز بیان دوست
کیا تاب مدعی جو لگائے نظر کہین — رہتے ہین آہ و نالہ مرے پاسبان دوست
ہوتی ہی مشق بے ادبی گالیون کے ساتھ — رکھتی ہی اور طرح کا چسکا زبان دوست
ہی سرفروشیون پہ بہاے جمال دوست — ارزان ہی آج کل تو متاع دکان دوست
ہین داغ سینہ صورت آتش دہک رہے — ہان آج کل بہار پہ ہی گلستان دوست
مانند گل دہان جراحت شگفتہ ہین — ہی اور رنگ پر چمن بیخزان دوست
دل صاف ہو تو راز حقیقت کھلے تمام — دیکھا کرے بصورت آئینہ شان دوست
دیکھا جو برگ گل تو لبون کا ہوا گمان — غنچہ نظر پڑا تو مین سمجھا دہان دوست
دھوکے دیے نزاکت جانان نے اے نسیم — پایا عدم مین بھی نہ نشان میان دوست

اس رنگ مین گلشن نقلی نے یہ غزل عاشقانہ گائی کہ سب اہل محفل تعریفین کر رہے ہین

اظلم نے کہا اے گلشن حقیقت مین تمنے ایسا کمال حاصل کیا کہ میرا دل خوش ہو گیا تمنے کن کاملون سے یہ کمال سیکھا ہے کہ آج سب اہل محفل وجد کر رہے ہین خواجہ نے عرض کی حضور کی قدردانی ہے کہ اپنی کنیزون کی آپ آبرو بڑھاتے ہین یہ کمال حضور نے کیا دیکھا ایک کمال ایسا رکھتی ہون کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا ہوگا بلکہ سنا بھی نہوگا اظلم نے پوچھا اس سے بہتر اور کیا کمال ہے خواجہ نے کہا اے شہنشاہ اصل یہ ہے کہ مین ساقی گری ایسی کرتی ہون کہ کوئی باقی نہ رہے سر سے شراب پلاؤن ہاتھ سے بتاتی جاؤن پاؤن سے ناچون زبان سے گاؤن تب حضور کو میرا کمال ظاہر ہو ہر اہل محفل میرے علم سے ماہر ہو اظلم نے کہا اے گلشن جو کچھ وہ سامان کرون آج تمھارا کمال دیکھون خواجہ نے کہا کلید میخانہ مجکو دیجیے شراب مین محفل مین لاؤن سب کو پلاؤن تب میرا کمال حضور پر اور اہل محفل پر ثابت ہو اظلم نے کہا اے گلشن کلید میخانہ موجود ہے یہ کہکے کلید نکال کے دی خواجہ کلید لیکر میخانے مین آئے شراب مین بیہوشی ملائی اب خواجہ خوش ہین کہ مطلب ہوا چاہتا ہے کئی سبو گلابیان مرازعلی سے آراستہ کیین محفل مین لیکر آئے گھنگرو پاؤن مین باندھے اب چاہتے ہین کہ گت شروع کرون کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی اظلم نے بیٹی سے کہا اب بخوبی اطمینان ہوگا ملکہ اختر جادو آتی ہین ہمارے ملک کی یہ کاہنہ ہین ابر آکے قصر پر شق ہوا دیکھا تخت پر ایک ساحرہ کتاب ہاتھ مین لیے ہوے اسکو پڑھتی ہوئی تخت سے اتری کہا کیون اے اظلم زنگی آج یہ جلسہ کیسا آراستہ ہے ہمنے تمکو لکھ بھیجا تھا کہ قدرت نے لکھا ہے کہ فلان تاریخ عمرو اس صحبت مین آئیگا آفت برپا کریگا یہ کہکے کتاب کھول کے سامنے اظلم کے رکھی اظلم نے دیکھا کتاب مین لکھا ہے کہ آج کی شب کو عمرو اس صحبت مین آئیگا اظلم نے کہا اے ملکہ اختر لیمن نے اپنی صحبت مین یہ بات مشہور کر دی کہ کوئی غیر صحبت مین نہ آئے آج کل ہم انتظام مین رہتے ہین نگاہ اٹھاکے دیکھو ابھی میری صاحبزادی تشریف لائی ہین چند کنیزین ساتھ ہین اور ایک وزیرزادی ہے تو گلشن نے عجب کمال حاصل کیا ہے ایسا آج گائی کہ تمام اہل محفل مسرور ہوے اب ساقی گری کیا چاہتی ہین اختر نے کہا اے شاہ عمرو کے آنے کو کوئی پہچان سکتا ہے ایک کلمہ کتاب مین ایسا لکھا ہے کہ اسکو زبان پر نہین لا سکتی ایک ورق الٹ کر آپ

مضمون دیکھیے اظلم نے جو ورق اُلٹا بخط جلی نوشتہ پایا کہ اے اظلم تیری صحبت میں بیٹی تیری
عمرو کو لیکر آئیگی ہوشیار رہنا اظلم نے اختر کے کان میں کہا اے اختر اس فقرے کا کیا اعتبار
کروں بیٹی میری سحر سے ناواقف ہو یا میری صحبت میں آتی ہو یا اپنے باغ میں رہتی ہو شکار تک کو
نہیں جاتی اختر نے کہا میں آج سے علم کہانت کو ترک کروں اسوقت عمرو آپ کی صحبت میں موجود
ہے جو جو قدرت نے لکھا ہے وہی پیش آتا ہے عمرو یہ حال سُنکر بہت گھبرا رہا ہے دل میں کہتا ہے کہ
خواجہ علیم وقت پر یہ کاہنہ آگئی صاف صاف کہہ رہی ہے جہناز سے اشارے کر رہا ہے کہ ملکہ اب
نکل چلیے رنگ بگڑا جاتا ہے میں شراب محفل میں لاچکا تھا ایک تھوڑی دیر یہ کاہنہ اور نہ آتی تو
خون کا دریا بہا دیتا اس عیاری پر بڑے بڑے جلسے درہم و برہم کر دیے مگر اب یہاں رنگ بگڑا ہے
دیکھوں فلک کیا دکھائے جہناز کا رنگ رخ متغیر اشاروں میں جواب دیتی ہے کہ خواجہ کیونکر اُٹھوں
چلنے کے نام پر حال کھلجائیگا یہ ساحرہ زبردست ہے سب نے دیکھی اختر نے جو جہناز کو ملول و حزین پایا
قریب آکر کہا کیوں صاحبزادی عمرو کو کس صورت پر لائی ہو صاف صاف بتلا دو ورنہ ہم پہچان
لینگے قدرت نے کتاب میں سب کچھ لکھ دیا ہے آج کی صحبت کا حال بہت طول و طویل لکھا ہے
صاف صاف لکھ دیا کہ بی جہناز صاحبقران پر عاشق ہونگی اور عمرو کو صحبت میں لائینگی مگر یہ
نہیں لکھا کہ صاحبقران کہاں ہونگے ہم وہ بھی تجویز کر دینگے احکام قدرت میں فرق نہیں پڑتا
جو جو لکھے گئے ہیں وہ سب کچھ ہوگا طلسم کشا باغ نسترن میں جائینگے نسترن جادو بڑی کوشش
کریگی مگر طلسم کشا کی گرفتاری نہیں لکھی انجام اُنکا بخیر ہے جہناز نے گھبرا کر جواب دیا اے اختر جادو
ہوش میں آؤ میں عمرو کو کیا جانوں میں باپ کی صحبت میں عمرو کو لاتی بربادی دربار چاہتی یہ گمان
دل سے نکال ڈالو مجھے گنہگار نہ بناؤ اختر کنیزان ملکہ کو بہ نگاہ تند دیکھنے لگی خواجہ جو گلشن
بنے ہوئے تھے ہوش اُڑ گئے اختر دیکھتے دیکھتے طرف گلشن کے پلٹی نگاہ تند جو ڈالی رنگ و روغن عیاری
کا چہرہ سے خواجہ کے اُڑ گیا اب جو اظلم نے گلشن کی طرف دیکھا صورت بدل گئی کہا اے گلشن یہ
صورت تمھاری کیسی ہوگئی عمرو نے جو طرف آئینہ کے دیکھا اپنے کو بصورت اصلی پایا اپنے مقام سے
اُٹھے کہا میں برائے پیشاب جاتی ہوں اختر نے پکار کر آواز دی او ساربان زادے اب
کہاں جائیگا عمرو نے اُٹھتے اُٹھتے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ عمرو۔ عمرو ہوں میں عیار صاحبقران کا

مرے مکر سے کانپتا ہو جہان تراشندۂ ریش کفار ہون زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
نہ پائے مری گرد پاپوش کو دو مارہ جہان گرد و طرار ہون جہانگیر عالم کا عیار ہون

چاہا کہ اختر کو خنجر مارون اختر نے ہاتھ سے اشارہ کیا خواجہ زمین پر گرے زمین نے پاؤن تھام لیے غل ہوا کہ عمرو پکڑا گیا جہناز کا عجب حال ہو چاہتی ہو کہ دم نکل جائے یا زمین شق ہو مین سما جاؤن اختر نے کہا ای اظلم صاحبزادی کو بھی گرفتار کر لے اسی کی ذات کا سارا فتور ہو اظلم کو تو بیٹی سے محبت ہو طرف جہناز کے دیکھتا ہو اور خاموش بیٹھا ہو اختر نے بڑھکر جہناز کا ہاتھ پکڑا چند کنیزین جو ملکہ کے ساتھ آئی تھین نکل کے بھاگین کہ جاکر صاحبقران کو خبر کرین اختر نے جہناز کو بھی گرفتار کیا اظلم نے اختر سے کہا بھی کہ اسکی کیا خطا ہو اختر نے کہا ای شاہ کیون دھوکا کھاتا ہو یہی عمرو کو بشکل گلشن لائی جہناز و گلشن دونون گرفتار ہوے اظلم یہی چاہتا ہو کہ بیٹی میری خطاوار نہ ہو مگر اختر نہین مانتی کہتی ہو ان دونون کو جلد ہی قتل کرو ای اظلم اگر عمرو مارا گیا تو تمھاری خیر و عافیت ہو ورنہ تمھاری قضا اسی ضمن مین ہو کوئی عمرو کا مکر ایسا پڑیگا کہ بہت پچھتاؤ گے ہاتھ سے مسلمانون کے مہلت نہ پاؤ گے آٹھ پہر یہ لوگ اسی فکر مین رہتے ہین اختر تو یہ باتین کر رہی ہو اظلم تخت پر خاموش بیٹھا ہو سب اہل دربار حیران و پریشان ہین کہتے ہین صاحبو کیا زمانہ خلاف آیا ہو کہ بیٹی نے باپ کے قتل پر کمر باندھی ہو یہ تو قدرت نے طلسم مین خوب آشوب کیا فرماتے ہین کہ اب مین طلسم کو برباد کراؤنگا حقیقت مین اب طلسم کا بچنا دشوار ہو مسلمانون کا خدا بڑا زبردست ہو ہمارے خداوند جو لی طلسم مین ہین بادشاہ طلسم یہ خوشامد پیش آرہا ہو دیکھین اب انجام کیا ہو سب تو یہ باتین کرتے ہین کہ اب ہر طرح مشکل ہو مگر اختر نے جہناز و عمرو کو گرفتار کر کے زیر تیغ بٹھایا کہ رہی ہو کہ جلادون کو اب بلاؤ ان دونون کو جلد قتل کرو یہان جلادون کا ہنگامہ ہو اظلم چاہتا ہو کہ بیٹی کو بچاؤن یہان صاحبقران باغ مین جہناز کے گھبرا رہے ہین فرماتے ہین کہ ای گلشن نہین معلوم وہان عمرو پر کیا گذری ہر چند کہ عمرو بلائے روزگار ہو مگر یہ دربند طلسم ہین انکے عجائب و غرائب مشہور ہین دیکھین کیا ہو کہ رونے کی آواز کان پر آئی امیر نے کہا ای گلشن دیکھو

یہ کون روتا ہو گلشن اٹھی ہو کہ حال دریافت کرے کہ چند کنیزین روتی ہوئی سامنے آئین اور
رو رو کر سب حال مفصل بیان کیا امیر اپنے مقام سے اُٹھے کہا ای گلشن مین دربار اظلم مین
جاؤنگا گلشن نے عرض کی ای شہریار فوج اظلم بہت ہو کئی سو افسران فوج مین ایسا نہ ہو کہ
حضور کو گھیر لین حضور اکیلے جو اُس صحبت مین جائینگے بیچ مین فوج کے گھر جائینگے اکیلے کس کس سے
لڑیے گا امیر نے فرمایا ای گلشن مین اپنے یار وفادار کا حال سنون اور بیٹھا رہون میرے دل کو
تاب نہین یہ فرما کر صاحبقران اُٹھے طرف دربار اظلم کے چلے گلشن مع دو سو کنیزون کے
پیچھے پیٹتی ہوئی چلی کہ ای شہریار اکیلے دربار اظلم مین نہ جائیے اگر حکم ہو تو جا کر آپ کے
لشکر مین خبر کر دون افسران فوج آئین تب آپ جائین امیر نے فرمایا ای گلشن تم نہ مجکو سمجھاؤ
مین اپنے یار وفادار کی محبت مین بیقرار ہو رہا ہون یہ کہکے گلشن کو پلٹایا گلشن پلٹ کر باغ
مین آئی سجادہ بچھا کر واسطے عمرو کے دعائین مانگ رہی ہو کہ ای خالق کارساز وای رب
بے نیاز عمرو و صاحبقران و جہناز کو آفت سے بچالے نظم

بر فگن از چہرۂ انور نقاب	تا شود شرمندہ نور آفتاب
لا شریک و بے مثال و لا یزال	ذات پاک تست ای عالی جناب
گاہ ز آتش آب جاری میکنی	گاہ آتش میکنی پیدا از آب
از تو آزاد ست ہر پابند غم	از تو آباد ست ہر خانہ خراب
خارج از ہر حد و اندازہ توئی	فارغی از ہر حساب و ہر کتاب
گرچہ پنہانی تو از دیدہ مگر	شکل مے آید نظر از ہر حجاب

گلشن تو یہان دعائین مانگ رہی ہو وہان اختر نے جلادون کو اشارہ کیا کہ عمرو کا سر
کاٹ لو جلاد نے بڑھکر عمرو کی گردن پر کوئلے کا خط کھینچا کہا او ساربان زادے جو کھانا ہو
وہ کھالے وقت قضا تیرا قریب ہی عمرو نے کہا مین مرنے کا عادی نہین بی جہناز کو قتل کیجیے
جلاد نے پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم عمرو کہتا ہی مجھے کوئی نہین قتل کر سکتا اختر نے کہا سر
کاٹ لے اب باتین نہ بنا دیر نہ لگا جلاد تلوار کھینچکر چلا کہ دربارگاہ پر ہلڑ ہوا نعرۂ شیر کی
صدا آئی زمین تھرّائی۔ نعرۂ صاحب قران۔ منم صاحب جتر و تیغ و علم +

اسیر رعب حمزۂ ذی حشم
چو رفتم بسنجاں پے کینہ دار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف
شد از جنگ بیدین ذلیل و نزار

صنم قاتل کافران جہان
بند بر فت کنجا ب ملعون فرار
گذر چون بجولان گہ قاف شد
بلرزہ فتادند دیوان قاف
در آنجا چو جاہ و ادب یافتم

ز تیغم گریزندہ نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزا نر برا ز عدل و انصاف شد
سمندون بد بخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

اختر نے کہا اے اظلم ہوشیار ہو جاؤ ایسا سحر کرو کہ حمزہ دیوانہ ہو جائے یکا یک صاحبقران اندر بارگاہ کے گھس آئے اسم اعظم پڑھتے ہوئے تیغۂ عقرب سلیمانی چمکاتے ہوئے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے اختر نے بڑھکر سحر کیا ایک طرف اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے اختر نے دستک دی دیکھا سب نے کئی سو نازنینان مہ جبین آگے اُن سب کے ایک مہ پارہ پیشانی یا آسمان کا ستارہ جب گنگناتی ہو سب ساتھ اُسکے آواز ملا کر یہ اشعار گاتی ہین۔ نظم

سراغ درد نہان کا جو پا نہین سکتے
ہم آہ بنگئے اپنی کہ جا نہین سکتے
یہ رنگ ہجر مین یون اشک لا نہین سکتے
حجاب ہو گئے کب تیری جلوہ گاہ کے تنگ
کوئی بلائے جو قاصد ہلین تو کہ دینا
چلے تھے کوچۂ قاتل یہ رہ گئے بسمل
یہ لاکھ طرح سے ہی ایک امتحان وفا
بس ایک دوست ملا عشق مین نصیحت گر
فراق یار مین اللہ رے شور نالون کا
یہ مدعائے دلی ہی کہ نقش ستمگر کا
کسی کے پانون پہ گر کر یہ آ گیا ہے غرور
ہوئی جو حشر مین پرسش ہمارے قاتل کی
گلے سے ہم تو انھین ہر ادا پہ لپٹا لین

تو ہاتھ رکھکے ٹھکانا بتا نہین سکتے
وہ ہوش کھو رہے ہمارے کہ آ نہین سکتے
جگر کا خون کیا ہو چھپا نہین سکتے
بس ایک پردۂ حیرت اُٹھا نہین سکتے
کہ آپ ہی مین وہ مدت سے آ نہین سکتے
تڑپنے والے بہت دور جا نہین سکتے
جفا کشون کو تمھین آزما نہین سکتے
کسی طرح جسے دشمن بنا نہین سکتے
کہ درد دل ہی کسیکو سنا نہین سکتے
بہت مٹاتے ہین لیکن مٹا نہین سکتے
کہ لاکھ سر کو جھکا مین جھکا نہین سکتے
دہان زخم پکارے بتا نہین سکتے
دھرے ہین ہاتھ جگر پہ اٹھا نہین سکتے

نگاہ خلق مین کم ہو گئے بہت لیکن	تمھاری آنکھ مین ہرگز سما نہین سکتے
جلال اُسکی خبر کو نہ دل نے بھیجا ہو	کہین تو ہوش گئے ہین کہ آ نہین سکتے

اُن ناز نینان مہ جبین نے جو یہ غزل عاشقانہ گائی صاحبقران بہ نگاہ غور سننے لگے ساحرون نے بلوہ کیا کہ امیر کو گرفتار کرلین عمرو نے پکار کر آواز دی یا صاحبقران خاموش نہ ہو جیسے اسم اعظم پڑھیے ایسا نہ ہو دشمن گرفتار ہو جائین یا تو صاحبقران چپ ہوے تھے یا اسم اعظم پڑھنے لگے جیسے ہی امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ نازنینین خاموش ہوئین امیر ساحرون کو قتل کرنے لگے اظلم نے پکار کر آواز دی ارے کل فوج کو تیار کرو ابو لشکر اظلم مین قرنا ہوئی کل افسران فوج لشکر ہزیمت اثر یکہ حاضر ہوے لکھا ہو کہ اسّی ہزار ساحر وغیر ساحر بلوہ کر کے آئے یہان اظلم نے پکار کر آواز دی ارے یارو یہ شخص غضب کرتا ہو چاہتا ہو قیدیون کو رہا کرے ہو ساحرو جان بچا کے نہ لڑو ایک مرتبہ سب ملکر ٹوٹ پڑو ایک شخص کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہو سب ساحرون نے ملکر بلوہ کیا امیر نے جو جھنازہری طلعت کو ہتھکڑیون اور بیڑیون مین پایا بیقرار ہو گئے لڑتے ہوے قریب عمرو کے پہونچے رسن ہاے سحر کاٹین اسم اعظم پڑھا عمرو کے جسم پر سے سحر دفع ہوا عمرو نے اُٹھتے ہی نعرہ کیا۔ نعرۂ عمرو

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان	عمرو ذیحشم جہتر جہتران	مری نسل سے مکر پیدا ہوا
مرے نام پر غدر رشیا ہوا	اڑا آتا ہون کفار کے مین عون	جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کو مین
مرا مکر ہی گلشن قیل و قال	مری چال سے ہی صبا پائمال	فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
نشان تھا مری گرد پاپوش کا	مرا افسر ذیحشم نامدار	امیر عرب شیر پروردگار

یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی	کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

نعرہ کر کے عمرو نے حقۂ آتشبازی مارنا شروع کیے حقہ ہاے آتشبازی جو چلے سب میدان دھوان دھار ہو گیا سواریاان بیدلون کا عجب حال افسر دیکھتے ہین کہ شعلۂ آتش بھڑکے وہ سمجھے کسی نے سحر کیا برق کڑک کر گری دوسرے ساحر کا سر اُڑ گیا اُس اندھیرے مین سیکڑون نے ہزارون کو مارا خواجہ عمرو برابر حقۂ آتشبازی مار رہے ہین کبھی گوپھن سر سے کھولا سنگ ڈلان پر پتھر برسائے کسی کو جھپٹ کر حباب مارا وہ لڑکھڑا کے گرا عمرو نے خنجر مارا سر اشکم چاک

قصہ پاک کپڑے اُسکے اُتار لیے اختر جادو حیران کہ اب کیا تدبیر کرون اختر نے اظلم سے کہا
ای اظلم اب نکل چلو دوسرے دربند پر کہ تمھارے بھائی حاکم ہین کہکشان زنگی وہان چلکر
ٹھہرو وہان سے لشکر کشی کا سامان کیا جائیگا اظلم نے اس بات کو قبول کیا لڑتے لڑتے
ایک گوشے مین آیا اسطرح کا سحر کیا کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی اُس آندھی مین نکل گیا
جہناز نے دیکھکر کہا ای شہریار اظلم نکل گیا اختر نے پر پرواز پیدا کیے جیسے ہی بلند ہوئی
امیر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کر کے اسم اعظم پڑھکر تیر مارا
اختر کا ستارہ گردش مین تھا تیر آکر جہرۂ پشت پر پڑا تو وہ سینے کو توڑ کر پار گیا ادا اختر کے
مرتے ہی اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من اختر جادو بود اختر مری
اظلم نکل گیا فوج بے سردار ہوئی فریاد کرنے لگی امیر سے امان مانگی امیر نے سبکو امان دی
چالیس ہزار ساحر وغیر ساحر داخل اسلام مین آئے امیر نے قلعۂ اظلم پر قبضہ کیا سب رعایا
مطیع الاسلام ہوئی جہناز کو لاکر تخت پر بٹھایا گو سکہ نام پر سعد بن قباد کے جاری ہوا۔
جہناز نے عرض کی حضور طرف دربند کہکشان کے تشریف لے چلین وہان اظلم جاکر
خاموش نہ بیٹھے گا کوئی تدبیر حضور کی گرفتاری کی ضرور کریگا حضور اب دربند کہکشان پر
چلین امیر نے جہناز سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ بعد اسکے طلسم ہفت پیکر کے ہم
تمسے عقد کرینگے جہناز نے عرض کی ای شہریار کنیز کی تو عجب کیفیت ہو کیونکر ہجر کا
یہ زمانہ کٹے گا۔ **نظم**

جذب دل کھینچ اُسے دست و گریبان ہو کر
خوش نگاہون کے کرشمے کوئی ہمسے پوچھے
دست وحشت سے کھونگا مین اُسے بھی کر چاک
حسرت ناوک قاتل ہین جو دل بھر آیا
گریۂ شب ہو کسی پر کچھ اثر ہو کہ نہ ہو
حسرتین خاک مین سب نکلین اپنے دل کی
قتل عالم کو کیا پر وہ نہ ٹھہرے قاتل

دے جگہ یار کو پہلو مین رگ جان ہو کر
آنکھون مین کرتے ہین گھر آنکھ سے پنہان ہو کر
دل مجھے تنگ کریگا جو گریبان ہو کر
آنسو آنکھون مین کھٹکنے لگے پیکان ہو کر
مضحکہ کرلے ذرا صبح تو خندان ہو کر
اب بلائین اُٹھین کیا بے سر و سامان ہو کر
بھولے بنکر کہین چھوٹے کہین نادان ہو کر

جان ہو جاتے ہین کسطرح کسی کے دلبر — آزمائش تو کرون قالب بیجان ہو کر
ہاے اُس شوخ کی شرمندگیِ جور و ستم — مار ڈالا ہمین ظالم نے پشیمان ہو کر
آنکھ عاشق سے ملاتا نہین جو ہر کوئی — تیغ اُس ترک کی شرماگئی عریان ہو کر
دل وحشی وہ ہی جو ہوش کرے عشق مین گم — راہ بتلاے یہ داناؤن کو نادان ہو کر
تیر قاتل کو نہ چھوڑے جو ہمارا سینہ — پھانس کھنچ آئے کلیجے ہی مین پیکان ہو کر
نہ رہے ہمسے سیہ بخت تو کیا غم ہی جلال — دیکھے رہتی ہے کسکی شب ہجران ہو کر

اس حسرت مین یہ اشعار پڑھے کہ صاحبقران نے گلے سے لگا کر فرمایا ای شہنشاہ خوبی و آئینہ سرو باغ محبوبی ہم فکر فتاحی طلسم ہفت پیکر مین ہین ہمارا فرزند صاحب شوکت و شان علمشاہ نوجوان سامنے ہمارے داخل طلسم ہفت پیکر ہوا اور بادشاہ ہمارے لشکر کے ایرج ذوالکرم اس طلسم مین جاکر قید ہوے اُنکی رہائی کی ہمکو فکر ہی انشاء اللہ بعد وہان کے واپس ہوکے کے ہم تمسے ملاقات کرینگے اور عقد کا بھی تمسے وعدہ کرتے ہین اسطرح صاحبقران نے سمجھایا کہ ملکہ مہناز کو صبر آیا خواجہ گلشن سے وداع ہوے اور یہ وعدہ کیا کہ مین بھی ہمراہ صاحبقران کے آؤنگا اور جو وعدہ کہ صاحبقران و مہناز سے ہوا وہی وعدہ مین بھی تمسے کرتا ہون یہ کہکر مہناز و گلشن کو رخصت کیا صاحبقران مع فوج ظفر موج بموجب ہدایت مہناز طرف دربند کہکشان کے چلے مگر کہکشان جادو دربند دوم کا مالک ہی راہ مکر و حیلہ کا سالک ہی اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ اسکو خبر ملی کہ صاحبقران دربند اظلم پر آگئے اسنے سرحددارون کو نامے لکھے کئی پہلوان آئے دعوی کرتے ہین کہ ہم صاحبقران کو گرفتار کر لائین گے کہ اظلم آکر پہونچا سب کیفیت اسنے بیان کی اور کہا کہ میرے دربند پر صاحبقران کا قبضہ ہو گیا ای کہکشان اُس نازنین مہجبین نے بڑی آفتین برپا کین عمرو کو دربار مین لے آئی اختر لے آکر حال کھولا عمرو گرفتار ہوا اُسکے قتل کا ارادہ کیا تھا کہ صاحبقران آگئے ہرچند کہ وہ طلسم کشا نہین لیکن سحر انپر تاثیر نہین کرتا آخر دربند پر قبضہ ہو گیا اختر جادو قتل ہوئی ای کہکشان کچھ انتظام کرو ورنہ وہ شوخ دیدہ گیسو بریدہ مہناز پری طلعت یہان کا پتہ بتائیگی تم لوگون کو مشکل ہوگی اور یہ خبر مفصل معلوم ہوئی کہ طلسم کشا طرف باغ نسترن کے جاتے ہین اور

اُنکے جملہ سردار ساحران نامی اُنکے ساتھ ہین اگر طلسم کشا باغ لسترن مین پہونچ گئے تو تمھارا
در بند راہ ہین پڑیگا کہکشان نے کہا مین یہی تدبیر کر رہا ہون تم آؤ بیٹھو ایسے پہلوان کو بھیجون
کہ صاحبقران کو گرفتار کر لائے امیر حمزہ مہلت نہ پائے یہ کہکے اظلم زنگی کو بیٹھنے کی جگہ دی اظلم
آکر تخت پر بیٹھا کہکشان نے پکار کر آواز دی اے پہلوانان دیو خصال تم مین کون ایسا ہے کہ
حمزۂ صاحبقران کو گرفتار کرکے لائے ہومان دیو بند پہلوان زبردست دنگل سے جھومتا ہوا
اُٹھا کہا اے شہریار مین جاتا ہون امیر کو گرفتار کرکے لاتا ہون ستر اسّی ہزار فوج لیکر آیا تھا
کوچ کرکے واسطے روکنے صاحبقران کے چلا یہان صاحبقران کو تیسری منزل ہے ایک صحرائے
بے خس و خاشاک مین آکر ٹھہرے ہین چارون طرف ملاحظہ فرما رہے ہین جنگل مین کہین درخت
کا نام نہین گرد اُڑ رہی ہے صدائے بوم سے کہ صدائے ہیہات دیتے ہین تنہا کا ویرانہ ہے
اُس مقام پر برس رہا ہے کسی مقام پر دیکھا کہ کوئی طائر اگر بھٹک کر آگیا شدت عطش سے
مُنھ کھول کے زمین پر گرا تڑپ تڑپ کے اُسی مقام پر مرا دھوپ کی شدت سے اُڑ نہ سکا
کسی جانب عوض درختون کے بڑے بڑے بلند و مرتفع پہاڑ ہین اُن پہاڑون پر جانور آکے بیٹھتے ہین
مگر تپش آفتاب سے جسم تپک رہے ہین تڑپتے پھرتے ہین چین نہین ملتا زمین پر پنجہ ٹیکا تو اُسکو
مثل شعلۂ جوالہ پایا پھر اُٹھے چاہا کہ دشت ہول خیز سے نکل جائین آخر اُسی پہاڑ پر تڑپ کے گرے
اور بمجبوری جان دی امیر یہ تماشہ دیکھ رہے ہین اور فرماتے ہین کہ کیون خواجہ کیسے کیسے
جنگل دیکھے مگر ایسا صحرائے ویران کبھی نگاہ سے نہ گذرا تھا عمرو جواب دیتا ہے کہ اے شہریار
یہ صحرائے طلسمی ہے ایسے ایسے شعبدے بہت معلوم ہونگے آپ اسم اعظم وردِ زبان کرین ایسا
نہو کہ دشمنون کو تکلیف گذرے یہ وہ جنگل ہے کہ جسمین کبھی انسان کا گذر نہ ہوا ہو یہ کہکر امیر
نے مقبل کو اشارہ کیا مقبل شیشہ پانی کا لیکر سامنے آیا امیر نے اسم اعظم پڑھکر پانی پر دم
کیا لیکن اسم اعظم کے پڑھتے ہی ایک سناٹا ہوا کہ زمین ہل گئی امیر نے وہ پانی دمیدۂ اسم اعظم
گرد لشکر کے چھڑکوا دیا قصد کیا ہے کہ بارگاہ مین جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی ہومان دیو بند
اسّی ہزار فوج سے آکر پہونچا لشکر کو اپنے اُتارا آپ بیرون بارگاہ ٹہلنے لگا امیر کا لشکر جو دیکھا
پکار کر آواز دی کہ یارو یہ لشکر کسکا ہے ساتھ والون نے عرض کی اے پہلوان نامدار آپ نے جو نام

صاحبقران کا سُنا تھا ملک اظلم پر قبضہ کر کے اب طرف دربند کہکشان کے جلتے ہین ہومان
نے جھلا کر کہا حمزہ کی قضا دامنگیر ہی یہ کہکے داخل بارگاہ ہوا بارگاہ مین آکر حکم دیا طبل جنگی بجے
کل صبح کو امیر سے سمجھ لونگا ہرکارے جو صاحبقران کے باہر جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر
بھاگے خدمت مین امیر کی حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ ای شہریار ہومان دیو بند
پہلوان آیا ہی طبل جنگی اُسنے بجوا دیا اُسکا ارادہ ہی کہ کل بندگان عالی سے سر میدان مقابلہ کرے
امیر نے حکم دیا خواجہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے جیسا کچھ کہ نقاش ازل نے کلک قدرت
سے صفحۂ پیشانی پر ثبت فرمایا ہی وہی پیش آتی ہی خواجہ نے آکر نقارخانۂ سکندری مین غاشیہ
اُٹھا کر طبل سکندری پر چوب لگائی صداے طبل جنگی جو بلند ہوئی تمام اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ
کل ہومان دیو بند سے سر میدان مقابلہ ہی دیکھین کیا گذرے تیاریان ہونے لگین آلات
حرب و ضرب درست ہونے لگے ناگاہ وہ وقت آیا کہ پہلوان زرین پوش مع شاگردان شعاع
و ضیا بصد عظمت اکھاڑے پر میدان چرخ زبرجدی کے آیا تماشہ دیکھنے لگا ادھر امیر مع
فوج ظفر موج میدان کارزار مین تشریف لائے اُدھر سے ہومان دیو بند مع فوج میدان
مین آکر پہونچا صفین بندھنے لگین بعد صفوف آرائی ہومان نے گھوڑا میدان
مین نکالا پکار کر آواز دی یا صاحبقران میرے مقابلے مین آئیے کہ بہرام گردین خاقان چین
گھوڑے کو بڑھا کر سامنے صاحبقران کے آیا عرض کی غلام اس سے جا کر مقابلہ کریگا امیر نے
فرمایا ای بہرام وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی لہذا مناسب ہی کہ مین مقابلے مین جاؤن بہرام نے
کہا غلامون کے ہوتے نہین مناسب ہی کہ آقاے نامدار تشریف لیجائین بہرام نے بصد التجا
یہ عرض کی کہ اگر غلام کو حضور اجازت نہ دینگے تو غلام اپنے کو ہلاک کریگا یہ کہکے تلوار کھینچ کر گلے پر
رکھ لی امیر ناچار ہوے بہرام کو اجازت دی بہرام گھوڑے کو اُڑا کر میدان مین آیا ہومان
سے آکر تکاور زن ہوا دو دو چار چار قدم مرکب ہٹے ہومان نے دیکھکر آواز دی ای جوان تیرا
نام کیا ہی بہرام نے جواب دیا غلام قدیم صاحبقران اُسوقت سے مین رفیق ہون کہ سوا مجھکو
کوئی اور خدمت صاحبقران مین شریک نہ تھا سب سردار میرے سامنے آئے ہین مثل لندھور
بن سعدان ایسے سردار کہ عاشق صاحبقران ہین وہ بھی میرے سامنے آکر شریک

ہوے ہومان نے کہا ای جوان حربہ کر کہ تیرے دل مین حوصلہ نہ باقی رہے بہرام نے
کہا ہمارا دستور نہین کہ پیش قدمی کرین جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ
کرینگے ہومان نے خبردار خبردار کہکے نیزہ مارا بہرام نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا
آپس مین نیزہ چلنے لگا بہرام نے نیزہ ہومان کا نکالا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا بہرام نے
بار وہ بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ہومان لپٹ پڑا دونون گھوڑون سے اُترے آپس مین
کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین بہرام ایک مقام پر ہومان کو ریل کر لے دوڑا
ہومان چند قدم جا کے پلٹا بہرام نے چاہا پیچھے نہ ہٹون ہومان نے جو زور کیا بہرام کا قدم
پیچھے ہٹا وہان پر موشخانہ تھا ہومان نے جو ہکہ مارا دونون پانون بہرام کے موشخانے مین
جاتے رہے کولہ بہرام کا اُتر گیا ہر چند صاحبقران نے آواز دی کہ او قابو چی کیا کرتا ہی
ہومان نے خیال نہ کیا بہرام کو گرفتار کر کے لیگیا صاحبقران رنجیدہ پلٹے خواجہ سے فرمایا
خواجہ ہمین دمبدم بہرام کی خبر پہونچانا خواجہ اُسیوقت صورت بدل کر طرف لشکر ہومان روانہ
ہوے بہ صورت خدمتگار دربار مین ہومان کے آئے آکے دیکھا کہ ہومان نے بہرام
کی نسبت اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ لیجا کر اس جوان کا کولہ بٹھاؤ کل صبح کو سر بار سمجھا جائیگا
یہ کہکے بہرام کو قیدخانے مین بھیجا عمرو نے آکر امیر کو خبر دی کہ ہومان نے بہرام کے
کولہ بٹھانے کا حکم دیا ہی امیر نے فرمایا سویرے ہمکو خبر دینا خواجہ عمرو صبح کو جو دربار مین
ہومان کے آئے دیکھا کہ ہومان نے بہرام کو بلا کے کہا ای بہرام مین نے تمکو سر میدان
زیر کیا اب بہتر یہ ہی کہ میری اطاعت کرو ورنہ ابھی دار پر کھنچوا دونگا بہرام نے کہا تجھکو دعوے
پہلوانی بیکار ہی میرا کولہ اُتر گیا تو گرفتار کر لایا اُسپر اطاعت کو کہتا ہی شرم نہین آتی ہم اہل اسلام
ایسے مکارون کی اطاعت نہین کرتے جو تجھسے ہو سکے تقصیر نہ کر ہومان نے حکم دیا جلادون
کو بلاؤ ابھی اسکو قتل کرین ہمکو مکار بتاتا ہی سر میدان زیر کر کے لائے ہین آخر کولہ بھی ہمارے
زور سے اُترا اسی وقت جلاد حاضر ہوا شانگین لگاتا ہوا قریب بہرام کے آیا دیکھکر آواز
دی ای جوان جو حسرت ہو بیان کر حسرت دلی نکال لے ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کر دونگا
میرے ہاتھ سے مہلت نہ پائیگا مین نے صدہا پہلوان قتل کیے میرے ہاتھ سے بچنا

دشوار ہی بہرام نے کہا او بیحیا جو تیرا مالک حکم دیتا ہی وہ بجا لا زیادہ باتین نہ بنا جلاد نے
گردن پر کوئلے کا خط دیا خواجہ عمرو نے جو یہ معاملہ دیکھا خیال مین گذرا کہ اگر مین خدمت
صاحبقران مین جاؤن یہان بہرام قتل ہو جائے تو کیسی بدنامی ہی یہ سوچکر عمرو نے
گودڑی سے کھولا سنگ تراشیدہ و خراشیدہ لیکر ایک گوشے مین کھڑے ہوئے جیسے ہی
جلاد نے چاہا کہ ہاتھ مارے عمرو نے پتھر مارا کہ جلاد کا سر پھٹ گیا چرخ کھا کر زمین پر گرا ہلہلا ہوا
وہ مارا اب سب نے دیکھا کہ لاشہ جلاد پڑا لوٹ رہا ہی سب نے کہا کہ جلاد دیوانہ تھا تلوار
پھرا پھرا کے اپنے سر پر مار لی مر کر گرا عیار ہومان کا شہباز بلند پرواز نے اپنے شاگرد کو حکم
دیا کہ ارے اس گنہگار کا سر کاٹ لے شاگرد اسکا خنجر کھینچکر آگے بڑھا نگاہ اٹھا کے عمرو کو دیکھا
چاہا بہرام پر خنجر مارے عمرو نے پتھر مارا عیار کی کلائی ٹوٹی خنجر ہاتھ سے چھوٹ کر گرا شہباز نے
عمرو کو دیکھ لیا پکار کر آواز دی ارے اس شخص کو پکڑ لو عمرو نے نیمچہ کھینچا لڑتا ہوا قریب بہرام
پہونچا کہا ای بہرام سنبھلکر بیٹھو یہ کہکے عمرو نے نیمچہ مارا ہتھکڑی بہرام کی کٹی بہرام نے خانہ زین
مین آکر قید کو توڑا لڑائی مین مصروف ہوا عمرو و بہرام لڑ رہے ہین اور ہرکارے شاگردان
عمرو جو کہ دربار مین حاضر تھے نکلکر بھاگے کہ جا کر صاحبقران کو خبر کرین صاحبقران یہان
مسلح بیٹھے ہین خبر بہرام کے مشتاق ہین کہ ہرکارے آکر حاضر ہوئے عرض کی ای عالیوقار اصل
مین استاد نے بڑا کام کیا جلادون کو مارا اب خواجہ عمرو و بہرام لڑ رہے ہین مگر دونون پر فوج
کفار کا بلوہ ہی یہ سنکر صاحبقران اپنے مقام سے اٹھے سرداران نامی جو دربار مین حاضر
ہین ساتھ صاحبقران کے سوار ہوئے یہان بہرام و عمرو سے لڑائی ہو رہی تھی عمرو نے
کئی سو عیارون کو مارا بہرام نے کئی پہلوان مارے کہ ہومان ہٹو ہٹو کرتا ہوا آگے بڑھا پہلوان
ہٹ رہے ہین ہومان چاہتا ہی بہرام پر جا پڑون کہ نعرۂ شیر کی صدا کان مین آئی بارگاہ تھرائی
ہومان نے پوچھا یہ کیسی آواز ہی ملازمون نے عرض کی کہ صاحبقران آگئے نعرۂ امیر کی آواز
سب نے سنی۔ نعرۂ صاحبقران

منم قاتل کافران جہان
یزد پرست گنجاب ملعون فرار

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم گریزندہ نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار

امیر عرب حمزۂ ذیحشم
چو رفتم بسنجان پے گیرو دار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار

گندر چون بجولان گہ قاف شد
بلرزہ فتادند دیوان قاف
درانجا جو جاہ وادب یافتم

جزائر پرا زعدل وانصاف شد
سمندر ان بدبخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

زدم دیو عفریت را در مصاف
شد از جنگ بیدین ذلیل و نزار

نعرہ کرکے صاحبقران آبڑھے چند سردار جو ہمراہ تھے وہ بھی لڑنے لگے امیر لڑتے ہوے قریب بہرام کے پہونچے کہا اے شیر بیشہ جرأت لڑتے بھڑتے باہر بارگاہ کے نکلو لیکن بہرام عجب شیر مرد ہو لڑتا ہوا قریب ہومان کے پہونچا ہومان کو للکارا ہومان بہرام پر جا پڑا آپس مین تلوار چلنے لگی ایک مقام پر ہومان نے کمر تاکے سر پہ ہاتھ مارا کہ سر بہرام کا زخمی ہوا ہومان نے چاہا بہرام کا سر کاٹ لون امیر نے جو دور سے دیکھا بیتاب ہوگئے وہین سے للکارا او نامرد کیا کرتا ہے صید زبون پر ہاتھ نہ ڈالنا سر اُسکا زخمی بے زرہ وخود لڑ رہا ہے اُسپر یہ مکاری یہ کہکے امیر نے گھوڑا ڈالدیا مقابلے مین ہومان کے پہونچے کئی پہلوان ہمراہیان ہومان صاحبقران پر وار کرنے لگے جسنے امیر پر ہاتھ مارا امیر نے تیغہ عقرب کا ہاتھ ماردیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے چار پہلوانون کو مار کر مقابلے مین ہومان کے پہونچے ہومان نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغۂ عقرب پر روکا روک کر کمر کو تاکر سر پہ ہاتھ ماردیا ہومان کے دو ٹکڑے ہوے اب سرداران امیر نے فوجون کو منتشر کیا بارگاہ ہومان گرادی لوٹ ہونے لگی خزانہ لوٹ لیا بازارین تباہ کین علین گرمی جنگ ہو سب کا فر شمشیر زنی صاحبقران سے تنگ ہین چاہتے ہین کہ بھاگ جائین کسی طور سے جان بچائین کہ صحرا سے گرد اُڑی سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان دُور کا بہ مرکب پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار سوار وپیدل فوج کے دل کے دل سامنے آکر پہونچا اس پہلوان نے کہ جسکا قطور آہن کلاہ نام ہے اُسنے جو سُنا کہ ہومان مارا گیا فوج کو اشارہ کیا کہ حمزہ کو گھیر لو چہار طرف سے بیجاؤن نے امیر پر بلوہ کیا امیر لڑنے لگے قطور طرف لندھور کے متوجہ ہوا لندھور سے تلوار چلنے لگی شاہباز عیار ہومان کا قریب قطور آہن کلاہ کے آیا لندھور نے ہاتھ تیغۂ دودمۂ ہندی کا مارا قطور کو زخمی کیا قطور نے شاہباز عیار کو جو دیکھا کہا او بیہودہ آقا تیرا ہاتھ سے امیر کے مارا گیا اس جوان نے مجھکو زخمی کیا اپنے ساتھ کے عیارون کو بلا اس جوان کو کمندون مین گرفتار

کرے شاہباز نے زنبیل بجائی چار سو بپا سب بجے اسکی صدا پر جمع ہوگئے شاہباز اُن عیارون کو لیکر طرف لندھور کے چلا قنطور نے اپنے ایک سپہ سالار کو اشارہ کیا اُس سپہ سالار نے بڑھکر لندھور سے مقابلہ کیا لندھور تو اسکے مقابلہ مین مصروف ہوے شاہباز نے پشت پر آکے حلقہ ہاے کمند مارے گردن و کمر مین لندھور کی پڑے عیارون نے کھینچا لندھور پشت مرکب سے گرے چہار طرف سے عیار ٹوٹ پڑے لندھور کو از روے بلوے کے گرفتار کیا اب قنطور طبل بازگشت بجوا کر پلٹا صاحبقران بہرام کو لیکر پلٹے راہ مین خبر ملی کہ لندھور گرفتار ہوگئے صاحبقران کو بڑا ملال ہوا خواجہ سے فرمایا خواجہ تمنے سُنا کہ بہرام رہا ہوے لندھور گرفتار ہوے عمرو نے عرض کی اے شہریار قنطور کے تیور بد ہین ایسا نہو کہ لندھور کو قتل کرے لندھور کے ہاتھ سے جو وہ زخمی ہوا تو اُسنے شاہباز عیار کو اشارہ کیا غلام آج شب کو تدبیر کریگا مگر قنطور جو پلٹ کر بارگاہ مین آیا ساتھ والون سے صلاح کی سب نے کہا وہ جو آپ دعویٰ کرکے آئے تھے کہ مین حمزہ کو پکڑ لاؤنگا وہ تو باطل ہوا کہ حمزہ کے سردار کے ہاتھ سے آپ زخمی ہوے ایک عرضی اس حال کی کہکشان جادو کو تحریر فرمائیے اور لکھیے کہ مقابلے مین حمزہ کے فروکش ہون مگر جراًت مین حمزہ بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر ہے لندھور جانشین صاحبقران میرے پاس قید ہے جیسا حکم ہو بجالاؤن یقین ہے کہ وہ کسی ساحر کو روانہ کرین جب کوئی ساحر آئیگا تو مطلب نکلے گا قنطور نے اُسی وقت ایک عرضی کہکشان جادو کو لکھی شاہباز نے عیار کو دی کہ جاکر ہاتھ مین کہکشان کے دینا شاہباز عیار عرضی لیکر چلا خواجہ جو لشکر سے نکلے صحرا مین آکر ٹھہرے اس سوچ مین کہ کسی کی شکل بنکر جاؤن لندھور کو رہا کرون اس سوچ مین ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے کہ زنگ کی آواز کان مین آئی خواجہ نے دیکھا شاہباز عیار آتا ہے جست و خیز کرتا ہوا چلا جاتا ہے خواجہ نے اپنے کو ایک جھاڑی مین مخفی کیا کمندین سر راہ بچھادین کہ شاہباز آتے آتے قریب کمندون کے پہونچا لیکن دل اُسکا دھڑکا پکارنے لگا او ساربان زادے مین نے تجھکو پہچانا نکل کے مجھسے مقابلہ کر کیون چھپا بیٹھا ہے خواجہ سمجھے اسنے مجھے دیکھ لیا چاہا کہ نکل آؤن پھر سوچے کہ ذرا اور ٹھہر جاؤن شاہباز نے کئی آوازین دین جب کوئی سامنے نہ آیا سمجھا کہ میرا

گمان غلط ہی مقدمہ صحیح اتھا دل دھڑکا اسکا کچھ اعتبار نہین یہ سوچ کے جست کی بیچ کمند دون
مین آکے ٹھہرا عمرو نے شیر کی آواز دی اس سنے چاہا کہ بھاگون خواجہ نے کمند مین کھینچین
شاہباز پھنسکر گرا خواجہ کود کر چھاتی پر سوار ہوے چاہا بیہوش کرون مگر شاہباز نے
اپنے دونون ہاتھ زیر کمر سے نکالے آٹھ دس حباب منھ پر عمرو کے مار دیے خواجہ بیہوش
ہوکر گرے شاہباز نے عمرو کو ایک درخت سے باندھ کر ہوشیار کیا اور پکار کر آواز دی
کیون اوساربان زادے اب کہ تیرا کیا حال کرون عمرو نے کہا اُستاد کیا کہنا مین نے
سیکڑون عیار مارے مگر آپ سا عیار طرار نگاہ سے نہین گذرا اگر آپ قبول کرین تو مین
شاگرد ہوتا ہون اس کلمے پر شاہباز خوش ہو گیا کہا خواجہ کچھ نقدی دلواؤ عمرو نے کہا روپیہ
تو میرے پاس موجود ہی مگر ایسی مشقت سے روپیہ پیدا کیا ہی کہ مجھسے دیا نہ جائیگا
شاہباز نے کہا خواجہ مین اپنے عہدے پر تمکو مقرر کراؤنگا کہکشان جادو بڑا سخی و
فیاض ہی ہزارہا روپیہ پیدا کروگے عمرو نے کہا خیر مین خدمتگذاری کرتا ہون یہ کہکے
بولا میرا ہاتھ ڈھیلا کر دیجیے شاہباز نے ہاتھ عمرو کا کھولا خواجہ نے کمر مین ہاتھ ڈالکر ایک
پوٹلی اشرفیون کی نکالی اور شاہباز کو دی شاہباز خوش ہو گیا اسی طرح متواتر کئی پوٹلیان
عمرو نے شاہباز کو دین شاہباز روپیہ و اشرفیان گن گن کر اپنے پاس باندھتا جاتا ہی عمرو
نے دیتے دیتے کمر سے ایک ڈبیہ نکالی عقیق سرخ کی بنی ہوئی معلوم ہوتا ہی یاقوت احمر ہی کہا
اُستاد یہ تحفہ لیجیے یہ وہ شی ہی کہ بادشاہ ہفت اقلیم کو بھی ممکن نہین مگر اسکو دیکھیے نہین جب
ایسا ہی کوئی وقت پڑے تب اس سے کام لیجیے گا جب مین قیطول لقا پر گیا اور اُسکو
بیہوش کیا تب یہ تحفہ پایا شاہباز سوچا کہ اسمین کوئی بھید ہی کوئی شی بڑی معقول ہی یہ سوچکر
کھولنے لگا عمرو ہان ہان کرتا رہا شاہباز نے جیسے ہی ڈبیا کو کھولا بیہوشی جو اُڑی ارے
کہکے زمین پر گرا اور بیہوش ہوا عمرو نے شاہباز کو اُسی وقت درخت مین باندھا اور آب
رنگ و روغن عیاری کا لگا کر طرف لشکر قبطورہ کے چلے یہان لندھور جس قیدخانے مین قید
ہین وہان شاگردان شاہباز مقرر ہین اُستاد کو جو اپنے آتے ہوے دیکھا شاگردون
نے پکارا عمرو نے کہا رات کا وقت ہی مین پلٹ آیا لندھور کو جاکر دیکھون کہ وہ قید مین

کیا کر رہا ہو یہ کہکے قید خانے مین آکر لندھور کو دیکھا کہ سر بزنجیر بر سر خم کیے ہوے ہی عمرو نے
آکر کہا اے جانشین صاحبقران ہم آپہونچے مگر خیال رکھیے گا ہمارا روپیہ بہت خرچ ہوا لشکر مین
چلکر دیجیے گا لندھور نے کہا خواجہ سلامت مجھے کسوقت انکار ہی خواجہ نے قلم دوات
زنبیل سے نکالکر کہا لا کہ روپیہ کا رقعہ لکھیے لندھور حیران ہی کہ مین نے رقعہ لکھا یہ خواجہ عمرو
ہین ضرور مجھسے لینگے لندھور انکار کر رہے ہین خواجہ اصرار کر رہے ہین سحر قریب تھی کچھ
کاہ فروش جنگل مین پہونچے گھاس چھیلنے لگے شاہباز نے انکو پکارا آواز انسان کی سُنکر
گھسیارے گھبرائے آپس مین کہنے لگے کہ اس جنگل مین کوئی بھوت پریت ہی جواب نہ دو یہان سے
بھاگ چلو شاہباز نے اپنا نام بتایا پتہ نشان جو بیان کیا گھسیارے اسی لشکر کے تھے سمجھکے
قریب آئے شاہباز کو کھولا رہا ہوتے ہی شاہباز طرف لشکر کے جھپٹا قید خانے پر لندھور کے
آکر پہونچا شاگردون نے دیکھکر کہا اُستاد آپ نے حرکات لات و منات کے پیدا کیے ایک
شاہباز اندر خیمے کے اور آپ باہر سے آتے ہین شاہباز نے کہا وہ عمرو عیار ہی مجھکو جنگل مین
قید کرکے براے رہائی لندھور آیا ہی چہار طرف سے خیمہ گھیر لو چالیس عیارون نے چہار طرف سے
خیمہ گھیرا خواجہ عمرو و لندھور سے باتین کر رہے ہین کہ شاہباز نے آواز دی او ساربان زادے
اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا عمرو نے کہا اے لندھور تمنے ایسا عرصہ کیا کہ شاہباز آگیا
لندھور نے کہا میری ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دو مین لڑتا بھڑتا نکل چلونگا عمرو نے چاہا لندھور
کی ہتھکڑیان کاٹے کہ شاہباز نے بڑھکر پتھر مارا خواجہ نے خم ہوکر خالی دیا عمرو نے زنبیل
پر ہاتھ ڈالا کہ حقۂ آتشبازی نکالون پیک بچون نے مہلت نہ دی حلقہ ہاے کمند مارنے لگے
عمرو لڑتا ہوا باہر نکلا چاہا کہ لڑ بھڑ کر نکل جاؤن شاہباز بھی لڑتا ہوا چلا آتا ہی خواجہ نے
پانچ سات پیک بچے مار کر ڈالدیے ایک مقام پر شاہباز نے بڑھکر حلقۂ کمند عمرو پر
مارے خواجہ نے جست کی شاخ نخل کی جو ٹکر لگی لڑکھڑا کر گرے شاہباز نے بڑھکر حباب
بیہوشی مارا کہ خواجہ بیہوش ہوے اب شاہباز نے عمرو کی مشکین باندھین برابر
لندھور کے انکو بھی قید کیا دوڑکر قنطور کے پاس آیا سب حال اپنا بیان کیا کہا اے
شہریار اب عمرو و لندھور قید مین اگر آپ قتل کا ارادہ کرینگے صاحبقران آپڑینگے اپنے

عیار و سردار کو رہا کر لیجائینگے اور یہ بھی مناسب نہین ہو کہ عرضی لیکر جاؤن نہین معلوم کہکشان
کیا فرمائین بہتر یہ ہو کہ عمرو و لندھور کو خدمت مین کہکشان کی لیجایئے کوچ کر کے نکل چلیے
ان دونون کے قتل ہونے سے حمزہ کی کمر ٹوٹ جائیگی لندھور افسر پہلوانان عمرو روح قالب
حمزہ اسنے بڑے بڑے حمزہ کے ساتھ کام کیے اگر یہ دونون قتل ہوگئے تو مین یہ وعدہ
کرتا ہون کہ حمزہ کو گرفتار کر لاؤنگا عمرو کے سامنے کوئی حمزہ پر دست اندازی نہین کر سکتا
عمرو کے قتل ہونے پر حمزہ بے دست و پا ہو جائیگا قنطور کو بھی یہ راے بہت پسند آئی
اُسی وقت لشکر تیار کیا لندھور اور عمرو کو ایک ارابے پر سوار کیا طرف دربند کہکشان کے
روانہ ہوگیا صاحبقران جو صبح کو دربار مین آئے فرمایا کیون بہرام کچھ عمرو کا حال نہ معلوم
ہوا کہ لندھور پر کیا گذری کہ اس عرصے مین نامیان و طومیان خیبری گھبرائے ہوے
آئے عرض کی اے شہریار شب کو اُستاد گرفتار ہوگئے قنطور کوچ کر کے گیا لندھور و عمرو
کو لیگیا یہ سُنکر صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا کہ عمرو کا گرفتار رہنا باعث خرابی
ہو اگر قنطور بر سر دربند کہکشان پہونچ گیا تو فوراً عمرو و لندھور کو قتل کریگا یہ ممکن نہین ہو
کہ عمرو پر کوئی اُفتاد پڑے اور مین نہ جاؤن یہ مجھسے نہ ہوگا کیونکہ وہ لشکر کا جان بخش ہو
مجھسے ناممکن ہو کہ حال گرفتاری عمرو سنون اور خاموش رہون فرمایا اشقر لاؤ سردارون نے
عرض کی غلامان جانباز بھی ہمراہ چلین امیر نے فرمایا کسی کی ضرورت نہین امیر سوار ہوے
سردارون کو کب آرام آتا مالک و بہرام وغیرہ عقب مین چلے مگر قنطور لیے ہوے عمرو و
لندھور کو جاتا ہو راہ سے اسنے عرضی خدمت کہکشان مین روانہ کی کہ عمرو و لندھور کو لیکر
آتا ہون مگر حمزہ ضرور پیچھا کریگا امیدوار ہون کہ غلام کی مدد کیجیے کہکشان زنگی نے جو اُس
عرضی کو دیکھا بہت خوش ہوا کہا قنطور نے جاکر بڑا کام کیا لشکر تیار کرو مین راہ سے جاکر
قنطور کو لاؤن قلعے مین لاکر دونون قیدیون کو قتل کرون اگر عمرو کو مار لیا تو پھر طلسم فتح
نہ ہوگا عمرو کی ذات سے بڑے بڑے سامان پیدا ہوتے ہین ستر اسی ہزار ساحرون
کو لیکر چلا قنطور قلعہ کہکشان سے بارہ کوس ہٹ کر اترا ہو کہ کہکشان آکر پہونچا قنطور
کو بڑا بھاری خلعت دیا شاہباز کو بھی سرفراز کیا کہا اے شاہباز تو نے جہان عمرو کو

گرفتار کیا تھا وہین کیون نہ قتل کر ڈالا اتنی دور کاہے کو لیکر آیا صبح کو میدان خونی کی تیاری ہو لندھور اور عمرو کو دار پر کھینچون قلعۂ کہکشان پر جاکے بیٹھون رات ہی سے تیاری میدان خونی کی ہونے لگی خواجہ عمرو ایک خیمے مین قید تھے لندھور رلول وحزین سر زنجیر پر سر رکھکے سو گئے شاہباز مع عیاران در قیدخانہ پر نگہبانی کر رہا ہو عیارون سے کہا اچھی طرح حفاظت کرو جلگتے رہو کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شاہباز نے کہا یارو تم ہوشیار رہنا یہ کہکے آپ طلاے کی خبر لینے چلا ایک عیار جو اٹھا بھیرین کے سرون مین تانین مارنے لگا عمرو نے دروازے پر تال دینا شروع کیا عیار نے پوچھا خواجہ کچھ گانے مین بھی دخل ہی عمرو نے گنگنا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

جہان مین نقش پیری سے مفر ظالم نے کم پایا | کہ پشت تیغ قاتل کو ہمیشہ ہمنے خم پایا
مکان ہون تو مکین ہوتے ہین از خود غیب سے پیدا | کہ چشم مردہ کو بھی منزل خواب عدم پایا
بشر کا ایک صورت پر ارادہ رہ نہین سکتا | کبھی دیکھا دل ممسک کبھی ابر کرم پایا
کمی دیکھی نہ ہرگز اشک ریزی کی ترقی لے | مری آنکھون کو دامن نے سدا ابر کرم پایا
نہین ممکن جدائی رات اور انکے تسلسل مین | بہ شکل عاشق و معشوق دونون کو بہم پایا
کھلا اوج زمین کا حال ہمکو بعد مرنے کے | اسے بالاے سر دیکھا جسے زیر قدم پایا
رہا ترک ادب کا پاس مجھکو اسقدر باقی | مین دوڑا سر پہ لینے کو جسے تیرا صنم پایا
بشر سے قالب آہن زیادہ عمر رکھتا ہے | ہمیشہ سینۂ شمشیر قاتل کو دودم پایا
جہان سینے مین دل ہو آرزو بھی ساتھ ہی ہے | ہمیشہ دو لبون کی طرح دونون کو بہم پایا
نکل جائینگے دلمین حوصلے جو جو کہ آئین گے | کہ گردش کو مرے مضمون نے میدان قلم پایا
تصور میرا مجھسے ہر طرح قسمت مین بہتر ہے | کہ جب مین نے اسے دیکھا ہم آغوش صنم پایا
فراموشی ہوئی قالب سے اپنی روح کو حاصل | ہجوم خواب کو بھی ہمنے سامان عدم پایا
نسیم اب شکر کی جا ہے لحاظ انکا رکا لوٹا | ملی ہمکو اجازت لطف پہلوے صنم پایا

اس طور پر عمرو نے یہ غزل گائی کہ عیار بیقرار ہو کر اندر قیدخانے کے چلا آیا عمرو نے باتین کرکے اسکو بٹھایا تان لگا کر کہا بھائی یون گلا ہلاؤ وہ گلا ہلانے لگا عمرو نے حباب مار کے

اُسی بیہوش کیا اسکو اپنی شکل بنایا آپ اسکی شکل بنکر اُسی کے مقام پر آبیٹھے اس عرصے مین سفیدہ سحری ظاہر ہوا کہکشان زنگی سوار ہوا بازار مین جو شاہباز کو پھرتے دیکھا پکار کر کہا ای شاہباز قیدیون کو جلد لا شاہباز نے آواز دی ای سرہنگ تیز پا قیدیون کو جلد لاؤ ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ سرہنگ اُسی عیار کا نام ہی کہ جسکی شکل خواجہ بنے ہوئے ہین خواجہ نے بہ تعجیل اپنے ہمشبیہ کو نکالکر ارابے پر سوار کیا بعد لندھور کو اور جھپٹ کر قریب شاہباز کے آئے کہا اُستاد عمرو کو جلد قتل کیجیے اگر لندھور بچ بھی جائیگا تو ہم یا آپ پھر گرفتار کر لائینگے اور عمرو تو آپ کے اقبال سے پکڑا گیا عمرو کو جلد قتل کیجیے اب شاہباز نے بڑھکر کہکشان زنگی سے کہا کہ پہلے عمرو کو قتل کیجیے کہکشان نے اشارہ کیا اے شاہباز تجھکو اختیار ہی جسکو جسطرح مزاج مین آئے اُسکو قتل کر شاہباز نے ارابے سے اُتارنے کا ارادہ کیا سرہنگ کی آنکھ کھل گئی اپنے کو جو قید مین پایا غل مچانے لگا پکار کر آواز دی اُستاد مین ہون سرہنگ عمرو مجھکو قید کر گیا خواجہ نے بڑھکر ایک تھپڑ مارا اور شاہباز سے کہا اُستاد اس مکار کی باتون کا خیال نہ کیجیے بہ تعجیل دار پر اسکو کھینچیے شاہباز نے عمرو نقلی کو دار پر کھینچا شاگردون سے اشارہ کیا تیر مارو جب تیر بحر کمان مین پیوست ہوے سرہنگ تڑپنے لگا کہتا تھا اُستاد مین بیخطا قتل ہوتا ہون عمرو نے ایسا غل مچایا کہ سرہنگ کی بات شاہباز کو نہ سُننے دی چہار طرف سے تیر پڑے کہ چند تیر چہرہ لیشت کو توڑ کر پار گذرے نوبت نقارے بجنے لگے چہار جانب ہاٹ ہوا کہ عمرو مارا گیا اب شاہباز نے اشارہ کیا لندھور کو بھی دار پر کھینچو لندھور کو بھی ارابے سے اُتارنے لگے لندھور نے لنگر مارا ارابے سے نہین اُترتے کہکشان کو خبر پہونچی کہ لندھور ارابے سے نہین اُترتے کہکشان خود گینڈے سے کودا چاہا کہ لندھور کو ارابے سے اُتارے کہ زمین تھرّائی نعرہ

صاحبقران کی آواز آئی - نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام	بحکم خدا بستہ شمشیر چار بن کافران از جہان پاک کرد	یکے تیغ صمصام و قمقام نام سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرہ کرکے امیر آگرگئے باجے جو امیر نے بجتے دیکھے گھبرا کر پوچھنے لگے یہ کیسے نوبت نقارے بج رہے ہین

کہ سامنے سے برق روتا ہوا آیا کہا ای شہریار غضب ہوا اُستاد مارے گئے وہ سامنے لاشہ دار پر
لٹک رہا ہی تمام جسم مشبک ہو یہ کہکے برق چلا صاحبقران نے جو لاشہ اپنے یار وفادار کا دیکھا
آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا جھک کر لڑنے لگے ڈر ہی کہ لندھور نہ قتل ہوجائے مگر امیر
لاشہ عمرو کا دیکھکر ایسے بیقرار ہوے کہ لڑتے ہوے طرف لندھور کے چلے مگر سرہنگ نقلی یعنی
خواجہ عمرو فوراً جست وخیز کرتے ہوے قریب لندھور کے پہونچے شاہباز کے برابر خواجہ عمرو
آکر کھڑے ہوے کہا اُستاد دیکھیے ساربان زادے نے میرا نام لیا مجھے ناحق کو بدنام کیا
دیکھیے صاحبقران کس زور وشور سے لڑتے ہوے آتے ہین جیسے ہی شاہباز نے
طرف امیر کے دیکھا قریب تو پہونچ ہی چکے تھے کوکھ پر ایک خنجر مارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر شدید ہوا
مرا مکر ہے گلشن قیل وقال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا

عمرو ذیحشم جہتر جہتران
اُڑاتا ہون کفار کے مین دھوئین
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا افسر ذیحشم تاجدار

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھنکاتا ہون دشمن کو ہردم کھڑا
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

یہی فتح ونصرت کی تدبیر ہی
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

امیر نے جو نعرۂ عمرو کی صدا سُنی شکل گل شگفتہ ہوگئے کہا ای جہتر برق فرنگی تمھارے اُستاد
کے نعرے کی آواز آئی ہی یہان عمرو نے جو شاہباز کو مارا عیارون نے عمرو کو گھیر لیا عمرو
اُنسے لڑ رہا تھا کہ برق آکر پہونچا برق نے دور سے دیکھا کہ اُستاد گھرے ہوے ہین
تیغ کھینچکر جا پڑا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ برق۔

کہ استاد ہین خواجۂ تاجدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
تڑپ سے مری چرخ بھرا رہا

تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
ارسطوے ذی علم شاگرد ہے
بزیر قدم غرب ہو شرق ہے

لقب ہی مرا برق خنجر گذار
زمانے کا مکار وغدار ہون
در مکر پر سیوا ابھرا رہا
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

تیغ کھینچکر لڑنے لگا خواجہ بڑے زور وشور سے لڑ رہے ہین جسکے تیغ مارا اُسکا سر اُڑا دیا
امیر لڑتے بھڑتے قریب لندھور کے پہونچے بڑھکر ہاتھ مارا لندھور نے ہاتھ اُٹھا دیا
ہتھکڑی کٹی لندھور نے خانۂ زور مین آکر قید توڑی وہی ارابہ اُٹھا لیا اُسکو جو گھما نا

شروع کیا ایک ایک جنبش مین دس دس کے سر کٹے بھیجے اڑا بے مین لپٹے ہوے ہین کہکشان جادو کو بڑھکر ہرکارون نے خبر دی کہ امیر نے لندھور کو چھڑا لیا عمرو نے شاہباز کو مارا کہکشان نے گھبرا کر کہا عمرو تو مارا گیا عمرو نے کیونکر شاہباز کو مارا ہرکارون نے عرض کی بہ شکل سرہنگ عمرو تھا عمرو نے شاگرد شاہباز کو قتل کرایا آپ بہ صورت سرہنگ تھا استاد شاگرد خوب لڑے اب عمرو ہمراہ اپنے آقا کے ہی لندھور نے جو قید اپنی توڑی چھکڑا اُٹھا لیا اُسی چھکڑے سے لڑ رہا ہی ہزارون ساحر وغیر ساحر مارے گئے یہ سُنکر کہکشان گھبرایا رفیقون سے کہا کہ یارو اب تم سب کی کیا صلاح ہو سب نے کہا طرف قلعے کے نکل چلیے کہکشان زنگی اپنے ساتھ والون کو لیکر بھاگا امیر نے لندھور و عمرو کو ساتھ لیا اُسی مقام پر بہ فتح و فیروزی اُتر پڑے آکر داخل بارگاہ ہوے بیٹھے ہوے لندھور و عمرو سے باتین کر رہے ہین سب سردارون نے جانا کہ امیر نے کہکشان کا پیچھا نہ کیا اسی مین کچھ مناسب تھا کہ عرض ہوئی دروازے پر شتر سوار حاضر ہی امیر نے شتر سوار کو بلوایا شتر سوار نے اندر آکے ایک نامہ پیش کیا امیر نے جو نامے کو ہاتھ مین لیا سرنامے پر نام جہاناز ماہ طلعت پایا امیر نے بہ اشتیاق نامہ کھولا القاب لکھا تھا کہ بہ وردۂ جہد کج ادائی غزال صحرائے بے اعتنائی زیبت دولتکم بعد آرزوے ملاقات مسرت آیات واضح ہو کنیز کو خبر پہونچی کہ کہکشان آپ کے مقابلے مین آکر نکل گیا جلد لینے کو قریب قلعۂ کہکشان کے پہونچیئے ورنہ وہ ایسا انتظام کریگا کہ حضور تا بہ قلعۂ کہکشان نہ جا سکین گے کیونکہ کہکشان جادو بڑا زبردست ساحر ہی آپ کے اسم اعظم سے کچھ اُسکا زور نہ چلیگا ورنہ وہ حضور کو گرفتار کر لیجاتا اور کنیز کا فراق مین حضور کے عجیب حال ہی زندگی محال ہے اصل مین یہ کیفیت ہی۔ نظم

افزا لیشون یہ تھا قلق دل تمام رات	کاٹی ہی ہمنے یار بہ مشکل تمام رات
ہر لحظہ دل مین شوق شہادت کے جوش تھے	ہمکو رہا تصور قاتل تمام رات
محظوظ تھا وہ دیکھ کے اپنا فروغ حسن	آئینہ ماہ کا تھا مقابل تمام رات
فرصت نہ پائی ریزش گریہ سے ایکدم	جاری رہا ہے قافلۂ دل تمام رات

کیا پوچھتے ہو عاشق مضطر کی سرگذشت	بیتا بیان نہیں صورت بسمل تمام رات
فرصت نہیں تصور جانان سے ایکدم	رہتا ہی سامنے مہ کامل تمام رات
دامن مین آکے اشک ٹپکتے ہین ای نسیم	لُٹتی ہی خوب دولت حاصل تمام رات

امیر نے اس غزل کو پڑھکر جواب لکھا کہ نامۂ محبت آمیز تمھارا پہونچا بموجب تمھارے لکھنے کے فوراً طرف دربند مذکور کے جاتے ہین یہ لکھکر جواب روانہ کیا مگر کہکشان کہ تنطور آہن کلاہ اسکے ساتھ ہی راستہ بھر صلاحین کرتا ہوا جاتا ہی کسی منزل پر قیام نہ کیا برابر سیر کی کرکے قلعہ کہکشان مین پہونچا تخت پر آکے بیٹھا شہر و وزیر گرد بیٹھے ذکر ہونے لگے کہ ایک ساحر آسمان پر اُڑتا ہوا آیا دربار مین کہکشان کے گرا کہا ای کہکشان نامدار طلسم کشا کے عالیوقار طرف بلغ نسترن کے جاتے ہین نسترن نے ابلاغ بیر وندان پہلوان کو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے براے گرفتاری رستم روانہ کیا ہے کل ابلاغ آپ کے قلعے کے قریب آکر اُترے گا اگر مناسب ہو کسی پہلوان کو آپ بھی اُسکے ساتھ کر دیجیے سُنا ہی کہ علم شبخون مین ابلاغ کو زیادہ دخل ہے وہ جب کسی حریف پر گیا تو شبخون مارکر اُسے تباہ کیا یہی لڑائی وہ طلسم کشا سے بھی لڑیگا آپکے سرحدار کے لازم میلاد و امن پوش حاکم بیشۂ میلادیہ نے مجھکو حکم دیا کہ جاکر کہکشان سے اطلاع کرو یہ کہکے وہ ساحر چلا گیا کہکشان نے دس پہلوان طلب کیے اُسنے سوال کیا کہ کون تم مین ایسا ہی کہ ابلاغ کے ساتھ جائے جس طور سے ابلاغ جنگ کرے اُسکی شرکت کرتا و جب ولازم ہی مگر ہمارا بھی نام ہو اور طلسم کشا کو معلوم ہو جاے کہ حاکم دربند کہکشان نے یہ آفت برپا کی ساوس خارہ شکن ایک پہلوان قوی تن قوی امن قدر دار مکار و غدار اپنے مقام سے اُٹھا یہ کہکر کہ آپ کا غلام ساتھ ابلاغ کے جائیگا اور سر طلسم کشا لائیگا شبخون سے ایسی بات نہین ہے کہ طلسم کشا بچ سکے کہکشان نے اُسکو خلعت دیا اور لاکھ سوار و پیدل ساتھ کیے ساوس فوج مذکور لیکر بیرون قلعہ انتظار مین ابلاغ کے اُترا دوسرے دن بھر دن رہے گرد اُڑی دیکھا کہ ابلاغ بیر وندان فیل مست پر سوار پشت پر لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل نمایان ہوے ساوس نے بڑھکر

ابلاغ سے ملاقات کی ابلاغ نے پوچھا اے سالوس بیرون قلعہ آنے کا کیا باعث ہوا
سالوس نے سب کیفیت بیان کی ابلاغ نے کہا شبخون مین میرا ساتھ نہ دے سکوگے
سالوس نے کہا تمسے چند قدم آگے بڑھکر لڑینگے دونون ایک ہی بارگاہ مین رہے چار پہر رات
آپس مین تکرار رہی جب صبح ہوئی دونون پہلوان سوار ہوے لاکھ لاکھ سوار و پیدل دونون
کے ساتھ رستم ایک منزل پر فروکش ہین بیرون بارگاہ کرسیان بچھی ہوئین امیر معشوقان
عاشق زار حسن و جمال گرد بیٹھی ہین یہی ہر ایک کا قول ہے کہ ابکی مرتبہ انشاء اللہ باغ نسترن
مین سرکار کا مقام ہو نسترن جادو بڑی کوشش کریگی کہ رستم نے دیکھا صحرا سے گرد
اُڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی پھر پھریرے علمہاے سیاہ کے کھلے ہوے نشان
آمد لشکر کافران جس سے ثابت ہوتا ہے آکے دونون مقابلے مین اُترے رستم نے سمک سے
کہا دریافت تو کرو یہ پہلوان کون ہین کس ارادے سے آئے ہین سمک گیا اور دریافت
کرکے آیا عرض کی دو پہلوان زبردست حضور کے روکنے کو آئے ہین مگر حقیقت مین بڑے
قد و قامت کے دونون جوان ہین دونون مغرور نشۂ بادۂ کبر و نخوت سے چور رستم اُٹھکر
اپنی بارگاہ مین آئے آج طلاے کی گشت دیوانہ شریر مردم در کے متعلق ہے جیسے ہی داروغہ
نے لاکر فرد دکھائی دیوانہ زنجیرین ہلاتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا سامنے رستم کے آیا عرض
کی آج غلام طلایہ دیگا رستم نے کہا تم آرام کرو ہم سمجھ لینگے دیوانے نے چوبدست اُٹھائی کہا
آقا انھین باتون پر مجھے غصہ آتا ہے ایک چوبدست ماردونگا پر اُٹھا ہو جاؤگے رستم نے
ہنسکر کہا کیون شامتین آئی ہین تمھارے کان اُکھاڑ ڈالونگا دیوانے نے پیچھے ہٹکر ایک
چوبدست ماری رستم نے پیترا بدل کے چوبدست کو خالی دیا چوبدست جو زمین پر پڑی گرد اُڑی
رستم تو گرد مین چھپ گئے دیوانہ چیخین مار کر رونے لگا کہتا تھا اے آقا اسی دن کے لیے مین
منع کرتا تھا آخر آج راہی عدم ہوے رستم نے پہلو سے نعرہ کیا کہ ارے کیون روتا ہے مین
بحفاظت پروردگار زندہ موجود ہون دیوانے نے چوبدست پھینک دی بڑھکر ایک چنگل مارا
کہ زرہ اور پوست نوچ لیگیا رستم کے جسم سے خون جاری ہوا جب تو رستم نے بڑھکر
دیوانے کے دونون کان پکڑے فرمایا اکھیڑلون دیوانہ ہاتھ باندھنے لگا کہا آقا تو بڑا بہادر

ہو دریلے جرأت کا بے بہا ذرہ ہو آقا معاف فرمائیے غصہ نہ کیجیے مگر طلا سے یہ مین ہی جاؤنگا
رستم نے حکم دیا دیوانہ خسرپرمردم درچارسو دیوانون کو اپنے ساتھ لیکر لشکر مین آیا دمدکا نقارون سے
کہتا ہوا خبردار ہوشیار رہنا کسی کا نقصان نہ ہونے پائے اگر کسی کے یہان چور آوے تو
مجھسے اطلاع کرنا مین کنارے پر لشکر کے ہون مین اسکو مارڈالونگا دمدکا نقارہ دیوانے کی صورت
سے ڈرتے ہین بہت خوب بہت خوب کہ رہے ہین دیوانہ یہ سب انتظام کرکے کنارے پر لشکر
کے آرہا اودہ دونون پہلوان اپنی بارگاہ مین ہین کہ ابلاغ نے سالوس سے کہا کہو بھائی
کیا صلاح ہو آج شبخون مار کے طلسم کشا کو پکڑلین سالوس نے کہا اے ابلاغ طلسم کشا رستم
ہو اسکا گرفتار کرنا دشوار ہوگا ابلاغ نے کہا تو تو بڑا نامرد معلوم ہوتا ہو مین نے تو طلسم کشا کو
دیکھا ہو ایک چھوٹا سا جوان ہو سامنا ہوتے ہی گرفتار کرونگا سالوس نے کہا اُسنے
بڑے بڑے پہلوانون کو مارا تمھاری کیا حقیقت ہو ابلاغ نے کہا تو بھی ہاتھ سے رستم کے
مارا جائیگا مین فوراً گرفتار کرلونگا دونون مین تکرار ہونے لگی آخر یہانتک تکرار بڑھی کہ دونون
نے تلوارین کھینچین ابلاغ نے کہا باہر نکل چلو تو میرے تمھارے امتحان ہو سالوس باہر
نکلا فوجین دونون کی تیار ہوگئین نوبت نقارے بجنے لگے قرنا پھکی لاکھ سوار ادھر لاکھ سوار
اُدھر آپس مین تلوار چلنے لگی ابلاغ سالوس کو نامرد کہتا ہو اور سالوس کہتا ہو تو خود نامرد ہے
ایک ہی وار مین گرد برد کردونگا دونون مین تلوار چلنے لگی باڑ جو ہوا اور باجے جنگی بجنے لگے
دیوانے نے کنارے سے جو یہ معاملہ دیکھا سمک ساتھ تھا کہا او سمک دیکھ تو یہ کیسے
باجے بج رہے ہین سمک نے بڑھکر خبر دی کہ دونون پہلوان آپس مین لڑ رہے ہین دیوانے
نے کہا مین جاکر دونون کا فیصلہ کردون سمک نے سمجھا کر کہا تم تماشہ دیکھو کہ دیوانہ چوبیت
لیکر سمک پر چلا کہا او عیار مجھے سمجھاتا ہو یہ کہکے چارسو دیوانون کو اشارہ کیا کہا ہان بھائیو
ہوشیار ہوجاؤ ورنہ صبح کو آقا طعن کرینگے فرمائین گے کہ اگر دیوانہ طلا سے پر نہ ہوتا تو
بہت مناسب تھا دیوانہ یہ باتین کرکے طرف فوج کفار کے چلا چارسو دیوانون کو ساتھ
لیکر دولا کہہ پر آگرا سالوس اور ابلاغ دونون زخمی ہوچکے تھے کہ ایک چیخ کی آواز آئی زمین
ہلنے لگی دیوانے نے گھسکر فوج کفار مین چوبدستین مارنا شروع کین کئی ہزار جوان مار کر

ڈالدیے ساوس نے کہا اے ابلاغ اب سنبھل جاؤ اس دیوانے نے قیامت برپا کردی
اب ہم تم سنبھل کے لڑین دونون آپس مین ایک ہوے فوج کو بھی ترغیب دینے لگے
ایک طرف ابلاغ چلا اور ایک طرف ساوس کہتا ہوا جاتا ہے یارو تم سوار و پیادل بہت
ہو دیوانے کے ساتھ چار سو جوان ہین جی داری کرو حق نمک خداوندی سے ادا ہو ساوس
جب یہ آواز دیتا ہے سوار و پیادل جاؤ کر کے طرف دیوانے کے چلتے ہین اور دیوانہ
ہنگانہ شیرانہ چار سو دیوانون کو جمائے ہوے چوبدستیان مارتا ہوا آتا ہے جب جمکر حملہ
کیا ہزار دو ہزار کے سر پھاڑے جرأت کے جھنڈے گاڑے دیوانون کی بے باکیان و
چالاکیان جب جم کے حربہ کیا ہزار دو ہزار کو مار کر گرا دیا چیخین مارتے ہین حریف کو للکارتے ہین
ساوس کو جو دیوانے نے دیکھا للکار کر آواز دی او نامرد مردان عالم کی پاپوش کی گرد
تو اپنی فوج کا افسر ہے مین ملازم آقاے سرخ ہون میرا آقا کسی سے نہین دبتا مجھ ایسے کو
رفیق بنایا ہے چوبدست سے بچتا رہتا ہے دن بھر مین سو مرتبہ بگڑتا ہون اپنے آقا سے لڑتا ہون
تجھکو کب مانونگا یہ کہکے جست کرتا ہوا سامنے ساوس کے آیا ساوس نے
ہاتھ تلوار کا جمکایا دیوانے نے ایک چیخ ماری کہ گینڈے نے ساوس کے منہ پھیرا زمین
تھرا گئی ساوس نے چاہا گینڈے کو بھگاؤن مگر دیوانے نے للکارا گردن مین جو طوق
پڑا ہے اُسکو ہلا کر چوبدست کو گردش دی خبردار خبردار کہکے چوبدست آہنی لگائی ساوس
نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا چوبدست جو آکر پڑی سپر کے پھول مرجھائے سپر و گردان چوبدست
جو پڑی سپر ہاتھ سے چھوٹ کر سر پر پڑی سر گردن مین گردن سینے مین سارا جسم گینڈے کے
مین گینڈا و ساوس دونون خون کا تھالا ہو کر رہگئے دیوانہ پکارتا ہے ابے ساوس
دیوث اُٹھکر مقابلہ کر کیا ٹانگ پھیلائے پڑا ہے دیکھون تو کیسا پہلوان ہے ساتھ والون نے
جو دیکھا کہ ساوس مارا گیا روتے پیٹتے سامنے ابلاغ کے آئے کہا اے ابلاغ ساوس کو
دیوانے نے مار ڈالا گینڈا و افسر خون کا تھالا ہو کر رہگئے دیوانہ لڑتا ہوا آتا ہے ابلاغ نے
افسرون کو پکارا کہا یارو طلسم کشا کا یہ رفیق ہے مگر بڑے غضب کا ہے نہین معلوم طلسم کشا
نے کیا سحر کیا ہے کہ اُنکی اطاعت مین ہے سنتا ہون کہ روز طلسم کشا پر چوبدستین لگاتا ہے

مگر طلسم کشا اپنے کو بچاتے ہین ایسا اسکو دبایا کہ یہ نام سے طلسم کشا کے ڈرتا ہو رفیقون نے
کہا حضور اصل مین یہ کیفیت ہو کہ طلسم کشا نے بڑے زور و شور سے اسکو زیر کیا ایسا دبایا
کہ دیوانہ رستم کا دم بھرتا ہو چہار طرف سے گھیر کر اسکو گرفتار کرلین ابلاغ نے بھی ترغیب
دی کہ چہار جانب سے فوج نے مجمع کیا کمندین اور رسنین دیوانے پر پڑنے لگین ساتھ والے
دیوانہ کے فوج سے جنگ کرنے لگے دیوانے پر اسقدر کمندین پڑین کہ وہ بندھکر گرا
چہار طرف سے ازدحام بلوہ کفار ٹوٹ پڑے گرد دیوانہ بیہوش ہوکر گرا ابلاغ نے
گرفتار کرالیا ساتھ والون نے جو پلٹ کر دیکھا کہ ہمارا افسر گرفتار ہوا چہ بدستیں تان کر ملے
سامنے ابلاغ کے خوب جنگ ہوئی ایسے دیوانے لڑے کہ کئی ہزار کو مارا لاشے تڑپ
رہے ہین ابلاغ نے آواز دی یاروان سب کو رسنون اور کمندون مین گرفتار کرو ان
بیچارون پر بھی کمندین پڑنے لگین دیوانہ شریر مردم در مع ساتھ والون کے گرفتار ہوا وہ
طفیل امان بجوا کر پلٹ گیا ہرکارون نے یہ خبر رستم کو پہونچائی رستم نے کہا ہم تو منع کرتے
تھے کہ یہ دیوانہ طلاے پر نہ جاے اُسنے نہ مانا آخر جاکر گرفتار ہوا اے سماک بڑھکر خبر تو لو
سماک واسطے خبر کے چلا تھوڑے عرصے مین پلٹ کے آیا عرض کی سالوس تو مارا گیا
دیوانے کی ایسی چہ بدست پڑی کہ پر اٹھا ہوگیا ابلاغ نے دیوانے کو کمندون سے
گرفتار کرالیا اب اُسنے قید کیا ہو حکم دیا ہو کہ کل سویرے میدان جنگ کی تیاری ہو دیوانہ قیدخانے
مین زنجیرین ہلا رہا ہو رستم نے کہا میری زندگی مین دیوانے کو کون قتل کرسکتا ہو اے سماک
ہمکو وقت پر خبر دینا سماک بصورت مبدل داخل لشکر کفار ہوا پھرنے لگا ابلاغ جو اس
معرکے سے پلٹ کر آیا آتے ہی ایک عرضی بخدمت نسترن جادو لکھی جسکا مضمون تھا
کہ غلام بموجب حکم جو آکر پہونچا طرف سے کہکشان جادو کے سالوس نامے ایک
پہلوان آیا ایسا جاہل اجہل تھا کہ غلام سے تکرار کرنے لگا آخر دیوانہ شریر مردم در کے
ہاتھ سے مارا گیا مین نے دیوانے کو گرفتار کیا ہو کسی جادوگر کو روانہ کیجیے مین نے رستم
کو بھی روکا ہو آگے نہ بڑھنے دونگا نسترن جادو باغ نسترن مین بیٹھی ہے جادوگرنیان
اُسکے پاس بیٹھی تھین ہلال انجم پیشانی نے ذکر دیوانے کا سُنا کہ چار سو دیوانون سے وہ

دولا کھ پر آگرا اتنی فوج کو قتل کیا کہ سالوس بھی مارا گیا ابلاغ باقی ہوا اپنے مقام سے اُٹھی کہا ای ملکہ عالم کنیز جاکر طلسم کشا کو روک لیگی ابلاغ تو بہ قوت روکیگا مگر مین سحر سے روکونگی طلسم کشا آگے نہ بڑھ سکیگا ہلال انجم پیشانی کو ساٹھ ہزار جادوگرنیون سے لشکرن نے روانہ کیا ابلاغ اپنے مقام پر بیٹھا ہوا اسکو چونکہ خوف ہو کہ ایک رفیق طلسم کشا کا ایسا آکے لڑا اگر کل رفقا کو لیکر طلسم کشا آپڑا تو کون روک سکیگا یقین ہو کہ اپنے رفیق کو رہا کر لیجائیگا کہ دفعۃً آسمان سے برقین چمکین ہلال انجم پیشانی ساٹھ ہزار جادوگرنیون سے آکر پہونچی ابلاغ خوش ہوگیا کہا ای ہلال خوب وقت پر آئین آج میرا ارادہ تھا کہ میدان جنگ کی تیاری کرون دیوانے کو قتل کرڈالون لیکن خائف تھا کہ ایسا نہ ہو طلسم کشا آجائے ہلال نے کہا ذرا دیوانے کو بلواؤ مین دیکھونگی ابلاغ نے حکم دیا داروغہ جیل خانہ سرزنجیر تھام کر دیوانے کو لایا دیوانہ بل کرتا ہوا دربار مین آیا ہلال کی جو نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان سبزہ رنگ گلے مین طوق زرین پڑا ہوا خوف کا نام نہین زنجیرین ہلاتا ہوا دربار مین آیا بہ طریق اہل اسلام صاحب سلامت کی ہلال کی نگاہ جو دیوانے پر پڑی بیقرار ہوگئی پہلو بدلنے لگی پیشانی پر پسینہ آگیا کہا ای ابلاغ تونے بڑا کمال کیا اس شیر کو کیونکر گرفتار کیا ابلاغ نے کہا کمندون سے گرفتار ہوا کیا روکے سے رُکتا تھا گرتے گرتے کئی سو جوان مارے جب بیہوش ہوگیا تب بہ مشکل تمام گرفتار ہوا پھر کھلے قید خانے مین بھیجدیا ابلاغ نے ہلال کی خاطر کے واسطے گائنون کو بلایا گائنین سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ بجوش و خروش گانے لگین نظم

ہوس یہ رہگئی دلمین کہ مدعا نہ ملا	بہت جہان مین ڈھونڈھا پر آشنا نہ ملا
ہوا ہو کون سا معشوق باوفا ایدل	گلہ عبث ہو اگر وہ ملا ملا نہ ملا
عجیب قسمت بد تھے شب فراق مین ہم	کمال ڈھونڈھ پھرے خانۂ قضا نہ ملا
ندی تو ہاتھ سے ہو ضعف سے مین رنگ حنا	ہوئے شوق فنا مین جہان اڑا نہ ملا
جواب دیگی بھلا روز بازپرس تو کیا	اڑا اڑا کے ہمین خاک مین صبا نہ ملا
وہ کشتۂ نگہ قہر تھا کہ محشر مین	مرے جلانے کو احکام دلربا نہ ملا

غریق بحر ستم عمر کی ہوئی کشتی	بہت سا ہمنے پکارا پہ ناخدا نہ ملا
کمال عیش و جوانی و ملک و مال و طرب	یہ سب ملے ہمین پر یار باوفا نہ ملا
عجیب جوش جنون مین ہوئی تھی پامالی	کہ ایک آبلہ تک دوستدار پا نہ ملا
چبھے ہزار تمنا سے کیون نہ کھٹکے	کہ خار کو کوئی ہمسایہ برہنہ پا نہ ملا
بہت ہی کرتی رہی باغ دہر مین گلگشت	پر اپنی بلبل دل کو نسیم سا نہ ملا

یہ اشعار عاشقانہ جو گائن نے گائے ہلال کی آنکھون مین آنسو بھر آئے ابلاغ نے پوچھا کیون ملکہ ہلال مزاج کیسا ہی ہلال نے کہا اے ابلاغ کچھ حال نہ پوچھو طبیعت خود بخود گھبرائی ہی پریشانی سامنے آتی ہی اب اس طلسم کا بچنا دشوار ہی طلسم کشا صاحب زور و طاقت ہی کیسے کیسے سردار جمع ہین کہ اُسی وقت ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی اے پہلوان دوران اسوقت دربار مین طلسم کشا کے عجب ہنگامہ ہی ملکہ شہرت مرصع پوش نے ہلال انجم پیشانی کے آنے کی جو خبر سُنی اپنے مقام سے اُٹھی ہین اور کہتی ہین کہ دیکھون تو ہلال کیا کرتی ہی مین برائے رہائی شریر مردم در جاتی ہون دیکھون کہ بی ہلال میرا کیا کرینگی ایک طرف سے مہلال سرکش یہ کہتا ہوا اُٹھا ہی کہ اے ملکۂ عالم ہمارے ہوتے ہوئے آپ کو مناسب نہین ہی کہ لشکر دشمن مین جائیے آفتاب فلک سیر کاہن نے اُٹھکر دونون کو روکا اور کہتا ہی آپ لوگ کیون تکلیف کرین شریر مردم در کو مجھسے لیجیے اس سہولت مین رہا کرون کہ کسیکو خبر بھی نہ ہو ماہی سحر یہ کہتی ہی آپ لوگ کیون تکلیف کرین غرق مین ہوکر جاؤن دیوانے کو رہا کرلاؤن اور کسیکو نہ معلوم ہو جو بولیگا اور روکیگا سمجھ لونگی اور عیوق یہ کہکے اُٹھا کہ ہم کس دن کے واسطے ہین جاروق کہتا ہی مین اسیوقت جاکر قیدخانے مین گھس جاؤن رفیق کو مع جملہ ہمراہیان رہا کرلاؤن مگر طلسم کشا نے بہ نرم زبانی سب کو روکا ہی کہا تم لوگ ایسے ہی جانباز اور سرفروش ہو کیونکر نہ دریائے جرأت کا جوش ہو ابلاغ کو ارادہ کرنے دو دیوانے کی سزا ہی کہ ہمنے منع کیا تھا کہ مقدمہ لشکر کفار مین دخل نہ دینا اُسنے ہمارا کہنا نہ مانا آخر یہ روز سیاہ دیکھا جسوقت وہ قصد کریگا کہ اُسکو قتل کرون اُسی وقت مین جا پڑونگا سب تو رُک گئے مگر بی شہرت نہین رُکتین انکا ارادہ ہی کہ آپ پڑین کئی سو افسران

فوج لیسے ایسے ساحر بگڑ رہے ہین ای پہلوان دوران کچھ تدبیر کیجیے ابلاغ نے جو خبر
سنی کہا کیون ملکہ ہلال اب کیا تدبیر کرون اگر تمھاری خوشی ہو تو دیوانے کو لیکر بخدمت
لنعرن چلا جاؤن وہان انکو اختیار ہی ہلال نے جواب دیا کہ ای ابلاغ طلسم کشا جانے لگا
راہ مین جاکر روکیگا معرکۂ عظیم پڑیگا مگر مین بڑھکر ایک حصار سحر بناتی ہون کہ کوئی ساحر
نہ آسکے اگر طلسم کشا آئیگا گرفتار ہوگا مشکل یہ ہی کہ تحفے انکے پاس موجود ہین ابلاغ ملکہ
سے تحسین کرنے لگا کہتا ہی کہ ای ملکۂ عالم تم حصار سحر بناؤ روکنے کی ساحرون کے تدبیر کرو
یہ سُنکر ہلال اپنے مقام سے اُٹھی اس حیلے سے در زندان خانے پر آئی اور نگہبانون سے
کہا ہوشیار رہنا دیوانہ نے جو قید خانے سے ہلال کو دیکھا زنجیرین ہلانے لگا پکار کر آواز
دی ای نرزک ذرا ہمسے تو نگاہ ملا شرما کر ہلال نے آنکھ سے اشارہ کیا خاموش رہو دیوانہ
بھی اشارے کرنے لگا اور پکار کر آواز دی ای مہ جبین ذرا میرے پاس آکر بیٹھ جا بلبلا کر
یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا۔ **نظم**

مزا دیوانگی کا زیر شمشیر دو دم نکلا
کہ زنجیر ہوا بنکر مرے سینے سے دم نکلا

جبین سائی کو ہم کس حوصلے پر آپ تک آئے
نہ بل زلفون ہین کم پایا نہ کچھ ابرو سے خم نکلا

بڑے ثابت قدم یاران اپنا دوست ہوتے ہین
کہ اشک دیدہ سے لخت جگر ہوکر بہم نکلا

نہ ڈوبی کشتی افلاک جوش چشم گریان سے
بہت سمجھے تھے اس دریا کو ہم افسوس کم نکلا

غضب کیا کیا نہین لائی نگاہ شرم زا تیری
جسے ہم لطف سمجھے تھے وہ آخر کو ستم نکلا

پکارا مجھکو وان اُسکو ہوئی منظور جس جا
جو نکلا نام بھی میرا تو مانند قسم نکلا

وہی زور جوانی مین ابھی پشت خمیدہ ہی
کمان آسمان پیر کا ابتک نہ خم نکلا

نہ چھوڑا خاک نے جز خاک کچھ انکا نشان باقی
نہ دارا قبر سے نکلا نہ اسکندر نہ جم نکلا

ابھی پردے مین ہو جسپر پیام مرگ آتے ہین
قیامت اور آئیگی اگر باہر قدم نکلا

زمانہ ممسکون سے ای نسیم آباد ہی اتنا
بہت ڈھونڈھا مگر کوئی نہ ارباب کرم نکلا

اس رنگ سے دیوانے نے یہ اشعار پڑھے کہ ہلال انجم پیشانی کا چہرہ چمکنے لگا اور اختر
اقبال اوج پر آیا سمجھی کہ اس دیوانے کو بھی مجھپر توجہ ہوئی بڑے جلیل کا رفیق ہے

حقیقت میں اس دیوانہ مزاج کو کیونکہ زیر کیا آخر ٹہلتی ہوئی قریب دیوانے کے آئی دیوانہ
زنجیر ہلانے لگا قید خانے میں اُچھلتا ہی کودتا ہی دمبدم یہی کہتا ہی اے جان جہان وای
آرام دل مشتاقان تجھکو دیکھکر میری جان نکلی جاتی ہی کوئی ایسی تدبیر کر کہ میں اور تو ایک
پاس رہون یہ سُنکر ہلال نے کہا نہ گھبراؤ میں تیری رہائی کی تدبیر کرتی ہون قصد کر رہی ہی کہ سحر کرکے
نگہبانون کو بیہوش کرون دیوانے کو نکال لیجاؤن قضاے کار لنسترن جادو جلسے میں اپنے
بیٹھی ہی اور سب مصاحب جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ ہلال واسطے روکنے طلسم کشا کے گئی ہے
ابلاغ ایسا پہلوان ہلال ایسی ساحرہ اُسنے جاکر ایسا سحر کیا ہوگا کہ طلسم کشا آگے نہ بڑھ
سکینگے اُسکی بہن نجم جادو بیٹھی ہی اُسنے کہا ملکۂ عالم یہ تو ارشاد فرمایئے کہ طلسم کشا فتاح
وحاکم تحفہ جات اُسپر سحر کیونکر تاثیر کریگا بڑی مشکل پڑیگی یہ تو کتاب میں دیکھیے کہ اسوقت
ہماری بہن کیا کر رہی ہین لنسترن نے جھولی سے کتاب نکالی اُسکو کھولا مضمون دیکھکر منھ
پیٹ لیا نجم نے پوچھا حضور خیر تو ہی کہا اور غضب دیکھو دیوانے کو دیکھکر دیوانی ہوئین
قید خانے میں اُسکے پاس بیٹھی ہین نگہبانون پر سحر کیا چاہتی ہین نگہبان بیہوش ہوے
اور وہ دیوانے کو لے نکلین اے نجم تو جا چوٹی پکڑ کے کھینچتی ہوئی لا وہ سزا دون کہ دیکھنے والون
کو بھی عبرت ہو کبھی کوئی ملازم ایسی حرکت نہ کرے ہمارا خوف بالکل دل سے بھلا دیا سحر
کیا چاہتی ہین اُس دیوانے نے جو وحشیانہ کلام کیے بس گئین رات کو گانا سُننا اور
زیادہ بیقرار ہوئین غزل عاشقانہ سُنکر روتی تھین نجم نے کہا میں ابھی جاکر لاتی ہون اس
ذلت سے لاؤن کہ دیکھنے والے عبرت کرین یہ کہکے سامنے سے لنسترن کے اُٹھی لنسترن نے
کہا ایسا نہو اُسکے ساتھ کی فوج بگڑ جائے اور تمھارے ساتھ فساد کرے نجم نے کہا کیا مجال ہی
کہ کوئی بول سکے جاتے ہی گرفتار کر لونگی لنسترن نے کہا قید خانے میں جاؤ کہ خطا اُنکی
ثابت ہو نجم جادو پر پرواز پیدا کرکے چلی مگر لنسترن کو فکر ہوئی کہ ایسا نہ ہو نجم گرفتار ہو جائے
تو باعث خرابی ہی بارہ ہزار جادوگر جمع کیے افسر اُنکا مسکین جادو ہی کہا اے مسکین جلد
جاؤ اگر نجم جاتے ہی ہلال کو انگشت نما کردے تو تم الگ رہنا اگر کچھ خرابی ہو تو نجم کی
شرکت کرنا مسکین نے کہا مجھکو دیکھتے ہی بی ہلال کا ہیدہ ہو گی آپکا حکم قضا شیم ہی کسکی

مجال ہی کہ آپ کے حکم مین دراندازہو یہ کہکے مسکین تخت پر سوار ہوا بارہ ہزار ساحر اسکے تخت کے ساتھ چلے وہان ہلال انجم پیشانی چپکے چپکے نگہبانون پر سحر کر رہی ہے نگہبان کہتے ہین کیا ٹھنڈھی ہوا چلی دیکھو یارو ابر بھی آسمان پر آتا ہی جی چاہتا ہی سو رہین نیند آرہی ہی طبیعت گھبرا رہی ہی کوئی بیٹھے بیٹھے بیہوش ہوا کوئی لیٹ گیا بعضے ٹھنڈھی ہوا کھاکر ایسے بدحواس ہوے کہ پکارنے لگے نظم

کس پری رو کا انتظار ہی آج ۔ دل مرا سخت بیقرار ہے آج
جلوہ گر میرا گلعذار ہے آج ۔ بلبلو باغ مین بہار ہے آج
آہ کی برق کوندجاتی ہی ۔ ابر تر چشم اشکبار ہے آج
شوق سے آ ادھر کمان ابرو ۔ مرغ روح روان شکار ہی آج
تیرے آتے ہی دیکھ راحت جان ۔ چین ہی صبر ہے قرار ہے آج
وصل گلرو سے عیش باغ مین ہی ۔ باغیون کو کمال خار ہے آج
فخر تھا کل تو مجھسے ملنے کا ۔ کس لیے تمکو ننگ وعار ہی آج
دھیان ہی کاکل پریشان کا ۔ اسلیے دل کو انتشار ہے آج
قتل گہ مین جو خاک اڑتی ہے ۔ گرم رو کوئی شہسوار ہی آج
لب معشوق دیکھ تیر نظر ۔ تودۂ دل کے صاف پار ہی آج
کہنا قاصد سے اسکے جینے کا ۔ وعدۂ وصل پر مدار ہے آج
درد ہو کیون نہ اپنے پہلو مین ۔ غیر سے یار ہمکنار ہے آج
ہجر گلرو مین سیر باغ کہان ۔ نکہت گل بھی ناگوار ہے آج
عندلیبو مقام ناز ہے یہ ۔ غیرت گل گلے کا ہار ہے آج
مین نہین ہجر یار مین تنہا ۔ غم دلدار غمگسار ہے آج
دھیان مین کسکی چشم میگون کے ۔ کہو رعنا تمھین خمار ہی آج

بعض یہ اشعار پڑھ کے بھاگے جاتے ہین کہتے ہین ہم نگہبانی دیوانے کی نہ کرینگے در قیدخانہ پر ایک ہنگامہ ہی ہلال بیٹھی ہنس رہی ہی دیوانے سے کہتی ہی نہ گھبرا مین تھوڑے

عرصے مین ان سب کو ہٹائے دیتی ہون تجھکو لیے چلتی ہون دیوانہ بھی خوشی کر رہا ہو معشوقی کو دیکھکر ہنس رہا ہو قضائے کار ہلال چاہتی ہو کہ دیوانے کو رہا کردون یہ لڑتا بھڑتا نکل جائیگا مین اسکے عقب مین جاؤن جو روکے اُسکو دیوانہ کردون ابلاغ بیر ونداں بارگاہ مین اپنی بیٹھا ہو قضائے کار بارگاہ سے نکلا دیکھا درقید خانہ پر کچھ لوگ سو رہے ہین کچھ دیوانہ وحشی مثال اشعار پڑھتے پھرتے ہین اور ہلال قید خانے مین بیٹھی سحر کر رہی ہو ابلاغ نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرا گیا پکار کر آواز دی اے ہلال یہ کیا کیا تمنے نگہبانون کو سلا دیا یہ دیوانہ وار کیسے پھر رہے ہین ہلال نے آواز دی تم انکا ساتھ کیون نہین دیتے یہ جو ہلال نے کہا ابلاغ اپنے آپ سے باہر ہوگیا پکار اٹھا اے ہلال صاف تو یہ ہو نظم

جسنے دیکھی ہو ترے رخسار روشن کی بہار — کب خوش آتی ہو اُسے اے دوست گلشن کی بہار
اسقدر نازان نہ ہو یہ رنگ گل ہو بے ثبات — چار دن کے واسطے بلبل ہو گلشن کی بہار
فرقت جانان ہجوم رنج بیتابی کے جوش — دل ٹھکانے ہو تو دیکھین جل کے گلشن کی بہار
کون دیکھے جب نہ باقی عالم ایجاد کی — عارض گل کیطرح مہمان ہو گلشن کی بہار
جلوۂ رخسار تابان کا جو ہر جانب ہو عکس — برق تابان کی چمک دیتی ہو دامن کی بہار
کیون خفا ہوتا ہو چھینٹون سے لہو کی بار بار — اور بڑھ جائیگی ظالم تیرے دامن کی بہار
گر نہین کوئی نہ ہو باقی ہو کسکو احتیاج — دیکھتی ہو بیکسی اب میری مدفن کی بہار
کیون نہ صدقے جائیے اے دل ہجوم داغ کے — کم نہین ہو جلوۂ گلزار سے تن کی بہار
ہان اٹھا اب پردۂ رخسار روشن اے پری — دیکھنے آئے ہین ہم بھی تیرے جوبن کی بہار
مثل پیراہن ہوئی ہو زیور وحشت کی قدر — کم گریبان سے نہین ہو طوق گردن کی بہار
سوز فرقت سے بھڑک اٹھتی ہو جب سینے مین آگ — گرد ہو جاتی ہو اکثر شمع روشن کی بہار
داغ ہجر یار سینے پر غنیمت ہو نسیم — دیکھتے ہین ہر سحر ہم اپنے گلشن کی بہار

ابلاغ یہ اشعار پڑھ کے وجد مین ہو مصاحب اسکے یہ حال دیکھکر دوڑے کہتے ہین اے پہلوان دوران آپکے قاعدے کے برخلاف ہو ہلال نے اُنپر بھی سحر کر دیا کہ سب مصاحب بھی اشعار پڑھکے ناچنے لگے اب قصہ ہوا کہ دیوانے کو قید سے رہا کرون ہنسکر کہا اے رفیق

طلسم کشا تو نے دیکھا کہ ان سب کا کیا حال ہوا اگر دس بیس ہزار آدمی ہون تو سب کا یہی حال
کردن میرے سحر سے کوئی بچ سکتا ہو اتنے میں کالجا دیوانہ اُچھلنے کودنے لگا کہ آسمان پر برق چمکی
نجم جادو اُسوقت آگے پہونچی کہ اسنے آسمان سے دیکھا ابلاغ ناچ رہا ہو گرد اسکے مصاحب
چرخ مار رہے ہین ہلال اپنے مقام سے اُٹھی چاہتی ہو دیوانے کو رہا کرون نجم نے وہین سے
للکارا او شوخ دیدہ اسی واسطے تجھکو ملکہ نسترن نے بھیجا تھا کہ دیوانے کو رہا کیا چاہتی ہے
خبردار اُسکے قریب نہ جانا اگر اُسکو رہا کیا تو آفت برپا ہوگی تیرے افعال قبیحہ کی خبر ملکہ نسترن
کو ہوگئی مجھکو بھیجا ہو بہتر یہ ہو کہ رومال سے ہاتھ باندھ لے اور چلکر حاضر خدمت ملکہ نسترن
ہو ہلال نے کہا مین کیا نسترن کی لونڈی ہون ملازمت نہین کرتی مین اُسکے پاس نہ جاؤنگی
یہ سُنکر نجم نے ایک گولہ مارا ہلال نے گولہ کاٹا کٹتے ہی اُسمین سے دھوان نکلا وہ دھوان جو سُنگھا
ہلال کے لگا چرخ کھاکر گری بیہوش ہوگئی نجم تڑپ کے آسمان سے گری چاہا کمر مین پیچ دیکر
لے اڑون دیوانے نے جو دیکھا کہ معشوق ذلیل ہوتی ہے اپنے مقام سے اُٹھا للکارکر
آواز دی ہرچند کہ تو بھی نازک ہو مگر میری یہ نازک نہایت حسین و جمیل ہو تجھسے زیادہ شکیل
ہو مین تجھپر توجہ نہین کرتا خبردار اسکے قریب نہ آنا نجم نے دیوانے کی بات کا جواب نہ دیا
چاہا جھپٹ کر اسکے بال پکڑون کھینچتی ہوئی لیجاؤن دیوانے نے غصے مین ہکہ مارا کہ ہتھکڑی
ٹوٹی خانۂ زور مین آکر قید کو توڑ کے پھینک دیا طرف نجم کے جھپٹا نجم سمجھی کہ ہاتھ ہلا دونگی
دیوانہ گر پڑیگا دیوانے نے جھپٹ کر ایک دانۂ زنجیر مار دیا کہ نجم کا سر پھٹا لڑکھڑا کر گری
اندھیرا ہوگیا ہلال کو ہوش آیا آواز آئی کشتی مرا نام من نجم جادو بود اب جو ہلال اُٹھی دیکھا
دیوانہ کھڑا جھوم رہا ہو لاشۂ نجم زمین پر پڑا ہو کہا اے یار وفادار اس مکارہ کو کیونکر مارا دیوانے
نے کہا قید توڑ کر ایک زنجیر مار دی اسکا سر پھٹ گیا اب ابلاغ کہ رہا ہو اے ہلال تو نے
غضب کیا کہ فرستادۂ نسترن اپنی بہن کو مارا ہلال بڑھی کہ ابلاغ کو قتل کرون دیوانہ منع
کرتا ہو کہ اے ملکۂ عالم تم تکلیف نہ کرو مین اس سے سمجھ لونگا دیکھنے ہی کا اسکا قد و قامت
ہو ایک چو بدست اسکے واسطے کافی ہو یہ کہکے جھومتا ہوا چلا یکایک آسمان سے نعرہ
ہوا منم مسکین جادو او دیوانے مجہول ابلاغ پر نہ جانا ارے نجم جادو کو کسنے مارا

ارے یہ مصاحب نشترن تھی یہ کہکے مسکین جادو نے سحر کیا کہ دیوانہ رک گیا پانون زمین
نے تھام لیے ہلال نے بڑھکر سحر کیا دیوانے کو رہا کیا مگر فوج کو مسکین نے اشارہ کیا کہ
ان سب کو گرفتار کر لو کل فوج نے بلوہ کیا ہلال کی فوج نے جو دیکھا وہ بھی سب دوڑ پڑی
دونون لشکر آپس مین ملگئے سحر چلنے لگا مگر ہلال چاک چاک کے گرنے لگی جب تڑپ کر
گری ہزار دو ہزار کے سر اڑا دیے مسکین کو کہ ہلال سے سحر مین کم ہو خوف ہوا کہ
ایسا نہو میرا بھی سر اڑا دے بھاگا بھاگا پھر رہا ہے قضائے کار مہتر سمک یلداقی
یہ سب معاملہ دیکھ رہا تھا جب اسنے دیکھا کہ ہلال پر سب طرف سے بلوہ ہی دیوانہ جیکا
کھڑا ہی چہ یا دست کو ہلا نہین سکتا یہ رنگ دیکھکر سمک بھاگا اسوقت پہونچا کہ رستم
دربار مین بیٹھے ہین تمام ساحر جمع ہین ملکہ شہرت کہ رہی ہین کہ حضور نے کنیز کو کل روک
لیا ورنہ ابتک یہ پہلوان بھاگ جاتا یا اگر موت دامن گیر ہوتی تو مارا جاتا کہ سمک آ پہونچا
سمک نے ہاتھ اٹھاکر دعا دی فرد - ای زابر رحمت خرم گل بستان ما + گفتگو سے حرف
عشقت مطلع دیوان ما + شہریار عالم کی عمر دراز رہے دشمن کو سوز و گداز رہے عجب
طرح کا ہنگامہ لشکر کفار مین ہی آپس مین تلوار چل رہی ہی آپ کے دیوانے پر بی بی ہلال عاشق
ہوئی ہین نشترن کو جب یہ معلوم ہوا تو اسنے اسکی بہن نجم جادو کو بھیجا اسنے آکر ایسا سحر کیا
کہ ہلال بیہوش ہوئی دیوانے نے اٹھکر نجم کا سر پھاڑ ڈالا اب مسکین جادو آپڑا اسنے ہلال
کو گھیرا ہی کہ ہلال انگشت نما ہو رہی ہی پریشان لڑ رہی ہی یہ سنکر شہرت اپنے
مقام سے اٹھی کہا حضور ایسا نہو رفیق آپ کا مارا جاوے تو باعث خرابی ہوگا کہ آفتاب
فلک سیر اپنے مقام سے اٹھا کہا ملکہ تم نہ جاؤ مین جاکر دیوانے کو لاتا ہون شہرت نے
ہاتھ باندھکر عرض کی اسوقت کی گستاخی معاف فرمائیے گا یہ کہکے بلند ہوئی اسوقت جاکے
پہونچی کہ سب ساحرون نے ملکہ ہلال کو زخمی کیا سر سے خون بہ رہا ہی مگر مصروف جنگ دیوانے
کو جو پریشان دیکھتی ہی پکار کر آواز دیتی ہو لو صاحب تمسے رخصت ہوتے ہین تمپر نثار ہوے
افسوس ہی حسرت وصل لیکر پردۂ دنیا سے چلے دیوانہ ان باتون کو سنکر چیخین مار کر روتا ہی ہر چند
چاہتا ہی بڑھون جاکر معشوق کو بچاؤن مگر ایسا سحر مین مبتلا ہی کہ زمین سے پانون نہین

چھوٹتے شہرت نے وہین سے سحر کیا کہ دیوانے کے پاؤن زمین سے چھوڑ دیے آواز دی
ای شریر مردم ور تو رفیق طلسم کشا ہی لڑتا بھڑتا نکلجا دیوانے نے رو کر آواز دی ای ملکہ شہرت
کیونکر نکلجاؤن نرزک میری گھڑی ہوئی ہے اگر نرزک پر کوئی صدمہ پہونچا تو تڑپ تڑپ کے
اپنی جان دونگا اس نرزک کے واسطے میری جان تک حاضر ہی نرزک سے کوئی شی عزیز نہین
اسطرح دیوانے نے بیچین ہو کر کہا کہ ملکہ شہرت ہنس پڑین کہا ای شریر مردم در مین تیری
معشوقہ کو بھی نکالتی ہون یہ کہکے طرف ابلاغ ببر دندان کے دیکھا پکار کر آواز دی ای
ابلاغ ببر دندان مقام تعجب ہی کہ تم کھڑے دیکھ رہے ہو ذرا نگاہ اٹھا کر تماشہ دیکھو
جیسے ہی ابلاغ نے سر اٹھایا ملکہ شہرت نے نگاہ سحر آگین ڈالی ہاتھون مین گجرہ پھولون کا
بندھا تھا وہ گجرا پھولون کا کھولکر طرف ابلاغ کے پھینکا ابلاغ چپ ہوا پکار کر شہرت نے
آواز دی ای ابلاغ ذرا ادھر دیکھو ہمسے آنکھ ملاؤ اسقدر ہمسے آنکھین نہ چراؤ ابلاغ
نے سر اٹھایا ایک معشوقہ مہ جبین کو دیکھا دریا مین پھولون کے غوطہ مارے ہوے زیور
جواہر پہنے ہوے سیم تن غنچہ دہین رشک چمن سرو قد خورشید خد کبک رفتار شیرین گفتار
ماہ رخسار رنگ گل عارض پر نثار دیکھتے ہی ابلاغ غل مچانے لگا پکار کر آواز دی اے
شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی اب تو آپ کے چاہنے والے کا یہ حال ہی

نظم

کھو چکے پہلے ہی ناموس کو اور نام کو ہم — پہونچے آغاز محبت ہی مین انجام کو ہم
لن ترانی تری موسیٰ کی زبانی سنکر — دیکھتے روز ہین آآکے ترے بام کو ہم
پہلے تو عاشق عارض تھے اور اب بندۂ زلف — صبح کے بھولے ہوے آئے مگر شام کو ہم
خوب انصاف ہی سرکار مین ماشاء اللہ — مہربانی کے لیے غیر ہین دشنام کو ہم
مرغ جان کے لیے مانع قفس چرخ نہین — توڑ کر صاف نکلجاینگے اس دام کو ہم
جلوۂ کثرت و وحدت ہی حقیقت مین ایک — خاص کو عام کہین خاص کہین عام کو ہم
دیر مین یار ملا کفر ہوا دین رعنا — کیون سلام اب نہ کرین کعبہ اسلام کو ہم

دیوانہ وار وحشی مثال ابلاغ یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف ملکہ شہرت کے چلا شہرت
نے آواز دی مسکین کا سر لا طرف مسکین کے ابلاغ چلا للکارتا ہوا او ساحر ناکام

ہمارے غلام مطعون خاص و عام ادھر آیئن تجھکو سزا دونگا مسکین نے جو ابلاغ کو آتے ہوے دیکھا کہ تلوارین مارتا ہوا آتا ہی ادھر اور ساحرون کو شہرت نے اشارہ کیا کہ مسکین کو مارلو سب ساحرون پر گجرہ پھینکا سب پر پھول برسے سب مبہوت ہوگئے مسکین پر سب نے بلوہ کیا مگر ابلاغ لڑتا بھڑتا قریب مسکین کے پہونچا پکار کر آواز دی او نامرد کہان جاتا ہی مسکین نے دیکھا ایک طرف سے ابلاغ آتا ہی تین جانب سے فوج نے بلوہ کیا ہی حیران ہوا کدھر جاؤن کیونکر بھاگ کر نکلون آخر گھبرا کر طرف ابلاغ کے پلٹا ابلاغ پر سحر کیا یہ تو سحر مین ملکہ شہرت کے ہی سحر اُلٹا پلٹا مسکین حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی سوچکر ایک جانب بھاگا کہ زمین شق ہوئی ایک ساحرہ نعرہ کر کے سامنے آئی کہا ای مسکین کیون گھبراتا ہی منم محن جادو فرستادہ ملکہ نسترن یہ کہکے تین طرف ماش کے دانے پھینکے شہرت کا سحر جو ساحرون پر تھا سب کو ہوش آیا اور پکار کر آواز دی ای مسکین ہم تیرے تابعدار ہین تجھپر جو قصد کیا اُسکا یہ باعث تھا کہ اپنے ہوش مین نہ تھے جی چاہتا تھا تجھکو قتل کرین اب ذی ہوش ہوے تیرے غلام حلقہ بگوش ہوے مسکین نے آواز دی شہرت و ہلال کو مارلو فوجون نے طرف ہلال کے بلوہ کیا چاہتے ہین ہلال کو پکڑ لین ہلال نے بہ نگاہ یاس طرف شہرت کے دیکھا اور پکار کر آواز دی بی بی اس کنیز کو بچایئے لاکھ ساحرون نے مجھپر بلوہ کیا یقین ہی گرفتار کر لین ملکہ شہرت نے بڑھکر سحر کیا کہ آگ برسنے لگی محن جادو نے لگئہ ابر پیدا کیا ایسا پانی برسایا کہ سب آگ بجھ گئی جو سحر شہرت نے کیا محن نے اُسکو مٹایا ایک تلوار پھینک ماری آسمان پر جاکے تلوار چمکی کڑک کر شہرت پر گری کہ شہرت کا نشانہ نشانہ ہوا شہرت جو زخمی ہوئی اتبو محن نے ہلال کو بھی زخمی کیا ہلال کا زخمی ہونا کہ اسنے دل طرف خدا کے رجوع کیا پکار اُٹھی ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب		دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہانندہ دانم ترا		درین عاجزی چون نخوانم ترا

ای خالق ارض و سما و ای رب دوسرا مین نے تیرے مذہب کو اختیار کیا کنیز کا خاتمہ ہوتا ہی جلد مدد کر اس بلا کو رد کر فرد - شاہا ذکرم برمن درویش نگر + برحال من خستہ و

دلریش نگر + ادھر ملکہ شہرت عرض کر رہی ہین کہ ای مالک بے نیاز و ای خالق کارساز وقت آخر ہی عین وقت پر جمال بے مثال رستم کو دیکھ لون فراق مین کنیز کا عجیب حال ہی اسوقت قلب پر ہجوم غم و ملال ہی۔ نظم

وہ دیوانہ تھا مین جسکا ہوا غم اہل عالم کو ٭ پریزادون نے اپنے بال کھولے میرے ماتم کو

عداوت پاک دامن سے بھی ہی ابنای عالم کو ٭ کیا مطعون معاذ اللہ بدکاری سے مریم کو

مثال شیر مادر خون دل پیتا ہو غیرت سے ٭ دیا کیا حوصلا اللہ نے فرزند آدم کو

کیا باغ و بہار آتش کو ابراہیم علیہ السلام نے جسنے ٭ گل و گلنار کرسکتا ہے وہ نار جہنم کو

محیط حسن و خوبی ہو سراپا یار زیبا ہے ٭ کہون مین دو حباب بحر خوبی اُسکی محرم کو

مین دیوانہ ہوں اُس شنگ پری کا دیکھکر جسکو ٭ سلیمان نذر کی خاطر اُتارے اپنی خاتم کو

جُھکے وہ تیغ ابرو رست بازون کیطرف کیونکر ٭ بنایا ہی نہین اُستاد نے تعظیم کے خم کو

بجا ہی جو کہون محراب کعبہ اُسکے ابرو ہین ٭ اگر تشبیہ دون چاہ ذقن سے چاہ زمزم کو

گلیم فقر کو کیون دوش پر ہم ڈالتے ای زاہد ٭ اگر کمل سے بہتر جانتے کمخاب و شبنم کو

شہرت کی بیقراری یاد رستم مین اشکباری کہتی ہو ای خالق لیل و نہار میرا حال تجھپر ظاہر ہے تو میرے باطن سے بخوبی ماہر ہی کہ سماک نے جاکر رستم کو خبر پہونچائی کہ ای شہریار شہرت و ہلال گھر گئین دیوانہ زخمون مین چور رہے مگر شیرانہ لڑ رہا ہی ہر مرتبہ حضور کو پکارتا ہی رستم نے فوراً تیغۂ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ رکھا مرکب تیار ہوکر آیا رستم نے خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب کے روشن کیا مرکب کو مہمیز کیا رستم کا چلنا کہ آفتاب فلک سیر وغیرہ سب سوار ہوے مگر آفتاب آگے بڑھگیا اُسوقت آکے جھکا کہ محسن نے وہ سحر کیا ہی کہ شہرت پر آگ برس رہی ہی شہرت ہر مرتبہ ہاتھ ہلاتی ہے پانی برسا کر اپنے کو بچاتی ہے آفتاب نے جو شہرت کو اس حال مین دیکھا گھبرا گیا قریب آکر آواز دی ای شہرت ہوشیار ہو اسقدر نہ بیقرار ہو شہرت نے آنکھین کھولین آفتاب نے منھ پر ہاتھ پھیرا ظاہر مین سب زخم اندمال پاگئے مگر باطن مین درد ہی رنج سے رنگت شہرت کی زرد ہی صدمۂ زخم قلب پر ہی نہایت بیقرار و مضطر ہے اُس حال مین پوچھا کہ ای آفتاب کیا باعث ہوا کہ

رستم تشریف نہین لائے آفتاب نے ہاتھ اٹھا کر بتایا کہ وہ لڑتے ہوے آتے ہین رستم پیے درہم و برہم کرتے ہوے آتے تھے کہ ابلاغ بیر دندان سامنے آیا سحر شہرت سے مبہوت ہو رہا ہی پکار کر آواز دی ای طلسم کشا ذرا مردان عالم سے تو آنکھین چار کیجیے مجھپر تو کوئی وار کیجیے قریب رستم پہونچکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاو سے ہاتھ نکالکر خبردار خبردار کہکے گھوڑا چمکایا گینڈے سے اسکے مرکب اپنا ملا دیا ہاتھ تیغہ ہفت جوہر کا مارا ابلاغ نے سپر تو اُٹھا دی مگر کمال پریشان ہو کہ نام تو اسکا سپر ہے اگر ایک پر بھی ہوتا اُڑ جاتا تیغہ ہفت جوہر چمک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے برق شمشیر نے ابر سپر کے دو ٹکڑے کیے خود کو کاٹ کرتا بہ جگرگاہ پہونچی ابلاغ زمین پر گرا تمام ساتھ والے ٹوٹ پڑے ملکہ شہرت دیکھ رہی ہین کہ رستم نے کئی سو پہلوان اُس مقام پر مارے ایک غریو ہوا کہ طلسم کشا کا کوئی مقابلہ نہین کر سکتا اتنے بڑے پہلوان کو کس طرح مار لیا دیوانے نے جو اپنے آقا کی آواز سنی پلٹ کے دیکھا آقا فرماتے ہین کہ ای شیر مردم نہ گھبرانا مین آ پہونچا شیر بیشہ مردم درنے جو آقا کو دیکھا یا تو سست تھا یا چالاک و چست ہوا ارادہ درست ہوا چہرہ بارست ہلاتا ہوا چلا ہلال نے جو لاشہ ابلاغ دیکھا اور دیوانے پر نگاہ پڑی خوش ہو گئی جی مین اپنے کہتی ہی آقا کو دیکھکر دیوانہ کیا مزے سے لڑ رہا ہے محن جادو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ طلسم کشا کے آتے ہی ہزارہا ساحر و عیوق و جاروق غیر ساحرون کا لشکر ساتھ لیے آگئے اب محن جادو گھبرائی دیکھتی ہے کہ ہلال میری فکر مین ہے آفتاب فلک سپر آفتاب بنا ہوا چمک رہا ہو گرمی سے ساحران غدار بد حواس جوش پر پیاس سوچی کہ ای محن نکلجاؤن اب لڑائی فتح نہ ہوگی سامان شکست ہی بھاگنے کا بندوبست ہی ملکہ نسترن نے کہکر بھیجا تھا کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لانا طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا لوح گلے مین پڑی ہو یہ سوچکر بے پرواز پیدا کیے محن جادو نکل گئی فوج کا ساتھ ستر ہزار ساحر مارا گیا باقی ماندہ نے چاہا نکلجائین آفتاب نے گھیر احصار کا ڈالدیا اُس حصار سے وہ نہین نکل سکتے فریاد کرنے لگے سب کے سب حاضر خدمت طلسم کشا ہوے پناہ مانگی طلسم کشا نے پناہ دی سب مطیع الاسلام ہوے اُسی مقام پر طلسم کشا اتر پڑے دربار آراستہ ہوا

سب سردار آکر بیٹھے صلاحین ہونے لگین شہرت نے عرض کی کہ آپکا باغ لنسترن مین
پہونچنا واجب ولازم ہی دو چار دن آپ کو وہان رہنا ہوگا پھر مرحلہ جات کا پتہ ملیگا لوح
سب حال بتائیگی طلسم کشا کا ارادہ ہو کہ طرف باغ لنسترن کے کوچ کرین مگر محسن جادو جو
بھاگی راہ مین ایک مکان دیکھا کہ ایک ساحر زبردست مسند پہ بیٹھا ہی کئی سو افسر گرد
نوجین گرد قصر کے اُتری ہوئی ہین محسن جادو زخم کھائے رکھی آسمان سے اُتر آئی اُس ساحر
مسند نشین نے پکار کر آواز دی ای محسن جادو خیر تو ہی لنسترن نے جنگ آغاز کردی اور
ہمکو خبر نہ کی منم افتتاح جادو سلطنت لنسترن ہمارے زور پہ قائم رہی ہمیشہ مکر کرتے رہے
پہلوان بھیجے ساحر بھیجے کیا انجام ہوا آخر تم بھی شکست کھا کے آئین محسن نے کہا ای افتتاح جادو
طلسم کشا کا ظاہر و باطن ایک رنگ پہ ہی حقیقت مین طلسم کشا ایسا جری وبہادر ہماری
نگاہ سے نہین گذرا افتتاح نے کہا جب فرزندان جمشید دعوی خدائی پر ہفت پیکر کے
مقابلے مین آئے اور ہفت پیکر اس طلسم مین آیا ہم سب نے ملکر فرزندان جمشید کو پکڑ لیا
آجتک قید ہین کیا طلسم کشا اُنسے زیادہ ہی جس روز قصد کرونگا زمین ہلا دونگا یہ کہکے
محسن کو بٹھایا ایک سحر کیا کہ آسمان پر ابر سیاہ اُٹھا دیکھا ایک ساحرہ تخت پر سوار کئی ہزار
کنیزین گرد تاج سر پہ شعلۂ آتش نکلتے ہوے پتلہ سحر کا بنی ہوئی کسی طرف آگ برستی ہی کسی طرف
مینہ برس رہا ہی کسی جانب آندھی ہی کہین ذرے چمک رہے ہین اس زور وشور سے وہ
ساحرہ آکر پہونچی افتتاح دیکھکر خوش ہوگیا اپنے مقام سے اُٹھا براے استقبال آیا پکار کر
کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان تمکو کچھ خبر ہی طلسم کشا اسی راستے سے آئیگا ای ملکہ
اختتام جادو تمکو کچھ خبر ہی طلسم کشا لوح پا چکے اختتام نے کہا صاحب تم نہ گھبراؤ بخوبی ہم
انتظام کرلینگے اس راہ سے نہ جانے دینگے وہ عورت بھی آکر پہلو مین اُس ساحر کے
بیٹھی کہا صاحب شراب کا چرچہ کرو ساقی بچے موجود ہوے گلابیان کھلنے لگین جام گردش
مین آیا ایک گائن شوخ وشنگ موسوم بہ نیرنگ سامنے افتتاح و اختتام کے بیٹھ کر
یہ غزل عاشقانہ گانے لگی

نظم

کیجیے جو رنگ عاشق کو نگاہ ناز کا	دیکھ لینا شرط ہی شمشیر خانہ ساز کا

صوفیون کو وجد مین لاتا ہی نغمہ ساز کا
شبہہ ہوجاتا ہی پردے سے تری آواز کا

یہ اشارہ ہمسے ہی اُنکی نگاہِ ناز کا +
دیکھ لو تیر قضا ہوتا ہے اس انداز کا

گفتگو بڑھ جائیگی تقریر عیسے نے وہ کی
وہ لب جان بخش دم بھرتے ہین اب اعجاز کا

پڑگئے سوراخ دل مین گفتگوے یار سے
بے کنایہ کے نہین اک قول اُس طناز کا

روح قالب سے جدا کرتا ہی قالب روح سے
ایک ادنے سا کرشمہ ہی یہ تیرے ناز کا

منھ سے بے دل کے اشارہ کے نکلتا کچھ نہین
مثل نَے محتاج ہی اپنا دہن دمساز کا

حیرت آنکھون کو ہی نظارہ مین اُس محبوب کے
یہ نہین کھلتا کہ دل کشتہ ہی کس انداز کا

یہ اشارہ کر رہی ہی ابروے خمدار یار
کام منھ چڑھتا ہی اس تلوار کے جانباز کا

اے زبان کیجو نہ شرح حالت دل کا خیال
منکشف ہوتا نہین بہتر ہی مخفی راز کا

غیبت عاشق کے سننے کا دماغ اُسکو نہین
بند ہوجاتا ہے سو سو بار دم غماز کا

کاٹ کر پر مطمئن صیاد بے پروا ہو
روح بلبل کی ارادہ رکھتی ہے پرواز کا

کھینچ دیتا ہی شبیہ شعر کا خاکہ خیال
فکر رنگین کام اُسپر کرتی ہے پرواز کا

بندش الفاظ جڑنے سے نگون کے کم نہین
شاعری بھی کام ہے آتش مرصع ساز کا

یہ غزل جو برمحل گائی گئی اہل محفل خوش ہوگئے عاشق و معشوق مین بوس و کنار ہونے لگا افتتاح نے کہا اے محسن اب تم جاؤ مین ایسا سحر تمھارے ساتھ کردون کہ لشکر طلسم کشا غارت ہوجاے محسن نے کہا اے افتتاح اُس سرزمین پر جاکر وہ انقلاب دیکھا کہ اپنے بیگانے ہوگئے افتتاح نے جھولی سے ایک طائر نکالکر دیا کہا اے محسن یہ طائر مین چھوڑتا ہون جسقدر سرداران طلسم کشا ہین یہ سبکو تمھارے پاس پہونچا دیگا تم لیکر خدمت نسترن مین جاؤ کہ نسترن تمسے رکھتی ہو ہم لوگ ہمیشہ ملکہ نسترن کی سلطنت کا انتظام کرتے رہے اگر ہمارا قدم درمیان مین نہ ہوتا اجتک یہ طلسم کا زور نہ ہوتا کس کس نے نہین ارادہ کیا کہ طلسم ہفت پیکر پر قبضہ کرے جب ہم تک وہ پہونچا ہمنے اختتام کردیا کسی ساحر نے ہمارے ملک مین آکر پاؤن نہین ڈالا اور ہم اپنے مقام سے نہین بڑھے یہین سے انتظام کردیا لہذا تم فوج لیکر جاؤ جاکر مقابلے مین اُترو یہ طائر جو آڑ گیا ہی تمکو زبان نہ ہلانا پڑیگا یہی طائر سب

انتظام کریگا بس تم اتنا کرو کہ مقابلے مین جا کر آخر وہ ہر روز ایک سردار تمھارے پاس آئیگا۔
محن جادو اپنے مقام سے اُٹھی ساٹھ ہزار ساحران کار آزمودہ ان زن و شوہر نے ساتھ
کر دیے محن لیکر اس فوج کو چلی یہان طلسم کشا جو اس جنگ مذکور سے پلٹے ہلال انجم پیشانی
کہ دیوانہ شریر مردم در پر عاشق ہوئی ہو زخمی ہو کر آئی ہو طلسم کشا نے ہلال کو شفاخانے مین
بھیجا صبح کو دیوانہ تنہا ہوا سامنے رستم کے آیا کہا کیون آقاے نامدار میری نزرک کو کیا کیا
مین نے رات تڑپ تڑپ کے کاٹی غلام کا عجیب حال ہو سب سردار ہنسنے لگے دیوانہ شرمندہ
ہوا سر جھکا کر کہا صاف صاف فرمائیے اگر میری نزرک نہ آئی ہو تو مین باغ لستران جاؤن
اپنی معشوقہ کو لاؤن دیکھون تو کون روکتا ہو ملکہ شہرت نے کہا تمھاری معشوقہ کو ہم ساتھ
لائے مگر انتہا کی زخمی تھی اُسکو شفاخانے مین بھیجا ہو علاج اُسکا ہو رہا ہو جب صحت
پائیگی تمھارے پاس آئیگی دیوانہ بیتاب و بیقرار ہو کر طرف شفاخانے کے چلا شفاخانے
مین جو پہونچا دیکھا جراحون نے زخم کھولے ہین پٹیان چڑھا رہے ہین اسنے چوبدست جراح
پر ماری جراح پر اٹھا ہو کر رہگیا اور جراح اُٹھکر بھاگے دیوانے نے ہلال کو اُٹھا لیا
کاندھے پر سوار کیا ہلال چیختی ہے ارے دیوانے مجھے کہان لیے جاتا ہو اور کبھی اسکے
حرکات پر ہنستی ہو دیوانہ لیکر اُسے دربار مین آیا کہا آقاے نامدار میری نزرک تو بڑی مصیبت
مین تھی مین نے ایک جراح کو مار ڈالا معشوقہ کو اپنی لے آیا رستم اپنے مقام سے اُٹھے کہا ہلال
کو کاندھے سے اُتار دیوانے نے کہا میری معشوقہ کو ہاتھ نہ لگائیے گا کبھی مین بھی آپ کی
نزرک کو چھوتا ہون رستم نے گھُرکا کہا آقا کیون بگڑتے ہو رستم نے دیوانے کے کان پکڑے
کہا ارے یہ زخمی ہے دو دن مین صحت پائیگی تب تیرے پاس آئیگی ایسا نہ ہو اُسکے زخم
بگڑ جائین۔ کان جو رستم نے پکڑے دیوانہ ناچار ہوا کاندھے سے ہلال کو اُتارا کہا لیجیے
آقا اب آپ نے میری معشوقہ کو چھین لیا اب آپ کو اختیار ہو مین اسپر نگاہ ڈالونگا رستم
نے کہا تیری معشوقہ تجھکو مبارک ہو علاج کر کے تجھکو دی جائیگی اسوقت دربار مین ایک عجب
ہنگامہ ہو سمک عیار قاصد بیرون بارگاہ کھڑا ہو کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی محن ساٹھ ہزار
ساحرون سے آکر پہونچی ہلال انجم پیشانی بارگاہ مین کھڑی تھی حیران ہے کہ کیا کرون

رستم نے کہا ای ہلال شفاخانے مین جاؤ زخمون کو بندھواؤ ہلال بارگاہ سے نکلی کہ ایک طائر
آسمان سے پیدا ہوا سر پر ہلال کے آکر چیخ مارا ہلال کی آنکھیں سرخ ہوگئیں کنیزون سے
کہا ہٹ جاؤ مین شفاخانے مین نہ جاؤنگی محن جادو میرے افسر کی سردار فوج لیکر آئی ہی
مین جاکر اسکی شریک ہون تم لوگ سب دشمن ہو یہ کہکے طرف لشکر محن کے چلی بلند ہوا
کہ ہلال انجم پیشانی پاس محن کے جاتی ہی رستم باہر نکل آئے دیکھا ہلال مبہوت آنکھیں سرخ
چہرہ گلنار اسی پر بگڑی ہی کہ پاس محن جادو کے جاؤنگی رستم نے قریب آکر کہا کہ اے
ہلال ہمسے کیا برائی دیکھی جو ہمارا ساتھ چھوڑتی ہو لوح کا عکس جو ہلال پر پڑا قدمون پر
گر پڑی کہا مین کنیز سرکاری ہون میری کیا مجال کہ جو کہین مین جاؤن محن کا ہمیشہ ساتھ رہا
اسکو دیکھکر ایک ولولہ ہوا تھا کہ پاس اسکے جاؤن اب حضور کو دیکھکر ہوش آگیا سب
سردار اسی مقام پر آکے جمع ہوگئے آفتاب نے کہا حضور ہلال پر سحر ہوا تھا اسی جوش
مین یہ جاتی تھی اب لوح کا عکس پڑا اسکے ہوش درست ہوے محن کسی وجہ سے آئی ہی
یہ کہکر آفتاب طرف اپنی بارگاہ کے چلا کہ اسی طائر نے آکر گرد سر آفتاب چیخ مارا یا تو
طرف اپنی بارگاہ کے جاتا تھا یا اسی مقام پر ٹھہر گیا کہا مین براے ملاقات محن جاؤنگا
یہ کہکے چلا ہرچند طلسم کشا نے پکارا آفتاب نے پلٹ کے جواب نہ دیا دوڑا ہوا لشکر مین
محن کے پہونچا جاکر محن کو سلام کیا محن نے کہا ای آفتاب مزاج کیسا ہی آفتاب نے
کہا تمھارے پاس اسواسطے آئے ہین کہ ملکہ نسترن سے ہماری صفائی کرادو ہمین بیرستی
طلسم کشا نے قید کیا ہی ہم مجبور ونا چار تھے اسوقت مہلت پائی محن نے اشارہ کیا
زبان مین اپنی سوزن دو آفتاب نے اپنے ہاتھ سے زبان مین سوزن دی ہتھکڑیان
بیڑیان پہنین محن نے آفتاب کو قیدخانے مین بھیجدیا ہلال جب شفاخانے مین پہونچی
جراحون نے پھر پٹیان چڑھائین بیٹھے بیٹھے اپنے مقام سے اٹھی یہی کہتی ہی کہ مین پاس محن کے
جاؤنگی وہ ملکہ نسترن سے صفائی کرادیگی ورنہ بڑی خرابی ہوگی یہ کہکے اٹھی ہرچند جراحون
نے روکا ہلال نے پر پرواز پیدا کیے اور پاس محن کے پہونچی جاکر سلام کیا مثل آفتاب
کے یہ بھی قید ہوئی ملکہ ماہی سحر اپنی بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ وہی طائر آکے پہونچا گرد سر کے

چرخ مارا ماہی سحر یہ کہکے اُٹھی کہ نسترن سے صفائی کرنا ضرور ہو محن جادو صفائی کرادیگی اپنی بارگاہ سے اُٹھکر چلی نہنگ بحری یہ کہکر دوڑی کہ حضور مجھے تو ساتھ لیجیے مین تو آپ کے ساتھ ہون ماہی سحر نے کہا بہوا میرے ساتھ آؤ پاس نسترن کے پہونچ جائینگے دونون ساحرہ جادو جادو مین لشکر سے نکل گئین پاس محن کے پہونچین محن نے آفتاب و ہلال کے مثل انکو بھی قید کیا سمک نے یہ سب خبرین طلسم کشا کو پہونچائین کہ حضور چار سردار جاکر محن کے لشکر مین قید ہوے اپنے ہاتھ سے زبان مین سوزن دی فوہتکڑیان بیڑیان پہنین محن نے قید خانے مین بھیجا یار ستم یہ خبر وحشت اثر سنکر نہایت پریشان ہوے فرمایا ای سمک سردارون پر زوال آنے لگا کہ دربار مین شہرت جادو بیٹھی ہے کہا حضور نہ گھبرائین یقین ہو وہ طائر مجھکو بھی لینے آئیگا جسوقت گرد میرے آکے چرخ ماریگا دیکھیے کسطور سے گرفتار کرتی ہون یہ کہکے شہرت اپنے مقام سے اُٹھی طرف اپنی بارگاہ کے چلی جیسے ہی قریب پہونچی دیکھا وہ طائر اُڑتا ہوا آتا ہی جب طائر سامنے نمایان ہوا شہرت نے للکارا او بے حیا مین نے پہچانا میرے قریب نہ آنا بہت پچتائیگا اُس طائر نے چاہا کہ گرد شہرت کے چرخ مارون شہرت نے سحر کیا کہ وہ طائر ایک نخل پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا منقار کھول کر پکارتا تھا کہ ای ملکۂ شہرت آگاہ ہو

نظم

کوچۂ یار مین چلیے تو غزل خوان چلیے
بلبل مست کی صورت سے گلستان چلیے

دن کو ملتا نہین وہ ماہ نہین تو کہتا
رات بھر کے لیے گھر مین مرے مہمان چلیے

پانؤن مین تا رہے رفتار کی طاقت باقی
پیچھے پیچھے ترے ای عمر گریزان چلیے

زلف مین لعل لب یار کا مشتاق ہے دل
ہند سے کوچ جو کیجے تو بدخشان چلیے

شوق صحرا کا جو ہوتا ہے تو کہتا ہے جنون
تیغ کی طرح سے میدان مین عُریان چلیے

دم فنا کیجیے اپنا نفس سرد کے ساتھ
ٹھنڈے ٹھنڈے طرف گور غریبان چلیے

ہاتھ سے ہاتھ چُھڑا کر وہ گئے ہین جب سے
قصد رہتا ہی یہی پانؤن کا اب وان چلیے

رہنما جوش جنون ہوگا بہار گل مین
طوق و زنجیر پہن لیجیے زندان چلیے

زلف کے سودے مین اک سیر کی ہمنے آتش
بس بہت دیکھ چکے خواب پریشان چلیے

ملکہ شہرت طرف طائر کے دیکھ رہی ہین جون جون اشعار سنتی ہین آنکھیں سُرخ ہوئی جاتی ہین نصف اشعار طائر نے پڑھے تھے کہ یکایک شہرت کو ولولہ ہوا جھولی پر ہاتھ ڈالا اور پلٹ کر کنیزون سے کہا طلسم کشا کو خبر کرو کنیزون نے جا کر طلسم کشا سے خبر کی طلسم کشا دوڑے ہوے آئے دیکھا کہ شہرت نے بڑے عرصے مین جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پرچہ کاغذ کا نکالا طلسم کشا کے جمال کو دیکھکر قلب کو قوت ہوئی روح کو راحت ہوئی کاغذ کا ایک جانور کاٹا اُسے ہوا پر اُڑا دیا طلسم کشا بھی دیکھ رہے ہین کہ وہ پرچہ کاغذ کا ہوا پر جا کر غائب ہوا ایک باز سفید ہوا سے اُڑتا ہوا آیا طرف طائر کے وہ باز چلا تھا کہ وہ طائر اُڑکر بھاگا باز نے دور تک پیچھا کیا وہ یہی چاہتا تھا کہ باز نہ آوے اس طائر کو پکڑکر چیر ڈالون جب تڑپ کر آسمان پر پہونچا آسمان سے ایک برق گری کہ اُسنے باز کو جلا دیا رستم نے شہرت کی بڑی تعریف کی شہرت نے کہا اے شہریار آپکے گلے مین لوح تھی آپ کا جمال دیکھکر قلب مین قوت آئی کہ مین نے یہ سحر کیا اگر آسمان پر جا کر اُسپر سحر ہوا وہ جلکر خاک ہوگیا لیکن حضور کو اسکا خیال رہے جسوقت یہ طائر میرے قریب آئے حضور اپنے کو پہونچائین آپ کے جمال جہان آرا کو دیکھکر قلب مین قوت آتی ہی اگر حضور لوح حاصل کرکے نہ آتے تو اس طلسم مین وہ ساحر ہین کہ حضور کا جمنا و تھمنا مشکل ہوتا رستم نے اقرار کیا اور سماک پر تاکید کی کہ ملکہ شہرت کا خیال رہے سماک نے کہا غلام آج خبر لیتا ہی یہ کہکے بارگاہ محن مین آیا دیکھا محن جادو اکیلی بارگاہ مین بیٹھی ہی کہ ایک آواز آئی ہم بھی آئین محن نے کہا تشریف لائیے سماک ایک ستون کی آڑ مین کھڑا دیکھ رہا ہی کہ پہلوے بارگاہ سے ایک ساحر مہیب ہنستا ہوا سامنے محن کے آیا محن نے کہا اے طیران جادو ملکہ شہرت کو نہ لائے طیران نے کہا اے ملکہ عالم مین گیا اور شہرت مبہوت ہو چکی تھی کہ اُسوقت طلسم کشا آگئے طلسم کشا کو دیکھکر شہرت دلیر ہوئی باز سحر کا اُسنے سحر کیا مین نے بلندی پر جا کر اُسپر برق گرائی جلا کر خاک سیاہ کیا لیکن اب پھر فکر مین جاتا ہون یہ کہکے وہ ساحر بہ شکل طائر بلند ہوا سماک بارگاہ سے نکلا جو صورت منظور ہوئی وہ صورت بنکر ایک نخل کے سایے مین بیٹھا سر جھکا کر یہ اشعار عبرت آثار گانے لگا

نظم

چلتے ہین ناز سے جو وہ رفتار آفتاب	پانون کو پوجتے ہین پرستار آفتاب

منھ پہ نقاب ڈالا ہے جب سے کہ یار نے / آنکھون مین اپنی بناہی بازار آفتاب

پی کر شراب مست جو رہتے ہین نشہ سے / وہ لوٹتے ہین دولت سرکار آفتاب

حسن و جمال یار کا اللہ رے فروغ / آتے ہین سجدہ کرنے پرستار آفتاب

اُس طفل مہ جبین نے جو رکھی کلاہ کج / پیر فلک نے پھینک دی دستار آفتاب

زیر زمین ہے گاہ گہے آسمان پر / عقل علیم ہے یہی رفتار آفتاب

البتہ روے یار کا ہمکو ہوا اشتباہ / لب لعل کسے دکھائے جو رخسار آفتاب

بٹھلا دیئے نہ دھوپ مین ہوکر خفا مجھے / مجرم ہون آپ کا نہ گنہگار آفتاب

چلکر چمن مین پختہ کر دو میوہ ہاے خام / ظاہر ہین رخ سے آپ کے آثار آفتاب

پیدا ہوا ہون عشق رخ یار کے لیے / دیکھا ہے آنکھ کھول کے دیدار آفتاب

سیر جہان کیا کرے دن کو غرض نہین / شب کو ہمارے گھر مین ہوا اقرار آفتاب

پہ تھے فلک سے کم نہین ستون کو میکدہ / ہے آفتاب ساغر سرشار آفتاب

ایسا کھرا ہے سکہ ترے داغ عشق کا / کھوٹا ہے جسکے سامنے دینار آفتاب

رخسار دلفریب ہو نظارہ کے لیے / خواہان ماہ ہون نہ طلبگار آفتاب

اندھیرا اپنی آنکھون مین آتش ہے روشنی / بے روے یار داغ ہے رخسار آفتاب

ان اشعار کی آواز جو کان مین طیران کے آئی بیقرار ہوگیا درخت پر بیٹھا پاؤن مین رشتہ محبت بندھ گیا جھانک کر دیکھا کہ کوئی مرد یا عورت ہے لیکن آواز سے عورت ثابت ہوتی ہے پلنگ پوش اوڑھے ہوے بیخ نخل مین سر ڈالے ہوے بیٹھی ہے اُسی اپنی بیقراری مین اشعار مذکور گا رہی ہے یا دل تردد منزل بہلا رہی ہے بہ صورت اصلی ہوکر درخت سے اُترا ٹہلتا ہوا قریب آیا پلنگ پوش چہرے سے ہٹایا معلوم ہوا کہ زیر لکۂ ابر ماہ تابان مخفی تھا ظاہر ہوگیا حیران جمال محو دیدار ہوا کہا اے نازنین اس صحراے ہول خیز مین تجھ ایسی مہ جبین کا کیا کام ہے صاف بتاؤ کہ تمھارا کیا نام ہے اُس نازنین نے سر جھکا کر کہا مجھ برگشتہ بخت کا حال نہ پوچھو آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار اس صحرا مین آ پھنسی باپ میرا تاجر جلیل تھا وہ مجھکو ساتھ لیے ہوے جاتا تھا مال وافر کارندے معتبر ناگاہ شب کو قزاق آپڑے

کارندے مارے گئے یا واجبان گرفتار ہوے مال سب لٹ گیا مین بدنصیب آوارہ ہوکر بارگاہ
سے نکلی آج تین دن ہوے کہ بے آب و دانہ اس جنگل مین پڑی ہون شیر بھیڑیے نے بھی مجھکو
نہ پوچھا ای شخص تیرا بڑا احسان ہوکہ تلوار سے مجھکو قتل کرڈال کہ مین اس کشاکش سے چھوٹ
طیران نے آواز دی ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی ہو سکتا ہی کہ تجھ ایسی محبوبہ کو
قتل کرون جان کو تیرے قدمون پر نثار کرون تمھاری آواز نے دل کو مشبک کیا ذرا انھین
اشعار کو پھر تو سناؤ اُس مہ جبین نے بیٹھے طیران کے پکڑ لیے کہا او دیوانے اس نگاہ
سے دیکھتا ہی کہ کھائے لیتا ہی میرے سر مین درد ہونے لگا نگاہ ہی کہ تیر دلدوز طیران منتین
کرنے لگا جب چاہتا ہی کہ پوچھون یا کچھ کلام محبت آمیز کرون وہ نازنین کہتی ہی ای شخص میرے
پاس سے جا مجھے ہاتھ نہ لگا میرا خون گھٹا جاتا ہی تیرے تیور سے دل بھرا تا ہی طیران منتین
کرنے لگا اور ہاتھ جوڑنے لگا کہ اُس نازنین نے پلنگ پوش اوڑھکر منھ بند کیا صاف ثابت
ہوتا تھا کہ کوئی شے پی کر منھ کھولا طیران نے کہا کیون ملکۂ عالم کیا شے پی اُس نازنین نے
بغل سے گلابی نکالی کہا یہ آرام روح ہی اسی کی وجہ سے زندہ رہی طیران نے کہا ہم بھی ایک
قطرہ پیین مٹکے شراب کے منگوا دونگا کہ آٹھ پہر پیا کرو اُس نازنین نے کہا صاحب مین اسمین
سے نہ دونگی میری زندگی کا باعث ہی جب درد و غم و الم سے گھبراتی ہون تو چند قطرے پی لیتی
ہون جان کو آرام ملتا ہی ای طیران اسکے لینے مین دخل نہ دے مجھ بدنصیب کو کہان ممکن ہوگی
تمتو مٹکے منگاوگے مین کمبخت کہان سے لاؤنگی طیران نے کہا ای جان من یہ سامنے جو
لشکر معلوم ہوتا ہی مین اسکا مالک ہون اگر حکم دون تو مٹکے کے مٹکے شراب کے چلے آئین
نازنین نے کہا تمھاری حکومت کا کیا باعث ہی طیران نے جواب دیا کہ ملک افتتاح کا مین
بھیجا ہوا ہون چند سرداران اسلام کو قید کرا دیا شہرت جادو نہایت ساحرہ زبردست
ہی وہ ہر وقت اسی خیال مین رہتی ہی اسوجہ سے سحر نمین جمتا طلسم کشا نے بڑے بڑے
خاندان مین دھبا لگا دیا نام مسلمانان سنکر وہ نازنین کوسنے لگی کہتی تھی انھین مسلمانون
مین کے لوگ تھے جو لوٹنے آئے تھے ایک انمین یہی کہتا تھا کہ رستم کو خبر کرو طیران کو
بڑی حیرت ہوئی کہ مسلمان قزاقی بھی کرتے ہین نازنین نے پتے دیے کہ ایک جوان اس

قد و قامت کا تھا اور ایک شخص دیوانہ مزاج مجھکو دیکھکر دوڑا تھا آب شراب کے لیے تکرار
ہونے لگی نازنین تو کہتی ہے مین نہ دونگی طیران کہتا ہے مین چند قطرے پیونگا آخر اُس
نازنین نے گلابی بغل سے نکالکر سامنے رکھدی کہا لو صاحب تمھین اختیار ہے اگر پہر دوپہر
مجھکو نہ ملتی ہوگی تو میرا دم نکلجائیگا طیران نے کہا مین ابھی گلابی بھرلا دونگا پہر دوپہر نہ ملنا
ہونا کیا معنی بتلے لا کے رکھا ہون میخانہ سپرد کرون نازنین نے کہا تم منھ کھولو مین چند
قطرے تمھارے منھ مین انڈیل دون طیران منھ کھولکر بیٹھا نازنین نے گلابی اُٹھائی
مگر طیران کو شک ہوا کہ شاید یہ کوئی عیار ہو اُسنے سحر کر دیا اب جو نازنین نے چاہا ساری شراب
منھ مین اُنڈیل دون گلابی ٹوٹ گئی شراب شعلہ بنکر اُڑی منھ مین اسکے نہ گئی جب تو طیران
نے کہا اری تو کون ہے سمک سمجھ گیا کہ اسنے سحر کیا خنجر گھسیٹ کر نعرہ کیا چاہا کہ چھاتی پر
چڑھ بیٹھون طیران نے ایک دو ہتھڑ مارا کہ سمک زمین پر گرا رنگ و روغن چہرے سے
اُڑ گیا طیران نے کہا ارے مین جانتا تھا کہ سرداران اسلام قید ہوے ہین عیار طلسم کشا
ضرور فکر کریگا یہ کہکے سمک کو کھینچتا ہوا لیچلا سمک چار جانب دیکھتا ہے جنگل کا سناٹا
کہین انسان کا نام نہین کہ ایک طرف سے آواز آئی اے ساحر کس لیے جاتا ہے ذرا ہمسے ملاقات
کرلے طیران نے پلٹ کے دیکھا ایک ساحر جست و خیز کرتا ہوا پکارتا ہوا آتا ہے کہ ارے
ٹھہر جا کیا خداوند ہفت پیکر کی کرامات ہے بیٹھے بیٹھے اپنے مقام پر فرمایا عیار ستم طیران
کو مارا چاہتا ہے جلد اپنے کو پہونچا وہ تدبیر خداوند کی تھی کہ شراب تجھکو نہ پینے دی منسم
خیال جادو فرستادہ خداوند ہفت پیکر طیران ٹھہر گیا وہ ساحر جست کر کے قریب آیا
ایک نامہ ہاتھ مین دیا طیران نے سر نامے پر مہر ہفت پیکر کی پائی جس مین لکھا ہے خداوند کو
ہر وقت فکر رہتی ہے کہ عین وقت پر ساحر کو بھیجا یہی کوئی عیار نہ ہو نامے کو دیکھتا جاتا ہو اور
چاہتا ہے کہ سجدہ کرون باتین کرتے کرتے طیران نے سحر کیا نامہ دار کے پاؤن زمین نے تھام
لیے ساحر نے کہا اے طیران مجھپر سحر کرتا ہے اگر دفعیہ کرونگا تو جلکر خاک ہو جاؤ گے ایک عیار
پر سحر کے سب کو عیار جانتے ہو طیران نے منھ پر ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن عیاری
کا چہرے سے اُڑ گیا دیکھا ایک عیار طرار نہایت گورا قوم کا فرنگی ہے طیران نے کہا

تو کون ہی عیار نے کہا مین نام نہ بتاؤنگا باعث یہ ہوا کہ نقابدار مرصع پوش اس صحرا مین
واسطے شکار کے آیا تھا شام جو ہوگئی ساتھ والون سے کہا اسی مقام پر اُترپڑو عیار نقابدار
مہتر برق ثانی یہ بھلا کب سوتے ہین رات کو واسطے سیر کے جنگل مین نکلے سمک کو جو دیکھا
کہ گرفتار ہوا دوڑ پڑے سمک بھی اسکو دیکھکر حیران ہو جی مین کہتا ہو کہ بالکل یہ صورت تو مجھکو
برق فرنگی کی معلوم ہوتی ہو مگر بہ نگاہ غور جب دیکھا تو سمجھ گیا کہ برق فرنگی نہین ہے مگر
ہمشبیہ برق ہی کچھ کچھ صورت مین فرق ہو کمسن مگر بڑا تیز و طرار ہو سمک کو بڑا افسوس ہوا
طیران دونون کو گرفتار کرکے لیچلا محن جادو کہ ہر وقت انتظار مین رہتی ہو بارگاہ مین بیٹھی
تھی کہ ہرکارون نے آکر خبر پہونچائی کہ طیران جادو دو عیارون کو گرفتار کرکے لاتا ہی
عیارون کا نام سُنکر محن باہر نکل آئی سمک کو تو پہچانا کہ عیار طلسم کشا ہو پوچھا اے طیران
یہ انگریز کون ہو طیران نے کہا مین نے لاکھ پوچھا لیکن یہ نام نہین بتاتا محن نے کہا
جلادون کو بلاؤ ساحر دوڑے وارین استاد کین جلاد آئے ایک نے برق ثانی کو پکڑ لیا اور
ایک نے سمک کو لیا زیر تیغ بٹھایا مگر نقابدار مرصع پوش جو صبح کو اُٹھا رفیقون سے پوچھا
ہمارا یار وفادار عیار کہان ہو ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی ای شہریار استاد
رات کو برائے سیر نکلے تھے سمک کو جو گرفتار دیکھا عیاری کی پکڑے گئے اب لشکر محن مین
تیاری میدان ہونی کی ہو رہی ہو چارون سرداران طلسم کشا بھی بلائے گئے آفتاب و ہلال
و ماہی سحر و نہنگ بحری سب زیر تیغ بیٹھے ہین یہ سُنکر نقابدار نے کہا گھوڑا لاؤ پشت
مرکب پر سوار ہوا چند بھیلیے قراول ساتھ ہین واسطے شکار کے آیا تھا کل دو سو سوار ہین
مگر نقابدار کو انتہا کا غصہ ہو کہتا ہو کہ عیار ہمارا قتل ہو اور ہم تماشہ دیکھین اُسوقت پر
نقابدار پہونچا کہ ان سب کو دار پر کھینچا ہو تیر و کمان لیکر طیران و محن کھڑے ہوے ہین
حکم ہو کہ بارہ ہزار تیرانداز بلاؤ تیرانداز آتے جاتے ہین کہ نعرۂ نقابدار کی صدا آئی پلٹکر
طیران نے دیکھا ایک نقابدار مرصع پوش تیغۂ برق تاب ہاتھ مین کھینچا ہوا دو سو سوارون
سے قتل کرتا ہوا آتا ہو محن نے دیکھکر آواز دی کہ اے طیران ان مسلمانون کے مددگار تو جابجا
موجود ہین یہ گورا عیار اسی کا ہو طیران نے کہا مین اسکو بھی گرفتار کرتا ہون طلسم کشا یہ سب

لوح کے بچ جاتا ہی یہ کس بھروسے پر بچیگا جیسے ہی نقابدار لڑتا ہوا سامنے پہونچا ساتھ کے
سوار تیراندازی کر رہے ہین جب دوسری تیر چلے دوسی ساحران خطاکار گھوڑون سے گرے
تڑپ کر واصل جہنم ہوئے کئی ہزار جوان ان دوسی نے مارے برق ثانی چاہتا ہے کہ
کسی طرح میرا ہاتھ کھلے تو بھاگ جاؤن نقابدار طرف اپنے عیار کے آتا ہی کہ طیران نے ایک
گولہ مارا کہ مرکب نقابدار کا بدلگامی کرنے لگا لیے لیے دوڑا دوڑا پھرتا ہی نقابدار جدھر قصد
کرتا ہی اودھر نہین جاتا ساتھ والے گھوڑون سے گرے دوبارہ جو طیران نے سحر کیا گھوڑے
نے نقابدار کے جست کی مرکب کو معلوم ہوتا تھا کہ زمین مین انگارے بچھے ہین تڑپ کے
جست جو کی نقابدار گھوڑے سے گرا تلوار چھوٹ کر الگ گری محن نے کہا نقابدار کے
چہرے سے نقاب ہٹاؤ اور دریافت کرو کہ یہ کون ہی ملازمان محن جو طرف نقابدار کے
چلے نقابدار نے للکارا خبردار میرے قریب نہ آنا نقاب چہرے سے نہ ہٹانا تمھین ہمارے
نام ونشان سے کیا کام ہی ہم طلسم کشا کے مددگار رہین جہان کہین ساحرون کو پائین گے
قتل کرینگے زندہ نہ چھوڑین گے تمھارے دشمن ہین ہماری صورت نہ دیکھنا اس تیور
سے نقابدار نے کہا کہ کئی سو ملازمان محن چلے تھے مگر ٹھٹھر کر رک گئے کوئی قریب نہین آتا
ہرچند محن وطیران غل مچاتے ہین ساحر کہتے ہین قریب نقابدار کے نہ جاؤ جو پاس
جائیگا نقابدار گردن مروڑ دیگا دیکھو کیسا شیر نر ہی للکارنے سے اسکے ہاتھ پاؤن مین
رعشہ آتا ہی کلیجہ تھراتا ہی مگر آفتاب وماہی سحر و نہنگ بحری وہلال تہ دل سے دعا
مانگ رہے ہین پکار رہے ہین ای خالق بحر و بر وای رب اکبر اس بہادر کو بچالے ہم لوگ
مارے جائین مگر نقابدار پر حرف نہ آئے رباعی - شاہا ز کرم بر من درویش نگر
بر حال من خستہ و دلریش نگر ✢ ہرچند نیم لائق بخشایش تو ✢ بر من منگر بر کرم خویش نگر ✢
بیقرار ہو کہ جو دعا کی تیر دعا انکا ہدف مراد پر پہونچا آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی
قضائے کار نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید سایہ فگن رہتا ہی پردۂ دنیا سے
پلٹا ہوا طرف پردۂ قاف کے جاتا ہی کئی لاکھ نرہ دیو ہمراہ سائبان زربفتی سر پر
نقابدار کے کھنچا ہوا تخت زبرجدی پر سوار مرکب سہ چشمی بھی اسی تخت پر پشت پر عیار

طرار قطورے لگائے ہوئے کمند ین بازوون پر عیار کی نگاہ پڑی عیار نے سمک کو پہچانا
دست بستہ عرض کی چند مسلمانان قتل ہوا چاہتے ہین پروردگار کو پکار رہے ہین نقابدار کی
نگاہ جو نقابدار مرصع پوش پر پڑی خون قرابت نے جوش مارا بیقرار ہوکر دیوزادون سے
اشارہ کیا کہ تم تو سب ہٹو دیوزاد بیرقین چمکاتے ہوے طرف صحرا کے نکل گئے نقابدار
گھوڑے پر سوار ہوا بارہ ہزار جوان جہلمہ پوش تلوار کھینچے پشت پر نقابدار کے اور پر سر
نقابدار وہی باز سفید سایہ فگن ہو نقابدار زمین پر آیا پکار کر اسم اعظم پڑھنے لگا جسوقت
اسم اعظم پڑھا سحر ساحرون کا اُلٹا ہوگیا جنے سحر کیا وہ گوشت بوٹیاں اُلٹے پلٹے اُنھین کے
سینون پر پڑے توڑکر پشت کو پار گذرے نقابدار لڑتا ہوا اول قریب مرصع پوش کے
آیا شانہ مقام کر اسم اعظم پڑھا جسم مین نقابدار مرصع پوش کے طاقت آئی گھوڑے پر
سوار کیا نقابدار مرصع پوش لڑتا ہوا قریب اپنے عیار کے پہونچا طیران جادو نے کیسے
کیسے گولے نقابدار زرین پوش پر مارے جو گولہ مارا باز سفید سینہ سپر کرد یتا ہو کسی گولے
پر پنجہ مار دیا کسی گولے پر منقار گولہ پھٹ کر اُسی مقام پر گر پڑتا ہی محسن نے کہا ای طیران
نکل چلو اس نقابدار پر سحر تاثیر نہین کرتا اور باز سفید کیا بلا ہو کہ گولہ پھٹ جاتا ہی اب
ٹھہرنا مناسب نہین طیران نے غلطک ماری اُسی طائر کی شکل بنکر چاہا کہ نکل جاؤن باز سفید
نے جو دور سے دیکھا کہ طیران اُڑتا ہوا جاتا ہو جھپٹ کے ایک پنجہ مارا پر نوچ کے پھینک
دیے طائر نے منقار کھولی باز سفید نے دونون آنکھون پر دونون پنجے رکھدیے آنکھیں
نکالکر پھینک دین طیران کی آنکھون سے دریاے خون جاری باز سفید نے منقار سے
سر پکڑا دونون پنجے پنجون سے پکڑ کر دبا دبا کے چیر ڈالا مرنے سے طیران کے اندھیرا ہوگیا
آواز آئی کشتی مرا نام من طیران جادو بود محسن نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرا گئی گرفتار
رنج و محن ہوگئی نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش لڑتا ہوا ساحرون کو قتل
کرتا ہوا قریب محسن کے پہونچا محسن نے نقابدار پر آگ برسائی تلوارین گرائین خنجر
برسائے لیکن نقابدار پر تاثیر نہ ہوئی نقابدار بآواز بلند اسم اعظم پڑھ رہا ہو اُدھر
عیار نقابدار جست و خیز کرتا ہوا قریب سمک کے آیا قید سمک کی کاٹی چپکے سے کہا

یہ احسان یاد رکھنا سمک چھوٹتے ہی بھاگا چاروں سرداروں کو نقابدار زرین پوش
نے رہا کیا آفتاب نے چھوٹتے ہی وہ سحر کیا کہ زمین کا ہنی وہ گرمی پیدا ہوئی کہ بھیجے پگھلنے
لگے نخل حدت سے جلنے لگے ماہی سحر چھوٹتے ہی غرق زمین ہوئی جا بجا زمین شق ہوئی
پانی اُبلنے لگا کہ ہزار ہا ڈوب گئے ہلال آسمان پر جا کے چمکی خنجر کرنے لگی کسی کا سر اُڑ گیا
کسی کا ہاتھ کٹا رستم اپنی بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ سمک گھبرایا ہوا آیا عرض کی اے شہریار معرکہ
عظیم پڑا غلام قتل ہو گیا ہوتا اپنا عیاری کرنا اور گرفتار ہونا عیار نقابدار مرصع پوش کا
آکر مدد کرنا اور پھنسنا ساماں قتل ہونا اور نقابدار مرصع پوش کا آنا اور عاجز ہونا بعد اسکے
نقابدار زرین پوش کا پہونچنا بیان کر کے کہا حضور محن ابھی لڑ رہی ہے ساحر نقابدار کو گھیرے
ہوے ہین مگر کسیکا سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا نقابدار عجب صاحب شوکت ولیاقت ہے غلام کی
نگاہ سے ایسا بہادر نہین گذرا رستم نے کہا یہ کوئی جرأت نہین ہے کہ اسم اعظم دستیاب
ہوا اُسکے بھروسے پر ساحرون کو قتل کرتے ہین کچھ زور بازو دکھائیں سمک خاموش ہو گیا
جانتا ہے کہ یہ جاہل مزاج ہین مین جو کچھ کہونگا اور زیادہ بگڑینگے عرض کی کہ طیران قتل ہوا محن جادو
مصروف جنگ ہے رستم فوراً سوار ہوے عیوق وجاروق ساتھ ہوے رستم نے حکم دیا
کوئی ساحر ہمارے ساتھ نہ آئے ہمکو سحر و ساحری کے نام سے نفرت ہے سوار ہو کر چلے یہان
نقابدار نے گھیر کر محن کو بھی مارا ساحران باقی مطیع اسلام ہوے اب نقابدار بہ فتح پلٹا
چاروں سرداران رستم نقابدار زرین پوش کے ساتھ ہین دیوانہ شریر ہر دم درنے جو سنا
کہ آقا جاتے ہین جو بدست ہلاتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا چار سو دیوانون کو ساتھ لیکر ہمراہ
رستم ہوا تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا نقابدار زرین پوش کے خون کی چھینٹین جسم پر پڑی ہوئی
سردار چہار جانب سے گھیرے ہوے عیار جست کرتا ہوا ساتھ کمندین بازوون پر تو بڑا پتھر
کا لٹکتا ہوا رکاب پر اپنے آقا کی ہاتھ رکھے آتا ہے نقابدار آفتاب سے کہتا ہے آپ لوگ
اب جائین اور اپنے آقا سے ملین یہ مال جو لوٹ کا ہے تمھین لیتے جاؤ آفتاب نے مال
قبضہ کیا یہ بھی چلا بارگاہین خیمے چند اراوبن یہ خزانہ اس لطف سے آفتاب آتا ہے
زرین پوش نے کہا اے آفتاب رستم سے ہمارا اسلام کہنا اور کہنا کہ اے شیر بیشۂ جرأت

تم فرزندان صاحبقران مین نہایت پُر قوت ہو ہمسے تمسے امتحان ہو جاے بعد فتح
طلسم ہفت پیکر کوئی مقام قرار دیجیے لشکر لیکر اُس مقام پر آئیے مقابلہ ہو جاے صرف
امتحان منظور ہے آفتاب کہتا ہے مین عرض کرونگا کہ سامنے سے گرد اُڑی نقابدار نے
دیکھا رستم پیلتن آتے ہین لوح طلسمی گلے مین تیغۂ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ دیوانہ جست
و خیز کرتا ہوا زنجیرون کی جھنکار دیوانون کی للکار دیوانے نے جو ہلال کو آتے دیکھا نرزک نرزک
کہتا ہوا دوڑا دوڑکر ہلال کے گرد پھرنے لگا کہتا تھا کیون نرزک کہان تھی رستم نے
نقابدار سے صاحب سلامت کی کہ آفتاب نے بڑھکر وہ مال پیش کیا رستم نے کہا یہ مال
نقابدار کو دیدو ہم کیا اس مال کے محتاج ہین آفتاب نے پلٹ کر نقابدار کیطرف کہا نقابدار
کو بہت ناگوار ہوا کہا ای آفتاب اب ہم واپس نہ لین گے تمکو دیچکے آفتاب نے کہا
آقا خفا ہوتے ہین ہماری یہ مجال نہین کہ بدون حکم آقا کے نامدار مال لین نقابدار نے
بڑھکر کہا ای رستم برہم کیون ہو رہے ہو یہ مال تمھارا حصہ ہی اسمین کیا قصہ ہی رستم نے
کہا ہم کیا تمھارے مال کے محتاج ہین صدہا ساحر بہ عنایت پروردگار قتل کیے دو ساحر تمکو
مارکر آپ کو بڑا گھمنڈ ہی نقابدار نے کہا مین صاحبقران سے مدت سے تقاضا کر رہا ہون
کہ مجھسے امتحان لیجیے جو آپ کے فرزندون مین مثل آپ کے ہو اُس سے مقابلہ کرائیے مجھے
لحاظ ہی کہ صاحبقران سے ہم نبرد ہون اور طور سے امتحان ہو جاے اگر آپ کو منظور ہو
مجھسے مقابلہ کیجیے مگر وعدۂ حصول پابناے صاحبقرانی ہو جاے رستم نے کہا بسم اللہ
جسطرح آپ کو منظور ہو مین امتحان کو موجود ہون صرف یہ ایک دیوانہ جو میرا رفیق ہی پہلے
اس سے تو مقابلہ کیجیے نقابدار ہنس پڑا کہا ایسے دیوانے صدہا زیر کیے اور بیٹیون
مین چھوڑ دیے اسکی کیا حقیقت ہی دیوانہ شریر مردم در تو ہلال سے باتین کر رہا تھا
اسنے جو دور سے دیکھا کہ نقابدار ہمارے آقا سے کلام کر رہا ہی چوبدست گھماتا ہوا جھپٹا
قریب آکر کہا او نقابدار ہوشیار ہو جا آقا سے کلام نہ کر یہ کہکے چوبدست لگائی نقابدار نے
کلۂ چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا کہ چوبدست چھین کر پھینک دی دیوانے نے
دوڑکر چنگل مارا زرہ جسم نقابدار سے نوچ لیگیا نقابدار نے گردن پر ہاتھ رکھ کے

ایک ہکہ مارا کہ سر دیوانے کا زمین سے ملگیا دیوانے نے بمشکل سر اوٹھایا تیسرے بیچ پر
نقابدار نے دیوانے کو اوٹھایا ہاتھ پر پیچ دیکر کہا مارون زمین پر کہ استخوان چور چور ہوکر
رہجائین اب دیوانے نے منھ پھیلایا کہ نقابدار کو کاٹ کھاؤن نقابدار نے ایک طمانچہ مارا
دیوانے کو معلوم ہوا کہ سر اڑ گیا منتین کرنے لگا کہا ای نقابدار مین تجھسے نہین لڑتا نقابدار
نے چھوڑ دیا دیوانہ سر جھکا کر کھڑا ہوا رستم کو بہت ناگوار ہوا بڑھکر کہا ای نقابدار بہادر
اب آپ کو مین جانے نہ دونگا اسی مقام پر اُتر لیے طبل جنگی بجوائیے صبح کو میرے آپکے
امتحان ہوجاے تب حال کھلیگا نقابدار نے کہا اگر مین آپ کو زیر کرون تو بہانے
صاحبقرانی ملینگے رستم نے کہا قبلہ و کعبہ مجھکو خود زیر کر چکے ہین کوئی فرزندون مین ایسا
نہین ہی کہ جسکو امیر نے زیر نہ کیا ہو بس میرے زیر کرنے پر بالون کا ملنا ناممکن ہی مگر
مین آپ کو جانے نہ دونگا نقابدار بارہ ہزار سوارون سے اُسی مقام پر اُتر پڑا اب
بارگاہ زرنفتی استادہ ہوئی نقابدار داخل بارگاہ ہوا بازسفید قبہ بارگاہ پہ بیٹھا رستم بھی
آکر مقابلے مین اُترے ساحرون کو آگاہ کر دیا جاروق و عیوق و دیوانہ شہر پر مردم در
یہ سردار ساتھ ہین نقابدار نے بارگاہ مین جاکر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب
پڑی ہرکارون نے رستم کو خبر پہونچائی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا تیاریان ہونے لگین
سرداران رستم۔ رستم سے عرض کر رہے ہین ای شہریار حقیقت مین نقابدار نہایت زبردست
ہی زبانی عیارون کی معلوم ہوا کہ سالہا سال سے آتا ہی صاحبقران سے بھی گفتگو کر چکا۔
صاحبقران یہی فرماتے ہین کہ جب مزاج مین آئے مجھسے مقابلہ کیجیے آجتک تصفیہ نہین ہوا
حضور نے جو قصد کیا کچھ سمجھ لیا رستم نے کہا صاحبو کل سر میدان اسکی مشکین باندھ لونگا
غرور جو اسکے دماغ مین ہی نکالدونگا قبلہ و کعبہ کے مرتبے اعلیٰ ہین یہ بیچارہ کیا پانے لیگا
شب بھر یہی چرچا رہا کہ چار پہر رات گذر کر صاحبقران زرین پوش بصد شوکت و جوش
قلعۂ مغرب سے ظاہر ہوا تمام تاریکی شب دفع ہوئی لیلی شب دشت نجد مین پہونچی مجنون
روز بصد سوز رونق افروز ہوا نقابدار نماز سحر سے فراغت حاصل کرکے پشت مرکب
حبشی پر سوار ہوا بارہ ہزار جوانون کو ساتھ لیکر میدان مین آیا انتظار مین ہی کہ طلسم کشا

آئین تو مقابلہ ہو رستم سوار ہوے جاروق و عیوق کو ساتھ لیکر میدان کارزار مین آئے
صفین جمنے لگین میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ طرفین سے آراستہ ہوے
کہ نقابدار زرین پوش نے مرکب اپنا نکالا میدان کارزار مین آکر سلحشوری دکھانے لگا
پکار کر آوازدی ای رستم آئیے عیوق نے گینڈا اپنا بڑھایا رستم کے سامنے آکر قدموں سے
لپٹ گیا تلوار کھینچکر گلے پر رکھ لی کہا ای شہریار غلام کو اجازت دیجیے جاکر نقابدار سے
مقابلہ کرون آپ کے اقبال سے مشکین باندھون دوڑاتا ہوا خدمت مین لاؤن ناچار
ہوکر عیوق کو رستم نے اجازت دی چونکہ عیوق نے تلوار کھینچکر گلے پر اپنے رکھی تھی
اسوجہ سے رستم نے ناچار ہوکر اجازت میدان کی دی عیوق گینڈا جمکاکر سامنے
نقابدار کے آیا آپس مین تگاورزن ہوے تین قدم مرکب نقابدار چھ سات قدم
گینڈا عیوق کا پیچھے ہٹا نقابدار نے کہا ای عیوق اگر دل مین اپنے انصاف کرو
تو کمی زیادتی ظاہر ہوگئی عیوق نے کہا صبح کا وقت ہے گینڈا اکڑا یا ہوا تھا پیچھے ہٹ گیا
اب نیزہ اٹھائیے نقابدار نے کہا پیش قدمی ہمارا دستور نہین جب تیرے حربے
سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے عیوق نے نیزہ مارا نقابدار نے سنان
سے اپنے کو بچایا گلوگاہ پر نیزے کی ہاتھ ڈال دیا نیزہ توڑکر عیوق کا پھینکدیا عیوق
نے قبضے پر ہاتھ رکھا تیغۂ برق تاب کھینچا نقابدار پر ہاتھ مارا نقابدار نے سپر کو چہرے
کی پناہ کیا باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کہا ای عیوق بس زیادہ غصے کو کام نہ فرمائیے
عیوق نے نہ مانا نقابدار نے تلوار کو چھوڑا گھوڑے سے کود پڑا اور کہا کہ اب کشتی مین
مقابلہ کیجیے تو آپ کو حال کھلے عیوق غصے مین گینڈے سے کودا نقابدار سے لپٹا
دونون مین کشتی ہونے لگی نقابدار نے عیوق کو دہ وہ گھسے مارے کہ عیوق اپنی جان
سے تنگ مگر مصروف جنگ ہے زرہ پارہ پارہ پیشانی سے خون کا فوارہ نکل رہا ہے الجھ الجھ
کے لڑ رہا ہے نقابدار ہر مرتبہ عیوق کو ریلکر لے دوڑتا ہے عیوق ناچار پیچھے ہٹتا چلا جاتا ہے
دوپہر نقابدار سے عیوق لڑا جب زوال آفتاب ہوا زوال زور عیوق ہونے لگا دوپہر
ڈھلتے ڈھلتے نقابدار ایک مقام پر عیوق کو ریلکر لے دوڑا استرہ اٹھارہ قدم پر لاکر

ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے عیوق کے آشنا بہ زمین ہوے نقابدار نے گرز بخیر مین ہاتھ
ڈالا نعرۂ تکبیر کیا کہ زمین تھرائی پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے
زور مین سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پہ مارا عیوق نے چاہا پٹ ہوکر گرون نقابدار نے
جھپٹ کر ایک ٹھوکر ماری کہ چارون شانے چت گرا نقابدار نے چھاتی پر چڑھ کے مشکین
باندھین عیوق کو لیکر پلٹا رستم گرفتار ہونے سے عیوق کے رنجیدہ و کبیدہ پلٹے آ کہ
داخل بارگاہ ہوے نقابدار نے پھر طبل جنگی بجوایا رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم
دیا دونون لشکرون مین طبل جنگی بج رہا ہے تیاریان ہو رہی ہین اتفاقاً افتتاح جادو
کی زوجہ اختتام مسند پر بیٹھی شراب پی رہی ہے کہ زوجہ نے کہا صاحب دریافت تو
کرو کہ طلسم کشا پر کیا گذری طیران نے جا کر کیا کیا یقیناً سرداران طلسم کشا کو پکڑ لیا ہوگا
مگر مین نے حکم دیا تھا کہ جس سردار کو گرفتار کرنا فوراً ہمارے پاس روانہ کرنا ابتک کسی
سردار کو اُسنے روانہ نہین کیا افتتاح نے کتاب اُٹھائی کتاب اُٹھا کر دیکھا کتاب
دیکھتے ہی زانو پر ہاتھ مارا کہا ای ملکہ عالم غضب ہوگیا طیران و محن نے جا کر بڑی آفتین
برپا کین آخر مارے گئے اب طلسم کشا اور نقابدار زرین پوش سے مقابلہ ہے اُسوقت
کئی ساحر موجود تھے کہ اُسنے پکار کر آواز دی کہ یارو تم مین کون ایسا ہے کہ جا کر لشکر طلسم کشا کو
تباہ کردے دیلمان جادو اپنے مقام سے بل کرکے اُٹھا کہتا ہوا کہ ای ملکۂ عالم غلام کو حکم
ملے کہ طلسم کشا کو دیوانہ کردون لوح چھین لون افتتاح و اختتام نے اُسکو خلعت دیا
دیلمان تخت پر سوار ہوا اسّی ہزار ساحر ساتھ لیکر چلا یہان وہ وقت ہے کہ طلسم کشا نے
اپنے نام پر کہکے طبل جنگی بجوایا ہے عیوق کے گرفتار ہونے کا بڑا قلق ہے نقابدار
نے عیوق کو لا کر قید خانے مین بھیجا آب و دانہ مقرر کیا مگر نگہبان کو حکم دیا کہ سردار
رستم کو تکلیف نہ پہونچنے پائے ورنہ ہمکو رستم سے شرمندگی ہوگی پھر رات
گئے دربار مین اپنے نقابدار بیٹھا تھا کل سردار دست بستہ حاضر تھے کہ بیٹھے بیٹھے
نقابدار نے کہا ایک سردار جائے رستم کو بلا لائے ہمین اُنسے کچھ کام ہے
بہمن تیغ زن کہ طرف دست چپ کے بیٹھا تھا اپنے دنگل سے اُٹھا نقابدار نے

چند فقرے ایک کاغذ پر لکھے پہلوان سے کہا یہ پرچہ رستم کے ہاتھ مین دینا اور زبانی عجز عرض کرنا کہ اسوقت غلام کے دربار مین جلسہ آراستہ ہے آپ بھی تشریف لائیے جو کچھ حقیر ماحضر اس ذرہ بے مقدار کو ممکن ہے اسکو نوش فرمائیے بہمن تیغ زن نامہ لیکر بیرون بارگاہ آیا گینڈے پر سوار ہوکر چلا لشکر رستم مین آیا ہرکارون نے رستم کو خبر دی کہ سردار نقابدار آپکے لشکر مین آیا ہے رستم نے چند سردار برائے استقبال بھیجے بہمن حاضر خدمت ہوا نہایت ہی ادب سے سلام کیا رستم نے اپنے قریب دنگل پر جگہ دی بہمن نے وہ کاغذ پیش کیا رستم نے وہ کاغذ لیکر پڑھا بہمن نے زبانی پیغام بھی پہونچایا رستم فوراً اپنے مقام سے اٹھے ہمراہیان طلسم کشا ساتھ ہیں رفتہ رفتہ بارگاہ نقابدار مین آئے نقابدار نے تعظیم کی رستم کو پہلو مین جگہ دی ساقی بچون کو اشارہ کیا ساقی بچے نے جام رستم کو دیا رستم نے جام نوش فرمایا دوسرا جام ساقی بچے نے نقابدار کو دیا نقابدار نے کئی جام پیے سرور جو ہوا پکار کر آواز دی کہ عیوق کو لاؤ ملازمان نقابدار جاکر عیوق کو لائے عیوق سر کو جھکائے ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوئے سامنے نقابدار کے آیا بطریق اہل اسلام کے سلام کیا سب نے جواب دیا نقابدار نے اشارہ کیا کہ عیوق کو قید سے رہا کرو جب عیوق قید سے رہا ہوا نقابدار نے ہاتھ تھام کر عیوق کا خدمت مین رستم کی پیش کیا کہا یہ سردار حاضر ہے رستم نے کہا آپ نے اسے زیر کیا آپ کو اختیار ہے خواہ آپ کی یہ اطاعت کرے خواہ اسکو قتل کیجیے نقابدار نے کہا بھلا مسلمان کو کوئی قتل کرتا ہے اسنے امتحان کیا مین اسیر غالب آیا مگر نہایت صاحب غیرت ہے جب سے زیر ہوکر آیا اسنے آب و دانہ نہین کھایا سر جھکائے بیٹھا ہے رستم نے عیوق کو گلے سے لگایا اپنے پہلو مین جگہ دی عیوق شگفتہ ہوکر بیٹھا نقابدار نے اپنے ہاتھ سے جام بھر کر عیوق کو دیا اب عیوق بھی جام شراب پی کر مسرور ہوا نقابدار نے عیار سے اشارہ کیا کہ گائن کو بلاؤ ایک گائن شوخ و شنگ حسین و جمیل حاضر ہوئی سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ بصد ناز و انداز بتا بتا کے گانے لگی۔ نظم

غیر کیا دوست بھی اب دشمن جان سارے ہین	کسنے جا جا کے وہان جوڑ نہین مارے ہین

متلاشی ترے افلاک کے سب تارے ہیں
مضمحل ہجر میں اعضائے بدن سارے ہیں
ہر طرح منزل مقصود کو ہم پہونچیں گے
دمبدم قتل ہوا جاتا ہے کیون نخل حیات
ہین یہ از قند و نبات آپ کی میٹھی باتین
کوئی بلبل بھی وفادار ہے ہمسا صیاد
گاہ بیگاہ ترے کام بھی آجائین گے
وہ سنایا جو فرشتون نے سنا تھا نہ کبھی
بات سے اپنی پھرین قول یہ مردون کا نہین
ہم کہان تم کہان پھر گل کہان گلزار کہان
دق کیا ہجر نے ایسا کہ ہوئی سل آخر
اپنے ہمچشمون سے ہم رہگئے کس داوی مین
بھاگ نکلے ہین فرشتے بھی دبے پاؤن رفتار

جو ثوابت تھے وہ اب چرخ پہ سیارے ہین
ای اجل فرقت محبوب کے ہم مارے ہین
تھک گئے تھک گئے ہمت تو نہین ہارے ہین
آمد و شد یہ نفس کی ہے کہ دو آرے ہین
لب شیرین نہین گویا یہ شکر پارے ہین
چھری کیا کھا کے ترے باغ مین جھکارے ہین
آج اگرچہ تری دانست مین ناکارے ہین
عالم جذب مین مجذوب جو ہشکارے ہین
ہو سو ہو اب تو ہم اس بت سے سخن ہارے ہین
منعتم گلشن ایجاد کے نظارے ہین
لہو تھوکے ہین جو ہم کھانس کے کھنکارے ہین
قیس و فرہاد سے بڑھ بڑھ کے قدم مارے ہین
یا علی کہکے جو ہم گور سے للکارے ہین

نقابدار نے سب طرح کی خاطر کی ناچ راگ ورنگ جب ہوچکا اور رات کم باقی رہی تو نقابدار اپنے مقام سے اٹھا کہا ای رستم حقیقت مین تم اپنے وقت کے رستم ہو مین تم سے نہین لڑ سکتا مین تو صاحبقران کا ہم نبرد ہون رستم نے کہا اسطرح مین آپ کا پیچھا چھوڑتا ہون کہ کبھی قبلہ و کعبہ کا نام نہ لیجیے گا نقابدار نے کہا کہ یہ عہد تو مین کبھی نہ کرونگا اس عہد کا تو خدا سے خواہان ہون جہان صاحبقران ملین گے انسے بھی یہی عرض کرونگا کہ کسی امتحان پر اقرار دیجیے اگر مان لیا تو سبحان اللہ اس امتحان کو بجا لاؤنگا ورنہ بہ ناچاری مقابلہ کرونگا ای رستم یہ ملحوظ رہے کہ بانہاے صاحبقرانی مجھی کو ملین گے مین نے تو یہ بھی صاحبقران سے عرض کیا تھا کہ بزرگان دین سے دریافت فرمائیے اگر وہ حکم دین تو بانے مجھے مرحمت کیجیے اگر منع کرین اور مجھ سے یہ فرماوین کہ تو لائق بانہاے صاحبقرانی نہین ہے پھر مین اسدن سے نام نہ لونگا صاحبقران نے اسکو بھی قبول نہ کیا عجب طرح کا کلمہ فرمایا کہ بزرگان دین

کو میری سپاہ گری مین کیا دخل ہے غرضکہ ان باتون کا فیصلہ ہوگا دیکھون کس مقام پر
میرے اُنکے تصفیہ ہو رستم کہتے ہین کہ ای نقابدار طبل جنگی بج چکے سب خرد و کلان آگاہ
ہوے اب میرے تمھارے کل فیصلہ ہوجانا بہتر ہے نقابدار کہتا ہوا اے رستم میرے
تمھارے فیصلہ ناممکن ہے مگر رستم بگڑ بیٹھے ہین کہ یکایک ہلڑ ہوا لشکر مین ہاتھی گھوڑے
چھوٹنے لگے نقابدار نے گھبرا کر کہا کہ ارے دریافت تو کرو کہ یہ کیا آفت برپا ہوئی کہ ہرکارے
دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ لشکر مین حضور کے اسقدر برف برس رہی ہو کہ سفید
پہاڑ بنگئے ہین ہزارہا آدمی زیر برف دبگئے ہین اہل لشکر فریاد کررہے ہین نقابدار
باہر نکلا دیکھا کہ تمام لشکر والے بھاگے جاتے ہین بڑے زور و شور سے برف برس رہی
ہو مگر جس مقام پر نقابدار کھڑا ہے اُس مقام پر برف نہین گرتی نقابدار نے گھبرا کے کہا
اے عیار دریافت تو کرو یہ کیا معرکہ ہے ہزارہا بندگان خدا زیر برف دبگئے ہین ہاتھی گھوڑے
جو چھوٹے ہین لشکر کو پامال کرتے پھرتے ہین نقابدار جس مقام پر جاکر کھڑا ہوتا ہی اسم اعظم
پڑھتا ہے اُس مقام پر برف موقوف ہوجاتی ہے پہاڑ برف کے پگھلتے ہین بندگان خدا
ہمراہیان نقابدار جو زیر برف دبے تھے وہ اُٹھ بیٹھتے ہین اور کہتے ہین حضور کی آواز
سنکر دل مین طاقت آتی ہے اور روح کو راحت ہوتی ہے مرکب نقابدار جو سہ چشمی ہو وہ بھی
چھوٹا ہوا پھر رہا تھا اُسکو نقابدار نے پکڑا یا تو بدحواس پھر رہا تھا یا نقابدار نے
اسم اعظم پڑھ کے اُسکی پشت پر ہاتھ رکھا مرکب رکا بغلون مین نقابدار کی منھ ڈالنے لگا
رستم نقابدار کے ساتھ ہین جس مقام پر یہ بھی جاتے ہین برف موقوف ہوجاتی ہے
کہ سماک دوڑا ہوا آیا عرض کی اے شہریار یہی آفت آپکے لشکر مین ہے آفتاب و
شہرت و جلال وغیرہ سحر کررہے ہین مگر برف نہین موقوف ہوتی ان ساحران نامی
نے کیسے کیسے شعلے چمکائے آگ برسارہے ہین مگر آگ کی تاثیر برف پر کچھ نہین ہوتی عیار
نقابدار جو پہلو مین کھڑا تھا یہ کہکے بھاگا کہ حضور مین خبر لاتا ہون صورت بدلتا ہوا بیرون
لشکر آیا کنارے پر لشکر کے آکے دیکھا سامنے ایک پہاڑ ہے اُسپر لکہ ہاے ابر جمع ہین
وہ لکہ ہاے ابر وہان سے پھڑک کر آتے ہین اور اس ابر مین آکر نکلجاتے ہین ابر کو دور

ہوتا ہی برف کے برسنے کی ترقی ہوتی ہے عیار نے جو یہ معرکہ دیکھا سمجھ گیا کہ اس پہاڑ پر
کوئی ساحرہ ہے اُسی کے سحر نے یہ تلاطم کیا ہو یہی معرکہ کنارے پر سے سماک نے
بھی دیکھا سماک آگے بڑھگیا قریب پہاڑ کے آکے پکارنے لگا کہ ای ملکہ عالم مجھے
خداوند نے بھیجا ہے دیلمان جادو کہ پہاڑ سے سحر کر رہا تھا اسنے جو یہ آواز سنی سمجھا کہ
عیار آئے جھک کر دیکھا ایک ساحر کھڑا ہو ملکہ ملکہ کہکر پکار رہا ہو دیلمان نے پکار کر آواز
دی ای ساحر کیا ہی کسنے تجھے بھیجا ہو سماک نے پکار کر آواز دی کہ مجھکو خداوند ہفت پیکر
نے بھیجا ہو نامہ لیکر آیا ہوں دیلمان جادو نے سر سے ایک بال جھٹکا دیکر توڑا اُس بدافعال
نے بال کو لٹکایا ایک زنجیر چمکتی ہوئی زیر کوہ آئی دیلمان نے آواز دی اس زنجیر کو پکڑ کر
چڑھ آ۔ سماک نے جو زنجیر پر ہاتھ رکھا زنجیر ہاتھ پاؤن مین لپٹ گئی دیلمان جادو نے
سماک کو اوپر کھینچ لیا جب سماک بالائے کوہ پہونچا دیلمان نے منھ پر ہاتھ پھیرا
رنگ وروغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی نکل آئی پکار کر آواز دی او نا عیار اب مین ان
دونون لشکرون کو مثل خس وخاشاک کے بہادونگا اور تجھکو ابھی قتل کرتا ہون اتنا بھی
نہ آگاہ تھا کہ مرد سحر کر رہا ہی یا عورت سحر کر رہی ہو مگر کیا کلیجے ہین تم لوگون کے کہ فوراً
دوڑ پڑے ملکہ ملکہ کہکے پکارنے لگے مین آواز سنتے ہی سمجھ گیا تھا کہ کوئی عیار صاحب ہین
جو آکر پکارنے لگے یہ کہکر خنجر گھسیٹا چھاتی پر سماک کی چڑھ بیٹھا چاہتا ہی خنجر گلے پر رکھون
درخت جو بڑے بڑے گردکوہ تھے اُنمین ایک درخت کلان بہت بلند تھا تیے اُسکے بڑے
بڑے پتون مین کھڑکھڑاہٹ ہوئی اور ایک آواز نحیف سی آئی کہ جس سے یہ ثابت ہوتا
تھا کہ کوئی دردرسیدہ رو رو کر کچھ کہ رہا ہو دیلمان جادو چھاتی پر سماک کی سواء طرف نخل
کے دیکھنے لگا دیکھا ایک ساحرہ نہایت حسین بھاری کپڑے پہنے ہوئے آسمان سے اترتی
ہوئی آتی ہو جس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ آسمان سے سحر کرکے آئی ہی مگر پکارتی ہوئی کہ ای
دیلمان ذرا ٹھہر جاؤ مین آتی ہون یہ کہتی ہوئی زمین پر پہونچی بڑی بڑی آنکھین دیلمان پر
جو نگاہ ڈالی دیلمان فریفتہ ہوا ساحرہ نے اشارہ کرکے آواز دی ای دیلمان ہم تو تمھارے
مشتاق ہو کر آئے ہین اور تم عیار کے قتل مین مصروف ہو دیکھو قدرت نے کیا ارشاد

فرمایا ہی تمھارے سحر پر ناز کر رہے ہین فرماتے ہین میرا بندہ خاص کیا مزے سے سحر کر رہا ہی ہین سامنے گا رہی تھی خوش ہو کر فرمایا ای زہرۂ فلک تم اپنے کو پہونچاؤ پاس دیلمان کے جاؤ جاکر ہمارا پیغام پہونچاؤ کہنا کہ تمنے ہمارا سحر بڑے مزے سے کیا ہمین نے تمھارے دل کو روشن کر دیا خانۂ دل عیش و فرحت سے بھر دیا کہ سماک کو تمنے گرفتار کیا یہ بلا کا عیار ہو بیٹا عمرو کا اسنے سیکڑون کو دھوکا دیا اسطرح جو مسکرا کر اس نازنین نے کہا دیلمان نے سماک کو چھوڑا سحر کر دیا کہ اٹھ نہ سکے کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اسوقت تیرے آنے سے فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا کیا کہون کیا دل کی کیفیت ہی تمکو دیکھکر میری یہ حالت ہی کہ نہین سکتا نظم

میلاد

خرمن عمر جلی تیرے لب خندان سے
برق کا کام تبسم نے لیا دندان سے

زلف سے چھوٹ کے نگہ الجھی رخ جانان سے
لیگئی کعبے کو قسمت مجھے ہندستان سے

روز مولود سے ہی اصل حقیقت کا خیال
بوے خون آتی ہی دایہ کی مجھے پستان سے

مثل گل یار کو خندان نہ کیا گریہ نے
تخم امید نہ سرسبز ہوا باران سے

حالت شمع حرارت سے بہم پہونچی ہے
سر کٹے پر نہ ہٹے پانون مرا میدان سے

نیک طینت کو بدی کا نہین منظور غرض
انتقام اپنا نہ یوسف نے لیا اخوان سے

صحبت یار و رقیب آنکھون مین بھر جاتی ہی
داغ ہوتا ہی مجھے لالۂ نافرمان سے

آخر کار جہان سے ہوا گر آگاہ ہی
صاحب خانہ نظر آنے لگین مہمان سے

پست فطرت کو نہ ہو رتبۂ اعلیٰ حاصل
ایک تہ خانے کو دیکھا نہ بلند ایوان سے

امن چاہے تو نہ رکھے عالم اسباب سے کچھ
ہاتھ آتا ہی کفن دزد کو کیا عریان سے

بیخبر کو ہو خبر شوق کی اپنے آتش
یار تک نامہ پہونچ جاے کسی عنوان سے

نازنین نے ہنسکر جواب دیا کہ صاحب مجھکو قدرت نے تمھاری مدد کے واسطے بھیجا ہی تم مجھسے لگاؤ کی باتین کرتے ہو ان باتون سے مجھے معاف رکھو مین اور باتون کے قابل نہین ہون مین ابھی قدرت سے فریاد کرونگی وہ ابھی آجائین گے مجھے تمھارے لگاؤ سے بچائین گے اسطرح کی باتین اس نازنین نے کین کہ دیلمان جادو سحر کرنے سے رکا برف کی

وہان کمی ہوئی دیلمان نے ہاتھ تھام کر کہا صاحب بیٹھ جاؤ تم بڑی دور سے آتی ہو نازنین
نے جواب دیا کیون صاحب اس پہاڑ پر بے سامان آئے ہو یا کچھ سامان بھی لائے ہو کچھ
شراب وکباب کا بھی چرچا ہو دیلمان نے خوش ہو کر جواب دیا مین سات دن کا وعدہ کر کے
آیا تھا چند گلابیان ساتھ لایا تھا سب تو پی چکا ہون لیکن یہ دو باقی ہین نازنین نے دونون
مین سے ایک گلابی اُٹھائی اُسکو سونگھا سونگھکر جام لبریز کیا ایک جام پہلے آپ پیا اور
کہا صاحب مجھے تو سرور ہوا لو ایک جام تم بھی پی لو شاید دل کو توجہ وصل ہو نازنین نے
دوسرا جام لبریز کیا دیلمان کو ڈہکانے لگی آخر کار جام شراب لبون سے لگا کر کہا ایک
سانس مین پیو دیلمان تو صورت زیبا دیکھکر عاشق ہو چکا تھا بے کھٹکے جام شراب پی گیا
پیتے ہی مبہوت ہوا یکایک اُٹھا کہ قلب مین آگ لگ گئی گھبرا کر کہنے لگا کیون صاحب یہ کیا ماجرا ہی
دل گھبرا رہا ہی معلوم ہوتا ہی پہاڑ اُڑا جاتا ہی نازنین دور جا بیٹھی کہا ہمین گود مین آکر اُٹھا لیجا
دیکھو خداوند بھی آتے ہین بے طرح ہاتھ نہ لگانا دیلمان اپنے مقام سے اُٹھا چٹکیان بجاتا
ہوا چلا چاہا کہ گود مین اُٹھا لاؤن پتھر کی ٹھوکر لگی منھ کے بھل گرا نازنین کا یا تو پنجۂ نگارین تھا
یا پنجۂ جلادی بنگیا خنجر کمر سے کھینچکر نعرہ کیا منم عیار نقابدار زرین پوش یہ کہکے خنجر مارا کہ
دیلمان کا شکم چاک قصہ پاک خنجر مار کر بھاگا سمک یلدرانی پیچھے چلا یہان نقابدار نے
دیکھا برف سب پانی ہو کر بہ گئی رستم اپنے لشکر مین تھے جو لوگ بیہوش ہو کر گرے تھے اُنپر
لوح چمکاتے پھرتے تھے وہ عکس سے لوح کے ہوشیار ہوتے تھے یکایک رستم نے
دیکھا ایک دناٹا ہوا برف پانی ہو کر بہنے لگی رستم حیران کھڑے تھے کہ سمک آکر پہونچا
تمام کیفیت بیان کی کہ عیار نقابدار نے ساحر کو مارا یہ برف باعث سحر سے تھی رستم نے
کہا لشکر نقابدار کی خبر لو کہ کیا کر رہا ہے سمک جو لشکر نقابدار مین آیا دیکھا لشکر نقابدار
تیار ہو رہا ہی گھوڑے کسے جاتے ہین سمک نے پلٹ کر رستم سے خبر کہی رستم نے کہا
مین نقابدار کو نہ جانے دونگا گھوڑے پر سوار ہو کر چلے رستم جب قریب پہونچے
دیکھا نقابدار سوار ہو رہا ہے رستم نے پکار کر آواز دی ای نقابدار بہادر وعدے
کے خلاف کرتے ہو نقابدار نے پکار کر جواب دیا ای رستم آپ سے مین مقابلہ نہین

کرتا میرا مقابلہ صاحبقران سے ہوگا وہ صاف صاف فرما چکے کہ جبتک مین زیر نہ ہونگا
یا ہمارے صاحبقرانی ہرگز نہ دونگا اور مین بانے اُسنے لونگا رستم نے کہا اے نقابدار جھگڑا
ہمارے تمہارے آج فیصلہ ہوجائے نقابدار نے بہ فصاحت جواب دیا کہ معاف فرمایئے
ہمارے آپکے مقابلہ نہ ہوگا یہ کہکے نقابدار نے حکم دیا کئی لاکھ نرہ دیو صحرا سے بیرقین
لیے ہوے آئے سائبان زر لفتی سر پر نقابدار کے کھنچا نقارے پر چوب پڑی اُسی وقت
شوکت وشان سے نقابدار روانہ ہوگیا رستم دیکھتے رہگئے شوکت وشان نقابدار دیکھکر ایک
حیرت ہوئی کہ کیا شوکت پیدا کی ہے عیار بھی عرض کرتا ہے کہ حضور اصل یہ ہے کہ جو شوکت ولیاقت
نقابدار نے پیدا کی ہے آجتک کسی جلیل کی یہ شوکت نہین دیکھی رستم ناچار ہوکر پلٹے داخل
بارگاہ ہوے سب سردار آکر جمع ہوگئے سب کے یہ قول ہین کہ حضور اپنے کو باغ نسترن
پہونچائین عرصہ کرنا باعث خرابی ہے بیچ مین سرحدداران نسترن مین افتتاح و اختتام بڑے
ساحران کامل واکمل ہین بڑے بڑے فتور کرینگے یہ ساحر انھین کا فرستادہ تھا کہ لشکر دین
کے مٹانے پر آمادہ تھا خدا نے اپنا فضل کیا کہ آپ نے اُسکے مکر سے مہلت پائی ایسے غضب کا
سحر تھا کہ ہمارے دفع کیے سے ہرگز دفع نہ ہوتا تھا آفتاب نے بڑے بڑے زور مارے
غضنفر نے کہا مین نے بڑے بڑے سحر کیے لاکھ طرح پر آگ برسائی لیکن برف دفع نہوئی
عیار نقابدار نے بڑا کام کیا یہان تو یہ ذکر ہین اُدھر افتتاح جادو سے اختتام نے کہا
کیون صاحب کچھ حال معلوم نہ ہوا کہ دیلمان نے جاکر کیا کیا یہ تو خبر معلوم ہوئی تھی
کہ دونون لشکر معرض زوال مین ہین وہ جاکر اُسنے برف برسائی ہے کہ طلسم کشا اور
نقابدار بچین گے اور کوئی باقی نہ رہیگا یہ ذکر تھا کہ دیلمان کا لاشہ اُڑتا ہوا آیا سامنے
افتتاح کے گرا سینہ ساحر کا شق ہوا ایک طائر سبز رنگ نکلا پکارتا ہوا کہ میرے آقا کو
عیار نقابدار زرین پوش نے مارا عیار طلسم کشا کو پکڑلیا تھا اب قتل کرتا تھا کہ عیار
نقابدار زرین پوش اس صورت پر پہونچا کہ دیلمان کو دیوانہ کردیا آخر مار لیا افتتاح
نے جھلاکر چند نامے سرحدداران کو لکھے مضمون ہر ایک کا یہ تھا کہ طلسم کشا طرف باغ
نسترن کے جاتے ہین اگر باغ نسترن مین پہونچے تو تم سب کے لیے باعث خرابی

ہو گا جبطح نے بڑھکر طلسم کشا کو روکو ۔ صمصام جنگ آزما ایک پہلوان ہی اپنے قصر مین بیٹھا ہی کہ نامۂ افتتاح پہونچا طائر نے لاکر نامہ گودمین گرایا صمصام نے نامہ بڑھا مثل برق کے چمکا اپنے رفیقون کو آواز دی لشکر تیار کرو تین لاکھ غیر ساحر جوانان زبردست مرکبون کو تیار کر کے سامنے آئے صمصام تیز ہوکر اُٹھا محل مین آیا دختر اسکی مینوش شیرین کلام باپ کو دیکھکر براے تعظیم اُٹھی سلام کیا کہا کیون باواجان آج آپ نے ہتھیار کیون لگائے ہین دردولت پر کیسا غلغلہ ہے صمصام نے کہا ای نور نظر اصل کیفیت یہ ہی کہ طلسم کشا تحفہ جات حاصل کر کے مع لوح طلسم ہفت پیکر سرحد طلسم مین آگیا ہی کئی مقام فتح کیے اب طرف باغ نسترن کے جاتا ہی کسی کے روکے نہین رکتا افتتاح و اختتام ہمارے افسر ہین اُنھون نے نامہ لکھا ہی مین براے مقابلہ طلسم کشا جاتا ہون مینوش رونے لگی کہا ای والد نامدار مین نے حالات طلسم کشا سُنے بڑے بڑے ساحر اُنکے ساتھ ہین مالک لوح صاحب تحفہ جات کن کن ہنگامون سے بچے اور ان چیزون کو پایا آپ بے سمجھے مقابلے مین نہ جائیے ایسا نہ ہو غالب نہ آئیے صمصام نے کہا ای نور نظر مجھے تحفہ جات کا کیا خوف مین بزور اُسے زیر کرونگا اسی وجہ سے افتتاح نے نامہ پہلوانون کو لکھا کہ ساحر تو عاجز رہین گے پہلوان بہ آسانی لوح چھین لیگا تحفہ جات اُتار لیگا ہمارا کیا کر سکین گے مینوش خاموش ہو رہی صمصام محل سے نکل کر سوار ہوا قمقام بلانوش بھائی کو اپنے دو لاکھ فوج سے براے حفاظت شہر صمصامیہ چھوڑا آپ سوار ہوکر چلا مینوش کو باپ کے جانے سے نہایت ملال تھا فنون سپہ گری مین طاق حسن و جمال مین شہرۂ آفاق تھی قمقام کو عرضی بھیجی کہ اے عم نامدار والد کے جانے سے دل کو تشویش رہتی ہی بہت جی گھبراتا ہی اگر آپ حکم دین تو مین براے سیر و شکار کے جاؤن اپنے دل کو بہلاؤن شاید میرے آنے مین دو چار دن کا عرصہ گذرے تو آپ تشویش نہ فرمائیے گا مین بہت جلد حاضر ہونگی قمقام نے عرضی پر دستخط کیا کہ ای نور نظر باپ تمھارے یہان نہین ہین شکار سے جلد واپس آنا یہ حکم دیکھکر مینوش نے کنیزون سے اشارہ کیا جلد شکار کی تیاری کرو کنیزون نے سب اسباب شکار کا درست کیا بارہ سو

کنیزین مسلح ہوکر سامنے آئین مینوش ایک مادیان بحری پر سوار ہوئی سب کو ساتھ لیکر واسطے
شکار کے چلی صحرا مین شکار کھیلنے لگی تمام صحرا طائران چرند و پرند سے خالی کردیے کئی راتین
اُسی صحرا مین گذرین سب نے عرض کی اب واپس ہوجیے چچا صاحب آپ کے انتظار کرتے
ہوگئے مینوش کی پشت پر بارہ سو کنیزین سب کے ہاتھ مین نیزے پھریرے اڑتے ہوے
اس شوکت سے مینوش آتی ہو کہ جس صحرا مین گذر ہوا ہنگامہ پڑگیا قضاے کار بادشاہ
جمجاہ کہ بہ ترکیب شمس فلک ہفت پیکر کہ اسنے شاہ کو لاکر باغ نگارین مین رکھا ہے
بادشاہ اندر قصر کے رہتے ہین ایک روز گھبراکر فرمایا کہ شمس کو بلاؤ سقنا طلس نے نگہبانون
سے کہا شمس کاہن کو خبر کرو کہ بادشاہ نے یاد فرمایا ہے نگہبانون نے جاکر شمس سے
اطلاع کی شمس فوراً حاضر ہوا کہ نہایت خاطر کرتا ہو آکے سلام کیا عرض کی کہ کیا ارشاد
ہوتا ہی بادشاہ نے فرمایا ای شمس تمنے ہمکو ایسے مکان مین رکھا ہی کہ سوا اس مکان
کے کوئی شی دکھائی نہین دیتی اگر تمھاری خوشی ہو یہ جو قصر مین دریچہ ہی جسکے باہر صحرا ہی اسکو
کھول کر اسمین بیٹھا کرین صحرا کی کیفیت دیکھا کرین اس حیلے سے دل کو بہلائین یہ سنکر
شمس نے کہا غلام جانتا ہی کہ حضور صاحب اقبال ہین لشکر اسلام کے تاجدار ہین آپ کا
ایک مقام پر رہنا ناممکن ہو مگر غلام اس فکر مین ہی کہ جب لشکر صاحبقران اس طرف آئے
تب آپ کو لشکر مین داخل کرون اس سبب سے بھی کوئی مراد حاصل ہوگی مین بدل وجان مطیع
سرکار ہون بسم اللہ دریچہ کھول لیجیے لیکن یہ عرض ہی کہ غلام کی خدمتگذاری کا خیال رہے
کہ آپ کے ذریعہ سے صاحبقران سے ملون مجھکو بھی شرف حاصل ہو یہ کہکے شمس نے
خود دریچہ کھولا بادشاہ کے پیٹے مسند لگادی سقنا طلس سے کہا شہریار کا خیال رکھنا
ایسا نہو کہین تشریف لیجائین سقنا طلس نے کہا مین آٹھ پہر خدمت مین رہتی ہون
نوبہار نے عرض کی ای شمس مطمئن رہنا غیر ممکن ہی کہ یہان کوئی آئے شمس نے کہا ای
نوبہار ہزارہا ساحر تلاش مین آپ لوگون کی نکلا ہی ایسا نہو کوئی اس راز سے آگاہ ہوجائے
کسی کی یہ مجال نہین کہ مجھپر نگاہ سخت ڈالے مگر باعث حجاب ہوگا کہ شمس نے بادشاہ کو
قید نہ کیا بہ آرام رکھا نوبہار نے کہا کوئی ساحر نہ آئیگا اگر آئیگا تو زندہ پلٹ کر نہ جائیگا

شمس بخوبی سمجھا کر طرف اپنے قصر کے گیا بادشاہ آکر دریچے مین بیٹھے اب اس دریچے مین بیٹھے ہوے ہر وقت بہار صحرا دیکھا کرتے ہین ایک روز پہر دن چڑھا تھا بادشاہ دریچے مین بیٹھے دیکھ رہے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی پھر ہوے اڑتے ہوے گرد سے نمایان ہوے بادشاہ بہ نگاہ غور دیکھنے لگے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ آگے آگے سب کے ایک نقابدار بادلہ پوش پشت پر بارہ سو نقاب پوش رواروی کرتے ہوے آتے ہین جب قریب قصر کے وہ نقابدار پہونچا بہ نگاہ غور طرف دریچے کے دیکھنے لگا باگ جو ڈھیلی ہوئی کمر بدلگامی کرنے لگا مادیان نے جست کی جست کرنے مین نقاب چہرے سے ہٹی بادشاہ نے دیکھا کہ پردۂ ابر ہٹا ماہ تابان پردۂ ابر سے نکل آیا ایک نازنین نہایت مہ جبین بقول شاعر نظم

وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا
ہر جبین تھی موجۂ لطافت
دنبالہ کب آنکھین سرمہ کا تھا

ایسا نہیں حور کا سراپا
آنکھین استاد سامری تھین
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا
شہباز نے واکیے تھے بازو

وہ صبح جبین تھی صبح جنت
نشے مین شراب کے بھری تھین
بینی کے قریب کب تھا ابرو

سراپا خوب معشوق مرغوب سراپا سانچے مین ڈھلا ہوا عارض انور ماہ تابان جلالت نمایان سلف پر نار بستان کا ابھار جنت الماویٰ کے انار چہرۂ آفتاب عالمتاب ابروے خمدار تلوار جوہردار یا ہلال فلک خوبی کہیے یا عارض انور کو گل باغ محبوبی کہیے پشت مرکب پر سوار پودھے پر ہاتھ پڑا ہوا تیغہ کمر مین سپر پشت پر ہلال وآفتاب فلک فتح وظفر آنکھین نرگس شہلا یا بادام کہیے یا دیدۂ غزال کہیے ناظرین سمجھ گئے ہونگے طیوش شیرین کلام دختر صمصام جو برائے شکار نکلی اسطرف گذر ہوا طیوش نے جو بہ نگاہ غور جمال بادشاہ دیکھا آفتاب فلک جلالت رستم ہیبت سہراب سطوت معشوق خونریز ماہرو سیمین بر خوشنو جمال بمثال دیکھکر پشت مرکب پر تھرائی باگ ہاتھ سے چھوٹ گئی بادشاہ ادھر تھرا کر گرے وہ نازنین جو لہرا کر گرنے لگی بیہوش ہونے لگی کنیزون نے بڑھکر سنبھالا بادشاہ جو گر کر بیہوش ہوے مقناطیس ونوبہار نے بڑھکر سر انور زانو پر رکھا نوبہار نے زلف عنبرین کی خوشبو سنگھائی تب بادشاہ کو ہوش آیا وہان کنیزون نے جو بڑھکر اس نازنین کو سنبھالا لیکن

طرف صحرا ے سبزہ زار کے نکل گئیں وہان جاکر بارگاہ استادہ کرائی ملکہ کو داخل بارگاہ کیا گلاب و کیوڑہ و بید مشک چھڑکا اُس مہ جبین نے یہ شکل آنکھ کھولی گھبرا کر چار جانب دیکھنے لگی سامنے اُس روے زیبا کو نہ پایا دل بھر آیا کنیزان رازدار جو خدمت مین حاضر تھین اُنھون نے عرض کی ہم حضور کو بہت پریشان پاتے ہین خیر تو ہی اسوقت حضور کا مزاج کیسا ہی آپ حالت پریشانی مین کیون چار جانب دیکھ رہی ہین خیر خواہان سرکار گھبرا رہے ہین ہمسے تو حال دل کہیے کیا دیکھا کہ جس نے قلب کو حیرانی بصورت زلف پریشانی ہو ملکہ نے گھبرا کر جواب دیا۔ جو تمسے کیا کہون کیونکر خاموش رہون کیفیت تو اپنی یہ ہی نظم

آستان یار تک اپنی رسائی کیجیے
مثل آئینہ مصاحب ہو جیے اُس حور کے
پانٔون پھیلا کر شب وصل صنم مین سوئیے
نالہ و فریاد سے اُنکے تنگ آئے ہین لوگ
زنگ دل سٹتا نہین ہر دم کدورت ہی زیادہ
خون ہو جائین لہو تھوکے کوئی صاحب کہے کیا
اب نہ ہونگے جیسے آگے قطعہ گلزار تھے
چار دن کی دوستی کا ہی زمانے مین رواج
بیٹھ رہیے بنکے دان دریوزہ گر دیوار کے
زیر گردون رنگ قسمت آزمائی کی بہت

جی مین ہی دربان سے اُسکے آشنائی کیجیے
شانہ سان گیسوے پیچان تک رسائی کیجیے
پاش سر دست جانان کی کلائی کیجیے
ذبح ہون یا اب اسیرون کی رہائی کیجیے
تا کجا آئینہ رویون سے صفائی کیجیے
آپ منہدی مل کے دست و پا حنائی کیجیے
لاکھ خط منڈوا کے عارض کی صفائی کیجیے
کس توقع پر کسی سے آشنائی کیجیے
اُس شہ خوبی کے کوچے مین گدائی کیجیے
اب زمین شعر مین طبع آزمائی کیجیے

کنیزون نے حیران ہو کر کہا لونڈیان اس پہیلی کو نہین سمجھین ملکہ نے کہا جہان ما دیان نے بدنگاہی کی تھی اور مین بیہوش ہو گئی تھی وہان سے مجھے کیون لے آئین اُس مقام پر تھوڑی دیر ٹھہرتی شاید وہ آفتاب پھر نظر آجاتا قلب تسکین پاجاتا اتنا تو ثابت ہو جاتا کہ وہ گل کس گلستان کا ہی ماہ کس آسمان کا ہی اگر قریب پہونچتی تو یہ پوچھتی فرد اگر شاہے ترا آخر چہ نام است ✢ وگر ماہی ترا منزل کدام است ✢ اس مضمون مین شاعر گرامی و ناسور بیان قمر کیا خوب ارشاد فرماتے ہین۔ نظم

پھر ہم داغ بنکر عاشقوں کے دلمیں رہتے ہیں — نگیں لالہ میں مسکن ہے مہ کامل میں رہتے ہیں
خیال مہ جبینان عاشقوں کے دلمیں بیٹھے ہیں — پیلی وش ہمیشہ نور کی محفل میں رہتے ہیں
عدم سے شوق میں لیے چلے دنیا سے حسرت میں — نہ اس عالم میں مسکن تھا نہ اس منزل میں رہتے ہیں
ہمارے گھر پہ آکر بیٹھے وہ غیروں سے کہتے ہیں — قمر جسکا تخلص ہے اسی منزل میں رہتے ہیں

تم لوگون سے جلدی کی مجھسے نے آئینہ میں نام بھی نہ پوچھنے پائی اگر نام معلوم ہو جاتا شاید بسبب نام کے دل تسکین پاتا کوئی ایسا ہو کہ وہانتک جائے نام تو دریافت کر آئے یہ تو میں جانتی ہوں کہ وہ باغ نگار زمین شمس فلک ہفت پیکر کا ہو مگر یہ کون شخص ہو کہ جو وہ بیچ میں بیٹھا تھا سمن رخ نامے کنیز نے عرض کی اگر حکم ہو تو لونڈی جائے مفصل دریافت کرکے آئے سمن رخ ملیشہ عیاری سے بھی آگاہ ہو مردانے کپڑے پہنکر طرف باغ کے چلی یہان بادشاہ جمجاہ جب ہوشیار ہوے تو گھبرا کر طرف صحرا کے دیکھنے لگے مقناطیس و سنگبار و نوبہار عرض کرنے لگین کہ اے شہریار آپ دمبدم طرف صحرا کے دیکھتے ہیں اور چہرہ پر اداسی معلوم ہوتی ہے لونڈیوں کو آگاہ فرمایئے جو تردد ہو اسمین کوشش کرین شاید ہماری کوشش سے ملال سرکار کا دفع ہو سعد نے سر جھکا لیا کہا اے مقناطیس میں کیا بیان کرون تم لوگون کے سامنے کچھہ نہیں کہہ سکتا چاہتا ہون کہ ضبط کرون نہیں ہو سکتا مگر حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون کیونکر خاموش رہون کیا اپنے دل کو سمجھاؤن کیونکر اسکا دیکھنا کو بادون دل کی عجب کیفیت ہے نئی صورت ہے - نظم

نیست بے یار مجھکو ہستی ہے — شہر ویران اجاڑ بستی ہے
ہے جہان پر مرا قدم بھاری — ہر قدم پر زمین دھنستی ہے
وہ پری ساتھ لے کے سوتا ہون — حور جسکا پلنگ کستی ہے
ہے حقیقت مجاز سے مطلب — بت پرستی خدا پرستی ہے
اسکے کشتے ہیں زندہ جاوید — نیستی انکی عین ہستی ہے
ایک بت نے دیا نہ ہمکو جواب — بے زبانوں کی ہند بستی ہے
خاکسارون کی ہے یہی معراج — سربلندی ہماری پستی ہے

کئی دن سے یہ گھات مین چھپا ہے　　عندلیب آج گل مین پھنستی ہے
اس مرقع کی دیکھیو پر نقشہ ہے　　کوئی رونق سے ہے کوئی ہنستی ہے
منزل عشق کی ہے رہ بیجا　　نہ بیٹھنے کی ہے یہان دلبستگی ہے
زلف اسکی سیاہ ناگن ہے　　مار رکھتی ہے جسکو ڈستی ہے
ایسے جینے پر رکھ خاک پڑے　　موت اس زندگی پہ ہنستی ہے

تمنے خیال کرکے نہین دیکھا یہ دریچہ کھولنا میرے واسطے سم قاتل ہوا تمنے خیال کیا ہوتا سامنے سے گزرا ادھر ایک بادشاہزادہ آفت زمان نظر پڑا میں دیکھتے ہی بیہوش ہوئے بقول شاعر فرد - اسکے جوبن کے جل پہ جا بجا کیونکہ کٹتے ہوئے ہون اس ادا کا سجا سجایا کھنچا کھنچا یہ جوبن تو دیکھو غضب خدا کا + یہ کہہ کے دیکھا کہ حال اسکا کچھ ابتر ہوا ہے ادھر غش کھاکے گرا ادھر کنیزون نے اسکو سنبھالا لیکر نکل گئین مین نے چاہا تھا اپنے کو سنبھال سکے آواز دون کہ او جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ مگر کلام کرنے کے لائق نہ رہا ایسا غش آیا نوبہار کہ عاشق صادق ہوا اسنے عرض کی حضور مطمئن رہین مین پتہ لگاتی ہون اور ابھی جاتی ہون اگر پاسکے تو حضور کے عیار کو تلاش کرکے لاؤن یہ کہکے نوبہار چلی مگر فیروزہ بن عمرو بادشاہ سے جدا ہوکر چند دن ہمراہ طلسم کشا رہکر آخر گھبرایا اور سوچا کہ انکے ساتھ رہنے سے کیا نفع ہے مین اپنے آقا کو خود تلاش کرون یہ سوچکر لشکر رستم سے نکلا ایک صحرا مین جاتا ہے دیکھا ایک جادوگرنی زیر شجر بیٹھی سحر کر رہی ہے جب ماش کے دانے اچھالتی ہے شجر خشک باردور ہوتے ہین صحرا کو سرسبز و شاداب کر رہی ہے فیروزہ نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک نازنین کی شکل بنا اور گاتا ہوا چلا یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری تھے نظم

بیابان کو کبھی ہنگام جنون مین سیر کر دیکھا　　سر شوریدہ کو پائے غزالان پہ دھر دیکھا
تری پستان ترے آنکھون کی نگردش کا اثر دیکھا　　ہے کہ گر تک سے سو طرح بیمار پھر دیکھا
سواد گیسوئے شکین مین ظلمت شام کی پائی　　بیاض گردن محبوب مین نور سحر دیکھا
محبت مین مزا ملتا ہے اذائین اٹھانے کے　　اسی کو جینے پایا جو حسین پہ مر کر دیکھا

مسافر ہی نظر آیا نظر آیا جو دنیا مین | جسے دیکھا اُسے آلودۂ گرد سفر دیکھا
دل سوزان کی حالت سینۂ سوزان مین یاد آئی | کسی مجمر مین ہمنے عود کو جلتے اگر دیکھا
خریدار محبت آئے تھے بازار عالم مین | وہی سودا کیا ہمنے کہ جسمین درد سر دیکھا
تیا غمزہ کیا صیاد نے اپنے اسیرون سے | کیا آزاد اُسے جس مرغ کو بے بال و پر دیکھا
ہوئی ہین کیا سمجھ کر پردۂ فانوس سے باہر | مگر شمعون نے پروانون کو بھی بے بال و پر دیکھا
جگر خون ہو گیا بدگو کا اپنے چپکے رہنے سے | خموشی مین بھی مظلومون کی نالے کا اثر دیکھا
یہ مستغرق تصور مین ہوئین اُس طاق ابرو کی | پھرین اپنی نگاہین جسطرف کعبہ اُدھر دیکھا
فراق یار مین جب عشق نے مجھکو ٹٹولا ہی | جو دل فولاد کا پایا تو پتھر کا جگر دیکھا
بدخشان و یمن چھانا لگائے غوطے دریا مین | نہ لب سا لعل ہی آتش نہ دندان سا گہر دیکھا

گانے کی آواز جو اُس ساحرہ نے سُنی پکار کر آواز دی بی گانے والی ذرا ہمارے پاس آؤ فیروزہ جھپٹ کے قریب آیا پوچھا کہ صاحب تمھارا کیا نام ہی اُسنے کہا گلرنگ جادو میرا نام ہی افتتاح تاجدار کی ملازم ہون اُنسنے اس صحرا کی آبادی کا حکم دیا ہی اسکو آباد کر رہی ہون فیروزہ بیٹھ گیا اب گلرنگ نے کہا کیون صاحب تم کون ہو اس جنگل مین جو اسطرح پھر رہی ہو فیروزہ نے کہا مین رازدار خداوند ہفت پیکر ہون ابھی صحراے بے خس و خاشاک مین تھی حکم ہوا کہ پاس ہماری بندی خاص گلرنگ کے جاؤ تو کیون بی گلرنگ مین بحکم خداوند تمھارے پاس پہونچی لیکن شراب بھی ممکن ہو ایک جام ہم پیین اور ایک تمکو پلائین گلرنگ نے کہا مین ابھی شراب لاتی ہون یہ کہکے اُٹھی دو گلابیان شراب کی ڈھونڈھ کے لائی فیروزہ نے جام لبریز کیا پہلے خود پیا دوسرے جام مین کھائی سے بیہوشی ملا دی سامنے گلرنگ کے پیش کیا گلرنگ نے چاہا پیون مگر سحر کر رہی ہو ایک ماش کا دانہ جو شراب مین پڑ گیا شراب شعلہ بنکے اُڑ گئی جام ٹوٹا گلرنگ نے للکار کے آواز دی ارے تو کون ہو فیروزہ نے اپنے دلمین کہا تیرا انتظام مٹا نیمچہ کھینچکر نعرہ کیا منم فیروزہ بن عمرو ساحرہ نے اپنے کو گرا دیا فیروزہ جست کر کے بھاگا گلرنگ نے نعرہ کیا او مکار تو کہان جاتا ہو بے سبب میرے قتل کو آیا اب مین کب تجھے جانے دیتی ہون فیروزہ قریب سو

قدم کے نکلگیا تھا کہ گلرنگ نے آواز دی ای نسیم سحر خیز اس عیار کو لینا ایک جھونکا ہوا کا چلا فیروزہ زمین پر گرا گلرنگ تیغ کھینچکر چلی اُسوقت فیروزہ کی بیقراری بلک بلک کے پکار رہا ہو ای معبود حقیقی ای رب تحقیقی تو مدد کر نظم

توگوئی ہر آنکس کہ در رنج وتاب
دعاے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا شدہ دائم ترا
درین عاجزی چون نخوانم ترا

رباعی - شاہا زکرم برمن درویش نگر + برحال من خستہ دلریش نگر + ہرچند نیم لائق بخشائش تو + برمن منگر بکرم خویش نگر + گلرنگ تیغ کھینچے ہوے کلمات سخت زبان پر لاتی ہے کہ پہونچکر اسکو قتل کرون مگر فیروزہ نے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا نوبہار جو تلاش فیروزہ مین نکلی تھی آسمان سے اسنے دیکھا کہ فیروزہ زمین پر پڑا ہو اور ایک ساحرہ قتل کیا چاہتی ہی نوبہار حال فیروزہ دیکھکر گھبرا گئی کہ مین ذرا رکی اور اُسنے تیغ مارا تیغ مثل برق کے چمکتا ہوا ہاتھ مین ہو اور بہت ہی بدظن ہو رہی ہو نوبہار نے بجلی کان سے نکالکر پھینک ماری ایک برق جہندہ گلرنگ پر گری گلرنگ کے دو ٹکڑے ہوے نوبہار کو اطمینان ہی کہ فیروزہ کو ساتھ لیچلونگی لیکن مرنے سے جو گلرنگ کے اندھیرا ہوا اُسی اندھیرے مین فیروزہ بھاگا جنگل مین گھس گیا درختون کی آڑ پکڑے ٹلتا ہوا جاتا ہو نوبہار بہ اطمینان زمین پر آئی دیکھا لاشہ گلرنگ کا پڑا ہو فیروزہ ندارد گھبرا گئی کہ یہ کمبخت کہان گیا پکارتی ہوئی چلی ای فیروزہ بن عمرو تمکو بادشاہ نے یاد کیا ہو مین ہون نوبہار یہ کہکے بلند ہوئی دیکھا ایک نخل کی جڑ مین چھپکر فیروزہ بیٹھا ہو نوبہار کڑک کر گری فیروزہ کی کمر مین پنجہ دیا اور لے اڑی فیروزہ کا تڑپنا پھڑکنا کبھی کہتا اری تو کون ہو جو مجھکو لیے جاتی ہی مین بیچارہ تو غریب مسافر فقیر مذہب جنگل مین پڑا رہتا ہون مجھکو کہان لیجائیگی نوبہار کچھ جواب نہین دیتی تھوڑے ہی عرصے مین باغ نگارین مین لاکر اُتارا بادشاہ کو فیروزہ نے دیکھا کہ مسند پر سرنگون بیٹھے ہین چہرہ اُداس عالم یاس کچھ اشعار پڑھ رہے ہین مقناطیس مشکبار کہہ رہی ہین کہ ہم بھی تلاش مین جائینگے فیروزہ کو ڈھونڈھکر لائینگے کہ فیروزہ نے دوڑکر قدمون کو بوسہ دیا بجوش محبت گرد پھرنے لگا عرض کی ای شہریار حضور کیون اسقدر

بیقرار ہین بادشاہ نے جو بعد مدت کے فیروزہ کو پایا بچپن سے ساتھ اسکے پرورش پائی تھی گلے سے لگایا فرمایا کہ ای یار وفادار کہان تھے ہمکو تو اطلاع زنگی سے بچاکر شمس فلک ہفت پیکر کاہن نے اس باغ مین رکھا ہی یہ تینون رفیق بھی ساتھ ہین فیروزہ نے اپنی مصیبت بھی بیان کی بادشاہ نے دیکھکر فرمایا ای فیروزہ عجب معرکہ گذرا ہی اسطرح ایک نازنین کا اسطرف گذر ہوا دل کی عجب کیفیت ہوای فیروزہ کس زبان سے بیان کرون نظم

سرمہ منظور نظر ٹھہرا ہی چشم یار کو — تیلیون گندا بنایا مردم بیمار کو
حال پہ میرے توجہ کیا ہو چشم یار کو — جبر تکلیف نگہ ہی مردم بیمار کو
حسن بے پردہ سے عالم جلوہ گر پایا ہو کہین — دم بھڑک جاتا ہو عریان دیکھکر تلوار کو
زلف کو دیکھے اگر دیکھا نہ ہو ابر سیاہ — برق دیکھی ہو نہ جسنے دیکھے اس رخسار کو
مطلع ہو کیچہ تو حال زار سے دو بیت دو تا — زعفران سے لکھکے خط بھیجا ہی مین سرکار کو
روے روشن سے مشابہ ہو نہایت آفتاب — دھوپ مین بٹھلائیگا مجھ تشنۂ دیدار کو
پھیر تا آہون کے دھوئین سے گھر بنایا تھا نہ باغ — نرگس شہلا کیا ہی روزن دیوار کو
رات بھر آنکھون کو اس امید پر رکھتا ہون فرش — خواب مین شاید کہ دیکھون طالع بیدار کو
بھول جاوے عالم اپنی چال کا طاؤس مست — نشہ مین اگر دیکھے تری رفتار کو
صبر کو کھوکر نہ ہو گا تو بھی ای دل داغ داغ — پھولتے پھلتے نہ دیکھا ہی غریب آزار کو
لکھ کے خط حسرت مین قاصد کی لہو رویا ہین — کر دیا چشم کبوتر روزن دیوار کو
بوٹیان اپنے کف پا کی جو صحرا مین آرہین — رشتۂ سیخ کباب آتش ظاہر خار کو

فیروزہ نے عرض کی حضور نہ گھبرائین غلام آپ کا جاکر پتہ لگاتا ہی اگر ملتا ہو تو حضور کو لیکر چلتا ہون یہ کہکے فیروزہ باغ سے نکلا ادھر تو یہ جاتا ہی ادھر ملکہ بہت بیقرار ہین اور سمن رخ کا انتظار کر رہی ہین دمبدم فرماتی ہین کہ سمن رخ پلٹ کر نہ آئی یہ باغ سے آتی ہوا اور فیروزہ صورت بدلے ہوے ایک مہ جبین کی شکل بنا ہوا ہی راہ مین دوچار ہوے سمن رخ نے خود پوچھا ای نازنین تو کون ہی جو اس صحرا مین یون پھرتی ہے فیروزہ نے ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا صاحب کیا بیان کرون کس حال مین ہون ایک

گوہر بے بہا کی تلاش مین نکلی ہون سمن رُخ نے پوچھا یہ مطلب مین نہین سمجھی فیروزہ نے کہا
ہمارے آقاے نامدار بادشاہ لشکر اسلام باغ نگارین مین بہ مدد شمس فلک ہفت پیکر مقیم
ہین وقت کا شمس فلک کو انتظار ہو دریچے مین براے سیر تشریف رکھتے تھے کہ ایک گرد
عظیم بلند ہوئی ایک نازنین ماذیان بحری پر سوار نہایت حسین و جمیل بارہ سو کنیزین پشت پر نمایان
ہوئی بادشاہ ہمارے کئی دن سے بہت بیقرار ہین مین اُسی محبوب کی تلاش مین نکلی ہون سمن رُخ
یہ حال سُنکر بہت خوش ہوئی کہ پتہ تو ملا فیروزہ سے کہا تمھین بادشاہ سے کیا تعلق ہو فیروزہ
نے کہا اے مہ جبین اصل یہ ہو کہ مین عیار ہون بادشاہ کا فیروزہ بن عمرو میرا نام ہو سمن رُخ
نے کہا سامنے جاؤ ایک باغ ملیگا وہان سے نشان حاصل ہو جائیگا فیروزہ طرف باغ
کے چلا مگر سمن رُخ نام و نشان سُن چکی قریب باغ نگارین کے پہونچی دروازے پر باغ
کے جن نگہبان دیکھے ایک نگہبان کی شکل بنکر باغ مین آئی پھرتی ہوئی قریب بادشاہ کے
پہونچی جُھک کر سلام کیا عرض کی حضور ذرا کنارے چلیے مجھے کچھ عرض کرنا ہو بادشاہ اُٹھ کھڑے
ہوے ایک کمرے مین لیکر سمن رُخ کو آئے یہ قدمون پر بادشاہ کے گر پڑی کہا اے شہر یار مین
مہوش شیرین کلام کی کنیز ہون جس روز سے ملکہ حضور کو دیکھکر یہان سے گئی ہین اُسی دن
سے آب و دانہ ترک ہو آپ کی یاد مین بیقرار ہین اگر حضور ساتھ چلین تو مین آپ کو لیچلون بادشاہ
یہ مژدہ سُنکر فوراً اُٹھ کھڑے ہوے فرمایا اے سمن رخ مین تیرے ساتھ چلونگا پیام محبوب
سنون اور مین رُک جاؤن مگر میرے رفیق جو یہ تینون ساتھ ہین یہ مجھکو نہ جانے دینگے مین
چاہتا ہون کہ اُنسے چھپکر جاؤن سمن رُخ نے عرض کی مین چلکر صحرا مین ٹھہرون آپ کسی طور
وہانتک آئیے بادشاہ نے سمن رُخ سے وعدہ کیا سمن رُخ تو جا کر صحرا مین ٹھہری صبح کو بادشاہ
جو اُٹھے مقناطیس وغیرہ نے دیکھا کہ آج تو چہرے پر بادشاہ کے بحالی ہو تینون جادوگر نیاز
بادشاہ کے قریب بیٹھین بادشاہ نے فرمایا اے مقناطیس ایک مرکب کسی طرح ممکن ہوتا تو
مین سیر سوار ہو کر شکار کو جاتے مقناطیس نے عرض کی اے شہریار آپ جسکے مہمان ہین اُسنے
منع کیا ہو کہ ایسا نہ ہو کوئی ساحر آپ کو دیکھ لے تو راز کھل جائیگا شمس کا قول یہ ہو کہ مین
کسی سے سحر مین کم نہین ہون مگر جو مین نے تجویز کیا ہے اُسمین فرق پڑیگا بادشاہ نے

فرمایا ہین باغ مین مرکب کو پھراؤنگا باہر نہ جاؤنگا مقناطیس نے کہا ہین شمس کو بلواتی
ہون اُس سے مرکب کی فرمایش کرون یہ کہکے ان تینون نے شمس کاہن کو ایک نامہ لکھا
شمس نامہ دیکھکر آیا مقناطیس نے کہا ای شمس بادشاہ یہان گھبراتے ہین ایک مرکب
بادشاہ کے واسطے بھیجدو اسی باغ مین پھرینگے شمس نے کہا ای مقناطیس وقت انقلاب
قریب آگیا جو مین سوچا تھا ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ اُسکے خلاف ہوگا ای مقناطیس مین نے
یہ انتظام کیا تھا کہ جب صاحبقران اس طرف سے گذرین تو مین بادشاہ کو لینے لاؤن اور
بالاعلان ساتھ ہوجاؤن اب بادشاہ پر کوئی اُفتاد پڑیگی جہانتک ہوسکے ای مقناطیس
وغیرہ بادشاہ کو باغ کے باہر نہ جانے دینا میرا نجوم خبر دیتا ہی کہ باہر جانا بادشاہ کے واسطے
باعث خرابی ہو مقناطیس نے کہا باہر تشریف لیجانے کی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی باہر وہ
کیون تشریف لیجائینگے شمس نے کہا خیر مین مرکب آج بھیجونگا مگر حفاظت کرنا مقناطیس وغیرہ
نے عرض کی ظاہر تو یہی ہی کہ اسی باغ مین سیر کرینگے باطن کا حال خدا جانے شمس نے
اپنے نگہبانون کو بھیجا ایک مرکب باساز و یراق مرصع کار خدمت مین بادشاہ کی لائے
شمس دست بستہ کھڑا ہوا کہا ای شہریار یہ مرکب تو حاضر ہی مگر غلام کی خدمتگذاری خیال مین
رہے ایسا نہو سرکار کو کوئی ضرر پہونچے تو باعث خرابی ہو بادشاہ نے کہا ای شمس مین تمھارے
حکم سے قدم نہ ہٹاؤنگا باغ سے باہر نہ جاؤنگا شمس مرکب چھوڑکر چلا گیا بعد جانے
شمس کے بادشاہ مرکب پر سوار ہوے باغ مین مرکب ٹہلانے لگے قریب دیوار باغ کے
آکر اڑ جکی مرکب طرارہ بھر کے دیوار کے پار گیا صحرا مین بادشاہ نے سمن رخ کو تلاش کیا
تو دیکھا سمن رخ سائے مین ایک نخل کے بیٹھی ہی انتظار بادشاہ کا کر رہی ہی بادشاہ کو
دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھی رکاب پر ہاتھ ڈالا یا بادشاہ کو لیکر طرف باغ کے چلی ادھر یہان
فیروزہ تلاش کرتا ہوا قریب باغ ملکہ پہونچا پشت پر باغ کی آکر کمند ماری داخل باغ ہوا ملکہ
حیران و پریشان وسط باغ مین ایک چبوترہ تھا اُسپر بیٹھی ہین کنیزین بہلا رہی ہین فیروزہ
ایک کنیز کی شکل بنکر قریب ملکہ کے آیا ملکہ نے کہا اے لالہ رخسار سمن رخ کو کئی دن کا
عرصہ گذرا کہ گئی ہے اسوقت تک پلٹ کر نہین آئی معلوم ہوتا ہے اُسنے نشان نہین

پایا حجاب سے پلٹ کر آئی فیروزہ نے کان میں منھ لگا کر کہا ای ملکۂ عالم میں اس شہریار کا عیار ہون بمشکل یہان تک پہونچا حضور نہ گھبرائیں مین بادشاہ کو لاتا ہون ملکہ نے گھبرا کر کہا بہتیا اگر مناسب ہو تو مین خود چلون فیروزہ نے کہا آپ کے چلنے کی کیا ضرورت ہی وہ مرد ہین انکا آنا آسان ہے آپ سے کہکے جاتا ہون آج سے کل تک بادشاہ کو لیکر آتا ہون ملکہ نے گلے سے موتیون کا مالا اُتار کے گلے مین فیروزہ کے پہنا دیا فیروزہ بخوبی سمجھا کر ملکہ کو باہر نکلا طرف باغ نگارین کے چلا ملکہ نے یہان جو حال شاہ کا سُنا سوزش قلب زیادہ ہوئی کنیزون نے پوچھا حضور لالہ رخسار کہان گئی ملکہ نے کہا ذرا مادیان بحری تیار کرو تو ہم صحرا کی سیر کرینگے دل کو زیادہ بیقراری ہی ترقی پر اشکباری ہی دیکھون اس سوزش کا کیا انجام ہو آخر مین حال ابتر ہوگا کوئی شی اچھی نہین معلوم ہوتی آب و دانہ کے نام سے نفرت ہی اصل مین دل کی یہ کیفیت ہی۔ نظم

ایسی وحشت نہین دل کو کہ سنبھل جاؤنگا
وہ نہین ہون کہ رکھائی سے مین ٹلجاؤنگا
شام ہجران کسی صورت سے نہین ہوتی سحر
کھینچکر تیغ کمر سے کسے دکھلاتے ہو
شب ہجر اپنی سیاہی کسے دکھلاتی ہی
طالع بد کے اثر سے یہ یقین ہے مجھکو
چار دن زیست کے گذرینگے تاسف مین مجھے
شعلہ رویون کو دکھاؤ نہ مجھے ای آنکھو
حال پیری کسے معلوم جوانی مین تھا
وہی دیوانگی میری ہے بہار آنے دو
شعر ڈھلتے ہین مری فکر سے آج ای آتش

صورت پیرہن تنگ نکل جاؤنگا
آج جاتا ہے تو ضد سے تری کل جاؤنگا
منھ چھپا کر مین اندھیرے مین نکلجاؤنگا
ناز معشوق نہین ہون جو مین ٹلجاؤنگا
کچھ مین لڑکا تو نہین ہون کہ دہل جاؤنگا
تیری حسرت ہی مین ہر حسن عمل جاؤنگا
حال دل پر کف افسوس مین مل جاؤنگا
موم سے نرم مرا دل ہے پگھل جاؤنگا
کیا سمجھتا تھا کہ آخر مین ڈھل جاؤنگا
دیکھکر لڑکون کی صورت کو بہل جاؤنگا
مرکے کل گو کے سلیقے مین مین ڈھل جاؤنگا

ملکہ نے کنیزون کو سمجھایا کہا مین مادیان پر سوار ہونگی کنیزین سمجھین کہ باغ مین پھر کے دل بہلائینگی ملکہ نے جو اُس مادیان کو زیر ران پایا اُڑاتی ہوئی قریب در باغ آئین گھوڑے کو باغ سے

نکالا مادیان کو اڑ کی باغ سے نکلیں صحرا کی ہوا جو گھوڑی کو لگی طرارے بھرنے لگی ملکہ تو وہ راستہ دیکھ چکی تھیں مگر گھوڑی طرارے بھر کے اور طرف نکل گئی اب جو پلٹ کے دیکھا معلوم ہوا کہ اصلی راستہ چھوٹا سامنے ایک پہاڑ تھا اُسکے دامنے مین آکر ٹھہرین دیکھ رہی ہین کہ اے مہوش راستہ اصلی مجھ سے چھوٹا مادیان نے راستہ بھلایا نگہ اُٹھا اُٹھا کے چہار جانب دیکھ رہی ہین کہ اے مہوش کسطرف جاؤن کیونکر اپنے کو قریب باغ نگارین پہونچاؤن اسی سوچ مین کھڑی تھین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک تاجدار پشت مرکب پر سوار پشت پر دو تین سو جلیبے قراول عہدے ہاتھین مین باز بحری جرہ لیے چلے آتے ہین بسبب صحرا کے ملکہ بے نقاب کھڑی تھین اُس بادشاہ کی جو نگاہ پڑگئی آفتاب زیر کوہ پایا دامنہ کوہ روشن ہو رہا ہے بدحواس ہوگیا پکارا اُٹھا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان تمہارا جمال بیمثال دیکھکر روح تڑپ گئی چاہتا ہون آکر قدمون کو بوسہ دون ہرچند اپنے کو روکتا ہون مگر ضبط نہین ہوسکتا عجب کیفیت ہے دل کی یہ صورت ہے۔ نظم

بہار آئی ہے عالم ہے گل ونسرین وسوسن پر
جوانان چمن نازاں ہین اپنے اپنے جوبن پر

نقاب اُلٹے جو تو رخسار آتش رنگ سے اپنے
پر پروانہ سے آرے چلیں شمعون کی گردن پر

دل نازک کو اپنے جنبش مژگان سے کیا ڈر ہے
چھری چلتے نہین دیکھی کبھی شیشے کی گردن پر

ادب آموز ہے ہر ایک ذرہ اپنے وادی کا
نہین ممکن کہ گرد اُڑکر پڑے رہرو کے دامن پر

نہایت بلبل شیدا کا دل اُسنے جلایا ہے
جو لیس ہووے تو رکھدین آگ مین گلچین کے دامن پر

نہ سمجھا پر نہ سمجھا میرے خط شوق کا مطلب
مقدر نے مجھے عاشق کیا کس طفل کودن پر

تری زلف سیہ الکیت سفیداری یار ہوئیگی
سیہ وہ شب ہے چلیگی جو طریق روز روشن پر

حرارت طور کے شعلے کی ہر اک دانہ رکھتا ہے
یقین ہے خاک ہو بجلی گرے گر اپنے خرمن پر

فنا ہوکر بھی چھوٹے گی نہ خو نظارہ بازی کی
ہماری خاک کے ذرے کرینگے قبضہ روزن پر

جو کامل ہین نہین اندیشہ آتش اُنکو بدبین کا
دہان زخم کاری خندہ زن ہین چشم سوزن پر

ملکہ نے پکارکر جواب دیا اے شخص خبردار ایسے خیالات مہملات اس جانب نہ کرنا یہ تاجدار بادشاہ قلعہ ظلم نگار خراج گزار ہفت پیکر برائے شکار نکلا تھا ملکہ کو دیکھکر مائل ہوا

تملق کرنے لگا جب ملکہ نے کلمات سخت کہے تو گھوڑا بڑھایا کہا اے جان جہان اب مین تمکو نہ جانے دونگا
پکڑ کر لیجاؤنگا ملکہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تاک کر تیر مارا کہ گھوڑے کی آنکھ پر پڑا اُس
گھوڑے نے جست کی نیلم تاجدار گھوڑے سے گرا ساتھ والون سے اشارہ کیا چہار جانب
سے گھیر لو گرفتار کرکے نیلم حصار مین لیجاؤ خاتون محل قرار دونگا وہ مرتبہ کرون کہ سب محلات کو
رشک ہو بہیلیے قراول بلوہ کرکے چلے نیلم تاجدار جبار نے پوچھ کر اُٹھا حکم ہوے کا دے رہا ہی
بہیلیے قراول جو چلے ملکہ نے جسے تاک کر تیر مارا وہ خطا شعار سہم کر واصل جہنم ہوا چلایا رویا پیٹا
مگر گر کر نہ اُٹھ سکا بعض گوشون مین چھپتے ہین بعض مثل تیر کے بھاگتے ہین ملکہ نے تیرون
کی بوچھار کر دی دس بیس جوان گرے نیلم نے اودھر کب منگایا یہ نہ سمجھا کہ بھلا گھوڑا مرکب
گیا اب گھوڑے کو مہمیز کیا ساتھ والون کو لیکر چلا قضا سے کار صمصام بد انجام کو جو لشکر کشی
کرکے طرف طلسم کشا کے چلا تھا اُسکا اس طرف گذر ہوا ہرکارون نے بڑھکر خبر دی کہ
آپ کی صاحبزادی نہین معلوم کس ضرورت مین اس جنگل مین آئی ہین نیلم تاجدار نے گھیرا
ہی وہ صاحب عصمت وعفت اپنے کو بچا رہی ہے تیر لگا رہی ہے صمصام یہ سنکر غصے
مین گینڈا جھکا کر بڑھا پکار کر آواز دی او نیلم کیون قضا آئی ہی میرے مقابلے مین آ سوارون
سے اشارہ کیا اسکے ساتھ والون کو مار لو سواران جنگی گھوڑون کو بڑھا کر بڑھے تھوڑی ہی
دیر مین بہیلیے قراولون کو مار لیا اب نیلم مقابلے مین صمصام کے آیا نیلم جانتا ہے کہ یہ
پہلوان زبردست ہی اس سرحد مین کوئی اس سے مقابلہ نہین کر سکتا تملق کرنے لگا
کہتا تھا اے صمصام بیٹی کی آخر شادی کروگے مجھکو بہ فرزندی قبول کرو مگر صمصام
نے کہا او نامرد ایک عورت کو تو تو گرفتار نہ کر سکا پیغام شادی دیتا ہی مین ایسے دلیر
کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کرونگا کہ جو تمام دنیا پر غالب ہو جیسا مین پہلوان ہون مثل
میرے ہو اُسکو داماد قرار دونگا کہ مجھکو بھی لطف ملے یہ کہتا ہوا قریب نیلم کے آیا نیلم نے
نیزہ مارا صمصام نے نیزہ پکڑ کے توڑ ڈالا ملکہ نے دیکھا کہ جب باپ میرا نیلم کے مقابلے
سے مہلت پائیگا مجھکو اپنے ساتھ لیجائیگا یہ تو دونون مصروف جنگ ہوے ملکہ نے گھوڑی
کو جھپکا کر درہ کوہ مین ڈالدیا دوسری طرف سے ہوکر نکل گئی یہان صمصام نے گھوڑے کی

عرصے مین نیلم تاجدار کو مار لیا اب جو پلٹ کے دیکھا بیٹی کو اُس مقام پر نہ پایا سمجھا کہ واسطے
شکار کے آئی تھی یہان آکر گھبر گئی اب طرف اپنے باغ کے گئی ہوگی بر سر منزل روانہ ہوا
ملکہ راہ مین بھٹکتی ہوئی جاتی ہو ایک نخل کے سائے مین جاکر ٹھہری حیران پریشان ہو کہا اے
مینوش راستہ فراموش کیا اب تا بہ باغ نگارین کیونکر پہونچنگی عیار نے جاکر اُس شہریار
کو خبر کی ہوگی وہ میرے مشتاق ہونگے کیا عجب ہو کہ چل نکلے ہون اس خیال مین کھڑی تھی
کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا بادشاہ جمجاہ گھوڑے پر سوار سمن رُخ رکاب پر ہاتھ رکھے ہمراہ
بادشاہ کے آتی ہو ملکہ نے پکار کر آواز دی اے سمن رُخ یہ تو کیسے گھوڑے کے ساتھ جاتی ہے
سمن رُخ نے جو ملکہ کو دیکھا کہا اے شہریار دیکھیے ملکہ کو یہ اشتیاق تھا کہ آپکے اشتیاق
مین نکل آئین بادشاہ ملکہ کو دیکھ کر گھوڑے سے اُترے ادھر ملکہ یادیان سے اُترین دونون
فراق دیدہ آپس مین ملے بادشاہ نے کہا ملکہ طرف باغ نگارین کے چلو شمس نے مجھکو
منع کیا ہو کہ صحرا مین نہ جائیے گا شاید کوئی ساحر آتا ہو مجھکو تمکو دیکھ لے تصویرین ہماری
سب کے پاس موجود ہین ملکہ نے کہا طرف میرے باغ کے چلیے وہان آرام پائیے گا اسپر
آپس مین تکرار ہوئی ملکہ کہتی ہین میرے باغ مین چلو بادشاہ فرماتے ہین باغ نگارین مین چلنا
بہتر ہو آخر صلاح ہوئی کہ اسی مقام پر زین پوش بچھا کر بیٹھو اُسی مقام پر زین پوش بچھا کر
بیٹھے صرف سمن رُخ خدمت مین ہو کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی فیروزہ بن عمرو آتا ہو
فیروزہ نے جو بادشاہ کو بیٹھے دیکھا قریب آیا ملکہ نے فیروزہ کو بہچانا کہا اے شہریار یہ کیا
آپ کا میرے باغ مین پہونچا تھا اسی کے کہنے سے مین نکل آئی اس مقام پر بیٹھنا بہتر نہین
ہو راہ مین مجھکو ایک تاجدار نے گھیرا تھا میرے باپ نے آکر مدد کی نیلم کو مارا مگر میرا
پردہ اُسپر نہین کھلا مین درہ کوہ مین ہو کر نکل آئی آپ تک پہونچی ایسا نہ ہو وہ اسطرف
سے آتا ہو بادشاہ نے فرمایا وہ بر سر منزل ہوگا اس طرف کہان آئیگا اگر آئے گا تو
مارا جائیگا ملکہ نے کہا اے شہریار صمصام یگانہ آفاق ہے فنون سپاہ گری مین طاق ہو
اُسپر پنجہ قابض ہونا دشوار ہو اس عالم مین کوئی اُسکا نظیر نہین نظر کردہ ہفت پیکر کہلاتا ہو
اگر حضور سے مقابلہ پڑا تو بڑی مشکل ہوگی شاہ نے فرمایا اے ملکہ ہر چند کہ اُس

حوالی مین پہلوان بے نظیر مشہور ہی مگر مقابلہ پڑے تو تماشہ دیکھنا ہو فیروزہ بن عمر کہین سے شراب تلاش کرو کہ صحرا مین مزے سے شراب کا چرچہ نہین ہوا فیروزہ بہت خوش ہوکے روانہ ہوا اور یہان بادشاہ نے ایک ہرن تیر سے مارا اُسکے کباب لگانے مین مصروف ہوے یہان کباب تیار ہین فیروزہ کوس کوس بھر دوڑ دوڑ گیا کہین شراب کا نشان نہ پایا پلٹ کر عرض کی ای شہریار یہ وہ صحرا ہی کہ جہان بستی کا نام نہین بھٹی قریب بستی کے ہوتی ہی یہان کوئی بستی قریب نہین سب طرف جنگل اُجاڑ چہار جانب پہاڑ یہ ذکر تھا کہ پہاڑ سے ہنسنے کی آواز آئی دیکھا کہ ایک مرد پیر جھریان چہرے پر پڑی ہوئین لباس بھاری پہنے ہوے ایک طفل امرد کا ہاتھ پکڑے ہوے اُس سے مسخرہ پن وہ کرتا ہوا پہاڑ سے اُترا سامنے بادشاہ اسلام کے ایک نخل کے سائے مین آکر بیٹھا پکار کر آواز دی ای مسخرا شراب لاؤ ایک غلام زنگی پہلو سے کہ وہ سے پیدا ہوا مٹکا شراب کا کاندھے پر رکھے ہوے چھنگا بیان شراب سے خالی لاکر اُس مرد پیر کے سامنے رکھ دیا مرد پیر نے گلابیان شراب سے معمور کین ایک جام شراب آپ پیتا ہی ایک طفل امرد کو پلاتا ہی طفل امرد نشے کے جوش مین بہ الحان یہ غزل گاتا ہے

نظم

ہوتا ہی سوز عشق سے جل جل کے تن تمام
کرتی ہی روح مرحلۂ آب و گل تمام

دیکھا ہی جب تجھے عرق آگیا ہے یار
غیرت سے ہوگئے ہین حسین منفعل تمام

قدسی بھی کشتہ ہین تری شمشیر ناز کے
مارے پڑے ہین متصل و منفصل تمام

درد فراق یار سے کہتا ہون بند بند
اعضا ہمارے ہوگئے ہین مضمحل تمام

ساری عدالت اُلفت صادق کی ہی گواہ
جھر دل سے ہی لپی ہوئی اپنی سجل تمام

کرتے ہین غیر یار سے میرا بیان حال
اُلفت سے ہوگئے ہین موافق مخل تمام

تیر نگاہ ناز کا رہتا ہے سامنا
چھلنی ہوا ہی سینہ مشبک ہی دل تمام

ہوتا ہی پردہ فاش کلام دروغ کا
وعدے کا دن سمجھ لے وہ پیمان گسل تمام

خلوت مین ساقی یار کے جا ناز تھی چھین
ارباب انجمن ہوے آتش خجل تمام

وہ لڑکا اسطرح گا رہا ہی کہ وہ پیر کبھی اُسکے پاؤن پر گرتا ہی کبھی اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالدیتا ہی

بادشاہ نے جو یہ رنگ دیکھا فیروزہ سے فرمایا کہ اے فیروزہ اس بڈھے کے پاس جاؤ ایک بتیلہ شراب کا اُسکے پاس ہو کہو ایک گلابی ہمین دیدے تیرا احسان ہوگا پھر ایک گلابی شراب کے بدلے ہم دس گلابیان دینگے مگر اسوقت ہم مجبور ہین تیرے پاس شراب بہت ہو اگر ایک گلابی دیدے گا تو تیرے پاس کم نہ ہوگی فیروزہ پیغام بادشاہ کا لیکر پاس اُس بڈھے کے آیا بڈھے نے بہ سختی جواب دیا کہ ہم اپنے لطف کو شراب لائے ہین کہ غیرون کو تقسیم کرتے ہین مگر اے شخص تو میرے پاس آیا ہو تو ایک جام پی لے فیروزہ نے کہا وہ میرے آقا ہین اُنھون نے شراب مانگی تم نہین دیتے میری مجال ہو کہ مین پیون بڈھے نے کہا اے شخص مین تجھے ایک جام پلاتا ہون تو کیون عذر کرتا ہو یہ کہکے جام لبریز کیا لڑکے نے کئی شعر فیروزہ سے آنکھین ملا کر جو گائے فیروزہ خود شراب مانگنے لگا کہا کہ لائیے مجھے ایک جام شراب پلا دیجیے مین تو خود جام کا مشتاق ہون اگر بادشاہ کو غرض ہوگی تو وہ خود آکر مانگین گے یا طلب کر لین گے اُس طفل نے جام لیا چند اشعار گا کر جام فیروزہ کو دیا فیروزہ بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی فیروزہ خود بھرنے لگا ہاتھ اُٹھا کر گاتا تھا اور بڈھے کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا عرض کرتا تھا اے پیر روشن ضمیر و اے صاحب جاہ و توقیر جو حکم کرو وہ بجالاؤن بڈھے نے کہا بالاے کوہ فلک شکوہ جاؤ وہی تمھارا مسکن ہو یہ سُنکر فیروزہ طرف کوہ کے چلا بادشاہ نے آواز دی او بے حیا کہان جاتا ہے اس طرف آ فیروزہ نے جواب بھی نہ دیا گھاٹیان طے کر کے بالاے کوہ پہونچا پہاڑ پر ایک غار تھا اُسمین پھاند پڑا بادشاہ نے سمن رُخ سے کہا تم جاؤ اس بڈھے سے شراب مانگ لاؤ فیروزہ بڑا بیحیا ہے شراب پی کے بالاے کوہ چلا گیا فرزندان عمرو بے مروت بھی ہوتے ہین آپ شراب پی کر بالاے کوہ چلا گیا نہین معلوم وہان کیا رکھا ہے سمن رُخ نے عرض کی جب اُسنے عیار کو شراب نہ دی تو مجھے کا ہیکو دیگا نہین معلوم کیا کہیگا آخر ملکہ نے کہا اے سمن رُخ جاؤ تو تم جاکر مانگو تو ایک گلابی دیدے گا اُسکے پاس سارا بتیلہ رکھا ہے ایک گلابی مین کیا کم ہوجائیگا سمن رُخ ناچار ہو کر بموجب حکم ملکہ اُس بڈھے کے پاس آئی کہا اے

پیر روشن ضمیر ایک گلابی ہمارے بادشاہ نے لگتے ہیں تیرے پاس تُبلہ بھرا رکھا ہوا ہے گلابی
میں کیا کم ہو جائیگا بڈھے نے کہا ہم رفتہ رفتہ کرکے پیئیں گے اس چلبلی کیا حقیقت ہے ہم
دن بھر میں دو دو تُبلے پیتے ہیں اسمیں سے گلابی دیتے ہیں ہمارے نشے میں کمی ہوگی اگر اے
سمن رُخ تو ہم تک آئی ہے اگر تیرے مزاج میں آئے تو ایک جام پی لے سمن رُخ نے کہا
میری مالکہ سامنے بیٹھی ہیں مجھسے یہ بے ادبی نہ ہوگی لڑکے نے گنگنا کے سمن رُخ سے آنکھ ملائی
چند اشعار عبرت آثار جو گائے سمن رُخ بھی تحسین کرنے لگی کہتی تھی ای پیر روشن ضمیر ایک جام
شراب کا مجھکو پلا دے مالک کو چاہیے نہ دینا میرا کیا حرج ہے مجھے اپنے لطف سے مطلب ہے
لڑکے نے فوراً جام شراب سے لبریز کیا اور سمن رُخ کو دیا سمن رُخ بھی پی گئی پی کر
ناچنے لگی بڈھے نے کہا ای سمن رُخ تم بھی بالا کوہ جاؤ سمن رُخ یہ سنکر گاتی ہوئی
فوراً طرف کوہ کے چلی ملکہ نے پکارا او سمن رُخ بے حیا بے مروت کہاں جاتی ہے ادھر آ
ارے وہاں جا کر کسی بلا میں پھنس جائیگی حضور یاد فرماتے ہیں کس کام کو بھیجا تھا تونے جا کر
کیا کیا اب پلٹ کر ادھر نہیں دیکھتی ہرچند ملکہ نے پکارا سمن رُخ نے نہ سُنا بالا کوہ
چلی گئی مثل خیروزہ یہ بھی غار میں پھاند پڑی بادشاہ نے لاحول پڑھکر قبضے پر ہاتھ ڈالا
اپنے مقام سے اُٹھے فرماتے ہوئے کہ ای ملکہ عالم میں اس ملعون سے شراب چھین کر
لاتا ہوں مجھسے انکار نہ کر سکیگا جیسے ہی بڈھے نے دیکھا کہ بادشاہ آتے ہیں تمام تُبلے کی
شراب زمین پر انڈیل دی طفل کا ہاتھ تھام کر طرف کوہ کے بھاگا بادشاہ نے بڈھے
کا پیچھا کیا ملکہ غل مچاتی ہیں کہ ای شہریار آپ کہاں جاتے ہیں مجھکو اس صحرائے ہولخیز
میں اکیلا چھوڑے جاتے ہیں بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا بڈھا گھاٹیوں کو طے کرکے طفل
امرد کا ہاتھ تھامے ہوئے اور مسخرہ پن کرتا ہوا بالائے کوہ پہونچا اُسی غار میں پھاند پڑا
بادشاہ نعرہ کرکے گھاٹیاں تماشتے ہوئے بالائے کوہ چلے ملکہ بیٹھ رہی ہیں پکارتی
ہیں ای شہریار بالائے کوہ نہ جائیے یہ کنیز لونڈی چھوڑ کر آپ کے واسطے آئی ہے اب کیونکر
بسر کرونگی اسی جنگل میں سرگرداں مرونگی

نظم

ظاہر کسی کے دل کا کیا حال زار کچھ	سُنتا نہیں وہ گل کہے کوئی ہزار کچھ

توفیق خیر رکھتی ہے گر تیغ یار کچھ	زخم اسنے کھائیگا نہ رہیگا شمار کچھ
پوچھی کسی سے نے محکمۂ حشر مین نجات	ٹھہرے نہ ہم حساب مین روز شمار کچھ

ای شہریار اس صحرا مین مجھے آپ تنہا چھوڑے لئے ہین میری محبت سے منھ موڑے لیتے ہین
بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا بالاے کوہ پہونچے اور اس غار مین جاکر بلا تکلف پھاند پڑے
ملکہ تڑپتی ہوئی زیر کوہ رہگئین تھوڑے عرصے کے بعد اسی غار مین سے فیروزہ بن عمرو
نکلا پکار کر آواز دی ای ملکہ کیون گھبراتی ہو تمکو بادشاہ نے بلایا ہے ملکہ خوش ہوکر دوڑین
پکار کر پوچھا ای فیروزہ تمنے جو بادشاہ کے ساتھ ایسی حرکت کی کہ خود شراب پی لی اور
ہمارے واسطے نہ لائے بالاے کوہ چلے گئے اور غار مین پھاند پڑے اب بادشاہ
کیا کرتے ہین فیروزہ نے کہا ای ملکۂ عالم بادشاہ کو وہان جاکر سلطنت ہوئی بادشاہ
تخت پر بیٹھے ہین وزیر امیر گرد چونکہ یہ سامان ہونے کو تھا اسی وجہ سے مین نے بات کا
جواب نہین دیا اور بالاے کوہ پہونچا جب وہان پہونچا تو سنا کہ سب بادشاہ کا ذکر کر رہے
ہین اب بادشاہ نے کہا ای فیروزہ تم جاکر ہماری معشوقہ کو بلا لاؤ مین آپکو بلانے آیا ہون
تشریف لے چلیے ملکہ فیروزہ کے ساتھ ہوئین غار کو دیکھکر ڈرین فیروزہ نے کہا اسی
غار مین پھاند پڑیے ملکہ نے کہا ای فیروزہ مین اس غار مین کیونکر پھاندون مجھکو تو خوف
معلوم ہوتا ہے فیروزہ نے کہا اگر بادشاہ کی ملاقات منظور ہو تو میرے ساتھ چلیے
یہی راستہ چلنے کا ہے کچھ آپ کو تکلیف نہ ہوگی ملکہ یہ سنکر بیتاب و بیقرار ہوئین کہا ای
فیروزہ بادشاہ پر تو میری جان جاتی ہے مین ضرور چلونگی اول فیروزہ اسی غار مین
پھاند پڑا بعد فیروزہ کے ملکہ بھی آنکھین بند کرکے پھاند پڑین اب جو آنکھین کھولین
اور سر اٹھاکر دیکھا بادشاہ بیٹھے ہوے ہین سمن رخ مگس رانی کر رہی ہے کچھ وزیر و امیر
وضع گرد بادشاہ کے بیٹھے ہین سمجھا رہے ہین کہ حضور یہان کے بادشاہ ہوے ہم لوگون
پر دست شفقت رکھیے عدل و انصاف سے بسر کیجیے بادشاہ نے ملکہ کو دیکھکر فرمایا
ای ملکۂ عالم آؤ بیٹھو ملکہ مجمع ذرا دیکھکر گھبرائین مگر ایک کرسی پر بیٹھین فیروزہ بن
عمرو کہہ رہا ہے ای ملکۂ عالم یہ مقام نہایت فرح خیز ہے بڑی راحت ملیگی یہ باتین ہو رہی

تھین کہ چند لوگ دوڑتے ہوے آئے بادشاہ سے عرض کی حضور داروغہ زندان خانہ آتا ہے دیکھا کہ چند چوبدار حاجب وغیرہ پہلے آئے اُسکے بعد وہی پیر زمین گیر طفل امرد کو ساتھ لیے ہوئے لباس بھاری پہنے ہوے آیا بادشاہ برائے تعظیم اُٹھے اُس بڈھے نے کہا اے بادشاہ لشکر اسلام یہ مقام زندان خانہ طلسم ہے یہان وجہ معاش سبب سے حاصل ہوتی ہے بے سبب کسی کو کھانا نہین ملتا یہ عورت کیا پیشہ جانتی ہے کیا پیشہ کرکے کھائیگی ملکہ نے سر جھکاکر جواب دیا کہ صاحب گوشہ نشین سب عورتین سینا پرونا جانتی ہین اور ہم شاہزادیان کیا جانین بڈھے نے کہا انکو خیاط خانے مین داخل کرو ہر چند ملکہ روئین بھڑکین مگر کسی نے نہ سُنا بادشاہ کچھ نہ بولے چند کنیزین ملکہ کو کھینچکر ایک مکان مین لیگئین وہان دیکھا بہت سی عورتین عبا و قبا وغیرہ سی رہی ہین ملکہ کے آگے بھی بہت سا سینا رکھ دیا کہا اسکو سیجیے جسقدر سیوگی اُسیقدر اُجرت ملیگی اور اگر کچھ کام بگاڑ دیا تو سزا ملیگی ملکہ آنکھون مین آنسو بھر کر سینے لگین مگر حیران ہین کہ دیکھیے جمال بادشاہ بھی دیکھنا ملتا ہے یا محروم رہتی ہون اب اُس بڈھے نے فیروزہ سے پوچھا کہ کیون اے عیار طرار تو بھی کوئی کام جانتا ہے فیروزہ نے کہا مین کار زرگری سے بخوبی آگاہ ہون چند نگہبان فیروزہ کو لیگئے اور ایک مکان مین دیکھا کہ بہت سے زرگر بیٹھے ہوے کار زرگری کر رہے ہین فیروزہ کے آگے لاکر بہائی ہتھوڑا سونا چاندی کچھ نگینے جواہرات کے رکھدیے کہا یہ لو زیور بناؤ لیکن اگر کام بگڑ جائیگا تو تمکو سزا ملیگی فیروزہ ناچار کار زرگری مین مصروف ہوا اب اُس بڈھے نے سمن رُخ سے کہا تم خیاط خانے مین جاؤ جو جوڑے تیار ہون اُنکو تہ کرکے رکھا کرو بروقت آنے طلسم کشا کے تسے حساب لیا جائیگا سمن رُخ کو یہی غنیمت معلوم ہوا کہ مالک کے تو سامنے رہونگی سمن رُخ اُسی مکان مین آئی جہان ملکہ سینے مین مصروف ہین اب وہ بڈھا طرف بادشاہ کے متوجہ ہوا کہا آپ بادشاہ لشکر اسلام ہین آپ کیا کام کرینگے بادشاہ نے فرمایا مجھے تاج بنانے مین دخل ہے مین تاج بنایا کرونگا وہ بڈھا اپنے ساتھ بادشاہ کو لیکر ایک کمرہ مین آیا کہ اُسمین بالکل سناٹا ہے ایک الماری رکھی ہے اُسمین قفل لگا ہے بڈھے نے

ازار بند سے اپنے کنجی کھولی قفل کھول کر الماری سے تاج شکستہ نکالکر سامنے بادشاہ کے رکھدیے بادشاہ مجبور و ناچار اسکے بنانے مین مصروف ہوے مگر رویا کرتے ہین کہ عجب مقام پر فلاک نے پہونچایا کہ مثل مزدورون کے کام کیا کرتے ہین شب کو ایک مکان ہے خراب ٹوٹا ہوا اُس مکان مین نگہبان لاتے ہین وہین ملکہ فیروزہ وسمن رُخ بھی کام بناکر آتے ہین اسقدر تھکے مانارے ہوتے ہین کہ آلیس مین کلام کرنے کی نوبت بھی نہین ہوتی نگہبانون نے کھانا لاکر مثل مرتبے کے سامنے ہر ایک کے رکھدیا سب نے اُسکو شکر کرکے نوش کیا اور اپنے مقام پر سو رہے صبح کو پھر اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہوے اس بڈھے کا نام فرتوت جادو ہے سب کو اُس مقام قید کرکے اپنے مکان اصلی مین آیا زوجہ اسکی مکارہ جادو دختر اسکی گلگونہ گلگون پوش ہو اُنکے سامنے سب حال بیان کیا کہ آج مین نے بادشاہ لشکر اسلام کو قید کرلیا بڑی مصیبت مین ہین جبتک طلسم کشا یہان آئین گے انکو زندہ نہ پائینگے جس دن خدمت مین فرق پڑیگا وہ سزا دونگا کہ موت مانگے اور موت نہ آئے گلگونہ نے جو یہ سب حال سُنا اور یہ بھی سُنا کہ ایک معشوق پری پیکر دختر صمصام لدس قیدخانے مین بھی ساتھ ہی گلگونہ نے باپ سے پوچھا کہ اے والد نامدار انکے رہا ہونے کی کیا صورت ہی کہا اے دختر بلند اختر یہ باتین راز خداوندی کی ہین انکو زبان سے نہین نکال سکتا گلگونہ نے کہا اے باپ اگر تم حکم دو تو ہم بھی ایک دن قیدیون کو دیکھ آئین انکو مصیبت مین دیکھین کہ ہمارے دل کو خوشی ہو فرتوت نے کہا یہ بادشاہ لشکر اسلام ہین انکا دیکھنا بہتر نہین جس نازنین نے انکو دیکھا دل وجان سے مائل ہوئی دختر صمصام کہ کل فنون سپاہ گری سے ماہر ہی مگر عشق مین ایسی مبتلا ہی کہ ساتھ بادشاہ کے قید اختیار کی اور ایسی مبہوت ہو رہی ہی کہ شام کو صرف جمال دیکھ لیتی ہی اسی کو وہ غنیمت جانتی ہی بات کرنے کی فرصت نہین اتنا کام ان لوگون کو پڑتا ہی کہ فقط کھانا کھاکے بسبب محنت و مشقت کے سو رہتے ہین صبح کو پھر اُسی مشقت کا سامنا ہوتا ہی اب مدت تک یون ہی رہینگے طلسم کشا کا یہانتک پہونچنا دشوار ہی جب تک وہ یہان آئین گے

جبتک یہ لوگ تڑپ تڑپ کے مر جائین گے یہ کہکے فرتوت نے کوئی صورت نسبت رہائی کی بیٹی سے نہ بیان کی باہر چلا گیا لیکن گلگونہ کو ذکر بادشاہ سنکر ایسا اشتیاق ہوا کہ دن بھر تڑپی آخر شام کو اُٹھی ماں کے پاس آئی کہا اے مادر مہربان سچ بتلائیے کہ اگر کوئی قصد کرے کہ بادشاہ اسلام کو قید خانے سے رہا کرے تو کیا تدبیر ہے مکارہ نے کہا اے نور نظر باپ تمہارے کو سکار طلسم مشہور ہین اس بات کو منھ سے نہین نکالتے یہ بھی کتابون مین لکھا ہے کہ ان لوگون کے معین زمین سے پیدا ہوتے ہین صمصام جنگ آ رہا کہ پہلوان بے نظیر ہے بیٹی کو بھی فنون سپہ گری سکھائے مگر وہ بادشاہ پر عاشق ہوئی اپنے مکان سے نکل آئی بادشاہ نے خلاف قاعدہ طلسمی کیا قید ہوگئے مین ان باتون کو ذہن سے نہین نکال سکتی گلگونہ رونے لگی کہا اے مادر مہربان آپ کیا مجھکو دشمن جانتی ہین مین ان دشمنون کی رہائی کی تدبیر کرونگی چونکہ مین دختر فرتوت جادو ہون آگاہ ہونا چاہیے کہ رہائی کی ان لوگون کی کیا صورت ہے مکارہ نے کہا اے نور نظر اول یہ تدبیر ہے کہ شمس فلک ہفت پیکر ان لوگون کا معین ہے قید اظلم سے رہا کرکے لایا اپنے باغ مین رکھا وہان یہ افتاد پڑی کہ جوش عشق مہوش شیرین کلام مین باغ سے نکل آئے یہان آکر پھنسے شمس کو اطلاع ہو وہ کچھ اسکی تدبیر کریگا گلگونہ خاموش ہو رہی کنارے آکر ایک نامہ بنام شمس لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شمس فلک ہفت پیکر تم جنکے مددگار ہو وہ آکر قید مین فرتوت کی مبتلا ہوے ایک کنیز و ایک عیار و عاشق و معشوق مبتلاے بلا ہین مین گلگونہ دختر فرتوت مشتاق جمال بادشاہ ہون اور کوئی خواہش نہین رکھتی اگر ہوسکے تو مجھ تک آؤ تدبیر رہائی بادشاہ کرو ایک کنیز کو وہ نامہ دیا کہا یہ جاکر شمس کو پہونچا دے کنیز نامہ لیکر چلی یہان شمس فلک ہفت پیکر بعد کئی دن کے جو باغ مین آیا مقناطیس و نوبہار و مشکبار کو گریان و نالان پایا گھبرا کر اُن سب سے پوچھا نوبہار نے سب کیفیت بیان کی مقناطیس وغیرہ نے رو رو کر سب حال بیان کیا کہا کہ ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ جوش محبت مہوش مین باغ سے نکل گئے کسی بلا مین جاکر پھنسے شمس نے زانو پر ہاتھ مارا منھ اپنا پیٹ لیا اور کہا صاحبو افسوس ہے

میری مشقت ضائع ہوئی بادشاہ نے میرا کہنا نہ مانا باغ سے نکل گئے مین سمجھ گیا جہان جاکر پھنسے مگر غیب سے پروردگار سامان پیدا کریگا یہ ذکر تھا کہ کنیز گلگونہ نے آکر نامہ دیا شمس نے نامہ پڑھا کنیز کو جواب دیا کہ ملکہ عالم کو ہماری طرف سے آداب و تسلیمات عرض کرنا اور کہنا کہ آپ آج شب کو قصر راز مین تشریف رکھیے گا مین حاضر ہونگا جو صلاح ہوگی وہ کیا جائیگا کنیز روانہ ہوگئی شمس رات کو پرپرواز پیدا کرکے چلا گلگونہ قصر راز مین ہی کہ شمس آکر پہونچا دیکھا گلگونہ رو رہی ہی شمس کو دیکھکر آنسو پونچھے شمس نے کہا اے ملکۂ عالم آپ کو تو عجب حال زار مین پایا آپ نے مجھکو یہ عنایت سرفراز کیا مین حاضر ہون امیدوار ہون کہ جو فرمایئے وہ بجالاؤن گلگونہ نے کہا اے شمس کیا کہون حال مصیبت آل بادشاہ سنکر عجب دل کی کیفیت ہی آٹھ پہر یہی خیال ہی کہ قید خانے مین کیا گذرتی ہوگی اس خیال مین عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

وان پڑے ابرو مین بل یان ہون تہ شمشیر ہم ۔ زلف الجھے اور پھانسی پائین بے تقصیر ہم
کھائین مثل نیشکر اے ترک تیرے تیر ہم ۔ جانکر شربت پئین آب دم شمشیر ہم
بت سے الفت ہمکو زاہد عاشق اللہ تو ۔ تو بنا مسجد کو بتخانہ کرین تعمیر ہم
ہم وہ منصف ہین جو دے مقدور ہمکو آسمان ۔ خاک بلبل سے کرین گلزار کی تعمیر ہم
بیگناہی اپنی ثابت حسن پر ہو یا نہ ہو ۔ عشق شاہد ہی ہوے ہین قتل بے تقصیر ہم
جب چلے گھر سے تو پہونچے منزل مقصود پہ ۔ تیز رفتاری مین رکھتے ہین خواص تیر ہم
کوہکن کہتا تھا اے شیرین جو ہی تائید عشق ۔ بے ستون کو کاٹ کر لاتے ہین جوے شیر ہم
دیکھ لیتے ہین شفق آلودہ جب ماہ نو ۔ یاد کرتے ہین گریبان کی ترے تحریر ہم
دولت دنیا سے مستغنی قناعت نے کیا ۔ جانتے ہین خاک کوے یار کو اکسیر ہم
رخ کو قرآن جانتے ہین تیرے مصحف کی قسم ۔ کیون کہین خط کو نہ فتح اللہ کی تفسیر ہم
صورت معنی عیان ہین اپنی ہر اک بیت سے ۔ شاعری کرتے نہین ہین کھینچتے تصویر ہم
شیخ ناسخ خواجہ آتش کے سوا بالفعل اب ۔ شاعران ہند مین کہتے ہین طرز میر ہم

شمس نے دیکھا گلگونہ کی حالت تغیر ہے کہا اے گلگونہ انگشتر جمشید کو وہ نیرنگ پرہی

اگر ہو سکے تو اپنے کو وہان پہونچاؤ انگشتر جمشید لیکر آؤ تو تدبیر رہائی بادشاہ کی ہو یا تو اِس
کوشش مین ہماری تمھاری جان گئی یا بہ عنایت پروردگار بادشاہ کو اِس بلا سے نکالا
گلگونہ نے کہا مین کوہ نیرنگ پر جاتی ہون اور جہانتک ہو سکیگا انگشتر لیکے آتی ہون
مگر نیرنگ جادو نہایت بد مزاج ہی شعبدہ بازون کے سر کی تاج ہی وہ ضرور حائل ہوگی
ای شمس خیال رکھنا شمس نے کہا کتنے وقت جاؤگی گلگونہ نے کہا جو وقت بزرگون نے
مقرر کیا ہی کہ نہ دن ہو اور نہ رات ہو جاتا کوہ نیرنگ پر مثل کرامات ہو اُسیوقت
قصر نیرنگ کھلیگا انگشتر ظاہر ہوگی اگر میرا ہاتھ پڑ گیا تو لے نکلونگی اور اگر قضا لیے جاتی
ہی تو مجبور و ناچار ہون شمس نے کہا مین سمجھ گیا یہ کہکے شمس رخصت ہوا گلگونہ تمام
رات تڑپی تصویر خیالی بادشاہ آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی جب وہ وقت آیا کہ جسکو
ساعت ہفت کہتے ہین نہ دن ہی نہ رات ستارۂ سحری چمک چکا ہی سفیدۂ سحری ظاہر
نہین ہوا کہ گلگونہ طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی خیال سے نیرنگ جادو کے دل
دھڑک رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی اُڑتی ہوئی جاتی ہی سامنے کوہ نیرنگ کے پہونچی دیکھا
ایک کوہ فلک شکوہ پھاٹک بڑا سا لگا ہی ایک قفل کلان سے بند ہی اور قریب پھاٹک
کے دو پتلیان سنہری نیمچے برہنہ ہاتھون مین لیے ٹہل رہی ہین گلگونہ نے آسمان سے
سحر کیا کہ وہ پتلیان ٹہلین ہٹ کر گوشۂ قصر پر آئین مگر جھانک رہی ہین گلگونہ نے پکار کر
آواز دی ای کنیزان ہفت پیکر منھ پھیر کر کھڑی ہو ایسا نہو ہمارا عکس تم پر پڑے
پتلیون نے یہ سنتے ہی منھ پھیر لیا طرف صحرا کے دیکھنے لگین گلگونہ اُتری یا ہفت پیکر
کہکے قفل کھولا جیسے ہی قفل پر ہاتھ ڈالا اور نام ہفت پیکر زبان پر جاری ہوا فوراً
قفل کھلگیا دیکھا ایک تخت زبرجدی بچھا ہی اور ایک نازنین دلفریب ایک آئینہ ہاتھ مین
لیے بیٹھی ہی گلگونہ کو دیکھکر ہنسی اور کہا ای گلگونہ کس خیال مین آئی ہو انگشتر جمشید
دستیاب نہ ہوگی بہت پچھتاؤگی ای گلگونہ پلٹ جاؤ گلگونہ نے کچھ اسماے سحر
پڑھے اسماے سحر پڑھکر دستک دی دستک دیتے ہی اُس نازنین نے آئینے کا
گردپوش ہٹایا اور پکار کر آواز دی ای غائب جادو اپنے کو ظاہر کر آئینے مین برق چلی

ایک تڑاقا ہوا آواز آئی ای گلگونہ تو نے کیون قتل پر ساحرون کے کمر باندھی گلگونہ نے جواب دیا مین کسیکی جان کی خواہان نہین ہون فقط انگشتر جمشید لینے آئی ہون ای دختر غائب اگر مطلب ہوسکے تو ہمکو منع نکرو آواز آئی چلی جاؤ یہ مقام بزرگان ہی ایسا نہو قدرت آجائین تو بڑی مصیبت ہوگی یہ کہکے اُس نازنین نے ہاتھ جھکایا گلگونہ کی آنکھون کے آگے برق چمکی دیکھا جس نازنین کے ہاتھ مین آئینہ ہی اُسکی اُنگلی مین ایک انگوٹھی مثل ستارے کے چمک رہی ہی گلگونہ نے ہاتھ بڑھایا اُس نازنین نے ایک چیخ ماری چیخ مارتے ہی قصر ہلگیا آواز آئی او بے ادب یہ کیا کرتی ہی یکایک قصر کی چھت سے ایک زنجیر گری گلے مین گلگونہ کے پڑگئی گلگونہ لٹکتی ہوئی طرف قصر کے چلی گلگونہ کی آنکھین نکل آئین نفس در قفس پیچیدہ دل سے پکار رہی ای بادشاہ لشکر اسلام کے خدا میری مدد کر ورنہ ملک الموت کو حکم دے کہ میری روح کو قبض کر اب مجھسے کشاکش نہین اُٹھتی بیقراری کررہی ہے اور زنجیر اُسے کھینچے لیے جاتی ہے یقین ہی اندرون شگاف چھت کے لیجائے کہ ایک برق چمکی برق زنجیر پر گری زنجیر کے دو ٹکڑے ہوے گلگونہ چھوٹ کر گری اب جو بہ نگاہ غور دیکھا تخت پر نہ وہ نازنین ہی نہ وہ آئینہ ہی اور نہ انگشتر کا پتہ ہی مگر دروازے سے دیکھا کہ شمس فلک ہفت پیکر چلا آتا ہے گلگونہ نے کہا ای کاہن یہ کیا شعبدہ ہے کہا نیرنگ کا سحر تھا مین نے سحر کرکے تمھین بچایا چونکہ تم سے وعدہ کرلیا تھا مین پیشتر سے یہان موجود تھا مین نے برق چمکا کر تمکو بچایا اب انگشتر کیونکر ظاہر ہو یہ کہکے شمس نے کئی دستکین دین لیکن کچھ نہ ہوا گلگونہ نے ہیکل گلے سے اُتار کر آواز دی اے نگہبان انگشتر جمشید اس پردہ کرنے سے کیا فائدہ اپنے کو ظاہر کرو اے انگشتر ظاہر ہو تو بھی میرے حال سے ماہر ہو شمس نے پکار کر کہا اے نیرنگ اصل یہ ہی کہ طلسم کشا آتا ہے اس طلسم کشا کے ہاتھ سے طلسم فتح ہوگا اور طلسم ظاہر سے خداوند بھاگ آئے سب کتابون مین قدرت نے لکھا ہی اُس تحریر کا وقت ظہور آگیا اُس شخص کی رہائی کی تدبیر ہوتی ہے کہ جو سب کا افسر ہی بادشاہ لشکر اسلام مقبول طبع خاص و عام

یہ سنکر ایک پہلو سے ایک بلّی پیدا ہوئی ایک مار سیاہ اُسکے دہن پر لپٹا ہوا غل کے طرف
گلگونہ کے چلی مار سیاہ نے کفچہ کھولا جب تو گلگونہ گھبرائی شمس نے پکار کر کہا ای نیرنگ
ہمارے سمجھانے کے خلاف کرتی ہو مار سیاہ تڑپ کر گلگونہ پر گرا سارے بدن پر دراز
ہو کے لپٹ گیا کشان کشان لیچلا اور وہ بلی مار سیاہ کی نگہبان ہو گرد پھرتی ہوئی
جاتی ہو شمس نے فوراً جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک طائر مردہ نکالا وہ طائر سامنے بلّی کے
پھینکا بلّی نے جو شکار مردہ پایا فوراً شکار نوچنے لگی جیسے ہی شکار مردہ پر منھ ڈالا
جھنجھوڑنے لگی دیکھا اُس طائر مردہ کی ہڈیان مثل برق کے چمکین بدن مین بلّی کے
لپٹ گئین وہ مار سیاہ جو گلگونہ کو کشان کشان لیچلا تھا پلٹ پڑا چاہا کہ بلی کو چھڑاؤن
گلگونہ کو تو ایک طرف ڈالدیا جیسے ہی قریب بلی کے آیا استخوان سے طائر کے ایک
تڑاقا ہوا اب جو آنکھ کھولکر دیکھا مار سیاہ جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام مین
گلرنگ جادو بود بلی کو جو استخوان طائر لپٹے اور شمس نے بخوبی سحر کیا بلی پر گتی پڑتین
گرین ایک طائر پیدا ہوا کہ اُسنے سر پر بلی کے منقار لگائی بلی تڑپ کر گری گلگونہ نے
دیکھا ایک ساحرۂ گلگون پوش عاجز و ناچار فرش خواب پر بیٹھی کہ رہی ہی ای شمس
الامان شمس نے کہا امان بشرط ایمان نیرنگ نے کہا مین اطاعت طلسم کشائی کرتی ہون
اٹھکر گلگونہ کے قدمون کو بوسہ دیا گلگونہ نے سر چھاتی سے لگا لیا نیرنگ بصدق
مطیع اسلام ہوئی شمس نے کہا ای ملکہ انگشتر جمشید دو نیرنگ نے کہا میرے قبضے
مین انگشتر نہین ہی مین اس قصر کی نگہبان ہون وہ جو نازنین آئی تھی مین نے سحر کے
گلگونہ کو گرفتار کیا تمھارے سحر سے کچھ زور نہ چلا اب اُسکو بلاؤ شمس نے کہا جو تمسے
ہوسکے اُسمین قصور نہ کرو نیرنگ نے دستک دی اور پکار کر آواز دی ای جمشید یہ
سحر طراز دیکھ تیرا کون کون مشتاق ہی بی گلگونہ دختر فرتوت و شمس کاہن یہ کہکے
دستک دی ایک بجلی چمکی کہ ایک چھماکا ہوا دیکھا وہی نازنین تخت پر بیٹھی ہے
انگشتر ہاتھ مین مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہی شمس نے اُس ساحرہ کا ہاتھ پکڑ لیا
کہا ای جمشید یہ سحر طراز وقت خرابی ساحران آگیا ہفت پیکر خود بھاگ کر طلسم مین آیا

اپنے شعبدے دکھا رہا ہی یا تو اطاعت طلسم کشا کر یا سحر ساحری کا تجھکو اختیار ہی اُس
جادوگرنی نے فوراً سر جھکا لیا کہا ای شمس تمھارا کہنا مجھکو بدل و جان قبول و منظور ہی گلگونہ
بھی سامنے کھڑی ہی شمس و نیرنگ سمجھا رہے ہین اُس ساحرہ نے انگوٹھی جو انگلی سے اُتاری
اُتار کر ہتھیلی پر رکھی کہا ای شمس یہ حاضر ہی بی گلگونہ یہ انگوٹھی لیجیے شمس نے انگوٹھی ہاتھ مین لی
دیکھا کہ یکایک وہ قصر تھرّایا گوشہ ہاے قصر سے جادوگرنیان پیدا ہونے لگین کئی ہزار
جادوگرنیون نے آکر گلگونہ و نیرنگ سحر طراز و شمس فلک کلاہ کو گھیر لیا ہر ایک کا
یہ قول تھا کہ ان تینون کو مار لو گولے ترنج نارنج مارنے لگین نیرنگ سحر طراز پر جو گئی گولے
پڑے کڑک کر گرنے لگی جب تڑپ کر گری دس پانچ کے سر اُڑ گئے گلگونہ نے بھی سحر کیا
آگ برسنے لگی نیرنگ نے کہا آپ لوگ ٹھہر جائین مین ان شعلون کا علاج کیے دیتی ہون
مینہ کھلکے باہر نکلی باہر آکر ایک دستک دی کہ قصر گرا سب جادوگرنیان اُسی مین دب کر
رہگئین اندھیرا ہو گیا بعد دیر کے آواز آئی آئین کشتی مرا نام ہا نگہبانان قصر طلسم انگشتر
جمشید بود اب گلگونہ و شمس و نیرنگ سحر طراز جمشید یہ کوہ پر جمع ہوے شمس نے کہا
ای گلگونہ اب تم قصر قید خانہ مین جاؤ بادشاہ کو دیکھو تمکو کوئی نہ دیکھے مگر دن کو نہ جانا شام کو
جانا کہ وہ خلوت کا وقت ہی سب کو ایک مقام پر پاؤ گی بادشاہ سے وعدہ کرا تا کہ حضور
نے شمس کے حکم کے خلاف کیا اب وہ بھی خدمت مین آئے فرتوت کے قتل کی تدبیر
ہوگی گلگونہ چلی قریب شام نزدیک قصر پہونچی دیکھا قصر سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے
ہین پہلے تو گلگونہ شعلہ ہاے آتش دیکھکر ڈری انگشتر جو چمکائی شعلہ ہاے آتش نابود ہوے
گلگونہ قریب پہونچی پہلوے قصر مین ایک دریچہ تھا اُس دریچے سے جو داخل ہوئی
دیکھا بادشاہ مینوش شیرین کلام سے باتین کر رہے ہین حسرت دونون کی باتون سے
ہویدا مینوش کہتی ہے ای شہریار کون سی ساعت تھی کہ جو مین بدنصیب گھر سے نکلی طرف
باغ نگارین کے چلی تھی کہ راہ مین حضور مل گئے یہان کی مشقت سے زندگی نہ ہوگی فیروزہ
نے کہا دن بھر آپ کا سامنا رہتا ہی ستمن رُخ نے رو کر کہا ای شہریار کل مین جوڑے
تہ کر چلی تھی ایک جوڑا باقی تھا کہ وہی پیر مکار آیا طفل امرد ہر وقت اُسکے ہمراہ رہتا ہی

مسخرہ ہیں سے چھٹی نہیں ملتی مجھسے کہا اے سمن رخ دیکھو یہ جو ڑتمتے نہیں تو کیا گردو غبار
اسپر پڑ رہا ہو سب کو علیحدہ علیحدہ رکھا کرو ہمکو حساب دینا ہوگا تمکو سزا دونگا بادشاہ نے
فرمایا دیکھیے کیا سزا ہم سب کو دے یہ کہکر رونے لگے اور کہا اے ملینوش و فیروزہ اور
سمن رخ یہ انقلاب فلک ہو کہ ہمارے حکم سے شاہ و شہریار دار پر کھینچے جاتے ہین
نہ کہ ایک مکار ہمکو تاسز اکہتا ہو جو کچھ فلک دکھائے وہ دیکھنا پڑے گا مگر یہ بابت ہو کہ
ہمارے عم نامدار کا نام سنکر سب تھراتے ہین وہ بڈھا کہتا تھا کہ طلسم کشا کے ہاتھ سے
کیونکر نجات پائینگے بادشاہ کے رونے پر سب رونے لگے اوس حال مین گلگونہ سامنے
آئی جمال پر بادشاہ کے نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان شیر دلیر حسین وجمیل مردان عالم کا
کفیل مگر کانٹا ہو گئے ہین گل عارض مرجھائے ہوے گلگونہ نے سلام کیا بادشاہ نے
فرمایا آواز تو ہمارے کان مین آئی مگر ہمنے نہین دیکھا کون صاحب ہین گلگونہ نے انگشتر
کو چمکایا صورت ظاہر ہوئی بادشاہ کی نگاہ پڑی دیکھا ایک نازنین حسین وجمیل رخسار پہ
خراش ناخن غم جابجا آنکھین جو نرگس شہلا تھین انمین آنسو بھرے ہوے صاف ثابت
ہوتا ہو کہ جام یاقوتی مین موتی کوٹ کر بھرے ہین بادشاہ نے بہت پسند کیا فرمایا اے
نازنین تو کون ہو گلگونہ نے بطور مختصر سب اپنا حال بیان کیا کہا مین صرف آپکو دیکھنے
آئی تھی اب شمس بھی آئیگا یہ کہکے طرف ملینوش کے دیکھا کہا اے شاہزادی والاقدر تم اس
بلا مین کیونکر پھنسین تمھارا باپ ایک پہلوان ہو ملینوش نے کہا جب فلک گردش دکھاتا ہو
تو ایسا ہی سامان ہوتا ہو مین نے کس اشتیاق مین شہریار کو صحرا مین پایا یہ مجھ بدنصیب
کے اشتیاق مین آئے تھے ہم لوگ یہ نہ سمجھے تھے کہ یہ سرحد فرتوت جادو ہی مگر اب
تمھارے ہاتھ سے جو کوئی تدبیر نکلے وہ کرو گلگونہ بادشاہ سے رخصت ہوئی وعدہ
کر گئی کہ اب جاکر شمس سے صلاح کرون فرتوت جادو بڑا ساحر زبردست ہے
دیکھیے یہان سے کیونکر نکاسی ہو کئی ہزار جادوگر نیان کوہ پیر زنگ پر قتل کین ایسا
نہ ہو اوس ملعون کو خبر ہو جائے آنے جانے کا تو رستہ کھلا ہین بلا تکلف حاضر ہوا
کرونگی یہ کہکے گلگونہ رخصت ہوئی پاس شمس کے آئی شمس سے سب حال بیان کیا

کہا بادشاہ بڑی حسرت دیاس مین ہین اے شمس تمکو یاد کرتے تھے شمس نے کہا اے ملکۂ عالم
بڑی سختی ہی اب تم طرف اپنے مکان کے جاؤ باپ سے اپنے حال نسبت رہائی بادشاہ
دریافت کرو ملکہ ان سب سے رخصت ہو کر جو مکان پر آئین مان کو دیکھا رو رہی ہین اب
گلگونہ نے پوچھا کیون مادر مہربان خیر تو ہی کیون رو رہی ہو مکارہ نے کہا اے نور نظر
آج ایک کتاب کتب خانے سے نکلی اُسمین مین نے عجب مضمون دیکھا تمھارے بڑے
مرتبے لکھے پائے مجھکو خوف پیدا ہوا اے نور نظر برائے خدا ونا ہفت پیکر کوئی تدبیر
نہ کرنا اپنے کو کسی بلا مین نہ پھنسانا یہ گنہگاران خدا وند ہفت پیکر ہین جو انکی بد ذکر یگا
قدرت اُس سے بیزار ہونے لگے گلگونہ خاموش ہو رہی نہ پوچھ سکی کہ مان کو شک ہی
ایسا نہو گرفتار ہو جاؤن باپ نہین معلوم کیا آفت برپا کرے تو پھر رہائی غیر ممکن ہی
مگر سوچ مین ہی کہ کیا کرون کیونکر پوچھون کہ محل مین ہلڑ ہوا فرتوت جادو آتا ہے
طفل امرد ہمراہ ہی کنیزون نے کہا یہ نگوڑا ہر وقت ساتھ رہتا ہی ہماری بی بی کا
کمبخت رقیب ہی اب اسکی موت قریب ہی فرتوت جادو کو اس مہمل کا بڑا عشق ہی فرتوت
آکر تخت پر بیٹھا اپنی زوجہ سے کہا صاحب شراب لاؤ مکارہ نے کنیزون سے کہا کنیزین
گلابیان لائین فرتوت نے جام لبریز کیا پہلے اُس طفل امرد کو پلایا امرد جام پی گیا
پیتے ہی مسخرہ پن کرنے لگا گلے مین فرتوت کے ہاتھ ڈالکر کہا کیون صاحب جن قیدیون
کو تمنے قید کیا اُنکو کون چھڑا سکتا ہے فرتوت نے طفل کو ایک طمانچہ مارا کہا او بیحیا
ہم تجھپر تاکید کر چکے ہین کہ اس مقدمے مین کبھی کلام نہ کرنا طفل رونے لگا منھ پھلا کر
بیٹھا ہرچند فرتوت شگفتہ کرتا ہی مگر طفل کہتا ہے مجھسے بات نہ کرو پہلے یہ بتاؤ انکی
رہائی کی کیا صورت ہی آخر فرتوت نے گھبرا کر کہا ارے تجھے کیا مطلب طفل نے
کہا ارے کیون ڈرتا ہی اپنے مکان مین بیٹھا ہے تیری زوجہ ہے اور دختر یہان
غیر کسکو سمجھا ہے مین آٹھ پہر تیرے ساتھ رہتا ہون مجھے کیا غرض کہ مین کسی سے
ذکر کرون جب طفل نے بہت تنگ کیا تو فرتوت نے کہا خبردار کسی کے سامنے
ذکر نہ کرنا وہ شخص رہا کریگا جو انگشتر جمشید حاصل کرے اور قصر انگشتر کو گرائے

اور جمشید یار یہ سحر طراز بھی اطاعت مین ہو اور شمس فلک ہفت پیکر بھی ہو نیرنگ بھی
اُسکے ساتھ ہو اگر انمین سے ایک نہ ہوگا تو رہائی غیر ممکن ہے اے جان جہان وہ آرام دل
مشتاقان خبردار کسی کے سامنے ذکر نہ کرنا مین آج کتاب مین دیکھ چکا ہون چاہتا ہون کہ بادشاہ
کو قتل کرون جب کتاب دیکھتا ہون یہی نکلتا ہے کہ کسی ساحر کے ہاتھ سے بادشاہ کی موت
نہین ہے اور عمر طلسم تمام ہو چکی اب طلسم فتح ہو جائیگا تو میرا دل چاہتا ہے کہ مین قاعدہ
طلسم کو توڑون بادشاہ کو قتل کرون تب ثابت ہو کہ قاعدے مین فرق آیا کہ بادشاہ قتل ہوے
بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے ہزارون بھائی بند مارے گئے جو گرفتار ہوا مسلمانون نے
اُسے مار لیا کیسی کیسی شاہزادیان ان مسلمانون کی شریک ہوئین گلگونہ کو دیکھکر میرا دل کانپتا ہے
اسکی زوجہ نے کہا صاحب یہ لفظین زبان سے نہ نکالو میری بیٹی نہایت پاک دامن ہے شکار
کو بھی نہین جاتی فرتوت نے کہا صاحب کیا کہون جو کتاب مین دیکھا ہے اُسکو زبان پر
نہین لاسکتا بس اُسکا یہ بدلہ ہے کہ بادشاہ کو قتل کرون مکارہ نے کہا صاحب تمکو اختیار ہے
گلگونہ نے کہا اے باپ مجھکو حکم ہو کہ مین جاکر سر کاٹ لون فرتوت نے کہا اے نور نظر یہ بھی
کتاب مین لکھا ہے کہ جہان ان لوگون کا خون گریگا وہ زمین آباد نہوگی کوئی ایسا خیر خواہ ہو کہ
قصر زناران خانے سے ان قیدیون کو لیجائے کسی مقام ویران پر لیجا کے قتل کرے
گلگونہ نے جو پہلو بابا باپ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا اے باپ آپ کی زبانی احکام سنکر
دل تھراتا ہے کسی طرح یہ قتل ہو جائین مین لیسے صحرا مین لیجا کر قتل کرون جہان کو سون پانی نہو
یہ کسیکی مجال نہین کہ میری قید سے رہا ہو سکے پھر آپ کو کیا خوف ہے فرتوت نے کہا بیٹا
کتاب مین وہ مضمون پڑھے ہین کہ جس سے دل کانپتا ہے ایسا نہو تمھاری وجہ سے کوئی فتور
برپا ہو مکارہ نے کہا اے بے غیرت خاموش رہ دمبدم مقدمے مین بیٹی کے ایسے کلمات
کہتا ہے مین خود بیٹی کے ساتھ جاؤنگی گلگونہ نے کہا بہت بہتر ہے مادر مہربان جو ساتھ ہونگی فوراً
سر کاٹ کے چلی آؤنگی آخر یہ وعدہ ہوا کہ کل پہر دن چڑھے مان بیٹیان چارون قیدیون کو
لیکر جائین صحرائے بے خس و خاشاک مین لیجا کر قتل کرین صرف سر لیکر چلی آوین فرتوت
طفل امرد کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا زوجہ سے کہا اب تمھین اختیار ہے کل ان چارون کو

لیجا کر قتل کرو مگر بہت ہوشیار رہنا ایسا نہو کہ کوئی انکا مددگار آجائے مکارہ نے کہا
اس طلسم کا کوئی ساحر ایسا نہین ہو کہ مجھسے مقابلہ کر سکے مین زمین ہلا دون اور طبقے زمین
کے آسمان پر پہونچا دون فرتوت تو اپنے دربار مین آیا مصاحب نشے مین دیکھکر اسکو
ہٹ گئے یہ بیحیا اس طفل امرد کے ساتھ شراب پینے مین مصروف ہوا جب خوب نشہ
کی زیادتی ہوئی کپڑے اوتار کے ناچنے لگا تالیان بجاتا ہو ناک پر انگلی رکھ کے مٹکتا ہے
تھرکتا پھرتا ہو اور یہ گاتا ہو ؎ بے جانان چون ہولی بازم + دو بیچکاری بندہ نوازم
بے جانان چون ہولی - فرتوت جب سم پر آتا ہو طفل امرد کہ جوتی ہاتھ مین لیے ساتھ ساتھ
پھرتا ہو تڑاق سے اسکے سر پر لگاتا ہو یہان تو یہ عیش ہو مگر گلگونہ باغ کے چھلے سے باہر نکلی
طاؤس پر سوار ہو کر پاس شمس کے آئی تمام کیفیت بیان کی اور کہا ای شمس کل مین
مادر مہربان کے ہمراہ قیدیون کو لیکر اسی صحرا مین آؤنگی تم سب ٹوٹ پڑنا مین مادر
مہربان کو مار لونگی اگر مادر مہربان کا سحر چلگیا تو تم سب کو بیکار کر دیگی بہت ہوشیاری سے
کام کرنا شمس نے کہا مین آتے ہی اسکی گردن لونگا اپنے بادشاہ کو رہا کر لونگا شمس
یہ باتین کر رہا تھا کہ دیکھا تارے ٹوٹ کر گرنے لگے شمس نے سر اٹھا کر دیکھا مقناطیس
و نوبہار و شکبار بدحواس و پریشان تلاش مین بادشاہ کی نکلی ہین شمس کو دیکھکر
اتر آئین شمس نے سب حال بیان کیا مقناطیس نے کہا مکارہ کی کیا حقیقت ہو
ایک سحر مین تنکے چنوا دونگی شمس نے کہا اسکا خیال رہے کہ پہلے بادشاہ کو قبضے مین
کر لینا انکے دشمنون پر کوئی زوال نہ آنے پائے مقناطیس نے کہا مین بادشاہ کو
اٹھا لونگی فیروزہ وغیرہ کا تم لوگ خیال رکھنا یہ صلاحین کر کے آپس مین رخصت
ہوے گلگونہ گلگون پوش نے سب سے وعدہ پختہ کر کے شمس سے سمجھا دیا کہ ہم
اسی صحرا مین آئینگے وقت پر پہونچ جانا یہ کہکے گلگونہ محل مین آئی وہ رات پہاڑ
ہوئی تھی کئی مرتبہ مان کو جگایا کہا ای مادر مہربان ہوشیار رہیے سحر قریب ہو مکارہ
حیران ہے کہ گلگونہ کو بڑی دھن لگی ہے کئی مرتبہ کہا ای نور نظر چلین گے تمہارے
باپ بھی تو محل مین آوین یہ کہکے مکارہ اٹھی پوجا پاٹ کرنے لگی پوجا پاٹ کر کے کہا

گلگونہ اول اپنے باپ کو بلواؤ اس عرصے مین فرتوت جادو طفل امرد کا ہاتھ تھامے ہوے محل مین آیا زوجہ سے طفل کی تعریف کرنے لگا کہا یہ لڑکا اب لطف پر آیا شب کو حیران نہین کرتا ناچنے گانے مین میرا ساتھ دیتا ہی خوب لطف ہوتا ہو کہ گلگونہ نے آکر سلام کیا کہا باوا جان اب قیدیون کو لیجائین فرتوت جادو نے کہا ای نور نظر مجھکو تمھاری باتون سے خوف آتا ہو مکارہ نے کہا صاحب چھوکری رات بھر جاگی ہو ہر مرتبہ یہی کہتی تھی جلد صبح ہو دشمنون کو لیجا کر قتل کرین تمام اہل طلسم کو بچائین فرتوت نے کہا ای مکارہ کیا کہون جو دل پر ہجوم غم وملال ہی کئی مرتبہ رات کو کتاب دیکھی کہین یہ لکھا نہ پایا کہ بادشاہ کی قضا فلان ساحر کے ہاتھ سے ہی بلکہ اکثر ایسے فقرے دیکھے کہ جنکے معنی سمجھ مین نہین آئے قدرت نے سب زبانین لکھی ہین خیر لے جاؤ گلگونہ ومکارہ دو ہزار جادوگرنیون کو لیکر تخت پر سوار ہوئین قید خانے مین آکر پہونچین دیکھا نگہبان کام بانٹ رہے ہین بادشاہ کو جواہر خانے مین بھیجا چاہتے ہین گلگونہ نے کہا کہ ارے ان قیدیون کو کام نہ دو ہم انکو قتل کرنے لیجائینگے مگر نگہبانون مین ایک شخص بڑے قد کا یہ گفتگو سنکر اپنے مقام سے اٹھا نقارے پر چوب لگائی آواز دی منم بقراط جادو لو نگہبانو تمکو فرصت ملتی ہے قیدی براے رہائی جاتے ہین یہ فقرہ سنکر گلگونہ کے ہوش اُڑ گئے بڑھکر کہا ای بقراط کیون تو باتین بناتا ہے یہ کیا لفظین سناتا ہی مادر مہربان ساتھ ہین کسکی مجال ہے کہ اپنے دست انداز ہو اگر تجکو خوف ہو کہ کوئی رہا کر لیگا تو تو بھی ساتھ چل قتل مین حفاظت کرنا مکارہ نے کہا ای نور نظر یہ بقراط جادو راز دار خداوند ہفت پیکر ہی اسکا نقارے پر چوب لگانا اور یہ کہنا کہ براے رہائی جاتے ہین کبھی اسکے حکم مین فرق نہین پڑا جو یہ کہتا ہو وہی ہوگا آج تامل کرو کل لے چلنا گلگونہ خاموش ہوئی چار دن قیدیون کو کام تقسیم ہوگیا گلگونہ نے طرف شاہ اسلام کے بہ نگاہ غور دیکھا اشارہ یہ تھا کہ حضور ہرگز نہ گھبرائین مین رہا کرونگی اگر آج اسنے روک لیا شب کو اسی کی فکر کرونگی معلوم ہوا کہ نگہبانون مین یہی درانداز ہے مکارہ نے کہا ای نور نظر اب گھر چلو کام سے چھڑا کر قیدیون کو

لیجانا سراسر قاعدے کے خلاف ہی گلگونہ ناچار ماں کے ساتھ پلٹی راہ مین ماں سے کہنے لگی کہ اگر آپ کا حکم ہو تو مین باغ جاؤن مکارہ نے کہا بیٹا تیرے مزاج سے برہمی پائی جاتی ہی مجھکو ڈر ہی کہ ایسا نہ ہو باپ تیرا کچھ تحقیقات کر بیٹھے تیرا چہرہ اُداس ہی گلگونہ نے کہا ای مادر مہربان یہی باعث اُداسی کا ہی کہ دشمن قتل ہو جائین تو دل کو تسکین ہو مکارہ نے کہا ای نور نظر مجھکو تیرے مقدمے مین بڑے بڑے تردد ہین کہ ایسا نہو تو جمال بادشاہ پر مائل ہوئی ہو تیرے انداز کلام سے مجھے خوف آتا ہی گلگونہ نے کہا اگر آپ کو خیال ہی تو مین باغ نہ جاؤنگی مگر گلگونہ ماں سے رخصت ہو کے باغ مین آئی کنیزون نے جو پریشان پایا پوچھا ملکۂ عالم آج حضور کو بہت پریشان پاتے ہین کہا صاحبو کیا کہون کیا کیفیت ہی ابتو یہ صورت ہی کہ نہین سکتی ۔ نظم

میکشی پر مجھے لہراتی ہی کیا کیا بدلی	یاد دلوا رہی ہی ساغر و مینا بدلی
گل تھے جس جا یہ وہان خار ہین سبحان اللہ	کیا ہوا باغ کی او بلبل شیدا بدلی
طرز بارش مرے رونے سے اُسے یاد آیا	ورنہ بھولی تھی برسنے کا طریقا بدلی
قلزم اشک جو فرقت مین ہوا طوفان زا	دیکھنا یہ گئی شکل کف دریا بدلی
دفعتہً ہو گئی صحت مجھے بیماری سے	کیا دوا نسخے مین ای میرے مسیحا بدلی
نظر لطف سے دیکھو اسے کچھ تسکین ہو	آنکھ بیمار سے کیون اپنے مسیحا بدلی
سر محفل جو اشارہ کیا بوسے کا رشکؔ	چتون اُس ترک ستمگار نے کیا کیا بدلی

کنیزون نے عرض کی آج کیا فتور ہوا گلگونہ نے کہا کہ بقراط جادو تو نہایت ہوشیار ہی اُسنے نقارے پر یہ کہکے چوب لگادی کہ قیدی رہا ہونے جاتے ہین مادر مہربان نے کہا آج تامل کرو آج مین بقراط ہی کی فکر کرتی ہون یہ کہکے ملکہ گلگونہ اپنے مقام سے اُٹھین دریاے سحر مین غوطہ زن ہوئین کچھ اشیاے سحر ہاتھ مین لیے تلاش مین بقراط کی روانہ ہوئین جب گلگونہ وغیرہ چلی گئین تو بقراط جادو یہ کہکے اُٹھا کہ صاحبو تم آگاہ ہو سے مین تمکو واقف کرتا ہون مین سب کچھ کتاب مین دیکھ چکا کہ گلگونہ دربی ہی کہ بادشاہ کو رہا کرے مین زوجہ کی ملاقات کو جاتا ہون

جا کے انتظام کرون لیکن تم لوگون سے کہے جاتا ہون اگر مین وقت پر نہون تو فرتوت
سے صاف صاف کہدینا کہ تمھاری صاحبزادی ہوش مین نہین ہین انکی باتون کا اعتبار
نہ کرو شاید کہ فرتوت جادو سمجھ جائے نگہبانون نے کہا ای بقراط یہ ہماری مجال نہین ہے
کہ بیٹی کا عیب باپ کے سامنے بیان کرین بقراط نے کہا کہ مین خود کل صاف صاف
حال کہدونگا یہ کہکے تخت پر سوار ہوا اور اپنی زوجہ کے باغ کی جانب چلا زوجہ
اسکی ثمرات جادو باغ مین اپنے بیٹھی ہوئی ہی جلسہ آراستہ ہو رہا ہی شوہر کی منتظر
ہی اس باغ مین چند درخت ہین کہ بقراط جادو نے اپنے ہاتھ سے لگائے ہین انکو دیکھ رہی
ہی بقراط جادو جو قید خانے سے چلا ایک پہاڑ پر آکے ٹھہرا چہار جانب سر کو اٹھا اٹھا
کے دیکھ رہا ہی زوجہ کی تصویر خیالی مین مبہوت ہو رہا ہی ادھر سے ملکہ گلگونہ گلگون پوش
آئی تھی بقراط جادو کو جو دیکھا غصے مین کانپنے لگی دل سے کہتی ہی اگر یہ بیباک اور اندازہ
نہ ہوتا تو مین نے بادشاہ کو رہا کر لیا تھا حقیقت مین یہ بہت بڑا ساحر زبردست ہی
بادۂ کبر و نخوت سے مست ہو ماش کے دانے ہاتھ مین لیے تھی جھولی سے ایک مقراض
اور ایک کارد نکالی اسپر اسم سحر پڑھکر پشت پر بقراط کی آکر پھینک ماری
جب سحر کو رہا کر چکی تب نعرہ کیا کہ منم گلگونہ گلگون پوش او بقراط اپنے کو بچا پنجہ
اجل سے نکلجا اور جال تو نے کتاب مین شب کو دیکھا وقت موت تو نے اپنا نہ دیکھا
کارد و مقراض مثل شعلۂ جوالہ چلین کہ اسنے آواز دی او گلگونہ تو نے اپنا کام کر لیا بادشاہ
لشکر اسلام صاحب اقبال ہین میرا جب قدم نہ ہوگا اسوقت جسطرح چاہنا بادشاہ کو بچانا
مقراض و کارد تیزی کے ساتھ آکر پشت پر بقراط کی پڑین کہ توڑ کر پشت کے پار
گذرین بقراط جادو لڑکھڑا کر زمین پر گرا گلگونہ نے آکر دھڑ سے سر کاٹ لیا ثمرات
جادو جو باغ مین بیٹھی ہوئی درختون کو دیکھ رہی تھی سامنے ایک نخل تھا وہ نخل
جلنے لگا ثمرات جادو نے دیکھکر منھ پیٹ لیا کہا ارے صاحبو غضب ہوا کہ شوہر میرا
مارا گیا پکار کر آواز دی ای شجر ساختۂ بقراط یہ تو تو نے ظاہر کیا مگر مجھکو اس سے
بھی آگاہ کر کہ بقراط جادو کو کسنے مارا کہ یکایک بیخ نخل سے دھوان نکلنے لگا اس مین سے

سے ایک طائر پیدا ہوا ثمرات جادو نے پوچھا ای طائر خیال تو مجھسے یہ ظاہر کر کہ میرے شوہر کو کسنے مارا اور کس مقام پر مارا گیا ہاے کوئی وہان پر معین نہ تھا طائر نے مثل انسان کے آواز دی کہ ای ثمرات جادو تیرے شوہر لقراط جادو کو گلگونہ گلگون پوش دختر فرتوت نے مارا کوہ سنگین پر لاشہ پڑا تڑپ رہا ہی ابھی قاتل اسی مقام پر موجود ہی ثمرات جادو یہ کہکے اٹھی کہ ابھی جاکر اس گیسو بریدہ کا سر کاٹ کر لاتی ہون فرتوت کو جواب دیلونگی کہونگی کہ اسنے میرے شوہر کو مارا مین نے اسکو قتل کیا یہ کہکے حیران و پریشان افتان وخیزان چلی مگر بد حواس عالم یاس چہرہ اداس آنکھون سے آنسو جاری دلپر ہجوم آہ وزاری چادر سر سے اپنے اتار کر پھینک دی یہان گلگونہ لقراط کا سر کاٹ کر چاہتی ہی بلند ہو کہ سامنے سے نعرہ ہوا او شوخ دیدہ وا و گیسو بریدہ تو نے غضب کیا کہ میرے شوہر کو مارا یہ کہکے ایک گولہ پھینکا گلگونہ نے آنکھ سے اشارہ کر دیا یہ بھی ساحرہ بے بدل ہی گولہ پھٹ کر زمین پر گرا ثمرات جادو نے متواتر کئی سحر کیے مگر گلگونہ نے اشارون مین سب سحر دفع کیے پہاڑ پر آکر ثمرات جادو اتری گلگونہ نے اترتے اترتے ثمرات کے اپنے گلے سے ہار پھولون کا اتارا ثمرات جادو پر کھینچ مارا ثمرات نے چاہا دفع کرون مگر وہ ہار قریب آ کے ٹوٹا پھول برسنے لگے بو جو پھولون کی دماغ مین آئی بے اختیار ہو کر پکار اٹھی کیا کہون کہ جو حال ہی دل پر ہجوم غم و ملال ہے۔

نظم

دل کو کبتک ہجر مین بہلائیے
جی مین ہی اب کھا کے کچھ مر جائیے

دھوپ دن کی اوس شب کی کھائیے
آستان یار پر مر جائیے

مجھسے بیہودہ نہ گرمی کیجیے
ٹھنڈے ٹھنڈے آپ گھر کو جائیے

ہم جو کہتے ہین سراسر ہے غلط
سب بجا ہی آپ جو فرمائیے

اٹھ نہین سکتے شدائد ہجر کے
آئیے اب پاس مجھے بلوائیے

دن کو تو تشریف تم لاتے ہو روز
شب کو بھی اکدن کرم فرمائیے

ترک عشق لالہ رویان کردیا
کسلئے کسکے واسطے گل کھائیے

کفر کیون بکتے ہو توبہ کیجیے | جھوٹی جھوٹی بس نہ قسمین کھائیے
کچھ کرونگا مین بھی اب خدمت مین عرض | جُھکے رہیے منھ ذرا اب کھلوائیے
دیدۂ سوزن مین بھی پھر آئین اشک | زخم سینے کے اگر دکھلائیے
کی ہے جیسی بیوفائی آپ نے | بالعوض اُسکے خدا سے پائیے
ہاتھ پاؤن توڑتا ہون نزع مین | مشکل آسان ہو مری جلد آئیے
باغ مین او گل نظر تو آیا گیا | خون بلبل سے تجھے نہلائیے
بن چکین زلفین بھی سر بھی گندھ چکا | آئینہ آگے سے اب سرکائیے
کوہ و صحرا کی بھی وسعت تنگ ہے | وحشت دل اب کدھر کو جائیے
دل لیا ہے جان بھی گر درکار ہو | کیا کروگے یاد لیتے جائیے
خوف رسوائی جو بیداری مین ہو | خواب مین صورت مجھے دکھلائیے
تکتے تکتے آنکھین بھی پتھرا گئین | اب تو پردہ غرفے سے اُٹھوائیے
زور و زر سے جسطرح ممکن ہو زنان | آج کل تک اُسکو گھر مین لائیے

ثمرات جادو یہ اشعار پڑھتی ہوئی سامنے گلگونہ کے آئی گلگونہ نے کہا اے ثمرات جادو کیا چاہتی ہو ثمرات نے کہا مین اپنے شوہر کے پاس جاؤنگی گلگونہ نے کہا تلوار کو کھینچ ثمرات جادو نے تلوار کھینچی گلگونہ نے کہا گلا اپنا کاٹ لے ثمرات جادو نے بیخوف تلوار اپنے گلے پر رکھی گلگونہ نے اشارہ کیا کھینچ لے ثمرات جادو نے تیغہ کھینچا سر کٹ کے دھڑ سے زمین پر گرا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من ثمرات جادو بود لیکن شمس وغیرہ صحرا مین سرگردان تھے گلگونہ کا انتظار کر رہے تھے یہ آواز جو کان مین آئی بدحواس ہوگئے شمس آسمان پر آکے چمکا دیکھا گلگونہ نے زن و شوہر کو مارا اور تلوار کو نیام مین رکھ رہی ہے کہ شمس فلک آکر پہونچا گلگونہ کا دامن پکڑا کہا اے گلگونہ ہمکو آٹھ پہر اسی صحرا مین گذرے ہین اب دانہ بھی ترک کیا گلگونہ نے رو رو کر سب حال بیان کیا اور کہا اس بیہودہ بقراط نے باتین بنا کر روک دیا مین نے آج زن و شوہر کو مارا اب آج رات کو قید خانے پر بلوہ کرکے آفتاب بادشاہ کو رہا کر لو

میرے پاس انگشتر جمشید موجود ہی کوئی مجھکو نہ دیکھ سکیگا یہ لقراط جادو مرتے مرتے
نگہبانون کو آگاہ کر گیا ہی نگہبان وقت جانے کے روکین گے بادشاہ کو نہ جانے دینگے
مین بالاعلان قید خانے مین جاؤنگی مگر تم لوگ اپنے کو مخفی پہونچانا بخوبی یہ وعدہ
کرکے گلگوشہ گلگون پوشش اپنے مقام سے اٹھی اندھیری رات مین طرف
قید خانے کے چلی جو دروازہ اصلی تھا ادھر سے نہین گئی بلکہ قید خانے کے پہلو مین
جو دریچہ تھا اسی دریچے سے اندر قید خانے کے داخل ہوئی جاکر دیکھا بادشاہ
آرام فرماتے ہین شانہ پکڑ کر جگایا نگہبانون نے دیکھا کوئی جگانے والا بادشاہ کا
معلوم نہین ہوتا مگر بادشاہ اٹھے بیٹھے ہین نگہبانون نے پکار کر آواز دی کہ یارو ہوشیار
ہو جاؤ کسی نے بادشاہ کو جگایا فیروزہ دہن گلرخ مہوش شیرین کلام بھی اٹھے
بارہ ہزار نگہبانون نے آکر بادشاہ کو گھیر لیا گلگوشہ نے سحر کیا کئی کے سر کٹ کے
زمین پر گرے نگہبانون نے بلوہ کیا اور چاہا کہ بادشاہ کو پکڑ لین گلگوشہ سحر کر رہی ہے
بادشاہ کے قریب کسی کو نہین آنے دیتی فرتوت جادو پڑا سو رہا تھا طفل امرد پاس
بیٹھا تھا جگا کر کہا اے فرتوت جادو بادشاہ رہا ہو رہے ہین فرتوت نے گھبرا کر
آنکھ کھولی پوچھا ارے کسنے رہا کیا طفل نے کچھ جواب نہ دیا فرتوت نے اپنے
مقام سے اٹھکر اپنی زوجہ کو جگایا کہا اے مکارہ اٹھ دیکھ تو کیا ہوا مکارہ گھبرا کر
اٹھی فرتوت نے کہا طفل امرد نے مجھکو خبر دی کہ بادشاہ رہا ہوے جاتے ہین
یہ کہکے فرتوت نے ایک دستک دی ایک زاغ سیاہ اڑتا ہوا آیا پکار کر اسنے
آواز دی اے فرتوت و مکارہ گھر سے آگ لگی لقراط اور خراط مارے گئے لقراط
کے مارے جانے کی خبر سنکر فرتوت گھبرا گیا کہا اے مکارہ جلد چلو زن و شوہر طرف
قید خانے کے بارہ چودہ ہزار ساحر ساتھ لیکر چلے اسوقت آکے پہونچے کہ دیکھا
قید خانے پر دریاے خون بہ رہا ہی جب برق چمکی دس پانچ کے سر اڑ گئے دھڑ ادھر
لاشے گر رہے ہین فرتوت نے کہا اے مکارہ دریافت تو کر یہ کون مخفی سحر کر رہا ہی
چارون گنہگارون کے گرد حلقہ آتش ہی جو قریب حلقے کے آیا سر کٹ کر گرا کتنے ساحر چلے

مکارہ نے ایک دستک دی اپنے جسم کا خون کاٹ کر اچھالا جب خون اچھالا ایک برق چمکی اس برق کے چمکنے سے معلوم ہوا کہ گلگونہ کھڑی سحر کر رہی ہو فرتوت نے پکار کر آواز دی کہ او مکارہ دا و شہکارہ میں یہ سب حال جانتا تھا اسی سبب سے بقراط کے کہنے سے کل رو کا تھا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگی فرتوت بڑھا کہ گلگونہ کی چوٹی پکڑ لوں گلگونہ نے جھولی سے انگشتر جمشید نکالی مثل ستارے کے جو انگشتر چمکی فرتوت نے کہا کہ لو صاحب اور غضب دیکھو انگشتر جمشید اس شوخ دیدہ کے پاس موجود ہو رات کو میرے پیروں نے خبر دی کہ اسنے بقراط و قراط کو مارا پہاڑ پر لاشے بے دفن و کفن پڑے ہیں کون انکا لاشہ اٹھائے کون انکی خبر کو جائے یہ کہکے کنیزوں کو آواز دی کہ ارے اس شوخ دیدہ کو پکڑ لو انگشتر اس سے چھین لو انگشتر ہمارے قبضے میں آ جائے تو ابھی گرفتار کرلیں لاشہ ہائے کنیزان میں اسکا بھی لاشہ پڑا ہوا اسنے خاندان برباد کیا کنیزوں نے قسم کھا کر کہا کہ ای افسر ہم گلگونہ کو نہیں دیکھتے کیونکر گرفتار کریں سر ہتھیلی پر رکھے کھڑے سحر اٹھا رہے ہیں آگ ہم پر گر رہی ہو جلے جاتے ہیں کنیزوں کی زبانی یہ حال سنکر فرتوت نے کہا کہ صاحب ایک مرتبہ برق اور چمکا و مکارہ نے پھر دستک دی برق چمکی فرتوت نے دیکھا کہ گلگونہ ایک گوشے میں ہٹ گئی ہو مگر سحر کر رہی ہو جب ہاتھ چمکاتی ہے بجلی تڑپ کر گرتی ہو دو چار کے سر اڑ جاتے ہیں فرتوت بڑھا اس برق کی چمک کو روکا وہ برق سامنے گلگونہ کے رکی کہ جسکی وجہ سے گلگونہ معلوم ہوتی ہو فرتوت سحر کرتا ہوا بڑھا کہ چوٹی گلگونہ کی پکڑلوں گلگونہ نے ہانک کر دعا کی کہ ای کریم کارساز و ای بندہ نواز مجکو اس آفت ارضی و سماوی سے بچالے ہانک کر جو دعا کی زمین شق ہوئی مقناطیس جادو نیمچہ برہنہ ہاتھ میں لیے ہوئے نکلی للکارا کہ او بیحیا خبردار اس بے گناہ پر ہاتھ نہ اٹھانا دوسری طرف سے زمین شق ہوئی نیرنگ جادو ظاہر ہوئی اور ایک طرف سے جمشید یہ سحر طراز ایک آئینہ ہاتھ میں لیے ہوئے نکلی عکس آئینے کا ملکہ

گلگونہ پر ڈالا گلگونہ نگاہ سے فرتوت کے مخفی ہوئی فرتوت ٹٹولنے لگا چاہتا ہی کہ اسکو پا جاؤن تو گرفتار کرون مگر جمشید یہ سحر طراز آئینہ چمکا کر سامنے فرتوت کے آئی فرتوت پر جو آئینے کا عکس پڑا نا بینا ہوگیا زوجہ سے پکار کر آواز دی کہ ارے صاحب مجکو کچھ نہین سوجھتا زوجہ نے بڑھ کر چاہا کہ شوہر کا ہاتھ تھامون جمشید یہ سحر طراز نے بڑھ کر آئینے کا عکس اُسپر بھی ڈالا زن وشوہر دونون نابینا ہوے نیرنگ نے بڑھ کر فرتوت کا سر کاٹا فرتوت کے سر کٹتے ہی صدائے ہا ہو بلند ہوئی زمین کانپنے لگی آواز آئی کہ او نیرنگ تو نے کو توال زندانخانہ کو مارا اطاعت طلسم کشا سے فیض نہ پائیگی مکارہ سحر کر رہی ہی چاہتی ہے کہ اگرچہ نابینا ہون مگر نکل جاؤن جمشید یہ سحر طراز نے آواز دی کہ اے گلگونہ اس بیحیا کی قضا تیرے ہاتھ سے ہی اب یہ بچنے نہ پائے گلگونہ نے بڑھ کر نیمچہ مارا کہ مکارہ کے بھی دو ٹکڑے ہوے تمام کنیزون کو بھی قتل کیا بادشاہ و فیروزہ و سمن رُخ و ملینوش شیرین کلام کو لیکر نکلیں مینوش نے عرض کی کہ اب حضور براے چند ساعت میرے باغ مین چلیں وہان چند تحفہ جات ہین اگر وہ حضور کو مل گئے تو اس طلسم مین آرام ملیگا مقناطیس وغیرہ نے چاہا کہ ہم بھی ساتھ چلین ملکہ مینوش نے منع کیا صرف بادشاہ و فیروزہ کو ساتھ لیکر طرف اپنے باغ کے چلی باغ پانچ کوس باقی ہی کہ بادشاہ نے فرمایا اے مینوش ہم پیدل چلنے کے عادی نہین ہین اب ہمسے چلا نہین جاتا اُس مقام پر ایک نخل تھا اُسکے سائے مین بادشاہ و مینوش بیٹھے مینوش عاشق جمال بادشاہ ہے ناز و غمزے کر رہی ہی بادشاہ فرماتے ہین کہ اے مینوش ہمارا تمھارا وصل بر وقت فتح طلسم ہوگا چند سردار ہمارے مثل نور الدہر و ایرج و چالیس سرداران صاحبقران یہ بھی قید ہوے آج تک اُنکے نشان نہین معلوم کہ یہ لوگ کس حال مین ہین سرداران نامی اس حسرت و یاس سے قید ہوے رستم کی وجہ سے صاحبقران بھی داخل طلسم ہین انکی یہ کیفیت ہی سر بہ بار رنج و مصیبت ہی۔ نظم

آفت شب تنہائی کی ٹل جائے تو اچھا | گھبرا کے جو دم آج نکل جائے تو اچھا
او جان حزین جانا ہو اک دن تجھے آخر | اب جائے تو بہتر ہے کہ کل جائے تو اچھا
بہتر نہین ہے صورت جانان کا تصور | دل اور کسی شے سے بہل جائے تو اچھا
اک سل ہی کلیجہ پہ نہین روح بدن مین | چھاتی کا پہاڑ آج یہ ٹل جائے تو اچھا
او آتش دل پھونکدے تن اشک بہا دے | بہ جائے تو بہتر ہے یہ جل جائے تو اچھا
تابوت مرا تھم کے اُٹھاؤ ابھی یارو | وہ بھی کف افسوس جو مل جائے تو اچھا
ای زنار ملو یار سے یا ہاتھ اُٹھاؤ | جھگڑا چکے ہر شب کا خلل جائے تو اچھا

مہینوش نے کہا کہ ای شہریار یہ کنیز اپنی کیفیت کیا عرض کرے کہ جو جو صدمات اُٹھائے خدا نے فضل کیا کہ اس قید خانے سے آپ نے نجات پائی سب کو یقین یہ تھا کہ بدون آئے طلسم کشا کے اب رہائی بادشاہ کی نہ ہوگی مگر آپ کا اقبال یاور ہی طالع آپ کے مددگار ہین گالگونہ نے بڑی جانبازی کی انگشتر جمشید لائی قید خانہ مین پہونچی مان باپ کو قتل کرایا ایسا کسکا کلیجہ ہوگا وہ حضور کی عاشق صادق ہی اس طلسم مین اُس سے بڑے بڑے مطلب نکلین گے انگشتر جمشید لیکر آئی ہے اُس انگشتر سے جابجا مطلب نکلیگا میرے باغ مین کئی تحفے ہین وہ بھی حضور کو دستیاب ہونگے دشمنون کا سحر تاثیر نہ کریگا صرف ایک لوح تو نہ پائی ورنہ طلسم کشائی حضور کے ذمے رہتی عاشق و معشوق یہ باتین کر رہے ہین فیروزہ مگس رانی مین مصروف ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی صمصام جنگ آزما دو لاکھ فوج کی جمعیت سے باپ ملکہ مہینوش کا جو برائے مقابلۂ طلسم کشا چلا تھا اس وقت آکر پہونچا دور سے جو اسکی درخت پر نگاہ پڑی زیر شجر جلوۂ وادی ایمن پایا عیار اسکار کاب پر ہاتھ رکھے ہوے ہی نام اسکا وہم تیز رو ہی اُس سے صمصام نے کہا کہ ای وہم بڑھکر دیکھ تو سایۂ میں شجر کے کون بیٹھا ہی وہم نے کہا کہ حضور مین یہین سے پہچان گیا آپ کی صاحبزادی پاس بادشاہ لشکر اسلام کے بیٹھی ہین نہین معلوم کہان سے آئی ہین اپنے باغ مین لیے جاتی ہین صمصام یہ سُنکر غصے سے کانپنے لگا طرف فوج کے پلٹا کہا یارو بادشاہ کو

قتل کرو اس شوخ دیدہ کو زندہ گرفتار کرلو دولاکھ فوج لینالیناکہ کے چلی مینوش نے
عرض کی کہ حضور غضب ہوا باپ میرا صمصام بلوہ کرکے آتا ہی بڑی بہادر اُسکی
فوج ہی بادشاہ قبضے پر ہاتھ ڈال کر اُٹھے سواروں نے آکر حملہ کیا ایک رسالدار
کو بادشاہ نے مارا اُسی کے مرکب پر سوار ہوے نعرہ شیرانہ کیا لہ باشیدائی
کافران بیحیا وای نابکاران پُر دغا منم شہنشاہ گردون مقام بادشاہ لشکر اسلام
جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ بڑھے فیروزہ تو کنارے ہوگیا مگر اپنے دل مین کہتا ہے
کہ اے فیروزہ غضب ہوا مینوش گھبرا رہی تھی کہ بادشاہ نے بڑھ کر ایک اور
سوار کو مارا مادیان اُسکے زیر ران تھی بادشاہ نے وہ مادیان سامنے مینوش
کے کی کہا کہ اے ملکہ اسپر سوار ہو مینوش روتی ہوئی مادیان پر سوار ہوئی نیمچہ
کمر سے کھینچا کمان کیانی دوش سے اُتاری تیراندازی کرنے لگین صمصام کو اپنے
زور بازو پر بڑا گھمنڈ ہے دور سے دیکھ رہا ہو کہ بادشاہ شیرانہ لڑ رہے ہین
جسکو جھپٹ کر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے لاشون کے انبار لگا دیے پلٹن و
رسالے بے افسر کردیے جب جھپٹ کر گئے کمیدان و رسالہ دار کو تاکا اُسی کو
تاک کر مارا اگرد مرکب صد ہا لاشہ تڑپ رہا ہو فیروزہ حقہ آتشبازی مار رہا ہی
کسی پر حباب مار دیا کسی پر حلقہ ہاے کمند مار دیے گرتے گرتے اُسکو خنجر مارا
اسطرح کئی سو جوانون کو فیروزہ نے مارا صمصام نے دور سے جو یہ ہنگامہ دیکھا
ہوش پراگندہ ہوے وہم تیز رو عیار سے کہا کہ تو عیار کو انکے پاس سے ہٹا تو
مین بادشاہ کو گرفتار کرلون یہ سُنکر وہم تیز رو دس عیارون کو لیکر بڑھا اور للکار کر
آواز دی کہ او عیار طرار مجھسے مقابلہ کر یہ کہکر اُسنے پتھر مارا فیروزہ نے پتھر اسکا
خالی دیا وہم نے فیروزہ کو آکر گھیرا آخر ناچار ہوکر فیروزہ پیچھے ہٹا اور کئی
پیکیچون کو جھپٹ جھپٹ کر مارا لڑتا ہوا لشکر سے نکل گیا مگر دل مین کہتا ہو کہ اے
فیروزہ غضب ہوا کہ مین بادشاہ کے پاس سے ہٹ آیا ایسا نہو کہ شہریار پر کوئی
اُفتاد پڑے مگر وہم فیروزہ کو گھیرے ہوے ہو قریب بادشاہ نہین جانے دیتا

فیروزہ ہرچند کہ چاہتا ہے اپنے کو قریب بادشاہ پہونچاؤن مگر وہم دور سے پتھر مارتا ہے
ادھر صمصام جنگ آزما نے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا گینڈے کو جھکا کر چلا شمشیرزنی
بادشاہ کی بہ نگاہ غور دیکھ چکا ہے پہلوانون کو اشارہ کیا کہ تم بھی آؤ بادشاہ کو ٹکڑے میں
قتل کرون جب قریب پہونچا اور پہلوانون نے بادشاہ کو ٹوکا یہ للکارا کہ ای بادشاہ
جمجاہ ہم لوگون سے مقابلہ کیجیے بادشاہ اُن پہلوانون مین سے ایک پہلوان پر
جا پڑے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے روک کر سر کو بچایا کمر پر ہاتھ مار دیا کہ
اُس پہلوان کے دو ٹکڑے ہوے اور پہلوان تعریفین کرنے لگے صمصام نے
پشت پر آکر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ کا سر زخمی ہوا پر نالہ خون کا سر سے جاری ہوا مگر
بادشاہ نے اتنا بڑا زخم کاری کھا کر بائین ہاتھ سے زخم سر کو پکڑا داہنے ہاتھ سے
ہاتھ تیغ کا مارا ہر چند کہ آنکھون پر قطرات خون چلے آتے ہین مگر تیغہ قمقام جو
تڑپ کر گرا ابر سپر کے ٹکڑے اُڑا دیے وہان سے تڑپ کر سر پر گرا تا دو ابرو پہونچی
صمصام نے دستانہ مارا تیغہ جھنا کر نکلا تڑپ کر گینڈے کی گردن پر گرا گینڈے کی
گردن قلم ہوئی صمصام مع گینڈے کے گرا اور پہلوانون نے صمصام کو سنبھالا ایک
پہلوان نے بادشاہ کو نیزہ مارا کہ شانہ نشانہ ہوا دوسرے شخص نے آگے گرز مارا وہ
دوسرے نشانے پر پڑا وہ بھی شانہ بیکار رہا ایک پہلوان نے گھوڑا بادشاہ کا
پی کیا بادشاہ گھوڑے سے گرے از روے بلوے کے کافرون نے چاہا بادشاہ کو
پکڑ لین بادشاہ نے اُس حال پر ملال مین کسی پر قبضہ مار دیا کسی پر خنجر مارا کئی پہلوان
جو بادشاہ نے اس حال مین مارے پہلوان ہٹے فیروزہ نے دور سے دیکھا جھپٹ کر
حقہ ہاے آتشبازی مارے کئی کے منھ جلے گر دے بادشاہ کے لوگ ہٹے فیروزہ نے
جلدی سے پشتارہ بادشاہ کا باندھ کر اُٹھایا اس عرصہ مین جو مبنوغی نے مہلت پائی
ماد یان کو جمکا کر نخلستان صحرا مین جا کر چھپین صمصام کو پہلوان گینڈے پر سوار کر کے
لے بھاگے ایک صحرا مین جا کر اُترے علاج مین صمصام کے مصروف ہوے مگر
فیروزہ جو پشتارہ بادشاہ کا لیکر بھاگا ایک قریے کی طرف سے گذرا اسمٰعیل زمیندار

زراعت کی حراست کر رہا تھا چند پاسی ساتھ تیر کمٹھے لیے ہوے سہیل زمیندار نے
پکار کر آواز دی کہ ای جانے والے ذرا اس طرف آ یہ کیا شی لیے جاتا ہی فیروزہ نے
چاہا کہ بھاگون پاسیون نے تیر کمٹھے سیدھے کیے فیروزہ نے دیکھا کہ غربال ہوجاؤنگا
ناچار پلٹ پڑا سہیل نے بڑھ کر فیروزہ کو ایک نخل کے سائے مین ٹھہرایا کہا کہ دکھلا
پشتارے مین کیا ہی فیروزہ نے پشتارہ کھولا ایک آفتاب تابان کو ٹکڑے
ٹکڑے پایا سہیل بے تاب ہوگیا کہا کہ ای عیار یہ کیا معرکہ گذرا اس شیر کو کسنے
زخمی کیا فیروزہ نے رو رو کر سب حال بیان کردیا سہیل زمیندار بادشاہ کو لیکر
اپنے مکان مین آیا فیروزہ ساتھ ہی زمیندار نے جراح کو بلایا زخمون کو دھلوایا
ٹانکے دلوائے جراح سے کہا کہ بہت کچھ تجکو دونگا اگر تونے اس زخمی کو صحت دی
جراح نے کہا کہ کوئی رگ و پٹھہ نہین کٹنے پایا ہی انشاء اللہ ایک ہفتے مین صحت
حاصل ہوگی یہ کہکے پٹیان چڑھائین زخمون کو باندھا زمیندار رومال ہاتھ مین لیکر
کرسی پہ بیٹھا مگس رانی کرنے لگا بعد دوپہر کے بادشاہ کو ہوش آیا دیکھا کہ ایک
زمیندار مگس رانی کر رہا ہی زمیندار نے سلام کیا کہا کہ ای شہریار آپ کا عیار
آپ کو لیے جاتا تھا مین آپ کو اپنے مکان مین لے آیا ہون امیدوار ہون کہ
خدمت گذاری کرون سرکار سے سرخرو ہون بادشاہ نے زمیندار کا شکریہ ادا کیا
موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر دیا کہا کہ اسکو بیچ کر صرف کرو زمیندار نے قدمون کو
بوسہ دیا عرض کی غلام اس صرف کے لائق ہی جب حضور صحت پائینگے تو معاوضہ
خدمت گذاری کا چاہونگا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ کہانکی سرحد ہی کسکو خراج دیتے ہو
سہیل زمیندار نے عرض کی کہ جسنے حضور کو زخمی کیا یعنے صمصام جنگ آزما کی یہ
سرحد ہی بادشاہ نے فرمایا کہ انشاء اللہ یہ گانون تمکو معافی مین دینگے اور
صمصام سے بدلہ لینگے اُس بیحیا نے از روے بلوے کے ہمارے قتل کا
ارادہ کیا تھا ہمارے وحدہ لاشریک نے اُس ظالم کے ہاتھ سے بچالیا تم تک پہونچایا
یہ قدرت اُس حافظ حقیقی کی ہی فیروزہ بھی رومال لیے مگس رانی کر رہا ہی سہیل

بہت خوش ہوا جراح روز آتا ہی پٹیان مرہم کی لگا کر چلا جاتا ہی ایک دن ایک مکان مین سہیل زمیندار نے جلسہ آراستہ کیا طائفے بلائے رنڈیان دیہا تنین گلبدن کے پائجامے پہنے ہوے اُنہین ٹول کی گوٹین زیور مین چاندی کے لدی ہوئین آکر حاضر ہوئین زمیندار نے فیروزہ سے کہا کہ مہتر صاحب آج ہمنے جشن کیا ہی تم بھی صحبت مین آنا علین گرمی صحبت کا وقت ہی دیہا تنین شراب پیے گا رہی ہین اُنٹا سیدھا کچھ بتاتی بھی ہین کہ فیروزہ صحبت مین پہونچا بے لطفی صحبت دیکھ کر ایک جانب سر جھکا کر بیٹھا سہیل نے کہا کہ مہتر صاحب کیا یہ صحبت ناپسند ہی فیروزہ نے کہا کہ گانے والیان ناواقف ہین سازندے بھی علم موسیقی سے بالکل بیخبر ہین آئین بائین شائین بجا رہے ہین ویسا ہی گانے والیون کا حال ہی بے سمجھی تان لگاتی ہین سننے مین گھبرا جاتی ہین سہیل نے کہا کہ مہتر صاحب کیا تمکو علم موسیقی مین دخل ہی فیروزہ نے کہا کہ ہم عیار ہین اسکی بھی ضرورت ہوتی ہی تو گانا پڑتا ہی سہیل نے کہا کہ کچھ گائیے فیروزہ تو یہ چاہتا ہی تھا سب کو خاموش کیا آپ بیچ صحبت مین آکے بیٹھا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجانے لگا اور یہ غزل عاشقانہ گائی۔ نظم

نہ کس طرح سے کرین نالہ و فغان مشتاق — کہان تلک تری اُلفت کرین نہان مشتاق

یہان بھی آئیے اک رات تو کرم کیجے — تمھارے لطف کے ہم بھی ہین مہربان مشتاق

پتہ لگا ترا بتخانے مین نہ کعبے مین — پھرے تلاش مین تیری کہان کہان مشتاق

سُنا ہی جب سے تری ذات ہی کریم و رحیم — عطاء لطف کا رہتا ہون ہر زمان مشتاق

دکھایا جلوہ کبھی اپنا نہ تو نے بعد کلیم — ترس گئے تری صورت کو جان جان مشتاق

مذاق یار شکر لب نے زیست کر دی تلخ — ہوئی ہی چاشنی مرگ کی زبان مشتاق

تمھارے طالب دیدار زہر کھاتے ہین — تنگ آئے ہین دیتے ہین اپنی جان مشتاق

قرار اسکو نہین ایک دم کسی جا پر — کسی حبیب کا پھرتا ہی آسمان مشتاق

کمال حسن پہ تیرے کبھی نہ آئے زوال — رہے فریفتہ ہر پیر و ہر جوان مشتاق

عیان تھی رند کی نظرون سے یاس تا دم مرگ — خدا اُٹھائے جہان سے نہ اک بتان مشتاق

فیروزہ نے اس لطف سے یہ غزل گائی کہ دختر سہیل زمیندار راوٹی پر بیٹھی تھی فیروزہ
کی آواز سنکر جھانک کے دیکھنے لگی دیکھا کہ ایک شخص دبلا تیلا تانتیا کمندین بازوؤن پر
بندھی ہوئین تو بڑا بھر کا لٹک رہا ہی مغرور غمخوار اسکا نام ہی دیکھتے ہی فیروزہ
کے گانے پر عاشق ہوئی ہرچند کہ صورت سے نفرت ہوئی مگر آواز پر دل سے مائل ہوئی
حیران ہی کہ کیا کرون تھوڑی دیر مین جلسہ برخاست ہوگیا فیروزہ وہان سے اٹھ کے
جس کمرے مین بادشاہ تھے وہان آیا تمام کیفیت بیان کی لیکن مغرور جو اس جلسے
سے اٹھی تھراتی ہوئی گوشے مین آکر رونے لگی دل سے کہتی تھی کہ ای مغرور کس
حیلے سے ملون ہم سن اسکی شعلہ خیز آفت انگیز اسکے ہمراہ رہتی ہی اسنے جو سنا کہ ملکہ
مغرور ایک گوشے مین بیٹھی ہین ٹہلتی ہوئی دروازے پر کمرے کے آئی باہر سے رونے
کی آواز سنی حیران تھی کہ یہ کیون روتی ہی چونکہ رازدان ہی بلا تکلف اندر چلی گئی دیکھا
کہ مغرور کا چہرہ روتے روتے سرخ ہوگیا ہی آنکھین ابلی ہوئین شعلہ خیز کو دیکھ کر
مغرور نے آنسو پونچھ ڈالے شعلہ خیز نے پوچھا کہ کیون بہن کیا مصیبت ہی تنہائی مین
رونے کی کیا صورت ہی ہمسے بیان کرو علاج کرین جو خواہش ہو اسکی تدبیر کرین ہم تمکو
بہت پریشان پاتے ہین مغرور اور زیادہ بیتاب ہوئی روکر کہا کہ بہن کیا بیان کرون
کیونکر خاموش رہون میرے باپ نے جسکا علاج کیا اُنکا عیار کل صحبت مین آیا جسسے
اس کمبخت کا گانا سنا دل پر ہجوم غم و الم ہی اور کیا کہون صاف صاف تو یہ مضمون ہی کہ
مجھے خواہش جنون ہی-

نظم

گر تجھے روح روان راحت جان کہتے ہین
سب بجا کہتے ہین جو اہل جہان کہتے ہین

رخ کو گل قد کو ترے سرو روان کہتے ہین
لوگ کیا کیا تجھے ای جان جہان کہتے ہین

مرض عشق اطبا سے نہ تشخیص ہوا
کچھ جنون کہتے ہین بعضے خفقان کہتے ہین

جو کہ خوگر ہین تری بو سے وہین کے ای گل
غنچۂ گل کو بھی وہ گندہ دہان کہتے ہین

زلف و رخ کی سحر و شام جو کرتے ہین دید
گل کو انگارے وہ سنبل کو دھوان کہتے ہین

یون پتہ پوچھو اس حور کے گھر کا قاصد
کسکے کوچے کو گلستان جنان کہتے ہین

جسنے دیکھا تجھے ای جان وہ جانبر نہوا	اہل دل تجھکو بجا آفت جان کہتے ہین
کیون نہ وہ طفل حسین ہووے عزیز ہر دل	یوسف وقت اُسے پیر و جوان کہتے ہین
سُنکے کٹتے ہین سخن کو مرے حاسد ای زہد	اسلیے لوگ مجھے سیف زبان کہتے ہین

شعلہ خیز نے کہا کہ نہ گھبراؤ مین لیکر آؤنگی عیار کی کیا حقیقت ہی فوراً اُسے بلا کر لاؤنگی نام تمھارا سُنکر دوڑیگا اس طور سے ذکر کرون کہ وہ بھی بیقرار ہو جائے عیار کی کیا اصل ہی شعلہ خیز نے مغرور کو بخوبی سمجھایا گوشے سے اُٹھا کر باغ مین لائی سیر گل و بلبل کرائی نرگس شہلا کو دکھایا یاد چشم محبوب دلائی سرو کو دکھلا کر کہا قد محبوب کی یہی صورت ہی مغرور کو کچھ تسکین ہوئی شعلہ خیز مردانے کپڑے پہن کر چلی اُس قصر مین آئی کہ جہان بادشاہ کا علاج ہو رہا ہی باہر آکر ٹہلنے لگی فیروزہ کسی ضرورت کو نکلا شعلہ خیز نے اشارے سے الگ بلایا کہا کہ تمکو ملکہ مغرور یعنے دختر سہیل نے اپنی صحبت مین بلایا ہی وہ نہایت حسین و جمیل ہی فیروزہ نے اقرار کیا کہ شام کو آؤنگا جب شام ہوئی شعلہ خیز نے جا کر مغرور کو خبر دی مغرور جلسہ جما کر باغ مین بیٹھی کہ فیروزہ آیا در باغ پر کنیزین جو نگہبان تھین اُنھون نے کہا کہ اندر جائیے فیروزہ اندر آیا دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب نہرین پر از آب صاف و شفاف چہار جانب گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نرگس کے اشارے گل و بلبل مین اختلاط نرگس شہلا کی بزم انبساط سوسن صد زبان چاہتی ہی کہ غمازی کرون حال عشق گل و بلبل ظاہر کردون فیروزہ سیر کرتا ہوا وسط باغ مین آیا دیکھا کہ ایک چبوترہ بلور کا ہے اُسپر مغرور بیٹھی ہے فیروزہ بھی آکر بیٹھا شعلہ خیز نے کہا کہ اے فیروزہ ہماری ملکۂ عالم چاہتی ہین کہ کوئی غزل عاشقانہ گاؤ تمھارا گانا بہت پسند ہی فیروزہ نے کہا کہ ای ملکہ عالم مجھے تمھاری صحبت مین بیٹھنا ناگوار ہی تم ہفت پیکر کو بخدائی مانتی ہو اُسپر لعنت کرو خداے حقیقی کو پہچانو جسنے ایک کلمۂ کن سے زمین و آسمان کو پیدا کیا کیا عجائب و غرائب دکھائے ایسے مالک کو نہ ماننا سراسر حماقت ہی اس طرح کے کلمات جو

فیروزہ نے کہے اور ہفت پیکر کی برائیان کین مغرور سے زیادہ شعلہ خیز کو
ناگوار ہوا کہا کہ جہتر صاحب سمجھ کر کلام کرو پیدا کرنے والے کو برا نہ کہو فیروزہ نے کہا
کہ وہ ایک جعلساز و مکار ہی سرحد طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن مین آیا اگر
یہ پیدا کرنے والا ہوتا تو ایسا عاجز ہوجاتا ساری مکاریان و دغابازیان ظاہر ہوگئین
اب طلسم کشا کے ہاتھ سے مارا جائیگا ایک دم کی مہلت نہ پائیگا یہ کیسا خداوند ہی کہ اپنے
بندون اُنکے ہاتھ سے دردمند ہی بھاگا بھاگا پھرتا ہی طلسم کشا لوح طلسمی حاصل
کر چلے مرحلہ جات توڑ کر جبدن لشکر کشی کرین گے پھر بھاگ کر کہان جائیگا مغرور نے
کانون مین اُنگلیان دے لین شعلہ خیز سے کہا کہ انکو ہماری صحبت سے رخصت کرو
مجھسے قدرت کی برائیان نہین سُنی جاتین کچھ تو مناسب جانا کہ طلسم ظاہر کو چھوڑ کر
طلسم باطن مین آئے اب طلسم باطن آباد ہوگا رعایا کی پرورش منظور ہوئی
چلے آئے بادشاہ جو یہان کا ہی اُسنے یہ اعزاز و اکرام قدرت کو رکھا ہی سامری
و جمشید و لات و منات پر قدرت اُنکی غالب ہی فیروزہ نے ان باتون کو
سُنکر منھ پھیر لیا ہنس کر کہا کہ مین شراب نہ پیونگا مغرور نے کچھ جواب نہ دیا
فیروزہ رنجیدہ ہوکر صحبت سے اُٹھ آیا فیروزہ تو آکر خدمتگزاری مین بادشاہ کی
مصروف ہوا بعد جانے فیروزہ کے شعلہ خیز نے کہا کہ ای مغرور اگر قدرت کو خبر
ہوئی تو سنگ سیاہ کر دینگے جامۂ انسانیت مین نہ رہو گی اگر انکا دل چاہے جانور
بنا دین جہنم دکھاوین تو کیسی مشکل ہو مغرور نے کہا کہ ای شعلہ خیز مجکو بھی یہی خوف
آتا ہی یہ لوگ دشمن خداوند ہین اپنی سرکشی کے پابند ہین یہ سُنکر شعلہ خیز نے کہا
کہ ای ملکہ مغرور یہان سے بارہ کوس پر ایک صحرا مین صمصام جنگ آزما فروکش
ہی اگر تم کہو تو مین جاکر خبر کرون کہ آکر بادشاہ کو قتل کرے عیار صاحب مجبور و
ناچار ہوسنگے تب قدمون پر گرینگے مغرور نے کہا کہ ای شعلہ خیز مین بھی یہی ڈرتی ہون
کہ شاید قدرت مجھکو جہنم مین داخل کرین ایسے عشق کو آگ لگے کہ قدرت کو برا کہنا پڑے
ہمارے بزرگون نے جو یہ مذہب اختیار کیا کچھ تو بہتر سمجھ لیا ورنہ یونہی دوسی کو چھوڑتے

اور مذہب ہفت پیکر کو اختیار کرتے یہی بہتر ہو کہ بادشاہ اسلام قتل ہون اور یہ عیار
عاجز ہو کر قدمبوسی کرے ورنہ اور کوئی صورت ملنے کی نہین پائی جاتی مگر اے
شعلہ خیز اتنا خیال رکھنا کہ وہ آکر عیار پر دست انداز نہ ہو شعلہ خیز نے کہا کہ کیا
مجال جو عیار پر دست انداز ہوین خود کھکر بچالونگی اگر آپ کے والد طرفداری
کرینگے تو صمصام کے ہاتھ سے مارے جائین گے صمصام وہ پہلوان ہو کہ اس
اقلیم مین کوئی اُسکا مثل نہین یہ آپس مین صلاح کر کے شعلہ خیز کو آمادہ کیا شعلہ خیز
مردانے کپڑے پہن کر طرف لشکر صمصام کے چلی یہان ایک دن بادشاہ جو اُٹھکر
بیٹھے تو کچھ مذہب کا ذکر نکلا بادشاہ نے فرمایا کہ ای سہیل نظر انصاف سے دیکھو
کہ ہفت پیکر ساحر ہو علم شعبدہ سے بخوبی ماہر ہو طلسم ظاہر سے بھاگ کے طلسم
باطن مین آیا سہیل نے کہا کہ حضور یہان کا بادشاہ جو ہو اُسکے دماغ مین غرور بھرا کہ
قصر عجائب مین ہفت پیکر کو اُتارا ہو اور وعدہ کیا ہو کہ مین طلسم کشا سے لوح
چھین لونگا سب ساتھ والون کو گرفتار کر دونگا ہر چند کہ صاحبقران پر سحر تاثیر
نہین کرتا کہ صاحب اسم اعظم ہین مگر ایسی تدبیر کرون کہ مبہوت ہو جائین اسم اعظم
پڑھنا موقوف کرین ملاحظہ عجائب و غرائب مین مصروف رہین ایسی ہی تدبیر واسطے
طلسم کشا کے کرونگا بادشاہ تو فصیحان عرب سے ہین ایسی دلیلین باطل ہوے
مذہب ہفت پیکر کی فرمائین کہ سہیل نے قدمون کو بوسہ دیا کہا غلام ہفت پیکر
پر لعنت کرتا ہو دین خدائے حقیقی قبول کیا بخوبی جان گیا آپ کے فرمانے سے
پیدا کرنے والے کو پہچان گیا یہ تو آپ نے ٹھیک فرمایا کہ ہفت پیکر مرد ساحر
زبردست ہو بادۂ کبر و نخوت سے مست ہو سہیل زمیندار صدق دل سے
مسلمان ہوا اپنے گاؤن کے لوگون کو بھی بلا کر مسلمان کیا روز دس پانچ کو بلاتا اور
بادشاہ کی دلیلین سنواتا ہو وہ لوگ بصدق مسلمان ہوتے ہین دس ہزار آدمی
اُس قریے مین رہتے تھے پانچ ہزار جو صاحبان منصب و جاگیر تھے اُن سبکو سہیل
نے مسلمان کیا وہ رئیس روز خدمت مین بادشاہ کی حاضر ہوا کرتے ہین گھبرا کر

عرض کرتے ہیں کہ کیوں حضور ہم لوگ کیونکر ہمراہ رکاب رہیں بادشاہ فرماتے ہیں
کہ انشاء اللہ میں صحت پاکر چلونگا تم سب کو اپنے ساتھ لونگا اہالی قریہ اس وعدے
پر بہت خوش وخرم ہیں لیکن شعلہ خیز پھرتی پھراتی لشکر میں صمصام جنگ آزما
کے پہونچی صمصام کنارے پر اپنے لشکر کے بیٹھا ہوا چوسر کھیل رہا تھا کہ
دیکھا طرف سے صحرا کے ایک جوان امرد لوگوں سے پوچھتا ہوا آتا ہے کہ پہلوان
دوران وگرشاسپ جہان یعنے صمصام جنگ آزما کہاں تشریف رکھتے ہیں
لوگوں نے کہا کہ وہ سامنے تشریف رکھتے ہیں شعلہ خیز سلام کرکے سامنے آئی
کہا میں کچھ عرض کرونگی صمصام نے پہلو میں جگہ دی سر جھکا کر پوچھا کہ کیا بیان
کرینگی شعلہ خیز نے کان میں صمصام کے کہا کہ آپکے دشمن ہفت پیکر پرستوں
کے رہزن بادشاہ اسلام شاہزادہ سعد بن قباد ہمارے قریے
میں فروکش ہیں آپ کے ہاتھ سے زخمی ہوئے تھے عیار اُنکو لے بھاگا تھا
سہیل زمیندار نے اپنے مکان میں جگہ دی علاج کیا اب صحت پائی ہے
نصف قریہ مسلمان ہوچکا مگر بیٹی اُسکی بڑی پختہ ہفت پیکر پرست ہے
چاہتی ہے کہ بادشاہ قتل ہوں مگر عیار کو اُنکے امان دینا کہ وہ ملکہ کی اطاعت کرے
خدمت میں معزور کی بخدمتگذاری حاضر رہے صمصام نے کہا کہ یہ کیا باعث
شعلہ خیز نے کہا کہ معزور عیار پر عاشق ہے چاہتی ہے کہ میری خدمت کرے جب
اُسکا بادشاہ مارا جائیگا تو ناچار ہوکر حاضر رہیگا اپنی زندگی کو غنیمت جانیگا
صمصام نے کہا کہ کل میں صبح کو آکر قریے کو گھیر لونگا میرے ساتھ دو لاکھ فوج
ہے سارے قریے بھر کو قتل کرڈالونگا عیار کو گرفتار کرونگا مشکیں باندھکر
خدمت میں اُس خیرخواہ دولت کی حاضر کردونگا شعلہ خیز نے بخوبی وعدہ لیا
صمصام نے پختہ طور پر کہا کہ کل صبح قریہ گھرا ہوا ہوگا تم اپنے قصر سے دیکھ لینا
لیکن اپنے قصر کا نشان بتادو کہ اُس طرف ہمارا اسلام نہ جائے ایسا نہ ہو کہ
تمہارا مکان لٹ جائے شعلہ خیز نے نشان بتایا کہ بائیں پر قریے کے ایک

باغ ہی اُس باغ مین ملکہ رہتی ہین اُس باغ کو بچانا اُس طرف تمھارا کوئی ملازم نہ جائے کہ ساکن باغ آرام پائے بلکہ ہم بھی اپنے باغ سے کنیزون کو ساتھ لیکر تیراندازی کرنے چلینگے چند اہل قریہ کو مارلین گے صمصام بہت خوش ہوا کہا کہ ای شعلہ خیز ملکہ مغرور کو اُس قریے کی حکومت دین گے تمکو منتظم کردین گے اور چند قریے بھی اُس قریے کے خراجگذار رہین گے بڑے بڑے راجاؤن کو مغرور کے ماتحت کردونگا اگر وہ قبول کرین تو خاتون محل اپنا قرار دون شعلہ خیز نے کہا کہ ایسی باتین وہان آکے کرنا اگر یہ بات دل مین ہی تو عیار کو بھی ایک نیزہ مار دیا ہم کہدین گے کہ معرکہ مین مارا گیا ملکہ خاموش ہو رہین گی بعد اُسکے مرنے کے تمکو قبول کرینگی اب شعلہ خیز صمصام سے رخصت ہوئی آکے مغرور سے سب حال کہا مغرور بہت خوش ہوئی کہا کہ ای شعلہ خیز بڑا کام کیا ہفت پیکر پرستون مین نام کیا یہان شب کو بادشاہ برائے فرحت قصر پر آکے بیٹھے چونکہ زخم وغیرہ صحیح ہوچلے ہین چند باقی ہین بادشاہ نے فیروزہ سے کہا کہ ای فیروزہ کچھ گاؤ فیروزہ نے جو اپنے مالک کا دماغ تر پایا یہ غزل شروع کی - نظم

اللہ ہووے بلبل ناشاد کی طرف
گلچین جو بولتا ہے تو صیاد کی طرف

برسون سے قدِ یار کا مضمون نہین بندھا
مدت ہوئی گئے نہین شمشاد کی طرف

چلنے ہین کی جو شوق شہادت نے رہبری
گردن جھکائی کوچۂ جلاد کی طرف

ای جذب دل بغل مین سمجھتا ہون یار کو
جاتا ہی دھیان جب تری امداد کی طرف

لایا ہی عشق حسن کا تیرے کشان کشان
آتا تھا کون عالم ایجاد کی طرف

نکلا ہی تیری زلف کا جب سے کہ سلسلہ
آوازے ہین اسیرون کے آزاد کی طرف

سمجھے نہ معصیت کوئی اپنا بتون سے عشق
مد نظر ہے حسن خداداد کی طرف

گردون سے چاہتے ہین یہی ہم گناہ گار
منھ سوے قبلہ آنکھین ہون جلاد کی طرف

طاقت ہی کسکی دیکھے جو رغبت کی آنکھ سے
اُس فتنہ و فساد کے بنیاد کی طرف

عاشق ہین محوِ حسن جو چاہو ستم کرو
کسکا خیال جاتا ہے بیداد کی طرف

بیت الحزن مین میرے جو یوسف کرم کرے | شادی کو بھی گذر ہو غم آباد کی طرف
جوش جنون ہے موسم گل کا ہوا اور شور | سودائی کھینچے جاتے ہین حداد کی طرف
دھوکا دیا ہے دام نے کس گل کی زلف کا | بلبل اشارے کرتی ہے صیاد کی طرف
شیرین بھی چاہتی تو اسے پیرزن تو کیا | خسرو نہ دیکھ سکتا تھا فرہاد کی طرف
آتش یہ وہ زمین ہے کہ جسمین شفیق مرا | سودا ہوا ہے میرے استاد کی طرف

باغ بادشاہ کا تھا ہی شب بھر فیروزہ کا گانا سنا اب وہ وقت آیا ہے کہ نے نواز زرین پوش چنگ زرین ہاتھ مین لیکر عشرت گاہ آسمان چہارم پر آیا سہیل بھی خدمت مین بادشاہ کی حاضر ہو گیا ایک گانون مین غلطہ ہوا دہائی دہائی و فریاد کی صدا ہر طرف سے آنے لگی بادشاہ نے سر اٹھا کے فرمایا کہ ای فیروزہ دریافت تو کرو کہ یہ کیا ہنگامہ ہے فیروزہ صحبت سے اٹھا دوڑا ہوا گیا گھبرایا ہوا آیا عرض کی کہ ای شہریار صمصام جنگ آزما کو کسی نے خبر دی وہ گانون مین آ گیا رعایا کو قتل کر رہا ہے سہیل زمیندار گھبرا کے اٹھا پاسبانون کو اشارہ کیا کہ وہ لوگ جو مسلمان ہو چکے ہین انکو خبر کرو اور سب سے کہو کہ وقت جانبازی ہے صمصام بدانجام برائے گرفتاری شاہ آیا ہے ہم اپنی جان دینے لگے پاسبانون نے دوڑ کے آوازین دین کہ ای اہل اسلام اپنے اپنے مکانو سے نکلو بادشاہ اسلام پر وقت پڑا ہے صمصام جنگ آزما فوج کو لیکر قریہ مین گھس آیا ہے بے گناہون کو قتل کر رہا ہے بادشاہ اور سہیل سوار ہوئے ہین جسکے کان مین یہ آواز پہونچی تلوار لیے ہوے مکان سے نکلا یہان بادشاہ سوار ہوے سہیل زمیندار ساتھ ہے نکلتے ہی جس سے سامنا ہوا اسکو واصل جہنم کیا کئی افسر بادشاہ کے ہاتھ سے مارے گئے کہ ایک طرف سے بلوہ ہوا پانچ ہزار جوان ننگی تلوارین ہاتھ مین لیے ہوے نمایان ہوے بادشاہ کے ساتھ لڑنے لگے بادشاہ نے جو پانچ ہزار جوان آمادۂ حرب و پیکار دیکھے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ بادشاہ جمجاہ

ششم شاہ شاہان فریدون حشم | بہار گلستان کاؤس و جم | ہژبر دمان قاتل کافران

گل نخل بستان صاحبقران + سہیل زمیندار بھی ساتھ بادشاہ جمجاہ کے بجانباز کے
لڑ رہا ہو جسنے سامنا کیا اسکو نیزہ مار دیا یا تلوار کا ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے کئی پہلوان
سہیل نے بھی مارے یہ خبر ہرکاروں نے صمصام کو بھی پہونچائی کہ بادشاہ
پانچ ہزار جوانوں سے جنگ کر رہے ہیں صمصام کینہ اٹھکر اسی طرف چلا بادشاہ
جنگ رستمانہ کرتے ہوے آتے ہیں کہ نعرہ صمصام کی آواز کان میں آئی بادشاہ
نے للکارا کہ او نامرد ازلی ان غریبوں نے کیا لیا تھا کہ جنکو تو نے قتل کیا تو اگر ہیرون
قریہ آکر اُترتا ہر چند کہ فوج تیرے ساتھ بہت تھی مگر مین تنہا تیرے مقابلے مین
آتا جو کچھ گذرتی وہ ظاہر ہوتا صمصام نے ساتھ والوں کو منع کیا کہ غربا کو قتل نہ کرو
فوج والے جم کر کھڑے ہوے صمصام و بادشاہ سے مقابلہ ہوا صمصام نے
نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا بعد
تھوڑی دیر کے بادشاہ نے نیزہ صمصام کا کا نٹھا چھیڑ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے صمصام
کے نکل گیا صمصام نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کہ ای بادشاہ تو نے بڑا غضب کیا کہ نیزہ
میرے ہاتھ سے نکالا کہ کل فوج نے میری دیکھا ہمیشہ سب پر غالب رہا ہون نے
اپنی عملداری مین کسی پہلوان کو رہنے نہین دیا اور جو رہا اُسکو اپنا شاگرد کیا یہ کہکے
بصد کبر و غرور تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے بادشاہ پر ہاتھ مارا بادشاہ نے
تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی چاہا کہ تلوار مار کر پلٹون بادشاہ نے الجھاوے سے
ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تیغہ قمقام کا مار دیا صمصام نے سپر کو چہرے
کی پناہ کیا تلوار جو تڑپ کر گری ایر سپر کے ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری خود
کو کاٹا سر اس کلہ اور جبڑے کو کاٹا تا بہ جگرگاہ پہونچی لاشہ جو صمصام جنگ آزما
کا گینڈے سے گرا گینڈا تو ایک جانب بھاگا فوج والوں نے جو افسر کو مردہ دیکھا
لینا لینا کہکر بادشاہ پر آپڑے بادشاہ اُن ہی پانچ ہزار جوانوں سے دولا کھہ کچھ
جا پڑے گنواروں کا بلوہ ہی لٹھ چل رہا ہو جسپر لٹھ مارا تلوار اُسکی ٹوٹی سر پھٹے
گھوڑے سے گرا اس طرح ہمراہیان صمصام پامال ہونے لگے مثل مشہور ہے

کہ لشکر بے امیر تکیہ بے فقیر فقیر بے پیر ترکش بے تیر کس کام کا چاہتے ہین بادشاہ
کو گرفتار کرلین بادشاہ ننگا نہ کڑ رہے ہین جو قریب آیا مارا گیا قلب فوج مین آکر
لڑ رہے ہین ہزار ہا افسرون کو تاک تاک کر مارا جب افسر مارے گئے پانچ ہزار
گنوارون نے دس بارہ ہزار جوان مار کر ڈال دیے لاشے زمین پر تڑپ رہے تھے
دریاے خون جاری ہوا آخر کار چند افسر رومال سے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے عرض کی
کہ اے شہریار ہم جنگ سے عاجز ہوے امیدوار ہین کہ دامن مین پناہ دیجیے
آپ کے زیر سایۂ دامن دولت ہم لوگ بھی بسر کرین بادشاہ نے تلوار روکی ساتھ والون
کو منع کیا لاکھ سوار و پیدل بصدق دائرۂ اسلام مین آئے سہیل کسقدر خوش
ہے کہ پھولون نہین سماتا بادشاہ نے فرمایا کہ صمصام کے بیشے مین نامہ پہونچے
کہ خراج ہمارے پاس آئے اور جو خراج دینا نہ منظور کرے وہ آمادۂ حرب و پیکار
رہے بادشاہ نامہ لکھ رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ سقناطیس و نوبہار و شکیبا
و گلگونہ و جمشید یہ سحر طراز و نیرنگ جادو و شمس فلک ہفت پیکر چونکہ
بادشاہ کا زخمی ہونا سُنا تھا تلاش کرتے ہوے آکر پہونچے بادشاہ کو سریر
جہانبانی پر پایا سب نے قدمبوسی کی بیشۂ صمصام مین ناکام پہلوان کہ صمصام
کی طرف سے حاکم تھا وہ حال سنتے ہی کانپ گیا خراج خدمت مین بادشاہ کی
بھیجا جواب لکھا کہ مین تابعدار ہون بدون قدمبوسی بصدق مسلمان ہوا بادشاہ
نے کل سرحد کا حاکم سہیل زمیندار کو کیا فرمایا کہ ہمنے تمکو بادشاہ بنایا سہیل
نے عرض کی کہ مین حضور کے ساتھ رہونگا میری یہی سلطنت ہے کہ زیارت سے
ہمیشہ مشرف رہون بادشاہ نے اسکے بھائی کو حاکم کیا سلطنت بنام سہیل
زمیندار قائم رہی ایک ہفتے مین بادشاہ جمجاہ نے اس اقلیم کی تسخیر کی جابجا
حاکم مقرر کیے خراج و باج مقرر کرکے شمس سے کہا کہ اے برادر اب ہم چاہتے ہین
کہ اپنے کو مقابلۂ ہفت پیکر مین پہونچائین شمس نے عرض کی کہ غلام کو بھی یہی
خواہش ہے کہ حضور کے ساتھ کدوکاوش کرے مگر تا بہ ہفت پیکر پہونچنا بہت دشوار ہے

ان لشکر کشی قصر عجائب مین کر رہا ہی کیا عجب ہو کہ طلسم کشا پر لشکر کشی کرے یہ
سولت و جلالت طلسم کشا کی ہو کہ مقابلے مین ہفت پیکر کے جائین اور اوس سے
مقابلہ کرین حضور یہان سے کوچ کرین شاید آپ ہی کے مقابلے مین ہفت پیکر
آئے نگر یہ غلام بخوبی بہ زور علم کہانت دریافت کر چکا ہو کہ ہفت پیکر کا مقابلہ
طلسم کشا ہی سے پڑیگا وقت پر آکے لڑیگا آیندہ جو مناسب ہو بادشاہ نے
ایک لاکھ پانچ ہزار کا لشکر و ساحران مذکور کو اپنے ساتھ لیکر طرف ہفت پیکر کے
کوچ کیا اس جلد کو حقیر اسی مقام پر تمام کرتا ہو آیندہ جلد سوم مین تحریر کرونگا
بادشاہ کوچ کرکے قریۂ سہیل سے چلتے ہین دیکھیے کہان پہونچین۔

تقریظ چکیدۂ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین تخلص سہیل فرزند دلبند مصنف کتاب ہذا

بعد حمد کبریا و نعت اشرف انبیا و منقبت جناب حیدر کرار غیر فرار یہ حقیر سراپا
تقصیر کج مج زبان زلہ رباے خوان نعمت شاعران خدمت ناظرین والا تمکین
مین عرض رسا ہو کہ جناب قبلہ و کعبہ نے اس جلد دوم کو عجائب و غرائب سے
بھر دیا ہی وہ وہ داستانین لکھین کہ ناظرین والا تمکین پڑھکر نہایت خوش
ہونگے اور تیسری جلد مین جو کچھ قبلہ و کعبہ نے تجویز کیا ہی عرض نہین کر سکتا مقابلہ
ہفت پیکر اس عجائب و غرائب سے ہو کہ ناظرین عجائب و غرائب ہوشربا
کو فراموش کرین ماشاء اللہ کیا جودت طبع ہو کہ بعد طلسم ہوش ربا قلم اٹھایا
فتنۂ نور افشان تین جلدون مین ایسا لکھا کہ ناظرین پر واضح ہوا ہوگا عیاریان
بے نظیر لڑائیان با توقیر اسکے بعد اس کتاب کو جلد اول سے سلسل فرمایا ہے
جو داستان لکھی نایاب زمانہ بے سنا ہوا فسانہ عشق نئے طور کے مقابلے جرأت
و جلالت سے بھرے ہوے میری زبان نہین کہ مین اس کتاب کے اوصاف لکھون

میرے قبلہ وکعبہ ہیں ہر چند کہ برائی کو بھی بھلائی جانونگا مگر یہ چند فقرات میرے
ناظرین پر بروقت ملاحظہ اثر پذیر ہونگے آپ حضرات خود داد دینگے

تاریخ طبعزاد مصنف کتاب در صنعت توشیح اگر از ہر مصرع یک یک حرف بگیرند تاریخ سنہ حال ہجری پیدا گردد

مجھے ساقیا جام عشرت پلا
خدا نے عجب فخر مجکو دیا
ہے اپنے دستور کا بھی خیال
جو لکھوں زبان صاف ہو باتمیز
قمر جلد ثالث بھی تحریر ہو

شراب مصفا کا دورہ ہوا
کہ جلد دوم کا بھی سامان ہوا
نہ ہو ناظرین کو بھی ہرگز ملال
اُسے اہل بینش کرینگے عزیز
اُسی طور کی صاف تقریر ہو

الحمد للہ کہ جلد دوم طلسم ہفت پیکر نول کشور پریس میں بماہ اپریل ۱۹۱۵ء طبع ہوئی

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
طلسم فتنہ نور افشان ۔ جلد اول	سے ر	۵ ۔ جلد مطلع الانوار	سے ر پ
” جلد دوم	۸ سے ر	۶ ۔ جلد خزینۃ الاسرار	صہ ر پ
” جلد سوم	للعہ ر	۷ ۔ جلد نور الانوار یعنی ترجمہ خورشید نامہ	صہ ر پ
لعل نامہ ۔ جلد اول دفتر ہشتم	۳ عہ ر	۸ ۔ جلد مشرق الانوار ترجمہ خورشید نامہ	صہ ر
ایضاً جلد دوم	۱۲ عہ ر	۹ ۔ جلد تفریح الاحرار ترجمہ معز الدین نامہ	۸ سے ر
طلسم ہفت پیکر ۔ جلد اول	۸ عہ ر پ	داستان امیر حمزہ باتصویر ۔ ہر چہار دفتر	
” جلد دوم	۱۲ عہ ر	مسلسل ہندسہ ترجمہ مولوی عبد اللہ ء	
” جلد سوم	سے پ	نظر ثانی مولوی تصدق حسین	عہ ر
طلسم نوخیز جمشیدی ۔ جلد اول	۸ عہ ر پ	الف لیلہ باتصویر ۔ دو کالم مین مشہور افسانہ	
” جلد دوم	۸ عہ ر پ	ایک ہزار و ایک رات کا عربی مین تھا اسکا	
” جلد سوم	۶ عہ ر پ	ترجمہ اُردو مین بعبارت دلچسپ مرغوب عالم	
طلسم خیال سکندری ۔ جلد اول	۶ عہ ر	سیجانب مطبع اودھ اخبار منشی طوطا رام شایان	
” جلد دوم	۴ عہ ر	مرحوم نے کیا اور بہ مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علی	
” جلد سوم	۴ عہ ر	خان صاحب متخلص بہ حامد مع تصاویر طبع ہوا	عہ ر
طلسم زعفران زار ۔ جلد اول	۱۲ عہ ر	فسانہ عجائب جلی قلم باتصویر بعبارت	
” جلد دوم	۸ عہ ر	رنگین و تمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور	۹ ر
ترجمہ بوستان خیال حسب تفصیل ذیل		الف لیلہ باتصویر ۔ کامل ۔ ہر چہار جلد	
مصنفہ محمد تقی خان ۔ خیال دہلوی		یکجائی کی ترجمہ مولانا محمد حامد علی خان صاحب	۱۴ ر
۱ ۔ جلد مہدی نامہ	للعہ پ	قصہ سندباد جہازی ۔ ماخوذ از قصہ الف لیلہ	۲ ر
۲ ۔ جلد ۔ دوحۃ الابصار موسوم بہ معز الدین نامہ	للعہ پ	کامروپ کا جادو اُردو ۔	۲ ر پ
۳ ۔ جلد ۔ ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ	۴ سے ر	جادوئے تسخیر ۔ قصہ دلچسپ از نواب حیدر علی خان	۴ عہ ر
۴ ۔ جلد شمس النہار یعنی ترجمہ خورشید نامہ	للعہ ر	فسانہ عجائب جلی قلم باتصویر ۔ کاغذ سفید	۹ ر پ

نام کتاب	قیمت
فسانہ عجائب متوسط قلم - از مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم	۶/-
ایضاً - بلا تصویر خفی قلم حسب مراتب بالا	۳/
سروش سخن با تصویر - بجواب فسانہ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی	۵ر۳ ما
ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا	۴ر۳ ما
طلسم حیرت - افسانہ دلچسپ از منشی جعفر علی تخلص شیون	۵/
باغ و بہار - معروف بہ قصہ چہار درویش با تصویر -	۳/
ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا	۳/
طلسم فصاحت - قصہ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ مرحوم	۹/
آرائش محفل - قصہ حاتم طائی با تصویر از سید حیدر بخش	۲ر۶ ما
ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا	۵/
مقتول جفا - معروف بہ فسانہ غم آمود از حافظ امیر الدین -	۱ر۶ ما
نوطرز مرصع - از محمد عوض	۱ر۶ ما
بستان حکمت - اردو ترجمہ انوار سہیلی مترجمہ فقیر محمد خان	عہ/
سیراب باغ - از میر محمد علی تلق مرحوم و مغفور	۳ر۶ ما

نام کتاب	قیمت
فسانہ دلپذیر - مصنفہ منشی احمد علی خان نائب دلچسپ فصیح و بلیغ کلام مرصع رزم بزم دونوں عمدہ -	۸/
فسانہ جمیل - مترجمہ منشی حامد حسین	۴/
قصہ سیاہ پوش - از عنایت اللہ تخلص قیس	۶ ما
فسانہ معقول - از سید غلام حیدر خان بہادر	۸ر۳ ما
فسانہ دلفریب - از منشی فدا علی عیش عرف اچھے صاف	۵/
قصہ زاہد شمسی - مصنفہ شیخ برہان الدین احمد	۱/
سنگاسن بتیسی	۳ر۶ ما
ناٹک نل دمنتی - مولفہ منشی بنایک پرشاد	۲ر۹ ما
قصہ موتی و نیولہ	۹ ما
بیتال پچیسی با تصویر - قصہ مشہور	۳/
گل بکاؤلی - از منشی نہال چند	۳/
طوطا کہانی با تصویر - مصنفہ سید حیدر بخش متخلص بہ حیدر	۲ر۶ ما
قصہ گل صنوبر - از منشی پیم چند	۱ر۶ ما
ایک روسی زمیندار کا قصہ - مترجمہ مسٹر ہنری فانشوم صاحب	۵/
نورتن - قصہ مشہور از محمد بخش صاحب مہجور	۸ر۹ ما
قصہ اگر گل - قصہ مشہور	۲/
سیر مقبول - از سید غلام حیدر خان بہادر	۹/